بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل عدو نمونہ سحر بابل فلک عربی بکالفخر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد سوم

مصنفہ منشاء عزادک خیال شاعر شیرین مقال مداح رسول الثقلین مخزن علم و ہنر منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ)

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین ان مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور جس کو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ بسوط داستان تصنیف کی اور امراو سلاطین کے درباروں مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شی نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی۔	
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول۔	عہ/ ب
۲۔ 〃 〃 جلد دوم	عہ/ ب
۳۔ ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ/ ب
۴۔ ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	عہ/ ب
۵۔ کوچک باختر۔ دفتر دوم	عہ/ ب
۶۔ بالا باختر۔ دفتر سوم	عہ/ ب
۷۔ ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم	عہ/ ب
۸۔ 〃 〃 جلد دوم	عہ/ ب
۹۔ طلسم ہوشربا۔ جلد اول۔ دفتر پنجم۔	عہ/ ب
۱۰۔ 〃 〃 جلد دوم۔ 〃	عہ/
۱۱ 〃 〃 جلد سوم 〃	عہ/
۱۲۔ 〃 〃 جلد چہارم 〃	سے/
۱۳۔ جلد پنجم کا حصہ اول۔ دفتر پنجم۔	عہ/ ۱۲/
۱۴۔ 〃 〃 حصہ دوم۔ 〃	عہ/ ۱۲/
۱۵۔ 〃 〃 جلد ششم 〃	سے/ ۸/
۱۶ 〃 〃 جلد ہفتم 〃	سے/
۱۷۔ بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول۔	عہ/ ۱۲/ ب
۱۸۔ 〃 〃 حصہ دوم	عہ/ ب
۱۹۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	عہ/ ب
۲۰۔ تورجنامہ جلد اول دفتر ہفتم۔	سے/ ب
۲۱۔ تورجنامہ جلد دوم۔	صہ/ ب
۲۲۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عہ/ ۲/ ب

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نورسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد سوم

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
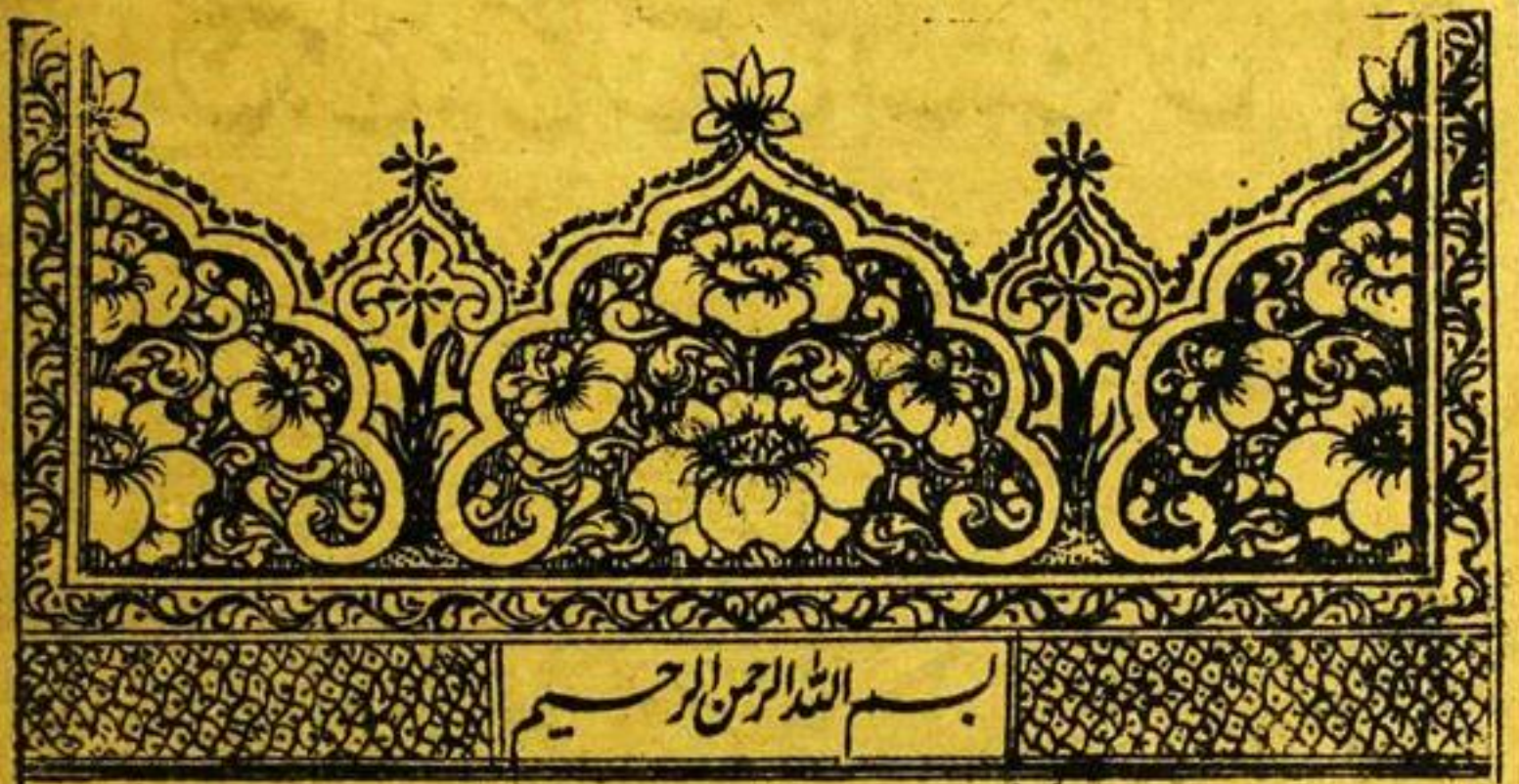
حمد خالق یکتا مالک ہر دوسرا بندہ نواز کارساز خاک کے پتلے کو یہ اختیار دیا کہ کیا کیا نعمتیں پائین کیا کیا دعوی کرتا ہی صرف موت سے ناچار ہوا ہر شی کو اپنا مطیع کیا مرتبہ اپنا رفیع سمجھا کارسازی اُس خالق کی طریقۂ دنیا سے ظاہر ہی ہر ایک اہل معرفت بخوبی ماہر ہی کہ اس خالق نے خاک کے پتلے کو کیا کیا نعمتیں مرحمت فرمائین سبحان اللہ کوئی شاعر ہی علم عروض و قافیہ سے بخوبی ماہر ہی کیا کیا شعر کہتا ہی اپنے کمال مین خود مغرور و متکبر رہتا ہی بقول شاعر خوش فکر

نظم

ہر چہ خواہی وہر کرا خواہی
جان کہ او را بماند اندکس
تو توانیش باز کردن خاک
گل برآری ز گل بجلوہ گری
ہم بہاری وہم بہارائی

گر بجان زندگیست حیوانرا
رائیگانش دہی بمور و مگس
خاک را آدمی توانی کرد
ہم برآری وہم فرو دبری
گوہر اندر صدف بہ بند کنی

تو توانی کہ بخشی از شاہی
زندگانی تو میدہی جانرا
تو نگاری ز خاک صورت پاک
آدمی نیز خاک دانی کرد
سمن آری ز خاک صحرائی
پس برآری و ارجمند کنی

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنے حبیب

ربّ العزت یعنی جناب ختمی مرتبت

سُبحان اللہ زہے مراتب وجاہ و خہے عطیۂ رب ذیجاہ کہ ایسا پیغمبر ہمکو عطا فرمایا جسنے اپنا علم ہدایت بلند کیا ملل وادیان سابقہ باطل کیے کیا کیا شرف بعنایت رب اکبر حاصل کیئے ایسا حبیب رب العزت کہ جسکو پروردگار نے اپنا معشوق گردانا ایک صاحب معرفت کیا خوب کہتا ہی اُس صاحب معرفت کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوا صاحب معرفت کی چندے خدمت کی ایک دن خدمت گزار نے صاحب معرفت سے کہا میرے واسطے خدا سے دعا کیجئے صاحب معرفت نے ہنس کر کہا کہ خدا سے بوسیلہ حبیب خدا دعا کرنا چاہئے اشرف انبیا کا گھر پہ خدا کے قبضہ ہی لواسہ عاشق پروردگار نانا معشوق کردگار نواسے نے مرتبہ عشق کو تمام کیا معشوق پہ مرتبۂ شفاعت کا اختتام ہوا

نظم

ذات او خلق را کلید نجات	ہم حیات جہان ہم آب حیات	اوست جانی کہ قالبش یقین
جان روح اسدست روح امین	ختم پیغمبران و یار خداے	گمرہان را بصدق راہنماے
ہدایت دلیل بیدینان	بشفاعت پناہِ مسکینان	درجہان گیری از زبر تا زیر
ہم زبانش درشت ہم شمشیر	بر سر یہ فلک بہجت سیر	لاے لولاک دورباش حریر

منقبت حیدر کرار وصی بلافصل احمد مختار

ایسے نبی کو خدا نے کیسا وصی مطلق عطا فرمایا صاحب جود و سخا جری و بہادر و یکتا دست زبردست کبریا شوہر صدیقۂ کبرا والد سبطین برادر رسول الثقلین قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور جناب حیدر صفدر کہ جنکا مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی خارستان دنیا اُنکے فیض قدوم سے رشک گلستان ہو گیا بیر العلمین کو دو پڑے تین دن برابر جنون سے لڑے یوسف اشرف انبیا تیسرے دن چاہ سے پانی لیکر نکلے بقول شاعر

نظم

بعد احمد شرع کی مسند ہی جاے مرتضےٰ	انتہاے مصطفےٰ ہی ابتداے مرتضےٰ
مسند شاہی سے بہتر بوریاے مرتضےٰ	بادشاہ ہفت کشور ہی گداے مرتضےٰ
گلشن ایجاد ہی دار القضاے مرتضےٰ	ہل نہین سکتا ہی پتا بے رضاے مرتضےٰ

نور ایمان سے منور دونون آنکھین ہین مری
ایک جا ہے مصطفےٰ ہی ایک جا ہے مرتضےٰ

راہ حق مین اول منزل پڑا حضرت کا پانون
بطن مادر سے خدا کے گھر مین آئے مرتضےٰ

مد بسم اللہ کیون عنوان ہر مصحف نہ ہو
ہی یہ محراب درِ دولت سرا ہے مرتضےٰ

روشنی انکھوںمین قوت بازو ونمین سرمین عقل
تن مین جان دلمین سویداے ولاے مرتضےٰ

کشتی سائل ہی لبریز گہر مثل صدف
جس جگہ ہی موج زن بحر سخاے مرتضےٰ

ہو اگر تکلیف کی صورت نہ گھبرا ای آسیر
دیکھتا ہی دیدۂ عین عطاے مرتضےٰ

ان بزرگون کی صفت وثنا کرنا حد سے اپنی گذرنا ہی ایک روایت حقیر کو یاد آئی
جبکہ جناب اشرف انبیا بطلب ربِ دوسرا سمت معراج تشریف لے چلے اور آسمان
اول پر بعد کروفر پہونچے **نظم قمر**

اس طرح اب زبانِ قلم ہی گہر فشان
معراج کو گئے جو شہنشاہِ دوجہان

پربار دیکھے اونٹ کہ اک سمت ہین روان
فرمایا جبرئیل سے مجھپر کرو عیان

معلوم حال ہوئے یہ دل مین امید ہی
یہ کس طرف کو جاتے ہین کیا انمین بھید ہی

جبرئیل نے رسول جلیل سے عرض کیا کہ یا حضرت مین نہین جانتا کہ ان اونٹون پر
کیا بار ہی جو جانتا ہون وہ ظاہر کیے دیتا ہون **فرد** جب سے خدا کے حکم سے پیدا ہوا ہون مین
اونٹون کی یہ قطار یونہین دیکھتا ہون مین + جبرئیل کو حکم رب العزت ہوا کہ ای
جبرئیل ایک اونٹ کو قطار سے الگ کرکے اُسکو کھولو جو ایک مین ہی وہی سب مین
بھرا ہوا ہی حال کھل جائیگا دل ترددِ منزل تسکین پائیگا جبرئیل نے ایک شتر قطار سے
الگ کیا بار کھولکر پیغمبر کو ملاحظہ کرایا دیکھا کتابین بھری ہوئی ہین اُن کتابون کو
جو کھولا ملاحظہ فرمایا **نظم قمر** احوال علم وفضل شہ قلعہ گیر ہی + بالکل ثنا ومدح جناب امیر
ہی + حکم ہوا کہ ای حبیب میرے تا روز قیامت یہ قطار یونہی جاری رہیگی فضائل جناب
حیدر کرار کون تحریر کرسکتا ہی مرتبہ علی کا اعلیٰ ہی پروردگار عالم خود اُنکی مدح کرتا ہی
حدیث شریف ہی کہ ذکر علی ابن ابیطالب عبادت ہی بہر نوع عنان سمند قلم پھیرتا ہون
اور اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتا ہون۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان شروع جلد سوم اوفی کر جہانگیر والاتدبیر
کہ جلد اول میں ذکر کیا تھا کہ شاہزادہ سفاک تیرہ درون کو مار کر مع
ماہ رخسار ساحرہ سفر میں ہیں ہامان صحرانورد پہلوان اٹالہ بارگاہ
جہانگیر کا لیکر چلا ہی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
ترے نام سے میں تو بدنام ہوں
کہ ہو جائے عبرت پئے دنیائے دوں
کہ ہو دور آخر یہ رنج و ملال
کبھی برق لامع کی چمک ہوئی
کہ آئینہ ساں صاف حیران کیا
قسم مجکو مجنون دل ریش کی
تو لیلی کو اک طرفہ سودا ہوا
نہ لیلی کو پایا تو پھر تھم گیا
وہ عارض چہ تھے گل ہو کے زرد زرد
نہ محروم ہوں بلکہ موصول ہیں
تو حیران تھے سب یہ کیسر جاؤ
چمن میں بھی آرام پایا نہیں
اُڑا صاف حیرت سے رنگ چمن
اُسے رنج فرقت سے سودا ہوا
کھلے ایک دن زندگی میں نصیب
لکھوں داستان جلالت نشان

کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عیش
بس اے ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور میں آہ محروم ہوں
کہ اٹھا ہے ابر سیہ جابجا
نئے چشم بینا یہ عینک ہوئی
تری زلف پیچاں کی مجکو قسم
کہ لیلی کو کیا کیا نہ کاہش ہوئی
ادھر قیس مجنون و خستہ خراب
مٹا عیش محزون و پر غم گیا
مرے ساقی مہرباں جلد آ
کہ باغ جہاں میں نیا پھول ہوں
کھلا حال اک عاشق زار ہے
فلک رنگ وصلت جماتا نہیں
یہی وقت ہے آکے کر دلبری
مجھے خواہش وصل ہے برملا
ترے وصل کی آرزو دل میں ہے
کہ ہوتا ہے پھر طبع کا امتحان

ترا دور ہے اور میں ناکام ہوں
پلا جام صہبائے لطف و عطا
پلا آج جام شراب وصال
دکھاتی ہے کیا لطف کالی گھٹا
ترے ہجر نے مجکو بیجان کیا
ترے روئے تاباں کی مجکو قسم
نہ پایا مگر نجد میں جب پتا
گیا در پہ لیلی کے روتا شتاب
ہوا نجد میں جاکے صحرانورد
مجھے جام وصل صنم پھر پلا
کیا بلبلوں نے جو آکر جماؤ
کہ وہ زیست سے اپنی بیزار ہے
ہوئیں بلبلیں دیکھ کر نعرہ زن
کہ ہو قیس مجنون سے بھی ہمسری
یہی آرزو ہے کہ میرے حبیب
یہ لیلی ہمیشہ سے محل میں ہے
چہرہ نمایاں قلعۂ شوکت

ولیاقت و نیرنگ سازان میدان شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین
شعر مصنف فصاحت شعاران فرخندہ پے + نگارندہ مضمون مینا و مے + جلد اول مین تحریر
کیا تھا کہ شاہزادہ **جہانگیر** مع **ماہ رخسار** ساحرہ عازم سفر ہین **ہامان صحرانورد** پہلوان اٹھائے
بارگاہ **جہانگیر** کا لیکر چلا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا **ماہ رخسار** اپر سے اُتری
بارگاہ **جہانگیر** استادہ ہو رہی ہے **ماہ رخسار** گلچینی گلشن جمال **جہانگیر** مین مصروف
ہے **چابک** بارگاہ استادہ کر رہا ہے کہ ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ اہل لشکر کے مُنھ
جھلس گئے فریاد والامان کی صدا بلند ہوی **ماہ رخسار** نے جو دیکھا کہ ہوا گرم چل رہی ہے
ایک ہار بیلے کا گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینکا وہ ہار جا کر آسمان پر ٹوٹا برابر پھول
برسنے لگے غنچے چٹکے درختون مین پھول ظاہر ہوئے پتے سبز شاخین پُرخم خنجر برہنہ معلوم
ہوتی ہین عندلیبان خوشنوا اپنے پہلوے گل مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گاتی **نظم**

دو ٹکڑے کرکے چلے کہین تیغ دوسری کی چوٹ ۔ سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان ۔ پتھر کی چوٹ ہے مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اُسکو ہوگا سنکے مری آہ دردناک ۔ جس دل نے کھائی ہوویگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے ۔ کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر ۔ پیدا کیا ہے ہمنے بھی شمس و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین کافر جگہ نہ دے ۔ پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہے آہ سرد سے یون اپنے دلمین درد ۔ پُروا ہوا مین دُکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ
مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے ۔ دنیا قمار خانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ
بدتر نہین ہے غم غم فرزند سے کوئی ۔ دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا نہ ہو مشتاق وصل کو ۔ اسکے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین ۔ **آتش** بجھا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

صحرا سارا یا تو خشک پڑا تھا یا سحر سے **ماہ رخسار** کے سرسبز و شاداب ہوا ہر پھول
بیتاب ہوا یکایک اُسی جوش بہار مین پھولون نے آنکھین نکالین غنچے چٹکنے لگے جوانان

چمن اکڑے شاخون نے رعنائی دکھائی نرگس شہلا کی نگاہ سے جو نگاہ ماہ رخسار کی ملی
بیقرار ہوکر طرف نرگس شہلا کے دوڑی آکر درخت سے لپٹ گئی عارض اپنا پھول پر
ملنے لگی ماہ رخسار کے ساتھ جو کنیزین ہین اُن سبنے آکر گھیرا کہتی تھین کہ واری یہ کیا
حرکت خلاف ہی ماہ رخسار کہتی تھی کہ میرے پاس سے ہٹو مجھے نرگس شہلا سے
آنکھین لڑانے دو یہ کہتے ہی تھرائی غش کھاکے گری بیہوش ہوگئی کنیزین ماہ رخسار
کو گھیرے ہین اور چاہتی ہین کہ ہوشیار کرین ماہ رخسار ہوشیار نہین ہوتی جب
ماہ رخسار کا یہ حال ہوا اب لشکر والے بھی گر گر بیہوش ہونے لگے جہانگیر ایک
جانب دوڑے چابک پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای شہریار خیر تو ہی آپ کہان جاتے ہین
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا دوڑ کر اُس صحرا سے نکل گئے چابک نے دور سے دیکھا
وسط جنگل مین ایک باغ بنا ہی اُسکے دروازے پر کئی سو کنیزین جوان جوان گلعذار
ماہ رخسار آپس مین چہلین کر رہی ہین چابک ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا
جہانگیر کی آنکھین اُبلی ہوئین چہرہ سُرخ کف منھ سے جاری تیغے کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا
سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر کنیزون کے سامنے اس حال سے پہونچے اُن سب کی
نگاہ جمال ہمشیان پر پڑی اشارون سے بلانے لگین ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ہی اُسنے
کہا کہ ہمارے سحر کی ملکہ کو خبر کرو کہ ہمارے سحر کو ملاحظہ فرمایئے ایک خواص اندر باغ کے
گئی واضح ہو کہ ملکہ رنگین قمر طلعت اس حوالی کی حاکم ہی کنیزین اُسکی دروازے پر
باغ کے حاضر تھین کنیزون نے جو لشکر کا ہنگامہ دیکھا جوانی کے جوش مین سحر کیا کہ
ماہ رخسار وغیرہ کا یہ حال ہوا پھر کنیزون نے پکار کر آواز دی مالک جو اس
لشکر کا ہی وہ ہمارے سامنے آئے اب جہانگیر والا تبار جو سامنے پہونچے ایک ایک نے
پسند کیا مگر وہ جو دوڑی ہوئی گئی تھی اُسنے جاکر ملکہ رنگین سے اطلاع کی کہ ای ملکہ عالم
ہم دروازے پر باغ کے کھڑے تھے ایک لشکر آکر اُترا آپ کی لونڈیون نے سحر کیا جھونکا ہوا
گرم کا چلا اس لشکر مین کوئی ساحرہ تھی اُسنے ہمارے سحر کو مٹایا ہمکو عجائب و غرائب
دکھایا آپ کی کنیزون نے رنگ مین اسی سحر کے اپنا رنگ جمایا اثر اس لشکر کا بیقرار و

بہوت قریب باغ ٹہل رہا ہی اگر حکم دیجیے اُسے باغ مین بلائین رنگین نے ہنس کر کہا
کہ او شفتالو کسی کو ستانے سے کیا فائدہ آخر وہ شخص کون ہی کنیزون نے کہا کہ اب تو
لونڈیون نے یہ شعبدہ کیا رنگین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی طرف دروازہ
باغ کے چلی در باغ کے پٹ پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی جہانگیر درختون کی آڑ سے
تنتے ہوے سامنے آئے جمال جہان آرائے جہانگیر پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شیر بیشہ
جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہی چہرۂ آفتاب عالمتاب یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ حال
ولادت باسعادت اس شیر کا یون ظاہر کر چکا ہون کہ ریحانہ پری دختر فغفور چینی
کہ مالک طلسم گلشن سلیمانی تھی بموجب تحریر دفتر طہران لقا بھاگ کر قاف مین پہونچا
وہان عجائب و غرائب زیادہ تھے نیرم سوسن پرست وہان کا حاکم نہایت جری و
بہادر تھا عجب عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہونچے نیرم نے قلعے سے نکل کے
عادی کو زخمی کیا بارگاہ کو چھین لیا صاحبقران عالیشان یہ خبر سنکر آئے ہاتھ سے
نیرم کے زخمی ہوے زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا ایک بیشے مین لیجا کر مرکب نے
صاحبقران کو پشت سے اپنی گرایا قضائے کار ریحانہ پری واسطے شکار کے اُس
صحرا مین آئین صاحبقران زمان کو عاشق ہو کر اُٹھا لے گئین فغفور چینی کی مدد
سے صاحبقران نے اُس طلسم کو فتح کیا اُسی ریحانہ پری کے بطن سے شاہزادہ
جہانگیر پیدا ہوتے ہین اور بطن سے وزیرزادی کے کہ گلرنگ پری اُسکا نام ہی
اُسکے بطن سے چابک پیدا ہوا چابک چھپا ہوا دیکھ رہا ہی جمال جہانگیر کا کیا کہنا
بطن پریزاد و صلب صاحبقران زمان رنگین قمر طلعت کی جو نگاہ جمال جہتیاں
جہانگیر پر پڑی مثل بید کانپنے پسینے پسینے ہو گئی آخر صبر نہ ہو سکا تھرا کر گری بیہوش ہو گئی
کنیزون نے جو ملکہ کا یہ حال دیکھا گرد آگئین گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا ملکہ نے
آنکھ کھولی کہا کہ اس جوان کو آنے دو تم کمبختون کے سحر مین دیوانہ وار و وحشی مثال
پھر رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی نالے گھولے مین گر پڑے دشمنون کی جان جائے کنیزون نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اس طرف آئیے جہانگیر تو رشتۂ خام سحر مین پھنسے ہی مین

دوڑ کر اسی جانب آئے جب دروازے پر باغ کے پہونچے تب کنیزون نے سحر اُتار جہانگیر نے ہوش مین آکر اپنے کو در باغ پر پایا سامنے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا۔ نظم

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن　　جوانی کی راتین مرادون کے دن
جبین مطلع صبح ایجاد حسن　　بھنوین دستباز دوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین　　قیامت نہان گوشۂ چشم مین

سراپا درست نازنین چالاک وچست بہ نگاہ غور جہانگیر کو دیکھ رہی ہے جہانگیر کی جو ہوش مین آکر نگاہ پڑی مثل بید کانپنے۔ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا لہرا کر گرے بیہوش ہوگئے عارض جو غبار آلود ہوے رنگین سے ضبط نہو سکا آہ کر کے بیٹھ گئی سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے بہنے لگے بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا۔ جہانگیر نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچا پایا گھبرا کر اٹھ بیٹھے کنیزین کچھ منتشر ہین کچھ گرد کھڑی ہین جا بک نے جو کنیزون کو منتشر پایا ایک کنیز کی شکل بنکر تیار ہوا مجمع مین آکر ملا جہانگیر کا ہاتھ تھام لیا ملکہ رنگین کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین چلیے در باغ پر کھڑے رہنا باعث ننگ ہے ملکہ سر جھکائے اٹھین جہانگیر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا خرامان خرامان باغ کی سیر دیکھتے ہوے چلے دیکھا کہ باغ پر جوش بہار ہے خوش ومحظوظ ہر گلبار ہے آگے آتے بارہ دری مین پہونچے اور آکر دونون مسند پر بیٹھے کنیزون نے جام وصراحی حاضر کیا جا بک بشکل لالہ رو بنا ہوا سامنے آکر بیٹھا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکۂ عالم لشکر شاہزادے کا اسی طرح حیران و پریشان ہے انکو تو صحت دیجیے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لشکر جہانگیر سے سحر اُتارا ماہ رخسار اپنے مقام سے اٹھی کہتی تھی کہ میرا کیا حال تھا کنیزون نے عرض کی کہ حضور یکایک گھبرا کر زیر شجر نرگس آکر گرین سارا لشکر بیہوش ہوگیا آپ کے ہوشیار ہوتے ہی ابھی سب کو ہوش آیا وہ سب حیران ہو رہے ہین کہ یہ کیا باعث تھا کہ پہلے ہواے گرم چلی پھر سامان موسم بہار ہوا جوش بہار کو دیکھ کر سب بیہوش ہوگئے

تمام لشکر مین تلاش کیا چابک و جہانگیر کو نہ پایا ماہ رخسار نے سوچ کر کہا کہ یہ کسی کے سحر کا باعث تھا کسی نے ہم لوگون پر امتحان کیا شاہزادے کو کھینچ لیا نہین معلوم شاہزادہ کہان گیا شاگردان چابک نے کہا کہ ہم براے تلاش جائین ماہ رخسار نے کہا کہ یہ مقدمہ سحر ہے تم لوگ جا کر کیا کروگے مین تلاش کو اُس گوہر بے بہا کے صاحبقرانی کے نکلتی ہون اگر پا گئی تو فبہا نہ پایا تو جان دونگی یا تلاش کرونگی یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی تلاش مین۔ جہانگیر کی چلی لشکر اسی صحرا مین فروکش ہے وہان جب چابک نے دیکھا کہ دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے باہان کھینچا ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو آج تمھارا گانے کا ارادہ ہی کہا واری شب کو مین نے خواب دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تشریف لائے مجکو کمال علم موسیقی عطا فرمایا مین اُسکا امتحان کرونگی کہ مجکو کمال آیا یا نہین ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو ہم بھی مشتاق خداوند ہفت پیکر نے تمکو کیا کمال عنایت فرمایا۔ چابک نے باہان بجاکے یہ غزل گائی۔ نظم

پیچ و خم مین گیسو خمدار دونون ایک ہین
انکو اوج چرخ و بام یار دونون ایک ہین
وصل کی ہر دم الٹ پھیرا ہی تمنا دیکھنا
سیج ہی آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل تمھین کیا واسطہ
ایک دم کے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ
منھ اُدھر پھیرا اودھر باہم ہوا اُسکا مزاج
باتون مین کیون تلخ و شیرین اللہ رکھتے ہین
مجکو دینے کا اشارہ خنجر گویا مین طرف
خنجر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجکو صفیر

حسن مین وہ چاند سے رخسار دونون ایک ہین
چاندنی اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
میرا بخت اور پہلوے دلدار دونون ایک ہین
خنجر ہو یا ہم پیس دیوار دونون ایک ہین
عمر جاوید اور ترا دیدار دونون ایک ہین
میرا دل اور آپ کا رخسار دونون ایک ہین
چوسنے مین تیرے لب ای یار دونون ایک ہین
آپکے فقرے یہ پہلودار دونون ایک ہین
جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک ہین

چابک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ تعریفین کرنے لگین کہا کہ ای لالہ رو تیری تو آواز نے چراغ روشن کر دیا قضاے کار ایک کنیز کج طینت نام یہ اختلاط دیکھکر

گھبرائی بیٹھے بیٹھے دل مین سوچی کہ اگر لڑکی کے ماں باپ کو خبر ہو گئی بیٹی کو تو کیا کہین گے ہم لوگون کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی لہذا مین جا کے انکے ماں باپ سے اطلاع کرون کہ ایک مرد غیر اجنبی آکر صحرا مین اُترا اُسکو اپنی صحبت مین بلا لیا یہ دل مین سوچ رہی تھی حیران تھی کہ نہین معلوم اس جوان کا کیا نام ہی اور کس خاندان سے ہی کہ ملکہ رنگین نے مسکرا کر جہانگیر سے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے جہانگیر نے جواب دیا کہ مین فرزند صاحبقران ہون ماں میری پریزاد ملکہ ریحانہ پری مالک چہارم پردۂ قاف ہمارے عزیز طلسم ہفت پیکر مین قید ہین اُنکی رہائی کو ہم نکلے ہین جس طرح بنے گا طلسم ہفت پیکر کو فتح کرین گے ہم لوگون کے خوف سے ہفت پیکر بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین آیا ہے انشاء اللہ ایک طرف سے ہمارے والد آتے ہین سب فرزندون نے چہار طرف سے بلوہ کیا ہے کل مقامات فتح کرتے ہوئے آتے ہین یہ سُنکر رنگین قمر طلعت کو سناٹا آگیا سر جھکا کر کنیزون سے کہا کہ کل باواجان کے پاس فرمان اسی صورت کا آیا تھا اب یقین ہے کہ وہ سامان لشکر کشی کرین اور جا کر امیر کو روکین یا طلسم کشا کے روکنے کو جائین کیا مجکو خرابی ہے کہ انکا میرے مکان مین رہنا کیسا باعث مشکل ہے والد ہمہ دان و ہمہ گیر ہین جس وقت دریافت کرین گے اُنکو سب حال معلوم ہو جائیگا کہ فرزند صاحبقران باغ مین ملکہ رنگین قمر طلعت کے ہین اگر انکو آنے سے باغ سے گرفتار کر لے گئے اور مین نے دخل دیا تو مشکل ہے اور اگر نہ دخل دیا تو مشکل ہے خدا انجام بخیر کرے گنج طینت خواص نے سب حال سُنا اور زیادہ رشک ہوا ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی کہ مین اپنی بیٹی کو دیکھنے جاتی ہون یہ کہہ کے باہر نکلی ڈولی پر سوار ہو کے چلی بحرین ابربار و مواج دریا شگاف ماں باپ رنگین قمر طلعت کے اپنے قصر مین بیٹھے ہین بحرین ابربار فرمان ہفت پیکر سامنے زوجہ کے پڑھ رہا ہے مواج دریا شگاف کہتی ہے کہ ارے صاحب جبدن لشکر کشی کرین گے مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا سوراخ مور و مار مین چھپین گے کہ خواص آکے پہونچی بحرین و مواج نے پوچھا کہ صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے انکو یہان بلا لاؤ کہ ہم لشکر کشی

کرین گے یا بادشاہ کو روکین یا صاحب قران پر جا پڑین یا طلسم کشا کی تدبیر کرین
جو اسمین زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کا خداوند ہفت پیکر پر احسان ہوگا قدرت
قصر عجائب مین ہین کج طلینت نے عرض کی کہ واری حال تو سنیئے آپکی صاحبزادی نے
غضب کیا جہانگیر فرزند صاحب قران کو دربندون کو تسخیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین فی الحال سفاک چہرہ درون کو مارا اُسکے قلعے پر قبضہ کیا اُنکا لشکر آکے صحراے
تشنگی مین اُترا تمام کنیزین ہماری بی بی کی سب فوخ و شنگ سحر مین بے نظیر ایسا سحر
کیا کہ ہواے گرم چلی اُنکے لشکر مین کوئی ساحرہ ہے ماہ رخسار نام ہے اُسنے رد سحر
کیا کنیزون نے اُسی سحر مین اُسکو پھنسایا سب اہل لشکر بیہوش ہوے جہانگیر افسر
لشکر دیوانہ وار وحشی مثال طرف باغ کے آئے ملکہ عالم اُنھین دیکھکر عاشق ہوئین اور
بیہوش ہو گئے گرین اب اُنکو لیجاکر بارہ دری مین بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے ہم لوگون
نے سمجھایا آپ کے نام سے ڈرایا فرماتی ہین کہ کوئی کیا کریگا دیکھا جائیگا مین گھبراکر دوڑی
آئی کو شیشہ نام و ننگ شکست ہوتا ہے اور ہی بند و بست ہوتا ہی جلد چلیے فرزند
صاحب قران کو مار لیجیے سنتی ہون کہ مسلمان کئی سال طلسم ظاہر مین لڑے کوئی
فرزند صاحب قران مارا نہین گیا یہ سُنکر بحرین کو جوش آیا مواج دریا شگاف
مارے غصے کے اُبلنے لگی کہتی تھی کہ صاحب بڑا ستم ہوا میری بھولی بچی کو نوجوان خواصون
نے آوارہ کیا مین چلکر سب کو سزا دونگی بحرین ابر بار و مواج دریا شگاف دونون
غصے مین اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے مگر بحرین ابر بار نے کہا کہ صاحب ایک بات تو
سمجھ لو رنگین بھی تو سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہے سب راز و نیاز اُسکو بتا دیے
کسی سحر مین وہ نہ رکیگی پہلے یہ تدبیر کر لو کہ چلتے ہی اُسکو بیہوش کرین جہانگیر کو پکڑ لین
لشکر کی کیا حقیقت ہی جنکو کنیزون نے بیہوش کیا ہمارے سحر سے جل کے خاک
ہو جائین گے مواج دریا شگاف سوچکر بولی کہ میرے خزانے مین شیشۂ آب
دمیدۂ سحر سامری رکھا ہے اُس شیشے کو لیتے چلو اُسکا قطرہ پڑتے ہی بیہوش ہو جائیگی
زبان نہ ہلا سکیگی آخر مواج دریا شگاف نے خزانے سے شیشۂ آب دمیدۂ سحر سامری

نکالا اپنی جھولی مین رکھہ لیا زن و شوہر اُٹھتے ہوے چلے یہان یہ دونون بیٹھے ہوے ہین
جہانگیر کو نشہ جو ہوا ملکہ رنگین کو گود مین بٹھا لیا صحبت ناؤ نوش بوس و کنار ہو رہا ہے
لالہ رو یعنی چابک سامنے بیٹھا ہوا گا رہا ہے عاشق معشوق کو خوش کر رہا ہے کہ یکایک
آسمان پر برق چمکی رنگین نے سر اُٹھا کر مان باپ کو آتے ہوے دیکھا کہا کہ لیجیے شہریار
غضب ہوا مان باپ آ پہونچے اُنھون نے آپ کو دیکھ لیا اب مین آپ کو کہان چھپاؤن
آنکھ کر سحر کرتی ہون ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ اپنے مقام سے اُٹھون کہ مواج دریا شگاف
نے آسمان سے نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ تو نے دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی دشمن
خداوند سے بوس و کنار کر رہی ہے ابھی اگر قدرت چاہین آسمان کو تجھ پر گرا دین زمین
نگل جائے خبردار اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر شیشہ پھینک مارا قطرات آب جو سر پر ملکہ و
جہانگیر کے پڑے دونون عاشق و معشوق بیہوش ہوے کنیزین وغیرہ بھی بیہوش
ہو ہو کر گرنے لگین لالہ رو نے فریاد کی کہ واری لونڈیان تباہ ہوتی ہین اب سحر
نہ کیجیے مواج دریا شگاف نے ہاتھ روکا آسمان سے زن و شوہر اُترے ملکہ
رنگین کی زبان مین سوزن دی جہانگیر کو ایک نخل سے باندھا کنیزون کو ہوشیار کیا
مواج کوڑا لیکر کنیزون پر اُٹھی دو چار کوڑے مارے لالہ رو نے دست بستہ عرض
کی کہ حضور کا مطلب ہو گیا کئی سال گذرے مسلمانون کو لڑتے ہوے صدہا ساحر
مارے گئے کوئی مسلمان قتل نہین ہوا آپ کے ہاتھ سے جہانگیر قتل ہوتے ہین تمام
طلسم مین آپ کا نام ہوگا کہ فرزند حمزہ کو قتل کیا اب ان دونون کو ہوشیار نہ کیجیے عالم غشی
مین قتل کیجیے ذرا میرا گانا تو سنیے خداوند ہفت پیکر میرے خواب مین آئے علم موسیقی
مجکو عطا کر گئے ذرا سماعت تو فرمائیے یہ کہکے بایان کھینچا سمیر چھاسیدھا ٹھیکہ بجا کے

یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

برق طور و جلوۂ دلدار دونون ایک ہین
چشم حق بین سے جو ہو دیدار دونون ایک ہین

مہر و مہ دو ہین دم دیدار دونون ایک ہین
رنگ کچھ ہی ہو یہ صورت دار دونون ایک ہین

ہو گیا قابو تو ہم تم یار دونون ایک ہین
اب کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

کفر و دین کے رگڑے جھگڑے ہین تمھارے واسطے
لگئے جب تم تو بے تکرار دونون ایک ہین

مدعا سنکر ذرا عدل مین تامل کیجیے ✤
میرا مطلب آپ کا انکار دونون ایک ہین

وان خیالون کا ہی جمگھٹ یان خیالو نکا جماو
فلسفی ہم وہ طبیعت دار دونون ایک ہین

کب تلون سے تمھارے ہی مجھے امید وصل
تم کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

عاشقی مین جب انا لیلی کی نوبت آگئی
آئنہ ہو یا کہ روے یار دونون ایک ہین

تیر اکھیر ناقتل عالم ہے او طفل حسین
باڑھ قد کی اور چھری کی دھار دونون ایک ہین

پھر کے ملنے کے لیے نادان زمانہ چاہیے
گردش بخت و نگاہ یار دونون ایک ہین

قتل کر کے مجکو اپنے منھ کی رونق دیکھیے
آئنہ اور آپ کی تلوار دونون ایک ہین

ذرہ خاک در جانان ہو یا ہے سر ناتوان
دب کے زیر سایہ دیوار دونون ایک ہین

خم کی جانب دیکھتا ہی کیا تو مجکو دیکھکر
ظرف مین ای ساقی سرشار دونون ایک ہین

تیرے کوچے مین پڑے رو جب پھسل کر گر پڑے
ہم ضعیف اور سایہ دیوار دونون ایک ہین

اپنے مطلب سے کوئی غافل نہین ہرگز صفیر
عاشقون مین سادہ و پرکار دونون ایک ہین

یہ غزل اس رنگ سے چابک نے گائی کہ مواج دریا شگاف تعریفین کرنے لگی چابک نے مواج دریا شگاف کی بلائین لین کہاکہ واری آج تو وہ خوشی ہے کہ جی چاہتا ہی خوب شراب پیئین اور پسر حمزہ کو قتل کرین نشے مین بدستون کے ہاتھ ایسے پڑین کہ بند سے بند جدا ہون دیکھنے والے کہین کہ قتل کیا کیا قیمہ بنا ڈالا بلکہ اگر حکم ہو تو پسر حمزہ کے کباب لگائین نشے مین کھائین کہ مزلے خداوند ہفت پیکر دعائین دین بلکہ آپکے نام طرہ پیغمبری آئے جو دیکھے وہ نہال ہوجائے اگر حکم ہو تو شراب لاؤن اس طرح سے چابک نے بہ چرب زبانی کہاکہ مواج دریاشگاف ہنسنے لگی کہاکہ کیون لالہ رو تجکو قتل مسلمانان کی بڑی خوشی ہی کہاکہ واری ان لوگون نے ہزارون عزیز ہمارے قتل کیے ملک کے ملک ویران ہوگئے یہ قتل ہون طلسم کشا رو کا جائے ہفت پیکر پرست مہلت پائین ہم لوگ خوشیان کرین مسلمانون کو رنج ہو مواج دریا شگاف نے اشارے سے کہاکہ ای لالہ رو شراب لاؤ سب کنیزین لالہ رو کو دعائین دیتی ہین کہ لالہ رو کی

وجہ سے جان بچی ورنہ یہ زن وشوہر ہم سب کو قتل کرتے لالہ رو نے خوب اپنی جانب
متوجہ کر لیا غصہ زن وشوہر کا مٹایا میخانے مین چابک صبا رفتار نے آکر شراب کو
خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی گلابیان درست کر کے لایا کنیزون سے کہا کہ اری خفتلو
آؤ مالک کی خوشی سے خوشی ہی آج روز عید ہی بلکہ روز سعید ہی سب کنیزین بھی گرد آکے
بیٹھین اب تو چابک نے گھنگرو پاؤن مین باندھے مواج دریا شگاف نے کہا
کہ ای لالہ رو تو ناچنے سے ہمیشہ محروم رہی آج کیونکر ناچیگی چابک نے دست بستہ
عرض کی کہ یہ کمال تو مجکو خداوند ہفت پیکر دے گئے ہین گانے کا تو امتحان ہو
ناچنے کا بھی امتحان ہو جائے کہ دل تسکین پائے یہ کہکے پشواز پہنی زیور مواج
سے لیکر کنیزون کا پہنا دیا مالکہ رنگین قمر طلعت نے جو آنکھ کھولی مان باپ کو دیکھا
کہ مسند پر بیٹھے ہین لالہ رو مسخرہ پن کر رہی ہے یقین کامل ہوا کہ اے رنگین تمہارے
قتل کی تدبیر ہو رہی ہے لالہ رو بھی ہماری دشمن ہے جہانگیر کو ایک درخت مین بندھے
دیکھا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے۔ نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطفِ شراب کیا ہوگا — پڑا نہ عکس تو جامِ آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہے فتنہ ہی اک قیامت ہی — ہو کم سنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہے گالون پر — عروجِ حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
سوال وصل تو کھیچا ہے پر یہ ہی تشویش — پیامبر کو عنایت جواب کیا ہوگا
جو دو گے عارضِ سیمین کا اک ہمین بوسہ — خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا
فراق یار مین نکلے یہ جنے وطن چھوٹا — اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
ذرا سے رنج کی اے بحر حسن تاب نہین — دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
جلا بھنا ہوا ہی سوز اشک حسرت سے — لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
جو غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے — شبِ وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا
نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا ای رشک — حساب پاک ہوا اپنا حساب کیا ہوگا

آنکھون سے آنسو جاری ہوے مگر خاموش زبان مین سوزن سامنے راہ زن چابک نے

شراب صحبت مین لا کے جمع کی جوڑا بھاری پہنا گھنگرو پانون مین باندھے پہلے گت ناچا
سب کے سب تعریفین کرنے لگے مواج دریا شگاف بھی تعریفین کرتی ہو کہتی ہو کہ اے
لالہ رو تو نے عجب کمال کیا لالہ رو نے عرض کی کہ یہ سب کمال مجکو ایک شب مین خداوند
نے دیا مین نے کوئی مشقت نہین کی قدرت نے ہاتھ گلے پر رکھ دیا اور پشت پر بھی پھیرا
تب یہ کمال حاصل ہوا اب تلوارین نکالیے آمادہ قتل ہو جیے ایک ایک جام پیکر لیسر
حمزہ پر حربے لگائین یقین ہے کہ قدرت بھی تشریف لائین اور قتل لیسر حمزہ سے بہت
خوش ہون کہ ہمارے دشمن کو قتل کیا یہ کہکر جام لبریز کیا جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین
لگاتا ہوا اور توڑے لیتا ہوا سامنے بحرین کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو
سر سے شراب پلانا چاہیے بحرین نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور گلے مین لالہ رو
کے ڈال دیا اور جام بے اندیشہ انجام پی گیا مواج دریا شگاف کو زیادہ بھی
ناچ گانے مین ایسی مبہوت تھی کہ خوشی خوشی جام پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا
اتنو چابک صبا رفتار نے دورہ باندھا کنیزین جو مقرب ہین اُنکو بھی جام پلایا
دس پانچ کو پلا کر بیٹھ گیا کہا صاحبو اپنے ہاتھ سے پیو مین تھک گئی اتنو پانون
مین طاقت نہین کنیزین پینے لگین بحرین نے بیٹھے بیٹھے مواج دریا شگاف
سے کہا کہ صاحب اس وقت ہمارا جی عشلاتا ہے نشہ شراب کا خوب ہوا لالہ رو نے
مست کر دیا اسکی انکھڑیان تو دیکھو جب نگاہ اُٹھاتی ہے تیر چلتے ہین دل پران
تیرون کے زخم پڑتے ہین یا بادام کہون یا چشم آہو سے مثال دون تیرے بھی
سینے پر خوب اُبھار ہے ثابت ہوتا ہو کہ باغ کا انار ہے یہ کہکے چاہا کہ زوجہ کے
سینے پر ہاتھ رکھون مواج دریا شگاف نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا ارے دیوانے
بے وقوف کنیزین سامنے بیٹھی ہین یہ بے ادبی کرتا ہے بحرین اسپر بہت بگڑا
کہا کہ تو میری زوجہ ہے سب طرح کا تجھپر اختیار ہے جسدم ہمارا اشارہ پائین گی
سب ہٹ جائین گی ورنہ سزا پائین گی۔ مواج دریا شگاف نے کہا اے دنیا
مین شرم بڑی چیز ہے تو بڑا بے تمیز ہے زن و شوہر مین تکرار ہونے لگی بحرین دستے

زوجہ کو طمانچہ مارا مواج دریا شگاف یہ کہکر اٹھی کہ او نگوڑے تیرے ہاتھ ٹوٹین
کس بے تکلفی سے طمانچہ ماردیا مین طمانچے کے بدلے جوتی مارونگی یہ کہکر جوتی
اٹھانے لگی بحرین اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا
مواج بھی اٹھی گر کر بیہوش ہوئی جو کنیز اپنے مقام سے اٹھی گری اور بیہوش ہوئی
تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بیہوش ہوئین چاپک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
کہ منم چاپک صبار فتار قریب ملکہ کے آیا کہا کہ اے ملکہ عالم کہیے تو ان زن و شوہر کو قتل کرون
رنگین نے کہا کہ اے چاپک تو نے بڑا کام کیا اب مناسب یہ ہے میری جھولی مین ایک تیلی
سنہری ہے اسکو نکال کر پانی اسکا میرے منھ پر چھڑک دے اور سوزن زبان سے نکال دے
کہ پھر سے سحر اترے مین اٹھ کر ان دونون کو قید کرون اور بخوبی ہوشیار ہو جاؤن تو
شاہزادے کو ہوشیار کرون وہ بھی اسکے سحر سے بیہوش ہین جب تک مین ہوشیار
نہ کرونگی تب تک ہوشیار نہ ہونگے اگر ہوشیار ہوے اور حواس درست نہ ہوے تو کیا
چاپک صبار فتار نے اسی طور سے تیلی جھولی سے نکالی اسکو پانی مین دھویا اُس
پانی کا منھ پر ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھینٹا دیا سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان
سے نکلتے ہی ملکہ چست و چالاک ہوئین ماں باپ کی زبان مین سوزن دی اور خوب سحر
قائم کرکے شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا چاپک صبار فتار نے جب پانی منھ پر
چھڑکا تب جہانگیر کے ہوش درست ہوے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیون چاپک
مین بہت سویا چاپک نے کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ انکو قتل کرو رنگین نے
کہا کہ حضور یہ میرے ماں باپ ہین اگر آپ کی اطاعت کرین تو فبہا ورنہ پھر آپکو اختیار
ہے جہانگیر کو مسند پر بٹھایا ملکہ رنگین پہلو مین آ بیٹھین چاپک صبار فتار نیمچہ کھینچ کر
پشت پر آیا مگس رانی کرنے لگا ملکہ رنگین نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے بڑھ کر
ان دونون کو ہوشیار کیا بحرین و مواج کی آنکھ جو کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا جہانگیر
اور دختر کو ایک مسند پر بیٹھا دیکھا عیار نیمچہ کھینچے سر پر کھڑا ہے جہانگیر نے پکار کر آواز
دی کہ اے بحرین و مواج قدرت خدا کو دیکھا کہ ابھی ہم قید تھے اب تم قید ہوے

لالہ رو کنیز نہ تھی ہمارا عیار طرار چالاک صبا رفتار فرزند عمر و نامدار تھا اب بہتر یہ ہے کہ دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو ہمارے بڑے بھائی رستم پیلتن فتاح طلسم ہفت پیکر ہین سب طرف سے سرداران نامی بلوہ کرکے آتے ہین چار طرف سے ہفت پیکر کو گھیر لین گے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ہے اب وہ کیا زندہ بچیگا بہت دنون خدائی کرچکا اور کتابون مین بھی اینی لکھ چکا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے شمس فلک ہفت پیکر کہ کاہن طلسم ہے اُسکو جان طلسم کہتے ہین وہ بادشاہ لشکر اسلام کے ساتھ ہے بس تم اپنے کو معرض زوال مین نہ ڈالو ہفت پیکر ایک مکار و غدار ہے خداے نادیدہ ہمارا پروردگار ہے دیکھو اتنے ہی عرصے مین کیا ہوا کس طرح پروردگار عالم نے تمکو زیر کرایا اپنے سحر پر تمکو بڑا ناز تھا ہر چند کہ ہم لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کش ہین طلسم نور افشان مین مین نے جاکر زمانہ کو غیب مین کھلبلی ڈالدی لوح بھی لے لی تھی چند مرحلے بھی شکست کیے قبلہ و کعبہ نے آکے مجکو زیر کیا اب مین راہ راست پر آیا اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھا دیر ہوکے ماہر ہوا اب بعنایت پروردگار ہفت پیکر پر چڑھائی ہے جو اس سے ہوسکے وہ کرے مگر تم بموجب اپنی کتابون کے کاربند ہو سرکشی نہ کرو اس طرح سے شاہزادہ جہانگیر نے سمجھایا کہ بحرین در مواج ملکہ رنگین قمر طلعت کی طرف متوجہ ہوے کہا کہ اے دختر طلعنہ اختر تیرے ذریعے سے ہمکو یہ شرف حاصل ہوا کہ خداے برحق ملا غنچۂ آرزو کھلا تو زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ملکہ رنگین نے اُٹھکر ماں باپ کی زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی دونون قدمون پر جہانگیر کے گرے کہا کہ اے شہریار ہم دل سے مطیع اسلام ہوے مگر ہمکو سرفراز فرمائیے بیٹی کو ہماری ہمدرد کنیزی مین قبول کیجیے بعد فتح طلسم ہم سب کلمہ پڑھین گے اور راہ راست پر آئین گے اب حضور ہمارے ملک مین چلین تا بہ ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہے راہ مین ایک طلسم ملیگا جب وہ ٹوٹیگا تو راستہ کھلیگا جہانگیر نے دونون کو گلے سے لگایا اور دست مرحمت پشت پر رکھا سب کنیزین مطیع اسلام ہوئین حیران تھین کہ شاہزادہ

کیا صاحب اقبال ہے کہ تھوڑے ہی عرصے مین کیا سامان ہوگیا مواج اور بحرین کا مطیع
ہونا جس وقت ہفت پیکر سنیگا نہایت سر دھنیگا کہیگا کہ میری خدائی مٹی یہ لوگ
اہل اسلام جو ارادہ کرتے ہین اُسکو کرکے چھوڑتے ہین نور افشان ایسے طلسم کو
کس کر وفر سے فتح کیا چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ اب حضور لشکر مین چلین
اہل لشکر آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ماہ رخسار
جو تلاش مین شاہزادہ جہانگیر کے نکلی تھی اُس جلسے مین آکر پہونچی سب حال سنا مگر
حسن و جمال ملکہ رنگین قمر طلعت کو دیکھکر نہایت رشک ہوا بحرین و مواج نے واسطے
شاہزادے کے مرکب منگایا شاہزادہ جہانگیر مرکب پر سوار ہوے مع چابک
لشکر مین آئے سرداران جہانگیر آکے قدمبوس ہوے ہامان صحرا نورد صدمۂ فراق
شاہزادے مین بیمار ہوگیا تھا مسیحا کو جو دیکھا خوش ہوگیا سب بیماری دفع ہوگئی
دوسرے دن صبح کو چابک صبا رفتار نے آکے خبر دی کہ مواج و بحرین ورنگین
آتے ہین شاہزادہ بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ لکہ ہاے ابر سبز و سرخ و زرد آسمان
پر نمایان ہوے بحرین و مواج تخت پر سوار ملکہ رنگین قمر طلعت طاؤس
بال پر تین لاکھ ساحر بازو بط و قرقرے پر سوار اُس دھوم دھام سے مواج و
بحرین آکر پہونچے تمام لشکر مین گہما گہمی ہوگئی بحرین نے عرض کی کہ یہان سے
بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے ارکان فیل زور دہانکا حاکم ہے اس قلعے سے پتہ ملیگا
اب حضور لشکر کشی کرین ارکان فیل زور یا تو مسلمان ہو یا مارا جائے وہین سے پتہ
داخلۂ طلسم کا ملیگا ہر چند کہ آپ فتاح طلسم نہین ہین مگر اس شان و شوکت سے
ملاقات ہو کہ اُنکو بھی ظاہر ہو جائے کہ ہمارے بھائی صاحب بڑے وقت پر آئے آپکے
پہونچنے سے اُنکے لشکر مین بھی رونق ہو جہانگیر نے ہامان صحرا نورد کو حکم دیا کہ تمام
بارگاہ کا لیکر آگے بڑھو لشکر ساحران پس پشت رہے ہم بھی قلعۂ ارکانیہ پر پہونچینگے
کہ ارکان فیل زور کو بھی ثابت ہو کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر بھروسے پر جادو گرون
کے نہین آئے ہین اپنے زور بازو پر دعوی رکھتے ہین ہامان صحرا نورد نے اُسی وقت

اٹھالہ بارگاہ کا لدوایا جہانگیر بھی سوار ہوے عقب مین مواج دریا شگاف وبحرین
نے ابر گلنار آراستہ کیا اُسمین لشکر ساحران کو مخفی کرلیا اس شان وشوکت سے طرف
قلعہ ارکانیہ کے چلے دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن لشکر ظفر افرد امنہ قلعہ ارکانیہ
مین اُترا نوبت ونقارے جو بجے ارکان فیل زور اپنے قلعے مین بیٹھا تھا نوبت و
نقارے کی آواز جو کان مین آئی ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہے
یہ کیسے نوبت ونقارے بجے ہماری عملداری مین کیون اُترے ہرکارے روانہ ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کر ہرکارے آئے عرض کی کہ اے پہلوان دوران فرزند
صاحب قران باتوقیر شاہزادہ جہانگیر فتح کرتے ہوے آتے ہین طرف طلسم
ہفت پیکر کے جاتے ہین ارکان فیل زور نے حکم دیا کہ ہم اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دینگے سب کو گرفتار کرلینگے تین لاکھ فوج لیکر گینڈے پر سوار ہوکے
باہر قلعے کے آیا مقابلہ جہانگیر مین آکے اُترا جہانگیر کو خبر معلوم ہوئی کہ ارکان
فیل زور براے مقابلہ آیا ہے چابک صبا رفتار سے فرمایا کہ ہم کو سب طرح
کی خبر پہونچانا چابک نے اپنے شاگردون کو روانہ کیا ارکان جو اپنی بارگاہ مین
آیا تو بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی گرگڑا اسے
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ شہنشاہ زرین پوشش بصد جوش وخروش
کاشانۂ مشرق سے نکل کر مع فوج ضیا وشعاع میدان لاجوردی مین آکر ٹھہرا ادھر
سے لشکر جہانگیر آیا جہانگیر بحرین ومواج سے کہہ چکے ہین کہ لشکر ساحران میدان
مین نہ لانا اور نہ تم لوگ میدان مین آنا ملکہ رنگین قمر طلعت نے عرض کی کہ ہم بھی
میدان مین چلینگے سحر نہ کرینگے شاہزادہ جہانگیر بعد نماز سحر سوار ہوے
چابک صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہامان صحرا نورد انتظام لشکر
کرتا ہوا فوج کو قاعدے سے جمائے ہوے میدان کارزار مین آگے پہونچے اُدھر سے
ارکان فیل زور لشکر لیکر آیا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکے کھسک کر
ہٹے ارکان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر سراپا دکھانے لگا جبکہ خوب غرق عرق ہوا

پکار کے آواز دی کہ اے فرزند رشید صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے میری سرحد
مین کبھی کسی نے قدم نہین رکھا اگر مقابلہ منظور نہو پلٹ جائیے مین اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دونگا ساحرون کا آپ کو بڑا گھمنڈ ہے آگے بڑھکر قلعہ جات ساحران بلین گے
تا بہ طلسم نہ جاسکیے گا شاہزادہ جہانگیر نے یہ لاف وگزاف سُنکر گھوڑا صف سے نکالا آگے
تکاور زن ہوے ارکان فیل زور نے جو جمال بے مثال دیکھا تو محو جمال شاہزادہ
والا قدر ہوا کہا کہ ای شہریار مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا ہی
مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اپنی سرحد مین پہلوان نہین رہنے دیتا جب کسی نے
سر اُٹھایا مین نے اُسے جاکر زیر کیا اور آپ تو ابھی صاحبزادے ہین ایک وار مین
دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار کبھی خالی نہین جاتی جہانگیر نے فرمایا کہ بس زیادہ لاف و
گزاف نہ کرو یہ میدان کارزار ہے زبان نیزہ وشمشیر سے کلام ہوتا ہے ارکان فیل زور
نے نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا جہانگیر صاحب جاہ و توقیر نے ایک مقام پر
نیزے کو ارکان کے گانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑہ ماردیا نیزہ ہاتھ سے ارکان فیلزور
کے نکل گیا سب رکن سپاہ گری کے بھولا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تیغۂ برق تاب کا مارا۔ جہانگیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ارکان جو گرا
گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر مین شاہزادے کے زخم اوچھا آیا شیر زخم کھاکے
پھرا تیغۂ برق جندہ کو نیام سے نکالا آواز دی کہ اے ارکان ہوشیار ہو جا
ہاتھ جو تلوار کا مارا برق شمشیر نے اول ابر سپر کے ٹکڑے اُڑائے تڑپ کے تلوار جو
گری خود و دوبلغے کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ سر
سے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے
گرا جہانگیر نے چاہا کہ گھوڑا اُسپر دوڑادون اہل فوج جو اسکے کھڑے تھے سمجھے
کہ آقا ہمارا مارا گیا۔ لینا لینا کہکے دوڑ پڑے جہانگیر نے دریاے فوج مین گھوڑا
ڈال دیا ہامان صحرا نورد فوج لیکر شریک جنگ ہوا دونون لشکر آپس مین ملے آخر
ملازمان ارکان۔ ارکان فیل زور کو لیکر طرف قلعے کے چلے داخل قلعہ ہو گئے۔

جہانگیر نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑین سردارون نے روکا کہ ای شہریار آپ کے سردار
تھکے ماندے ہین دو پہر کامل جنگ مغلوبہ ہوئی چند سردار زخمی بھی ہین قلعہ کو گھیر لیجیے
کل فتح کیجیے گا جہانگیر نے حکم دیا قلعے کو چہار جانب سے گھیر لیا مورچے درست ہوے
اہل قلعہ تیر مار رہے ہین کبھی گولیان مارتے ہین مگر لشکر جہانگیر مین مورچے درست ہین
کسی پر حربہ نہین پہونچتا شاہزادہ جہانگیر آ کے داخل بارگاہ ہوے دن بھر تو تامل
کیا شام کو حکم دیا کہ طبل یورش بجے طبل یورش پر چوب پڑی اہل قلعہ نے بھی جواب
مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو جہانگیر والا تدبیر سوار ہوے
سامنے قلعے کے آ کے دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے
ارکان فیل زور کرسی پر بیٹھا ہے سب کو ترغیب دے رہا ہی جہانگیر نے اپنی فوج
کی طرف دیکھا ہامان صحرا نورد نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی دیر ہو قلعے کو ٹاپون مین
اُڑا دین گے جہانگیر نے جو لینا کہا تمام فوج بلوہ کر کے چلی ارکان فیل زور نے
گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ اندازون نے نہین معلوم کان مین تو پون کے کیا
پھونک دیا کہ تو پین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین اس جانب سے لوگ بڑھے
ہوے جاتے تھے تو پون سے گولے جو آ کر پڑے پانچ ہزار جوان اُڑ گئے یا تو لوگ بڑھے
ہوے جاتے تھے یا قدم اُٹھے یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہے
جہانگیر نے دیکھا کہ اہل فوج بھاگ آئے جہانگیر کو نہایت ناگوار ہوا ہامان صحرا نورد
کیطرف دیکھ کر فرمایا کہ یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر ملک گیری کو نکلا ہون مین ابھی
جا کر قلعہ لیتا ہون یہ کہکر مرکب بڑھایا گھوڑے کو دوڑایا وہان سے گولے پڑنے لگے شاہزادۂ
جہانگیر کے گرز ہاتھ مین جرأت بات بات مین کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا کوئی بائین سے
نکل گیا جو گولہ خاص منھ پر آیا اُسپر گرز مار دیا گولہ اُلٹا پلٹا جا کر کسی برج پر گرا برج کو
گرا دیا اس طرح شاہزادۂ جہانگیر گولون کو رد کرتے ہوے قریب خندق پہونچے
للکار کے آواز دی کہ او ارکان اگر دعوی جرأت ہو تو نکل آ۔ اس توپ کے بھروسے
پر لڑنے نکلا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا چارون

تیلیان جھاڑ کر اس پار خندق کے آیا گرز پھا ٹک پر مارا پہلے گرز مین پھاٹک تھرا یا دوسرے گرز مین پھاٹک گرا جہانگیر اندر چلے ہامان صحرا نورد فوج لیکر ہونچا اندر قلعے کے تلوار چلنے لگی ارکان فیل دور بھی اُترا بیچ قلعہ مین ارکان سے مقابلہ پڑا ارکان نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا وے سے ہاتھ نکال کر تھ تلوار کا مارا برق شمشیر جب چمکی آئینہ شمشیر مین ارکان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار جو پڑی سپر کو کاٹ کر مثل بلاے مبرم سر پر گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر تو دیا فوج مین غریو ہوا کہ ارکان مارا گیا فوج والون نے امان طلب کی وزرا و امرا ہاتھ باندھکر سامنے آئے چادرین ہلانے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سب کو پناہ دی وزیر و امیر کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے جہانگیر داخل بارگاہ ہوے کل لشکر قلعے مین آکر اترا بارگاہ مین بحرین ابر بار و مواج دریا شگاف و ملکہ رنگین قمر طلعت و ماہ رخسار سب دربار مین حاضر ہین بحرین ابر بار تعریفین شاہزادہ جہانگیر کی کر رہا ہی کہتا ہے کہ اے شاہزادہ رستم خصال و سہراب جلال کس لطف سے آپ نے قلعے کو فتح کیا سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت و شوکت دکھائی کس زور و شور سے لڑے ارکان فیل دور کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ تھا بہ یک ضرب شمشیر واصل جہنم ہوا فساد و شر دنیا سے کم ہوا انشاء اللہ آپ ہفت پیکر کو قتل کرینگے جہانگیر نے حکم دیا کہ دیر و بت کدے کھدین اُسی مقام پر مسجدون کی بنا ہوگئی دیر کھدے دوسرے دن جہانگیر با توقیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہامان صحرا نورد آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سامنے آیا دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار اس شہر مین ایک دیر کلان ہی کہ جہان بادشاہ پوجا کرتا تھا اُس بتخانے کے قریب جو ملازمان سرکاری گئے کئی سو کے سر کٹ کر گرے اب کوئی قریب دیر کے نہین جاتا یہ سُنکر جہانگیر اُٹھے رنگین قمر طلعت نے بڑھکر عرض کی یہ دیر ہفت پیکر مشہور ہی کوئی ساحر ہو گا کسی بت مین رہتا ہو گا کنیز ابھی جا کر اُسا کھدوا دیگی یہ کہکے رنگین چلی جہانگیر نے کہا کہ ہم بھی چل کر تماشا دیکھین سب سردار ہمراہ ہوے سامنے دیر کے آکر دیکھا کہ کئی سو سر کٹے پڑے ہین جو پھاڑ والگا تا ہی پھاڑ وے سے برق نکل کر اُس شخص

گرتی ہے کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین ملکہ رنگین قمر طلعت نے پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا حرکت ہے ملازمان جہانگیر کے خون بہاتا ہے یہ کہہ کے جھولی سے گولہ نکالا قصر پر گولہ مارا گولہ جا کر پھٹا دھوان نکلا دھوئین سے ایک عقاب پیدا ہوا قصر پر بیٹھ کے زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے
برماتا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے

حیران ہین بہادر تری آنکھون کے ہنر سے
دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے

وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے
ایسا نہ گمان تھا ترے نالون کے اثر سے

آنکھون نے ہمین مار لیا سحر نظر سے
فرمائیے تجھے اپنے لب اعجاز اثر سے

یہ مہر سلیمان ہے تم اے جان پری ہو
واقف نہین کیا داغ محبت کے اثر سے

لوگون سے سنا کیجیے تعریف نہ اپنی
آگاہ نہین آپ زبانون کے اثر سے

منھ بوسے کا مشتاق ہے دیدار کی آنکھین
دیکھون تو مری جان نکلتی ہے کدھر سے

ہم اُلفت دندان مین بہے جاتے ہین آنسو
اک اشک کا قطرہ ہوا پنہان نہ گہر سے

ہو وعدہ فراموش تری آنکھون کی سوگند
ہمنے جو لگائی ہو پلک چار پہر سے

کیا سیر گلستان سے ہون عشاق شگفتہ
بجھتی ہے کہین دل کی لگی بھی گل تر سے

ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا
ناسخ کے مقلد ہین تلمذ ہے سحر سے

اُس عقاب نے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ ملکہ رنگین قمر طلعت کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین طرف عقاب کے ہاتھ اُٹھائے عقاب تڑپ کر گرا ملکہ رنگین قمر طلعت کو اُٹھا لے گیا بحرین ابر بار نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین کانپتا ہوا آگے بڑھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد یہ کیا سحر ہے مخفی ہو کے سحر کرتا ہے سامنے آ تو حال معلوم ہو پھر وہی عقاب پیدا ہوا تڑپ کر طرف بحرین ابر بار کے چلا امواج دریا شگاف نے جھولی سے ایک کاغذ سفید نکالا ایک جانور کاٹ کر پھینکا دیکھا سب نے کہ ایک باز سفید تھا عقاب کی طرف چلا عقاب و باز لڑنے لگے عقاب جب منقار مارتا ہے پر نوچ کے باز کے پھینک دیتا ہے باز بھی لڑے ہی جاتا ہے عقاب نے ایک مقام پر پنجہ مارا کہ باز کی

آنکھیں نکال لیں باز اندھا ہوکر زمین پر گرا وہ عقاب تڑپ کر بحرین ابر بار پر گرا
ہر چند کہ مواج نے روکا کچھ نہ ہوا بحرین کو بھی اُٹھا کے لے گیا مواج دریا شگاف
نے ایک گولہ مارا کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا ایک بت سنگی اپنے مقام سے اُٹھا جھپٹ کر
مواج پر گرا ہر چند کہ مواج نے اپنے کو بچایا اس بت سنگی سے نہ بچی بت مواج کو
اُٹھا کر دیر مین لے گیا مواج دریا شگاف دیر سے غائب ہوگئی ماہ رخسار نے
چاہا کہ سحر کرون ایک بت نے نکل کر ماہ رخسار کو بھی اُٹھا لیا شاہزادہ جہانگیر تیغ
کھینچ کر بڑھے سردار جہانگیر کو لپٹ گئے کہا کہ اے شہریار مقدمہ سحر و ساحری
ہی آپ تشریف نہ لیجائین شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ مین ابھی قریب جا کے گرز
سے قصر کو گرا دونگا اگر ابھی قصر کو نہ پامال کیا اور بتون کو نہ توڑا تو نام اپنا جہانگیر نہ پایا
سب سے اپنے کو چھڑا کر جہانگیر تیغ کھینچے ہوے بڑھے تھے کہ ایک دفعتاً ہوا
اندھیرا ہوگیا عرصہ دراز تک صدائین ہا ہو کی آئین بعد تھوڑی دیر کے غبار
برطرف ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ قصر کا اُس مقام پر نام و نشان نہین ہی سارے
بت اور قصر غائب ہوگیا چابک صبا رفتار نے کہا کہ لیجیے شہریار جو غلام سمجھا تھا
وہی معرکہ ہے اب شب کو حضور عبادت کرین یہ مقدمہ طلسم ہی یون قدم نہ رکھیے
جب تک ہدایت نہ ہو تشریف لیجانے کا ارادہ نہ کیجیے شاہزادہ جہانگیر نے
اُسی مقام پر خیمہ عبادت استادہ کرایا بعد مغرب بلک بلک کر دعائین کرنے لگے
پکارتے تھے کہ ای خالق کارساز و ای بندہ نواز معلوم ہو کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی
دیر کیون غائب ہوا روتے روتے شاہزادہ جہانگیر بیہوش ہوے عالم خواب مین
ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین ای فرزند صاحب قران اُس مقام کا
کیا ہی ایک منو دیلے بودھتی اُسنے بہ عیاری سردارون کو گرفتار کیا تمکو مناسب ہی کہ یہ
پرچہ تمکو دیا جاتا ہی جب تک لوح نہ ملے تب تک اسیر کا رہنا شاہزادہ جہانگیر کی
آنکھ کھلی پرچہ کاغذ کا زیر جاے نماز پایا باہر جو آئے اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ اے فرزند
صاحبقران تمکو مناسب ہی کہ بیرون قلعہ جاؤ سامنے ایک پہاڑ کے پہونچو گے دامنہ کوہ

مین بیٹھ کر اسم حاشیۂ مکتوب پڑھو جو کچھ ظاہر ہو بموجب حکم اس مکتوب کے کرنا جہانگیر
اُسی وقت سرداروں سے رخصت ہوے گھوڑے پر سوار ہو کے بیرون قلعہ چلے
چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ غلام ساتھ رہے مکتوب کو دیکھا اسمین نوشتہ پایا
کہ کسی کا ساتھ رہنا مناسب نہین بلکہ و تنہا جاؤ اس طلسم کا نام بین الطرفین ہے
تا بہ ہفت پیکر جانے کا راستہ کھلیگا جہانگیر نے چابک صبا رفتار سے منع کیا کہ تمھارا
ساتھ رہنا مناسب نہین چابک و جملہ سردار کنارے ہو گئے شاہزادہ گھوڑے کو
بڑھا کر دامنۂ کوہ مین پہونچا گھوڑے سے اُترے ایک نخل کے سائے مین زین پوش
بچھا کے بیٹھے اسم حاشیۂ مکتوب پڑھنے لگے ایک آندھی سیاہ چلی دوبارہ جو اسم دم کیا
آندھی شق ہوئی دیکھا کہ چند عورتین حسین و جوان ایک بارگاہ لیکر اُس صحرا مین
آئین بارگاہ کو استادہ کیا کنیزین دروازے پر ٹھہرین دوبارہ جو جہانگیر نے اسم
دم کیا ہوا سے ایک تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ کو دیکھا
کیا صفت اُسکی لکھون یہ اشعار مصنف کافی ہین ؎

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا	ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین استاد سامری تھین	لشئے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنمین سرمے کا تھا	بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہبازنے واکیے تھے بازو

ابرو ہلال آسمان خوبی آنکھین آہوے صحراے محبوبی ایک صندوقچی آگے رکھی ہوئی
تخت آکے زمین پر اُترا بائین ہاتھ مین صندوقچی اُٹھائی داہنے ہاتھ سے شاہزادے
کو اشارہ کیا یعنے بلایا کہ اسطرف تشریف لائیے آپ زیر نخل کیون بیٹھے ہین جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے طرف اُس نازنین کے چلے جب قریب پہونچے اُس نازنین نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلی جب بارگاہ مین پہونچی مسند
خالی بچھی تھی اُس مسند پر شاہزادۂ جہانگیر کو بٹھایا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

کنیز کو کیون یاد فرمایا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن جہانگیر نے بدزدیدہ نگاہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم اس سے صندوقچی طلب کر وا گر دیدے تو اسی مین لوح طلسم ہو جس سے مطلب نکلے گا جہانگیر نے کہا کہ ای سرتاج حسینان و ای افسر معشوقان یہ صندوقچہ ہمکو دو نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ میرے باغ مین تشریف لے چلیے علاوہ صندوقچی کے جان بھی حاضر ہے شاہزادہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بہ ناز و کرشمہ باہر لائی اور کہا کہ تخت پر سوار ہوجیے جہانگیر کو اُس نازنین نے تخت پر سوار کیا اور تخت اُڑا کے طرف آسمان کے روانہ ہوئی سردار روتے ہوے پلٹے مگر چاپک بہت بیقرار و بیتاب ہو اُسی تخت کو دیکھتا ہوا چلا پانچ کوس تک زیر تخت گیا پانچ کوس پر جاکر تخت غائب ہوا چاپک صبا رفتار اُسی جنگل مین بھٹکتا رہگیا لیکن صورت بدل کر اُسی جنگل مین پھرنے لگا دل کو یقین کامل ہے کہ جو شاہزادہ جہانگیر با توقیر کو لے گئی ہو یقین ہے کہ یہی لوحدار ہو جب شاہزادے کو لوح ملے کیا عجب ہو کہ مین بھی پا بشاہزادہ ہونچون اس سوچ مین پھر رہا ہے لیکن وہ نازنین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر چلی سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا اُس قلعے مین لیکر جہانگیر کو آئی ایک باغ مین جاکر داخل ہوئی اور آواز دی کہ اے کہان گئین قریب دو سو کنیزون کے کنج باغ سے پیدا ہوئین آکے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ فرش بچھاؤ اسی وقت چبوترے پر فرش بچھایا گیا مسند آراستہ ہوئی اُس نازنین نے اشارہ کیا جہانگیر مسند پر آکے بیٹھے پھر اُس نازنین نے کنیزون کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ باجا بجانے لگی اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

نظم

آنکھون پھر ہے کوچۂ دلدار کا خیال	بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
ہر دم ہے دل کو ابروِ خمدار کا خیال	کرتا ہے قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہو گیا	رہتا ہو خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
سودا ہوا تصورِ زلفِ سیاہ سے	کیا بد بلا ہو گیسوے دلدار کا خیال

دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف
بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند
کافی ہی ایک جنبش ابرو برائے قتل
نظرون مین نور سب گل شاداب خار مین

اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
آتا ہی جب مجھے ترے رخسار کا خیال
جب سے سنا ہی اک گل بیخار کا خیال
ای ترک ہی عبث تجھے تلوار کا خیال
جب سے ہی دل کو اک گل بیخار کا خیال

اس خوش الحانی سے اُسنے یہ غزل گائی کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ زمین کو گردش ہے طبیعت پر ایک گرانی پائی جاتی ہی بہ نگاہ دزدیدہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر بوحداران جادو تمکو لیکر باغ دلکشا مین جائے تو بہت ہوشیاری سے کام کرنا وقت ظہور طاقت صاحبقرانی بہت قریب ہی ورنہ زمین کو گردش ہو گی اور مکتوب قبضے سے نکل جائیگا مکتوب کو دیکھکر شاہزادۂ جہانگیر کے ہاتھ پاون مین رعشہ آگیا ایک طرف سے آواز آئی کہ اے فرزند رشید صاحبقران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے دیکھا کہ ایک جوان سر برہنہ گرز کئی سو من کا ہاتھ مین لیے ہوے اس جلدی مین آیا کہ جہانگیر نہ سنبھل سکے اُسنے آتے ہی گرز مارا جہانگیر نے بہ تعجیل سپر کو اُٹھایا گرز آکر سپر پر پڑا یہ صدمہ پہونچا کہ گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے اور جوان گرز مار کر بھاگا وہ نازنین کوسنے لگی کہ واہ رے نگوڑے بھگوڑے میرے مہمان پر گرز مارا اور بھاگ گیا قریب شاہزادے کے آکے ہاتھ تھامنے لگی شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ میرے قریب نہ آنا مین زمین سے نکل آؤنگا یہ کہکے شاہزادہ تلوار ٹیک کر بمشکل زمین سے نکلا زمین پر قائم ہو کے کھڑے ہوے اچھی طرح سنبھلنے نہین پائے تھے کہ پھر وہی جوان مثل شعلۂ جوالہ نکلا غیو کر کے قریب شاہزادۂ جہانگیر کے پہونچا ابکی مرتبہ گرز اس زور سے مارا کہ شاہزادہ کمر تک زمین مین غرق ہو گیا بمشکل اپنے کو نکالا کہ پھر اُسی جوان کا نعرہ ہوا جہانگیر سوچے کہ ابکی ہڈیان ٹوٹ جائین گی جیسے ہی اُسنے آکر گرز مارا شاہزادۂ جہانگیر نے بچا لاگی کلہ عمود پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اُسنے گرز چھوڑا

شاہزادے کو لپٹ پڑا کہتا تھا کہ ای فرزند صاحبقران مجھ ایسا آپ کو حریف نہ ملا ہوگا وہ
نازنین طرف جہانگیر کے کھڑی ہے اُس جوان کو کوس رہی ہے اور کہ رہی ہے کہ او
دغاباز و جلساز کوئی ایسا فریب کرتا ہی ہان شہریار بیچنے نہ پائے جہانگیر ہر مرتبہ
زور کرکے لے دوڑتے ہین وہ اپنے کو بمشقت بچاتا ہی چار گھڑی اسی حال سے لڑا
ایک مقام پر جہانگیر ریل کے لے دوڑے مراد سے مکتوب کی ماہر ہو چکے ہین پانچ سات
قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے اُس جوان کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای
شہریار اس غریب پر رحم کیجیے اسکی خطا معاف فرمائیے یہ کہتی ہوئی جو قریب آئی
شاہزادہ جہانگیر نے اُس نازنین پر اُسکو کھینچ مارا وہ پر اٹھا ہوکر گری جہانگیر جھپٹ کر
قریب آئے چوٹی پکڑ کے ہکہ مارا اور سر تن سے کھینچ لیا کنیزین یہ کہکر غل مچاتے نکلین
کہ کیون بی لوحداران محبت کا ثمرہ پایا ہاے ہماری بی بی کو مارا ارے صاحبو
اس شخص کو مار لو گو شہاے باغ سے ہزار ہا ساحر تیغ بکف پیدا ہوے آکر جہانگیر
پر حملے کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سر اُسکا پھینک کر صندوقچی کو اُٹھایا اپنے کو
حربون سے بچا کر صندوقچی کو کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھین خیرہ ہونے لگین دیکھا کہ
ایک تختی الماس ہی اُسپر حروف یاقوت احمر کے ہین اور پیشانی پر لکھا ہے کہ یہ لوح طلسم
بین الطرفین ہے شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی وہ سب ساحر
بھاگے کہتے ہوے کہ ہم نابینا ہوجائین گے طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے دیکھو تو
لوحداران جادو کو کس مکر سے مارا وہ جوان کہ جسنے شاہزادہ جہانگیر پر گرز مارا تھا
وہ تڑپ کر اُٹھا قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار بعد مدت مدید آپ نے
مجمع سے ان ساحرون کے مجکو نکالا فغفور جنی میرا نام ہے ملازم آسمان پری رہا جب
آپ کے قبلہ و کعبہ پردہ قاف مین آئے آپ کے والد ماجد کے ساتھ رہا اور جبکہ
صاحب قران عالی شان نے کوہ زہرہ جہرہ پر عفریت کو مارا ہزار ہا نرہ دیو
کوہ قاف سے بھاگے پردہ دنیا مین آکے جا بجا بسے غلام پرا سے ملاقات

طمطراق جادو اس طلسم مین آیا اُسنے دھوکے سے مجھے اس طلسم مین باندھا ہزارون بندگان
خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ طلسم کشا ہین چلیے اپنے سردارون کو رہا کیجیے
لوح مین ملاحظہ فرمایئے جو مین عرض کرتا ہون خلاف ہی یا مقدمہ صاف صاف ہے
بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اب شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ مکتوب تو نابود
ہوا لوح طلسمی موجود ہے قول فغفور چینی کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ دیکھا کہ یہ خیرخواہ دولت
ہی مگر اسکی حفاظت کرنا یہ مضمون دیکھ کر جہانگیر فغفور کے ساتھ چلے وہ اُسی بارہ دری
مین لایا کہ جہان اُس نازنین نے جلسہ آراستہ کیا تھا لاشہ اُسکا پڑا تھا فغفور نے فرش
ہٹایا بیچ مین ایک تختۂ سنگ لگا تھا کہا کہ اے شہریار اس تختۂ سنگ کو ہٹایئے جہرہ
نقب نکلیگا اسمین تشریف لے جایئے شاہزادۂ جہانگیر نے تختۂ سنگ ہٹایا اور اُس
نقب مین داخل ہوے سیڑھیون کو طے کرکے باہر نکلے دیکھا کہ ایک میدان سرسبز و
شاداب ہی گھاس وہان کی مثل ریشم کے نرم نرم ہے ہواے معتدل چل رہی ہی
کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا غلام کو بچایئے دیکھا کہ ایک ساحر نے
چابک صبا رفتار کو گھیرا ہے چابک بھاگتا پھرتا ہے جہانگیر نعرہ کرکے جا پڑے لوح
چمکائی ساحر بھاگا چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہا کہ حضور آپ کے تشریف لانے کے
بعد گینڈا بنکے یہ ساحر مجکو اُٹھا لایا اب مین اسکے قبضہ سے چھوٹا ہون بھاگا بھاگا پھرتا
تھا یہ چاہتا تھا کہ گرفتار کرے حضور کو دیکھ کر مین نے غل مچایا جہانگیر نے ہنس کر کہا
کہ مہتر صاحب قریب آؤ چابک ہاتھ باندھے ہوے قریب آیا جہانگیر با توقیر نے لوح طلسمی
کاندھے سے اُسکے مس کی چابک نے ایک جیخ ماری بدن سے شعلۂ آتش نکلے مثل ہیزم
خشک جل کر تمام ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نرد بان جادو بود - دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار غلام کو بچایئے غلام کا خاتمہ ہوتا ہے جہانگیر نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک ساحر نے ہامان کو پکڑا ہے گلے مین پھانسی لگا رہا ہی جہانگیر جھپٹے ساحر نے
پھانسی گلے مین ہامان کے ڈالدی اور ایک جھٹکا مارا کہ ہامان کی آنکھین نکل آئین
تڑپ کے تمام ہوا شاہزادۂ جہانگیر نے جو اپنے رفیق کا لاشہ دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گئے

فرماتے تھے کہ ای رفیق شفیق تو نے ہماری محبت مین جان دی کہ تیسری طرف سے رونے کی
آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہتا ہی کہ اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے اب ہمارے
آپکے عدم مین ملاقات ہوگی دیکھیے اب کیا گذرے اُن لوگون سے سامنا ہی کہ جنکے مزاج
سے آگاہ نہین قبر کی تنہائی پرسش نکیرین برائے خدا صحیفۂ ابراہیمی تلاوت فرمائیے گا
شاہزادۂ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر جسنے ہامان صحرا نورد کو مارا تھا ملکہ
رنگین قمر طلعت کے سر پر تیغہ لیے کھڑا ہے ملکہ رنگین کلام حسرت کہہ رہی ہے جہانگیر
جھپٹے للکارتے ہوے کہ او جلاد صاحب بیداد خنجر نہ مارنا اُس ساحر نے خنجر مارا ملکہ
رنگین کا سر کٹ کر گرا لاشہ خون مین تڑپنے لگا سر بریدہ رنگین کا دیکھ کر جہانگیر کو
تاب نہ آئی دوڑ کر سر اُٹھا لیا عارض کے بوسے لیتے تھے فرماتے تھے کہ اے ثابت قدم
کوے محبت تو نے ہماری محبت مین جان دی افسوس ہے کہ قاتل بھی تیرا نکل گیا خنجر کمر
سے نکالا کہ اپنا گلا کاٹ لون کہ درخت پر سے رونے کی آواز آئی جہانگیر باتوقیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال پرون سے سر پیٹ رہی ہے مثل انسان کے گویا ہے کہ
مقام افسوس ہے راہبر پاس ہے اُس سے صلاح نہ کرے جہانگیر کو یاد آیا لوح کو جو
ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم بین الطرفین یہ نمود بے بود طلسم کی
لوح کا عکس لاشۂ رنگین پر ڈالا تو سب حال کھل جائیگا شاہزادۂ جہانگیر نے سر
پھینکا لاش پر جو سایہ لوح کا ڈالا ایک دھوان بلند ہوا دیکھا کہ لاش کے آسنے کا پتلہ
ہی لاحول پڑھکر سر پھینکا مگر حیران تھے کہ یہ مددگار کون تھا بیشک خیرخواہ تھا کہ جسنے
جان بچائی بڑا اسکا خیال رہا تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک گنبد ہی گنبد کے
دروازے پر چند شیر بیٹھے ہین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُن شیرون نے شاہزادہ
جہانگیر پر حملہ کیا جہانگیر نے جسکے سامنے لوح کر دی وہ چیخ مار کے بھاگا ان شیرون کو
بھگا کے در گنبد پر آئے جب قفل توڑا تو کراہنے کی آواز آئی ثابت ہوتا تھا
کہ کوئی دردمند کراہ رہا ہے اندر آ کے دیکھا کہ ایک جوان اٹھارہ بیس برس کا سن
تاج ڈھلکا ہوا آنکھون مین حلقے چہرہ اُداس عالم یاس زمین پر پڑا ہوا تڑپتا ہے

رہا ہے شاہزادہ جہانگیر نے آکر لوح کا عکس جو ڈالا ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے ہوئے تھے وہ چھوڑ کر اُس جوان کو علحدہ ہوئے اُس جوان نے آنکھیں کھول کر کہا کہ اے معین و مددگار آپ کون ہین کہ آپکے قریب آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی ماران سیاہ جو صدمے پہونچا رہے تھے وہ ہٹ گئے جہانگیر نے قریب پہونچکر زبان سے اُسکی سوزن زبان نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی اُس جوان نے کچھ ہونٹھ ہلائے کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کر گرین وہ جوان اُٹھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ کیا آپ کے پاس لوح طلسمی ہے آپ کا نام نامی شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کبیر کی جہانگیر نے اقبال کیا اُس جوان نے رد کر کہا کہ اے شہریار مین وزیران طمطراق مین سے ہون ملکہ سہیل آسمان سیر کہ بزرگ طلسم ہین اُنھون نے مجھے پرورش کیا نہایت محبت فرماتی ہین طمطراق کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کو بادشاہ کر دین واسطے شکار کے مجکو لے گیا دم دے کر پکڑ لیا اس مقام پر کی حاکم مفتری جادو ہی اُسکے سپرد کیا وہ ملعونہ خود مجھپر عاشق ہوئی عجب عجب صدمات پہونچاتی تھی ایک شب مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ مژدہ دیتے ہین کہ فرزند لبند صاحبقران زمان جہانگیر نوجوان آکر تجکو رہا کریگا اب مین آپ کے ساتھ ہون تشریف لے چلیے مین آپ کو مقام مفتری جادو بتاؤن اُسکے فریب سے اپنے کو بچائیے گا مفتری نام ہی فتور اُسکے ہر کلام مین ہو نہان معلوم کیا کیا فساد برپا کریگی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ کہتا ہوا ساتھ چلا یاقوت تاجدار اپنا نام بتایا کہا کہ مین دربار طمطراق تک حضور کو پہونچا دونگا جب گنبد سے باہر نکلے سامنے چشمۂ آب تھا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای یاقوت چھاگل مین تھوڑا پانی لاؤ یاقوت قریب چشمے کے پہونچا چاہا کہ پانی لون چشمے سے ایک نہنگ نکلا اور نکلتے ہی یاقوت تاجدار کو لپٹ گیا یاقوت نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے جہانگیر جھپٹے وہ نہنگ یاقوت کو لیکر چشمے مین پھاند پڑا شاہزادہ جہانگیر کو بڑا قلق ہوا کہ ایک رفیق ملا تھا وہ بھی جدا ہوا یہ دل سے کہتے ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ گانے کی

آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی اُسمین سے گانے کی آواز آتی ہی جب قریب قصر پہونچے تو ایک تاجدار قصر سے نکلا آ کے شاہزادہ جہانگیر کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ غلام اس سرحد کا حاکم ہی نیرنگ تاجدار نام ہی طمطراق جادو بادشاہ طلسم یہان آیا چاہتا ہی حضور چل کر صحبت مین بیٹھین جب طمطراق آئے تو اُسکو مار لیجیے تمام طلسم پر قبضہ ہو یہ سُنکر شاہزادہ جہانگیر خوش ہو گئے ساتھ اُس تاجدار کے قصر مین آئے دیکھا کہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی مسند شاہانہ درست چند نازنینان مہ جبین مع ایک رقاصہ مصروف عیش و نشاط ہین اُس تاجدار نے بعد اعزاز و اکرام شاہزادہ جہانگیر کو لا کے مسند پر بٹھایا رقاصہ سے اشارہ کیا ایک ایک سے کہتا ہی یہ ہمارے مالک ہین انکی اطاعت سے جان بچ جائیگی وہ رقاصہ اپنے مقام سے سلام کر کے اُٹھی گت ناچی گت ناچ کر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

دو مہینے سے ہوں ای چرخ ستمگار جدا ۔ ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھ سے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا ۔ تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا
اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان ۔ تیرا انداز زمانے سے ہی اے یار جدا
ای مریجان تری آنکھونمین عاشق دونون ۔ دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
بار احسان خلائق سے مجھے نفرت ہی ۔ رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے ۔ زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر بار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا ۔ سایے کی شکل سے ہونگا نہ مین تنہا جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل ۔ شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون ۔ مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

وہ نازنین گاتی جاتی ہی بتانے مین نہایت تکلف کرتی ہی کبھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی ہے اسطرح سینہ اُبھارتی ہے اور آنکھ چار کر کے اشارے کرتی ہی کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب و بیقرار ہو جاتے ہین جون جون گانا سنتے ہین ہوش و حواس مین فرق آتا جاتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے تلوار کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے پر تلے سے

تلوار نکالی رقاصہ کو دے دی بعد تھوڑی دیر کے اُسنے کمان کو اشارہ کیا شاہزادے نے
کمان بھی دے دی جب سب سلاح دے چکے تو اُسنے چٹکی سے دامن تھاما جھلنے لگی
بتاتی جاتی ہے اور لوح پر اشارہ کرتی ہی کہ یہ مجھے دیجیے تاجدار سر بر نگس رانی کر رہا ہی
جہانگیر نے لوح اُتار کے گلے سے رقاصہ کو دی جیسے ہی لوح رقاصہ کے ہاتھ مین آئی
تاجدار سے آنکھین ملا کر رقاصہ نے کہا کہ لو ای مفتری کام ہو گیا اب کیا بات ہی
سب نے دیکھا کہ یا تو وہ تاجدار تاج مرصع پہنے ہوے معروف خدمتگاری تھا اب
دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیہ فام بد انجام کوڑا ہاتھ مین لیے کھڑی ہی کہ رہی ہے کہ کیون
پسر حمزہ ہمارا کار نمایان دیکھا لوح طلسمی یون لیتے ہین یون دھوکا دیتے ہین اب میرے
ہاتھ سے بچ کر کہان جایئے گا شاہزادۂ جہانگیر نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالین تلوار پہلو
مین نہ پائی دوش پر ہاتھ ڈالا حلقۂ کمان سے شانے کو خالی پایا جھلا کے اپنے مقام
سے اُٹھے مفتری نے اشارہ کیا جہانگیر گرے حکم دیا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ کنیزون
نے شاہزادے کو قید پنہائی جب شاہزادہ مسلسل و مطوق ہو چکا مفتری نے کہا کہ
ارابہ لاؤ ارابے پر شاہزادۂ جہانگیر کو سوار کیا مفتری طاؤس پر سوار ہوئی کنیزین
باز و بط و قرقرون پر سوار ہوئین اس طرح قید لیکر طرف قلعۂ طلسمی کے چلی راہ مین
جو قید طلسم کشا دیکھتا ہی وہ مفتری کی تعریفین کرتا ہے مفتری جادو سب کو سلام
کرتی ہوئی سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچی شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ ایک قلعۂ آہن
نہایت بلند و مرتفع ہے اُسپر توپین لگی ہوئین چند ساحر ٹہل رہے ہین جو کھونٹے نشان
ہوا مین اُڑ رہے ہین خندق مین پانی جوش مار رہا ہے کہ دروازہ قلعے کا کھلا ساحرون
نے پل تختہ ڈالا مفتری کو آکے گھیر لیا ہر ایک ساحرہ یہی پوچھتی ہے کہ کیون ہوا ایسے
ہوشیار کو کیونکر گرفتار کیا مفتری سب سے حال بیان کرتی ہوئی قلعے مین آئی تمام
مصاحبان طمطراق و وزیران با شوکت برائے استقبال مفتری آئے مفتری کو
لیکر دربار مین طمطراق کے پہونچے شاہزادے نے مثل اہل اسلام سلام کیا طمطراق
نے کہا کہ اب یہ جوان چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اسکی باتون کا بُرا نہ مانو اپنے

خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اب وہ صلاح کرو کہ سارے اہل طلسم کی جان بچے
جس روز سے یہ لوگ آئے لاکھون ساحر مارا گیا قلعے اسلام آباد ہوگئے ہر مقام پر
ان ہی کی عملداری ہے سب دربار مین خوشیان کرنے لگے قضائے کار رعاشق
یاقوت تاجدار ملکہ برقان نور پیکر دربار مین بیٹھی ہوئی ہے مفتری جادو کی تو
بڑی قدر ہے برقان نے جو یہ حالات دیکھے اور یہ بھی ذکر سُنا کہ یاقوت تاجدار
نے رہائی پائی تھی مگر کرگدن جادو کی زوجہ ماہی جادو نے گرفتار کر لیا آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے رنجیدہ کہتی ہے کہ افسوس فلک نے یہ کیا سامان دکھایا ہر ایک کا
یہی قول تھا اور بزرگون نے خواب مین بھی یہی خبر سنائی تھی کہ طلسم کشا آکے اُس
دلیر کو رہا کریگا مگر افسوس ہے کہ رہا بھی ہوئے اور قید بھی ہوگئے اب اُنسے ملاقات کیونکر
ہوگی فلک نے عجب گردش دکھائی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے طمطراق مشیرون سے صلاح
کرنے لگا کہ یارو مقدمۂ لوح مین کیا کیا جائے مین نے سنا ہی کہ اس جوان کے بھائی بھتیجے
صاحبان لیاقت ہین اور سب نے طلسم توڑے ہین ایسا نہ ہو بعد اسکے قتل کے
وہ لوگ بلوہ کرین جہان کہین لوح ہوگی حاصل کرین گے ایسی مکارہ کے پاس لوح
تھی اور کیا کیا قاعدے مقرر تھے مگر وہ سب قاعدے شکست ہوے اور لوح طلسم
حاصل ہوگئی اور اب مشکل یہ ہی کہ دربند ٹوٹے کئی مرحلے بھی شکست ہو چکے جو کوئی قصد
کریگا وہ سیدھا طلسم مین چلا آئیگا لوح حاصل کرلیگا ایسے مقام پر لوح رکھو کہ کوئی
لوح نہ پا سکے بلکہ نگاہ نہ اُٹھا سکے کسی نے کہا کہ لوح توڑ ڈالیے طمطراق نے کہا کہ یہ
غیر ممکن ہے لوح کو توڑ نہین سکتے آخر یہ صلاح ہوئی کہ بردۂ قاف مین ایک مقام
ہی کہ اُسکو چہار موجۂ سلیمانی کہتے ہین طبقہ زمین وہان کا ٹوٹا ہوا ہی پانی ہی
پانی ہے اگر کوئی ساحر وہان جائے اور لوح کو چہار موجہ مین پھینک کر چلا آئے
تو پھر تا روز قیامت کوئی لوح نہ پائے ایک ساحر ہی کہ اُسکا نام عقاب جادو ہی
وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ طلسم آپ نے بہت
خوب اور بہت بجا فرمایا مین ایک دن سیر کرتا ہوا جاتا تھا قصر البحرین پر پہونچا

وہان سے مین نے دیکھا تھا کہ اُسطرف جہاز بھی نہین آئے دور سے پلٹ جاتے ہین
وہان کا پانی چرخ مارتا ہو اگر کوئی وہان جا کر پھنسے نکاسی دشوار ہے اکثر جہاز جو جاکر پھنسے
اُنپر کے لوگ مر گئے جہاز وہان چرخ مار رہے ہین اگر غلام کو حکم ہو تو غلام وہان جا کے
لوح پھینک آئے طمطراق نے عقاب جادو سے عہد واثق لیا کہ راہ مین کہین
نہ ٹھہرنا قصر البحرین پر جا کر اُترنا اور کسی مقام پر نہ اُترنا عقاب نے کہا کہ غلام اسقدر
تیز پرواز ہے کہ تیسرے دن پلٹ کر حاضر ہوگا لوح کو پھینک کر فوراً چلا آئیگا طمطراق
نے عقاب جادو سے عہد و پیمان لیکر کہا کہ اے مقتری تمنے وہ کار نمایان کیا کہ
تمام اہل طلسم کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے تم تین دن طلسم کشا کو اسی قلعہ
مین قید کرو جب عقاب پلٹ کر آئے اُس دن میدان خونی کی تیاری کرو اُس دن
طلسم کشا قتل ہو تب ہم سب کو آرام ملے مقتری نے عرض کی کہ حضور ایسی نگہبانی
کرون کہ راستہ بند کر دون یہ کہکے طمطراق نے لوح ہاتھ مین عقاب جادو کے دیکے
کہا کہ اے عقاب مین نے تمھین خداوند سامری و جمشید کے سپرد کیا مگر دمی عقاب
کہین راہ مین نہ ٹھہرنا عقاب نے عرض کی کہ غلام کسی مقام پر نہ ٹھہریگا اور نہ کسی سے
ملاقات کریگا تین دن کا کھانا پانی مین نے جھولی مین رکھ لیا ہے جا کے لوح پھینک کر
بھاگونگا چھ پہر مین جاؤن اور چھ پہر مین آؤن اگر کسی اور شخص کو بھیجیگا تو ایک
مہینے مین جائیگا اور ایک مہینے مین واپس آئیگا اس رائے کو سب وزیرون اور
امیرون نے پسند کیا کہ حضور نے واسطے لوح کے کیا خوب تدبیر کی لوح کو غائب کیا
اب لوح کسی کو نہ ملیگی اگر سو عزیز داران طلسم کشا آئینگے تو سر ٹکرا ٹکرا کر چلے
جائینگے عقاب جادو لوح کو لیکر نکلا مگر برقان یہ انتظام دیکھکر تڑپ گئی سمجھی کہ
بڑا غضب ہوا حقیقت مین لوح ایسے مقام پر جاتی ہے کہ اب جسکا ملنا نہایت دشوار
ہوگا اے برقان اسی عقاب کا تعاقب کرون اگر اسکو راہ مین پا گئی اور مار کر
اسکو لوح پائی اور طلسم کشا کو دی تو یاقوت تاجدار بھی رہائی پائیگا ورنہ مین بھی
اپنی جان دونگی یہ سوچ کر بارگاہ سے نکلی اور تعاقب مین عقاب کے چلی

عقاب جادو عقاب بنا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی اور برقان تعاقب مین مگر عقاب جادو
اس زور مین جاتا ہی کہ برقان قریب نہین پہونچ سکتی ہر چند چاہتی ہے کہ برابر پہونچون
لیکن ممکن نہین کہ پہونچے عقاب جادو جو تیز روی کے ساتھ چلا سو بچاس کوس
جاکے تھکا چہار جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا کہ کوئی مقام ایسا ملے کہ وہان اتر دو چند
ساعت ٹھہرون پھر اُڑ کے چلون یہ سوچ کر نگاہ جو اُٹھائی ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر چشمہ بھی
بھی ہی کنارے قول کر اُسی پہاڑ پر چلا سوچا کہ پانی بھی پیونگا اور تھوڑی دیر یہان ٹھہرونگا
یہ سوچ کر طرف پہاڑ کے چلا آخر پہاڑ پر اُترا پانی پیا اب ٹہل رہا ہے کہ برقان پہونچی دور سے
دیکھا کہ عقاب جادو ٹہل رہا ہے چاہتا ہے پرواز پیدا کرون یہان سے بھی نکل جاؤن
یہان برقان سوچی کہ اگر یہ یہان سے نکل گیا تو پھر دستیاب نہوگا جو ہو سکے اسی مقام
پر کرو جھولی سے کارد سحر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا ہوا سے اُترنے لگی جب قریب پہونچی
کارد پھینک ماری پشت پر عقاب جادو کے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری عقاب
جادو گرا برقان پہاڑ پر آئی جھولی سے لوح نکالی اپنی جھولی مین رکھی پھر پرواز پیدا
کرکے طرف قلعہ طلسمی کے چلی یہان مفتری نے طلسم کشا کو اسی طرح قید کیا ہے کہ
وسط قلعہ مین ایک حجرہ ہے اُسمین تو آپ آکر بیٹھی حجرے کے سامنے میدان ہے اُسمین
طلسم کشا کو بٹھا دیا آپ بیٹھی شراب خواری کر رہی ہے کہ برقان آکے پہونچی دور سے
برقان نے دیکھا کہ مفتری حجرے مین بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہے برقان زمین
پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی مفتری نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی برقان
نے کچھ جواب نہ دیا آخر مفتری نے ایک گولہ مارا برقان نے لوح کو جھکا دیا گولہ پھٹ کر
گرا بیکار ہوا مفتری نے کئی سحر کیے برقان نے لوح سے باطل کیے مفتری نے پکار کے
آواز دی کہ ای شخص تو کون ہی کہ قریب گنہگار کے جاتا ہی برقان نے جواب نہ دیا جھپٹ کر
اپنے کو قریب طلسم کشا کے پہونچایا لوح اُٹھا کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز لوح لیکر حاضر
ہوئی ہے اسکو لیجیے مفتری وہان سے دوڑی کہ ارے او ظالم تو کون ہی طلسم کشا کو
کہا شو دیتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تیر عذاب کا نشانہ ہوگی برقان نے ایک دستی

لوح لیکر گلے مین طلسم کشا کے پہنا دی لوح جو گلے مین طلسم کشا کے آئی قید ٹوٹ کر گری مفتری نے جو یہ معرکہ دیکھا کئی ہزار جادوگرنیان جو اسکے ساتھ ہین اُنکو اشارہ کیا کہ ارے صاحبو برقان جادو مصاحب شہنشاہ ہی غضب ہوا کہ ظالم کشا کو لوح دیدی جب طرف طلسم کشا کے چلین چند سے کہا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو معلوم ہوتا ہی کہ عقاب جادو مارا گیا جب تو اس ظالم نے لوح پائی کیونکر دستیاب ہوئی اس ظالم نے بڑی کوشش کی شاید اسنے جاکر عقاب جادو کو مارا لوح لیکر آئی ہے طمطراق کو جو یہ خبر ہوپہنچی غصّے مین دارالامارہٗ شاہی سے نکلا نعرہٗ طلسم کشا کی آواز سُنی - نعرہ جہانگیر

جہانگیر ابن امیر عرب		بہ عالم جہانگیر دالالقب تزلزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ کین برکشم از غلاف

نعرہ کرکے شاہزادہ جہانگیر لڑنے لگے رئیسان شہر نے جو یہ خبر سنی اپنے اپنے محلے سے دوستون کو ساتھ لیکر نکلے وہین سے سبھون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے کہ ہم غلامان طلسم کشا ای شہریار ہمکو یقین کامل ہوا کہ آپ قاتل طمطراق ہین اُسنے لوح کی وہ تدبیر کی تھی کہ امید نہ تھی کہ اب کوئی اہل دنیا لوح پائیگا مگر آپ صاحب اقبال نامی و نامدار فرزند صاحبقران عالیوقار ہین کس لطف سے آپ کو لوح ملی کسی کو امید نہ تھی کہ آپ رہائی پائین گے مگر صاحبان اقبال کے لیے ایسا ہی ہوتا ہی کہ جیسا آپ کے لیے ہوا جو جہانگیر کے قریب آیا اُسکو شاہزادہ جہانگیر نے امان دی برقان کی وجہ سے کئی ہزار جادوگر آکر ملے برقان نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ سب غلامان حضور ہین کبھی اطاعت سے گردن تابی نہ کرین گے ہر ایک کی پشت پر طلسم کشا نے ہاتھ رکھا کئی ہزار آدمی ساتھ ہوگئے طمطراق جادو نے جو دیکھا کہ اہل فوج کے بھی لوگ شریک ہوگئے گھبراگیا مگر برقان نے مفتری کو گھیرا مفتری نے پکارکے آواز دی کہ او نادان بے وقوف تو نے غضب کیا کہ لوح لا کے طلسم کشا کو دی اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگی یہ کہکے مفتری نے ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا اور پکار کے آواز دی اے طائر ساحری برقان کو دیوانہ تو کردے طائر نے گرد سر برقان چرخ مارا ایک چیخ ماری کہ میدان

ہل گیا دیکھنے میں وہ طائر چھوٹا سا ہے مگر آواز سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ رعد گرجا برقان تھر تھر کانپی آنکھیں اُبل آئیں رنگ رو متغیر ہوا گھبرا کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

انقلاب ایسا کبھی اے دل بدخو نہ ہوا
ہائے میں تیری جگہ میری جگہ تو نہ ہوا

حوصلے تجکو نکال آئے نہ ای شوق اپنے
دل میں ارمان بنا آنکھ میں آنسو نہ ہوا

ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
سو کے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہ ہوا

باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
خون مرغان چمن رنگ ہوا بو نہ ہوا

اُسکے ملنے کی خبر مجکو بھڑک کر دیتا
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی بازو نہ ہوا

تھک کے ہم کوچۂ محبوب میں بیٹھے کبھی
پانون توڑا بھی مقدر نے تو زانو نہ ہوا

سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
کوئی پروانہ چمک کر کہین جگنو نہ ہوا

کم نصیبی کی شکایت نہیں مجکو ای دوست
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا تو کمرو نہ ہوا

جب خدا ہونے کا اقرار خود اس بت نے کیا
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہ ہوا

عکس نے آئنے کے دل میں جگہ پیدا کی
سامنے کا بھی یہ ترک آپ سے پہلو نہ ہوا

ساتھ کسکا کوئی دیتا ہے پریشانی میں
رنگ گلشن میں کبھی ہمسفر بو نہ ہوا

شب کو بیتابی دل سے میں ہی مجبور نہ تھا
اپنی شوخی پہ تمھارا بھی تو قابو نہ ہوا

نامۂ شوق کو رکھتے وہ بنا کر تعویذ
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہ ہوا

جس تمنا کا ہوا خون مرے دل میں ہلاک
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگو نہ ہوا

یہ اشعار برقان پڑھتی ہوئی سامنے مغفتری کے آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن مغفتری نے کہا کہ ای برقان طلسم کشا سے لوح مانگ لاؤ برقان نے کہا کہ مین جاتی ہون جسطرح لوح دینگے اُس طرح مانگ لاؤنگی شاہزادہ جہانگیر جنگ مین مصروف ہین طمطراق فوجون کو بھیج رہا ہے ہر ایک افسر پر بھی تاکید ہے کہ جس طرح ہو سکے طلسم کشا کو گرفتار کر لو سپہ سالار ساحران مین سے جو مقابلۂ جہانگیر مین پہونچا جہان لوح جہانگیر نے چمکائی نابینا ہو گیا اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا فوراً دو ٹکڑے کیے کئی سو افسر نامی و نامدار ہاتھ سے شاہزادہ جہانگیر کے واصل جہنم ہوئے غول کے

غول بے افسر لڑ رہے ہین اور جہانگیر مصروف جنگ ہین بجائے سپر لوح ہاتھ مین داہنے ہاتھ مین تیغہ کھنچا ہوا شیرانہ دنہنگانہ لڑتے ہوئے آتے ہین اکثر افسران فوج جرأت و شوکت دیکھ کر فریاد کرتے ہین کہ اے شہریار ہم آپ کی اطاعت کرتے ہین ہماری جان بخشی فرمایئے اس طرح سے کئی افسر شریک ہو چکے ہین ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ رکاب ہین جم کے سحر کر رہے ہین طمطراق طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو اپنے بیگانے ہو گئے کیا برا وقت ہے اے وزیرو تم دیکھتے ہو کہ طیفور و اسفور دونون بھائی شریک ہوئے وزیرون نے فوج کو ترغیب دی خود بھی بڑھ کر سحر کیا آتش سحر برسائی ساتھ کے ساحر طلسم کشا کے حیران ہو کر کھڑے ہو گئے سحر کرنا بھولے اس وقت برقان آ کے پہونچی کہ طلسم کشا لوح چمکا رہے ہین برقان نے آ کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میری خیر خواہی سرکار پر بخوبی ثابت ہے ذرا لوح مجکو دیجیے میرے حواس درست ہون شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا سحر جو مفتری نے کیا تھا وہ اُتر گیا شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا کہ اے شہریار مین سحر مین مفتری کے تھی آپ سے لوح لینے آئی تھی شکر ہو کہ لوح کو دیکھتے ہی ہوش مین آ گئی اگر آپ لوح نہ چمکاتے تو مین لوح لیکر مفتری کو دے دیتی اب مین جا کے مفتری سے مقابلہ کرتی ہون یہ کہہ کے برقان جھپٹی للکار کے آواز دی کہ او مکارہ جو سحر تو نے کیا تھا وہ اُتر گیا اب مین تیرے مقابلے کو آئی ہون مفتری نے جو برقان کو ہوش مین پایا چل گئی نیمچہ کھینچا آپس مین نیمچہ چلنے لگا مفتری تو ساحرۂ زبردست ہے اس طرح کا نیمچہ مارا کہ سر برقان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون برقان نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار لونڈی رخصت ہوتی ہے شاہزادہ جہانگیر نے فوراً پلٹ کے دیکھا کہ برقان کے سر سے خون بہ رہا ہے پیچھے ہٹتی چلی آتی ہے اور مفتری نے سامنے مین تلوار کے لیا ہے چاہتی ہے کہ یہ رُکے تو ہاتھ مارون جہانگیر باتوقیر جست و خیز کر کے قریب پہونچے سینہ سپر کر کے سامنے مفتری کے ہو گئے برقان کو ہٹایا مفتری نے نیمچہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا عکس جو لوح طلسمی کا

مفتری پر پڑا نابینا ہو گئی اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا مفتری یون ہی سامنے کھڑی ہو گئی
نیمچہ جو چمک کر گرا مفتری کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مفتری کے اندھیرا ہو گیا آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مین مفتری جادو بود مرنا مفتری کا جو طمطراق نے سُنا گھبرا گیا وزیرون سے
کہا کہ بڑی رفیق قتل ہوئی اب مین نہ ٹھہرونگا راہ مین ایک گنبد ہے اُسکو گنبد سامری
کہتے ہین وہان کی حاکم دنا ظلم ملکہ سیمبر صحرا نورد ہے کہ وہ بزرگ طلسم ہے اُسکے پاس
جاتا ہون وہ میری بزرگ ہے شاید کوئی تدبیر بتائے وزیرون نے کہا کہ بہتر ہے نکل چلیے
اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین قلعے مین قبضہ طلسم کشا کا ہو گیا اہل قلعہ اطاعت کرتے
جاتے ہین طمطراق اُسی جنگ مغلوبہ مین تخت پر سوار ہوا وزیرون کو ساتھ لیا تخت کو بلند
کرکے آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا نہین منظور ہے وہ قلعے مین رہجائے اور جسکو ساتھ
دینا منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے مین نے سلطنت سے ہاتھ اُٹھایا تخت جو اُڑا کئی لاکھ
ساحر طمطراق کے ساتھ چلے اہل قلعہ بعد جانے طمطراق کے فریاد و الغیاث کرنے لگے
افسر رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا کہ ای شہریار طمطراق تو نکل گیا حضور
کے ہم تابعدار ہین اب امان ملے ہم مطیع اسلام ہوتے ہین کئی ہزار ساحر بعد قسم مطیع
اسلام ہوے شاہزادہ جہانگیر بہ فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوے قیدیون کو آکے
رہا کیا ملکہ رنگین قمر طلعت و بحرین ابریار و امواج و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ نے رہائی
پائی اُسی قید خانے مین یاقوت تاجدار بھی تھی بھا برقان معشوق کو دیکھ کے بہت
خوش ہوئی کہتی تھی صاحب مین نے تمہارے واسطے جانبازی کی کہ جان اپنی لگا دی
مگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا کہ جو مین نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ کہکے طرف
شاہزادہ جہانگیر کے متوجہ ہوئی کہا کہ اے شہریار طمطراق سے ہاتھ اُٹھائیے وہ جان
بچاکے بھاگ گیا ہرچند کہ اُسکے زندہ رہنے سے یہ خرابی درپیش ہے کہ جب کبھی موقع
پائیگا اس قلعے پر چڑھ آئیگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ہم لوگون کا یہ دستور نہین کہ
جسپر قصد کرین پھر اُس سے ہاتھ اُٹھائین بغیر اسکے کہ یا اُسے مسلمان کرین یا اگر
مسلمان نہ ہو اُسے قتل کرین تعاقب طمطراق کا نہ چھوڑینگے یہ کہکر ہرکارون کو

حکم دیا کہ مفصل دریافت کرو طمطراق کہان گیا ہرکارے واسطے خبر کے چلے مگر طمطراق
جو گنبد سامری مین پہونچا حاکم اُس گنبد کی ملکہ سیمبر صحرا نورد گنبد مین بیٹھی ہے
کہ ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی طمطراق شکست خوردہ آتا ہے سیمبر نے کہا کہ ہم جانتے
تھے اس سال مین فساد برپا ہوگا جیسے طمطراق نے غرور کیے اُسی کا یہ انجام ہوا
یہ کہکے سیمبر واسطے استقبال کے نکلی آگے طمطراق کا سامنا کیا سامنا ہوتے ہی
طمطراق نے کہا کہ ای معین و مددگار واے سرپرست طلسم قلعہ طلسمی مجھ سے چھوٹا
ای سیمبر آپکے پاس آیا ہون فریاد لایا ہون اس وقت مین میری مدد کیجیے قلعہ طلسمی پر
طلسم کشا نے قبضہ کرلیا بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ساتھ ہین اُن سب کی تو مین فکر
کر سکتا ہون یہ سُنکر سیمبر نے کہا کہ ای طمطراق تم جانتے ہو کہ تمپر کیون زوال آیا باعث
یہ ہوا کہ دین جدید جسنے اختیار کیا ہفت پیکر ایک ساحر زبردست ہو چند سے تم نے
یہ مذہب نو اختیار کیا پوتا سامری و جمشید کا شہر اسقلانیہ مین ہے اسکے پاس چلو
دین قدیم اختیار کرو اور اعتقاد ہفت پیکر دل سے نکالڈالو طمطراق تو حد سے زیادہ
گھبرایا ہوا تھا فوراً آمادہ ہوگیا سامری ثانی نبیرۂ سامری شہر اسقلانیہ کا حاکم ہی
اُسی وقت تیاری چلنے کی کی گئی سیمبر مع پانچ سَو ساحرون کے طمطراق کو لیکر طرف
شہر اسقلانیہ کے چلی چند روز مین منزلین طے کین جب سامنے شہر کے پہونچی تو دیکھا
کنگرہ ہاے قلعہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین وہ شعلہ ہاے آتش بلند ہوکے
آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری ثانی تیری خدائی برحق ہی سیمبر نے کہا کہ ای طمطراق
یہ ظہور خداوندی دیکھ طمطراق نے وہین سے سجدہ کیا پکارکر آواز دی کہ ای سامری
ثانی مین نے دل سے تیرا اعتقاد کیا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون یہ کہکے اُسی مقام
پر اُتر پڑا سیمبر نے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند سامری ثانی آپ کا بندۂ قدیم طمطراق
جادو بادشاہ طلسم بین الطرفین معتقد ہوکے حاضر ہوا ہے امیدوار ہون کہ
باریاب ہون یہ عرضی لکھکے سیمبر نے ہوا پر اُڑادی ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
عرضی کو منقار مین دبا کے لے گیا دوسرے دن صبح کو طمطراق نے دیکھا کہ کئی سَو جوان

واسطے استقبال کے آئے طمطراق وسیمبر کو بیچ مین لیا شہر مین داخل ہوے
طمطراق جادو نے شہر مین آکر دیکھا کہ جابجا درخت ہین اُن درختون پر طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف سامری ثانی زبان پر ہے ہر طرف سے
یاخداوندا سامری ثانی کی صدائین بلند ہین طمطراق جادو یہ عجائب و غرائب دیکھتا ہوا
قریب ایک دیر کلان کے آیا دیکھا کہ دروازے پر دیر کے گھنٹہ نواز و ناقوس نواز
و برہمن و چھتری پیتمبری دھوتیان باندھے ہوے تلک ماتھے پر لگائے ہوے
یاخداوند سامری ثانی پکار رہے ہین طمطراق جادو دروازے پر دیر کے آیا سیمبر
طمطراق کو ساتھ لیکے اندر دیر کے پہونچی دیکھا کہ تخت پر ایک تاجدار بیٹھا ہے گرد
مشیران سلطنت و وزیران بہت جمع ہین وہ تاجدار سب سے باتین کر رہا ہے
طمطراق نے بڑھ کر سجدہ کیا سیمبر نے دست بستہ عرض کی کہ یاخداوند سامری ثانی یہ
بندۂ قدیم برگشتہ ہو گیا تھا اب راہ راست پر آیا ہے امیدوار ہون کہ اسکی خطا معاف
ہو سامری ثانی نے آواز دی کہ ہماری ملکۂ عالم کو بلاؤ کہ وہ آکے ان سب کا علاج
کرینگی ایک وزیر اُٹھ کر گیا۔ تھوڑے عرصے مین ایک ابر سیاہ آسمان پر آکر لہرایا اور
قریب دیر کے آکر شق ہوا دیکھا کہ تخت پر ایک ماہ پیکر و سیمن بر عارض تابان رشک قمر
نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن نمودار ہوئی
تخت آکر زمین پر اُترا وہ تاجدار جو تخت پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ اے ملکہ الماس پریچہرہ
تم آگاہ ہو ئین کہ طمطراق جادو طلسم شکست کرا کے آیا ہے بہت حال ابتر ہے اب یہان
فریادی آیا ہے اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہے الماس نے ہنس کر جواب دیا کہ مسلمانون کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے مین ابھی جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیے لاتی ہون اگر موقع بنا تو
لوح لاؤنگی نہین تو صرف طلسم کشا کو لاؤنگی اُس تاجدار نے چلا کے آواز دی کہ اے
بندگان سن طمطراق کو رہنے کی جگہ ملے اُسی وقت طمطراق کے واسطے جگہ رہنے کی تجویز
ہوئی پھر اُس تاجدار نے آواز دی کہ اے طمطراق تمنے ہمسے بغاوت کی نیا خداوند قرار
دیا ہمارے باپ دادا خدائی کرتے آئے ہین ایک کو ایک کے بعد خدائی ملی ہفت پیکر

ایک ساحر مکار ہے لیکن اگر تمنے دل سے اطاعت کی ہے تو تمھارا طلسم تمکو ملیگا قدرت
ایسے شخص کو روانہ کرتے ہین کہ جاکے زمین الٹ دیگی یہ نواسی جمشید کی ہی الماس
پریچہرہ اسکا نام ہے جب ملک دمامہ کا تباہ ہوا چاہ زمردین یہ بھی تھی اگر اپنے
نانا سے عرض کرتی تو صاحب قران کو غارت کردیتے مگر چلا آنا ہی مناسب جانا
اس شہر مین جو آئی سامری وجمشید کی ننھیال ہماری ودھیال تھی ہمنے ان کو اس
ملک کا مالک کیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا مگر بدمزاجی انکی قدرت کو پراگندہ کرتی ہی
صحبت مین آتی ہین مگر تخلیہ نہین چاہتین اب قدرت ان ہی سے طلسم کشا کو گرفتار
کرائین گے ہم بھی تقدیر کرینگے اور نانا سے عرض کرینگے کہ طلسم مین الطاف فین آباد
ہو جائے طمطراق جادو کو وزیرون نے ایک قصر رہنے کو دیا جو کہ نہایت آراستہ تھا
طمطراق اسمین جاکر اترا الماس پریچہرہ تخت پر سوار ہوئین تلاش مین طلسم کشا کی
چلین راہ طی کرتی ہوئین ایک پہاڑ پر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان
گینڈے پر سوار فوج غیر ساحران ہمراہ اسکا انتظام کرتا ہوا علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے سامنے سے گذر گیا اسکے بعد الماس نے دیکھا کہ ابر سرخ وزرد
وکبود گرجتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے وہ ابر بھی گذر گئے اسکے بعد دیکھا کہ ایک
جوان خورشید جمال و آفتاب مثال مرکب بادرفتار پر سوار سپر وشمشیر حمائل ہلال و آفتاب
کا ساتھہ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ نایان برج قوس مین ہی ہزار تیرونکا
ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مثل گلدستے کے جست وخیز کرتا ہوا پشت پر لشکر ظفر اثر ساحر وغیر ساحر مسلح ومکمل
یہ رعنائی وزیبائی دیکھ کر بیتاب وبیقرار ہو گئی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی پیشانی پر پسینہ
آیا قلب تھرایا گلچینی گلشن جمال کی کرتے کرتے غش آگیا تھرا کر پہاڑ پر گری اور بیہوش
ہو گئی لشکر نکل گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی سر اٹھا کر دیکھا وہ صورت زیبا
آنکھون کے سامنے نہ پائی اور لشکر کا سامان بھی نظر نہ آیا بیقراری وبیتابی مین یہ
اشعار زبان سے نکل گئے۔ نظم

نورِ رخ کے روبرو نورِ قمر کیا چیز ہے — آبِ دندان کے حضور آبِ گہر کیا چیز ہے

سوزِ دل کے روبرو نارِ سقر کیا چیز ہے — نوح کا طوفان حضورِ چشمِ تر کیا چیز ہے

نام سنتا تھا شبِ فرقت میں پر دیکھی نہیں — یا الٰہی کس سے میں پوچھوں سحر کیا چیز ہے

شیر کے رونے سے میں دیوانہ رکنے کا نہیں — تو بھلا ای پاسبان بے خبر کیا چیز ہے

وان یدِ بیضا تھا یان دس انگلیان ہین دس چراغ — عیب بینوں سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہے

اُس سے پوچھو جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوئے — آہ بے تاثیر کیا شے ہے اثر کیا چیز ہے

آگ لگ اٹھتی ہے تن میں خود بخود بھکتا ہے دل — کس سے پوچھوں سوزشِ داغِ جگر کیا چیز ہے

تو جوابِ خط تو لا انعام خاطر خواہ لے — جان تک حاضر ہے مال اے نامہ بر کیا چیز ہے

آنکھیں دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے — ہو گیا نشہ ہرن اے نور ڈر کیا چیز ہے

بیتابی میں اُسی جانب چلی جس طرف لشکر جہانگیر گیا تھا شاہزادہ جہانگیر پانچ کوس پر آگے اُترے چونکہ ابر آیا ہوا تھا چابک صبا رفتار سے کہا کہ ای برادر خیمہ استادہ کرو اُسمیں چل کر بیٹھیں آج تمھارا گانا سنیں چابک صبا رفتار نے ایک خیمہ کنارے پر اپنے لشکر کے استادہ کیا گلابیان وغیرہ وہان رکھدیں چند خدمتگار دروازے پر چھوڑے آپ خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ جو حضور نے فرمایا تھا وہ سامان تیار ہے شاہزادہ جہانگیر اُٹھے ساتھ چابک صبا رفتار کے اُس خیمے میں آئے مسند پر آکے بیٹھے چابک سے کہا کہ آج تو گانا سناؤ چابک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

یکہ بازو پہ بندھا ہاتھ ہوا نور کی شاخ — نخلِ قامت نے نکالی شجرِ طور کی شاخ

تیرے قامت کی بلندی سے دبیگا طوبیٰ — تیرے ہاتھوں سے جھکیگی شجرِ طور کی شاخ

گجرے پہنے ہوئے ہاتھوں میں کھڑے لبِ بام — آج پھولوں سے لدی ہے شجرِ طور کی شاخ

تجھپہ گل کھاؤں تو یہ ہو یدِ بیضا حاصل — ہاتھ بیعت کو بڑھائے شجرِ طور کی شاخ

ایک بھی شاخ نہیں ہے ترے ہاتھوں کی مثال — کوپلیں اور نکالے شجرِ طور کی شاخ

آب تو اپنی تجلی سے جو بیخود ہوگا + — ہاتھ اُٹھائیگی دعا کو شجرِ طور کی شاخ

آب رخ سے ترے سینچیں اگر ای باغِ مراد — گلِ رخسار نکالے شجرِ طور کی شاخ

ہاتھ ہی زیر زنخدان وہ کھڑے ہین سربام لاش عاشق پہ وہ سر پیٹ کر اپنا روئے		پھل گئی سیب ذقن سے شجر طور کی شاخ نخل ماتم نے نکالی شجر طور کی شاخ

جابک اس رنگ سے اس غزل کو گا رہا ہی کہ شاہزادہ جہانگیر محو سماعت ہو رہے ہین الماس پریچہرہ اُڑتی ہوئی آتی تھی کہ اسنے دور سے لشکر دیکھا طلایہ پھر رہا ہی اور حاضر باش وناظر باش کی صدا بلند ہی اشتیاق دیدار فرحت آثار مین ایک نخل پر آکے بیٹھی کہ کنارے سے لشکر کے گانے کی آواز کان مین آئی جب ان اشعار نے بیچین کر دیا خانۂ دل غم رنج و الم سے بھر دیا نخل سے اُتری ساحرہ تو زبردست ہی ٹہلتی ہوئی قریب در خیمے کے پہونچی پردے خیمے کے اُٹھے ہوے تھے دیکھا کہ مسند پر وہی جوان بلا تکلف بیٹھا ہی ایک عیار نی کو نئے طور سے بجا رہا ہی شاہزادہ بھی وجد مین ہی ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی خدمتگار پڑے سو رہے تھے ضبط نہ ہو سکا بلا تکلف اندر چلی آئی شاہزادہ جہانگیر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک گل رخسار قمر عذار سرو قد خورشید خد پائچے ہاتھ سے سنبھالے ہوے خرامان خرامان آتی ہی بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے پکار اُٹھے - رباعی

	از آمدنت اگر خبر داشتمی نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی		در رہ گذرت گل سمن کاشتمی خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمی

اور پھر اُسی بیتابی و بیقراری مین یکایک زبان سے نکل گیا کہ آئیے تشریف لائیے - شعر

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست	

ملکہ الماس پریچہرہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑین غنچۂ دہن جو کھلا سفیدی دندانی نے دانتون کی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شاہزادہ جہانگیر نے بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور لاکے مسند پر بٹھایا بیٹھتے ہی الماس پریچہرہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے جہانگیر نے نام اصلی بتایا کہا کہ فکر مین بادشاہ طمطراق کی جاتے ہین طلسم بین الطرفین سے بھاگا ہے اس طرف کی خبر پائی ہے اُسی فکر مین جاتے ہین یہ سُنکر الماس پریچہرہ نے ہنس کر کہا کہ صاحب آپ بڑے با اقبال ہین نہین تو مین آپ کا سارا لشکر تہ و بالا کر دیتی ہر چند کہ آپ صاحب لوح ہین مگر سارا لشکر آپ کا دشمن آپ کا ہو جاتا

بلوہ کر کے گرفتار کر لیتے مگر مین بدنصیب ایسی ساعت چلی تھی کہ آتے ہی کمند زلف مین گرفتار
ہوئی شاہزادہ جہانگیر نے بھی محبت خیز باتین کین چابک صبا رفتار تے جو دیکھا کہ عاشق
و معشوق بیقرار ہو رہے ہین یہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھ گیا دروازے پر جا کے ٹھہرا
قضائے کار ملکہ رنگین قمر طلعت کہ منسوب بھی ہو چکی ہے اور یہ بھی وعدہ کر چکی ہے کہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر سحر سے توبہ کرونگی اسنے شام سے خبر پائی تھی کہ شاہزادے نے
کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا ہو اسی سوچ مین اپنے خیمہ مین لیٹی ہو دل کو خیال ہے
یہی ملال ہو کہ تنہائی مین کیون خیمہ استادہ کرایا دل سے باتین کر رہی ہو کہ صبح کو پوچھونگی کہ
کیا باعث تھا کہ آپ جا کے جنگل مین رہے شاید کسی سے وعدہ ہو یہی دل سے باتین کرتے
کرتے سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین سیم بر قمر منظر دریائے جواہر مین
غوطہ زن بھاری لباس پہنے ہوئے پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہے غصہ مین چلی کہ جا کر
شکایت کرون اور پوچھون کہ یہ نازنین کون ہو غصہ جو انتہا کا آیا آنکھ کھل گئی اپنے کو پلنگ پر
پایا گھبرا کے کنیزون کو آواز دی ایک کنیز جاگتی تھی وہ اُٹھ کر سامنے آئی کہا لالٹین کو تو
اُٹھا لے کنیز نے لالٹین اُٹھائی آگے آگے کنیز پیچھے پیچھے ملکہ رنگین قمر طلعت چلی غصے سے
کانپتی ہوئی جو خواب مین دیکھا ہو وہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہو چابک صبا رفتار دروازے
پر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ اسنے دور سے ملکہ رنگین قمر طلعت کو آتے ہوئے دیکھا کہ غصے
مین جھلاتی ہوئی آتی ہین خواصین کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہے چابک صبا رفتار گھبرا کے
اندر آیا کہا کہ اے شہریار ملکہ رنگین قمر طلعت آتی ہین مگر نہایت غصے مین ہین شاہزادہ
جہانگیر نے گھبرا کر کہا کہ اے ملکہ الماس تھوڑی دیر کے واسطے ذرا ہٹ جاؤ ورنہ وہ تمسے
فساد کریگی آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کی سرتاج اُس سے خوف کا مقام ہو یہ سنکر ملکہ
الماس پریچہرہ نے کہا کہ اُنکو آنے دیجیے مین ہٹ جاؤنگی مگر یہ کہکر آنکھون مین اشک
بھر لائی جہانگیر تو زانو بدل رہے ہین الماس نے ایک چٹکی خاک کی اپنے سر پر ڈال لی
شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا الماس غائب ہو گئی ملکہ رنگین قمر طلعت جب قریب در
خیمے کے آئی دیکھا کہ چابک صبا رفتار کھڑا ہے کہا کیون کٹنے آج کس سے وعدہ تھا

جنگل مین کیون خیمہ استاد کرایا چابک نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای ماہ آسمان
کمال آفتاب بیٹھے بیٹھے گھبرائے میرا گانا سُننا منظور ہوا یہان خیمہ استاد کرایا ابھی گاتے
گاتے اُٹھا ہون ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ تو عیار مکار ہی تیری باتون کا کسکو اعتبار ہی
تیرا باہر کھڑے ہونا خاص علامت ہی کہ تو دیکھ رہا تھا شاید شاہزادہ جہانگیر کو میرا خیال
ہو اگر کسی کو دیکھ لونگی اپنی اور اُسکی جان ایک کرونگی اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگی
چابک صبا رفتار نے کہا کہ اندر چلئے ملاحظہ کیجیے شاہزادہ اکیلا بیٹھا ہی یہ سُنکر ملکہ
رنگین طلعت نے خیمے سے پردہ اُٹھایا اور اندر خیمہ کے آئی شاہزادے کو مسند پر
تنہا دیکھا اور زیادہ غصہ آیا دوڑ کے دامن پکڑ لیا کہا کہ کیون اے شہریار آپ نے
یہان خیمہ کیون استاد کرایا شاہزادے نے عجز سے جواب دیا کہ چابک صبا رفتار کا
گانا سننا منظور ہوا یہان خیمہ استاد کرایا کیون صاحب تمکو کیا خیال ہے ملکہ رنگین
نے کہا کہ مین کیا کہون اُس سوت کو اپنی نہ پایا ورنہ اپنی جان اور اُسکی جان ایک
کرتی جہانگیر نے بمنت و خوشامد ملکہ رنگین قمر طلعت کو بٹھایا ملکہ رنگین گھبرا گھبرا کے
چہار جانب دیکھ رہی ہین ملکہ الماس تو نکل گئین شاہزادے نے جام بھر کر ملکہ
رنگین کو دیا رنگین نے جو یہ محبت دیکھی غصہ اُتر گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے ملکہ
رنگین قمر طلعت نے لبریز کیا شاہزادہ جہانگیر کو دیا کہا کہ اے شہریار یہ چابک
کہان بھاگ گیا چابک کو بلائیے جہانگیر نے آواز دی چابک سامنے آیا ملکہ رنگین
قمر طلعت نے ارشاد کیا کہ اے چابک آج خیر گذری تمنے خبر پہونچا دی تم عیار ہو
دروازے پر کھڑے ہو رہے چابک نے عرض کی کہ ابھی تک آپ کو وہی خیال ہی
اگر یہان کوئی ہوتا تو آپ اُسکو نہ دیکھتین رنگین نے کہا کہ وہ بھی کوئی ساحرہ تھی
نشان نقش پا سے ثابت ہوتا ہی اگر کہو تو ابھی حال کھول دین یہ کہکے ملکہ رنگین نے
خاک نقش پا اُٹھائی سامنے خاک کو رکھ کر چند دانے ماش کے مارے کہ وہ خاک اُڑی
اُسمین سے آواز آئی کہ مین خاک پاے ملکہ الماس پریچہرہ ہون یہ سُنکر جہانگیر نے کہا
کہ صاحب تمھین سحر مین سب طرح کا دعویٰ ہے ملکہ رنگین طلعت نے کہا کہ اے

شہر الماس پہ پہرہ وہ ساحرہ ہو کہ دعا مہ جادو کی عملداری مین رہتی تھی سامری ثانی
مدت سے اُسپر عاشق ہے مگر وہ نہین مانتی ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنون کو پکڑ لیجائے جہانگیر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نہین جانتا کہ الماس کسکا نام ہے جب شاہزادہ جہانگیر نے عذر کیا
تو ملکہ نے ہنس کر چابک صبا رفتار سے کہا کہ بھیا یہ تو جھوٹ جھوٹ باتین کر رہے ہین تم
کچھ اشعار گاؤ چابک نے غم والم دونون کا مٹانے کو یہ اشعار شروع کیے۔ نظم

سب بناوٹ ہو یہ الفت تیری	جھوٹ ہی ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہی جو چلتا ہے تو	صاف قامت ہو قیامت تیری
بلبل وگل جو بہم دیکھتا ہون	کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو ای جہر	یاد جب آتی ہے صورت تیری
مجکو کچھ کام نہین جنت سے	ہی گلی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا	غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا	خاک چھنوائیگی اُلفت تیری
کیا کھلین تجھ پہ سنہری کپڑے	صورت جہر ہے صورت تیری
جب مجھے دیکھتا ہے کہتا ہے	ہی مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور سے بات	نور اتنی نہین طاقت تیری

تھوڑی دیر تک ملکہ رنگین قمر طلعت بیٹھی کہا کہ ای شہریار اب مین رخصت ہوتی ہون
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ بسم اللہ اسپر بھی ملکہ رنگین قمر طلعت بگڑین کہا کہ ای شہریار
میرا بیٹھنا اس وقت ناگوار ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ رنگین تمھارے دل مین
ایسا شک پڑا ہی کہ وہی کہے جاتی ہو ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ خیر بہتر ہے میرا عرض
کرنا ثابت ہو جائیگا یہ کہکے ملکہ رنگین قمر طلعت رخصت ہوئین ملکہ الماس کا جانے کو
دل نہ چاہتا تھا باہر نکل کر ایک طائر کی شکل بنین ایک درخت پر جا بیٹھین جب ملکہ
رنگین چلی گئین تو ملکہ الماس درخت سے اتر کر آئین کہا کہ اے شہریار مین سامری
ثانی سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ برائے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون مین آگر۔

اس دام مین پھنسی اب جاکر کچھ حیلہ کرونگی مگر آپ اسی مقام پر رہیے آگے نہ بڑھیے مین گرفتاری طمطراق کی تدبیر کرونگی یہ کہکے بخوبی سمجھایا کہا کہ اب آپ ہمسے مطمئن رہیے یہ کہکے ملکہ الماس پریچہرہ رخصت ہوئین سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہوا ہے وزیرون سے کہ رہا ہے کہ ملکہ الماس نے جاکر لشکر طلسم کشا برباد کیا ہوگا طلسم کشا پر پنجہ قابض ہونا دشوار ہے مگر سردار انکا کوئی نہ بچیگا کہ سامنے سے ابرسیمابی نمایان ہوا چند طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سے پھول برستے ہوے ابر آکے پھٹا سامری ثانی نے دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ آتی ہین رنگ ورو اڑا ہوا بوس وکنار جو ہوا ہی عارض پر بوسون کے نشان ہین حیران و پریشان آکر اُترین سامری ثانی نے کہا کہ ای ملکہ عالم کہو کیا گذری الماس پریچہرہ نے کہا کہ بحرین و مواج و رنگین قمر طلعت یہ تین ساحر ایسے ساتھ ہین کہ کوئی فعل بن نہ پڑا رنگین طلائے پر تھی بحرین و مواج عقاب بنے ہوے بالائے خیمۂ طلسم کشا تھے اگر اصلی ہوا کا جھونکا آتا ہی تو رنگین اُسکو سحر جانتی ہی دفع کرنے لگتی ہے آٹھ پہر یہ تینون سردار اسی فکر مین رہتے ہین مین دیکھ کر چلی آئی جس وقت موقع ان لوگون سے پاؤنگی ایک پہر بھر مین لشکر تباہ کرونگی سامری ثانی نے کہا کہ مواج و بحرین ایسے ہی ساحر ہین تمنے خوب کیا کہ سحر نہ کیا اگر سحر کرتین تو مقابلہ پڑجاتا بحرین و مواج پرانے ساحر ہین علم سحر و شعبدے سے بخوبی ماہر ہین مگر مین اور بھی تدبیر کرتا ہون ہر چند کہ الماس نے سمجھایا کہ یہ مقدمہ میری راے پر رکھو مگر سامری ثانی نے وزیرون کو حکم دیا کہ وہ تدبیر کرو کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے وزیرون نے اُسی وقت پہلوانون کو فرمان لکھے کہ جاکے طلسم کشا کو روکو جس منزل پر ہے وہان سے بڑھنے نہ دو ہفت درے پر وزیرون نے نامہ لکھا کہ وہان پہلوانان مختلف وضع ہین وہ جاکے اُنھین روکین گے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو جاکے ہلاک کرین اور طلسم کشا اقلیم سے زندہ بچ کر نہ جانے پائے یہان طلسم کشا میدان کین اترے ہوے ہین محبت الماس دل مین خیال آٹھ پہر آب و گل مین صبح کا وقت ہے بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین چابک صبا رفتار نکس رانی کر رہا ہے بحرین و مواج و رنگین وماہ رخسار کرسیون پر بیٹھے ہین ہامان صحرانورد انتظام لشکر کر رہا ہے تمام لشکر

صحرا مین فروکش ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان آگے آگے چلا آتا ہی جسم انسان
کا سر شیر کا چابک سے شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہی اور
کیون آیا ہے چابک گیا اور دریافت کرکے آیا کہ جنید شیر سر اسکا نام ہے برائے مقابلہ
طلسم کشا آیا ہی جہانگیر نے کہا کہ سمجھا جائیگا جنید شیر سر نے اُترتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ جہانگیر کو پہونچائی
جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ہزبر زرین پوش صحرا نورد صحرائے
چرخ زبرجدی پر آکے بیٹھ نشین ہوا جنید شیر سر سوار ہوکے میدان کارزار مین باصف
سے اپنی آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شاہزادہ جہانگیر مع لشکر میدان کارزار مین آکے پہونچے
صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے جنید شیر سر نے قصد
کیا کہ گھوڑا اپنا میدان مین نکالون کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوام فیل سر بارہ ہزار
فیل سرون سے آکر پہونچا جنید نے حال پوچھا اقوام نے کہا کہ سب فوجین چل چکی ہین
فرداً فرداً آیا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی دیلم خرطوم بینی بارہ ہزار پہلوان اپنے
ہمراہیون سے آکر پہونچا بعد اُسکے پھر گرد اُڑی عشاق دراز گوش بارہ ہزار جوانون
سے آکر پہونچا نعمان سگ سر چھ ہزار جوانون سے آیا اور ہامان مرغ سر دس ہزار
سوارون سے اسقدر فوجین آئین کہ تمام صحرا معمور ہوگیا دیکھنے والے گھبرا رہے
تھے جب یہ سب جمع ہوچکے آمد مین فوج کی دوپہر ڈھل گئی کہ جنید شیر سر نے گھوڑا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ نکلون ہامان صحرا نورد نے گھوڑا اپنا بڑھایا
ہرچند کہ جہانگیر نے منع کیا مگر ہامان صحرا نورد نے نہ قبول کیا گھوڑا بڑھا کر
سامنے جنید شیر سر کے آیا جنید شیر سر نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب نے
ہامان کے جو مرکب جنید شیر سر کو دیکھا بھڑ ابدلگامی کرنے لگا جنید شیر سر نے بڑھ کر
ہامان صحرا نورد پر چنگل مارا اور گھوڑے سے کھینچ لیا لشکر مین جنید شیر سر کے

ایک قہقہہ ہوا جہانگیر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا اور آواز دی کہ او
جنید شیر سر آگے نہ بڑھنا مگر جنید اپنی صف پر پہونچا ہی چاہتا ہے کہ ہامان کو اپنے
ساتھ والون کو دے کہ یکایک پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ او مکار یہ کیا حرکت ہے
جنید پلٹا ہاتھ تلوار کا شاہزادۂ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو
سے ہاتھ نکال کر سر کو بنا یا کمر پر ہاتھ مارا کہ جنید شیر سر کے دو ٹکڑے ہوئے عشاق
دراز گوش لعہ اسکے کان مثل کمل کے لپٹے ہوئے دوش پر پڑے ہین عشاق نے
آکر حربہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُس دراز گوش کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے سب فوجون نے شاہزادۂ جہانگیر کو گھیر لیا جہانگیر جنگ رستمانہ کر رہے ہین
ملکہ الماس پریچہرہ جو صبح کو دربار مین سامری ثانی کے آئین سامری ثانی نے
اُسوقت وزرا سے پوچھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین کسکو بھیجا وزرانے عرض کی
ہفت ورے پر ہمنے نامہ لکھا ہے شیر سر وغیرہ جسقدر فوجین وہان رہتی ہین سب
مقابلے مین طلسم کشا کے گئی ہونگی وہ لوگ بصورت ہاے مختلف پامال کرکے آئینگے
فوج طلسم کشا اُنکو دیکھکر بھاگ جائیگی الماس نے جو یہ سُنا ایک ٹھنڈھی سانس
کھینچی سوچین کہ حقیقت مین یہ اقوام مختلف جو پہونچی ہونگی کیا آفت برپا ہوگی
طلسم کشا کس سے کس سے لڑین گے دربار سے سامری ثانی کے اُٹھین سامری
نے کہا بھی کہ اے ملکہ عالم کہان جاتی ہو ملکہ الماس نے کچھ جواب نہ دیا باہر نکل کر
طاؤس پر سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین اُسوقت آکے پہونچین کہ شاہزادہ
جہانگیر گھرے ہوئے ہین سگ سر وغیرہ حملے کر رہے ہین گھوڑا شاہزادے کا
بدلگامی کر رہا ہے جدھر پلٹا کبھی سگ سر کو دیکھا اور کبھی فیل گوش پر نگاہ
پڑی ان مختلف صورتون کو دیکھکر اور زیادہ تڑپتا ہے شاہزادہ جہانگیر روکتے
ہین مگر مرکب نہین تھمتا زخمی بھی ہوچکے ہین خون جسم سے بہ رہا ہی لختے خون کے جمے
ہوئے مگر جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کردیے الماس پریچہرہ کی نگاہ جو اس
حال پہ پڑی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ رنگین قمر ظلعت فوج

غیر ساحران کو بھیج رہی ہین ساحر کوئی نہین بڑھتا ایک طائر کی شکل بنکر الماس ایک
نخل پر بیٹھی شاہزادہ جہانگیر پر جو حربے پڑتے ہوے دیکھے بتون کی آڑ مین ہو کے
ہاتھ چمکایا برق جو کڑک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے کافر گھبرانے لگے ایک نے اُنمین سے
پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا ساحرون کے بھروسے پر لڑتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر طرف
ملکہ رنگین کے دیکھا۔ دیکھا کہ رنگین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین اور غیر ساحرون
کو بھیج رہی ہین کنیزون نے اگر قصد سحر کرنے کا کیا تو اُنکو منع کر دیا کہ تم لوگ نہ بڑھو
جرات شاہزادہ والا قدر سے سراسر خلاف ہو کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین جہانگیر
نے پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ رنگین قمر طلعت یہ سحر کسنے کیا کہ کئی سو کے سر
اُڑ گئے اُنکے گھوڑے بھڑکتے ہین ملکہ رنگین نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کیا
مجال جو کوئی یہان سے سحر کرے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ملکہ دریافت تو کرو یہ سحر کون
کر رہا ہے ملکہ رنگین بہ نگاہ غور دیکھنے لگین ایک شخص نے بڑھ کر شاہزادہ جہانگیر
نیزہ مارا کہ وہ نیزہ پشت پر پڑا خون جاری ہوا الماس نے ہر چند چاہا کہ ضبط کرون
نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا
اُسی جوش مین ہاتھ ہلا دیا رنگین قمر طلعت کی نگاہ پڑی کہ طائر نے پر ہلائے اور برق
چمکی دل مین سوچی کہ اے رنگین یہ کوئی ساحرہ ہے یہ سوچ کر چند دانے ماش کے
طائر پر مارے طائر نے ماش کے دانون پر پر مار دیے وہ ماش کے دانے زمین پر گر کر
جل گئے بحرین و مواج نے جو دیکھا کہ ہماری بیٹی کا سحر خالی گیا یہ ساحر کون ہے بحرین
نے ایک دو پتھر مارا کہ وہ درخت جلنے لگا مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے ظاہر ہو
یہ کون شخص ہے درخت جل کر خاک ہوا دھوان بیجیب ہ اُٹھ رہا ہے یکایک وہ
دھوان بھی پھٹا سب نے دیکھا کہ اُس دھوئین مین سے ایک آفتاب تابان نمایان
ہوا ہو نقشہ پلٹے ہوے چہرے پر اُداسی زلف عنبرین پر پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی
مگر کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین ہین ملکہ رنگین قمر طلعت نے ملکہ الماس پر یہ چہرہ کو پہچانا
رنگین نے شاہزادہ جہانگیر کو پکار کے آواز دی کہ اے شہریار سرکار کی معشوقہ۔

سحر کر رہی ہین ملکہ الماس کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا پکار کے آواز دی کہ بی رنگین ذرا
زبان سنبھالو کیسے عاشق و معشوق فقط رحم دلی کو کام کیا ورنہ ہمکو کیا غرض تھی کہ اس جنگ
مغلوبہ سے بچاتے ملکہ رنگین نے ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہا بوا خاموش رہو ہم سب
معاملات سمجھ چکے الماس نے ہاتھ ہلایا گولہ کٹ کر گرا ملکہ رنگین نے کئی سحر کیے لیکن
ملکہ الماس نے اشارون مین دفع کر دیے بحرین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ
الماس پر سحر تاثیر نہین کرتا رنگین شرمندہ ہوکے رہجاتی ہے چہرے سے اُداسی
بالون سے پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی ہے بحرین نے جھپٹ کر پشت پر
الماس کے آکے حلقہ ہاے کمند سحر مارے الماس نے تڑپ کر وہ حلقے توڑے
پلٹ کر بحرین پر جو سحر کیا بحرین کی زبان بند ہوئی الماس نے کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ
لے اُڑون رنگین نے بالون کو اپنے کھول دیا ہاتھ پر الماس کے شعلہ گرا کہ آبلہ پڑگیا
بحرین کو چھوڑا بحرین طرف زمین کے چلا زمین شق ہوئی ایک عقاب تڑپ کر
زمین سے نکلا اُسنے بحرین کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا رنگین نے چاہا کہ عقاب کو مارون
دوسرے طائر نے رنگین کو لیا الماس تڑپ کر بلند ہوئی ملکہ رنگین و بحرین کو دو
طائر لے گئے مگر الماس اس طرح جھپٹی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ پرا ے قتل طائران
جاتی ہے مگر وہ طائر برق جہندہ تھے تڑپ کر نکل گئے عقب مین الماس بھی غائب
ہوئی جاپاک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا تعاقب مین بحرین و رنگین کے چلا
مگر حیران ہے کہ مفصل کیونکر معلوم ہو کہ کون لے گیا حیران و پریشان جاتا ہے یہان
جہانگیر نے سب افسرون کو مارا اہل فوج شکست کھا کے بھاگے مواج دریا شگاف
واسطے دختر و شوہر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین
جہانگیر نے پوچھا کہ اے مواج خیر تو ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین تمکو معلوم
ہوگا کہ جاپاک صبا رفتار رسی فکر مین گیا ہے مواج نے عرض کی کہ اے شہریار مین
حیران ہون کہ کیسا سحر کامل تھا ورنہ شوہر میرا اسقدر شعبدہ باز ہے کہ کوئی اُسکا مقابلہ
نہین کر سکتا لیکن ایسا ناچار ہوا کہ طائر اُٹھا لے گیا اور کچھ زور نہ چلا کنیز واسطے شوہر

کے بہت بیقرار ہے حضور نے سنا ہوگا کہ میں کبھی شوہر سے جدا نہیں ہوئی میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے۔

نظم

اُنکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
دم کے مہمان ہیں پیغام اجل آ پہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بتِ مہرو میں
میں جو کعبے سے پھرا سوے کلیسا پہونچا

خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو
میں ادھر اور اُدھر یار کو نامہ پہونچا

پڑھ کے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو
اُنکی خدمت میں عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اُس بحر لطافت کی جو آئی دل میں
صورت موج رواں جانب دریا پہونچا

کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون
ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا

قاصد یار کو میں اپنا پیمبر سمجھا
وحی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا

قدسیوں نے بھی جگر تھام لیے ہاتھوں سے
شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا

حوریں آئیں ترے کشتے کی زیارت کے لیے
کربلا میں جو پئے دفن جنازا پہونچا

جوش اُلفت سے وہ روتے ہوے در تک آئے
زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے
چھوڑ دو نور کہ دُکھنے لگا میرا پہونچا

شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے مواج نہ گھبراؤ انشاء اللہ چابک صبا رفتار مفصل خبر لیکر
آئیگا مواج یہ باتیں سنکر سامنے سے جہانگیر کے چلی چاہا کہ اپنے خیمے میں جاوے
کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری مواج کو اُٹھا لے گئی یہ تو ناظرین پر واضح ہو
کہ جب افسران مختلف وضع مارے گئے اہل لشکر اُنکے اپنے سرداروں کے لاشے
لیکر شکست خوردہ بھاگ گئے شاہزادہ جہانگیر اُسی مقام پر فروکش ہیں لیکن چابک
صبا رفتار جو تلاش میں رنگین وبحرین کی چلا کئی کوس تک نکل گیا ایک مقام پر آکے
دیکھا کہ ایک باغ بنا ہے اور چند کنیزان زرین پوش دروازے پر کھڑی ہیں آپس
میں چہلیں کر رہی ہیں چابک صبا رفتار نے اپنے کو ایک زرینہ نخل میں چھپایا
دیکھ رہا ہے کہ ایک کنیز پھرتی ہوئی اُسی طرف آئی چابک نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی
صورت بنکر آکے اُن کنیزوں میں ملا اُنھیں کے ساتھ باغ میں آیا آکر دیکھا کہ گل ہا

رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرون کا جوش وخروش حباب لب جو کو بیہوشی
مین ہوش وسط باغ مین چبوترہ بلور کا حالت اُسکی نور کی فرش مشجر بچھا ہوا مسند جواہر نگار
آراستہ و پیراستہ اُسپر ایک نازنین بیٹھی کہ رہی ہی کہ اری شگفتاو تجربین و مواج و
رنگین کی حفاظت کرنا ملکہ فرما گئی ہین کہ اُنکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے آیٹ وار نہ پہونچانا
کنیزین عرض کر رہی ہین کہ اُنکو اُسی قصر مین چھوڑا ہے آرام سے بیٹھے ہین مگر رنگین
سب سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہے چابک نے جوان سب کا حال سُنا گھبرایا
گھُسکے محفل مین بیٹھا کہا کہ حضور ایک غزل سُناؤن اس وقت فصل بہار ہوش کو
کنیزون نے اُس نازنین کا نام گلستان جادو لیا گلستان نے کہا کہ ای نرگس
تیری عادت دیدہ بازی کی نہین جاتی خوشی تیری ملکہ الماس کی پریشانی پر دل ہمارا
بیقرار ہے کل سے خاصہ نوش نہین فرمایا آج فرماتی ہین کہ ان قیدیون کو رہا کرون
یا قید مین بھجنے دون دونون طرح مشکل ہی مگر چابک نے بایان کھینچ کر ٹھیکہ بجایا گلستان
نے کہا کہ اے نرگس تم تو طبلہ خوب بجاتی ہو چابک نے کہا گانا تو سنیئے یہ کہکر
یہ غزل شروع کی

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین | گردن ہی طوق حلقۂ چشم غزال مین
اُلجھا رہا ہین زلف سیہ کی مثال مین | مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
ابکے ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین | عنقا کو باندھ لائین گے دام خیال مین
ای عشق کون لے در دلدار کی خبر | دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون | مہندی بندھی نہین مرے پاے خیال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا | صدہا شریک ہوتے ہین مُوتے کے مال مین
تمنے نگاہِ قہر جو کی عین غیظ مین | تل تیل ہوکے رہگیا چشم غزال مین
تمکو زوال حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ | احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
یارب برا ہو ذکر زمانِ فراق کا | گذری شب وصال اسی قیل وقال مین
قیدون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ | بیری پڑی نہین مرے پاے خیال مین

آنکھوں مین ڈورے ہین تہ ابروے پر چھپا	چلا چڑھا ہوا ہی کمان ہلال مین
اللہ رے صفیر کی رنگین خیالیان	لو اتو پھول جھڑتے ہین یون بول چال مین

چابک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ گلستان تعریفین کرنے لگی کہا کہ اے نرگس خوب گاتی ہو چابک صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب حضور شراب کا چرچا ہو گلستان نے کنجی میخانے کی دی چابک جا کر شراب کو خراب کرکے لایا چند اشعار گا کر جام بھر کر اول گلستان کو دیا گلستان بے خوف پی گئی اب تو چابک نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی کہ سب بیہوش ہوے چابک نے چاہا کہ قتل کرون پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو قتل کرنے سے اسکے کوئی آفت برپا ہو جائے آخر خنجر کمر مین رکھ لیا جھپٹ کر قریب اُس کمرے کے آیا قفل لگا ہوا تھا اُسکو کاٹا اندر کمرے کے آیا دیکھا کہ ملکہ رنگین و مواج و بحرین مسلسل و مطوق زبانون مین سوزن دیے ہوے بیٹھے ہین مگر ملکہ رنگین بیہوش پڑی ہین چابک نے چاہا کہ بحرین کی زبان سے سوزن نکالون بحرین نے منع کیا کہ اے چابک میرے پاس نہ آنا چابک طرف مواج کے چلا مواج نے بھی منع کیا کہ اے چابک اگر مجھکو رہا کروگے تو خود گرفتار ہو جاؤ گے چابک نے چاہا کہ رنگین کو ہوشیار کرون ہر چند کہ ہاتھ ہلاتا ہے مگر ملکہ رنگین ہوشیار نہین ہوتین چابک صبا رفتار ناچار ہو کر پلٹا خیال مین آیا کہ سب کو چل کر ہوشیار کردون انکے بیہوش کرنے سے کچھ نفع نہ ہوا چاہا کہ باہر نکلون کہ دیوار کمرے کی شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ نمودار ہوئی اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس نکلتے ہی آواز دی کہ او چابک تو نے بڑی گستاخی کی اگر ان سب کو تو رہا کرتا تو مزا اُٹھاتا چابک نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین نے سب کو بیہوش کیا مگر کچھ مطلب نہین حاصل ہوا ملکہ الماس نے کہا کہ اے چابک صبا رفتار یہ سحر ہمارا ہے بی رنگین کو بڑا دعوے تھا مواج و بحرین اپنے کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے لیکن کیسے پھنسے کچھ زور نہ چلا یہ کہکر جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا کہا کہ اے چابک اسکو منہ پر رنگین کے چھڑکو رنگین

ہوشیار ہو گی جابک نے وہ پانی جو منہ پر ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھڑکا ملکہ رنگین کو
چھینک آئی آنکھ کھول کر جابک کو دیکھا کہا کہ ای جہتر والا گہ خوب وقت پر پہونچے
ہمنے بڑے صدمے اُٹھائے ہمکو بی الماس گرفتار کر کے لائی ہین کہ پہلو سے آکر ملکہ
الماس نے سلام کیا کہا کہ ای شاہزادی علم سحر عجب نازک مقدمہ ہے اگر چل گیا تو
دیوانہ کیا اگر نہ چلا تو پریشانی ہے آپ نے دیکھا کہ آپ لوگ کیونکر گرفتار ہوے کوئی
بھی زور چلا اب مین آپ کو رہا کرتی ہون ہم بھی عاشق جمال شاہزادہ جہانگیر ہین
ہمارے آنے جانے کا سدباب نہ کیجیے گا رنگین نے سر ہلا کر سرجھکا لیا اشارے سے کہا کہ
ای الماس ہم تم دونون گلچین گلشن جمال شاہزادہ جہانگیر ہین ابھی دودن مین دیکھو کیا
کیفیت ہوئی کیسے کیسے سردار برائے مقابلہ شاہزادہ والا قدر آئے اور اُس شیر کے ہاتھ
سے قتل ہوے یہ سُنکر ملکہ الماس نے کہا کہ ای ملکہ رنگین اسکو یاد رکھنا کہ یہ سرحد
حکومت سامری ثانی ہے بے ہماری مدد کے یہان مشکل کشائی نہ ہوگی ہزار طرح
کے وہ شعبدے جانتا ہے اُسکے شعبدون سے بچنا مشکل ہے ہم اُن عجائب وغرائب
کو بیان کر دینگے ملکہ رنگین نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا الماس نے اول زبان سے
رنگین کے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ قید کو توڑ دون
مگر نہ ہو سکا الماس نے ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی قید خانے مین ہو ہماری سرحد ہے
قید نہ ٹوٹیگی یہ کہکر قید جسم سے دور کی ملکہ رنگین نے رہا ہوتے ہی مان باپ کی زبان
سے سوزن نکالی بحرین و مواج پرانے ساحرین قیدین توڑ کر سیدھے ہوے رنگین
و بحرین و مواج کمرے سے باہر نکلے الماس نے کہا کہ بی رنگین تم جاؤ جابک کو
روک لیا رنگین و بحرین و مواج اُڑتے ہوے چلے سرحد باغ سے نکلے تھے کہ صحرائے
سبزہ زار ملا دیکھا کہ بڑے بڑے درخت اُگے ہوے ہین جا بجا آہو پھر رہے ہین
کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین ایک سے ایک تیز وطرار و چالاک و چست اراد
درست بیٹھون پر گھانس کے کبھی منھ ڈالتے ہین کبھی جست و خیز کرتے ہین کبھی آپس
مین لڑتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین ملکہ رنگین نے جوان آہوان صحرا کو دیکھا

ماں باپ سے کہا کہ دیکھیے یہ آہو کیسے خوبصورت ہین کہیے تو دو چار کو گرفتار کر لین شاہزادہ بہت خوش ہوگا بحرین نے کہا کہ ای نور نظر اگر تمھاری خوشی ہو تو یہ آہو تمھارے ساتھ ہون اتفاق سے ہم سحر مین الماس کے پھنس گئے رنگین نے کہا کہ آپ سحر کیجیے یا مین سحر کرون بحرین نے بڑھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے آہو جستین کرنے لگے گرد بحرین کے پھرتے تھے ایک آہو نے بڑھ کر رنگین کے سامنے آنکھین جھکا مین رنگین نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑ لون وہ آہو ایک جانب بھاگا ملکہ رنگین اُسکے پیچھے دوڑتی ہوئی چلین بحرین نے پکار کر کہا کہ ای نور نظر اب آہو کا پیچھا نہ کرو ملکہ رنگین نے پلٹ کر کہا کہ مین اسے لیکر آتی ہون بحرین و مواج دیکھ رہے ہین کہ وہ آہو جا کے ایک درۂ کوہ مین گھس گیا رنگین قریب درۂ کوہ کے کھڑی ہین ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ اندر درۂ کوہ کے جاؤن کہ یکایک کوہ کے اندر سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دور سے مواج و بحرین نے دیکھا کہ شیر ڈکارتا ہوا قریب رنگین کے آیا اس طرح جھپٹ کر حملہ کیا کہ رنگین تھرا کر زمین پر گری ہر چند کہ چاہتی ہے سحر کرون شیر کو ہٹاؤن زبان مین لکنت ہے مزاج کی عجب کیفیت ہی شیر نے رنگین کو اُٹھا لیا منھ مین دبا کر درۂ کوہ مین گھس گیا اب تو بحرین بیقرار ہوا اور قریب درۂ کوہ کے آیا للکار کے آواز دی کہ او سگ صحرائی نکل تو سہی مواج نے دیکھا کہ وہی شیر منھ سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے درۂ کوہ سے نکلا بحرین شیر کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ رنگین کو کھا کر آیا ہے تلوار کھینچ کر اسم سحر پڑھتا ہوا شیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شیر نے خالی دیے بحرین ذرا رکا تھا کہ شیر نے دھڑوکہ مارا بحرین زمین پر گرا شیر نے بحرین کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ مین چلا گیا مواج حد سے زیادہ بیتاب ہوئی کہ دختر بھی گرفتار ہوئی اور شوہر پر یہ سانحہ ہوا دل کو صبر نہ آیا جھپٹ کر قریب آئی غل مچانے لگی ایک گولہ مارا کہ پہاڑ تھرا گیا درۂ کوہ سے وہی شیر نکلا منھ مین اُسکے خون بھرا ہوا ڈکارین لیتا ہوا قریب مواج کے پہونچا مواج بھی اسی طرح گری شیر نے مواج کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ مین گھس آیا

یہان ملکہ الماس نے بعد ان تینون کے جانے کے چابک سے کہا کہ تمنے جوانکو بیہوش
کیا ہے انکو قتل کرو مگر وہ تینون شخص پھر آتے ہین جنگل مین جاکر اُنپر افتاد پڑی بہران
جادو نے اُن تینون کو پھر گرفتار کر لیا چابک نے بڑھ کر گلستان جادو کو قتل کیا
کنیزین ہوشیار ہو گئین قدمون پر الماس کے گرین کہا بی بی ہم آپ کے
تابعدار ہین ملکہ گلستان نے جو خطا کی اُسکی سزا پائی الماس نے کنیزون کو گلے
سے لگایا کہا کہ خبردار سامری ثانی کے سامنے یہ ذکر نہ آئے کنیزون نے کہا کہ
کیا مجال جو ہم زبان سے نکالین کہ دیکھا ایک طرف سے آندھی چلی چابک نے
دیکھا کہ ایک ساحر رنگین وبحرین ومواج کو گرفتار کیے ہوے لیکر پہونچا
سامنے الماس کے حاضر کیا الماس نے کہا کہ اے ہزبر آدمخوار تو نے بڑا
کام کیا انکو گرفتار کر لیا الماس نے دیکھا کہ ملکہ رنگین شرمندہ سر جھکائے
ہوے بیٹھی ہین بحرین ومواج کو غصہ ہے چاہتے ہین کہ زبان سے سوزن نکلے
تو ہم ہزبر پر سحر کرین الماس نے جو زن وشوہر کو برہم پایا ہزبر سے کہا کہ
انکی زبانون سے سوزن نکال لے ہزبر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی جیسے ہی
زبانون سے سوزن نکلی بحرین نے ہزبر پر سحر کیا ہزبر جیسا کھڑا رہا لیکن
الماس نے ہان ہان کر کے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا یہ خطا ہے مگر مواج نے
تڑپ کر ہاتھ ہلایا برق گری کہ ہزبر کے دو ٹکڑے ہوے ہزبر کے مرتے ہی
ایک آندھی چلی مواج کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑ گئین زبان مین کسی نے سوزن دی کی
جب آندھی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزبر آدمخوار اُسی طرح کھڑا ڈکارین
لے رہا ہے الماس نے کہا کہ کیون اے مواج اس اقلیم کے شعبدے دیکھے
مواج نے سر جھکا لیا الماس نے کہا کہ ای مواج جبتک مین تدبیر نہ کرونگی طمطراق نہ
مارا جائیگا اب آپ لوگ جلدی رخصت ہو جیے مگر کسی صحرا مین یا کسی قریے مین
ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرنا مواج وملکہ رنگین وبحرین ملکہ الماس پر بہرہ سے
رخصت ہو کر چلے پر پرواز پیدا کر کے اُڑے الماس نے چابک کو رخصت کیا

چابک صبا رفتار عقب مین چلا لیکن مواج و بحرین و رنگین اُڑے ہوے جاتے
ہین دیکھا کہ ایک قریے مین ہلڑ ہو رہا ہے رنگین ایک نخل پر آکر ٹھہری دیکھا
کئی شخصون کو اہل قریہ نے گرفتار کیا ہی کشان کشان لیے جاتے ہین رنگین نے
دیکھا کہ جنکو گرفتار کیا ہے وہ منت و خوشامد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو چور
تو بھاگ گئے ہم راہ گیر تھے ہمکو ناحق گرفتار کر لیا لیکن اہل قریہ نہین مانتے تھوڑے
عرصے مین رنگین نے دیکھا کہ ایک زمیندار آیا اُس سے اُن سب نے بیان کیا
کہ یہ چارون چور ہین زمیندار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ان چارون کو قتل کرے
چور فریاد کرنے لگے کہ ہمین بلا وجہ قتل نہ کرو ہمنے چوری نہین کی رنگین کو بہت
ناگوار ہوا جی مین کہتی ہے کہ یہ غریب راہی بلا وجہ قتل ہوتے ہین آخر تاب نہ آئی
درخت سے اُتر پڑی پکار کے آواز دی کہ او زمیندار یہ کیا انصاف تو نے کیا کہنے پر
ان چند کس کے ان بے گناہون اور غریبون کو قتل کرتا ہے زمیندار نے غصے مین
جواب دیا کہ اے نیک بخت تو کون ہی سب گانون کے لوگ انکی چوری کرنے پر
گواہی دیتے ہین ان گواہون کے بیان پر مین نے انکے قتل کا حکم دیا رنگین نے
کہا کہ تو نا منصف ہی زمیندار نے اور سخت جواب دیا ملکہ رنگین نے غصے مین اسم سحر
پڑھکر ایک طمانچہ مارا کہ سر زمیندار کا اُڑ گیا سب لینا لینا کہکے دوڑے رنگین چاہتی
ہی سحر کرکے ان سب کو مارون کوئی سحر یاد نہین آتا آخر اُن سب نے گھیر کر ملکہ
رنگین کو پکڑ لیا زبان مین سوزان دی ہلڑ ہے کہ انکو پاس ملکہ الماس کے لے چلو
رنگین کو بڑی شرمندگی ہے کہ دو مرتبہ اُسنے قید سے رہا کیا ابکی مرتبہ جو قید دیکھے گی
تو کیا کہیگی کہ یہ کیسی علم سحر سے آگاہ ہین کہ گنوارون نے پکڑ لیا مگر گنوار کشان کشان
ملکہ رنگین کو لیے جاتے ہین سرحد قریہ سے باہر نکلے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ
الماس پریچہرہ ہنستی ہوئی آتی ہین سب نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور اس
عورت نے ہمارے افسر زمیندار کو مار ڈالا۔ الماس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو زمیندار
تمھارا اس مجمع مین کہان تھا وہ اپنے گھر مین بیٹھا ہی جاکے اُسکو بلا لاؤ لوگ سے گئے

اُسکو آواز دی زمیندار ہنستا ہوا نکلا اور کہا کہ کیون صاحبو کیا ہی سب نے کہا کہ تمکو ملکۂ عالم نے بلایا ہی زمیندار حاضر ہوا الماس نے اُن سب سے کہا کہ اپنے افسر کو لو اب رنگین کی زبان سے سوزن نکالی کہا ہُوا تمنے یہان کے عجائب وغرائب دیکھے یہ سب انتظام میرے سپرد ہین اگر مین تمہاری دوست نہ ہوتی تو کیا تم پلٹ کر اپنے لشکر مین جا سکتین رنگین بہت شرمندہ و محجوب ہوئی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی کئی مقام پر جنگل مین میلہ دیکھا کسی مقام پر دیکھا کہ دارین استادہ ہین کچھ لوگ قتل ہو رہے ہین کسی مقام پر دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی ایک نخل مین جھولہ پڑا ہے چند نازنینان مہ جبین جھول رہی ہین اور تانین لگا رہی ہین ایک خوش آواز کی آواز مین سوز ہے یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

تھا وصلت جنون کا جو سامان تمام رات
لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

پھاہے جو داغہاے فروزان سے ہٹ گئے
شعلے تھے جلوہ گر تہ دامان تمام رات

گھیرے رہے ہین دل کو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جھپکی نہین ہے آنکھ اسیران عشق کی
شاہد رہے ہین روزن زندان تمام رات

پیش نظر تھی عارض گلرنگ کی بہار
دیکھا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینۂ جمال مین وہ ہین صفائیان
تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا مین مصحفِ عارض کی آیتین
پیش نظر رہا مرے قرآن تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف آئیے
انکار کیا رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلا کے رنج دیے آپ نے ہمین
کیا خوب کی ہے خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی
زیر قدم رہا ہے بیابان تمام رات

گھیرے رہی ہی روے زمین پست و آسمان
تاریکی مزار غریبان تمام رات

آسان نہین ہے دشت نوردی کچھ اے نسیم
دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات

یہ سب ہنگامے ملکہ رنگین نے دیکھے لیکن بسبب خوف کے کسی مقام پر متوجہ نہین ہوئین

ہر مقام پر یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو پھر کسی بلا مین پھنس جاؤن یہ سوچتی ہوئی لشکر مین پہونچی
مگر رنگ رو متغیر تھا جہانگیر نے پوچھا کہ اے رنگین تمکو بہت پریشان پاتا ہون رنگین
نے عرض کی کہ اے شہریار مین کئی مرتبہ گرفتار ہوئی مگر الماس نے آکر رہا کیا۔ آپ
صاحب اقبال ہین کہ ایسی ساحرہ جو مختار کارخانہ سامری ثانی ہے وہ آپ پر مہربان
ہوئی ورنہ کنیز کا زندہ آنا مشکل تھا ہر مقام پر عجائب وغرائب دیکھے کنیز نے کسی شی مین
دخل نہین دیا ملکہ رنگین نے الماس کا بہت شکریہ ادا کیا کہ تجرین وامواج آکر
پہونچے زن وشوہر بھی یہی بیان کرنے لگے کہ تمام صحرا عجائب وغرائب سے مملو ہی
کنیز وغلام بڑی احتیاط سے حاضر خدمت ہوے ای شہریار اس سرحد کا فتح ہونا
نہایت دشوار ہے رنگین نے کہا کہ اے والا نامدار جو اس عجائب وغرائب کی ٹک
ہین وہ عاشق جمال شاہزادۂ والا قدر ہین یہ ذکر تھا کہ الماس پریچہرہ آکر پہونچی
ملکہ رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے ملکہ الماس اصل یہ ہی کہ آپ نے
تمام صحرا عجائب وغرائب سے بھر دیے ہین الماس نے کہا کہ ای شہریار اب آپ
طلسم اسقلانیہ کو شکست کرین تب تا بہ طمطراق پہونچیےگا مین وقت پر آؤنگی جہانگیر
نے بعد شغل شراب وکباب ملکہ الماس کو رخصت کیا آپ نماز سے فراغت کرکے بوقت
سحر لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوے سردارون سے فرمایا کہ ہم رخصت ہوتے ہین
طلسم اسقلانیہ متعلق طلسم بین الطرفین ہے اسمین چند مرحلے ہین ہین انکو جاکر
فتح کرون تب تا بہ طمطراق پہونچونگا یہ فرماکر جہانگیر نے لوح کو گلے مین ڈالا بیرون بارگاہ
آئے چابک بھی عقب مین ہے جہانگیر ایک نخل کے قریب آئے جب قریب نخل کے
پہونچے بحکم لوح اُس نخل کو بقوت تمام اُکھیڑا جب نخل گرا ایک اژدہے نے بیچ سے
سر نکالا جہانگیر دہن اژدر مین پھاند پڑے جب جہانگیر دہن اژدر مین پھاندے
صدائین مہیب آئین لیکن جہانگیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ
ایک صحرا ہی نہایت سنسان کف دست میں ان انسان کا کہین نام نہین جہانگیر نے
اسم حاشیۂ لوح پڑھا یا تو صحرا ویران تھا یا سبزہ زار ہوا پھولون نے آنکھین کھولین

طفلان غنچہ غون غان کرنے لگے عروسان چمن نے حلہ ہاے سبز پہنے نہرین جوش مارنے لگین حباب مثل چشم معشوق نگران وحیران جہانگیر قدرت بہار سراپاے عالم کا تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ اے شہریار آپ اس جنگل مین کیون حیران کھڑے ہین باغ مین تشریف لائیے جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین سمن بر عارض رشک قمر چست و چالاک غمزہ و عشوے مین بیباک لباس گلنار پہنے ہوے زیور یاقوت احمر جسم پر آراستہ مثل شعلۂ جوالہ بنی ہوئی خرامان خرامان اس طرف آتی ہے آواز دیتی ہے کہ اے شہریار والا قدر آسمان خوبی کے بدر کنیز کی تو یہ صورت ہے۔ نظم

داغ لیجاتا ہون تیرے لالۂ رخسار سے
پھول لے آتے ہین گلچین جسطرح گلزار سے

رہتے ہین محروم اس خورشید کے دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ دیدار سے

کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے

تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا
سائے کے مانند اتری چاندنی دیوار سے

ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک کاروان کاروان
یوسف ثانی گذرجاتا ہے جب بازار سے

کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین
دولت بیدار ملتی ہے دل بیدار سے

میرے پہلو مین بجاے مرغ دل ہے فاختہ
کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے

کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے
جی مین ہے سیراب کردون چشم دریا بار سے

آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسی دم اگر
زردی اڑجائیگی چشم نرگس بیمار سے

میکشو سیدھے وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین
جو کہ ناواقف ہین راہ خانۂ خمار سے

لخت دل کیونکر کرون تا سیخ مژگان سے دور
واقعی تنکا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

اس نازنین نے یہ اشعار پڑھے قریب جہانگیر کے آئی اس ناز و کرشمے سے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہوگئے سراپاے حسن اس محبوب مرغوب کا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حقیقت مین جملہ اعضا موزون معلوم ہوتا ہے ہر عضو کو مصور عالم نے سانچے مین ڈھالا ہے اس نازنین نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار باغ مین چلیے یہ صحراے ویران آپ کے لائق نہین ہے اور یہ سر سبزی

اسکی چند ساعت کی مہمان ہے دمبدم باغبان ازل بہار کو خزان سے بدلتا ہے گل و غنچہ کا کیا زور چلتا ہے وہ باغ ایک رنگ پر ہے یہ کہکر جہانگیر کو ساتھ لے چلی لوح مین جو کچھ جہانگیر نے دیکھا ہے اُسکا خیال ہے تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ دیکھا کئی سو کنیزین حسین و جمیل دروازے پر ایک باغ کے کھڑی ہین نازنین کو دیکھ کر آواز دی کہ بی چمن پیرا طلسم کشا کو لائین ہم سب اسی بات کے مشتاق تھے تمھاری بیقراری دفع ہوا اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ اری شنقلو تم تو مجھپر ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ طلسم کشا تشریف نہ لائین گے کیسا سرفراز فرمایا کنیزون نے آکر چہار جانب سے جہانگیر کو گھیر لیا باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جہانگیر کو لیکر باغ مین آئی باغ نہایت پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار گلہاے چمن بادۂ حسن سے سرشار کہین چراغ لالہ روشن کہین نافہ ہاے مشک پڑے ہوے ہین جہانگیر با توقیر انکو دیکھتے ہوے جب وسط باغ مین پہنچے تو اُس نازنین نے ایک مشک نافہ اُٹھایا کہا کہ اے شہریار ملاحظہ فرمایئے شب کو آہوے تاتار آتے ہین مشک نافے گرا کر چلے جاتے ہین جہانگیر نے اُس مشک نافے کو لیکر سونگھا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جو مضمون کہ لوح مین دیکھا تھا وہ فراموش ہوا محبت کا جوش ہوا اُس نازنین کے ساتھ بارہ دری مین آئے اُس نازنین نے لاکر جہانگیر کو مسند پر بٹھایا گائنون سے اشارہ کیا کنیزین ڈھول لیکر بیٹھ گئین اور یہ غزل گانے لگین - نظم

ساغر پلا کے بے خبر دو جہان بنا
او پیر مے فروش ہمین بھی جوان بنا

اللہ رے درازی آغاز مدعا
نکلا جو حرف منھ سے مرے داستان بنا

تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا

اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا

وہ بے نشان تھا مین کہ جہا تنگ ہو ابسنہ
مجھسے دہانِ یار بسان لامکان بنا

ہستی کا بس مری وہین اطلاق ہوگیا
جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا

عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

بیکار تھی نہ خاک نہ دو دجگر نسیم		اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

یہ اشعار بھی جہانگیر نے سنے اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگے عشق مین اُس نازنین
کے مبہوت ہو رہے ہین اور وہ نازنین بھی ناز و غمزے کر رہی ہے جب وہ گانے والیان
سامنے سے ہٹین اور اُس نازنین نے جہانگیر کو گرم اختلاط پایا پکار کر آواز دی کہ ہوا
سرشار گلابیان لاؤ ایک کنیز زمین سے اُٹھی آنکھین سرخ لڑکھڑاتی ہوئی میخانے
مین گئی جنا گلابیان و جام بلوری لیکر آئی جام بھر کر اُس نازنین کو دیا اس نازنین
نے ایک گھونٹ پیا اور طرف جہانگیر کے ہاتھ بڑھایا کہا کہ صاحب سر اُٹھا کر بیٹھو ایک
جام نوش کرو کہ خیال خیر و شر دل سے دفع ہو جہانگیر نے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ سامنے
بارہ دری کے ایک نخل ہے اُسپر ایک طائر زرین بال منقار کھولے بیٹھا ہے مگر پرون
سے سر پیٹ رہا ہو کبھی پکار کے مثل انسان کے آواز دیتا ہو کہ اے گل و بلبل کیا
افسوس کی بات ہو کہ استاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ کرے اُس حسن ظاہر پر
ایسا مفتون ہوے کہ خیال بزرگون کا بالکل فراموش کیا جہانگیر اُس طائر سے آنکھین
ملائے ہوے بیٹھے ہین جام ارغوانی ہاتھ سے اُس نازنین کے لیا چاہا کہ پی جاؤن طائر کو
دیکھا کہ آواز دے رہا ہو اور صاف صاف کہ رہا ہے کہ ای جہانگیر قطرہ اس شراب
کا اگر حلق سے اُترا پانی ہو کر بہ جاؤگے یہ کہکر وہ طائر اپنے مقام سے اُڑا اور پکار کر کہا
کہ لوح ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ معرکہ درپیش ہو تو جام
لیکر سر پر اُس نازنین کے ڈال دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو خبردار
جام نہ پینا جہانگیر نے لوح کو دیکھ کر سر اُٹھایا وہ نازنین منتین کرنے لگی کہتی تھی
کہ مین مدت سے عاشق جمال ہون بیوفائی نہ کیجیے گا شاہزادے کو افسوس آیا کہ
ایسی مہجبین عاشق صادق اُسکے ساتھ بد پیش آنا دل گوارا نہین کرتا لیکن جام
لے لیا وہ نازنین سر جھکا کر بیٹھی جہانگیر نے اُس نازنین کے دکھانے کو ظاہر ارادہ
پینے کا کیا اور شراب سر پر اُس نازنین کے انڈیل دی اُس نازنین نے ایک چیخ
ماری پکار کر آواز دی ہائے ای شہریار مین کیونکر یہ کام نہ کرتی یا نشان

طلسم نے اسی کام پر مامور کیا تھا اگر ایسا نہ کرتی تو اہل طلسم طعن و تشنیع کرتے شاہزادہ
جہانگیر نے کچھ پڑھنا جیسے ہی شراب ڈالی وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی کنیزین
جو آگ بجھانے دوڑین جو قریب آئی اُسپر بھی شعلہ گرا کئی سو کنیزین اور وہ نازنین جلکر کوئلہ
ہوگئین تھوڑے ہی عرصے کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من چمن پیراے رنگین بود
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک زنگن ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہی جہانگیر نے لاشہ دیکھ کر لاحول پڑھی
کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ الماس پریچہرہ آکر پہونچین نذر دی مراد جس سے یہ تھی
کہ اے شہریار مبارک ہو آپ نے ایک مرحلہ خلاصت کیا لیکن کوئی ایسی نادانی کرتا ہی
کہ مبہوت ہوگئے تھے اور کیا بات باقی تھی جام پیتے انجام بخیر نہ ہوتا مثل قطرہ آب
زمین مین جذب ہو جاتے طائر زرین بال کی شکل پر یہ کنیز تھی آخر صاف صاف کہنا
شروع کیا ابکے آگے مرحلہ اور ننگ جگر خوار ہی دیکھیے آپ کے ساتھ وہ کیا مکر کرے
اگر لوح ملاحظہ فرمائیے گا تو کوئی مکر نہ چلیگا ورنہ ہزارون طرح کی خرابیان ہونگی بخوبی
سمجھا کر ملکہ الماس رخصت ہوئین اور کہ گئین کہ کنیز وقت پر اپنے کو پہونچائیگی چار جانب
خیال رکھیے گا جب ملکہ الماس جا چکین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسی بارہ دری مین
ایک تخت بچھا تھا اُس تخت کو بقوت صاحبقرانی اُٹھایا اُسی مقام پر بیٹھ کر اسم
حاشیہ لوح پڑھا تحریر کو سمجھ کر حاشیہ لوح سے اسم یاد کیا اُسکو ورد زبان کرنے
لگے تھوڑے ہی عرصے مین آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر برابر فیل کے منقار
کھولے ہوے زمین پر آیا چاہا کہ اپنی منقار شاہزادہ جہانگیر با توقیر پر مارے جہانگیر
نے بہ فن سپہ گری منقار کو خالی دیا لوٹا طائر کا زمین سے آشنا ہوا جست کرکے
جہانگیر اُسکی پشت پر سوار ہوے سوار ہو کے روانہ ہوے ایک پہاڑ پر جا کے وہ
طائر اترا شاہزادہ جہانگیر بھی اُسکی پشت سے اُترے طائر تو چلا گیا جہانگیر پہاڑ پر
کھڑے ہین اور لوح کو دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی اُسمین
یہ صدا تھی کہ اے فلک کجرفتار واے گردون غدار تونے یہ کیا کجروی دکھائی نہین
معلوم آقاے نامدار کہان ہین کہ اس غلام کو اپنے رہا کرتے مفت جان گئی یہ

ظالم کاہے کو زندہ چھوڑیگا جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چابک کی
مشکیں باندھے ہوئے کشان کشان لاتا ہی چابک کا مشکیں کرنا اور اُس ساحر کا دم بدم
ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہی کہ تیرا سر کاٹ لون چابک مجبور و ناچار ہے سر جھکا کر کہتا ہے کہ مجکو
قتل کا اختیار ہے وہ ساحر کہتا ہی اسی مقام پر مجکو قتل کرونگا کہ قصہ پاک ہو بعد مرنے
کے لاشہ تیرا اسی جنگل مین پڑا رہیگا کہ زاغ و زغن لاش کو کھائین یہ مسلمان
دفن و کفن نہ پائین اور تیرے قتل کے بعد جہانگیر کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا اس طور
سے اُس ظالم کو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین
اور مجکو ذرا رحم نہ آئے جہانگیر نے جو اپنے عیار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئے
وہین سے للکارا کہ او جلاد چابک کو رہا کر ساحر نے جو جہانگیر کو آتے دیکھا سحر کر کے
چابک کو زمین پر گرا دیا ایک گولہ جہانگیر کو مارا جہانگیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہوا
کئی گولے اُس جادوگر نے جہانگیر پر مارے بسبب لوح کے وہ گولے زمین پر گرے
اور نابود ہوئے تلوار کھینچ کر وہ ساحر دوڑ پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اُس ساحر نے
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جوگری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا تو وہ تلوار قبضہ سپر
پر جھکی تھی یا زمین پر آکے تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی اُس ساحر کے اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من سنگبار جادو بود چابک صبا رفتار پر سے سحر اُتر گیا
چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا عرض کی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے
قدرشناس آپ نے مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا بڑا کام کیا مین آپ کی تلاش مین
فلان جنگل مین پھر رہا تھا کہ یہ ساحر پہونچا اسنے مجھے گرفتار کر لیا اب قتل کرنے کو لیچلا تھا
خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا اس دشمن کے ہاتھ سے غلام کو بچایا مگر ای آقائے
نامدار کلیجے مین درد ہوتا ہی دمبدم بڑھتا جاتا ہے یہ کہہ کے چابک زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جہانگیر زمین پر بیٹھ گئے سر چابک کا لیکر زانو پر رکھا مگر چابک نے سنکر کہا کہ
اے شہریار اب غلام کا دم نکل جائیگا اسقدر درد کی ترقی ہے کہ برداشت نہین ہو سکتی

جہانگیر نے لوح گلے سے اُتارنے کا ارادہ کیا کہ آواز آئی سبحان اللہ کس لطف سے
طلسم کشائی ہوتی ہے طلسم کشائی اسی کا نام ہے جو طریقہ آپکا ہے برائے خدا اسکو لوح
نہ دیجیے گا۔ شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ الماس ایک نخل کے سائے مین
کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہین آخر صاف صاف پکار کے کہا کہ لوح نہ دیجیے گا فتنہ انگیز
جادو اسی کا نام ہے جہانگیر لوح تو ہاتھ مین لے ہی چلے تھے نگاہ جو ڈالی نوشتہ پایا
کہ یہی لوح اسکے سینے پر رکھدو جہانگیر نے جو لوح سینے پر جا یک نقلی کے رکھی جایک
نے ایک چیخ ماری کہ اے آقا اب آپ نے جان لی منھ سے شعلۂ آتش نکلا جایک
نقلی مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جل کر راکھ ہوا ملکہ الماس قریب آئین کہا اے شہریار
خدا آپ کو ان مکارون سے بچائے اب آگے مرحلۂ مرغان جادو ہے قدم بقدم
لوح دیکھیے گا اگر ذرا بھی تامل ہوگا لوح قبضے سے نکل جائیگی الماس نے پھر بخوبی
جہانگیر کو سمجھایا اور سمجھا کر جہانگیر کو رخصت ہوئی جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
زیر کوہ باغ لالہ زار ہے جس طرح بن پڑے لالہ زار سے ملاقات پیدا کرو اگر لالہ زار
تسخیر ہو جائے تو بڑے مطلب حاصل ہونگے جہانگیر کوہ سے اُترے دیکھا سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے جہانگیر داخل باغ ہوے کہ کان مین رونے
کی آواز آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ درد سے راحت نادیدہ ایک بالک کر یہ اشعار
پڑھ رہا ہے قطعہ

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سل بھاری | نہ سبک ہو یہ جو سمجھے اسے غافل بھاری
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون زیربار | تو لے مجھسے جو ترازو مین تو ہو تل بھاری
بار ہستی نہین اب مجھ سے سنبھالا جاتا | یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری
حامل جسم ہوئی روح کا یہ حوصلہ تھا | کوہ ناقہ ہو تو اسپر ہے یہ محمل بھاری
بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے اُلفت مجھکو | ہو گیا کوہ گران سے در بسمل بھاری
فوق مجنون سے رہے عشق جنون مین مجھکو | اُسکی زنجیر سے ہو میری سلاسل بھاری
زور کر توڑ کے جان دلکو اُٹھا دیتا ہی | یہ وہ پتھر نہین جس سے ہو کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا بہر خدا از حسینان ای دل — نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر — کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
شمع رونے مرے اُلٹی سر مجلس جو نقاب — ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے — زندگانی مین نہ ہو مُردے سے غافل بھاری
مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہی — گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری
ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار — ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری
آتش اسنے نہین نظارے کا لیکا چھٹتا — میری آنکھون کو ہی شاید یہ مرا دل بھاری

یہ صدائے دردناک سُنکر شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہو گئے اس صدا کی جانب چلے ایک چمن مین آ کے دیکھا کہ ایک جوان لباس گلنار پہنے ہوے تاج یاقوتی سر پر مگر ڈھلکا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک اشعار مذکور پڑھ رہا ہے کبھی گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کبھی بیٹھ گیا کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب کا ہیکو وہ دن ہوگا کہ ہم تمھاری صورت زیبا دیکھین گے یا تمھارے پہلو مین بیٹھین گے تڑپ تڑپ کر راہی ملک عدم ہونگے یہ حالات سُنکر شاہزادہ جہانگیر قریب اُس جوان کے آئے پکار کر آواز دی کہ اے آشنائے بحر محبت و ای گرداب نشین یم موت ذرا ہوش مین آؤ ہمسے کلام کرو تمھارا حال زار دیکھ کر دل کو بیقراری ہوئی انکشاف راز کے خواہان ہین وہ جوان آواز جہانگیر سُنکر رونے لگا کہا ای نکو خصال و ای ماہ آسمان کمال تونے غمخواری فرمائی کہ مجھ بیکس و بے بس کا حال پوچھتا ہی جو مشکل کہ لاحل ہو اُسکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے برادر تم حلال مشکلات کو فراموش کرتے ہو جو دنیا مین عارضہ آیا اُسکا علاج بھی حکیم مطلق نے ضرور مقرر کیا جو مشکل کہ دنیا مین ہے اُسکا حل ہونا بھی واجب و لازم ہے تو ای برادر کوئی ایسی مشکل نہین ہے کہ جسکی صورت حل نہ ہو برائے خدا بیان تو کرو تمھاری نا امیدی پر دل ٹکڑے ہوتا ہے جس معبود نے ایک کلمۂ کن سے یہ زمین و آسمان بنایا سب اُسکے نزدیک آسان ہے انسان ضعیف البنیان پر سراسر اُسکا احسان ہے وہ معبود حقیقی و رب

تحقیقی ہے ای بھائی اسکا اعتقاد کرو ہر مشکل مین اُسی کو یاد کرو تمھاری بھی مشکل حل ہوگی
ہم فرزند صاحبقران شاہزادہ جہانگیر ہین جان و مال سے کوشش کرینگے شاید تمنے سُنا ہو
کئی دربند توڑے اب طلسم بین الطرفین فتح ہو رہا ہی طمطراق جادو بادشاہ
بین الطرفین بھاگ کر پاس سامری ثانی کے آیا ہی ہم تمسے عہد کرتے ہین کہ پہلے
ہم تمھاری حل مشکل مین کوشش کرین گے تمھاری مراد بر تمکو پہونچائینگے تب مرحلہ جات
اسقلانیہ کے فتح کی تدبیر کرین گے نام جہانگیر سُنکر وہ جوان کانپ گیا آنکھین کھولکر
جمال جہانگیر کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر
شناس لالہ زار جادو میرا نام ہے آج تیسرا دن ہی کہ آپ دیوانہ بندہ ہی دل دردمند
ہو آپ کے آنے کی خبر سُنکر فکر مین تھا کہ کسی طور سے آپ کو دھوکا دون میرے باغ مین
طمطراق آتا ہی صحبت آرا رہتا ہے جس دن سے مین دیوانہ ہوا اور یہ بار مصیبت مجھپر
گرا اُس دن سے وہ یہان نہین آیا ہی مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور یہ مشکل غلام کی
آپ ہی کے ہاتھ سے سر ہوگی شاہزادہ جہانگیر نے اُسکو مطیع اسلام کیا لالہ زار نے
جہانگیر کو لا کر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا زار زار رونے لگا
کہا کہ اے شہریار کیا اپنی کیفیت بیان کرون زوجہ میری گلنار سحر بند مصاحب سامری
ثانی ہے مین اُسپر جان دیتا تھا کمسنی مین شادی ہوئی جانبین سے بیحد عشق تھا اُسکو
مجھ سے محبت مجھے اُس سے اُلفت تھی آج چوتھا دن گذرا ہی کہ مین اسی باغ مین ساتھ
اپنی زوجہ کے صحبت آرا تھا آپس مین شراب خواری ہو رہی تھی ایک دیو خونخوار کہ دیو
سیماب اُسکا نام ہے اور مدت سے اسی جوالی مین رہتا ہی آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا
زوجہ کو میری دیکھکر عاشق ہوا بیتاب ہوگیا رقص کرتا ہوا زمین پر آیا ہم زن و شوہر مع
کنیزون و ملازمون کے اُسکی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئے اُس ظالم نے عالم غشی
مین زوجہ کو میری اُٹھا لیا سامنے ایک باغ ہے اُسمین لیجا کر صحبت آرا ہوا وہ اُسکی صورت
دیکھکر پھر بیہوش ہوگئی اُس ظالم نے اُس معشوقہ کو قفس آہنی مین بند کیا ایک
درخت بلند ہی اُسمین قفس لٹکا دیا مین فوج لیکر اُس سے لڑنے گیا وہ شکار سے

پلٹ کر آیا دو چنگل ایسے مارے کہ تمام فوج تباہ ہوگئی مین عاجز و درماندہ اسی باغ مین آکر گرا بیہوش ہوگیا تین دن تین راتین گذری ہین فراق زوجہ مین بیقرار ہون آٹھ پہر اشکبار ہون اُسکے فراق مین یہ کیفیت ہی۔ نظم

فرقت کی شب مین گرمی ہی روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے کی ہے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سامنا تھا جو اجسد تمام کی

سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر
بھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہی صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی

بلبل سوا بھڑک کے تو کیا ویگا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

بیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہی التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہی جائے رشک
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہچانا حق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینے سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی

موے سیاہ ہوگئے دو روز مین سپید
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہی لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی گو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

اندیشہ بہار سے رنگ خزان ہی زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اُسے انتقام کی

آتش خدا کے واسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ ای برادر ہم اُس دیو خونخوار سے مقابلہ کرینگے اگر حیات باقی ہے تو تمھاری زوجہ کو تم سے ملائین گے یہ نہ کہو کہ حل مشکل نہین ہوگی اب تم دین اسلام مین آئے اب تو شام ہو چکی کل صبح کو چل کر اُس دیو خونخوار کو دیکھین گے اگر اُس پر غالب آئے تو تمھاری زوجہ کو لے آئین گے اور اگر ہم اُس دیو خونخوار کے ہاتھ سے مارے گئے تو ہمارا جنازہ اُٹھانا اور اگر لحد ہماری شکم دیو مردار خوار ہو

تو ہمکو یہ بھی گوارا ہی مگر تمھاری مشکل حل ہو لالہ زار نے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا
اور آپ مشروف خدمتگزاری ہوا پھر آواز دی چند کنیزیں و چند خدمتگار آئے اُنسے بھی
لالہ زار نے یہی کہا کہ ھا جو مین نے ہفت پیکر پر لعنت کی جس روز سے مطیع اسلام
ہوا دل مین قوت پائی جاتی ہی ہر چند کہ جب اُس دیو کے تن و توش کا خیال آتا ہے
کہ جو صد ہا جادوگرون کو کھا گیا تو خوف آتا ہی کہ وہ کیونکر قتل ہو گا زبان مین اُسنے بلکہ
گلنار سحر بند کی سوزن دی ہی سحر سے ڈرتا ہی کہ ایسا نہ ہو قفس کو توڑ کر نکل جائے
شب بھر لالہ زار خدمت مین شاہزادہ جہانگیر کی رہا جبکہ ساحر روز زرین پوش ہو مخاحم
مشرق سے نکلا اور روشنی سے اپنی عالم کو منور کیا جہانگیر با توقیر نے نماز سحر پڑھی پیدا
کرنے والے سے دعا کی کہ ای خالق زمین و آسمان و ای رب دو جہان اس غریب کی
مشکل کو آسان کرنا اُس دیو خونخوار پر غالب آؤن اور فرمایا کہ ای لالہ زار چلو لالہ زار نے
کہا کہ غلام تو اُسکی صورت دیکھ کر ایسا خائف ہی کہ سحر نہین ہو سکتا مجکو خیال ہے
کہ حضور اُسکا قد و قامت دیکھ کر نہ گھبرا جائین شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ تم درۂ باغ پر
رہو دور سے تماشا دیکھو لالہ زار در باغ پر آکر ٹھہرا شاہزادہ جہانگیر والا تبار سامنے
ایک نخل کے پہونچے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہی ایک قفس آہنی اُس نخل مین
لٹکا ہی اُسمین ایک نازنین سر نگون بیٹھی ہے زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے جہانگیر کو جو آتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ای شخص ادھر نہ آدیو
خونخوار برائے شکار گیا ہی آتا ہو گا شاہزادہ جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا جب زیر
نخل پہونچے چاہا کہ قفس اُتارون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ ای شخص تو کون ہی
کہ میری معشوقہ کا قفس اُتارتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ہڈیان چبا چبا کر کھا جاؤنگا
اس معشوقہ کو اپنا دل بہلنے کو رکھا ہی ہر چند کہ یہ وہ سرکش ہی کہ کہنا نہین مانتی
جس دن جھلاؤنگا اسکو بھی کھا جاؤنگا آدمخواری میرا کام ہے یہ سنکر جہانگیر نے
کچھ جواب نہ دیا چاہا کہ درخت اُکھیڑ ڈون ایک دھما کا ہوا دیکھا کہ ایک دیو سوگز
کا قد و قامت چو بدست آہنی کاندھے پر فیل شکار کر کے لایا تھا اُسے چباتا ہوا

سامنے جہانگیر کے آیا اور للکار کر آواز دی کہ ای جوان بھاگ جا قضا تیری تجکو گھیر کر لائی
ہی جہانگیر نے جواب دیا کہ او بیحیا سامنے تو آ دور سے کلام کرتا ہی دیو نے بڑھکر چنگل
مارا جہانگیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا دیو منھ کے بھل جھکا جہانگیر سے لپٹ پڑا
لالہ زار در باغ سے دیکھ رہا ہی دیو جو جہانگیر سے لپٹا لالہ زار دعائین مانگنے لگا کہ ای
آسمان کے خدا اے نادیدہ میرے مددگار کو بچا لے شاہزادہ جہانگیر نے ایک دو
گھونسے ایسے مارے کہ دیو غل مچانے لگا اور پکار اٹھا کہ ای جوان مجکو چھوڑ دے
معشوقہ کو لے لے میری جان پر بنی ہی جب جہانگیر گھونسہ اٹھاتے ہین دیو بیتاب ہو کر
منتین کرنے لگتا ہو کہ ای جوان ہرگز نہ مارنا جہانگیر نے بال پکڑ کے دو جھٹکے مارے کہ
دیو جھکا آپس مین کشتی ہونے لگی آخر کو لے پر لاد کر شاہزادہ جہانگیر نے دے مارا
چھاتی پر سوار ہوکے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی دیو نے پوچھا کہ آپ کا نام
کیا ہو شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ فرزند صاحب قران۔ نام صاحبقران کا سُنکر
دیو سیماب کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار جس روز عفریت قتل ہوا اُس دن مین بھی
عفریت کے ساتھ تھا جب آپ کے والد کے ہاتھ سے عفریت مارا گیا تو ہم چند کس
بھاگ کر پردۂ دنیا مین آئے جسکو جہان موقع ملا وہ وہان رہگیا مین اس مقام پر آکر رہا
اگر حضور ایک فرمان اپنے دست حق پرست سے بنام ملکہ قریشہ عطا فرمائین تو مین اپنی
عملداری پر جا کر قائم ہون یہ کہ کے سیماب نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر
نے نامہ لکھ کر دیا بڑی بہن کو لکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ دیو سیماب مسلمان ہوا اگر یہ آپ کی
اطاعت کرے تو اسکا ملک اِسکو ملے پھر کہا قفس اُتارو دیو سیماب نے بخوشی تمام
قفس اُتارا شاہزادہ جہانگیر نے قفس لیا دیو سیماب طرف پردۂ قاف کے گیا جہانگیر
قفس گلنار سحر بند کا لیے ہوے سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار دوڑ کر قریب جہانگیر
کے آیا گرد جہانگیر کے پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقائے نامدار آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا
شکریہ ادا نہین کر سکتا پس شاہزادہ جہانگیر کو باغ مین لایا زوجہ کو قفس سے نکالا ایام
مہاجرت یاد کر کے زن و شوہر خوب روئے۔ جہانگیر نے دونون کو سمجھایا زن و شوہر

خدمت مین شاہزادہ جہانگیر کی مصروف ہوے لالہ زار نے کہا کہ اے شہریار جو حکم ہو وہ بجالاؤن چاہتا ہون کہ جان اپنی قدمون پر نثار کرون آپ نے وہ احسان کیا کہ جو کسی طرح ادا نہین ہوسکتا اب جو کام ہمارے لائق ہو وہ فرمائیے ہم زن و شوہر بجالائین جہانگیر با توقیر نے لوح دیکھی فرمایا کہ طمطراق جادو اس باغ مین آتا ہے اُسنے کہا کہ اُسکی ایک معشوقہ ہے ہر شب آتا ہے اُسکے ساتھ مصروف عیش رہتا ہے جس طرح حضور چاہین اُس سے مقابلہ کرین جو کنیز و غلام سے ہوسکیگا آنکھون سے بجالائین گے یہ کہکے زن و شوہر ہمراہ شاہزادہ جہانگیر کے مصروف عیش و نشاط ہوے کنیزین حاضر ہوئین زن و شوہر نے اشارہ کیا کہ سامنے ہمارے آقا کے بیٹھکر کچھ گاؤ ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے جہانگیر کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

نظم

سنگ تربت لال ہی میرے تن محرور کا
گھل گیا ہی جسم اس درجہ ترے رنجور کا

اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو
دیکھیے کچھ دن ہوائین اسکو آہ سرد کی

صاعقے دو چار جا لیٹے جو میری آہ کے
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک
کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو

کثرت دولت مین لطف خانہ بربادی بھی ہے
کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین

مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہے محتسب
ہاے کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنے آتے ہین لوگ

کون سُن سکتا ہے اسکو اتنی طاقت ہی نسیم

بھول کھلاتا نہین گر گرکے چراغ گور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہان مور کا

میرا افسانہ بھی ہے شاید سراپا حور کا
جوش خون گرم سے منھ آگیا ناسور کا

روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا
دل مین روشن ہو مرے شعلہ چراغ طور کا

آبلہ رکھتا ہے دیدہ جوہر ساطور کا
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

شہد کے ہونے سے لٹ جاتا ہی گھر زنبور کا
کون استفسار کرتا ہے تردد مور کا

آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا
ٹھہر لایا یاد آتا قامت مستور کا

اپنا ہر نالہ ہے پروردہ کنار صور کا

شام تک جہانگیر کو لالہ زار نے بہلایا پھر بارہ دری مین لا کر بٹھایا کچھ رات گئی تھی کہ نوبت
نقارے کی آواز آئی بارہ دری کے پردے ڈالدیے ہین لالہ زار و گلنار جہانگیر کو
تماشا دکھا رہے ہین پہلے بارہ ہزار فوج آئی ملازمون نے باغ کو گھیر لیا سیکڑون
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین ہر ایک نگہبان کا قول ہے کہ جب طلسم کشا سامنے سے
آتا ہوا معلوم ہو اسی وقت اپنے آقا کو خبر کر دین کہ اُڑ کر نکل جائین طلسم کشا سے سامنا
ہونا باعث خرابی ہے طمطراق نے خوف جان سے قلعہ طلسمی چھوڑا اب طلسم اسقلانیہ مین
آئے ہین مگر طلسم کشا کو وہی لوح یہان بھی کام دیگی طلسم اسقلانیہ بین الطرفین کا ایک
ٹکڑا ہے مگر سام ملی ثانی نے ایسے عجائب و غرائب یہان تیار کیے ہین کہ پورا طلسم ہو گیا
کوئی اُسپر دست انداز نہین ہو سکتا یہان شاہزادہ جہانگیر بارہ دری سے چھپ کر
دیکھ رہے ہین جب فوج نے گرد باغ کے انتظام کر لیا تو آسمان پر برق چمکی طمطراق مع اپنے
مصاحبون کے آکر پہونچا مسند پر آکے بیٹھا جہانگیر نے چاہا کہ جا پڑون لالہ زار اور
گلنار نے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جایئے اُسکی معشوقہ بھی آلے تو اپنے کو ظاہر کیجیے گا طمطراق
نے بیٹھتے ہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ لالہ زار کو بلاؤ لالہ زار اور گلنار حاضر
ہوے جہانگیر بارہ دری مین بیٹھے دیکھ رہے ہین جب گلنار نے آکر طمطراق کو
سلام کیا طمطراق نے پوچھا کہ کیون ای ملکہ گلنار دیو کی قید سے کیونکر رہائی پائی
گلنار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ بین الطرفین عنایت خداوند ہفت پیکر
ہوئی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجکو رہا کر دیا طمطراق نے کہا کہ ای گلنار صاف صاف
کہو گلنار نے عرض کی کہ جو اصل حال تھا وہ مین نے بیان کر دیا طمطراق خاموش
ہو رہا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی طمطراق کھڑا ہو گیا
یا تو باغ مین بیٹھا تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا ابر نیلگون آگے پھٹا دیکھا سب نے
کہ ایک نازنین تاج سر پر رکھے تخت پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ زن ابرون پر افشان
چھڑکی ہوئی ثابت ہوتا ہی کہ تیغۂ ہلال کے جوہر ہین جب تیر مژگان ہل جاتے ہین دل
عاشق کو نشانہ بناتے ہین غرضکہ نہایت ناز و کرشمے سے آئی طمطراق نے

اُٹھ کر ہاتھ تھام لیا لاکر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ گائنین اُسی وقت حاضر ہوئین طمطراق نے اشارہ کیا گائن نے ساز درست کرا کے یہ غزل شروع کی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی
تم سے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی

پھینکی تھی بام یار پر ای دل کمند آہ
وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا
کچھ روشنی چمک تو سیاہی مین رہگئی

عشق جنان مین حضرت زاہد کو گفتگو
ابتک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی

یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہے کوئی آج
قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی

عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار
سرخی ہی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہگئی

گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی
اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعاے وصل صنم تونے کیا سُنا
جھجکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

پوری نظر اس آنکھ کی تیر پڑیگی کیا
رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین اس دست شوق کی
اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی

دیر اتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال
جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

جب گلنار نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا یہ جو نازنین آئی ہی اسکا غنچہ سر بستہ نام ہی طمطراق کی ملاقات کو آتی ہی ہاتھ نہین لگانے دیتی طرف گلنار کے متوجہ ہو کے پوچھا کہ تمنے کیونکر رہائی پائی گلنار نے کہا کہ خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی کہ دیو [illegible] وطن کو گیا اور مجبور ہوکر گیا مگر یہ کہ گیا ہی کہ جب مین آؤنگا پھر تمکو دم اٹھا لاؤنگا اگر میری دلدہی نہ قبول کرو گی پھر اسی قفس مین قید کرونگا غنچہ سر بستہ نے کہا کہ ای گلنار مطلب اصلی ہمسے نہ چھپاؤ ہمین سب حال معلوم ہی سواے طلسم کشا کے تمکو کوئی رہا نہین کر سکتا تھا فرزندان حمزہ ہی کا یہ کلیجہ ہی سب پسران حمزہ دیو بند و دیو کش مین طلسم کشا نے اُسے زیر کیا وہ اپنے وطن گیا تمھارے شوہر نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی ہی بس بہتر یہ ہی کہ جا کے اُسے گرفتار کر لاؤ جانتی ہو اس مقدمے مین کیا حکم خداوند ہفت پیکر ہی ہر ایک ناظم کے نام یہی حکم ہی کہ جس فرزند حمزہ کو پاؤ گرفتار کرکے لاؤ تمنے اور تمھارے

شوہر نے جو اطاعت کی ہو اُس اطاعت کو شکست کرو شراب یہان سے لیجاؤ اُسمین بیہوشی ملاکر پکڑ لو سامری ثانی کو بھی یہی منظور ہے کہ یہ نوجوان قتل ہو اگر تم یہ نکروگی ہم تمکو بخدمت خداوند سامری ثانی روانہ کرین گے پھر طمطراق کیجانب متوجہ ہو کر کہا کہ ای طمطراق ہر چند کہ مجکو تمھاری باتون سے نفرت ہی مگر ان زن وشوہر نے تمہارے قتل کا سامان کیا ہی مجکو میرے سحر نے خبر دی ہی کہ طلسم کشا بارہ دری مین موجود ہی اب بھی وہ گرفتار ہو سکتا ہی مین خود برائے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون یہ سُنکر لالہ زار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین طلسم کشا ہمارا محسن ہی جب وہ یہان سے جائیگا تب اُسکو گرفتار کیجیے گا ہم گرفتار نہ ہونے دین گے غنچہ سربستہ نے کہا کہ ای لالہ زار کیون تیری شامتین آئی ہین یہ کہکر غنچۂ سربستہ نے اپنا ہاتھ ہلایا لالہ زار گرا گلنار نے بڑھ کر گولہ مارا طمطراق نے گولہ کاٹا گولہ کاٹ کر ہاتھ ہلا دیا۔ گلنار بھی گری طمطراق و غنچہ نے دونون کو گرا دیا زبانون مین سوزن دی کہا جلاد کو بلاؤ۔ دو جلاد خنجر برہنہ لئے ہوے حاضر ہوے طمطراق نے اشارہ کیا کہ دونون کا سر کاٹ لے جلاد دونون کے سر پر خنجر برہنہ کھینچ کر آیا کہا کہ ای شہنشاہ حکم اول ہے سمجھ کر حکم دیجیے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی طمطراق نے آواز دی کہ ارے یہ دونون گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین سامری ثانی بھی انکے دشمن ہو رہے ہین انکے بارے مین حکم ہی کہ جو طلسم کشا سے دوستی کرے فوراً اُسکو قتل کروا ایسے ہی لوگون نے میل کر کے طلسم کشا کو زور دیا شاہزادہ جہانگیر بارہ دری مین ٹہل رہے تھے پردہ ہٹاکر دیکھا کہ زن وشوہر زیر تیغ بیٹھے ہین بے نگاہ یاس چہار جانب دیکھ رہے ہین گلنار لالہ زار کو اشارہ کرتی ہی کہ مقام افسوس ہی طلسم کشا نے ہمارا حال ملاحظہ نہین کیا صاحب اب ہمارے قتل مین کیا دیر ہی جلاد ہاتھ مارینگے سر اُڑ جائیگا افسوس ہی کہ طلسم کشا کی خدمت نہ کرنے پائے شاہزادہ جہانگیر دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا بجائے سپر کے لوح کو ہاتھ مین لیا دین سے نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ جہانگیر

جہانگیر فرزند صاحبقران	منم بلبل باغ اسلامیان	چو تیغ یلے برکشم از غلاف
تزلزل فگند درمیان مصاف	اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اب جو بہادو سے نعرہ جہانگیر ہوا ساحر بھرّا گئے شاہزادہ جہانگیر نے بڑھکر جلادون کو مارا- ان دونون کی زبانون سے سوزن نکالی لوح جمکائی کہ سحر دونون کے اوپر سے اُترا زن و شوہر بھی کڑک کر اُٹھے کنیزون کو قتل کرنے لگے- غنچہ سربستہ نے للکارا کہ او اسیر حمزہ لوح کے ملنے پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھ تو کس آفت مین پھنساتی ہون یہ کہکے ایک گولہ مارا گجرہ پھولون کا ہاتھ مین تھا وہ بھی کھینچ مارا گجرہ ٹوٹا پھول برسنے لگے تمام درخت پھولون سے لد گئے غنچہ و گل چٹکنے لگے پھل ٹوٹ کر زمین پر گرے اُن سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے بلبلین آواز دیتی ہین کہ ای جوان ہوشیار ہو ذرا ہماری نغمہ سرائی سُن لے چہکارے مار کر یہ غزل گانے لگین ؏

کس منھ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشنا گل	بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہاے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا +	بلبل کے بدلے زاغ ہین گاتے بجاے گل
آنکھون سے دیکھ لو ستم روزگار کو	کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجراے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن	ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعاے گل
ای عندلیب کیا قفس چند کی بہار	دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہاے ہاے گل
فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین	وہ ابتداے گل ہی تو یہ انتہاے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہون	راحت کہان اٹھا نہ سکی مین جفاے گل
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال	اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذاے گل
ای رنج ہجر اور کہین ڈھونڈھ لے مکان	رہتی ہی عندلیب کے گھر مین ہواے گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے	آئے زبان پر نہ کبھی شکوہ ہاے گل
رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ	کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہاے گل
شاید نسیم آمد فصل بہار ہی	پیدا ہی چند روز سے سر مین ہواے گل

اسطرح بلبلون نے نغمہ سرائی کی کہ لالہ زادہ گلنار یہ صدائین سُنکر حیران حیران طرف

پھولون کے دیکھنے لگے شاہزادہ جہانگیر کے دل مین جب توجہ ہوتی ہی کہ طرف پھولون کے
متوجہ ہون کوئی کان مین کہدیتا ہی کہ اُدھر نہ دیکھو لوح چمکاؤ شاہزادہ جہانگیر ہوشیار ہوکر
لوح چمکا دیتے ہین اور شمشیرزنی کرنے لگتے ہین طمطراق حیران کھڑا دیکھ رہا ہے اور
چاہتا ہی کہ پرپرواز پیدا کرکے نکل جاؤن غنچہ سربستہ نے کہا کہ ای طمطراق اسی منھ پر دعوی
سلطنت طلسم ہی میرا سحر بسبب لوح کے تاثیر نہین کرتا ایسا سحر کرو کہ طلسم کشا لوح نہ دیکھے
طمطراق نے ایک گولہ اُٹھا کر زمین پر مارا گوشہ ہاے باغ سے شیر و خرس پیدا ہوے اور
آسمان سے ہزارہا زاغ و زغن اُڑتے ہوے آئے اب جہانگیر کو دو طرف کی فکر پڑی
شیر و خرس حملہ کرتے ہین زاغ و زغن نے کاؤن کاؤن مچائی چاہتے ہین کہ طلسم کشا پر
ٹوٹ پڑین کہ ایک طرف سے ہواے سرد چلی دیکھا کہ چند عقاب بلند پرواز منقارین
مثل نیزہ پنجے فولادی آکے زاغ و زغن پر گرے جس زاغ یا زغن کو پکڑا چیر کر پھینک دیا
چند عقابون نے زاغ و زغن کو مار کے بھگا دیا شیر و خرس جب جہانگیر پہ حملہ کرتے ہین
کان مین آواز آتی ہے کہ انکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح چمکاؤ جہانگیر نے لوح جو چمکائی
شیر و خرس منھ پھیر کر بھاگے طمطراق نے کئی سحر کیے بسبب لوح کے رنگ نہ جما شاہزادہ
جہانگیر لڑتے ہوے قریب غنچہ سربستہ پہونچے غنچہ سربستہ نے وہ سحر کیا کہ تمام نخل ہاے
باغ مثل انسان کے دوڑے گرد جہانگیر مجمع کیا ہواے تند کے جھونکے چلے شجر گرنے لگے
کہ یہ ہمارے سائے مین دبجائین مگر جہانگیر جب لوح چمکاتے ہین وہ نخل کنیزان
غنچہ سربستہ پر گرتے ہین کئی سو کنیزین دبین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا غل و شور جو ہوا
غنچہ سربستہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین
غنچہ سربستہ نے دستک دی کہ وہ سب نخل جا کر اپنے مقام پر قائم ہوے عندلیبان
خوشنوا جو زمزمہ سرائی کر رہی تھین اُڑ کر دیوار باغ پر بیٹھین منقار کھولے پرون کو تول
رہی ہین کہ اُڑ کر نکل جائین غنچہ سربستہ نے انکو سحر سے روکا بلبلین پھر بیٹھین جہانگیر
نے دیکھا کہ سواے غنچہ سربستہ و طمطراق کے اُس مقام پر اور کوئی نہین ہے
لالہ زار و گلنار نے سب کنیزون کو مارا زن و شوہر دریاے خون مین نہائے ہوے

سامنے جہانگیر کے آئے عرض کی کہ اے شہر یار اب یہ دونوں باقی ہیں بدون کوشش حضور یہ نہ قتل ہونگے شاہزادہ جہانگیر طمطراق پر جا پڑے طمطراق نے تلوار کمر سے کھینچی تلوار کو ہلایا ہزارہا تلواریں جہانگیر پر برسنے لگیں مگر کوئی تلوار جسم پر جہانگیر کے نہیں پڑتی طمطراق نے سر کو جنبش دی پتھر برسنے لگے درخت و چمن پامال و تباہ ہونے لگے جہانگیر کے قریب کوئی پتھر نہیں آتا طمطراق گھبرایا آخر تلوار کا وار کیا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا چاہا کہ ہاتھ ماروں طمطراق نے اپنے کو گرا دیا غلطک مار کے بلند ہوا بشکل طاؤس اُڑتا ہوا چلا لالہ زار نے پکار کر آواز دی کہ اے شہر یار طمطراق جاتا ہے داہنی طرف سے آواز آئی کہ اگر یہ نکل گیا تو پھر دستیاب نہ ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کج کمان میں پیوستہ کیا سینہ پر کینہ طمطراق تاکا تیر رہا ہوا جا کر پشت پر طمطراق کی پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گیا طمطراق کا لاشہ زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں غنچہ سربستہ نے جو لاشہ طمطراق دیکھا گھبرا گئی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اُڑتے اُڑتے اشارہ کیا کہ لاشہ طمطراق بھی بلند ہوا غنچہ سربستہ نے موئے سر کو جنبش دی کہ ایک حلقۂ موئے سر کمر میں لاش کی پڑا غنچہ سربستہ اُڑتی ہوئی چلی اب وہ وقت ہے کہ سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہے مشیران سلطنت جمع ہیں کہ یکایک زمین تھرائی گرد اُسکے جو بت ہائے سنگی رکھے تھے منھ کے بل گرنے لگے سامری ثانی نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا جہان پر میرے کوئی افتاد پڑی کہ دیکھا آسمان سے غنچہ سربستہ گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا لاشہ طمطراق لٹکتا ہوا سامنے سامری ثانی کے آئی کہا کہ اے خداوند غضب ہوا طمطراق مارا گیا سامری ثانی نے پوچھا کہ اے غنچہ سربستہ تم اُس باغ میں کیونکر پہونچیں غنچہ سربستہ نے جواب دیا کہ طمطراق مجکو بلواتا تھا جلسہ جماتا تھا اُس جلسے میں میں بھی گئی تھی قدرت کو حال معلوم ہوگا کہ لالہ زار کیونکر تسخیر ہوا وجہ لالہ زار قید تھی اُسے طلسم کشا نے چھڑایا زن و شوہر مطیع اسلام ہوئے بارہ دری میں طلسم کشا کو چھپایا جب میں نے زن و شوہر گرفتار

گیا اور قصد کیا کہ قتل کردن طلسم کشا بارہ دری سے نکل آئے تلوار چلی جب طمطراق
مارا گیا تو کنیز نکل آئی اب باغ لالہ زار مین طلسم کشا کا قبضہ ہی سامری ثانی نے
کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی لالہ زار و گلنار کو لاؤ ایک بیت سنگی سے ایک ساحر سیہ فام
نکلا پکارتا ہوا کہ منم کوہ کن سنگ شکن یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی سامری ثانی نے
کہا کہ زن و شوہر کو لاؤ وہ ساحر غرق زمین ہوا یہان جب غنچہ بھاگ گئی اور لاشہ
طمطراق بھی لے گئی شاہزادہ جہانگیر بفتح و فیروزی پلٹے باغ کو وہی رنگ اول پر
دیکھا چمن پھولون سے بھرے ہوے بڑے بڑے درخت خشک ہو گئے ہین
خاک درختون پر پڑی ہوئی آگے آگے شاہزادہ جہانگیر پیچھے پیچھے زن و شوہر طرف
بارہ دری کے جاتے ہین کہ زمین کانپی لالہ زار ارے کہکے پلٹا دیکھا کہ زمین سے
ایک ساحر سیہ فام و بد انجام نکلا ایک پنجہ کمر مین زن کے اور ایک شوہر کے دیکر
لے اڑا گلنار نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز و غلام کو بچائیے ہمکو دربار مین سامری
ثانی کے یہ ساحر لیے جاتا ہی اس ظالم کا سامنا ہی کہ رحم جسکے مزاج مین نہین کنیز و غلام
زندہ نہ بچین گے افسوس ہی کہ حضور کی خدمتگزاری سے محروم رہے شاہزادہ
جہانگیر نے چاہا کہ کمان کاندھے سے اتارون وہ جھپٹ کر بلند ہوا آسمان مین جاکر
ڈوب گیا شاہزادے کو لیجانا زن و شوہر کا بہت شاق ہوا بے اختیار ہو گئے پکارتے
تھے کہ ای لالہ زار و گلنار ہمکو کہان چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا ایسی بیقراری
جہانگیر کو ہی کہ زیر سایہ شجر تڑپ رہے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ الماس آکر ہوبخین شاہزادہ جہانگیر کا ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا کہ ای
شہریار آپ اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر آپ کو دم دیکر لوح لے لے
مجھے آٹھ پہر اسی کوشش مین گذرتی ہی کبھی دربار سامری ثانی مین برائے جاسوسی
جاتی ہون کبھی آپ کے پاس واسطے نگہبانی حضور آتی ہون لیکن انتہا کی گھبراتی
ہون کہ خدا ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے لالہ زار و گلنار گرفتار ہو گئے مین
ان دونون پر بڑی سختی گذریگی جہانگیر نے کہا کہ ای الماس پر یچہرہ مین چاہتا ہون

کہ مجکو دربار مین سامری ثانی کے لے چلو بھر دیکھو کیسا شکار کھیلتا ہون الماس
پری چہرہ نے کہا کہ آج کنیز بھی جان پر کھیلے گی حضور کو لیے چلتی ہون شاہزادے
نے کہا کہ مین بھی آمادہ ہون ضرور چلونگا کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس یہ کون روتا ہی کہا ای شہریار چل کے
دیکھیے کنج باغ مین آکر دیکھا کہ ایک قصر ہی اسمین سے مردون کے رونے کی آواز آتی
ہی جہانگیر نے لوح کو دیکھا الماس پریچہرہ سے کہا کہ یہ زندانخانہ طلسمی ہی ہمسے پہلے
جو لوگ بہ ارادہ فتاحی طلسم آئے ان مقامون پر آکے گرفتار ہوے وُہی بیچارے
قید ہین یہ کہکے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار گرد اُنکے ماش کے
آٹے کے مار سیاہ پڑے ہین وہ لوگ رو رہے ہین ایک ایک سے کہتا ہی کہ
یارو آج نیا معرکہ ہوا کہ یہ ماران سیاہ ماش کے آٹے کے ہو گئے مگر ہمارے رہا
ہونے کی کوئی صورت نہین شاہزادہ جہانگیر کو جو دیکھا سب کھڑے ہو گئے
شاہزادے کو جھک جھک کر سلام کرنے لگے جہانگیر نے سب کی قید کاٹی سب سے
حال پوچھا اُن سب نے رو رو کے حال بیان کیا کسی نے کہا کہ دس برس ہیئے قید
ہین کسی نے کہا کہ بارہ چودہ برس گذرے اسی طرح سبھون نے اپنا اپنا حال بیان
کیا کلمہ پڑھکر سب مسلمان ہوے کوئی لات پرست اور کوئی منات پرست تھا
سبھون نے ادیان باطلہ پر لعنت کی مذہب حق کا دل سے اعتقاد کیا الماس پریچہرہ
نے عرض کی کہ حضور دیر نہ کرین ایسا نہو کہ زن و شوہر پر کوئی افتاد پڑے تو صدمہ
عظیم ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس مین چلنے پر آمادہ ہون مجکو
زن و شوہر کا بڑا قلق ہی اُنکے اعتقاد کا حال ہمپر کھلا غنچہ سرفتہ نے کیا کیا سمجھایا
مگر زن و شوہر نے نہ قبول کیا ملکہ الماس نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر شاہزادہ
سوار ہوا الماس آکے پہلو مین بیٹھی چارسو جوان یعنے جو اپنے اپنے ملک کے
شاہزادے تھے سب قیدخانے سے چھوٹے الماس پریچہرہ نے اُن سب سے
کہا کہ بعد تھوڑی دیر کے تم لوگ بھی اس نقب مین پہاندپڑ تا جہان شاہزادہ ہوگا

وہان پہونچ گئے یہ کہ کے الماس تخت اُڑا کے چلی سامری ثانی بھی تخت پر بیٹھا ہے طمطراق کے مرنے کا افسوس کر رہا ہی کہ ہوائے تند چلی سامنے سر اُٹھا کے دیکھا کہ طلسم کشا ایک تخت پر سوار لوح گلے مین پڑی ہوئی الماس پریچہرہ تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہو وہین سے شاہزادہ جہانگیر نے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا تجکو شرم نہین آتی اسی منھ پر تو دعوے خدائی کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہو الماس کو دیکھ کر سامری ثانی گھبرا گیا پکار کر کہا کہ ای ملکہ عالم مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ جو طلسم کشا کی شریک ہو گئین مین تو تمکو معشوقہ جانتا تھا ہمیشہ عجز کیا مگر تمنے مسلمان کا ساتھ دیا خداوند ہفت پیکر کو فراموش کیا الماس نے آواز دی کہ او مکار تو وہی ہی جو دعوی خدائی کرتا تھا آج صاحب لوح سے مقابلہ کر تیرے سحر کا امتحان ہو یہ کہنا تھا کہ سامری ثانی اُٹھا جہانگیر تخت سے کود پڑے سامری ثانی نے اشارہ کیا ساحر ٹوٹ پڑے جنگ سحر کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر لوح چمکا رہے ہین سحر ساحرون کے مٹا رہے ہین جب لوح چمکی سحر اُلٹے پلٹے اُن ہی سحر کرنے والون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو بار گذرے مگر سامری ثانی سامنے شاہزادہ جہانگیر کے نہین آتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی گوشے مین آکر سحر کرتا ہی کہ جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے سامری ثانی کے پہونچے سامری ثانی نے ایک دستک دی زمین کانپی آسمان سے آگ برسنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی پھر سامری ثانی نے دستک دی اور پکار کے آواز دی کہ ارے نائب قدرت کہان ہی مقام افسوس ہی کہ نائب نے منھ پھیرا ایسے وقت مین سامنے نہین آتا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی خیر خواہ حاضر ہوا دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام وبد انجام جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی زمین پر آکر گرا اور آواز دی کہ یا خداوند حاضر ہوا سامری ثانی نے کہا کہ ای نائب قدرت طلسم کشا کو یہان سے ہٹا مجھ سے مقابلہ نہ کرنے پائے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے کچھ پرچہ ہاے کاغذ نکالے وہ ہوا پر اُڑا دیے کہ پہلوے گنبد سے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین گوشہ گنبد سے ظاہر ہوئین ایک نازنین سرو قد خورشید خد ماہ جبین و

حر تمکین اُن سب کے آگے پکارتی ہوئی کہ ای فرزند صاحب قران ذرا ادھر متوجہ ہوجیے
جہانگیر نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے بھی آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

گل کو نظر سے اشتاب خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اسکو بگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین

مشتاق ہم کنارے ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ اُبھارتے ہین

وہ دلپسند ہی تو جب دیکھتے ہین تجھکو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

قائل ہون مین تجھ اپنے نالون کی گرمیون کا
داغون کو میرے دل کے کیا کیا اُبھارتے ہین

دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
تقصیر دار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت
وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین

شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بوسہ کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین

اُس گل سے رُخ کے ادبیر کرتے ہین گل کو صدقے
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین

رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جس جگہ ہم
مانند دریا چشمے وان موج مارتے ہین

پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین
اسکو پہنتے ہین وہ اُسکو اُتارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرکے
پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

دم دے انھین کبھی وہ بت اُنکا بھی دل اپکا دے
زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

مرد فقیر حق کرتے ہین بوریے پہ
شیر اپنے نیستان مین عاشق ڈکارتے ہین

اُس نازنین نے جو شاہزادہ جہانگیر سے آنکھ ملا کر یہ غزل گائی جہانگیر بانوقیر کو ایک محبت پیدا
ہوئی پکار کے آواز دی کہ ای سرگروہ حسینان و ای سرتاج معشوقان کیا خوب آواز ہے
کیا صدا مین سوز و گداز ہی الماس نے جو دیکھا کہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے متوجہ
ہوے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار دھوکا نہ کھایئے گا لوح چمکا کے تو اسکی صورت
دیکھیے یہ سنتے ہی جہانگیر نے لوح چمکا دی لوح چمکا کے جو اُس عورت پر نگاہ ڈالی
دیکھا کہ ایک زنگن سیاہ رو تیرہ درون کالے کپڑے پہنے ہوے زیور پیتل کا

اب تو شاہزادے نے اُسے للکارا کہ او بے حیا آگے سے ہٹ ہمارے سامنے نہ آ ورنہ
ایک ہاتھ تلوار کا مارونگا قریب آئیگی تو بہت پچتائیگی دھوکا دینے آئی ہے وہ ساحر
سیہ فام جو آیا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا گھبراگیا جہانگیر نے دوبارہ لوح کو اُسکے سامنے
چمکایا وہ عورت مع کنیزون کے جلنے لگی اُس ساحر نے پھر آواز دی کہ او فتنہ انگیز تو کیا
کرتی ہے آتی نہین طلسم کشا کو آکے لے دوسرے پہلو سے صدا آئی کہ حاضر ہوئی طلسم کشا
کو لیتی ہون سامری ثانی نے بڑھ کر الماس پریچہرہ کو للکارا الماس نے گولہ مارا سامری
ثانی نے گولہ کاٹا گولے سے دھوان نکلا کہ آنکھین بندکر کے الماس کھڑی ہو گئی اور
مثل بید کانپنے لگی اتنے مین اُس ساحر نے پھر پکار کے آواز دی کہ او فتنہ انگیز جلد آ
دیر نہ کر کہ یکا یک ایک نازنین مہ جبین سامنے آئی اور جُھک کر شاہزادہ جہانگیر کو
سلام کیا جہانگیر کی نگاہ پڑی کہ ایک حسین ماہ پیکر قمر منظر سمن بر سامنے آکر پہونچی
شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ باغ مین چلیے گل ولالہ کی سیر کیجیے سب گل وغنچے آپکے
مشتاق ہین جہانگیر بالو تیر اُسکے ساتھ چلے الماس پریچہرہ آنکھین بند کیے جھوم رہی
ہین حیران حیران طرف جہانگیر کے دیکھتی ہین اشارون سے یہ پیدا ہی کہ لوح چمکایئے
اُس سیاہ رو نے آواز دی کہ او فتنہ انگیز کیون اسقدر دیر کرتی ہو اُس نازنین نے
قدم اُٹھایا اسی گنبد مین ایک در پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک باغ عنبر سرشت ہی
یا نمونۂ بہشت ہی گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا موج مار
رہی ہین حباب نہر مثل چشم معشوق جہانگیر سے اشارے کر رہے ہین کہ لوح کو ملاحظہ
کیجیے مگر جہانگیر بالو تیر اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے باغ مین آئے اور سیر کرنے لگے
فتنہ انگیز نے کہا کہ بارہ دری مین چلیے تو مین آپ کو تماشا دکھاؤن جہانگیر اُسکے ساتھ
بارہ دری مین آلے بارہ دری مین لاکر فتنہ انگیز نے مسند پر بٹھایا کنیزون سے پکار کر
آواز دی کہ ارے شراب وکباب لاؤ مہمان کی خاطر کرو کنیزین دوڑکر گلابیان شراب
کی اور کشتیان کباب کی لائین اُس نازنین نے بڑھ کر ایک کنیز کو کہ گوشے مین بیٹھی تھی
اُسے پکار کر آواز دی کہ اری گلرنگ یہان آکر شراب پلا گوشے مین کہان جاکر بیٹھی ہی

وہ کنیز اپنے مقام سے اُٹھی جام لبریز کیا سامنے شاہزادہ جہانگیر کے لیکر آئی لیکن نگاہ
جو گلرنگ کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی جی مین کہتی ہی کہ اس جوان نے شراب پی
اور لوح اسکے قبضے سے نکلی ہاتھ تو بڑھایا مگر آنکھ سے اشارہ کیا کہ جام میرے ہاتھ سے
لیکر فتنہ انگیز پر ڈالدیجیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا
جام لیا انجام کا خیال آگیا بلبٹ کے فتنہ انگیز سے کہا کہ قریب آؤ جیسے ہی فتنہ انگیز
قریب آئی اور دل مین سمجھی کہ شاہزادہ میرے دام مکر مین پھنس گیا جام پیا اور مین نے
لوح لی جہانگیر نے وہی جام سر پر فتنہ انگیز کے ڈالدیا جیسے ہی شراب سر پر اُس
نازنین کے گری معلوم ہوتا تھا کہ تودہ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی سراپا شعلہ
آتش بنگئی کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین کہ اری گلرنگ کیا ستم کیا جب فتنہ انگیز جل کر
خاک ہوئی شاہزادے کو ہوش آگیا تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ اے فتاح طلسم وا ے سیار این عجائبات سامری ثانی مثل طمطراق کے نہین ہی
یہ دعوی خدائی رکھتا ہے لوح کو گردش دو اپنے کو اُسی گنبد مین پہونچاؤ اگر دیر کروگے
تو الماس پریچہرہ کو زندہ نہ پاؤ گے جہانگیر نے لوح مین جو یہ مضمون پایا خوشی سے
چہرہ سُرخ ہوگیا لوح کو گردش دی جیسے ہی لوح کو گردش دی ایک دنّاٹا ہوا
جب روشنی ہوئی اپنے کو پھر اُسی مقام پر پایا سامری ثانی نے جو شاہزادہ
جہانگیر کو دیکھا اُس ساحر سیہ رو سے پکار کر آواز دی کہ اے خندان سیاہ رو
فتنہ انگیز ماری گئی طلسم کشا آتا ہی ہمارے سامنے سے ہٹاؤ خندان سیاہ رو نے
ایک دوہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ اے فیلان فیل پیکر طلسم کشا کو لے خبردار اب
جانے نہ دینا شاہزادہ جہانگیر طرف خندان کے چلے تھے کہ ایک صدا لے حجیب
آئی کہ او طلسم کشا ذرا ہمسے تو مقابلہ کر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان فیل پر سوار
سات سر بہ وضع مختلف یعنے ایک سر شیر کا ایک خرس کا ایک سگ کا ایک
خنزیر کا ایک طاؤس کا ایک فیل کا یہ سر گردہین بیچ مین سر انسان اور سات ہاتھ
ہین ہر ہاتھ مین حربہ گرز و شمشیر و نیزہ و خنجر وغیرہ کل حربون کو جنبش دیتا ہوا ساتون

حربے اُسنے شاہزادے پر لگائے جہانگیر نے سنان نیزہ کو بیلچے سے کاٹا اور حربون کو خالی دیا جست کرکے ہاتھ تلوار کا مارا تین ہاتھ اُسکے کاٹے تو اُسنے ایک چیخ ماری کہ ہر سر سے آواز نکلی اور ہر دہن سے شعلۂ آتش نکلے شاہزادہ جہانگیر پر اُن شعلون نے کچھ کام نہ کیا پھر جہانگیر نے دیکھا کہ ساتون ہاتھ اُسکے اُسی طرح تیار ہین چار مرتبہ جہانگیر نے دو دو چار چار ہاتھ کاٹے مگر جب اُسنے چیخ ماری اور روشنی ہوئی سب ہاتھ تیار دیکھے اُس حال پر ملال مین الماس کھڑی ہو سحر مین سامری ثانی کے پھنسی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس مثل بید کانپ رہی ہو جب جہانگیر نے کئی مرتبہ اسکے ہاتھ کاٹے اور ہاتھ پھر درست ہوگئے حیران تھے کہ کیا کرون الماس نے اُس حال مین ضبط کرکے آواز دی کہ اے شہریار مین تو بیکار ہو رہی ہون سامری ثانی کے سحر مین پھنسی ہون مقام افسوس ہو کہ آپ لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ فیلان ہفت سر جان طلسم ہو اگر عمر بھر اس سے مقابلہ کیجیے گا تو اسکا یہی حال رہیگا بعد تھوڑی دیر کے جیسے سر ہین اُسی وضع کے ساحر پیدا ہونگے اور آپ کو گھیر لین گے ذرا جلد تک اپنے کو ہوشیار کیجیے یہ آواز سُنکر شاہزادہ جہانگیر کو جیسے ہوش آگیا فیلان ہفت سر نے بڑی کوشش کی کہ لوح نہ دیکھنے دون حربے بھی لگائے غل بھی مچایا مگر جہانگیر نے کچھ خیال نہ کیا لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجائبات اگر تمسے اس طرح کا ساحر آکے مقابلہ کرے اگر تا بہ حشر لڑو گے فتح نہ پاؤ گے مگر اسکا سر اصلی جو مثل سر انسان کے ہو خیال کرکے دیکھو کہ پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہو اگر قادر انداز ہو تاک کر تیر مارو اُسی خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہو جہانگیر نے جیسے ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری اُس ساحر ہفت سر نے کئی حربے لگائے شاہزادہ جہانگیر نے خالی دیے تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُسی خال پر مارا پیشانی سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا جلنے مین اُسکے آواز مہیب آتی تھین اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے وہ جل کر خاک ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان ہفت سر بود اس عرصہ مین جہانگیر نے ساحرون کو قریب سے

ملکہ الماس کے ہٹایا اپنے کو قریب الماس پہونچایا الماس نے اشارہ کیا کہ لوح کا عکس مجھپر ڈالیے جہانگیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلہ منھ سے الماس پریچہرہ کے نکلا اور وہ شعلہ نکل کے طرف آسمان کے غائب ہوا الماس جو تڑپی خنداں جادوگر کے جا پڑی اس زور سے گرمی کہ بایان ہاتھ اسکا اڑگیا ہاتھ جو خنداں کا کٹا اسنے ایک چیخ ماری اور رونے لگا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہاتھ میرا ہاتھ سے گیا جلد دستگیری کیجیے اس حال کو پہونچا ہون کہ بے دست و پا ہون ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا الماس نے دیکھا کہ ہاتھ خنداں کا درست ہوگیا ابکی مرتبہ الماس پریچہرہ برق بنکر گری خنداں کے دو ٹکڑے کیے لاشہ جو خنداں کا تڑپا دونون ٹکڑے آتش مین جل گئے خنداں ہنستا ہوا اٹھا پکار کر آواز دی کہ ای الماس اگر میرا کوئی خون بہ جل جائیگا تو بچنا دشوار ہوگا الماس نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا خون کے قطرات جلو مین لیے ہاتھ چمکاتی ہوئی خنداں پر اس زور سے گری کہ خون کا چھینٹا دیا کہ خنداں کے دو ٹکڑے ہوے ہزارہا جانور مثل شیر و پلنگ وغیرہ کے پیدا ہوے جہانگیر پر حملہ کرنے لگے الماس نے قطرات خون کے ان جانورون پر بھی پھینک مارے جانور بھی جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خنداں جادو بود جب خنداں مارا گیا تو سامری ثانی گھبرایا پکار کر آواز دی کہ کنیزان سامری سب ہلاک ہوئین ایک فتنہ انگیز کے مرتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ پہلوے گنبد سے آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ٹھہر جائیے لوح نہ چمکائیے جہانگیر نے ہاتھ روکا دیکھا کہ ایک نازنین جوش پر عالم شباب دونون عارض گل گلاب چہرہ آفتاب عالمتاب جسکا در دولت عرش جناب ہنستی ہوئی یہ اشعار عبرت آثار پڑھتی ہوئی آتی ہے۔ نظم

جلوے ہین شیش محل مین ترے رخسارون سے
گال ملنے دے پریرو مجھے رخسارون سے
نور کمرے مین یہ پھیلا ترے رخسارون سے
آئینے پشت بہ دیوار نظر آتے ہین

آئینے گر کے بڑین ٹوٹ کے دیوارون سے
سر دھری تری جائیگی ان دنگارون سے
گر پڑا سایہ پھسلتا ہوا دیوارون سے
بیٹھے ہین آئینہ رو دل کے جو دیوارون سے

تیرے گھر ہی یہ حسینانِ سلف کا نقشہ — سب کی تصویرین ہین چپکی ہوئی دیوارون سے
روک لیگی نہ ہمین پردہ نشینی تیری — تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
قوت نامیہ بخشنے گا جو یون سایۂ قد — سرو ایک روز نکل جائیگا دیوارون سے
یون نہ چلاؤ کے شب وصل یہ تقریر کرو — کان اغیار لگائے ہمون دیوارون سے
تونے گلگشت جو موقوف کیا ای گل تر — پھول مرجھائے چلے آتے ہین گلزارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کہان تک ای ترک — خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
غل یہ کیسا نہین پالی یہ ٹیرون کی صفیر — مرغ مضمون کو لڑاتے ہین یہان یارون سے

جہانگیر نے دیکھا کہ وہی گگر نَاگ خواص کہ جسنے پہلو مین فتنہ انگیز کے شراب پینے کو منع کیا تھا ہنستی ہوئی آئی ہے کہتی ہے کہ ای شہریار باغ مین چلیے جہان آپ نے فتنہ انگیز کو قتل کیا تھا آفت خیز اسکی بہن آیا چاہتی ہے وہ آکر لوح چھین لے گی ایاس مرتبہ یہ خیر خواہی کر چلی تھی شاہزادے کو یقین ہوا کہ سچ کہتی ہے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ خواص جہانگیر کو لیکر چلی الماس نے دور سے دیکھا بیقرار ہوگئی مجمع ساحران سے تڑپی بلند ہوکر اُس پر جھپٹی گری اُسکے دو ٹکڑے کیے جہانگیر کو غصہ آیا الماس پر تلوار کھینچی چاہا کہ ہاتھ مارون الماس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا خطا ہے لوح تو ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح جو دیکھی اسمین نوشتہ پایا کہ یہ گگر ناگ وہ خواص نہ تھی الماس نے دشمن کو مارا اسپر غصہ نہ کرو اسنے بڑی آفت سے بچایا باغ مین لیجاتی اور لوح چھین لیتی شاہزادے نے لوح مین یہ نوشتہ پاکر تلوار کو نیام مین کیا الماس نے جاکر سامری ثانی کو گھیرا اور شاہزادہ جہانگیر سے اشارہ کیا کہ اس دشمن سخت کو مار دیے ورنہ یہ نکل جائیگا پھر مشکل پڑیگی جہانگیر بھی طرف سامری ثانی کے چلے ساحرون نے بلوہ کیا کہ شاہزادے کو تابہ سامری ثانی نہ جانے دین سامری ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ارے طلسم کشا پر سحر نہ کرو نیزہ و شمشیر سے لڑو اب جو ساحرون نے بلوہ کیا جہانگیر زخمی ہونے لگے دیکھا ہزار ہا تلوار چمکتی ہی ہے تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہین تیرون کو قلم کرتے ہین سنان نیزہ ہتھیلی سے اڑاتے ہین ساحرون کو قتل کرتے ہین مگر ملکہ الماس پریچہرہ نہایت بیقرار ہین پکار رہی ہین کہ ای شہریار اپنے کو بچایئے لوح

چمکائیے کنیز کا تو یہ حال ہے کہ بیان کرنا محال ہی نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا ۔ ایک شعلہ سا جو دلمین بھڑک کر رہگیا
پر توِ خال رخ پر نور شام زلف مین ۔ کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا
کیس نہال حسن کی آمد تھی جو گلزار مین ۔ فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہگیا
یاد آئی صندلی رنگت جو مجکو یار کی ۔ رات کو مین پٹیون سے سر پٹک کر رہگیا
باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لالہ لال ۔ قطرہ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا
شوق مین نظارہ عارض کے تڑپا اسقدر ۔ دم رگون سے کھنچ کے انکھون مین اٹک کر رہگیا
یاد اُس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین ۔ بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا
گستے ہین آوازہ لاغر جو سے یا کروہ مجھے ۔ مجھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا
اُس پری تمثال کے حسن کی شہرت اُڑی ۔ آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا
نور عاشق ہی نہین مجھ سا زمانہ مین کوئی ۔ جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

الماس نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے جہانگیر کا دل بھر آیا فرمایا کہ ای الماس تم اپنے کو سنبھالو اسقدر بیقرار نہ ہو الماس نے کہا کہ مین سامری ثانی کو گھیرتی ہون سوا آپکے ہاتھ کے یہ کسی سے قتل نہ ہوگا مین کہ وہ کوشش کرتی ہون یہ کہکے الماس نے دو چار گولے ایسے مارے کہ کئی سو ساحر گرے جہانگیر نے تلوار کھینچ کر بجائے سپر لوح کو ہاتھ مین لیا لوح چمکاتے ہوے چلے ساحر جلنے لگے بہت سے نابینا ہوے سامری ثانی نے ایسے ایسے سحر شاہزادہ جہانگیر پر کیے کہ قدم اُٹھانا اور ہاتھ ہلانا اور لوح چمکانا مشکل تھا مگر یہ شیر بیشہ جرأت و یکہ تاز میدان لڑتا بھڑتا لوح کو گردش دیتا ہوا قریب سامری ثانی کے پہونچا سامری ثانی نے جو جہانگیر کو قریب پایا کمر سے تلوار کھینچی تلوار کو جنبش دینے لگا جون جون جنبش دیتا ہی شاہزادہ جہانگیر پر تلوارین برس رہی ہین مگر جسم پر جہانگیر کے کوئی تلوار اثر نہین کرتی آخر جہانگیر نے اُبھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سامری ثانی نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جو گری اور دست زبردست جہانگیر اُسنے سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر اسکے اور چہرے کو

کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی سامری ثانی کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سامری ثانی کے
اندھیرا ہوگیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا گنبد مین ایک گنبد ہی اُسی گنبد مین لاش سامری
ثانی کی پڑی ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی یکا یک وہ گنبد پھٹا ایک ساحرہ
روتی ہوئی نکلی پکارتی ہوئی کہ او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا پھر
آواز دی کہ او الماس تو نے بڑی طلسم کشا کی مدد کی جو سحر میرے شوہر نے کیا تو نے اُسکا
حال بتا دیا فتنہ انگیز ایسی ساحرہ آفت خیز اُسکی بہن اُسکو قتل کرایا وہ سحر تجویز کرکے
آئی ہون کہ دیکھون بی الماس تم کیونکر بچتی ہو یہ کہکے تڑپی اور بلند ہوئی وہان سے
برق بنکر الماس پر گری الماس غرق زمین ہو گئی وہ عورت تڑپ کر بلند ہونے لگی کہ
دوسرے پہلو سے الماس نکلی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
جہانگیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینہ تاک کر اُس
ساحرہ کو تیر مارا کہ توڑ کر چہرۂ پشت کو پار گذرا وہ ساحرہ جو مرکر گری گنبد بھی گرا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود چند جادوگر جو باقی تھے وہ سب امان طلب
کرنے لگے شاہزادے نے اُن ساحرون کو امان دی شہر اسقلانیہ مین داخل ہوے وزیر
و امیر آکر قدمبوس ہوے سرخیل جادو کہ جو سب کا افسر ہے اُسکو بادشاہ ملک اسقلانیہ
کیا طلسم بین الطرفین مین آئے وہان کا بادشاہ ملکہ الماس پریچہرہ کو کیا الماس
نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار میری آرزو یہ ہے کہ ہمراہ رکاب رہون جہانگیر نے
کہا کہ ای الماس ہمارا سفر بہت پیچدار ہی تمکو بہت تکلیف پہونچیگی الماس نے عرض کی
کہ کنیز رہبری کریگی بہت آرام سے پہونچیے گا مین ضرور ساتھ چلونگی آپ تو سیدھے
سادے ہین لوح ہونے پر اسقدر دھوکے کھائے کہ کنیز ناچار ہوکر کلام کرتی تھی جب
جہانگیر نے دیکھا کہ الماس نہین مانتی حکم دیا کہ تیاری کرو الماس نے طرف کنیزون کے
اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزین جو کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے اسباب سحر جسیم
آراستہ کیا ہامان صحرا نورد سپہ سالار لشکر قرار پایا تین لاکھ نفر ساحر بھی تیار ہوے
بحرین و مواج و ماہ رخسار و رنگین یہ سب افسران ساحران قرار پائے اور ایک

ابر سوسنی تیار کیا دوسرے دن صبح کو شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے ماہ رخسار سے بہت کہا کہ تم سلطنت طلسم قبول کرو ماہ رخسار نے کہا کہ مین ساتھ رہنے کو نعمت عظمی جانتی ہون کسی نے سلطنت نہ قبول کی آخر عزیز دار طمطراق مسواک چوب گردان ایک ساحر ہے اسکو حاکم طلسم کیا شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے سب خبرین سن چکے ہین کہ رستم و بادشاہ لڑتے پھرتے جاتے ہین شاہزادہ جہانگیر کو بڑا اشتیاق ہو کہ لشکر بادشاہ اسلام مجکو ملے کہ مین بادشاہ سے ملاقات کرون اس خوشی مین منزل بمنزل بہ رہبری ملکہ الماس پریچہرہ طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام پہونچنا صحراے مینوسواد مین اور مقابلہ ساحران وغیر ساحران و ملاقات از شاہزادہ جہانگیر و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
ہر اک اہل دل اس سے دلتنگ ہی
ذرا باغ عالم کا دیکھو سمان
ہمیشہ کسی کو نہ عشرت رہی
جہان بلبل و گل کی صحبت ہوئی
وہ کرتی ہی یون راہ الفت کو طی
بہار و خزان کا نیا ڈھنگ ہی
تو بلبل کو عشرت مین بھی کہ بوئی
ہوائین چلین گرم گلزار مین
کہ گل بھولنا بھی کہانی ہوا
نہ لالے مین سرخی کا سامان ملا

کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہین عیش ہی اور کہین رنج ہی
یہ فرماتے ہین صاحب امتحان
جہان پھول ہی شاخ گلزار مین
جدائی کا وقت آیا حیرت ہوئی
کہ کوکو سے اسکو سرو کا رہی
کہ گلزار عالم مین کیا رنگ ہی
نہ عشرت مین گذرے اسے چند روز
کھٹک بڑھگئی نشتر خار مین
وہ اڑنے لگی باغ عالم مین خاک
ہر اک پھول بھی غم سے مرجھا گیا

زمانے کو دیکھو تو کیا رنگ ہی
ہو مار سیہ جس جگہ گنج ہے
کہ دنیاے دون جاے عبرت ہی
وہ افسردہ ہی پہلوے خار مین
جہان قمری عاشق سرو ہی
سر سرو پہ یا سر دار ہی
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ سوز فراق آگیا ایک رود
یہ رنگ چمن زعفرانی ہوا
گریبان گل ہوگیا چاک چاک
جو ترچھی کلہ سر پہ لانے کے تھی

وہ مرجھا گئی یون کہ سے گری
ہوئین بلبلین نعرہ زن باغ مین
کہ ویران ہوے سب چمن باغ مین
کہان تک لکھون حال گلزار کا
کلیجہ مرا منھ کو بس آگیا
قمر رنگ دنیا نہ تحریر کر
کچھ اب داستان کی بھی تقریر کر
لکھون حال شاہ فلک بارگاہ
جو ہین صاحب تاج و تخت و کلاہ

چہرہ راقمان اخبار خجستہ اطوار جرأت و جلالت و محرران حالات سعادت آیات ہمت و شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین۔ نظم

بہار انگیز باغ سخن سنجان
برومندی دہ جرم درختان
شراب مجلس اندوہ گینان
چراغ خلوت تنہا نشینان
طبیب دردمند دردمندان
ادیب خود پسند خود پسندان
رفوگر چاک ہاے سینہ چاکان
عدالت گستر فریاد ناکان
دم تیغ کف خارشگافان
شغاد صف زن رستم مصافان
زبان خامۂ معنی نگاران
عنان ابلق چالاک سواران

بہ طرز نو سخن را زیب دادہ
کنار رود الفت ایستادہ

بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد کہ شمس فلک ہفت پیکر بادشاہ کا راہبر ہے ہر وقت خوف کا سفر ہی کہ ایک دن گذر شہنشاہ گیتی ستان کا ایک صحراے سبزہ زار مین ہوا دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی و نواح دلکشا درختان میوہ دار بار اثمار سے سربسجود بہ قول شاعر شیرین زبان نظم

دشت تھا صفحۂ زمرد گون
صاف مثل بطون پاک درون
بس نظر کرتی تھی جہانتک گام
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
سوئے اس سبزے پر اگر اکبار
تندرستی کے ساتھ ہو بیمار
یہ ہواے خوش اس سے آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اس زمین پہ دھری
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا ہے وہان
ہون اسی سبزہ زار مین غلطان

اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز
اک طرف کو زمین عنبر بیز

بادشاہ نے جو بعد مدت ایسا صحراے پرفضا دیکھا شمس فلک ہفت پیکر کو بلاکر فرمایا کہ یہ زمین خجستہ آئین نہایت پر بہار ہی درختون کی بھی عجب کیفیت سے قطار ہی شمس نے عرض کی کہ اے شہریار یہ صحراے مینو سواد ہی بحکم بانیان طلسم یہ صحرا درست کیا گیا ہی سواد جادو جو یہان کا حاکم ہی آٹھوین روز وہ آتا ہی بہار یہان کی بڑھا جاتا ہی غلام جاکر لشکر کو اتارتا ہی لیکن ہوشیاری آٹھ پہر چاہیے یہ کیونکر عرض کرون کہ سواد کو خبر نہو گی وہ ضرور آگاہ ہوگا بلکہ خود آکے

دیکھا جائیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا لشکر ظفر اثر اس صحرائے فرخناک مین اُتر پڑا بارگاہ بادشاہ کے لیے استادہ ہوئی بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے سب مشیر و وزیر حاضر خدمت مین سرداروں سے دربار معمور ہی پردہ ہاے زنبوری اُٹھے ہوے ہین جلسہ جما ہوا ہی شمس قریب تخت بادشاہ حاضر ہی ذکر طلسم ہفت پیکر کر رہا ہے کہتا ہی کہ ای شہریار ایک ایک سر حد دار بلاے روزگار ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان کد و کاوش بیکار ہی مگر جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر خرد و کلان عیش و عشرت کی گوشش مین ہی قضاے کار سواد جادو کہ آٹھوین دن اس جنگل مین آتا ہی اُسی اپنے طریقہ قدیم پر گوشۂ صحرا پر آکر اُترا درختون کو دیکھتا بھالتا چلا ایک پہاڑ تھا کہ اُسپر چڑھا اب جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک لشکر اس صحرا مین فرد کش ہی اور ایک بارگاہ فلک رفعت بیچ لشکر مین استادہ ہی نوبت و نقارے بج رہے ہین دور سے کھڑے ہوکے سواد نے اس لشکر ظفر اثر کو دیکھا شوکت دیکھ کر جل گیا جی مین کہتا ہی یہ کون ایسا سرکش ہی کہ بدون ہماری اطلاع کے ہمارے صحرا مین اُتر پڑا پلٹ کر قلعہ سواد نگار مین آیا ہرکارون کو حکم دیا کہ ارے خبر تو لاؤ اتنا بڑا لشکر یہ کسکا اُترا ہی کہ تمام صحرا پامال ہو رہا ہی مین نہین گوارا کرتا کہ میرے صحرا مین کسی کا لشکر اُترے ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نامے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین یہ منزل خجستہ آئین پسند آئی اُتر پڑے یہ سُنکر سواد جادو بہت برہم ہوا پوچھا کہ ساحرون مین کون ساتھ ہی ہرکارون نے نام شمس کا لیا شمس کا نام سُنکر سواد جادو جل گیا بیٹی اسکی گلنار گل اندام کرسی پر بیٹھی ہی جب سواد نے کہا کہ مین ابھی جاکر لشکر تباہ کرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اہل لشکر سر ٹکرا کر مرین گلنار نے عرض کی کہ باوا جان آپ تکلیف نہ فرمایئے مین براے گشت جاؤنگی جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگی اُن لوگون نے آپ کے ساتھ کوئی سرکشی نہین کی اکثر صحرا مین بہات قریات آباد مین کسی کو ستایا نہین اکثر ساحر پھرتے ہوے لشکر مین بھی آتے ہین کسی کی روک ٹوک نہین کی پس بلاوجہ ستانا کیا ضرور سواد نے کہا کہ خبردار تو نہ جا اور اگر

جاتی ہو تو جہان تک ہو سکے بادشاہ لشکر کا سر لانا گلنار نے کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ
کہکر اپنے باغ مین آئی لباس بھاری پہنا اور ایک طاؤس زرین بال سحر سے درست کر کے
اپنے کو چالاک وچست کیا طاؤس پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چلی اول پہاڑ پر آئی پہاڑ پر سے دیکھا
کہ لشکر اُترا ہو بارگاہ استادہ ہو مگر گرد بارگاہ کے سردارون کا جماؤ ہو معلوم نہین ہوتا کہ افسر
کہان ہو سوچی کہ ای گلنار پہلے چل کر افسر کو دیکھ لون تو اسی پہاڑ پر سے سحر کرون یہ سوچکر
پہاڑ سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی دوپہر سے شب
تجاوز کر چکی ہے یعنے زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہو لشکر مین سناٹا ہو حاضر باش
و ناظر باش کی صدا آرہی ہو شب ماہ ہو تمام صحرا روشن ہو ہر مقام رشک گلشن ہو گلنار
ٹہلتی ہوئی آتی ہو بادشاہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرائے اپنے عیار یعنے فیروزہ بن عمرو کا ہاتھ تھام لیا
ایک ہاتھ مین تلوار اُٹھائی سردارون نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین بادشاہ نے فیروزہ
سے اشارہ کیا کہ سب صاحبون کو منع کردو کہ ہمارے ساتھ آنے کا ارادہ نہ کرین سردار
ٹھہر گئے بادشاہ بارگاہ سے نکلے گویا آفتاب عالمتاب اپنے برج سے نکلا تاج سر پر بند
قبا کھلے ہوے ٹہلتے ہوے چلے اودھر سے گلنار آتی تھی بازار غلہ فروشان مین سامنا
ہوا گلنار ایک دوکان پر کھڑی ہوئی لشکر کو دیکھ رہی ہو کہ سامنے سے آفتاب عالمتاب
شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری نمایان ہوے گلنار کی نگاہ پڑی شباب کی
رعنائی و زیبائی تلوار ہاتھ مین بند قبا کھلے ہوے تاج جواہر بیش قیمت سر پر اُس شہریار کے
رکھا ہوا سہاتے ہوے آتے ہین گلنار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی رعب حسن کانپنے لگی
چاہا کہ ضبط کرون نہو سکا جبین پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک شخص سامنے کھڑا تھا مجکو دیکھ کر گر پڑا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ گلنار نے صورت اپنی
سحر سے بدل لی ہو مگر موے مشکین و زلف عنبرین جو کھل گئی ہو چہرہ زیبا پر لہرا رہی ہو
اور صاف ثابت ہوتا ہو کہ مار سیاہ قریب چشمۂ خورشید لہرا رہے ہین ہر چند کہ آنکھین بند ہین لیکن
گل بادام کی فخر ہین ہونٹھون سے مسیحائی پائی جاتی ہو عاشق صادق کی طبیعت گھبراتی ہے
بادشاہ کو ایک خیال سا ہوا کہا کہ ای فیروزہ اس شخص کو ہمارا اشتیاق تھا ظاہر مین کوئی

صدمہ نہایت پہونچا بیہوش ہونا کیا معنی فیروزہ نے عرض کی بہت بجا ہی بادشاہ فوراً فرش خاک پر بیٹھ گئے عارض سے خاک چھڑانے لگے سر اُٹھا کر زانو پر رکھا دست نازک جسم پر پھیرنے لگے گلنار کو جو آرام پہونچا آنکھ کھول کر زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا مگر رعب شہنشاہی سے اُٹھ بیٹھی سر جُھکا لیا مُنھ پر اپنے ہاتھ پھیرا وہ جو صورت سحر سے مردانی بنائی تھی وہ صورت دفع ہوئی گوری گوری صورت گل سے عارض پتلے پتلے ہونٹھ گردن صراحی دار سینے پر اُبھار جو ظاہر ہوا بادشاہ بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے فرمایا کہ اے ماہتاب فلک حسن و جمال و اے آسمان خوبی کی مہر بیمثال اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ تم گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو بادشاہ نے جو اس طرح فرمایا بے اختیار ملکہ گلنار کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے زبان سے یہ اشعار نکل گئے

نظم

ہم دل سے لگ چلے یہی دیوانہ پن ہوا — سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا — گھر مجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا — شعلہ ہوئی زبان پھپھولہ دہن ہوا
گیسوئے عشق کا تھا سبب یہی یار — تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا — جب تک رہا بدن مین نہ جز و بدن ہوا
مجکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی — خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا
محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی — چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے — فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
پرخت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا اک جنون — کچھ بچ رہا کہ اُس مین مرا پیرہن ہوا
پہچانتا نہین یہ اثر کو اخر اسے — نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین — جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
پیری سے آرزوے جوانی جو ہمنے کی — ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے — کسکا حجاب پردہ درِ انجمن ہوا
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے اے جلال — یہ شور آمد آمد اہلِ وطن ہوا

اس طور سے اس نازنین نے یہ شعر پڑھے کہ بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا
کہ ای مہ جبین مین تیری دل شکنی کرنا نہین چاہتا تیرے سوز وگداز سے بیقرار ہوگیا مگر
اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ کرو گلنار نے سر جھکا کر کہا کہ کیا نام ونسب بتاؤن
بہت شرماتی ہون مگر آپ کے ارشاد کا ٹالنا مناسب وقت نہین نام میرا گلنار
گل اندام ہی سواد جادو جو اس صحرا کا حاکم ہی اُسکی دختر ہون آپ کے لشکر کی تباہی
کا حکم ہوا تھا مین ایسی ساعت سے چلی تھی کہ آتے ہی گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو
ہوئی یہ بھی سُن چکی کہ آپ کے ساتھ کاہن طلسم موجود ہی لیکن اگر مخفی ہوکر سحر کرتی تو
لشکر ظفر اثر کو ضرور تکلیف پہونچتی اب حیران ہون کہ جاکر کیا حیلہ کرون دل گوارا نہین کرتا
کہ آپ کے دشمنون کو تکلیف پہونچاؤن گلنار یہ باتین شرما شرما کر کررہی ہی بادشاہ نے
فرمایا کہ ای ملکۂ عالم بارگاہ مین چلو گلنار اُٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ
مین تخلیہ ہے وہان لیکر آئے فیروزہ بن عمرو سایہ کی طرح ساتھ ہی ڈرتا ہی کہ یہ دہ دوستی مین
دشمنی نہ کرے بادشاہ بارگاہ مین آکر بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ نے بجاؤ ملکہ
گلنار کو گانا سناؤ فیروزہ نے توبڑے سے نے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ
گلنار کے نئے طور سے شروع کی

نظم

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف	نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ	نہین مین لطف خزان وبہار سے واقف
نہین اُٹھائی ہو جسنے تپش جدائی کی	وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
فروغ حسن شب زلف تم نے دیکھا ہی	یہ دل ہی گردش لیل ونہار سے واقف
خیال گریہ پس مرگ اُسکو کیا ہوگا	جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی	نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف
ہجوم کیف کی ہردم ترقیان ہین مجھے	وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
خلش اُٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے	یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا	نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم	کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ گلنار تعریفین کرنے لگی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ ملکہ اب رخصت ہو کل ہم آئین گے گلنار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی گلنار اول
دربار مین سواد کے آئی سواد نے پوچھا کہ کیون ای نور نظر ساتھ لشکر اسلام کے کیا کیا
گلنار نے کہا کہ ای والد نامدار لشکر مین بادشاہ اسلام کے شمس سا ساحر زبردست موجود ہی
مین نے قصد نہ کیا کہ اگر مین اپنے کو ظاہر کردنگی اور سحر کردنگی تو شمس نکل کرد کریگا اس
وجہ سے مین واپس آئی سواد نے کہا کہ ای نور نظر تمنے سحر تو کیا ہوتا اگر شمس تمھارے سحر
کو دفع کرتا تو مین شمس کو پکڑ لاتا پہلے اُسی کو قتل کرتا کہ اُسی نے بادشاہ اسلام کو رہبری
کرکے یہان تک پہونچایا ہی ورنہ راہ صحرا سے سواد نگار تک آنا دشوار تھا مگر ای نور نظر تم
کل کے روز جاکر لشکر اسلام کو تباہ کرو مین شمس کی فکر کردونگا چند باتین کرکے گلنار
سواد سے رخصت ہوئی بعد جانے گلنار کے سواد نے کہا کہ آج مین نے گلنار کو
عجب حال مین دیکھا میرا دل کھٹکتا ہی اُسی وقت چند غلامون کو بلاکر حکم دیا کہ جہان
گلنار جائے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ساحر یعنے غلام اُڑکر چلے گلنار اپنے باغ مین آئی
باغ کی آراستگی کا حکم دیا دن بھر اسی کام مین رہی شام کو روشنی ہونے لگی جا بجا لالٹینین
گڑوا مین جھاڑ جا بجا نصب کیے بادشاہ دن بھر مشتاق رہے شام کو بارگاہ سے یہ کہکر
اُٹھے کہ ای فیروزہ چلو وعدے والا انتظار کرتا ہوگا فیروزہ بھی اُٹھا بادشاہ اور فیروزہ
جب بیرون بارگاہ آئے تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ پوچھتا حضور کہان تشریف لیجاتے گا
مگر شمس نے آکر دامن پکڑا عرض کی کہ ای شہریار یہ مقام نہایت سخت ہی ایسا نہو کہ دشمنون
پر کوئی افتاد پڑے غلام کا ساتھ رہنا ضرور ہی بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام کر فرمایا
کہ ای حافظ و نگہبان تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی تو فلک رفاقت کا خورشید ہی
تم تکلیف نہ کرو لشکر کی حفاظت مین رہو مین بہت جلد چلا آؤنگا شمس کو سمجھا کر بادشاہ
اسلام چلے راہ کو طی کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے دیکھا گلنار جوڑا زعفرانی پہنے
ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے درباغ پر کھڑی ہی بادشاہ کو جو آتے ہوے

دیکھا دروازے سے نکل آئی بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر مسند آراستہ کرائی بادشاہ کو اُس مسند پر بٹھایا فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ اشعار تو گاؤ فیروزہ نے فوراً نی نکالی اور غزل عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے گانے لگا۔ نظم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہے چمن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
مر کر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست

رکھا دہان تنگ نے مطلب کو نا تمام
نکلا تمھارے منھ سے نہ کوئی سخن درست

گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر رداے کہن درست

دستِ جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہو بخیانہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست

ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکایتین
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی
سمجھا کہ ہے معاملۂ پیر زن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زینتین
کرتا ہو شانہ زلف بت سیم تن درست

رنگ دوئی سے آئینۂ دل ہی پاک و صاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

چاٹا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
زخمون کے مدتون مین ہوے ہین دہن درست

بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم
ہو اور طرح زلف عروس سخن درست

فیروزہ نے اس طرح یہ غزل گائی کہ گلنار و شاہ تعریفین کرنے لگے مگر افلاک فلک سیر فرستادۂ سواد جادو آسمان پر طائر بنا ہوا اُڑ رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو بیٹھے ہوے دیکھا طرف سواد جادو کے چلا سواد اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی افلاک آسمان سے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ آج وہ معرکہ غلام نے دیکھا کہ قلب تھرا رہا ہی آپ کی صاحبزادی یعنے ملکہ

گلنار نے بادشاہ لشکر اسلام کو یہ اشتیاق تمام بلا کر باغ مین بٹھایا ہے آپس مین اختلاط ہو رہے ہین یہ سُنکر سواد اپنے مقام سے اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کرنے لگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین آپکی ملاقات کو آتا ہی یہ سُنکر سواد نے کہا کہ جاکر شہریار سے کہو کہ ملکہ گلنار تمھاری منگیتر ہے تم ملکہ کے باغ کی جانب سے آؤ بادشاہ اسلام باغ مین ٹکے بیٹھا ہو اُسکو پکڑتے لاؤ علاوہ گرفتاری بادشاہ اسلام اپنی منگیتر پر قبضہ کرو ہم بخوشی حکم دیتے ہین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ شہریار بیشہ نشین دعوی جرأت رکھتا ہی لازم سواد نے جا کے جو شہریار سے اطلاع کی اور شہریار نے یہ حال سنا کہ بادشاہ اسلام پاس میری معشوقہ کے بیٹھے ہین جل گیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو ایسا نہو کہ بادشاہ اسلام بھاگ جائے بارہ ہزار سوار ساتھ تھے آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز جو کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی سوارون کو دیکھا گھبراکر اُتری آکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ اے شہریار باغ چہار جانب سے گھر گیا گلنار نے گھبرا کر کنیز سے کہا کہ دریافت تو کر فوج غیر ساحرون کی کہان سے آئی کنیز نے باہر نکل کر دیکھا کہ شہریار بیشہ نشین گینڈا ٹھکراتا ہوا طرف باغ کے آتا ہی کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین جسکو دعوے جرأت ہی اُسکی فوج نے باغ کو گھیرا ہی اور شہریار گینڈے کو بڑھائے ہوے اسی طرف آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ مین شہریار سے سمجھ لونگا اے ملکہ تم نہ گھبراؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار آپ اکیلے ہین وہ بارہ ہزار فوج سے آیا ہی کنیز نکل کر سحر کرتی ہے تمام لشکر کو تباہ کر دیگی بادشاہ نے فرمایا کہ مجھکو یہ منظور نہین یہ فرما کر پشت مرکب پر سوار ہوے نیزہ ہلاتے ہوے باہر چلے ملکہ نے دوڑ کے دامن پکڑا کہا کہ اے شہریار مین اپنا حال زار کیا عرض کرون

عجب دل کی کیفیت ہی

نظم

گلے مین بخت کے اُنکا بھی کچھ قصا نکل آیا	ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
مین اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو اُسکو	بھرا غصے مین گھر سے شوخ بے پروا نکل آیا
ندامت جو ہوئی دین گالیان افسانہ گو یون کو	وہ سنتے تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیلبدلی
وہ اپنے دلمین دشمن کی صدا سمجھا نکل آیا

جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمھارے عکس عارض کے
کنول پھولے دلون کے رنگ غنچون کا نکل آیا

تسنیم اُنکو جو اپنا جذب خاطر اس طرف لایا
گلے مل مل کے رونے حوصلہ دل کا نکل آیا

بادشاہ اسلام نے دامن چھڑالیا اور کہا ملکہ صبر کرو در باغ سے تماشا لڑائی کا دیکھو تب تم پر
حال کھلیگا گھوڑے کو اُڑا کر بادشاہ باہر نکلے شہریار بیشہ نشین گینڈے کو اُڑائے ہوئے
آتا تھا دیکھا کہ برج باغ سے آفتاب نکل آیا نیزہ ہلاتے ہوے بادشاہ قریب آئے
اور للکارا کہ او مکار کہان جاتا ہی شہریار بیشہ نشین صورت زیبا دیکھکر دنگ
ہوگیا حیران تھا کہ کیا صورت ہی اور کیا سطوت و جلالت ہی دیکھکر آواز دی کہ ای جوان
میرا شہریار بیشہ نشین لقب ہی مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے
سرکشون کو للکارا تیرے شباب پر رحم کرتا ہون جا نکل جا تجھ سے کوئی تعرض نہ کریگا اور
نہ کوئی روکیگا اور نہ کوئی ٹوکیگا سعد نے فرمایا کہ ای شہریار بیشہ نشین انصاف تو کرو
معشوق کو دشمنون مین چھوڑ دین کہ اُسپر مصیبت پڑے اُسکا باپ اُسے ذلیل کرے
شہریار نے سر جھکا کر کہا کہ ای جوان تو نے عجب بات کہی کہ دل مین گڑ گئی ناموس کی ذلت
کوئی گوارا نہین کرتا مگر مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی سنگ صبر اپنے دل پر رکھتا ہون کہ
ناموس کو بھی لیجا مین کچھ خیال نہ کرونگا ہر چند کہ میری منگیتر ہے اور وہ ساحرہ ہی اگر اُسکو
منظور ہوگا اور میرا خیال ہوگا تو تمھارے پاس سے نکل آئیگی بادشاہ نے کہا کہ دشمن
کو پشت دکھانا ہمارا کام نہین شہریار نہایت حیران ہوا بعد گفتگو بسیار نیزہ مارا
بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا ملکہ گلنار تعریفین
کر رہی ہین خواصون سے کہتی ہین کہ اُس دیو خصال سے کس لطف سے ماشاءاللہ لڑ
رہے ہین شہریار کو دنگ کر دیا ہی بادشاہ نے نیزہ گانٹھکر ایک مقام پر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شہریار کے نکل گیا شہریار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی ابر سپر پھٹا تاج کٹا بادشاہ زخمی
ہوے ملکہ نے سر پیٹ لیا خواصون سے کہا کہ تو غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوے بادشاہ

نے زخم کھاکر جیسے شیر زخم کھاکر بھرتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے مارا
برق تیغ جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے تڑپ کر سر پر گری خود دو بلغہ و عرق
چین کاٹ کر سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب گذر کر اور
صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے شہریار
کے چار ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا بادشاہ پر آپڑے
بادشاہ بھی اُس ابر فوج پر جا پڑے کئی افسرون کو تاک تاک کر مارا جسکے ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے بادشاہ لڑتے ہوے جاتے ہین ملکہ درِ باغ سے تماشا دیکھ رہی ہین یادشاہ
شہنگانہ دیخیرانہ اُس فوج بزیمت موج سے لڑ رہے ہین جو افسر سامنے آیا وہ ہاتھ سے
بادشاہ کے مارا گیا کئی سی پہلوان نامی و نام آور تاک تاک کر مارے ایک افسر نے کہا کہ
یار و سواد جادو کو خبر کرو کہ داماد تمہارا مارا گیا بادشاہ لشکر اسلام ایسے جری و بہادر
وصف شکن و تیغ زن ہین کہ کوئی بہادر اُنکا مقابلہ نہین کر سکتا ایک خدمتگار بھاگا
سواد جادو تخت پر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ شہریار بیشہ نشین باغ مین بیٹھا عیش و عشرت
کرتا ہوگا کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران شہریار بیشہ نشین نے
بڑے لطف سے انتظام کیا تھا جا کر باغ کو گھیر لیا تھا خود ظرف در باغ کے چلا تھا کہ
یکایک اندر سے باغ کے روشنی ہوئی دیکھا کہ بادشاہ اسلام نیزہ ہلاتے ہوے نکلے
شہریار سے مقابلہ پڑا بادشاہ اسلام نے اول نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا بعدہ بیک ضرب
شمشیر مع گینڈے کے اُسکے چار ٹکڑے کیے اب بارہ ہزار سوارون سے اکیلے لڑ رہے
ہین صرف ایک عیار پشت پر ہی لیکن وہ عیار ایسا تیز و طرار ہو کہ پشت پر کسی کو نہین
آنے دیتا جو پشت پر آتا ہی اُسے خنجر مار کے گرا دیتا ہی سواد جادو یہ حال مصیبت مآل سُنکر
مثل ابر گرج کر گرجا گینڈا منگایا کہا کہ اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ نے غضب کیا کہ منگیتر کو اپنے
قتل کرایا اب مجکو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بادشاہ اسلام پر عاشق ہی اسی جوش مین
اُسنے یہ حرکت کی جاتے ہی پامال کرونگا بلبلاتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا پانچ جا سی جادو گر
ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہان بادشاہ نے علم فوج جب قلم کیا فوج والے بھاگے

ملکہ نے جو در باغ سے غول کے غول دیکھے کنیزون سے کہا کہ اگر یہ بیہودہ پلٹ پڑین تو اکیلے کی جان بچنا مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ سب بھاگ جائین یہ سوچ کر در باغ سے ہار گلے مین تھا توڑ کر پھینک مارا آسمان مین جا کر وہ ہار پھٹا پھول برسنے لگے فوج والے اُن پھولون کو سونگھ کر جھومنے لگے بعضے پکار اُٹھے ؎

ہی رخصتِ جان حال مین تبلا نہین سکتا ... رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ای جان کہ کہین جا نہین سکتا ... مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لبِ تنگ ... آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں ... سنتا ہے مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگیِ شوق ... لطفِ چمنستان مجھے دکھلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جس طرح ارادہ ترے دلکا ... ڈھونڈھے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد ... دام رگ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا
دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے ... پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا
تقصیر شبِ وصل ہی شکوہ بھی تمہارا ... شرم آتی ہی تا نوکِ زبان لا نہین سکتا
رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت ... جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز ... دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین ... کھوئے ہوئے آرام بشر پا نہین سکتا

وہ لوگ خاک اُڑاتے ہوئے اشعار مذکور پڑھتے ہوئے طرف صحرا کے چلے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے سامنے باغ کے آکر ٹھہرے رومال سے تلوار پونچھ رہے ہین وہ لوگ گوشۂ صحرا سے بھاگ کر چاہتے ہین کہ جنگل مین جائین سواد سامنے آکر پہونچا اسنے جو اہل فوج کو اس حال مین دیکھا ساتھ والون سے کہا شہریار ایسا نہ تھا کہ ہاتھ سے اس جوان کے مارا جاتا اُس شوخ دیدہ نے سحر کرکے اُسے قتل کرایا دیکھو سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہے یہ کہکر جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ آسمان سے ان سب پر پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا پھول ہاتھ سے پھینک دیے سواد جادوگر

دیکھ سلام کرنے لگے کہا حضور نے دیکھا کہ شہریار ایسا پہلوان ہاتھ سے اُس معشوق وضع
کے مارا گیا ہم سب نے اُس اکیلے کے ہاتھ سے شکست کھائی سواد نے کہا کہ مین سمجھ گیا
تم لوگ پشت لشکر پر آؤ کیونکہ تم سب اُسی کے سحر مین تھے جون جون پھول سونگھتے
تھے اور زیادہ بدحواس ہوتے تھے بادشاہ نے جو سواد جادو کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گرا
کنیزون سے فرمایا کہ ملکہ اپنے کو کسی نخل کے سائے مین چھپائین گلنار آڑ مین دروازے
کے آئین سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ نخل کے سائے کھڑے ہین للکار کر آواز دی کہ
او ظالم تو نے غضب کیا کہ میرے داماد کو مارا بادشاہ نیزہ چمکا کے چلے سواد نے
وہین سے گولہ مارا کہ بادشاہ کا مرکب رہروی سے باز آیا بادشاہ لاکھ ایڑ کرتے ہین
گھوڑا نہین بڑھتا سواد جادو تلوار کھینچ کر چلا ملکہ نے جو دروازے سے دیکھا قلب
بھر آگیا دیکھا کہ دشمن بادشاہ کے قتل ہوتے ہین لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہو سکا دونون
ہاتھ ہلا کر ایک برق چمکائی بادشاہ پر کچھ پھول برسے اور برق کڑک کر طرف سواد کے
چلی سواد نے برق کو کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او شوخ و بد سامنے آکر سحر کر پردے
مین سے سحر کرتی ہے گلنار گھبرا کر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ اے بابے اگر میرا پاس
ہے تو اس شہریار کو آزار نہ پہونچا سیر سواد اور جھلا یا سحر کرتا ہوا بڑھا بادشاہ کے
مرکب نے رہائی پائی تھی اب مرکب کو مہمیز کیا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان
مین پیوست کیا تاک کر طرف سواد کے مارا سواد نے ہاتھ ہلا دیا تیر جلکر گرا پھر ہاتھ ہلایا
گھوڑا اڑ گیا گلنار نے سواد پر کئی سحر کیے سواد نے اپنے کو بچایا ملکہ گلنار نے جب
دیکھا کہ یہ نہین رکتا چاہا کہ تڑپ کر گردن بادشاہ کو مرکب سے اُٹھا لون کسی مقام پر
لیجاؤن بادشاہ کی جان بچاؤن بس پر پرواز پیدا کر کے اُڑی سحر کر کے بادشاہ پر
گری پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑی سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو لیے جاتی ہو فوراً زمین پر
دو ہتھڑ مارا گلنار لڑکھڑا کر گری قریب آکر سواد نے زبان مین گلنار کے سوزن دی۔
بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فوج والون سے کہا کہ باغ کو لوٹ لو کنیزون پر قبضہ
کرو اہل فوج باغ مین گھس پڑے کنیزین بھی خوب لڑین آخر جان دی زندہ

نہ گرفتار ہوئین باغ مین سواد جادو نے آگ لگا دی باغ کا انتظام کرتا ہوا باہر نکلا ارادہ
کیا کہ ملکہ گلنار اور بادشاہ کو قتل کرون مشیرون نے بڑھکر دست بستہ عرض کی کہ ای
شہریار انکا قتل کرنا مناسب نہین خداوند کو عرضی لکھیے دیکھیے قدرت کیا حکم
دیتے ہین سواد نے کہا کہ مجکو کوئی ضرورت نہین آخر مشیرون نے یون سمجھایا کہ دونون
کو لیچل کے قید کیجیے سواد جادو نے ارابہ منگوایا ارابے پر بادشاہ اور گلنار کو سوار
کیا گرد اہل فوج پرے تانے ہوے اس طرح سے قیدیون کو لیکر چلا واضح رہے کہ
فیروزہ نے جب سواد کو آتے دیکھا تھا ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا تھا جب دیکھا
کہ قیدیون کو لیچلا تب فیروزہ نکلا صورت تبدیل کر کے ساتھ ہو لیا سپاہی بنا ہوا قریب
ارابے کے آیا تلوار لیکر بادشاہ پر جھپٹا اور کہا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا
مین اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سپاہیون نے منع کیا کہ ابھی حکم اسکے قتل کا نہین
ہی جب بادشاہ اسکے قتل کا ارادہ کریگا تو تم ہی مثل جلاد کے آنا قتل کرنا کہ تمھارے دل کو
راحت ہو یہ باتین کرتا ہوا فیروزہ قریب ملکہ گلنار کے آیا اور اشارہ کیا کہ حضور کی زبان
سے سوزن نکالون بادشاہ کو لیکر نکل جائیے گلنار نے منع کیا اشارہ تھا کہ سواد جادو
ساتھ ہی یہ فوراً گرفتار کریگا زندہ نہ جانے دیگا فیروزہ رک گیا مگر ارابے کے ساتھ چلا
آتا ہی کبھی بادشاہ کو نیمچہ دکھاتا کہ آنکھین اس قیدی کی نکالون سپاہی ہاتھ
پکڑ لیتے ہین سواد قیدیون کو لیکر قلعۂ سواد نگار مین آیا اہل شہر کا جماؤ دیکھا کہ سب
آپس مین باتین کر رہے ہین کہ شہریار بیشہ نشین ایسا شخص اسکے ہاتھ سے مارا گیا نہایت
بہادر ہے بجز جرأت کا ہے بہادر ہی کو بتون سے طوائف دیکھ کر بیچین ہو گئین کہتی ہین
آفتاب عالمتاب برج شہریاری و کوکب گیتی بہجت افروز فلک جہانداری ہو صاحب اقبال
اہل اسلام کا سردار ہے صاحب قران عالیشان بھی اسکو سلام کرتے ہین پایۂ تخت
پر ہاتھ رکھتے ہین سواد نے لاکر قریب دار الامارۂ شاہی ایک قصر تھا اسمین قید کیا
فیروزہ بن عمرو نگہبانون مین مل کر بیٹھا سواد کہہ گیا کہ بارو بخوبی حفاظت کرنا فیروزہ
ایک ایک سپاہی کے سامنے روتا ہی کہتا ہے کہ میرا جوان بھائی اس شخص کے ہاتھ سے

مارا گیا میں نے لاشہ اُسکا اپنی آنکھ سے دیکھا اُسکی جوانی کا مجکو خیال آتا ہی حقے بھر بھر کے سب کو پلا رہا ہے جب شام ہوئی تو فیروزہ بن عمرو نے بایان بجایا سب کے سامنے یہ غزل عاشقانہ گائی۔ قطعہ

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا
نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دلِ افسردہ کے باعث
بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہی
پریشانی مین کاٹی عمر جب تک دم رہا باقی
ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
نسیم ابتک وہی خم دم ہے پیری مین جوانی کے

ہمیشہ مدفن بھی ہنسنے کے لیے ہمنے دہن پایا
نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف انزا چمن پایا
یہی اس عالم فانی مین لطف انجمن پایا
نہ کچھ لطفِ سفر دیکھا نہ راحت زا وطن پایا
تو روح ناتوان نے اپنی خاکی پیرہن پایا
کسی دن بھی نہ ہمنے کم تمہارا بانکپن پایا

یہ غزل گا کر ایسا سپاہیون کو خوش کیا کہ سب تعریفین کرنے لگے کہتے ہین کہ بھائی خوب گاتے ہو تمھاری صحبت سے دل بہلتا ہی کہ دیکھا سامنے روشنی معلوم ہوئی نگہبانون نے پکارا کہ کون آتا ہی بڈھا نے پکار کر آواز دی کہ مین سرکاری جو بدار ہون نگہبانون کے واسطے شراب لایا ہون فیروزہ نے دوڑ کر تیلہ اُتروا یا تھیلہ کھول کر اُس مین بیہوشی ملائی کہا بھائیو آج مین سب کو شراب پلاؤنگا تا بھی جاؤنگا سب کو راضی کردونگا حقے بھر بھر کے پلاؤنگا سبنے کہا کہ بھائی برابر کے سپاہی ہو جو مزاج مین آئے تمھاری خوشی ہمکو منظور ہے تمھارا بھائی ارا گیا ہمکو بڑا صدمہ ہی فیروزہ نے کہا کہ بھائیو کس کس کا صدمہ کرین باپ ہمارے عین شباب مین جوک مین لڑے فوج سرکاری کے ہاتھ سے مارے گئے ایسے قصے فیروزہ نے چھیڑے کہ نگہبان مشتاق ہوکر سننے لگے کسی کو حقہ پلایا کسی کے منھ سے نکلا کہ ہم گانجہ پیتے ہین فوراً گانجہ لا کے ملا اُسے گانجہ پلایا دو پہر رات گئے دورۂ شراب شروع کیا سب کو شراب پلائی پہر رات رہے سب بیہوش ہوے فیروزہ اندر قید خانے کے آیا دیکھا بادشاہ دگلنار سرنگون بیٹھے ہین فیروزہ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہی فیروزہ نے عرض کی کہ غلام قدیم حضور کا۔ گلنار کی زبان سے سوزن نکالی گلنار نے بادشاہ کو بغل مین دبایا لیکر باہر نکلی بہ پرواز پیدا کر کے لے چلی قضاے کار سواد جادو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ اسکے پیر نے

اسکو جگایا کہا کہ ای سواد جادو ہوشیار ہو عیار بادشاہ نے سب کو بیہوش کیا یہ سنکر
سواد جادو گھبرا کر اٹھا باہر نکل کر پہلے قید خانے مین آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین
قیدی ندارد حرف ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ دیکھ کر سواد جادو اڑ کر چلا ملکہ
گلنار قریب لشکر اسلام پہونچی تھین کہ نعرے کی آواز آئی باش اہ گلنار کہان جاتی ہے
گلنار نے پلٹ کر دیکھا کہ سواد جادو آ پہونچا باپ کو دیکھ کر گھبرا گئی بادشاہ کو زمین پر اتارا
اور آپ سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی للکارا کہ اے باپ اگر جان لینا منظور ہی تو حاضر ہے مگر
عشق بادشاہ سے دل نہ پلٹےگا یہ عشق ایسا نہین ہو کہ دامن چھوڑے سواد نے اترتے ہی
گولہ مارا گلنار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چل رہا ہے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ آپ
کیون تکلیف فرماتے ہین مین ایک سحر مین اسکو گرفتار کرونگا سواد جادو نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک ساحر اشیاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سواد نے کہا
کہ ارے تو کون ہی عرض کی کہ خیر خواہ دولت یہ کہتا ہوا قریب سواد جادو کے پہونچا قریب
آکر کہا کہ وہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین
سواد پلٹا اس ساحر نے نعرہ کر کے حلقے کمند کے مارے کہ منم فیروزہ بن عمرو جابے دیا
پشتارہ باندھ کر چاہا کہ لے بھاگون آسمان سے ایک پنجہ گرا فیروزہ و سواد کو اٹھا لیگیا
بعد تھوڑے عرصے کے فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانے مین پایا چند ساحر
نگہبان بیٹھے ہین سرشار جادو مصاحب سواد کا وقت پر پہونچ گیا۔ سواد و فیروزہ کو
اٹھا لایا سواد نے اسی وقت سرشار کو نگہبان قرار دیا وہ چند ساحر ساتھ لیکر بعہدۂ
نگہبانی بیٹھا فیروزہ نے پوچھا کہ مجکو کون لایا سرشار نے اپنی مونچھون پر تاؤ بھر کر کہا
کہ ہم ملازم سواد جادو ہین وقت پر پہونچ گئے تمکو اور اپنے مالک کو اٹھا لیا۔ ایسے
قید خانے مین لایا سواد تمھارے قتل کا حکم دیگا فیروزہ نے کہا کہ ذرا یہان تشریف
لائیے تو مین آپ سے اپنے دل کا حال کہون سرشار اندر قید خانے کے آیا فیروزہ
نے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اسکو آپ ہی لے لیجیے ورنہ جلاد قتل کر کے لے لیگا
سرشار مال کا نام سنکر خوش ہو گیا کہا کیا مال ہے فیروزہ نے تو بڑہ کھولا کچھ روپے

نکال کر دیتے پھر کچھ اشرفیان نکالین ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا حضور اسمین میری جان ہو لالک باختر مین کہ جب لقا خدائی کرتا تھا اُسکے قیطول پر پہونچے وہان سے یہ حاصل کی امیدوار ہون کہ اسکو کھول کر نہ دیکھیے سرشار نے کہا کہ جس طرح تو کہیگا اسی طرح مین کرونگا مگر دیکھ تو لون کہ یہ کیا شے ہے فیروزہ نے جسقدر منع کیا سرشار جادو کو اصرار ہوا آخر ڈبیہ کھولی بہوشی اُڑی سرشار بیہوش ہوکر گرا فیروزہ کو تو پہلے ہی رہا کر چکا تھا فیروزہ نے اسکی زبان مین سوزن دی اپنی صورت اسکو بنایا آپ اسکی صورت بنکر باہر نکلا نگہبانون نے افسر سے پوچھا کہ قیدی کیا کہتا ہے کہا بیہودہ بکتا ہے کہتا ہے کہ مجھکو رہا کرا دو مین اب جاتا ہون شہنشاہ سے جاکر سب کیفیت کہونگا یہ کہکے نگہبانون سے کہا کہ ہوشیار رہنا آپ جست و خیز کرتا ہوا دربار مین سواد کے آیا۔ سواد جادو نے پوچھا کہ کیون اے خیر خواہ کیا ہے سرشار نقلی نے عرض کی کہ اے شہنشاہ عیار بڑا فیلسوف ہے عجب باتین بناتا ہے سواد نے کہا کہ اے سرشار اُسکی باتون کا اعتبار نہ کرنا اُسکا فرزند ہے کہ جسنے دمامہ و مشمش کو مارا سرشار نے کہا کہ حضور الگ چلین تو مین گرفتاری گلنار کی بھی تدبیر بتاؤن سواد اپنے مقام سے اُٹھا ساتھ سرشار نقلی کے ایک کمرے مین آیا فیروزہ نے باتین کرنا شروع کین کہا کہ حضور دیکھیے عیار کیا کیا فریب کر رہا ہے خداوند ہفت پیکر اُسکے مکر سے آپ کو بچائین یہ باتین کرتے کرتے حباب مار دیا سواد جادو بیہوش ہوا اب فیروزہ حیران ہے کہ اسکو کیونکر لے جاؤن باہر قصر کے ہزارہا ساحر کھڑے ہین رنگ ور وغن عیاری کا نکالا سواد کی شکل بنکر تیار ہوا باہر نکل کر ساحرون سے کہا کہ تم سب لوگ در قیدخانے پر جاؤ عیار کی حفاظت کرو کہ مین برائے گرفتاری گلنار جاتا ہون جب سب ساحر طرف قیدخانے کے گئے آپ نے پشتارہ سواد کا پشت پر لگایا نکل کے بھاگا یہان بادشاہ و گلنار دربار مین بیٹھے ہین شمس فلک ہفت پیکر کہ رہا ہے کہ اے شہریار افسوس ہے کہ غلام وقت پر نہ پہونچا ورنہ سواد کو حال معلوم ہوتا مگر اب اے ملکہ گلنار تم نہ گھبراؤ کیا تمکو یہان سے وہ بیحیا لے جا سکتا ہے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو

پیش ستارہ پر دش آتا ہے بادشاہ نے پکار کر پوچھا کہ اے یار وفادار کیونکر رہائی پائی فیروزہ
نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ سواد جادو کو لایا ہون شمس نے کہا کہ ستون سے
باندھ دو سواد کو ستون سے باندھا فیروزہ نے زبان مین سوزن دے دی ہے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا سواد کو چھینک آئی آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شمس نے پکار کر
کہا کہ اے سواد اپنے بزرگون کی لکھی ہوئی کتابین دیکھو کہ سب لکھ گئے ہین کہ عمر طلسم اب
تمام ہوئی زوال دولت ہفت پیکر قریب ہے پس دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو
اس باطل پرستی کو چھوڑو ہفت پیکر مثل تمھارے ساحر ہے سواد نے جو بیٹی کو یہ آبرو کے
تمام ہیلوے بادشاہ مین پایا اور کتب کا بھی خیال آیا کہ کتاب سوانحات مین ہفت پیکر
نے خود لکھا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے اشارہ کیا کہ اے شمس ہفت پیکر مین دل و جان سے
اطاعت کرنے کو موجود ہون شمس نے اٹھکر زبان سے سواد جادو کی سوزن نکالی سواد
دوڑکر قدمون پر سعد شہریار کے گرا عرض کی مین غلام تابعدار ہون مجکو فخر حاصل ہوا
کہ بیٹی میری حضور کی خدمتگزار ہوئی گلنار کو گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے
مین نے یہ فخر پایا بادشاہ نے فرمایا کہ اب تم جاکر قلعہ کو اسلام آباد کرو ہم کوچ کرین اور اپنے
کو طلسم مین پہونچائین شمس فلک ہفت پیکر نے عرض کی کہ از روئے ستارہ شناسی
کے حضور پر واجب و لازم ہے کہ ایک ہفتہ یہان مقام کرین بعد اُسکے جو کچھ ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا طلسم مین چلنا تو آپ کا ضرور ہے حضور کو یہ رہبری پہونچائینگے علی الوقت
پر ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے کہ ہفت پیکر کو بھی معلوم ہو کہ اہل اسلام نے کس طور
سے لشکر کشی کی سواد جادو قلعۂ سواد نگار مین آیا رفیقون کو بلاکر سمجھایا سب کو
مطیع اسلام کیا بارہ ہزار ساحر چھانٹے کہا ان سب کو ساتھ لیکر ہمراہ بادشاہ جاؤنگا
جب شہریار نے کوچ کی تیاری کی شمس نے پھر روکا گلنار قلعہ مین آئی باپ سے کہا
کہ ایک شب بادشاہ کی دعوت کرو سواد نے سامان دعوت کیا بادشاہ نے سردارون کو
لیکر قلعۂ سواد نگار مین آئے سواد نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا باغ مین گلنار
کے سامان دعوت ہوا بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے گلنار نے فیروزہ بن عمر و سے

انتخاب

اشارہ کیا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ فیروزہ نے کہنے سے گلنار کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

کیونکر اُٹھائیں طرۂ زلفِ دوتا کے ناز
کافر سہے نہ جائینگے ہمسے بلا کے ناز

برسوں کے بعد میری بر آئی ہیں حاجتیں
کیا کیا نہ آرزو یہ ہوئے ہیں دعا کے ناز

کن کن مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اُٹھائے ہیں شبِ غم میں دُعا کے ناز

کھلتے ہیں عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہیں کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہیں
گستاخ ہو گئے ہیں تمھارے اُٹھا کے ناز

اے دل ستمگروں کی جفا سے نہ پھیر منھ
سہتے ہیں سہنے والے تو روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار میں نہیں
کب تک اُٹھائیں ظالم نا آشنا کے ناز

کیا کیا نہیں ہوا ہے حجابِ نگاہ سے
لائے ہیں آفتیں تری شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہے نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اُٹھائے مرے مدعا کے ناز

نوبت کمر سے تا بہ قدم یار آ چکی
طولانیوں پہ ہیں تری زلفِ دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا دنگ
اے جان نہ اُٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

تن شعلہ ہائے غم سے ہوا خاک اے نسیم
دیکھینگے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہا بڑے لطف سے سواد نے دعوت کی بادشاہ نے فرمایا اب لشکر میں جائینگے کہ خبر پہونچی شمس فلک ہفت پیکر جو یہاں سے دعوت کھا کر گیا اُسی وقت سے بستر خواب پر تڑپ رہا ہے سینے میں اُسکے درد ہے سواد نے جو سُنا کہا چل کر ذرا میں بھی دیکھوں بادشاہ مع سواد و گلنار جب لشکر میں آئے شمس گھبرا کے اپنی بارگاہ سے نکلا درد درد کہتا ہوا طرف صحرا کے چلا سواد نے کہا کہ ذرا چل کر ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کہاں جاتا ہے بادشاہ بھی پیچھے پیچھے شمس کے چلے شمس جو صحرا میں پہونچا بے اختیار دوڑنے لگا سامنے ایک نخل چنار تھا اُسکے پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق وارے یار موافق اس طرف آ ہم تیرے مشتاق تھے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین لباس فاخرہ پہنے ہوئے دریائے جواہر میں غرق ہے بقول ظہیر مطلع

انکھڑیاں رہزن نگاہِ یار بھی شمشیر ہے + ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے

اُس نازنین نے شمس فلک پیکر کو اشارے سے اپنے قریب بلایا جب شمس قریب پہونچا
اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا طرف اُسی نخل چنار کے لے چلی بادشاہ نے پکارا کہ
ای شمس کہان جاتا ہی شمس نے کچھ جواب نہ دیا سواد نے کہا کہ ای شہریار ہمیشہ سنتے تھے
کہ اُس صحرا مین طلسم ہی مین جا کر شمس کو لاتا ہون یہ کہہ کے سواد بڑھا قریب اُس
نازنین کے پہونچا شمس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شمس تمکو بادشاہ بلاتے ہین شمس
نے کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے سواد کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ آپ بھی چلیے
سواد و شمس اُس نازنین کے ساتھ جب قریب اُس نخل چنار کے پہونچے بیچ نخل سے
ایک اژدہے نے منھ نکالا نازنین نے سواد و شمس کو اشارہ کیا دونون جوان دہن
اژدر مین پھاند پڑے اژدر اُسی بیچ نخل مین غائب ہوا وہ نازنین پھر آگے بڑھکر
کھڑی ہوئی پکاری کہ ای گلنار تم بھی آؤ تمھاری بھی طلب ہی گلنار بھی جوش مین چلی
ہرچند کہ بادشاہ نے روکا نہ رکی جواب دیا کہ ای شہریار باپ میرا مجکو بلاتا ہے کیونکر نہ
جاؤن یہ کہتی ہوئی طرف نازنین کے چلی نازنین نے پلٹ کر آواز دی کہ ای اژدر تن
اپنے کو ظاہر کر دے اژدر ظاہر ہوا گلنار بھی جا کر دہن مین اژدر کے کود پڑی وہ نازنین
پھر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ان تینون سردارون
کو آپ کے کنیز لیے جاتی ہی آپ ہوشیار رہیے گا جو وقت آپ کی طلبی ہوگی یہ کنیز حاضر
ہوگی یہ کہہ کے وہ نازنین بھی دہن اژدر مین پھاند پڑی بادشاہ رنجیدہ کھڑے دیکھا
کیے فیروزہ نے عرض کی کہ ای شہریار ظاہر مین یہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور سواد نے
بھی بیان کیا کہ طلسم چنار بزرگون سے سنتے تھے وہ بھی گرفتار ہوا آج رات کو
حضور عبادت خانہ آراستہ کرین غیب سے مدد طلب فرمائیے جیسا حکم ہو وہ کیجیے
پروردگار عالم انجام بخیر کریگا بادشاہ پریشان دربار مین بیٹھے دن پریشانی
مین بسر کیا بعد نماز مغربین بادشاہ نے بخضوع وخشوع التجا کی کہ اے مالک کارساز
وا سے بے نیاز مجکو ثابت ہو کہ ان سردارون کو میرے کون لے گیا روتے روتے
بھر رات رہے غنودگی ہوئی ایک بزرگ کو عالم خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین

اے بادشاہ لشکر اسلام حقیقت مین یہ مقام طلسم چنار ہی جب تک اسکو فتح نہ کیجیے گا تب تک
سردار آپ کے رہائی نہ پائین گے اب آپ تامل نفرمائیے نہین تو وہ نازنین اُسی طرح
پھر آویگی آپ کو بھی بلا کر لیجائیگی تو مشکل ہوگی آپ صبح کو اُٹھکر سامنے نخل چنار کے جائیے
یہ اسم جو بتاتے ہین اِسکو یاد رکھیے سامنے نخل چنار کے پڑھیے صحرا سے ایک غول پیدا
ہوگا اُسکے تعاقب مین جائیے جو کچھ ظاہر ہو دیکھیے پروردگار عالم مدد کریگا لوح ملنے کی تدبیر
ہوگی بادشاہ یہ خواب دیکھکر اُٹھے اور وضو کرکے نماز سحر پڑھی اور عبادت خانے سے
باہر تشریف لائے فیروزہ سے سب حال بیان کیا سلاح جسم پر آراستہ کرکے سامنے
نخل چنار کے آئے اسم تعلیم کردہ بزرگ زیر نخل بیٹھکر پڑھا کہ سامنے سے ایک غول
پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے روشن چوبدست کو ہلاتا ہوا بادشاہ نے جو اُس
غول کو دیکھا نعرہ کیا کہ او غول مجہول اسطرف نہ آنا غول چیخ مارکر بھاگا بادشاہ تعاقب
مین اُسکے چلے وہ غول نخلستان مین پہونچا درختون کی آڑ پکڑکر غائب ہوگیا اب بادشاہ
حیران ہین کہ یہ غول کہان گیا اسی حیرت مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین
قضائے کار چنار آتش خوار ایک فرزند رکھتا ہی کہ پہلوانی مین طاق سپاہ گری مین
شہرۂ آفاق سحر نہین سیکھا شکار دوست ہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا ایک آہو پہ
مرکب اُٹھایا دور سے اُسکو تیر مارا وہ تیر پار نہ گذرا اوچھا پڑا آہو سامنے سے بھاگا اُس
پہلوان کا ثریائے مردم در نام ہی آہو تیر کھاتے ہی نظرون سے غائب ہوا ثریا آہو کو
ڈھونڈھ رہا ہی بادشاہ جو زیر نخل کھڑے تھے سامنے سے آہو آیا بادشاہ نے دیکھا کہ شکار
سامنے آتا ہی اُٹھاکر تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُسکو بقربانی پہونچایا ایک تیر اور اُسکے
پٹھے پر پایا اُس تیر کو نکال کر چاہتے ہین آگے بڑھون کہ سامنے سے گرد اُڑی ثریا گینڈہ
پر سوار غصے سے چہرہ سُرخ آیا اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا آگ ہوگیا قریب آکر کہا کہ تو کون ہے
بادشاہ نے بسہولیت فرمایا کہ ای شخص صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا ہمنے
تیر مارا ثریا نے کہا کہ اگر خیریت اپنی جان کی منظور ہے تو آہو کو کاندھے پر اُٹھاؤ یہان سے
خیمہ میرا قریب ہی وہان تک پہونچاؤ بادشاہ نے فرمایا کہ او بے عقل کیا ہمکو تو نے مزدور

تجویز کیا ہی ہم ہرگز نہ اُٹھا ئینگے ثریا یہ سُنکر گینڈے سے کو دپڑا تیغہ نیام انتقام سے
کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا تیغہ جو ہر دار لنگر دار کا ہاتھ خبردار
خبر دار کہکے مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ثریا غصے مین بھا فوراً لپٹ پڑا
بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا چاہا پیٹ گرون بادشاہ
نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماردی کہ چارون شانے چت گرا سینے پر سوار ہوکے فرمایا کہ
شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی ثریا کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ تاج
شہریاری برسر وقبۂ شہنشاہی در بر شعشعۂ نور جمال سے وہ مقام منور ہی ثریا جمال جہان آرا
کو دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی بادشاہ نے صاف صاف فرمایا کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مین فکر مین لوح
طلسم کی نکلا ہون اسی فکر مین کھڑا تھا ثریا نے عرض کی کہ مین مذہب آپ کا بدل و جان
قبول کرتا ہون عاشق جمال بے مثال ہوا یہ کہکر ثریا اٹھا قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ یہان سے قریب غلام کا باغ ہی وہان چلکر
تشریف رکھیے مین جبار آتشخوار یعنے اپنے باپ سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ نے
فرمایا جبار نے مجکو خود ستایا ہی اور پریشان کیا ہی سواد جادو بادشاہ قلعہ سوادنگار
و شمس فلک ہفت پیکر ان دونون کو قید کرلیا مین اپنے سردارون کی رہائی کی
تدبیر مین نکلا ہون ثریا نے عرض کی کہ جو غلام سے ہوسکیگا کمی نکرونگا ہی نکریگا حضور
تشریف لے چلین یہ سنکر بادشاہ ثریا کے ساتھ چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ
سامنے سے گرد اُڑی کچھ سوار و پیدل نمایان ہوئے ثریا نے اُن سب سے کہا
کہ صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو ہفت پیکر پر لعنت کرے دائرۂ اسلام مین آئے سب نے خوش ہوکر کہا
کہ حضور ہم زبانی آپ کے والد کی سُن چکے کہ اب عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا آئیگا ساحرون
کو جان بچانا مشکل ہوگی سب سوار و پیدل ساتھ ہولیے ثریا بادشاہ کو لیکر باغ مین
آیا جو سرسبز و شاداب تھا سیر کراکے بارہ دری مین لایا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا

آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا دن بھر جب گذرا بادشاہ نے عرض
کی کہ حضور یہان تشریف رکھیں مین خدمت مین باپ کی جاتا ہون آج ترکیب سے
حال لوح پوچھونگا بادشاہ کو باغ مین چھوڑا آپ سوار ہوکے دربار جبار آتشخوار
مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی کاہن و پنڈت و نجومی جمع ہین سب کہ رہے ہین
کہ حضور یہ سال اختتام طلسم ہے اس سال مین اور نہ ہمیشہ کی عملداری ہوگی مذہب
ہفت پیکر کا کوئی نام نہ لیگا جبار کہتا ہی کہ کیا تدبیر کرون وزیرون اور مشیرون نے
سوچ کر کہا بڑا کام یہ ہے کہ لوح طلسم کو چھپایئے جبتک طلسم کشا کو لوح نہ ملے گی کچھ
نہ ہو سکیگا کہ ثریا نے دست بستہ عرض کی کہ ای والد نامدار لوح طلسم کہان رکھی ہے
جبار نے جھلا کر جواب دیا لو صاحبو اور سنو یہان تو حفاظت لوح کی تاکید ہی یہ مجھ سے
حال لوح پوچھتے ہین کیون ثریا تو نے کیون حال لوح پوچھا تیرا کیا مطلب ہی ثریا نے
کہا کہ راہ مین ایک پنڈت ملا اُسنے بھی یہی بیان کیا کہ کوئی نامی ساحر نہ بچیگا باپ بھی تمھارا
نہ بچیگا طلسم کشا آیا چاہتا ہی اس خیال سے مین نے پوچھا کہ مجکو بتا دیجیے لوح کسکے پاس
ہی جبار بہت خفا ہوا کہا کہ ای فرزند خبردار کبھی لوح کا حال مجھ سے نہ پوچھنا یہ وقت
حفاظت ہی گلعذار لوحدار کو ابھی نامہ لکھتا ہون کہ ای گلعذار خبردار لوح کی حفاظت
کرنا اپنے باغ سے نہ نکلنا اگر حفاظت نہ ہو سکے تو لوح اور ساحر کے سپرد کرون یہ نامہ
لکھ کر ایک کنیز کو دیا اُس وقت سردارون سے دربار معمور ہی کنیز نامہ لیکر روانہ ہوگئی ثریا
محجوب و ناچار دربار سے باپ کے اُٹھا خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا عرض کی
کہ ای شہریار باپ میرا لوح کے نام سے خفا ہوتا ہی سب نے یہی حکم دیا ہے کہ لوح
کو چھپاؤ جب تک لوح طلسم کشا کو نہ ملیگی طلسم نہ فتح ہوگا غلام نے اتنا سُنا کہ کوئی
گلعذار جادو ہی اُسکے پاس لوح ہی نہین معلوم وہ کون ہی اور کہان رہتی ہے
نامہ اُسکے پاس روانہ کیا ہی کہ حفاظت لوح کرو غلام ناچار ہی اب حکم ہوا ہے کہ
لوح کا کبھی ذکر نہ کرنا حضور باغ مین تشریف رکھیں غلام وزیرون سے پوچھیگا
شاید پتہ مل جائے بادشاہ خاموش ہو رہے فرمایا کہ ای ثریا ہم رحمت خدا سے

پابند ہین تمنے پیروی کی اگر لوح کا پتہ نہین ملتا نہ سہی اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہین اپنے خالق سے عرض کرینگے جن بزرگان دین نے یہان تک ہمکو پہونچایا وہ لوح کا پتہ بھی بتائین گے ہم اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہین ثریا نے کہا کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا فرمایا جو بزرگ عالم خواب مین آئے تھے مجھے یاد ہی اُنھون نے فرمایا کہ تم طلسم جبار کے فتاح ہو کسی اور طور سے لوح دستیاب ہو گی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ فرماکر بادشاہ اُٹھے ثریا قدمون پر گرا کہا کہ آج کی شب اور تشریف رکھیے کل نہ روکونگا بادشاہ ناچار ہوکر بیٹھ گئے ثریا نے دن سے باغ کو آراستہ کرنا شروع کیا جب شام قریب ہوئی تو سامان روشنی کیا جھاڑ وکنول وگلاس وفانوس وغیرہ جابجا قرینے سے روشن کیے وسط باغ مین چبوترہ بلور کا تھا اُسپر فرش مشجر بچھایا مسند شاہانہ درست کرکے اُسپر بادشاہ کو بٹھایا عرض کی کہ حضور ناچ دیکھین مصروف عیش ونشاط رہین غلام دربار مین باپ کے جاتا ہی کسی نہ کسی طرح سے حال لوح دریافت کرونگا بادشاہ نے فرمایا تم اب کہہ دو کوشش نہ کرو پروردگار سامان لوح کر دیگا ثریا نے نہ مانا اپنے باپ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک گائن شوخ وشنگ جوانی کی اُمنگ مین یہ غزل عاشقانہ گارہی ہی

نظم

آ دیکھ لے بیتابیِ بسمل کا ذرا رقص — کرتے ہین بس نزع بھی مشتاقِ قضا رقص
رہتا ہی ترے افعیِ گیسو کا تصور — کرتی ہی مرے پیش نظر روز بلا رقص
ہی خواہش تعلیم جو اُتری ہی کمر سے — سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
یاد آتا ہی جب لطفِ طواف درِ ایجاب — کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
وہ ناز اُٹھائے ہین دم مرگ تمھارے — فرش سر مقتول یہ کرتی ہے قضا رقص
پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے — کرنے لگے بے ساختہ پابند حیا رقص
ٹھوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز — زیبندہ ہی جو جیب کے کرے دزد حیا رقص
خود رفتگی کیفِ محبت سے خبر کیا — مزدور کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتارِ عزا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اسلیے بالاے مزارِ شہدا رقص

آنکھون کے اشارے کشش دلکو غضب ہین
ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان پیشِ لحد آکے قضا رقص

افسانۂ شب سنکے نکل آیا ہی خورشید
کس دھوم سے محفل مین تری یار ہوا رقص

نالون کی مرے دھوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر مری آہون کا رہا رقص

لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکھلاؤ ہمین جانِ جہان بہر خدا رقص

سوچو تو نسیم آپ کی کس لطف سے گذری
برسون ہی کسے شام سے تا صبح رہا رقص

بادشاہ اسلام معروف عیش و نشاط ہین گانے پر گائن کے مبہوت ہو رہے ہین مگر ملکہ گلعذار رنگین پوش کہ جسکے پاس لوح طلسم ہی اپنے باغ لالہ زار مین بیٹھی ہے کہ نامہ جبار کا آیا نامے کو پڑھکر کنیزون سے کہا کہ ابھی طلسم کشا کا ٹھکانا نہین اور بادشاہ کو تردد نے گھیرا ہی میرے باغ مین کون آسکتا ہی ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی ہی اگر کوئی شخص قصد کرے کہ لوح طلسم ملے برسون تدبیر کرے تو شاید میرے باغ مین پہونچے اور یہ نئی بات دیکھو کہ بادشاہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر حفاظت لوح نہوسکے تو لوح لیکر حاضر ہو بھلا ہماری ایسی حفاظت کون کرسکتا ہی ہمارے بزرگ ہمیشہ اس عہدے پر قائم رہے کبھی کوئی فرق نہین پڑا گلعذار یہ باتین کر رہی ہی کنیزین واسطے دل بہلانے کے گا رہی ہین کہ بیٹھے بیٹھے گلعذار گھبرائی لباس بھاری نکال کر پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر خود ہنس پڑی کہا کہ ارے طاؤس زرین بال لاؤ مین سیر کو جاؤنگی اسوقت خود بخود میرا دل گھبراتا ہی طاؤس زرین بال سجا ہوا آیا اسپر سوار ہوئی اڑاتی ہوئی چلی شب ماہ نے جو کیفیت دکھائی ہر طرف طاؤس اڑاتی پھرتی ہی قضاے کار طرف باغ ثریا کے گذر ہوا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی۔ نظم

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھو یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا

نہیں از خود فراموشی کوئی گھونٹ او بھی ساقی ۔ کہ چکر دے رہا ہی دور دورِ آشنائی کا
نہیں ہی ایک دم فرصت بھلا دم لے سکیں کیونکر ۔ کہ ہر دم ہین ہمارے دم ہی افسون آشنائی کا
عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے ۔ دہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا
اذیت شست و شوکی پاک طینت کب اٹھاتے ہیں ۔ مصفّا ہر کدورت سے ہی فرقہ آشنائی کا
غرض پیالے سے کیا اصل فقیری ترکِ دنیا ہی ۔ ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمین کاسہ گدائی کا
فقیروں کے لیے دنیا و دین دونون مہیا ہین ۔ کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا
وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہی ۔ ہمارا دل بھی آئینہ ہی تیری خود نمائی کا
جھکا زاہد کا سر پائے صنم پر سجدہ کرنے کو ۔ خدا کی شان بت کرنے لگے دعوی خدائی کا
مذاق خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو ۔ مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھیے رہائی کا
نہیں خطرہ وفا صیاد تنہا چھوٹ جاؤن مین ۔ کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا
قفس جز قیدِ اجل صیاد مرغ روح پر بستہ ۔ رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا
تصور تجکو ای محمل نشین کسطرح سے دیکھے ۔ کہ دامن پاک ہی لوث نظر سے پارسائی کا
نہیں لکھا وصال شمع پروانے کی قسمت مین ۔ حریفوں کو جلا دیتا ہی شعلہ پارسائی کا
لباس عاریت ہی ہر حسین و زشت مین پیدا ۔ نہیں ہی کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا
نہ آئے وہ کبھی ہم تک بسر کیونکر ہو فرقت مین ۔ اثر کیا کیا ہوا آہ رسا کی نارسائی کا
کہان کا وصل کسکا عیش کیسا لطف او غافل ۔ قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا
کلام آتش مرحوم سے بھی نالہ بیدا ہی ۔ نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی دردِ آشنائی کا

ان اشعار کی آواز جو کان مین گلعذار کے پہونچی بیتاب ہوگئی اسی آواز کی جانب متوجہ ہوئی آسمان سے آکے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان یا ماہ درخشان مسند پر بجہدۂ رفیع بیٹھا ہی اور گرد کنیزان گلعذار سامنے ایک گائن خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز کس لطف سے گا رہی ہی وہ شہریار گانا سن رہا ہی صورت زیبائے بادشاہ دیکھکے گلعذار کے ہوش اڑ گئے پیشانی پر پسینہ آگیا حیران ہی کہ کیونکر صحبت مین جاؤن اور یہ بھی حیرانی ہی کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ شخص کون ہی صاحب خانہ بھی نہین معلوم ہوتا آخر پہچانا کہ یہ باغ

تو بادشاہ کے بیٹے کا ہی مگر یہ جوان اس باغ میں کیونکر آیا اور ملازم بھی ثریا کے گھیرے بیٹھے ہیں یقین ہوا کہ ثریا کا مہمان ہی زلف عنبرین کو دیکھ کر پریشانی ہوئی کہ یہ شخص انسان ہی یا فرشتہ ہی تمام اعضا سانچے میں ڈھلے ہین تاج شہریاری بر سر چارقب شہنشاہی در بر موتیوں کے مالے زیب گلو کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں پڑے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ قریب ماہ تابان شفق پھولی ہی عقل عاشق راہ بھولی ہی عرصۂ دراز تک آسمان سے دیکھا کی گلچینی گلشن جمال خوب کی یہ تو سمجھ لیا کہ صاحب خانہ صحبت میں نہیں ہی کنیزیں خاطر کر رہی ہیں آخر کچھ سوچ کر آسمان سے اُتری جب قریب پہونچی تو قلب کو تاب نہ باقی رہی آہ کر کے بیہوش ہو کر گری بادشاہ نے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے گرا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا کہ ایک پری پیکر عارض رشک قمر سیمبر خورشید خد بیہوش پڑی ہے کنیزیں تو گھبرا گئیں بدحواس ہو کر غل مچانے لگیں طاؤس زرین بال ہوا پر اُڑ رہا ہے بادشاہ سمجھے کہ ساحرہ ہی قریب آکر بیٹھ گئے جوش محبت میں سر اُٹھا کر اپنے زانو پہ رکھ لیا بہ نگاہ غور صورت زیبا دیکھنے لگے نار پستان پہ جو نگاہ بادشاہ کی پڑی معلوم ہوا کہ گویا نخل صنوبر میں کھل آیا ہی بوے زلف معنبر جو دماغ میں پہونچی گلعذار نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہی جوان آہو چشم صاحب قہر و خشم سر میرا زانو پہ لیے بیٹھا ہی شرما کر اُٹھ بیٹھی بادشاہ نے پوچھا کہ اے پری پیکر تمہارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گلعذار نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خوشہ چین اپنے گلشن کا سمجھیے بادشاہ نے کہا کہ مسند پر بیٹھیے ہمسے بات کیجیے نازنین آ کے مسند پر بیٹھی بادشاہ نے جام مے ارغوانی بھر کر دیا ملکہ گلعذار نے کہا کہ یہ شئ شرم شکن ہی ایسا نہو کہ میں بے طریقہ ہو جاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جام ارغوانی شراب لاثانی ہی کوئی امر خلاف مزاج نہ گذریگا تب گلعذار نے جام پیا اپنے ہاتھ سے جام بھر کر بادشاہ کو دیا ابھی کچھ باتیں نہیں ہونے پائی ہیں اور نہ وہ شراب بخوبی ہوا ہی کہ کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور شاہزادہ آتا ہی ثریا کے تاجدار سامنے سے آیا بادشاہ اُٹھ کھڑے

ہوئے ثریا نے جو گلعذار کو دیکھا نہایت خوش ہوگیا قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ
خوبی وای سرو روان باغ محبوبی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
شہریار ہی اس طلسم کی لوحدار ہین لوح ان ہی کے قبضے مین ہی آج مین نے دربار مین
اپنے باپ کے جاکر وزیرون سے جو پوچھا کہ لوح کس مقام پر ہی ایک وزیر نے
کہا کہ باغ لالہ زار مین جو قصر احمر ہی اسمین لوح رہتی ہی ملکہ گلعذار وہان کی حاکم ہین
یہ فقرہ جو بادشاہ نے سن لیا مجھپر غصہ ہوکر کہا کہ کیون ای ثریا کیا وجہ ہی کہ کل سے تو
حال لوح پوچھتا ہی مین نے کہا کہ ای والدہ نامدار چونکہ مین نے سُنا ہی کہ طلسم کشا
اسی سال مین آئیگا لوح کی ضرور جستجو کریگا لہذا مین جاکر حفاظت کرونگا باپ نے
مجکو جھڑکا اور کڑک کر کہا کہ اب اگر کبھی لوح کا نام لوگے اور ذکر کروگے تو مین تمکو
قید کرونگا مین رنجیدہ ہوکر دربار سے اُٹھ آیا گلعذار نے کہا کہ ای ثریا تم نہ گھبراؤ مین
شہنشاہ کو تکلیف نہ اُٹھانے دونگی لوح قصر احمر سے لاکر خدمت شہریار مین پیش
کرونگی اور جو سردار آپ کے قصر ابیض مین قید ہین اُنکی بھی رہائی کی کوئی نہ کوئی تدبیر
کرونگی ثریا ان باتون کو سُنکر باغ باغ ہو رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار آپ بیشک حبیب خدا
ہین کہ گھر بیٹھے خدا نے لوح ملنے کا سامان کردیا انکی ذات سے اب سب سامان
بن پڑینگے لوح کا لانا اور قصر ابیض تک پہونچانا انکے نزدیک بہت آسان ہی
کوئی تکلیف سرکار کو نہ ہوگی ثریا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کرکے بادشاہ کو پلایا
بادشاہ نے گلعذار سے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوح کی کب تقریب ہوگی گلعذار نے کہا
کہ کنیز گئی اور لائی ثریا ے تاجدار خوش بیٹھا ہی گلعذار کی منتین خوشامدین کر رہا ہی
گلعذار کہتی ہی کہ ای ثریا مین ابھی کتاب مین پڑھ چکی کہ یہ آخر سال طلسم ہی اس
سال طلسم کشا کا آنا واجب ولازم تھا بالاعلان جو لوح کا ذکر ہوا کنیزون نے بھی سُنا
کہ گلعذار وعدہ کر رہی ہے کہ مین جاکر لوح لے آؤنگی ایک کنیز کہ رشک وحسد سے
معمور تھی یہ حالات سُنکر بہت گھبرائی کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملیگی سب اہل طلسم
قتل ہوجائینگے مین جاکر بادشاہ کو اطلاع کرون فوراً اپنے مقام سے اُٹھی

طرف بادشاہ کے چلی یہان باغ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بادشاہ نے جو گلعذار
سے سوال مذہب کیا گلعذار بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوئی مگر وہ کنیز جو دربار
شاہ مین آئی جبار آتشخوار بھڑک بھڑک کر وزیرون سے کہ رہا ہی کہ مجکو ثریا پر کچھ
شک معلوم ہوتا ہی شاید اسنے طلسم کشا سے کچھ پیام و سلام کیا ہی جب تو حال لوح
پوچھتا ہی وزرا عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ کا فرزند نامدار سحر سے ناواقف
ہی کیونکر عرض کرین کہ طلسم کشا سے نامہ و پیام کریگا جوش جرأت مین اسنے حال لوح
پوچھا آپ اور کچھ سمجھے وہ رنجیدہ ہو کر چلے گئے ایسے کلمات نہ فرمایئے وہ رستم
وقت ہی بلکہ طلسم کشا سے جو مقابلہ پڑیگا یہی طلسم کشا کو زیر کریگا اسکی ذات سے
مطلب نکلے گا یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا کہ کیون
نسرین آج کہان آئین کہا حضور کیا عرض کرون دنیا کا عجب رنگ ہی کہ جسکو عرض
نہین کر سکتی شاہزادہ والاقدر نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو لا کر رکھا ہی بی گلعذار
آکر عاشق ہوئین وعدہ کر رہی ہین کہ جاؤن تو لوح لے آؤن بادشاہ اسلام بہت
حسین و جمیل ہین بی گلعذار بیہوش ہو کر گری تھین بادشاہ نے سر زانو پر رکھ لیا
اب جو ہوشیار ہوئین باتین لوح کی ہونے لگین اب بی گلعذار آمادہ ہین کہ مین
جاؤن تو لوح لے آؤن قصر ابیض سے قیدیون کو چھڑاؤن جلد تدبیر کیجیے یہ سُنکر
جبار آتشخوار تخت سے اُٹھا سیماب جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر قصر لوح گھیر لو کوئی نے
جانے نہ پائے اگر گلعذار بھی پہونچے تو اُسے گرفتار کر لینا یہ سُنکر سیماب جادو اسطرف
چلا پھر ہمائے جادو کو بادشاہ نے حکم دیا کہ ای ہما تم بھی فوج لیکر جاؤ طلسم کشا
ثریا و گلعذار کو گرفتار کر کے لاؤ خبردار کوئی بچنے نہ پائے کچھ لحاظ نہ کرنا کہ ثریا میرا
فرزند ہی وہ اب میرا دشمن ہے رہروان طلسم کا رہزن ہی یہ کسی کو ہرگز خیال نہ رہے
کہ مین اس مقدمے مین کسی کا پاس کرونگا اگر باپ میرا طلسم کشا سے ملے تو اُسے بھی
قتل کرون یہ فرزند ناسعادتمند یون طلسم کشا سے ملا ہی باغ مین بٹھالیا اسنے طلسم کشا
کو کیونکر پایا کنیز نے کہا کہ حضور آپ کے صاحبزادے شکار کو گئے تھے شکارگاہ سے

پلٹ کر آئے بادشاہ کو ساتھ لائے سب نے کلمہ پڑھا مگر کنیز نے آپ کی اُسوقت بھی
منھ میں تنکار کھ لیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہنا بڑے عیب کی بات ہی ہمارے جادو
بیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ثریا کے چلا یہان وہ وقت ہو کہ شہنشاہ زرین پوش
قلعۂ مشرق سے برآمد ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہو باغ
مین بھیرویں اُڑ رہی ہے ایک کنیز کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی اُسنے دیکھا کہ سوارون نے
باغ کو گھیر لیا ایک جادوگر تخت پر سوار مع کئی سَو افسرون کے طرف باغ کے آتا ہے
پکار کر کہتا ہوا کہ گلعذار کو گرفتار کرو بادشاہ اسلام نکل کر نہ بھاگ جائین ثریا پر تاجدار
کا بھی خیال نہ کرو کہ بادشاہ کا بیٹا ہو سارے اہالی طلسم کا دشمن ہو اور چاہتا ہو کہ
لوح طلسم کشا کو لے جائے یہ کنیز حال دیکھ کر بھاگی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی
عرض کی کہ اے شہریار سارا باغ فوج شاہی نے گھیر لیا آپ کی تلاش ہو رہی ہے اور
ثریاے تاجدار کی بھی فکر ہو گلعذار جادو کا بھی حال کھل گیا بادشاہ یہ سنتے ہی
تلوار ٹیک کر اُٹھے ثریاے تاجدار بھی تلوار ٹیک کر اُٹھا ملکہ گلعذار نے کہا کہ بادشاہ
دیوانہ ہوا ہو خون کے دریا بہا دونگی یہ تینون صاحب آگے بڑھے بادشاہ ایک جانب
ثریا ایک جانب گلعذار گاتی باندھے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ایک
جانب ہمامے جادو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری
وکوکب شہجت افروز جہانداری باغ سے نکلے تمام میدان روشن و منور ہو گیا
ہمامے جادو نے اشارہ کیا کہ ارے ان تینون شخصون کو گرفتار کرو بادشاہ اور
ثریا تلوار کھینچ کر گرے جس ساحر نے ہونٹھ ہلایا تیر مار دیا حلق کو توڑ کر پار گذرا
ثریاے تاجدار مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہو کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو
چیر کے پھینک دیا ملکہ گلعذار بھی تڑپ کر گرین ہمامے جادو کا بھائی عقاب
جادو کئی سو ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی ملکہ گلعذار پر سحر کرنے لگا گلعذار
نے موتیون کا مالا اُتار کر آواز دی کہ اسکو لینا جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا عقاب
جادو جھومنے لگا آنکھین اوبل آئین بے اختیار پکار اُٹھا اے ملکۂ عالم مین تو

غلام ہون اتو میرا یہ حال ہے نظم

وہ شعلے ہین ہجوم آہِ آتشناک سے پیدا
صدائے الحذر ہے گنبدِ افلاک سے پیدا
ہوے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
چھلکے شیشے کُھلی آغوش ساغر دخت رز چھلکی
اُٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سے پیدا
لگانا منھ نہ اسکو قصدِ گستاخی مقرر ہی
تمنا ہی زبانِ ریشۂ مسواک سے پیدا
بچانا آپ کو دیکھو خلافِ داب عصمت ہی
کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سے پیدا
پسِ مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہے
وہی پھر خاک مین آملا ہوا جو خاک سے پیدا
ہوائے دولتِ منعم نہین ہی خاکسارون کو
کہ ہر دم تازہ خلعت ہی لباسِ خاک سے پیدا
نہ کیون ہو جلوہ ہائے نو عروسی زلفِ مضمون مین
جو شانہ ہو ہمارے پنجۂ ادراک سے پیدا
نہ بہونچے نکہتِ گل برق کو یون سمجھے ہیجانے
وہ تیزی ہی تمہارے توسنِ چالاک سے پیدا
ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہی خیر بوسون پر
نہ ہون کچھ اور تکلیفین دلِ بیباک سے پیدا
نگہ کے لوٹ سے آنکھون مین کیفیت نشے کی ہی
یہ دانہ خال کا ہی یار کس تریاک سے پیدا
محیط موج خیز حُسن بے ڈوبے نہین ملتا
کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی پیراک سے پیدا
نسیم اب سینے سے چمکا فروغ داغ بیتابی
طلوع مہر ہی صبح گریبان چاک سے پیدا

عقاب جادو نے جو یہ اشعار پڑھے ساتھ والون نے گریبان چاک کر ڈالے سب ملکر سر ٹکرانے لگے عقاب جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی گلعذار نے کہا کہ ہما کا سر لاؤ عقاب جادو سب کو اپنے ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا چلا ہمائے جادو نے جو دور سے دیکھا کہ عقاب جادو لڑتا ہوا آتا ہی فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ کاغذ سادہ نکال کر اُسکے کچھ پرچے کاٹے طرف آسمان کے پھینک مارے باران سیاہ برسنے لگے جسپر بار گرا وہ پانی ہو کر بہ گیا عقاب اُس سحر کو دفع کرنے لگا اور لڑتا بھڑتا قریب ہمائے جادو کے پہونچا کہ ہاتھ تلوار کے مارے ہمائے جادو نے رد کیے کارد سحر جھولی سے نکالی وہ کارد عقاب کے سینے پر لگائی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری عقاب مر کر گرا ہمائے جادو تخت سے کود لاش پر جھکائی کی

خوب چیخین مار کر رویا کہتا ہو کہ یارو گلعذار نے یہ آفت برپا کی افسوس ہو کہ یہ اپنے
ہوش مین نہ تھا اب سحر کرتا ہوا چلا گلعذار کا سامنا ہوا گلعذار نے ہما پر بھی سحر کیا
ہماے جادو کہ مشہران جہنار مین سے ہو سحر کو گلعذار کے دفع کرتا ہو دیر تک آپس مین
رد و قدح رہی آخر ہماے جادو نے تلوارین برسائین ایک تلوار گلعذار پر گری
کہ سراسر سر اسکا زخمی ہوا ہما نے چاہا کہ بڑھکر سر اسکا کاٹ لون گلعذار سوچی کہ
اب اسکے سامنے ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری ساری بزرگی لوح طلسمی سے ہو وہ اس
مقام پر موجود نہین چل کر لوح طلسمی کو قبضے مین کرون جب میرا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا
یہ بات سوچ کر اُس مجمع عام سے نکلی اور طرف قصر احمر کے چلی کہ جا کر لوح کو اپنے قبضے
مین کرون اور لا کر بادشاہ کو دون ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ثریاے تاجدار جو اُس
مجمع عام مین لڑنے لگا گیہان بلند رکاب پہلوان ہماے جادو کے ساتھ ہو
چونکہ بادشاہ حکم دیچکا ہو کہ میرا فرزند سمجھنا وہ تم سب کا دشمن ہو جس طرح بنے
اُسکو قتل کرنا گیہان بلند رکاب نے للکارا کہ صاحبزادے دعوی جرأت رکھتے ہو
ذرا میرے مقابلے مین تو آؤ ثریاے تاجدار فرزند بادشاہ طلسم اس بات کی
تاب کب رکھتا ہو فوراً سامنے گیہان کے پہونچا للکارا کہ او رذیل تجکو بھی یہ دن
نصیب ہوا کہ ہمارا مقابلہ کریگا گردن کھینچ کر پھینکدونگا گیہان نے ایک پہلوان کو
اشارہ کیا کہ تو اسکا آکر سامنا کر مین پشت پر اسکی آکر ہاتھ تلوار کا ماردونگا وہ پہلوان
سامنے آیا اور نیزہ مارا ثریاے تاجدار نے سنان نیزے کو پیلے سے اُڑا یا سنان نیزہ
اُڑا کر ہاتھ تلوار کا مارا یا تو تلوار قبضہ بسر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا
گیہان نے پشت پر سے اس عرصے مین ہاتھ تلوار کا مارا سر ثریا کا زخمی ہوا گیہان نے
چاہا کہ سر کاٹ لون مگر ثریاے تاجدار بھی بیغہ جرأت ہو اسنے پلٹ کر کے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ثریا لڑتا بھڑتا چلا جا رہا ہو کہ اپنے کو قریب بادشاہ اسلام
کے پہونچاؤن مگر بادشاہ کو نامردون نے گھیر لیا ہے اس مجمع مین شیرانہ جنگ کر رہے
ہین کئی سو پہلوان مار کر ڈال دیے لاشے گردم کب کے لوٹ رہے ہین بادشاہ

بھی سر اُٹھا اُٹھا کر ثریا ے تاجدار کے جو یا ہین فریا کے بھی کوئی قریب نہین آتا یہ
لڑتا ہوا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ لختے سینے
پر جم گئے غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے
مایوس ہوکر کہا کہ اے مرکب اصیل اب تیرے راکب مین طاقت جنگ وجدل باقی
نہین ہے اگر ہو سکے تو مجکو نکال لیچل یہ کہکے دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے۔ مرکب
نے جوابنے راکب کو سست پایا دہن مثل قعر بلا کھولا یشتکین دولتیان مارین جو
سامنے آیا اُسکو چباڈالا کسی کا شانہ توڑا کسی پر دولتی ماردی سوارون اور پیدلون کو
گراتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا اب بادشاہ جنگ مین چہار جانب دیکھتے ہین نہ
صداے گلعذار آتی ہے نہ آواز ثریاے تاجدار کان مین پہونچتی ہے لشکر حسرت و
یاس نے بادشاہ کو گھیرا ہے بادشاہ انتہا کے زخمی ہونے اور دیکھا کہ ہمارے جادو
آتا ہی ایسا نہ ہو کہ سحر کرکے گرفتار کرلے ایک طرف لڑتے ہوے چلے ہزارہا زخم تیر کے
جسم اقدس پر پڑے آخر غش آنے لگا بادشاہ نے زخم سر گوشۂ تحت الحنک
سے باندھا فرمایا کہ اے مرکب اب تیرے راکب مین قوت نہین مرکب جنگ کرتا ہوا بادشاہ
کو لے چلا جس طرف سے گھوڑا نکلتا ہے لوگ راستہ دیتے ہین اسطرح گھوڑا رہروی
کرتا ہوا بادشاہ کو لیچلا یہ ہزار دشواری ساحرون سے نکلا غیر ساحرون کے غول مین
پہونچا وہ دور سے لینا لینا کررہے ہین کوئی قریب نہین آتا گھوڑا مثل شیر غضبناک
شیہے بھرتا ہوا اُس غول سے بھی نکلا کنارے پر لشکر کے آکر طرف صحرا کے چلا ہمارے
جادو نے آواز دی کہ یارو یہ مرکب جانے نہ پائے لوگون نے چاہا کہ چلین مرکب
کو بلوہ کرکے گھیر لین لیکن مرکب صبا رفتار باد کردار جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے
نکل گیا ملکہ گلعذار تو زخمی ہوکر مجمع سے نکل گئی ہین یہان ہمارے جادو نے باغ کو
پامال کیا کنیزین گرفتار ہوئین مال واسباب لوٹ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے اُن
سبکو قتل کیا چنار آتشخوار کے پاس آیا لاف وگزاف کرنے لگا کہ مین نے جاکر اول گلعذار
کو مارا اُسکے پیر لاش تلاش کرکے اُٹھا لے گئے بادشاہ ثریا کی لاش مرکب لے بھاگے

جبار آتشخوار کو اطمینان ہوا کہا کہ اب صلاح کر کے سرداران طلسم کشا کے قتل کا وہ دن قرار دونگا جس دن شمس فلک ہفت پیکر قتل ہوگا ایسا کوئی ساحر کسی کے ساتھ نہیں ہو یہاں تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن گلعذار زخمدار و بیقرار آکر قصر احمر پر چمکی دیکھا کہ ایک ساحر ساٹھ ہزار ساحرون سے قصر کو گھیرے ہوے ہے گلعذار کو جو آتے ہوے دیکھا گولے ترنج و نارنج پھینکنے لگے ملکہ گلعذار وہان سے پلٹی آکر کوہ پر ٹھہری ایک نخل کے سائے مین بیٹھی بمشکل اپنے سر مین ٹانکے دبے جاہتی ہے کہ صحت پاکر پھر اُسی قصر کے قریب جاؤن جن ساحرون کو بادشاہ نے بھیجا ہو اُنکو قتل کرون اور لوح لون یہ سوچ کر پہاڑ سے اُتری پاؤن مین طاقت چلنے کی نہ پائی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا باز ہاتھ پر چڑھا ہوا نمایان ہوا جس طائر کو کسی نخل پر بیٹھے دیکھا باز کو پھینک مارا باز نے اُسے شکار کیا بادشاہ گھوڑے سے اُترا باز سے جانور کو چھڑایا ذبح کر کے اپنے ساتھی کو دیا اس طرح شکار کھیلتا ہوا آتا ہے قضاے کار ایک تیہو گوشہ صحرا سے اُڑا اُس شاہ نے باز کو چھوڑا باز قریب تیہو کے پہونچا تیہو کو طمانچہ مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا قریب نخل آکر ایک طمانچہ مارا کہ تیہو زمین پر گرا باز کندے باندھ کے زمین پر آیا سینے پر تیہو کے چڑھا پنجون سے نوچنے لگا بادشاہ گھوڑے سے کودا آکر تیہو کو باز سے چھڑایا لیکن ملکہ گلعذار زیر نخل بیٹھی ہین تاجدار کو آتے ہوے دیکھا بوجہ ضعف و نقاہت کے عجب حال تھا اپنے کو بیخ نخل پر گرا دیا دوپٹے سے منھ چھپا لیا لیکن اُس تاجدار نے جب باز کو اُٹھایا نگاہ پڑ گئی دیکھا کہ ایک عورت بیخ نخل سے لپٹی ہوئی پڑی ہے پاؤن گورے گورے گرد مین آلودہ قریب آکر کہا کہ ای پری پیکر تو کون ہے کہ جو اِس غربت مین پڑی ہے یہ کہ کے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا ہر چند کہ ملکہ نے چاہا چہرہ نہ کھلے مگر چہرۂ زیبا کھل گیا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہتا تھا کہ ای نازنین تو کون ہے نام سے اپنے آگاہ کر گلعذار نے کہا کہ ہم

آوارۂ دشت ادبار ہین مصیبت سخت مین گرفتار ہین ہمارا حال کہنے کے قابل نہین ہے جس کام کو تو آیا ہی اُسی شغل مین مصروف ہو ہماری عجب کیفیت ہی کیا بیان کرین۔

نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر ۔ توڑے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ جھپکیگی نہ مشتاق قضا کی ظالم ۔ دیکھ کرتے ہین نظارۂ خنجر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل ۔ گھورتا ہی تجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہے ۔ دیکھ مر جاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
گر یہی ضعف رہا قبر سے اُٹھنے کے بعد ۔ ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے ۔ منھ دکھائیگا تجھے خسرو خاور کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین ۔ مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھ او ظالم ۔ دوستی کرتا ہی دم سے دم خنجر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی تیرے سُنکر ۔ چین پائیگا تہ خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن مین ہی میرے اثر مقناطیس ۔ مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر
دیکھ لے جوہر مژگان کا تماشا ظالم ۔ ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر
ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے ۔ پھینکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر
سنگ دل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا ۔ موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہی ۔ نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر
صدقے اس قوت بازو کے دل و جان نسیمؔ ۔ دیکھ اُکھیڑا ہی علی نے در خیبر کیونکر

اس حسرت سے یہ اشعار گلعذار نے پڑھے کہ اُس تاجدار کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے دیکھ کر کہا کہ ای شاہد رعنا و ای معشوق یکتا تیرے بیان پر دل روتا ہی قلب مین درد ہوتا ہی بہتر یہ ہے کہ مفصل بیان کر یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان رہتا ہون چنار آشنجوار پادشاہ طلسم چنار کا خراجگزار ہون محکوم جادو میرا نام ہے واسطے شکار کے آیا ہون تمکو خاتون محل قرار دونگا ہزارہا کنیزان رومی و چینی برائے خدمتگزاری حاضر رہین گی گلعذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ ای محکوم جادو

یہ سودائے خام دماغ سے نکال مجکو یہی مقام بہتر ہے سودائی کو جنگل مین آرام ہی آبادی سے کیا کام ہی محکوم تاجدار منتین کرنے لگا کہا کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر کا نام سے تو آگاہ کر تیرے بیان حسرت خیز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم وحسرت سے بھر دیا اب یہی مناسب ہی کہ میرے ساتھ قلعۂ احکام نگار مین چلو مجکو سرفراز کرو حکومت قلعہ کا تمکو اختیار رہی میرا نام اپنے دفتر غلامی مین درج کیجیے مین خدمتگزار رہونگا جب محکوم نے اس طرح منتین کین ملکہ گلعذار تو عشق بادشاہ اسلام مین مبہوت ہو رہی ہی آنکھون کے نیچے وہی صورت زیبا پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ گریبان چاک کرون صحراے نجد مین اپنے کو پہونچاؤن شاید روح مجنون سے ملاقات ہو اُس سے پوچھون کہ کیون ای شہنشاہ عاشقان عشق کے سودائی کیونکہ بسر کرتے ہین عشق ومحبت مین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین دل سے یہ باتین ہو رہی ہین محکوم کا کلام کرنا ناگوار ہوا اُسکی باتون کے جواب سخت دیے کہا کہ ای شخص ہمسے کلام نہ کر ہمارا ہمدرد ہمارے پہلو مین بیٹھا ہی اُس سے صلاح کر رہے ہین کہ کیا کرین تو ہمکو کیون ستاتا ہی ہم اپنی جان پر کھیلین گے اب محکوم کو یقین ہوا کہ یہ کسی پر عاشق اُسی سوچ مین بیٹھی ہے محکوم نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑکر کھینچ لون ملکہ گلعذار نے ہاتھ کو اسکے جھٹک دیا محکوم نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اُٹھا لو سوارون نے گھوڑے سے کود کر ارادہ کیا کہ ملکہ کا ہاتھ پکڑلین گلعذار نے بال اپنے نوچ کر سوارون پر پھینک مارے مارا نسیہ نے اُنکو کاٹا اب تو سوار ہٹے محکوم نے کہا کہ ارے تو بڑی ساحرہ ہے سوارون کو میرے مار امین کیا بجھے زندہ چھوڑونگا تجکو گھسیٹ کر لیچلونگا یہ کہکے گولہ مارا کہ یہ بیہوش ہو جائے ملکہ کا پرچند کہ حال ابتر ہے دل پہلو مین مضطر ہے لیکن گولے کاٹا وہ گولہ پھٹا محکوم کے سینے پر آکر پڑا کہ محکوم لڑکھڑا کر گرا راہی ملک عدم ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ مالک کو ہمارے اس عورت نے مارڈالا لاشہ اُٹھالیا روتے پیٹتے لاشے کو لیکر قلعہ مین آئے اصنام بت پرست بھائی محکوم کا بارگاہ مین بیٹھا تھا خبر پہنچی کہ

محکوم مارا گیا لوگ لاش کو لیکر آئے ہین روتا ہوا بیرون بارگاہ آیا جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا کہ ایک عورت حسین بیرون قلعہ بیٹھی ہوئی ہی اُسنے مارا اصنام بت پرست فوج لیکر چلا ملکہ گلعذار بیٹھی رو رہی ہین کہتی ہین کہ ای خالق لیل و نہار ظلم سے اُن ظالمون کے بچائے کہ دیکھا فوج آتی ہی ایک ساحر تاج سر پر رکھے پکارتا ہوا کہ او عورت تو نے غضب کیا کہ اُس تاجدار کو مارا یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو کل فوج بلوہ کر کے چلی ملکہ گلعذار اپنے مقام سے سراسیمہ اُٹھی اصنام بت پرست سب کے آگے تھا ملکہ گلعذار نے اُسپر بال سر کے پھینکے کل فوج پر ماران سیاہ برسنے لگے اصنام بت پرست پر ایک برق گری کہ اُسمین بند ہو گیا ملکہ نے اُنگلی سے اشارہ کیا وہ برق ہٹ گئی اصنام بت پرست جو برق کے اندر سے نکلا سامنے ملکہ گلعذار کے ہاتھ باندھے ہوے آیا کہا کہ مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے اُسے بسرو چشم بجا لاؤن میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب ۔ ذکر کا ہیکو ہین افسانۂ فریاد ہین سب
للہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین ۔ جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر ۔ کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
خواستگاران قضا ہین دم خنجر بیتاب ۔ شائق حسن اجادت ترے جلاد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم ۔ نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
پھوٹ جائے جو پھپھولا تو رواں ہون آنسو ۔ اشک ای جانِ جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے ۔ روز و شب منتظرِ خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت ۔ حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوشِ صیاد اجل ہو نزدیک ۔ ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین ۔ دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے ۔ ضعف سے میرے بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دے قاتل ۔ کسقدر گھر مین ترے خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار ہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہ کے
جسطرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سے ایک نرالا ہی زمانے مین حسین
جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب

سب تری آنکھون کے مضمون لکھے ہین مین نے
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہے او ترک
ہفت افلاک مرے مسکن فریاد ہین سب

اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
معترض ہو جسے تو قابل ایراد ہین سب

راست کہتا ہون مین یہ ناسخ و سودا و نسیم
اپنے انداز مین ہمئیل ہین استاد ہین سب

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کل فوج فریاد کر رہی ہے کہ جو ارشاد ہو بجا لائین ملکہ گلعذار سوچی کہ یہ فوج مفت کی افسر مفت کا سب فوج جنگی موجود ہی انکو چلکر سیماب جادو سے لڑوا دون شاید غالب آجائین اور گلعذار لوح لے لون تو میرا زور بڑھ جائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی پشت پر اصنام بت پرست مع بارہ ہزار فوج کے آمادۂ جنگ ملکہ گلعذار اس ہیئت سے چلی جو معرکہ انیر گذرگاہ تحریر کرونگا لیکن ثریاے تاجدار جو زخمی ہوکر مجمع عام سے نکلا مرکب اسکو اسی حال مین لیے ہوے دامنہ مین ایک کوہ کے پہونچا دو چار بیٹھے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش جو ہوئی ثریاے تاجدار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے بہت چاہا کہ اپنی پشت پر سوار کرون مگر ثریاے تاجدار بیہوش تھا اپنے مقام سے نہ اٹھا مرکب چرتا ہوا آگے بڑھ گیا قضاے کار درے مین اس پہاڑ کے ایک قزاق رہتا ہی فولاد قزاق درۂ کوہ پر آیا دیکھا کہ ایک جوان درۂ کوہ پر بیہوش پڑا ہی ملازمون سے حکم دیا کہ اس مرکب اور اس جوان زخمی کو اٹھا کے لاؤ ملازمون نے جاکر ثریا کو اٹھایا مرکب خود دوڑا ہوا آیا آقا کے ساتھ ہو لیا اپنے باغ مین فولاد ثریاے تاجدار کو لیکر آیا جراح کو بلایا زخم مین ٹانکے دلوائے مشتاق ہی کہ یہ جوان ہوشیار ہو تو حال پوچھون رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی کہ ثریاے تاجدار نے آنکھ کھولی فولاد نے کہا کہ اے جوان

مین تجھے صحرا سے اُٹھالایا زخم دوزی کرائی گھبرانا نہین لیکن سچ بتا کہ تجکو قزاقون نے
کہان گھیرا ای بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تو خوب لڑا اپنا مال بچایا انتہا کا زخمی ہوا تو بڑا بہادر ہی
مگر اُن گھیرنے والون کا نشان بتا کہ مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤن اور تیرے سامنے اُنکو
سزا دون ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای جوان تو نے احسان کیا مگر قزاقون کی کیا مجال ہی
کہ مجکو گھیرتے ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی مین ہاتھ سے دشمنون کے زخمی ہوا گھوڑا
میرا مجکو نکال لایا تم تک پہونچایا مجکو کسی قزاق نے نہین گھیرا مین بادشاہ طلسم خیار کا
بیٹا ہون رفیق بادشاہ اسلام فولاد کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا جی مین کہتا ہے کہ کیا
غضب کی بات ہی رفاقت بادشاہ اسلام کو بہتر جانتا ہی کیا سبب کہ اپنے باپ کے قتل پر
کمر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ اسکا علاج کرون جب اچھا ہو جائے تو گرفتار کرکے اسکے باپ کے
پاس بھجوا دون اسنے بڑا غضب کیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بھی چھوڑا یہ سوچ کر علاج
کرنے لگا یہ تو سمجھ گیا کہ یہ شاہزادہ والا قدر ہی آسمان سلطنت کا بدر ہی اگر اسکے باپ
کے پاس اسکو پہونچاؤنگا تو وہ بہت خوش ہوگا یہ سوچ کے ایک ہفتہ علاج کیا
ثریاے تاجدار نے جب صحت پائی درۂ کوہ سے باہر نکلا بارہ سو قزاق ساتھ ہین
فولاد نے بارگاہ استادہ کرائی ثریاے تاجدار کو مسند پر بٹھایا ارادہ ہی کہ شراب پلاکر
بیہوش کرون جلسہ عیش و نشاط منعقد ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوے بدحواس پاس
فولاد کے آئے کچھ کان مین کہا فولاد کا رنگ رو متغیر ہوا کبھی باہر جاتا ہی کبھی اندر
آتا ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ثریاے تاجدار نے پوچھا کہ ای فولاد کیا خبر آئی کہ تو اسطرح
گھبرایا ہوا ہی فولاد نے کہا کہ حضور خیر ہے مین درۂ کوہ کے باہر ہون ایک بادشاہ ہی
کہ اُسکا سلطان زرین پوش نام ہی وہ نہایت بہادر صاحب جاہ و حشم ہی مین نے
اُسکی ارسال لوٹ لی تھی وہ میری فکر مین تھا جب کبھی میری فکر مین آیا اُسنے مجکو
نہ پایا مین درۂ کوہ مین پوشیدہ رہا کبھی مجھ پر قبضہ نہ کرسکا اب جو اُسنے سنا کہ مین
درۂ کوہ سے باہر آگیا معروف جشن ہون وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا ہی چہار جانب
سے گھیر لیا ہی حضور جانتے ہین کہ ہم تو قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین اگر مین اندر درۂ

کوہ کے ہوتا تو وہ ناچار ہو کے پلٹ جاتا اب اُسنے گھیر لیا میرے ساتھ فوج کم ہی
اُسکے ساتھ فوج زیادہ ہی خود بھی بہادر ہی جس وقت یلغر کریگا گرفتار ہو جاؤنگا مجکو
آپ کا بڑا خیال ہے مین لڑ بھڑ کے درۂ کوہ مین چلا جاؤنگا آپ کو دیکھ کر وہ بھی خطر کریگا
ثریاے تاجدار نے جواب دیا ہم مقابلہ کرین گے تم نہ گھبراؤ سلطان زرین پوش
بھی میرے زور سے واقف ہی یقین ہے کہ مقابلہ نہ کرے تم نہ گھبراؤ فولاد نے کہا اے
شہریار باعث تردد یہ ہی کہ میرے پاس بارہ سو جوان ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار جوان ہین اگر
اُسنے جنگ مغلوبہ کی تو اس بلوے کو کون سنبھالے گا ثریاے تاجدار نے کہا کہ اے
فولاد کیون گھبراتے ہو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی پھر بلوہ سامنے نہیں آتا خاص
دولھا دولھن سے مقابلہ پڑتا ہی ہمارے آقاے نامدار نے ایسے معالے بہت دیکھے ہین
اے فولاد ایک کام کرو اعتقاد مذہب اسلام دل مین لاؤ خدا سے دعا کرو وہ رحم و کرم اپنا
شریک کریگا فولاد یہ سُن کے بصدق دل مطیع اسلام ہوا بارہ سو جوانون نے اُسیوقت
کلمہ پڑھا اعتقاد سب کے درست ہوے برا کہنے پر ہفت پیکر کے چالاک و چست ہوے
اب ثریاے تاجدار کے سمجھانے سے قزاقون کو تسکین حاصل ہوئی گرد آکر سب ثریاے
تاجدار کے بیٹھے خوف جان سے کانپ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیکھیں اب
کیا ہو سلطان زرین پوش نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو دی
ثریاے تاجدار نے کہا کہ اے فولاد تم نہ گھبراؤ تم بھی طبل جنگی بجواؤ فولاد نے
ڈرتے ڈرتے طبل جنگی بجوایا قزاق آمادۂ جانبازی ہین ہتھیار اپنے اپنے درست
کر رہے ہین کوئی سنان نیزہ درست کرتا ہی کوئی تلوارون کو زہر سے آبداری دیتا ہی
کوئی تلوارین صیقل کرتا ہی تیغے چرخ پہ چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی مگر یہی
انتشار ہی کہ ہم لوگ کم ہین اور وہ زیادہ خدا آبرو رکھے اُدھر لشکر سلطان مین یہ خبر
پہونچی کہ بیٹا جنار آتشخوار کا فولاد قزاق کے یہان مہمان ہے اُسنے مقابلے کا ارادہ
کیا ہی سلطان نے کہا کہ ہم اُسکے باپ کے خراج گزار ہین یقین ہے کہ ہمکو دیکھکر ایسا
خائف ہو کہ مجھ سے طالب ہو کہ باپ سے صفائی کرا دو مین اُسکو ساتھ لیکر جاؤنگا اور

اُسکی صفائی کرادونگا رات بھر یہی تیاریان رہین چار پہر رات گذرہ کر وقت سحر آیا سلطان
زرین پوش شہنشاہ فلک چہارم قلعہ مشرق سے برآمد ہوکر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما
ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ثریائے تاجدار سب کے آگے بڑھا ہوا
مسلح وکمل اُدھر سلطان زرین پوش سب کے آگے بڑھا ہوا تاج سر پر رکھے ہوے
فوج دریاموج پشت پر صفین جمین فوج قزاقان دیکھکر سلطان زرین پوش کہا ہا کہ
کہ یہ لوگ کیا سمجھ کے مقابلے مین آئے ہین ایک حملے مین سب کو زیر وزبر کرونگا -
یکایک گینڈا چمکایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میدان
مین آئے ثریائے تاجدار نے بھی مرکب بڑھایا مقابلہ مین سلطان زرین پوش کے
آیا سلطان نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شاہزادے باپ سے کیا خطا دیکھی کہ جو
ایسے بگڑ گئے قزاقون کی طرف سے لڑنے آئے ہو میرے ساتھ چلو مین تمھارے باپ
سے تمھاری صفائی کرادونگا یہ سنکر ثریائے تاجدار نے کہا کہ ہرچند وہ سحر مین زبردست ہے
لیکن ہفت پیکر پرست ہے ہفت پیکر ایک ساحر مکار وغدار ہے اُسکو خدائی ماننا سراسر
حماقت ہے مین اُسکی اطاعت نہ کرونگا تم اگر دعوی جرأت رکھتے ہو تو بسم اللہ وار کرو مین
جواب دونگا سلطان زرین پوش نے کہا کہ صاحبزادے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے
کہ ہم تمکو گود مین کھلاتے تھے آج تم ہمارے مقابلے مین آئے ہو تم ہی حربے کرو
بعد تمھارے حربون کے ایک وار مین ہم تم کو زیر کرینگے ثریائے تاجدار نے کہا مین
ملازم بادشاہ اسلام ہون طریقہ میرے شاہ کا پیشدستی نہیں ہے تمھارے حربے کے
بعد اگر میرا خدا مجکو بچائے گا تو حربہ کرونگا سلطان زرین پوش نے نیزہ اُٹھایا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا ثریائے تاجدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ثریائے تاجدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ سلطان
کا گانسی نیزہ گانٹھ کر جھٹکا مار دیا نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکلا سلطان نے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا ثریائے تاجدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ برق شمشیر کا چمکایا سلطان کی آنکھون مین اندھیرا

آگیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سمجھا کہ اگر یہ تلوار پڑی خالی نہ جائیگی
کہا کہ ای شاہزادے مین تیری اطاعت کرتا ہون واسطہ اپنے آقاے نامدار کا تلوار
نہ لگا ثریاے تاجدار نے ہاتھ روک لیا سلطان گھوڑے سے کود اقدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے قدمون کی بدولت دولت اسلام پائی ثریا نے گلے
سے لگا لیا سلطان نے پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے شاہزادے کی اطاعت
کی جسکو دین اسلام قبول کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ میری فوج سے نکل جاے سب نے
پکار کر آواز دی کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حضور نے اختیار کیا وہ غلامون نے
بھی قبول کیا ساٹھ ہزار جوان سب سلطان کے ساتھ ہوے ثریاے تاجدار
سب کو ساتھ لیکر بارگاہ فولاد مین آیا سلطان زرین پوش سے سب حال
بیان کیا کہ آقاے نامدار میرا جنگ سے غائب ہوا ہی مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون اب
تم سب چلو آقا کو تلاش کرین سلطان زرین پوش نے کہا کہ ای شاہزادہ والا قدر مین بھی
حضور کے ساتھ چلونگا قصر لوح پر چلیے یقین ہی اُسی مقام پر بادشاہ آئین گے یہ صلاح
کرکے ثریاے تاجدار مع سلطان زرین پوش و فولاد مع فوج مذکور طرف قصر احمر
کے چلے کہ پہونچنا انکا بھی تحریر کرونگا اب ذکر شہنشاہ گیتی ستان واجب ولازم ہی
بادشاہ اسلام جو زخمی ہوکر نکلے مرکب لیے ہوے بادشاہ کو قریب ایک جھیل کے
پہونچا کنارے اُس جھیل کے بادشاہ پشت مرکب سے گرے سر جھیل مین جسم خشکی مین
تڑپنے کار سامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ سروستان کہتے ہین ملکہ سرو شمشاد قد
اُس باغ کی مالک ہی نہایت ساحرۂ زبردست حسین وجمیل ہی اپنے باغ مین سوکر اُٹھی
حوض پر آکر بیٹھی جھیل کا پانی حوض مین پہونچتا ہی ناگاہ سرو شمشاد قد نے دیکھا کہ
خون کی لکیر چلی آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای صنوبر باہر جاکر دیکھ تو یہ خون کہان سے
آتا ہی صنوبر گئی جمال بادشاہ دیکھکر گھبرائی ہوئی آئی کہا واری ایک جوان آفتاب جمال
خورشید تمثال انتہا کا زخمدار نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ کنارے جھیل کے پڑا ہی
مرکب اُسکا چرا کر رہا ہی سرو شمشاد قد یہ ذکر سنکر اُٹھی پائنچے سنبھال کر کہا کہ میری

عملداری مین کسی نے کسی مسافر کو مارا قراقون کا نام مٹا دونگی چند کنیزین ہمراہ ہوئین
یہ مسیحاے زمان بالین پر اُس بیمار کے آئی دیکھا کہ ایک آفتاب برج آبی مین اُتر رہا
ہی جسم خشکی مین ہی آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پائی کہا
کہ ارے زندہ ہی اسکو اُٹھاؤ باغ مین لے چلو ہم اس سے حال قراقون کا پوچھ کر انتظام
کرین گے چارپائی منگوا کر سر مین خود ہاتھ لگایا کنیزین لپٹ گئین کہا حضور آپ ہاتھ
نہ لگائیے ملکہ نے کہا کیا نقصان ہی بندہ ہفت پیکر اس مصیبت مین ہی اگر اسکا
علاج کرین اور قراقون کا انتظام ہوجائے تو کوئی مسافر یہ آفت کبھی نہ اُٹھائے
چارپائی کو لیکر باغ مین آئین بادشاہ کو مسند پر لٹایا کہا کہ ارے جراح کو بلاؤ کہ اسکے
سر مین ٹانکے لگائے جراح آیا اُسنے ٹانکے لگائے زخم دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین
جراح گیا ملکہ رومال ہاتھ مین لیکر خود بیٹھین مگس رانی کر رہی ہین لیکن جراح دربار شاہی
مین بھی جاتا ہی باپ اسکا مبہوت اژدر سوار مالک شہر مبہوتیہ تین کوس پر یہان
سے قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی یہ جراح وزیرون اور امیرون کا علاج کرتا ہی دربار مین
جو آیا بادشاہ کو تخت پر پایا سلام کیا وزیر کے پھوڑا تھا اُس پھوڑے کو کھولا منظور ہوا
کہ پھایا لگاؤن وزیر نے کہا کہ ای جراح آج دیر کیون ہوئی جراح نے کہا کہ آج ملکہ
عالم نے بلایا تھا ایک جوان آفتاب جمال ہے اُسکے سر مین ٹانکے لگائے ملکہ عالم
نے بڑی تاکید کی ہی کہ اسکو جلد صحت دو مین پٹیان چڑھا کے چلا آتا ہون بادشاہ کے
یہ سُنکر کان کھڑے ہوے جب جراح چلا گیا تو کہا ای وزیر اعظم کچھ تو نے بھی یہ خبر سُنی
نہین معلوم وہ جوان کون ہی ذرا دریافت تو کرو وزیر نے ہرکارے بھیجے اور کہدیا کہ
مخفی دریافت کرنا ہرکارے روانہ ہوے در باغ پر آئے محلدار سے جو پوچھا کہ آج
یہ ٹانکے کس کے لگائے گئے محلدار نے مُنھ پھلا کر کہا کہ ایک جوان جنگل مین زخمی پڑا
تھا اُسے ہماری بی بی اُٹھا لائی ہین اُسکا علاج ہو رہا ہی ہرکارے نے جو محلدار کو
مہربان پایا کہا کہ ذرا جا کے دیکھ آؤ اب کیا ہو رہا ہی وہ جوان کون ہے اور اُسکا نام بھی
دریافت کرو محلدار اندر گئی یہان بادشاہ کی آنکھ کھلی ایک نازنین بے نظیر

رشک ماہ منیر کو اپنے قریب پایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ای ماہ پیکر تیرا نام کیا ہی مجکو لانے کا
کیا باعث ہوا سرو شمشاد قد نے شرما کے سر جھکا لیا جب بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا اور
نام پوچھا شرما کر کہا کہ میرا نام سرو شمشاد قد ہی آپ جنگل مین زخمی پڑے تھے اتفاقاً یہ
بدنصیب اُس طرف سے گذری مجکو آپ کے حال زار پر رحم آیا اُٹھا لائی جراح کو بلا کر
ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب آپ ارشاد فرمائین کہ آپ کو قزاقون نے
کس طرح گھیر لیا گو ماشاء اللہ آپ نے بڑی جرأت دکھائی کہ اسقدر زخمی ہوے مگر جو چیز
جسم پر تھا اُن چیزون کو اُتارنے نہ دیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پری پیکر رشک شمس و
قمر قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمکو گھیرتے ساحرون سے مقابلہ پڑا زخمی ہو کر گھوڑا نکال
لایا - یہان آکر گر پڑا خدا نے تمکو مہربان کیا ہمکو اپنے باغ مین اُٹھا لائین - القصہ بادشاہ
نے کل حال اپنا کہا بادشاہ سے اور سرو شمشاد قد سے یہ باتین ہو رہی تھین مگر دونون
شرمائے ہوے حجاب سے سر جھکائے ہوے کہ اتنے مین محلدار آئی سارا حال سُنکر
عرض کی کہ حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی خبر بادشاہ جمجاہ کو پہونچ گئی وہان سے
ہرکارہ حال دریافت کرنے آیا ہی لونڈی کے منھ سے نکل گیا کہ ایک جوان زخمی کو ملکہ
لائی ہین وہ ہرکارہ دروازے پر حاضر ہے کیا جواب دون وہ نام و نشان انکا
پوچھتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ بوا تمنے غضب کیا اب جا کر مخفی کرو یہ کہدو کہ وہ جوان چلا گیا
کوئی مسافر تھا زخمی ہو کر آیا تھا مطلب اُسکا پورا ہوا یعنی علاج ہو گیا اب وہ باغ
مین نہین ہی محلدار جھلائی ہوئی پلٹی ہرکارہ اور کنیزون سے بھی پوچھ رہا ہی جنکو بادشاہ کا
آنا ناگوار ہوا وہ کہہ رہی ہین کہ ہم اپنے مالک کی خبر کیونکر کہین مُردے کو لا کر زندہ
کیا علاج کر کے رومال جھل رہی ہین اور جنکے مزاج مین کچھ انصاف ہی وہ کہتی ہین
کہ یہان کوئی نہین آیا مرد کی کیا مجال ہے جو باغ مین ملکہ کے آسکے کہ محلدار آکر پہونچی
کہا میان ہرکارے اور نئی بات یہ ہے کہ وہ جوان فتاح طلسم کا عزیز دار ہے
کہین لڑائی پڑی وہان زخمی ہوے گھوڑا یہان لے آیا ملکہ نے علاج کیا اب
آپس مین باتین ہو رہی ہین تو ابھی جا کر صاف صاف بادشاہ سے کہدے کہ اب ملکہ

بد راہ اور آوارہ ہو گئی ہین آکر حضور سزا دین اُس جوان کو گرفتار کر کے لیجائین ہرکارہ یہ خبر
دریافت کر کے بھاگا یہان مہبوت غصے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارہ آ کے پہونچا اور مفصل خبر
سامنے مہبوت کے بیان کی مہبوت نے کہا کہ ای وزیر اعظم جو احکام نجومیون اور رینڈتون
نے لگائے تھے وہ سب سامنے آئے فوج تیار کرو اگر اُس شخص کو قتل کیا تو خداوند
ہفت پیکر بہت خوش ہونگے ان لوگون نے تمام طلسم مین کھلبلی ڈال دی ہی انکا گرفتار
کرنا واجب ولازم ہی وزیر نے باہر نکل کے قرنا کرائی ساٹھ ہزار فوج ساحران غدار تیار ہوئی
جب فوج تیار ہو چکی ناسوت جادو وزیر پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا کہ ای
ناسوت تم فوج لیکر جاؤ دونون کو گرفتار کر لاؤ ناسوت جادو فوج لیکر چلا یہان
بادشاہ اسلام اُٹھ کر بیٹھے ہین کنیزین بھی آئین مگر اپنا اپنا منھ بھلائے ہوے سامنے
حاضر ہین اور عرض کر رہی ہین کہ حضور اب انکو رخصت کیجئے ملکہ کہتی ہین کہ تم لوگون کو کیا
جلدی ہی جب انکے مزاج مین آئیگا چلے جائینگے کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور بڑا
غضب ہوا ناسوت جادو وزیر فوج لیکر آیا ہی جلد تدبیر کیجیے یا انکو باہر بھیج دیجیے کہ وزیر
انکو لیکر پلٹ جائے بادشاہ تلوار لیکر اُٹھے فرمایا کہ ملکہ ہم جاتے ہین دیکھین وہ وزیر کون آگ
گیا ہمکو چور سمجھا ہی ہم اُس سے مقابلہ کرینگے ناسوت جادو کو مارین گے ملکہ نے بھی اسباب
سحر جسم پر آراستہ کیا کہا کہ مین ساتھ اس شہر یار کے اپنی جان دونگی گرفتار ہو کے نہ جانے دونگی
یہ آگ بی بحلد اپنے لگائی خیر سمجھا جائیگا ہمکو یقین ہوا کہ جام عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع
ہوا ساٹھ ہزار کیسے اگر لاکھون ساحر ہونگے تو ہمارا کیا کرینگے بادشاہ جمجاہ مسلح ومکمل ہو کے
آگے بڑھے ملکہ سرو شمشاد قد جست کر کے پھاٹک پر آئین ناسوت جادو جو فوج لیے ہو
آتا تھا اسنے دیکھا کہ ملکہ سرو شمشاد قد پھاٹک پر کھڑی مین پکار کے آواز دی کہ مین بہ حکم
بادشاہ آیا ہون بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلیے ورنہ مین فوج کو حکم دیتا ہون ابھی تمام باغ کو
گھیر لیگی وہ جوان کہان گیا اُسکی بہت تلاش ہے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ لشکر اسلام ہی
اُسکا گرفتار کرنا ہمکو واجب ولازم ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوگے

ایک ساحر سیہ فام نے چاہا کہ بڑھکر سحر کرون بادشاہ نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کے پار گیا
وہ ساحر لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا اب تو بادشاہ اسلام نے تیرون کی بوچھار کی
جس خطاکار پر تیر پڑا وہ راہی گوشۂ عدم ہوا کوئی سہم کر چھپا کوئی چلا کے بھاگا دشمن مین
ساحر جو اس طرح مرکے گرے ناسوت جادو گھبرایا جی مین کہتا ہی کہ یہ آفتاب جمال نہایت
جری و بہادر ہی ساحرون سے بیخوف وخطر لڑرہا ہی پہلو مین بھائی اسکا برہوت جادو
کھڑا ہی اُس سے کہا کہ ای برادر اس جوان کو گرفتار کرنے برہوت جادو نے آگے
بڑھکر ایک گولہ مارا بادشاہ کا گھوڑا پا تو رواروی مین جاتا تھا یا اُسی مقام پر رک گیا
اور بدلگامی کرنے لگا تیر و کمان بادشاہ کے ہاتھ سے گرا برہوت جادو تلوار کھینچ کر
جھپٹا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی ہی یہ ملعون قتل کرنے جاتا ہی
افسوس ہی کہ بادشاہ علم سحر و ساحری سے بالکل ناواقف ہین کیا سمجھ کے ساحرون سے
مقابلہ کرتے ہین یہ سوچ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتار اسم سحر پڑھکر پھینک مارا آواز دی
کہ ای دستگیر برہوت کو لینا برہوت جادو کے قریب موتیون کا مالا آکر پھٹا ایک شعلہ
برہوت پر چمک کر گرا گرتے ہی الگ ہوا برہوت جھوما اور پکار اُٹھا کہ ای ملکہ عالم مین تو
تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن میری تو عجب کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ خود بخود
دل گھبراتا ہی اور جی چاہتا ہی کہ گرد حضور کے پھرون اور اپنے کو قربان کرون لیکن افسوس
ہی کہ تمھین چاہنے والے کا بالکل خیال نہین آخر تا بہ دشت نجد جاؤنگا اُستاد سے
پوچھونگا کہ آپ نے عشق مین کیونکر بسر کی کیونکر شام کس طرح سحر کی ہمارا دل نہین سنبھلتا ہے
کلام کرتے مین دہن سے دھوان نکلتا ہی صاف تو یہ ہی

نظم

پا شکستون سے جب ملین گے آپ — سیر راہ طلب ملین گے آپ
اُنسے پوچھا تھا کب ملین گے آپ — تو لے جب جان بلب ملین گے آپ
جستجو تیری ہمسے پوچھتی ہے — آپ مین اپنے کب ملین گے آپ
دل یہ کہکر خبر کو اُسکی چلا — مجکو زندہ نہ اب ملین گے آپ
نالہ رکھیگا کب تک اُنکو جدا — ایک دن دونون لب ملین گے آپ

بھیڑ ہو حسرتون کی حضرتِ دل　　ایسے مجمع مین کب ملین گے آپ
عرصۂ حشر عید گاہ ہوا　　سب سے مل لینگے جب ملین گے آپ
وصل مین بھی جبین یہ ہوگی شکن　　توڑنے کو غضب ملین گے آپ
بیخودون کو تلاش سے کیا کام　　ہر جگہ بے طلب ملین گے آپ
بگڑی اچھلیگی رندون مین اے شیخ　　الٹنے جب بے ادب ملین گے آپ
چھوڑ دی رخ پہ زلف سمجھے ہم　　چھپ کے اک آدھ شب ملین گے آپ
چھیڑ مطرب ترانۂ شبِ وصل　　سازِ عیش و طرب ملین گے آپ
دل کو اس راہ و رسم سے ہے خبر　　شوق کیا جانے کب ملین گے آپ
یار جب ملگیا تو ہم سے جلال　　جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ

برہوت اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ سرو شمشاد قد کے آیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد ہو فرمائیے وہ بجالاؤن ملکہ سرو شمشاد قد نے پشت پر برہوت جادو کی ہاتھ رکھا کہا کہ ہم تیرا مطلب سمجھے تو ہمپر عاشق ہوا ہے جب تک ناسوت جادو زندہ ہے تب تک وصل نہ ہوگا وہ درانا زیان کرتا ہے اگر ہو سکے تو اسکا سر جلدی لا برہوت بہت خوب کہکے پلٹا دل مین سوچتا ہوا چلا کہ بھائی صاحب کا سر لاؤن ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو روزگار جاتا رہے ادھر معشوقہ کا خیال ہے کہ آزردہ نہو جائے تو مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ یہ شاہ کی دختر ہے ہر طور سے سامان عیش ہو جائیگا دل پختہ کرکے اپنے ساتھ والون کی طرف پلٹا کہا یارو کیا کہتے ہو ملکہ سرو شمشاد ق. کا حکم ہے کہ ناسوت جادو کا سر لاؤ اگر بے سر لیے ہم پلٹین گے تو کیسی خفا ہونگی لہذا سر ناسوت کا کاٹ لو کہ جھگڑا مٹے سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بسر و چشم بجالائین یہ کہکر سب برہوت جادو کے ساتھ ہوے برہوت ان سب کو ساتھ لیکر طرف فوج ناسوت کے پلٹا گولے مارتا ہوا چلا جتنے ساتھ والے ساتھ ہین گریبان چاک چہرون پر خاک جب ناسوت نے دیکھا کہ بھائی میرا دشمنی کر رہا ہے پکار اٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا ستم ہے کہ بھائی میرا دشمن ہوگیا ہزارون ساحرون کو قتل کر چکا اسکی بدعت سے مجکو بچائیے

مبہوت جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ ناسوت جادو پکار رہا ہے
یا خداوند ہفت پیکر مجکو بچائیے مبہوت جادو نے گھبرا کر کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہی ناسوت
پر کوئی ایسی آفت آئی کہ بیقرار ہو ہو کے قدرت کو پکار رہا ہی یہ کہ کے اپنے مقام سے اٹھا
اور تخت پر سوار ہو طرف باغ ملکہ سرو شمشاد قد کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ برہوت نے
کئی ہزار ساحر مارے مقابلۂ ناسوت جادو مین پہونچا ہی تلوار کے ہاتھ مار رہا ہی ایک ایک
کو للکار رہا ہی کہ یکایک زمین تھرائی نعرۂ مبہوت کی آواز آئی کہ باش او برہوت خبردار
ناسوت کے قریب نہ جانا لیکن برہوت جادو عشق مین ملکہ سرو شمشاد قد کے بیتاب ہی
جواب بھی نہ دیا مبہوت جادو نے وہین سے برق چمکائی کہ برہوت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے
ساتھ والون کو آتش قہر و غضب سے جلا دیا بادشاہ جمجاہ نے رہائی پائی رہائی پاتے ہی
مرکب کو پھر مہمیز کیا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو اپنے باپ کو دیکھا کانپ گئی سحر بھولی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کہتی ہے کہ اس ظالم کے ہاتھ سے اب کس طرح سے نجات
ہوگی مبہوت جادو نے ناسوت جادو کو اشارہ کیا کہ اس جوان گستاخ کو فوراً گرفتار کرلے
بادشاہ جمجاہ نے کئی افسردن کو تیر سے مارا اُنکے مرنے کی جو یکایک علامت برپا ہوئی اندھیرا
ہوگیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین بھلا کب خوف کرتے ہین اگر بہرام فلک ہو تو بھی
اُس سے نہ دبین اور مقابلہ کرین قدم گویا ستون اسلام ہین جرأت و شوکت مین مشہور
خاص و عام ہین اُس اندھیرے مین بادشاہ اسلام نے ناسوت کو تیر مارا کہ اُسکے
گلے پر پڑا توڑ کے گدی کو پار گیا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا پیرا اسکے غل و شور
مچانے لگے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ناسوت جادو بود روشنی جو ہوئی مبہوت نے
لاشۂ ناسوت دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تخت سے کود کر للکارا کہ او جوان گستاخ
تو نے رکن سلطنت گرا دیا نعرہ کرتا ہوا طرف بادشاہ جمجاہ کے چلا صرف ہاتھ سے اشارہ
کر دیا مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے لاکھ ایڑی کوڑے مارے لیکن کسی طرح مرکب نے
قدم نہ اُٹھایا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسلام کا مرکب رہروی کرنے سے
رُکا تیر و کمان بھی ہاتھ سے گرا بیتاب ہو گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چمک کر بلند ہوئی

کڑک کر باپ پر گری شانہ مہبوت کا زخمی ہوا زخمی کر کے بلند ہونا چاہا مہبوت نے سحر کیا
سحر کرتے ہی سرو شمشاد قد گری رنگ رو متغیر ہوا مہبوت نے اشارہ کیا بادشاہ اسلام
و سرو شمشاد قد کو گرفتار کر لو ملازمون نے بڑھ کر زبان مین سرو شمشاد قد کی سوزن دی
اور بادشاہ کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کر کے ایک
ساحر کو بلایا اُس سے کہا کہ انکو لیکر قصر ہفت در پر جاؤ وہین خداوند ہفت پیکر ہین یہ
کہکے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ بادشاہ اسلام اور دختر کو اپنی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون
ان دونون کو دار پر کھنیچ دیجیے سنتا ہون کہ کئی سال کا زمانہ گذرا فرزندان صاحبقران
داخل طلسم ہفت پیکر ہوئے جا بجا قید بھی ہوئے رہا بھی ہو گئے ایک تو انہین سے
قتل ہو۔ یہ عرضی لکھکر مسمار جادو کو دی کہ لیکر روانہ ہو مسمار جادو ابھی قید لیکر روانہ
ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اُڑی غبار آسمان کو پہونچا ایک لکۂ ابر آسمان پر کڑکتا ہوا علم ہا
سبز و سرخ کے پھر پھرے ہوا سے اُڑتے ہوئے نمایان ہوا ایک جوان ملبندہ بالا مرکب چشمی
پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب سحر سے درست نہایت چالاک و چست اُسنے جو بادشاہ
اسلام کو اسیر دیکھا ابر سوسنی جو آسمان پر تھا اُس سے آواز آئی کہ اے اصنام بت پرست
یہ جو فوج سامنے کھڑی ہے ان سب کو مار لو اصنام بت پرست نے طرف فوج کے دیکھا فوراً
بارہ ہزار ساحر حربہ ہائے سحر لیکر آ پڑے بارہ ہزار حربے جو یکا یک پڑے کئی ہزار جوان
مارے گئے مسمار جادو کے سر پر اصنام بت پرست کا گولہ پڑا کہ مسمار جادو مسمار ہوا سر
پھٹ گیا بادشاہ اسلام کی قید کٹ کر گری بادشاہ نے چاہا کہ اُٹھون مہبوت نے پھر اشارہ
کر دیا بادشاہ اسلام اُٹھ کر گرے ابر سوسنی جو آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک نازنین قمر پیکر حور منظر ہاتھ ہلاتی ہوئی ابر سے ظاہر ہوئی جب ہاتھ ہلاتی ہے
برقین گرتی ہین سوچا اس کے سر قلم ہوتے ہین مہبوت نے جو گلعذار رنگین پوش کو دیکھا
تھرا گیا یقین تھا کہ گرے گلعذار رنگین پوش نے للکارا کہ او مہبوت بھیا تجکو بھی یہ دن
نصیب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کیا سرو شمشاد قد نے جو گلعذار کو دیکھا غنچۂ دل
گل کے شگفتہ ہو گئین گلعذار نے للکار کے گولہ مارا مہبوت نے چاہا کہ پیچھے ہٹون تڑپکر

نکل جاؤن جدھر مبہوت جاتا ہی اُسی طرف وہ سحر بھی جاتا ہی آخر ناچار ہو کے مبہوت
ایک مقام پر ٹھہرا جاتا کہ گولہ کاٹون گولہ آ کے سینے پر پڑا توڑ کے پشت کو پار گذر گیا مبہوت
مر کے گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز مہیب آنے لگی صدا بلند تھی کہ گشتی مرا نام
من مبہوت جادو بود بادشاہ اسلام اُٹھے اور ملکہ سرو شمشاد قد کی زبان سے سوزن نکالی
اب جو سرو شمشاد قد اُٹھی مٹھی خاک کی اُٹھا کر پھینکی کہ کئی ہزار ساحر نابینا ہوے ہاتھون
سے ٹٹو لنے لگے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آخر جو چند
افسر باقی تھے اُنھون نے پکار کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم جیسے ہم آپ کے باپ کے
ملازم تھے ویسے ہی آپ کے تابعدار ہین ہمین امان دیجیے جان بخشی کیجیے جب بادشاہ اسلام
نے دیکھا کہ طالب امان ہین منع کیا کہ ای ملکہ سرو شمشاد قد ہاتھ روکو اب سحر نہ کرو انسے اطاعت
اسلام کا سوال کرو جو اطاعت اسلام کرے اُسکی جان بخشی ہو اور جو اطاعت نہ کرے
اُسکو سزاے معقول دو ملکہ سرو شمشاد قد نے افسرون کو قریب بلایا سب نے بدل اطاعت
اسلام کی ملکہ گلعذار بھی آ کر پہونچی بادشاہ نے ملکہ گلعذار کو سرو شمشاد قد سے ملوایا
فرمایا کہ ایک سے ایک کو رشک نہ ہو ہر چند کہ گلعذار کو خیال نہ ہوا تھا مگر بادشاہ نے
جو بمحبت فرمایا کہ ای ملکۂ عالم اگر یہ زخمداری مین ہمکو نہ اُٹھالے جاتی تو شیر بھیڑیے
ہمکو آ کے کھا جاتے یہ ہماری جان بخش ہی گلعذار ہمشیرہ کہ کے لپٹ گئی گلعذار نے
کہا کہ ای شہریار مین طرف قصر احمر کے جاتی تھی خیر خدا نے فضل کیا کہ اس راہ سے گذر ہوا
آپ کو اس بلا مین مبتلا پایا اب لوح کی تدبیر واجب و لازم ہی جب تک لوح نہ ملیگی مرحلے
شکست نہ ہونگے چنار آتشخوار کا قتل لوح پر موقوف ہی غرضکہ بارگاہ استادہ ہی اور بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین دست راست پر ملکہ گلعذار دست چپ پر ملکہ سرو شمشاد قد بیٹھی ہین
اصنام بت پرست کا نام آفاق یزدان پرست رکھا یہ دنگل شوکت پر بیٹھا ہی مثل شیخ
جھوم رہا ہی گائنین سامنے حاضر ہین صداے مبارکباد و سلامت باد بلند ہی کہ صحرا سے گرد عظیم
بلند ہوئی دیکھا کہ غریاے تاجدار پشت مرکب پر سوار ایک طرف سلطان تاجدار ایک طرف فولاد
قزاق پشت پر فوج ظفر موج غریلے تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کا لشکر فروکش ہے

گھوڑے سے اُترا سلطان و فولاد کو ساتھ لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سب کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی بہلوے تخت مین دنگل دیا دنگل پر آکر ثریا ے تاجدار بیٹھا سلطان و فولاد کو پیش کیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ کو ثریا کے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسوقت جام ارغوانی گردش مین ہے صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین عجب کیفیت ہو دماغ بادشاہ کا تر ہے - نظم

ہم جان سے ناخوش ہون وہ اسیر نہ جیتا ہو — کیا بات ہو معشوق مین اتنی تو وفا ہو
مستغرق ہو تو ہم چاہین تھلین تم ہمین چاہو — بت ہو نہ برہمن کے نہ زاہد کے خدا ہو
بیفائدہ ہو سعی مری راہ طلب مین — اُٹھے جو قدم بھی تو یہان دست دعا ہو
اتنا تو کوئی اُس بت بیگانہ سے پوچھے — اپنون سے بھی ملتے نہین تم کیسے خدا ہو
یون مجھ سے ملے آنکھ کہ آگاہ نہ ہو دل — دشمن یہ لگاوٹ نہ کہین دیکھ رہا ہو
اک نالہ ہمارا کہ کبھی فتنہ نہ جاگے — اک قہقہہ اُنکا کہ ابھی حشر بپا ہو
کہتے ہین وہ کیا ایک تم ہی مرتے ہو ہمپر — موت اُسکو اُٹھالے جو کوئی میرے سوا ہو
گہ حسرت و حرمان ہون کبھی شوق و تمنا — مین کیا کہون پوچھے جو کوئی مجھ سے کہ کیا ہو
سامان مرے قتل کے کچھ اُسنے کیے ہین — جی چاہے تو آج اُنمین شریک آکے قضا ہو
محفوظ رہین غیر ترے شر سے تو بہتر — کہتا ہو یہان رشک پر اُنکا بھی بھلا ہو
جاتا ہو اگر زلف مین سُن او دل بیتاب — کچھ عذر نہ کرنا جو کوئی تجھ سے خطا ہو
گو ہاتھ وہ مہندی سے مرے سوگ مین کھینچین — شوخی تو یہ کہتی ہے کہ ہان خون حنا ہو
تقدیر کی خوبی کہ پھرے راہ سے محروم — پیغام رسان بھی مرے ناکام دعا ہو
مجبور ستم و جور کرو چھپ کے خدارا — دیکھو نہ یہ انداز فلک دیکھ رہا ہو
کیا گھر سے نکلتے ہی ملا وادی مقصود — ہر گام یہ کہتا ہے کوئی برہنہ پا ہو
رہتے ہو جلال آٹھ پہر آپ سے باہر — اللہ کہان پہونچے ہو تم کتنے رسا ہو

قضاے کار چنار آتشخوار بادشاہ طلسم چنار تخت پر بیٹھا ہی مگر فکر مند ہے نجومیون سے

جو پوچھا نجومیون نے کہا کہ طلسم کشا زندہ ہو آپ کو گمان ہو کہ گھوڑا مُردے کو لے گیا وہ
زخمی ہوکر نکل گیا اسنے ہرکارے واسطے خبر کے جابجا روانہ کیے کہا خبر لاؤ ہرکارون نے
جو لشکر بادشاہ کو اس شوکت وشان سے دیکھا خبرین لیکر بھاگے سامنے چنار کے آکر ہو پہنچے
بیان کیا کہ فلان صحرا مین بادشاہ اسلام مع لشکر فروکش ہین ہرکارون کو یہ دریافت
نہین ہوا کہ ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی ہمراہ ہین چنار کو ثابت ہوا کہ لشکر غیر ساحران
بادشاہ اسلام لیے اُترے ہین پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہے کہ
جاکر بادشاہ کو گرفتار کر لائے سہمان بیرکش جارسی پہلوانون کا افسر ہو ستر ہزار فوج
لیکر چلا یہان بادشاہ فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمان مع فوج آکر مقابلے مین
اُترا بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی جب سہمان نے طبل جنگی بجوایا تو یہان بھی نقارہ
رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بادشاہ نے منع کردیا کہ کوئی ساحر ساتھ نہ آئے ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے عرض کی
کہ ہم دور سے تماشا دیکھین گے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا دور سے تماشا دیکھو دشمن کو
ثابت نہو کہ جادوگر ہمراہ ہین دور ایک پہاڑ پر ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار آکر ٹھہرین
جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا سہمان بیرکش نے
گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ثریا سے تاجدار مرکب بادرفتار بڑھا کر سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا اور دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اے بہادر تم
تماشا دیکھو اس کافر مردود سے ہم مقابلہ کرینگے جنگ کو طول نہونے پائے سہمان
آوازین دے رہا ہو کہ اے فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے
جو ثریا کو روکا ثریا نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی عرض کی کہ غلام نثار ہو جائیگا اے شہریار
کسقدر مقام غیرت ہو کہ مین لے مرکب نکالا سب نے دیکھا کہ غلام آپ کا نکلنے کو ہے
سب بدنام کرینگے ناچار ہوکر بادشاہ نے اجازت دی ثریا سے تاجدار گھوڑا بڑھا کر
برائے مقابلہ سہمان بیرکش چلا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو قصد ہے کہ قریب اس

مغرور کے پہونچون تو ایسی اوجھڑ لگاؤن کہ گینڈے سے گر پڑے سہمان نے جو ثریا کو ستے
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ المدد یا خداوند ہفت پیکر یہ جو سہمان نے آواز
دی صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک آہو جنگل سے دوڑتا ہوا آیا قریب مرکب ثریا
پہونچکر چاہا کہ مرکب پر سینگ مارون ثریا نے نیزے کا ہاتھ اٹھایا کہ نیزے مین اسکو
چھیدلون جیسے ہی نیزہ اٹھایا وہ آہو سامنے سے بھاگا ثریا نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالدیا
جنگل مین جاکر وہ آہو بھی نابود ہوا ثریا ے تاجدار بھی غائب ہو گیا بادشاہ کو بہت ہی
ناگوار ہوا چاہا کہ مرکب نکالون فولاد قزاق گینڈا بڑھاکر سامنے بادشاہ کے آیا عرض
کی کہ اس وقت آپ کے رفیق نے عجب حرکت کی کہ حریف زبردست سے مقابلہ
نہ کیا آہو کے تعاقب مین جاکر غائب ہوے اب وہ اسکو مار کر پلٹین گے غلام کو حکم ہو
کہ اپنے افسر کا معاوضہ کرون اس مغرور کو باندھکر لاؤن بادشاہ نے ناچار ہو کر اجازت
دی فولاد قزاق چلا گینڈے پر کجک مارتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی جھٹ پٹ جاکر اس سے
ہمنبرد ہون کہ سہمان نے پھر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مدد دیکھیے کہ پھر صحرا سے
گرد اڑی وہ ہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا مگر سینگون سے خون ٹپکتا ہوا فولاد
آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا قریب آکے پہونچا چاہا نیزہ مارون سنان نیزہ
پر اٹھالون کہ آہو چوکڑی بھرکے بھاگا فولاد بھی اسکے پیچھے چلا بادشاہ نے کلمۂ لاحول
پڑھا فرمایا کہ یاروبہ کیا معرکہ ہی ثریا کو بھی آہو لگا کرلے گیا فولاد بھی اسی کے تعاقب
مین گیا اے فیروزہ بڑھکر خبر تو لو صحرا مین کیا معرکہ ہی یہ جوان جاکر کہان غائب ہوتے ہین
فیروزہ بن عمرو طرف جنگل کے چلا صحرا مین آکر دیکھا کہ ثریا و فولاد کا پتہ نہین معلوم
ہوتا لیکن وہ آہو چرا کر رہا ہی فیروزہ کو جو آہو نے آتے دیکھا ایک جانب بھاگا فیروزہ
تعاقب مین آہو کے چلا تھوڑی دور جاکر ایک چاردیواری تھی آہو جست کرکے اُس
چاردیواری مین گیا فیروزہ گرد چاردیواری کے چرخ مارنے لگا ایک پہلو پر آکر دیکھا
کہ بجاے دروازے کے ایک دریچہ کھلا ہوا ہے فیروزہ کنارے آیا رنگ وروغن
عیاری کا نکالا ایک گوالے کے لڑکے کی شکل بنکر تیار ہوا گوری صورت کرتہ آبِ رواں

کا پہنے ہوئے ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی بوٹی بھڑکتی ہوئی دریچے کے
سامنے ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بیٹھ گیا یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا — گریبانِ کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک — حبابِ دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صیادافگنی نے — کہ مرکر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دم خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشتِ خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
کہاں خونریز عالم اور ایسا — غنیمت تجکو او سفاک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم ای جنون مین — جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
ٹھہرا ای حسرت دل او تجکو — انیس خاطر غمناک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو — غلام سرورِ لولاک پایا

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ کھڑکی کھلی ایک کنیز نے جھانکا اور ہنستی ہوئی
پلٹ گئی فیروزہ نے اور ٹھمری شروع کی خوب تانین مارین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
حسین چہاردہ سالہ پائینچے سنبھالے ہوئے پشت پر وہی کنیز جو جھانک کر بھاگی تھی
رومال ہلاتی آتی ہی اُس نازنین نے فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ اُٹھ کر قریب آیا اُس کنیز نے
ہاتھ تھام لیا کہا ارے لڑکے ادھر آ کر گا۔ کیون زمین پر بیٹھا ہی ہماری حضور بلاتی ہین ایسا
تیری آواز مین لطف تھا کہ خود چلی آئین فیروزہ نے ڈر کر کہا کہ امان نے صبح کو گھر سے
نکال دیا کہ جاؤ بیٹا کما لاؤ مین تلاش معاش مین نکلا ہون یہ کہتا ہوا باغ مین آیا باغ کو سرسبز
و شاداب دیکھا مگر ہزارہا طائر غل کر رہے ہین درختون پر یکساں زینت بیٹھے ہین وسط
باغ مین چبوترہ تھا وہان آکر وہ نازنین بیٹھی فیروزہ سامنے حاضر ہوا اُس نازنین نے
کہا کہ کیون میان لڑکے تمھارا مکان کہان ہی لڑکے نے کہا کہ سامنے گاؤن ہے جہان پر

بھول کے پڑ گئے ہین اور بھینسین بندھی ہین ناز نین نے کہا کہ محلے کا نام بتاؤ کہا حضور نانی
اس شخص کی بی نہالو ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین اُنکی وجہ سے اُس محلے مین
ہلڑ رہتا ہی جب آپ وہان آئیے گا معلوم ہو جائیگا دو چار غش مین پڑے ہونگے
دو چار سنکھیا لیے بیٹھے ہونگے کچھ فقیر بنے ہونگے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بی نہالو کا یہی
مکان ہی دن بھر دروازے پر کھڑی رہتی ہین آئندہ و روند کی خاطر و مدارات مین مصروف
رہتی ہین کبھی نانی امان نے کسی سے انکار نہین کیا لڑکے دروازے پر کھیلا کرتے ہین
آٹھ پہر دل لگیان کیا کرتے ہین اُنکو راضی کرتی ہین اس طرح جو بھولی بھولی باتین لڑکے
نے کہین کہ نسیم سحر خیز ہنسنے لگی کہا کہ ای لنترانی تمنے اس نگوڑے کی باتین سنین لیکن اسکو
بٹھاؤ مین انتظام جنگ مین مصروف ہون لڑکے نے کہا کہ حضور کس سے لڑائی ہی نسیم نے
کہا کہ ارے بیوقوف کیا تجھے بتائین مین چاہتی ہون کسی کو سمہان کے مقابلے مین نہ جانے دون
دو افسر لشکر اسلام کے آکر قید ہو چکے اب وہ خود مقابلے مین نکلا چاہتے ہین یہ تو فیروزہ
سمجھ گیا کہ میری باتین اسکو پسند آئین دامن پکڑ کر کہا کہ حضور بیٹھ جائین تو مین دو چار شعر
سناؤن نسیم نے کہا کہ صاحبزادے مجھے امورات ضروری سے فرصت نہین مگر تمھاری
آواز سنکر ایسا دل بیقرار ہوا کہ تمکو بلا لائی یہان رہو شام کو بہ اطمینان جلسہ کرین گے
گانا فیروزہ نے کہا کہ ایک چیز تو سن لیجیے اور جام شراب پیجیے کہ طبیعت کو سرور ہو رنج و
ملال دل سے دور ہو تو گانا پسند آئے گلابیان تو صحبت مین رکھی تھین فیروزہ نے
جام بھر کے نسیم کے قریب لایا کہا کہ اسے نوش فرمائیے نسیم نے ہنس کر جام لیا طرف نخل کے
دیکھا نخل سے ایک طائر اُچھلا اُسنے آواز دی کہ ای نسیم ہوشیار رہنا خبردار شراب نہ پینا نسیم
نے نگاہ تند جام پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا نسیم نے جھلا کر آواز
دی کہ ارے تو کون فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکلون نسیم نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا
کہ فیروزہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی بن گیا نسیم نے
کہا کہ مین جانتی تھی عیار ضرور آئیگا جب تو نے گایا اور تیری آواز آئی طائر اچھی وقت نے
آگاہ کردیے تھے مگر مین نے غفلت کی یہ باغ دستان سحر سے معمور ہی کسکی مجال ہی کہ جو

یہان آسکے اب بادشاہ کو بھی بلوائی ہون یہ کہہ کے آواز دی کہ ای غزال رعنا جلد جاؤ
بادشاہ کو لگا کر لاؤ فیروزہ نے دیکھا کہ وہی آہو گوشہ باغ سے پیدا ہوا چوکڑیان بھرتا ہوا
چلا یہان سہمان نے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ اسلام تمھارے رفیق سفلہ مزاج تعاقب آہو مین
گئے اب آپ میرے مقابلے مین آئیے بادشاہ نے مرکب بڑھایا چاہا کہ مقابلے مین سہمان کے
پہونچون کہ وہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا بادشاہ نے بھی آہو پر گھوڑا ڈالا جنگل مین جاکر
غائب ہوے اہل لشکر روتے پیٹتے ہوے پلٹے سہمان یہ کہکر پلٹ گیا کہ کل سبکا خاتمہ کرونگا
بالاے کوہ سے یہ سب معاملہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے دیکھا گلعذار نے سرو شمشاد قد
سے کہا کہ تو نے تمنے دیکھا کہ یہ کیا تھا نیا شعبدہ کھیلا گلعذار نے کہا کہ یہ سحر نسیم سحر خیز کا تھا
مین جاکر باغ مین اُسکے دیکھون سرو نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی یہ دونون پرپرواز پیدا
کرکے چلین یہان نسیم سحر خیز غزال کو روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ آہو بھاگا ہوا آیا عقب مین
آہو کے بادشاہ بھی پہونچے باغ مین آتے ہی بوے گل وغنچے سے بیہوش ہوے گھوڑے
سے گرے نسیم نے اشارہ کیا کنیز نے جاکر مسلسل ومطوق کیا کہا کہ قید خانے مین لیجاؤ کنیز قید خانے
مین بادشاہ کو لے گئی بادشاہ نے قید خانے مین جاکر دیکھا کہ فرمانرواے تاجدار و فولاد
قزاق و فیروزہ مسلسل بیٹھے ہین فیروزہ بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای شہریار آپ یہان
کیونکر پہونچے بادشاہ نے حال بیان کیا کہ تھوڑی دیر مین دو زنگی آئے چارون قیدیون کو
کشان کشان سامنے نسیم کے لائے نسیم نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو جلادون نے
اُسی وقت دارین استاد کئین جلاد خنجر کھینچ کر سر پر چارون کے آئے گردنون پر کوئلے کے
خط دیے اور شلنگین لگانے لگے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم حکم اول ہر سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے
قتل کرنا ہمارا کام ہو جلانا ہمارا کام نہین نسیم نے پکار کر آواز دی کہ یہ دشمنان خداوند ہین
انکا قتل کرنا واجب ولازم ہو فیروزہ نے جو دیکھا کہ جلاد آمادۂ قتل ہین آنکھون سے آنسو
جاری ہوے طرف آسمان کے دیکھا بیقرار ہو کر پکارنے لگا کہ ای خالق زمین وآسمان داور
رب دوجہان ہم سب کو اس عذاب الیم سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین۔ نظم

قطرہ قطرہ مثل دریا مظہر اظہار تست		ذرہ ذرہ صورت خور مطلع انوار تست

بازِ ہر دم ہر لب تقریر بر اقرار تست — ہر زبان ذاکر بہ اہل ذکر از اذکار تست
برق رخشان روشن از رخسار پر انوار تست — ابر نیسان فیض یاب از دست گوہر بار تست
در جہان مستغنی از چارہ گری آزار تست — فارغ از درد و الم ہر عاشق بیمار تست
ہر کس از فرمان روایان و سران سرزمین — سر نہادہ از اطاعت بر در دربار تست
ہر مسلمان سرنگون دارد بہ محرابِ سجود — گردنِ ہر برہمن در رشتۂ زنار تست

بلکہ بلک کر سب ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگ رہے ہین بادشاہ کو بھی یقین کامل ہو گیا کہ اب بچنا دشوار ہی نسیم نے اشارہ کیا کہ پہلے بادشاہ کے ہاتھ مار جلاّد نے جیسے ہی ہاتھ مارا برق چمک کر گری ہاتھ جلاد کا اڑ گیا جلاد چلاتا ہوا بھاگا دوسری برق گری کئی جلادوں کے سر اڑ گئے نسیم نے جو دیکھا کہ ہوا بگڑی طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک لکۂ ابر سے برقین گر رہی ہین نسیم نے لکۂ ابر پر گولہ مارا لکۂ ابر پھٹا دیکھا کہ دو نازنینان مہ جبین طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہین نسیم نے پکار کر آواز دی کہ اری گلعذار کیون طلسم جبار کو برباد کراتی ہو کیسے کیسے ساحر اس طلسم مین رہتے ہین گلعذار نے وہین سے گولہ پھینکا نسیم نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ گلعذار زمین پر آئی موتیون کا مالا گلے سے اتار اطرف نسیم کے پھینکا موتی جو ٹوٹے ایک موتی ان مین سے سر پر نسیم کے گرا نسیم جھوم گئی آنکھیں سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون ہر وقت آپ کو دعائیں دیتی رہتی ہون اتنو یہ کیفیت ہی ؎

کیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا — اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا
جوشِ سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان — دریا یہ وہ نہیں کہ چڑھا اور اتر گیا
اللہ ری سیاہی شامِ شبِ فراق — مجھ سا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
روزِ جزا بھی پاسِ وفا آ گیا مجھے — شرمندہ ہوئے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
چلا رہا ہون یادِ دلِ گم شدہ مین مین — ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگانِ اجل خواب تا کجا — تا جیب طول چاک قبائے سحر گیا
اب دستِ احتیاج اٹھانے سے فائدہ — برسون گذر چلے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن گلعذار نے کہا کہ ای نسیم بادشاہ کو رہا کرو فیروزہ نے کیا خطا
کی ہی اسکی ہتھکڑیان کاٹ دو ثریا و فولاد کو بھی رہا کرو بہت خوب کہکے نسیم بلبٹی اول
بادشاہ کی قید دور کی پھر فیروزہ کو قید سے رہا کیا فولاد و ثریا بھی رہا ہوے جب یہ
رہا ہو چکے گلعذار و سرو شمشاد قد نے باغ مین اپنا انتظام کیا طائران قدیم کو جلا یا
نئے طائر بنا کر بٹھا دیے نہرین کہ جو پانی سے مملو تھین اُنکی آب و تاب مٹائی نسیم ساتھ
ساتھ ہی کہتی ہے کہ ای ملکۂ عالم جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے آپ کی بہتری سے میری بھی
بہتری ہی اگر آپ کو رنج ہو تجا مجھے بھی ملال ہو گا یہ کہکر دونون شاہزادیون کو لیے ہوے
مع بادشاہ جمجاہ بارہ دری مین آئی سامان دعوت مہیا کیا جشن عیش و نشاط آراستہ
کیا عین گرمی صحبت مین گلعذار کے منھ سے نکلا کہ مجھ سے بڑی حماقت سرزد ہوئی کہ لوح
کو پاس نہ رکھا لوح قصر احمر مین ہی سیماے جادو ساٹھ ہزار ساحرون سے وہان کا
نگہبان ہی قصر مین کسی کے جانے کا حکم نہین ساحر اُسکے ساتھ کے طرف آسمان کے دیکھا کرتے
ہین جہان علامت سحر کی دیکھی سحر کرنے پر آمادہ ہوتے ہین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون نسیم
نے کہا کہ واری اگر مجکو حکم ہو تو مین جاکر لوح نکال لاؤن یقین ہی کہ اگر سیما دیکھ بھی لے تو تامل
کرے کہ مدت سے مجپر جان دیتا ہی جب اُسنے پیغام دیا مین نے انکار کیا اب اُسکو خیال ہی
اگر حکم ہو تو مین اُسکی صحبت مین جاؤن باتون مین اُسکو بہلاؤن آپ اتنے عرصے مین لوح
نکال لائیے مگر ہونا طلسم کشا کا ضرور ہی اور کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا سات گز رستے ایک
تختۂ سنگ پر رکھے ہین طلسم کشا بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالے لوح ظاہر ہو گی فوراً اُٹھا لے
اس بات کو ملکہ گلعذار نے پسند کیا نسیم نے جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی
گاتی دوپٹے کی باندھ کر چلی مثل ہوا کے جاتی ہی سیماے جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی ملازمون
نے خبر دی کہ ملکہ نسیم آتی ہین جھونکے ہوا کے سرد کے چل رہے ہین سیماے جادو بارگاہ
سے نکل آیا دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال کو اُڑاتے ہوے نسیم آتی ہی سیما نے پکار کے

آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان خوش نصیبی میری کہ تمھارا اس طرف گذر ہوا برای چند ساعت یہان تشریف لاؤ اپنے عاشق صادق کو سرفراز کرو نسیم نے طاؤس ٹھہرایا سیما سحر کر کے بلند ہوا آگے دامن نسیم کا پکڑ لیا نسیم ساتھ ساتھ سیما کے زمین پر آئی ٹہلتی ہوئی ساتھ سیما کے طرف بارگاہ کے چلی سیما نے اشارہ کیا سرداران فوج گرد آ گئے نسیم کو استقبال کر کے سیما اندر لایا لا کر مسند پر بٹھایا خدمت کرنے لگا گائنون کو اشارہ ہوا گائنین آ کر بیٹھین غزلین گانے لگین بارگاہ مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی گلعذار نے بعد جانے نسیم کے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا سرو شمشاد قد الگ سے چلی گلعذار بادشاہ کو لیے ہوے سر قصر احمر پر آ کر جھکی بادشاہ کو قصر مین اُتارا ساحرون نے بڑھ کر سیما کو خبر دی کہ ایک شعلہ آسمان سے قصر مین اُترا ہی سیما نے کہا کچھ نہو گا مین اسوقت معشوق کی خدمت مین مصروف ہون بعد مدت یہ دن نصیب ہوا کہ معشوق نے سرفراز فرمایا اب قصر احمر پر کوئی نہین آئیگا نسیم بھی باتین بنا رہی ہی سیما کو دام مکر مین پھنسا رہی ہی کبھی کہتی ہی ای سیما تمھاری محبت کو کبھی فراموش نہ کرونگی اب رسم آمد و رفت رہا کریگا اور ای سیما نہ گھبرانا آجکل بادشاہ طلسم ملول ہی بی گلعذار باغی ہو گئین عمارہ لوح اُنسے لے لیا گیا دیکھیے کیا کیفیت ہو سیما کہتا ہی کہ اب لوح پر میرا قبضہ ہی کسکی مجال ہی کہ قصر احمر کی جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھیے مین نے خوب انتظام کیا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی مین لیکن ملکہ گلعذار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے قصر احمر مین اُترین بادشاہ کو تخت سے اُتارا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک تختہ سنگ پر سات گلدستے سر سبز و شاداب رکھے ہین بادشاہ نے جو اُنپر نگاہ ڈالی غنچے چٹکنے لگے پھولون کو گردش ہوئی شاخین ہاتھ بڑھانے لگین بادشاہ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک گلدستے مین لوح طلسم چنار مثل قرص قمر چمک رہی ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ گلدستہ بلند ہوا بادشاہ نے لوح کو اُٹھا لیا گلدستے مین آگ لگ گئی جل کے خاک ہوا بادشاہ نے لوح کو دیکھا پیشانی پر لکھا تھا این لوح طلسم چنار ست بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ گلعذار اب مین قصر سے نکلتا ہون فوج سیما سے لڑائی پڑیگی یہ فرما کر پھاٹک کھولا باہر نکلے ساحرون نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مسلح و مکمل قصر احمر سے باہر آتا ہی غلغلہ کرنے لگے

یاروں اس جوان کو مار لو اندر قصر کے یہ کیونکر ہوسکتا ساحر سحر کرتے ہوئے بڑھے جسنے سحر کیا
بادشاہ نے لوح کو چمکایا سحر اُسکا باطل ہوا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا کئی سو ساحر مر کر گرے غلغلہ جو ہوا سیماے جادو خوش بیٹھا تھا معشوق سے باتین کر رہا تھا
گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہے کہ ایک ساحر نے بڑھ کر عرض کی حضور قصر احمر کے اندر سے
بادشاہ جو نکلے لوح لیے ہوئے سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا ساحرون سے لڑ رہے ہین کئی سو ساحر
مر کے گر چلے سیما نے گھبرا کر کہا کہ یار و اندر قصر احمر کے کسطرح پہونچا نسیم نے کہا کہ تمھارا وقت
انتقال قریب آیا ارے بیوقوف جل کر مارے ایک آدمی کا مارنا کتنی بڑی بات ہے تو ٹھہر جا مین
جا کر قتل کرون مجھے تیری زندگی سے مطلب ہے سیما خوش گیا نسیم کو یہ بیقراری تھی کہ بادشاہ
اکیلے ہین ایسا نہو دشمنون پر کوئی چشم زخم پہونچے دونون شاہزادیان عاشق جمال شہریار مین
نسیم یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی سیماے جادو تو خوش ہے کہ میرا اسقدر پاس ہے کہ آپ لڑنے
جاتی ہے اُس شخص سے کہ جو صاحب لوح ہے نسیم نے نکل کر دیکھا کہ ساٹھ ہزار ساحرون مین
بادشاہ گھرے ہوئے ہین مگر تلوار ہاتھ مین ہے شیرانہ جنگ کر رہے ہین بعض ساحر دور سے
تیر مارتے ہین نیزے مار کر بھاگتے ہین بادشاہ کے جسم سے خون کے قطرے بہ رہے ہین نسیم کی
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہ ایسے آفتاب جمال پر یہ آفت فوراً بڑھ کر سحر کیا موتیون کا مالا
کھینچ مارا کئی سو موتی ٹوٹے جسپر وہ ٹوٹا ہوا موتی گرا جل کر خاک ہو گیا کئی ہزار ساحر مر کے
گرے مرنے کا ساحرون کے جو ہنگامہ ہوا سیماے جادو بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا نسیم
سامنے کھڑی ہے دمبدم سحر کرتی ہے کہ ہزار ہا ساحر مارے گئے سیما نے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم
یہ کیا کرتی ہو فوج پامال ہوئی جاتی ہے نسیم نے جواب دیا کہ مین تو سحر بادشاہ پر کر رہی ہون وہ
لوح چمکاتے ہین اُسی کا یہ باعث ہے کہ ساحرون پر سحر گرتا ہے تم خود سحر کرو حال کھل جائیگا
کہ ملکہ گلعذار بھی اُسی قصر سے نکلین اپنے کو سنبھالتی ہوئی نکلتے ہی سحر کیا کہ ساحرون پر اندھیرا
چھایا برق آسمان سے گرنے لگی جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار ساحر مر کر گرے
نسیم نے کہا کہ ای سیما لو غضب ہوا خود گلعذار بھی ساتھ ہے اُسی نے لوح دلوائی ہین جا کر
اُسے مارتی ہون یہ کہکر بڑھی خبردار خبردار کرتی ہوئی قریب گلعذار کے پہونچی آواز دی کہ تو

مین بھی ائی وہ بیحیا اب تک مبہوت ہو رہا ہی مجکو اپنا دوست سمجھا ہی بادشاہ کو بچاؤ ایک طرف سے نسیم نے سحر کیا ایک طرف سے گلعذار نے مٹھی بھر ماش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر سر ٹکرا کر مر گئے سیما نے پکار کر آواز دی کہ ای نسیم تو نے تو آندھی کو حکم دیا ساحر سر ٹکرا ٹکرا کر مر رہے ہین اب تو انکو نسیم نے للکارا کہ او بیحیا تیرا وقت مرگ قریب آ گیا مقام شکر ہی کہ طلسم کشا نے لوح پائی اب خیار کی جان کی خیر منا ؤ اہل طلسم کو بچاؤ یہ سنکر سیما گھبرایا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی سرو شمشاد قد بھی آکر پہونچی دور سے اسنے دیکھا بادشاہ جمجاہ ساحرون مین گھر گئے کھڑے ہین اور لڑ رہے ہین نسیم و گلعذار نے زمین ہلا دی ہی سرو شمشاد قد بھی آکر شریک جنگ ہوئی سحر کرنے لگی سیما نے جادو چھلا کر نسیم پر جا پڑا کئی گولے مارے نسیم نے وہ گولے کاٹے جو گولا کٹا اسمین سے دھوان نکلا کئی سو ساحر نابینا ہوئے سیما لڑتا ہوا قریب نسیم کے پہونچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نسیم نے تلوار کو سپر سحر پر روکا روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیما نے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی اسمین سے دھوان نکلا نسیم چرخ کھا کر گری سیما نے چاہا کہ سر کاٹ لون گلعذار نے سحر کیا دو زنگی سیہ رو تیرہ دروں موٹے موٹے ہونٹھ زمین سے پیدا ہوئے گرد نسیم کے پھرنے لگے جب سیما نے ہاتھ مارا سپر بڑھا دیا اپنے سر پر تلوار لیتے تھے سیما نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگیون کے سر زخمی ہوئے لیکن نسیم کے پاس نہین جانے دیتے بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نسیم بیہوش پڑی ہی سیما جادو قتل کی فکر مین ہی دوڑ پڑے للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی اس بیہوش کو نہ قتل کرنا یہ کہکے بڑھتے بڑھتے قریب سیما کے پہونچے سیما نے جو بادشاہ کو قریب دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے لوح کو چمکا کر وار اسکا خالی دیا لوح جو چمکی سیما حیران ہو کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے ہاتھ تیغہ قمقام کا مارا تیغہ برق تاب دست زبردست بادشاہ جمجاہ تلوار چمک کر گری یا تو سر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا سیما کے دو ٹکڑے ہوئے سیما کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا برف باری و سنگباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیما ہے جادو بود قصر احمر گرا جل کر خاک ہوا ساحران مین جا در ہلنے لگی بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار ساحر مطیع اسلام ہوئے بادشاہ نے نسیم کو بھیجکر کل لشکر اپنا اسی مقام پر بلوایا سارا لشکر آکر قصر حمر پر

اُترا سرحد قصر احمر پر ساحر وغیر ساحر ٹہل رہے ہین مگر سہمان بحر سوار نے صبح کو خبر سنی کہ
لشکر بادشاہ کا یہان سے کوچ کر گیا ہرکارون نے یہ خبر بھی بیان کی کہ بادشاہ قصر احمر
پر پہونچے لوح طلسمی بھی حاصل ہوئی نسیم سحر خیز ساحرہ شریک بادشاہ ہو یہ خبرین
سُنکر لشکر اسنے تیار کیا دس کوس ہٹ کر ایک مقام پر اُترا اکیلا بارگاہ مین بیٹھا سوچ
رہا ہی مین بادشاہ طلسم کو کیا جواب دون نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا وہ مطیع اسلام
ہوئی کہ عیار اسکا کھنگ صبا رفتار سامنے سہمان کے آیا مالک کو دیکھا کہ آنکھون مین
آنسو بھرے بیٹھا ہی کھنگ نے عرض کی کہ مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون سہمان نے کہا
کہ اے رفیق شفیق تجھپر سب حال ظاہر ہے مین نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا اُسپر نہین
معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ بادشاہ کی شریک ہوگئی اُسی کی وجہ سے لوح طلسم حاصل
ہوئی اب مین جاکر بادشاہ طلسم کو نامہ لکھون بادشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا عیار نے کہا
کہ آپ کیا چاہتے ہین سہمان نے کہا کہ اگر بادشاہ گرفتار ہو جائین تو میری بات بن جائے
عیار نے کہا کہ مین جاکر گرفتار کیے لاتا ہون آپ لیکر خدمت شاہ مین چلیے آپ کی بات
بنے سہمان کو مطمئن کرکے طرف بادشاہ اسلام کے چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر داخل
لشکر ہوا پھرتا پھراتا قریب بارگاہ بادشاہ پہونچا یہان صدہا کنیزین پھر رہی ہین جب شام
ہوئی گلعذار نے نکل کر طلائے کا سامان کیا جابجا سردار مقرر کیے جادوگرنیون سے کہا کہ
تمہارا جو بادشاہ کی حفاظت کرو یقین ہے چنار آتشخوار کو خبر ہوئی ہو بڑے بڑے ساحر
اُسکی خدمت مین ہین شاید کسی کو روانہ کردے کچھ جادوگرنیان عقاب و باز بنکے گرد بارگاہ
کے پھرنے لگین فولاد قزاق کہ فنون قزاقی مین طاق شہرۂ آفاق ہی طلائے کی گشت پر
آیا بازارون کا انتظام کرنے لگا عیار نے یہ سب معرکہ دیکھا پشت بارگاہ پر آیا ایک غار
مین بیٹھ کر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا نقب سے نکل کر دیکھا کہ بادشاہ
پڑے سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہی لوح طلسمی گلے مین ہی جھپٹ کر قریب آیا کفچے مین
داروئے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگادی بادشاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئے
عیار نے لپتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین اُترا نقب سے نکل کر طرف اپنے لشکر کے

بھاگا یہان فیروزہ نے جو ایک دوکان مین پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ بادشاہ پر ایک سگ سیاہ حملہ کر رہا ہو گھبرا کر اٹھا طرف بارگاہ کے چلا دروازے پر آکر دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین گھبرا کے اندر بارگاہ کے پہونچا پلنگ خالی پایا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی بادشاہ کو چرا کے لے گیا سب سردار گھبرا گئے فیروزہ نے سب کو اطمینان دیا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون نقش باد بھیجا جاتا ہو لیکن کہنگ لشتارہ لیے ہوے سامنے سہمان کے آیا سہمان نے اسی وقت مسلسل و مطوق کیا کہا لیجا کر قید کرو لشکر مین مشہور کر دو کہ مین زیر کر کے بادشاہ کو لایا ہون کل کوچ کرونگا خدمت شاہ طلسم مین پہونچا دونگا سب نے کہا بہت مناسب ہی جب قیدی زندان مغرب زنجیرون مین خطوط شعاعی کی جکڑا ہوا بر سر چرخ زبرجدی آیا سہمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو آپ باہر آکر بیٹھا لشکر تیار ہو رہا ہو کہ فیروزہ بن عمرو پھرتا ہوا اس لشکر مین آیا پوچھا کہ لشکر سہمان ببر کش ہو دریافت جو کیا سپاہیون نے بیان کیا کہ ہمارے آقاے نامدار طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب طرف طلسم کے جائینگے فیروزہ حیران ہوا کہ اب کیا کرون صورت بدل کر سپاہیون مین مل گیا ارادہ ہو کہ راہ مین عیاری کرونگا سب افسر تیار ہو کے سامنے سہمان کے آئے عرض کی کہ سب تیار ہین پیک سوار ہونے کی دیر ہے سہمان نے حکم دیا کہ گینڈا ہمارا تیار کر کے لاؤ چاہتا ہو کہ سوار ہو صحرا سے گرد اڑی نعمان ببر سوار بھائی سہمان کا واسطے شکار کے آیا تھا بھائی کا لشکر دیکھ کر چلا آیا سہمان نے استقبال کیا نعمان نے پوچھا کہ ای برادر کہان سے آتے ہو سہمان نے کہا کہ مین براے مقابلہ طلسم کشا گیا تھا بادشاہ کو زیر کر کے لایا ہون اب خدمت مین بادشاہ طلسم کے لیے جاتا ہون نعمان نے کہا کہ بھائی کیونکر مقابلہ پڑا بیان کیا کہ مین میدان مین نکلا وہ میرے مقابلے مین آئے مین نے نیزہ نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا یون زیر کیا وہان سے لے بھاگا نعمان نے کہا کہ ای برادر مین نے فرزندان حمزہ کو دیکھا ہو کہ ایک ایک جری بہادر صف شکن فنون سپہ گری مین طاق علم و فضل مین شہرہ آفاق ہین تھین

یقین کرتا کہ تمنے اس آسانی سے زیر کر لیا ہو جس شخص کا تم نام لیتے ہو یہ صاحبقران نامدار کا
پوتا ہی باپ انکے قباد شہریار کہ مشہور تھا سب فرزندون مین کمزور ہین یہ بھائی سے
بگڑ کر فرنگستان گئے تھے رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا اُسکے بدلے سامنے صاحبقران کے
سات طمانچے مارے تب صاحب قران سے ملے جسکو تمنے قید کیا ہی یہ اُسی قباد کا فرزند ہی
مین کیونکر کہون کہ تمنے زیر کیا میرے سامنے بلواؤ جب وہ شخص میرے سامنے اپنے زیر
ہونے کا اقبال کرے تب مجکو یقین آئے سہمان یہی کہے جاتا ہی کہ بھائی صاحب
زور مین کسکو دخل ہی مجھ سے کمزور ٹھہرا مین نے زیر کر لیا یہ باتین کرتا ہوا نعمان کو لیکر بارگاہ مین
آیا نعمان ہر مرتبہ یہی کہے جاتا ہی کہ میرے سامنے بلواؤ جب سہمان نے دیکھا کہ نعمان نہین مانتا
اپنے عیار کو بلوایا اُس سے کہا کہ قید خانے مین جاؤ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ کہ بھائی میرا ضد کیے ہوے
ہی تمسے پوچھیگا کہ تمکو سہمان نے زیر کیا تم اقبال کرنا مین تمکو رہا کر دونگا عیار نے کہا کہ مین سمجھا کر
لاتا ہون سہمان پاس نعمان کے بیٹھا لاف وگزاف کر رہا ہی کہنگ قید خانے مین آیا بادشاہ
اسلام کو سمجھانے لگا بادشاہ نے کہا کہ یہ لالچ کیون دیتا ہی کہ قید سے رہا کرینگے ہم کہدینگے ہمارا
کیا نقصان ہی کہنگ بادشاہ کو بخوبی سمجھا کر لیچلا جب بادشاہ دربار مین سہمان کے پہونچے مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی نعمان نے کہا ہی بادشاہ لشکر اسلام مثل مشہور رہی کہ
رسی جل گئی اور بل نہین جلا بادشاہ نے فرمایا کہ کیسی رسی اور کیسا بل تجھے کیون دربار مین بلوایا
ہی سہمان نے کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام جو کہنگ نے کہا ہی اور آپ سے وعدہ لیچکا ہے
مین نے آپ کو کسطرح سے زیر کیا ہی بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ہمکو سہمان نے زیر کیا ہی
نعمان نے کہا کہ مجکو یقین نہین بادشاہ نے کہا یا تم سچے ہو یا تمھارا بھائی سچ کہتا ہی نعمان
نے کہا کہ یہ بات آپ نے دو طرح کی کہی صاف صاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ سہمان کے
برابر کوئی نامرد نہوگا عیار کو بھیج کر جبراً منگایا اور اب یہ باتین بناتا ہی یہ سُنکر سہمان بہت جھلایا
کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام تمکو قضا لیکر آئی ہی فوراً قتل کر دونگا ورنہ صاف صاف کہو بھائی
کے سامنے مجھے حقیر نہ کرو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوے تو کیا افسوس ہی جو
تجھ سے ہو سکے قصور نکر سہمان اپنے مقام سے اٹھا تلوار کو جنبش دیتا ہوا نعمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا

کہ ای برادر تم غصہ نکرو مین زیر کرکے اسکا غرور توڑ ونگا یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ انکے جسم سے قید دور کرے سہمان کہتا ہی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو رہا ہونے کے بعد اس شیر کا گرفتار ہونا دشوار ہوگا نعمان نے کہا کہ ای بھائی کیون گھبراتے ہو مین اسکو زور سے زیر کرونگا جب آہنگر سامنے آئے اور چاہا کہ قید جسم سے دور کرین بادشاہ نے فرمایا ای نعمان آہنگرون کی کیا احتیاج ہی اگر وقت رہائی آگیا تو یہ قید آہن مثل تار عنکبوت ہی یہ فرما کے ہلکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی بیڑیان مروڑ ڈالین نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گہ می بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے پھینک دیا بغلون سے خون کے سرائے چلنے لگے نعمان لپٹ گیا دامن سے خون پاک کیا سہمان کو دیکھ کر آواز دی کہ ای برادر تو نے قوت کو اس جوان کی دیکھا کل فنون مین یہ وحید عصر ہین یہ کہکے بادشاہ کو ساتھ لایا برابر اپنے دنگل پر جگہ دی اور کہا کہ ای شہریار ایک مہینہ آرام فرمائیے بعد ایک مہینے کے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ایک مہینے کی کیا ضرورت ہی نعمان نے کہا کہ آپ قید خانے مین رہے کیا کیا صدمے سہے آرام فرمائیے جلدی کیا ہی کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ ہوئیگی بادشاہ نے فرمایا کہ جو طاقت خدا کی دی ہوئی ہی وہ ہر وقت موجود ہی فوراً طبل جنگی بجواؤ ہماری طرف سے بھی تمہین طبل جنگی بجواو نعمان نے ناچار ہو کر طبل جنگی بجوایا مگر بادشاہ کے لیے سامان علیش ونشاط مہمن کر دیا گانین خوش گلو شراب وکباب کا چرچہ ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جمع ہوے مگر بادشاہ فوراً دنگل سے کودے نعمان کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ ای نعمان اٹھو جس فن کا تمکو امتحان منظور ہو مین حاضر ہون یہ کہکے ایسے طعن وتشنیع نعمان کو دیے کہ نعمان ناچار ہو کر اپنے مقام سے اٹھا اکھاڑے مین پھاندا بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑا سہمان کو بڑا تردد ہی کہ بھائی صاحب نے بڑی جہالت کی نعمان وبادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا بادشاہ نے ہاتھ گردن پر نعمان کی رکھا نعمان کا سر جھکنے لگا حیران ہی کہ دیکھون اس جوان سے کیا گذرے تڑپ تڑپ کر

لڑنے لگا بادشاہ اسکے زور سنبھال رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ثریا سے تاجدار و
سلطان زرین پوش و فولاد قزاق وملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد وغیرہ لشکر ساحران و
غیر ساحران لیکر آتے ہین ثریا نے جو دیکھا کہ ہمارے بادشاہ لڑ رہے ہین تلوار کھینچے ہوے
قریب آیا کہتا تھا کہ ای شہریار آپ جائیے مین اس مغرور سے سمجھ لونگا سعد نے فرمایا کہ ای
برادر تم تماشا دیکھو حال کھل جائیگا یہ فرماکر چمک چمک کر لڑنے لگے سب دیکھ رہے ہین کہ جہان
بادشاہ پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے اور جب لغمان بادشاہ کو پکڑ لاتا ہی بادشاہ
مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین پھر پھر لغمان اُلجھ اُلجھ کر لڑا آخر ایک مقام پر آواز دی
کہ ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون یا تو مین نے آپ کو زیر کیا یا خود زیر ہوا دونون
مونڈھے تھام کر سینے مین بادشاہ کے سر اُڑا یا ریل کر لے دوڑا بادشاہ دم کے بھر و سیے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین نوین قدم پر لغمان نے بکہ مارا بایان گھٹنہ بادشاہ کا جھکا
لغمان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اُسے بھی اُکھیڑ لیتا
مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اب بادشاہ اپنے مقام سے
اُٹھے دونون مونڈھے تھامے سینے مین سر دیکر لے دوڑے بیس اکیس قدم پر لا کر بکہ مارا کہ دونون
گھٹنے لغمان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ ستون
کیے نعرہ شیرانہ کر کے زور کیا پہلے زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون لغمان نے کہا کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کر تے
ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین گراتے مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا لغمان
قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ تابعدار ہون شکر ہی کہ مین نے ایسا آقا ے نامدار پایا مدت سے آپ
لوگون کے اوصاف سنتا تھا شکر ہی کہ آج رسائی حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ زبان سے فرمایا
لغمان کلمہ طیب پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا اسمعان سے پلٹ کر کہا کہ ای برادر تم بھی مسلمان
ہو اور اس شہریار کی اطاعت کرو سمعان نے دست بستہ کہا کہ ای برادر جسکی بدولت نجات
کی مجھے اُسکی اطاعت مین کیا عذر ہی یہ کہکے بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا یہ بکر
مسلمان ہوا مگر دل مین یہ خیال ہی کہ کسی طرح بھائی کو سزا دون ان دونون کو گرفتار کرون

ظاہر مین بہت سے عذر کیے سہمان بھی پہلو مین آکر بیٹھا بیچ مین بادشاہ بیٹھے ہین کہ دوران بادشاہ بھی آنے لگے ثریا سے تاجدار اترتا ہوا آیا سہمان سے کہنے لگا کہ اے سہمان اگر تم مسلمان ہو چکے ہوتے تو مین قیامت برپا کرتا بارگاہ مین دریاے خون بہا دیتا لیکن اب تم مطیع اسلام ہوے برادر دینی ہو جو سردار آیا اسنے سہمان کو بہ نگاہ تند دیکھا سہمان کانپ کر رہجاتا ہے آخر بادشاہ اُس سردار کو بٹھا لیتے ہین دورہ سرداران نامی کا بندھا ہوا ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی آکر بیٹھین فیروزہ نے عرض کی کہ حضور اب براے فتح طلسم جائین ایسا نہو کہ حاکمان مرحلہ کچھ آفت برپا کرین بادشاہ نے فرمایا کہ کل صبح کو مین جاؤنگا

فیروزہ بن عمرو نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان ماہ رو و مطربان خوش گلو جمع ہوے نظم

ہر شجر سر سبز ہے کہتے ہین آتی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہو پتے سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہو بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہو بہار

حال ہو جاتا ہو ابتر رنگ عاشق کیطرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہے بہار

غیر ممکن ہے کہ چھوٹے بے ہنسائے صبح کو
رات بھر غنچون کو کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائین بے سبب آتی نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہو بہار

اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہے بہار

بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہے اُسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چراتی ہو بہار

غالبا معشوق ہو یہ بھی کسی کی ورنہ کیون
آپ کو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہے بہار

آمد فصل خزان سے لطف رخصت ہی نسیم
چلیے اب سوے چمن ہنستے ہین جاتی ہو بہار

جلسۂ عیش و فرح آراستہ ہو مگر سہمان اس فکر مین ہو کہ بھائی صاحب نے غضب کیا کہ اسلام

شکار میرے ہاتھ سے چھڑوایا کوئی پہلو پاؤن تو بادشاہ کا سر کاٹ کر لیجاؤن بادشاہ طلسم کیسے
خوش ہونگے کہ جب طلسم کشا لوح پاچکا تب اُسکو قتل کیا شب اسی جشن مین گذری دن بھی گذرا
شام کو ثریاے تاجدار نے کہا کہ صاحبو جملہ سرداران صف شکن تیغزن جمع ہین طلسم کشا کی
حفاظت واجب ولازم ہی آج کی شب سب صاحب جاگین اور طلایہ دین سب سے پیشتر
سہمان یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اپنے آقا کی حفاظت مین کرونگا بارگاہ شاہی پر میرا پہرا رہیگا
لغمان بھی ساتھ ہی اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ساتھ رہونگا ثریا نے
دونون کو گرد بارگاہ بادشاہ مقرر کیا اور آپ بازار تاجران مین گیا طلایہ پھرنے لگا سہمان
اس فکر مین ہی کہ لغمان کو کیونکر ہٹاؤن تو مین بارگاہ مین جاکر بادشاہ کو قتل کرون بڑے
اہتمام سے طلایہ پھر رہا ہے دمبدم روبروے بارگاہ آتا ہی لغمان کو دیکھ کر پھر جاتا ہی جب
زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو سہمان نے لغمان سے کہا کہ ای برادر ثریا کی تو خبر لو
بازار تاجران مین تنہا ہی لغمان کا تو دل نہ چاہتا تھا لیکن سہمان کے کہنے سے مجبور ہوگئے
گھوڑا بڑھایا طرف ثریا کے چلا سہمان نے تنہائی پائی گینڈے سے اُترا سوارون کو ہٹا دیا
کہا نشست بارگاہ پر جاؤ سوار اُس طرف گئے سہمان نے پردہ اُٹھایا دیکھا کہ بادشاہ غافل
سو رہے ہین تلوار کھینچ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کے دیدۂ ظاہری بند ہین مگر دیدۂ
باطنی وا ہین اپنے والد نامدار کو عالم خواب مین دیکھا کہ سامنے کھڑے ہین سعد نے
سلام کیا برخوردار کہ کے فرمایا کہ ای نور نظر لوح طلسمی تمنے حاصل کی مگر ایسے غافل سوتے ہو
ذرا ہوشیار ہو جاؤ سعد شہریار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان سیاہ پوش تیغے کا وار
کرچکا ہی بادشاہ نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا سہمان کی تلوار ران پر بادشاہ کی چری
کرتا ہوا استخوان پہونچی بادشاہ خون مین نہا گئے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ ای سردار وسہمان مجکو
قتل کرتا ہی سہمان نے دوسرا ہاتھ مارا اپنے نزدیک کام تمام کرکے بھاگا لغمان راہ مین تھا
نعرۂ شاہ کی آواز سنکر پلٹا ثریا نے سامنے سے دیکھا کہ لغمان آتے آتے پلٹا پکار کر کہا کہ
ای برادر خیر تو ہی لغمان نے پلٹ کر آواز دی کہ جو مجکو خوف تھا وہی ہوا بادشاہ کے نعرے
کی آواز آئی کہ سہمان مجکو قتل کرتا ہی ثریا نے لغمان کے پیچھے گھوڑا بڑھایا مگر کلیجہ دھڑکتا ہو کہ اگر

پروردگار خیر کیجیو لغمان اُس وقت پہونچا کہ سہمان بارگاہ سے بادشاہ کی نکلا ہی گینڈے پر
تیغہ خون چکان لیے ہوے سوار ہو رہا ہی لغمان نے للکارا سہمان بھاگا گینڈے کو مارتا ہوا
چلا لغمان اول بارگاہ مین آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ بادشاہ اسلام دریاے خون مین غوطہ
مار کر بیہوش پڑے ہین لغمان سمجھا کہ سہمان قتل کیے ہوے جاتا ہی پیچھے سہمان کے چلا سہمان
گینڈا بھگائے ہوے جاتا ہی مگر گینڈے پر قبضے مارتا ہی کہ کسی طرح نکل جاؤن لغمان نعرے
کرتا ہوا آتا ہی کہ او ملعون تو نے غضب کیا چراغ اسلام بجھا کر جاتا ہی کیا مین تجھے زندہ چھوڑونگا
تیرے قتل سے مُنھ موڑونگا سہمان بھاگا ہوا جاتا ہی جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بارگاہ
کلان استادہ ہی ہزارہا سوار و پیدل اُترے ہوے ہین سہمان نہایت ڈرا ہوا تھا اُسی لشکر کلان مین
داخل ہوا لغمان کی بھی آواز آئی کہ او بھگوڑے ٹھہر جا سہمان نے اور گینڈے کو مہمیز کیا دربارگاہ
پر پہونچا گھبرایا ہوا تھا مع گینڈے اندر آیا ایک پہلوان فیلتن کو مقام صدر پر پایا کہ ہتھیار
لگائے ہوے جھوم رہا ہی سہمان کو جو بدحواس پایا پوچھا کہ ای جوان خیر تو ہی کیون اسقدر
گھبرایا ہوا ہی سہمان دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ ای پہلوان دوران آپ سے فریاد لایا ہون آپکے
دامن مین چھپنے کو آیا ہون مجکو دامن پناہ دیجیے ایک ظالم میرے تعاقب مین آتا ہی اُسکے
ہاتھ سے بچا لیجیے اُس پہلوان نے کہ نام اُسکا عفریت سرکش ہی پہلو مین دنگل تھا اُسپر چڑھا لیا
کہا کہ ای برادر کسکی مجال ہی کہ تمسے آنکھ ملا سکے یا تمپر ہاتھ اُٹھا سکے عفریت سرکش میرا نام ای
اگر بہرام فلک آوے تو اُسکا بھی مُنھ بگاڑ دون شیر فلک کو پچھاڑ دون مگر اپنا حال
بیان کر سہمان نے ذکر شروع کیا ہی ابھی تمام و کمال کہنے نہین پایا ہی کہ لغمان آکے پہونچا
دنگل پر جو بیٹھے ہوے بھائی کو دیکھا آگ ہو گیا للکار کر آواز دی کہ او نامرد کہان آکر چھپا
ہی سوتے مین اُس شبیر کو قتل کر کے آیا ہی اُسکے رفیق تجکو زندہ نہ چھوڑینگے ٹم اٹھ سامنے آ
ٹھہر اکر سہمان نے کہا کہ ای پہلوان دوران یہی میرا دشمن ہی اسکو قتل کیجیے عفریت اپنے مقام
سے اُٹھا لغمان سے کہا کہ مین نے اسکو دامن پناہ دیا ہی اب اسپر ہاتھ نہ اُٹھا لغمان نے کہا کہ
نامرد ہی پہلے اسنے آقا کی اطاعت کی پھر سوتے مین اُنکو قتل کر کے بھاگا مین بے قتل کیے اسکو
نہ چھوڑونگا یہ کہکے چاہا جھپٹ کر سہمان کو پکڑ لون کھینچتا ہوا لشکر مین لیجاؤن عفریت سرکش نے ہاتھ

تلوار کا لغمان پر مارا لغمان غفلت مین تھا سر زخمی ہوا مگر لغمان جری و بہادر ہی لپٹ پڑا لیکن
زخم سر کھلا ہوا ہی خون بہ رہا ہی عفریت لغمان کو لے دوڑا جکر جو لغمان کو آیا لہرا کر گرا اور
بیہوش ہو گیا عفریت نے چھوڑ دیا غرور مین کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے اُٹھالیجاؤ
سہمان کہتا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا اور مار دیجیے اسیر عفریت بگڑتا ہی کہتا ہی کہ تو بڑا نامرد ہی کوئی
صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی مگر ثریا ے تاجدار جو دربار گاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارون کی
زبانی سنا کہ سہمان بادشاہ کو قتل کر گیا ثریا کے دماغ سے دھوان نکلا قہر و غضب مین طرف
صحرا کے چلا اُسی لشکر مین آیا لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی کہ ایک جوان آیا تھا بڑی اپنی جرأت کا
دعوی کرتا ہمارے آقا نے اُسکو زخمی کر کے ڈال دیا ثریا یہ ذکر سنتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا سہمان کی
صدا سُنکر اندر بار گاہ کے جانے لگا درگہ سالار نے روکا کہا کہ تم کون ہو کہ جو بے تکلف بارگاہ مین
ہمارے آقا کی جاتے ہو ثریا نے کہا کہ ہمارا گنہگار اس بار گاہ مین ہی اُسے جا کر سزا دینگے یہ کہکے
ثریا چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور غصہ مین کانپنے لگا
ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا کہ سر ڈھلکتا ہوا بار گاہ مین پہونچا عفریت نے کہا کہ
ارے درگہ سالار کو کسنے مارا سہمان نے کہا کہ اُس جوان کے ایسے ہی افسر ہین کوئی افسر آگیا
کہ ثریا نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ او سہمان بے ایمان تو نے غضب کیا کہ چراغ لشکر گل کر دیا
لغمان کو جو بیہوش دیکھا طرف سہمان کے چلا عفریت نے وہی کلمہ کہا کہ یہ میرے دامن پناہ
مین ہی اسیر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا ثریا نے کہا کہ سامنے آؤ جرأت دکھاؤ عفریت
بڑھا ہاتھ تلوار کا ثریا پر مارا ثریا نے بیخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا عفریت لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی اگر عفریت پانچ قدم ریل کر لیجاتا ہی تو ثریا دس قدم لیجاتا ہی عفریت اپنی
جان سے تنگ ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑے زبردست سے مقابلہ پڑا ہی دیکھیے کیونکر جان
بچے چاہتا ہی کہ پیچ کرون ثریا کا ہاتھ توڑ پر جاتا ہی عفریت دنگ ہو جاتا ہی یہان بادشاہ
جمجاہ کو سردارون نے آکر ہوشیار کیا کمیدان و رسالہ دارون نے آکر زخم باندھا بادشاہ نے
کہا ثریا و لغمان کہان ہین سرداروں نے عرض کی کہ اُسی بیحیا کے تعاقب مین گئے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ مر گیا لاؤ مین اپنے سرداروں کی جستجو مین جاؤنگا سلطان زرین پوش

قدمون پر گر پڑا کہا کہ حضور زخمی ہین غلام جا کے خبر لاتا ہی کہ فیروزہ نے آکر عرض کی کہ شہریار
عفریت سرکش ایک پہلوان ہی کہ اس صحرا مین اُترا ہوا ہی سہمان وہان پہونچا دامن پناہ
اُسنے دیا لقمان وہان جا کر زخمی ہوا بیہوش پڑا ہی ثریا جا کر اُس سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی
ہو رہی ہی مگر ثریا غالب معلوم ہوتا ہی بادشاہ یہ خبر سُنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے
پیچھے بادشاہ کے سلطان زرین پوش سلطان کے بعد فولاد قزاق جادوگرنیون نے
ارادہ کیا تھا مگر بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی ساحر میرے ساتھ نہ آئے ساحرون کے بغیر ساحر چلے
اُسوقت بادشاہ پہونچے کہ یہان جب پہلوانان عفریت نے دیکھا کہ ہمارا افسر حقیر ہو رہا ہی
اپنے مقام سے تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھے کہتے ہوے کہ یارو اس گستاخ کو مار لو اسنے
ورگہ سالار کو مارا اب ہمارے آقا سے لڑ رہا ہی ایک ایک وار کر کے سر اسکا کاٹ لو چالیس
پہلوان تلوارین کھینچ کر اُٹھے چاہتے ہین کہ ثریا کا سر کاٹ لین ثریا نے کہا کہ ای عفریت
یہ کیا صورت ہی یہ کیسی جرأت ہی انکو منع کر جب مین تجھ سے مہلت پاؤنگا تو انسے بھی موجود ہون
عفریت نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میرا کہنا بھی نہ مانو ایک ایک وار کر دو ایک جوان کہ سب مین
قد و قامت اُسکا بڑا تھا اُسنے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے مونڈھے پکڑ کے عفریت کو
سامنے کر دیا آپ زیر شکم عفریت چھپا اُس جوان کی تلوار شانے پر عفریت کے پڑی کہ شانہ
عفریت کا نشانہ ہوا عفریت نے جھلا کر آواز دی کہ او نمک حرام دیکھ تو میرا شانہ کٹا یون ہی
وار کرتے ہین وہ پھر تلوار چمکاتا ہوا چلا ثریا نے عفریت کو چھوڑا اُس جوان کی تلوار پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ جوان گرا ثریا نے اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل
کیا اب اور سب جوان ثریا پر آ پڑے ثریا اُنسے لڑنے لگا اس ہنگامہ مین لقمان کو بھی
ہوش آیا ہر چند کہ سر اسکا بھی زخمی ہی مگر تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ دونون جوان اُن چالیسون سے
لڑنے لگے عفریت نے کل اہل دربار کو اشارہ کیا سب نے ان دونون پر بلوہ کیا ثریا نے
کئی جوانون کو مار کر ڈال دیا سہمان ایک گوشے مین کھڑا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی لیکن ان دونون
کو زندگی سے یاس ہے لڑ رہے ہین کوئی نیزہ کوئی تلوار مارتا ہی ثریا نے دل کو طرف خدا
کے رجوع کیا پکار رہا ہی کہ ای خالق انس و جان و ای رب دو جہان اس کشاکش سے نجات

دے ہمکو ان ظالمون سے بچاے نظم

تو جلوہ میدہی اے صانع اکبر زہر صنعت	تو ظاہر میشوی ای کاتب قدرت زہر صورت
تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت	تو ہی سازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب	توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خوانند ترا دانند ترا خواہند ترا جویند	ترا سجدہ کنند ہر بندہ بر خاک عبودیت
تو بخشیدی بہ بندی طبع موزون سینۂ روشن	تو بنہادی برین عاجز ترین بندگان منت

بیقرار ہوکر جو ثریا نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ پر ہلڑ ہوا عفریت نے کہا
کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ملازم نے عرض کی بادشاہ آ گئے رفیق بھی اُنکے اُنکے ساتھ ہین آپکے ملازمون نے
اُنکو دربارگاہ پر روکا ہی مگر وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہین کئی سو جوان مار
ڈال دیے دربارگاہ پر دریا خون کا بہہ رہا ہی عفریت کو یہ سُنکر سناٹا آگیا یکایک پردہ
بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمشہمت افروز جہانداری چند
رفیق ساتھ تیغۂ قمقام سے بہم قطرات خون کے ٹپکتے ہوے ظاہر ہوے دور سے جو اپنے
رفیقون کو گھرے ہوے دیکھا وہین سے ایک نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پُر دغا۔ نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاوس و جم	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم	شہنشاہ ذیجاہ با عدل و داد	منم نور عین بن شاہ قباد

ای ثریا نہ گھبرانا مین آ پہونچی ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو ثریا نے جو بادشاہ کو
دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے جو سہمان کو دیکھا آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا پکار کر کہا او مکار کہان جاتا ہی تماشا دیکھ رہا ہی ارے عفریت تو نے اس نامرد کو
دامن پناہ دیا دیکھ کتنے کشتے لوٹ رہے ہین یہ فرماتے ہوے گھوڑے سے کودے فولاد قزاق
وسلطان زرین پوش شمشیرزنی کرتے ہوے بڑھے بادشاہ قریب سہمان کے پہونچے سہمان نے دیکھا
کہ ران پر زخم ہی پٹی جو کھل گئی ہی قطرات خون بہہ رہے ہین مگر بدستور ستانہ ہین سہمان نے ہاتھ تلوار کا

مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا تلوار روک کر اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا سہمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے
سپر کاٹ کر تلوار جو گری یا قبہ سپر پر جھکی تھی یا زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سہمان کے دو ٹکڑے ہو
عفریت نے جو دیکھا کہ میرا سہمان مارا گیا پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمنے بڑا ستم کیا کہ
مین نے جسکو وہان پناہ دیا اُسکو میرے سامنے مارا ما بدولت کو بہت ناگوار ہوا تمھاری جوانی پہ
رحم آتا ہے بہتر یہ ہے کہ قدمون کو بوسہ دو شاید خطا معاف کردون ورنہ تمسے خطاے فاحش
ہوئی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بموجب مضمون مصرع ؎ جواب جاہلان باشد خموشی ٭ یہ سوچ
کچھ نہ کہا عفریت سمجھا کہ مجھ سے ڈر گئے جواب بھی بات کا نہ دے سکے خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جواب مین ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار نے زمین کو
بوسہ دیا غریو ہوا کہ عفریت مارا گیا لڑائی مین کمی ہوئی مزاجون مین برہمی ہوئی بادشاہ نے
ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ہلہ مارا کہ ستون بارگاہ لہرایا بادشاہ نے چھوڑ دیا بارگاہ لہرا کر گری
کئی ہزار جوان دبے بادشاہ نے اپنے رفیقون پر سایہ تلوار کا کیا سب کو ساتھ لیکر نکلے
ملازمان عفریت نے جو دیکھا کہ اب فوج کا تار بندھ گیا ہمراہیان سلطان آئے فولاد
قزاق کے قزاق بڑے زور و شور سے آگر گرے قزاقون کی لڑائی تیرون کی بوچھار کی
نیزے ہلاتے ہوے آپڑے فوج عفریت کے ستھراؤ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے
آخر افسران فوج عفریت رومال سے ہاتھ باندھ کر فریاد کرتے ہوے سامنے آئے بعض
گھانس منھ مین دبائے کہ ہم لوگ بہت ناچار ہین بے افسر و بے سردار ہین بادشاہ نے
ہاتھ روکا تیس ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے بادشاہ نے کہا کہ آج اسی مقام پر اُتر ینگے
بارگاہ زربفتی عفریت کی استادہ ہوئی اُسمین سب سردار آئے زخمہ و زیان ہونے لگین
بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا سب سردار تو آئے مگر ثریاے تاجدار کو نہ پایا فیروزہ بن عمرو
کو بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو ثریاے تاجدار کہان ہے آوے ہم ساکی بھی
زخمہ وزی کرائین اُسنے آج بڑا شیرانہ کام کیا بڑے لطف سے جنگ کی فیروزہ گیا
تھوڑی ہی دیر مین آیا مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عرض کی کہ ای شہریار ہر کارے

کہ جو ہر وقت اسی کام پر مامور ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اُس وقت تک ثریا یہان موجود
تھا جب حضور نے سہمان وعفریت کو قتل کیا اور بارگاہ گرائی تھی جب آپ باہر آئے ہین
تب ثریا غائب ہوا ہرکارے عرض کرتے ہین کہ ثریا نے ایک پہلوان کو مارا اُس پہلوان
کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا جب روشنی ہوئی تب ثریا کو نہ پایا ہرکارے کہتے ہین ہمنے جستجو
کی جابجا ڈھونڈھا اُس شیر کو اس بیشے مین نہ پایا بادشاہ نے یہ خبر سنکر یاقوت پر ہاتھ مارا فرمایا کیون
فیروزہ یہ کسی جادوگر کا کام ہی کہ اُس شیر کو اُٹھالے گیا مین بدون ملاقات ثریا یہان سے
قدم نہ بڑھاؤنگا نہ برائے فتح مرحلہ جات جاؤنگا فیروزہ نے کہا کہ یہ نہ ارشاد فرمایئے آپ
لوح کو دیکھیے بموجب حکم لوح برائے فتح مرحلہ جات جایئے کیا عجب ہی کہ کسی مرحلے پر ثریا ملے
کسی ساحر کا اسطرف گذر ہوا افسر اعلی اُسکو جانکرلے گیا تلاش حضور پر موقوف ہے ملازمان
عفریت سے تحقیقات فرمایئے کیا عجب ہی کہ اُس شیر سے ملاقات ہو بادشاہ نے اُسی وقت
ملازمان عفریت کو بلایا اُنسے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ اس صحرا مین جو عفریت
نے لشکر اُتارا اُسکا باعث یہ تھا کہ سنگ انداز جادو اس پہاڑ پر رہتا ہی اُس سے عفریت
سے بڑی ملاقات ہی اُسنے لکھا تھا کہ دو چار دن یہان اُتریے ہم آپ کی دعوت کرینگے اور
ایک شی ایسی بنادینگے کہ بروقت جنگ کام آئیگی ہر شخص پر غالب ہوگی اس امید پر عفریت
یہان اُترا ہوا تھا کہ یہ معرکہ درپیش ہوا انجام حکم سنگ انداز نہ ہونے پایا کیا عجب ہی کہ مارا جانا
عفریت کا اُسکو ناگوار ہوا ہو اُسنے یہ بے ادبی کی ہو بالائے کوہ کسی کو بھیجیے دریافت ہوجائے
کہ سنگ انداز ہی یا نہین ملازمان شاہی جو بالائے کوہ گئے دیکھا کہ سنگ انداز جادو
بالائے کوہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا پھرتا ہی۔ نظم

کردے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی
روتا ہی یہان درد کی آواز سے کوئی

کیا جان یہ کھیلے گا اس انداز سے کوئی
ان کھیلون کو سیکھے ترے جانباز سے کوئی

کتنی ہی شب ہجر کہ تجھ سا بھی نہ ہوگا
غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی

اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر
معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی

بجھ سے تھے دم عیسی مین ترے طرز سخن بھی
زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل مین ہی اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بے خبر عشق
کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور
کاٹا ہی پر دن کو ترے صیاد نے کیونکر
سچا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق

یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
پہچان نہ جائے کہین آواز سے کوئی
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
کشتہ ہوا شوخی سے کوئی ناز سے کوئی
تھکتا نہین منزل مین تک و تاز سے کوئی

آکے ہرکارون نے فیروزہ سے یہ خبر کہی کہ سنگ انداز جادو دیوانہ وار پہاڑ پر پھر رہا ہے فیروزہ نے کہا کہ مین پہاڑ پر جاکر دریافت کرتا ہون ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ پر آیا دیکھا سنگ انداز جادو اُسی حال مین ہی پکار کر پوچھا ای بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر قدرت نے تمھارا مزاج پوچھا ہی مجھ سے بیان کرو مین اُسکا علاج کردون مژدہ علاج سُنکر سنگ انداز قریب آیا کہا کہ ای برادر قدرت کی عنایت کا کیا شکریہ عرض کر سکتا ہون زوجہ میری گلگون قبا حسن و جمال مین یکتا اس پہاڑ پر اُسکو ساتھ لیکر عیش کرتا تھا وہ میری طالب مین اُسکا طالب بڑے لطف سے گذرتی تھی جس وقت سے زیر کوہ لڑائی شروع ہوئی وہ بھی تماشا دیکھنے گئی جسوقت عفریت مارا گیا اُسوقت سے اُسکو پھر مین نے نہ دیکھا اُسکی جدائی مین بیقرار ہون فیروزہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ زوجہ تمھاری تمھین ملیگی اس مژدے کو سُنکر سنگ انداز بہت خوش ہوا فیروزہ نے کہا کہ جاکر قصر مین بیٹھو باہر یہ باتین اچھی نہین سنگ انداز اپنے قصر مین گیا فیروزہ خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ حضور برائے فتح مرحلہ جات جائین کیا عجب ہی کہ اُسی ضمن مین پتہ ملے بادشاہ اُٹھے گلعذار اپنے دست بستہ عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ رہیگی بادشاہ نے فرمایا کہ ای گلعذار یہ مقدمۂ طلسم ہی کوئی کسی کے ساتھ نہین رہتا گلعذار نے کہا کہ مین الگ سے آؤنگی بادشاہ نے کہا کہ اختیار ہی سب لشکر کو چھوڑکر صحرا مین آئے فیروزہ دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ نے لوح ملاحظہ کی حکم نکلا کہ حال اُسکا

آگے ظاہر ہوگا بادشاہ نے بیٹھ کر ایک سم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ زمین
پر آیا قصد کیا کہ بادشاہ کی کمر مین منقار دیکر لے اُڑون بادشاہ نے حلقہ کمند مارے شکم طائر کا
زمین سے آشنا ہوا بادشاہ جست کر کے پشت پر سوار ہوے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ ای طیران جنی
مجکو باغ مراد تک پہونچادے طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای شہریار مین آپ کو تا باغ
مراد پہونچاؤنگا مگر میری رہائی کا خیال رہے بادشاہ نے اقرار کیا بادشاہ کو لیکر اُڑا برابر کہکشان
فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا سامنے ایک باغ دکھائی دیا نہایت آراستہ گلہاے
رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون شاخون پر طائر بلبلین پہلوے گل مین زمزمہ سرائی کررہی تہین
طیران جنی نے بادشاہ کو لاکر گوشۂ باغ مین اُتارا مثل انسان کے عرض کی کہ ای شہریار اب آپ
باغ مین جائین غلام رخصت ہوتا ہی وقت پر حاضر ہوگا یہ کہکے طائر اُڑ گیا بادشاہ اسلام
سیر کرتے ہوے باغ کی چلے چند روشین طے کی تہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اپنے
ملازمون کی فکر کیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار مسلسل و مطوق سایۂ مین
ایک نخل کے کھڑا رو رہا ہی بادشاہ نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بیقرار ہو گئے یہ فرماتے ہوے دوڑے
کہ ای یار وفادار تجکو کسنے مسلسل کیا ثریا نے عرض کی کہ گلگون قبا زوجۂ سنگ انداز مجکو یہان
اُٹھالائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا مجکو قید کر کے چلی گئی یقین ہی آتی ہو یہ ذکر
تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گلگون قبا ای شخص تو کون ہی جو میرے معشوق سے باتین
کر رہا ہی ثریاے تاجدار نے کہا حضور ہوشیار ہو جائین بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ کو تاک کر مارا تو وہ پشت کو توڑ کے
پار گذرا وہ ساحرہ گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلنے لگی لاشہ جل کر خاک ہوا آواز آئی
کشتی مرا نامم گلگون قباے جادو بود قید ثریا کی کٹ کر گری ثریا قید سے رہا ہوا قدم بوسی
کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شاہ آپ نے بڑا کام کیا کہ اس مکارہ کو مارا بارہ دری مین تشریف لیچلیے
اب اس باغ پر آپ کا قبضہ ہوا بادشاہ ثریا کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئے بادشاہ مسند پر
بیٹھے ثریا نے ایک الماری کھولی گلابی شراب کی اور جام بلورین نکالا جام لبریز کر کے سامنے
بادشاہ کے آیا کہا حضور اسے نوش فرمائین کہ غلام کو تسکین ہو حضور نے بڑی شفقت اُٹھالی بادشاہ

۲۰

نے چاہا کہ جام پیوے ایک آواز کان مین آئی کہ زنہار شراب نہ نوش کیجیے گا پلانے والا دوست
نہین بلکہ دشمن رہزن ہے اگر ایک قطرہ اس شراب کا حلق سے اُترا لوح قبضے سے نکل جائیگی
بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی شراب سر پر ثریا کے ڈالدو بادشاہ نے اشارہ کرکے
ثریا کو قریب بلایا ثریا ہاتھ جوڑے ہوے قریب آیا کہتا ہوا کہ غلام رفیق قدیم ہو ذرا غلام کا
خیال رکھیے بادشاہ لوح مین حکم پا چکے تھے اچھا کہکے شراب جھٹک ماری قطرہ شراب کا جو جسم
ثریا کے پڑا شعلہ آتش نکلا ثریا جلنے لگا ہر عضو سے جسم کے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑے عرصے
مین جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فتنہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
بود نہ رسیدیم سارا باغ بھی جل کر خاک ہوا دیکھا بادشاہ نے صحراے ویران سنسان کف دست
میدان ہے سامنے سے طیران جنی آیا عرض کی کہ حضور نے غضب کیا تھا اگر ایک قطرہ بھی حلق سے
اُترتا لوح قبضے سے نکل جاتی اب حضور صحراے زنگبار مین چلیے ایسا نہو کہ بادشاہ زنگیان آپکی
تلاش کرتا ہوا یہان آجائے جو کوئی نیا شخص آپ کے سامنے آئے بدون ملاحظہ لوح کلام نہ کیجیے
بادشاہ سے ایسی باتین کہکر طیران زمین پر گرا وہی طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بادشاہ پشت پر سوار
ہوے طائر اڑتا ہوا چلا ایک صحرا مین بادشاہ کو اُتارا کہ مثل شب دیجور سیاہ ہو رہا ہے یا پردہ ظلمات
یا بخت سیاہ دشمن سے مثال دون ہوا گرم چل رہی ہے ہر شاخ نخل مثل شمع کافوری جل رہی ہے
چند زاغ سیاہ شاخون پر کائون کائون کر رہے ہین بادشاہ کو جو اُن زاغون نے دیکھا شاخون
سے اُڑے غل مچانے لگے آوازین اُنکی ہیبتناک کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی ایک زنگی سیاہ رو
بدخو تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار زنگیان آدمخوار بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ قاتل ساحران
کو مارو اب مہلت نہ دو وہ سب زنگی بادشاہ پر تلوارین کھینچ کر آ پڑے بادشاہ اُنسے لڑنے لگے
جس کو ہاتھ مارتے ہین لاشہ اُسکا زمین پر گرتا ہے پھر زندہ ہو کر لڑنے لگتا ہے جب عرصے تک بادشاہ
لڑے اور کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بادشاہ زنگیان تک اپنے کو
پہونچاؤ بادشاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے وہ زنگی بھی تخت سے کودا
تلوار کا مارا بادشاہ نے لوح چمکا دی جسم مین اُس زنگی کے آگ لگی تمام زنگی جل کر خاک ہوے جب
روشنی ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہنشاہ زنگیان بود بادشاہ نے دیکھا وہ صحرا نہین ہے

بلکہ صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی درختون پر طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضاو قدر کر رہے
ہین بادشاہ کو دیکھکر اُڑے بلاے آسمان پہونچے صدائین مختلف دینے لگے قضاے کار جنار
آتشخوار بادشاہ طلسم مذکور تخت پر بیٹھا ہی کہ بیر لاشہ لیکر اُس زنگی کا سامنے آئے کہا کہ ای شہنشاہ
یہ آیکا خیرخواہ مارا گیا بارہ ہزار اہل فوج کام آئے یہ سُنکر جنار گھبرا گیا رفیق و شفیق جمع ہین پکار کے
آواز دی کہ یارو اب طلسم کشا صحراے فرح افزا مین پہونچا ہوگا وہین قید خانہ بھی ملیگا تم مین
کوئی ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو روکے قلعۂ طلسمی تک نہ آنے دے سرہنگ آتشخوار ایک ساحر
بیٹھا ہی صورت ہیبتناک نہایت چست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای شاہ ابھی جاکر قید خانہ
پر طلسم کشا کو لیتا ہون یہ کہکے اکیلا چلا تھوڑا عرصہ سکوت ہوے گذرا تھا کہ جنار نے دیکھا آسمان
پر ابر نارنجی پیدا ہوا جنار نے کہا کہ دختر سرہنگ آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر
ایک نازنین لباس فاخرہ زیب جسم غنچہ دہن رشک چمن سیمتن آکر پہونچی جنار کو سلام کیا جنار
نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب کہانسے آتی ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ مین نے سُنا ہی باپ میرا براے گرفتاری
طلسم کشا گیا ہی مین بھی جاکر باپ کی شرکت کرون جنار نے کہا کہ ای محبوب نارنجی پوش طلسم کشا
نہایت حسین ہی تمھارا حسن بھی آجکل زور پر ہی ایسا نہ کرنا کہ طلسم کشا کو پسند کرو محبوب نے کہا کہ
حضور آگاہ نہین میرے باغ مین مردانے پھول کا نام نہین جوان کنیز کو نہین رکھا آٹھ پہر حصول
علم کا چرچہ رہتا ہی یہ کہکے محبوب چلی اُدھر بادشاہ صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ سامنے
ایک پہاڑ ہی پہاڑ کے آگے ایک قصر بنا ہی اُس قصر مین قفل لگا ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ
پایا کہ یہی زندان طلسم ہی بادشاہ نے جاکر قفل کاٹا دروازہ کھولکر اندر آئے دیکھا کہ بارہ ہزار
جوان شاہزادے و وزیرزادے قید خانے مین بیٹھے ہین لیکن آپس مین کہ رہے ہین کہ آج
زنگی نہین آئے صورت فرحت دکھائی دیتی ہی بادشاہ نے اُن سب سے ملاقات کی سب کو قید
سے رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز کراہنے کی آئی بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ ثریاے نامدار
مسلسل و مطوق ایک مقام پر بیٹھا ہی مگر طوق گلے مین ایسا بھاری ہی کہ سر جھکائے ہوے کراہ رہا ہی
بادشاہ جھپٹ کر پاس ثریا کے آئے ثریا نے اشارہ کیا کہ پہلے طوق گلوگیر کاٹیے کہ جان بچنے کی
صورت ہو بادشاہ نے طوق گلے سے نکالا زنجیرین کاٹین بادشاہ نے پوچھا کہ ای ثریا تمھین یہان

کون لایا ثریا نے عرض کی زوجۂ سنگ انداز یعنی گلگون قبا مجبر عاشق ہوکر اُٹھا لائی جب مجھسے
طالب وصل ہوئی غلام نے کہ صحبت حضور مین رہا ہی انکار کیا اُسنے لاکر یہان قید کر دیا رات کو اپنی
صحبت مین بُلاتی ہی طالب وصل ہوتی ہی مین کلمات سخت کہتا ہون اُسنے قید سخت مین رکھا ہی
غلام کے کلیجے مین درد ہو رہا ہی یہ اُسنے کہا تھا کہ جب تجکو کوئی رہا کریگا تو تو تڑپ کر مر جائیگا وہی
علامت شروع ہوئی ذرا لوح مجھے دیجیے کہ مین قلب سے مس کرون بادشاہ نے فوراً لوح گلے سے
اُتاری ہاتھ مین ثریا کے دی ثریا نے لوح لیکر سینے پر رکھی کہا حضور ذرا منھ پھیر لین جیسے ہی بادشاہ
نے منھ پھیرا ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا منم سرہنگ آتشخوار دیکھ یون لوح طلسمی
لے لیتے ہین اب بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریائے تاجدار نہین ہی ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و
غریب لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ رہا ہی پھر ایک آواز دی کہ بادشاہ بھی گھر ے
ہر گوشے سے ساحر پیدا ہونے لگے بارہ ہزار ساحر آکر جمع ہو گئے اُن سب تاجدارون کو پھر قید کیا
اور حکم کیا کہ بارگاہ استاد کرو بارگاہ استاد ہوئی سرہنگ آکر تخت پر بیٹھا بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کیا سامنے بادشاہ بیٹھے ہین سرہنگ آتشخوار غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے آج وہ کام کیا
کہ کل اہل طلسم کی جان بچائی اگر مین دخل نہ دیتا تو اب طلسم کشا قلعۂ طلسمی پر پہونچتا بادشاہ
اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچتے آخر با بدولت نے دخل دیا کس لطف سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مین
جانتا تھا کہ ثریائے تاجدار سے طلسم کشا محبت قلبی رکھتا ہی اسی کے نام سے گرفتار ہوگا مین نے
اُسکو گرفتار کرکے الگ بٹھا دیا آپ قید ہوکر بیٹھا تب طلسم کشا نے دھوکا کھایا اب سر کاٹ لیجاؤن
یا زندہ لیجاؤن تم سب کی کیا صلاح ہی سب کہ رہے ہین طلسم کشا کا زندہ رکھنا مناسب نہین
سرہنگ نے اب جلاد کو طلب کیا ہی جلاد آکر پہونچا گردن پر بادشاہ کی کوئلے کا خط دیا اور
تسلنگین لگا رہا ہی بادشاہ نے جو یہ حال اپنا دیکھا اپنے خدا سے رجوع کی بے اختیار ہوکے
پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر بیقرار ہوکر جو بادشاہ نے دعا کی
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ابر نارنجی آسمان پر چمکا سرہنگ نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین رفیق
کھڑے ہو گئے وہ ابر بھٹا ملکہ محبوب نارنجی پوش تخت سے اُترین باپ کو سلام کیا باپ
نے پہلو مین تخت پر بٹھا لیا کہا کہ ای نور نظر آج مین نے وہ کام کیا کہ اگر بادشاہ طلسم مجکو

سلطنت دیدے تو بھی کچھ حقیقت نہین مین نے وہ کار نمایان کیا کہ آکر طلسم کشا کو گرفتار کیا محبوب
نے پوچھا کہ طلسم کشا کہان ہی سرہنگ نے کہا کہ وہ بیٹھا ہی جلاد قتل کیا چاہتا ہی محبوب نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان رستم خصال و سہراب جلال حسین و جمیل مردان عالم کا کفیل بال
چہرے پر پریشان صاف ثابت ہوتا ہی کہ گرد ماہ تابان چمن سنبل پیچان آراستہ ہی یا پیدا ہر استہ کہ
چہرہ آفتاب عالمتاب عارض رشک گل گلاب سطوت و صولت و رعب و شجاعت ناصیۂ پر شوکت
سے ظاہر و ہویدا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف سرہنگ کے
دیکھ رہا ہی محبوب کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی پروانۂ شمع جمال ہو گئی چاہتی ہی کہ اٹھ کر گرد
پھرون بے اختیار منھ سے نکل گیا بیت زلف معنبر برمہ رویت تیرہ شب است وادی موسا +
جانۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + رعنائی و زیبائی دیکھکر ہر چند اسنے
چاہا اپنے کو روکون مگر صبر نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ عشق
سے ٹوٹا آہ کرکے گری گود مین اپنے باپ کی بیہوش ہو گئی کنیزون نے گلاب و کیوڑہ و بید مشک
چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ جوان اسی طرح زیر تیغ بیٹھا ہی اب آنکھین ملین تیر مژگان جو
کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تو دہ دل پر لب معشوق ہوے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی باپ نے پوچھا
کہ کیون نور نظر خیر تو ہی ملکہ چاہتی تھین کہ کچھ جواب دین کہ ایک کنیز بول اٹھی ہماری حضور نے
کبھی کسی گنہگار کو اس حالت مین نہ دیکھا تھا آج جو ایسے شخص پر نگاہ پڑی جی سنسنا گیا جلاد کو
منع کیجیے بڑے چند ساعت ٹھہر جائیے سرہنگ نے جلاد کو منع کیا پکار کر کہا کہ بڑے چند ساعت
الگ ٹھہر پھر ہم تجھکو بلا لینگے جلاد سر پر سے بادشاہ کے ہٹا اب محبوب حیران ہی کہ کیونکر اس شیر
کو بچاؤن سب ساحر یہی کہ رہے ہین کہ اس جوان کو جلد قتل کیجیے خود سرہنگ بھی کوشش
کر رہا ہی ملکہ نے خیال کیا کہ اگر یہ جوان قتل ہوا تو اے محبوب میری زندگی نہ ہو گی آخر باپ سے
کہا کہ کیون اے والد نامدار لوح مین کیا لکھا ہوتا ہی کہ ساحر گھبرا جاتے ہین ذرا نکال لیے تو مین دیکھون
سرہنگ نے جھولی سے لوح نکالی سامنے بیٹی کے رکھدی کہا بیٹا لوح حکماے اشراقین
بنا گئے ہین طلسم کشا کو لوح راستہ بتاتی ہی نام خدا کے نادیدہ کے اسمین لکھے ہین اسی وجہ سے اسپر سحر اثر
نہین کرتا محبوب نے لوح کو بنگاہ غور دیکھا باپ سے پوچھا کہ قید جسم پر طلسم کشا کے سحر کی ہی سرہنگ نے

کہا کہ مین نے جلدی مین باران سحر اسکے جسم مین لپٹا دیے ہین ابھی لوح جو اسکے ہاتھ مین تھی جاتی
تو یہ باران سیاہ نابود ہون کوئی اس شخص سے مقابلہ نہ کر سکے بی بی لوح دیکھ چکین لاؤ مین
چھپا لون ہم سحر بھولے جاتے ہین اسکی چمک سے دل بیقرار ہوتا ہی محبوب نے کہا کہ مین لوح کو
دیکھ رہی ہون سب نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین یہ کہتے کہتے لوح کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اسکے
سامنے چمکائی سرہنگ نے منھ پھیر لیا محبوب جھپٹ کر اُٹھی قریب سعد بن قباد کے پہونچی
لوح گلے مین ڈالدی باران سیاہ جل کر گرے سرہنگ نے دیکھا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب کیا
ساحرون کو حکم دیا کہ اسکو مارلو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے تلوار کھینچی لوح کو چمکایا ساحر اندھے
ہونے لگے محبوب نے بھی سحر کیا سنگ ریزے اُٹھا کر پھینک دیے ساحرون پر پتھر برسنے لگے کئی سو
ساحرون کے سر پھٹے بادشاہ اسلام قریب تخت سرہنگ تھے پایۂ تخت سرہنگ پر ہاتھ ڈالا
زور کرکے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا سرہنگ کود کر الگ ہوا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سرہنگ
یہی کہہ رہا ہی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو قتل کرو نہنگ خونخوار ایک ساحر زبردست طرف محبوب
کے چلا چاہا محبوب کو پکڑ لون ملکہ نے نگاہ سحر اُسپر ڈالی کچھ پھول پھینک مارے نہنگ
خونخوار کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر پکارا دم اُٹھا

نظم

کچھ تمنا ہین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو دل کے بہلنے کے لیے
جی مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ٹلنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا اے شوق
یہی موجود ہین آنکھین مری چلنے کے لیے

ناز کی دیکھون بٹھا لیتی ہے کیو نکر تمکو
دیتو دو ہاتھ مین ہاتھ اُٹھ کے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھ سے وہ دو
اثر جذب محبت ہے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہی سر سے نہ ٹلنے کے لیے

دل مین آتا ہی جگر سے تو جگر مین دل سے
درد اُٹھا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور
دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈھا ہونے کے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے

اُٹھتے جوبن کو ذرا پہلے سنبھالے اپنے
سینے پہ کوئی دوپٹے کے سنبھلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جلتے ہو اے انکھیں
دل پاماں کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ
بن پڑے اسکی دم نزع جو تم آنکلو +
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
کیا کدورت نے تری خاک اڑا کر شب وصل
نخل امید جمائے قدم اپنا نہ جلال

جلنے جادو میں وہ سب ساتھ ہیں جلنے کے لیے
کبھی اٹھتا ہی نہیں تلوون کے ملنے کے لیے
دھوپ میں کوچۂ محبوب کے جلنے کے لیے
موت سے بگڑی ہی جبدم کے نکلنے کے لیے
اس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے
مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے
گلشن دل میں مرے پھولنے پھلنے کے لیے

اس طرح کے اشعار نہنگ خونخوار پڑھتا ہوا سامنے محبوب کے جو آیا محبوب نے اشارہ کیا کہ
سرہنگ کا سر کاٹ لے نہنگ تو بھوت ہو رہا ہی تلوار کھینچ کر جا پڑا سحر ہونے لگے ساحرون
نے اسکو گھیر لیا مگر یہ کسی کو کب مانتا ہی جب گولہ مارا دس دس کے سر اڑا دیے کبھی تلوار چمکائی کبھی
بہ نگاہ محبت طرف محبوب کے دیکھتا ہی محبوب کا وہی اشارہ ہی کہ ای عاشق صادق سرہنگ کا
کام تمام کر تو میں تجھ سے عذر نہ کرون ملکہ محبوب کا جو یہ اشارہ ہوا نہنگ بلبلایا جھومتا ہوا چلا
ساحرون کو قتل کیا لیکن نہنگ ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی جب سحر کرتا ہی
آگ برسا دیتا ہی سرہنگ ہٹ جاتا ہی ساحر ملوہ کرتے ہیں بادشاہ کے قریب کوئی نہیں آتا بادشاہ
لوح چمکا رہے ہیں تیغہ برقتاب کو گردش ہی جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا لاشے ساحرون
کے پڑے ہیں دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات ساحران طوفانی سر مثل حباب شناوری کر رہے ہیں
سرہنگ نے دریاے خون بنایا اس دریا سے نہنگان خون آشام نکلتے ہیں جاتے ہیں بادشاہ
پر حملہ کریں محبوب پکار دیتی ہی لوح چمکائیے آپ نہنگ بحر جرأت ہیں یہ شعبدۂ سحر ہی اپنے کو بچائیے
اسکے قریب نہ جائیے لوح سے ہوشیار رہیے کوئی آپ پر غالب نہیں ہو سکتا آخر نہنگ لڑتا ہوا
قریب سرہنگ کے پہونچا سرہنگ نے ایک گولہ مار دیا نہنگ کا سر پھٹا بھائی کا لاشہ دیکھکر
سرہنگ اور زیادہ بیقرار ہوا پکار کر آواز دی کہ او کمینہ بد تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے
قتل کرایا اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا یہ کہکے گرز کا ترکاب کر محبوب پر گرا
محبوب نے ہر چند روکا مگر وہ کب باز آتا ہی کمر میں پنجہ دیکے اڑا اسوقت محبوب کی حیرانی زلف عنبرین

پریشانی دوپٹہ ڈھلک گیا طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
ای کریم رحیم اپنا فضل کر تیری عنایت سے کچھ بعید نہین ہی ٥

میکند بلبل بوقت سیر گلزار احتیاط — گاہ از صیاد و گہ از نشتر خار احتیاط
در بہار گل نہ گردد غافل از فصل خزان — اندکے دارد بدل گر بلبل زار احتیاط
سود بردارد ز سوداے محبت بالیقین — اندرین بازار گر دارد خریدار احتیاط
در سفر ہر سالکِ راہِ طریقت میکند — ہر زمان ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط
در بیان نکتۂ وحدت بہ بزم عاشقان — ہست ہر مرد موحد را سزاوار احتیاط
ہمدما حاصل کن اول دیدۂ مردم شناس — بعد ازان کن درمیان یار و اغیار احتیاط

بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مجکو یہ جلاد صاحب بیداد لیے جاتا ہی لیجا کر قتل کریگا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا مزار غریبان پر آئیے گا اگر فاتحہ پڑھیے گا روح شاد ہوگی عدم مین بھی بےچین رہینگے فقط ایک نگاہ دیکھنے پر یہ جرم ہوا گرفتار دام مصیبت ہوے اب وقت قضا قریب آگیا لیکن فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کے کان مین جو صداے حسرت آئی سر اٹھا کے دیکھا کہ محبوب کو باپ اسکا لیے جاتا ہی محبوب کا تڑپنا پھڑکنا بیقراری و اشکباری کبھی پکارتی ہی کہ اس کشتۂ حسرت و یاس کا کوئی حوصلہ نہ نکلا حسرتین لیکر یہ دنیا سے جاتی ہون بادشاہ نے فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینۂ اس ظالم کا تاک کر تیر رہا کیا جا کر خاص سینے پر اس جلاد کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشۂ سر نہنگ کا جلتا ہوا زمین پر آیا ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا بدحواس ہوگئے فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہم مسلمان ہوتے ہین بارہ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے جب ان لوگون سے مہلت پائی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک قصر سامنے بنا ہی اسمین ایک قفل کلان لگا ہی بادشاہ نے جا کر وہ قفل توڑا اندر قصر کے آئے دیکھا کہ بارہ ہزار شاہزادے گرفتار بیٹھے ہین ایک جانب فریاے تاجدار مسلسل و مطوق زنجیرون مین بندھا ہوا فریا کی جو نگاہ بادشاہ پر پڑی پکار کر آواز دی کہ حضور نے غلام کی خبر لی کیا شکریہ ادا کرون ساحرہ نے بڑی تکلیفین پہونچائین بادشاہ نے قیدیون کو قید سے رہا کیا جب فریا کی قید جسم سے جدا کرنے لگا ایک طائر دیوار پر بیٹھا تھا صداے افسوس دیکر اڑا آسمان پر

آکر افسوس کرنے لگا ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی کہ ای طلسم کشا خبردار میرے معشوق کے قریب نہ جانا بادشاہ نے دیکھا کہ گلگون قبا سحر کرتی ہوئی آتی ہر بادشاہ کے جمال پر نگاہ پڑی ثریا کی رعنائی بھولی جمال ہمیتال دیکھ کر پکار اُٹھی کہ ای شہریار اس کنیز کو اپنی کنیزی مین لیجیے مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگی یہی حسرت ہی نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی — بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین — مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا طور کچھ — اسمین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا — کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی
مانگی جو بیکسون نے دعا منھ برس گیا — تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی
پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتہ لگا — پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا — امید کو نکال کے اک یاس تو رہی
تمنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر — جب تک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی
ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم — زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمین — بنکر چراغ طور تری آرزو رہی
اندھون کی طرح سب کو ترے انتظار مین — تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف — تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

بادشاہ نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ او لکاتہ کیا بکتی ہر گلگون قبا نے چاہا کہ جھپٹ کے بادشاہ گردون ترٹپ کرکے اُڑون بادشاہ نے لوح چمکادی گلگون قبا منھ کے بھل زمین پر گری بادشاہ نے اوپر سے ہاتھ مارا گلگون قبا کے دو ٹکڑے ہوے گلگون قبا کو مارکر ان سب جوانون کو ساتھ لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے چنار آتشخوار تخت پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار سر ہنگ نے جاکر بڑا کارنمایان کیا تھا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی چھین لی مگر محبوب اُسکی بیٹی نے عاشق ہوکر قید سے رہا کیا اب بیس ہزار کا لشکر ساتھ ہی قلعے سے آکر دیکھیے آمد معلوم ہوتی ہی چنار نے اُسی وقت حکم دیا تین لاکھ ساحر

سامنے آئے کہا بارگاہ زر لفتی نکالو اس دھوم سے جنار آتشخوار قلعہ سے نکلا بارگاہ استادہ ہوئی
لشکر اُترا خود سامنے بارگاہ کے ٹہل رہا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ اسلام بشوکت تمام
چوبیس ہزار فوج سے نمایان ہوئے آگے آگے بادشاہ جمجاہ پشت مرکب پر سوار لوح طلسمی
گلے مین لشکر کو لیے ہوئے آتے ہین جنار صورت دیکھ کر کانپ گیا محبوب کو دیکھا کہ دریائے جواہر
مین غوطہ زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ کے ساتھ آتی ہو بادشاہ آکر اُترے جنار
نے جو بادشاہ کا لشکر دیکھا پلٹ کر بارگاہ مین آیا افسرون سے کہا کہ یارو کسی سے ہو سکتا ہو کہ
طلسم کشا کو گرفتار کرے ببران جادو یہ کہکر اُٹھا کہ غلام طلسم کشا کو لاتا ہو جنار نے طبل جنگی بجوایا
بادشاہ نے خبر سُنی یہان بھی نقارہ گڑگڑایا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب فتح اُٹھ
اُٹھکر اپنی بارگاہون مین گئے محبوب نے کہا کہ ای ثریا آج کی شب بڑی حفاظت کرو کہ جنار
نے بادشاہ کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجوایا ہو آج شب کو ضرور کوئی ساحر آئیگا ضرور بادشاہ پہ
دست انداز ہوگا ثریا طلائے پر آیا محبوب عقاب بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھین کنیزین گرد پھر رہی ہین
ثریا سارے لشکر کی خبر لے رہا ہو مگر ببران جادو جو جنار سے اقرار کرکے چلا لشکر بادشاہ
مین پہونچا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا کہ قبۂ بارگاہ پر ایک عقاب
بیٹھا ہو اور کنیزین بارگاہ کو گھیرے ہوئے پھر رہی ہین حاضرباش و ناظرباش کی صدا بلند ہو اگر
ہوا بھی قریب بارگاہ کے آتی ہو تو تھراتی ہوئی ہٹ جاتی ہو ببران نے نخل کے نیچے آکر دونون
پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بارگاہ مین آکر سر نکالا دیکھا بادشاہ عالم
اسلام سو رہے ہین سپر و شمشیر پہلو مین رکھی ہو ببران نے دور سے سحر کیا بسبب لوح کے تاثیر نہوئی
ببران سمجھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہوئے جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا چاہا لوح اُتار لون
بادشاہ نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہو خیال کرکے دیکھا قباد شہریار
کو مسند پر پایا فرماتے ہین کہ ای فرزند طلسم کشائی مین یہ غفلت بادشاہ نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک
ساحر کھڑا ہو لوح پر ہاتھ بڑھاتا ہو بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
ببران کا اُڑ گیا مرتے ہی ببران کے ایک ہلڑ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ببران جادو بود
یہ آواز سنکر محبوب قبۂ بارگاہ سے اُتر آئی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر مین بیدار نہوتا تو لوح لیجاتا

محبوب نے کہا کہ اب حضور آرام فرمائین کنیز نے زمین کو سحر بند نہین کیا تھا یہ کہکے زمین پر سحر کیا زمین سنگ لاخ ہو گئی لاشہ بہران کا پھنکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر خبار کو پہونچائی کہ بہران مارا گیا بارگاہ بادشاہ مین پہونچا تھا بادشاہ بیدار تھے ایک طمانچے مین کام تمام کیا خبار نے کہا کہ اب صبح کو سمجھ لونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین تھرا جائیگی آسمان سے آگ برساؤنگا چار پہر رات اسی خیال مین گذری جسوقت کہ ساحر شبگرد زرین پوش قلعۂ مشرق سے نمایان ہوا جھوٹی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوے چرخ زبرجدی پر آیا خبار لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا لشکر کو جمایا بادشاہ بھی سامنے سے آئے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوے نقیبون نے نقابت کی گرد میت کرڑ کا کہکر ہٹے خبار نے اشارہ کیا آتشبار جادو کہ وزیر اعظم تھا اژدہا بڑھا کر نکلا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے مرکب بڑھایا کہ محبوب آکر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کہ ای شہریار حضور تکلیف نہ فرمائین کنیز اس سے جاکر مقابلہ کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب ساحر زبردست میدان مین بلبلا رہا ہے ایسا نہو کہ تمکو کوئی چشم زخم پہونچے مین اس ملعون کا سر لاتا ہون یہ کہکے بادشاہ بڑھے سامنے آتشبار کے آئے آتشبار نے سحر کیا بادشاہ پر آگ برسنے لگی اسقدر آگ برسی کہ تمام جنگل آتش بہار ہو گیا درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مگر بادشاہ پر تاثیر نہوئی کوئی شعلہ قریب نہ آیا جو شعلہ بھڑکا فوراً پانی ہو کر غائب ہوا بادشاہ گھوڑا اڑاتے ہوے طرف آتشبار کے چلے آتشبار نے دیکھا کہ میرا سحر خالی گیا ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای رنگین مزاج آکر اپنا رنگ جما بادشاہ کو شعبدہ دکھا دیکھا صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہے نظم

لاکھون مین اک پسند کیا تو نے یار دل	امیدوار رہ گئے امیدوار دل
ٹھہرائین کسکو ٹھہرے نہ جب بیقرار دل	بجلی پہ ہے تلاش مین تیری سوار دل
دو بھر مجھے ہے آپ کو ہے ناگوار دل	آخر کہان رہے یہ مرا ناگوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت جو ہجر کی	پہلو مین ہنس پڑا مرا بے اختیار دل
مشکل ہے اسکا دل تمھین نے لے کے پھرنا	جسکا ہو یہ ارادہ کہ دون لاکھ بار دل
جو یار کی نگاہ ہے کہتی ہے مین نہین	پھر کون لے گیا مرے پروردگار دل
دیکھون کسی کی نرگس بیمار دیکھکر	کیونکر بچا کے رکھتے ہین پرہیزگار دل

پایا یہان سے جا کے جو پہلوے یار مین — تھوڑا سا دے ہمین بھی وہ صبر و قرار دل
ہمارا تمھارا حضرتِ ناصح کا غیر کا — تا حشر ایک ہو نہین سکتے یہ چار دل
اُسسے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ — شکر خدا ملا ہمین بے اعتبار دل
کیا دون نشان اپنے دل گم شدہ کا مین — پاس اُنکے چند اور بھی ہین داغدار دل
اُس بے وفا سے ذکر بھی کرنا نہین کبھی — بھولا ہوا ہی مجھکو مرا یادگار دل
اچھی طرح کٹے شبِ تنہائی فراق — دیدے وہ جو رات بھر کے لیے مستعار دل
اپنے سے بڑھ کے مجکو جو پایا ہی شوخ طبع — دیکھو تماشہ مجھ سے بدلتا ہی یار دل
پیدا کسی نے اُنکو بنا کر ستم کیا — جان اپنی بے وفا تھی تو بے اعتبار دل
رکھین کہان چھپا کے تمنائے قتل کو — مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھ سے چھین لین — تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل
دم یار کا جو سینے مین رہکر بھرے جلال — اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

اس طرح کے اشعار وہ نازنین پڑھتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی جونہی بادشاہ کو توجہ ہوئی کہ اس سے بات کرون محبوب نے پکار کر آواز دی کہ حضور لوح ملاحظہ کرین یہ وقت غفلت نہین ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسکے سامنے لوح چمکا دو بادشاہ نے لوح کو چمکایا۔ جیسے ہی لوح چمکی اُس نازنین نے ایک چیخ ماری مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی جلتے جلتے آواز دی کہ ای جبار آتشخوار تیرے قتل کا زمانہ قریب ہی مجکو بلا کے ذلیل کیا کنیز سامری سر بازار جلی اب تا بہ دربار سامری رسائی تمھاری دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی یقین ہی کہ روح سامری کو بھی رنج ہو ایسے ایسے کلمات کہکر وہ نازنین جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ بدون قتل جبار اس جنگ سے نہ نپٹنا اگر یہ نکل جائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا ساحر جہاں دیدہ ہی بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوئے طرف جبار کے متوجہ ہوئے جبار نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا فوراً آدشتاک دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے مین سطوت مغلوبہ مین پھنس گیا آکے غلام کو بچائیے یقین ہی کہ بادشاہ آپ تک پہونچین گے یہ کہکے بہت چیخا پیٹا ہر مرتبہ ہفت پیکر کا نام لیتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ یا خداوند جلد آئیے کہ آسمان پہ ایک

لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ ای بندۂ بے ادب کیون گھبراتا ہی جب
طلسم کشا آیا تھا تب تو نے عرض نہ کی یہ آواز آ کر وہ لکۂ ابر لہرایا سر پر جبار کے آکے پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو نیزہ در دون ترسول ہاتھ مین انجبار لپیٹے ہوئے نعرے کرتا ہی کہ منم
فرستادۂ ہفت پیکر ای بندۂ خاکی کیون گھبراتا ہی قدرت نے مجھکو بھیجا ہی کہ تجھکو مصیبت سے
بچاؤن یہ کہکے وہ زنگی زمین پر آیا للکارتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ
غزنبستان وہی بادشاہ اسلام مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے نیزہ ہلانے لگا اپنے فنون سپہ گری
دکھانے لگا بادشاہ نے نیزہ اٹھایا زنگی سے نیزہ چلنے لگا زنگی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ زیر شکم
مرکب بادشاہ گھس جاؤن اور مرکب سمیت بادشاہ کو اٹھا لون بادشاہ زیر مرکب نہین آنے دیتے
نیزہ کا ٹھٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا زنگی نے جست کرکے نیزہ روک لیا کئی مرتبہ بادشاہ
نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکالا زنگی انتہا کا چالاک وچیت ہی جب زنگی نے کئی مرتبہ نیزہ روکا
بادشاہ نے اشارے سے محبوب کے لوح طلسمی پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح چمکاؤ جب زنگی
ساکت ہو تو لوح کو اسکے جسم سے مس کرو تب یہ مارا جائیگا جیسے ہی زنگی نے جھپٹ کے نیزہ
مارا بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا لوح کا عکس جو چہرے پر زنگی کے پڑا زنگی خاموش ہوکے کھڑا
ہو گیا بادشاہ نے لوح اُسکے جسم سے مس کی زنگی نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی جلکر خاک ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود جب وہ جل کر خاک ہوا تو بادشاہ پھر لڑنے لگے عین گرمی
جنگ مین جبار بیقرار ہوا منھ سے شعلۂ آتش نکلے وہ شعلے صحرا مین جا کر غائب ہوئے دیکھا
سب نے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ ای
جبار کس مصیبت مین ہی مجھکو قدرت نے بھیجا ہی مین طلسم کشا کو پکڑ لونگا یہ کہکے گینڈا بڑھاتا ہوا قریب
بادشاہ کے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی تھین
کہ ایک طائر نے آواز دی ای طلسم کشا لوح کو بغور ملاحظہ کرو جو حکم دے وہ بجا لاؤ بادشاہ نے
گھوڑا پیچھے ہٹایا اس آواز سے دل کو تقویت ہوئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح
پڑھکر دم کرو یہ پہلوان نمود بے بود طلسم ہی بادشاہ اسلام نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا جیسے ہی پڑھکر
دم کیا اُس پہلوان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا برہم ستم کیا یا تو لڑ رہا تھا یا گینڈا پھیر کر بھاگا بادشاہ نے

تعاقب کیا چاہتے ہیں کہ جاکر پکڑلوں کنارے پر گنبد سامری کے ایک کنوان تھا وہ جوان اسمین
پھاند پڑا اُس جوان کے غائب ہوتے ہی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جن جو بشکل طائر تھا
بشکل اصلی قریب آکر پہونچا کہا ای شہریار آپ کے تصدق سے مین نے رہائی پائی خیار نے
پھر فوج کو اشارہ کیا اہل فوج بلوہ کرکے بادشاہ پر چلے اُس جن نے پھر آواز دی کہ ای شہریار لوح
دیکھیے بادشاہ نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اب کسی پر تلوار
نہ کھینچو لوح کو چمکاتے ہوے اپنے کو قریب خیار کے پہونچاؤ بادشاہ نے لوح کو جنبش دی معلوم
ہوتا تھا کہ گردہاے نور بیچ مین بادشاہ اسلام اس طرح بادشاہ لڑتے ہوے لوح کو گردش دیتے ہوے
قریب خیار پہونچے خیار نے کئی سحر کیے جب کچھ تاثیر نہوئی تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر وار کیا خیار نے چاہا
کہ نکل جاؤن لوح کی برکت سے زمین نے پاؤن خیار کے تھامے تلوار تڑپ کر گری سپر کٹی
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جاکر بوسہ دیا خاک اُڑی آواز آئی کہ
کشتی مرانام من خیار آشتخوار بادشاہ طلسم خیار بود بعد قتل خیار بادشاہ نے تلوار ردگی
ساحران باقی ماندہ کو امان دی جن نے عرض کی کہ مین جاکر آپ کے لشکر کو خبر کردون بادشاہ نے
کہا کہ بہتر ہی جاؤ جن روانہ ہوا جاکر لشکر کو خبر دی فیروزہ بن عمرو لشکر لیکر چلا بادشاہ قلعے مین
آئے ایک مرد بزرگ کچھا کنجیون کا لیکر سامنے آیا عرض کی کہ مین خزانہ دار طلسم ہون بادشاہ نے
کوٹھے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار نکلین خلعت شاہی خود زیب جسم کیا اور فیروزہ
کو بہت کچھ اسباب دیا سرداروں کو لباس بانٹے اب بارہ ہزار جوان مرصع پوش تیار ہوگئے
بادشاہ نے محبوب کو یہان کا بادشاہ کیا فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے طلسم ہفت پیکر کتنی دور
ہی محبوب نے عرض کی کہ تیسرے دن حضور سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچینگے اندر داخل ہونے
کا اختیار ہی خبرین سنی ہین کہ در قلعۂ طلسم پر ہزارہا بلائین نازل ہین بادشاہ نے فرمایا اُن
بلاؤن کو دفع کرنے والا پروردگار ہے رات ہی کو حکم کوچ دیا صبح کو سب لشکر تیار ہوا بادشاہ
سوار ہوے ایک جانب ثریا ے تاجدار افسر لشکر غیر ساحران ایک جانب ملکہ گلعذار و
سروشمشاد قد جب لشکر چلنے لگا تو محبوب روتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض کی

کہ اے شہریار کنیز ضرور ساتھ چلیگی بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس طور سے لشکر چلے اور یہ
کنیز نو ساتھ نہو لونڈی کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم وملال ہے نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

دیکھون نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژۂ دیدۂ تر ہو تو سہی

آہ کہتی ہے کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
نہ ملے آپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی

دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص
جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
دل مین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی

زلف کی جھونک اُٹھائیگی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی

نہ سنے گا جو مری داور محشر نہ سنے
عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی

اب عمل کوئی پڑھے تا مین کرون سنکے عمل
بند ناصح مین کسی طرح اثر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤن اسکو
کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی

روک لون آنکھون ہی مین آگے نہ بڑھنے دون کبھی
دل مین آتا ہے کوئی اُسکو خبر ہو تو سہی

کیون فلک وصل کی شب بھی نہ ہنسین یار سے ہم
شام سے ہے یہی دھمکی کہ سحر ہو تو سہی

دے اجازت پس پردہ ہی ٹھہرنے کی ہمین
جلوہ گھر مین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی

اپنی کیفیتین دکھلاتا ہے مجھ مست کو کیا
جام جم ہے مرا دست نگر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

قطع یہ فصل کی امید ہی ہو کاش جلال
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

بادشاہ نے ملکہ محبوب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے محبوب تمکو ساحرون پر افسر کیا گلعذار
وسرو شمسا د قد و محبوب نے جو لشکر ساحران وغیر ساحران کا شمار کیا تو تین لاکھ ساحر اور
چار لاکھ غیر ساحر قرار پائے لشکر نے بڑے زور و شور سے کوچ کیا بادشاہ نے فیروزہ بن عمرو
کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوے چلے کہ تیسری منزل ہے بادشاہ نے صحرا مین آکر ایک آہو کو شکار کیا
ٹہل رہے ہین کہ فیروزہ بن عمرو آئے تو آگے بڑھون دیکھا سامنے ایک آہو لنجھیا تا ہوا آیا کہ

بیٹھے پر تیر بڑا ہوا مگر تیر نے خطا کی کہ دوسار نہین ہوا بادشاہ نے تیر مارا کہ آہو گرا بادشاہ نے
اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر کو نکالا رومال سے خون پاک کیا چاہتے ہین نام پڑھون حیران حیران ہو کر
ملاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار مرصع پوش کو دیکھا کہ گھوڑے کو ڈالے ہوئے
آتا ہوا بنا شکار جو قریب بادشاہ کے دیکھا اچھلا کر نزدیک آیا کہا کہ کیون ری اجل گرفتہ میرے شکار
کو کیون شکار کیا بادشاہ نے فرمایا کہ صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار جب سامنے آیا تیر مار دیا اب
اٹھا کر لیجاؤ بلکہ دونون آہو موجود ہین نقابدار نے کہا کہ کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون
تو نے میرا مزا کھو دیا مین تجھے شکار کرونگا یہ کہکے نیمچہ ہلالی نیام سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ مارنا
بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا
مکان جو پہونچی بند نقاب ٹوٹے بادشاہ کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین پری پیکر رشک قمر سیمتن
سراپا خوب محبوب مرغوب ہی ہاتھ کانپا بادشاہ لہرا کر گرے رعب حسن وجمال سے بیہوش ہوگئے
اُس نازنین نے بھی جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا بیقرار ہوگئی فرش خاک پر بیٹھی سر اٹھا کر
زانو پر رکھا زلف عنبرین کی بو سنگھائی دماغ مین بادشاہ کے جو بوے زلف معنبر پہونچی
اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ اپنا عرش علی
پر پہونچایا اپنے کو سنبھالا المشکل اُٹھے فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی
تمہارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو اپنا تو یہ حال ہی نظم

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی — جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر — کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو — زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج — ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیری کس طرح سے آئیگا — وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
گدگدی ہونے لگی پاے نگاہ یار مین — فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہی
بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین — میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر — میرے زخمون کا نمک شاید ترے جوبن مین ہی

زخم کے دامن مین ای قاتل چھپیگا شرم سے — چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہی
بجھ گئے پر بھی یہ سنبل شمع دیکھو صبح تک — اشک کا خرمن لگن کے گوشۂ دامن مین ہی
ملگئی یہ خاک کس کے حسرت پابوس مین — اک بگولہ سا مری گرد رم توسن مین ہی
اتحاد یکسوئی نے کر دیا روشن ضمیر — کھل گیا صاف شُبہہ جو شکوہ دل بدظن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سیر بھر گیا ای نسیم — بو نہ ہوگا تیز مردہ جو گل دہر کے گلشن مین ہی

بادشاہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار سامنے اُس مہ جبین کے پڑھے اُس مہ جبین نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار اس کنیز کا نام ریحان صندلی پوش ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ صندلی پوشان کہتے ہین اغراض صندلی پوش باپ میرا وہان کا حاکم ہے پہلوان بے نظیر ہی بیرون قلعہ میرا باغ ہی ریحان گلرنگ باغ کا نام ہی مین برای شکار نکلی تھی اس طرف گذر ہوا آپ تک تقدیر نے پہونچایا اگر مناسب ہو تو میرے باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ فوراً سوار ہوے ساتھ اُس مہ جبین کے چلے تھوڑی دور رستہ طی کیا تھا کہ کنیزین ملکہ کی نمایان ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ملکہ کے ساتھ ہی حیران جمال و محو دیدار ہوئین ایک سے ایک کہتی ہی کہ ایسا جوان سج دار ویسا ہی وضع آج تک نگاہ سے نہین گذرا تھا کنیزون نے گھیر لیا ایک کنیز مشتری گلپوش نامے قریب بادشاہ کے آئی نام پوچھا یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین گے صاحبقران داخل طلسم ہو چلے طلسم کشا کا بھی داخلہ اس کنیز کو یہ سُنکر بہت ناگوار ہوا کہ ایسے دشمن کو ملکہ ساتھ لیکر چلی ہین ہمارا بادشاہ تو مدت سے ان لوگون کے نام کا دشمن ہی کہ ان سب نے طلسم ہفت پیکر پر بلوہ کیا ہی اس جوان کو ہاتھ سے اغراض کے قتل کراؤن یہ سوچ کر ساتھ سے ہٹی طرف قلعۂ صندلی پوشان کے چلی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ اغراض برای شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کنیز کو دیکھکر آواز دی کہ ای مشتری کہان سے آتی ہی کنیز نے سب حال بیان کیا کہا کہ آپ کی صاحبزادی بادشاہ اسلام کو باغ مین لاتی ہین یہ سُنکر اغراض کانپ گیا کہا کہ ان مسلمانون نے سب پر حملہ ویران کر دین مگر اس شخص کو یہان موت لیکر آئی ہی ابھی چل کر قتل کرتا ہون اُس گیسو بریدہ کے بھی ٹکڑے اُڑا دونگا یہ کہکے مشتری کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ بادشاہ کو لیے ہوے

باغ مین آئین مسند پر بٹھایا گائنون کو بلایا گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

رشک عدو مین دیکھو جانتک گنوا ہی دینگے ۔ لو جھوٹ جانتے ہو اک دن دکھا ہی دینگے

آواز کی طرح ہم بیٹھین گے آج اے جان ۔ دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے

اڑ جاونگا جہان سے عاشق کا رنگ ہو کر ۔ نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے

غیرون کی جستجو کی مدت سے آرزو ہے ۔ یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بھلا ہی دینگے

خاموش گفتگو مین افسردہ آرزو مین ۔ وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے ۔ شمعین یہ وہ نہین ہین جنکو بجھا ہی دینگے

اس خاک تک ہونچکر پھرنا نسیم مشکل ۔ ہون اشک و فتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

گائن گا رہی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کہ گرد سے باغ کے گرد اڑی محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا آپ کے باپ نے آپکے باغ کو گھیر لیا باپ آپ کے آپکے باغ مین آتے ہین یہ سن کے بادشاہ اسلام اٹھے مسلح و مکمل ہو کر بیرون باغ تشریف لائے اغراض نے جو بادشاہ جمجاہ کو آتے ہوے دیکھا جمال جہان آرا دیکھ کر دنگ ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہریار آپنے بڑی گستاخی کی مگر اب میرے اور آپ کے مقابلہ ہو جو غالب آئے مغلوب اطاعت کرے یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا بدل و جان قبول ہے اغراض نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اغراض نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پہلوان دوران واے رستم زمان لڑائی مین تلوار کی خوف ہلاکت ہے لہذا ہمارے تمھارے کشتی مین امتحان ہووے اغراض فوراً گینڈے سے کودا بادشاہ بھی گھوڑے سے کودے دامن گردان آستین چڑھا آپس مین کشتی ہونے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کہ بادشاہ جمجاہ اتنے بڑے پہلوان سے یہ لطف لڑ رہے ہین اگر وہ دس قدم ریل کر لیجاتا ہے تو بادشاہ بارہ قدم ریل کر لیجاتے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی اٹک کر لڑتے ہین اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہے کہ کیچڑ ہو جاتی ہے دوپہر تک اغراض بادشاہ جمجاہ سے برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور اغراض ہونے لگا بادشاہ اسلام زیادتیان کرنے لگے جس مقام پر پکڑ لائے دو دو گھڑی نکلنے نہ دیا اغراض اپنی زندگی سے مجبور و ناچار ہو رہا ہے چاہتا ہے کسی طور سے چھوٹون وعدہ کل کے روز کے

مقابلے کا کرون مگر کچھ بن نہین پڑتا حیران حیران چار جانب دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا بارہ ہزار علم پھریرے ہوا سے اڑتے ہوئے لاکھون سوار و پیدل پشت پر آتے ہین
آگے آگے ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے کو اڑائے ہوے تیور پر بل قشقے پر ہاتھ
جیسے ہی اسنے دور سے دیکھا کہ ایک شخص میرے باپ سے لڑ رہا ہی موچھون پر تاؤ پھیر کر آواز دی
کہ اس شخص کو جلد زیر کیجیے ورنہ ای باپ مین خود آؤن اغراض کے منھ سے نکلا کہ ای فرزند کیا زیر
کرنا آسان ہی یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اسنے کئی قلعے فتح کیے بڑے بڑے پہلوانون کو مار آئندہ
تجھے اختیار ہی مین تو اس شخص پر غالب نہونگا جان لڑا رہا ہون اپنے کو زیر ہونے سے
بچا رہا ہون یہ سنکر وہ جوان مثل ابر کے گڑگڑایا پکار کر آواز دی کہ منم کیوس نیزہ باز گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای بادشاہ اسلام یہ باپ میرا شباب مین خوب لڑ چکا اب
مجھ سے مقابلہ کیجیے تو حال جرأت کھلے اب انھین نے پہلوانی کو ترک کیا میرے نام پر ڈنکا بجتا
ہی بادشاہ جمجاہ اغراض کو چھوڑ کر طرف کیوس کے متوجہ ہوے کیوس نے خود آتا الغرض
اکھاڑے مین آگرا بادشاہ سے لپٹ پڑا چاہا ریل کرکے دوڑون بادشاہ کے قدم مثل
ستون کے قائم ہین کیوس کی کیا مجال ہی کہ ایسے شیر کو ہٹا سکے کئی مرتبہ زور کیا مگر بادشاہ جمجاہ کا
قدم نہ ہٹا تھک کر ہاتھ ہٹا لیا بادشاہ کیوس کو ریل کرکے دوڑے ہر چند کیوس نے چاہا اپنے
کو روکون مگر نہ رک سکا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا شام اسی مین ہو گئی بیچ توڑ کی نوبت نہ آئی
کیوس بھی عاجز ہوا شام کو چھوڑ کر الگ کھڑا ہوا کہا کہ ای بادشاہ اب پلٹ جاؤ کل مقابلہ ہوگا
بادشاہ نے کہا کہ ای کیوس ذرا انصاف تو کرو دو پہر تمھارے باپ سے لڑے دو پہر تمسے
مقابلہ کیا اور پھر موجود ہین رات کو روشنی کراؤ زیر کرکے پلٹنا تمھارے باپ سے ہمسے وعدہ
ہو چکا ہی وہی تم سے بھی وعدہ کرتے ہین تماشا دیکھنے والے تماشا دیکھین گے چاندنی مین
زیادہ لطف ہوگا ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ نے کیوس کا ہاتھ تھاما اور چاہا کہ مقابلے کا خاتمہ ہو مگر
کیوس نے نہ قبول کیا سامنے سے ہٹ گیا ناچار ہو کر بادشاہ پلٹے باغ مین داخل ہوے
کنیزون نے آکر گھیر لیا باپ بیٹے نے جو یہ معاملہ دیکھا نہایت رنجیدہ ہوے کیوس نے کہا کہ
ای باپ بڑے شرم کی بات ہی کہ ہماری آنکھون کے سامنے یہ جوان باغ مین جائے اور ہم دیکھین

کچھ نہ کر سکین اغراض نے کہا کہ ای نور نظر مین نے پہلوانی ختم کی مگر جملہ فنون مین اُسکو اپنے
اوپر غالب پایا ناچار ہوکے تمکو لڑوا یا خیال کرکے جو دیکھا تمھارا بھی وہی حال ہوا تمنے بڑی عقلمندی
کی کہ رات کو نہ لڑے اگر رات کو لڑتے تو تمکو وہ زیر کر لیتا اب مین اُس سے نہ لڑونگا کیوس نے
کہا کہ آپ کا جی چھوٹ گیا مجکو تو ابھی حوصلۂ جنگ باقی ہی مگر باغ مین جانا البتہ ناگوار ہوا جیسے ہی
وہ اندر گیا کنیزون نے آکر گھیر لیا ملکہ بھی کوٹھے سے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی کوٹھے سے اُتر آئی
مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُسنے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیے تیور سے یہ معلوم دیتا تھا کہ
وہ اِس جوان پر جان دیتی ہی کس اعزاز و اکرام سے باغ مین لے گئی پھر کیوس نے کہا کہ مین ابھی
جاتا ہون جا کے صحبت کو درہم و برہم کرونگا چین سے نہ بیٹھنے دونگا آفت برپا کرونگا یہ کہہ کے
ہتھیار سنبھالنے لگا اغراض نے کہا کہ ای فرزند باہر کچھ نہ کر سکے اب اندر جا کے کیا کروگے
کیوس نے کہا کہ یہ مقدمہ زور کا تھا مین تلوار سے لڑونگا یہ کہہ کے تلوار ہلاتا ہوا چلا ہر چند کہ
باپ نے منع کیا مگر کیوس نے نہ مانا چند پہلوان بھی اسکے ساتھ کے اُٹھے کہا کہ ہم بھی آپکے
ہمراہ چلینگے کیوس نے اُن سب سے کہا کہ کسی کا کام نہین یہان ملکہ نے بادشاہ اسلام کو مسند پر
بٹھایا اسباب عیش و نشاط طلب کر رہی ہین چاہتی ہین کہ شراب وغیرہ مہیا کر لون تو مین بھی
پہلو مین بیٹھون گائنون کو بلا رہی ہین گائنین ساز درست کر رہی ہین کنیزین گلابیان شراب کی
لا کر رکھ رہی ہین کہ در باغ پر ہلڑ ہوا ملکہ نے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ کیسا ہنگامہ ہی دیکھا محلدار
سامنے سے روتی ہوئی آئی سر سے خون بہتا ہوا سامنے آکر گر پڑی کہا کہ حضور بھائی صاحب
آپکے میان کیوس شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے اندر باغ کے آنے لگے مین نے روکا غصہ
مین ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھیے سر زخمی ہوا کنیزین روک رہی ہین نہین رُکتے کنیزون کو قتل کر رہے
ہین فرماتے ہین کہ اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا باغ مین چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ خبر وحشت اثر
سُنکر بادشاہ اسلام مسند سے اُٹھے فرمایا کہ ای ملکہ عالم آپ کا بھائی عجب طرح کا نامنصف ہی مین تو
جنگ کشتی کا طالب تھا کیون مجکو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے دامن پکڑا کہا کہ ای ٹھہر یار وہ بڑا خونخوار
ہی کنیزون کو مارا ایسا نہ ہو کہ حضور کو کوئی چشم زخم پہونچے تو مین کدھر جاؤنگی سب میرے
خون کے پیاسے ہو رہے ہین آپ کی وجہ سے کچھ نہین کر سکتے جو وقت آپ نہ ہونگے تو یہ سب

کیا آفت برپا کرینگے یہ کہتی ہوئی چاہتی ہو کہ ساتھ چلوں بادشاہ نے بہ غصہ فرمایا کہ ای ملکۂ عالم
ان باتوں میں دخل نہ دو اگر دخل دوگی تو ہمارے تمہارے نہ نبھےگی ملکہ سہم کر بیٹھ رہیں بادشاہ
جھٹ کے قریب در باغ آئے دیکھا کہ کئی کنیزوں کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہیں چند زخمی کھڑی
ہیں کیوس کھڑا ہوا لڑ رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ ای کیوس کیا جرأت دکھا رہا ہے ہوا ان بیچاری غریبوں نے
کیا لیا ہو جو تمنے قتل کیا بادشاہ کو دیکھکر کیوس آگ ہوگیا تلوار کھینچے ہوئے جھپٹا اس خیال میں کہ تیغ
برہنہ دیکھکر گھبرا اٹھینگے بادشاہ سامنے آکر کھڑے ہوگئے کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی فوراً کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہی
تلوار اٹھائی کہ میں بھی وار کروں کیوس نے سر جھکا لیا گڑگڑانے لگا کہا کہ میں آپ کی ملاقات کو
آتا تھا ان کمبختوں نے مجھکو روک کر بدمزاج کیا تب میں نے کنیزوں کو مارا میں تابعدار ہوں آپ
کو اختیار ہی خواہ آپ سے لڑے خواہ صلح کرے اب مجھے حضور سرفراز فرمائیں بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ روک لیا کیوس لپکر قدموں پر گرا اپنی حماقت کا عذر کرنے لگا کہا کہ آپ باہر بارگاہ
میں تشریف لے چلیے میری بارگاہ الگ استادہ ہی آپ کے ساتھ حاضر ہونگا خدمت کرونگا
بادشاہ اسکے ساتھ ہوئے کیوس بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر چلا اغراض دربارگاہ پر کھڑا
دیکھ رہا تھا کہ بیٹے کو دیکھا ساتھ بادشاہ کے سرنگون چلا آتا ہی جب باہر آئے تو افرون نے بھی
سلام کیا لا کر اپنی بارگاہ میں پہونچایا کہا کہ میں حاضر ہوتا ہوں باپ کو سمجھانے جاتا ہوں افرون سے
کہا کہ شہریار کی خدمت کرو یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے اپنے باپ کے آیا اغراض نے پوچھا کہ ای
فرزند کیا کیا کہا کہ ای باپ میں بادشاہ کو لگا کر اپنی بارگاہ میں لایا ہوں اب شراب پلا کر بیہوش کرونگا
آپ بھی میرے ساتھ چلیے ظاہر میں اطاعت کیجیے تھوڑے ہی عرصے میں گرفتار کرونگا پھر اس
شوخ دیدہ وگیسو بریدہ کو بھی سزا دونگا باپ نے کہا کہ ای فرزند یہ امر تو جرأت کے سراسر خلاف ہی کہ
جو تونے کہا اُس بہادر نے قبول کیا ایسے بہادر کے ساتھ مکر کرنا چاہیے کیوس نے کہا کہ کیا
کریں جرأت میں اس سے غالب نہیں آ سکے آخر دام مکر پھیلایا کہ یوں پیش آئیں اغراض نے کہا کہ مجکو
اختیار ہی میں اس مکر میں ہرگز شریک نہونگا اور یہ نہ چاہونگا کہ تو مکر سے اُسکو گرفتار کرے بلکہ شاہ
بادشاہ لشکر اسلام اسی لائق ہی کہ اُسکی اطاعت دل و جان سے کریں رفیق بنکر ساتھ رہیں میں بیٹے کو

ذلیل نہ ہونے دونگا اُسکی ذات سے مجکو یہ دن نصیب ہوا کہ مین صاحبقران عالیشان کا سمدھی کہلاؤنگا مین تجھے مکر نہ کرنے دونگا کیوس نے جھلا کر کہا کہ مین آپ کا سر کاٹ کر لیجاؤنگا اور قدمون پر اُنکے ڈال دونگا اور کہونگا کہ باپ نے اطاعت نہ قبول کی مین آپکی محبت مین باپ کا سر کاٹ لایا اغراض نے کہا کہ تیری کیا مجال ہی کہ میرا سر کاٹ سکے باپ بیٹے مین یہانتک تکرار بڑھی کہ آخر تلوارین کھینچین رفیق بھی جانبین کے آمادہ حرب دیپکار ہوے باپ بیٹے مین تلوار چلنے لگی رفیق رفیقون سے لڑ رہے ہین پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے نقارے بجے بادشاہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہو رہا ہی ہرکارے گئے پلٹ کر آئے خبر مفصل بادشاہ اسلام سے عرض کی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی پیدل پیدلون سے لڑ رہے ہین سوارون سے سوار لڑ رہے ہین بادشاہ للکارتے ہوے پہلے فوج کو منع کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان باپ بیٹے سے تلوار چل رہی ہی للکار کر کہا او کیوس تیرے مکر سے مین آگاہ ہوا مجھ سے مقابلہ کر باپ پر کیون تلوار کھینچی اغراض نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین دل وجان سے آپ کا مطیع ہون اُس مکار کی باتون پر نہ جایئے گا کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ باپ کا سر زخمی ہوا چاہا کہ باپ کا سر کاٹ لون بادشاہ اسلام نے اپنے کو جلدی سے قریب پہونچایا اغراض کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے کیوس سے مقابلہ کیا کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر تلوار جو گری تو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا کیوس کے مرتے ہی اغراض دوڑ کر قدمون سے بادشاہ کے لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار اچھا ہوا کہ یہ مغرور مارا گیا آپ کو مکر سے لگا کر لایا تھا خوب ہوا کہ مارا گیا چاہتا تھا کہ آپ کو مکر سے گرفتار کرے مجھ سے کہنے آیا تھا کہ تم بھی چل کر مکر مین شریک ہو مین نے انکار کر کے سمجھایا بگڑ گیا مجھ سے لڑنے لگا آخر اُسکی قضا آئی تھی واصل جہنم ہوا مین نے دل وجان سے آپکی اطاعت کی بادشاہ جمجاہ نے اغراض کو اپنے ساتھ لیا اور باغ مین تشریف لائے ملکہ صحن باغ مین سجدے کر رہی ہین باپ کو جو ساتھ بادشاہ کے آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا اغراض نے کہا کہ ای نور نظر ہم تمھارے سبب سے دائرہ اسلام مین آئے مذہب حق پایا جسکی وجہ سے

مجکو شرف حاصل ہوا لا کر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اغراض خدمتگزاری مین مصروف ہوا افسران فوج کو بلا کر اُنسے سوال اسلام کیا سب نے مدل اطاعت کی بادشاہ آکر محفل عیش مین شریک ہوے ملکہ نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

کچھ کام بھی آئین جو ملے ہین مجھے دو ہاتھ — اک طوق گلو اک کمر یار مین ہو ہاتھ
کل گردن محبوب مین ہیہات تھے جو ہاتھ — آج اک دل بیتاب کو تھامے ہین وہ دو ہاتھ
کہتا ہی یہ فتنہ مجھے محفل مین سنا کر — ہم پیر ملین غیر کے تم بیٹھے ملو ہاتھ
حیلہ مرے گھر چلنے مین نازک کمری کا — اُٹھو بھی کہین لاؤ مرے ہاتھ مین دو ہاتھ
بیٹھے ہین جو غیرون مین تو وہ کہتے ہین مجھ سے — تو خون جگر کھانے کو اس زیست سے دھو ہاتھ
دل پر بھی وہ پڑ جائے کبھی بہر تسلی — اُٹھتا ہی طمانچے کے لیے وصل مین جو ہاتھ
کمال سے حنا شوخ کیا ہی کف پا کو — عاشق کے تم اس وقت ذرا چوم تو لو ہاتھ
منظور خدا ہو کہ نہ ہو وصل تمھارا — ہم ایسی دعا سے نہ اُٹھائین گے تو ہاتھ
ساقی ہی مرا دیگا مجھے جام تو لونگا — پہچانتا ہی ہاتھ کو اے بادہ کشو ہاتھ
قدمون کو کبھی چھوتا ہون تو کہتا ہی بگڑ کر — کون آپ تھے بے پوچھے لگا بیٹھنے کو ہاتھ
منہدی ہی جو نہ دے وصل مین کچھ رنگ سستی — دل کر مرا خون رشک قمر لال کرو ہاتھ
قاتل جگر و دل بھی ہین مشتاق شہادت — چورنگ کیا مجکو لگا اور بھی دو ہاتھ
پیدا نہ ہوا گریۂ فرقت مین اثر کچھ — ای مردم دیدہ آبروے چشم سے دھو ہاتھ
اللہ کرے اُنکی دل گم شدہ میرا — ہاتھ ایسے کے آئے کہ ذرا تم بھی ملو ہاتھ
قدمون سے جلال اُسکے لگا ہی یہی دل کو — جو رنگ چلے تم سے کچھ اُسی کے نہ لگو ہاتھ

یہان تو یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی مگر فیروزہ بن عمرو جو بادشاہ جمجاہ سے شکارگاہ مین جدا ہوا تلاش کرتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہان بادشاہ ملکہ سے ملے تھے اُس مقام پر بیٹھنے کا نشان پایا یقین کامل ہوا کہ بادشاہ اس مقام پر ٹھہرے تھے جستجو کرتا ہوا چلا ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک لشکر بہت بڑا قریب ایک باغ کے اُترا ہی کوہ سے یہ معرکہ دیکھ کر اُترا صورت بدل کے لشکر مین آیا حال دریافت ہوا کہ بادشاہ اندر باغ کے ہین پشت باغ سے دیوار پر آیا

دیکھا کہ بادشاہ صحبت عیش مین بیٹھے ہین ایک مہ جبین زہرہ جبین پہلو مین بیٹھی ہی فیروزہ نے وجد کیا کہ کیا یہ لوگ صاحب اقبال ہین کہ جہان جاتے ہین معشوق پریچہرہ دستیاب ہوتی ہی غرض نے خیال کیا کہ اب یہان میرے بیٹھنے سے لطف صحبت تخلیہ مین برہمی ہوگی اپنے دل مین یہ سوچ کر باہر گیا کنیزین وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جاکر سوئین فیروزہ بن عمرو بیٹھا دیکھ رہا ہے بادشاہ جاکر چھپر کھٹ پر سوئے جب پہر رات باقی رہی فیروزہ نے دیکھا کہ دیوار پر جست کر کے ایک عیار آیا بادشاہ نخجاہ کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا فیروزہ سنبھل کر بیٹھا یقین ہوا کہ یہ عیار فکر مین بادشاہ کی آیا ہی عیار جست کر کے دیوار سے اترا جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر چلا فیروزہ نے چاہا کہ باغ ہی مین روکون اور اسکو جانے نہ دون یہ خیال کر کے نیچے آیا مگر جب تک فیروزہ سنبھلے سنبھلے وہ عیار کود گیا فیروزہ بن عمرو جھپٹ کر دیوار پر پہونچا دیکھا کہ عیار جھپٹا ہوا جاتا ہی فیروزہ کو دامنگیر دکو اُس عیار کی نہیں پاتا کوئی مقام خیال مین آیا کہ للکار کر اسکو روکون سوچا کہ مین آواز دونگا تو اور زیادہ تیز ہوگا برابر پہونچون تو حلقہ ہاے کمند مارون مگر نہین پہونچ سکتا ایک بونڈا لاگرد کا اڑتا ہوا جاتا ہی نہایت عیار تیز رو ہی مگر فیروزہ بن عمرو کسی طرح تعاقب نہین چھوڑتا ہی چلا ہی جاتا ہی دس کوس راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین ایک لشکر اترا ہی بارگاہ کلان استادہ ہی عیار اُس بارگاہ مین گیا جاتے ہی بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فیروزہ خدمتگار بنکر جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن دقوی من مقام صدر پر بیٹھا ہی بادشاہ کو ہوشیار کیا ہی ہوشیار کر کے کہتا ہے کہ کیون اے بادشاہ اسلام تمنے کچھ خوف نہ کیا شاید تمنے میرا نام نہین سُنا ہی جہلیل زنجیرہ پیچ میرا ہی نام ہی جس معشوقہ کو تم پہلو مین لیکر بیٹھے تھے وہ کئی سال سے میری منگیتر ہی باپ نے اُسکے میرے ساتھ منسوب کیا تھا تمکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا کہ اسکا منگیتر کیا کریگا اب مین تمکو قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر یہ سُنتے ہی جہلیل نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد باہر سے خنجر برہنہ لیے ہوے آیا آتے ہی بادشاہ اسلام کی گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا اور یہ آواز دیتا تھا کہ اے پہلوان دوران دا ای گرشاسپ جہان حکم اول ہے ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دینا قتل کرنا میرا کام ہی

جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلیل نے حکم دیا کہ ہم خوب سمجھتے ہین تو جلد قتل کر دیر نہ کر جلاد نے چاہا کہ ہاتھ لگاؤن فیروزہ بن عمرو نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹا ہلڑ ہوا جہلیل نے کہا کہ اوے جلاد کو کیا ہوا عیار نے کہا کہ ای شہریار عیار اس جوان کا میرے تعاقب مین آیا تھا کیا عجب ہی کہ وہ دربار مین آیا ہو اب دوسرے جلاد کو بلایئے یا مین خود قتل کرون یہ کہہ کے کمر سے خنجر کھینچا قریب بادشاہ کے آیا چاہا کہ قتل کرون فیروزہ بن عمرو بشکل شاطر قریب اس عیار کے آیا کہا مہتر صاحب آپ اس جوان کو کیون قتل کرتے ہین اسکے عزیز دار آپکے دامنگیر ہونگے عیار نے کہا کہ تو کیون دخل دیتا ہی فیروزہ نے ایک دھول ماری اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو یہ کہہ کے لڑنے لگا ایک سپاہی نے بڑھ کر کہا کہ مین بادشاہ کا سر کاٹے لیتا ہون سر زنجیر پکڑ کے کھینچا خنجر اٹھایا بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ او نالائق و بے حیا زنجیر کھینچتا ہی سپاہی نے سونٹا اٹھایا شعلۂ مغضب کا نون سینۂ بادشاہ اسلام مین شعلہ زن ہوا بادشاہ نے زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا سپاہی جھکا بادشاہ اسلام نے ہتھکڑی ماردی سر سپاہی کا پھٹا بادشاہ نے ہلہ مار کر ہتھکڑی توڑی قید پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من | گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من | باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق | بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی فیروزہ بن عمرو کو بچایا آپ معروف جنگ ہوے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے جہلیل کو بہت ناگوار ہوا خبردار خبردار کہتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ مین تمھاری جنگ کا مشتاق ہون یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا افسران فوج گرد آ گئے ہر طرف سے نیزہ و تیر مارتے ہین بادشاہ سپر کے وار روک رہے ہین جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے دو رسے تیر پڑ رہے ہین جو تیر جسم پر بادشاہ کے پڑا بادشاہ نے نکالکر پھینک دیا فوارے خون کے جسم سے بلند ہین گرد بادشاہ کے کافران خود پسند ہین جب بادشاہ اسلام نے دیکھا انبوہ کافرون کا بارگاہ مین بڑھتا جاتا ہی کہ

ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کو جنبش ہوی بارگاہ لہرائی گرنے لگی بادشاہ اسلام بارگاہ کو گرا کر باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے چہار جانب سے فوج کفار نے بلوہ کیا بادشاہ جمجاہ نے بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین الضعفا و ای خالق یکتا اپنے بندۂ حقیر کو ان ظالمون کی بدعت سے بچاے ان بیحیاؤن نے گھیرا ہی نظم

خدا آئینۂ دل را کند صاف ۔ بشوید سینہ را با آب الطاف
بہر بندہ کند حق کارسازی ۔ بفضل و لطف و رحم و عدل و انصاف
بہر یک راز مولے رازدار است ۔ بہر یک پردہ ذات اوست کشاف
زبانہا عاجز از تقریر دانش ۔ قلمہا قاصر از تحریر اوصاف
بشرق و غرب حکم اوست جاری ۔ جہان محکوم او از قاف تا قاف
زہے واحد خداوند یگانہ ۔ کہ شد ظاہر ازو تعداد الطاف
جہان مداح او ممدوح دوران ۔ خدا موصوف و جملہ خلق وصاف
زہے فرمان ملزوم الاطاعت ۔ کہ باشد حکم او جاری باکناف
ز حشمتش جلوہ گر ماہ جہان تاب ۔ ز نورش پرتو افگن پرتو آف
ظہور قدرتش گردد ہویدا ۔ باقسام و بانواع و باصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد ۔ کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد ۔ بداند قیمت زر مرد صراف

بادشاہ نے جو بلند کے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا وہین سے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بد خا منم نقابدار بادلہ پوش یہ کہکر تلوار کھینچ کر آگرا اس طرح حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار جوان مارے عیار نقابدار تو تنہا ہو قریب فیروزہ بن عمرو کے پہونچا برابر کھڑا ہو کے لڑنے لگا کئی سو عیارون کو مار کے گرا دیا اور فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فیروزہ وای مہتر بچ مہتر عیاری تمہارے ہی گھر سے نکلی ہی کیا کہنا کس خوبی سے اپنے آقا کو رہا کیا مگر ذرا ہوشیار رہو دیکھو احکام تیز رو آتا ہی احکام نے جو دیکھا کہ عیار نقابدار بادلہ پوش پاس فیروزہ کے پہونچا کئی سو پیک بیچ میں سے مارے گئے

شاگردون کو بیکر جھپٹا عیار نقابدار نے فیروزہ بن عمرو کو ہوشیار کیا کہا دیکھو سنبھلو عیار آتا ہی کئی
سو پیکیجون نے ان دونون کو گھیر اگر عیار نقابدار مثل برق کے تڑپ رہا ہی کئی سو پیکیجون کو مار
گرادیا فیروزہ بن عمرو کو بچارہا ہی جس عیار نے فیروزہ پر حلقے کمند کے مارے عیار نقابدار
نے حلقے کاٹ دئے اُسی عیار کو جھپٹ کے مارا جب احکام نے دیکھا کہ عیار نقابدار بلائے
روزگار ہی کہا یارو اس ظالم کو گھیر لو عیار نقابدار پر حلقے کمند کے پڑنے لگے مگر عیار نقابدار
حلقہ ہاے کمند سے مثل برق کے تڑپ کر نکلتا ہی ایک مقام پر احکام نے حلقے کمند کے
مارے عیار نے دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین آئے اپنے کو گرادیا لوٹ مار کر نکلا نکل کے
جست کی سر پر احکام کے پہونچا اُترتے اُترتے خنجر مارا کہ عیار کا سر کٹ کر گرا سب پیکیجے بھاگے
غلغلہ کرتے ہوئے کہ احکام تیز رو مارا گیا سلطنت جہلیل کمزور ہوئی عیار پر بڑا دعوی تھا کہ جہان گیا
کام کر کے آیا دیکھو بادشاہ اسلام کو کیونکر جڑا لایا اب پہلوانی کا زمانہ رہا عیار نقابدار بادلہ پوش
احکام کو مار کر قریب اپنے آقا کے آیا پوچھا کہ ای آقاے نامدار جنگ کا کیا طور ہی نقابدار نے کہا
کہ مین بادشاہ کے ساتھ لڑ رہا ہون اُن ہی کے طریقے پر چل رہا ہون کئی مرتبہ جہلیل سے مقابلہ
پڑا لوگ بیچ مین آگئے مقابلہ رہ گیا میرا حریف ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بادشاہ اسلام کے
جو کان مین آواز گئی سنبھل کر پشت مرکب پر بیٹھے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چلے جہلیل کو للکارا
کہ او نامرد ازلی اب سامنے نہین آتا میرے تیرے مقابلہ ہو جائے کہ دل مین تیرے حوصلہ نہ رہے
یہ سنکر جہلیل بڑھا اودھر سے علمدار لشکر کفار آتا تھا کئی سو جوان اُسکے گرد جنگ کرتے ہوئے چھر کو
بغل مین دابے ہوے پھرا ہوا مین اُڑتا ہوا جس مقام پر حمہ کر کرتے سو دو سو کو زخمی کیا مگر بلا زبان
نقابدار مین سے جو ایک زخمی ہوا دوسرے نے اُسکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا منظور یہ ہی کہ لاش
اپنے ساتھ والے کا رہ نہ جائے اکثر جو مر کے گرے سواروں نے گھوڑے سے اُتر کر لاشے اُنکے
اُٹھا لیے اپنے گھوڑون پر ڈال لیے مگر بادشاہ سے جہلیل کا سامنا ہوا نقابدار بادلہ پوش نے
علمدار کو مارا بادشاہ اسلام نے جہلیل کو ٹوکا جہلیل آپڑا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار
رد و قدح کے ہوئے تھے کہ ایک مقام پر بادشاہ اسلام نے خبردار خبردار کہ کے کمر کو بتا کر سر پر
ہاتھ تیغہ قمقام کا مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری یا تو قبضہ پسر پر جھکی تھی یا زیر تنگ مرکب زمین کو

بوسہ دیا جس وقت کہ جہلیل مارا گیا احکام کا بھائی ناکام فوج کو ساتھ لیکر بھاگا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا لاشہ جہلیل کا لاد لیا بھاگے ہوئے جاتے ہین لیکن بادشاہ اسلام بعد فتح جنگ کے نقابدار بادلہ پوش کے سامنے آئے فرمایا کہ ای نقابدار تمنے بڑا احسان کیا کہ ایسے وقت پر آئے ہم عاجز ہو رہے تھے مگر چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون طرز جنگ سے یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ خاندان صاحبقرانی مین سے ہو اپنے نام سے آگاہ کرو کہ گل کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ ای شہریار آپ کے فرمانے کا مجھپر بہت بڑا بار ہوتا ہی لیکن نام ظاہر کرنا منظور نہین ہی صاحبقران زمان سے امتحان کرونگا شاید غالب آؤن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ سودا ے خام سر سے نکال ڈالو اسطرح کا خیال دل مین نہ رکھو صاحبقران عالیشان وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی کہ رستم پیلتن ایسے فرزند کو زیر کیا کہ اس طلسم مین وہی طلسم کشا ہی مگر طلسم وسیع ہی سنا ہی کہ تحفہ جات ولوح طلسم لیکر داخل طلسم ہوگئے ہر چند کہ صاحبقران عالیشان بالذات فتاح طلسم نہین ہین مگر لڑ بھڑ کے طلسم مین پہونچے مرحلہ جات پر لڑ رہے ہین صاحب اسم اعظم مکرم محتشم انپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا ایک نقابدار اس مدت مدید مین آیا ہی اُسکے طریقے سے سامان صاحبقرانی پائے جاتے ہین ایک صفت اُسکے یہ ہی کہ ایک باز سفید اُسکے سر پر سایہ فگن رہتا ہی ساحر سے نہین ڈرتا ساحرون کو پامال کرتا ہی مرکب حبشی برائے سواری بارگاہ عمرہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا سالہا سال سے برابر کد و کاوش کر رہا ہی کہ صاحبقران عالیشان سے باز نہ لون مگر صاحبقران کب دیتے ہین فرماتے ہین کہ مجھ سے مقابلہ کرو نقابدار چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کردن اور باز نے پاؤن یہ سنکر نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ مین نقابدار زرین پوش سے امتحان کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار اگر تم نقابدار زرین پوش پر غالب آئے تو شاید صاحبقران عالیشان پر بھی غالب ہو یہ سنکر نقابدار بادلہ پوش خاموش ہوا اور یہ کہکر چلا گیا کہ مین نقابدار زرین پوش کی فکر مین جاتا ہون بادشاہ جمجاہ فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر اسباب لوٹ کا لدوائے ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صبح کو ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور بادشاہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا باغ مین تلاطم ہوا یہ خبر اغراض کو پہونچی اُسنے آکر بیٹی کو سمجھایا کہ مین ہرکارے روانہ کرتا ہون حال کھل جائیگا کہ کون شخص اُنکو

گرفتار کر کے لے گیا ہرکارے دریافت کر کے ظاہر کرینگے اغرض بیٹی کو سمجھا کر باہر آیا لشکر مین
ذکر کیا ہرکارے روانہ کیے مگر بادشاہ جمجاہ فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے آگے بڑھے ہوے
آتے ہین جھکڑے اسباب وغیرہ کے عقب مین راہ مین ایک پہاڑ ہو اُسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین اُس
ایک قزاق رہتا ہو کہ شایان فیلسوار اُسکا نام ہو پہاڑ پر بنے بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا جھکڑے
اسباب کے جاتے ہین بارہ ہزار قزاق لیکر اُترا فقط اُن جھکڑون پر گاڑی بان تھے اُنکو پکڑ لیا
جھکڑے پھیر کر لے گیا چند گاڑی بان پہلے سے کود کر بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر خدمت مین بادشاہ
اسلام کی آئے عرض کی کہ شایان قزاق مال حضور کا چھین کر لے گیا بادشاہ جمجاہ یہ سنکر بولے فرمایا کہ
قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارا مال و اسباب لے جائے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دامنہ کوہ
بوقلمون مین پہونچے قزاقون نے دیکھا کہ ایک سوار تاج سر پر رکھے موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت
احمر کے گلے مین مرکب عربی زیر ران مرکب بھی ساز دیراق سے آراستہ قزاقون نے کہا کہ اے افسر
آج کسی اچھے کا منھ دیکھکر اُٹھے تھے کہ مال کے کئی سو جھکڑے حاصل ہوے اب ایک سوار آتا ہی
لاکھون روپیے کا اسباب پہنے ہی گھوڑا بھی بے نظیر ہی جوان بھی شک ماہ منیر ہی یاقوت احمر کے
کنٹھے پہنے ہی افسر نے ان سب کے سر اُٹھا کر دیکھا بیقرار ہو گیا کہا مین خود جاتا ہون اسباب اس سے
لاتا ہون اسے قتل نہ کرونگا اگر میرے ساتھ رہے تو اپنا رفیق بناؤن یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا
سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے جوان ذرا ٹھہر جا بادشاہ اسلام نے گھوڑا روکا
شایان فیلسوار قریب آیا کہا کہ اے شہریار یہ تو مین سمجھ گیا کہ آپ کہین کے تاجدار ہین مگر نہین معلوم
تنہا آنے کا کیا باعث ہوا گھوڑے سے اُتر پڑیے سلاح وغیرہ رکھ دیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
اے بہادر کسطرح اسباب اپنا دے دین کوئی بہادر یہ نہ قبول کریگا شایان نے کہا کہ یہ مقام بوقلمون
ہی یہان سے کبھی کوئی صحیح و سالم نہین پلٹا مجھے آپ کے شباب پر رحم آتا ہی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ ہم نہ دینگے جس طرح تم سے ہو سکے اس طرح لو مین بخوشی نہ دونگا قزاق بھی پہاڑ سے اُتر کر
آگئے وہ بھی بادشاہ جمجاہ کو سمجھانے لگے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ سپاہ گری کے خلاف
سمجھاتے ہو بے لڑے بھڑے ہتھیار دے دین اور گھوڑا حوالے کرین تمسے جسطرح لیا جائے لے لو
شایان کے تیور پر بل پڑا ساتھ والون سے کہا کہ ہٹ جاؤ اس جوان کی قضا ہی لیکر آئی ہے

یہ کہکر گھوڑے کو پیچھے ہٹایا نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے سنان نیزہ کو توڑ ڈالا اب تو شایان کو بڑا
تردد ہوا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان بڑا سپاہی ہی دوسرا نیزہ ساتھ والے سے لیا بادشاہ اسلام نے
اسکی بھی جھڑ توڑ ڈالی جب تو شایان فیل سوار نے تلوار کھینچی کہا کہ ای جوان اگرچہ تو دریاے سلاح
مین غرق ہی مگر اس وار سے نہ بچیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ شاید اسی تلوار سے تمھاری قضا
ہو شایان فیلسوار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے بازہ بچا کر کلائی پر شایان کی ہاتھ
ڈال دیا شایان فیل سوار نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے
آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ فرماتے جاتے ہین تو افسر قزاقان ہی کوئی بات اٹھا نہ رکھنا
تاکہ کوئی حوصلہ تیرے دل مین باقی نہ رہے شایان پیچ باندھ رہا ہی کہ جنکا توڑ خلق نہین ہوا مگر
بادشاہ جمجاہ اُن پیچون سے بھی بچتے ہین پہر بھر کامل کشتی ہوئی شایان نے بڑے بڑے فن صرف
کیے مگر بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا بعد پہر بھر کے شایان فیل سوار رک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار
حقیقت مین آپ سپاہی بے مثل و بے نظیر ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے آپکو
اپنا افسر بناؤنگا مین سمجھ چکا کہ آپ پر کسی طرح غالب نہ ہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ شاید تو نے سنا ہو
کہ نبیرۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اُنکے فرزند کا فرزند ہون بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد میرا نام ہی یہ سنتے ہی شایان قدمون پر گر پڑا کہا کہ ای شہریار آج
تقدیر نے میری رسائی کی کہ ملازمت حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمۂ طیب فرمایا شایان بصدق دل
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای بہادر جو کہ چھکڑے مال و اسباب کے تمنے
لوٹے ہین وہ ہمارے ہین لہذا اُنکو ہمارے ہمراہ کر دو ہم جہلیل زنجیرہ پیچ پہلوان کو مار کے
اُسکا مال و اسباب لے چلے تھے راہ مین گاڑی بانون نے خبر دی کہ قزاقون نے مال و اسباب اُنکا
چھین لیا اسی وجہ سے مین یہان آیا شکر ہی کہ تم سے صفائی حاصل ہوئی شایان فیل سوار نے کہا کہ آج
اسی پہاڑ پر تشریف رکھیے کل حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب زندگی مین دامن دولت نہ
چھوڑونگا قزاقی سے توبہ کی بادشاہ اسلام نے قبول کیا اُسی مقام پر آ کر پڑے شایان نے
بارگاہ منگوا کر استادہ کرائی بادشاہ جمجاہ اُس بارگاہ مین داخل ہوے سب قزاق خدمت مین
بادشاہ کی حاضر ہین گائنین آئین دامن گھیبان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان پہنے گلبدن کے پاجامے

قول کی گوٹ چاندی کے زیور بھاری بھاری زنگاری دوپٹے برسات کھائے ہوئے دبھتے پڑے ہوئے انہین سے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہے — کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے
مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد گلرو سے — جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے
بڑھی لو اور چالا کی چھپے جو پاؤن ہین کانٹے — کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے
یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالے کی — ہلا سکتے نہین پا کو یہانتک تنگ زندان ہے
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھ سے ناتوان کو ہو — کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہے
مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل — کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہے
بہار سبزۂ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے — دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے — یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہین — صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے
بہاکر خون بہنین گے کفن گلہائے لالہ کا — کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین — بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُس کا — تسنیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے

دو پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا بعد اسکے جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام نے آرام فرمایا شاہان قزاق بھی اُسی بارگاہ مین رہا قزاقون کو بھی اطمینان ہوا اپنے اپنے مقام پر سوئے مگر قضائے کار ناکام عیار جو لاشہ جہلیل کا لیکر بھاگا تھا ایک صحرا مین آکے ابھی بنائی لاشہ جلانے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی مستان دیوانۂ صحرا سے جھومتا ہوا آیا کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے ناکام عیار نے رو رو کے اپنے آقا کا قتل ہونا بیان کیا مستان نے کہا کہ تو نے اُس جوان کو قتل کیون نہ کیا ناکام نے کہا کہ اے پہلوان دوران مین کیونکر قتل کرتا وہ جوان نہایت زبردست ہے سپاہی ہے بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر خوب تلوار چلی جب ملازم بھی ہمارے آقا کے مارے گئے تب ہم لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے یہان آکر جلایا مستان نے کہا کہ مجھسے اور مہلیل سے بڑی ملاقات تھی مین برائے مقابلہ چلونگا اور اُس جوان کو قتل کرونگا یہ کہکے ناکام کو آمادہ

رات کو ناکام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام اُسکی تلاش مین جائے مستان دیوانہ نے کہا کہ اگر تو اُس جوان
کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین فوراً اُس جوان کو قتل کرونگا معاوضہ خون جہلیل کا لونگا ناکام عیار
اُسی وقت قسطورے لگا کر روانہ ہوا تلاش کرتا ہوا زیر کوہ بوقلمون پہونچا دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہی
ناچ گانا ہو رہا ہی ناکام ایک گوشے مین چھپ کر کھڑا ہوا جب جلسہ برخاست ہوا اور پادشاہ نے
آرام فرمایا تو ناکام گوشے سے نکلا اور نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا کفچے مین بیہوشی رکھی چاہا کہ
بیہوش کرون فیروزہ بن عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آقا کے چھپر کھٹ کے پاس ایک سیاہ پوش
کھڑا ہی للکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی ناکام نے پادشاہ جمجاہ پر خنجر مارا اور بھاگا پادشاہ
کے سر سے خون بہنے لگا فیروزہ نے للکارا کہ او نالائق دیکھیا تو نے یہ کیا حرکت کی ناکام بھاگا
بیرون بارگاہ آیا فیروزہ نے تعاقب کیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او بیحیا تو نے غضب کیا
پادشاہ اسلام کو خنجر مار کے جاتا ہی اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگا آگے آگے ناکام جست و خیز کرتا ہوا
جاتا ہی پیچھے پیچھے فیروزہ مگر ناکام اُسی رواردی مین داخل لشکر مستان ہوا لیکن فیروزہ نے
بھی ناکام کا پیچھا نہ چھوڑا صبح کا وقت ہی مستان دیوانہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ذکر کر رہا ہی کہ
شب سے عیار گیا ہی پلٹ کے نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا کارروائی کی مجھے جہلیل کے خون
کے معاوضے کا بہت بڑا خیال ہی جب تک اُس جوان کو قتل نہ کرونگا تب تک مجھے آرام و چین نہ
آئیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ ناکام عیار بھاگا ہوا آیا مستان دیوانے نے پوچھا
کہ خیر تو ہی ناکام نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ نعرے کی آواز آئی او بیحیا مین آپہونچا تم فیروزہ بن
عمرو مستان نے دیکھا کہ ایک عیار جست و چالاک نہایت بیباک تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے آکر
قریب ناکام کے پہونچا مستان نے آواز دی کہ او ناکام مار اسکو کہ دو ٹکڑے ہون ناکام نے
پلٹ کر خنجر مارا فیروزہ بن عمرو نے پینترا بدل کر خالی دیا بیٹھ کر ہاتھ پالٹ کا مارا کہ دونون پانون
ناکام عیار کے اُڑ گئے مستان نے للکارا کہ او ناعیار یہ کس طرح کی حرکت کی خبردار آگے نہ بڑھنا
فیروزہ نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن لوگ اُٹھے فیروزہ کو گھیر لیا فیروزہ لڑتے لڑتے گرا سب
از روی بلوے کے ٹوٹ پڑے فیروزہ کو پکڑ لیا مشکین باندھ کر سامنے مستان کے لائے مستان
نے کہا کہ اسکو قید کرو کل قتل کرینگے فیروزہ کو قید کیا جب فیروزہ قید ہو چکا مستان نے حکم دیا کہ

کل میدان خونی کی تیاری کرو سر میدان اسکو دار پر کھینچونگا ساتھ والون نے میدان خونی کی تیاری
کی صبح کو طرف میدان خونی کے چلے یہان بادشاہ اسلام نے جو زخم کھایا شاہان قراق یہ خبر سنکر
آیا اور نہایت افسوس کیا کہ میرے گھر مین شہریار زخمی ہوے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ فیروزہ اسکے
تعاقب مین گیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری مجکو بڑا انتشار ہی ای برادر جلد خبر منگاؤ شاہان قراق
نے قراقون کو روانہ کیا وہ سب تجسس مین نکلے ایک قراق ڈھونڈھتا ہوا لشکر مستان مین پہونچا
دیکھا درختون مین اشتہار چسپان ہین معلوم ہوا کہ کل فیروزہ بن عمرو قتل ہو جائیگا قراق
وہان سے بھاگا خدمت بادشاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ مستان دیوانے نے فیروزہ
کو گرفتار کر کے قید کیا ہی کل کے روز فیروزہ قتل ہو جائیگا بادشاہ اسلام فوراً سوار ہوے
طرف لشکر مستان دیوانے کے چلے یہان اب وہ وقت ہی کہ دار استادہ ہی جلاد سنگین لگا رہا
ہی مستان دیوانہ زنجیرین ہلا رہا ہی کہتا ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی مین نے قاتل جہلیل کو نہ پایا
نہین تو اُسکو اس طرح سے قتل کرتا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کرتے اور
مجکو رحم نہ آتا مگر اب اس عیار کو جلد قتل کرو تاکہ میرے دل کو چین آئے جلاد نے فیروزہ کا ہاتھ
پکڑ کے کھینچا اُس وقت فیروزہ نہایت مایوس ہوا الیقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھون
مین آنسو بھرے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت ناگہانی سے
نجات دے تیرے نزدیک سب آسان ہی میرا تو یہ اعتقاد ہی مجکو بھی تیرا نام نامی یاد ہی نظم

یکے است آن خداوند کون و مکان	یکے است آن شہنشاہ دور زمان
ز ہر نام نامش عیان میشود	ز ہر یک نشان ہست ظاہر نشان
بہر خانہ او خانہ داری کند	بہر یک مکان ہست اہل مکان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار	عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل خود	گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پے بود گاہ پوست	گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی	گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے با نوا و گہے بے نوا	گہے ناتوان گاہ اہل توان

گئے مرد محتاج در دریوزہ گر گئے در زمین و گئے بر فلک	گئے شاہ اقلیم در در زبان گئے در سماؤ گئے در سمک

کافرون نے جو فیروزہ کو دعا کرتے دیکھا طعن و تشنیع کرنے لگے کوئی کہتا ہو کہ کسے پکار رہا ہو
کوئی کہتا ہو کہ خدائے نادیدہ کو بلا کوئی کہتا ہو کہ ان مسلمانون کا بھی عجب اعتقاد ہو آپ ہی
کہتے ہین کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہو بھلا پھر انکی آواز کیونکر پہونچے ناحق
کو روتا ہو لات و منات کو پکارے تو شاید پونے دو سو خداوندون مین سے کوئی خداوند سن لے
اور مدد کرے بعضے کہتے ہین یہ مسلمان بڑے سخت مزاج ہین آج تک کسی مسلمان کو لات پرست
ہوتے نہین دیکھا لشکر مین ایک غلغلہ ہو مستان دیوانہ آواز دے رہا ہو کہ یارو اب اس عیار
کو جلد قتل کرو دیر نہ کرو اسنے بہت بڑی گستاخی کی ہو میرے سامنے عیار جہلیل کو مارا مجھ مابدولت کا
خوف نہ کیا مین بھی اسے اس طرح سے قتل کرونگا کہ سب اسکے حال زار پر گریہ وزاری کرین اور محکوم رحم
نہ آئے یہ ذکر تھا کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم شہنشاہ اسلام با عدل و داد	بہار گلستان کاؤس و جم منم نور علینین شاہ قباد

دیکھا سب نے کہ ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال کافرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہو جسنے
ٹوکا اسے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی صفین درہم و برہم کین تھوڑے عرصے
کے بعد بوق کی آواز سبھون کے کان مین آئی شاہان فیل سوار قزاق بارہ ہزار قزاقون سے جو آکر
گرا زمین ہلا دی دریائے خون بہا دیا گھوڑے قزاقون کے دوڑتے پھرتے ہین مستان دیوانہ بدحواس
ہوگیا کہتا ہو کہ یارو یہ جوان کون ہو کسی نے کہا کہ ای افسر اسی جوان نے جہلیل کو مارا اکیلے نے اتنے
بڑے لشکر کو شکست دی آپ مقابلے کے خواہان تھے اب مقابلہ کیجیے جہلیل کے خون کا بدلا لیجیے
یہ سنکر مستان جھومتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ او جوان کیون تیری قضا آئی ہو مجھ سے مقابلہ کر ان
غریبون نے تیرا کیا لیا ہو بادشاہ اسلام نے مستان دیوانے کو پیدل دیکھا فوراً گھوڑے سے
کود پڑے اور مقابلے مین مستان کے آئے مستان نے جھپٹ کر جو دست لگائی بادشاہ جمجاہ نے
پیترہ بدل کے خالی دی جو دست زمین پر پڑی گرد اڑی پانی نکل آیا مستان دیوانہ کف افسوس ملنے لگا

اور پکارا کہ ہائے ایسا معشوق حسین و جمیل میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو آقائے سُرخ تھا بادشاہ اسلام نے پہلو سے آواز دی کہ ارے مین تو زندہ موجود ہون کسے مارا مستان دیوانے نے پلٹ کر دیکھا پھر چوبدست لگائی بادشاہ نے ابکی مرتبہ کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ جھٹکا چوبدست چھوڑ کر ایک جنگل مارا زرہ مع پوست نوچ لی بادشاہ اسلام نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا اب جو دیوانے نے سر اُٹھایا شانے پر بادشاہ کے چکت ماری بادشاہ نے ایک گھونسہ ایسا مارا کہ دیوانے کے منہ سے بوٹی نکل پڑی خوف کے مارے تھرا گیا منھ کھول دیا جب یہ منھ پھیلاتا ہے بادشاہ گھونسہ دکھاتے ہین دیوانہ رُک جاتا ہے اس زور و شور سے بادشاہ اسلام دیوانے سے لڑ رہے ہین کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بادشاہ ہی کا کام ہے جو ایسے دیوانے سے لڑ رہے ہین دو پہر کامل مستان دیوانہ بادشاہ سے لڑا بعد دو پہر کے کہا کہ ایک زور اخیر کرتا ہون اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ اے آقا آپ کی اطاعت کرونگا آج تک ایسے کسی حریف سے مقابلہ نہین پڑا تھا آج مجھے معلوم ہوا کہ زمانے مین ایسے بھی لوگ ہین کہ مجھ سے زور زیادہ رکھتے ہین یہ کہکے ریل کرکے دوڑا پانچ قدم پر لاکر ہکہ مارا بادشاہ کا بایان گھٹنہ جھکا مستان دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا لنگر بادشاہ کا نہ اُٹھا تھک کر کہا کہ اے آقائے سُرخ اب مین بھی تمھارے زور کا مشتاق ہون بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے دیوانے کو ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کرلائے سولھوین قدم پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے کہا اے آقائے سُرخ مجھے لنگر قائم کرلینے دیجیے تب زور کیجیے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے کردیے مستان دیوانے نے لنگر جمایا بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا دیوانہ غل مچانے لگا کہ اے آقائے سُرخ مجکو زمین پر نہ گرانا ورنہ میرا سر پھٹ جائیگا تڑپ کر مرجاؤنگا بادشاہ نے دیوانے کو ہاتھ سے رکھ دیا دیوانہ بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ کیا اسم مبارک ہے شب کو ایک بڑے آقائے سُرخ خواب مین آئے تھے آپکا نام بتا گئے ہین بادشاہ نے جو اپنا نام اصلی بتایا مستان دیوانہ گرد پھرنے لگا عرض کی کہ اے آقا آقائے سُرخ آپ ہی کا نام ہے بزرگون نے بتایا تھا اب مین آپ کے ساتھ رہونگا تا بہ زندگی اطاعت سے منھ نہ موڑونگا بادشاہ نے دیوانہ

کو گلے سے لگالیا دیوانہ پھر تیتے لگا کہتا تھا کہ آپ نے مجھے کب زیر کیا مین آپ سے پھر لڑونگا
پیر کے لپٹ پڑا بادشاہ نے پھر اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر گلے پر رکھا اب تو دیوانہ ہاتھ
باندھنے لگا کہا کہ اب آپ نے مجھے زیر کیا کئی مرتبہ دیوانہ اسی طرح لپٹا مگر بادشاہ اسلام نے دوسرے
پیچ پر اکھیڑ کر مارا تب دیوانہ رضامند ہوا ایک چیخ ماری کہ بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوے مستان
دیوانے نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار یہ سب میرے تابعدار ہین اور سب دیوانون کی جانب مخاطب
ہو کر کہا کہ مین اس شیر بیشہ جرأت کا تابعدار ہوا اور اس شہریار کی دل سے اطاعت کی لہذا جسکو
لڑنا ہو وہ اس سے لڑلے خواہ زیر ہو کر اطاعت کرے خواہ یون ہی سب کو اس بات کا اختیار ہی
یہ بات سُنکر کئی دیوانے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور خم مار کر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے
فرداً فرداً ان سب کو زیر کیا سب نے دل سے اطاعت بادشاہ کی منظور کی بادشاہ اُن سب کو لیکر مع
شاہان کے ساتھ اُسکے مقام پر آئے آکر اُترے کئی دن تک یہان جشن کیا ایک دن شاہان قزاق
گھبرا کر آیا کہا ای شہریار مفتاح نیزہ باز پہلوان زبردست ہی مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی اُسنے
آکر گھیر لیا ہی ہم لوگ قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین آپ طرف صحرا کے نکل جائین مین لڑ بھڑ کے
طرف درہ کوہ کے چلا جاؤنگا اگر اُسنے گھیرا مغلوب ہو مین جو مارے جائینگے وہ مارے جائین باقی
نکلجائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ ای شاہان چھپ کر نکل جانا کیسا بہادر کہین ڈرتے ہین اپنی جرأت پر
مرتے ہین وہ نیزہ باز بڑی نوک کی لیتا ہی جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو اگر وہ آنے کا ارادہ کریگا تو
ہم نکل کر روکین گے بعد ہمارے تمکو اختیار ہی شاہان نے کہا کہ ای شہریار اُسکو دعوی سپہگری ہی
اور پہلوان بھی نہایت زبردست ہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا باہر نکل کر دیکھیے کہ کسقدر
فوج کے جماؤ مین معرکہ عظیم پڑیگا ایک قزاق ہزار سے کیونکر لڑیگا میرے ساتھ بارہ ہزار قزاق ہین
وہ تین لاکھ فوج سے آیا ہی یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ ای شاہان فوج والے تماشا دیکھتے رہجائین گے
اگر اُسکو زیر کیا سب اطاعت کرینگے تم تماشا دیکھو اسطرح سے سمجھا کر بادشاہ نے شاہان کو روکا مفتاح
نیزہ باز جب درہ کوہ کا رستہ روک چکا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فیروزہ بن عمرو نے آکر یہ خبر بادشاہ کو
پہونچائی بادشاہ نے کہا کہ ای شاہان تم بھی طبل جنگی بجواؤ شاہان قزاق نے کہنے سے بادشاہ کے
طبل جنگی تو بجوایا مگر گھبرایا ہوا ہی پیٹ پکڑے پکڑے پھرتا ہی ساتھ والون کو آمادہ کر رہا ہی کہتا ہی کہ یارو کل

بادشاہ کے ساتھ جان دینگے مین لاکھ پر بارہ ہزار سے جا پڑینگے مستان دیوانہ بیٹھا ہوا سب
باتین سُن رہا ہی رگ دیوانگی جوش مین آئی اپنے مقام سے چوبدست کو جنبش دیتا ہوا اُٹھا بادشاہ
نے پوچھا کہ کہان چلے کہا اُس خردمنڈے کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر دیوانے نے باہر آکر ایک چیخ
ماری بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوے کہا یارو تماشا دیکھنے چلوگے آج بڑا میلا ہی سب نے کہا کہ
چلیے بارہ سو دیوانون کو ساتھ لیکر طرف لشکر مفتاح کے چلا زنجیرین ہلاتا ہوا جاتا ہی چوبدست کو
گردش دیتا ہوا بارہ سو دیوانے مستان کے ساتھ کے جسوقت کنارے پر لشکر مفتاح کے پہونچے
مستان دیوانے نے آواز دی کہ ہان یارو بزنید و ببندید بارہ سو چوبدستین چلنے لگین جسکو چوبدست
ماری وہ برابر ہوگیا کئی ہزار جوان مارے کئی سو خیمے گرے کئی ہزار جوان اُسمین دبے بعد اُسکے
دیوانے لشکر مفتاح مین گھس پڑے اور کافرون کو قتل کرنے لگے ہلڑ جو ہوا مفتاح نیزہ باز نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور بارہ سو دیوانے لشکر کو قتل کر رہے ہین اُنسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جسنے
مقابلہ کیا برابر ہوگیا ہزار ہا جوان مارے گیا مفتاح نیزہ باز نیزہ اُٹھاکر چلا باہر آکر دیکھا کہ لشکر مین غدر
ہی دیوانے قتل کرتے پھرتے ہین آگے آگے سب دیوانون کے مستان دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا
جسکو چوبدست لگائی وہ مثل برابر لٹے کے ہوگیا کئی افسر مفتاح کے سامنے مفتاح کے مارے گئے
مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے مجہول ذرا سنبھل کر رہ نہین تو آفت برپا کرونگا یہ کہکے مفتاح نے
نیزہ مارا دیوانے نے چوبدست سے نیزے کو توڑ ڈالا مفتاح نے جھلاکر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مستان دیوانے نے اُسپر چوبدست ماردی تلوار مفتاح کی ٹوٹی
دونون حربون مین مفتاح نیزہ باز کو شکست حاصل ہوئی دیوانے نے چوبدست اُٹھائی قصد کیا کہ حملہ
کرون مفتاح سامنے سے بھاگا دیوانے نے پیچھا کیا مفتاح خیمے مین چھپ گیا دیوانہ جو چلا طناب
خیمے مین اُلجھکر گرا چہار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے دیوانے نے کئی سو آدمی گرے پر مارے مگر فوج مفتاح
نے بلوہ کرکے مستان دیوانے کو گرفتار کرلیا مفتاح نے سنا کہ دیوانہ گرفتار ہوا ہنستا ہوا باہر بارگاہ
کے آیا فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ فوج نے دیوانون پر بلوہ کیا سب دیوانے گرفتار ہوے مفتاح نے
مستان کو مسلسل و مطوق کیا اور سب دیوانون کو بھی قید کرلیا درختون سے باندھا تیرانداز بلائے
کہا یارو ان خطا شعارون پر تیراندازی کرو سب تیرانداز آکر لیس ہوے فیروزہ بن عمرو نے جو یہ معرکہ

دیکھا بدحواس ہو کر بھاگا خدمت مین اپنے آقا کی آیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا
مستان دیوانہ قید ہو گیا جلد تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے زانو پر ہاتھ
مار کے فرمایا کہ کیونکر قید ہوا فیروزہ بن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار وہ دیوانہ مزاج جاہلون کے
سر کا تاج فوج مفتاح پر جا پڑا کچھ خوف نہ کیا دس پانچ ہزار کو قتل کیا آخرکار گرفتار ہوا اب درختون سے
سب دیوانے بندھے ہین تیرانداز جمع ہو رہے ہین بادشاہ جمجاہ یہ خبر وحشت اثر سنکر تلوار ٹیک کر
اُٹھے شایان قزاق قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہان جانے کا ہرگز ارادہ
نہ کیجیے ایسا نہو کہ فوج مفتاح بلوہ کرے اور مفتاح نیزہ باز خود بھی پہلوان زبردست ہی اور فنون سپہ گری
مین طاق شہرۂ آفاق ہی فیروزہ نے کہا کہ ای شایان بہادری تو اُسکی دیکھ چلے کہ دیوانے کے ہاتھ سے
بھاگا جا کر خیمے مین چھپا دیوانے نے تعاقب کیا در خیمے پر جا کر طناب خیمہ مین اُلجھا جب گرا ہی تب
گرفتار ہوا ہی یہ سُنکر شایان قزاق بھی تیاری کرنے لگا سب سے کہا کہ یارو تیار ہو سب مسلح و مکمل
ہوے مگر بادشاہ جمجاہ یہ کہکر چلے کہ ای شایان تم ہمارے تعاقب مین نہ آنا ہم اکیلے ہی جائینگے
اپنے رفیق کو قید سے کافرون کی چھڑا کر لائینگے یہ فرما کر بارگاہ سے نکلے اور پشت مرکب پر
سوار ہوے فیروزہ نے رکاب تھامی بادشاہ اسلام مرکب اُڑا کر چلے یہان مفتاح نیزہ باز نے
تیراندازون کو جمع کیا چاہا تیراندازی کرے ان مستان دیوانے نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ساٹھ ستر ہزار
تیرانداز تین تین بھال کے تیر بجر کمان مین پیوست کر رہے ہین بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای
آقاے سرخ کے خدا رحم اپنا شریک کر ان ظالمون سے بچالے ؎

ای بندۂ خدا تو صفا از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہرچہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مقصدے کہ ہست ازان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین دل ز درگہ آن دلربا طلب
مطلوب گرچہ دور نباشد ز ما مگر	بہر حصول شرط بود ہندیا طلب

بیقرار ہو کر جو دیوانے نے دعا کی لشکر مفتاح مین ہلڑ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام کی صدا آئی
کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا۔ نعرہ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
منم شاہ اسلام با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچ کر لڑتے ہوئے چلے دوسرے پہلے سے گرد اڑی شاہان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے
آکر پہونچا قزاقون کی لڑائی پہلے بارہ ہزار تیر چلے پھر نیزون کے وار کیے پھر تلوارین کھینچین گھوڑے
جو دوڑائے گرد اڑی اُس اندھیرے مین ہزارون کو قتل کیا تین حملون مین پچاس ہزار جوان لشکر مفتاح
نیزہ باز کے قتل کیے بادشاہ اسلام نے آکر مستان دیوانے کو رہا کیا فرمایا کہ کیون ای دیوانہ مجہول تو بے حکم
ہمارے کیون آپڑا آخر سرکشی کا انجام دیکھا کہ گرفتار ہوا پھر ہمکو آنا پڑا مستان دیوانہ جو قید سے چھوٹا
دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا جسپر چوبدست لگائی اُسے پیوند خاک کیا مفتاح نیزہ باز نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اور جرأت و شوکت بادشاہ اسلام کی ملاحظہ کی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ
شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت و صولت مین لاثانی ہین دیکھو تو کس لطف سے جنگ کر رہے ہین کوئی
پہلوان ایسا ہی کہ جا کر بادشاہ کو روکے سہمناک زنگی سپہ سالار لشکر مفتاح اسکو اپنے زور پر بڑا ناز
ہی جھوم کر سامنے مفتاح نیزہ باز کے آیا کہا کہ آپ اس جوان کو روکنے کو کہتے ہین مین ابھی اُس
جوان کا سر لاتا ہون کیا مجال ہی جو آگے بڑھ سکین صف سے جھوم کر نکلا لاف و گزاف مارتا ہوا
میدان مین آیا اور بادشاہ جمجاہ کو للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام آپ کو اپنی جرأت پر بڑا
ناز ہی مین آپ سے امتحان فنون سپہ گری چاہتا ہون مستان دیوانے نے جو آواز اُس مغرور
کی سنی کہا کہ کیون ای آقاے نامدار اس زنگی سیہ رو کو سمجھا دون کان پکڑ کے حضور کے سامنے
لاؤن بادشاہ اسلام نے کچھ جواب نہ دیا مستان دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا سامنے سہمناک کے
پہونچا اور للکارا کہ او مغرور ٹھہر جا ہمسے مقابلہ کر بادشاہ ہمارے تجھ ایسون کے مقابلے مین کیا آئینگے
انکے غلام موجود ہین پہلے ہمسے تو مقابلہ کر ہماری سپہ گری کا جواب دے سہمناک زنگی گینڈا
ٹھکرا کے سامنے مستان کے آیا مستان دیوانہ کھڑا ہو کر چوبدست ہلانے لگا کتنی جوان جو دیوانے
کے شانے تھے اُنکے سر پھٹے کسی کا ہاتھ ٹوٹا سہمناک زنگی نے جو انکا مارے جانا دیکھا جرأت دیوانے

سے ڈرا کہا ای دیوانے ذرا ٹھہر جائین اور تلوار لے آؤن یہ کہکے جاہا کہ ہٹون دیوانہ کب مہلت دیتا تھا فوراً جو بدست ماردی گینڈے کا سر پھٹا سہمناک زنگی گینڈے سے گرا دیوانہ جھپٹا سہمناک بھاگا سمجھا کہ یہ چنگل جو پڑیگا تو مین کیونکر برداشت کرونگا دیوانے نے پیچھا کیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ سہمناک بھاگا ہوا جاتا ہی مستان دیوانہ تعاقب مین مگر سہمناک بھاگ کر قریب مفتاح نیزہ باز کے پہونچا پکارتا ہوا کہ ای آقا مجھے اس بلا بے درمان سے بچائیے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانہ مجہول خبردار سہمناک پر ہاتھ نہ ڈالنا مستان دیوانہ متوجہ بھی نہ ہوا کہ کون بکتا ہی جاتے کے ساتھ ہی سہمناک پر چنگل مارا زرہ نوچ کر پھینکدی سہمناک سے لپٹ پڑا اٹھا کے دے مارا چھاتی پہ اسکی چڑھ بیٹھا سہمناک کو نوچنے لگا مفتاح نیزہ باز نے چاہا کہ اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارون کہ دیوانے کا کام تمام ہو بادشاہ اسلام نے جو یہ نامردی مفتاح کی دیکھی گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا کہ او نامرد خبردار دیوانے پر ہاتھ تلوار کا نہ مارنا مفتاح کا ہاتھ رکا اتنے عرصے مین دیوانے نے سہمناک کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا مفتاح کے قریب بادشاہ پہونچے چاہتے ہین کہ مقابلہ کرین کہ صحرا سے گرد اڑی کہ روے آفتاب کو سیاہ کردیا لکہاے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہمارا لشکری ثریاے تاجدار آگے آگے سب کے بڑھا ہوا چاریسی پہلوان ہمراہ رکاب چھ لاکھ غیر ساحرون کا لشکر پشت پر جادوگرنیان طائرون پر سوار ثریاے تاجدار نے جو دور سے بادشاہ کو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑرہے ہین اپنے نام کا نعرہ کرکے فوج کو اشارہ کیا کہ یارو بادشاہ مصروف جنگ ہین ایک دیوانے نے کیا قیامت برپا کی ہی دیکھو تعاقب مین ایک پہلوان کے جاتا ہی وہ پہلوان بھاگا دیوانے نے چیرپھاڑ کے پھینکدیا یہ کہکے گھوڑے کو کڑکڑایا لکل فوج جاکے گری لشکر کفار کو تہ وبالا کردیا آسمان سے آگ برس رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ کرتے ہوے درختون پر چہکارے ماررہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان اپنی منقار کھولے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے۔ نظم

ہمین وصل کی یاد آئیگی رات	جوانی کی یون جلد جائیگی رات
یون ہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات	شب زلف کی عمر پائیگی رات
اسے خواب مین جب دکھائیگی رات	مقدر کو پہلے جگائیگی رات

یہ کہتا ہی خوفِ شبِ انتظار — کہ تارون سے آنکھیں دکھائیگی رات
غم یار شبخون کریگا ضرور — مقرر کوئی رنگ لائیگی رات
شبِ وصل گذری اسی فکر مین — وہ جائینگے پہلے کہ جائیگی رات
بلائین جدائی کی ہین اور ہم — اگر ٹل گیا دن نہ جائیگی رات
بنینگے عدو روز و شب ہجر مین — دن آزار دیگا ستائیگی رات
خبر دیتے ہین دیدہ منتظر — درازی مژہ کی بڑھائیگی رات
وہ مہ لاکھ آنیکا وعدہ کرے — توقع کسے ہی کہ آئیگی رات
وہ بیکس ہون روئیگی شبنم مجھے — مرے غم مین آنسو بہائیگی رات
مین ہون کشتۂ عشق گیسوے یار — چراغ لحد خود جلائیگی رات
نظر آئیگا دن بھی مجکو سیاہ — یہ آنکھون مین غم کی سمائیگی رات
کبھی تو عیان ہوگی صبح امید — کسی دن تو پردہ اٹھائیگی رات
یہ آئے اگر بزم مین وہ جلال — اداسی سی شمعون پہ چھائیگی رات

یہ اشعار جو کان مین اہل فوج مفتاح کے پہونچے جھومنے لگے کسی نے گریبان پھاڑ کوئی چیختا تھا کوئی دیوانہ وار و وحشی مثال دوڑا دوڑا پھرتا تھا مفتاح گھبرا گیا کہ میری فوج کو یہ کیا ہوگیا جس افسر سے آنکھ ملاتا ہی وہ دشمن معلوم ہوتا ہی یہ تو یہ کہکر پکارتا ہی کہ رسالہ دار صاحب کہان جلتے ہوادھر آؤ رسالہ دار صاحب جواب دیتے ہین کہ معشوق کی فکر مین گھبرا رہے ہین خاک اپنے سر پر اڑا رہے ہین بادشاہ اسلام نے جو یہ رنگ فوج کفار دیکھا فیروزہ بن عمرو سے پکار کر آواز دی کہ ای فیروزہ جاکر منع کرو کوئی سحر نہ کرے فیروزہ گیا جاکر سرو شمشاد قد وغیرہ سے منع کیا کہ بادشاہ منع فرماتے ہین کہ کوئی سحر نہ کرے پہلوانون سے مقابلہ ہی لیکن مفتاح نے جو دیوانے کی یہ جرأت دیکھی کہ کسی پہلوان کو چیر ڈالا کسی پر جو بدست لگائی حیران تھا کہ ایسے شخص کو بادشاہ اسلام نے کیونکر زیر کیا دیوانہ وحشی صاحب زور و طاقت دلیر یہ جرأت غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے جنگل بھر دیے ہین گیا کرون فریاد ہے تاجدار جو آگرا ہی پہلوانونکو ٹوک ٹوک کر مار رہا ہی رفیقان بادشاہ کی اس جرأت کو دیکھکر مفتاح کے ہوش اڑ رہے ہین حیران ہو کہ ان بہادرون پر بادشاہ نے کیونکر

قبضہ کیا کہ بادشاہ لڑتے ہوے سامنے آئے مفتاح نیزہ باز نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا مفتاح نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہو جب تلوار اسکی بالاے سر پہونچی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا خیال کرکے مفتاح نے دیکھا کہ بادشاہ نے سر اپنا بچایا کلائی پر کس طریقے سے ہاتھ ڈالا کہ تلوار ہٹ پڑی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا قاش زین سے اُکھیڑ گرد سر چاہا کہ چرخ دون کہ مفتاح نیزہ باز پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مفتاح کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی کہ یار و مین نے اس شہریار کی دل سے اطاعت کی اب کوئی جنگ کا ارادہ نکرے سب نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا جنگ موقوف ہوئی مفتاح بادشاہ سلام کو لیکر بارگاہ مین آیا بادشاہ تخت پر بیٹھے ایک جانب سب شاہزادہان وجادوگرنیان کرسیون پر بیٹھین ایک جانب افسران فوج آکر بیٹھے لیکن ثریاے تاجدار کو کل کا افسر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے ثریا لشکر تیار رکھو کل انشاء اللہ کوچ کرینگے سروشمشاد قد یہ کہکر اُٹھی کہ اے شہریار یہ صحرا محل خوف ہی آج کنیز طلایہ دیگی بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان یہ دستور نہین کہ عورت طلایہ دے مفتاح نے کہا کہ مین طلایہ دونگا بادشاہ نے حکم دیا مفتاح چارسی سوارون کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا لشکر منزلون کے پھیر مین اُترا ہوا ہی مفتاح نیزہ باز حیران ہی کہ مین کیونکر طلایہ دون کیونکر سارے لشکر کی خبر لون چند سوار بازار غلہ فروشان مین بھیجے چند سوار بازار بزازان مین روانہ کیے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر دورے لشکر پر کھڑا ہوا حیران حیران لشکر کو دیکھ رہا ہی کہ مفتاح نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان آکر مقابلے مین اُترا لاکھ سوار و پیدل کا لشکر ساتھ ہی اُس پہلوان نے اُترتے ہی شاطر کو اپنے کہ نعمان تیز رو اسکا نام ہی حکم دیا کہ دریافت تو کر طلائے پر کون ہی شاطر گیا دریافت کرکے آیا عرض کی کہ مفتاح نیزہ باز طلائے پر ہے وہ پہلوان خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نہ کھانے نہ سونے کی فکر ہی کچھ آسمان کی جانب دیکھتا ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر سیہ فام آسمان سے پیدا ہوا کچھ ایسی کاؤن کاؤن کی کہ اُس پہلوان نے طرف لشکر اسلام کے اشارہ کیا وہ طائر کاؤن کاؤن کرتا ہوا چلا قضاے کار ملکہ سروشمشاد قد لیٹے لیٹے گھبرائی کنیزون سے

کہا کہ طلائے کا انتظام ہو گیا کنیزون نے خبر دی کہ مفتاح نیزہ باز طلایہ دے رہا ہی یہ سُنکر ملکہ سرو شمشاد قد باہر نکل آئین کرسی بچھا کر درخیمے پر بیٹھین دیکھا کہ ایک طائر سیاہ فام بشکل زاغ کاؤن کاؤن کرتا ہوا ایک نخل پر آکر بیٹھا سرو شمساد قد سے آنکھ ملائی یہ اشعار گانے لگا ؎

نہ بولے رک رہے جب کچھ کہی بات
یہی آزردگی ہی تو رہی بات

سُنا سب کچھ مگر مطلب کی سُنکر
کہا نا گفتنی تھی اک یہی بات

بغل مین جب نہ بیٹھو کچھ تو بولو
دکھے دل کو کوئی ایسی بھی سہی بات

اشارون مین وہ جب کہ گذرے سمجھے
لب خاموش کی پھر کیا رہی بات

کسی سے جلکے کرلین فیصلہ کچھ
ابھی چل دیکھا ہی دل ہی ہی بات

وہ ذکر غیر کرکے ہمکو چھیڑین
نہ سہنے کی جو تھی وہ بھی سہی بات

اُٹھائے تک گئے اس انجمن سے
تمھین کہدو کہ کوئی اٹھ رہی بات

محبت مین جلال اُف بھی نہ کرنا
بنا ہو اُسکو منھ سے جو کہی بات

اسطرح اُس زاغ سیہ نے یہ اشعار پڑھے کہ سرو شمشاد قد بغور سُنا کی آخر سنتے سنتے چہرہ ملکہ کا سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا گئے اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمھین اختیار رہی مین تو برائے ملاقات مالک صحرا جاتی ہون ہر چند کنیزون نے روکا سرو شمشاد قد نے سب کنیزون کو جھڑک دیا ملکہ گلعذار یہ باتین سُنکر اپنے خیمے سے نکل آئین پکارکر پوچھا کہ بوا کہان جاؤگی ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے ہمکو بلایا ہی ہم اُنکی ملاقات کو جاتے ہین ملکہ گلعذار نے قریب آکر کہا کہ بوا جسکے پاس جاتی ہو وہ کافر خاسر ہے نہین معلوم تمھارے تھے سا اسطرح پیش آئے ذرا اپنے دل کو سنبھالو ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ بوا زیادہ باتین نہ بناؤ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو یہ کہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بوا اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چلو مالک صحرائے نیرنگ۔ آتشبار بہار پیرا سے ملو دیکھو تو وہ کیسا جلیل ہے تمھاری بھی خاطر کریگا اُسکی صحبت مین دخل ملیگا گلے مین ہاتھ ڈالے منھ پر منھ رکھا ملکہ گلعذار کا بھی چہرہ سُرخ ہوا کہا بوا مین تو یہ آرزو رکھتی تھی کہ تمھارے ساتھ چلون صحبت کو اُس جلیل کی دیکھون دونون آپس مین ملکر ساتھ چلین کنیزین پیچھے پیچھے منتین کرتی ہین کہ بیبیو کہان جاتی ہو سعد شہریار جو سنین گے

کیسا سر دھنین گے دونون خاموش چلی جاتی ہین جواب نہین دیتی ہین جب کنیزون نے بہت کہا تو ملکہ گلعذار نے پلٹ کر جھڑک دیا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو سعد شہریار سے ہمین کیا کام مقام عبرت ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو برا کہتے ہین خداے نادیدہ کو سجدہ کراتے ہین اس سے بڑھکے کیا بدعت ہوگی آخر کنیزین پلٹین یہ کہتی ہوئی کہ اچھا صاحبو تمھین اختیار ہی جہان چاہے جاؤ کنیزین روتی ہوئی آتی ہین قضاے کار فیروزہ بن عمر وطلائے سے پلٹا ہوا آتا ہی اسنے دیکھا کہ کنیزان سرو شمشاد قد وگلعذار روتی ہوئی آتی ہین بڑھ کر پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی کیون روتی ہو کنیزون نے کہا کہ جہتر صاحب غضب ہوا بی سرو شمشاد قد وملکہ گلعذار بیٹھے بیٹھے مبہوت ہوئین طرف صحرا کے جاتی ہین اور ہمسے کہ گئی ہین کہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم تمکو بھی بلوالین گے فیروزہ یہ خبر وحشت اثر سنکر جھپٹا دونون شاہزادیان کنارے پر لشکر کے پہونچی تھین کہ فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونون نے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلین فیروزہ بن عمرو ان ہی کے سائے مین جھپٹا ہوا جاتا ہی جاتے جاتے تین چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی فیروزہ بن عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک باغ ہی اسمین سے گانی کی آواز آتی ہی کہ شاہزادیان اتر پڑین در باغ پر ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی دونون شاہزادیون نے اسکو سلام کیا اور کہا کہ جاکر آتشبار بہار پیرا سے ہمارا آداب وتسلیمات عرض کرو اور کہو کہ دونون کنیزین در دولت پر حاضر ہین امیدوار ہین کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہون وہ عورت اٹھ کر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی کہا کہ چلو شہنشاہ تمھین بلاتے ہین فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونون غائب گئین مگر ساتھ اس عورت کے باغ مین داخل ہوئین اب فیروزہ حیران ہوا کہ اگر مین سامنے اس عورت کے جاؤن شاید کسی بلا مین پھنسون یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند باری دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ انتہا کا روشن ہی پھولون کی مہک غنچون کی چٹک ہوا کی سنک عندلیبان خوشنوا آشیانون سے اپنے اپنے سر نکالے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین ؎

ای دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ	موقوف ہو نہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین	رکھنی تھی دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان	یون ہی ہمیشہ گبر ومسلمان سے چھیڑ چھاڑ

کیا کیا ہمارے آبلۂ پا سے بھی رہی
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو کے تیر
کہتے ہین اپنی سنتے ہین کچھ اُسکی ای جنون
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس مین تو
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی
رہنے نہ دیگی سینے مین دم کفر یہ چین سے
پچتائیے گا لیجیے دل مین نہ چٹکیان +
جی بہلے کیا چمن مین کہ دل نے شروع کی
آپس مین دونون پوچھتے ہین حال درد عشق
رلوائیگی لہو تجھے شوق کی جلال

دشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کیون کی ہوائے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
رہتی ہی یون ہی قیس بیابان سے چھیڑ چھاڑ
صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
دل کی کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
اچھی نہین ہی نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
قمری سے بحث بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
اس طرح ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
ہر دم کسی کے نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہی تاج سر پہ رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون شاہزادیان ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہین کہ رہی ہین کہ ای آتشبار بہار پیرا ہمنے جو کچھ کیا خلاف کیا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جب زاغ جادو نے جاکر ہوشیار کیا تب ہم دونون اپنے ہوش مین آئے ہین فوراً خدمت مین حاضر ہوے جو حکم ہو وہ بجالائین اب آپ کا جمال دیکھکر سحر مسلمانون کا اُتر اب ہمین کوئی عذر نہین آتشبار بہار پیرا نے حکم دیا کہ ارے ان کو زیور آہن مین مسلسل و مطوق کرو کیسا ستم ہی کہ یہ خالی کھڑی ہین عذر بیجا کر رہی ہین چند کنیزین جاکر ہتھکڑیان بیڑیان لائین سامنے گلعذار و سرو شمشاد قد کے رکھدین پکار کر اُس ساحر نے کہا کہ اب تمھارے لیے یہی بہتر ہی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنو اور جاکر قید خانے مین بیٹھو خداوند ہفت پیکر کو عرضی لکھی جائیگی جیسا حکم وہان سے آویگا اُسکے بموجب دربار تمھارا سمجھا جائیگا دونون شاہزادیون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہین لیکن اُس ساحر نے دونون کی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی کہ داروغۂ زندان خانہ کو بلاؤ ایک زنگی سامنے آکر حاضر ہوا اُسنے دونون کا سر زنجیر تھاما فیروزہ نے دیوار پر سے دیکھا کہ زنگی نے دونون کو لیجاکر ایک مکان مین بٹھا دیا فیروزہ دیوار سے اُترا زرعۂ نخلستان مین چھپ کر بیٹھا حیران ہی کہ ای فیروزہ کیا کرون کیونکر صحبت مین پہونچون اور

کیونکر اس ملعون کی گردن لون دونون شاہزادیان قید ہوگئین ایسا نہو کہ بادشاہ بھی گرفتار ہوجائے
تو کیسی خرابی ہو یہ سوچ رہا تھا کہ گائن گاتے گاتے اٹھی قریب اُسی زرعے کے برائے رفع حاجت بیٹھی
فیروزہ نے اٹھکر حباب مارا اُسکو بیہوش کیا وہین زرعے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین
آیا مگر کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آتشبار بہار پیرا نے پوچھا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہو کیا روتی ہے
فیروزہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مین ابھی جو برائے رفع حاجت گئی تو ایک
جھونکا ہوائے سرد کا چلا کہ آنکھ بند ہوگئی خداوند ہفت پیکر کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین اور
فرماتے ہین کہ ای انجمن آرا ہمنے تجکو سب کمال علم موسیقی کا عطا کیا جاکر سامنے شہنشاہ کے گا اور
سبھون کو اپنا گانا اُستاد دیکھیے سننے والے کیا کہتے ہین یہ کہکر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

گل پیچ وتاب کچھ ہمین حد سے زیادہ تھا　　کھلتا دکیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا　　مجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل　　پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم　　آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف　　بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن　　ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا
لڑوا دیا مجھے مرے دل سے اُن آنکھ نے　　دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جو ربط　　دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
گنجائش اور دل مین مرے یاد غیر کی　　کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا　　وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا گشادہ تھا
کیون تھوڑے تھوڑے ہوتے تھے آئینہ دیکھکر　　تمسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا
آنے کو تھے نہ آنے دیا میرے گھر اُنھین　　گویا مرا رقیب اُنھین کا ارادہ تھا
تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق اُسے　　آغوش کی طرح در جنت گشادہ تھا
دعوے تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو　　ابرو کا آل تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال　　کل تک در قبول سُنا ہی گشادہ تھا

فیروزہ یہ غزل گا کے خوب ٹھٹھا مار کے ہنسا آتشبار بہار پیرا نے کہا کہ ای انجمن آرا کیا ہنسین
فیروزہ نے کہا کہ سامنے قدرت کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ ای انجمن آرا کیا غضب کی بات ہے
کہ تم خالی گا رہی ہو محفل بے نمک ہی ای انجمن آرا سب کو شراب پلاؤ ساقی گری کا تماشا دکھاؤ
آتشبار نے کہا کہ ساقی گری کا تماشا کیا فیروزہ نے کہا کہ سب کچھ مجھکو تعلیم کر رہے ہین قدرت
نے سر پر ہاتھ رکھا قدمون کو چھوا فرماتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ کو سر سے شراب پلاؤ محفل مین
اپنا رنگ جماؤ آتشبار نے کہا کہ پھر کیا چاہتی ہو فیروزہ نے کہا کہ ایک عمدہ پیشواز منگائیے کلید
میخانہ مجھے دیجیے آتشبار نے بلا تکلف کنجی حاضر کی فیروزہ دوڑا ہوا میخانے مین آیا پکار کر کہا کہ صراحی
آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے بحکم قدرت سب کو شراب پلاؤنگی قدرت نے تعلیم کیا ہی سب جمال
قدرت دیکھینگے کنیزان آتشبار دوڑی ہوئی آئین گلابیان اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگین کوئی تیلا اٹھا کر
لیگئی کسی نے قرابا اُٹھایا شراب کا جو یہ ہلڑ ہوا پہلو مین آتشبار کے آتشبار کا عیار نعمان تیز رو بیٹھا
ہی کہا کہ ای شہنشاہ مقام تردد ہی کہ انجمن آرا ایسی باتین کرتی ہی جیسے عیار چالاکی کرتے ہین آتشبار
نے کہا کہ میخانے مین جا کر دیکھ کہ انجمن آرا کیا کر رہی ہی نعمان دوڑا ہوا میخانے مین آیا فیروزہ
گلابیان اُلٹ پلٹ کر رہا ہی بیہوشی ملا رہا ہی نعمان جو جھپٹا ہوا آیا کہا کہ بی انجمن آرا کیا کر رہی ہو
فیروزہ نعمان کو دیکھکر گھبرایا مگر آنکھ سے ایسا اشارہ کیا اور وہ نگاہ محبت ڈالی کہ نعمان
تڑپ گیا دل سے کہتا ہی کہ کیا غضب کی بات ہی کہ انجمن آرا مجکو بلاتی ہی آنکھین اس ظالم کی
کس غضب کی ہین یہ سوچتا ہوا قریب فیروزہ کے آیا فیروزہ نے جام لبریز کیا کہا کہ جہتر صاحب
شراب چکھو دیکھو کیسا مزہ ہی نعمان جام پی گیا لڑکھڑا کے گرا فیروزہ نے اسکی مشکین باندھین زیر تخت
ڈال دیا آپ شراب تقسیم کرنے لگا پکار پکار کر کہتا ہی کہ ذرا میان نعمان کو بلاؤ کنیزین کہتی ہین کہ کہین کام
کو گئے ہین فیروزہ شراب درست کر کے کشتی مین لگا کے محفل مین لایا آتشبار نے دیکھکر کہا کہ دیکھو
کس طریقے سے شراب لائی ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے کہ ایک جام پی لون فیروزہ بن عمرو
پیشواز پہن کر کھڑا ہوا گت ناچنے لگا ناچتے ناچتے جھک کر جام بلورین لبریز کیا اُسکو اٹھا کر سر پر
رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا قریب آتشبار بہار پیرا کے پہونچا سر جھکا کر بناز کہا کہ ایسے شاہون کو
سر سے شراب پلانا مناسب ہی آتشبار بیچین ہو گیا جام ہاتھ مین لیکر پکار اٹھا کہ ای جان جہان ای آرام

دل مشتاقان میری تجھپر جان نثار ہی اس وقت انتہا کا دل بیقرار ہی نظم

پھر آئے راستے سے ہوئی طی جو راہ شوق
ہم ناتوان بنگئے مشل نگاہ شوق

کچھ کہکے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
دیگا قلق جگر کو لڑا ہے گواہ شوق

نا کامیون نے اپنی اُسے سرد کر دیا
بیہم جو دل سے اپنے نکلتی ہی آہ شوق

فوجِ شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
دل مین گڑا جو آکے نشان سیاہ شوق

ہر آہ اپنی شاکی بیداد و ضبط ہے
فریاد کسکی کسکی سُنے بادشاہ شوق

بے ساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق

دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق

کیا خوف تیرگیِ شبِ انتظار اُسے
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق

پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق

جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
دل مین پکارتا ہے یہی دادخواہ شوق

اُڑکر ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
تنہا نہین کہین کوئی گم کردہ راہِ شوق

امید ہی رہی نہین دیدار یار کی +
اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق

کوتاہ ہو جبلاک کی منزل یہ دخل کیا
دور و دراز کٹتے ہی ہو جائے راہ شوق

اسطرح بیتاب ہو کر یہ اشعار آتشبار نے پڑھے اور زانو بدلنے لگا فیروزہ نے مسکرا کے منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھا دیا آنکھ سے اشارہ کیا کہ شب کو دیکھا جائیگا صبر کرو اس مجمع مین ایسا کلام کرتے ہو ذرا شرم کرو شراب تو پیو آتشبار جوش اشتیاق مین جام پی گیا اب تو فیروزہ بنا عمرو نے دورہ باندھا سب کو شراب پلانے لگا جسکے قریب آیا وہ چاہتا ہی بلائین لے لونت فیروزہ ہنس ہنس کے سب کو شراب پلا رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین فیروزہ نے سب کو شراب پلائی آتشبار بیٹھے بیٹھے یا تو طرف ساقی کے دیکھ رہا تھا یا گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند آپ کبھی صحبت مین آئیے آپ کی دید کا بہت مشتاق ہون ہاتھ پھیلائے ہوئے یا خداوند یا خداوند کہتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لوکھڑا کے منھ کے بل زمین پر گرا کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین جو اُٹھی فوراً گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے عرصے مین سب لب فرش ہوے فیروزہ نے پہلے

جھپٹ کر سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کی زبان سے سوزن نکالی اب جو بلیٹا خنجر برہنہ کھینچے ہوے آتشبار کو ہاتھ مارا سر آتشبار کا جدا ہوتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازین مہیب آنے لگین آسمان رنگا اندھیرے مین فیروزہ کنیزون کو قتل و قمع کر رہا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی فیروزہ دیکھنے سے یاد لگی ابر نمایان ہوا تھا یا وہ ابر پھٹا دیکھا کہ ہزبر آتشین پر ایک ساحر سیہ فام و بد انجام اُس ابر سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہی خبردار کمر تو میری توڑ چکا یہ کہکے وہین سے سحر کیا پانون زمین نے فیروزہ کے پکڑ لیے وہ ساحر تیغہ کھینچے ہوے زمین پر آیا چاہا کہ فیروزہ کا سر کاٹ یون فیروزہ کا بلکنا تڑپنا خدا سے دعا کرنا کہ ای کریم کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے نجات دے نظم

داد دل ہر کس کہ از پردہ رخ دلدار دید ۔۔۔ گشت چون آئینہ حیران ہر کہ روے یار دید

آمد آن دلدار چون از پردۂ وحدت برون ۔۔۔ جلوۂ دلدار ہر یک طالب دیدار دید

سائل درگاہ حق بر درگہ دیگر نہ رفت ۔۔۔ سائل دیگر نشد ہر کس کہ این دربار دید

پردۂ غیر آنکہ از چشم جہان بین دور کرد ۔۔۔ نقش نقاشِ ازل بر ہر در و دیوار دید

بود اندر رنگ و روے خود جدا از یکدگر ۔۔۔ ہر گل رنگین کہ بلبل اندرین گلزار دید

بلک کے جو فیروزہ نے دعا کی ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کی زبانون سے تو سوزن نکل چکی ہی ان دونون شاہزادیون نے دور سے دیکھا کہ فیروزہ قتل ہوتا ہی سرو شمشاد قد بہایت حسین ہی آگے بڑھی آواز دی کہ او دشمن خدا کیا کرتا ہی اگر اُسکو قتل کیا تو زندہ نہ بچیگا یہ کہکے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس ساحر پر پھینک مارا اسکا مکمن ان جادو نام ہی جیسے ہی موتی ٹوٹے مکمن ان کی آبرو بڑھی چہرہ سرخ ہوا آنکھین بل آئین بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا کہ مین تو ایکا تابعدار و فرمان بردار ہون چاہتا ہون قدمبوسی حاصل کرون ۔ نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا ۔۔۔ آگیا ہوش مین جس وقت سے بیہوش ہوا

گل کو بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری ۔۔۔ ایک نالہ نہ سُنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلتِ عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی ۔۔۔ آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید ۔۔۔ بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور ۔۔۔ دل سے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کی اک پردہ تھی | دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
ٹوٹ جاتے ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی | تیرا پیمان نہ ہوا شیشۂ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر | خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا
میری توبہ شکنی ہو گئی مسئلہ زاہد | بھیڑ رندون کی خراباتیون کا جوش ہوا
سب یہ داخل ہین تری بیخودی مین اے عشق | دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال | پیچھے پیچھے مین ہوا آگے مرا ہوش ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا قریب سرو شمشاد قد کے آیا دونون شاہزادیون نے خوب بھڑکا دور دیا مکندن جادو اپنے ہوش مین نہین ہی ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ جو حکم ہو بجالاؤن یہ سُنکر سرو شمشاد قد نے کہا کہ تلوار کھینچو دیر نہ کرو مکندن نے تلوار کھینچی سرو شمشاد قد نے کہا کہ گلے پر رکھ لو ای مکندن تم نے وعدہ کیا ہی کہ ہم عاشق صادق ہین جان نثاری کرینگے ہمنے کسی کو جان دیتے نہین دیکھا دیکھین تو کیونکر جان دیتے ہو یا ناحق ہمارا نام لیتے ہو مکندن نے تلوار گلے پر رکھ کر کھینچ لی سر اُسکا خود سر کا کٹا تسمہ لگا رہگیا زمین پر گر کر تڑپنے لگا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ کُشتی مرا نام مکندن جادو بود تمام باغ بھی جل گیا دیوارین گر گئین ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار نے ایک تخت تیار کیا فیروزہ کو بھی اُسپر بٹھایا اب ارادہ ہوا کہ طرف لشکر کے چلین فیروزہ کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوے ہونگے تو کیسے پریشان ہونگے معرفت کنیزون کے خبر پائی ہوگی کہ سرو شمشاد قد و گلعذار اسطرح لشکر سے نکل گئین کنیزین کہین گی ہمنے روکا مگر ہمارا کہنا نہ مانا یہ خبر وحشت اثر سنکر کیسے بادشاہ پریشان ہونگے ای گلعذار اب جلد چلو گلعذار نے تخت اُڑایا سرحد باغ سے تخت نکالا تھا کہ دیکھا سامنے ایک نخل چنار ہی پتیان اُسکی دہک رہی ہین بیچ سے اُسکی دھوان نکل رہا ہی تخت اُدھر سے ہوکے گذرا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہا کہ ای ملکہ گلعذار مجکو بچاؤ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا ہڈیون سے آگ نکل رہی ہی گلعذار نے تخت پیچھے ہٹایا دھوئین پر گولہ مارا گولہ جو جاکر پھٹا ایک دنا ٹا ہوا دھوئین سے ایک ساحر زنگی آدمخوار منھ کھولے ہوے مثل قہر الٰہی کے جھپٹا سرو شمشاد قد نے کہا کہ ای گلعذار مین اسے پہچانتی ہون تاریک جادو اس سرحد کا حاکم ہی میرے ہاتھ سے

بچکر کہان جائیگا یہ کہکے سرو شمشاد قد تخت سے کود ین زنگی بے سحر ہونے لگا زنگی کے بھی
بائین ہاتھ پر جھولی پڑی ہوئی ہر اسمین سے نکال نکال کر اشیائے سحر مارنے لگا سرو شمشاد قد اپنے
کو اُن حربون سے بچاتی ہو گلعذار نے دیکھا کہ زنگی نے جھولی سے ایک طائر مردہ نکالا اسکو ہاتھ
سے چھوڑا پکار کر آواز دی کہ اے طائر زرین بال لیناوہ طائر ہوا پر آکر پر مارنے لگا منھ سے طائر
کے شعلے نکلے وہ شعلے طرف سرو شمشاد قد کے چلے گلعذار نے ہاتھ ہلایا ایک لکہ ابر آسمان پر
آیا وہ ابر برسنے لگا شعلے زمین پر گر کر بیوند خاک ہوے سرو شمشاد قد نے اُس طائر پر برق گرائی
طائر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اس طائر کے اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین زنگی نے بڑھکر
سرو شمشاد قد کو پکڑ لیا سرو شمشاد قد مضمحل ہوگئی گلعذار نے بڑھ کر ہاتھ چمکایا روشنی ہوئی
اُس روشنی مین گلعذار نے کان سے بجلی نکالی زنگی پر پھینک ماری ایک برق گری کہ زنگی
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی زنگی کے اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین کوئی کہتا ہو کہ
اے گلعذار تو نے غضب کیا تاریک کو مارا مگر صحرا پاک و صاف ہوا درخت جل گئے ادھر فیروزہ
بن عمرو ایک غار مین چھپا تھا جب اسنے دیکھا کہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین غار سے نکلا
دونون کے پاس آیا کہا کہ جلد نکل چلو مین بھی آگے بڑھتا ہون شاہزادیون نے کہا کہ تخت پر
سوار ہو فیروزہ نے کہا کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہی مین جھپ کر آجاؤنگا تم اب آگے بڑھو یہ
سنکر دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑاتی ہوئی چلین فیروزہ نخلستان مین چھپتا
ہوا آتا ہی گلعذار و سرو شمشاد قد تخت اُڑائے ہوے جاتی ہین کہ سامنے ایک چمن معلوم ہوا
اُس چمن مین بہت سے آہو چر رہے ہین آہوان چمن نے جو دونون شاہزادیون کو دیکھا جست و خیز
کرنے لگے منھ اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھتے تھے اور مثل انسان کے آواز دیتے تھے کہ یا
خداوند ہفت پیکران دونون شاہزادیون نے ہمارے افسر کو مارا اور خود چمن سے ہین انکو
کچھ سزا دیجیے ایک آہو انمین سے گرا معلق مارکر ایک عورت نہایت خوبصورت بنکر تیار ہوا
پکار کر آواز دی کہ اے نازنینان تخت نشین ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تم سے کچھ دریافت کرنا ہی آگے نہ بڑھو
سرو شمشاد قد نے خیال کیا گلعذار نے بھی دیکھا کہ یا تو تخت ہمارا اڑا ہوا جاتا تھا یا رک گیا
ہرچند کہ دونون شاہزادیان سحر کرتی ہین اور تخت کو بڑھاتی ہین مگر تخت نہین بڑھتا ہی اُسی مقام

ٹھہرا ہوا ہی جب سرو شمشاد قد نے سحر بھی کیا مگر تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا کہا کہ ای گلعذار تمنے دیکھا کہ تخت چلتے چلتے رُک گیا آگے نہین بڑھتا تم سحر کرو گلعذار نے بھی کیسے کیسے سحر کیے جھونکے ہوا کے چلے لیکن تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ کیون سحر کرتی ہو اُتر آؤ خداوند ہفت پیکر نے تمکو روکا ہی اب جانا نہ ملیگا اسی مین خیر ہی کہ تخت سے اُتر آؤ یہ دونون شاہزادیان بمجبوری تخت سے اُترین اگرچہ سرو شمشاد قد ساحرۂ زبردست ہی مگر اُنکے اُترتے ہی اُس نازنین نے بڑھ کر دونون کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ بس اب اپنا کمال نہ ظاہر کرو چمن کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ارے زیور آہن لاؤ یہ کہتے ہی ایک کنیز سیاہ لباس پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین لیے ہوے قریب آئی اُس نازنین نے اول ان دونون کو قید آہن پنھائی پھر سر زنجیر تھام کر کشان کشان طرف صحرا کے لے چلی دونون شاہزادیان ملول و غمگین و سرنگون ساتھ اُسکے چلی جاتی ہین جب یہ دونون شاہزادیان ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہین وہ نازنین زنجیر کو جھٹکا مارتی ہی کہ خون انکے جسم سے جاری ہوتا ہی اُسی بیقراری و اشکباری مین یہ دونون منھ طرف آسمان کے کرکے پکار اُٹھتی ہین کہ ای خالق کارساز و ای بے نیاز اس آفت ناگہانی سے نجات دے ہم کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے۔ نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومست	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سر بزیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت بہ چشم گریان اند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند قید ہجران اند
گاہ ہستند چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند

بیقرار ہوکر جوان دونون نے تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اُس نازنین نے دیکھا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی ایک طفل حسین کو دیکھا کہ ڈفلی ہاتھ مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی

یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

کہتی تھی شاد شاد یہ روح رواں بہت — شکر خدا کہ مجھ پہ ہے وہ مہربان بہت
اس حسن پر کرو نہ تم اے جان گماں بہت — رہتا کسی کے گھر نہیں یہ میہمان بہت
تجھ سے زیادہ قد صنم میں ہو راستی — اترا نہ باغ دہر میں سرو رواں بہت
اے دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق میں — لٹ لٹ گئے ہیں اسمیں سدا کارواں بہت
عالم پہ راز عشق کا ہو جائیگا عیاں — اے دل کریگا ہجر میں گر تو فغاں بہت
آؤ گلے ملو نہیں تکرار میں مزہ — کیوں دو بدو لڑاتے ہو مجھ سے زباں بہت
اس شوخ سے وصال کا کیونکر کروں سوال — خائف ہوں اپنے دل میں کہ ہے بدزباں بہت
بھڑکا دیا رقیبوں نے ہیہات کیا کروں — میری طرف سے ہو گئے انکو گماں بہت
رکھنے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہوں کمال — ترساؤ وصل میں نہ تم اے جان جان بہت
انداز کچھ تمھارے نظر آتے ہیں برے — بتلاؤ رہتے راتوں کو ہو تم کہاں بہت
گلچیں یہاں سے تو نہ برائے خدا نکال — بلبل کو ہے چمن میں عزیز آشیاں بہت

وہ لڑکا اس غزل کو اس لطف سے گاتا ہوا آتا ہے کہ طائر آشیانوں سے سر نکال نکال کر بغور سن رہے ہیں مزہ جو اٹھاتے ہیں تو سر دھن رہے ہیں اکثر آہوان دشت گوشۂ صحرا سے کر جھپالین بھرتے ہوئے آتے ہیں قریب سے اس طفل کے نکل جاتے ہیں وہ نازنین کہ جسنے ملکہ سرو غمشاد قد و گلعذار کو گرفتار کیا ہے آہو تن اسکا نام ہے آہو تن نے یہ ہنگامہ دیکھکر کہا یہ تو صورت سے ظاہر ہے کہ کسی گویے کا لڑکا ہے مشروع کا پائجامہ پانچے چڑھے زردوزی جوتا انگرکھا چکن کا مگر زرد رنگا ہوا ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا گاتا ہوا چلا آتا ہے آہو تن نے پکار کے آواز دی کہ میاں گانے والے ذرا ٹھہر جاؤ اس طرف تو آؤ لڑکے نے جو آواز سنی پلٹ پڑا انگلیاں چمکاتا ہوا قریب آیا کہا کہ کیوں ملکۂ عالم کیا فرماتی ہو مجھے اس وقت فرصت نہیں ہے میں بھٹی پر شراب کی جاؤنگا ایک چیز گاتا ہوں تو ایک پیسہ لیتا ہوں نانا جان میرے یعنی دھومن خان تان انکی مشہور ہے دو دو گز کی لانبی تان لیتے ہیں کسکی مجال ہے کہ انکی تان کو سن کے جنگل میں جو گائے پہاڑ موم ہو گیا مجیرے پتھر میں رکھ دیے آج تک وہ اسی میں ہیں

فرمایا تھا کہ بیٹا ہم دنیا سے جاتے ہین تم کمال حاصل کرکے مجرے نکالنا اور روٹی کما کے عورتون کو کھلانا نانی امان ہر چند کہ ضعیف ہین مگر اُنکی ذات سے محلے مین چہل پہل رہتی ہی لڑکے جمع ہوتے ہین وہ بھی لڑکون سے کھیلا کرتی ہین کوئی نانی کہتا ہی کوئی دادی اُس شخص کی نانی کی ذات سے محلا آباد ہی ہر طفل دل شاد ہی آہوتن نے پوچھا کہ میان صاحبزادے نانی کا تمھاری نام کیا ہی لڑکے نے کہا کہ نام اُنکے بہت ہین مگر مشہور نام اُنکا بی چین سکھ ہی رہ کے اُسکے پکار لیتے ہین جہان کسی نے پکارا کسی کام مین ہون دوڑی جاتی ہین بوڑھا یا جوان یا لڑکا جو کوئی آوے اُس سے بات کرتی ہین ایسی میٹھی میٹھی باتمین کرتی ہین کہ خواہ مخواہ انسان کا دل چاہے کہ اُنسے بیٹھ کر باتین کرے جو جسنے کہا مان لیتی ہین بس اب آگے نہ کہونگا تم بہت غور سے سُن رہی ہو ایسا نہ ہو کہ تم اُس شخص کی نانی کو بدنام کرو تم کون ہو یہ گنہگار کون ہین جنکو لوہے مین قید کیا ہی آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے تمھاری بات کا کیا جواب دون خداوند ہفت پیکر کو بھی جانتے ہو لڑکے نے ہنس کر جواب دیا کہ ہم خداوند ہفت پیکر کے بندۂ خاص ہین جہان ہمنے گانا شروع کیا خداوند سانپ بنکر سامنے آتے ہین پہرون لہرایا کرتے ہین کبھی اپنی جورو کو بھی ساتھ لیکر آتے ہین گانا سُنکر چلے جاتے ہین وہ جو اُنکی ناگنی کی صورت پر ہوتی ہین کیا کیا میرے گانے پر لہراتی ہین جب مین ڈرتا ہون تو اپنا سر ہلاتی ہین کہ اے بندۂ خاص کیون ڈرتا ہی ہم تیرے دیکھنے کو آئے ہین تیرا گانا ہمکو بہت پسند ہی مین بھی دل توڑ توڑ کے گاتا ہون تمھارے سامنے وہ اشعار گاؤن کہ جو قدرت کے سامنے گاتا تھا سُنیے وہ اشعار یہ ہین۔ یہ کہکے لڑکے نے ڈفلی بجائی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ؎

جس طرح آہو نہ آئے دشت اے جان چھوڑ کر
جا نہیں سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر

غیر ممکن ہی کہ مجھ سے ترک عشق زلف ہو
جا نہیں سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر

تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چندے پاسبان
مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر

صاحب اسلام ہین اے عشق ہم سے ہی محال
کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر

رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی
کس طرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر

ملعنین اب سہتے مین عریانی کے ہی دست جنون
کیون ندامت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر

دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے اے جوش جنون
چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچھ دونون مین خاک ہو کر خاک مین ملجاؤنگا | کب بھلا جاتا ہون اب مین کوے جانان چھوڑ کر
اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال | جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
داغ تن کے لطف یاد آئینگے ہی جان حیف ہی | کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ | منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جاسکے | صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے | ای لحد آئے ہین ہم دنیا کا سامان چھوڑ کر
وصل کامل کی جدائی فکر ناحق سے محال | بخیہ کیا جائیگا ہوند گریبان چھوڑ کر
دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین در در تباہ | دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
بعد مردن بھی وہ ہی عہد وفا کا پاس ہی | بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر
بیرخ اُس سے کس لیے رہتے ہو عاشق ہی نسیم | وہ کہان جائیگا تم سا ماہ کنعان چھوڑ کر

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل سامنے آہوتن کے گائی کہ آہوتن بیچین ہوگئی اتفاق سے جوڑا سانپ کا بھی نکل آیا لڑکے نے ہنس کر کہا کہ لو خداوند مع خدائنی کے تشریف لائے آہوتن فوراً سجدے کرنے لگی سانپ بل مین چلے گئے آہوتن نے کہا کہ میان تان دراز خان تم ایسا گائے کہ ہمکو بہت پسند آیا اب ہمارے ساتھ چلو ہم ان قیدیون کو خدمت خداوندین ہو نچائین گے پھر تمہین لیکر اپنے باغ مین چلین گے وہان جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا سنین گے لڑکے نے کہا کہ اب مین پری کے پاس رہونگا آپ کا پیچھا نہ چھوڑونگا آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے مین نے تمہارے گانے کو بہت پسند کیا اسوجہ سے خواہش رکھتی ہون کہ تمکو اپنے ساتھ لیچلون مگر یہ دونون گنہگاران خداوند ہین انھون نے خداوند کا ساتھ چھوڑا بادشاہ اسلام کا مذہب اختیار کیا ہمارے صحرا مین بھٹکتی ہوئی آگئین ہمنے انھین گرفتار کیا لڑکے نے کہا کہ ذرا بیٹھ جائیے تو مین سب حال کہون خداوند معبود تمہارے مختار میرے پاس آئے تھے یہ بھی فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مین نے انکار کیا مین قدرت کے ساتھ نہین گیا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے کہ بندی کے ساتھ آئے قدرت کا ساتھ نہ دیا ایک جام شراب نوش فرمائیے کہ قدرت کی بدل یاد ہو یہ کہکے لڑکا دوڑ گیا بھٹی پر سے ایک بوتل لایا کچھ کابلی مٹر کچھ چنا تو بھی لیتا آیا جام بھر کر آہوتن کو دیا اور کابلی مٹر بھی پیش کیے آہوتن نے شراب پی کر

سٹر کھائے لڑکا ڈفلی بجاتا جاتا ہی اشعار بھی گاتا جاتا ہی آہو تن تعریفین کر رہی ہی تعریفین کرتے کرتے گھبرا کے کہا کہ دیکھو میان صاحبزادے قدرت تشریف لائے ہین سرزنجیر کو شاہزادیون کی چھوڑ راگت ناچتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سرو شمشاد قد گلعذار سے کہہ رہی تھی کہ یہ عیار طرار ہی گلعذار کہتی تھی کہ یہان عیار کہان ہم لوگ ایسے گرفتار ہوے کہ رہائی غیر ممکن ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے آپس مین یہ باتین کر رہی تھین کہ آہو تن گری عیار نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ ایک سناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا فیروزہ نے دونون کی زبان سے سوزن نکالی دونون نے قید اپنی توڑی فیروزہ کو ساتھ لیا جب اندھیرا دفع ہو گیا روشنی ہو گئی دیکھا کہ بجاے لاش کے ایک کھال آہو کی پڑی ہی سرو شمشاد قد نے کہا کہ اب یہان سے جلد چلو ایسا نہو کہ کوئی اور صورت پیدا ہو یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے معمور ہی فیروزہ نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو مین الگ ہی چلونگا دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین اور فیروزہ بن عمرو اُسی طرح درختون مین چھپتا ہوا چلا لشکر بادشاہ اسلام جو اپنے مقام پر اترے ہوے تھے ساحر و غیر ساحر سب فرودگاہ مین صبح کو جو بادشاہ اُٹھے کنیزین دونون شاہزادیون کی روتی ہوئین حاضر ہوئین تمام کیفیت شب کی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ عیار حضور کا اُنکے پیچھے گیا ہی یقین ہی کہ خبر لیکر آئے ثریا وغیرہ نے جو سنا کہ بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف لائے کمیدانون اور رسالہ دارون کو ساتھ لیکر حاضر خدمت ہوے بادشاہ مع کل سردارون کے دربارگاہ پر کھڑے ہین ہرکارون سے فرماتے ہین کہ فیروزہ کی خبر لاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ شاہزادیون پر کیا گذری اور فیروزہ نے کیا کیا قریب ہی کہ ہرکارے براے خبر جائین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر ایسی گرد عظیم ہی کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا روے آفتاب چھپا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے سامنے سے نکل گئے دیکھا کہ ایک پہلوان فیل مست پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج ظاہر مین غیر ساحر معلوم ہوتے ہین باطن کا حال دریافت نہین وہ پہلوان آکر مقابلے مین بادشاہ کے اُترا مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لاف و گزاف کرتا رہا دن بھر تامل کیا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ میمون فیل سوار نے طبل جنگی بجایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو نہایت مغرور عقل سے دور ہی کہتا ہی کہ حضور سے

مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میرا نام لیکر پکاریگا تو مین کیا تامل کرونگا کہہ وہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاریان جانبین مین ہوئین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش بصد جوش وخروش اکھاڑے مین میدان چرخ زبرجدی کے آیا شاگردان شجاع وضیا ہمراہ یہان بادشاہ نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی بہت بیقرار ہین کہ کیا کیا سعر کے پڑے کہان کہان لڑے مگر اب تک تا بہ قلعہ طلسمی نہ پہونچے رستم وامیر داخل قلعہ طلسمی ہوگئے بعد نماز سحر بصد خضوع وخشوع دعا کرنے لگے فرماتے ہین کہ ای کریم ورحیم وای سمیع وعلیم رحم اپنا شریک کر اب مجکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا دے ؎

سرنگون در سجدۂ اخلاص ہر حیوان ازوست
خم بہ محراب عبادت گردن انسان ازوست

در ثنا خوانی بیان عذب البیان ہر زبان
در زبان دانی زبان رطب اللسان ہر آن ازوست

دین ازو دنیا ازو مذہب ازو ملت ازو
مہر ازو اخلاص ازو ایقان ازو ایمان ازوست

زور در ہر بازوے کمزور ازو گردد عطا
قوت وتاب وتوان در جسم ہر بیجان ازوست

ہست در گلشن ازو ہر وقت تازہ آب وتاب
خار وگل را تازہ سرسبزی بہر بستان ازوست

زوست قائم ہست یا بنیاد دار کائنات
در ازو دیوار ازو دیار ازو دربان ازوست

خادم نے آکر سجادہ لپیٹا صندوق سلاح حاضر ہوا بادشاہ نے سلاح ذات پر آراستہ کیے باہر برآمد ہوے ثریا کو حکم دیا کہ جادوگرون کو منع کردو کوئی ہمارے ساتھ نہ آوے ثریا نے سارے لشکر کو آراستہ کیا میدان کارزار مین آئے اُسطرف سے لشکر کو لیکر میمون فیل سوار بھی آیا تین لاکھ فوج کو بھی ساتھ لایا میدان مین آکر صفین آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کر کے ہٹے میمون نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آیا سلحشوری دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمام رگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ ثریاے تاجدار نے مرکب باد رفتار بڑھایا سامنے بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا ای ثریا مین اس سے جاکر مقابلہ کرونگا تم قصد نہ کرو ثریا نے نہ مانا مقابلے مین میمون کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا بعد تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی بادشاہ کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ثریا نہایت لطف سے لڑرہا ہے دوپہر تک ایک طور پر لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو بادشاہ نے دیکھا زوال زور ثریا ہونے لگا ایک مقام پر میمون ثریا کو لے دوڑا ہر چند ثریا نے

چاہا کہ رکون نہین رُک سکتا پانون زمین مین گاڑ گاڑ دیے مگر وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پانون کے نیچے
سے نکلی جاتی ہی بندرہ بیس قدم پر لاکر ہاتھ مارا کہ دونون گھٹنے ثریا کے آشنا بہ زمین ہوے میمون نے
کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے پہلے ہی زور مین ثریا کو اوٹھالیا ثریا
صدمے سے بیہوش ہو گیا میمون نے ثریا کی مشکین باندھ لین شاطر موجود تھا طرف لشکر کے روانہ
کیا پکار کے آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اب تمھارا اشتاق ہون بادشاہ نے مرکب اڑایا مقابلہ
میمون مین پہونچے بادشاہ نے نگاہ لگائی چند قدم ہاتھی میمون کا پیچھے ہٹا چند قدم گھوڑا بادشاہ کا
پیچھے ہٹا میمون کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان
مجکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون بادشاہ نے فرمایا
کہ ای میمون مجنون بہت غرور نہ کر غرور انسان کو پامال کرتا ہی کیون دم یکتائی کا بھرتا ہی میمون
نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے نیزہ میمون
کا نکالا میمون نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا میمون لپٹ پڑا اور ہاتھی سے کود آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
بادشاہ میمون سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہے ہین بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہین بمشکل اپنے کو
سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے دونون لشکر دیکھ رہے ہین سب کو یہی یقین ہی کہ میمون بادشاہ
کو زیر کریگا بادشاہ کا دل طرف پروردگار کے رجوع ہی عرض کرتے ہین کہ ای بے نیاز وی کارساز
تو نے ہمارے بزرگون کو کیا کیا شرف عطا کیے قبلہ و کعبہ زمانہ کمسنی مین فرنگستان ایسے ملک
تشریف لے گئے جرأت کی قبلہ و کعبہ کے ڈنکے بجے اس دھوم سے سامنے جد عالی تبار کے
آئے کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی کہتے تھے کہ اس جاہ و جلال سے کوئی نہین آیا اور عم
نامدار یعنی رستم پیلتن اس دھوم سے آئے کہ سب شاہزادے اور سردار رشک کرتے تھے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ رستم نے کیا شکر پیدا کیا مگر قبلہ و کعبہ پر تیری عنایت ہوئی کہ رستم نے
ایک طمانچہ مارا تھا ایک طمانچے کے بدلے سات طمانچے مارے مین بھی اوسی شیر کا فرزند ہون مگر اس وقت
نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہا ہون جلد مدد کر بادشاہ نے راز و نیاز اپنے دل کے جو خدا سے
عرض کیے اُس وقت باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے

کہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار و فیروزہ بن عمرو عیار ایک تخت پر دونون شاہزادیان اور زبر تخت فیروزہ بن عمرو آکر پہونچے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ لو سرو شمشاد قد و گلعذار آ پہونچین سرو شمشاد قد نے آسمان سے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام میمون جادو سے کشتی لڑ رہے ہین مگر رنگ رو متغیر چہرہ اداس عالم یاس سرو شمشاد قد نے پکار کر آواز دی کہ اے میمون جادو خوب رنگ جمایا اور پہلوان بنکر آیا یہ فرزند صاحبقران مین ان ہی کا کلیجہ ہو کہ تجھ سے لڑ رہے ہین یہ کہکے تخت سے کودی پہلو مین میدان کے کھڑی ہوئی ایک دستک دیکر آواز دی کہ اے نسیم غم غلط جلد آ یکبار سب نے کہ جھونکے ہوا سرد کے چلنے لگے اُسی ہوا سے یہ رنگ بندھا کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اور منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا۔ نظم

آمد نے دیر کی ہی جو خط کے جواب کی
بیٹھی ہوئی ہی ڈاک یہان اضطراب کی

کیفیتین دکھاتی ہی بارش سحاب کی
بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی

تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی
تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی

انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے
یوسف سے لانی چاہیے تعبیر خواب کی

ہر چند جوش گریہ ہو آنکھون کو کیا خطر
طوفان مین ڈوبتی نہین کشتی حباب کی

اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے
حاجت ہوئی شباب مین ہمکو خضاب کی

زیر مزار وحشت دل نے نکلنے دی
حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی

کیا جانے کس خرابی کی اُس سے بنا پڑی
تھوڑی سی خاک تھی دلِ خانہ خراب کی

پرسش ستم کی داور محشر کیا کرے
عادت ہی ان بتون کی نہین ہی جواب کی

ملتی ہی متصل خبر یار نجر مین
دل نے بٹھا دی ڈاک یہان اضطراب کی

دل کی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی
بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی

نبھتا ہی ترک عشق جوانی مین کب جلال
بے اعتبار ہوتی ہے توبہ شباب کی

طائر نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے میمون کے ہوش اُڑے بادشاہ جھمک کر لڑنے لگے وہ جو اختلاج مین انتشار تھا دفع ہوا معلوم ہوا کہ قوت سے جسم معمور ہو گیا ہر چند کہ میمون کد و کوشش کرتا ہی کہ سحر کر کے بادشاہ کو پکڑ لون مگر دونون شاہزادیان دو طرف سے دفع سحر کر رہی ہین کبھی

وسکین دیتی ہین کبھی ہنستی ہین کبھی درختون پر اشارہ کہ جھنکے ہواے سرد کے چلنے لگے پہر دن رہے تک میمون الجھ الجھ کر لڑا اپنے مکر سے عاجز خون جسم کا گھٹ گیا بادشاہ نے پہر دن ہے دونون مونڈھے اسکے پکڑے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم پر ریل کر لائے وہان آکے پکہ مارا کہ دونون گھٹنے میمون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا کہ ہٹ کرون بادشاہ نے ٹھوکر ماردی چارون شانے چت گرا چاہا کہ پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن سرو شمشاد قد نے آواز دی کہ ای زمین گیر یہ بھاگنے نہ پائے بادشاہ جست کر کے سینے پر سوار ہوے ہر چند کہ مکر سے اسکے آگاہ ہو گئے تھے مگر قانون اپنے بزرگون کا صرف کیا فرمایا کہ ای میمون شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی میمون نے جواب سخت دیا بادشاہ نے سینے سے اٹھ کر ایک پاؤن اسکا دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر پکہ مارا پہلے جھٹکے مین گردنا ے سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین شل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدیا تین لاکھ ساحر جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سب سحر کرنے لگے کسی نے گولہ پھینکا کسی نے نارنج بادشاہ لڑکھڑا کے گرے جیحون بھائی میمون کا تیغہ کھینچ کر چلا کہ بادشاہ کو قتل کرون ملکہ سرو شمشاد قد نے بڑھکر آواز دی کہ ای دگگیر لینا دل پر اسکے قبضہ ہو یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف جیحون کے پھینکے جیحون جھوما بے اختیار پکار اٹھا نظم

ہم دل سے لگ چلے تھے یہ دیوانہ پن ہوا — سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترکِ وطن ہوا — گھر مجھ پہ تنگ ہوکے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا — شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار — تقدیر کا بل اسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا — جب دل رہا بدن مین نہ جز و بدن ہوا
شیشون نے مارے قہقہے توبہ جو ہم نے کی — بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
مجھکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی — خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی
چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا

پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا

پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
یا گم وہ آپ ہوگئے یا گم وطن ہوا

شاکی ہون دود دل کا تری جلوہ گاہ مین
اُٹھا تو سرمۂ نگہ انجمن ہوا

رخصت قبائے گل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
کچھ بچ رہا تو اسمین مرا پیرہن ہوا

آزاد رہتے کتنی ہو وحشت عدم مین بھی
جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا

پہچانتا نہین ہی اثر کو اثر اُسے
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

اُٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردے سے پڑگئے
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا

تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین
جو وقت مرگئے وہ ہی پردہ کفن ہوا

کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا

آکر وطن مین ہوگئے دیوانے ای جلال
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے سرو شمشاد قد کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہتا تھا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ہمیون بڑا مغرور تھا جادوگر تھا پہلوان بنکر آیا تھا آخر موت نے اُسکا پیچھا نہ چھوڑا بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا مین تو آپکے حکم کا منتظر ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن سرو شمشاد قد نے کہا کہ اس لشکر کو قتل کرو جیحون تلوار کھینچ کر اپنی ہی فوج کو قتل کرنے لگا سرو شمشاد قد نے بڑھ کر سحر کیا اول بادشاہ کو اُٹھایا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوے نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے جسکے جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کافرونکو قتل کرنے لگے سرو شمشاد قد نے گلعذار کو اشارہ کر دیا ہی کہ ہمراہ رکاب بادشاہ رہو ساحرون کے سحر سے بچاؤ بادشاہ بے خوف و خطر لڑتے ہوے آتے ہین جسنے سحر کیا گلعذار نے سینے پر روکا یا اُسکے سحر کو دفع کر دیا بادشاہ لڑتے ہوے اُس مقام پر آئے کہ جہان ایک خیمے مین ثریا قید تھا زنجیرین ہلا رہا تھا بادشاہ نے آکر نگہبانون کو مارا کئی سو لاشہ زمین پر گرا قریب ثریا کے پہونچے فرمایا کہ ای برادر اُٹھو زیر ہونے پر رنجیدہ نہو وہ ساحر تھا ہمنے اُسکو مارا سرو شمشاد قد نے آکر

اُسکا سحر دفع کیا ورنہ میرا زیر ہونا بھی قریب تھا خدا نے آبرو بچائی ثریا نے قید توڑی ہمراہ
بادشاہ کے لڑتا ہوا چلا وہان جیچون کو ساحرون نے بلوہ کرکے پکڑ لیا تلوار چھین لی جھولی مین
آگ لگا دی مگر جیچون جوش اُلفت مین نام ملکہ سرو شمشاد قد کا لے رہا ہے پکارتا ہے کہ یار مین اپنی
معشوقہ تک پہونچون مجکو گرفتار کرو مین ہجر مین معشوق کے بیقرار ہون ساحرون نے جیچون کو
چھوڑا گرفتار کرکے ساتھ لیا جنگ بادشاہ سے وسحر سرو شمشاد قد سے ساحرون کے پاؤن
اُٹھے غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے تھوڑی دور تعاقب کیا جب ساحر کئی کوس نکل گئے تب بادشاہ
پلٹے ملکہ سرو شمشاد قد سے حال پوچھا فیروزہ نے کل کیفیت بیان کی کہا حضور وہ سارا جنگل
ساحرون سے معمور تھا مگر آپکے اقبال سے سب کو قتل کیا بادشاہ مظفر و منصور بارگاہ مین میمون
کی آکر بیٹھے کچھ ساحر گرفتار ہوئے تھے وہ آکر مطیع اسلام ہوئے دو رہ سردارون کا بندھا بادشاہ
تخت پر جلوہ فرما ہوئے ثریا نے تاجدار پہلو سے تخت مین جو دنگل زرین بچھا تھا اُسپر آ بیٹھا
ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کرسیون پر بیٹھین بادشاہ نے فرمایا کہ یارو قلعہ طلسم ہفت پیکر کہان
ہے مین اپنے کو جاکر علامت مین گرا دون تابہ رستم پہونچون ملکہ سرو شمشاد قد نے عرض کی کہ حضور
سیمون کے مارے جانے سے ظاہری سب راستے کھل گئے یقین ہے کہ کل قلعہ طلسمی پر ضرور
پہونچ جائیے کنیز آپکو طلسم مین پہونچائیگی بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین اور یرد سے بارگاہ کے
اُٹھے ہوئے ہین کہ گوشہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت ایک
محافہ زرین ناظر تھا کہ نے محافے کو گھیرے ہوئے بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت کر
یہ کون آتا ہے فیروزہ گیا خوشی خوشی پلٹ کر آیا عرض کی کہ اغراض بلند رکاب محافے مین اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ ریحان صندلی پوش برائے ملازمت حضور آئے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو
فیروزہ جاکر اغراض سے کہو کہ ہم بر سر راہ ہین ایک ایک لمحہ ہمپر ایک ایک سال گذرتا ہے
اب ہم ٹھہر نہین سکتے تم محافہ اپنی دختر کا پھیر دو ہم کل کوچ کرینگے فیروزہ نے آکر اغراض سے
سب حال بیان کیا اغراض قریب محافے کے آیا حکم بادشاہ بیان کیا ملکہ اندر محافے کے زار زار
رونے لگین کہا کہ مین حکم شہنشاہی بجالاؤنگی مگر زیارت سے تو مشرف ہولون اغراض نے آکے
خدمت شاہ مین کیفیت ریحان صندلی پوش کی بیان کی بادشاہ نے اُسی وقت تخلیہ کرایا

ریحان کا محافہ اُتروایا چند ساعت صحبت رہی فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اب رخصت ہو ہم کل کوچ کرینگے انشاء اللہ وہان سے پلٹ کر اول تمھارے ملک پر آوینگے عقد تم سے ہوگا تب صاحبقران سے ملینگے اب تمھارا ٹھہرنا بہتر نہین ملکہ رات ہی کو بادشاہ سے روتی ہوئین رخصت ہوئین اُسی وقت محافے مین سوار ہو کر کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے باغ کے چلین بادشاہ نے رسالے ساتھ کر دیے نگہبانی کی بہت تاکید کر دی مگر ملکہ محافے مین روتی ہوئین کنیزون سے کہتی ہین کہ شہریار اتنے بڑے شخص کے مقابلے مین جاتے ہین اپنی تو یہ کیفیت ہو دل کی عجب صورت ہی نظم

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہو گئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی

پہلے تھا بیزار جب سے اُسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُس دن سے اپنی جان بھاری ہو گئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھون سے تھی جو رسم و رہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہو گئی

اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش کیون اپنی احبا پہ نہ بھاری ہو گئی

آرزو دل مین جو اپنے تھی ترے اک تیر کی
آخرکار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی

کاش یہ قاصد نہ کہدیتا کہ آتا ہے کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی

تجھسے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہی اسے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی

آسرے نے بس جلا رکھا ہی وصل یار کے
سچ تو یہ ہی زندگی امیدواری ہو گئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہو گئی

آ نہین سکتا مین بیخود ہو کے پھرون آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اعتباری ہو گئی

کل جو غش کھا کر گرے تو انکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہو گئی

ناز دل کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہو گئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہو گئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمھاری ہو گئی

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین کہ اے ملکہ عالم بادشاہ نے جو وعدہ فرمایا ہی ضرور تشریف لاوینگے ملکہ کہتی ہین کہ صاحبو یہ کالی راتین ہجر کی کون کاٹیگا تڑپ تڑپ کے مر رہینگے کیونکر یہ زمانہ گذریگا

وہ دن خدا دکھائے کہ بادشاہ جمجاہ بخیر و خوبی طلسم ہفت پیکر مین پہونچین اور طلسم فتح ہو بادشاہ
مع لشکر اگر قریب باغ اُترین وہ روز سعید ہوگا بلکہ بہتر از عید ہوگا ریحان صندلی پوش اس حال سے
گریان و نالان خلک بر سر بیقرار و مضطر اپنے باغ مین جاتی ہین بادشاہ جمجاہ شب کو اُسی مقام پر
رہے کہ اس مقام کو صحراے ویران کہتے ہین بوقت سحر سامان سفر تیار ہوا سرو شمشاد قد و
ملکہ گلعذار نے ابرلے سرخ و سبز تیار کیے تین لاکھ ساحر ساتھ لیے فریاے تاجدار بھی مع چھ لاکھ
غیر ساحرون کے مسلح و مکمل ہوا اس کروفر سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلنے کا قصد ہوا کہ بادشاہ کے
ذہن مین آیا فیروزہ سے فرمایا کہ مین نے آج صبح کو بعد نماز سجادے پر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند تھے
دیدۂ باطنی وا ہوے عین خواب مین دیکھا کہ ملکہ ریحان فریاد کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ میری
کنیز کو بچایئے تم جا کر خبر لاؤ ہم اسی مقام پر رہینگے جب تم آؤ گے تب کوچ کرینگے فیروزہ اُسی وقت
براے خبر ریحان صندلی پوش روانہ ہوا مگر ریحان پر یہ گذری کہ جب صحرا مین پہونچین محافے سے
نکلکر پشت مادیان پر سوار ہوئین مادیان کو اڑاتی ہوئی جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی قضاے کار
شداد قوی بازو گینڈا اڑاتا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا تھا نگاہ اُسکی جمال بیمثال ملکہ پر پڑ گئی تیر سینہ
آگیا قلب تھرا گیا چاہا کہ ملکہ پر جا پڑون ملکہ نے مادیان کو بھگایا کنیزین پیچھے پیچھے شداد کھڑا دیکھ رہا
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چھاتی پر ہاتھ مار رہا ہے کہ شاطر اسکا جہتر صبا دم آگیا دیکھا کہ آقا کھڑے
رو رہے ہین پوچھا کہ کیون پہلوان دوران کونسا صدمہ پہونچا جو اسقدر متغیر ہو رہے ہو شداد قوی بازو
نے کہا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ابھی ایک محبوب پریچہرہ کو دیکھا کبھی ایسی نازنین نگاہ سے
نہین گذری مادیان بھگا کر اس جانب گئی ہے ذرا خبر لاؤ کہ یہ گل کس گلستان کی اور ماہ کس آسمان کی
ہے عیار واسطے خبر کے چلا اُسوقت پہونچا کہ ملکہ مادیان سے اُترین بارہ سو کنیزین ساتھ ہین باغ مین
جاتی ہین عیار نے دور سے دیکھا حال دریافت کر کے چلا آکر شداد سے بیان کیا شداد نے کہا کہ
مین ابھی جل کے قبضہ کرتا ہون تو جا کے لشکر لا عیار جا کر بارہ ہزار جوانون کا لشکر لایا بڑے بڑے
پہلوان اُسمین ہین ان سب کو شداد لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ملکہ آکر اُترین کنیزون سے کہ
رہی ہین کہ راہ مین مجکو ایک ظالم نے دیکھا میرا پیچھا بھی کیا تھا مگر مین گھوڑی بھگا کر نکل آئی ذرا
کوٹھے پر چڑھ کر دیکھو تو شاید آتا نہ ہو کنیزین کوٹھے پر چڑھ عین دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی ہے

ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی
کنیز نے دوڑکر ملکہ کو خبر دی کہ حضور لشکر آتا ہی ملکہ نے کہا کہ ہاے اب کیا کرون باپ میرے شہریار
کے ساتھ ہین مین یہان یکہ و تنہا ہون کیسی مشکل کی بات ہی مگر مین اپنی جان دونگی اُس
ملعون کو یہان نہ آنے دونگی جو کچھ ہو سو ہو کوٹھے پر چڑھ چلو اور تیراندازی کرو جہانتک ہوسکے
ان بیحیاؤن کو قریب نہ آنے دو بارہ سو کنیزین کوٹھون پر چڑھ گئین کمانین کاندھون سے اُتارکر
تیر جگر کمان مین پیوست کیے بارہ سو تیر ایک مرتبہ چلے کئی سو خطا شعار گرے شداد نے گینڈا روکا
پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی کیون اپنے کو ضائع کرتی ہو دم بھر مین
باغ مین گھس آؤنگا رات بھر کی مہلت دیتا ہون صبح کو حاضر خدمت ہونا ورنہ باغ پامال کردونگا
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بکتا ہی ہم سبکے جنازے لیجائیگا
کسی کنیز کو بھی زندہ نہ پائیگا آیندہ تجھے اختیار ہی ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ
باغ کے دروازے پر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ او شداد اپنی جرأت پر ناز نہ کر یہ معشوقہ
بادشاہ اسلام ہی اگر اُنکو خبر ہوگئی تو وہ ضرور تشریف لائینگے تجھ ایسے صدہا پہلوان اُنکے رفیق مین
ثریا کے تاجدار الیاس رفیق کو جنسے بڑے بڑے پہلوانون کو مار الیس بہتر اسی مین ہی کہ پلٹ جا
صورت پر کوئی لشکر کشی کرتا ہے راہ مین تو نے دیکھا تعاقب کیا ملکہ اپنی آبرو بچاکر بھاگ آئین
تجکو مناسب ہی کہ چلا جا یہان کوئی تیرے مقابلے کے موافق نہین ہی عرصے تک وہ کنیز یہ
پکار پکار کے کہا کی شداد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ فوج کو اشارہ کیا کہ باغ کو چہار جانب
سے گھیر لو سوارون نے گھوڑے دوڑائے پیادے اپنے مقام سے بڑھے باغ کو چہار جانب
سے گھیر لیا کنیزون نے تیر مارے وہ دیوار باغ سے دور ہٹ کر اُترے کنیزین دیوارون پر
چڑھ گئین جب تاک کر تیر مارا یا گھوڑے کی آنکھ پر یا سوار کے سینے پر پڑا کئی سو ملازم شداد کے
گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے غول کے غول درہم و برہم ہوے شداد کہتا ہی کہ ان تیرون
کو کیا مین مانونگا سپر پر روکتا ہوا باغ مین گھس جاؤنگا تم لوگ زد سے ہٹ کر کھڑے ہو اب دن
قلیل باقی ہی شب بھر یہ لوگ سرکشی کرلین صبح کو آفت برپا کرونگا ان بدذاتون کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہین معلوم کیا سمجھی ہین جو کلمات سرکشی کر رہی ہین یہ کہہ کے اُتر پڑا داخل بارگاہ ہوا عیار سے

اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی جو بجا کنیزون نے پھر غلغلہ کیا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی نہین معلوم کیا سمجھا ہی کہ طبل جنگی بھی بجوا دیا ہی پروردگار ہمارا مالک ہی ملکہ پلٹ کر صحن باغ مین بیٹھین سب سے صلاح کرنے لگین کنیزون نے کہا کہ حضور ایک عرضی بخدمت بادشاہ روانہ کیجیے وہ شہریار تشریف لائینگے اسکی سرکشی سنکر برہم ہوجائینگے علاوہ یہ ہم نہین سن سکینگے کہ اس مغرور نے آکے گھیرا ہی اپنی جرأت کو ظاہر کرتا ہی نام پر پہلوانی کے مرتا ہی ملکہ نے اسیوقت قلم اٹھایا القاب شاہانہ لکھا کہ ای شہنشاہ اقلیم جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ ـ اس کنیز کو آکر شداد قوی بازو سے بچائیے چاہتا ہی کہ عصمت پر دست انداز ہو مین نے ابتک تو اُن سرکشون کو قریب دیوار باغ نہین آنے دیا مگر گھیرے ہوے اترے ہین صبح کو بلوہ کرینگے کنیز نامہ لیکر باغ سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوے لشکر مین شداد کے جاتی ہی جس کسی نے پوچھا کہ کون کہا ہرکارہ ہون ملکہ عالم نے بھیجا ہی لوگ خاموش ہو رہتے ہین تھوڑے عرصے مین لشکر کو طی کرکے راہ صحرا لی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کنیز نے جو فیروزہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوئی پکارکے آواز دی کہ مہتر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فیروزہ نے ایک جوان حسین کو دیکھا نیمچہ کھینچے ہوے قریب آیا اُسنے کہا ای مہتر والا گہر مین ملکہ ریحان صندلی پوش کی کنیز ہون لشکر سے بادشاہ اسلام کے ملکہ آئی تھین مادیان پر بے نقاب سوار تھین شداد قوی بازو کی نگاہ پڑگئی اُسنے آکر گھیرا ہی صبح کو ارادہ ہی کہ بلوہ کرے جاکر شہریار کو اطلاع کرو تم کہان چلے تھے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ خود گھبرائے مجھ سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ مین واسطے خبر کے جاتا تھا کنیز نے عرضی نکال کر دی فیروزہ نے عرضی لی کنیز سے رخصت ہوکر چلا خواص پلٹی لیکن ملکہ نے کوٹھے پر چڑھ کر جو بلوہ فوج کا دیکھا گھبراکر کوٹھے سے اُترین سجادہ بچھایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھین ای حاکم مطلق وای کارساز برحق میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی	بخاک عجز ہر آن کس کہ سود پیشانی
خدایا روح بہ بخشد صفائے روحانی	کند بہ جسم عنایت کمال جسمانی
خدایا بندۂ کمزور رے بخشد	خدایا بمور دہد رتبہ سلیمانی

خدا بہ آدمی اوصاف آدمیت داد — عطا نمود بہ انسان کمال انسانی
خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار — کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان — کہ ہست قصر دو عالم بناے آن بانی

ملکہ بلاک بلاک کر دعائیں کر رہی ہیں کنیزیں آمین کہہ رہی ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کنیزیں بھی اپنی اپنی جانیں لڑائینگی کیا مجال ہے کہ شہداد کسی کو زندہ لیجائے سب کے مردے بلکہ سر کاٹ کر لیجائیگا حضور نہ گھبرائیں کہ کنیز پلٹ کر آئی ملکہ سے بیان کیا کہ فیروزہ بن عمرو کو عرضی دیدی خود فیروزہ برائے خبر آتا تھا انہوں نے عرضی دی بادشاہ خود حضور کے واسطے گھبرا رہے ہیں جب تو فیروزہ کو روانہ کیا تھا ملکہ کو تسکین ہوئی سجدے سے سر اٹھایا عرض کی کہ اے کریم و رحیم تو نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ بادشاہ کو خبر ہو گئی اسی حال میں وہ وقت آیا کہ معشوقہ زریں پوش لباس شعاع و ضیا زیب جسم کرکے پردۂ مشرق سے باہر آئی بہ ناز و کرشمہ تخت چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھی شہداد مغرور فرش خواب سے اٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے فوج تیار ہوئی گینڈے پر سوار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے در باغ کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے کنیزان تیر انداز گوشوں میں بیٹھی سامنے آؤ میں آتا ہوں اب تمھاری تیر اندازی دیکھوں کہ کیسی تیر اندازی کرتی ہو صد ہا گھوڑے کل مرے مابدولت نے خیال بھی نہ کیا ملکہ وسط باغ میں فرش خواب پر پڑی تڑپ رہی ہیں کنیزوں سے بیقرار ہو کر پوچھتی ہیں کہ اب کیا معرکہ ہوا اپنا تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے نظم

بہار آتے ہی سر لے نکلا ہمیں دیوانہ پن اپنا — برنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا — کہ یوسف ہوش کھو کر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائیں کہ عاشق ہو چمن اپنا — وہ گل کھائیں کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
کچھ ایسے شوق عریانی ہیں ہم جامے سے باہر ہیں — کہ اپنی جستجو میں پھر رہا ہے پیرہن اپنا
جگہ کیا گور میں پائے عذاب گور جب ٹھہرے — کفن میں کیا دبے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا
جو یوں بتلا نہیں سکتے بتا دو پوچھ کر ہمکو — نزاکت سے کمر اپنی خموشی سے دہن اپنا
کوئی دامن جنوں میں کھینچتا ہے آستین کوئی — اتارے لیتے ہیں خار بیابان پیرہن اپنا
یہ رتبہ سنگ راہ یار ہو کر دل نے پایا ہے — کہ جسکو بت بنایا چاہتے ہیں برہمن اپنا

ہلا دیا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی ۔ بناتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا
عجب احسان حیرت نے کیا ہے بزم جاناں میں ۔ کہ آئینہ مجھے سمجھی ہے ساری انجمن اپنا
یہ راہ راست پر آتا تو میں بھی اس سے جھک جاتا ۔ فلک نے کجروی چھوڑی نہ میں نے بانکپن اپنا
پتہ کیونکر نہ لے قاتل کسی پیکاں کا تیرے ۔ لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا
سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی ۔ تو نشتر چھیڑنے کو بن گیا ہر موے تن اپنا
کسی خوش چشم کی آنکھوں کا سودائی جو سمجھے ہیں ۔ کھڑے ہیں راستہ روکے بیاباں میں ہرن اپنا
جو آہو ان کے مصاحب ہیں تو نالے سے مخاطب ہیں ۔ یہی جب اپنے ہمدم ہیں یہی اک ہم سخن اپنا
دیار عشق سے جو وادی وحشت میں آ نکلا ۔ ہم اس سے دور کر لیتے سمجھ کر ہم وطن اپنا
جلال اس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤں جو سمجھا دے ۔ یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہیں شیخ و برہمن اپنا

کنیزیں عرض کر رہی ہیں کہ دادی نہ گھبرائیے ملکہ نے جام زہر بھر کر آگے رکھ لیا ہے خنجر کھینچا ہوا رکھا ہے فرماتی ہیں کہ جب یہ بوالہوس آوے تو ہمارا مردہ پاوے میں اسی کی امیدوار ہوں کہ مجھے اب یہ زندہ نہ دیکھے اپنے مقام پر شرمندہ تو ہو کہ کسی صاحب عصمت پر جو نگاہ بد ڈالی اسکا یہ انجام ہوا کہ اُسنے اپنی جان دیدی مگر افسوس ہے کہ وقت آخر جمال بے مثال شہریار نہ دیکھا یہ تمنا لیکر پردۂ دنیا سے چلی کنیزیں دوڑ دوڑ کر عرض کر رہی ہیں کہ شداد بڑھتا آتا ہے اب فوج بھی تیار ہے سوار و پیدل سب نیزے ہلا رہے ہیں مرکب اپنے بڑھا رہے ہیں اسوقت بھی آپکی کنیزوں کے تیر سے کئی سپاہی گرے واصل جہنم ہوئے مگر شداد تیر قلم کرتا ہوا آتا ہے نصف میدان طے کر چکا ہے اپنے غرور میں بھولا ہوا اپنی حقیقت کو بھولا ہوا ہے حضور چل کر ملاحظہ فرمائیں کنیزوں نے بمنت ملکہ کو اٹھایا کوٹھے پر لائیں کرسی بچھا دی کرسی پر ملکہ بیٹھیں سر اٹھا کر دیکھا کہ کنیزوں نے تیروں کی بوچھار کی ہے مگر شداد تیروں کو قلم کرتا ہوا بڑھتا آتا ہے کنیزیں تیر تاک تاک کے مار رہی ہیں ملکہ نے کہا کہ ذرا تیر و کمان مجھے تو دو میں تقدیر کا امتحان تو کروں ایک تیر اپنے ہاتھ سے اس ملعون پر لگاؤں شاید نشانے پر چڑھے یہ کہکے تیر کو جو کمان میں پیوست کیا سپر سے شداد اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے ہے ملکہ نے گینڈے کی آنکھ تاک کر تیر مارا کہ گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی شداد گینڈے سے گرا ملکہ نے جلدی میں کئی تیر مارے لیکن زرہ لوہے کی تھی تیر نے تاثیر نہ کی شداد نے آواز دی

کہ دوسرا گینڈا لاؤ دوسرے گینڈے پر سوار ہوا بڑھتا ہوا چلا ملکہ نے کئی مرتبہ جام زہر اُٹھایا چاہا
کہ پی لون کنیزین لپٹ گئین جام ہاتھ سے چھین لیا ملکہ کہتی ہین کہ اے کمبختو کیا میری آبرو لوگی میری جان ہی
جانا بہتر ہی کنیزین منتین کر رہی ہین کہ حضور ہم لوگ مر لین تو حضور کو اختیار ہی ہمارے اپنے سامنے ہم اس
پھول سے عارض کو مرجھایا ہوا نہ پائین ہمین افسوس ہوتا ہی یہ کہکے جام پھینک دیا خنجر چھین لیا
شداد گینڈا بڑھائے ہوئے جب قریب دیوار پہونچا کنیزین نکل کر لڑنے لگین جو سامنے شداد
کے پہونچی شداد نے نیزے پر اُٹھا لیا کئی کنیزون کو نیزے پر اُٹھا اُٹھا کر زمین پر مارا اُنکا ٹوٹ گیا ملکہ
نے دیکھکر کہا کہ اری کمبختو یہ صدمات میری روح پر گذر رہے ہین مین نہین چاہتی کہ تم لوگ اپنی جان دو
اور مین اپنے کو بچاؤن مین پہلے اپنی جان دونگی کنیزین ناچار ہو جاتی ہین شداد لڑتا بھڑتا زیر دیوار
پہونچا پکار کے آواز دی کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے بدر آسمان کمال کیون غریبون کی
جان لیتی ہو مین اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرتا ہون مگر مجھے ناگوار ہوتا ہی کہ کنیزان حضور کو قتل کرنا
افسوس یہ کر رہا ہون کہ وہ تمھارے عاشق صادق اس مقام پر نہ ہوئے جنکی جرأت پر آپ کو بہت
ناز ہی سامنے ہوتے تو معلوم ہوتا ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ہائے افسوس ہی وہ شہریار اس مقام پر ہوتے
ورنہ اس ملعون کو معلوم ہوتا شداد زیر دیوار جو پہونچا کنیزین ٹوٹ پڑین شداد انکو کب مانتا ہی جسپر
اوجھڑ سپر کی مار دی کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گر گر کر لوٹنے لگین ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی بیقرار ہوکے
پکارنے لگین کہ اے سمیع و علیم و اے کریم و رحیم رحم اپنا فریب کر نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت
باین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی
دہر یک گل چو رنگ و بوے گل گرو دہر جلوہ
درین جلوہ گہی صورت ندیدہ دیدۂ عالم
زحسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ
بقائے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را
جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان ہندی

نمی بوشد زچشم اہل دین آن مہربان صورت
چرا پوشد رُخ زیبا چرا دارد نہان صورت
نماید او بہر یک جسم خاکی مثل جان صورت
چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
زروے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت
کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

شداد نے چاہا کہ گینڈے سے کود کر باغ مین گھس جاؤن ملکہ کو گرفتار کر لون ملکہ سمجھ کر رہی تھین

شداد در باغ پر کھڑا ہوا اپنی جرأت دکھا رہا ہے کہ تیر دعاے ملکہ ہدف مراد پر پہونچا لشکر شداد
کے ایک ہنگامہ ہوا سوار پیادون پر اور پیادے سوارون پر گرنے لگے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا ـ نعرۂ پادشاہ اسلام

منم شاہِ شاہان فریدون حشم
شہنشاہ اسلام با عدل و داد
ہژبر دمان پہلوانان جہان

بہار گلستان کاؤس و جم
منم نور عینین شاہ قباد
نہال گلستان صاحبقران

وسط فوج شداد سے مثل آفتاب طالع ہوئے پشت پر ثریا کے تاجدار دور سے جو بادشاہ نے
دیکھا کہ شداد قوی بازو در باغ پر کنیزون سے لڑ رہا ہے ثریا سے کہا کہ تم جنگ کرو مین آگے
بڑھکر اس مغرور کو لون دیکھو کیا جرأت دکھا رہا ہے عورتون سے مصروف جنگ ہے ثریا نے کہا
کہ حضور تشریف لیجائین غلام فوج سے سمجھ لیگا ثریا فوج سے لڑنے لگا جس افسر کو تاکا اسکو
مارا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی چھ لاکھ فوج دریا موج کئی سو افسر آگے بڑھتے ہوئے نعرے
کرتے ہوئے آئے اہل فوج شداد نے جو افسرون کو دیکھا بھاگنے لگے کہتے تھے کہ دریا موج مارتا ہوا
آتا ہے اس فوج کو کون روکیگا پانون فوج کے اٹھ گئے مگر بادشاہ نعرہ کرکے قریب شداد کے پہنچے
کنیزون کو للکارا کہ ہٹ جاؤ اس مغرور سے مقابلہ نہ کرو کنیزین پیچھے ہٹین شداد نگینہ سے پرے ہوا
جمال جہان آرا کو دیکھ کر دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ ای شداد ملکہ ایسے معشوق خوبرو کو چھوڑ کر
تجھکو کیونکر قبول کرے یہ جوان تو تصویر کھینچنے کے لائق ہے جرأت مین پہلوانون پر فائق ہے نیزہ
ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین ہمراہیان شداد تو جا کر رہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہان سے
دیکھ رہے ہین کہ شداد سے اور بادشاہ سے نیزہ چل رہا ہے بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ شداد کا
نکالا شداد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی تلوار
شداد کی ہٹ پڑی بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا تلوار شداد کی چھین کر پھینکدی
دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ کرکے جو زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر گھوڑا دو سمے
مین سر سے اس خود سر کو بلند کیا چاہا کہ چرخ دیگر زمین پر مارون شداد نے قصد کیا کہ پانون نکالون نہین

اُڑا کر دھڑ اُڑا دون بادشاہ گھوڑے سے کود پڑے چیخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند ہو گیا کود کر
چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ ای شداد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شداد نے ہاتھ باندھ کر
کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا اُٹھ کر شداد قدمون
پر گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا شداد نے عرض کی کہ قلعہ غلام کا یہان سے قریب ہی اگر حضور
وہان تشریف لے چلین تو غلام کے واسطے باعث فخر و افتخار ہو جو مسلمان ہو وہ قلعے مین رہے
ورنہ قلعے سے نکل جائے بادشاہ نے قبول کیا شداد نے فوج کو بلایا سب کو ظاہر مین مسلمان کرایا
اب بادشاہ و ثریا سے تاجدار طرف قلعے کے چلے بعد دوپہر کے ایک صحرا مین پہونچے شداد نے
عرض کی کہ اگر حکم پاؤن تو عرض کرون سامنے دیکھیے میرا قلعہ ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک قلعہ
نہایت بلند سر بفلک کشیدہ ہی برج بارے درست برج ہای قلعہ پر بڑے بڑے پہلوان کھڑے
جھوم رہے ہیں توپین لگی ہین وہ بولے اگر تختۂ آہن پہ ہاتھ رکھدین تو تختہ پیس کر سرمہ ہو بادشاہ
ساتھ شداد کے قلعے مین آئے نوبت و نقارے بجے ہلڑ ہوا کہ بادشاہ اسلام آتے ہین شداد نے
بادشاہ اسلام کو دار الامارۂ شاہی مین پہونچایا بادشاہ تخت پر بیٹھے رفیقون مین فقط ثریا ساتھ ہی
شداد طرف محل کے چلا بیٹی اسکی ماہ پیکر باپ کے آنے کی خبر سنکر برائے استقبال آئی پوچھا کہ
حضور کو بہت چُپ پاتی ہون آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی شداد نے آہ بھر کر کہا کہ ای
نور نظر بادشاہ نے مجکو زیر کیا اگر کوئی لفظ بھی اُس وقت کہتا تو مجکو قتل کرتے مین نے صدق
دل سے اطاعت نہین کی اب ارادہ یہ ہی کہ سودۂ الماس بادشاہ کو دون فوج پر شبخون مارون یہ
کہکے پڑیا جیب سے نکالی بیٹی کو دکھائی شربت سامنے بیٹی کے بنایا شیشہ شربت کا لیکر چلا ماہ پیکر
مسہری پر جا کر لیٹی آنکھ بند ہو گئی عالم خواب مین دیکھا دریچے آسمان کے کھلے ایک تخت پر ایک
بزرگ بصورت نورانی متمکن تخت آکر قریب اُترا ماہ پیکر نے اُٹھ کر سلام کیا ماہ پیکر جلال چہرۂ نور دیکھ کر
کانپنے لگی اُن بزرگ نے فرمایا کہ او ماہ پیکر تو رضامند ہوئی کہ میرے فرزند کو زہر دیا جائے جلد غضب
سے اُٹھ بادشاہ کو بچا ماہ پیکر خواب سے اُٹھی جلدی سے ایک عرضی لکھی کنیز سے کہا کہ یہ عرضی
جا کر بادشاہ کے ہاتھ مین دیدے کنیز عرضی لیے ہوئے باہر نکلی فیروزہ بیرون بارگاہ ٹہل رہا تھا
کنیز نے آکر عرضی دی کنیز تو محل مین چلی گئی فیروزہ مضمون سے آگاہ ہوا بارگاہ مین آیا پشت پر

بادشاہ کی کھڑا ہوکر رومال ہلانے لگا کہ شداد شیشہ لیکے آیا جام لبریز کرکے عرض کی کہ حضور
یہ جام نوش فرمائیں فیروزہ بن عمرو نے کہا کہ ای شداد بادشاہ فرماتے ہین یہ شربت تم ہی
پیو ہم دوسرا جام پئین گے شداد نے کہا کہ میری کیا مجال ہو کہ یہ جام پیون یہ جام حضور کے
نامزد ہوا ہی مین اسکو کیونکر پیون مجھپر نہایت شاق ہو اس طور سے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ
کچھ سمجھے فرمایا کہ ای شداد ہماری خوشی یہی ہو کہ جس طرح بنے یہ جام تم پیو جون جون بادشاہ فرماتے
ہین شداد کانپ رہا ہی آخر ہاتھ جو کانپا جام کا یہ انجام ہوا کہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا فرش
اتنا جل گیا زمین سیاہ ہو گئی بادشاہ نے فرمایا کہ ای شداد یہ کیا تھا شداد نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر شداد کا اڑ گیا لاشہ شداد
کا زمین پر گرا شداد جب مارا گیا رفیقان شداد اٹھ کر قدمون پر گرے عرض کی کہ ای شہریار
ہم اسکے مکر سے آگاہ تھے مگر کچھ کہہ نہ سکے ہمکو سمجھا دیا تھا کہ بادشاہ سے اطلاع نہ کرنا اب ہم بصدق
دل مسلمان ہوے بادشاہ نے قلعہ اسلام آباد کیا محل مین تشریف لائے ماہ پیکر کو دیکھکر
بہت پسند کیا ماہ پیکر نے کہا کہ ای شہریار بزرگان دین میرے خواب مین آئے فرما گئے کہ بادشاہ
اسلام کو بچاؤ بادشاہ نے ماہ پیکر سے عقد کا وعدہ کیا باہر آکر فریاد سے فرمایا کہ کل تاریخ سفر
قرار دو چھ لاکھ غیر ساحر تین لاکھ ساحر مع سرو و شمشاد قد دلدار گلعذار کہ یہ افسران ہین فوج کو
لیکر برابر تیار رکھیے اب مین لشکر ساحران زیر ابر لشکر غیر ساحران اس کر و فر سے دوسرے
روز طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان رستم پیلتن پہونچنا باغ نسترن مین جنگ عظیم واقع ہونا وقت
پر پہونچنا انکے لشکر کا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی مہربان
قمر طبع روشن کریگی مدد
جو ہو تشنہ ہی بہ عیش و سرور
لکھون حال صحرائے ویران نجد

لکھون رستم وقت کی داستان
جو اک جام دیدے مجھے ای صنم
تو ہو رنج خاطر سے عاشق کے دور
لکھون حال لیلی پردہ نشین

طلسمات مین ہین بصد شور و شر
تو ہو دور دل کا یہ رنج و الم
کبھی ولولے مین جو آجائے جوش
سمنبر سمن بو جلالت قرین

کبھی قیس کے غم مین سودا ہوا
محبت مین لیلی کے کیا کیا ہوا
یہ دیکھا کہ صیاد بدبخت لپید
یہ چاہا کہ پھیرا ون چھری بخطر
تصور نے حیران اُسنے کر دیا
کرون کیون نہ اسوقت آہ و فغان
مرے سر کو تن سے تو کر لے جدا
یہ طاقت قلم مین کہان ای جنون
کیا قیس و فرہاد نے کام کیا
کہ سامان ترتیب ہونگے بہم

کہ الفت مین مجنون کی لیلی بنا
کسی دن کبھی قیس صحرا نورد
کیا آہوے دشت کو پائے بند
ہوا قیس کو رنج صدمے فزون
چھری پر گلا بیخطر دھر دیا
کہ ہمچشم لیلی پہ ظلم و ستم
مگر آہوے دشت کو کر رہا
یہی حسن اور عشق کے رنگ ہین
گئی جان آخر ہوا نام کیا

سدا دشت ویران کا جو یار تھا
ملول و حزین قلب مضطر پُر درد
نکالی کمر سے چھری تیز تر
کہ ہوتا ہی ہم چشم لیلی کا خون
کہا ای انیس جگر خستگان
کن آنکھون سے دیکھون بصد رنج و غم
قم حال مجنون رقم کر سکون
کہ اہل حسد دیکھکر ونگ ہین
کرون داستان جلالت رقم

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر و سیاحان بیابان زل

جلالت افزاس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ۔ شعر مرصع نگار ترنم سرا حسین می نگار و بہ حسن وادا ۔ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ رستم نے بعد کرو فرچند مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر فتح کیے ساحران زبردست بھی انکے ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر آتشبار وغیرہ کو مار اہنگامہ عظیم ہوا کبھی ساحرون نے آکر جادو کیا چاہتے ہین کہ ملوہ کرکے رستم کو پکڑ لین مگر رستم لوح چمکاتے ہین کبھی تیغہ ہفت جوہر کے عکس سے ساحر عاجز آتے ہین کبھی کلاہ ہفت گوشہ کا عکس پہنچتا ہی اس سے بھی ساحرون کا سحر فراموش ہوتا ہی زرہ ہفت جوش زیب جسم رستم پیلتن اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ ساحر عاجز ہین قریب نہین آسکتے آخر اس بلوے مین لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بیچ مین ان سب ساحرون کے ایک ساحر خوک پر سوار سحر کر رہا ہی پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہی اگر اُسپر تیر مارا تو گویا سبکو قتل کیا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر پیشانی پر تیر مارا تل بھر کا فرق نہوا اُسی خال سیاہ پر پڑا تو ٹوٹ کر گدی کو پار گذر ا بجاے خون شرارہاے آتش نکلے تمام ساحر جلنے لگے تھوڑی دیر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران خوک سوار بود جیسے ہی وہ ساحر مرا سب ساحر جل گئے صحرا پاک ہوا رستم اکیلے کھڑے ہین کہ ایک طرف سے گرد اڑی دو ہزار جوان بال بڑھے ہوے ناخن بڑھے ہوے مرکب ہاے ابلق پر سوار سامنے آکر پہنچے ایک جوان جو آگے تھا

خود زرین پہنے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم تمکرجا بجا سے بیٹھا ہوا اُسنے آکر سلام کیا کہا کہ ای
طلسم کشا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے تمنے طیران خوک سوار کو قتل کیا ہم لوگ اُسکی قید مین تھے
مرنے سے اُسکے رہائی پائی نام میرا کیوان تاجدار ہی اور یہ سب جوان شاہزادے اور وزیرزادے
اور تاجران جلیل کی نسل سے ہین یہان آکر قید ہوگئے سالہا سال قید مین بسر کی آج رہائی پائی
اب آپ کے ساتھ ہین رستم نے سب کو طرف دین اسلام کے رہبری کی سب کلمہ پڑھکر بصدق
مسلمان ہوے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ باغ فسترن مین جانا چاہیے لیکن فسترن بڑی
ساحرہ زبردست ہی بڑے بڑے فتور برپا کریگی ہوشیار رہنا چاہیے مگر فسترن زرین پوش اپنے
باغ مین بیٹھی ہی ساحر و غیر ساحر سب جمع ہین فسترن کہ رہی ہی کہ صحرائے خوک سواران سے گذر
طلسم کشا کا نہو سکیگا طیران خوک سوار جادو بلائے روزگار ہی فوج بھی اُسکے پاس بیشمار ہی طلسم کشا
کو ڈراکے گرفتار کریگا سب مصاحب کہہ رہے ہین کہ حضور بجا ارشاد فرماتی ہین اُسکا اُس صحرا سے
گذر نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند طائر آسمان سے پیدا ہوے غلطان مارکر بشکل ساحر بنے فسترن نے
پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئے طیران خوک سوار نے کیا کیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور تین پہر کامل
جنگ رہی خوک سوار نے طلسم کشا کو عاجز کر دیا تھا کوئی بات اُسنے اُٹھا نہین رکھی خوب خوب
جنگ کی یہان تک کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار تھا لیکن لوح کو دیکھ لیا طریقہ معلوم ہوا تب
طیران کو طلسم کشا نے قتل کیا حضور طلسم کشا کے قبضے مین تیغۂ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ
سر پر ہی اور زرہ ہفت جوشن زیب جسم لوح بھی پاس موجود ہی طلسم کشا کو کون روک سکتا ہی
اب صحرائے خوک سواران مین فروکش ہین وہ جو قیدی تھے وہ رہا ہوکر طلسم کشا سے ملے
بارگاہ استادہ ہی یقین ہی کہ اب حضور کے باغ کی جانب ارادہ کرین یہ خبر وحشت اثر سُنکر فسترن
نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلائے لوح دم دیکر چھین لے
یہ سنتے ہی سرشار قوی ترکیب کہ قوی من و قوی تن و جہان دیدہ و کار آزمودہ ہی دنگل سے
اپنے اُٹھا کہا کہ غلام جائیگا اور طلسم کشا کو گرفتار کرلائیگا فسترن نے سرشار کو خلعت دیا
اور کہا کہ جسقدر فوج چاہو لیجاؤ سرشار نے کہا کہ مجھے فوج کی کیا احتیاج ہی میرا عیار طرار
ماہیار کمند انداز نوبا گرفتار کرلائیگا اور سامان بھی نگہبانی کا طلسم کشا کے پاس کم ہے وہ

تاجداران قیدی کیا نگہبانی کرین گے اُن الیسون کے دہوکا دینے کو یہ عیاری کافی ہی یہ کہکر اپنے
مقام سے اُٹھا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی اور اپنے عیار کو بھی اپنے ساتھ لیا بڑے کروفر سے
سرشار طرف صحراے نوک سواران کے چلا یہان رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ تاجدار مصروف
خدمتگزاری ہین رستم فرما رہے ہین کہ آج کی شب آپ لوگون کو تکلیف ہی کل مین طرف باغ نسترن
کے جاؤنگا مجکو اب جلدی ہی کہ مرحلہ جات فتح ہون اور مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچون دیکھون
ہفت پیکر کس طور سے مقابلے مین آتا ہی عنایت پروردگار ہی کہ مین کبھی بچپن سے کسی طلسم مین
نہین گیا پہلے پہل اس طلسم وسیع مین اتفاق ہوا خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا حصول مین
ان تحفہ جات کے کیا کیا مشکلین اور سختیان پڑین مگر تحفہ جات حاصل ہوے حصول لوح مین بڑی
بڑی جفائین اُٹھائین تب لوح طلسم دستیاب ہوئی اب تھوڑی کوشش مین مقابلہ ہفت پیکر
ہوگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم بہ نگاہ غور دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا
کہ ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار مسلح و مکمل ایک عیار طرار مکار و غدار یا بہانہ عیاری
سے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار فوج مقابلے مین رستم کے آکر اُترا الملشا
نے فرمایا کہ نسترن نے اور فوج روانہ کی سب نے عرض کی کہ غلام تو بوجہ ہتھیار نہ ہونے کے بالکل بیکار
ہین حضور یکہ و تنہا ان سب سے کیونکر مقابلہ کرینگے رستم نے فرمایا انشاء اللہ جب افسر کو مارا فوج
بھاگ جائیگی بڑے بڑے پہلوان آئے بڑی بڑی فوجین لائے خدا نے مظفر و منصور کیا رنج و الم دل سے
دور کیا یہ کیا بیچا ہی آپ لوگ مطمئن رہین فقط شب کو حفاظت کیجیے کیوان تاجدار اپنے مقام سے
اُٹھا وہی جوان اپنے ساتھ لیے کہا غلام طلایہ دیگا کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے یہ ذکر تھا کہ صداے
طبل جنگ کان مین آئی رستم نے فرمایا کہ اے کیوان تاجدار ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی نقارہ رزمی گرجا گر رستم کو اپنے عیار کے ساتھ نہونے کا تردد ہی پہر رات گئے دربار
برخاست کیا آرامگاہ مین آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا سب تاجداران جلیل گرد بارگاہ کے طلایہ
دے رہے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند ہین سرشار نے دو پہر رات گئے عیار سے
کہا کہ اگر ہو سکے تو رستم کو چُرا لا تو مطلب بن پڑے عیار بہانہ عیاری سے آراستہ ہوکر بہ فکر رستم نکلا
جب کنارے پر لشکر رستم کے آیا دور سے دیکھا کہ لوگ طلایہ دے رہے ہین بارگاہ رستم کو بیچ مین لیے ہی

اگر کوئی طائر بھی اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی تو اُسے بھی تیر مار کے گرا دیتے ہین دو سو جوان جاگ رہے ہین اگر ہوا بھی زور سے چلتی ہی تو کان کھڑے ہوتے ہین عیار نے دور سے یہ معاملہ دیکھا کنارا کے ایک نخل کے سائے مین آیا جوڑی خنجر کی کمر سے نکالی نقب کھودنے مین مصروف ہوا پہر رات رہے بارگاہ رستم مین آکر چہرہ توڑا سر نکال کر دیکھا کہ رستم آرام فرما رہے ہین چار خدمتگار بیٹھے چپی کر رہے ہین عیار نے پروانے بیہوشی کے کمر سے نکالے شمع ہاے مومی پر پھینکے خوشبو جو بلند ہوئی چارون خدمتگار بیہوش ہوے عیار جھپٹ کر قریب رستم کے پلنگ کے آیا کنفچے مین بیہوشی کمی برابر دماغ کے کنفچہ لگایا رستم بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین پھاند کے نکلا نقب سے نکل کر راستہ صحرا کا لیا مگر مہتر سماک یلداقی جس دن سے رستم سے جدا ہوا ہی اُس دن سے صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن جو بہت گھبرایا ایک پہاڑ پر بیٹھ کر نی بجانے لگا قضاے کار شہباز جادو ملازم نسترن ہوا پر اُڑا جاتا تھا نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی اس لطف سے نی بجا رہا ہی کہ صدہا طائر گرد بیٹھے سر دھن رہے ہین اور گانا سُن رہے ہین شہباز جادو سمجھ گیا کہ یہ عیار رستم ہی ملکہ نسترن نے ذکر بھی کیا تھا کہ عیاران اسلام نی نوازی مین طاق ہین علم موسیقی مین شہرۂ آفاق ہین یہ سوچ کر تڑپ کر گرا سماک یلداقی کو اُٹھا لیا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ جس صحرا مین وہ عیار رستم کو لیے ہوے جاتا تھا اُسی قریے کی طرف سے شہباز کا گذر ہوا زمیندار رہا تکا اپنے کوٹھے پر بیٹھا چاندنی کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر ایک آدمی کو پنجہ مین دبائے ہوے جاتا ہی اُٹھا کر گولہ مارا شہباز کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سماک عیار شہباز کے پنجے سے چھوٹا کوٹھے پر زمیندار کے گرا زمیندار ٹہلتا ہوا قریب سماک کے آیا سماک نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی کہ ہمیشہ دلیر سبحان مبارک باشد زمیندار نے کہا کہ ارے تو کون سماک نے کہا کہ آپ کا بھیک گویا ہون اس جادوگر نے دن بھر گوایا شام کو چار آنے پیسے دیتا تھا مین نے انکار کیا تو اُسنے کہا کہ مین لے چل کے قید کرونگا مجکو لیے ہوے جاتا تھا آپ نے بچا لیا زمیندار نے کہا کہ ایک چیز ہمکو سناؤ سماک نے یہ غزل شروع کی ؎

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے	یارب آباد رہے روضۂ رضوان ہمسے
ایسے رسوا ہوے ملنے سے پریزادون کے	متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہی مثل سچ یہ کہ کام آتا ہی کھوٹا پیسا
صنم دیر ہوے طالب ایمان ہمسے

غم فرقت مین ہوے سوکھ کے کانٹا ہمسے
اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے

کاٹتا ہی یہ دلا پیار سے ہر دم ہم کو
عشق رکھتا ہی سگ کوچۂ جانان ہمسے

بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر
آتش سنگ کی صورت ہین وہ پنہان ہمسے

لفظ رنگین مین ہین یہ معنی روشن پنہان
ہو سکا لیس بہی وصف لب و دندان ہمسے

ضعف نے طاقت رفتار ہی کھودی ناصح
آملنس جب کرنے لگا یار کا دربان ہمسے

سمک یلداقی نے اس رنگ مین یہ غزل عاشقانہ سامنے زمیندار کے گائی کہ وہ خوش ہو گیا
خوش ہو کر کئی روپیے سمک کو دیے اور کہا کہ اب ہمارے پاس رہا کرو سمک نے کہا کہ مین
آپ کو راضی کر کے جاؤنگا کئی چیزین سمک یلداقی نے اور سامنے زمیندار کے گائین یکایک
دیکھا کہ بوتل شراب کی رکھی ہی زمیندار اونڈیل اونڈیل کے پیتا جاتا ہی سمک نے کہا کہ ایک چلو
ہمکو بھی دیجیے زمیندار نے بوتل شراب کی کھسکا دی سمک نے کھائی سے بڑا بیہوشی کی ڈالی
زمیندار نے جام لبریز کر کے پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ میان گویے صاحب میری رگین کھنچ رہی ہین
کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی سمک یلداقی نے کہا کہ ذرا اٹھ کر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو مزاج نہ
برہم ہو یہ سنتے ہی زمیندار اپنے مقام سے اٹھا چاہا کہ ٹہلون بیہوشی نے طمانچہ مارا فوراً لڑکھڑا کے
گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوا سمک نے زبان مین اسکے سوزن دی دیکر گوشے مین ڈال دیا
آپ کوٹھے سے بھاگا مدا گانون کو طی کر کے نکلا رات کم باقی ہی جانور اپنے اپنے آشیانون سے
نکلتے جاتے ہین سمک یہ تماشا دیکھتا ہوا ایک نخل کے نیچے آ کر بیٹھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی
پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک حیران ہوا اپنے دل مین کہتا ہو کہ ای
سمک یلداقی یہ کون ہی بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جس چادر مین عیار نے پشتارہ لپیٹا ہی اس چادر کا
گوشہ جو ہٹا سر سے پیر تک رستم کو دیکھا حیران ہوا کہ ای سمک یہ کون ہی جو آقاے نامدار کو لیے جاتا ہی
ایک مقام پر آ کر سمک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے آپ سنبھل کر بیٹھا کہ عیار پھرتا پھرتا ادھر
آنکلا جب قریب حلقہ ہاے کمند آیا تو اسکا دل دھڑکا چلتے چلتے رک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون
ہی جو چھپکر بیٹھا ہی مجھ سے آ کر مقابلہ کر سمک اپنے دل مین سمجھا کہ اسنے دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کرون یا دم لونگا

پھر سوچا کہ شاید مکر کرتا ہو عیار نے دو تین مرتبہ آواز دی پھر سوچا کہ بسبب جنگل کے دل دھڑکتا ہی جھپٹ کے چلا بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے آیا سماک نے شیر کی آواز دی عیار ارے کہکر رُکا سماک نے جھٹکا مارا کہ عیار منھ کے بھل گرا سماک نے دوڑ کے حباب مارا عیار بیہوش ہوا سماک نے عیار کو ایک درخت سے باندھ دیا رستم کو ہوشیار کیا رستم نے جو اپنے عیار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئے سماک نے کہا آقاے نامدار آپ کو یہ عیار لیے جاتا تھا رستم نے فرمایا کہ سرشار قوی ترکیب مقابلے مین اترا ہی اسی کا عیار ہوگا پوچھو اس سے سماک نے لخلخہ سنگھا کے ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا عیار کی آنکھ کھلی دیکھا رستم تو ٹہل رہے ہین ایک عیار کوڑا لیے سر پر کھڑا ہی عیار نے گھبرا کر کہا تمھارا کیا نام ہی سماک نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون خدا کی قدرت دیکھ صدہا کوس سے یہان پہونچا ایک جادوگر مجھکو یہان لایا مین وقت پر پہونچا اپنے آقا کو رہا کر لیا اب تو اپنا مفصل نام بتا اگر جھوٹ کہیگا مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا عیار کانپا سوچا کہ اگر اب بل کی لونگا جان جائیگی کہا اے سماک مین ماہیار کمند انداز ہون یہ ظہور قدرت دیکھکر خداے نادیدہ کا اعتقاد ہوا رستم نے کہا اے سماک کھولدو سماک نے کہا آقاے نامدار لبشرہ شناسی قبلہ وکعبہ پر موقوف ہی شاید مکر کرے عیار نے بہت عذر کیا سماک نے عیار کو کھولا عیار قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سماک نے کہا اے ماہیار کمند انداز تمھارے آقا کا کیا نام ہی تم آقا کے ساتھ لشکر مین جاؤ مین تمھارے آقا کو لاتا ہون رستم نے بہت منع کیا مگر سماک کب مانتا ہو کہا اے ماہیار تم آقا کے ساتھ جاؤ سامنے ماہیار کے ماہیار کی صورت بنکر تیار ہوا کہا کیون ماہیار کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا ماہیار نے کہا استاد آپ نے ایسی صورت تبدیل کی کہ کوئی ایسی صورت نہین بدل سکتا رستم مع ماہیار اپنے لشکر کو چلے سماک راستہ طی کرکے لشکر سرشار مین آیا سرشار انتظار مین جاگ رہا ہی کہ عیار آکر پہونچا کہا آقاے نامدار رستم کو چرالایا تھا تاجدارون نے ایسا گھیرا کہ شتارہ پھینک کر بھاگا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا لیکن کل رستم کو لاؤنگا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا شتارہ باندھ کے لے بھاگا صبح کا وقت ہی رستم دربار مین بیٹھے ہین ماہیار سر پر کھڑا رومال ہلا رہا ہی کہ سماک شتارہ بدوش آکر پہونچا سرشار کو ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ جو کھلی دیکھا رستم نگلی ہی

بیٹھے ہین عیار میرا مگس رانی کر رہا ہو رستم نے کہا اے سرشار اصل یہ ہو کہ جو مکر تمنے کیا وہ تمھارے گلے پڑا ہمکو گرفتار کراتے تھے یا خود گرفتار ہوئے اب بہتر یہ ہو کہ دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو سرشار نے جھلا کر کہا کہ آپ فرزند صاحب قران ہین کیا آپ نے مجکو زیر کیا جو سوال اسلام کرتے ہین رستم نے فوراً کھول دیا دنگل بیٹھنے کو عطا فرمایا اور کہا ای سرشار جو امتحان منظور ہو مین موجود ہون سرشار نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ مجھ سے کیجیے رستم نے ہاتھ بڑھایا سرشار نے ہاتھ ڈالا رستم نے کہا زور کرو سرشار نے خوب زور کیے کہ چہرہ سرخ ہوگیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہون رستم نے چھنگلی ماری کہ انگلی اُسکی ٹوٹ گئی قریب تھا کہ سرشار بیہوش ہوجائے رستم نے ہاتھ تھاما سرشار قدمون پر گرا کہا ای شہریار مجھے مسلمان کیجیے کلمۂ طیبہ زبان مبارک سے رستم نے ارشاد فرمایا سرشار کلمہ زبان پر جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہوا کہا اگر حکم ہو تو مین اپنے لشکر کو لے آؤن رستم نے حکم دیا سرشار چلا عیار کا بھی حال سن لیا ہو لشکر کے افسر حیران ہو رہے تھے کہ آقا سوتے سوتے کہان غائب ہوگئے کہ سرشار آکر پہونچا سب نے حال پوچھا سرشار نے کہا یارو قدرت نمائی اسکا نام ہو کہ سو کوس سے عیار آکر پہونچا میرے عیار کو زیر کیا پھر اُسکی طراری یہ ہو کہ مجھکو گرفتار کرکے لیگیا مین نے رستم سے امتحان بھی کیا وہ مجھ پر غالب آئے مین نے اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ خدمت مین لنسترن کی جائے لی لنسترن کی موت بھی قریب ہی ہفت پیکر بدنصیب ہو طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا طلسم کشا مرحلہ جات فتح کرتا ہوا آپہونچا چند مرحلے بھی ٹوٹ چکے لشکر گران ساتھ ہو آئیگا تو گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی اور چند سردار لشکر ہائے گران لیے ہوئے آتے ہین سب اُس مقام پر جمع ہونگے سب نے عرض کی ہم حضور کے ساتھ ہین ساٹھ ہزار کو کلمہ پڑھایا بارگاہ لدوا کر خدمت رستم مین آیا بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی رستم بارگاہ مین بیٹھے سرشار دنگل شوکت پر لنسترن اپنے مقام پر بیٹھی کہہ رہی ہے کہ سرشار رستم کو لیکر آتا ہوگا کہ چند زاغ سیاہ آسمان سے آکر گرے غلطیان مار کر صورت انسان بنے سب کیفیت بیان کی لنسترن کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو طلسم کشا صاحب اقبال ہی

جو کوئی جائے سمجھ کر جائے ورنہ مین خود تکلیف کرونگی جاکر سمجھ لونگی ملکہ شفق خونخوار وزیر زادی نسترن کی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز جاتے ہی آفت برپا کرے گی دیکھنا بھالنا کیسا وہ سحر کرون کہ دریا خون کے جاری ہو جائین طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے نسترن نے کہا اے شفق تمھارا حسن آج کل زور پر ہی اور حسن طلسم کشا مشہور عالم ہی ایسا نہو کہ جاتے ہی طلسم کشا پر عاشق ہو اے شفق میرا بازو ٹوٹ جائیگا تو میرے باغ کے عجایب وغرایب کی رازدان ہی یون میرے باغ مین قدم رکھنا مشکل ہوگا دیکھنے مین چھوٹا سا باغ ہے اگر برسون کوئی گشت کرے تو مجھکو کوئی نہ پائے اگر تم مل گئین تو سب راز بتاؤ گی مجھ تک پہنچنا بھی مجھکو مشکل پڑے گی شفق نے دست بستہ عرض کی حضور میرے مقدمے مین آپ ایسا فرماتی ہین آپ تو میرے باغ مین ہو آئی ہین باغ احمر کہ گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون سے بھرا ہی ہمیشہ جوش بہار رہتا ہی آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے کوئی مردانہ پھول نہ پائیے گا مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہی مین کیا طلسم کشا پر عاشق ہونگی مشکین باندھکر لاؤنگی دیوانہ وار دشت و بیابان مین سر ٹکراتے پھرین وہ سحر ہو کہ آرام نہ لے سکین یہ کہکر اُسنے آواز دی چار سو کنیزان گلنار پوش دف و دایرے بجاتی ہوئین سامنے آئین شفق نے کہا صاحبو رنگینی سحر کی چلکر دکھانا میان سرشار مسلمان ہوے ہین اُنکو بھی دیوانہ بنانا کنیزون نے کہا واری وہ سحر کرین کہ مسلمان خون تھوک تھوک کر مرین حضور خوب جانتی ہین کہ جیسے ہمارے شعبدے ہین نسترن نے کہا اے شفق بڑی تیاری سے جاتی ہو خداوند ہفت پیکر تمھارے حال پر رحم کرین میرا دل تمھارے جانے سے دھڑکتا ہی شفق نے غصے مین منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا اُسی وقت طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ادھر سے رستم نے کوچ کیا ہی لوح دیکھتے ہوے جاتے ہین سرشار آگے بڑھا ہوا لشکر کو ارزش کرتا ہوا دو ہزار تاجدار مرکب پری پیکر پر سوار اس رنگ سے لشکر طلسم کشا جاتا ہے مگر شفق نسترن سے رخصت ہو کر جو چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری کنیزین تو سب جوان ہی تھین مزاج مین بیٹھتے ہی شفق کے چندے نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ نظم

غرض کیا ہم کو سے پھر ساقی جو وہ مہ کشن ہمین آیا	بھبھوکے لے ڈھ لئے کو دل ہرن آب آتشین آیا

فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ قیامت ہی
حیات چند روزہ پہ غرور اتنا نہ کر غافل
ابھی سے فکر کر آغاز مین انجام عقبےٰ کی
یہ رغبت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
ہمین تک اوپری دیوانگی کی یادگاری تھی
ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونون عالم ہین
لحد مین آکے دم بھر بھی نہ ہمراہی کسی نے کی
سمجھ لین گے قیامت کو نظر ہی اُسکی رحمت پر
دعا مستون کی بر آئی اُنڈیلی تو نے مے ساقی
غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہی
کمی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
یہ سچ ہی خلقت اصلی بنانے سے بگڑتی ہی

اُٹھی دل سے جو تیرا ذکر چشم سرمگین آیا
ابھی بالاے زین تھا جو وہ اب زیر زمین پایا
کہ مرغ روح اُڑ کر آشیان تک پھر نہین آیا
کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا
کہ خود صیاد آہو کی پہن کر پوستین آیا
ہمارے بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا
تمنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا
لگایا جام مے منھ سے بغل مین مہ جبین آیا
غنیمت ہی سبو تک تیرا دست نازنین آیا
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا
گریبان کو نسا دن تھا جو دامن تک نہین آیا
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی
ہوے شرمندہ حاسد منکرون کو اب یقین آیا

اُسوقت صحبت مین عجب ہنگامہ ہی شفق کے آگے آئینہ رکھا ہی جب اُسپر نگاہ ڈالتی ہے تو جھوم جاتی ہی اپنے جمال کو دیکھکر مست ہو رہی ہی قضاے کار آسمان پر ابر آیا بوندیان پڑنے لگین شفق نے کنیزون سے اشارہ کیا ارے بوندیان تو روکو کنیزون نے سحر کیا کہ بوندیان رکنے لگین شفق پر بوند نہین پڑتی اُسنے مسکرا کر کہا میری کنیزون کو یہ اختیار حاصل ہی کہ بوندیان روکدین اور مجھپر بوندیان نہ پڑنے دین کسکی مجال ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرے وہ سحر کرون کہ زمین ہلادون اگر کوئی ساحر میرے مقابلے مین آئے اُسکو دیوانہ بنادون اپنے سحر کی آپ تعریفین کرنے لگی کنیزین کہتی ہین واری بی نسترن کے سحر کا زور آپ کے باعث سے ہی شفق نے کہا صاحبو تم نہین جانتین نسترن بلاے روزگار ہی علم شعبدہ کا

تمام اُسکی ذات سے روشن ہی خداوند ہفت پیکر نے جو در بند آخر پر اُسکو مقام دیا اسی
وجہ سے کہ اگر کل مرحلے فتح ہو جائینگے باغ نسترن تک جانا دشوار ہوگا کسکی مجال ہی کہ باغ
نسترن تک جائے مجھ کو ملکہ نے اپنا راز دار کیا کل عجائب وغرائب کا اختیار دیا میرا اگر کوئی
بند سے بند جدا کرے تو حال راز نہ کہوں وہاں تک نہ پہونچاؤں کنیزیں کہ رہی ہیں آپکا
شعبدہ آپ کا علم سحر بی نسترن سے بھی زیادہ ہی اب یہاں سے جو اُٹھیے تو لشکر میں طلسم کشا
کے کوئی ایسا شعبدہ کیجیے کہ مسلمان آپس میں لڑیں ملازمانِ طلسم کشا طلسم کشا کو قتل کریں
آخر عاجز ہو کر بھاگ جائیں جنگل میں مارے مارے پھریں یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
کنیزوں نے کہا واری کسی کا لشکر آتا ہی دیکھیے کیسے نوبت نقارے بج رہے ہیں علمہائے
زنگاری نمایاں ہوئے ہاتھیوں پر علمدار سوار علموں کو جلوہ دے رہے ہیں لگیوں کا لچکنا
پھریروں کا چمکنا ایک پہلوان بعد علمداروں کے گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا آیا کنیزوں
نے کہا واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ سپہ سالار ہی دیکھیے سب کے آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ایک نے
قہقہہ مار کر کہا حضور میں نے اس شخص کو پہچانا یقین ہی کہ اسمیں فرق نہو جس پہلوان کو ملکہ نے بھیجا
تھا سرشار قوی ترکیب اور یہ خبر سنی تھی کہ مع لشکر مسلمان ہوا حقیقت میں یہ ہی پہلوان ہی
دیکھیے سامنے سے جاتا ہی شفق نے کہا اری نسترن خوب پہچانا بیشک وہی پہلوان ہی کیا
خوش خوش گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا جاتا ہی کہ پھر گرد اُڑی نوبت نقارے خوب
بجے شفق دیکھنے میں مصروف ہی مسکرا کر کہا صاحبقران طلسم کشا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھی جھک کر دیکھنے لگی پلٹنیں رسالے گذر رہے ہیں شفق کہتی جاتی ہی کہ ان لوگوں کے سر پر
موت سوار ہی میں سمجھی تھی کہ ابھی طلسم کشا صحرائے خوک سوار ان میں ہوگا لیکن ان لوگوں کو
بڑی جلدی ہی جاتے ہیں مقابلہ خداوندوں میں پہونچیں جس دن قدرت قصر عشرت سے نکلینگے
کل طلسم کی فوج ساتھ ہوگی کہ گاؤزمین بار نہ سنبھال سکیگی ان لوگوں کو مہلت نہ ملیگی اپنی
زندگی سے بیزار ہونگے اپنے مقام پر یہی کہیں گے کہ اگر تحفہ جات پائے اور لوح بھی حاصل کی
تو کیا نفع ہوا آب ودانہ نہ ملیگا غنچہ سربستہ آرزو نہ کھلیگا کنیزیں بجا و درست کہ رہی ہیں کہ شفق
نے دیکھا کئی پہلوان دریائے سلاح میں غوطہ زن صف شکن تیغ زن ایک جوان کو گھیرے ہوے

پشت پر فوج دریا موج ہی وہ جوان گھوڑے کو روکتا ہوا چمکارتا جاتا ہی گھوڑا چھم چھم کرتا ہوا
گندہ مثل ماہ نو کیے ہوے ہیکل گلے مین کلغی سر پر شفق نے کنیزون سے کہا سامنے سے
ہٹ جاؤ مین اچھی طرح دیکھ لون کنیزین سامنے سے ہٹین شفق نے بہ نگاہ غور دیکھا اُس
مرکب باد رفتار کی پشت پر ایک جوان رشک قمر خود زرین سر پر لباس بھاری پہنے ہوے خاک زین
پر گویا آفتاب طالع ہی چھوٹ حسن کی چہرۂ زیبا سے پڑ رہی ہی گرد مرکب ہالہ پڑا ہوا ہی سینہ چوڑا
خوبصورتی کی تیاری سپر و شمشیر حمائل گویا ستارۂ مشتری وہلال کا ساتھ ہی کمان کیانی بائین
ہاتھ پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہ تابان نے برج قوس مین مقام کیا کمر چیت ارادہ درست
گھوڑے کو چمکاتا ہوا صف سے نکلا گھوڑے نے شاید بدلگامی کی اُسے چمکار کر روکا گھوڑا
تھما لیکن زمین پر پاؤن نہین جما بیچین ہو رہا ہی چاہتا ہی طرارہ بھرون سبزۂ فلک کو پامال
کرون سوار شہسوار گھوڑے کو چمکار رہا ہی اب شفق نے جو جمال بیمثال اچھی طرح دیکھا کلیجے پر
چھری پھر گئی جی مین کہتی ہی یا خداوند ہفت پیکر اس جوان کو کیا تو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی
کیا رعب و دبدبہ دیا ہی ایسے صاحبان جاہ جلال نگاہ سے نہ گذرے تھے آج تو نے تماشہ
اپنی قدرت کا دکھایا لشکر چونکہ روا روی مین جاتا تھا چند ساعت اُس مقام پر بھی ٹھہر ٹھہر
روانہ ہو گیا لیکن شفق خونخوار نے جو جمال بے مثال بخوبی دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا کلیجہ منھ
کو آگیا چاہا ضبط کرون نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ
عشق سے ٹوٹا آہ کرکے گری بیہوش ہو گئی کنیزین گھبرائین بالین پر آئین کسی نے گلاب
کیوڑہ چھڑکا کسی نے چھوئی مٹی کے ڈھیلے پر پانی ڈالکر برابر دماغ کے لگا دیا کوئی تلوے
سہلاتی ہی کوئی گھبراتی ہی بلائین لیتی ہی پکارتی ہی حضور آنکھین کھولیے مزاج مبارک کیسا ہی
جب کنیزون نے بہت تلوے سہلائے تو ملکہ نے آنکھین کھولین طرف صحرا کے دیکھنے لگین
اُس شخص کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزون نے حیران پریشان ہو کر پوچھا حضور کیا دیکھ رہی ہین
وہ لشکر جاتا تھا نکل گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو کیا حال بیان کرون تیر
مژگان کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے کلیجے پر پڑے خاص دل زخمی ہوا عجیب کیفیت ہی **نظم**

پہلے ہی قسمت کی ٹھہرا دی ہو ٹھہرا دیکھیے کیا		وہ نہ مانین گے احبا انکو سمجھا دیکھیے کیا

واے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر
کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمانے لگے کیا

دیکھ لی تاثیر اُنکی بھی فراق یار مین
نالے خود شرمندہ ہین منہ تک مرے آنے لگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھینچا نہین ہی پاؤن پھیلانے لگے کیا

کب توقع ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پچھتانے لگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہون ہین پھول مرجھانے لگے کیا

سر بہ کف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچکر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکانے لگے کیا

کس طرح بہلائینگے مجھکو نہین آتا یقین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجانے لگے کیا

یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم
عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسانے لگے کیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سنے عرض کی واری کنیزین اس مطلب کو نہین سمجھین کیا ارشاد ہوا کہا اب مجھکو میرے باغ مین لیچلو کنیزون نے شفق خونخوار کو اُٹھایا جب دس قدم چلتی ہین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی ہین صاحبو مجھکو کہان لیے جاتی ہو مین تو اُسی کوہ ویران پر عمر بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور باغ مین چلیے وہان دل بہلائیے کیا دشمنون کو سایہ ہوگیا شاید کسی پریزاد کا گذر ہوا کچھ سناٹا ہوا تھا کوئی دیو یا جن اودھر سے گذرا ملکہ جواب دیتی ہین موت میری قریب ہی اسوجہ سے یہ حال ہی کنیزین سمجھاتی ہوئین باغ مین لائین باغ شفق کا نہایت آراستہ و پیراستہ ہی عندلیبان خوش نوا کو جو قریب پھولون کے بیٹھے دیکھا زیادہ رشک ہوا کہا ناحق کو یہ نالان و زار ہین پہلو مین پھول کے پھول پھول کے بیٹھتی ہین اسیر گریبان ہین بڑی بے ادب ہین کنیزون کو اشارہ کیا عندلیبان خوش نوا کو باغ سے نکالدو کنیزون نے عندلیبون کو اڑا دیا نخلستان پر جو نگاہ پڑی قد رستم کی یاد آئی آخر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر گرین کنیزون کو باہر نکال دیا تنہائی مین دل کا ملال نکالنے لگین رونا شروع کیا پکارتی تھین

نظم

اے باد صبا سوے دل آرام
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
جس دن سے ہوئی تری جدائی

دیوانے پہ تیرے آفت آئی
آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین

گھربار تمام مجھ سے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
جی مین ہی جائین نجد کے بن مین

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
اور کبھی دیکھ کر سوے فلک
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈال کے خاک

اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی
ہم ہین یا غم سر ہے کیا کیجے
چشم تر صرف اشکباری ہی
موت بھی ہوگئی خفا مجھسے

میرا دلبر چھُڑا لیا مجھ سے
چار پاے پلنگ کے مجھکو
کون ہی کس سے حال دل کہیے
شام سے صبح صبح سے تا شام
کیا ہوا جرم اے خدا مجھسے

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
چار پاے درندہ ہین اب تو
رات دن شغل آہ و زاری ہی
گیسو و رخ کی یاد سے ہی کام

ملکہ تو اس حال زار مین پڑی رورہی ہین مگر احمر گلگون پوش ایک سہیلی اسکی جو پھرتی پھراتی آئی دیکھا سب کنیزین صحنچون مین بیٹھی رورہی ہین اُسنے پوچھا ارے صاحبو ملکہ کے پاس کون ہو کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ ہم سب سے بیزار ہین بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین، ہم سب کو نکالدیا فرمایا کہ میرے پاس سے جاؤ ہم لوگ چلے آئے گوش بر آواز ہین کسی کو نہین پکارا کچھ شکوۂ فلکی کررہی ہین احمر نے کہا اری کمبختو غضب کیا مالک کو اکیلا چھوڑا کنیزون نے سر جھکالیا احمر ٹہلتی ہوئی قریب پردے کے آئی ہچکیون کی آواز کان مین آئی گھبرا کر پردہ اُٹھایا اندر آکر دیکھا آنکھین سوجی ہوئین چہرہ سُرخ ہورہا ہی روتے روتے جل تھل بھر دیے ہین احمر بڑھی ملکہ نے دولائی اوڑھ لی اپنے کو چھپر کھٹ پر گرادیا احمر نے قریب آکر بلائین لین عرض کی مین صدقے ہین قربان کس حال مین حضور کو پاتی ہون ملکہ نے کہا اے غمخوار و وفادار ہمارا وقت اجل قریب آیا آج کی رات ہم پر نہ کٹے گی یہ شب ہجر کیونکر گذریگی دیکھو روشنی ہی مگر اندھیرا معلوم ہوتا ہی دیدۂ قلب اشک خون روتا ہی احمر نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی وادی خدا نکرے خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کی وجہ سے ہماری لیاقت ہی اگر خدانخواستہ حضور کے دشمن ہون تو ہمکو کون پوچھے جو تردد ہو ہمسے بیان کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہین کہ جو حضور کا کام ہو بجا لائین خدا جھوٹ نہ بلوائے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہین دل حضور کا اُلجھا شفق نے منھ اپنا میٹ لیا اور کہا اے احمر کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہوا کہ انتہا کا پیس وپیش ہوا دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جی چاہتا ہی دشت نجد مین جاؤن قبر مجنون پر بیٹھ کر گریہ وزاری کرون دل کو آرام نہین اے احمر گلگون پوش مین نے طلسم کشا کو دیکھا جوان رعنا سیج دھج مین نرالا جری بہادر السا صف شکن تیغ زن کہ سرشار قوی ترکیب اتنا بڑا پہلوان اُسکو زیر کرلیا وقائع دیکھو کیسے کیسے پہلوان

مارے کچھ زیر کیے اُن کے لشکر کے ساتھ وہ سب ہین اُنکو دیکھکر بہادرون کے ہوش اُڑے ہین کہ اُنکو کیونکر زیر کیا ہوگا جیسے میری نگاہ اُنپر پڑی جان ہونٹون پر آگئی زندگی سے بیزار ہون مگر ای احمر نہایت مجبور و ناچار ہون کیونکر جان دون اس کشاکش سے اپنے کو چھڑاؤن مگر بن نہین پڑتا نسترن نے بروقت چلنے کے بھی طعن کی تھی کہ جاکر عاشق ہو جانا جمال طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہے اب مین اُنکو کیا جواب دونگی کیونکر مُنھ دکھاؤنگی اُنکے ملنے کی تدبیر کرون تب شاید بن پڑے احمر نے عرض کی واری جو اپنی جان ہے تو جہان ہے مین جاکر طلسم کشا کو بلالاؤن سرکار سے لاکر ملاؤن شفق نے کہا ای احمر کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون اُسنے کہا مین جاکر تقریب کرتی ہون وہ مرد ہین اُنکو آنا آسان ہوگا آپکو کیا مشکل ہے مین کچھ فقرہ دیکر بلاؤنگی ملکہ کے آنسو تھم گئے باتون مین طلسم کشا کی مصروف ہین کہتی ہین ای میری پیاری کوئی بات معقول نکالو رنگ سے ملاقات ہو احمر نے کہا مین اب رخصت ہوتی ہون خدمت رستم مین جاتی ہون کسی طور سے ملاقات کرونگی سمجھ کے ذکر کرونگی شفق نے ناچار ہو کر کہا ہو اتمکو اختیار ہے جو مناسب جانو وہ کرو احمر گلگون پوش ایک طاؤس پر سوار ہو کے چلی یہان طلسم کشا منزل کو طی کر کے صحرای دلکشا مین آکر مع لشکر اُترے بارگاہ استاد ہوئی رفقا آکر بیٹھے ذکر ہونے لگے رستم نے فرمایا آج کی منزل مین نیا معرکہ گذرا جب برابر کوہ گلگون کے مین ہیو نچا مرکب نہ چلتا تھا ایک خوشبو دماغ مین آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سر اُٹھا کے جو دیکھا پہاڑ پر معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین پری وش بلکہ مہوش سامنے کھڑی تھی مجھکو بہ حیرت دیکھ رہی تھی سردارون نے عرض کی جو بتہ حضور نے بتایا یہ نشان شفق خونخوار کا ہے وزیرزادی ملکہ نسترن کی علم نیرنج و شعبدہ مین طاق حسن مین شہرہ آفاق شاید حضور نے اُسے دیکھا ہو شاید باغ نسترن قریب رہا سحر کرنے آئی ہو تو کیا عجب ہے حضور بالکل نشان شفق کا دے رہے ہین وہ ہی آئی ہوگی اب باغ نسترن قریب ہے بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا رستم نے فرمایا کیا معرکہ ہے سرشار دوڑا ہوا آیا کہا ملازمان حضور آپس مین لڑ رہے ہین بلکہ کئی سو جوان کشتہ ہو کر گرے رستم نے فرمایا کسی نے سحر کیا ہوگا یہ فرما کر نکلے اُس مقام پر آئے دیکھا پلٹنین رسالے

تیار ہو رہے ہین رستم نے فرمایا خبردار کوئی تیار نہو رستم کو دیکھکر پلٹنین رسالے رُکے مگر فسرون نے بڑھ کر عرض کی حضور ایک ہوائے سرد آئی بدن مین جو ہم لوگون کے لگی آپس مین لڑنے لگے حضور کو دیکھکر وہ ارادہ نابود ہوا لوح طلسمی پر جو نگاہ پڑی ہوش آ گئے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے اک کوہ ہی اُس پر آگ لگی ہوئی ہی رستم تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیکر اُس طرف چلے جب قریب کوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ پر آگ جل رہی ہی رستم گھاٹیان طی کرکے پہاڑ پر آئے دیکھا نخل کے سائے مین ایک نازنین سرنگون بیٹھی ہی رستم کو دیکھکر سلام کیا رستم نے جواب دیکر پوچھا ای مہ جبین تو یہان کیون بیٹھی ہی یہ سنتے ہی اُسنے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار شکر کرتی ہون کہ جو مین نے شعبدہ کیا اُس کا انجام بہتر ہوا یہ کنیز کے سحر کی تاثیر تھی لشکر مین حضور کے تہلکہ ہوا حضور کو خبر ہو گئی حضور تشریف لائے مین سرفراز ہوئی ایک تکلیف حضور کو اور دونگی مین ملکہ شفق خونخوار کی بیاری بھجولی ہون ملکہ کا حضور کے فراق مین عجب حال ہی وعدہ کرکے آئی تھی کہ حضور کو لیکر آؤنگی شکر کرتی ہون کہ حضور میرے پاس آ گئے مین نے کیفیت حضور سے عرض کی اب رحم فرمانا اور کنیز کے ساتھ چلنا حضور کی بندہ نوازی اور ذرہ پروری پر منحصر ہی کنیز کی آبرو بڑھیگی اور حضور کے بھی مطلب حاصل ہونگے کہ آپکا داخلہ باغ مین نسترن کے ہوگا ملکہ ہماری راز و نیاز باغ ملکہ سے بخوبی آگاہ ہین وقت پر رہبری کرینگی تکلیف سرکار کو نہ پہونچیگی باغ نسترن مین داخل ہو جائیےگا رستم نے فرمایا کہ ای نازنین تیری باتون نے دل پر تاثیر کی تو نے عجب طرح کی تقریر کی مین تیرے ہمراہ چلون یا عیار کو روانہ کرون پہلے عیار میرا ہو آئے احمر نے کہا بہت مناسب ہی رستم نے آکر سمک سے فرمایا ای سمک یلداقی تم ساتھ اس نازنین کے جاؤ باغ مین ملکہ شفق کے دیکھ آؤ کہ کوئی دشمن تو ہمارا وہان نہین ہی پھر ہم بھی چلین سمک پہاڑ پر پہونچا احمر سے ملاقات کی احمر نے نیچے مین سمک کو دبایا اور پیچلی لاکر گوشہ باغ مین اُتارا کہا مین جاکر ملکہ کو چبوترے پر باغ کے بٹھاتی ہون تمھارے آنے کا طریقہ دیکھون کیونکر صحبت مین آؤگے ای سمک بہ عیاری آؤ تب اپنے کو ظاہر کرو سمک نے کہا مین اسطرح حاضر ہونگا کہ آپ بھی نہ پہچانینگی احمر نے آکر ملکہ کو اُٹھایا کہا واری مین رستم سے وعدہ لے آئی تشریف لاتے ہونگے آپ چلکر چبوترے پر تشریف رکھیے

ملکہ روتی ہوئین پلنگ سے اُٹھین چبوترے پر آکر بیٹھین گائنین آکر جمع ہوئین ایک گائن خوش آواز فوراً سامنے ملکہ کے آکر بیٹھی احمر کو تردد ہو کہ عیار اس صحبت مین کیونکر آئیگا گائن نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

نہین شکوہ جدا ہو گو کہ ہر پارہ مرے دل کا
کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہِ شمشیر رکھتا ہے
فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی
کہا دل نے یہ کیا کہتے ہو منھ دیکھا ہو قاتل کا

یہ کسکے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل
کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا

وہ لذت تھی دہان زخم مین میرے کہ خون بنکر
ٹپکتا ہو لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

اُٹھاتے ہین مگر کہتے نہین جو کچھ گذرتی ہو
دہان زخم مین بھی ضبط ہو شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونون مشکل ہین
ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہو قاتل کا

بدل کر قافیہ لکھ وہ غزل اب کے نسیم ایسی
کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا

وہ گائن گاتے گاتے اُٹھی ملکہ کا دل اشعار عاشقانہ پر لگا ہوا تھا پوچھا کیون گلعذار کہان چلین کہا لونڈی رفع حاجت کر کے حاضر ہوتی ہو یہان سمک مشتاق بیٹھا ہو کہ وہ گائن آکر چمن مین بیٹھی سمک نے اُٹھکر حباب مارا بیہوش کر کے اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر چمکتا ہوا محفل مین آیا جھک کر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور اسوقت جو یہ لونڈی آپ کے سامنے گائی سامری و جمشید کو گانا پسند آیا چمن مین گئی تو دیکھا کہ قدرت کھڑے ہین اک طائر کی شکل پر ہین مجھ سے فرمایا کہ ہمنے تجھکو حاکم علم موسیقی کا کیا جا کے گا اب حضور میرا گانا سنین کہ کیسا ہو احمر سے متوجہ ہو کر کہا بی احمر سماعت فرمایئے احمر نے کہا اے گلعذار مین سُن رہی تھی تم گانا شروع کرو سمک نے احمر سے آنکھین ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

عجب تیر نگہ مین کچھ اثر ہے
نہ پر مین دل نہ سینے مین جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
نہ بازو ہو نہ گردن ہو نہ سر ہے

تمھین کیا ہم پہ جو گذری سو گذری / حساب ای جان ہمارا حشر پر ہی
لگی تو شمع ساں اک شعلہ رو کی / بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہی
غرض مطلق نہین مجکو کسی سے / نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہی

اس رنگ مین یہ غزل سماک نے گائی کہ احمر نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای گلعذار
حقیقت مین تو سامری و جمشید کی نظر کردہ ہوئی کس رنگ مین تو نے یہ اشعار گائے
کہ دل ٹکڑے کر دیا سماک نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اک بات کان مین سن لیجیے احمر نے سر
جھکایا سماک نے کہا معاف کیجیے گا مین آپکا غلام ہون احمر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا
سماک کب طمانچہ کھاتے ہین سر جھکا لیا ہاتھ احمر کا خالی گیا زمین پر پڑا احمر نے کہا نگوڑے
میرے ہاتھ مین چوٹ لگی مگر صورت اصلی دکھا سماک نے فورا رنگ و روغن پونچھا صورت
اصلی دکھائی احمر سماک کے گانے پر عاشق ہوئی ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی
حضور یہ عیار رستم کا موجود ہی اس مکار کا مکر آپ نے دیکھا رگ و ریشے مین اسکے مکر بھرا ہی یہ خواجہ
کے صاحبزادے ہین سماک نے جھک کر سلام کیا شفق نے کہا ای احمر میری گلعذار کہان ہی
سماک نے دست بستہ عرض کی چمن مین برہنہ پڑی ہی اٹھوا منگائیے کئی کنیزین گئین گلعذار کو
لیکر آئین گلعذار صحبت مین بیٹھی اب سماک سے ملکہ نے کہا کیون صاحب تمنے دیکھ لیا کہ
یہان کوئی مکر و حیلہ نہین ہی اگر حکم دین مین خود آؤن سماک نے کہا آپ تکلیف نہ فرمائیے
مین رستم کو لے آؤنگا مین نے مجلس کو دیکھ لیا کوئی مقام فتور نہین ہی حضور ہزار طرح کا خیال
ہی مرحلہ باغ نسترن باقی ہی خوف ہی کہ لوح پر کوئی افتاد نہ پڑے تحفہ جات کس مشکل سے ملے
اسی خیال سے شہریار نے مجھے بھیجا کہ جا کے محفل کو دیکھ آؤ مین نے صحبت کو سمجھ لیا احمر
نے کہا میان شاطر صاحب تم کلید عقل طلسم کشا ہو جسطرح سے بنے طلسم کشا کو لاؤ سماک ملکہ سے
رخصت ہوا باغ سے نکل کے راستہ طے کیا خدمت رستم مین آیا عرض کی ای شہریار آپ کی
اقبالمندی ہر مقام پر ظہور دکھاتی ہے نسترن کی وزیرزادی بلکہ کلید عقل جو کہے وہی ہو
وہ حضور پر عاشق ہوئی ہی اب حضور غلام کے ساتھ چلین مین وعدہ کرکے آیا ہون
ظاہر مین تو محفل پاک و صاف ہے باطن کا حال خدا جانے حضور وزیرزادی کی

جا ہیتی ہجوی غلام کے گانے پر توجہ کرتی ہی اُس سے مین وعدہ کر کے آیا ہون حضور ضرور
چلین رستم مسلح ہوے سرشار قوی ترکیب نے عرض کی حضور سارا لشکر بھی ساتھ چلے
ہم لوگ بیرون باغ اُترین رستم نے فرمایا ابھی آپ لوگون کا کام نہین ہی سرشار خاموش
ہو رہا رستم مرکب پر سوار ہوے ساتھ سماک کو لیا طرف باغ شفق کے چلے کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی
خار باغون کے بیچ آتا ہی سماک اُس سے اپنے کو بچاتا ہی یہان باغ مین ملکہ شفق بیقرار
ہو رہی ہی اور احمر در باغ پر آکر ٹھہری انتظار کر رہی ہی مگر رستم و سماک جو چلے باغ سے
شفق کے تین کوس پر قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ سرخ پوشان کہتے ہین باغ شفق کا بیرون
قلعہ ہی سرخ پوش جادو پدر ملکہ شفق قلعے کا حاکم ہی نسیم خواجہ سرا کسی کار ضروری کو باغ
مین آتا تھا راہ مین جو رستم کو دیکھا ایک گوشے مین چھپ گیا جب رستم آگے بڑھے
تو پیچھے پیچھے خواجہ سرا بھی چلا مگر چھپتا ہوا آتا ہی دل سے کہتا ہی یہ جوان کون ہی کہ باغ مین
ملکہ کے جاتا ہی اچھی طرح دیکھ تو لون پھر چل کر ملک سرخ پوشان سے اطلاع کرون اب
شفق کا یہ کلیجہ ہوا کہ مرد دل کو باغ مین بلاتی ہی جب رستم قریب باغ پہونچے احمر گلگون پوش
دروازے سے باہر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ذرا جلد تشریف لائیے شفق
کا عجب حال ہی بہت سے مرحلہ جات پر آپ نے گذر کیا اور ساحرون کو مارا لیکن باغ نسترن
مین جانا دشوار تھا اب ہماری ملکہ آپ کو پہونچا دیگی رستم نے کہا ای نازنین ہم کسی کی مدد
نہین چاہتے ہم باغ نسترن مین چلے جائینگے اگر جا کر نسترن کو نہ مارا تو نام اپنا رستم نہ پایا
نسیم ان باتون کو سنکر سمجھ گیا کہ یہ نوجوان طلسم کشا جرائت مین یکتا ہی ادھر رستم داخل باغ
ہوے گھوڑے سے اُترے احمر گلگون پوش لیکر رستم کو چلی اُدھر نسیم خواجہ سرا یہ حال
دیکھ کر طرف قلعے کے چلا خدمت مین ملک سرخ پوش کی آیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ
آج وہ معاملہ دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا صاحبزادی نے آپ کی طلسم کشا کو بلوایا باغ مین
صحبت آراستہ ہی چھچھے اور قہقہے ہو رہے ہین ملک سرخ پوش یہ خبر سنکر زرد ہو گیا
کہا ای نسیم خبردار صاف صاف بیان کرنا کچھ کمی زیادتی نہو اگر ذرا بھی خلاف ہوا تو
پہلے تمکو قتل کرونگا اور اُسکی تو آج قضا آئی ہے اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا

و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے نسیم نے عرض کی غلام نے تو
آنکھون سے دیکھا کہ بی احمر برائے استقبال دروازے پر حاضر تھین بہ اعزاز و اکرام باغ
مین لے گئین سُرخ پوش اُٹھا اسباب سحر جسم پر آراستہ کرنے لگا کہتا جاتا ہو کہ اُس
بدنصیب کو سب کچھ سکھایا اب اسوقت برابری کریگی کیونکر اُسکے سحر کو دفع کرونگا سب
کچھ بتا دیا لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا ای نسیم چلو چل کے آنکھون سے
دیکھو کہ مین کیا کرتا ہون نسیم نے کہا حضور میرا گذر کیونکر ہو گا آپکے اور اُسکے سحر جلین گے
کس کی مجال ہو کہ اُس ہنگامے کو دیکھ سکے سُرخ پوش نے کہا ہم تمھاری حفاظت کرینگے
تمھارا خیال رکھینگے تم پر کوئی زوال نہ آنے پائیگا بہت خوب کہکے خواجہ سرا تو پیدل چلا
اور سرخ پوش نے ہکہ مارا کہ بازو دُن پر پیدا ہوے ادھر سے تو یہ اُڑتا ہوا جاتا ہی مگر
احمر رستم کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین پہونچی دیکھا شفق خونخوار مثل مردے کے
زمین پر پڑی ہی کنیزین تلوے سہلا رہی ہین احمر نے بڑھکر سر ملکہ کا اُٹھا کر گود مین رکھا
پکار کر آواز دی واری آنکھین کھولیے ملکہ نے بعد عرصۂ دراز کے آنکھ کھول کر کہا کہ ای رفیق
شفیق ہمکو کیون حیران کرتی ہو آنکھین کھولنے سے کیا فائدہ آنکھین اب بند ہین تصور
اُس محبوب مرغوب کا دل نشین ہی تو چاہیے ہی کہ اب تصور ہی مین صورت زیبا دیکھون
احمر نے کان مین عرض کی حضور علمشاہ تشریف لائے ہین آنکھ تو کھولیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا ای احمر ہماری ایسی تقدیر نہین ہی کہ وہ شہریار مسیحائے زمان بالین پر اپنے بیمار کے
آئے مشتاق کو صورت زیبا دکھائے احمر نے ملکہ شفق خونخوار کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ واری
مین اسی سر اقدس کی قسم کھاتی ہون کنیز بہلانے کو نہین کہتی اصل مین تشریف لائے ہین
اُٹھیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے جس حال مین حضور ہین اسی ملال ہین اُنکو بھی دیکھا اُنکو ہم
تسکین دی آپ کا نام سنتے ہی چلے آئے حضور کو ابتک ہمارے کہنے کا یقین نہین آتا
آنکھین کھولکر دیکھ لیجیے جب بہ منت و خوشامد قسم کھا کر احمر نے کہا تب شفق نے آنکھین
کھولین دیکھا مسیحائے زمان بالین پر کھڑے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سنبھل کر اُٹھ بیٹھین
محجوب ہو کر سر جھکا لیا احمر نے رستم کو بٹھایا رستم نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا

ملکہ کیسا مزاج ہے ہم تمہارے دیکھنے کو آئے ہین ملکہ دل مین باغ باغ ہوگئین کہ زہے نصیب یہ میری دل دہی کرتے ہین کہا اے شہریار بہت اچھی ہون خدا آپ کو سلامت رکھے تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہین بجاے راہبری راہزن ہین اسطرح بلا تکلف ہر مقام پر تشریف لیجایا کیجیے رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسی وجہ سے مین نے پہلے عیار کو بھیجا تھا کہ وہ آکر دشمنون کو دیکھ لیگا اُسنے دیکھا تمھاری صحبت مین کوئی درانداز نہین ہے آفت آسمانی کو کوئی نہین جانتا شفق نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جو حکم ہو بجا لاؤن شفق نے گائنون کو اشارہ کیا گائنون نے ساز ملائے گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

تو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا
دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا

بستر مین نے خس و خاک سے آنسو پونچھے
اُڑکے جو چہرے پہ آیا اُسے دامن سمجھا

وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا
آب شبنم عرق چہرہ گلشن سمجھا

منھ چھپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا
مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا وہ ظالم
آئنہ پھینکدیا ہاتھ مین ناگن سمجھا

مدتون خون نے مرے پرورش خنجر کی
ہاے اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

جابجا خون کے دھبے جو نظر آئے نسیم
گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا

رستم نے سر ملکہ سینے سے لگایا زبان تسکین کھولی احمر نے رستم سے اشارہ کیا اپنے عیار کو گوائیے رستم نے کہا اے سمک چند اشعار تم بھی گاؤ سمک نے عرض کی حضور تو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین ہمارا معشوق علیحدہ ہے اگر وہ ہم سے کہین تو البتہ گائین احمر نے اشارہ کیا کہ او ظالم پہلے بے ہمارے کہے تو نے ایسے طور سے گایا کہ دل بھر آیا اب اشتیاق دلاتا ہے اگر ہوسکے چند اشعار گا سمک نے سینے پر ہاتھ رکھا کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی یہ سنانین دل کے پار ہوتی ہین ان سے کہو کہ سرکشی نہ کرین اور مین تو تابعدار ہون فرزند خواجہ عمرو ہون جو حکم دو بجا لاؤن احمر نے شرما کر سر جھکا لیا سمک نے بایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اب تو احمر گلگون پوش نے اشارہ کیا سمک نے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

کچھ خون مین تر تیر نظر تھا کہ نہین تھا ۔ کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا

دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین ۔ کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا

دو بوسے تو دیتے جو نہو سکتے تھے دو چار ۔ آخر تمھین کچھ مد نظر تھا کہ نہین تھا

اسقدر جو ستم عاشق بیچارہ پہ ایجان ۔ کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا

کیون دیکھ لیا جاکے ہوئی اب تو تسلی ۔ بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا

لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کیسے ۔ بیہودہ جگہ تیر دو سر تھا کہ نہین تھا

بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ تسلیم آپ ۔ آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا

سماک نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ احمر گلگون بو قمش بے خنجر ذبح ہو گئی تعریفین کر رہی ہی ملکہ شفق محجوب شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ اگر باپ کو خبر ہو جائے تو کیا آفت برپا ہو مین اُن سے کب مقابلہ کر سکتی ہون کیسا ساحر زبردست ہفت پیکر کی خدمت مین برسون حاضر رہا ہفت پیکر اُسکو کیسا عزیز رکھتا ہی کہ خود سحر ایجاد کیے اور باپ کو میرے تعلیم کر دیے مین کیا جواب دونگی ای شفق غضب کیا دست محبت نے دامن نہ چھوڑا اسی جوش مین بلوالیا اب کیا کرون لنترن کے قتل کی تدبیر ہو اتنے مین سماک نے کہا ای ملکہ شفق تم کچھ بات نہین کرتی ہو داخلۂ باغ لنترن کی کیا صورت ہی شفق نے سر جھکا کر کہا ای جہتر والا گو ہر باغ لنترن عجائب و غرائب سے معمور ہی مین خود ساتھ چلونگی اُسکا باغ مثل طلسم کے ہی جب جانے والا قدم رکھے تو ہزارون بلائین نازل ہوتی ہین ہر چند کہ رستم پیلتن طلسم کشا ہین جرأت و شوکت مین یکتا لیکن خوف کی یہ صورتین رکھی ہین کہ اگر رستم ہو تو کلیجہ آب ہو جائے خوف سے بیتاب ہو جائے مگر مناسب یہ ہی کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائین جناب الگ ہو اور ملاحظۂ لوح مین فرق نہ آئے تب باغ لنترن مین جا سکتے ہی لاکھون ساحر ہر گوشے مین مخفی ہی آپ کی جرأت کے کارنامے مشہور ہین کس جرأت سے تحفہ جات حاصل کیے لوح کو کس محنت سے لیا ہی شہریار جسدن ہفت پیکر فوج لیکر قصر عشرت سے نکلے گا گاؤ زمین باد نہ سنبھال سکیگی اسقدر فوج ساتھ ہوگی اُسوقت جرأت کا کام ہی

سب ساحر چھپے ہوے ہین طلسم باطن کو اُسنے سحر سے مملو کیا ہی ہر چند کہ تحفہ جات
آپ کے پاس موجود ہین مگر اُن سے ہوشیاری دشوار ہوگی کوئی ساحر ایسا اُسکے ساتھ
نہین ہی کہ رگ و ریشے اُسکے سحر سے نہ معمور ہون لیکن اُسوقت حضور کا کام لوح کا ملاحظہ
کرنا ہی کنیز کی جانبازی بھی اُسوقت کھلیگی کہ چہار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہوگا رفیق
کوئی قریب نہ آسکیگا سب دور دور ہونگے وہ جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے ہوگی اُسوقت
کنیز کی جانبازی لائق ملاحظہ ہوگی رستم کہ رہے ہین ملکہ عالم میرے ساتھ بھی ساحران
چیدہ و منتخب ہین جو مضمون کہ تمنے بیان کیے ہین اسی کیفیت کی خبر دیتے ہین انشاء اللہ
ہماری جرأت کا حال دیکھ لینا تمھین انصاف نہ کرنا رستم سے اور شفق سے یہ باتین ہو رہی
ہین سماک احمر سے علٰحدہ باتین کر رہا ہی کبھی بیقرار ہوکر گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی
ای ماہ تابان وای مہر درخشان میری جان تم پر نثار ہو احمر کہتی ہی ای چھترو الا گوہر ابھی بڑی
بڑی آفت جھیلنا ہی جان پر کھیلنا ہی کنیزین مثل صورت تصویر خاموش بیٹھی ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ جسوقت باپ انکا خبر سنیگا قیامت برپا کریگا ہم لوگون کی جان پر آفت آئیگی
ایک کنیز کہتی ہی کہ ہمنے تو مذہب خدای نادیدہ کا اختیار کیا وہی مدد کریگا اُس ظالم سے
جان بچائیگا لیکن ہم لوگ بھاگ کر کہان جائین اہل و عیال دار مجبور و ناچار خدمت سے انکی
کیونکر جدا ہون بچین سے تو انھین کے ساتھ رہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
آواز مہیب آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تونے اپنے باغ مین باغی کو جگہ دی دیکھ
تو تیرا کیا حال کرتا ہون بوٹیان کاٹ کر تیری زاغ و زغن کو کھلاؤنگا کیونکر جان بچے گی
شفق خونخوار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سُرخ پوش بہ قہر و غضب غل مچاتا ہوا آتا ہی آتے ہی
زمین پر گرا زمین باغ کی ہل گئی شفق بھی اپنے مقام سے اُٹھی سحر کرنے لگی لیکن سرخ پوش
ہر سحر کو اُسکے دفع کر دیتا ہی رنگ سحر نہین جمنے دیتا شفق نے پکار کر آواز دی ای باغ مراد
یہ ظالم مجھکو قتل کیا چاہتا ہی سب غنچہ و گل خاموش ہین ای عندلیبان خوشنوا تم بھی
زمزمہ سرائی نہین کرتین آشیانون مین چھپی بیٹھی ہو شفق نے جو غصے سے کلمے کہے عندلیبان
خوشنوا اپنے آشیانون سے منقارین کھول کر نکلین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے
تمہاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے

تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو
کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے

مین جان دینے لگا یار پر تو دل بولا
ٹھہریے پہلے تصدق غلام ہوتا ہے

گذر ہو صبح کا غم خانے تک مگر کیونکر
بلاؤن کا شب ہجر اژدحام ہوتا ہے

مٹا دے قرب نہ کیون داغ دل گیسو کا
غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے

جمال یار کا نظارہ کرتی کیونکر آنکھ
وہ منھ چھپانے کو ہین دن تمام ہوتا ہے

خود آپ مین نہین آسکتے ہم بلا کے انھین
یہ شوق تخلیے کا انتظام ہوتا ہے

یہ سرد ہو کہین بازار فتنۂ فردا
وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے

فراق مین مجھے ساقی کے دیکھکر روتے
کبھی آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہے

گرادے راہ مین خط گو لکھا مقدر کا
ہمیشہ نامہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے

قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل مین
درود خضر علیہ السلام ہوتا ہے

وہ جیسے خوب ہین مجھے شاعر نہین سمجھے مت
مرے کلام مین بھی کچھ کلام ہوتا ہے

نگاہ ناز سے دل کی کہی نہین جاتی
ادا انھین سے کچھ انکا پیام ہوتا ہے

یہ مشکل آتی ہے لب تک بھی جان زار اپنی
اجل سے جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے

زہے نصیب جو کھا جائے جان بھی غم دوست
جگر تو اب کوئی دم مین تمام ہوتا ہے

سمجھ کے پوچھین وہ عاشق سے وجہ خاموشی
زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے

نکالنے جو لگین دل کی حسرتین تو جلال
ابھی تو وصل مین بلوائے عام ہوتا ہے

عندلیبان خوش نوا نے جو یہ اشعار سرخ پوش سے متوجہ ہو کے گائے اور سرخ پوش نے متوجہ ہو کر سنے بھر آگیا پیشانی پر پسینہ آگیا چہرہ سرخ آنکھین ابل آئین پکار کر کہا کہ ای خداوند ہفت پیکر بچائیے اک برق چمک کر گری کہ عندلیبان خوش نوا کے سر اڑ گئے سائے مین ہر درخت کے خون کا تھالا پرون کے انبار یہ فعل کر کے سرخ پوش نے ایک دستک دی کہ رنگ پھولون کا روشن ہو گیا رنگ روے نرگس تمتما گیا آنکھون پر نشہ معلوم ہوتا ہے سنبل نے اپنے بال کھول دیے سرو لب جو چاہتا ہے ہمراہ رکاب شاہد گل خرامان ہون شاہدان چمن سبز پوش

سحر کا سرخ پوش کے جوش لالہ نے چراغ اپنا روشن کیا سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ زبان کھولوں کچھ تو منھ سے بولوں معلوم ہوا باغبان قضا وقدر مانع ہی جھونکے ہوائے سرد کے چلنے لگے نہروں کے پانی نے جوش مارا موجہاے آب نایاب شمشیر بران حباب چشم معشوق جھوشان سارا باغ باغ باغ مگر ہوائے سرد نے لالے کے چراغ کو جھلملا دیا گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ مین حاضر ہوں سرخ پوش نے جھلا کر کہا ارے کیا تو مر گئی تھی اب زندہ ہوئی آنے کو تجھے کون منع کرتا ہی دیکھ مدعی میرا جیتا ہی نہ مرتا ہی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن رشک چمن نازک بدن روکش گل یاسمن بیچ مین زلفوں کے چہرہ گویا سانپ کا من خرامان خرامان ٹہلتی ہوئی آتی ہی طرف شفق خونخوار کے متوجہ ہوئی پکار کر آواز دی کیوں ہمشیرہ باب پر یہ غصہ چلو تمھین بہار باغ نے بلایا ہی بغیر تمھارے باغ مین سناٹا ہی عندلیبان خوشنوا کو تمنے قتل کرایا یہ خون تمھاری گردن پر رہا اسکا کیا انجام ہوگا دیکھو پی گلچہرہ نے یہ اشعار نظم کیے ہین ذرا انکو تو سن لو

نظم

سنتا رہا جو حال دل پاش پاش پر ‏ — ‏ کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر

ناخن کہین کسیکا لگا تھا شب وصال ‏ — ‏ کٹتا رہا یہان تو گلا اُس خراش پر

تجھسا صنم تراش کے کافر کیا ہمین ‏ — ‏ پتھر پڑے تجھے ہاے یہ کیا بت تراش پر

پہونچے وہین خیال مین بھی جسکے تم ہوے ‏ — ‏ دل تک مٹا ہوا ہی اس اپنی تلاش پر

بہتر ہین عیش خلد سے مجھکو یہان کے رنج ‏ — ‏ مرتا ہون کوے یار کی مین بودوباش پر

لیتی ہی دل مین حسرت پرواز چٹکیان ‏ — ‏ رکھا قفس مین کاٹ کے صیاد کاش پر

سو غم ہین یار کے مرے اک دل مین میہمان ‏ — ‏ کیا حوصلہ کیا ہی ذرا سی معاش پر

مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہین ‏ — ‏ چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر

شاید دکھا کے دست حنائی کیا ہی قتل ‏ — ‏ اُٹھتی ہین انگلیان ترے کشتے کی لاش پر

دشمن بھی سن سکیگا نہ درد فراق دوست ‏ — ‏ تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر

منظور تھا جو خون چھپانا اُسے جلال ‏ — ‏ قاتل نے خاک ڈالی نہ کیون میری لاش پر

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے ملکہ شفق کا چہرہ سرخ ہوگیا رنگ رو متغیر متردد متحیر تھا اگر
آواز دی اے گل پیرہن اگر بہار باغ نے یاد کیا ہے تب مجھے جلنے مین کیا عار ہے لیکن ذرا
انصاف کرو میرے قریب آؤ جو کہو گی بجا لاؤنگی ضرور تمھارے ساتھ چلونگی کیا تمھارے حکم
سے گردن تابی ہے یہ سنتے ہی وہ نازنین قریب آئی شفق خونخوار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لیکر طرف
گوشۂ باغ کے چلی لہراتی ہوئی وہ نازنین جو گوشۂ باغ سے آئی تھی قدم بہ قدم سمجھاتی ہے اے
شفق خونخوار ذرا ہوش مین آؤ اپنے کو محبت مین نہ ڈالو آپ سے باہر نہ ہو تمنے اپنے گھر مین
دشمن خداوند کو بلا لیا پہلو مین اُسکے بیٹھین ہمنے خود سنا کہ عیار گار رہا تھا ہمکو بہت ناگوار ہوا
دیکھو رنگ چہرۂ گل متغیر ہے سب ساکنان باغ متحیر ہین دیکھو قمریان کو کو بھولین آہ کر رہی ہین
عندلیبان خوشنوا قتل ہوگئین باغ مین سناٹا پڑا ہے زاغ و زغن کا جماؤ ہوتا جاتا ہے اب کہین
خیر ہے کہ بہار باغ مین چل کر ساکن ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہے سرخ پوش باپ تمھارا کہ افسر
ریاست ہے اُسکو کیسی حیرت ہے اس نے ناچار ہوکے مجھکو بلایا مین حاضر ہوئی شفق یہ
باتین سنکر خاموش ساتھ اسکے چلی جاتی ہے نصیحت پر بھی شرمندہ ہو رہی ہے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے ناظرین پر واضح ہو کہ اس صحبت مین رستم موجود تھے یہ سحر کیون چل گیا
سرخ پوش نے آتے ہی پہلے آواز دی کہ اے گلگون چمن پیرا طلسم کشا کو لینا کئی سو پہلوان
تلوارین کھینچے ہوئے گوشۂ باغ سے ظاہر ہوئے رستم کو سب نے للکارا اُن سے جنگ مین
مصروف ہوئے جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑے اُسنے وار کیا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر تلوار روکی
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تاک تاک کے پہلوانون کو مار رہے ہین انکو شفق خونخوار کی خبر
نہین ہر چند کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو پہلوان قتل کیے مگر مجمع اُنکا بڑھتا جاتا ہے دلاش
کا پتہ نہین رستم حیران و پریشان کہ درخت پر ایک طائر زرین بال ظاہر ہوا اُسنے مثل انسان
کے آواز دی کہ اے طلسم کشا افسوس ہے اپنے دوست کی خبر نہین لیتے اگر شفق خونخوار
بہار باغ کے پاس پہونچ گئی تو بدون قتل ہفت پیکر رہائی نہو گی اُسکو بچاؤ افسوس
صاحب لوح ہو کر لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکے طائر اُڑ گیا سرخ پوش ساحر نے
چاہا کہ اس طائر کو گرفتار کرون مگر طائر سرحد باغ سے باہر نکل گیا سرخ پوش کے

ہوش اُڑ گئے مگر رستم نے ہوشیار ہو کر لوح کو دیکھنا چاہا اُن پہلوانون کا ایسا ہنگامہ ہی کہ
وہ دم نہین لینے دیتے برابر وار کر رہے ہین مگر رستم جست کر کے تیغہ ہفت جوہر کو چمکاتے
ہوے ایک نخل کے سائے مین آئے لوح کو بمشکل ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار
کو کنیز بہار باغ لیے جاتی ہی بڑھکر لوح چمکا ؤ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کرو شفق خونخوار
کے ہوش درست ہون رستم نے پلٹ کر للکارا آواز دی او گیسو بریدہ شفق خونخوار کو
کہان لیے جاتی ہی اُس کنیز نے پلٹ کر آواز دی ای طلسم کشا مین کنیز بہار باغ ہون
تمھارے دل کا داغ ہون میرے قریب نہ آنا لیکن رستم جھپٹ کر قریب اُسکے ہوئے لوح
کو چمکایا اسم حاشیۂ لوح جو پڑھکر دم کیا اُس کنیز نے ایک چیخ ماری ہاتھ شفق خونخوار کا
چھوڑ دیا لڑکھڑا کر گری تڑپ کر جان دی شفق خونخوار کے ہوش درست ہوے پکار کر آواز
دی ای شہریار آپ کے پاس وہ شی موجود ہی جس سے اہل طلسم عاجز ہین بے آپکے کوئی
سرخ پوش پر غالب نہین ہو سکتا ان پہلوانون سے نہ لڑیے یہ نمود بے بود طلسم ہین انکا
خاتمہ یون ہوگا جسطرح لوح ہدایت کرے وہ کیجیے تامل نہ فرمایئے سرخ پوش کی طرف جائیے
یہ کہکے چاہتی تھی کہ طرف سرخ پوش کے چلے سرخ پوش نے پھر دستک دی پکار کر آواز
دی ای سرو سہی قد تجکو کون روکے ہی گوشہ باغ سے آواز آئی حاضر ہوئی آپ کے حکم کی
دیر تھی دیکھا گوشہ باغ سے ایک نازنین بہی بالا رنگ زعفرانی چہرہ نورانی فوراً پیدا ہوئی
شفق خونخوار کو للکارا کہ کیون او شوخ دیدہ طلسم کشا کو تعلیم کرتی ہی کیا طلسم کشا
نادان ہین سارے مرحلے توڑتے چلے آتے ہین تم میرے ساتھ آؤ شفق نے چاہا کہ
اسکے قریب جاؤن مگر رستم سے اشارہ کر دیا کہ لوح ملاحظہ کیجیے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُس پر ڈالو رستم نے عکس کلاہ ہفت گوشہ
قریب آکر جو ڈالا اُس نازنین نے چیخ ماری نخل سرو سے دوڑ کر لپٹ گئی شاخہاے نخل مین
غائب ہوئی سرخ پوش نے زانو پیٹ لیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لوح
سے میرا کچھ زور نہین چلتا بہت عاجز ہو رہا ہون قضاے کار ہفت پیکر قصر عشرت
مین بیٹھا ہی عشرت خیز جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ کرسی نیابت پر متمکن ہی یہی ذکر ہو رہا کہ

کہ نہین معلوم طلسم پر کیا گذری ہفت پیکر کہتا ہو قدرت بتائیگی کہ ناگاہ قصر تھرایا ایک کنگرہ
قصر کا لہرا کر گرا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارا الہا قدرت کی سب تقدیرین اُلٹی ہو گئین
طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ طلسم کشا باغ شفق مین لڑ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند یہ
رہ فوجین جمع کی ہین اُن پہلوانون کو نام لکھے ہین کہ جسوقت وہ لوگ آوینگے تو زمین بھرا
جاویگی اُن سے کون مقابلہ کریگا یہ تو غلام ہمیشہ سے کہا کرتا ہو کہ شفق خونخوار کی ذات
سے بڑا ہی فساد پیدا ہوگا یہ کہکے عشرت خیز نے ایک طرف کا پردہ اُٹھایا سب نے دیکھا
ایک چھوٹا سا کمرہ ہو دیوارین اُسکی سفید چونا پھرا ہوا ایک گوشے مین ایک طائر کبودی
منقار سے کچھ لکھ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند وقت زوال قریب آگیا آج طائر
نامعلوم ظاہر ہوا دیکھیے منقار سے کچھ لکھ رہا ہو کہ طائر نے پر تولے چاہا اُڑ کر بلند ہو جا
جس طرح ممکن ہو نگاہ سے ہفت پیکر کی مخفی ہو جاؤن ہفت پیکر نے آواز دی او
نمک حرام کئی سال کا زمانہ گذرا کہ قدرت نے تجکو بنایا یاد کر کہ کیا بلایا کھلایا پانی دریا کے
ہفت خون کا پلایا بجاے دانہ دانہ ہاے مروارید کھلائے آج تو یہ بے وفائی کرتا ہے
ٹھہر جا ہم پڑھ تو لین عشرت خیز نے کہا یا خداوند صاف صاف لکھا ہی کہ شفق خونخوار
طلسم کشا پر مائل ہوئی اپنے باپ سے لڑ رہی ہو بگوش ہوش سماعت فرمائیے کہ آپ کو
سرخ پوش پکار رہا ہو کہ یا خداوند مدد کیجیے ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہفت پیکر
نے کہا ای عشرت خیز سرخ پوش کو اُٹھالا عشرت خیز نے کہا مین طلسم کشا کے سامنے
نہ جاؤنگا ہفت پیکر نے کہا تو سامنا طلسم کشا کا نہ کرنا ہوا بنکر جا اُسکو اُٹھالا خدائی مین
میری فرق آتا ہی بے وقوف بندے کہینگے کہ قدرت کو پکارا اور قدرت نے مدد نکی یہ
سنکر عشرت خیز غائب ہوا یہان سب کنیزین ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئین اور پہلوان بھی
غائب ہو گئے کسی طائر کی آواز نہین آتی باغ مین سناٹا پڑا ہی ہر چند سرخ پوش دستکین
دیتا ہی بہار باغ بہار باغ کہکر پکار رہا ہی مگر کوئی علامت ظاہر نہین ہوتی شفق خونخوار
نے ایک سحر کیا کہ برق تڑپ کر گری سر سرخ پوش کا زخمی ہوا رستم سے اشارہ کیا رستم طرف
سرخ پوش کے چلے چاہا جا کر اُسے قتل کرو ان کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا سرخ پوش

خود بخود زمین سے بلند ہوا پکارتا تھا یا خداوند کس بلا مین پھنسا ہون مجھکو کون لیے جاتا ہے ہر چند چیخا پیٹا لیکن کچھ علامت نہ ظاہر ہوئی خود بخود زمین سے بلند ہو گیا آنکھین بند ہوئین سنا کہ ڈھلا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا دیکھا تین لاکھ ساحر حربہ ہاے سحر سے آراستہ قواعد کر رہے ہین حیران تھا کہ مین کس مقام پر آیا نگاہ جو اٹھی دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سرخ پوش حیران تھا کہ یہ کون مقام ہی اس صحرا کا کیا نام ہی مجھکو یہان کون لایا کس نے یہان تک پہونچایا کہ اس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای گرفتار دام حیرت وای قیدی زندان صعوبت تو نے قدرت کو پکارا تھا عاجز ہو رہا تھا قدرت نے اپنی قدرت سے تجھکو اس مقام پر پہونچایا ان تین لاکھ ساحرون کا تجھکو افسر کیا انکو سحر سکھایا کر جسوقت نائب خداوندی تیکا دامنۂ قصر عشرت مین آنا یہ صحراے عشرت ہی یہ سنکر سرخ پوش ہفت پیکر کی تعریفین کرنے لگا پکارتا تھا یا خداوند تو خداے حقیقی ہی کیا قدرت کا ظہور ہوا بندہ تیرا مسرور ہوا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای محو حیرت ذرا ادھر توجہ کر کیون گھبراتا ہی چندے تیرے واسطے عیش و آرام ہی مجھکو تیری صحبت سے کام ہی پلٹ کے دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل آفتاب فلک حسن و جمال ماہ آسمان کمال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی آتی ہے۔ نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا تری مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی لینے بوسے دے مجھے
لب بلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

تمسے جب سینہ ہو خالی کیون نہ دل آہین بھرے
آندھیان اٹھتی رہین ویرانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفون کو ای مشاطہ سلجھایا تو کیا
کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے

سرزمین کوے جانان سے نہ اٹھے بنکے شکل
عاشق گریان کا آب و دانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہی ای افسانہ گو
اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری — خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہی ہنسکے جام — می پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بجکر طور پر بجلی گرے — کیون نہ تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا — شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین — برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک — دیکھکر ہنسدے چراغ خانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار — مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او تڑپ — کوئی تو انداز بنتا بانہ ایسا چاہیے
ہائے کیون اُس جان کے دشمن کو دل دیتا چلا — کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

ان اشعار کو سنکر سرخ پوش مبہوت ہو گیا کہا ای جان جہان آؤ مین تمھارا دل و جان سے مشتاق ہون اُس نازنین نے کہا ای سُرخ پوش مجھکو قدرت نے تیرے ہی واسطے پیدا کیا کیون گھبراتا ہی مین تیرے ساتھ ہون مگر زمان انقلاب قریب ہی ہفت پیکر تو خود بد نصیب ہی چند رے عیش کر لو پھر تیغۂ ہفت جوہر کا سامنا ہی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آکر پہونچا سب طرف سے لشکر کشی کے سامان ہین اب وہ معرکہ پڑے گا کہ ہر اہل طلسم پوشیدہ ہوگا ای سُرخ پوش تمنے دیکھا کہ بیٹی تمھاری تم سے کیسی برگشتہ ہو گئی کیسی جناب پری طلسم کشا صاحب لوح ہی تحفہ جات اُسکے پاس موجود ہین سرخ پوش نے خوشی مین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا سامنے ایک قصر تھا ساری فوج کو حکم دیا گرد قصر کے اُترو مین لاکھ ساحرون کی فوج گرد قصر کے آگئی سُرخ پوش اُس مہ جبین کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آیا مصروف عیش ہوا جب ہفت پیکر لشکر کشی کریگا ان سب کا ذکر کیا جائیگا یہان جب سُرخ پوش غائب ہوا شفق خونخوار ہنستی ہوئی سامنے رستم کے آئی عرض کی کہ ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین کہ سرخ پوش کو کوئی اُٹھا لیگیا مگر اب ضرور فتور ہوگا رستم نے کہا ہم فتور کے خود جویا ہین اب باغ نسترن کی فکر کرو شفق خونخوار نے عرض کی حضور کو تنہا جانا ہو گا جو ہو سکیگا کنیز کام آئیگی اور اپنے کو وقت پر پہونچائیگی

شب تو اسی باغ مین گذری صبح کو قصد ہوا کہ ساتھ شفق خونخوار کے روانہ ہون لیکن ہفت پیکر نے جب سرخ پوش جادو کو صحراے عشرت مین داخل کیا صحبت مین آکر بیٹھا عشرت خیز سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ ای نائب قدرت بڑا مقام افسوس ہی کہ شفق خونخوار پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھکر چین و عیش کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ عیش انکا منغص ہو عشرت خیز نے عرض کی یہ کتنی بڑی بات ہی عیش پسند کو طلب فرمائیے وہ لگا کر لے آئیگی بہت قاعدے کے ساتھ جائیگی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای عیش پسند جلد حاضر ہو پہلوے قصر سے آواز آئی حاضر ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین پری چہرہ رشک قمر سرو قد خورشید خد ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سینے پر ابھار نارپستان کی سرکشی ثابت ہوتا تھا کہ دو سنانین دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ و مروڑ مین کھڑے حریف کی فکر مین ہین اس سج دھج سے حاضر حاضر کہکے سامنے آئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای عیش پسند شفق خونخوار دختر سرخ پوش طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی اُسکو تو کسی طور سے لگا کر لا ہماری صحبت مین تاکہ ہم اسکو سزا دین کہ پھر کوئی ایسا کام نہ کرے عیش پسند نے عرض کی کنیز ابھی جا کر لاتی ہی یہ کہکے غائب ہوئی لیا ادھر شفق خونخوار ساتھ طلسم کشا کے بیٹھی رہی دو پہر رات گئے طلسم کشا نے صحبت برخاست کی لیکن شفق خونخوار ہمراہ رہی عیار جہتر سماک پلداقی اُسی بارہ دری مین سویا پہر رات باقی تھی کہ شفق خونخوار گھبرا کر پہلوے طلسم کشا سے اُٹھی متردد ہوکر بیرون بارہ دری آئی سیر باغ کی دیکھنے لگی نرگس شہلا اشارے کر رہی ہی سوسن چاہتی ہی زبان درازی کرون عشق پیچے کا قصد ہی کہ مار سیاہ کی طرح بنکر لپٹ جاؤن نخل سرکشی کر رہے ہین رات بہت کم باقی رہگئی تھی طائر آشیانون سے جھکارے مارتے ہین شفق خونخوار یہ حال باغ کا دیکھکر بہت گھبرائی بارہ دری سے اُترکر چلی روش پٹری کو طی کرکے باغ سے باہر نکلی یکایک کان مین ایک آواز آئی کہ کوئی شخص سوز و گداز سے غزل گا رہا ہی - نظم

آشنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست	وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست
سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا	بے تامل منھ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
عشق وہ شی ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اُس سے تعلق ہی ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتا ہے شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکسارون کو نظیب آرزو درکار ہے
چاہیے قاتل زمان چاک تن اتنا لحاظ
سیج تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
ہان خدا را اے اجل اتنا توقف چاہیے
زینت جاوید رکھتا ہی لباس دوستی
سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ نسیم

جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
نو رتن کیا یہ نگین ہی قابل بازوے دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
جاے دل سینے مین ہی در نجف کے موے دوست
کوئی محو روے جانان کوئی محو خوے دوست
تا قفس لائی صبا جس دم چمن سے بوے دوست
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست
ہم ہین ہم پہلوے ہجران دل ہی ہم پہلوے دوست
ہی زمین تکیہ بجاے تکیۂ زانوے دوست
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوے دوست
ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوے دوست
کسطرح کس جا نہین افسانۂ جادوے دوست
چلتے چلتے دیکھ لین پھر اک نظر ہم روے دوست
پیرہن ہی خاکسارون کا غبار کوے دوست
پھر گیا خنجر کا منھ شل ہو گئے بازوے دوست

یہ صداے دلفریب سُنکر شفق خونخوار تلاش کرتی ہوئی چلی لیکن سماک یلدا قی کی جو آنکھ کھلی دیکھا شفق خونخوار پہلو مین رستم کے نہین ہی قدمون پر ہاتھ رکھ کے رستم کو جگایا اور پوچھا ملکۂ عالم کہان ہین رستم نے کہا مجھے نہین معلوم ساتھ سوئی تھین اب نہین جانتا کہان گئین سماک ڈھونڈھتا ہوا نکلا در باغ پر آکر دیکھا کہ ملکۂ عالم جاتی ہین صحرا مین

گوش بر آواز ہین سماک الگ سے دیکھنے لگا شفق خونخوار نے دور سے دیکھا کہ ایک
نازنین زیر نخل بیٹھی ہوئی گا رہی ہی سلام کر کے پوچھا ای علیش پسند تم اس صحرا مین رات کو
کہان آئین اُسنے ہنسکر کہا بوا خوب جین کیے طلسم کشا کے ساتھ سوئین چلو تمھین خداوند نے
بلایا ہی شفق نے کہا مین تو خود آنے پر آمادہ تھی تمنے کیون تکلیف فرمائی علیش پسند نے کہا
میرے ساتھ چلیے قدرت نے بلایا ہی مین وعدہ کر کے آئی ہون تمسے قدرت بہت راضی ہین
تم کو بڑا مرتبہ ملیگا شفق خونخوار نے ہاتھ تھام لیا علیش پسند لیکر شفق خونخوار کو چلی جہتر سماک
نے جو دور سے دیکھا کہ علیش پسند شفق خونخوار کو لیے ہوے جاتی ہی شفق خونخوار ہنستی ہوئی
ساتھ ہی سماک سمجھا اُسکے سحر مین پھنسی ہی سوچتا ہی کہ ای سماک کیا کرون آخر جھپٹ کر
آگے بڑھا ایک طفل کی صورت بنکر جنگل مین پھرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی روتا ہی کبھی آواز
دیتا ہی ای عشق خانہ خراب ذرا ہماری بات سُن - نظم

مرگئے ہوتے رنج فرقت سے
باز آیا مین اس محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے
مجھکو پروردگار ہمت سے

بچگئے ہین خدا کی قدرت سے
ہول آتا ہی نام الفت سے
دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند

جان جاتی ہی اب تو فرقت سے
روح گھبراتی ہی محبت سے
وقت اچھا نہین بچا لینا
کیون پھرے ایسے بیمروت سے

یہ اشعار گا رہا ہی اور طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین علیش پسند نے کہا ای شفق
یہ لڑکا کسی مرد آدمی کا ہی نہین معلوم یہ کس وجہ سے جنگل مین آگیا ذرا اس سے حال تو پوچھو
شفق خونخوار نے کہا بوا تم بیکار دوہ تو دیوانہ وار پھر رہا ہی اس دیوانہ مزاج کو کون سمجھائے
کون بہلائے یہ سنتے ہی علیش پسند نے پکارا کہ میان صاحبزادے ذرا ہم تک آؤ تو ہم تمسے
ایک بات پوچھین لڑکے نے جواب دیا مین کھیل رہا ہون کھیل مین میرے فرق پڑا تو میری
بہت پریشان ہوگی علیش پسند نے کہا ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے بہت آرام سے رہوگے
لڑکا قریب آیا بولی پھڑک رہی ہی دمبدم اشعار گاتا ہی علیش پسند کا دل بہلاتا ہی آ
علیش پسند نے شفق خونخوار کا ہاتھ چھوڑا لڑکے کا ہاتھ تھام لیا لڑکے نے جھلا کر ہاتھ چھڑا لیا
جاتا بھاگون سامنے جھیل تھی قصد ہوا اُس مین کود پڑون علیش پسند نے کہا ارے دیوانے

جھیل مین ڈوب جائیگا لڑکے نے کہا جھیل مین میرا بھائی معلوم ہوتا ہی دیکھو وہ سامنے
بیٹھا تن رہا ہی عیش پسند جو جھکی کہ کہان قید ہی سمک نے حلقہ ہاے کمند مارے اور چاہا کہ اسکو
کھینچ لون عیش پسند کے منھ سے اُف نکل گئی منھ سے شعلہ نکلا کہ اُس نے کمند کو جلادیا سمک
زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑگیا عیش پسند نے کہا ارے تو کون ہی کہ مجھکو گرفتار کرتا تھا
سمک نے کہا عیار طلسم کشا فرزند خواجہ عمر ہون تمھاری فکر مین نکلا تھا مگر تم ہوشیار تھین مجکو تین
آگے قتل ہوگی عیش پسند نے کہا لنگوڑے تجھکو اور بی شفق خونخوار کو خدمت خداوند مین ہونچاؤنگی
اس مصیبت مین قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرو قدرت کو ذرا بھی رحم نہ آئیگا بی شفق خونخوار کی
حالت قدرت کو معلوم ہوگئی اُنکو سزا ملیگی یہ کہکے سمک کا بھی ہاتھ باندھ لیا دونون کو لیکر چلی
دربار خداوندی مین پہونچی ہفت پیکر نے حکم دیا ای عیش پسند تم ہی ان دونون کو لیکر قید مین رکھو
جب سامان لشکر کشی کرونگا تو مجمع عام مین ان دونون کو دار پر کھینچونگا عیش پسند دونون کو
لیے ہوے آئی ایک مکان مین دونون کو بند کیا دو زنگی دروازے پر بٹھادیے کہا خبردار بعد آٹھ پہر
کے انکو دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دینا نہ زندہ بچین اور نہ مرین تڑپ تڑپ کے رہین سمک
یلداقی نے پکار کر کہا بی عیش پسند تم بھی کبھی آؤ گی عیش پسند نے کہا ارے لنگوڑے مین بھی ایکدم
آیا کرونگی ورنہ حفاظت کون کریگا یہان صبح کو رستم کی آنکھ کھلی کنیزون سے پوچھا شفق خونخوار
کہان گئین سمک کو بھی نہ پایا کنیزون نے عرض کی ہم لوگ سوتے تھے ہمکو نہین معلوم کہ ملکہ
کہان گئین رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ دیر کرنے کا انجام دیکھا شفق خونخوار
و سمک یلداقی قید ہوگئے جب تک باغ نسترن نہ فتح ہوگا رہائی انکی دشوار ہی رستم نے
بلاکر سرشار سے کہا لشکر کی حفاظت رکھنا کل لشکر بھی ہمارا آنے کو ہی لوح ہمکو ہدایت کرتی
ہی کہ ہم طرف باغ نسترن کے جائین شفق خونخوار و سمک یلداقی قید ہوگئے احمر گلگون پوش
وزیرزادی آئی رو رو کر عرض کی کنیز واسطے ملکۂ عالم کے بہت گھبراتی ہی اور سمک یلداقی
کا قید ہونا مجھپر بہت شاق ہوا راہ مین جاکر عیاری بھی کی لیکن وہ نظر کردہ ہفت پیکر تھی
بھلا اُسپر عیاری کیا چلتی گرفتار ہوے کنیز حضور کے ساتھ چلے گی لیکن امیدوار ہون کہ لوح
کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائیے رستم نے کہا مین کبھی غفلت نہ کرونگا باغ نسترن کے حالات

شفق خونخوار بیان کر چکی ہی دیکھوں کیا رنگ ہو یہ کہکے رستم سب سے رخصت ہو کر چلے
تحفہ جات سب زیب جسم ہین لوح گلے مین پڑی ہوئی تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جیسے ہی باغ
سے نکلے لشکر والے عرض کرنے لگے ہمکو بھی ساتھ لے چلیے ایسا نہو کوئی ساحر آئے ہم سب کو
گرفتار کر لیجائے رستم نے گرد لشکر حصار کیا لوح سے ایک دائرہ کھینچا کہا تم لوگ اس لکیر سے
باہر نہ نکلنا اندر ساحر نہ آسکیگا یہ فرما کر طرف صحرا کے چلے جنگل مین پہونچے ایک جانب سے
غول آہوون کے سامنے آئے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ یہ آہو قیدیان طلسم
ہین انسے تعرض نہ کرو رفتہ رفتہ تا بہ باغ نسترن پہونچ جاؤگے رستم آگے بڑھے راہ مین فیلان
جنگلی ملے رستم کو دیکھکر بھاگ گئے رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا یہ نگہبانان باغ نسترن
ہین اگر تمکو نہ روکین تو تم بھی توجہ نہ کرو رستم نے دیکھا وہ ہاتھی بھاگ کے ایک درۂ کوہ
مین گھس گئے رستم نے دوسرے درے مین قدم رکھا شیر بہت سے ملے وہ بھی طرف رستم
کے متوجہ نہوے انکے بیچ مین سے رستم نے راستہ طے کیا پہاڑ سے باہر آئے دیکھا صحراے
سبزہ زار نواح دلکشا ہر گل و غنچہ مصروف نظارۂ طلسم کشا شاخین اپنے ہاتھون کو بڑھاتی
ہین کہ اپنے سایے مین رستم کو لین عندلیبان خوشنوا گرد سر رستم چرخ مار رہی ہین رستم نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ان طائرون سے بچو سامنے باغ نسترن ہی یہ سب وہین جاکر جمع ہونگے
ان سب سے مقابلہ پڑیگا مگر لوح سے ہوشیار رہو کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اڑی ایک
جوان سامنے آکر پہونچا کچھ لشکر ساحران پشت پہ پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اب آگے نہ بڑھنا
مین تمھارے مقابلے کو آیا ہون یہ کہکے راہ روک کے اتر پڑا رستم ایک نخل کے نیچے ٹھہر کے
حیران تھے کہ ای رستم انکے بیچ مین سے کیونکر نکلون کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا
بارہ سو جوان زرین پوش ایک بارگاہ لیے ہوے آکر پہونچے قریب رستم لاکر وہ بارگاہ استادہ
کی ایک چوبدار نہایت ادب سے سامنے آیا عرض کی یہ بارگاہ زربفتی آپ کے لیے آئی ہی
اور یہ جوانان زرین پوش خاص آپ کی ہمراہی کو آئے ہین بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے جو
حکم دیجیے وہ بجالائین رستم اُس چوبدار کے ساتھ بارگاہ مین آئے دیکھا دنگل ہاے زرین
بچھے ہین جو مقام صدر پر دنگل بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے جوانان زرین پوش گرد آکر متمکن ہوئے

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا برائے دخلۂ باغ نسترن یہ اسباب خوکت ہی انمین کوئی تمھارا دشمن نہین جو کام ان سے چاہو لو بلا چوبدار سے مقام قید شفق خونخوار پوچھو رستم نے اُس چوبدار کو قریب بلایا فرمایا کیون برادر تمکو معلوم ہی کہ شفق کہان قید ہی مردہنے عرض کی غلام جاتا ہی ابھی دریافت کرآتا ہی یہ کہکے چوبدار چلا لیکن یہان سمک یلداقی چالاک وہ جست قید خانے مین بیٹھا ہی کہ عیش پسند آئی اسنے دیکھا عیار رو رہا ہی پوچھا کیون روتا ہی سمک نے کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین ہفت پیکر کو سجدہ کرون تو جان بچ جائے عیش پسند نے کہا اب تم لوگ نہین بچ سکتے سمک نے کہا ملکہ عالم میرے پاس کچھ مال ہی چاہتا ہون اُس مال کی حفاظت ہو ہم لوگون مین دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ دسوان وغیرہ ہوتا ہی حیران ہون کہ وہ کون کریگا عیش پسند نے کہا اگر مال تمھارے پاس ہی تو ہم کردینگے سمک نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کچھ روپیہ نکالے عیش پسند سوچی کہ قیدی کا حال کون جانے گا مین اس نگوڑے کا تیجہ دسوان کیون کرونگی روپیہ لیکر دوپٹے مین باندھے سمک نے ایک طرف سے پوٹلی اشرفیون کی نکالکر دی اشرفیان دیکھکر عیش پسند خوش ہوگئی کہا ارے اور بھی کچھ ہی سمک نے کہا جب مین طلسم کشا کے ساتھ فرنگستان گیا تھا قصر مرزوق فرنگی سے ایک ڈبیا پائی انمین کچھ لال وسفید نگینے ہین عیش پسند سمجھی یاقوت والماس ہونگے یہ عیار کیا جانے ڈبیا ہاتھ مین لی کہا مین کھول کر دیکھون سمک نے کہا اسکو کھولیے نہین ایک دن مین نے ایک شخص کو دکھایا تھا اُسنے کہا جوہری کو دکھاؤ وہ اسکی جمع لگائیگا عیش پسند نے کہا مین ضرور دیکھونگی یہ کہکے ڈبیا کھولی انمین سے بیہوشی اُڑی عیش پسند بیہوش ہوکے گری سمک نے ہسکا سر کاٹ ڈالا عیش پسند کے مرتے ہی قید شفق کی گری سمک نے زبان سے شفق کی سوزن نکالی شفق نے کہا ای سمک بڑا کام کیا اب مجھ سے سحر اُترا ہوش میرے درست ہوے یقین ہی کہ رستم گھبراتے ہون شفق خونخوار مع سمک یلداقی قصر سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ چوبدار سامنے سے آیا کہا ای ملکہ شفق خونخوار رستم تمھارے لیے بیتاب ہو رہے ہین چلو تمکو یاد کیا ہی شفق خونخوار و سمک یلداقی مردہ کے ساتھ ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان عیش پسند کو قتل کرا کے جاتی ہے خبردار آگے نہ بڑھنا پلٹ کے شفق خونخوار نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام گولہ آہن کا ہاتھ مین لیے کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہی شفق نے للکارا اونامرد کیا بیہودہ بکتا ہی وہ حرامزادگی

قتل کے لائق تھی جس نے ہم کو قید کیا اگر ہمنے اُسکو قتل کیا تو کیا قصور ہوا اُس ساحر نے گولہ مارا شفق خونخوار نے گولہ کاٹا کئی سحر اُس ساحر نے کیے شفق خونخوار نے دفع کیے آخر وہ ساحر تلوار کھینچکر دوڑا شفق خونخوار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سٹراکا مارا موتی ٹوٹے ساحر جھوما بیتاب ہوکے پکار اُٹھا

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین
دو دن کی بات ہو کہ شریک بہار تھا

کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری
ای روزگار مین کبھی مگر زلف یار تھا

دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ہوس
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا

بیت سے بخیہ گر کی مری جان نکل گئی
ہر ہر دہان زخم وہان مزار تھا

کرلی تھی مرگ یاد دوے قاتل یہ آفرین
جو زخم تھا بشکل شگافِ مزار تھا

پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا

ای جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا

کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہوکے آہ
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا

برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

مین نے دہان آبلہ مین اُس کو لے لیا
میدان مین زبان نکالے جو خار تھا

ای روزگار تجھ سے دورنگی تھی کیا ضرور
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا

مثل خیال یار رہین گرد شین مجھے
آیا اُسی کے دل مین جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت
مین روز باز پرس بھی تنگ شمار تھا

ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شفقت کے آیا پکار کر آواز دی یہ غلام حاضر ہی شفق نے کہا ای حریف آتش اشتیاق ای غریق لجۂ فراق تلوار کے قبضے پہ ہاتھ رکھو اُسنے تلوار کھینچی

شفق خونخوار نے کہا اسے گلے پر رکھو جب اُسنے تلوار گلے پر رکھی شفق خونخوار نے کہا کھینچ لو
اُسنے تلوار کو کھینچ لیا گردن کٹی لڑکھڑا کر گرا صرف تسمہ لگا رہ گیا شفق خونخوار مار کر اُس
ساحر کو پلٹین سمک یلداقی سے کہا بھیا تم آنا مین پر پرواز پیدا کر کے جاتی ہون سمک
نے کہا چلیے شفق خونخوار پر پرواز پیدا کر کے اُڑتی ہوئی چلی سمک بہ صورت مبدل اُسی
دشت مین جاتا ہے ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا طائر نے جو لاشہ اُس جوان کا دیکھا نخل
سے اُترا سر اُسکا جسم سے ملایا اور کہا اے صحرا نورد گنہگار جاتا ہے بڑھکر اُسکو روک وہ جوان
اُٹھکر دوڑا سمک نے گوشے سے دیکھا وہی جوان جو مرا پڑا تھا دوڑا ہوا جاتا ہے پکار کر آواز دی
میان جانے والے ذرا ٹھہر کے راستہ چلو ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو بھی ہمراہ لو وہ جوان ٹھہرا
سمک یلداقی قریب آیا باتین کرتے کرتے سمک نے حباب مارا کہ وہ جوان بیہوش ہو کر گرا
سمک نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور بھاگا راہ مین آکر شفق خونخوار کو پکارا شفق نے
پوچھا کیون بہتر والا گھر گیا ہے سمک نے تمام کیفیت بیان کی شفق خونخوار نے کہا اب وہ
بیچارا اب نہ زندہ ہو گا کہ پہلو سے آواز آئی بی شفق خونخوار میرے بچے کو مار کر کہان جاتی ہو
دیکھا ایک عورت ضعیفہ بڑے زور و شور سے آتی ہے سمک نے چاہا بھاگ کر چھپون اُس
ضعیفہ نے ایک دو پتھر زمین پر مارا سمک و شفق کے پانون زمین نے پکڑ لیے ضعیفہ نے آکر
دونون کو پنجے مین دبایا کہا پہلوان ذی ہوش کے سامنے لیجاؤنگی پہلوان ذی ہوش اُسکا
نام ہے جو مقابلے مین رستم کے اُترا ہے رستم بارگاہ زرین مین داخل ہین پہلوان ذی ہوش برائے
قتل طلسم کشا اُترا ہے کہ وہ عورت دونون کو لیے ہوے آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہین انہونے میرے
بیٹے کا خون انکی گردن پر ہے پہلوان نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو اُسی وقت دارین استاد
ہو مین مردہ ہے نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ اے شہریار سمک و شفق گرفتار ہو کے آئے ہین
قتل ہوا چاہتے ہین رستم اپنے مقام سے تیغہ ہفت جوہر لیکر اُٹھے یہان پہلوان ذی ہوش
مصروف اہتمام قتل ہے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی کہ رستم آگئے فوج کو قتل
کر رہے ہین پہلوان نے اُس عورت ضعیفہ سے کہا کہ جا کر طلسم کشا کو روک وہ سر بلاتی ہوئی چلی
اُس مقام پر آئی کہ جہان رستم جنگ کرتے تھے لاشے گرد پڑے ہین دریاے خون بہا ہے اُس عورت نے

للکارا او طلسم کشا مجھ سے تو مقابلہ کر غریبون کو کیون قتل کرتا ہی یہ بیچارے تو ہمراہیان پہلوان ذی ہوش مین پہلے مجھ سے مقابلہ کر رستم بیٹے جیسے ہی پلٹے اُسنے گولہ مارا رستم نے لوح کو سامنے کیا گولہ پھٹ کر گرا وہ ساحرہ جست کر کے بھاگی پر پرواز پیدا کر کے اُڑی رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ سینۂ ضعیفہ کو توڑ کر پار گیا زمین پر گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلی پہلوان ذی ہوش پر شعلہ گرا کہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا ادھر تو پہلوان جلا اُدھر شفق خونخوار کو ہوش آیا قید ٹوٹی مہتر سمک یلداقی کو پنجے مین دبا کر اُڑی جا کر لشکر مین چھوڑا اُن جوانان زرین پوش نے خوشخبری دی کہ ای ملکۂ عالم ہم قاعدۂ کے متعلق تھے بارگاہ لیکر حاضر ہوے اب ہمیشہ طلسم کشا اس بارگاہ مین رہینگے ہم لوگ خدمت گزار ہین ہمراہ آپ کے رہینگے یہان جب پہلوان ذی ہوش جل گیا اور فوج بھی اسکی تمام ہوئی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے سمک یلداقی و ملکہ شفق خونخوار کو لشکر مین پایا حال پوچھا شفق خونخوار نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور اب باغ نسترن مین چلیں بارگاہ زرین آپکے لیے آگئی اب ہر مقام پر یہ بارگاہ آپ کو ملیگی جس مقام پر آپ پھنس جائینگے یہ لوگ بھی وہین آپہونچینگے شفق خونخوار نے تخت سحر تیار کیا امیر رستم کو سوار کر لیا جوانان زرین پوش نے بارگاہ لدوائی طرف صحرا کے روانہ ہو گئے رستم نے کہا ای شفق خونخوار بارگاہ مع لشکر گئی شفق نے عرض کی حضور اب باغ نسترن مین یہ بارگاہ آئیگی تخت اُڑائے ہوے جاتی ہی کہتی جاتی ہی کہ لوح کو دمبدم ملاحظہ فرمائیے گا ذرا بھی غفلت ہوگی تو مشکل پڑیگی پھر رستم نے دور سے ایک باغ دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے بیچ مین بیٹھی ہی گرد پہلوان و ساحر بیٹھے ہین شفق خونخوار نے کہا ای شہریار یہی نسترن ہی آپکو اُسی مقام پر اُتارتی ہون مگر براے خدا لوح سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکے شفق خونخوار نے تخت اُتارا چمن مین جو تخت اُترا طائرون نے آواز دی ای نسترن ذرہ ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا نسترن نے آواز دی ای طائران باغ طلسم کشا کو لینا بڑا کلیجہ رکھتا ہی کہ میرے باغ مین آتا ہی رستم چاہتے ہین بڑھیں کہ ہر گوشے سے ہزارہا ساحر حربہاے سحر ہاتھ مین لیے نکلے طلسم کشا سے لڑنے لگے لیکن حربہاے سحر تے ہین آگے لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہین دکھاتا گولے اُلٹے پلٹے انھین جادوگرون کے سینے پر پڑتے

تو ڑکر پشت کو پار گذرے ہزار ہا لاشہ گرا مگر رستم دیکھتے ہین کوئی لاشہ زمین پر نہین ہی پھر تلوار
چلی ہر چند کہ لاشہ کسیکا نہین ملا مگر رستم کو آگے نہین بڑھنے دیتے شفق ایک طائر کی شکل بنکر
ایک نخل پر بیٹھی پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز نے کیا سمجھایا تھا رستم نے لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ
پایا کہ ان ساحرون کو تلوار سے نہ قتل کرو لوح انکے سامنے چمکاؤ رستم نے لوح چمکائی ساحر بھاگنے
لگے نسترن لاکھ غل مچاتی ہی ارے نامردو طلسم کشا بڑھا آتا ہی وہ جو پہلوان بیٹھے تھے اور ساحر بھی
کئی تھے اُسنے کہا ارے کمبختو شعبدہ کب کام آئیگا یہ سنتے ہی وہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
بعض نے دستک دی بعض نے ماش کے دانے پھینکے کہ گوشۂ باغ سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ
اس جرأت پر کیون نہ نثار ہون اس بلوے مین لڑنا آپ ہی کا کام ہی رستم نے دیکھا ہمارا عیار
سمک یلدائی آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین ساحرون کو ہٹاتا ہوا قریب آیا کہا حضور کو لڑتے ہوے
عرصہ گذرا کلاہ پر کسقدر گرد پڑی ہی مجھے دیجیے مین جھاڑ دون رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو
سر سے اُتارا جیسے ہی سمک کے ہاتھ مین کلاہ دی صورت تبدیل ہوگئی رستم نے کہا ارے تو کون
کہا منم گلنوش جادو یہی حکم تھا کہ کلاہ جا کر لیلے مین نے کلاہ آپ سے لیلی یہ کلاہ اب نہ ملیگی یہ کہکے
وہ ساحر بھاگا رستم منھ دیکھکر رہگئے نخل پر شفق خونخوار بشکل طائر بیٹھی تھی اُسنے جو طلسم کشا کو برہنہ سر
دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار کلاہ کھوئی یہ کہکے اپنے مقام سے تڑپی وہ ساحر ایک گوشے مین کھڑا
تھا برق بنکر اُسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلنوش جادو بود شفق نے
کلاہ اُٹھائی لاکر طلسم کشا کو پہنائی کہا ای شہریار لوح سے غافل نہوجیے دمبدم ملاحظہ فرمائیے
ابھی ہزارون بلائین ہین گلنوش کو مین مار کر کلاہ لائی مین دمبدم سامنے نہین آسکتی نسترن
دیکھ لیگی تو آفت برپا کریگی یہ کہکے شفق خونخوار غائب ہوئی جب گلنوش کے مرنے کی خبر گرم
ہوئی نسترن نے ساحرون سے کہا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی کارساز ہی شفق خونخوار کو تلاش
کرو وہ ضرور ساتھ ہی یہ اُسی کے سحر ہین گلنوش کو کون مار سکتا تھا مگر ساحرون نے جو
ماش کے دانے پھینکے تھے اور دستکین دی تھین ایکطرف سے ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا
کئی ہزار نازنینان مہ جبین مرصع پوش آگے اُن سب کے ایک ماہ پارہ نہایت حسین و جمیل
یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہے نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

چھائین شراب نور کی آنکھون مین مستیان
پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے

ای چرخ تیرہ آہ ہوا رخصت آشنا
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شبِ فراق نے کس کا لہو پیا
آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے

نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہی داغ داغ
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے

ابرو کتاب حسن مین پائے جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
شرمائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی +
ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

سینہ کیا شگاف رُلایا اُنھین بھی خوب
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

تاخیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کھینچ لین گے حجاب شراب سے

ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیواسطے
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

سب نازنینان مہ جبین اُس پیشرو کے ساتھ آدادین ملا کے گاتی ہوئی نمایان ہوئین رستم نے اُن نازنینان مہ جبین کو دیکھا وہ نازنین پیشرو ناز و کرشمہ دکھاتی آتی ہی کبھی دوپٹہ ہٹا دیا اور کبھی پائچے چھوڑ دیے کبھی سنبھالے ایک نخل کے سائے مین شفق خاموش کھڑی تھی کنیز کی شکل بنی ہوئی اُس نازنین نے جو شفق کو دیکھا آنکھ ملائی اور قہقہہ مار کر ہنسی کہا ہوا کیون خاموش ہو کس کا تصور ہی تمکو بی لنسترن بلاتی ہین ای شفق بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمنے طلسم کشا کو باغ مین لا کر پہونچا دیا بہتر یہ ہی کہ چل کر ملکہ لنسترن سے خطا معاف کرائو شفق خونخوار نے جواب دیا کہ لنسترن سے مجھے کیا واسطہ مین تو اطاعت طلسم کشا مین ہون اب بی لنسترن اپنی جان بچائین شعبدے دکھائین اُس نازنین نے کہا ہوا تمھین ساتھ چلنا ہوگا یہ کہکے منھ پر ہاتھ پھیرا شفق بصورت اصلی ہوگئی مثل بید کانپتی تھی چہرہ اُداس

لیکن کچھ ایسا شعبدہ تھا کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ نے سر ہلایا اور کہا کہ ہاں مین تمھارے
ساتھ چلتی ہوں عذر کرنا میرا کام ہی آئندہ بی لنترن کو اختیار ہی اب تو مین راہ پر آئی مسلمانون
سے ناحق بگڑی اُلجھائی نازنین نے کہا ہاں وہ ہنگامے گذرے کہ جسکے خیال سے کلیجہ تھراتا
ہی ایسی باتین کر کے غول مین مل گئی ساتھ اُس نازنین کے شفق خونخوار بھی چلین پیشتر
نازنین مارتی ہوئی قریب طلسم کشا کے آئی جھک کر سلام کیا سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی
کہا اے شہریار جنگ کا اختتام ہی یہ بات مشہور خاص و عام ہی کہ آپ جرأت مین یکتا طلسم کشا
ہین آپ کے اوصاف ظاہری و باطنی کون بیان کر سکتا ہی خیال سے آپ کی جرأت کے
پہلوانون مین جرأت آتی ہی جب آپ فرنگستان گئے اور ممالک تسخیر کیے تھے آلاگرد فرنگی و
مالاگرد فرنگی وغیرہ نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اور آپ کے ہمراہ ہوے آپ نے کس
دھوم سے اپنا نام کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسا لشکر لیکر آپ آئے ایسا لشکر کسیکو ممکن
نہین ہوا تاجداران فرنگستان ساتھ تھے دختر آلاگرد کا محافہ ہمراہ جس روز آپ نے تخت مرزبانی
اُلٹا زمین فرنگستان تھراتی تھی ہر شجر و حجر سے آواز الامان آتی تھی آپ کے زور کا کیا کہنا جب
لندھور ایسے پہلوان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا تو ہم لوگون کی کیا حقیقت ہی لنترن سرکار کی اطاعت
کریگی آپ کے ساتھ مقابلہ ہفت پیکر مین جائیگی ہفت پیکر اسی گھمنڈ پر خاموش بیٹھا ہی
کہ جب لشکرکشی کرونگا کس کی مجال ہی کہ میرا بار لشکر اُٹھانے صحراے ہفت خوان واسطے
اُترنے لشکر کے آراستہ ہو رہا ہی حضور میرے ساتھ چلین اُس نازنین نے کچھ ایسی باتین
کہین کہ رستم جناب ہو گئے بفصاحت جواب دیا کہ لنترن کو کوئی نامہ دار ممکن نہوا کہ تمکو واسطے
پیغام سلام کے بھیجا آؤ ہم تمھارے ساتھ چلین گے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی چاہا
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدون کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ اُسپر پڑا شعلہ چمکا کہ وہ صورت زیبا تبدیل
ہوئی رستم نے دیکھا کہ ایک عورت کبیر سن جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کالی صورت گویا کالی کی
مورت آنکھین چھوٹی چھوٹی خالی ایک کرتی پہنے ہوے پیٹ پڑا سا صاف معلوم ہوتا ہی کہ خمیری
آٹا گندھا ہوا اُبل رہا ہی جوتا ٹوٹا ہوا کھاروے کا پاجامہ میلی چدر یا یہ صورت جو رستم نے
اُس نازنین کی دیکھی لاحول پڑھ کے ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا ذرا اپنی صورت تو دیکھ وہ رعنائی زیبائی

کیا ہوئی شفق خونخوار کو رستم نے جو غول مین دیکھا کہ عورتون کے ساتھ گا رہی ہی پکارکر فرمایا ای
شفق تم ہمارے پاس آؤ ان مکارون مین کیون ملی ہو شفق نے شرما کے سر جھکا لیا رستم نے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ لوح کو سامنے اس نازنین کے جمکا دو پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو
رستم نے لوح جو اُسکے سامنے جمکائی وہ عورت جلنے لگی شفق خونخوار غول سے نکل کر قریب رستم آئی
کہا حضور اب دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہی بیرون باغ تشریف لیچلیے کئی دن مین یہ جنگ تمام ہوگی
رستم لوح جمکاتے ہوئے نکلے پشت پر سماک یلدا قی و شفق خونخوار نسترن کہتی ہی صاحبو طلسم کشا آیا لڑا
پھرا خیر و عافیت سے باہر باغ کے جاتا ہی کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑا کہ آکے روکے رستم جیسے ہی دروازے
سے نکلے صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی بارہ سو چہارمان زرین پوش
بارگاہ زر لفبتی لیے ہوئے پہونچے بارگاہ سامنے باغ کے استادکی کہ قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتا تھا
مردہے نے آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین تشریف لیچلین رستم شفق کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین
آئے مقام صدر پر بیٹھے شفق کرسی پر بیٹھی عرض کی ای شہریار یہ در بند آخر طلسم ہی اگر خدا نے فضل
کیا اور آپ نے نسترن کو مارا تو اس باغ کے بعد قصر عشرت ہی ہفت پیکر اپنے سرداروں کو نامے
لکھ رہا ہی مین حیران ہون کہ حضور کیونکر مقابلہ کرینگے اسقدر فوج ہوگی کہ چالیس منزل کے گرداگرد کا
صحرا ہی تمام صحرا فوج سے بھرا ہوگا جب مین ہفت پیکر پاس گئی تھی شتر سوارون کو جاتے دیکھا
صد ہا شتر سوار گیا ہی سرخ پوش جادو تین لاکھ فوج درست کر رہا ہی افسران طلسم بڑے کروفر سے
آئینگے شفق خونخوار سب حال بیان کر رہی ہی کہ اندر سے باغ کے علمہاے سیاہ نمایان ہوے
علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے باہر آکر ٹھہرے ایک زنگی بصورت مہیب فیل مست پر سوار باغ سے
نکلا پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار دورکابے مرکبون پر سوار وہ فیل سوار باغ کو پشت پر لیکر اُترا
بلبلاتا ہوا بارگاہ مین اپنی گیا مسند پر بیٹھ کر کہا کہ طلسم کشا کو سمجھانا ضرور ہی شاداب کہان ہی اُسکو
بلاؤ جاکر طلسم کشا کو سمجھاے یہ کہکے ایک نامہ لکھا شاداب سے کہا کہ پہلے طلسم کشا کو سمجھانا اگر چلے
آوین تو اُنکے حق مین بہتر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لانا خبردار تو نہ گھبرانا اگر کچھ مشکل پڑیگی تو مین خود آؤنگا
طلسم کشا کو بخوبی سمجھاؤنگا شاداب مردم در ایک گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب لشکر مین
زرین پوشون کے آیا تو زرین پوش ہنستے تھے کہ یہ سمجھا کیا سمجھ کے آیا ہی چوبدار نے بڑھکر

رستم سے عرض کی کہ شاداب مردم در نامے پہلوان آتا ہے حضور ہوشیار رہین رستم نے کہا ہم
ہروقت ہوشیار ہین اسکو نہ روکنا جس طرح آتا ہو آنے دو شاداب مردم در جلو خانے مین
آیا گینڈے سے اترا سواروں کو اپنے جمایا آپ اندر آیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو کہ جو خداوند
ہفت پیکر کو برحق جانتا ہو رستم نے لاحول پڑھا شاداب جھومتا ہوا دنگل پر آکر بیٹھا نامہ رستم
کے ہاتھ مین دیا کہا یہ نامہ شہباز فیل سوار کا ہے اسکو سمجھ کے پڑھیے پھر مین زبانی عرض کرونگا
رستم نے پڑھا پہلے تعریف ہفت پیکر پھر صفت اُسکے پیغمبر کی جسکا نام عشرت خیز جادو ہے اُسکے بعد
لکھا تھا ای طلسم کشا تم سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خداوند نے ہر مقام پر تمھاری مدد کی اور تحفہ جات بھی
دلوائے لوح طلسم بھی دلوادی تم سے مرحلہ جات طلسم فتح کرائے اب غرور نکرو خدمت مین لنترن کی حاضر
ہو ورنہ شہباز فیل سوار سپہ سالار قدرت اگر اسکو پڑھکر نہ مانا تو بہ ذلت گرفتار کر کے لیجاونگا آیندہ
آپکو اختیار ہے والسلام رستم نے کاغذ پھاڑ ڈالا فرمایا یہ لکھا ہوا نامہ فیلسوار کو دکھانا کہنا جو تجھسے
ہوسکے قصور و کوتاہی نکر ہم بدون قتل ہفت پیکر واپس ہونگے خدائی اُس دروغگو کی مٹائینگے
شاداب نے بگڑکر کہا ای طلسم کشا بڑا غضب کیا کہ نامہ سپہ سالار کا پھاڑا بارگاہ ملتے ہی تم کو بڑا
غرور ہوا یہ سب جوانان زرین پوش ایک نعرے مین بھاگین گے اور مین تمکو ابھی لے چلونگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالدون رستم نے ہاتھ ہٹا دیا شاداب تیغہ کھینچکر اُٹھا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا طلسم کشا نے تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شاداب لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی طلسم کشا شاداب کو لے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لاکر پٹکا کہ دونون گھٹنے شاداب کے
آشنایہ زمین ہوے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا پہلے ہی زور مین شاداب کو اُٹھایا زمین
چھڑائی دوسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا ایک ٹھوکر ماری کہ گرد پر دچار وں شانے
چت ہوا رستم کود کر چھاتی پر آئے گُندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہے شاداب
نے دیکھکر آواز دی یا طلسم کشا ہفت پیکر تم پر مہربان ہین ہر مقام پر تمھاری مدد کرتے ہین مین اُنکو
بُرا نہ کہونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر ایک سر کے نیچے رکھا چرخ دیکر سر شاداب کا
کھینچ لیا ہمراہیان شاداب جلو خانے مین کھڑے تھے تلوارین کھینچکر قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جائین
جوانان زرین پوش نے للکارا او بے ادبو یہ بارگاہ طلسمی ہے اسمین طلسم کشا ہی قدم نہ رکھنا

آخر تلوار چلنے لگی طلسم کشا نے جو ہنگامہ سُنا پردہ اُٹھاکر باہر آئے منع کیا کہ کیون آپس مین
جنگ کرتے ہو اپنے افسر کا لاشہ اُٹھالو جاکر اُس مغرور کو دکھاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہی یہ سرکشی
دکھا چکا اب اُسکے زور بازو سے جو بن پڑے وہ کرے ہمراہیان شاداب نے لاشہ اُٹھالیا
روتے پیٹتے چلے شہباز فیلسوار دربار مین بیٹھا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے
خبر دی کہ شاداب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا شہباز نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا آج کل خداوند
ہفت پیکر دیوانے ہو گئے ہین جو چاہتے ہین تقدیر کر دیتے ہین یہان تک تو کیا کہ طلسم ظاہر
سے بھاگے طلسم باطن مین آئے طلسم باطن بھی مٹا اب کل سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا
طبل جنگی بجوا دیا مگر واسطے شاداب کے ملول و حزین بیٹھا ہی کہتا ہی کہ آج میرا بازو ٹوٹ گیا وہ
پہلوان قتل ہوا کہ قدرت بھی ایسا صاحب طاقت نہ پیدا کر سکین گے قصد کرینگے کیا بنائینگے
پھر افسوس کرینگے مگر اب کیا ہوتا ہی شاداب جھگڑون سے دنیا کے چھوٹا بہشت مین پھرتا ہوگا
اُسکو تو چین ملا ہم بیکس و بے بس ہوے ای زمین گیر ہوشیار رہنا زمین گیر کا جو اُسنے نام لیا زمین
شق ہوئی ایک ساحرہ کالی بلا منھ کھولے ہوے زمین سے نکلی کہا ای شہباز کیا کرون صبح سے
سحر کرتے کرتے تھک گئی طلسم کشا کے پاس لوح ہی سحر اُس تک نہین جاتا کیا کرون مجبور ہون وہ
سحر کیے جو کبھی نہ کیے تھے پیر ہاتھ باندھکر سامنے آتے ہین عذر کرتے ہین کہ ای زمین گیر ہم مجبور
ہین طلسم کشا کے پاس نہین جا سکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس تیغۂ ہفت جوہر کی تڑپ زرہ ہفت جوش کی چمک سے آنکھین ہماری نابینا ہوتی ہین صبح کو
میدان مین بڑے زور لگاؤنگی تو خود سمجھ لونگی فیل سے جدا ہوکے لڑنا کیا تعجب ہی کہ طلسم کشا پر
غالب آنے مین شراب ہونگی یہ کہکے قرابہ اُٹھالیا ایک سانس مین پی گئی خدمتگار سامنے کھڑا تھا
اُسنے عرض کی ای زمین گیر تیز ابیٹ ہی کہ پیلا شراب کا اگر تخلیے مین چل تو ایسی شراب پلاؤن کہ نشہ ہو جائے
زمین گیر یہ سنکر ساتھ خدمتگار کے دوسرے خیمے مین آئی خدمتگار نے جام کلان لبریز کیا گھاٹی سے
پڑیا بیہوشی کی ڈالی یہ جوہر سماک پلید اقی ہی جو خبر کو آیا تھا زمین گیر کو دیکھکر ارادہ ہوا کہ یہ میرے آقا پر
صبح کو سحر کریگی مین اسکی گردن نون کیون اسے زندہ چھوڑون جیسے ہی جام پلایا زمین گیر نے
ایک چٹخارہ لیکر کہا کہ ارے ظالم کیا شراب پلائی ہی آج مدت کے بعد مزا شراب کا ملا ہی جی چاہتا ہی

کہ ایسا ہی ایک جام اور پیون تو نے میرے دل کو بحال کردیا مین سب طرح راضی ہون جو تو کہے وہ
قبول کرون خدمتگار نے دوسرا جام بھرا کہا لو پیو وہ جام بھی پی گئی اب گھبرائی کہا ارے کوئی مجھکو
آسمان پر لیے جاتا ہی میرا دم گھبراتا ہی یہان شہباز نے مصاحبون سے کہا ارے زمین گیر کہان گئی
لوگون نے کہا خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین گئی ہین شہباز اپنے مقام سے اوٹھا ٹہلتا ہوا قریب
خیمہ کے آیا آواز دی زمین گیر کیا کر رہی ہی سمک نے جو آواز شہباز کی سنی دوسرا انچہ جاک
کرکے بھاگا زمین گیر منھ کے بھل زمین پر گری شہباز دھما کا سنکے اندر آیا دیکھا زمین گیر بیہوش پڑی
ہی خدمتگار ندارد زمین گیر کو ہوشیار کیا پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ تھا زمین گیر نے کہا ارے
بے غیرت مین اسی وجہ سے زمین مین رہتی ہون عیار طلسم کشا کا آیا میری فکر مین تھا مجھکو بیہوش کر کے
نکل گیا تو اپنے کو بچانا مین تو اب مین رہونگی باہر نہ نکلونگی تیری بارگاہ مین وہ عیار بشکل خدمتگار
موجود تھا میرے ساتھ فقرہ کر گیا مین سمجھی تھی خدمتگار ہی نگوڑے نے ایسی شراب پلائی کہ میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہی تو صبح کو میدان مین آئیگا مین زمین سے سحر کرونگی لیکن کیا شکل ہی کہ طلسم کشا
کے پاس لوح طلسمی موجود ہی تحفہ جات موجود ہین ایسے پر سحر کیونکر تاثیر کریگا یقین ہی شفق خونخوار خبر کریگی
کہ زمین مین زمین گیر موجود ہی اگر طلسم کشا نے لوح چمکا دی تو میرا حال کھل جائیگا زمین مجھکو چھوڑ دیگی
اگر کچھ بن پڑے تو شفق کی کوئی تدبیر کر ورنہ حال معلوم ہو جائیگا شہباز کو سمجھا کر زمین گیر غرق زمین
ہوئی شہباز نکلا سمک نے جا کر رستم کو خبر دی کہ شہباز نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو اسکا ارادہ ہی
سرکار سے مقابلہ کرے رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ فیلسوار زرین پوش راہ مغرب کو طے کر کے چرخ زبرجدی
پر آکر ٹہلنے لگا اور لشکر ہمراہی شعاع و ضیا نے اپنا دخل کیا شہباز فیلسوار فیل پر سوار ہوا لشکر کو
لیکر میدان کارزار کی طرف چلا ادھر سے رستم سوار ہوے مگر شفق خونخوار ہمراہ رکاب عرض کر
ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار میدان کارزار مین جو حضور جائین تو لوح سے ہوشیار رہین دمبدم لوح کو
دیکھین یہ شہباز فیلسوار جو میدان مین آئیگا زمین گیر اسکی معشوقہ زمین سے آئیگی یہ فکر کریگی کہ
حضور کا زور گھٹے شہباز کا بڑھے جب حضور دیکھین کہ جسم مین تھرتھری پیدا ہوئی لوح کو سینے سے
اپنے مس کرین ہرچند کہ آپ پر سحر تاثیر نکریگا مگر زمین گیر بلاے روزگار ہی شاید اسکا کوئی شعبدہ چل جاے

اسلیے یہ عرض کرتی ہون کہ حضور کو خیال رہے اگر حضور لوح چمکا دینگے کنیز حاضر خدمت ہوگی مین گرگ سے مقابلہ کریگی آیندہ جیسا کچھ ہو مگر حضور ہوشیار رہین لوح پر خیال رہے بخوبی رستم کو شفق خونخوار نے سمجھایا رستم میدان کارزار مین پہونچے دیکھا کہ شہباز فوجون کو جمار رہا ہی تھوڑے عرصے مین فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی گرگ ٹ کرڑکا کہکر ہٹے شہباز نے فیل بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا تمنے شاداب کو مارا اب اُسکے خون کا بدلہ لونگا میرے مقابلے مین آیئے رستم نے مرکب بڑھایا مقابلے مین شہباز کے پہونچے نگاوزران ہوے لوح کا عکس جو پڑا فیل شہباز و چیخ مارکر پیچھے ہٹا چاہتا ہی شہباز کو پشت سے گرادون مگر شہباز گجاس مارکے روک رہا ہی مگر رستم جب مرکب چمکا کے سامنے آتے ہین شہباز فیل کو ہٹا لیتا ہی شفق خونخوار بنگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ شہباز نے ایک نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا گیارھوین طعن مین رستم نے نیزہ شہباز کا نکالا شہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سواران زرین پوش رستم کی تعریف کرتے جاتے ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای شہریار سبحان اللہ اس طلسم وسیع کی طلسم کشائی آپکی ذات پر موقوف تھی ماشاء اللہ اس مغرور کا کس لطف سے نیزہ نکالا شہباز نے تیغہ کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز بیٹھ پڑا ہاتھی سے کود اکشتی ہونے لگی رستم جو گھوڑے سے کودے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی میدان سے بھاگون شفق خونخوار نے پکار کر آواز دی ای شہریار وہی وقت ہی کہ لوح ملاحظہ فرمایئے زمین گیر کے سحر کی تاثیر ظاہر ہوئی مرکب حضور کا چوکنّا ہو رہا ہی ایسا نہو بھاگ جائے رستم نے فوراً لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ زمین پر دے مارو تب زمین گیر کو تکلیف پہونچیگی رستم نے لڑتے لڑتے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زمین پر دے ماری جیسے ہی کلاہ ہفت گوشہ زمین پر گری ایک دہماکا ہوا کہ زمین تھرا گئی زمین مین غار پڑ گیا زمین گیر نے سر نکالا شفق نے گولہ مارا آواز زمین گیر جست کرکے زمین سے نکلی گولے کو ہاتھ مین تھام لیا پکار کر آواز دی او چھوکری تجھ ایسیون کی مین چوٹ کھاؤنگی یہ کہکے وہی گولہ پھینک مارا وہ گولہ قریب شفق کے آکر پھٹا دھوان آنکھ مین لگا شفق لڑکھڑا کر گری زمین گیر بڑھی کہ سر کاٹ لون رستم کا قلب کانپ گیا شہباز کو ڈھکیل کر ہٹایا آپ جست کرکے قریب زمین گیر کے آئے زمین گیر جو نیمچہ کھینچکر چلی تھی کہ شفق کا سر

کا ٹون وہی نیچہ رستم پر مارا رستم نے لوح سامنے کی چمک اُسکی آنکھونمین پہونچی لڑکھڑا کر زمین پر
گری ہاتھ پاؤن مارنے لگی شہباز جھپٹا کہ رستم کو روکون ایسا نہو زمین گیر کو ہلاک کرین رستم نے
تیغۂ ہفت جوہر کھینچی تیغۂ ہفت جوہر جو چمکا شہباز ڈر کر پیچھے ہٹا رستم نے وہی تیغہ زمین گیر
پر مارا زمین گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا زمین گیر کا کہ اندھیرا ہو گیا شفق زمین سے اُٹھی کہا حضور
ہوشیار رہین دیکھیے شہباز آتا ہے شہباز نے قصد کیا کہ اس اندھیرے مین رستم پر وار کرون
تلوار جو اُسکی چمکی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ شہباز منھ کے بھل زمین پر آیا
رستم نے قبضہ سر پر مار دیا کہ شہباز کا سر پھٹا شہباز بھی برابر زمین گیر کے گرا دونون زن و
شوہر تڑپ تڑپ کے مرے ہمراہیان شہباز نے جو دیکھا کہ لاشۂ زمین گیر و شہباز پڑا ہے
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سواران زرین پوش جو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ بھی دوڑ پڑے
آپس مین مل گئے زرین پوش آج خوب لڑے اور چند ہمراہیون نے جو قصد کیا انکو پکڑ کر
مانع ہوئے کہ بھائیو ہم برحق طلسم کشا کا ہے ہم آج لڑینگے آپ لوگ رفیق قدیم ہین ہمکو حق ادا
کرنے دیجیے سماک نے پوچھا بھائیو تمھین کسنے روانہ کیا تم لوگ کیونکر آئے ایک زرین پوش نے
کہا بھائی جب بانیان طلسم نے اس طلسم کو بنایا تو حکماے اشراقیین نے کہ بانی اس طلسم کے
تھے یہ صلاح کی کہ جب طلسم کشا کہ نسل علی سے ہوگا اور فرزند صاحبقران ہوگا صاحبقران اسکو
کہتے ہین کہ جو پردۂ قاف مین بھی جا کر لڑا ہو جہان لڑے فتح یاب ہو اُسکا فرزند بھی ویسا ہی ہو
جب وہ لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچے تو اُسکے آرام کی یہ تدبیر ہے کہ بارگاہ زر بفتی مین مقام کر کے
بارہ ہزار سواران زرین پوش مع کل سامان تزک ہمراہ رہین ہم لوگ مشتاق تھے کہ کب وہ طلسم کشا
آئین کہ ہم لوگ خدمت مین بھیجے جائین اگرچہ ہم خوب جانتے ہین کہ اہل طلسم ہمارے دشمن ہین
لیکن ہمارا کیا کر سکتے ہین ہم طلسم کشا کے خیر خواہ ہین وہ فلک جلالت کے ماہ ہین سماک نے کہا
بھائیو خدا تمکو جزاے خیر دے ہم لوگ غریب الوطن ہین اپنا حال زبان سے نہین کہ سکتے کیا کیا مصیبتین
اُٹھائین بہ مشکل یہان تک پہونچے انشاء اللہ باغ نسترن سے نکل کر مقابلۂ ہفت پیکر مین
پہونچینگے افسر زرین پوش نے جواب دیا کہ ہم وہان بھی ساتھ ہین تھوڑی دیر مین رستم نے لڑائی
کو فتح کیا کچھ فیلسوار بھاگ گئے کچھ گرفتار ہوئے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے باغ شفق خونخوار مین آئے

شفق خونخوار نے جلسہ آراستہ کیا مہتر سمک بلداقی سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار میں ناشاد رہا — روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا
کیا کہوں ہجر میں دل پر مرے کیا کیا گذری — رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا
راست بازی سے گرفتار علائق نہوا — سرو ساں میں چمن دہر میں آزاد رہا
جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا — اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا
کاٹ ابرو کا کہاں تیغ صفاہانی میں — برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا
لب معشوق ہوے کب ترے تیر نظر — صورت تودہ مشبک دل ناشاد رہا
زندگانی میں تو اغیار تلک تھے سب کے — پر لحد میں مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا
فصل گل ختم ہوئی آئی خزاں اے رعنا — اب نہ گلزار میں گلچین ہے نہ صیاد رہا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ احمر گلگون پوش وزیرزادی ملکہ شفق خونخوار کی آئی مگر گھبرائی ہوئی سمک نے بہ محبت پوچھا کیوں ملکہ کیسا مزاج ہے احمر نے جواب دیا اے مہتر والا گوہر مجھکو گرفتار کر کے پاس سرخ پوش کے لیگئے تھے سرخ پوش نے یہ کہکر رہا کیا کہ جس طرح بنے شفق کو سمجھا کر لاؤ میں حیران ہوں کہ اب کیا کروں اگر باغ سے باہر نکلونگی تو پھر گرفتار ہو جاؤنگی ملکہ شفق کو دیکھتی ہوں کہ محبت طلسم کشا میں چور ہیں یہ میرے کہنے کو کب مانینگی سرخ پوش بر سر راہ ہے اگر اُسکو ہدایت ہو کیا عجب ہے کہ راہ پر آئے ہر چند کہ اُس کو ہفت پیکر نے بڑے آرام سے رکھا ہے لیکن گھبرا رہا ہے شاید اُسنے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر دیکھ لی کہ اُسمیں صاف صاف لکھا ہے کہ کوئی رفیق ہفت پیکر اب زندہ نہ بچیگا اسی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا ہے شفق خونخوار نے یہ سُنکے کہا بوا چلو میں تمہارے ساتھ چلوں باپ کو اپنے سمجھا کر لاؤں اگر وہ سمجھ جائیں تو بہت مناسب ہے اُنکے شریک ہونے سے بہت نفع ہوگا یہ کہکے شفق اُٹھی ساتھ احمر کے چلی جیسے ہی دروازے پر باغ کے پہونچی چند زنگیوں نے گھیر لیا شفق گھبرائی کہ کیا کروں احمر کو دیکھا کہ صورت تبدیل ہو گئی ایک زنگن سیاہ فام سی ہے شفق خونخوار چاہتی ہے بھاگ کر اندر باغ کے جاؤں طلسم کشا کو اپنا حال سناؤں مگر وہ زنگن اسطرح ہاتھ پکڑے ہے کہ کسی طرح ہاتھ نہیں چھوڑتی قضائے کار مہتر سمک بلداقی کسی کام کو اُٹھا تھا اُسنے دور سے پھر کر دیکھا کہ ایک زنگن شفق کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے اور شفق اُداس اپنی زندگی سے بیزار کہ میں اس وقت

کیون باہر آئی کہ جو اس بلا مین پھنسی کہ دیکھا ایک طرف سے سرخ پوش جادو آتا ہی آتے ہی للکار کر
آواز دی ای شفق خونخوار ہمسے ایسی بیزار ہوئی کہ ہماری ملاقات کو نہ آئی ہم صحرا مین فرو کش ہین
تین لاکھ ساحرون کے افسر ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب بلائین تب آنا دیکھین کونسا زمانہ
طلب کا ہو تو لشکر کشی کا سامان کیا جاے ای نور نظر ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمکو بلایا بیرون کو
بھیجا یہ کہکے شفق کا ہاتھ پکڑ لیا زنگس سے کہا تو جا کر طلسم کشا کو لا زنگس نے کانپ کر کہا مین کیو
جس شخص کے ہاتھ سے ماری گئی مین اُس شخص کو لا سکتی ہون میری کیا مجال کہ مین اُنکے سامنے جاون
آپکی صاحبزادی نے خود سمجھا دیا ہی کہ دمبدم لوح ملاحظہ کرتے رہین اتنا طلسم توڑ چلے اُنکو اتنی لیاقت
کیا نہین ہی کہ میرا ارادہ پہچانین اگر لوح دیکھ لین تو غضب ہو جائے سُرخ پوش نے شفق سے کہا
ای نور نظر ہو سکتا ہی کہ طلسم کشا کو بلا کے لاؤ ہم تاب ہو چکاؤ کہ ہم اُنکو گرفتار کرین پاس خداوند کے
لیچلین شاید خداوند اس کشاکش سے نجات پائین اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لین تو مشقت دور ہو
شفق نے گھبرا کر کہا ای باپ یہ مجھ سے امید نہ رکھ کہ مین طلسم کشا کی بُرائی چاہون مجھ سے نہو سکیگا
سرخ پوش نے کہا ہم تمکو صحراے عشرت مین لیچلینگے وہان تباہ رہو گی کسی طرح سے نکل نہ سکوگی
شفق نے کہا تقدیر اپنی جو منظور خدا اگر ہماری تقدیر مین ہی تکلیف ہو اور موت قریب آچکی ہے
تو کوئی صورت رہائی کی نہین سماک نے جب دیکھا کہ سرخ پوش شفق کو لیچلا تو یہ دیوار پھاند کے
باغ سے نکلا چند قدم آگے بڑھ کے سرِراہ سرخپوش کے ٹھہرا سرخ پوش شفق کو سمجھاتا ہوا آتا تھا
کہ کان مین آواز آئی دہائی ہی خداوند ہفت پیکر کی سرخ پوش اُس آواز پر آیا دیکھا ایک نازنین
حسین زخمدار زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی ناک سے خون بہ رہا ہی کان سے خون جاری گورا گورا چہرہ
قطرات خون سے سُرخ ہو رہا ہی دوپٹہ زعفرانی اُس پر قطرات خون زمین پر پڑی لوٹ رہی ہی سرخ پوش
نے کہا ای نیک بخت یہ صحراے ہول خیز ہی تجھ ایسی حسین پر یہ مصیبت کون ایسا جلاد تھا جسنے تیرا
یہ حال کیا نازنین نے کہا میرا شوہر مجکو بیاہے لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر گھیرا پہلے سب سے میرا شوہر
ہی بھاگا باپ بھائی سب بھاگ گئے مجھ بدنصیب کو یکہ و تنہا چھوڑا اُن قزاقون نے پہلے مال لیا
جب نقد آبرو پر متوجہ ہوے تب مین نے بیقرار ہو کر خداوند ہفت پیکر کو پکارا قدرت تو نہین
تشریف لائے مگر ایک شیر کو حکم دیا کہ اُسنے سبکو بھگا دیا شیر دُم ہلاتا ہوا جنگل مین چلا گیا مین دردسے

پڑی تڑپ رہی ہوں کون اُٹھاوے کون خبر کو آوے اب سرخ پوش حیران ہوا کہ ایسی معشوقہ خوبرو
جنگل میں ملے اور اصلی مطلب نہو یہ بھی بدنصیبی ہی ہائے کیا کروں آخر سوچا کہ شفق کو رہا کرو یہ پھر
گرفتار ہو جائیگی مگر یہ جبین نہ ہاتھ آئیگی آخر شفق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہا خدمت طلسم کشا میں جاؤ
پھر ہم بلا بھیجیں گے بے عذر چلی آنا دیر نہ لگانا شفق نے کہا میں جاتی ہوں گی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے
اُڑتی ہوئی چلی باغ میں پاس طلسم کشا کے پہونچی کل کیفیت بیان کی کہا حضور سرخ پوش کو ایک
نازنین نے تسخیر کیا ہی اُسی سے باتیں کر رہا ہی نہیں معلوم وہ کون ہی رستم نے کہا سمک تمہارے
پیچھے گیا تھا شاید وہی ہو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں وہاں سرخ پوش نے اُس نازنین کو اُٹھا
کہا میرے ساتھ چلو وہ مرتبہ دوں کہ تمام عالم کو رشک ہو تمکو خاتون محل بناؤنگا نازنین تھراتی
ہوئی اُٹھی جب قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کے گری کہا صاحب زخموں میں درد ہوتا ہی چلا نہیں جاتا
مجکو یہیں پڑا رہنے دو کوئی شیر بھیڑیا آکر کھا جائے تو میں اس کشاکش سے نجات پاؤں سرخ پوش
نے کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لو تھوڑی دور پر تین لاکھ ملازم اُترے ہیں وہ لوگ دوڑ کر جائینگے
اور محافے کو لائینگے سوار کرکے لیچلونگا یہ کہکے بیٹھ گیا نازنین پشت پر سوار ہوئی بال بچاے باگ کے
پکڑ لیے تھوڑی دور جا کر حلقے کمند کے ڈالدیے نعرہ کیا منم سمک یلدار قی جھٹکا مار کے سرخ پوش
زمین پر گرا گرتے گرتے حباب مار دیا بیہوش کرکے خنجر مارا اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں
سمک سر لیکر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا سر سرخ پوش کا حاضر کیا یہاں صحراے عشرت میں جو
تین لاکھ ساحر اُسنے اُتارے تھے اُنکی ترتیب میں مصروف تھا اُن سب کے کان میں آواز آئی
کشتی مرا نام من سرخ پوش جادو بود سب سر پیٹتے ہوے طرف آواز کے متوجہ ہوے جنگل میں
آکر دیکھا لاشہ بیسر پڑا ہی لباس سے پہچانا آخر لاشہ اُٹھایا روتے پیٹتے قصر عشرت پر آئے
ہفت پیکر کو خبر ہوئی قصر سے نکل آیا دیکھا ایک لاشہ بیسر لیکر آئے ہیں پوچھا ارے اسکو کسنے مارا
کہا حضور یہ کہکے گئے تھے کہ شفق طلسم کشا کے پاس موجود ہی دھوکا نہیں کھانے دیتی ہر ایک مقام پر
ہوشیار کرتی ہی میں جاکے اُسکو گرفتار کر لاؤں ہفت پیکر نے پلٹ کر کہا ارے عشرت خیز ذرا دریافت
تو کرو کہ سرخ پوش کو کس نے مارا عشرت خیز نے کہا حضور وہی عیار طلسم کشا کا بلاے روزگار
ہی طائران سحر نے خبر دی تھی کہ شفق کو گرفتار کرنے گئے ہیں اُسی جستجو میں مارے گئے وہ طلسم کشا کی

ایسی حفاظت کرتا ہی کہ کسی ساحر کا رنگ نہین جمتا ساحر بہت سے گئے ہین لنترن کے نام پر
جان دیتے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر باغ لنترن فتح ہوا ہم لوگ کہان جائینگے جو ساحر
گئے ہین اُنکا حال قدرت کو معلوم ہوگا مین انتظام مین مصروف ہون حکم کیا لاشہ اسکا پھینکدو
سرجوش جادو کو یہ فوج سپرد کرو سرجوش اس فوج کو لیکر اُسی جنگل مین آیا اُسی قصر مین اُترا
فوج کو ترتیب کیا کرتا ہی کئی سو جنگل اسی طرح کے ہین ساحر فوجون کو آراستہ کیا کرتے ہین باغ
مین جب چار پہر رات گذری ستارۂ سحری چمکا شفق نے کہا اب حضور کو بھی تکلیف جنگ ہوگی
باغ لنترن مین چلیے یہ کہکے تخت پر سوار کیا شفق لے اُڑی دور سے وہی باغ دیکھا لنترن محفل مین
بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی ایک گائن خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی۔ **نظم**

ترے ہاتھون سے ناحق خون بہا ہی — یہی کشتون کا قاتل خونبہا ہی
نہین خال سیہ چہرے پہ اُسکے — یہ زنگی حافظِ قرآن ہوا ہی
کمر بھی بحر آفت کی ہی اک موج — جو اُسکی ناف گرداب بلا ہی
چمن سے آئی ہی بوے کباب آج — کسی بلبل کا شاید دل جلا ہی
فراق یار مین دن رات تڑپنا — یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہی
نمک ہی زخم دل پر خندۂ یار — عجب لذت ہی اور طرفہ مزا ہی
کرون کیا وصف زلف و عارض یار — وہ ہی واللیل یہ شمس الضحیٰ ہی
یہ دور آسمان دنیا مین تا نیست — دل دانا کو سنگ آسیا ہی
رخ و زلف صنم کو پھر بھی دیکھین — دعا اپنی یہی صبح و مسا ہی
کہین ہاتھ آئے خاک کوئے جانان — وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہی

شفق نے تخت رستم ایک چمن مین اُتارا لنترن نے دیکھا کہ ایک چمن مین شعلہ اُترا پکارے
آواز دی ای ساکنان باغ موت تم سب کی باغ مین آگئی شاید خداوند تقدیر معقول کرین طلسم کشا
کو گھیر لو اپنے اپنے شعبدے دکھاؤ مین بھی تدبیر کرتی ہون کیا عجب ہی کہ آج طلسم کشا کو گرفتار
کرلون ہر درخت سے طائر ہزارون پیدا ہوے طلسم کشا کے سامنے آ کر گرے غلطکین مار کر
ساحر بنے سحر کرنے لگے رستم ہرچند چاہتے ہین کہ اپنے کو اس بلوے سے نکالون مگر بلوہ

بڑھتا جاتا ہی ہر مرتبہ قریب آتے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لین یہان تیغۂ ہفت جوہر کھنچا ہوا لوح بجائے
سپر کے بائین ہاتھ مین شفق خونخوار گولے مارتی ہی کہ ایکطرف سے صندل جادو کئی لاکھ ساحرون
کو ساتھ لیے ہوئے مع کنیزون کے آئی چاہتی ہی کہ شفق کو گرفتار کرلون لیکن شفق خونخوار سینہ سپر کیے
ہی جب گولہ مارا دس پانچ کو گرا دیا ایکمقام پر صندل نے زمین مین پانون مارے غرق زمین ہو گئی
جیسے ہی یہ غائب ہوئی شفق نے بڑھکر عرض کی حضور لوح ملاحظہ کرین انکے حربون سے حضور ڈرین
کسیکا حربہ آپکے جسم تک نہین آسکتا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جب زمین سے
دھوان نکلے لوح کو زمین پر دے مارو رستم منتظر رہے جیسے ہی زمین سے دھوان نکلا رستم نے
لوح کو زمین پر پھینکا صندل جادو جو زمین مین تھی کسی نے اُسکو اچھال دیا سامنے طلسم کشا کے
گری طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر مار دیا صندل کا مرنا اور درد سر بڑھا کہ صدائین مہیب آئین
شفق کے کان مین آواز آئی کہ ای شفق نخل اسرار تمھارا مشتاق ہی شفق خونخوار نام نخل اسرار
سنکر دوڑی دیکھا کنج باغ مین ایک نخل ہی اُسپر کئی سو طائر بیٹھے ہین منقارین بند پر ڈالے
ہوئے شفق کو جو طائرون نے دیکھا پر سنبھالے منقارین کھولین زمزمہ سرائی مین مصروف ہوئے
اور نخل پر سے اُڑے گرد شفق چرخ مارنے لگے صدائے ہیہات دیتے تھے شفق خونخوار مبہوت
ہوکر قریب نخل کے آئی شاخ نخل پر ہاتھ ڈالا سب شاخون نے ہاتھ بڑھائے شفق کو آغوش مین
لیلیا شفق اُس نخل مین غائب ہوئی شفق کے غائب ہوتے ہی وہ طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
گرد طلسم کشا چرخ مارنے لگے چرخ مار کر طائر غائب ہوئے ایک دناٹا ہوا نخل شق ہوا شفق پیدا
ہوئی قریب رستم آئی کہا ای شہریار مین نے بڑے صدمے اُٹھائے امیدوار ہون ذرا لوح
مجھکو دیجیے رستم شفق کو دوست جانتے ہین لوح کو فوراً گلے سے اُتارا چاہا کہ دے دون مگر
حرفون پر نگاہ جو پڑی نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار نہین ہی صندل کی بہن اخگر جادو ہی لوح اُسکے
جسم سے مس کردو یہ مرے گی تو شفق رہا ہو رستم نے لوح اُتار کر کہا ای شفق لو شفق نے ہاتھ بڑھایا
رستم نے لوح کو اُسکے جسم سے لگا دیا شفق نقلی ہائے کرکے گری زمین پر گرکے تڑپنے لگی نخل پھٹا
اتنے عرصے مین شفق اصلی نمایان ہوئی پکارتی ہوئی ای شہریار آپنے بڑا کام کیا کنیز نے بڑا دھوکا کھایا
اب دن کم باقی ہی جنگ کرتے ہوئے باغ سے نکلے رستم تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے چلے لشکرن

سر پیٹ رہی ہی کہ صاحبو طلسم کشا جاتا ہی بڑھکر اسکو روکو آج بھی دو مصاحبین قتل ہوئین
صندل نے کیا کام کیا خنجر کا شعبدہ کامل چلا لیکن طلسم کشا آگاہ ہوگیا کس حسرت سے اخگر
قتل ہوئی کہ افسوس رہگیا لاکھ جینتی ہی ساحر گرد کھڑے ہین مگر کوئی نہین بڑھتا آخر طلسم کشا لڑتے
بھڑتے در باغ سے باہر آئے کہ نقارے پر چوب پڑی جوانان زرین پوش بارگاہ زربفتی لیے ہوے
موجود ہوے بارگاہ استاد کی چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور شب قریب ہی بارگاہ مین تشریف
لیچلیے رستم مع شفق بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے کہ چوبدار حاضر ہوا عرض کی ای شہریار
ہنگام وحشی ایک دیوانہ مزاج جا بلون کے سرکا تاج برے مقابلہ حضور آیا ہی دروازے پر حاضر ہی
پیغام دیتا ہی کہ مین حضور سے مقابلہ کرونگا اُسکو کیا جواب دیا جائے طلسم کشا نے فرمایا مردے
صاحب جاکر اس وحشی سے کہو جس طرح تجھکو منظور ہو ہم موجود ہین جس طور پر تیرے مزاج مین
آئے وہ تدبیر کر مردے نے جاکر وحشی کو جواب دیا وحشی جھومتا ہوا در باغ لنسترن پر آیا پکار کر
آواز دی ہی پناہ باغ لنسترن مین بحکم خداوند آیا ہون کل طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاونگا
امیدوار ہون کہ سامان جنگ و جدل مرحمت ہو اندر سے باغ کے کئی ہزار جوان جنگی علمہائے
سیاہ ہاتھون مین لیے ہوے نکلے پھریرون پر اُن علمون کے تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد
فوج کی دھوم وحشی کو آکر سب نے گھیر لیا ہنگام وحشی نے کہا تم مین سے ایک شخص خدمت
مین ملکہ لنسترن کی جائے اور عرض کرے کہ غلام کی کیا قدر دانی فرمائی کہ طلسم کشا کو بارگاہ زربفتی
مین اُترنے کا اور میرے لیے خیمہ بھی نہ کوئی بارگاہ وغیرہ روانہ فرمائیے موکلین مین سے ایک نے
جاکر لنسترن سے کہا لنسترن نے کہا وحشی دیوانہ مزاج طلسم کشا جری بہادر صف شکن سب طرح
لوگون سے مقابلہ کرچکا ہی مگر بارگاہ نیلوفری لیجاؤ چند شترون پر ایک بارگاہ لدی ہوئی پھلکو
باغ سے پیدا ہوئی ملازم اُسکو لیکر پاس ہنگام وحشی کے آئے بارگاہ استادہ ہوئی وحشی بارگاہ
نیلوفری مین جاکر بیٹھا ملازمون نے چار طرف سے اُسکو گھیر لیا بارگاہ کو آراستہ کیا گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی چن دین آئینے قد آدم لگائے ایک آئینے پر جو وحشی کی نگاہ پڑی
جھنجھلا کر رونے لگا سب نے پوچھا کیون اے افسر کیا ہی کہا میرے بھائی کو کسنے قید کیا مین کسی
کسی سے باہم کار رکھتا ہون یہ کہکے چوبدست لیکر اُٹھا آئینے پر چوبدست ماری آئینہ چھن سے ٹوٹا

سب آئینے وحشی نے توڑ ڈالے کہا ان سبکو باہر پھینکدو بھائی کو مین نے قید سے چھڑا یا گھر پر
بیٹھا ہوگا مگر ہاتھ پانون اُسکے ٹوٹے سب بجا درست کر رہے ہین ہر ایک کو خوف ہی کہ ہمکو جو بدست
نہ مار دے دیوانہ برہم بیٹھا ہی ایک مصاحب نے عرض کی شراب نوش فرمائیے ایک جنگل اُسکو مار کہا
او نامنعف بھائی تو میرا مصیبت مین ہو اور مین شراب پیون طبل جنگی بجواؤ صبح کو سر میدان طلسم کشا
سے سمجھونگا سارا بدن نوچ کے پھینک دونگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی
طلسم کشا بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے پڑھکر عرض کی وحشی عجب حرکتین کر رہا ہی جو پاس بیٹھے
ہین وہ عاجز ہو رہے ہین خوف سے کانپ رہے ہین مگر وحشی جھوم رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی بڑے غصے
مین بیٹھا ہی انتہا کا لاف و گزاف کر رہا ہی بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہی طلسم کشا نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے اور تیاریان ہونے لگین رات گذر کر جب دیوانہ زرین پوش
جو بدست شعاع ہاتھ مین لیکر زنجیر ضیا ہلاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین
آئے فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کڑ کا کہکر ہٹے تھے کہ دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ تم میدان سے پلٹ جاؤ خداوند تم سے بہت ناراض
ہین یا میرے مقابلے مین آؤ طلسم کشا نے مرکب صف سے نکالا مقابلے مین وحشی کے پہونچے وحشی
نے جمال بیمثال دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا ای آقاے سرخ اگر میری اطاعت
کرو تو تمکو بادشاہ ہفت اقلیم کرون رستم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری صورت کا جوان میرے لشکر
مین موجود ہی جب اُسکو دیکھیگا بخوبی جان جائیگا حربہ کر دیوانے نے کہا مجھکو افسوس آتا ہی ایسا نہو کہ
میری ضرب سے تمکو ضرر ہو رستم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے حربہ کیجیے یہ کہکے رستم گھوڑے سے
کودے للکارتے ہوے طرف دیوانے کے چلے دیوانے نے جو بدست لگائی رستم نے سپر اڑا لگر خالی دی
جو بدست زمین پر آکر پڑی کہ پانی نکل آیا ہاے آقاے سرخ کہکر دیوانہ رونے لگا کہتا تھا میرا آقا
سرخ مارا گیا خاک مین ملا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا ارے تو نے کسے مارا مین تیرا حریف موجود ہون
دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا جو بدست پھینک کر جنگل مارا کہ زرہ مع پوست نوچ لیگیا رستم کے
جسم سے خون نکلنے لگا جھلا کر گردن پر ہاتھ رکھ کے ایک تیغہ مارا کہ سر ہنگام وحشی کا زمین سے مل گیا

دیوانے نے جھلا کر جو سر اُٹھایا شانے پر رستم کے ایک جلت ماری بوٹی منھ مین لیگیا رستم نے
ایک طمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیوانے کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کانپنے لگا جب منھ
کھولتا ہی رستم ہاتھ اُٹھاتے ہین تو وحشی ہاتھ جوڑتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا رستم ہاتھ ہٹا لیتے ہین اسطرح
دیوانہ دو پہر لڑا پہر دن رہے رستم اُسکو ریل کر لے دوڑے چند قدم پر لا کر پٹکہ مارا وحشی کے دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے چاہا نگر قائم کردن رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور
کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کر لیے بگٹے داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے کر کے چرخ دیا کہ دیوانہ
غل مچانے لگا عرض کی آقاے نامدار مین آپ کا عاشق ہون سر سے بلند کر چکے زمین ذلت پر نہ
گرایئے رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا دیوانہ زمین پر کھڑا ہانپ رہا ہی از سرتا پا رستم کو دیکھ رہا ہی
جی مین کہتا ہی کہ اس چھوٹے سے آدمی نے مجھکو کیونکر اُٹھایا معلوم یہ ہوتا ہی کہ مین خود ہی بلند ہوا اور حسرت
جو دل مین آئی پھر لیٹ پڑا رستم نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر رکھا دیوانہ دست بستہ
کہنے لگا کہ آفتاب مین زیر ہوا رستم وحشی کو ساتھ لیکر پلٹے ساتھ والے بھاگ کر باغ مین آئے
شفق نے بڑھکر عرض کی ای شہریار آج کا دن تو ضائع ہوا النسترن عجب طریقے سے دن کاٹ رہی
ہی ایک ہفتہ اُسکے ایام نحس مین اور باقی ہی اگر اُسنے ہفتہ کاٹ لیا تو پھر قتل نہوگی لڑ بھڑ کر
نکل جائیگی آج شب کو باغ مین داخل کیجیے اور غفلت مین اُسکے پاس پہونچیے سماک نے عرض کی
مین صحبت مین جاتا ہون جا کر ہنگامہ ڈالدونگا شفق نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک یلداقی
صورت اپنی بدل کے در باغ پر آیا ایک کنیز کی شکل بنکے اندر باغ کے پہونچا النسترن باغ مین مسند پر
بیٹھی ہی اور ایک گائن خوش آواز بعد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔ نظم

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہو
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

داخل طباق عشاق ہی چہرہ اُس کا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان	آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین	نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

سمک بلا اقی پاینچے سنبھالتا ہوا سامنے لنترن کے ہنستا ہوا آیا کہا واری آج ایک نیا
سامان ہوا لنترن نے کہا ای نرگس کیا ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی لونڈی چمن مین
کھڑی تھی کہ گل کھلکھلا کر ہنسے ایک پھول نے ہنسکر آواز دی کہ ای نرگس ہمسے آنکھ تو ملا جب
سر اٹھایا پھول نے آواز دی ای نرگس قدرت نے فرمایا ہی کہ علم موسیقی مین کمال تمکو دیا گیا
ہی اب تم لنترن کے سامنے جا کر گاؤ مین حاضر ہوئی ہون میرا امتحان تو کیجیے لنترن نے
کہا ہان گاؤ سمک نے اُسی وقت بایان چھیڑ کر یہ اشعار شروع کیے نظم

جو کہ ممسک ہین کسی کو دل مین جا دیتے نہین	زخم باطن تنگ ظاہر کی ہوا دیتے نہین
ساتھ اپنا ماہ تون کے آشنا دیتے نہین	کیا کہا تمنے کہ نالے بھی صدا دیتے نہین
یہ وہی لب ہین جو تھے شب کو لعیب دشمنان	آپ کے بوسے بھی ہمکو اب مزا دیتے نہین
واہ ری مطلب شناسی سنکے چپکے ہو رہے	عرض مطلب مین جواب مدعا دیتے نہین
آپ کے اشفاق اپنی عزتین معلوم ہین	ہمکو پہلو مین بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہین

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ لنترن بیتاب ہو گئی کہا نرگس ذرا آنکھ تو ملاؤ جیسے ہی
سمک نے آنکھ اٹھائی لنترن نے جو نگاہ ڈالی رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت اصلی
نکل آئی لنترن نے کہا اسے لینا کنیز لپٹ گئی سمک نے خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا خنجر نے اپنا کام کیا
کنیزون نے سمک کو پکڑ لیا کھینچتی ہوئین سامنے لنترن کے لائین لنترن نے کہا کیون نگوڑے
موے میرے سامنے عیاری کرنے آیا تھا اسکو جلد قتل کرو کنیزون نے لا کر زیر تیغ بٹھایا اور
خنجر لیکر کھڑی ہوئین شادیانہ مین لگانے لگین کہ آسمان سے اترا ہوا منظم رستم بیلتن تخت سے کود کے
قریب لنترن کے لڑتے ہوے پہونچے پہلے کنیزون کو قتل کیا لڑتے ہوے سامنے لنترن کے پہونچے
لنترن نے کئی گولے مارے مگر رستم پر کسی گولے نے تاثیر نہ کی آخر آگ برسائی اُس آگ نہ بجھ [illegible]
دکی شفق خونخوار سحر کر رہی ہی کئی گولے لنترن پر مارے لنترن سحر کو شفق کے لب ماتی ہی ہنس پڑی گولے
پھینک کے گرا [illegible] مسکرا رہی ہو [illegible] نام سے سحر [illegible] ہی لنترن نے دیکھا کہ طلسم کشا مجمع [illegible]

لڑ رہی ہی دس پانچ کنیزین بیچ مین ہین انکو قتل کر کے مجھ تک پہونچیگا ای لنسترن جان بچاؤ ایک جھلکی خاک
کی اُٹھا کر اپنے سر پر ڈالی جھپٹ کر رستم کے سامنے آئی پنجہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا کلاہ
ہفت گوشہ کا عکس فی الفور شفق پکار رہی ہی کہ ای شہریار لنسترن نکل گئی اب کدو کاوش بیکار ہی مگر رستم
نے ہاتھ مارا لنسترن نے سر آگے کر دیا سپر سحر بھی اُٹھائی مگر تیغہ چمک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر اسکے کلے جبڑے کو
کاٹا لنسترن کے برابر دو ٹکڑے ہوے کنیزین سب بھاگین رستم سمجھے کہ لڑائی فتح کر لی سواران ہین تو
اندر باغ کے گھس آئے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے رات کی جنگ آپ کے واسطے مقرر نہین کی
ہی رستم ساتھ سوارون کے بلٹے سب تو خوش ہین مگر شفق سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہین دیتی
رستم نے پوچھا کیون شفق پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ لنسترن ایسی ساحرہ قتل
ہوئی شفق نے کہا حضور وہ نکل گئی بڑے غضب کی ساحرہ ہی جب آپ لڑنے لگے وہ سمجھی کہ
آج قتل ہو جاؤنگی اُسنے اپنی ایک ہمشبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گئی دیکھیے اب ظہور ہوگا بارگاہ
زربفتی مین تشریف لیچلیے کنیز کو بڑا قلق ہی کہ مین نے اپنے کو عین وقت پر پہونچایا سماک قتل ہو جاتا
سماک کو تو آپ نے البتہ بچا لیا سماک نے عیاری کی تھی مگر رنگ روغن چہرے کا اُتر گیا آخر گرفتار ہوا
اُسنے چاہا کہ اسی وقت قتل کرون مین نے حضور کو پہونچایا اگر حضور صاحب لوح نہوتے تو گرفتار کر لیتی
مگر لوح سے کسی کا زور نہین چلتا ہفت پیکر یہی تدبیرین کر رہا ہی کہ لوح و تحفہ جات قبضے سے طلسم کشا
کے نکال لو اب دیکھیے لنسترن کس دھوم سے آتی ہی وہ قلیل رات انھین باتون مین گذری ستارہ سحر کا
آسمان پر چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھے رستم نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہی وحشی سامنے ٹہل رہا ہی
زنجیرین ہلا رہا ہی غل مچا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان شیر پر سوار پشت پر سات آٹھ
لاکھ فوج دو رکابے مرکب زیر ران بصد عظم و شان سب گھوڑے چمکاتے ہوے چلے آتے ہین آگے
جو سب کے افسر ہی شیر پر سوار ابروے خمدار پر بل پڑا ہوا شیر کو اُڑاتا ہوا مقابل رستم مین پہونچا
اور پکار کر آواز دی ای رستم بس سرکشی موقوف کرو سامنے سے ہمارے لشکر کو ہٹاؤ کن جوانان
زرین پوش پر غرور نکرو ابھی بارگاہ زربفتی لوٹ لونگا دیوانہ جو کھڑا تھا بہمن شیر سوار کا لاف و
گزاف فتنہ گر جو بدست ہلاتا ہوا بڑھا آواز دی او خر دمنڈے آقاے نامدار سے آنکھ ملاتا ہی مجھ سا
جس شہریار کا رفیق ہو اُس سے کون بات کر سکتا ہی مین آتا ہون تجھکو سزا دیتا ہون رستم نے

آواز دی ای دیوانے کہان جاتا ہی دیوانہ کب مانتا ہی چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا خبردار خبردار کہکے
چوبدست لگائی بہمن شیر سے کودا چوبدست کے تلے پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے جو دیکھا کہ چوبدست
ہاتھ سے نکل جائیگی خود چوبدست چھوڑدی بہمن پر ایک چنگل مارا کہ زرہ و پوست جسم نوچکر لیگیا
بہمن کے جسم سے خون کے تراڑے بہنے لگے بہمن جھلا کے لپٹ پڑا دیوانے نے چلکت ماری شانے
کے گوشت کا لوتھڑا کاٹ کر کھا گیا بہمن شیر سوار اور دیوانے کے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہین کہ بہمن ہر مقام پر زیادتی کرتا ہی ایک مقام پر دیوانہ بہمن کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پر لا کر پٹکہ مارا دونون گھٹنے بہمن کے آشنا بہ زمین ہوے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور
کیا لنگر بہمن کا نہ اٹھا تھا کہ ہاتھ دیوانے نے ہٹا لیا بہمن بل کر کے اٹھا دیوانے کو بدل کر
لے دوڑا دس بارہ قدم پر لا کر پٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے بہمن نے کمر مین
ہاتھ ڈال کے زور کیا دیوانے کو اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا مشکین باندھ کر دیوانے کو لیگیا لا کر قید کیا کہا
صاحبو ہمارے رفیق یہ طلسم کشا کو بڑا ناز تھا مین نے اسکو زیر کیا اب طلسم کشا کو بھی زیر کرونگا یہ کہکے حکم
دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی بجا خبر رستم کو پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری وہ وقت آیا کہ شاہ خاوری نے بسر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا کو حمائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا
دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین بہمن دیوانے کو
زیر کر کے بہت بلبلا یا ہی جیسے ہی نقیب نقابت کر کے ہٹے بہمن نے شیر کو بڑھایا سلحشوری دکھائی اور
خوب غرق عرق ہوا دونو نکے سرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی
ای طلسم کشا میرے مقابلے مین آؤ تمھارے رفیق کو تو زیر کر کے لیگیا رات بھر دیوانے نے غل مچایا
زنجیرین ہلا رہا ہی تمکو بھی اسی کے پاس پہونچاؤن قید کرون یہ سنکر رستم نے مرکب صف سے نکالا
جوانان زرین پوش نے علمون کو جلوہ دیا جب رستم سامنے بہمن کے پہونچے مشہور رہی کہ مرکب
بوے شیر سے بھاگتا ہی شیر نے دھڑ کا مارا مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا رانون مین رکھ کے مسلا مرکب استر بالا کبود سا پسلیان جو اسکی کڑکین مجبور ہو کے شیر کے
منھ کے سامنے کھڑا ہوا بہمن نے کہا او رستم حقیقت مین تم اپنے زمانے کے رستم ہو جن پہلوانون کو

تم نے مارا اور زیر کیا اُنسے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا مگر مین بلاے طلسم ہفت پیکر کہلاتا ہون قہر
خداوندی میرا لقب ہی دیکھا تمنے کہ تمھارے رفیق کو کیونکر زیر کیا ایک جوان حبشی کہ اُسنے میری
بوٹیان کاٹ ڈالین مگر مین نے ضبط کیا مجھ سے مقابلہ نہ کرو پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای بہمن ہم تمھارے
خداوند کے مقابلے مین جاتے ہین ہم لوگون نے تمھارے خداوند کو بھگایا پھر اُنکے قہر سے کیا خوف ہی
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا حربہ کرو کہ تمھاری جرأت دیکھین جو پہلوان مقابلے مین آئے تمسے زیادہ
کہلائے مگر اُنکو بھی زیر کیا تمھارے خداوند پر لعنت کرتے ہین مکار جعلساز شعبدہ باز اِن لفظون پر بہمن
بہت جھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا پھر کاوِل نیزہ چلا لوح کو بھی جنبش ہی رستم
دیکھتے جاتے ہین کہ یہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا جو بند باندھا اُسنے کھولا آخر رستم نے گھوڑے کو اُڑایا
ہاتھ کو گردش دیکر بند صاحبقرانی باندھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا سواران زرین پوش
نے کلاہین اچھالین آواز دی ای طلسم کشا سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ نکالا بہمن مثل ابر کے
گرج گرجا کہا رستم تمنے غضب کیا کہ دو دریا کے لشکر دیکھ رہے ہین تمنے نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن
نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغۂ بے دریغ سے کام لیتا ہون جسکا وار کبھی نہین رُکا نہ رُک
سکیگا دیکھون کونسا فن صرف کرتے ہو رستم نے کہا وہ حافظ حقیقی بچائیگا یہ نام سُنکر بہمن بہت ہنسا
کہا ای رستم یہ نام جو تم لیتے ہو یہی سب نام ہمارے خداوند کے ہین لغت مین فرق ہو تم اللہ و رحمان
کہتے ہو ہم ہفت پیکر کہتے ہین اگر اعتقاد کرو تو بجز ظہور قدرت دیکھو رستم نے کہا ہم بخوبی پہچان چکے
شعبدون کا عالم ہی تم ایسے سیہ قلبونکا ناظم ہی بہمن یہ سُنکے جھلایا کہا ای طلسم کشا اس تلوار کا وار کبھی
خالی نہین گیا یہ کہکے ہاتھ مارا رستم زیر گلہاے سپر غنچہ ہوے تلوار کو روکا صاف بے آسیب پیر وار کو رد کیا رستم نے
ہاتھ تیغۂ کیستان کا مارا بہمن نے کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپسمین کشاکش کے
زور ہونے لگے بہمن کا شیر گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا اشتر مالا کیو دفرانے بھرتا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا
ہی کہ دونون ٹانگین سر پر شیر کے رکھدون شیر دھڑ و کا مار کر سامنے آیا اشتر نے منھ سر پر شیر کے ڈالدیا شیر
کا سر چبا ڈالا اتنے رستم بھی گھوڑے سے کود ے بہمن کو بہت ناگوار ہی جب کشتی ہونے لگی تو بہمن وہ
پیچ باندھتا ہی کہ جس کا توڑ نہین خلق ہوا مگر رستم اُس پیچ سے نکلتے ہین سواران زرین پوش تعریفین
کرتے ہین کہ ای طلسم کشا سبحان اللہ کیا توڑ کیا ہی بہمن کو دنگ کردیا ہی رستم نے پیچ باندھا بہمن نے

توڑ کیا آپس مین بڑے زور و شور کے ساتھ کشتی ہو رہی ہی جہان اٹک کر گھڑی دو گھڑی لڑتے ہین
ایسا پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تپلے بنجاتے ہین تین پہر اسی طور پر بہمن لڑا آخر وقت رستم زیادتیان کرنے لگے
اب بہمن اپنی زندگی سے تنگ ہی دل کو طرف ہفت پیکر کے رجوع کیا ہی اکثر زبان سے پکار اٹھتا ہی
یا خداوند ہفت پیکر مین طلسم کشا کو ایسا نہ سمجھا تھا جان میری بچائیے روز سیہ غلام کو نہ دکھائیے
اگر زیر ہو گیا تو اپنی جان دیدونگا قدرت کو جا بدنام کرونگا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا رستم نے دونون
مونڈھے بہمن کے تھامے چھاتی مین سر اڑا یا ریل کرکے دوڑے مگر بہمن رکتا ہوا آتا ہی دس بارہ
قدم تک رستم لائے ایک مقام پر آکر جا بہکا ہارون دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موش خانہ تھا
گھٹنون تک زمین مین پیا رستم اتر گئے بہمن نے ہلہ مارا کولہ رستم کا اتر گیا اسی حال مین بہمن نے رستم
کو گرا دیا رستم کو غش آگیا بہمن چھاتی پر سوار ہوا اور رستم کی مشکین باندھ لین سواران زرین پوش
نے بہت غل مچایا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی بہمن نے کچھ جواب نہ دیا رستم کی مشکین باندھے ہوئے
میدان کارزار سے پلٹا بارگاہ مین آکر کولہ بٹھایا مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون سے کہا ملکہ
لنسترن باغ سیماب مین میرا انتظار کر رہی ہونگی اگر تم سب کی رائے ہو تو قید طلسم کشا کی طرف باغ
سیماب کے لیچلون سبنے کہا بہت مناسب ہی لوح گلے سے بہمن نے اتار لی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان سب چیزون کو اپنے قبضے مین کیا رات کو رستم و دیوانے کو ادابے
پر ڈالا طرف باغ سیماب کے چلا سواران زرین پوش بارگاہ لیکر رنجیدہ و کبیدہ طرف صحرا کے روانہ
ہوئے صبح کو شفق جو اٹھی ہرکارون نے خبر دی کہ بہمن رستم کو طرف باغ سیماب کے لیگیا شفق بھی
چند لوگون کو ساتھ لیکر چلی بہمن اس شب تیرہ و تار مین نکلا رات ہی رات دس بارہ کوس تک
نکل گیا لنسترن کو عرضی لکھی کہ غلام آپ کا طلسم کشا کو لاتا ہی لنسترن نے جو عرضی پڑھی خوش
ہو گئی کہا دیکھو صاحبو قہر خداوندی سے طلسم کشا کو سر میدان زیر کیا مین خود چلونگی صحرائے غولان
مین چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی کنیزون سے کہا ارے دریافت تو کرو وہ نگوڑے سوار زرین پوش
کہان گئے کنیزین آگے بڑھین لنسترن خود سوار ہوئی ساٹھ ستر ہزار ساحر اسکے ساتھ ہوئے لنسترن
چلی صحرائے غولان مین جو آکر پہونچی ادھر سے بہمن تنتا ہوا پہونچا رستم ادابے پر سوار ہین دیو
ادابے پر بیٹھا ہوا بہمن کو گالیان دے رہا ہی کہتا ہی او نامرد میرے قریب تو آ ہتھکڑیون سے

تیرا سر پھاڑ ڈالونگا بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگا اگر چھوڑونگا تو مزا جرأت کا دکھاؤنگا تو نے آقا کو بیکر گرفتار کیا بہمن نے اسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی کہ آسمان پر ایک ابر گلنار ظاہر ہوا اُس سے خون برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ جل گیا کئی سو جوان مرکر گرے بہمن گھبرا رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا نسترن طائر زرین بال پر سوار وہین سے پکارتی ہوئی آئی ای پہلوان زمان یہ قہر خدا تو ہفت پیکر کیا کارنمایان کیا ہی بہمن نے کہا ای نسترن بچائیے یہ ابر گلنار جو چھایا ہوا ہی تڑپ کے گرا چاہتا ہی سبکو پامال کرے مین ہر چند چاہتا ہون روکون خون برس رہا ہی نسترن نے پکار کر آواز دی ای شفق مین نے تجھکو پہچانا اپنے دھگڑے کیواسطے بڑی کوشش کر رہی ہی یہ کہکے گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا شفق ہاتھ ہلا رہی ہی نسترن نے اشارہ کیا کہ شفق زمین پر آئی آپس مین دونون کے سحر چلنے لگے شفق چاہتی ہی کہ جست کرکے قریب طلسم کشا پہونچون قید سے رہا کردون نسترن بڑھنے نہین دیتی پکار کر نسترن نے آواز دی ای شفق خونخوار ہم سے حال تو اپنا بیان کرو کہ کس رنگ مین ہو شفق کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اوبل آئین پکار کر کہا ای نسترن یہ چند اشعار پڑھتی ہون اُنھین سے حال دریافت کر لو یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگی ؎

نہ یادِ دہان وکمر جائیگی
چڑھی ہی یہ نادی اُتر جائیگی
نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہین
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
رسائی سے اُسکی یقین ہوگیا
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی
سن او گل بہت منھ نہ چڑھ یار کے
تری بات بھی نامہ بر جائیگی
بس اب آپ تشریف لیجائیے
ٹھہرنے ٹھہرنے ٹھہر جائیگی

یون ہی عمر اک دن گذر جائیگی
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی
بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
وہ زلف ایک دن نا کمر جائیگی
چلے جائینگے دم بخود نا گزیر
یہ تھوڑی سی عزت اُتر جائیگی
چھپانا دوپٹے سے منھ جا بیجا
جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی
پری زادنے کوئی تسخیر کی

بہے کب تلک چشم تر جائیگی
طبیعت مین سمجھا تھا بھر جائیگی
موے پر بھی آنسو بہینگے یون ہی
اجل دیکھکر مجھکو ڈر جائیگی
چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
لیے وحشت دل جدھر جائیگی
نکرنا تو اُس سے سوال و جواب
یہ عادت کب اے سیمبر جائیگی
طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
پرستان تک یہ خبر جائیگی

یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے نسترن کے پہونچی نسترن نے کہا زبان مین سوزن دو کہ گستاخی

اسکی موقوف ہو شفق نے زبان مین سوزن دی لنسترن نے ہتھکڑیان بیڑیان پیش کین شفق نے وہ ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہن لین لنسترن نے کہا انکو لیجا کر قید کرو پھر سے ایک خیمہ استادہ کیا اسمین رستم کو اور ہنگام وحشی کو اور شفق کو قید کیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی وہ امین استادہ ہوئین وہ جو خود لنسترن آئی تھی بارگاہ مین آکر بیٹھی کہتی ہو جلدی کرو قتل طلسم کشا مین دیر نہو لوح طلسمی و ہر سہ تحفہ جات لیکر اپنے پاس رکھے اندر سے بارگاہ کے نکلی اشارہ کیا کہ قیدیون کو لاؤ رستم کو مع ہنگام وحشی و شفق خونخوار کے کشان کشان سامنے لنسترن کے لائے لنسترن نے پکار کر آواز دی انکو زیر تیغ بٹھاؤ جلادون کو بلاؤ تین جلاد حاضر ہوئے تینون قیدیون کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے اے قیدیو جو کھانا ہو کھالو جو پینا ہو پی لو وقت قتل تمھارا قریب آیا یہ کہکے گردنون پر کوئلے کا خط کھینچا سمک یلداقی گوشے سے دیکھ رہا ہی اپنے آقا کی غربت پر رو رہا ہی خدا سے دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ اے کارساز اے بندہ نواز اے سمیع و علیم اے رب کریم رحم اپنا شریک کرکے آقا نامدار کو اس آفت سے بچا لے

یارب توہی سامع دعا ہی
مالک خالق شفیق ہی تو
تو واہب و رازق و امین ہی
صادق راحم کریم ہے تو
لا علم لنا علیم تو ہے
موسیٰ کو دکھائی شان تو نے
طوفان سے نوح کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی

یارب توہی غافر خطا ہی
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت
تو وارث و باعث و معین ہی
توہی ہو قوی توہی ہو قادر
حادث ہم سب قدیم تو ہی
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت
ادریس کو خلد مین بلایا
تو باقی و قائم و توانا

حاضر ناظر رفیق ہی تو
ہر شی مین ہو تیرا نور قدرت
حاکم عادل حکیم ہی تو
توہی اول ہو توہی آخر
یوسف کی بچائی جان تو نے
بخشی آدم کو تو نے جنت
زیبا ہے تجھی کو کبریائی
تو ذوالمنن و کبیر و دانا

جلاد چاہتے ہین کہ قتل کرین لنسترن نے وہ حکم دیے شفق خونخوار کی آنکھون سے دریا جاری رستم کے جمال کو دیکھکر افسوس کر رہی ہی کہتی ہو اے فلک کج رفتار و دے گردون غدار کیا تو نے کج روی دکھائی ایسا شیر دلیر فرزند رشید صاحبقران صاحب عظم و شان سارے دربند فتح کرتا ہوا یہان تک آیا کیسے کیسے پہلوان مارے یون بے کس و بے بس ہو کے قتل ہوتا ہی اے کارساز

اسکو بچالے کاش میری آنکھیں کور ہوتین کہ مین اس آفت کو نہ دیکھتی کبھی جلاد کو پکارتی ہی کہ
ارے پہلے مجھے قتل کر نسترن کو گالیان دے رہی ہی کہتی ہی او مکارہ اگر خدا نے فضل کیا اور
اس شیر نے رہائی پائی تو بہمن کی جان نہ بچیگی سب مین مشہور کرتا ہی کہ مین نے سر میدان زیر کیا اُسکی
کیا مجال کہ سر میدان رستم کو زیر کرتا او نامرد کیا اکڑتا پھرتا ہی تجھ ایسے صدہا پہلوان اس شیر نے مارے
تیری کیا حقیقت ہی کہ جو تو رستم کو زیر کرتا اُنکا کولہ نہ اُتر جاتا تو تیری کیا مجال تھی کہ اُس شیر پر ہاتھ
ڈالتا سارے لشکر والے جمال رستم دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آفتاب عالمتاب
آسمانی غروب ہوتا ہی نسترن حکم دے رہی ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو اور بہمن کھڑا ہوا اکڑ رہا ہی کہتا
ہی مین نے وہ کام کیا کہ کل اہل طلسم پر احسان کیا بلکہ قدرت پر احسان کیا شفق نے پکار کر آواز دی
او جلاد صاحب بیداد پہلے مجکو قتل کر رستم پر ہاتھ نہ اُٹھا مگر جلاد تیغہ کھینچکر چلا قصد کیا کہ قتل کرون
رستم نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر افسوس ہی
کہ نامرد کے ہاتھ سے موت ہماری لکھی تھی اس مقام پر بے کس و بے بس ہوکر قتل ہوتے ہین تو مدد
کر اس بلا کو رد کر رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین شفق خونخوار کی بیقراری سمک کی اشکباری
اسوقت لشکر مین بھی ایک ہنگامہ ہی ہر اہل دل رو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی سب نے دیکھا ایک نقاب دار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی
شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ عیار کی نگاہ پڑی رستم کو زیر تیغ دیکھا اُسنے بڑھ کر نقابدار سے عرض کی کہ حضور
رستم نوجوان قتل ہوتے ہین کسی وجہ سے گرفتار ہو گئے وہ دیکھیے سامنے جلاد خنجر مارا چاہتا ہی
نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحجر کمان مین پیوست کر کے تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ
جلاد پر پڑا جلاد دھم سے زمین پر گرا نقابدار تلوار کھینچ کے آپڑا نسترن نے دیکھا کہ نقابدار
نے لشکر کو پامال کر ڈالا خیمے جو استادہ تھے گرائے بارگاہو نکی طنابین کاٹین صدہا اسمین دبے
بارہ ہزار جوانان صف شکن شمشیر زنی کر رہے ہین ساحر سحر بھولے کوئی مقابلے مین نقابدار کے
نہین جاتا اگر کسی ساحر نے سحر کیا باز سفید نے جھپٹ کر اُس سحر پر پر مار دیا وہ سحر الٹا پلٹ کر
سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذر گیا ہزارہا ساحرون کو باز سفید نے
پامال کیا نقابدار اسم اعظم پڑھتا ہوا آتا ہی لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب رستم کے پہونچا

کہ لسترن نے ساحرون سے کہا ارے نقابدار کو روکو ساحرون نے صف باندھی لیکن سماک
بلند قی جو گوشے سے دیکھ رہا تھا جب نقابدار نے جلاد کو مارا تو اسنے بڑھ کر حقہ آتشبازی اغا
مجمع سواران مین قین بین کی آواز بلند ہوئی مرکبون مین دولتیان چلنے لگین سماک گھوڑون
کے پیٹ کے نیچے سے ہوتا ہوا ایک گولہ لوہے کا ہاتھ مین کہتا ہوا جاتا ہی کہ ہٹو مین جا کر طلسم کشا
کو قتل کر ڈالون ایسا نہو کہ رہا ہو جاے ساحر جانتے ہین کہ یہ ہماری طرف کا ہی ہٹ جاتے ہین
اسطرح سماک گرتا پڑتا قریب رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار سنبھل کر بیٹھیے غلام آپ کا
آپہونچا رستم نے دونون ہاتھ اُٹھائے سماک نے نیمچہ مارا کہ ہتھکڑی کٹی اب رستم نے خانہ زور
مین آکر قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا ایک جوان قریب کھڑا تھا بڑا پہلوان تھا
اُسنے رستم پر ہاتھ مارا کہا او قیدی کیا تو زندہ بچکر جائیگا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
لیلی کی اُس پہلوان نے خنجر مارا رستم نے تلوار بائین ہاتھ مین لی داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ
کہ سر اس خود سر کا اُڑگیا رستم نے بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب کیفیت
علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شو + با شندی
کا فران بھیا او بہمن نامرد اب تو میرے سامنے آ سماک نے بڑھ کر ہنگام وحشی کی ہتھکڑی کاٹی
دیوانہ نے ستون ایک خیمہ کا لیلیا اُسکو گھمانے لگا بہت سے لوگون کے سر پھٹے کسی پر جنگل مارا
گوشت پوست نوچ کر پھینکدیا اب سماک گرتا پڑتا قریب شفق کے پہونچا زبان سے سوزن نکالی
شفق جو اُٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کبھی برق بنی آڑی ترچھی گری کئی سو کے سر اُڑا دیے لسترن
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نقابدار پر آگ برسائی نقابدار نے اسم اعظم پڑھا سحر اُلٹا پلٹا صدہا ملازمان
لسترن جلے فریاد کرتے تھے کہ ای لقاے عالم اس آگ کو روکیے اس آگ نے کلیجہ جلا دیا اپنے لشکر کو
آپ نے خاک مین ملا دیا سمجھ کے سحر کیجیے مگر رستم لڑتے بھڑتے چلے کہ دیکھا طرف سے پہاڑ کے گرد
اُڑی بارہ ہزار سواران زرین پوش تلوارین کھینچے آگئے رستم کو بچاتے جاتے ہین پہلوانون کو
گھیر کر سامنے کر دیتے ہین جو سامنے رستم کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا پہلوان قتل کیے آخر بہمن
یہ کہتا ہوا چلا کہ ای رستم زیادہ سرکشی نکرو میرے مقابلے مین آؤ لطف جرأت دکھاؤ رستم نے جو
آواز بہمن کی سُنی انتہا کا غصہ آیا اس عرصے مین ملازمین بھی پہونچ گئے تیغہ کپتان پاس رستم کے

آیا اُس تیغ کو چمکاتے ہوئے چاہا کہ سامنے بہمن کے پہونچون اُدھر سے علمدار لشکر کفار کا ہاتھی پر سوار لشکر کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی رستم نے جو علمدار کو دیکھا مرکب چمکایا دونون ٹاپین مرکب نے مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پہ روکا روک کر ہاتھ مارا مع علم مع علمدار مع ہاتھی کو کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا کافرون کے جی چھوٹ گئے بہمن اس شوکت کو دیکھ کر تھرا گیا رستم مجمع کو متفرق کر کے سامنے بہمن کے پہونچے کہا اب وار کر قضا تجھکو بلا رہی ہی ہوا جہنم کی آرہی ہی بہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف پہ آسیب سپر تلوار کو روکیا جیسے ہی تلوار مار کر بلیا رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کیبتان دست زبردست رستم جیسے برق تڑپ کر پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود کو کاٹ کر سراسر کلے دو جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب گذر کر خرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا زین کو کاٹا نمدزین کو کاٹ کر سپر کو گینڈے کی دو ٹکڑے کیا زمین مین تلوار نے آکر بوسہ دیا مع گینڈے بہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر کی جو نگاہ پڑی بدحواس ہو گئی پریزاد آشنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی کہ اے دلگیر لینا دل پر قبضہ کر ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ گنگناکر یہ اشعار گاتی ہوئی آئی۔ نظم

کیا ہوا یار جو آنکھون سے نہان رہتا ہی
ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہی

حسن اور عشق مین آخر یہ ہوئی یکرنگی
مجھکو غش رہتا ہی اُنکو خفقان رہتا ہی

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی
زخم بھر آتا ہی پر اُس کا نشان رہتا ہی

قول ہو پیر مغان کا اسے سب یاد رکھین
تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہی

روے انور پہ عبث ڈالتے ہین آپ نقاب
کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہی

سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز
اُسکا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہی

رستم زال کے اقبال سے ہوتا ہی ثبوت
نام سے مرد کا دنیا مین نشان رہتا ہی

اک پریزاد کے دیوانے ہین ہم مدت سے
عقل کہتی ہی کسے ہوش کہان رہتا ہی

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

جیسے ہی رستم کے قریب آئی اور رستم نے جب بہمن کو مارا قصد کیا کہ لنسترن برجا پڑدن لنسترن نے جو دیکھا کہ وہ نازنین قریب پہونچی رستم مبہوت ہو کر طرف اُسکے متوجہ ہوے بلکہ پکارنے لگے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا قریب آؤ گل کس کے گلستان کی ہو دوسے نقابدار نے جو دیکھا کہ رستم کے پاس لوح نہین ہو اُس نازنین نے گاگردن رستم الٹا دیا وہین سے باز سفید کو اشارہ کیا باز سفید اشارہ سمجھا تڑپ کر قریب رستم آیا گرد سر چرخ مارنے لگا یا تو رستم اُسکے جمال کو دیکھ رہے تھے چاہتے تھے گھوڑے سے کود کر اُسکے قریب پہونچون یا مرکب کو روکا مگر باز سفید گرد سر چرخ مار رہا ہو اس عرصے مین نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا قریب رستم پہونچا شانہ پکڑ کے فرمایا ای بہادر دوران ای رستم زمان ماشاء اللہ کس جرأت سے بہمن کو مارا مگر ہوشیار رہو اسقدر نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ رستم کے حواس درست ہوے چالاک وچست ہوے ادھر شفق خونخوار نے دور سے دیکھا وہ نازنین رستم کے سامنے سے نہین ہٹتی آنکھین ملا ملا کے اشعار پڑھ رہی ہو وہین سے تڑپی برق بنکر گری اُس نازنین کے دو ٹکڑے کیے مرنا تھا اُس نازنین کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین شفق تلوارین برسانے لگی لنسترن نے جو دیکھا کہ شفق کے سر نے قیامتین برپا کی ہین جھپٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا کہ شفق لڑکھڑا کر گری لنسترن بڑھی کہ اسکا سر کاٹ لون اگر شفق خونخوار قتل ہو جائے تو طلسم کشا کا گرفتار کرنا کچھ بات نہین ہی تیغہ چمکاتی ہوئی چلی شفق نے جو اپنے کو بے کار دیکھا پکار اٹھی ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے جو شفق کو اس حال مین پایا گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کر قریب شفق کے آیا گھوڑے سے کود پڑے لنسترن نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ رستم بھی اُسی مقام پر گرے سماک نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی برابر شفق کے پڑے تڑپ رہے ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑ پڑا پکارتا ہوا کہ بی بی مین دونون کے سر کاٹے لیتا ہون آپ نہ تکلیف فرمائیے جیسے ہی سامنے لنسترن کے سماک پہونچا لنسترن نے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا فوراً رنگ وروغن چہرے سے اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی لنسترن نے آواز دی او ناعیار مکار و غدار اپنی صورت تو دیکھ ساحر بنکر آیا تھا میرے سامنے عیاری اشارہ کیا کہ سماک بھی اسی مقام پر گرا اب تو

یہ باطمینان چلی سواران زرین پوش نے جو یہ حال رستم کا دیکھا پکار کر آواز دی ای
نقابدار بہادر دشمنان رستم کا خاتمہ ہوتا ہی عیار نے بھی اپنی کی مگر وقت انقلاب ہی اب
اُنکے معین و مددگار ہین نقابدار نے دیکھا کہ بیچ مین مجمع ساحران ہی سب مجبور ہو کر رہے
ہین اور لنسترن قریب رستم پہونچا چاہتی ہی دیکھا نقابدار نے کہ مین وہان تک نہ پہونچ سکونگا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم ورد زبان
کر کے لنسترن کو تاکا تاک کر تیر مارا سینے پر لنسترن کے پڑا توڑ کر مُہرۂ پشت کو پار گذرا لنسترن
چرخ مار کر گری ہاتھ پانون زمین پر مارنے لگی جب ہاتھ زمین پر دے مارتی ہی شعلہاے
آتش منھ سے نکلتے ہین وہ شعلے اُسی پر گرتے ہین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی ایک
آندھی سیاہ اُٹھی رونے کی آواز اُس آندھی مین تھی آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو
بود سمک نے جھپٹ کر جھولی سے لوح و تحفہ جات نکال لیے لوح گلے مین رستم کے ڈالی کلاہ
زیب سر کی زرہ پہنائی تیغہ ہفت جوہر قبضے مین دیا اب رستم اپنے مقام سے اُٹھے نقابدار
نے جو دیکھا کہ لوح گلے مین رستم کے آئی لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم ماشاء اللہ اس
طلسم وسیع مین لڑنا تمھارا ہی کام تھا سب نوجوان لڑتے بھڑتے آتے ہین ہرچند کہ مجکو امورات
ضروری سے مہلت نہین لیکن سب فرزندان صاحبقران کی خبر رکھتا ہون جہانگیر والا تدبیر
نے کارہاے نمایان کیے بڑے زور شور سے آتے ہین صاحبقران زمان ایک طرف
آوارہ ہین مگر رخ سب کا اسی جانب ہی سب کو یہی منظور ہی کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچائین مگر ہفت پیکر بھی سامان لشکر کشی کر رہا ہی اتنی بڑی فوج سے آپکے مقابلے مین
آئیگا کہ چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر جائیگا مگر آپ کے سردار و فرزندان عالی وقار
بڑے زور و شور سے آئینگے ہفت پیکر کے بھی ہوش اُڑین گے کہ یہ فوجین ان لوگون نے
کہان سے پائین رستم نے فرمایا ای معین و مددگار تم نے بڑے وقت پر آکر مدد کی نقابدار نے
کاندھے سے کمان اُتاری کہا مین آپ کو تکلیف دیتا ہون جب آپ مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچین تو صاحبقران بھی تشریف لاوینگے یہ کمان صاحبقران کو دینا میری طرف سے عرض کرنا
کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا یہی چاہتا ہون کہ میرے آپ کے فساد نہو باہنا سے

صاحبقرانی کا طالب ہون اگر اس کمان کو کھینچ لینگے سمجھ لین گے اگر اسکو کھینچکر بھی نامانا تو مجبور
وناچار ہون مقابلے کو حاضر ہون اسطرح برلقا بار ہانے کہا کہ رستم نے کمان لیلی کچھ نہ کہا نقارہ ار
اپنی فوج کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا اس لڑائی کو رستم نے فتح کیا سب ساحر بھاگ گئے
رستم اسی مقام پر اُترے بارگاہ زر لبغتی استادہ ہوئی سواران زرین پوش گرد اُترے رستم بارگاہ
مین آئے شفق خونخوار وہنگام وحشی چوبدست تانے ہوے ساتھ ساتھ سمک یلداقی
رستم کی پشت پر بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے فرمایا ای شفق مقام تردد ہی کہ نسترن قتل ہوئی
مگر سامنے قصر عشرت کے نہ پہونچے گیا ابھی قصر دور ہی شفق کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ
ای شہریار یہ افتاد ایسی حضور پر پڑی کہ امید زندگی کی نہ تھی خدا نے حضور کو مظفر ومنصور کیا
رنج والم دل سے آپکے دور کیا ہفت پیکر تو بڑا شعبدہ باز ہی نہین معلوم اُسکو کیونکر معلوم ہوا
کہ اب نسترن قتل ہوجائیگی رشک چمن اُسکی بہمن کو روانہ کیا یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی
لالہ عذار اُس سرحد کی حاکم ہی اُسنے رشک چمن کو اُتارا ہی دعوت کا سامان ہورہا ہی آج شب کو
بڑا ہنگامہ ہوگا اُسنے آتے ہی پہلے یہ انتظام کیا کہ راستہ قصر عشرت کا بند کردیا سمک نے کہا کیون
ای ملکہ شفق بعد قتل رشک چمن کے رسائی تابہ قصر عشرت ہوگی شفق نے کہا کہ رشک چمن
بھی بلاے روزگار ہی کیا نسترن سے کسی بات مین کم ہی سمک نے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ
جاکر سامان جشن دیکھون مین بھی شریک ہون شفق نے کہا ای جہتر والا گہر تمکو اختیار ہی لیکن باغ
لالہ عذار عجائب وغرائب سے مملو ہی رشک چمن کو عیارونکا بڑا خیال ہی آٹھ پہر ہوشیار
رہتی ہی بہت سمجھ بوجھ کے جانا سمک نے کہا ای ملکہ شفق جب عیاری کے ارادے سے جاتے
ہین سر ہتھیلی پر رکھ لیتے ہین وہ حافظ حقیقی حفاظت کرتا ہی یہ کہکر سمک یلداقی باہا عیاری
سے آراستہ ہوکر چلا رات کا وقت ہی شب ماہ چاندنی پھیلی ہوئی اکثر طائر آشیانون سے سر
نکالکر چہک اُٹھتے ہین بقول شاعر ؎ رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان تو تاز
ستارون کی کثرت ماہ تابان کی وہ کیفیت چودھوین شب ہی بدر کامل اپنی نمود دکھا رہا ہی
تمام صحرا چاندنی سے مملو نہرین مثل برق تڑپ رہی ہین حباب مثل چشم معشوق سیر چاندنی
کی دیکھ رہے ہین اکثر مچھلیان تڑپ کر نہر سے اُبھرتی ہین تو برق چمک جاتی ہی جنکی ماہیت سے

کوئی ماہر نہیں نہنگان خون آشام جو سر باہر نکالتے ہین شہم مثل قعر بلا کھولے ہوے نکلے اور
پھر غوطہ مارکے غائب ہوگئے سمک نے صحرا کی یہ کیفیت دیکھی دل بھرآیا چاہا صحرا کی سیر کیجیے
صبح کو یہان سے چلین گے یہ سوچکر نخل کے سائے مین آبیٹھا کیفیت صحرا کی دیکھنے لگا نہر
کی موج زنی پر دل تڑپ جاتا ہی زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ نوبت نقارے کی آواز
کان مین آئی دیکھا کہ ایک لشکر جلدی جلدی چلا آتا ہی بیچ مین ایک محافۂ زرین گرد صدہا کنیزین
ناظر بچے کل انتظام کرتے ہوے میر لشکر کے اُتارنے کے لیے چہار جانب دیکھ رہا ہی اس
اس صحرا کو جو عمدہ پایا کہ کیفیت شب ماہ دکھا رہا ہی ایک بلندی پر چڑھ گیا پکار کر آواز دی اب اس
جگہہ مقام ہوگا میر لشکر نے جو یہ پکار کر کہا سب چلتے چلتے رک گئے فراشون نے ایک بارگاہ نصب
کی بہت سے خیمے استادہ ہوے بہلون سے یکون سے کنیزین اُترنے لگین محافے سے ایک نازنین
اُتری لباس عمدہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن رشک چمن صحرا کی بہار دیکھکر
بہت خوش ہوئی حکم ہوا میر لشکر کو خلعت دو کہ آج اچھے مقام پر لشکر اُتارا صحراے پر بہار نخل
قطع دار مثل چمن آراستہ ہین جانورون کی بھی اکثر آواز آجاتی ہی طبیعت فرحت پاتی ہی نسیم کی
اٹھکھیلیان دل لبھاتی ہین نشۂ بادۂ بہار سے کیارہ کھڑاتی ہی پھولون کی باس فلک اساس اس
وجہ سے بہ تیزی قدم نہین اُٹھاتی کہ رخ گل پر گرد نہ پڑے بلبل کو ناگوار ہوگا طائر رنگ چمن شکار
ہوگا ہم تھوڑی دیر باہر ٹھہرینگے چاندنی کا تماشہ دیکھین گے کنیزون نے لاکر کرسیان بچھا دینا
کرسی زرنگار پر وہ نازنین بیٹھی گرد مصاحبین آکر بیٹھ گئین سمک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ چند مرد
منتظم ہین سارا لشکر کنیزون سے بھرا ہی کوئی اپنے خیمے مین جا بیٹھی کوئی سیر صحرا کر رہی ہی کوئی
مالک کے سامنے حاضر ہی چند مرد جو منتظم ساتھ ہین اُنکا خیمہ الگ استادہ ہوا وہ الگ خیمے مین اُترے
سمک ایک مرد صحرائی کی شکل بنکر سامنے اُن جوانون کے آیا اُن سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہی ملکہ
کہان جاتی ہین ان لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ صہباے مینوش رشک چمن کی بھانجی ہی اُسکی
ملاقات جاتی ہین رات کو کوچ کرتی ہین دن کو اتر پڑتی ہین آج لشکر اس صحراے مینو سواد مین
پہونچا اسی مقام پر اتر پڑین صحرا پسند آیا کل شام کو یہان سے کوچ ہوگا سمک یہ دریافت
کرکے ہٹ آیا صبح کو رنگ و روغن عیاری کا لگایا جو صورت منظور ہوئی وہ بنکر چلا یہان صبح کو

صہبائے مینوش دروازے پر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھی ہی گرد مصاحبین جمع ہین و مغنیان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا

بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو یہ شکن
خودبخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال جبلکہ پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شبکو اے پری
ہر ستارہ دروکش خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست اُٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی منھ ہوگیا مینوش کا

ہاتھ اُٹھا کر دوست کرتے ہین دعائین رات دن
تیرا آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا

سر اُٹھا احسان قاتل کے کہان تک شکر ہو
بعد مدت آج اُترا بار میرے دوش کا

صبر کرسکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اُسے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زحمتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہلکاتا ہی کیا ساقی مجھے
خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریانوش کا

مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہو نکلے
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

بے خبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت اے نسیم
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

کنیزین گرد ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیزون نے دیکھا کہ ایک بڑھیا طرف سے گائنون کے آتی ہی سوسی کا پائجامہ اُسمین گلبدن کے پیوند گاڑھے کی چادر یا اُسمین بھی پیوند چارخانے کے جوتا ٹوٹا ہوا اُسمین باند بندھے ہوے خاک اُڑکے سر پر پہونچتی ہی بڑھیا بڑبڑ کرتی ہوئی لٹھیا ٹیکتی ہوئی جب قریب اُس لشکر کے پہونچی تو منڈیر پر چڑھ گئی ایک کنیز نے پکار کر کہا بڑی بی پیچھے سے راستہ چلو ایسا نہو گر پڑو بڑھیا جھلائی بڑبڑانے لگی کہا او جوانی بیٹی اورون کو بڑھیا سمجھی ہی تو اب بڑی بی ہوگی نگوڑی نظر لگاتی ہی مین روز اسی طرف سے جاتی ہون تو مجھکو بڑھیا سمجھتی ہی

اب بھی لوگ مجھکو دیکھنے آتے ہین محلے مین ہنگامہ رہتا ہی تجھ ایسی خیلہ کو کوئی تھوکتا بھی نہین
ملکہ نے ہنس کر کہا اری گلشن خاموش رہ بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہی اس سے جان بچانا مشکل پڑ گئی
دیکھ بڑھیا اتنا کہتے ہی کیسی بگڑی نگوڑی کے منھ مین دانت بھی نہین اور یہ جوش وہ کنیز چپ
ہو رہی بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہی چند قدم چلی تھی کہ پاؤن کانپے لڑکھڑا کر گری چیخنے لگی دیکھو
صاحبو میرا کولا اتر گیا اس نگوڑی نے نظر لگا دی ارے نظر تو پتھر کو توڑتی ہی آخر مین گری میرا
کولا اتر گیا اب مستانیان اٹھتی نہین کہ مجھکو اٹھائین ملکہ نے کنیز سے کہا ارے غضب ہوا
بڑھیا گری پڑی ہی اس کنکالہ کو اٹھا کاہے کو تو نے یہ کہا تھا وہ تجھکو کوس رہی ہی چند کنیزون
نے اٹھکر بڑھیا کو اٹھایا بڑھیا نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کا پائجامہ نوچ لیا کہا اری تیری
آنکھون سے زہر ٹپک رہا ہی جیسے تو نے نگاہ ڈالی مین بے چاری گری اس مسخ پوش نے
مجھکو بڑھیا کہا تھا اسکے منھ مین آگ لگے اسکے پیارے مرین آنکھون مین اسکی سوئیان
چبھوئون تب مجھکو آرام آئے کنیزون نے چیخین مارین کہا واری دیکھیے یہ بڑھیا ہمارے
کپڑے پھاڑے ڈالتی ہی بڑھیا چیخین مار کر رونے لگی کہا واری ان بدزبان کو منع کیجیے بڑھیا
بڑھیا کہے جاتی ہین مجکو یہ بہت ناگوار ہوتا ہی میرے محلے مین آدمی کھنچے ابھی چوتھا دن ہی شیخ جی زہر
کھا کر مرے تھانہ دار تحقیقات کو آئے مجھکو بلا بھیجا مین جو برقع اوڑھ کر گئی تھانہ دار صاحب مبہوت
ہو گئے کہا کہ ای بی چھمن آج یہین رہجاؤ مین نہ مانتی تھی محلے والون نے کہا کہ شیخ جی تمھارا
نام لیکر مرے جب لوگ انکو دیکھنے گئے تو انھون نے بالاعلان کہا کہ چھمن نے میری جان لی
وہ رسالدار کو بلاتی تھی مین ناچار دیکھ دیکھ کر جلتا تھا آخر سنکھیا کھالی مین رات کو اسی مقام پر
رہی تھانے دار کو راضی کیا صبح کو رپوٹ مین انھون نے لکھا کہ شیخ جی کو فصلی عارضہ ہوا مین نے
خود آنکھون سے جا کر دیکھا علامت ظاہر تھی اسقدر دست آئے تھے کہ سارے محلے مین ناک نہ
دیجاتی تھی یہ رپوٹ لکھ کر مقدمے کو خارج کرایا اس دن سے تھانے دار صاحب دیوانے
ہو رہے ہین کل جو رات کو آئے مرزا جی بیٹھے ہوے تھے ان کو مین نے مٹکے مین چھپایا جناب
تھانے دار صاحب بیٹھ چکے تھے کہ ہریوا پنجابی آیا مین نے تھانہ دار کو کونے مین چھپایا بیچارے
کونے مین رات بھر کھڑے رہے مین پنجابی کے ساتھ سوئی ایسے معاملے درپیش رہتے ہین

اور یہ نگوڑیان مجھکو بڑھیا کہتی ہین کیونکر نہ برا مانون ان مستانیون سے پوچھیے کہ کوئی تم کو تھوکتا بھی ہی میرے یہان روز رات کو چھ سات جوانون کا جماو رہتا ہی مین ہر ایک کو منھ نہین لگاتی سبکو راہ بتا دیتی ہون ملکہ صہباے مینوش ہنس پڑین کہا صاحبو واسطے خداوند ہفت پیکر کا بڑھیا نہ کہو وہ برا مانتی ہی کنیزین اٹھاکر بارگاہ مین لائین کو لا سینک سانکے بٹھایا بڑھیا ملکہ سے باتین کرنے لگی ہاتھ چمکاتی جاتی ہی کبھی کہتی ہی یہ چند اشعار مجھکو یاد ہین میرا آشنا تان توڑ خان گایا کرتا تھا یہ اشعار اسی کے منھ کے ہین

نظم

ہوگئے سب عضو تن سیدھے تن رنجور کے — کتنے سچے ہوتے ہین سانچے شگاف گور کے
رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین — اشک کے قطرے ہوے چھالے دہان گور کے
حسن اصلی کو نہین تکلیف آرایش سے کام — واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے
شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان — حوصلے ٹھنڈے نہ کیون ہون مرہم کافور کے
دیکھیے کس طرح اسکے روے عالمتاب کو — سامنے آنکھون کے آجاتے ہین پردے نور کے
کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش — ہر زبان خار چکھے گی مزے انگور کے
دیکھتا ہون ساتھ اپنی فکل کے شکل اجل — آئنے مین تیرے چشم جوہر ساطور کے
بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی — تیرے کشتون نے کفن پاے ردائے نور کے
روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے — بوجھ اترے سے قدم اٹھتے نہین مزدور کے
دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہے ہمین — جسکے آگے تھرتھرا جاتے ہین نالے صور کے
یہ نئی تاثیر دیکھی سنکے ہنس دیتے ہین وہ — نالے میرے قہقہے ہین خاطر مسرور کے
گوش راحت آشنا تک اپنے تو آنے تو دے — قہقہے ہوجائینگے نالے دل رنجور کے
ہوگئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم — بعد مدت رنگ بدلے مشک نے کافور کے

بڑھیا نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ صہباے مینوش بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب خوب گایا کیا مزے سے بتایا بڑھیا نے منھ پھلا کے سر جھکا لیا کہا واری آپ بھی بڑھیا کہتی ہین آپکے کہنے سے مجھے بہت ناگوار ہوا لیکن آپ مالک ہین مجھ سے اٹھا نہین جاتا مگر جی چاہتا ہی چلی جاؤن آپ کو صورت نہ دکھاؤن صہباے مینوش نے کہا بی چھمن صاحب آج شب کو

یہین رہجاؤ کل ہم بھی پھوپھی امان کے دیکھنے کو جائینگے تم اپنے گھر جانا بڑھیا نے کہا واری میرا بھی
یہی دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا نہون تو اسی گھر مین یاد کرتی ہوگی مگر تو اسی جانتی ہوگی کہ کسی
آشنا نے روک لیا ہوگا وہان چین سے بیٹھی ہونگی گا رہی ہونگی واری میرے گانے کا گاؤن
مین شہرہ ہی جب گھر مین گاتی ہون بڑے بڑے گویے پشت دیوار پر آکر سنتے ہین راگ پیدا
کرتے ہین میری گائی ہوئی غزلین مشہور ہین بڑھیا کی چارپائی صہباے مینوش نے اپنے
خیمے مین بچھوائی کھانا وغیرہ کھا کر بڑی بی بیٹھین پٹر پٹر باتین کر رہی ہین صہبا نے پوچھا بڑی بی
کوئی کہانی آتی ہی کہا واری سارا ہوشربا مین ہی نے تصنیف کیا ہی میان قمر صاحب آٹھون دن
آتے تھے مجھ سے پوچھ جاتے تھے سارے ہندوستان مین ہوشربا پھیلا ہوا ہی کہیے اسمین کا
کوئی ٹکڑا بیان کرون یا اگر حکم ہو طلسم خیال سکندری مین سے کوئی ٹکڑا بیان کرون کہ بعد
ہفت پیکر میان قمر صاحب اسکو لکھینگے صہباے مینوش نے کہا طلسم خیال سکندری
کیا چیز ہی کہا واری وہ طلسم ہی کہ ارسطو نے بحکم سکندر اُسکو بنایا واری بگوش ہوش سنیے
جب سکندر پردۂ ظلمات سے پلٹے آکر صحراے ہفت رنگ مین پہونچے نہایت صحرا سرسبز اور
شاداب پایا طائران صحرائی زمزمہ سرائی کر رہے تھے نہرین نایاب پانی بصد آب و تاب چمن مین
جا رہا تھا سکندر نے ارسطو سے کہا اُستاد یہ جنگل مجھکو بہت پسند آیا ہی اب کہ زمان مرگ میرا قریب
آگیا مین چاہتا ہون کہ اس مقام پر طلسم بناؤ بعد مرنے کے ایک قصر مین میرا جنازہ رکھدینا
اور لوح بنا کر صندوق مین رکھنا حضور ارسطو نے بڑے تکلف سے سات قصر بنائے کہ حالات
ان قصرون کے بروقت آنے طلسم کشا کے ظاہر ہونگے تین قصر داہنے پر تین قصر بائین پر
بیچ مین ایک قصر فلک رفعت بنایا عجائب و غرائب سے ارسطو نے اُن قصرون کو معمور کیا
بیچ کے قصر مین سکندر نے کہا کہ جب ہم انتقال کرین تو صندوق لا کر اسی قصر مین رکھدینا یہ تو مشہور
ہی کہ سفر عدم مین کوئی ساتھ نہین دیتا مگر اے وزیر ارسطو اگرچہ کوئی کسی کے ساتھ نہین جاتا سفر
عدم تنہا ہوتا ہی مگر استاد تم یہ احسان کرنا کہ صندوق کے پاس بیٹھنا جب سکندر نے انتقال کیا تو
ارسطو نے بموجب وصیت سکندر جنازۂ سکندر صندوق مین رکھکر اُسی قصر مین رکھا خود پہلو مین صندوق
کے بیٹھا لوح طلسم صندوق مین رکھی بعد تھوڑے عرصے کے خیال جادو کہ سحر سیکھکر علامہ دہر ہوا

اُسنے جو اس ہفت قصر کا حال سُنا سحر کرتا ہوا آیا چاہا کہ قصر مین گھس جاؤن شیر اور فیل سقف سے
نکلے کہ خیال کے لشکر کو شکست ہوئی خیال جادو نے بعد عرصۂ دراز کے قصبے مین ایک حکیم پوچھا
کہ وہ ارسطو کا شاگرد تھا بصد التجا اُسکو بلا کر بہت کچھ سرفراز کیا اور حال اُن مکانون کا پوچھا اُسنے
کہا میرے اُستاد نے بنائے ہین اُسمین کوئی جا نہین سکتا خیال نے کہا مین تمکو اپنی سلطنت کا
نائب کرونگا اگر ان قصرون پر قبضہ کرا دو وہ حکیم نائب ہوا اور کچھ تدبیر کر کے خیال جادو کا قبضہ
کرا دیا جب خیال جادو قصر پر قابض ہوا تو اُس قصر کے متعلق ملک تابع ظلمات ہین خیال جادو
سب پر قبضہ کیا اب بادشاہ طلسم کہلاتا ہی اُسپر قبضہ کیے بیٹھا ہی اب اُس سلطنت کا کوئی ہمسر
نہین جب سوار ہوتا ہی ابر ساتھ ہوتے ہین ابرون سے مینھ برستا ہی ابر سفید سے موتی برستے ہین
اسقدر غرور بڑھا کہ اپنے کو خداوند کہلانے لگا ہفت پیکر جادو جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہی طلسم کشا
اُسکے مقابلہ مین پہونچے فوج کے جانبین مین جماؤ ہین روز طبل جنگی بجتا ہی اُدھر کے شعبدے ادھر
کے جری بہادر ہفت پیکر کو تنگ کر دیا ہی لیکن ہفت پیکر ایکدن تخت پر متمکن بیٹھا ہی وزرا امرا
حاضر ہین ذکر طلسم ہو رہا ہی یکایک ہوا سرد چلی ہفت پیکر نے کہا کوئی ہمارا بھائی آتا ہی کہ دیکھا
ابر ظاہر ہوے موتی برسنے لگے ہفت پیکر نے کہا بھائی خیال جادو جاتے ہین یہ کہکے بلند ہوا
ابر کے برابر پہونچا سحر کر کے اندر ابر کے گیا خیال جادو کو دیکھا تخت پر سوار چند وزرا امرا گرد
معشوقہ اُسکی سالوس ہو شربا نامے پہلو مین بیٹھی ہی ہفت پیکر نے آکر سلام کہا پوچھا بھائی جان
کہاں سے آتے ہو خیال نے ہنسکر کہا ای بندۂ خدا بلی خوب تم نے خدائی کی آخر تمھارا یہ درجہ ہوا
حمزہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہم اُسکی مدد کرتے ہین اُس سے کون لڑ سکتا ہی اگر بادولت حکم
کرین تو ابھی آکے وہ سجدہ کرے فرزند اُسکے ایک ایک صف شکن تیغ زن اگر اشارہ کرون تو
وہ سب آکے حاضر ہون لیکن تو تو اپنی خدائی مین مست ہی اگر تو قصر خیال پر آکے قصر علیش لیسپہ پر
آکر سجدہ کرے تو تیری مشکل آسان کرین طلسم ہفت پیکر دلوا دین پھر طلسم دنیا ہی بنا دین حکیم
ہمارے پاس موجود ہی جسنے قصر ہفت خیال سکندری بنتے دیکھا اور اُسکی تعمیر مین شریک
رہا حکیم رغوس شاگرد ارسطو کل فنون مین کامل ہی کہ جو تابہ قصر خیال جسمین صندوق سکندری
وہان تک پہونچتا ہی اگرچہ ارسطو اب وہان نہین ہی مگر لاش سکندر کو اب تک گلنے نہین دیا

وہ ایسا علاج جاری کریگا کہ مسلمان اپنی جان سے عاری ہوکر سجدہ کرینگے مین تیری اُنسے صفائی
کرادونگا مگر غرور تو سر سے نکال ہفت پیکر نے وعدہ کیا کہ مین حاضر ہونگا ہفت پیکر بارگاہ
مین اپنی آیا اب جانا ہفت پیکر کا دربار خیال مین اور خیال کا تدبیر کرنا وقت پر تحریر ہوگا خبیب
بھا خاک برڈھیا کا بیان ہو بچا صہبا سوگئی کنیزین بھی اپنے اپنے مقام پر سوئین بڑھیا اپنے
مقام سے اُٹھی صہبا کو بیہوش کیا سامنے ایک صندوق رکھا تھا اُس صندوق مین صہبا کو
بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر پلنگ پر سوئی صبح کو کنیزون نے جگایا جھلائی ہوئی اُٹھی کہا صبا جو
اس صحرا مین کیون اُترے جلد مجھکو بھیجی پاس لیچلو کبھی کسی کو خنجر مار دیا کسی کو طمانچہ مارا کنیزین بہت
گھبرائین کہ بی بی کو کیا ہوگیا خاصی سوئی تھین اُٹھتے ہی کیا ہوگیا مگر خاموش تیاری کرنے لگین
صندوق کو حکم دیا کہ خبردار اُسکو کوئی نہ کھولے اُسمین ایسی شی بند ہے کہ اُسکو جو کھولیگا ایسی شی
نکلیگی کہ اُسکو کھالیگی کنیزین ڈر گئین کہا حضور ہم کبھی نہ کھولینگے اُسی طرح محافے مین سوار
ہوئی کنیزین ساتھ ہوگئین اس عظم و شان سے طرف رشک چمن کے چلین یہان تو لالہ عذار
نے بڑی دھوم سے چمن کی دعوت کی ناچ گانا ہو رہا ہے گائنین کیسی کیسی عمدہ بلوائی ہین کہ
جنکو اپنی خوش الحانی پہ ناز ہے رشک چمن دمبدم کہتی ہے کہ اے لالہ عذار بہن نے محبت
خداوند مین جان دی ورنہ مسلمانون کی کیا مجال تھی اسقدر اُسکا سحر جما ہوا تھا کہ اپنی
ہمشبیہ کو قتل کرایا اور خود نکل گئی لیکن قتل طلسم کشا مین اسقدر خوش ہوئی کہ سب شعبدے
بھول اور نقابدار زرین پوش وہ شخص ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور رہ نشترن ایسی تھی
لالہ عذار کہتی ہے خالہ امان جو گذرا سو گذرا اب کیا تدبیر کیجیے گا چمن کہتی ہے بی بی میرے ہاتھ سے
مسلمان کب بچ سکتے ہین یہ باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کی بھانجی صبا
بی صہباے مینوش تشریف لاتی ہین چمن نے کہا اُس کو کہان چلین جب سو کے اُٹھی ہوگی
اور معلوم ہوا ہوگا کہ مین گھر مین نہین ہون پھر اُسکو آرام کہان مین ہی نے اُسکو پرورش
کیا ہے آٹھ پہر لیے پھرتی ہون چھ مہینے کی تھی کہ مان نے اُسکی انتقال کیا مین نے کس ناز و نعم
سے اُسکو پالا کنیزون سے کہا کہ جاکر بی بی کو لاؤ کنیزین چلین دروازے پر دیکھا محافہ اُتر رہا ہے
کنیزین شکایت کرتی اُترین کہ بی بی بڑی بدمزاج ہوگئی ہین صہبا نے کنیزان چمن کو دیکھکر منھ

پھیر لیا کہا کہ مین تم لوگون سے بات نہین کرتی ہمکو چھوڑ کر چلی آئین گھر کاٹے کھاتا تھا کنیزون نے بلائین لین کہا بی بی یکایک خبر آئی کہ بی نسترن قتل ہوگئین جلد جا کر رستہ روکو آپ کی خالہ جسطرح بیٹھی تھین اسیطرح اُٹھ کھڑی ہوئین وہین سے سحر کیا کہ رستہ رک گیا اب بی لالہ عذار نے موت کی ہی کئی دن سے روک رہی ہین جانے نہین دیتی ہین سمک نے کنیزون سے سب باتین پوچھ لین باغ مین آ دیکھا کہ باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ایسا طرف لالہ عذار معلوم ہوتا ہی چمن مین آگ لگی ہوئی ہی یا باغ نے گھی کے چراغ جلائے ہین تماشہ دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ چمن جہان بیٹھی ہی کنیزین حاضر ہین دیکھتے ہی چمن کو اپنے کو زمین پر گرا دیا کہا پھوپھی امان ہم تمسے بات نہ کرینگے ہمکو اکیلے گھر مین چھوڑ کر چلی آئین مین نے جو اٹھ کر پوچھا کوئی صاف نہ بتاتا تھا جب چمن نے بتایا مین اُسیوقت سوار ہوئی منزلون کی مصیبتین جنگل کی آفتین خداوند ہفت پیکر نے لا کر یہان پہنچا سلایا چمن نے اٹھ کر بلائین لین گود مین اٹھا لیا کہا بی بی وہ ایسا ہی وقت تھا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا وہین سے سحر کرتی ہوئی آئی بڑی بات یہ ہوئی کہ رستہ رک گیا ورنہ طلسم کشا قصر عشرت تک پہنچ جاتا کیا عجب کہ قدرت نے وہ سامان کیے ہین کہ جب لشکر کشی کرینگے تو گاوزمین یارنہ اُٹھا سکیگی مگر پھر بھی صدہا ملک فتح ہو گیا لیکن بڑے ساحر مصاحبان خداوند باقی ہین وہ سب لشکر کشی کرکے آئینگے سمک نے یہ سب باتین سنکر کہا خالہ امان آپ کے آنے کے بعد ایک معرکہ گذرا آپ کے نہونے کے سبب سے مین بڑی رو رہی تھی روتے روتے سو گئی دیکھا خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ کیون روتی ہی خالہ تیری طلسم کشا کو روکنے گئی ہی لیکن تجھکو دو کمال دیتا ہون ایک تو کمال علم موسیقی دوسرا کمال ساقی گری جب جلسۂ عیش مین ساقی گری کرے گی ہم بھی آئینگے تیرے ہاتھ سے شراب پئین گے پہلے علم موسیقی کا امتحان کیجیے آپ جانتی ہین کہ مجھکو اشعار کے نام سے نفرت تھی اب صدہا غزلین کاملین کی یاد ہین سماعت تو فرمائیے یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنے لگی یہ اشعار عاشقانہ بڑے لطف سے شروع کیے۔

نظم

راتون کو بھی وہ آکے کئی بار رہ گیا — ارمان اب بھی کوئی دلِ زار رہ گیا
تو شب کو آتے آتے جو اقرار رہ گیا — کیا کیا تڑپ تڑپ کے دلِ زار رہ گیا
جنسے یون ہی جو ہجر کا آزار رہ گیا — سن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ پھر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہون اسطرح سے بسر کوے یار مین
در سے اُٹھا دیا بس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

چلتے جو دیکھا چاہنے والون کو دھوپ مین
دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب سزاے زلف محبت نہ لا سکے
سب جل دیے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کافر کی قبر مین بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا

زندان عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
کنٹھا رہا گلے مین نہ زنار رہ گیا

جانا ہوا نہ وادئ وحشت مین ابکی سال
پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا

اُڈا پھر آج عاشق گریان کے سامنے
کس دن مین تجھ سے ابر گہر بار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ دہانے کو پھونکتا
مین کرتے کرتے آہ شرر بار رہ گیا

کیا آمد خزان ہی صبا کیا ہوا چلی
کیون زمزمون سے بلبل گلزار رہ گیا

کہتے ہین جان رند نے دی کوے یار مین
دار الشفا مین مر کے یہ بیمار رہ گیا

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ چمن نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا ماشاء اللہ یہ کمال تمکو خداوند نے دیا ساقی گری کا بھی امتحان کرو سمک نے کہا کلید میخانہ مجھے دیجیے چمن نے کنجی دی سمک نے جا کے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہون گے کوئی باقی نہ رہے جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے کنیزین یہ خبر سنکے دوڑین بوتلین اُٹھا کے لیجانے لگین ایک پچاس گلابیان شراب ارغوانی سے آراستہ کر کے سمک محفل مین لایا۔ لا کر سامنے چمن کے رکھین چمن نے دیکھکر آواز دی بیٹا کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ دل چاہتا ہے پیجیے سمک نے کہا اب کمال دیکھیے یہ کہکے پانون مین گھنگرو باندھے بھاری جوڑا پہنا کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی قضاے کار لالہ عذار جادو جو یہان کی حاکم ہے انتظام کرتی پھرتی ہے جانتی ہے کہ میرے گھر مین چمن مہمان ہے اُسکو کوئی تکلیف نہو کہ دفعتًہ خیال آیا کہ قصر آفت خداوندی چل کے دیکھون کیا معرکہ ہے گیارہ کنیزان سامری اس قصر مین رہتی ہین ڈھول بجا کے گایا کرتی ہین اس قصر مین لالہ عذار آئی دیکھا وہ سب کنیزین سرنگون بیٹھی ہین لالہ عذار کو دیکھکر سب نے سلام کیا لالہ عذار نے کہا کیون بیبیو خاموش

کیون ہوا آئینہ رخسار پر گرد ملال ہی یا کچھ اور خیال ہی مجھ سے تو ظاہر کرو کنیزون نے کہا ای لالہ عذار اسکا افسوس ہی کہ تو نے چمن کی دعوت کی اسباب عیش و نشاط و شراب و کباب مہیا کیا کوئی تکلیف نہین پہونچائی لیکن آج سامان رنج و ملال مین تم استقبال کرنے کیسے لائی ہو لالہ عذار نے کہا بیبو بھابخی بی چمن کی صہبائے مینوش آئی ہی اور محفل مین کون آئیگا ایک نے کہا بوا صاف صاف بیان کرو دیر نکرو ایسا نہو اسکا دست ظلم چل جائے عیار طلسم کشا عیاری مین یکتا اسکے ہاتھ سے سامری و جمشید بچائین اسکا مہتر سمک ملقب اُگی نام ہی وہ شراب لیکر آیا بلائی اور غضب ہوا ای لالہ عذار جلد اپنے کو پہونچاؤ چمن کو اور ساری محفل کو بچاؤ لالہ عذار گھبرا کر نکلی کہ ابھی جاتی ہون جاکے نگوڑے کو گرفتار کرون یہان سمک نے گھنگھرو باندھے ہین گت ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام بلورین لبریز کیا سر پہ رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا کہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی او مکار خبردار چمن کو شراب دیلانا ای بی چمن ہوشیار ہو چمن نے جام ہاتھ مین لیا چاہتی ہی یہ آواز لالہ عذار کی سنکر شراب پر نگاہ تند ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی لالہ عذار نے برق چمکائی کہ برق سمک پر گری سمک کا رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا لڑکھڑا کے سامنے چمن کے گرا لالہ عذار نے قریب آکے مشکین باندھین چمن نے لالہ عذار کو قریب بلایا کہا بیٹا تجھے کیونکر معلوم ہوا لالہ عذار نے عرض کی مین آج کئی دن کے بعد قصر آفت مین گئی کنیزان سامری نے مجھکو خبر دی مین آکر پہونچی جو انھون نے کہا تھا وہی دیکھا گرفتار کر لیا اسکو قتل کیجیے یہ بڑا طلسم کشا کا مددگار ہی آٹھ پہر عیاری کرتا ہی بڑے بڑے جادوگر اسنے مارے اگر اسکو قتل کیا تو زور طلسم کشا کا ٹوٹ جائیگا چمن نے اشارہ کیا جلا دون کو بلاؤ لالہ عذار نے فوراً انتظام کیا یعنے دارین استادہ ہوئین جلاد شانگین لگانے لگا آوازین دیتا تھا ای ملکہ عالم ذرا سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین چمن نے کہا اسکے قتل مین افسوس کیا جون جون قتل کا سامان ہوتا ہی سمک گھبرا رہا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای مالک بے نیاز ای رب کارساز مجھکو بچالے نظم

تو دونون جہان کا بادشاہ ہی | جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی
امداد تری شفیق سب کی | انسان کے آب و گل مین تو ہی
توفیق تری رفیق سب کی | آنکھون مین نظر مین دل مین تو ہی

تو باغ مین گل ہی گل مین خوشبو | حاضر غائب ہی ہر جگہ تو | واحد شاہد احد تو ہی ہی
باری باسط صمد تو ہی ہی | انسان مین سوائے خاک کیا ہی | جو کچھ ہی ترا دیا ہوا ہی
صنعت تری مہر و مہ سے روشن | تیری قدرت سے دشت گلشن | جاری ترا حکم بحر و بر مین
جلوہ ہی ترا گل و شجر مین | عزت جسے دے عزیز ہو جائے | تو جسکو بنا دے چیز ہو جائے

بیقرار ہوکے سماک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا احمر گلگون پوش وزیرزادی شفق کی کہ سماک کے گانے پر عاشق ہی محفل کو جو سماک سے خالی پایا کہا ای ملکہ شفق مہترزادا لاگہ عیاری کرنے باغ لالہ عذار مین گئے آپ واقف ہین کہ وہان قصر مین کنیزان سامری موجود ہین جسوقت لالہ عذار پوچھے گی وہ کنیزین سب حال بتا دینگی شفق نے کہا مجھکو بھی اسکا خیال تھا مگر وقت پر یاد نہ رہا کہ مہتر صاحب کو آگاہ کر دیتی احمر نے کہا تو مین جاتی ہون لیکن اگر وہ گرفتار ہو گئے تو مجھ سے دیکھا نجائیگا فوراً آگرہ پڑونگی احمر و شفق چلین اُسوقت پہونچین کہ جلاد خنجر کھینچکے جلا ہی چاہتا ہی سماک کو قتل کرے سماک حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی احمر نے گھبرا کر کہا حضور جلاد خنجر مارا چاہتا ہی شفق نے جھولی سے جگر نکالا جلاد پر کھینچ مارا جلاد کا سر اُڑ گیا چمن نے کہا ارے یہ کیا ہوا لالہ عذار نے کہا مین تو سوچ رہی تھی کہ وقت پر انکا غیب سے کوئی معین و مددگار ضرور آئیگا کسی نے سحر کیا جلاد کا سر جو لوٹ رہا تھا چمن نے پکار کر آواز دی ارے تجھے کس نے قتل کیا اپنے قاتل کا نام بتا وہ سر قہقہہ مار کر خوب ہنسا پکار کر آواز دی آپ کے غلام کو شفق خونخوار نے مارا چمن نے یہ سُنکر آواز دی اگر بی شفق آگئین تو سوت اُنکے ساتھ ہی یہ کہکے چمن نے سحر کیا۔ ابر پھٹا ملکہ شفق و احمر ظاہر ہوئین چمن نے پکار کر آواز دی ای شفق تجھکو کیا نفع ملا کہ طلسم ہفت پیکر کی بربادی مین مصروف ہی یہ کہکے دوسرا سحر کیا چمن و شفق سے سحر ہونے لگا مگر احمر گلگون پوش نے جو اتنی مہلت پائی ترکیب کر کے سماک کو پنجہ دیکر اُٹھا لیا سماک ہر چند چیخا کہ ملکہ مجھکو رہا کر دو احمر اُٹھا کر آسمان پر لائی چمن نے پلٹ کے دیکھا کہ احمر سماک کو لیے جاتی ہی آواز دی ای لالہ عذار لینا لالہ عذار نے گولہ مارا کہ احمر لڑکھڑا کر زمین پر گری مگر سماک کو قید سے رہا کر چکی تھی سماک بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا لالہ عذار نے گولہ مارا احمر کا سر زخمی ہوا لالہ عذار نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لون شفق

برق بنکر لالہ عذار پر گری لالہ عذار کے دو ٹکڑے ہوے چمن نے جو دیکھا کہ لالہ عذار قتل ہو گئی
وہین سے سحر کیا کہ احمر و شفق دونون زمین پر گرین سحر فراموش ہوا دونون تڑپ رہی ہین
چمن تیغ لیکر چلی کہ دونون کا سر کاٹ لون کنیزین دس بیس کھڑی ہین کہ ایک کنیز نے آواز دی
حضور آپ تکلیف نہ کرین مین دونون کو قتل کرتی ہون خداوند ہفت پیکر قصر عشرت سے
آواز دے رہے ہین کہ دونون کا سر کاٹ لو بلبٹ کے چمن نے دیکھا کہ ایک کنیز نہایت
کمسن جوڑا گلنار پہنے ہوے گلوری گلے مین دبی ہوئی خنجر برہنہ کھینچے ہوے قریب چمن کے
آئی کہا واری دیکھیے قصر عشرت معلوم ہوتا ہو قدرت تخت پر بیٹھے ہین صحبت عیش آراستہ کی
فرما رہے ہین کہ عمر طلسم نہین گذری سب مطمئن رہین ابھی ہم طلسم برباد کرینگے طلسم کشا صبح و
یا شام مین قتل ہوا چاہتا ہی چمن جو پلٹی کہ دیکھون قدرت کیا فرماتے ہین جیسے ہی چمن پلٹی کنیز
نے کوکھ پر خنجر مارا کہ چمن کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مارے کھکر زمین پر گری تمام کنیزین دوڑ پڑین سب نے
ملکہ سحر کیا سماک کے بانون زمین نے تھام لیے کنیزین چلین کہ قتل کرین شفق خونخوار نے
ایک چکر مارا کہ دس بیس کے سر اڑ گئے احمر نے بھی بڑھکر سحر کیا کہ کئی کنیزین مر کر گرین شفق نے
گولون کی بوچھار کر دی جو جادوگرنیان تھین مر کر گرین غیر ساحرہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئین کہا
حضور ہمکو ہمارے گھرون سے اٹھا لائی تھین کام خدمت لیتی تھین شفق نے ان سب کو
آزاد کیا مال دہانکا سب لیکر مزدورون کے سر پر لدوایا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین یہان
طلسم کشا بیٹھے تھے کہ ایک ذنا ما ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے سواران زرین پوشان کا جو سپہ سالار
تھا اسنے عرض کی حضور چمن قتل ہوئی سامنے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایئے رستم نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ کنگورے قصر عشرت کے معلوم ہوتے ہین رستم نے کہا ان تینون کا نشان معلوم ہو تو کوچ
کرین یہ ذکر تھا کہ سماک بلیدا قی و شفق خونخوار و احمر گلگون پوش آ کر پہونچے احوال قتل چمن
بیان کیا نامہ فتح دی اور عرض کی کہ اب مقابلہ ہفت پیکر سے باقی ہی کل حضور کوچ کرین دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے قریب قصر عشرت کے پہونچ جائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر طلسم کشا
آفتاب فلک سیر کاہن و تمام جادوگرنیان ملکہ مقناطیس و مشکبار و نوبہار و سرداران
غیر ساحران مع دیوانہ شیر مردم دردالا گرد و مالا گرد وغیرہ سات لاکھ غیر ساحر و تین لاکھ ساحر اور

شہرت مرصع پوش و نہنگ بحری و ماہی سحر غیر ساحرون مین جاروق وعیوق و مہلال
نو دس لاکھ کا لشکر سواران زرین پوش لشکر طلسم کشا دیکھکر بہت خوش ہوے ہنگام وحشی
تسانگین لگانے لگا دو ہزار شاہزادے افسران کا لعمان تاجدار افسرون سے افسر ملے شفق نے
جو شہرت مرصع پوش کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر شرما گئی سردارون سے سردار ملے رستم نے
حکم دیا سویرے سے لشکر تیار ہو ہم بعد نماز سوار ہونگے شام ہی سے تیاریان ہوئین لشکر مین
ہلڑ ہی کہ کل صبح کوچ ہو گا مقابلہ ہفت پیکر مین ہونچین گے معشوقان پری چہرہ خوش خوش
پھر رہی ہین کہ دیکھین اب ہفت پیکر کیا کریگا رستم پہر رات گئے تک دربار مین بیٹھے پھر
دربار برخاست کیا بارگاہ مین اپنی آئے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا خیال مین معشوقون کے
نیند نہ آئی دو پہر رات گئے آنکھ کھل گئی گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھے ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر
آئے کہ ایک صداے دردناک کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ آفت دیدہ یہ کہکر رو رہا ہی کہ
ای فلک کج رفتار ای گردون غدار کاش کہ میرا خاتمہ ہوا ب کشاکش نہین اُٹھتی فراق نے نہایت
پریشان کیا یہ فراق تا بہ قبر ساتھ جائیگا ہمارا ساتھ نہ چھوڑے گا رستم نے جو یہ صداے
دردناک سنی بیقرار ہو گئے طرف اُس صدا کے متوجہ ہوے راہ مین اکثر سردار ملے اُنھون نے
پوچھا بھی کہ حضور اس اندھیری رات مین کہان جاتے ہین رستم نے فرمایا ایک قریب کے
رونے کی آواز آتی ہی اُس کو دیکھنے جاتا ہون یہ کہہ کے آگے بڑھے لشکر سے نکلے صدا اُسی طرح
آرہی ہی رستم پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک جوان بیٹھا ہوا الباس
پہنے ہوے تاج ڈھلکا ہوا بیٹھا رو رہا ہی رستم نے قریب جاکر سلام علیک کی اُس جوان
نے جواب دیا لیکن سر جھکائے ہوے نہ بولتا ہی نہ آہ کرتا ہی رستم نے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہا کہ
برادر براے خدا اس بات کا جواب دو کہ تم کون ہو جنگل مین بیٹھے کیون روتے ہو اُسنے
عرض کی تقدیر مین رونا لکھا ہی جانتا ہون کہ میری قسمت پر سر پر خاش ہی تقدیر کا نوشتہ
اس طور پر تھا جو یہ انجام ہوا اگر آپ بے پوچھے نہ چھوڑین گے تو اصل کیفیت یہی ہی یہان سے
قریب ایک قلعہ ہی قلعہ نیلگون لقب باپ کا نیلگون تاجدار نام اور میرا نام شفق تاج بخش
ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون ایک دن براے شکار آیا مبتلاے بلا ہوا ایک نخل پر

ایک طائر بیٹھا تھا مجھکو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا مین نے تاک کر تیر مارا سر پر پڑا طائر تڑپ کر زمین پر گرا غلطاک مار کر ایک پریزاد حسین کی شکل بنا سر سے خون بہتا ہوا وہ صورت زیبا جو مین نے دیکھی ہاتھ باندھکر دوڑا اُسنے پکارکر آواز دی او ظالم زخمی کر چکا اب کس دل سے تجھکو صورت دکھاؤن کیونکر اپنے وطن جاؤن خیر جب کبھی دل چاہے اسی جنگل مین ڈھونڈھ لینا مین اس مقام پر ملجاؤنگی لیکن بیان کرو کہ تم کس وجہ سے یہان آئے مین نے جواب دیا کہ شکار دوست ہون شکار کھیلنے مین یہ سانحہ ہوا لیکن تھوڑی دیر کے دوسرا نخل جو پہلو مین ہی اُس سے ایک ضعیفہ عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ او گلرنگ پری یہ انسان ہین ان لوگون سے امید وفا کہان یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑکے کھینچا وہ نہ جاتی تھی زبردستی کھینچتی ہوئی لیگئی پلٹ پلٹ کے مجھکو دیکھتی تھی سامنے جو نخل ہی اُسمین جاکر دونون غائب ہوئین اُنکا نظرون سے چھپنا کہ ولولہ جنون نے یہ نوبت ہم پہونچائی اب دیکھون فلک کیا دکھائے منظور یہ ہی کہ تڑپ تڑپ کے اسی مقام پر جان دون اب اہل شہر کو جاکر کیا منھ دکھاؤن کس سے پوچھون کہ کیونکر صاحب انجام محبت یہی ہوتا ہی محبت کرنے والا اپنی جان کو روتا ہی آپ اپنے نام نامی سے مجھے آگاہ کیجیے آپکے چہرے سے آثار جلالت ہویدا اور آشکار ہین رستم نے اپنا نام مفصل بتایا وہ قدمون سے لپٹا جاتا ہی کہتا ہی براے خدا یہ بتایئے کہ وہ صورت زیبا پھر دیکھنا نصیب ہوگی وہ بھولی بھولی شکل آنکھون کے نیچے پھرتی ہی دل کی یہ کیفیت ہی کہ مرغ بسمل ہی نظم

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور چرکا دیا جلا دنے جاتے جاتے
خط نے مس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار مین صحن گلستان کو دباتے جاتے
کیا جرہو گئے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے
آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے
آدماتا ہون محبت مین مین ظرف دل کو
درد و غم اسمین کہانتک ہین سماتے جاتے
نزع مین تھا ہین تجھاین منھ سے الٹتا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے
پاک بیباک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جاے گا جلتے جاتے
دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون — خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے
اشک آنکھون سے نکلتے ہین یہ سرخی مائل — چشم بددور نئے رنگ ہین لاتے جاتے
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لاتے تھی — فلک کے تو لیے ہاتھ اُٹھاتے جاتے
ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا — سانس بھی سینے مین رُکنے لگی آتے جاتے
ہوئی دربان تلک اُسکے رسائی حاصل — رفتہ رفتہ ہمین اُس کوچے مین آتے جاتے
راستہ روک کے کہلو نگا یہ کہنا ہی مجھے — کیا ملو گے نہ کبھی راہ مین آتے جاتے
آپ مین ہوتے اگر دل ہی یہ قابو ہوتا — کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے
قصہ صحرا کا ہی دیوانون کا رستے ہین کدھر — راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے
مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب — جن دلون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے
ہوتی جاتی ہی عداوت اُسے ہمسے افزون — نقش حُب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے
قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا — ہم کدھر جوش جنون خاک اُڑاتے جاتے
چاہنا ترک کرو یا نکرو ہو مختار + — نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

شفق تاج بخش رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی رستم تسکین دیکر فرماتے ہین کہ ای برادر نہ گھبراؤ ہم تمھارے معشوق سے تمھین ملا دینگے پردۂ قاف مین ہماری عملداری ہی ہماری مادر گرامی ملکہ آسمان پری اور بہن ہماری ملکہ قریشہ سلطان چھبیس پردون کی بادشاہ ہین یقین ہی کہ وہ پریزاد ہماری والدۂ ماجدہ کی خراج گزار ہو زیادہ بیقرار ہو اپنے کو سنبھالو ہم نامہ لکھکر دریافت کرینگے پریزاد کو بلوا لینگے تمھارے ساتھ اُسکا عقد کرینگے مگر شفق تاج بخش قدمون سے لپٹا ہوا رو رہا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی باپ اُس کا نیلگون تاجدار بیٹے کو تلاش کرتا ہوا آ پہونچا تخت پر سوار بارہ ہزار فوج پشت پر لوگ جنگل مین ڈھونڈھتے ہوے آتے ہین باپ کلیجہ پکڑے ہوے کہتا ہی ساتھ والون سے میرے نور نظر کو کہان چھوڑ آئے خدا نخواستہ کوئی شیر بھیڑیا کھا گیا اسی جنگل مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اُسکی مان کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ گرفتار دام حسرت و یاس کہیگی کہ میرے فرزند کو کیا کیا۔ ایک وزیر نے بڑھ کر عرض کی وہ سامنے آپ کا فرزند بیٹھا ہی ایک آفتاب جمال سے باتین کر رہا ہے

نیلگون تاجدار تخت سے کودا روتا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا ای بادر غریبان ای ناصر
بے کسان آپ خود اس سے باتین کر رہے ہین اُنکا ظہور ہو گا رستم نے کہا نہ گھبراؤ ہم جو
کہتے ہین وہی کرینگے ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان نے صدہا بندگان خدا کی مشکل
آسان کی جو جس سے وعدہ کیا کبھی اُسمین فرق نہین پڑا مین نے اپنے کام سے ہاتھ
اُٹھایا جبتک اُنکی مشکل نہ آسان ہوئی اپنا کار ضروری نکرونگا مقابلہ ہفت پیکر مین جاؤنگا
نام ہفت پیکر سنکر باپ بیٹے کانپنے لگے گھبرا کر پوچھا کہ ہفت پیکر سے مقابلہ کا کیا سبب ہے
رستم نے فتاحی طلسم ہفت پیکر کا حال بیان کیا کہ ہفت پیکر ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر
قصر عشرت مین آ کر بیٹھا ہے اب اُسی سے مقابلہ باقی ہے مرحلہ جات فتح ہوے آج اُس کے
مقابلے مین بھیج جاے کہ مین تمھاری صداے دردناک سنکر ادھر چلا آیا نیلگون تاجدار نے
کہا ای شہریار ہفت پیکر نے آپکے مقابلے کے واسطے کل اپنے خراج گذارون کو نامے لکھے ہین
اسقدر فوجین آئینگی کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکیگی رستم نے کہا خدا مالک ہے جسنے
یہانتک پہونچایا وہی اُسکا غرور مٹائیگا ہمکو مظفر و منصور کریگا اُس ملعون و نجس نے دعوی
یکتائی کیا ہے اور لاکھون بندگان خدا برگشتہ کیے ہم لوگون نے بڑے صدمے اُٹھائے
کئی سال گذر رہے اسی مرحد مین لڑتے ہوے عنایت خدا سے یہانتک پہونچے نیلگون تاجدار
نے کہا میرے قلعے مین چلیے وہان سے چلکر تدبیر کیجیے مرکب باساز حاضر کیا رستم سوار ہوے
اور نیلگون و شفق تاج بخش کو ایکطرف قلعے لے چلے دس بارہ کوس راستہ طے کیا تھا کہ
آواز توپ کی کان مین آئی نیلگون نے گھبرا کر کہا یہ آواز توپ کی قلعے سے آتی ہے ہرکارے
بھیج کر دریافت کرین کہ قلعے کو کسنے گھیرا ہے ہرکارے روانہ ہوے رستم نے نیلگون سے پوچھا
نیلگون نے کہا ظاہر مین تو میرا کوئی حریف نہین رستم نے کہا مین بڑھکر دیکھون نیلگون نے کہا مین تنہا
اکیلا کیونکر آپکو جانے دون شاید کسی قزاق نے قلعے کو گھیرا ہو یہ خبر مل گئی ہو کہ آج کل باپ بیٹے
قلعے مین نہین ہین چلکر قلعے کو لوٹ لین آپ لشکر کو بڑھا کے چلیے میرا وزیر صاحب تدبیر قلعے
مین ہے اُسنے سامان کیا ہوگا توپ وغیرہ آراستہ کی ہوگی رستم نے گھوڑا بڑھایا سارا لشکر بڑھا اس
نخلستان کو طے کر کے سامنے سے قلعہ دکھائی دیا جسنے دیکھا کہ کئی سو دیو دارین لیے دور کھڑے ہین

اتنے مین ایک دیو زاغ نول ہاتھ مین لیے ہوئے طرف قلعے کے جاتا ہی اہل قلعہ گولے مار رہے ہین
نالہ و فریاد کرتے ہین کہ خداوند ہفت پیکر بچائیے وہ دیو گولون کو نہین مانتا جب گولا سامنے
آتا ہی زاغ نول مار دیتا ہی گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق مین گرتا ہی اسطرح راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہی رستم
نے کہا ای نیلگون یہ تو دیو زادون نے قلعے کو گھیرا ہی مین جا کے اُسکو روکتا ہون شفق تاجبخش
رونے لگا کہا آپ سے میری زیست کا سہارا ہی اتنے بڑے دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا ادھر
سب دیو زاد دور سے غلغلہ کر رہے ہین کہ ای اہل قلعہ کیون شامتین آئی ہین سب کو آ کر
کھا جائینگے فقط بادشاہ کے بیٹے کو ہمین حوالے کرو وہی ہمارا حریف ہی کہ رستم نے سامنے آ کر
نعرہ کیا کہ تمام صحرا گونج گیا آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہی طرف قلعے کے نہ جا پہلے مجھ سے
مقابلہ کر جسکا تو جویا ہی وہ ہمارے ساتھ ہی رستم فرزند صاحبقران اُس دیو نے جو نام صاحبقران کا
سُنا کانپنے لگا رستم مقابلے مین اُس دیو کے ہو گئے اُس دیو نے زاغ نول کو حرکت دیا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ کیستان پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہ زاغ نول کے دو ٹکڑے
ہوئے جب زاغ نول کٹا اُس دیو نے چنگل مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تو دیو شل ہو
گیا ہاتھ شل دال کے خم ہوا کشتی ہونے لگی رستم نے دو تین گھونسے مارے کہ دیو چیخنے
لگا غل مچاتا تھا کہ او آدمی مجھے چھوڑ دے تو فرزند کو جانشین سلیمان ہی جنھون نے عفرت کو مارا
سمندون ہزار دست کو قتل کیا تمام پردۂ قاف مین اپنا سکہ جاری کر دیا مین تجھ سے کیا
لڑونگا مجھے چھوڑ دے دو گھڑی کی کشتی مین رستم نے کو نے پر لاد کر زمین پر مارا کہ زمین تھرا گئی
کود کر سینے پر سوار ہوئے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اس
قلعے پر آنے کا کیا باعث ہوا دیو نے کہا ای شہریار دیو فولاد مردار خوار کا ملازم ہون وہ ملکہ
گلرنگ پری پر عاشق ہی فغفور چینی کہ باپ ہی ملکہ کا اُسپر لشکر کشی کر کے آیا تھا فغفور سے
پیغام و سلام کر رہا تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ ایک آدم زاد نے ملکہ کو زخمی کیا اُسنے بلا کر مجھکو
حکم دیا کہ جا کر سب کو قلعے مین کھا جاؤ غلام آپکی خدمت سے مشرف ہوا آپکی اطاعت مین کیا عار
ہی آپ کا مذہب بخوشی اختیار کرتا ہون بڑے بڑے شاہان جلیل آپکے والد کے ہاتھ سے
مسلمان ہوئے رستم نے اسکو مسلمان کیا اُسنے اُن دو سو دیو زادون کو آمادہ کر کے مسلمان کیا

سبکو لیکر رستم قلعے مین آکے مقام صدر پر آکر بیٹھے سردار گرد شفق تاج بخش رستم کے آگے خم
ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی ای آقاے نامدار سو معشوقین آپ کے ناخن پا پر نثار ہین آپکا تشریف
لانا باعث برکت ہوا اب کیا تدبیر ہوگی دیو ملیمان نے عرض کی افسر ہمارا یہ وعدہ کرکے آیا ہی
کہ اگر فغفور چینی نے شادی بخوشی کردی تو فبہا ورنہ بغیر معشوق کے لیے نہ پلٹونگا رستم نے
کہا ای ملیمان ہمکو لیچلو آخر ایک تخت پر رستم اور شفق تاج بخش بیٹھے دیو تخت لیکر اڑے
یہان فولاد نے چند نامے فغفور کو لکھے فغفور نے جواب صاف دیا کہ ای فولاد پریزاد و دیوزاد
سے مواصلت نہین ہوتی لہذا ہمکو نہ ستاؤ پلٹ جاؤ آئندہ جو تمھارے مزاج مین آئے فولاد
نے طبل جنگی بجوایا فولاد کے ملازم جو جنات ہین اُنھون نے بہت فولاد کو سمجھایا کہ فغفور سچ
کہتا ہی دیوزاد و پریزاد سے آج تک مواصلت نہین ہوئی اپنی قوم مین سبکو اختیار ہی فولاد
نے نہ مانا کہا کل کھڑے کھڑے قلعہ لیگا اور معشوق پر بھی قبضہ کرونگا اب وطن مین کیا
پلٹ کے جاؤن کیا مُنھ دکھاؤن مین کہکر آیا تھا کہ شادی کرنے جاتا ہون عزیز دار یہی کہینگے
گئے تھے ایک جن پر زور نہ چلا فغفور نے جواب صاف دیدیا پلٹ آئے ایسے ایسے لاف وگزاف
کرکے طبل جنگی بجوایا ہرکارہ نے فغفور کو خبر دی ملازمان فغفور نے عرض کی حضور بھی طبل جنگی
بجوائین غلام اپنی جان لگا دینگے قلعے مین نہ آنے دینگے اُس سنگدل پر پتھرون کی بوچھار
کرینگے فغفور نے بمجبوری طبل جنگی بجوایا گلرنگ پری نے جو یہ معرکہ دیکھا جام زہر بھر رکھا ہی کہ
مین اپنی جان دونگی مگر اس دیو کے ساتھ نہ جاؤنگی جا بہر رات تیاری رہی صبح کو دیو فولاد
میدان مین آیا دیکھا قلعہ الآت حرب و ضرب سے آراستہ ہی منجنیقین چڑھی ہوئی ہین
انپر پتھر سو سو من کے نصب ہین فغفور چینی کرسی پر بیٹھا ہی تمام جنات چہار جانب سے
گھیرے ہوے ہین سامنے سے آکر فولاد نے پکار کر آواز دی ای فغفور چینی کیون جان دینے
آمادہ ہوے ہو ایسے گھروندے بہت سے مین نے بگاڑ ڈالے ہین بہتر یہ ہی کہ نکل آؤ اور
میری معشوقہ مجھکو دیدو گلرنگ پری نے کہ ایک گوشے مین بیٹھی ہی جام زہر آگے بھرا ہوا رکھا ہی
خنجر ہاتھ مین کھنچا ہوا ہی جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی لاشہ ہمارا لیجائیگا زندہ نہ پائیگا فولاد
نے جو یہ باتین گلرنگ سے سنین بغل ابرگردگرد اپنا طرف فوج کے پلٹا کہا کہ یارو کیا ارادہ ہی

سب نے عرض کی حکم کی دیر ہی ابھی پامال کر ڈالین معشوق کو حضور کے لے آئین یہ سنکر فولاد نے اشارہ کیا کہ ہان لینا کئی ہزار دیو لینا لینا کہکر چلے قلعے سے منجنیق پڑنے لگے سو سو من کے پتھر جو دیوزادون پر پڑے کئی سو تیرہ دیون کے سر پھٹے اب تو سب کے پانون اُٹھ گئے یہ کہتے ہوے بھاگے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہی کیونکر وہان تک پہونچین وہان پتھر برس رہے ہین بھاگ کر دور کھڑے ہوے کہتے ہین ای افسر ہم مجبور و ناچار ہین پتھرون نے سخت حیران کیا کئی ہزار منجنیق چڑھی ہوئی ہی کیونکر ان وارون کو روکین کیونکر وہان تک پہونچین اہل قلعہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیوزاد بھاگ کر دور کھڑے ہوے غلغلہ کرنے لگے وہ مارا وہ بھگایا فولاد کو بہت ناگوار ہوا کلہاڑا اُٹھایا کاندھے پر رکھا جھومتا ہوا چیلا فغفور نے کہا یار وہ تنہا آتا ہی سب نے کہا کیا مجال جو آسکے پھر پتھر برساتے ہین یکبکر پتھر برسانے لگے مگر فولاد کا یہ حال ہی کہ جو پتھر سامنے آیا اُسپر کلہاڑا مار دیا پتھر اُٹھا پلٹ کر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا اُسے پامال کیا اسطرح پتھرون کو رد کرتا ہوا فولاد جاتا ہے ملازمان فغفور نے عرض کی حضور وہ سنگدل پتھرون کو نہین مانتا رد کرتا ہوا چلا آتا ہے فغفور نے بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر۔ نظم

بر فگن ای دلربا از چہرۂ انور نقاب	نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتی مہر و ماہ	چہرۂ پر نور تو بودی اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود	می نماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب
پردہ بر روی منور مانع دیدار نیست	ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب
دیدۂ نادیدۂ دیدار روشن میشود	گر بیند ازی زچہرہ ای مہ انور نقاب
جان میخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان	کی پسندد دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش می شناسندش زہر طرز و طریق	خواہ باشد رو برو خواہ باشد در نقاب
ہند یا بیشک قصور اندر نظر داریم ما	ورنہ بر چہرہ نہ دارد یار مہ پیکر نقاب

گلرنگ پری بھی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بدعہد سے

اس ظالم کی جہالت دے فولاد چلا آتا ہی واضح رہے کہ یہ جنات وغیرہ خراج گزاران ملکہ آسمان پری ہین خراج ان سب کا خدمت ملکہ آسمان پری مین جاتا ہی صاحبقران جو اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے انھین ممالک کو فتح کرتے تھے اور گزوسکہ ملکہ آسمان پری کا جاری ہوتا تھا جب صاحبقران چلے گئے تو ان سبنے وہی طریقہ رکھا مسلمان ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای خالق جزو کل دیکھیے کیونکر بچین مگر جب قلعہ فتح ہوگا تو لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے جب ملکہ چاہتی ہین کہ جام زہر پی لون یا خنجر مارون کنیزین لپٹ جاتی ہین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین جب لونڈیان مر جاینگی تب آپکو اختیار ہو فولاد لڑتا بھڑتا پتھرون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے آیا نعرہ کیا کہ ای نغفور ہین نے قلعہ لے لیا اب جو قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جنگل مار مار کے سب کو کھا جاؤنگا آخر تمنے میرا کہنا نہ مانا کئی سو دیوزاد جو میرے مارے گئے ہین اُنکا بدلا لونگا ایک جن کو زندہ نہ چھوڑونگا بڑی تکلیف اُٹھا کے آیا ہون اُسوقت اہل قلعہ کی بیتابی ملکہ گلرنگ پری پر جیسا چاہتی ہین کہ مین اپنی جان دون کنیزین لپٹ جاتی ہین غریو بلند ہوتا ہی دیو فولاد کھڑا ہوا جھوم رہا ہی ہر مرتبہ کلہاڑا اُٹھا کر چاہتا ہی کہ پھاٹک توڑون پھر رک جاتا ہی چونکہ گلرنگ پری پر عاشق ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ۔ نظم

دل قابل محبت جانان نہین رہا
وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا

ٹھنڈا ہی گرم جوشی افسردگی سے جی
کیا اثر کہ نالہ و افغان نہین رہا

کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا

دل سختیون سے آئی طبیعت مین نازکی
صبر و تحمل و قلق جان نہین رہا

کیا اچھے ہوگئے کہ بھلون سے برے ہوئے
یارون کو فکر چارہ و درمان نہین رہا

غش ہین کہ بے دماغ ہین گل پیرہن نمط
اور بس دماغ عطر گریبان نہین رہا

آنکھین نہ پالین شوخ نظر کیون کہ ابکی ہین
سفتون لطف نرگس فتان نہین رہا

ناکامیون کا گاہ گلہ گاہ شکر ہی
شوق وصال و اندوہ ہجران نہین رہا

لے تودہ تودہ خاک سبک دوش ہوگئے
سر پر جنون کے عشق کا احسان نہین رہا

ہر لحظہ مہر جلوون سے ہین چشم پوشیان / آئینہ زار دیدۂ حیران نہین رہا
پھرتے ہین کیسے پردہ نشینون سے منہ چھپاے / رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا
آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین / ای اُنس اک نظر کہ مین انسان نہین رہا
بے کار یہ امید سے فرصت ہی رات دن / وہ کاروبار حسرت و حرمان نہین رہا
بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہی جی / اور اُس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا
بے اعتبار ہوگئے ہم ترک عشق سے / ازبس کہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا
نیند آئی ہی فسانۂ گیسو و زلف سے / وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا
کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام / سر ہی مگر غرور کا سامان نہین رہا
مومن یہ لاف الفت تقوی ہی کیون مگر / دل مین تو کوئی دشمن ایمان نہین رہا

ای ملکۂ عالم میری جان جاتی ہی جان و مال تم پر نثار ہی مجھکو اپنا غلام بے زر جانو واسطے خداوند ہر اسس اشیاطین کا جام زہر نہ پینا مین تمھارے واسطے سر پر مکان بناؤن باغ سلیمانی پر قبضہ کرون اُسمین تمکو رکھون پری زادین واسطے خدمت کے مقرر کرون ملکہ نے آواز دی او بے حیا یہ سب حسرتین دل مین رہین گی یہ آرزوئین نہ نکلینگی فولاد چاہتا ہی جا پڑون یکایک تو ڑون کہ آسمان سے آواز آئی او نامرد خبردار آگے نہ بڑھنا منم فرزند صاحبقران رستم نوجوان نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + فولاد نے دیکھا رستم تخت پر سوار پہلو مین شفق تاج بخش رستم تخت سے کودے برابر فولاد کے پہونچے آواز دی او نامرد کمزور پا کر دبا ڈالتا ہی فولاد نے وہی کلھاڑا جو ہاتھ مین تھا چرخ دیکر رستم پر مارا رستم نے تیغہ کا ایک ہاتھ مارا کہ کلھاڑا کٹ گیا جب کلھاڑا کٹا فولاد جھلایا پنجہ مار دیا رستم نے کلائی تھام کے ایک گھونسا مارا کہ فولاد تھرا گیا بے اختیار منھ سے نکلا کہ ای فرزند صاحبقران گھونسا مارا کہ گرز مارا اب تک آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی لیکن شفق تاج بخش ایک طرف کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو اس دیو سے بچانے کو ئی

خشم زخم نہ پہونچے میرے واسطے کدہ کاوش کر رہے ہین اپنا بڑا کام ضروری چھوڑ اتفاقیہ
ہفت پیکر مین جاتے تھے اتنے بڑے طلسم کو فتح کرتے ہوئے آئے ہین انھین کا کام تھا
اس طلسم پر کون ہاتھ ڈال سکتا تھا لوگون کی زبانی سنا ہی کہ طلسم خیال سکندری اس سے
زیادہ وسیع ہی عمارت بھی اسکی رفیع ہی اُس طلسم پر جانا دشوار ہی لیکن بذریعہ اخبار معلوم ہوا
کہ اس طلسم کو صاحبقران فتح کرین گے ہفت پیکر کی وہ کفالت کریگا اسی وجہ سے اُنپر زوال
آئیگا خدا میرے آقا کو بچالے روز سیہ نہ دکھائے یہان رستم فولاد کو ریل کر خندق سے ہٹا لائے
فرمایا او ظلم پسند تو نے غضب کیا ہی ان غریبون پر لشکر کشی معشوق سے سرکشی فولاد نے
کہا معشوق نہ مانے تو کیا کرون آخر کو لشکر کشی کر کے آیا یہ انجام ہوا تمھاری قضا لائی ہے
تمھارے والد نے عفریت کو کیا مارا کہ اُس روز سے آدمزادون کو گھمنڈ ہو گیا دیوزادون سے
لڑنے لگے ورنہ انسان ضعیف البنیان دیوزاد کی خوراک ہی ایک لقمے مین تمھارا قصہ پاک ہے
ہڈیان چبا چبا کے کھاؤنگا بڑے صدمے دونگا تمکو جان بچانا دشوار ہوگی رستم لڑ رہے ہین گلنار
پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ میرا عاشق بھی کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی یہ بھی دعائین مانگنے لگی کہ
اے کریم و رحیم انکو غالب کر اس دیو سے کیونکر جان بچے گی تو بچانے والا ہی رحم اپنا شریک
کر یہان رستم نے دیو فولاد کے دونون بازو تھامے سر سینے مین اڑا یا ریل کر فولاد کو لیگئے دور
دس قدم پر لا کر پٹکا مارا دونون گھٹنے فولاد کے آشنائے زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کرے لیکن حریف
زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اُس پہاڑ سے زمین چھڑائی
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا فولاد چت گرا رستم کودکر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
کندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو فولاد نے دیکھکے چلا کر
آواز دی او آدمزاد تو نے مجھکو ذلیل کیا اب چاہتا ہی خداوند کو چھوڑون خداوند بھی کیسے
کہ تجھ سے آواز آتی ہی تمام دیوان قاف اُس بت کو سجدہ کرتے ہین مین مذہب خدا کے
نادیدہ نہ اختیار کرونگا رستم چھاتی پر سے اُٹھے ایک پانون دونون پانون سے دبایا ایک
پانون کو دونون ہاتھون سے تھاما جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین تا بسینہ چیرا اور دوسرے
جھٹکے مین تمام چیر کے پھینکدیا تمام دیوزاد جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے فغفور جنی

پھاٹک کھول کر مع جنات کے نکلا فوجین لگئین تلوار چلنے لگی دیوزادون نے دیکھا کہ
رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو دیوزادون کو مارا جس پر تیغہ کپیتان پڑا اُسکے دو ٹکڑے
ہوئے اگر دو دیوزادون نے بڑھکر دو طرف سے حملہ کیا رستم جھپٹ کر ایک کی ٹانگون مین
چھپ گئے گویا پھاٹک مین آئے ایک کا حربہ دوسرے پر پڑا آپس مین ہلاک ہوئے
اسطرح دیو مر رہے ہین رستم جنگ کر رہے ہین دیوزادون مین صدائے الامان بلند ہی رستم
بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین آخر جنات ایسے لڑے کہ دیوزادون نے شکست کھائی
لاشین فولاد کی بمشکل اُٹھائی طرف صحرا کے خاک اُڑاتے ہوئے بھاگے کئی کوس تک رستم
نے پیچھا کیا چاہتے تھے کہ دیوزاد جو بھاگے جاتے ہین انکو بھی قتل کرون فغفور جنی آکر
قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ کبھی بھاگے کا
پیچھا نہین کرتے راشد جنی وارشد جنی ہمارے عزیزدار ہین خدمت صاحبقران مین رہے
انکی زبانی سب قاعدے سُنے جہان صاحبقران کے سامنے سے حریف بھاگا وہ اُسکا پیچھا
نہین کرتے اب حضور بھی واپس ہون کنیز آپ کی گلرنگ پری جمال کی مشتاق ہی حضور کیواسطے
دعائین کر رہی ہی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے شفق تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا آپ پایہ تخت
پر ہاتھ رکھے ہوے اس شان سے شفق تاج بخش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے گلرنگ پری
نے جو اپنے عاشق کے آنے کی خبر سنی واسطے استقبال کے نکلی دیکھا کہ شفق تاج بخش تخت پر
سوار ہی آگے رستم کو سلام کیا رستم نے فرمایا ای گلرنگ پری تمھارے واسطے یہ ہنگامہ ہوا اس
جوان کا عجیب حال تھا مین اسکو اُٹھا کر لایا ہون گلرنگ پری نے شرما کے سر جھکا لیا دست بستہ
عرض کی کہ حضور مالک ہین جو حکم دینگے وہ بجا لاؤنگی شفق تاج بخش کو لیکر بارگاہ مین آئی فغفور
جنی و شفق تاج بخش تخت پر بیٹھے رستم آکر دنگل پر جلوہ فرما ہوے فغفور جنی نے پریزادون کو
اشارہ کیا سامنے آکر ناچنے لگین بعد سوز و گداز اشعار گانے لگین نظم

تنگ کرتا ہی بادل جیانا یہ سو سو بار کا	رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین کیا از دحام خلق کو	رخنۂ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا
دو نہین معلوم ہوتی پڑ چلی کیا کیا نظر	طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سود کھو دیتی ہے آنکھوں سے وقار
کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لب سوفار کا

اب تو ہر زخم جگر ہے دامن ابر بخیل
تر نہین ہوتا ہے ان سوتون سے لب سوفار کا

جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے
آبلون کے منھ مین آجاتا زبان خار کا

ایک نقطہ دیکے خامے نے یہ بتلا دیا
آج ثابت ہو گیا ہونا دہان یار کا ❊

روئے روشن کی حرارت سے پھُکا جاتا ہے دل
آج سمجھے تو زمین بھی خاصہ ہے نار کا

رہ گیا ہے کچھ جو کانٹون مین اُلجھ کر جا بجا
تار دامن اب نظر آتا ہے گیسو خار کا

دن کو طعنون کے گذرتے ہین رات کو دشنام خلق
کیا ایسمند آیا مکان انکو دہان یار کا

کسطرح آگے بڑھون مانع ہے کچھ پاس ادب
آنہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا

آسمان پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی
عکس جا پہونچا تمھارے دامن گلنار کا

شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف
باغبان گوشہ بتادے دامن گلزار کا

جو اُسے سنتا ہے پھر سوتا نہین آرام سے
اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا

چشم عاشق بن گیا ہون اسلیے مین اے نسیم
شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

فغفور کو رستم نے سمجھا کر شفق تاج بخش کو نگار ناگ پری سے منسوب کرا دیا اب رستم کہتے ہین
کہ ہمکو دنیا مین پہونچا دو پردے بارگاہ کے اُسوقت اُٹھے ہوے ہین ترنج خوشبوئی جو
سینے پر شفق تاج بخش کے پڑا چہرہ سرخ ہو گیا صدائے مبارک باد بلند ہوئی فغفور چینی
نے چند جنات مقرر کیے ہین کہ آقائے نامدار کو جلد پردہ دنیا مین پہونچا دو جب ہمارے
سرکار قتل سے ہفت پیکر کے مہلت پائینگے تب انکی شادی ہوگی شفق تاج بخش خوشی
خوشی تخت پر بیٹھا ہی رستم چاہتے ہین کہ تخت میرا روانہ ہو اہل لشکر گھبرا رہے ہونگے کہ
سامنے سے دیکھا کہ دیو تندک گھبرایا ہوا آتا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے تندک کہان
جاتے ہو تندک نے جو رستم کو دیکھا ہوا سے اُتر آیا کہا اے شہریار مین پردہ دنیا پر چلا
تھا کہ صاحبقران کو جا کر لاؤن معرکہ یہ ہوا کہ تہمورث جمشیدی جب اُسکے پاس فوج جمع ہو جاتی ہے
تب گلستان ارم پر چڑھ آتا ہے بموجب قاعدہ قدیم اب بھی کئی لاکھ نرہ دیوون کو لیکر
آیا ہے ملکہ قریشیہ نے نکل کر مقابلہ کیا شومی طالع سے زخمی ہوئین بھاگ کر قلعہ گلستان ارم گئین

بجھی ہین قہقہہ کئی لاکھ نرہ دیوؤن سے گھیرے ہوے پڑا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ یلغر کرے آسمان پری نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ شکر ہی کہ آپ یہان ملگئے رستم نے بیقرار ہوکر کہا مین ضرور چلونگا قہقہہ سے حشیمی کیا ہنسی سمجھا ہی یہ فرماکر کہا کہ ای تنذک ہمین لیچلو فغفور جنی نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا رستم کو تخت پر سوار کیا شفق تاج بخش و فغفور جنی بارہ ہزار جنات سے ساتھ ہوا رستم طرف گلستان ارم کے چلے یہان قہقہہ نے جب دیکھا کہ ملکہ قریشہ زخمی ہین آسمان پری بالاے قلعہ بیٹھی ہین طبل جنگی بجوایا ملکہ آسمان پری کو یہ خبر ہوئی بیقرار ہوگئی فرماتی ہین کہ عادل قاف کا زخمی ہونا باعث خرابی ہوا خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے لیکن طبل جنگی بجوادیا سرداران ملکہ آسمان پری راشدہ جنی وارغدہ جنی وسیامک اور دیو اقوال وغیرہ قلعے کو درست کر رہے ہین کہ اپنی جان لڑا دینگے مگر قہقہہ کو قلعے مین نہ آنے دینگے صبح کو قہقہہ نے قلعے کو گھیرا سامنے آکر فوج کو لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ آسمان پری تمھاری وجہ سے سب سرکشان قاف قتل ہوے آج سب کے خون کا بدلا لونگا تمھارے تو نام پر مرتا ہون کیا غضب کا مقام ہی ذرا تصور فرمائیے

نظم

ای جوشش نالہ کا وغل ہردم کہان تلک — یون موت سے شکایت پیہم کہان تلک
اُس مہر وش کو روز کے رونے سے کیا حصول — ای اشک بیقراری شبنم کہان تلک
گردن جھکی ہوئی بھی وہی بار دوش ہی — ای دل خیال ابروے خوش خم کہان تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہوگیا — ای آہ سینہ سوزی ہمدم کہان تلک
ہین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو — اللہ مجھ سے تنگ ہی عالم کہان تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے — ای دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہاے — کھایا کرون امید اثر سم کہان تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین — آخر تحمل قلق وغم کہان تلک
اللہ سلیقہ کو یون سے ہاتھ بھاگ گئے — بیٹھین گے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

دیگر

ای موت اس عذاب سے آکر بچا مجھے — مومن ہون قید خانہ ہی دار الفنا مجھے

ای ملکہ میرا عجب حال ہی خیال تو فرمائیے کس مدت سے آپ پر جان دیتا ہون انسان ضعیف البنیان آکر آپ کے ساتھ شادی کرے اور مین محروم رہون اب آج مجھے سرفراز فرمائیے قلعہ کھول کر نکل آئیے سردارون نے آواز دی او بےحیا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ملکہ کی لونڈی کو بھی نہ پائیگا ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ قہقہہ نے یلغر کیا سردارون کو اشارہ ہوا ان سب نے پتھر برسانا شروع کیے ہزار نرہ دیو ہمراہی قہقہہ کے مارے گئے دیو زادہ بھاگے قہقہہ نے چوبدست ہاتھ مین لی کہا یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین ابھی جاکر قلعہ فتح کرتا ہون یہ کہکے جھومتا ہوا چلا کئی سو گز کا قد چوبدست آہنی کاندھے پر شلنگین لگاتا ہوا چلا آسمان پری نے جو دیکھا کہ خود قہقہہ آتا ہی بیتاب ہوکر طرف آسمان ہاتھ اٹھائے بیقرار ہوکر آواز دی ای خالق بندہ نواز ای کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

ای کہ از حسن پر انوارت منور آفتاب
حلقہ در گردم وگردون گردان جا کرست
تاب گر دارد مہ تابان کہ آید رو برو
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا
ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان
جلوہ ات از جلوۂ شام و سحر یابد ظہور
پرتو افگن گاہ می گردد مہ نو بر فلک
یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند
بردہ از روے منور بر کشا تا در جہان
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش
نور اندر ماہتاب از جلوۂ رخسار تست
طبع روشن در مضامین حق چو فرمود عطا

جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب
روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب
ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
عرش عزت پایہ کرسی رتبہ برتر آفتاب
چہرہ بنماید دگر تا روز محشر آفتاب
سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب
می نماید صورتت شام و سحر در آفتاب
گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

ملکہ آسمان پری کے بلکنے پر سب آمین کہ رہے ہین ملکہ قرلیثہ سلطان رخمار ابناک پر بڑی اڑتی

تیغہ سلیمانی کہ پہلو مین رکھا ہی ہر مرتبہ چاہتی ہین کہ اُٹھون جب قبضے پر ہاتھ رکھا اور قصد کیا
کہ اُٹھون لڑکھڑا کے گرتی ہین زخم سر کھل جاتا ہی فرماتی ہین کیا ستم ہی کہ یہ بیحیا والدہ ماجدہ کا
نام لیتا ہی کاش کے مین کور و گنگ پیدا ہوتی کہ یہ آفت آنکھون سے نہ دیکھتی نہ کانون سے
سنتی ای رب میرے مدد کر اس بیحیا نے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ہی تو ہی بچانے والا ہی اس ظالم کی
عصمت والدہ ماجدہ پر نظر ہی خدا اسکی بدعت سے بچائے افسوس کہ تنک گیا تھا اب
تک پلٹ کر نہ آیا یہان وقت اختتام قریب ہی ظاہر ہوا کہ قریشہ بد نصیب ہی کہ یہ سامان اپنی
آنکھون سے دیکھے اور زندہ رہے ای کریم یا تو طاقت و قوت عطا کر کہ مین نکل کر اس بیحیا سے
مقابلہ کرون اُسکی یہ سرکشی مٹاؤن یا اپنی جان دون اگر قبلہ و کعبہ آجاتے کہ جنھون نے قدیم
عفریت ایسے کو مارا سمندرون ہزار دست کو للکارا تمام پردہ قاف کے دیوزاد اُن کے
نام سے کانپتے ہین اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے چھتیس ۳۶ پردے تسخیر کیے پریزادین سر
پیٹ رہی ہین بیان پر قریشہ کے روتی ہین کہتی ہین واری آپ ثانی صاحبقران ہین بعد
صاحبقران کے آپنے کیا کارنمایان کیے ملکہ قریشہ کہتی ہین ایک غلام کی قبلہ و کعبہ کے برابری
نہین کر سکتی اُنکے فرزندان نامدار کیسے کیسے صاحبان شوکت ہین جنھون نے اقلیمین فتح کین
سرکشان عالم کو زیر و زبر کیا آخر یہ غرور ہوا کہ مقابلے مین قبلہ و کعبہ کے آئے یا ہمارے صاحبقرانی
مانگنے لگے امیر نے اُنکی گوشمالی کی سر میدان زیر کیا اُنکا غرور مٹایا مین کس شمار مین ہون خدا
اُنکو سلامت رکھے اُنکی ذات سے نام جرأت روشن ہی خارستان دنیا رشک گلشن ہی
اگر ہمارے بعد آئے تو بڑا افسوس کرینگے فرمائینگے کہ قریشہ بیکس و بے بس ہو کر قتل ہوئی قہقہہ
کو زندہ نہ چھوڑینگے کل پردہ قاف مین یہ پردہ ظلمات باقی رہگیا کہ قہقہہ بھاگ کر ظلمات مین
چلا جاتا ہی اسکی فتاحی رہگئی ورنہ جب قصد کرتے پردہ ظلمات کو لے لیتے مگر قصد کامل نہین
کیا مگر قہقہہ اُڑتا اُبھرتا پتھرون کو دفع کرتا ہوا برلب خندق پہونچا پکار کر آواز دی ملکہ اب دروازہ
کھولدو اب سرکشی نہ کرو ورنہ پھاٹک توڑ کر آتا ہون یہ کہکے جو بدبخت اُٹھائی چاہتا ہی کہ
پھاٹک پر لگاؤن مع فوج اندر قلعے کے گھس جاؤن پہلے سب کے ملکہ آسمان پری کو پکڑ لون
بعد اسکے قریشہ کو قتل کرون کہ اُسکے ہاتھ سے کئی بیٹے میرے مارے جاچکے ہین اسکے نام سے

دیوزاد تھراتے ہیں اُسکے مقابلے مین نہیں آتے قرلیشہ نے جو دیکھا کہ اب پھاٹک ٹوٹا
چاہتا ہی تہ دل سے دعا کی کہ آسمان سے نعرۂ تکبیر کی آواز آئی کہ باش اد کافر آگے قدم نہ بڑھانا
منم رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران قرلیشہ نے جو رستم کو دیکھا تو مثل گل
شگفتہ ہوگئیں پکارنے لگیں کہ بھائی صاحب آئیے اس ظالم نے بڑی بدعت کی سب بے
زنہاری مین گھیرا ہی رستم تخت سے کود پڑے قہقہہ نے جو چوبدست لگائی رستم نے پیترا
بدل کر خالی دی زمین پر جو پڑی زمین سے پانی نکل آیا قہقہہ نے آواز دی زدم وپست
کردم مارا اور کام تمام کیا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا او بچیا مین موجود ہون کسے مار کسے
پست کیا قہقہہ نے جو رستم کو کھڑے ہوے دیکھا دوسری چوبدست لگائی اب کی رستم
نے ہاتھ تیغہ کیبتان کا مارا کہ چوبدست کٹی تب قہقہہ نے جنگل مارا کہ گولی بنا کر کھا جاؤن
رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ قہقہہ مُنہ کے بل جھکا دیوزادون نے رستم پر
بلوہ کیا تب رستم نے قہقہہ کو چھوڑ دیا ہاتھ تیغہ کیبتان کا مارا کہ سر قہقہہ کا زخمی ہوا قہقہہ
سامنے سے رستم کے بھاگا مگر تین لاکھ دیوزادونکا بلوہ ہی رستم قتل کرتے کرتے تھک گئے
ہین پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز میرے
اس ظالم کو شکست دے اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت ملے نظم

مشتغل ہستند در شغل عبادت عام وخاص — ہست یارب بندۂ زار تو خلقت عام وخاص
سرنہادہ ہردم بہ خاک آستانت عام وخاص — میکند سجدہ بہ اخلاص و ارادت عام وخاص
دائما دربارہ دربارِ تو حاصل میکنند — گنج علم و گنج فیض و گنج دولت عام وخاص
درجہان ہر نیک وبد امیدوار فضل تست — ہست از الطاف تو خواہان رحمت عام وخاص
جلوہ معبودی تو از انوار وحدت جابجا — کردہ پیدا تو از وحدت بکثرت عام وخاص
بر امید وصل تو یا جامع المتفرقین — می کشند بر دوش خود بار ریاضت عام وخاص

بیقرار ہو کر رستم نے جو دعا کی صحرا اُبلا دیکھا نقابدار گلگون پوش ہوادار قاسم
مع بارہ ہزار نرہ دیوون کے پیدا ہوا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی ہنستا ہوا لشکر
دیوزادون پر آپڑا تھوڑے عرصے مین فوج قہقہہ کو شکست فاش حاصل ہوئی سینے دیوزاد

قہقہہ کو لیکر بھاگے ملکہ قریشہ نے آکر رستم کور دل کا کہا بھائی صاحب پلٹیے اب وہ پردۂ ظلمات میں چلا جائیگا وہاں نہ جا سکیگا اکثر مین نے اس مردود کا تعاقب کیا بخوف وہ پردۂ ظلمات مین داخل ہوجاتا ہی وہانکی تاریکی سے سب گھبراتے ہین ناچار پلٹ آتے ہین رستم بفتح و فیروزی پلٹے بیرون قلعہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی آسمان پری نے آکر بلائین لین کہا ای تو نظر تھین تنک نے کہان پایا رستم نے سب کیفیت بیان کی ملکہ قریشہ بہت خوش ہوئین کہ وہ کمبخت فولاد مردار خوار مارا گیا ہمیشہ قلعۂ بلور پر یلغر کرتا تھا چاہتا تھا ملکہ سلاسل پری پر قبضہ کرے بڑے کانٹے کو آپ نے صاف کیا ایک شب رستم وہان رہے دوسرے دن فرمایا کہ مجھکو ایک ضرورت درپیش ہی ایسا نہو کہ لشکر پر ہفت پیکر دباؤ ڈالے اُسکے پاس لشکر بہت ہی چارون حاملان تخت کو حکم ہوا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برقاق رستم کو تخت پر سوار کر کے لیچلے نغفور چینی ساتھ ہی جب قریب جبل اعلیٰ آکر اُترے دیوزادون نے عرض کی اس پار اُتر لیے کل انشاءاللہ پہاڑ کے پار لیچلین گے رستم دامنۂ جبل اعلیٰ مین اترے خاصہ کھا کے آرام فرمایا دو پہرے شب تجاوز کر چکی تھی کہ لشکر مین رستم کے ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکلے دیکھا کہ سب لشکر غائب ہوگیا نہ فغفور چینی ہی نہ جنات فغفور ہین شفق تاج بخش ایک جانب مثل دیوانون کے بھاگا جاتا ہی گریبان چاک چہرے پر خاک بیتاب یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری نظم

حلق سے دم لبو پر خواہش دیدار مین آیا — وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا
رقیبون کو جلایا آئینے کی دیدبازی نے — دل عاشق کئی صورت سے بزم یار مین آیا
سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے — صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا
برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے — وہ ناک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا
ہمارا بھی خدا ہی زاہدو اتنا نہ اترا دُ — وہ کافر ہی جیسے ننگ رحمت غفار مین آیا
مجھے حیرت ہی حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کی — کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا
بہت مشکل ہی رہنا پاک دامن دار دنیا مین — اُلجھ کر رہگیا جو وادی پرخار مین آیا
برہمن دیر کو راہی ہوئے اور شیخ کعبے کو — نکل کر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا
خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت — خبر پہونچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدواروں کا
نہین کرتے تمیز پاس و پاریکچھ رند بادہ مشرب
بگڑتے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے

خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
بنیگا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

رستم نے ہر چند پکارا شفق تاج بخش نے جواب بھی نہ دیا کبھی اشعار پڑھتا ہی کبھی دیوانہ پن کی باتین کرتا ہی جب رستم نے غصہ سے کہا کہ ای برادر یہ کیسی بات کرتے ہو ہمارے کچھ ذہن مین نہین آتا تب شفق تاج بخش نے بیقرار ہو کے جواب دیا کہ ای آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس آپ ملاحظہ نہین فرماتے ہین کہ وہ بیحیا سیاہ رو تیرہ درون میری معشوقہ کو بجبر لیے جاتا ہی میرا کلیجہ بیٹھا جاتا ہی براے خدا میری معشوقہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ مین ابھی اپنی جان دیدونگا اسی فکر مین جاتا ہون جو تقدیر نے چاہا تو اس سیاہ رو کو مارونگا معشوقہ کو چھڑاونگا یہ کہتا ہوا درہ کوہ جبل اعلیٰ مین داخل ہو گیا جب اندر درے کے پہونچا اور رستم نے دیکھا کہ میری آنکھون سے نابود ہوا بڑا رستم کو افسوس ہوا پلٹ کر لشکر مین آئے یا تو گھا گھم تھی یا رہ ہزار جنات اترے ہوے تھے مثل انسان کے انکی صورتین حسین و شکیل ان سبکا غائب ہونا کوئی رفیق سامنے آنکھون کے نہ رہا لیکن چارون حاملان تخت موجود ہین رستم نے پوچھا کہ اکوان و کیوان یہ کیا معرکہ گذرا تم کچھ یہان کا حال جانتے ہو یہ تو عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا شعبدہ ہی اکوان و کیوان نے عرض کی غلامون نے دربار مین ملکہ آسمان پری کے زبانی خواجہ عبدالرحمان جنی کے سنا تھا کہ جبل اعلےٰ پر ایک ساحرہ رہتی ہی کہ اسکا نام ایلاے عنبرین موی وہ کسی کو زیر جبل اعلیٰ اترنے نہین دیتی جو جا کر اترتا ہی اسکو صدمے پہونچاتی ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن پہنے ہین یہ تو یقین کامل ہی کہ ان اشیا پہ سحر تاثیر نہین کرتا لوح طلسم ہفت پیکر بھی گلے مین ہی اسی وقت تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا طرف درہ کوہ کے چلے درے کے قریب آئے ایک فیل مست جھومتا ہوا سامنے آیا فیل نے بھسونڈا اپنا طرف رستم کے بڑھایا رستم نے دونون ہاتھ اپنے فیل کو دیے اس نے اپنی سونڈ مین لپیٹے رستم نے بھسونڈا اسکا دونون ہاتھون سے تھاما پاؤن مین پاؤن اڑا کر ایک ہکہ مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ لی فیل چرخ کھا کر گرا رستم اندر درہ کے چلے سامنے دیکھا ایک باغ

ویران ہی اُس مین شفق تاج بخش بیٹھا ہی ایک ساحرہ منتین کر رہی ہی کہ میرا وصل قبول کر شفق
تاج بخش قبول نہین کرتا کہتا ہی میری معشوقہ کو بلا دو مین تیرا وصل نہ قبول کرونگا ساحرہ نے
کوڑا اُٹھایا کہا اے جوان اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دون گی شفق کا عاجز
ہونا اور سر جھکا کر کہنا چاہے قتل کر ڈال مگر مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کوڑا اُٹھایا رستم
نے للکارا کہ او فاحشہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پچھتائیگی ساحرہ نے جو جمال رستم دیکھا
منتین کرنے لگی کہ ای جوان تو ہی قبول کر لے یہ تو مجھکو نامرد معلوم ہوتا ہی مین عرصے سے
منت کر رہی ہون یہ کہکے قریب رستم کے آئی کہا چل کے وہین بیٹھ کہ مین تیرے واسطے شراب
و کباب لاؤن رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا اڑ گیا مرتے ہی اُسکے
اندھیرا ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نیران جادو دربان باغ بود اب مرنے سے اُس ساحرہ کے
شفق تاج بخش کے ہوش درست ہوئے اپنے مقام سے اُٹھا رستم کے ساتھ ہو لیا رستم
آگے بڑھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی روش پٹری کو طے کیا سامنے بارہ دری کے آئے
دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی تاج سر پر رکھے ہوے زیور پہلون کا زیب جسم گرد
کنیزین بیٹھی ہین جیسے ہی رستم کو اُس ساحرہ نے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا
تشریف لائیے رستم بارہ دری مین آئے اُس ساحرہ نے مسند خالی کر دی مقام صدر پر
جگہ دی آپ ہٹ بیٹھی جب رستم بیٹھے تب اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای رستم نوجوان ای فرد
صاحبقران مین اس پہاڑ پر مدت سے رہتی ہون ہزارہا بندگان خدا اس راہ سے گذرے
مین نے اُنکو مارا جو سحر کیا اُس نے تاثیر کی مین نے آپ کے لشکر پر یہ سحر کیا تھا کہ آکر قید ہو جائین
سب لشکر آیا مگر آپ نہ آئے اسکا کیا باعث ہی رستم نے کہا کلاہ ہفت گوشہ میرے
سر پر زرہ ہفت جوشن جسم مین تیغہ ہفت جوہر قبضے مین مجھ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے دو
کوہ پر فیل کو مارا باغ مین آکر ایک ساحرہ کو قتل کیا رفیق کو اپنے چھڑا لیا اب تم تک پہونچا
آخر مراد تمھاری کیا ہی ہاتھ باندھ کر ساحرہ نے کہا مین کنیزان کنیز سے ہون امیدوار ہون کہ مجھکو
قبول فرمائیے جب آپ ہفت پیکر پر لشکر کشی کرینگے لاکھ ساحر میرے قبضے مین ہین
سب کو لیکر مین حاضر ہونگی رستم انکار کر رہے ہین لیلائے عنبرین مو منتین اور

خوشامدین کر رہی ہی کہتی ہی اے شہریار میرا ساتھ رہنا بہت کام آئیگا ہفت پیکر مجھکو دیکھکر گھبرا جائیگا کہ ہوا سے سرد کے جھونکے چلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر مین عا کی گرج برق کی چمک وہ ابر شق ہوا ایک تخت پیدا ہوا سب نے دیکھا تخت پر ایک نازنین ماہ جبین نہایت حسین و خوب صورت دو کاکلین دونون عارض پر چھوٹی ہوئین صفا ثابت ہوتا ہی کہ آئینہ حلبی پر ماران سیاہ لہرا رہے ہین سیاہی کو اُنکی شب ہجر عاشق کہون یا ظلمات سے مثال دون پیچ و خم اُنکے برائے طائر دل عاشق دام صیاد ہین جسکو ہزار طرح کے کرشمے یاد ہین عارض رشک قمر آنکھون مین رعنائی چہرے پر زیبائی گلا صراحی دار او سینے پر نار پستان کا اُبھار یا دو نقد بدار سرکش جوش جرأت مین بچائے سنبھالے کھڑے ہین کمر نازک جسکو موے میان کہتے ہین مثال دینے والے خود معدوم رہتے ہین ساق سیمین جنپر بنائے قصر حسن قائم ہی بلور کی ترشی ہوئی رانین جنکو صانع قدرت نے اپنی صنعت سے بنایا ہی آگے مقام حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی زعفرانی جوڑا پہنے بقول شاعر نظم

آرسی ہیکل گلے مین ڈالے ہوئے | پانیچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
رُخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال | رنگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر | یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر

معشوق محبوب طبیعت کی مرغوب خوش رو خوش خو آنکھون مین جادو خال ہندو خنجر ابرو نظم

بہر خندہ کز لب برانگیختی | نمک بر دل خستگان ریختی

دیگر

ناک مین نیم کا فقط تنکا | شوخی چالاکی مقتضا سن کا
آستینون مین وہ پھنسی کُرتی | جسم مین وہ شباب کی پھُرتی
قد مین آثار سب قیامت کے | گوری گردن مین طوق منت کے
رُخ پہ گرمی سے وہ عرق کم کم | جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
عکس رخ موتیون کے دانون مین | بجلیان چھوٹی چھوٹی کانون مین

اُس نازنین نے بھی بہ نگاہ محبت رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ رخسار ہیبت وضعدار قطع سپاہ گری چہرے سے ظاہر فنون جرأت سے بخوبی ماہر پیر شست تیغ برق زا بدست

بڑی بڑی آنکھیں جتّی بھوین غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری زیبندہ وضع داری سطوت
وصولت رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا ہی طریقے سے جرأت پیدا ہی جانبین سے نگاہین
لڑین دونون کے دلون سے برچھیان پار ہوئین لیلاے عنبرین مو یہ کہکر اُٹھی کہ بہن
سلماے عشوہ ساز آئی ہین سلما آکر قریب رستم کے بیٹھی رستم مسکرا مسکرا کے باتین
کرنے لگے سلما بھی جواب باصواب دیتی ہی لیلا نے یہ طریقہ جو پایا تو نگاہ دیدۂ رشک سے جل گئی
جی مین کہتی ہی مین نے کس محبت سے اس ظالم کو بٹھایا مجھ سے یہ محبت کی باتین نہ کین
ہمشیرہ صاحبہ سے اب کیا ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی ضبط کیا آخر ضبط نہو سکا طرف رستم
کے متوجہ ہوئی کہا کیون او نا منصف ہمسے کوئی محبت کا کلام نہ کیا یہ کہکے طرف سلما کے متوجہ ہوئی
کہا بوا سنو یہ میرا معشوق ہی اگر اسیر نگاہ محبت ڈالوگی تو بہت پچتاؤگی مین سمجھ لو ان کو ابھی مار ڈالونگی
سلما نے حجاب سے سر جھکا لیا اتنا جواب دیا کہ بوا اتنا نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ یہ مشہور ایک
مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان۔ رستم نے کہا لیلا کیون شامت مین آئی ہین رستم نے جو یکرکے
جواب دیا لیلا نے سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی نیمچہ کمر سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈال کے ہاتھ مار دیا لیلا کے دو ٹکڑے ہوکے
کنیزین تھرا گئین سلما نے کہا اے شہریار یہ کیا باعث کہ آپ پر سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے کہا یہ تیغہ
ہفت جوہر کسی ساحر کا سحر اس پر تاثیر نہ کریگا تم کیون رنجیدہ ہوتی ہو اسکی قضا تھی یہ قتل ہوئی
ناحق کو بیٹھے بیٹھے راستہ روکا میرے ساتھ والون کو قید کر لیا دو ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تیسرے اسکی قضا تھی زبردستی اپنی جان دی سلما نے عرض کی سامنے جو قصر ہی اُسمین آپکے
ہمراہی قید ہین انکو رہا کرجیے سحر تو اسکا اُتر گیا کہ وہ قتل ہوئی رستم نے اُس قصر کو کھولا فغفور
چینی مع اپنے ساتھ والون کے نکلا فغفور نے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقاے نامدار خدا آپکو
سلامت رکھے عجب مصیبت مین غلام آپ کے تھے رات کو یکایک بیٹھے بیٹھے قلب اُلٹ گیا
بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانے مین پایا گردا گرد دیو منھ کھولے ہوئے
بیٹھے تھے یقین تھا کھا جائینگے مگر خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے کہ اس قید آفت
سے آپ نے بچایا اپنے غلامون کو چھڑایا اب طرف سلما کے رستم متوجہ ہوے سلما نے عرض کی

کنیز آپ کے ساتھ جائے گی مجھے ہفت پیکر کے مقابلے کا بڑا شوق ہے مین اور لیلا دونون ملکر خراج بھیجتے تھے اگر وہ ہیجا اس پہاڑ پر بھی آیا ہے شعبدے دکھاتا پھرتا رستم نے کہا اب چلنا چاہیے اہل لشکر ہمارے گھبراتے ہونگے فغفور نے رخصت مانگی فغفور چینی کو تو رستم نے رخصت کیا شادی کا وعدہ ہوگیا فغفور چینی اپنے جنات کو ساتھ لیکر طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا شفق تاج بخش رستم کے ساتھ ہے شب کو سلما نے بڑی دھوم سے دعوت کی کنیزین آکر موجود ہوئین فرش سارے باغ مین بچھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہونے لگے صراحیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین سلما نے اطاعت اسلام چاہا۔ ق دل قبول کی لاکھ سوار و پیدل ساحرون کے دل کے دل آکر جمع ہوگئے اندر باغ کے سلما نے رستم کو مقام صدر پر بٹھایا آپ متمیز بیٹھین دور شراب چلنا شروع ہوا ایک نازنین گلو سالشنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین — رکتی نہین ہے آنکھ تری جلوہ گاہ مین
حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین — کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
کچھ ٹھنڈھی گرمیان سی ہین میری آہ مین — وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین — رکھتا ہے نالہ پاس بٹھا دے کی راہ مین
اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق — تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدہ تر واہ رے سادگی — یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین
آنکھون مین ہوکے دل مین قدم رنجہ کیجیے — تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے نگاہ مین
چمکا ہے صبح تک مرے سینے کا داغ بھی — چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا — آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین
آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل — آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ مین
یون آہوان دشت کی آنکھین کھب گئی — سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین
شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ — کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین
بے یار صبح و شام ہے آنکھون مین ایک سی — ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین
کیا اسکے آگے بیٹھے مین عاشق ڈرے ہو — آواز تک نہین ہے غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمیر کرے گا حشر | فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
زاہد بغیر توبہ نہ بخشیگا کیا کریم | جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ مین
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اسی فلک | بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین
مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا | جنبش نہ لی کسی نے دل دادخواہ مین
اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال | لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

رستم نے شب بھر جشن کیا دوسرے دن سلما اور لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے رستم کو سلما نے تخت پر سوار کیا آپ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے اُڑتی ہوئی جنگل سے نکلی شفق تاج بخش ہمراہ ہی اس دھوم سے طرف لشکر کے روانہ ہوے لیکن اب حال لشکر رستم ذکر کیا جاتا ہی کہ صبح کو جو سردار اُٹھے سماک واسطے نماز کے جگانے آیا رستم کو خوابگاہ مین نہ پایا آکر سرداروں سے بیان کیا کہ آقاے نامدار کا نشان نہین میر طلایہ کی زبان سے سنا کہ دو پہر رات گئے بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے گئے تھے سماک تلاش کرنے نکلا لشکر مین نیلگون تاجدار کے آیا وہان آکر یہ خبر سنی کہ رستم طرف پردۂ قاف کے گئے سماک پلٹ کے لشکر مین آیا سردارون سے سب حال بیان کیا ساحر لشکر لیکے الگ اُترے غیر ساحرون کے افسر جاروق وعیوق تاجدار وہنگام وحشی وشریر مردم ور دیوانہ یہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے اہتمام لشکر کرتے مین سب کو انتظار ہی کہ آقا پردۂ قاف سے آئین تو لشکر کا کوچ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار فیشت پر کئی لاکھ فوج نیزے چمکاتے ہوے سامنے سے پیدا ہوے آکر مقابل مین اترے سردارون نے دریافت کرایا معلوم ہوا صندلان فیلگوش بحکم ہفت پیکر آیا ہی مقابلے کا ارادہ ہی صندلان فیلگوش کو معلوم ہوا کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہین پردۂ قاف کو گئے ہین اُسنے کہا تا آنے طلسم کشا کے ان سردارون کو زیر کرون انکا تو غرور مٹاؤن یہ سوچکر طبل جنگی بجوایا سردار سب بارگاہ مین جمع ہین ہنگام وحشی و دیوانہ شریر مردم درچو بدستین ہلا رہے ہین ہر ایک پر نگاہ تند ڈالتے ہین جیسے ہرکارے نے خبر دی ہنگام وحشی نے مقام سے اُٹھا کہا کہ مین ابھی جاتا ہون کشان کشان اُسکو لاتا ہون کان پکڑکے سمجھاؤنگا کہونگا کہ او نامرد آقا ہمارا لشکر مین نہین ہی تو نے کیون طبل جنگی بجوایا جہلال سرکش نے اٹھکر دیوانے کو روکا

شتر پر مردم در بھی یہی کہتا ہی کہ ہان بھائی چلیے ہم تم اُسکو سمجھاوین جہلال نے دونون کا ہاتھ تھام کر کہا تمھارے آقا کا یہ دستور نہین ہی جواب مین طبل جنگی بجواؤ جب وہ میدان کارزار مین آئیگا جسکو مناسب جانتا اُسکو بھیجتا وہ جاکر مقابلہ کریگا یہ ایسے گھر پر یون جانا کیا ضرور ہی جہلال سرکش وغیرہ نے بہ لطائف الحیل ان دیوانون کو سمجھایا بہ مشکل روکا جاروق نے جواب مین طبل جنگی بجوایا جادوگرنیون نے جو خبر سُنی بارگاہ مین آئین کہا ای سرداران تہمتن واکبر جوانان صف شکن آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین کیون جنگ کو طول دو ایک سحر مین سب دیوانے ہو کر بھاگینگے سردارون نے کہا ای شاہزادیو تمھارا سحر ایسا ہی ہی لیکن آقا کے قانون کے خلاف نہ کرینگے صبح کو میدان کارزار مین لڑینگے دیکھنا کیا رنگ ہوتا ہی ہمین بھی خبر معلوم ہوئی کہ اُسکو خبر ہی کہ آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین اسلیے یہ سرکشی کی طبل جنگی کو بجوایا میدان کارزار مین سمجھا جائیگا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جسوقت پہلوان زرین پوش بصد جوش اکھاڑے مین آیا شاگردان ضیا وشعاع ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین آکر ٹہلنے لگے صندلان فیلگوش بوجاپاٹ کرکے گینڈے پر سوار ہوا کل فوج کو ترغیب دیتا ہوا میدان کارزار مین آیا قصر عشرت کو پشت پر لے کے کھڑا ہوا ایکایک اسنے دیکھا کہ اہل اسلام بھی آتے ہین سب سردار جمے ہوے اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ساتھ لیے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے دونون دیوانے شلنگین لگا رہے ہین جو پایہ ست ہلا رہے ہین ہر مرتبہ یہی نعرے ہین کہ او نامرد تونے یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین پردۂ قاف گئے ہین اگر جرأت کے خلاف نہو تو پلٹ جا جب آقاے نامدار تشریف لاوینگے تب طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آنا صندلان فیلگوش نے جو دیوانون کو دیکھا اُسکے ہوش اُڑ گئے تھرا کر کہتا ہی یارو تم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے ان دیوانون کو کیونکر زیر کرکے قبضے مین کیا مقام تعجب وحیرت ہی کہ یہ دیوانے اپنے ہوش مین نہین ہین ان پر کیونکر قبضہ ہوا ہرکارون نے عرض کی حضور طلسم کشا نے لڑکر ان کو زیر کیا ہی حقیقت مین ان سے تو کوئی نہین لڑ سکتا بلاے روزگار ہین ایک چیخ مارتے ہین کہ زمین وآسمان ہل جاتے ہین سب ان دیوانون کو دیکھکر گھبرائے ہوے ہین لیکن اژدران فیلگوش بھائی صندلان کا میدان

مین آیا سلح شوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ہنگام وحشی چوبدست ہلاتا ہوا دوڑ پڑا ہر چند جہلال سرکش وغیرہ نے روکا کہ
تم میدان کارزار مین نہ جاؤ یہ انھین کو چوبدست دکھانے لگا کہا مجھکو روکوگے تو ایک
چوبدست ماردونگا سوار رک گئے ہنگام وحشی میدان مین آیا اژدران فیلگوش سے مقابلہ
کیا اژدران فیلگوش نے جو دیوانے کو اس کیفیت مین دیکھا حیران ہوگیا چاہتا تھا کہ
پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا نیزہ ہنگام وحشی پر مارا ہنگام وحشی نے نیزہ اسکا توڑ کر
پھینکدیا اور چوبدست کو گردش دینے لگا سناٹے کی آواز جو کان مین آئی اژدران فیلگو
گینڈے کو پھیر کر بھاگا دیوانہ للکارتا ہوا پیچھے اسکے چلا تالیان بجاتا ہوا قہقہے مارتا ہوا پکارتا ہوا
کہ کہان جاتا ہے مین نے تیرا حربہ اٹھایا تو میرا حربہ روک ایک ہی ضرب مین پراٹھا بنادونگا
ہڈیان سرمہ ہو جائینگی مگر اژدران فیلگوش نہین ٹھہرتا جب کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا
فوج کو آواز دی یارو مین اسکو لگا کر لایا ہون کمندون مین گرفتار کرلو کئی ہزار جوان
دوڑ پڑے دیوانے نے چوبدست ہلائی کسی کا سر پھٹا کوئی پیوند خاک ہوا لڑتا بھڑتا قریب
اژدران فیلگوش کے پہونچا اژدران فیلگوش ساتھ والون سے کہ رہا ہے دیکھو
یارو مین نے اسی واسطے میدان مین مقابلہ نہ کیا چوبدست بلا کا حربہ ہے ہم نیزہ تلوار سے لڑنا
جانتے ہین کبھی کسی دیوانے سے مقابلہ نہین کیا کہ دیوانہ برابر پہونچا خون کے سراٹے بدن
سے اڑتے ہوے غصے مین کف منھ سے جاری کلمات سخت و سست کہتا ہوا کہ او نامرد ایک
وار تو میرا روک بین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن وہی میرا وار روکتے ہین ہاے آقاے
نامدار کہان گئے یہ کہکے چوبدست ماردی اژدران فیلگوش نے گرد اسپر کا اٹھایا چوبدست
جو سپر پر پڑی پھول مرجھائے سپر سے اڑ گئے ہاتھ کا نیا سپر چھوٹ کر سر پر آئی سر گردن مین گردن
سینے مین تمام جسم گینڈے مین خون کا تھالا بنکر رہگیا لوگ بھاگنے لگے دیوانے نے کھڑے
ہوکر کئی ہزار جوانون کو مارا صفدران فیلگوش نے فوراً طبل امان بجوایا لشکر کو لیکر
پلٹا کہتا تھا مسلمانون سے کون مقابلہ کرے قدرت نے نہین معلوم کیا سمجھا کہ مجھکو
ان کے مقابلے مین بھیجدیا ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر عیوق و جاروق سے

کہو کہ ہم دیوانون سے نہ لڑینگے ہم جا کے طبل جنگی بجواتے ہین کل میدان مین تم سب لوگ
آؤ میدان مین مقابلہ کرو ہم تم لوگون سے لڑین گے مہلال سرکش نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکے لشکر کو لیکر پلٹے دیوانے کو بمشکل میدان سے پھیرا دیوانہ نہ پلٹتا تھا کہتا تھا افسر اعلیٰ
کو مارونگا اس نامرد نے کیون طبل جنگی بجوایا تم لوگون کے کہنے سے پلٹتا ہون ورنہ آج ہی
ان سب کو بھگا دیتا آقاے سرخ آگر ہم پر طعن کرین گے کہ ہم نہ تھے تو تم نے اُسے کیون
نہ مار لیا مین تو آقاے نامدار سے شرمندہ ہوتا ہون جب چوبدست مارتا ہون آقا لپیٹ
پڑتے ہین چوبدست چھین لیتے ہین میرا زور نہین چلتا ایک دن آقاے نامدار کو برا بھلا بنا(؟)ونگا
شریر مردم در نے بڑھ کر کہا او ہنگام وحشی آقا کو ایسی بات کہتا ہے ہنگام وحشی نے کہا
آؤ تم تو ایک ضرب چوبدست کی روکو وہ بھی دیوانہ بیباک چوبدست لیکر کھڑا ہوا کہا بھائی آؤ
دو دو ہاتھ تو چل جائین آقا بھی لشکر مین نہین ہین کون دبا بوڈا لیگا کہ چوبدست چھین لے اور
سردار ہم سے بول نہین سکتے دونون مین چوبدستین چل رہی ہین عیوق وجاروق تاجدار
دوڑے کہ ارے یہ کیا کرتے ہو آپس مین نہ لڑو دیوانہ کہتا ہے آج اس ہنگام وحشی کو سمجھاؤنگا
ہنگام وحشی کہتا ہے اس دیوانے شریر مردم در کو ہوشیار بنا دونگا اور دیوانے بھی سیدھے
ہوکے آپس مین چوبدستین چلنے لگین عیوق وجاروق ومہلال سرکش ان سب کے بیچ
مین آئے بمشکل ان سب کو ہٹایا ساتھ لیکر چلے دونون ہنستے ہوے ہنگام وحشی زخمی ہے
زخمون کا خون پونچھتا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین سب آکر بیٹھے جادوگرنیان آئین آکر بیٹھین
سردارون سے کہ رہی ہین کہ کیون اے سرداران نامی تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آج ہی خاتمہ کر دیتا
ہوتا آپس مین لڑ بھڑ کر مر جاتے یہ کہکے نہنگ بحری اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا دیکھو مین
جاتی ہون ابھی صندلان فیلگوش کو لاتی ہون ہر چند سردارون نے سمجھایا مگر نہنگ بحری
نے نہ مانا غرق زمین ہو کر چلی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی یہ بھی غرق زمین ہوئی دونون
غرق زمین ہو کر چلین صندلان فیلگوش بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا گھبرا کے
باہر نکل آیا دیکھا لشکر والے آپس مین تکرار کر رہے ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیون آپس مین لڑتے مرتے ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے صندلان فیلگوش

ہم تمھارے بہت مشتاق ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس بھاری زیب جسم اشارے سے صندلان فیلگوش کو بلا رہی ہو صندلان فیلگوش نے صورت زیبا دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کرکے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے۔ نظم

اثر پیدا کیا ہو پیرہن نے جسم بیجان کا
جنون کی ہمزدستی سے نہ فرق آجاے عصمت مین
جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہو
مجھے آسایش داماں مادر سے تعلق کیا
گلون کے زخم بو دینے لگے اٹھ باغبان جلدی
کسی صورت سے استقلال دم بھر بھی نہین ہوتا
لحد مین بھی نہ پھیلا پانون تک احسان ظالم سے
کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
کدورت سے تعلق کیا اُنھین جو پاک طینت ہین
جو آزاد ازل ہین قید سے اُن کو تنفر ہو
بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
رہیگا ذکر برسون مجھ شہید ناز کا ہرسو
نہ کیونکر بلبلین میرے وفور گریہ سے چہکین

نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا
عجب کیا چاک دامن بڑھ کے بوسے لے گریبان کا
گلے ملنے کو آیا اس لیے حلقہ گریبان کا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوش بیابان کا
پڑا ہو جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا
اثر باقی ہو آنکھون مین مری خواب پریشان کا
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا
نہ دیکھا شمع نے منھ ایک شب گور غریبان کا
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا
جدھر سے چاہیے موجود ہو رستہ بیابان کا
اثر ہو وعدۂ دیدار مین خواب پریشان کا
اثر بخشا ہو مجھکو عشق نے مرگ سلیمان کا
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہو گلستان کا

یہ اشعار سنکر صندلان فیلگوش ہاتھ باندھے ہوے سامنے اُس نازنین کے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجالاؤن سر کو قدمون پر نثار کرون اُس نازنین نے کہا صاحب سنو مین مشتاق ہو کر آئی تھی کہ تم سے صحبت ہوگی لیکن یہ سب فوج والے تمھارے ایسے فارج ہوے کہ تمھارے پاس نہین آسکتی ان سب کو قتل کرو یا لڑکر بھگا دو صندلان فوج سے لڑنے لگا تلوار کھینچ کے افسرون کو ٹوکا جس افسر پر جا پڑا جس پہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سارے فوج والے چاہتے ہین اسکو گرفتار کرلین مگر یہ پشت و پہلو سے ہوشیار

لڑ رہا ہی جس نے لیشت پر سے وار کیا اسکو جواب دیا جو سامنے آیا اُسکو بھی جواب دیا پہلوانون کو سپر سے روک رہا ہی لیکی آ افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے خود بھی زخم دار ہی سر سے خون بہ رہا ہی رات بھر اسکو لڑتے ہوے گذری اہل لشکر رستم ہنگامہ سُنکر تماشہ دیکھنے آئے ہین نہنگ بحری و ماہی سحر سمک سے کہ رہی ہین ای محترمہ الا گہریہ تماشہ دیکھا کہان سمجھاوین یہ کیا گذری ملازمان صندلان صندلان کو قتل کرینگے آخر لڑتے لڑتے گر پڑیگا وار نہ کرسکیگا کیا مجال ہی کہ افسران فوج اسکو زندہ چھوڑین سمک کہتا ہی ای نہنگ بحری و ای ماہی سحر یہ تمھارا آقا ے نامدار کے خلاف ہوگا فرائینگے کہ غیر ساحر پر کیون سحر کیا نہنگ بحری کہتی ہی کہ جب تک انکا خاتمہ ہو جائیگا کیا یہ لڑتے رہینگے سب لشکر والے تماشہ دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ کس طور سے صندلان اپنے کو بچا رہا ہی کبھی بھائیون کو اپنے مارا اُنکی لاش پر کھڑا رو رہا ہے پکارتا ہی ای بھائی اُٹھو میری بات کا جواب دو تم کو ہفت پیکر نے بلا لیا مین تنہا تڑپ رہا ہون یہ کیا معرکہ ہوا تم کیون مجھ سے لڑے آخر لڑائی کا یہ انجام ہوا ہر ایک کی لاش پر جاتا ہی اور چیخین مار مار کے روتا ہی لیکن ایسا مبہوت ہو رہا ہی کہ ہاتھ نہین رکتا اگر کوئی سردار سامنے آیا اُسنے عجز کیا کہ ای آقاے نامدار ہماری خطا کیا ہی یہ زبان تیغ سے جواب دیتا ہی ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب لوگ بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنے نہین آتا اب غدر بھی موقوف ہوا گرد لاشے پڑے ہین یہ تلوار کھینچے ہوے دیوانہ وار وحشی مثال لڑتا پھرتا ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہی ای جان جان و ای آرام دل مشتاقان اس غلام کی خبر لو میرا عجب حال ہی اُس عشق و عاشقی مین نام ہی تمھارا تو منھ چھپانا کام ہی بقول شاعر - نظم

منھ تکا ہی کرے ہی جس تس کا	حیرتی ہی یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا ہی رہتا ہی	دل ہوا ہی چراغ مفلس کا
تھے بڑے مغبچون کے تیور لیک	شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھون سے کھل رہے ہین سب	ہاتھ دستہ ہوا ہی نرگس کا
بحر کم ظرف ہی بسان حباب	کاسہ لیس اب ہوا ہی تو جسکا
فیض ای ابر چشم تر سے اُٹھا	آج دامن وسیع ہی اس کا

	حال ہی اور کچھ ہی مجلس کا		تاب کس کو جو حال میر سنے	

اس طرح بلبلاتا ہی سننے والے گھبرا رہے ہین کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کیسے بیخود ہو رہے ہین
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین بھائیون کو اپنے آپ ہی قتل کیا آپ ہی روتے ہین ایسے
بھی بیوقوف ہوتے ہین کون جان دینے اُنکے سامنے جائے جو سامنے گیا قتل ہوا ہم لوگون
کو سب طرح مشکل ہی آخر کیا کرین کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے بچین لیکن اب نہایت مبہوت ہو رہا ہی
فوج والے جاکر دور کھڑے ہوے ہین ہر چند منت کرکے بلاتا ہی مگر کوئی قریب نہین آتا ہی
دور سے جواب دیتے ہین کہ تلوار نیام مین کیجیے تو ہم آئین آپ تو خونخوار بنے ہوے ہین
جو قریب آیا اُسے مار ڈالا اُن سردارون کو آپ نے قتل کیا کہ جن کا مثل ممکن نہوگا وہ آپکی
رفاقت کا دم بھرتے تھے اُنکی آپ کیسی خاطر کرتے تھے نہنگ بحری و ماہی سحر کھڑی ہوئی
ہنس رہی ہین جون جون یہ ہنستی ہین جوش صندلان فیلگوش کا بڑھتا ہی کہتا ہی آج ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا اِن نامردون کے قتل سے منھ نہ موڑونگا بھائیون نے مجھے بہت ستایا
میری معشوقہ کو مجھ سے چھڑایا اب مین کیا کرون کہان تلاش کو جاؤن صورت دکھا کر چھپ گئین
مین تلاش مین دیوانہ وار پھرتا ہون اس وحشت مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکہ ابر گلنار پیدا
ہوا سب سردار گھبرا گئے سمجھے کہ کوئی ساحر مدد کو اسکی آتا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر و شفق خونخوار
یہ جادوگرنیان آمادہ ہوکر بڑھین کہ اس ابر کو زمین پر نہ آنے دین بالاے آسمان روکین
چاہتی ہین کہ سب ملکر سحر کرین کہ ابر شق ہوا دیکھا تخت پر رستم پہلو مین ایک مہ جبین پشت پر
لاکھ ساحر وہ ہنگامہ دیکھکر سنبھلے تھے کہ رستم نے پلٹ کر آواز دی کہ دیکھو یارو سحر نہ کرنا ہمارا لشکر
ہے اطمینان کھڑا ہی ادھر نہنگ بحری وغیرہ نے ہاتھ روکے سب حیران ہو گئے آپسمین ایک سے
ایک کہتا ہی کہ کیا آقا ہمارے صاحب اقبال ہین اکیلے گئے تھے دیکھو کس شوکت و شان سے
تشریف لائے ہین معشوقہ پری پیکر پہلو مین بے شک یہ طلسم کشا ہین جس مقام پر جاتے ہین
فوج لیکر آتے ہین جادوگرنیان بلند ہوئین سلما سب سے ملین شاہزادیان تخت کے قریب
آئین سلما سے ملین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادی جبل اعلی کی ہین عشق مین رستم
کے وطن چھوٹا مع فوج تشریف لائی ہین جب رستم زمین پر آئے سب ساحر اُترے رستم نے سر

اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہی قطعہ

رات پیا سا تھا میرے لوہو کا
ہون دیوانہ ترے سگ کو کا

شعلۂ آہ جون تون اب مجھکو
فکر ہے اپنے ہر بن مو کا

ہو مرے یار کے مسون کا رنگ
کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا

بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف
ہو وظیفہ یہی دعا گو کا

شور قلقل یہ ہوتا تھا مانع
ریش قاضی یہ رات مین تھو کا

عطر آگین ہے باد صبح مگر
کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا

ایک دو ہون تو سحر چشم کہون
کارخانہ ہے وان تو جادو کا

نام اس کا لیا ادھر کہ ادھر
اڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا

میر ہر چند مین نے چاہا لیک
نہ چھپا عشق یار بدخو کا

ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوئے رفیقون کو قتل کرتا پھرتا ہی ساری فوج پریشان رفقا حیران مگر ماہی سحر کی رنگت زرد ہوگئی جی مین کہتی ہی اب آقاے نامدار پوچھین گے ناگاہ بحری نے بڑھکر کہا اے ماہی سحر کیون گھبراتی ہو صاف صاف عرض کرینگے آقاے نامدار معاف فرمائینگے کہ رستم نے فرمایا یہ پہلوان کیون دیوانہ وار اپنے رفیقون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کے تشریف لیجانے کے بعد یہ پہلوان لشکر کشی کر کے آیا کل کی میدان داری مین ہنگام وحشی جا کر لڑا اکثر پہلوانون کو مارا وہ بہت کہتا تھا کہ مین دیوانون سے نہ لڑونگا کنیزان سرکاری نے سحر کیا کہ یہ دیوانہ وار اپنی فوج کو قتل کر رہا ہی حضور اب بارگاہ مین تشریف لیجلین تھوڑے عرصے مین اسکا خاتمہ ہوگا رستم نے کہا ای ماہی سحر ہمارے حکم کو تمنے فراموش کیا ہم حکم دے چلے ہین کہ غیر ساحر کے مقابلے کو ساحر نہ جاوے اس سحر کو جلد اُتارو ورنہ ہم تم پر آفت برپا کرینگے اور معاوضہ اسکا یہ ہوا کہ چارون تک نظربند رہو دربار مین ہمارے نہ آؤ ماہی سحر نے اپنا سحر اُتار اگر رستم کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی یہ سزا کنیزون کے واسطے نہ مقرر ہو بے دیکھے جمال کے کیونکر زندہ رہینگے جب دربار مین حاضر نہ ہوے اور جمال جہان آرا سے مشرف نہ ہوے پھر سواے

جان دینے کے کیا چارہ ہوگا رستم نے منھ پھیر لیا ماہی سحر و نہنگ بحری زار زار رونے لگیں اب صندلان فیلگوش نے تلوار نیام مین کی فوج کو اپنی تسکین دینے لگا کہتا تھا صاحبو میرا کیا حال تھا کہ اپنے بھائیون اور رفیقون کو قتل کیا اب میرے ہوش درست ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر سنائی کہ طلسم کشا پردۂ قاف گئے تھے وہان دیوزادون کو مارا سلماے گوہر پوش بادشاہ جبل اعلےٰ عاشق ہوکر ساتھ آئی ہو تمھون نے آکر تمھارا سحر اُتروایا جن جادوگرون نے سحر کیا تھا اُن کو سزا ہوئی صندلان فیلگوش نے کہا طلسم کشا نہایت جلیل ہین مین امتحان کرکے یا قوز برکرونگا یا حلقۂ غلامی کان مین ڈالونگا یہ کہکے پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا رستم جو بارگاہ مین آئے نہنگ بحری و ماہی سحر کو درگہ سالار نے اندر جانے سے روکا اندر نہ جانے پائین رنجیدہ اپنی بارگاہ مین آئین آپس مین کہتی تھین یہ چار دن کیونکر کٹین گے کوئی جا کر ہماری طرف سے طلسم کشا سے عرض کرے کہ کنیزان شاہی بے دیکھے جمال حضور کے مرتی ہین عرض و معروض قبول ہو سعادت دیدار حصول کرین کنیزین زندہ نہ رہینگی۔ نظم

طلب ای دوست تری دشمن راحت ٹھہری
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری

جبتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی ساعت ٹھہری

دیر سی دیر ادھر آنے مین کس نے کی ہی
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

حال دل پوچھ کے منظور رُلانا تھا مجھین
چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

ہم سے وہ پوچھتے ہین جسکو نہ دم بھر ہو قرار
کیونکر اُس دل مین بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری

خفقان ہی تھا مصاحب شب تنہائی کا
دو گھڑی پاس مرے ٹھہرے تو وحشت ٹھہری

فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر +
کچھ جو ٹھہری تو غریبون ہی کی تربت ٹھہری

تا کجا اُسکو جلاؤ گے جو ہر وقت مرے
تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدے اُسے کرتا ہون
بت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری

سر گرے کٹ کے تو قدمو نپہ گرے قاتل کے
ہم سے تجھ سے بھی ای شوق شہادت ٹھہری

سب یہ تیری نگہ شوق کی چالاکی تھی
کہ حیا آنکھ مین ٹھہری نہ مروت ٹھہری

سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے
فتنہ ٹھہرا کسی کوچے مین نہ آفت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا
میرے گھر تک جو پہونچکر وہ پھرے اُلٹے پانون
گو بہم لگئے دل پھر بھی رہے کچھ امل
اور جب کچھ اُسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست
گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی تجھے
آکے کیا میرے سیہ خانے مین پھیلاتی ہی پانون
بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو
یہی انصاف ہی جس دل مین ہے جلائے
بزم جانان مین مجھے دیکھ کے جاتی تھی جو شمع
منھ تو کب خاک یہ عاشق کے کرم کرتا ہی
بخت کا مجھ سے گلہ سنکے کوئی کہتا ہی
وصل مین چھوڑ دیا سبنے اکیلا اسکو

پھرتے پھرتے جو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری
پیال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری
اُنکی صحبت بھی مری آپ کی صحبت ٹھہری
شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری
کیونکہ ان شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری
کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری
تہ و بالا رہی اک جا نہ کدورت ٹھہری
کیون فلک جا کے وہین میری عداوت ٹھہری
رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری
آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری
یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری
اے جلال آج نہ دل مین کوئی حسرت ٹھہری

نہنگ بحری و ماہی سحر لبسے، اشعار عبرت آثار پڑھکر رو رہی ہین آخر دو پہر رات گئے بیتاب ہو کر نہنگ بحری نے کہا اے ماہی سحر تمکو اختیار ہی مین جا کر چھتر والا گھر کو دیکھ آؤن ماہی سحر نے کہا مین بھی طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہون دونون غرق زمین ہو کر چلین چھتر سماک پلٹنی عیار نامور فرزند خواجہ عمرو کی جس خیمے مین چارپائی بچھی ہی گرد خندق کھدی ہی کمندین لگی ہین نخوت پڑے سو رہے ہین چند شاگرد دروازے پر پہرا دیتے ہین نہنگ بحری جو سامنے پہونچی اسنے سحر کیا کہ عیار سو گئے سحر سے اسکے بیہوش ہوے نہنگ بحری بیتاب ہو کے قریب خندق کے آئی اب خیال ہوا کہ جا کر چھتر والا گھر کو جگاؤن اُن سے کہون کہ خطا میری معاف کرا کے ہمکو دربار مین بلا لیجئے وہان خندق خس پوش تھی اُس پر چاندنی بچھی تھی جیسے ہی نہنگ بحری نے پانون رکھا چاندنی بیٹھی نہنگ بحری دھم سے خندق مین گری گرتے ہی تیر وغیرہ جو جھے ماران سیاہ بچھو منھ کھول کر چلے کہ نہنگ بحری کو کاٹین نہنگ بحری نے سحر کیا کہ سانپ بچھو تو ہٹے مگر زخمہاے تیر نے بہت پریشان کیا صدمے سے زخمون کے وہ آہ آہ کرنے لگی

دھماکا جو ہوا سمک کی آنکھ کھلی دیکھا جانا رنی بیٹھی ہوئی ہی سمجھا ہمکو کوئی گرفتار کرنے آیا تھا
آخر خندق مین گرا فتیلۂ عیاری روشن کرکے لٹکایا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی نہنگ
بحری نے پکار کر کہا مین ہون نہنگ بحری تمھین دیکھنے آئی تھی یہ نہ جانتی تھی کہ تم نے
دام مکر پھیلایا ہی حقیقت مین بڑے عیار ہو سوتے مین بھی عیاری کرتے ہو جب مجھ سے صبر
نہو سکا تو تمھین دیکھنے کو آئی یہان آکے گری آخر یہ انجام ہوا کہ تیرون سے غربال ہوئی
مار و عقرب منھ کھول رہے ہین کاٹ لین چاہتے ہین سمک نے کمند لٹکائی نہنگ بحری
کو نکالا نہنگ بحری بحران دیدہ آفت کشیدہ قریب سمک کے بیٹھی رو رو کے سب حال
بیان کرنے لگی سمک نے کہا اے نہنگ بحری اب تم جاؤ ایسا نہو آقا کو خبر ہو تو آزردہ ہونگے
نہنگ بحری سمک سے رخصت ہوکر چلی لیکن ماہی سحر سامنے بارگاہ رستم کے آئی جبدن
سے ملکہ سلما آئی تھین کے ملازم گرد بارگاہ رستم پہرا دیتے ہین سامنے سے ماہی سحر نے دیکھا
کہ ملازم گرد پھر رہے ہین ماہی سحر نے سحر کیا کہ کچھ لوگ بیہوش ہوے کچھ لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے
ماہی سحر سمجھی سب بیہوش ہوے یہ جھپٹ کر چلی افسر جادو کہ سب کا افسر ہی اسنے دیکھا
ایک ساحرہ آتی ہی ایک تیر جھولی سے نکالا ماہی سحر پر مارا ماہی سحر کے شانے پر تیر پڑا ماہی سحر
نے جھلا کر گولہ مارا کہ افسر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افسر جادو بود لیکن اور
ساحر جو بیدار تھے وہ بڑھکر سحر کرنے لگے ماہی سحر ان سے کب رکتی تھی لڑنے لگی جب سحر
کیا دو چار کے سر پھٹے کسیکا ہاتھ کٹ کے گرا یہان ملکہ سلما سے گوہر پوش اپنی بارگاہ
مین تھین کہ افسر کے مرنے کی آواز کان مین آئی فرمایا کسی ساحر نے آکر میرے افسر جادو کو مارا
اپنی بارگاہ سے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے نکلین جھپٹ کر چلین سامنے آکر دیکھا ایک
ساحرہ گاتی باندھے ہوے ساحران نگہبان سے لڑ رہی ہی وہین سے گولہ جھولی سے نکالا
اور ماہی سحر پر کھینچ مارا ماہی سحر نے گولہ کاٹ پلٹ کے دیکھا ملکہ سلما سے گوہر پوش بڑھتی
ہوئی آتی ہین قضاے کار نہنگ بحری سمک سے رخصت ہوکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین
دور سے دیکھا کہ ماہی سحر لڑ رہی ہین نہنگ بحری نے پکار کر آواز دی ارے کون لڑ رہا ہی بی بی
کس سے جنگ ہی نہنگ بحری کو ماہی سحر نے جواب دیا مجھکو نگہبانون نے گھیرا ہی اندر نہین جانے دیتے

کہ جمال سے مشرف ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھائے نہنگ بحری بھی آپڑی اب دونون نے
ملکر سحر کرنا شروع کیے کئی سو جادوگر مارے سلما نے جو دیکھا کہ نگہبانون مین سے سو پچاس
جادوگر مارے گئے اور افسر کا لاشہ بھی پڑا پھڑک رہا ہی گھبرا کر بال اپنے کھولدیے اور جھولی سے
چراغ نکالا اُسمین بتیان ڈالکر روشن کین خون اپنا بجاے روغن ڈالا چراغ دان پر اُسکو رکھا
چارون بتیان روشن کین لو جو اُسکی بلند ہوئی ماہی سحر و نہنگ بحری لو اُسکی دیکھکر گرتین
ملکہ سلما پڑھتین کہ دونون کو گرفتار کرون کہ سامنے سے سمک آیا اُسنے جو ماہی سحر و نہنگ بحری کو دیکھا
پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم انکو گرفتار نکرنا یہ خیر خواہان دولت ہین مگر سلما نہ رکین آخر نہنگ بحری و ماہی سحر
کو گرفتار کرلیا کہا کیا سمک کا کہنا نہ مانا یہان طلسم کشا اُٹھکر بارگاہ مین بیٹھے ہین یہ غل و شور سنکر
باہر نکل آئے صبح ہوچکی ہی دیکھا سمک آنکھون مین آنسو بھرے کھڑا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر زبانون
مین سوزن سرنگون بیٹھی ہین سلما کوڑا لیے کھڑی ہی کہ ارے بتاؤ تم کسلیے آئی تھین یہ دونون خاموش
دریاے حیرت کا جوش کچھ جواب نہین دیتین سمک کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم یہ دونون بے خطا ہین
نہنگ بحری میرے پاس سے آئی تھی ماہی سحر کو یہ منظور تھا کہ جاکر طلسم کشا کو دیکھین اسوجہ سے یہ آفت
برپا ہوئی رستم یہ معرکہ دیکھکر حیرت مین تھے کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ان دونون نے کیا خطا کی کہ سلما نے
ان دونون کو گرفتار کیا ہی سمک دوڑکر رستم کے قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ دوستی مین دشمنی ہوئی کہ
ماہی سحر آپ کو دیکھنے آئی تھی ساحرون نے روکا اسکے ہاتھ سے مارے گئے بی سلما نے آکر گرفتار
کرلیا رستم نے فوراً دونون کی زبان سے سوزن نکالی فرمایا تمھاری خطا معاف ہوئی سمک نے
عرض کی وہ جو حضور نے سزا مقرر کی ہی کہ چارون دربار مین نہ آوین وہ خطا انکی معاف ہو رستم نے سمک کے
کہنے سے وہ خطا بھی معاف کی ماہی سحر و نہنگ بحری آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے خیمے مین
آئین ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری بی سلما کو بڑا گھمنڈ ہی آج ہمکو سامنے طلسم کشا کے ذلیل کیا
اب چلو دربار مین چلین صحبت رستم مین شریک ہون پھر شب کو جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا دربار
رستم مین دونون حاضر ہوئین رستم دربار مین تشریف رکھتے ہین سرداران ساحر و غیر ساحر جمع ہین
سمک اُسوقت سامنے اپنے آقاے نامدار کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب		ہم سے ہی کس لیے تجھے ای گل بدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا +
حسن برہنگی کے اُٹھاتے بڑے مزے
ہر بزم مین نثار ہی پروانہ شمع پر
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون
دیکھ آنکھ اُٹھا کے یار جو عالم شکار ہے
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد مین
اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم

کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
مجھ سے نہ چاہیے تجھے اے سیمتن حجاب
کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سلما سے گوہر پوش قریب رستم گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی اور رات ہی کی باتون کا ذکر ہی کہ اے شہریار ماہی سحر نے بڑا غضب کیا افسر جادو کو مار انکنیز پہونچ گئی نہین معلوم کیا منظور تھا جہتر والا گہر صاحب جو فرماتے ہین مجھکو اُنکی باتون کا یقین نہین آتا ماہی سحر نے یہ باتین اپنے کانون سے سنین مگر چپکی بیٹھی رہین اُسوقت رستم باتون مین سلما کی مصروف تھے ماہی سحر سے کچھ کلام بھی نہ کیا تھوڑی دیر بیٹھ کر دربار سے اُٹھین طرف اپنے خیمے کے چلین سماک نے جو ماہی سحر کو رنجیدہ پایا اُٹھکر قریب آیا کہا ملکہ جب دربار برخاست ہو تب جانا تم نے آقا سے کچھ باتین نہین کین ماہی سحر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا آقا مجھ سے آزردہ ہین مجھ سے کیون کلام کرینگے بی سلما کا آج کل چاہ پیار ہی سماک خاموش ہو رہا دونون اپنے خیمے مین آئین ماہی سحر نے کہا اے نہنگ بحری آج میرا ارادہ ہی کہ بی سلما کو لیجا کر کسی پہاڑ مین ڈالدون بڑا اپنا زور دکھاتی ہین ہر وقت میرا ہی ذکر ہی مین بہت شرمندہ ہوتی ہون آقا سے نامدار بڑی مہربانی فرماتے ہین عشق کا اُنکے بڑا زور شور ہی ایسے کوہ مین [illegible] کہ سختی اُٹھائین تڑپ تڑپ کے جان دین پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرین دن بھر تڑپ تڑپ کے

کا تارات کو اپنے مقام سے اٹھی نہنگ بحری کو سوتا چھوڑا بازاروں کو طے کر کے قریب خیمہ سلما
آئی قضائے کار احقر جادو ایک ساحر ہی کہ اسنے جب سے ملکہ سلما کو دیکھا جان دیتا ہی جب سے لشکر
اس لشکر مین آئین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اٹھا کر لیجاؤن محل نہ پایا عاجز رہا آج جو بہت بیتاب ہوا
سامنے بارگاہ سلما کے آیا کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ نگھبان بیہوش ہون تو خیمے مین جاؤن ماہی سحر
نے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی نگہبان بیہوش ہوتے جاتے
مین ماہی سحر کھڑی دیکھا کی جب نگہبان بیہوش ہو چکے قریب پردے کے آیا پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ سلما بے گوہر نوش بڑی سو رہی ہین ساحر سحر کرنے لگا کہ اس کو بیہوش کرون تو اٹھا کر لیجاؤن
ماہی سحر نے پیچھے آکر ایک گولہ مارا کہ پشت پر ساحر کی پڑا توڑ کر سینے کو پار کر گیا ساحر جھوم کر گرا شور
کی اسکے آواز بلند ہوئی سلما جاگ پڑین دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہوا اور ماہی سحر تلوار کھینچے
کھڑی ہی سلما نے پکار کر پوچھا ای ماہی سحر یہ کیا معرکہ ہوا ماہی سحر نے بیان کیا کہ یہ ساحر تمھین
چرانے آیا تھا مین نے اسے مارا ہی سلما خاموش ہو رہی کہا ای ماہی سحر تم نے بڑا احسان کیا
اس دشمن خدا کو مارا یہ مدت سے میری فکر مین تھا خدا نے اسکی بدعت سے بچایا ماہی سحر اپنے خیمے مین
چلی آئین سو چین کہ کل سمجھا جائیگا سلما نے کنیزون سے کہا یہ لاش بیرون لشکر پھینک دو لاش
اسکا پھینک دیا گیا بھائی اسکا نظیر جادو بالائے کوہ کھڑا تھا دیکھا میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہے
پہاڑ سے اترا آکے لوگون سے دریافت کیا لوگون نے ملکہ سلما کو دکھایا کہ انکے عشق مین مارا گیا
جمال سلما دیکھکر رنجیدہ پہاڑ پر آیا رات کو سوچا کہ کیون صدمۂ ہجران سہون سحر کر کے اٹھا لاؤن کو
پر مزے اڑاؤن یہ سوچکر پہاڑ سے اترا مگر ماہی سحر فکر ملکہ سلما مین قریب بارگاہ آئی پردہ اٹھا کر دیکھا
سلما سو رہی ہی سحر کیا کہ ملکہ بیہوش ہوئین اب ماہی سحر نے بغل مین دبا لیکر سلما کو نکلین لشکر کے
کنارے پر پہونچین طرف صحرا کے چلین منظور ہوا کہ اسکو جا کر درہ کوہ مین ڈالدون ادھر سے نظیر
جادو آتا تھا نظیر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی آفتاب جمال ماہ تمثال سلما کو ہاتھ پر لیے ہوئے طرف
درہ کوہ کے جاتی ہی للکار کر آواز دی او ساحرہ مکارہ میری معشوقہ کو کہان لیے جاتی ہو ماہی سحر کو
نظیر نے گولہ مارا ماہی سحر نے سلما کو ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا آپ نظیر سے لڑنے لگی گولے
نظیر نے مارے ماہی سحر نے دفع کیے آخر بجلی کان سے نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری برق ... گر کر

کہ نظیر کے دو ٹکڑے ہوئے پلٹی کہ اب سلما کو اٹھا لون لیکن شتارہ ملکہ سلما کا تختہ سنگ پر نہ پایا
ماہی سحر بہت پریشان ہوئی حیران تھی کہ سلما کو کون لیگیا ای ماہی سحر بڑا غضب ہوا اگر یہ خبر طلسم کشا
کو ملے گی تو بہت رنجیدہ ہونگے چہار طرف جنگل مین دوڑتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ ایک ساحر سلما
کو لیے جاتا ہی ماہی سحر جھپٹی مگر وہ ساحر سحر کرکے نکل گیا ماہی سحر جنگل مین حیران کھڑی ہے
قضائے کار سمک اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ رستم فرما رہے ہین کہ
سمک ملکہ سلما کی خبر لو سمک آنکھین ملتا ہوا اٹھا اول بارگاہ سلما پر آیا دیکھا نگہبان بیہوش
پڑے ہین پردہ اٹھا ہوا پلنگ ملکہ سلما کا خالی پڑا ہوا ہی سمک گھبرا کر طرف جنگل کے چلا دیکھا
ماہی سحر ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہی سمک نے آکر پوچھا ای ماہی سحر کیا معرکہ ہوا ماہی سحر
نے بیان کیا نظیر جادو ملکہ سلما کو لیے جاتا تھا مین نے تعاقب کرکے اُسے مارا ایک اور ساحر
آسمان سے گرا ملکہ کو اٹھا کے لیگیا سمک نے پوچھا کس طرف گیا کہا سامنے نخلستان مین جاکر
غائب ہوا مین فکر مین کھڑی ہون کہ یہ کون ساحر تھا کہ ملکہ کو اٹھا کر لیگیا سمک نے کہا اب تم
طرف لشکر کے جاؤ مین فکر مین ملکہ سلما کی جاتا ہون انشاء اللہ لیکر آتا ہون ہر چند ماہی سحر نے روکا
سمک نے نہ مانا کہا آقائے نامدار بہت بیقرار ہونگے اگر پوچھین تو کہدینا کہ غلام آپکا تلاش مین ملکہ
سلما کی گیا ہی ماہی سحر ناچار پلٹی مگر سمک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کچھ رات باقی ہی طائر آشیانون
سے نکل نکل کر چہکارے مار رہے ہین آخر شب چاندنی چھٹکی ہوئی صحرا پر عجب بہار ہی پھولون کے منھ
آب شبنم سے دھوئے ہوئے عالم وجد ہی درختون پر سناٹا پتے ہل رہے ہین درختون پر گویا برقین چمک
رہی ہین سمک نے جو یہ رنگ صحرا دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا ایک طرف سے دیکھا کہ گرد
اڑی ایک جوان دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اڑائے ہوئے
آتا ہی ہر نخل کے سائے مین ٹھہرا کبھی بیقرار ہوا یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

مد نظر جو اُس بت بالا بلند ہی ‏ ‏ ہر مد آہ صورت طوبا بلند ہی
بوٹا سا ہی نہ نسبت نہ اتنا بلند ہی ‏ ‏ کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہی
نرگس کے پھول آنکھین ہین پر وہین ٹھنین ‏ ‏ گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہی
کرتا ہی شہسوار کوئی نیزہ بازیان ‏ ‏ بالشون غبار دامن صحرا بلند ہی

اللہ رے تلاطم امواج بحر عشق
ہر موج پست تا لب دریا بلند ہی

ہی یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ
یوسف کا دود مان زلیخا بلند ہی

آتا ہی حجرے مین قد بالا کسی کا یاد
ہر دم زبان سے ہائے کا نعرہ بلند ہی

خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہی
کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہی

دو چار بالشت تاڑ سے بھی ہوگا قد یار
طوبا حقیقتا اگر ایسا بلند ہی

بیمار تھا گذر گیا شاہد جہان سے زند
پر شور ہائے وائے یہ کیسا بلند ہی

کبھی بیقرار ہی اور کبھی اشک بار ہی سمک نے جو یہ حال اُس جوان کا دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک معلم کی شکل بنا سر منڈا ہوا بڑی ٹوپی سر پر کرتا زیب جسم زیر پائی پہنے ہوے ایک کتاب بغل مین سامنے اُس جوان کے آیا اُس جوان نے پکار کر آواز دی ذرا ٹھہر جائیے مین کچھ عرض کرونگا سمک ٹھہرا جوان نے کہا مولوی صاحب میرے بھائی کو وحشت ہوگئی ہی کوئی ایسا اسکو تعویذ دیجیے کہ اُسکی وحشت تھمے سمک نے کہا مین اُنکو دیکھون نگاہ ڈال کے اچھا کردونگا ابھی ایک قریے مین گیا تھا دختر زمیندار پر جن آتا تھا ایک فلیتے مین اُسکو اچھا کیا آپکا نام کیا ہی اور آپ کے بھائی کا کیا نام ہی اُس جوان نے کہا رفتار گل پوش میرا نام ہی تھوڑی دور پر یہان سے میرا باغ ہی کہ اُسکو باغ شداد کہتے ہین اُسی مین بھائی صاحب دیوانہ وار پھر رہے ہونگے چل کر اُنکا علاج کیجیے سمک اُس جوان کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ در باغ نظر آیا اندر سے باغ کے غل مچانے کی آواز آتی ہی گلپوش نے کہا کہ دیکھیے مولوی صاحب بھائی صاحب ہمارے غل مچا رہے ہین دن رات اُنکے نزدیک برابر ہی سمک ساتھ اُسکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک جوان گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک ملے ہوے چمنستان مین دوڑتا پھرتا ہی گلپوش نے پکار کر کہا کہ بھائی صاحب مین آپ کے علاج کے واسطے مولوی صاحب کو لایا ہون اُنسے اپنے دل کا حال بیان کیجیے یہ فوراً علاج کرینگے اُس جوان نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مولوی صاحب کنارے آئیے تو مین عرض کرون کنارے لیجا کر سر قدمون پر رکھ دیا کہا کوئی تعویذ حب کا بھی آپ کے پاس ہی سمک نے کہا اگر چھری پر پڑھ کے گاڑ دون تو طائران ہوائی اپنا گلا کاٹ کے مر جائین ہزارون کوس کوئی ہو تو اُسکو ملوا دون اُس جوان نے کہا

پہلو مین اس باغ کے ایک قصر ہی مجوب جادو اوس قصر مین رہتا ہی نہین معلوم کہان سے ایک
معشوق پری وش لایا ہی اوس سے طالب وصل ہوا وہ اوس سے تو انکار کرتی ہی لیکن مجھکو نگاہ
محبت دیکھتی تھی مین کشتۂ خنجر ابرو ہوا مجوب نے مجھ سے کہا کہ ای برادر اس سرکش کو تم سمجھاؤ
مین نے قفس اوٹھا لیا الگ لیجا کر ہاتھ باندھے اور رو رو کے کہا کہ مین مجوب سے بہت زیادہ مقدور
رکھتا ہون مجھپر احسان فرمائیے مین خدمتگذاری کرونگا یہ سنکر وہ نازنین رونے لگی مگر مجوب
پشت پر کھڑا یہ باتین میری سن رہا تھا اوسنے آکر قفس مجھ سے چھین لیا اور مجھ سے کہا خبردار
کبھی میرے باغ مین نہ آنا ایسا کوئی تعویذ دیجیے کہ مجوب تسخیر ہو اور مجھکو اپنے باغ مین بلائے
تو مین قفس اوس سے چھین کا چھین لون سمک نے کہا حضور قصر مجھے بتا دین مین مجوب کو
دیوانہ کر کے قفس کو لے آؤنگا آپ کے وصل پر آمادہ کر دونگا ساحر نے کہا مولوی صاحب اگر
یہ کام آپ نے کیا تو مین عمر بھر غلامی کرونگا اور جہانتک ہو سکیگا زر بھی حاضر خدمت کرونگا
سمک نے پوچھا قصر کہان ہی ساحر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ سامنے قصر دکھائی دیتا ہی
مین یہان بیٹھا ہوا تمھارا رستہ دیکھتا ہون سمک اوس قصر کو دیکھتا ہوا چلا حبیب در قصر پہ آیا دل
سے کہتا ہی کیا عجب ہی کہ یہ سلما کا پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے نشان سے تو انھین کا پتہ معلوم ہوتا ہی
آقا بہت بیقرار ہونگے یہ سوچکر دروازے پر قصر کے آیا نگہبان سے کہا مجوب جادو سے جا کر
عرض کرو کہ دروازے پر ایک غرض مند حاضر ہی اوسکو بلوائیے آپ کا مطلب بھی نکلیگا اب
تو نگہبان نے جا کر مجوب سے عرض کی کہ دروازے پر ایک مولوی وضع حاضر ہین کہتے ہین
مجھکو بلوائیے کچھ آپکا بھی مطلب نکلیگا مجوب نے سنکر کہا بلالو سمک اندر آیا مجوب کو دیکھا
وسط باغ مین چبوترے پر تنہا بیٹھا رو رہا ہی قفس سامنے رکھا ہی منتین کر رہا ہی بلکہ کچھ جواب
نہین دیتین سلما کو سمک نے پہچانا آکر مجوب کو سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور کیون رونے
ہین مین دیکھی اسکو رضامند کیے دیتا ہون جو آپ کا حال ہی وہی اسکا بھی حال ہو فریون یہ
گرے کہ وصل حاصل کیجیے ایک فلیتہ روشن کرون آپ بھی ملاحظہ فرمائیے معشوق بھی دیکھے
آپ عاشق ہو جائے مجوب نے موتیون کا مالا گلے سے اوتار کر گلے مین ڈالدیا کہا مولوی صاحب
جو مانگیے گا وہ حاضر کرونگا میرا تو اس محبوب کے عشق مین عجیب حال ہی قلب پر میرے ہجوم

غم و رنج و ملال ہی نہ رات کو چین نہ دن کو آرام عجب حال مین گذرتی ہی دل سے تصور کرتا ہون اور اسی خیال مین مرتا ہون تڑپ تڑپ کے صبح سے شام کرتا ہون نظم

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
جلتا مین میری طور جو رہتا ہی آفتاب

خورشید یا و ذرے کا بھی تفاوت صریح ہی
دریاے حسن یار کا چشمہ ہی آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہی آفتاب

مقدور ہی کسے اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہی آفتاب

نکلے چمک سے گلا کہ وہ ای غیرت مسیح
پیش ضیاے حسن تو میلا ہی آفتاب

حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب

بارش نہین ہی غم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہی آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اُتارا ہی آفتاب

پھرتا ہی یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہی آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین رنگ
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہی آفتاب

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان خوب رویا کہا مولوی صاحب عمر بھر خدمت گزاری کرونگا جو کچھ مانگیے وہ حاضر کرون لیکن یہ معشوق مجھ سے راضی ہو جاے سمک نے فوراً کتاب کھولی فلیتہ لکھا کہا اسے روشن کرونگا تیل خوشبودار منگائیے محجوب دوڑ گیا ایک کٹورا تیل کا فوراً اُٹھا لایا کہا مولوی صاحب لیجیے اس مین روغن حنا ہی سمک نے ایک پیالے مین انڈیلا فلیتے پر روئی لپیٹی فلیتہ بنا کر اس پیالے مین رکھا کہتا جاتا ہی معشوق اسکو دیکھکر مائل ہوگی جو آپ کی کیفیت ہی وہ اُسکی بھی ہو جائیگی یہ کہکے فلیتہ روشن کیا جیسے ہی دھوان بتی سے نکلا سمک نے کہا ای محجوب اسکے دھوین کو سونگھ کہ طبیعت کو تسکین ہوگی محجوب نے جھک کے دھوین مین ناک لگا دی ناک پھلا کے سونگھنے لگا دھوان جو دماغ مین پہونچا گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا سمک نے اپنے نام کا نعرہ کیا یہان ملکہ سلما دور ہی تھین نام سمک سُنکر کہا بھیا تم بڑے وقت پر پہونچے فلک نے اس آفت مین مجھکو پھنسایا تھا تمنے آکر رہا کیا سمک نے محجوب کو قتل کیا ملکہ سلما کو قفس سے نکالا زبان سے

سوزن نکالی مگر باغ گلپوش قریب ہی مکر نیوش سے باتین کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من مجوب جادو بود مکر نیوش نے کہا ای بھائی گلپوش جلد چلو مولوی صاحب نے جاکر اُسکو مارا دونون خوشی خوشی دوڑے یہان سلما کو سمک نے قید وغیرہ کاٹ کر قصد کیا کہ زمین الگ جاؤن سلما پرواز پیدا کرے کہ آسمان سے آواز آئی مولوی صاحب بڑا کام نمایان کیا مگر گلپوش نے دیکھا کہ ایک عیار ہی سلما اور عیار کھڑے باتین کر رہے ہین گلپوش نے کہا ای بھائی مکر نیوش یہ تو عیار ہی معشوقہ کو رہا کر کے لیجایا چاہتا ہی دونون زمین پر آنے لگے سحر کرنے لگے سمک زمین پر گرا سلما نے جوڑا کھولا بال چہرے پر پریشان کیے پکار کر آواز دی ای مکارو ذرا ادھر تو دیکھو جیسے ہی دونون کی نگاہ زلف مشک بیز پر پڑی تلوارین کمر سے نکالکر آپس مین لڑنے لگے سلما نے عکس زلف سمک پر ڈالا کہ سمک زمین سے اُٹھا سحر انکا اترا مگر گلپوش نے کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ مکر نیوش کے دو ٹکڑے ہوے بھائی کو مار کر پکارتا ہوا دوڑا ای جان جہان اس مکار کو مین نے مارا مگر میرا یہ حال ہی کہ تم پر جان دیتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو اب تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

آجتک شوق اسیری ہی مجھ آزاد کے ساتھ
بعد مرنے کے بھی قمری کی طرح پہنے طوق
ہون وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کرکے چلے
سیر کو تو جو گیا پڑ گئی بھاگڑ اے گل
تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمنائے بہشت
بھرے بالین مین نہین ہین جو پر اور قفس
بے زرون کا بھی کہین ساتھ کوئی دیتا ہی
فصد سے جائے نہ سودا تو مجھے پیجیے قتل
دخل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان
ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد

طائر روح لبس از مرگ ہی صیاد کے ساتھ
تھی محبت مجھے اک غیرت شمشاد کے ساتھ
سایۂ روح بھی میرا رہے جلاد کے ساتھ
اڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کے ساتھ
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
پر مرے کیسے اُڑے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ
جان شیرین نے نہ دی دیکھ لو فرہاد کے ساتھ
کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ
خود فراموش ہون ای یار تری یاد کے ساتھ
ای جنون آئے وہ جلاد بھی حداد کے ساتھ

ایسی ایسی باتین کہتا ہوا آگے بڑھا ملکہ سلما نے زلف عنبرین کا عکس اُسپر ڈالا وہ اور

زیادہ جوش مین آیا پریشانی نے گھیرا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا پکار کر آواز دی جو حکم
دیجیے وہ بجا لاؤن سلما نے آواز دی تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا جھوٹے عاشق معلوم ہوتے ہو
عشق صادق کا مزہ دکھاؤ جان کو نہ ڈرو دیکھین کیسے عاشق صادق ہو گلیوش نے تلوار کھینچ کر
گلے پر رکھی سلما نے کہا تلوار کھینچلو گلیوغش نے تلوار کھینچلی سر کٹ کر زمین پر گرا تسمہ بھی لگا نہ رہا
مرنے سے گلیوغش کے وہ باغ بھی جلا طائر بھی جلکر گرے آواز آئی کشتی ہرا نام من گلیوش جادو
بود سماک یا تو گوشے مین چھپا ہوا تھا یا آفرین کرتا ہوا سلما کی نکلا کہ ای ملکہ عالم یہ اسی لائق تھا
سلما نے کہا ای سماک اب چلو شہریار بیقرار ہونگے سماک ایک جانب چلا سلما نے پر پرواز پیدا
کیے اُڑتی ہوئی چلین یہان صندلان نے جو آفت سحر سے نجات پا کر ملیا تھا بارگاہ مین آکر طبل جنگی
بجوایا ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے کہا سلما و سماک کا نہونا باعث انتشار ہی دل
خود بخود بیقرار ہی مگر حریف کو جواب نہ دینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہی یہان بھی طبل جنگی بجا
رات بھر یہان تیاریان ہوئین صبح کو صندلان گینڈے پر سوار فوج لشت پر میدان کارزار مین آیا
ادھر سے رستم فوج غیر ساحران ساتھ لیکر میدان مین آئے عیوق و جاروق نے صفین جمائین
جانبین مین صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرکیت گرد کا کھکر ہٹے
صندلان نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا عیوق و جاروق مشتاق تھے کہ یہ آواز دے
تو ہم نکلین صندلان نے پکار کر آواز دی مین سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم
پیلتن نے سرداروں کو روکا مرکب باد پیما بڑھایا مقابلے مین صندلان کے پہونچے صندلان نے
جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار مین آپکا نہایت ممنون ہوا اگر آپ تھوڑی دیر اور
نہ آتے مین گلا کاٹ کر مر جاتا آپ نے تشریف لاکر مجھکو بچا لیا یہ کہکے گینڈا جمرکا کے سامنے آیا
کہا حربہ تو کر لیجیے کہ حسرت نہ رہے رستم نے کہا ہمارا دستور نہین جب تمھارے حربے سے پر ورد گار
بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر صندلان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آتش
مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دونون لڑ رہے ہین اس زور شور سے دونون مین نیزہ
چلا کہ سنانین و بنانین بیکار ہوئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی بیکار ہوئین صندلان نے تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی کہ تلوار صندلان کی ٹوٹی رستم نے حربہ کیا

ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈے کی گردن پر تلوار پڑی گینڈے کی گردن بھی قلم ہوئی صندلان گینڈے سے گرا رستم نے تلوار کے سائے مین لیا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ سر اسکا اڑ جاے صندلان نے گھبرا کر دانت نکالدیے دونون ہاتھ اٹھائے رستم نے ہاتھ روک لیا فرمایا اے صندلان اٹھو اور تلوار سنگاؤ ہم پر وار کرو صندلان نے عرض کی آپ نے کیون ہاتھ روکا رستم نے فرمایا اگرے پڑے پر ہاتھ نہین مارتے عاجز کر کے قتل کرنا خلاف جرأت ہے جب اور تلوار لاؤ تب تم سے تلوار چلے گی خواہ باقی نہ رہے صندلان یہ حالات دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے آقاے نامدار مین آپکا تابعدار ہوا مین کل سے آپکی جرأت کا قائل ہو گیا صندلان فوج مین آیا پکار کر آواز دی یارو مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس ہفت پیکر کے جائے سب پکار اٹھے جسکی آپ نے اطاعت کی اسی کے ہم بھی تابعدار ہین ہفت پیکر کے مقابلے مین چلین گے انشاءاللہ اسکو شکست دینگے صندلان کل فوج کو ساتھ لیکر داخل لشکر طلسم کشا ہوا طلسم داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر بیٹھے رستم نے جو مقام سلما خالی پایا فرمایا نہین معلوم سلما پر کیا گذری کوئی تو ایسا معاملہ گذرا کہ پلٹ کر نہین آئین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی اگر ارشاد ہو تو غلام تلاش مین جائے سب نے دیکھا کہ رستم کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاہزادے کا عجب حال ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ملکہ سلما کو یاد کر رہے ہین آفتاب فلک سیر تلاش مین ملکہ سلما کی چلا جا بجا دیکھتا ہوا جاتا ہے قضاے کار طرف قصر عشرت کے نگاہ اٹھ گئی دیکھا قصر عشرت سے فوجین نکل رہی ہین صحراے عشرت مین اتر رہی ہین کاہن کو بڑا تعجب ہوا کہ قصر عشرت اتنا بڑا مکان نہین ہے جسمین سے اسقدر فوجین نکل رہی ہین خیال کر کے جو دیکھا ایک میدان وسیع ہے اسمین فوجون کے جماؤ ہین اسی مین سے افسر نے لیکر فوجین نکل رہے ہین کئی لاکھ فوج جمع ہے اب جو پھر کاہن نے دیکھا صحراسے گرد اڑی سوہان جادو نامے تین لاکھ فوج سے پہونچا دوسری طرف سے پھر گرد اڑی کوہان جادو دولاکھ فوج سے آیا اب اندر سے قصر کے نوبت نقارے کی آواز آئی آفتاب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے قصر سے نکلا کئی سو افسر گھیرے ہوے کہتے تھے کہ قدرت نے وہ لشکر کشی کی کہ گاؤ زمین بار نہین اٹھا سکیگی حقیقت مین قدرت نے بہت سردار جمع کیے سات سو ملک پر نامہ پہونچا سب آکر شریک ہونگے کیا عجب ہے کہ مردمان ظلمات آوین

وہ لوگ خون دمامہ کے دعویدار ہین دمامہ کا مارے جانا پردہ ظلمات کا ویران ہونا جن شاہان
اقلیم نے چاہا کہ ظلمات کو آباد کرین مسلمان اُنکے ملک پر چڑھ گئے کون بادشاہ ایسا ہی کہ جسنے
ہاتھ سے مسلمانون کے صدمے نہین اُٹھائے نمرود شکاکی کی سلطنت کا طرازو رتھا جب سوار ہوتا
تھا تو بوے مشک و عنبر آتی تھی اُسکی خدائی کو جاکر مسلمانون نے مٹایا اب جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی
اس لائق بھی نہین کہ مقابلہ مسلمانان مین آئے قدرت کی لشکر کشی کے ذکر ہیگی ہفت پیکر
بیچ لشکر مین تخت سے اُترا پکار کر آواز دی صاحبو آگاہ رہو کہ قدرت آج کل فکرون مین رہتے
ہین کبھی فکر مشرق کبھی فکر مغرب کبھی فکر جنوب و شمال سب طرح کی تقدیرین ہو جاتی ہین
آجکل قدرت پر اعتراض نکرنا طلسم کشا اب لشکر لیکر آئیگا مقابلہ پڑیگا تم سب کے جوہر کھلینگے
سات سو تاجدار ابھی اور آنے کو باقی ہین وہان سلما جو اُڑی ہوئی آتی تھین راہ مین تھک کر
ایک پہاڑ پر اُترین ایک سنگ ہموار پر لیٹ گئین ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئین ایک ساحر کا
گذر ہوا اُن پر عاشق ہو گیا سوتے مین سحر کر کے بیہوش کیا لیکر چلا سمک بھی وہان پہونچا دور سے
یہ سانحہ دیکھکر پیچھے چلا اُدھر سے کاہن تلاش مین سلما کی چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ بوے خوش دماغ مین
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ جنت نظیر ہی ایک ساحر زبردست تاجدار مسند پر بیٹھا ہی کئی سو جادوگر
گرد اور ملکہ سلما کو دیکھا ایک قفس مین بند سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہین وہ ساحر کہ رہا ہی کہ ای ملکہ
سلماے گوہر پوش مین تمکو کس کوشش سے لایا اب مجھکو قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا
کے مارونگا تمنے اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جن کا مثل نہ تھا گلیوش صحرانورد ہمیشہ آزاد رہا کسی سے دبا
نہ رکھا مگر تمھاری محبت مین وہ بھی مارا گیا مین تمکو قفس سے نہ نکالونگا ملکہ سلما کچھ جواب اُسکا نہین
دیتین اس حال مین کاہن نے ملکہ سلما کو دیکھا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ سلما کس بلا مین پھنسین خدا
اس آفت سے انکو بچالے اپنے طریقے مین دیکھا کہ مین اس سے مقابلہ کرون اسپر غالب آونگا فال
مخالفت نکلی کہ اگر مقابلہ کروگے گرفتار ہو جاؤگے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو صورت رہائی کی پیدا ہوگی
آفتاب دیکھنے لگا وہ ساحر متردد بیٹھا ہی سلما کو دم بدم سمجھاتا ہی کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی صحرا سے
ایک گویا آیا ہی در دولت پر حاضر ہی وہ ساحر کہ نام اُسکا کلفت جادو ہی اُسنے اُس خدمتگار سے اشارہ
کیا کہ اُس گویے کو بلاؤ آفتاب نے دیکھا ایک گویا مفلوک وضع کرتا پھٹا پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ

بجتا نازر دوزی مگر اتنا پرانا ہی کہ بال اُڑ گیا ڈورے باقی ہین اُسکو پہنے ہوے طنبورے کو ملاتا ہوا آیا سامنے کلفت کے پہونچا پہلے آواز دی کہ چراغ سامری روشن رہے اُس ساحر نے کہا سیان کلاونت صاحب یہان خدائی سامری و جمشید کی نہین ہی ہفت پیکر کو سجدہ کرتے ہین گویّا سلام کرکے بیٹھ گیا کہا حضور اس عورت نے کیا خطا کی کہ مثل طائرون کے قفس مین بند ہوئی کلفت نے کہا یہ میری معشوقہ ہی مگر مجھ سے انکار کرتی ہو اسلیے مین نے اسکو قفس مین بند کیا ہی گویے نے کہا مین راضی کردون کلفت نے کہا اگر اسکو راضی کردو تو مال دنیا سے بے نیاز کردون کلاونت نے قفس کے قریب آکر کہا اے ملکہ عالم آپنے غلام کو پہچانا منم سمک ملاقی آپکو رہا کرنے آیا ہون مگر یہ کہدیجیے کہ مین دل وجان سے راضی ہون تمھاری محبت سے نفرت ہوئی کہ تمنے مجھکو گرفتار کیا اور قفس مین بند کردیا اسی وجہ سے انکار کرتی ہون ورنہ مین خود تمپر مرتی ہون تم ایسا چاہنے والا کہان مجکو ملیگا سلما نے کہا اے سمک یہ کلمات میری زبان سے نہ نکلین گے مین عاشق جمال رستم ہون مین اس مردود سیاہ رو سے کہون کہ مین تجھ پر عاشق ہون اگر رستم سنلین تو کیا فرمائین ہر چند سمک نے سمجھایا مگر سلما نے نہ مانا آخر سمک نے کلفت سے کہا کہ مین آپکے سامنے گاتا ہون یقین ہی کہ یہ نازنین کبھی سنکر مبہوت ہوا ور وصل آپکا قبول کرے تم پر مائل ہو جائے کلفت نے اشارہ کیا گویے نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے کلفت کے گائے

مین ننگا ہون مین بہار زلف جانان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا

تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہو گیا
ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا

نالہ سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہو گیا

طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے
گو کہ قطرہ تھا مگر دریا کے طوفان ہو گیا

تھا مین طفلی سے بغل پروردۂ بے رونقی
صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہو گیا

رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا

طول عمر درد فرقت کا نپوچھو مجھسے حال
اسقدر دل مین ہا مرے کہ ارمان ہو گیا

جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی
دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا

عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری
قصر سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا

زیر دستون کو زبر دستون سے کچھ چارہ نہین
درد فرقت جبر سے سینے مین پنہان ہو گیا

ایک سے دو داغ دو سے چار اور پھر سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا

ساغر مے بنتے ہی وہ صورتین پیارا ہوئین
زاہدون کی توبہ مین رندون کا ایمان ہو گیا

اشک خونی مثل گل رہتے ہین آنکھین بھری
اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا

خون کے دھبون سے کیا کیفیتین ہین ای نسیم
گوشہ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

سماک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ کلفت جادو جھومنے لگا کہنے لگا مین نے آج تک یہ آواز نہ سنی تھی سماک نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران میری آواز مین فرق آگیا کلفت جادو نے پوچھا کیا سبب ہوا گویے نے ہاتھ باندھ کر کہا خداوند مجھکو بالاے آسمان لیجاتے تھے وہان جا کر ناچتا گاتا تھا ایک دن جو بڑے لطف سے گایا خدائی پردے سے جھانکنے لگین مین بھی جوان آدمی نگاہین ڈالنے لگا آخر سامری لشکا بلاتی ہو مین نکل آئین میرے پاس آکر بیٹھ گئین جب انھون نے میرے چٹکی لی مین بھی دست درازی کرنے لگا سامری دیکھا بگڑے مجھکو ڈھکیل دیا مین آسمان سے گرا زمین پر آتے آتے پانچسو برس گذرے آخر بڈھا ہو گیا آواز مین بھی فرق آگیا اب آپ نے مجھکو کیا سنا مگر گانا سناؤنگا آپکو راضی کر کے جاؤنگا یہ کہکے جام بھرا بھر کر سامنے کلفت کے پیش کیا کلفت بے اندیشہ انجام پی گیا سماک نے خدمتگارون کو بھی شراب پلائی کلفت نے گھبرا کر کہا ارے گویے میرا دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ جل رہی ہی کیونکر سنبھالون سماک نے کہا اٹھکر ٹہلیے کلفت اپنے مقام سے اٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سماک نے اول ملکہ سلما کو قفس سے نکالا آفتاب فلک سیر دیکھ رہا ہی زبان سے سوزن نکالی سلما نے کہا ای سماک اسکو قتل کرو سماک نے کہا میرا جی دھڑکتا ہی ایسا نہو کوئی افتاد پڑے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ نکل چلو آفتاب نے آسمان سے دیکھا جی مین کہا اسی لیے طریقہ نجوم مجھکو روکتا تھا سماک نے اپنا کام کر لیا مگر سماک سے جب سلما نے بہت کہا تب خنجر کھینچکر سرھانے کلفت کے آیا خنجر مارا جیسے ہی خنجر شکم پر کلفت کے پڑا ایک طائر نے آواز دی او اجل گرفتہ یہ کیا کرتا ہی میرے مالک سے کیا خطا کی کہ جو اسطرح پیش آیا سماک نے

یہ آواز سنکر چاہا کہ کود کے بھاگون سلمانے چاہا کہ بال کھولون اور سحر کرون کہ وہ طائر تڑپ کر اُڑا
دونون کے سر پر چرخ مارکے ایک چیخ ماری منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ جلکر خاک ہوا وہ خاک سماک پر
گری سماک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا لڑکھڑا کے گرا زمین نے پاؤن تھام لیے سلمانے جوڑے پر
ہاتھ ڈالا تھا کہ بال کھول کے سحر کرون ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا سحر زبان سے نکلا
لڑکھڑا کے گرین اُٹھ نہین سکتین اُسی نخل سے اور ایک طائر پیدا ہوا وہ تڑپ کر کلفت پر گرا
پر منھ پر مارا مثل انسان کے آواز دی حضور اُٹھیے کلفت نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ خدمتگار
بیہوش پڑے ہین سماک ایک جانب پڑا ہوا ہے سلما بے گوہر ہوش بے بس پڑی ہین اُٹھ
نہین سکتین کلفت جھلا کر اُٹھا سماک کی شکل اصلی دیکھکر بہت جھلایا کمر سے خنجر کھینچا قصد کیا کہ
قتل کرون پھر اپنے خدمتگارون کو ہوشیار کیا کہا اس مکار کو قتل کرو آپ مسند پر بیٹھا خدمتگار نے
خنجر نکالا اور سماک کی گردن پر کوئلے کا خط دیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران مین اس ظالم
کو قتل کرتا ہون اس عورت کو بھی قتل کیجیے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے اگر یہ زندہ رہیگی تو فساد
برپا ہونگے کلفت نے کہا ارے تو اس راز کو کیا جانے میری جان پر بنی ہے نظم

دیدۂ دل جب سے او فرہاد یاس بین ہوگیا
ہمنے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہوگیا
پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے جو ای رنگین بیان
نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہوگیا
رنگ گل ایسا اڑا اس رشک گل کے سامنے
دامن باد صبا گلشن مین رنگین ہوگیا
میرے دل دینے سے ہی حسن کا اُسکو غرور
ہاتھ آیا جس کے آئینہ وہ خود بین ہوگیا
خانہ بربادی مین بھی ہی اپنی آسائش وہی
بیٹھ بستر ہوگئی ہے ہاتھ بالین ہوگیا
کیا ہی تاثیر حلاوت ہی لب جان بخش کی
حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہوگیا
جوش سودا نے بچایا سنگ غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہوگیا
باغبان آیا نہین کلگشت کو وہ رشک گل
تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچین ہوگیا
ایسے کاہیدہ ہوے محبوب تجھ سے رشک سے
گیسوِ مشکین جو تھا اب خال مشکین ہوگیا
ہین سفید آنکھین مری کیا کرتے کرتے انتظار
باغ مین ہر پھول نرگس کا بھی نسرین ہوگیا
سبحہ را بگسست و زبہر کمر زنار ساخت
مثل بیدل اندنون ناسخ بھی بے دین ہوگیا

کہا یار و میری جان اس معشوقہ پری چہرہ پر جاتی ہو مگر اس عیار مکار کو جلد قتل کرا سنے دھوکا دیا کہ مین اسکے دام مکر مین پھنسا مین آسکے نام کا دشمن ہون جب خدمتگار خنجر کھینچکر چلا آفتاب نے دیکھا کہ شاطر لشکر رستم قتل ہوتا ہی کارد نکال کر پھینک ماری کہ جلاد کا سر اڑگیا کلفت نے آواز دی ارے یہ کون ہی جسنے جلاد کو مارا چاہتا تھا جست کرکے بلند ہون کہ آفتاب نے دوسری کارد نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا سینے پر کلفت کے پڑی کہ پشت کو توڑ کے پار گذری زمین پر گرا اسکا بھی اٹھین جس نخل سے دو طائر پیدا ہوے تھے اُس نخل سے کئی سو جادوگر پیدا ہوے آفتاب کو گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسنے ہمارے آقا کو مارا ہم اسکو قتل کرینگے آفتاب نے تلوار کھینچی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سلما نے جوڑا کھولا سب ساحر دام مین پھنس کر گرے سلما نے اشارہ کیا برقین گرین سب کے سر اُڑ گئے باغ جل گیا صحرا سا ئین سا ئین کرنے لگا سماک نے کہا اب یہان سے نکل چلو آفتاب نے سلما سے ملاقات کرکے کہا اے ملکہ عالم اب جلد بار گاہ کو پہونچاؤ سلما و آفتاب ایک تخت پر سوار ہوے سماک جست وخیز کرتا ہوا چلا یہان رستم نے صندلان الیسا رفیق پایا نہایت خوش بیٹھے مین آخر وقت ہی بیرون بارگاہ کرسیان بچھین سب سردار آکر بیٹھے رستم فرماتے ہین کہ آفتاب بھی پلٹ کر نہ آئے کچھ حال سماک و سلما نہ دریافت ہوا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا آفتاب و سلما نمودار ہوے رستم مثل گل شگفتہ ہو گئے آفتاب نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا تمام صحراے عشرت ساحرون سے معمور ہی اور ابھی اہل دربند نہین آئے وہ جو اسنے کہا تھا کہ وہ لشکر کشی کرون کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکے حقیقت مین ہی سامان مین غلام خیال کرتا ہو کہ جب کل اہل دربند آئینگے اُس موج کو کون جواب دے سکیگا رستم نے کہا ای آفتاب وہ جسقدر چاہے فوج جمع کرے ہم اُسکے طالب ہین انشاءاللہ سر میدان ٹوک کر مارینگے کیا اب اُسے زندہ چھوڑینگے ہمارے بھی سردار ضرور آئینگے جاروق و عیوق کو حکم دیا کہ فہرست فوج پیش ہو دونون نے عرض کی رات کے دربار مین حاضر کرینگے شب کو رستم دربار مین آکر بیٹھے معشوقان پری چہرہ آکر کرسیون پر بیٹھین سرداران نامی آگرد نگلون پر بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا سب سردارون نے جو رستم سے عرض کی سماک کو حکم ہوا چند اشعار گاؤ سماک ملیدانی سامنے رستم کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گانے لگا نظم

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہوجاے
نہر گلزارون مین اور نظرون مین اژدر ہوجائے

منقلب ہجر مین ماہیت اشیا یہ ہوئی
کہ اگر ہاتھ مین ہو پھول تو اخگر ہوجائے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون
سب لہو میرے بدن مین مئے احمر ہوجائے

آب کی راست روی کے جو مین مضمون لکھون
خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہوجائے

کرکے دو سر کو تلوار سے قاتل نے کہا
اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہوجائے

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر ایک لذت نغیب بے خرم ہی کہ عیوق و جاروق و سلما اور شفق خونخوار وغیرہ فہرست لیکر حاضر ہوے رستم نے ملاحظہ فرمایا سات لاکھ فوج غیر ساحران و تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین رستم نے حکم دیا کل سویرے لشکر تیار ہو انشاء اللہ طرف قصر عشرت کے کوچ کرینگے سردار سب آمادہ ہوے لشکر کی آراستگی ہورہی ہی وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر تیار ہوا سویرے صبح کو رستم سوکر اُٹھے نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا دس لاکھ کا لشکر تیار ہی جادوگرون نے ابر تیار کیے ہین ابر آسمان پر تڑپ رہے ہین سرخ و سبز و زرد ابرون کی رعنائی سحر کی زیبائی رعد کی گرج برق کی چمک ادھر غیر ساحر تیار کھڑے ہین نیزے سبھون کے ہاتھ مین دریاے سلاح مین غوطہ زن تیور سے سبکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر دریاے آہن ہو تو جھیلین دشمن کے آگے جان پر کھیلین رستم نے مرکب آگے بڑھایا دریاے فوج مین تلاطم ہوا قریب ہی کہ لشکر بڑھے اتنے مین صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان دیوخصال عفریت مثال فیل پر سوار بارہ لاکھ فوج لشت پر سامنے آکر پہونچا پکارکر آواز دی ای طلسم کشا لشکر آگے نہ بڑھا تا حکم خداوند نہین ہی ابھی صحراے عشرت مین داخلہ نہوگا قدرت کی فوجین جمع ہولین حکم خداوند ہوا کہ ای طومار فیلسوار جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو مین تمھارے مقابلے کو آیا ہون رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ عین وقت پر اسنے آکر روکا اب اسے مقابلہ پڑیگا طومار فیل سوار اُتر پڑا رستم کے لشکر کی سد راہ ہوا رستم بھی اُتر پڑے طومار فیل سوار نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی جواب مین طبل جنگی بجا ہر دو لشکر مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے ابھر کر نکلا مٹی فیضا کی جسم پر چھی ہوئی شاگرد ان شعاع ساتھ اس کروفر سے میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا تمام میدان روشن ہوگیا ادھر دونون لشکر آراستہ ہوکر میدان کارزار مین آئے

صفین جمین نقیبون نے نقابت کی طومار نے اپنا گھوڑا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کھائی
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عیوق نیزہ باز نے مرکب بڑھایا سامنے
رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان ہو رستم نے فرمایا ای بہادر تمھارا جانا اچھا نہین جانتا ہون چاہتا ہون
جنگ کو طول نہو اس ملعون کو مار کر اپنے کو صحراے عشرت مین پہونچاؤن لشکر تیار ہو چکا تھا عین
وقت پر آکر اسنے روکا اگر اب قصد کرتے ہین تو جنگ مغلوبہ ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا کی جان
جائیگی خدا نے اپنا فضل کیا کہ اب بوجہ حسن مقابلہ ہی عیوق نے عرض کی غلام گھوڑا بڑھا کر نکلا سب
سردارون نے دیکھا آپ کے قاعدے کے خلاف ہی کہ یہ حقیر مقابلے مین اس کافر کے نہ جائے رستم نے
فرمایا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے عیوق گھوڑا چمکا کر سامنے طومار فیلسوار کے آیا تگاور مین
مرکب زیادہ ہٹا ہاتھی چند قدم ہٹکر ٹھہرا طومار نے نیزہ اٹھایا عیوق فنون نیزہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق
ہی طومار نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین ردوبدل ہوئی تھین شاید کہ
تیس تیس طعنین آپس مین ردوبدل ہوئی ہون کہ عیوق نے نیزہ گانٹھا گھوڑا اڑایا نیزے کو اسکے ہاتھ سے
نکالا دونون لشکرون کے پہلوان تعریفین کرنے لگے کہ ای بہادر سبحان اللہ نیزہ بازی اسکا نام ہی کس لطف
سے نیزہ نکالا طومار کا رنگ رو اڑگیا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عیوق نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا برق شمشیر اس طور سے گری کہ سپر کٹی اور سپر کے ٹکڑے ہوے ہر چند عیوق نے اپنے کو بچایا
نہ بچ سکا خود و سپر کو کاٹ کر تلوار تا ابرو پہونچی عیوق نے دستانہ مارا تیغہ چھبتا ہوا نکلا مگر چادر خون کی
آنکھون پر آئی عیوق نے خون پونچھکر ہاتھ مارا طومار نے ہاتھی ہٹالیا ہاتھ تلوار کا جو خالی گیا کان سے سر تک
زمین پر پہونچا مگر طومار نے دوسرا ہاتھ نہ مارا پکار کر آواز دی ہم مردون کا یہ دستور نہین کہ زخمی پر ہاتھ ڈالین
مگر سے مطلب نکالین ای رستم اس سردار کو بلوا او رکسی کو بھیجو رستم نے جاروق کو اشارہ کیا جاروق
نے جاکر عیوق کو پھیرا آپ سینہ سپر کرکے مقابل ہوا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین
جاروق تو نیزہ باز مشہور ہی عرصے تک اسکے اسکے نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر جاروق نے نیزہ
گانٹھا نعرہ کرکے تھپیڑا مارا طومار فیلسوار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا طومار مثل ابر کے گرجا گرجا پکارکر
آواز دی ای جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی سر میدان تونے نیزہ نکالا دونون لشکر والون
نے دیکھا لیکن یہ تیغ بے دریغ ہی قطع کرنے والی شجر حیات حریف کی ہی اس سے تو اپنے کو بچا

دیکھ یہ تلوار کیا رنگ دکھاتی ہی یہ کہکے تلوار کھینچی طومار کے ابرو پر بل پڑا ہوا نیزہ نکلنے کا بڑا افسوس ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جاروق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑاپ کر گری سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو پہونچی اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا مگر چادر خون کی آنکھون پر آئی ابھی جلدی مین طومار نے دوسرا ہاتھ مارا بیٹھ زخم سر جاروق چو پارہ ہوا تیسرا ہاتھ بھی اس ظالم نے مار دیا گھوڑے کا سر اڑگیا جاروق زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا طومار چاہتا تھا کہ لاش جاروق کی پامال کرتا لیکن اس بہادر نے ہاتھی اپنا ہٹا لیا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اس زخمی کو بھی میرے سامنے سے اٹھوا لیجیے اور کسی کو بھیجیے صید زبون پر ہاتھ اٹھانا اپنا دستور نہین صندلان گھوڑا جھپکا کر جا پڑا جاروق کو اٹھا کر لشکر مین لایا پھر جا کر مقابلہ کیا طومار نے صندلان سے نیزہ بازی کی دہی تیغہ خون آلود جو ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا صندلان پر مارا صندلان کا شانہ جھول پڑا مصنف عرض کرتا ہی کہ یہ دن رہتے رہتے ہاتھ سے طومار کے دس پہلوانان نامی زخمی ہوئے اور چار جوان شیر دل سیار گلشن جہان ہوئے طومار نے ہاتھی ہول کر بڑھایا پکار کر آواز دی اے رستم نوجوان آج تمنے یہ تیل ماش میرے مقابلے مین بھیجے اب تمھارے مقابلے کا خواہان ہون رستم نے مرکب چمکا کر کہا اے طومار یہ جوانان صف شکن نہایت جری و بہادر ہین زخمی ہونا اتفاد سے ہوا کل ہم تم سے مقابلہ کرینگے یہ فرما کر زخمیون کو ساتھ لیکر پلٹے جو جوان سیار گلشن جہان ہوئے تھے انکے جنازے اٹھوائے مگر رستم کو نہایت قلق ہی فرماتے ہین کہ آج کی میدان داری کیا بے لطف ہوئی سردار زخمی بھی ہوئے چار جوانان صف شکن راہی ملک عدم ہوئے مگر کل انشاء اللہ اس ملعون سے سمجھینگے اگر اُسکے سر میدان چار ٹکڑے نہ کیے تو نام اپنا رستم نہ پایا نہایت سپاہ گری کا دعویٰ رکھتا ہی اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی اور اصل مین بھی صاحب زور و طاقت ہی یہ کہتے ہوئے بارگاہ مین آئے طومار فیلسوار تنتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھ کر لاف و گزاف کرنے لگا کہتا تھا آج تک قدرت نے اُن پہلوانون کو بھیجا کہ جو شوکت طلسم کشا دیکھکر پست ہوئے رستم اُنپر زبردست ہوئے اب حال جرأت کھلے گا کل سر میدان شکین باندھونگا ہر چند کہ آج مین نے وہ رنگ دکھایا ہی کہ کچھ عجب نہین شب کو طلسم کشا بھاگ جائے یا صُلح کا پیغام دے مگر مین اصلاح نہ قبول کرونگا یہ تو انکو معلوم ہو کہ اس طلسم مین بھی ایسے ایسے جوان ہین بس یہ لاف و گزاف کرکے

طبل جنگی بجوایا رستم کو ہرکارون نے خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ پہلوان اقلیم مغرب دنگل مین لڑکے اکھاڑے سے مشرق کے
نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے طومار فیل سوار ہاتھی پر بیٹھا ہوا
نیزہ ہلاتا ہوا صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا ادھر رستم نوجوان صف لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھے ہوے نیزہ ہلا رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی گرگیت کڑکا کہکر ہٹے کہ طومار نے ہاتھی بڑھایا
میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے مصنف عرض کرتا ہی کہ آج بھی پہلوانون نے رستم کو نہ نکلنے دیا ہنگام وحشی نکلا لیکن زخمی
ہوا اشتر پرمردم در نکلکر خوب خوب لڑا لیکن آخر شانہ جھول پڑا جو بدست کٹی زخمی ہوکر بیہوش ہوا
دوپہر تک جا بہادران زخمی کیے ایک یکمیدان مار گیا اُس وقت طومار یاوہ گوئی سے پکار اٹھا کہ
کل سے آج تک مین نے میدان کارزار کو خون سے لال کر دیا لاشون سے بھی میدان بھر دیا
لیکن مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نہیں آتے جان چھپاتے ہین آجتک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا قدرت نے مجھکو اب حکم دیا ورنہ یہ میلہ جمع نہونے پاتا رستم کو بہت ناگوار ہوا
قبضۂ تیغہ ہفت جوہر پر ہاتھ ڈالا مرکب استر مالاگبود کو بڑھایا مقابلے مین طومار کے پہونچے پستک
پر ہاتھی کے گرد اسپر کا مارا کہ ہاتھی چند قدم ہٹا طومار نے بری دہت کہکے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی
نے سونڈ بڑھائی کہ رستم کو لپیٹ لون رستم گھوڑے سے کود پڑے ہاتھ بڑھا کر ہاتھی کے
سامنے کیے ہاتھی نے ہاتھون کو رستم کے سونڈ مین لپیٹا لیکن رستم نے بقوت تمام سونڈ کو تھام
کے ایک جھٹکا مارا کہ مع زنجیرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھا کر زمین پر گرا طومار نے جو یہ زور
دیکھا جی چھوٹ گیا ہاتھی سے کود اخبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نہ سنبھلنے پائے تھے گردن جو
ہاتھی کی کھینچی خود سر سے گر پڑا تھا سر برہنہ پر انکے تلوار پڑی کہ سر رستم کا زخمی ہوا طومار نے چاہا
سر کاٹ لون کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا پیدا ہوا وہین سے
للکارتا ہوا کہ او نامرد خبردار رستم پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت مین لاثانی ہین
جب طومار نے نقابدار کو اس شوکت سے آتے ہوے دیکھا گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہوکے
متہمز کیا نقابدار نے آکر پہلوانان رستم کو پکارا کہ اس شیر دل کو اٹھا لیجاؤ پہلوانون نے رستم کو

اٹھایا رستم نے جو آنکھین کھولین نقابدار مرصع پوش کو مقابلۂ طومار مین پایا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہی مرکب مثل برق کے چمک رہا ہی طومار نے جو نقابدار کو اس شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنون کے رد و بدل ہوئی تھین کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا نیزہ طومار کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو تنایا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے یا تو تلوار سپر پر گری تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا طومار جو مارا گیا اسکے لشکر والون کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے لیشت کب پر پڑی جمائی بارہ ہزار جوانون سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسرون کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہین مگر جوانان صف شکن تیغزن نہنگان بحر جرأت یکہ تازان میدان جلالت ہین کافرون کو قتل کر رہے ہین ہزار ہا جوان کو دو تین حملون مین مارا اول کمانین کا نہ جوان سے اتارین بارہ ہزار جوان خطا کار تیرون سے گرائے پھر کمانون کو پھینکا بھالے سنبھالے بارہ ہزار جوان نیزون سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملون مین چھتیس ہزار جوان جو واصل جہنم ہوے کافرون کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہون نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آکر آواز دی کہ ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہی جنگ کو خود جھیلین گے کفار سے مقابلہ ہی جان پر کھیلین گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار یہ کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار تک پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی چھڑ بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی کہ ای بھائیو آج روز جنگ ہی مردی و دلاوری سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار مرصع پوش نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونون مابین متاک پر رکھدین

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج لے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کروفر سے
لڑ رہا ہی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند کفار دردمند رستم اس جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرما رہے ہین کہ طریقہ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سماک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقائے نامدار کی پشتیبانی کر رہا ہی کیا مجال
ہی کہ کوئی پشت پر آنے پائے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہی حضور صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہتر برق
فرنگی لڑ رہا ہی سب کہتے ہین ای مہتر سماک حقیقت مین یہی طریقہ مہتر برق فرنگی کا ہی اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہی اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہان
نقابدار مرصع پوش شیرانہ جنگ کر رہا ہی آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے پیر
اُکھڑے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کے کھر سے پیر اُکھڑے پاؤن کل فوج کے اُٹھے
نقابدار تلوارین مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کدہ کوشش کرتے ہین کہ جا کر نقابدار کو گھیرین مگر کوئی قریب
نہین جاتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
اُنکو بھگا کر تلوار سے خون پوچھتا ہوا پلٹا رستم صف لشکر پر کھڑے ہین رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا ای نقابدار بہادر آج تمنے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہین دو دن اسنے میدان داری کی آپکے چند سردار زخمی کیے غرور مین اُبل
پڑا ایک وار شمشیر سے بھیا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سب بھاگ گئے
اب اسباب شوکت حاصل کرتا ہی صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون کہ یا بندے صاحبقرانی
بھی لون اُنکے سردارون سے لڑون لندھور کا گرز اُٹھاؤن مین نے سُنا ہی کہ حضور نے لندھور
کو مع ہاتھی اُٹھایا تھا مین بھی اُس زور کا متمنی ہون رستم نے کہا ای نقابدار سب کچھ ممکن ہی
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اُٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے
نقابدار نے کہا آپکے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہا کہ چند تیر
آپ مجھکو لگائیے چند تیر مین آپکو لگاؤن میرا قول تخت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری
کھل جائیگا ای نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے ہین

نقابدار نے جھلا کر کہا میدان کارزار مین آپ آئیے کچھ ہنر سپاہ گری دکھائیے آپ نے اپنے
ساتھ یہ میلا بیکار جمع کر لیا ہی مین نے جو جو قلعہ جات فتح کیے اگر ان سب کو ساتھ لیتا تو آپکے
لشکر سے دو تا تگنا لشکر ساتھ ہوتا فقط اسباب شوکت یہ مقرر کر لیا ہی کہ جبدن صاحبقران کو زیر
کرونگا اُسدن آپ سب صاحب میرے ساتھ ہونگے رستم نے زخماری مین قبضے پر ہاتھ رکھکر
کہا ابھی میدان مین آئیے میرے آپکے حال کھلجائیگا صاحبقران مجکو دو مرتبہ زیر کر چکے خدا
چاہیگا بہت جلد آپکو زیر کرونگا نقابدار بھی تلوار کھینچکر جھپٹا جانبین کے سردار بیچ مین آ گئے
عرض کی سب نے حضور اس تکرار سے کیا فائدہ سر میدان سمجھا جائیگا نقابدار و رستم سے وعدہ
ہوا کہ کل سر میدان امتحان ہو رستم بھی پلٹے نقابدار مقابلے مین اُترا اپنے مقام پر کہتا ہی کہ بارہ
ہزار نو لاکھ سے کیونکر لڑینگے جن سرداروں پر رستم کو بڑا ناز ہی پہلے اُنھین کو ٹوکونگا اگر رستم کو
زیر کیا تو پھر بابا ہماے صاحبقرانی بھی ملجائیگی صاحبقران کے فرزندون مین کوئی ایسا صاحب طاقت
نہین ہی یہان رستم بھی فرما رہے ہین کہ کیا مین نقابدار سے کمی کرونگا مگر نہین معلوم کیا باعث
ہی کہ نقابدار کو دیکھکر خون جوش مارتا ہی سمک نے عرض کی حضور بروقت مقابلہ یہ حال
کھل جائیگا اگر نقابدار بہادر آپ کے بھائیون مین ٹھہرے تو عجب نہین رستم نے کہا سب
شاہزادیان قلعہ ذوالامان مین ہین قبلہ و کعبہ اُنکے قریب نہین گئے جادوگرنیان جو عاشق ہوئی
ہین اُنسے وصل نہین ہوا یہ کوئی شخص غیر ہی کل حال کھلجائے گا نقابدار نے شام کو طبل جنگی
بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین رستم کے سر مین ٹانکے دیے گئے ہین پٹی سر پر چڑھی ہوئی ہی خود باہر
نکل کے فوج کو ترغیب دے رہے ہین کہ یارو کل بہادر سے مقابلہ ہی دیکھین فلک کیا دکھائے
عیوق و جاروق عرض کرتے ہین اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو غلام آپکے نقابدار سے
مقابلہ کرین رستم نے جواب مین فرمایا آپ لوگ مقابلۂ نقابدار مین نہ ٹھہرینگے نقابدار ضرور
طعن کریگا کہ سردارون کا بھروسا ہی ہم فرزندان صاحبقران ہمیشہ تائید غیبی کے متمنی
رہتے ہین جو پروردگار نے چاہا ہی وہی ہوگا آپ لوگ تماشہ دیکھین شب بھر یہی ذکر رہے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین فلک نے بسر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا

نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرکمیت کرڑ کا کہا رہتے نقابدار مرصع پوش نے مرکب باد رفتار صف سے نکالا گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے رستم زمان علمشاہ نوجوان جس طور سے منظور ہو مقابلہ کیجیے مین سردارون سے بھی آپکے امتحان کو موجود ہون خواہ آپ خود تکلیف فرمائین یہ ذکر تھا کہ علمشاہ نے سردارون کو تورو کا خود مرکب بڑھایا مرکب باد رفتار ہیکل سونے کی گلے مین کلغی سر پر مثل ماہ نو کندا کیے ہوے طرارہ بھر کے بڑھا سب سرداران نامی رستم کے قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ اے شہریار غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین غلامون کو حکم ملے کہ جا کر نقابدار سے مقابلہ کرین کہ نقابدار کو بھی حال کھلے کہ ملازمان رستم ایسے ایسے ہین رستم نے کہا اے برادران نقابدار نہایت پر زور ہے فنون سپہ گری مین طاق زور مین شہرۂ آفاق ہے دیکھو پشت مرکب پر کیسا جما بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ نقابدار نے پھر پکارا اے رستم عالیشان ہم نقد روح و روان صاحبقران ایک تکرار نہ بڑھائیے میرے مقابلے مین آئیے مین بھی آج جان پر کھیل کے آیا ہون جانتا ہون کہ سرفتنۂ فرنگستان سے مقابلہ ہے کوئی فن اٹھا نہ رکھو نگا رستم نے سب کو ہٹایا چاہا مرکب بڑھاوین کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان مین آئی سب دیکھنے لگے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین و امنہ گرد کا شگافتہ ہوا رستم نے دیکھا کہ سب کے آگے خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین بارہ ہزار چینیون سے آکر پہونچا ایک طرف آکر ٹھہرا ادھر گرد اڑی دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز اٹھارہ سو من کا کاندھے پر نولکھ ہنا ہی پشت پر کیسے کیسے جوان جھنڈے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے ایک باغ بخران آراستہ چھوٹی کلاہین سر پر اونچی چولی کے انگرکھے رنگین ڈوپٹے سرون پر بندھے ہوے گھوڑون کو اڑاتے ہوے بائین پر نسے الک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و حیا کر جیدر جوانان عربی ہمراہ بحر آہن مین غوطہ زن آپس مین کہتے ہوے یارو ہم تو اہل ہند کو ایسا نہ سمجھے تھے پتلی دال کے کھانے والے جنگ مین کیا قیامت کرتے ہین مرجانا کچھ

اُنکے نزدیک بات نہین حریف کو کیسا تنگ کرتے ہین کیسے جوان مارے کس کس مقام پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے مگر ہندیون نے کبھی قدم نہ ہٹایا آج بھی خوب معرکے پڑینگے ہر طرف یہی ذکر ہی شاہان ہفت ملک بھی نمودار ہوے کسی کے ساتھ دس ہزار سوار کسی کے ساتھ بارہ ہزار بڑے زور و شور سے آئے شاید ناظرین کو نام نہ یاد ہون تو آگاہ کرنے کو عرض کرتا ہون یعنے گرنیس سیر گردان لغمان بن منظر منظر شاہ یمنی عامر شاہ رود باری سیف ذوالیدین شاہان عراق و اصفہان مندویل اصفہانی شیر بیشۂ اصفہان مہلیل جنگ عراقی شہنشاہ عراق یہ سب سردار ادب سے جمے ہوے بیچ مین صاحبقران زمان طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی طوق حمران گردوا ابوالمعجن گردشقے علم اژدہا پیکر کے کھولے ہوے اس دھوم سے لشکر صاحبقران کا پیدا ہوا ایک جانب مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار ساتون مہتر چودہ سرہنگ صندوق کو گھیرے ہوے خواجہ اکتارہ بجا رہے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے نیمچے کھینچے ہوے خنجر برہنہ ہاتھون مین شلنگین لگاتے ہوے چلے آتے ہین آبسمین نیمچہ زنی خنجر بازی حقہ ہاے آتشبازی داغتے ہوے صاحبقران نے جو مرکب روکا کل فوج تھم گئی خواجہ عمرو صندوق سے کود کے قریب صاحبقران حاضر ہوے عرض کی آقاے نامدار نے کیون مرکب روکا امیر نے فرمایا خواجہ تم دریافت تو کرو یہ مرصع پوش میدان مین کیون کھڑا ہی کیا اسکو منظور ہی جلد دریافت کرو خواجہ گئے جا کے رستم سے ملاقات کی چشم زدن مین کل حال دریافت کر کے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران سے عرض کی ای شہریار نقابدار مرصع پوش رستم نوجوان سے آمادۂ حرب و پیکار ہی امیر نے فرمایا نقابدار کا کیا مذہب ہی عمرو نے کہا مرد مسلمان امیر نے فرمایا آخر مقابلے کا کیا باعث ہی عمرو نے کل کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا مجھ سے دعوی صاحبقرانی رکھتا ہی مین سمجھ لونگا جا کے رستم کو منع کرو کہ بیٹا تم پلٹ جاؤ ہم مقابلہ کر لین گے وہ بانے ہم سے مانگے گا ہم جواب دینگے تم دخل نہ دو عمرو نے آکر پیغام صاحب قران پہونچایا رستم نے سر جھکا لیا اور طرف اپنی بارگاہ کے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے نقابدار بھی اپنی بارگاہ کو گیا امیر بھی اُسی مقام پر اتر پڑے تینون لشکر ایک مقام پر اترے لیکن نقابدار مرصع پوش جو پلٹ کر

اپنی بارگاہ مین آیا عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو پیغام دے کہ یا نہاے صاحبقرانی مجھے مرحمت فرمایئے یا میرے مقابلے مین آیئے برق ثانی تڑپ کر اٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان جہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا تھا برق ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا خون نے جوش مارا پکار کر آواز دی جہتر صاحب ذرا یہان تشریف لایئے برق ثانی سامنے آیا برق نے پوچھا جہتر صاحب کہان جاتے ہو برق ثانی نے بہ فصاحت جواب دیا کہ ہمارے آقاے نامدار نے پاس صاحبقران کے بھیجا ہے اور پیام دیا ہے کہ یا نہاے صاحبقرانی ہمکو دیجیے یا ہمسے مقابلہ کیجیے برق نے کہا تمھارے آقا کو سودا ہوا ہے یا تو رستم سے مقابلہ کرتے تھے یا صاحبقران سے دعوی کرتے ہین اُنسے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہون لندھور ایسا سردار جہان حاضر ہے آئینگے تو عزت پائینگے اور اگر ایسا ارادہ کرینگے تو یہ شوکت بمزہ ہو جائیگی مدت العمر مین یہ دن نصیب ہوا کہ دو چار قلعے فتح کیے صاحبقران سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا ہوا یہ سودا دماغ مین سمایا ہے جاؤ بات جاؤ جاکر اپنے آقا کو سمجھا دینا کہ ایسا ارادہ نہ کرین ورنہ سر میدان ذلیل ہونگے اے عیار طرار صاحبقران وہ شخص ہین کہ جنھون نے سات برس کے سن مین طاہر عادی اور مطاہر عادی دو پہلوان لشکر نوشیروان کے زیر کیے اور پھر دونون کو چیر کر پھینکدیا گرتیس سیرگردان و نعمان بن منذر دونون سردار اُسی زمانے کے موجود ہین اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے سرکشان قاف کو قتل کر کے زلزلۂ قاف لقب پایا اُن سب کا بقیہ قہقہہ سہ چشمی موجود ہے کہ ہر سال تین چار لاکھ دیو جمع کر کے آتا ہے اور پھر بھاگ کے پردۂ ظلمات مین چلا جاتا ہے تمھارے آقا اگر اُن دیوزادون کی صورت دیکھ لین تو ڈر جائین الیسون کو صاحبقران نے قتل کیا کہ انسان اگر دیکھے تو شب کو خواب مین بر اٹھے سمندون ہزار دست کو مارا دیوار چنگ آہن شاخ کو للکارا اپنے آقا سے پوچھنا کہ کوئی سفر قاف کا بھی کیا ہے لڑنا دیوزادون سے تو مشکل ہے اُن مقامون پر گذر تو ہوتا و یو ان کو دیکھ تو آتے کہ دیو کسکا نام ہے برق ثانی یہ باتین سُنکے بلبلا اٹھا برق نے پھر پکار اُسے سمجھایا پوچھا تم کس سے مقابلہ کروگے برق ثانی نے کہا جب آقا امیر کو زیر کرینگے تو مین خواجہ عمرو سے زنبیل کا خواہان ہونگا برق نے کہا استاد کا نام نہ لو اُستاد نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اُنکی

عیاری کی کیا بات ہو اُنکی عیاری نہین کرامات ہی جنکے ہم ایسے شاگرد موجود ہین مجھکو ایسا
دعوی تھا کہ کسی عیار کو موجود نہ جانتا تھا جب اُنکے مقابلے مین آیا سب کچھ بھول گیا آخر شاگرد
ہوا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار خدمت مین جنکی حاضر رہتا ہی اُنکے ادنا تعلیم کردہ ابو الفتح
نے گلیم گوش کے کان کاٹے اور پھر ابو الفتح کو نکال لائے گلباد و گلباد کو زیر کیا مہتر
یزک خطائی کہ عیار خان اعظم تھا کیسے کیسے اُسنے دھوکے دئے آخر اُسکو زیر کیا یہ باتین سنکر
برق ثانی پلٹ گیا اس فکر مین کہ ہو اکہ برق کو گرفتار کر لیجاؤن جاکے آقا سے سب حال کہا
نقابدار بہت جھلایا کہا مین خود جا کر پیغام دیتا ہون برق ثانی نے کہا مین اسواسطے پلٹ آیا
کہ آج شب کو میان برق کی گردن لون نقابدار اُٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے طرف بارگاہ
صاحبقران کے چلا لشکر صاحبقران کی سیر کرتا ہوا تا در بارگاہ پہونچا صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
نقابدار مرصع پوش آتا ہی صاحبقران نے سردارون کو بھیجا کہ نقابدار کو استقبال کر کے لاؤ
نقابدار بارگاہ سے چند قدم الگ تھا کہ بہرام وغیرہ آکر پہونچے نقابدار کا استقبال کیا نقابدار
کو لیکر چلے جب جلو خانۂ شاہی مین نقابدار آیا عادی کو دنگل پر دیکھکر بہرام سے پوچھا
دیو کے بچے کو صاحبقران نے درگہ سالار قرار دیا ہی بہرام نے کہا یہ شیر شریک بھائی ہو صاحبقران
کا نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبقران نے کمال کیا ہو اِس شخص کو زیر کیا مگر نقابدار
بلا تکلف بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران کو دنگل شوکت پر پایا گرد سرداران نامی تخت
شاہنشاہی خالی پڑا ہی نقابدار نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر نقابدار
کو قریب اپنے بٹھا لیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام دیا نقابدار بے اندیشہ
انجام پی گیا صاحبقران نے پوچھا اے بہادر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نقابدار شوکت
و جلالت صاحب قران دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی دست بستہ عرض کی کہ مین
چاہتا ہون حضور سے مقابلہ کرون امیر نے فرمایا مین نے کیا خطا کی نقابدار نے کہا آپ
صاحبقران مین ہر ایک بہادر آپ سے امتحان چاہتا ہی مین بھی خواہان امتحان ہون
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جا کر طبل جنگی بجوائیے صبح کو امتحان ہو جائیگا نقابدار رخصتگا
اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا عیار سے کہا طبل جنگی بجوادو عیار طبل جنگی بجوا کر فکر برق فرنگی مین چلا

یہان صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا مگر مہتر برق فرنگی طلاے پر مقرر ہوا ہی عیارون کو جابجا مقرر کرکے کنارے پر آکر ٹھیرا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی برق سمجھا کہ وہی عیار ہماری فکر مین نکلا ہی یہ سوچکر آواز کی طرف چلا جنگل مین ایک مقام شل نالے کے ملا دیکھا ایک نخل ہی اُسمین ایک نازنین بندھی ہوئی ہی اور ایک زنگی اُسکو کوڑے مار رہا ہی نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی وہ زنگی کہتا ہی اب تیرے بچانے والے کہان ہین مین جو جاتا تھا تیرے نوکر دوڑتے تھے مین ہمیشہ عشق مین تیرے جان دینثار رہا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب زندگی دشوار ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی۔

نظم

جسم کو جی ہی گران سینے کو ہی دل بھاری ۔۔۔ وہ ہی دوریش مجھے عشق کی منزل بھاری
اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن ۔۔۔ ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری
جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا ۔۔۔ اُس پری رو کی گلی سمجھے ہین عامل بھاری
سر کے جز پنجۂ خورشید قیامت نہ کبھی ۔۔۔ کیا مری رات ہی بے حور شمائل بھاری
اے دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو ۔۔۔ کہ اواخر ہی سبک اور اوائل بھاری
صبح پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوئی ۔۔۔ رکھدیا سنگ بروے چہ بابل بھاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے ۔۔۔ عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری
باوقارون کی بھی صحبت مین سبک ہین بے قدر ۔۔۔ ہوسکے کوہ گران کا نہ کبھی طفل بھاری
قیس غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب ۔۔۔ پانون مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
ربخ ہی گیسو جانان کو ہجوم دل سے ۔۔۔ شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بار غم بحر محبت کے شناور کو نہین ۔۔۔ دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سے نقاب ۔۔۔ کیا ہی تجھپر ہی یہ رات اے مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل ۔۔۔ ہو گئی نالون سے آواز عنادل بھاری
خفت اس درجہ اُٹھائی ہی سبکساری سے ۔۔۔ کہ مرے جسم سے ہی دانۂ فلفل بھاری
گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران ۔۔۔ لالے پر بھی تو ہی یہ شاعر کامل بھاری

اسطرح کے اشعار پڑھکے رونے لگا کہتا ہی مین مدت سے عاشق ہون آج تجکو اُٹھا لایا ہون

برق نے للکارا کہ او سیہ رو بس اب سامنے سے بھاگ جا یہی عیاری کا طریقہ ہے یہ لفظ سنکر
برق ثانی کے کان کھڑے ہوئے ہوشیار ہوا برق جو پیچھے کھینچکے دوڑا وہ زنگی بھاگا برق کود کر
قریب نازنین کے آیا کہا ای مہ جبین چل مین تجھکو تیرے مکان پر پہونچا دون یہ کہکے رسیان کاٹین
نازنین گر پڑی کہا مجھ سے اُٹھا نہین جاتا برق نے کہا مین کاندھے پر سوار کر کے پہونچا دون یہ سنکر
برق ثانی خوش ہوا برق نے کہا بیٹھ جاؤ تو مین تمھین کاندھے پر سوار کرون بس جیسے ہی
وہ بیٹھا برق تو بلا سے روزگار ہی کہا ای نازنین دیکھ وہ زنگی پھر آتا ہی برق ثانی پلٹا برق
نے حلقے کمند کے مارے اور آواز دی او چھوکرے یہ عیاریان ہمارے یہان کے لونڈے
کرتے ہین یہ فقرہ بنا کے لایا مین کب تیرے دام مین آتا ہون برق ثانی نے حلقے کمند کے کاٹے
جست کر کے نکلا جی مین کہتا ہی یہ ہمارے قبلہ و کعبہ ہین خواجہ کے تعلیم کردہ ہمارے دام مکر مین
کب پھنستے ہین جب برق ثانی بھاگا تو برق نے پکار کر آواز دی ای فرزند ذرا ٹھہر جاؤ دو دو ہاتھ
ہمیچے کے بھی چل جائین بھلا ہاتھ چالاکی کا مارون کہ ناک اُڑ جائے کہ نکلے کھلاؤ برق ثانی نے کہا
بہتر صاحب حوصلہ ہی رہجائیگا وہ ہاتھ مارون کہ بھنڈارہ کھلجائے برق نے کہا ٹھہرو حوصلہ تو
نکلجائے ایسا نہو کہ دل مین حوصلہ رہے برق ثانی سوچا کہ ابھی ساری رات باقی ہی اور کسی
مقام پر دھوکا دونگا کسی دام مین تو پھنسین گے یہ سوچکر نکل گیا برق نے ہر چند پکارا لیکن
برق ثانی نہ ٹھہرا برق فرنگی پلٹا ٹہلتا ہوا آتا ہی کہ سامنے سے اک طفل کو دیکھا پکارتا ہوا آتا ہی
کہ ہائے خواجہ عمرو کو کہان ڈھونڈھون اُس کامل کو کیونکر پاؤن برق نے پکار کر آواز دی ای
طفل تجھے خواجہ عمرو سے کیا کام ہی مین عمرو سے ملا دون اُنکا شاگرد ہون وہ لڑکا جیسے ہی
قریب آیا برق نے کہا وہ خواجہ عمرو آتے ہین جیسے ہی وہ لڑکا پلٹا برق نے حلقے کمند کے
مارے برق ثانی تڑپ کے نکلا ایک حلقہ پاؤن مین پڑگیا کہ برق ثانی لڑکھڑا کے گرا برق
نے چاہا جا کے مارون برق ثانی نے لوٹ ماری لوٹ مار کے حلقہ کمند کا کاٹا برق اُس
حرکت پر ہنسا کہا ای عیار خوب طراری کی یہ حرکت تمھاری مجھکو پسند آئی برق ثانی بھاگا
برق نے دور تک پیچھا کیا برق ثانی نہ پلٹا برق فرنگی طرف لشکر کے چلا کہ ڈھی آواز کان
مین آئی برق فرنگی طرف صدا کے چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ جنگل مین ایک تختہ

سنگ پر بیٹھے ہوے عمرو یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن بینوش کا

کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال جلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو ای پری
ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست ہم اٹھ جاتے ہین تیرے پاس سے
اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا بینوش کا

ہاتھ اٹھاکر دوست کرتے ہین دعا مین اثر ان
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا

سر اٹھا احسان قاتل کے کہان تک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

پھر سبو ابلے جھلکے شیشے ہوا لبریز جام
رخصت اے زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اسے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون رنجشین موجود ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر رنجشین
پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے کیا ڈھکاتا ہی ساقی مجھے
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے غلام
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

بے خبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم
ہم تمین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

ہر چند کہ برق یہ اشعار سنکر تڑپ گیا لیکن سوچا کہ یہ بھی عیاری ہی ابھی اس لونڈے کو کھینسا تو حال تو کھلے کہ یہ کون صاحب ہین یہ سوچکر برق نے جھک کر سلام کیا خواجہ نے کہا مبارک کہان سے آتے ہو برق نے آنکھ ملائی اب گمان غالب ہوا کہ ہمارے اُستاد نہین ہین دوسرے یہ کہ کلام مین فرق پایا اب حلقے کمند کے سنبھالنے لگا برق ثانی بھی سمجھا کہ قبلہ و کعبہ ہوشیار ہو رہے ہین ہم اٹھکر سامنے سے بھاگا برق نے پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہر جاؤ تین عیار یان تھنے کی ہین مین نے تینون مرتبہ پہچانا اب کیون بھاگے جاتے ہو برق ثانی نے پلٹ کر جواب دیا

مہتر صاحب آپ ہوشربا مین رہے بڑے بڑے مکارون کا سامنا ہوا لیکن میرے آقا کو
تھوڑا زمانہ گذرا خروج کیے ہوے مین ابھی حال مین نکلا ہون آخر آپکے اُستاد سے مقابلہ پڑیگا
تب حال عیاری کھلیگا آخر خواجہ کو زیر کرنا پڑیگا جب ہمارے آقاے نامدار صاحبقران عالیوقار
سے باہناے صاحبقرانی لین گے ہمین بھی خواجہ سے مقابلہ کرنا واجب و لازم ہوگا برق نے
جواب دیا صاحبزادے اِس آرزو مین رہو گے اگر خواجہ عمرو ہوتے اب تک تمکو دس مرتبہ
گرفتار کرلیتے یہ اُنھین کی تعلیم کا باعث ہے کہ ہمنے تمکو تین مرتبہ پہچان لیا اُستاد سے مقابلے کا
نام نہ لو وہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون کے افسر ہین اُنپر نگاہ نہ ڈالنا مگر صاحبزادے یہ
تمھاری تیزیان ہمارے رنگ سے بہت ملتی ہین یہ جھٹ پٹ عیاری کرنا اور صورت تبدیل
کر کے سامنے آنا اور چاہنا کہ دھوکا دون ایسے ایسے فریب دن بھر مین ہم خود بناتے ہین
ایسون کے دم مین کب آتے ہین عیار نے جواب دیا کہ بر وقت حال کھلنے کے یہ سب باتین ظاہر
ہونگی زیادہ باتین نہ بنائیے اب پلٹ جائیے ستارہ سحری چمک چکا برق ثانی پلٹا دیکھا کہ
نقابدار بہادر نماز پڑھ چکا ہے سلاح جسم پر آراستہ کر رہا ہے برق ثانی نے سب حال شب کا
بیان کیا کہ مین نے برق پر تین عیاریان کین ایسا تیز و طرار ہے کہ دور ہی سے اُسنے پہچان لیا
ہر مرتبہ میرے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا غلام اُس ظالم سے بچا نقابدار نے کہا اے یار وفادار
آج روز امتحان ہے چاہتا ہون سرداران صاحبقران کا بھی امتحان کرون جنکو امیر نے زیر
کیا ہے وہ کیسے صاحب طاقت و جرأت ہین اُنکو زیر کرون سامنے صاحبقران کے مشکین
باندھون عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا یہ کہکے نقابدار سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکر میدان
کارزار مین آیا اگر عیار کہہ رہا ہے کہ اے آقاے نامدار بہت سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا سرداران امیر بڑے
بڑے بہادر ہین جنگ دیدہ کارآزمودہ عمر بین اُنکی جنگ و جدل مین گذری ہین کسی مقام پر کمی
نہین کی نقابدار آکر میدان کارزار مین ٹھہرا کہ آواز طبل سکندری کان مین آئی صاحبقران زمان
فوج دریا موج لیکر میدان کارزار مین پہونچے خواجہ عمرو سے برق شب کا ذکر کرتا آتا ہے
کہ شب کو مہتر صاحب نقابدار نے تین مرتبہ عیاری کی مین نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین
ہر مرتبہ گرفتار کیا ہوتا مگر بچ کے نکلگیا نہایت طرار و فرار ہے خواجہ عمرو فرماتے ہین اچھو

ہمسے دعوی رکھتے ہین سر میدان دیکھا جائیگا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے
گرد سردار کھڑے ہوے جھوم رہے ہین کہ نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین
آکر سلحشوری دکھائی پکارکر آواز دی یا صاحبقران زمان یہ حقیر برائے امتحان میدان کارزار
مین حاضر ہی جسکو مناسب جانیے مقابلے مین بھیجیے کہ حال جرأت کھلے امیر نے طرف دست راست
کے دیکھا کہ رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
پہلے ہلال زرین تاج نے اپنے باپ کو سلام کیا ہلال نے اشارہ کیا ای نور نظر بسم اللہ نقابدار
کو زیر کرکے لاؤ فرامرز سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے
امیر نے فرمایا کہ ای فرامرز نقابدار نہایت مرد سپاہی معلوم دیتا ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا عرض
کی اقبال حضور شریک حال ہی تو انشاء اللہ پروردگار مظفر و منصور کریگا صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ فرامرز مرکب اُڑاتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا سہیل عیار فرامرز کے ساتھ ہی نقابدار
کے جو سامنے فرامرز آئے سطوت و صولت دیکھکر حیران ہوگیا پوچھا ای جوان نام نامی تیرا کیا ہی
فرامرز نے سب کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ضرب لگاؤ جنگ شروع ہو فرامرز نے جواب
دیا کہ ہمارے آقا کا دستور نہین جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے نقابدار نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی
عرصے تک نیزہ بازی رہی نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
فرامرز کے نکلا فرامرز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا دو دو چار چار وار چلے تھے کہ ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر نقابدار نے کمر کو بتاکر ہاتھ
مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر فرامرز کا زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا کہا ای فرامرز اب
تم جاؤ جمہور نے جو فرامرز کو زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھاکر میدان مین آیا فرامرز کو پھر دیا
سینہ سپر کرکے مقابلے مین نقابدار کے آیا نقابدار نے وہی تلوار چمکائی سر پر جمہور کے وار کیا
جمہور نے تبر زرین پر تلوار کو روکا ہاتھ تبر کا مارا نقابدار نے تبر کو تلوار سے کاٹا جب جمہور کا
تبر بیکار ہوا نقابدار نے دوسری ضرب مین جمہور کو بھی زخمی کیا بعد زخمی ہونے جمہور کے
نقابدار نے بلبلاکر پکارکر آواز دی ای شہریار کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزا شجاعت کا ملے صاحبقران

نے لندھور سے آنکھ ملائی لندھور نے ہاتھی بڑھایا صاحبقران سے اجازت لی مقابلے مین
نقابدار کے آیا لندھور کو جو نقابدار نے دیکھا ہوش وحواس اڑ گئے تین پہاڑ جنبش مین ہین
اول فیل میمونہ فلک شکوہ دوسرے قد مثل کوہ تیسرے اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھا
ہوا سلاح جسم پر آراستہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نقابدار نے پوچھا ای دارائے
ہند کبھی صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوا لندھور نے کہا مقابلہ اول ہندوستان مین ہوا
مین نے اطاعت کی مگر غرور دل مین رہا کہ صاحب قران نے مجھکو زیر نہین کیا لیکن ملک عرب
مین آکر صاحبقران نے مجھکو زیر کیا پھر ملک سنجان مین آکر زیر کیا صاحبقران قدرت پروردگار
ہین ای نقابدار صاحب قران سے دعوی کرنا سراسر حماقت ہی میرکا زیر کرنا نہایت مشکل
ہی بلکہ غیر ممکن ہی رستم ایسا بیٹا صاحب قران کا کہ جو شیر بیشۂ فرنگستان کہلاتا ہی انکو بھی زیر
کیا جسنے مجھکو مع ہاتھی اٹھایا اگر مہلت پاؤن تو عمر بھر جرأت آقا کا ذکر کرون اور پھر معاملات
جرأت تمام ہون نقابدار نے کہا ای دارائے ہند تمھارے گرز کا مشتاق ہون لندھور نے
کہا براے خدا یہ ذکر نہ کرو میرا قلب کانپتا ہی صاحبقران کا کلیجہ تھا کہ میرا گرز دودستی اٹھایا
نقابدار نے قسمین دین کہ گرز لگائیے لندھور نے گرز اٹھایا دودستی قصد کیا تھا کہ صاحبقران
نے وہان سے آواز دی ای قوت بازوی دولت ای زینت پہلو مروت شرط ہی خبردار دودستی
گرز نہ لگانا لندھور نے بایان ہاتھ ہٹا لیا داہنے ہاتھ سے گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا آواز تراقے کی بلند ہوئی اسقدر گرد اڑی کہ نقابدار دل گرد مین چھپ گیا صاحبقران
کی آنکھون سے آنسو نکل آئے فرمایا خواجہ غضب ہوا خدا نقابدار کو بچائے ضرب سخت پڑی
یہان برق ثانی نے جو اپنے آقا کو دل گرد مین پایا چھاگل لیکر گھسا بہ نگاہ غور دیکھا کہ نقابدار
کے دونون گھٹنے زمین سے لگے ہوے ہین گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی ہی نقابدار بیہوش مگر
دونون ہاتھ ستون گرز ہین عیار نے چھینٹا پانی کا مارا نقابدار نے آنکھ کھولی عیار نے عرض
کی حریف لاف وگزاف کر رہا ہے نقابدار نے چاہا مرکب کو اڑاؤن عیار نے عرض کی
مرکب تمام ہوا نہین معلوم مرکب گیا خون منھ سے اگل رہا ہی نقابدار کو وہ پڑا طرف
فیل لندھور کے چلا لندھور سوچے کہ یہ جوان زبردست ہے ایسا نہ ہو فیل کو پکڑ کر

دونون پیر جماکر کود پڑے نقابدار لپٹ گیا لندھور سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
ہین کہ دونون شیر سر ٹکرا رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا چار پہر اسی طور پر کشتی ہوئی جب
دن قلیل باقی رہا ایک مقام پر نقابدار لندھور کو لے دوڑا لندھور چند قدم آگے چلکے نقابدار کو
بہت ناگوار ہوا کہا ای دارائے ہند بانکپن دکھاتے ہو ایک خنجر مارونگا کہ آنتین نکل پڑینگی
یہ کہکے خنجر کھینچا لندھور نے بھی قرولی کھینچی قریب تھا کہ دونون مین وہ خنجر قرولی چلے کہ عمرو نے
پکار کر کہا یا امیر غضب ہوا چاہتا ہے خنجر قرولی کھینچ گئی دو مین سے ایک رہجائیگا امیر نعرہ کر کے
جا پڑے بیچ مین دونون جوانون کے آئے دہنا ہاتھ سینے پر لندھور کے رکھا اور بایان ہاتھ
سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار بڑھنے لگا کہا حضور ہٹ جائین مگر امیر کے ہاتھ مین کیچ اٹھا
نقابدار حیران ہو گیا سر جھکا کر ٹھہرا امیر نے لندھور و نقابدار کو الگ کیا فرمایا یہ جنگ جہانت
کیسی سنبھلکر لڑو نقابدار نے کہا مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون لندھور نے کہا ای
آقائے نامدار آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہون صاحبقران نے دونو کو
الگ کیا لندھور نے کہا مین ابھی نہ ہٹونگا اول نقابدار میدان سے جلے دونون جوان بگڑے
ہوئے کھڑے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ انکو علیحدہ کرو عمرو نے کہا ان شیرون کو
کون ہٹائے کئی لاکھ روپے خرچ ہونگے امیر نے دس ہزار روپے قبول کیے تب عمرو نے بیچ
مین قنات استاد کر دی اُدھر نقابدار پلٹا ادھر صاحبقران لندھور کو ساتھ لیکر پلٹے راہ مین
پوچھا کیون ای دارائے ہند انصاف سے کہنا نقابدار کو کیسا پایا لندھور نے عرض کی ای
شہریار نقابدار نہایت صاحب طاقت ہے حضور ہی اسکو زیر کرینگے اور کسی سردار سے یہ
زیر نہ ہوگا امیر نے فرمایا ای لندھور مین نے بھی تمہارا مقابلہ بغور دیکھا کسی مقام پر تمنے
کمی نہین کی سبحان اللہ خوب لڑے لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے نقابدار جو پلٹ کر بارگاہ
مین ہو بیٹھا کہا آج جانشین صاحبقران سے لڑا انکو بھی سمجھ لیا پھر طبل جنگی بجے کل صاحبقران
کو للکارونگا طبل جنگی پر چوب پڑی برق کو عیار کا بڑا خیال ہے صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
اب نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن برق فرنگی تلاش مین عیار کی نکلا جیسے ہی کنارے لشکر کے

آیا دیکھا طرف سے جنگل کے ابو الفتح اصفہانی آتا ہی پکارکر آواز دی مہتر برق صاحب کہان جاتے ہو برق ٹھہر گیا ابو الفتح قریب آیا کہا مہتر صاحب مین لشکر نقابدار مین گیا تھا عیار نقابدار آپ کی فکر مین نکلا ہی یقین ہی آپ کو کسی مقام پر ملے برق نے کہا ملاقات تو ہوئی یہ کہکے برق نے کہا دیکھو عیار آتا ہی ابو الفتح نقلی پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند مار اور للکار کر آواز دی اے عیار طرار خردار

لغرہ برق

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذلیعلم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

او طفل بے ادب یہ کیا صورتین بدل بدل کے آتا ہی میرے مرشد زادے اس سے زیادہ طرار و فرار ہین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ جنے اُستاد پر عیاری کی جسکی معشوقہ ملکہ حیرت جادو اُسپر وہ احسان کیے ایسے ایسے مقام سے چھڑایا کہ حیرت شرمندہ ہو کر راضی ہوئی اور چالاک کے ساتھ شادی ہوگئی اُنکی آنکھین دیکھی ہین عیار جست کر کے کمندون سے نکلا دور جا کر کھڑا ہوا پکار کر کہا ای برق افسوس کا مقام ہی کہ تو نگاہ ملتے ہی پہچان لیتا ہی مگر آگاہ کرتا ہون کہ آج شب کو ہوشیار رہنا ضرور تجھکو گرفتار کرونگا برق نے کہا صاحبزادے عقل کے ناخن لو مین نے تم ایسے بہت سے لڑکے سمجھا دیے جو مکر مزاج مین آئے وہ کر کے آنا عیار بھاگا نظرون سے برق کی مخفی ہوا برق پلٹ کر لشکر مین آیا ایک تاجر کی دوکان پر آکر ٹھہرا کہ سامنے سے سرہنگ نامے شاگرد آیا پکار کر آواز دی جلد آیئے عیار نقابدار پشت بارگاہ صاحب قران پر نقب لگا رہا ہی برق تڑپ کے سرہنگ کے ساتھ ہوا راہ مین ایک مقام پر خیمے استادہ تھے جیسے ہی برق آگے بڑھا برق ثانی نے پشت سے حلقے کمند کے مارے برق نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے ایک تیغچہ مارا عیار کا پاؤن زخمی ہوا اور للکار کر آواز دی مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عیار نقابدار ہین مین خود فکر مین تھا ابکی مرتبہ تو بچہ چوٹ کھائی عیار مثل برق و باد بھاگا برق ٹہلتا ہوا دوکان پر ایک ماہی فروش کی آیا ماہی فروش کھڑا ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا مہتر صاحب

آئے مین تو آپ کی فکر مین تھا دوکان مین آکر دیکھے کسنے نقب لگائی ہو مگر مال بچا چور بھاگ گیا برق دوکان مین گھسا ماہی فروش نے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا منم عیار نقابدار مرصع پوش برق کے گلے مین حلقے کمند کے پڑے عیار نے جھٹکا مارا برق فرنگی زمین پر گرا عیار جھپٹ کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا کہ حباب مار کر بیہوش کرون برق نے کہا اے عیار مین تیری عیاری کا قائل ہوا اگر کہے تو صاحبقران کو جرا لاؤن تیرے سپرد کرون عمرو کو بھی گرفتار کردونگا عیار نقابدار یہ لطف کی باتین بگوش ہوش سننے لگا برق نے باتون مین لگا کر پشت کے نیچے سے ہاتھ نکالے گھائیون مین حباب تھے دس حباب منھ پر عیار نقابدار کے مارے عیار زمین پر گرا بیہوش ہوگیا برق نے چاہا مشکین باندھون مگر اس عیاری پر برق کو بھی ناز ہوا کہ حقیقت مین یہ عیاری عیار نے بے مثل و بے نظیر کی چاہا کہ نقاب چہرے سے ہٹاؤن کہ پانچ سات نوکر جو ماہی فروش کے کھڑے تھے ہان ہان کرکے دوڑے برق کو پکڑ لیا برق ثانی اُٹھکر بھاگا کمند کاٹ کر ڈال دی جست وخیز کرتا ہوا نکلگیا اب وہ سب نوکر بھی برق فرنگی کو چھوڑ کر بھاگے نعرے کرکے کہ ما ئیم شاگردان عیار نقابدار مرصع پوش برق حیران ہوگیا وہان سے اور آگے بڑھا کہ سامنے دیکھا ایک خیمے کے دروازے پر چراغ جل رہا ہی اندر سے خیمے کے کسی نکلی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ برق کو سنانے لگی۔

نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اُسکا بھی مثل یار نا ممکن ہوا
شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

واے قسمت اہل دنیا ہونے مین مردہ پسند
اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہی ضرور
دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال — جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا

کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — خاک کا پتلہ برائے امتحان پیدا ہوا

یہ غزل اسطرح آنکھ ملا کر برق فرنگی سے گائی کہ برق کو گانا بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر پوچھا کیون صاحب کسکی تلاش مین کھڑی ہو اُسنے بڑھکر برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا واہ میان برق صاحب میرے ساتھ بھی عیاری کرتے ہو شام کو آئے روپیہ دیکر چلے گئے اب اُلٹے مجھسے پوچھتے ہو برق نے کہا مین نے کیا دیا تھا نازنین نے کہا روپیہ آپ کا دیا ہوا الگ رکھا ہی جی چاہے لیجاؤ برق سوچا کہ یہ دھوکا کھاتی ہی جسنے روپیہ دیا وہ میری شکل کا ہوگا شاید یہ مجھی کو سمجھتی ہے برق اُس نازنین سے باتین کرتا ہوا اندر خیمے کے آیا بیٹھ کر باتین کرنے لگا وہ نازنین گریبان کرتی ہی نازنین نے پوچھا آج لڑنے والے کسقدر جمع ہین نقابدار سے مقابلہ پڑیگا آخر کون لڑیگا برق نے کہا ہر چند کہ دو سردار زخمی ہوے لندھور بن سعدان لڑکر لیلے نقابدار کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہی اب صاحبقران زمان کو پکاریگا مگر صاحبقران مسخر کن پردۂ قاف باندھکر لیجائینگے یہ باتین نازنین و برق سے ہو رہی ہین کہ گوشے سے ایک ضعیفہ نکلی بولی تو نازنین کو خفا ہونے لگی کہتی ہی کیون گلعذار تماش بین کو بے روپے بلا لیتی ہی ہمنے اکثر تجھکو منع کیا تیرے خیال مین نہین آتا ہمیشہ خراب رہیگی ابھی ابتدا ہے شب ہی دروازے پر جاکر بیٹھ اس لشکر مین تیرے جاننے والے بہت ہین تو خالی نہین رہ سکتی ضعیفہ نازنین سے یہ کہکر طرف برق کے متوجہ ہوئی کہا کیون میان برق فرنگی تمکو شرم نہ آئی یا تو اسکا روپیہ دو نہین باہر جاکر ٹھہرو برق نے کہا بڑی بی کچھ دیوانی ہوئی ہو ہم طرف سے صاحبقران کے برائے حفاظت لشکر مقرر ہین ادھر بھی نکل آئے اگر چور آئے تو اُسکو گرفتار کرین ہمسے ایسی باتین نہ کرو اگر استاد سے ذکر کر دونگا تو صبح تمکو نکال دینگے ورنہ دس پانچ ہزار روپے لینگے اُس نازنین نے اُٹھکر بڑھیا کو ہٹایا برق سے کہا اس بڑھیا کے کہنے کا برا نہ ماننا جو بہاق آتا ہی یہ ڈھڈو ایسی ہی باتین کرتی ہی چاہتی ہی کوئی تماش بین نہ آئے پھر کون دل بہلائے برق نے کہا ہم روز [illegible] ہونگے یہ باتین کرکے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلنے لگی ذرا نگاہ جو برق کی پلٹی اسنے حلقہ ہائے کمند برق پر مارے برق نے جست کی لیکن ایک حلقۂ کمند پاؤن مین پھنسا برق

گر ا جاتا ہا تڑپ کر نکلون کہ اُسی گوشے سے وہی بڑھیا پیدا ہوئی لپک کر اُسنے حباب مارا قبر
نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ بیہوش نہ ہوئے برق تڑپ کے اُٹھا اب عیار کو کچھ نہ بنا تیغہ
کھینچکر برق پر جا پڑا برق فرنگی بھی لڑنے لگا گوشے سے دو دو چار چار بیباک بچے نکلنے لگے
برق سب کو جواب دے رہا ہی مگر عیار کہتا ہی یارو بڑے شرم کی بات ہی تم چالیس شخص ہو ایک
اکیلے کو نہین گرفتار کر سکتے سب ملکے حلقہ ہاے کمند مارو جسطرح بنے گرفتار کرلو برق تڑپ
تڑپ کے طرف در خیمے کے جاتا ہی عیار روکتے ہین برق کو نکلنے نہین دیتے قضاے کار
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار طلاے پر تھے ایک طرف کھٹکا جو
معلوم ہوا دیکھا چور نقب لگا رہے ہین بس خواجہ نے اُنکو للکارا وہ چور بھاگے اُسی خیمے
کے پہلو سے ہو کر نکلے خواجہ جو قریب اُس خیمے کے آئے برق کی آواز سُنی تڑپ تڑپ کے
دعائین مانگ رہا ہی پکارتا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو نے جو آبرو عطا کی ہی
اُسکو بچالے اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے یہ سب بیباک بچے میرے ہی واسطے چھپکر
بیٹھے تھے - فرد - شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستۂ دلریش نگر + خواجہ
جو برق کے تڑپنے کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے سمجھے کہ ہمارے بھوریے کو کسی نے گھیرا ہے
سراچہ چاک کر کے دیکھا چالیس عیارون سے برق فرنگی اکیلا لڑ رہا ہی کتنی کو زخمی بھی کیا
ہر مرتبہ تڑپ کر اُس عیار پر جاتا ہی جو سب مین زیادہ مکار و غدار ہی لیکن اُس تک نہین پہونچتا
اور بیباک بچے سینہ سپر ہوتے ہین اُن سب کا سینہ سپر کرنا برق کا ناچار ہونا عمرو نے وہین
سے پکارا او نالائقو خبردار خبردار برق پر ہاتھ نہ ڈالنا منم خواجہ عمرو نامدار شاطر صاحبقران
عالیوقار - نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

یہ کہکے تیغہ کھینچکر آپڑے
جسے تیغہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب لڑائی پہ برق بھی شیر ہوا کئی بیباک بچے اُستے بھی
مارے کسی پر بالشت کا ہاتھ مار دیا کسی کا شکم چاک قصہ پاک اسطرح برق نے کئی بیباک بچونکو

مارا اور خواجہ عمرو نے تو عیارون کے جی چھڑوا دیے خاص سب کے اُستاد کو بڑھکر زخمی کیا
جب اُسکے سر سے خون بہا تو جست کرکے بھاگا اُسکے بھاگتے ہی سب پیک بچے نکل گئے
برق نے سر سے گودڑی کھولا پتھر اُسمین دیکر کھینچ مارا عیار کی پشت پر پڑا عیار بھاگا سامنے سے
مخفی ہوا خواجہ نے برق کو پھیرا برق نے سب ذکر خواجہ سے کیا کہا کل سے اسوقت تک کئی
عیاریان مجھپر کین لیکن غلام آپکا بچا ہر مقام پر مین نے پہچانا مگر ایکی دھوکا کھایا تھا اگر آپ نہ
آتے تو گرفتار ہو جاتا لیکن اُستاد اسکا کیا باعث ہے کہ سر جو اسکا زخمی کیا آپ نے میرے دل پر
چوٹ ماری خون رگون مین جوش مارتا ہے خواجہ نے کہا تمسے یہ عیار کچھ توسل رکھتا ہے وہ تیزی
جو کہ تجھ مین ہے وہی باتین اسمین بھی دیکھین اور سنین مین ابھی جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے
خواجہ چلے برق کنارے چلا کہ دیکھون اُستاد کیا عیاری کرتے ہین لیکن عیار کنارے
اپنے لشکر کے آیا دیکھا طرف سے صحرا کے نقابدار مرصع پوش آتا ہے عیار نے جو اپنے آقا کو
آتے دیکھا جھک کر سلام کیا عرض کی مین نے ابھی برق کو پکڑ لیا ہوتا عین وقت پر خواجہ
آگئے کئی پیک بچے مارے گئے مین آج چالیس پیک بچون کو لیکر گیا تھا نازمین بنکر عیاری کی
اُسپر بھی وہ ہوشیار ہوا حلقۂ کمند کے مجھپر مارے مین تڑپ کے نکلا پھر چالیسون پیک بچے آگئے
لیکن برق نے سب کو جواب دیا جب خواجہ عمرو آگئے تب مین بھاگا کئی پیک بچے مارے گئے
اُنکے لاشے بھی وہین رہے نقابدار نے کہا لا مین تیرے سر کا زخم باندھ دون عیار نے جھکایا
نقابدار نقلی نے بہ احتیاط حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مارا کہ عیار گرا چاہا کہ
تڑپ کر نکلون خواجہ نے نعرہ کیا۔ نعرہ

گزان اُستاد عیاران عالم جہان سرہنگ در خنجر گذاری	سراپا دانش و عقل مجسم بہر کشور بلاے جان کفار	بہ باغ دین زمکرش آبیاری عمروٗ آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے عمرو نے جا بجا مارا بیہوش کیا لپشتارہ باندھکر لے بھاگا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد
پیک بچے کو لیے ہوے آتے ہین حیران ہو گیا کہ یہ عیاری ہے یا کرامات ہے کیا تدبیر کی کہ ایسے طرار و
فرار کو دفعتہ گرفتار کر لیا خواجہ نے کہا لو یہ موجود ہین برق نے نقاب جو چہرے سے ہٹائی بالکل
اپنی صورت پائی برق نے خوش ہو کر کہا اُستاد یہ تو بالکل میری صورت ہے عمرو نے فوراً

فتیلہ رفع بیہوشی دیا عیار کی آنکھ کھلی اپنے کو بے نقاب پایا خواجہ و برق سامنے کھڑے ہین مگر برق وجد مین ہی عیار نے جھک کر برق کو سلام کیا برق نے پوچھا ای فرزند کیا نام ہی کہا حضور کا غلام برق ثانی عمرو نے کہا ای فرزند یہ نقابدار کون ہی کہا حضور شاہزادہ خسرو شیر دل فرزند صاحبقران از بطن ملکہ دردانہ پری کہ پردہ قاف مین پیدا ہوا بڑے بڑے کارنمایان کیے اب منظور ہوا کہ صاحبقران سے امتحان کرون خواجہ عمرو و برق فرنگی برق ثانی کو لیکر خدمت مین صاحبقران کی آئے مقبل دروازے پر حاضر تھا صاحبقران نماز پڑھ کے فارغ ہوے تھے کہ مقبل نے آکر عرض کی خواجہ عمرو و برق فرنگی ایک عیار کو لیکر آئے ہین امیر باہر نکل آئے برق ثانی نے قدمون کو بوسہ دیکر سب حال خسرو کا بیان کیا صاحبقران برق ثانی کو لیکر طرف بارگاہ نقابدار مرصع پوش کے چلے نقابدار نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہو کے بارگاہ سے نکلا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین وہان عیارون نے سرداران امیر کو خبر دی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ فرداً فرداً چلے آتے ہین ہرکارون نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ عیار آپ کا صاحبقران کے ساتھ ہی نقابدار سمجھ گیا کہ شاید عیار گرفتار ہوا اور حال کھل گیا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین نقاب چہرے سے اُلٹ کے باہر آیا صاحبقران کو بہ ادب سلام کیا اُدھر سے رستم پیلتن کو خبر ہوئی کہ اب نقابدار مرصع پوش کا حال کھل گیا صاحبقران برائے ملاقات گئے ہین رستم بھی خوش ہو گئے اپنے سردارون کو ساتھ لیکر چلے جادوگرنیان عاشقان رستم سب ساتھ ہین اور جوڑے بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے شمشیر ابرو خال ہندو چشم جادو شب ہجر سے مشابہ گیسو ابر سبھون کے سر پر سایہ فگن ملکہ سنبل ہفت گیسو سات کاکلین عارض پر پڑی ہوئین جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سات ناگنیان گرد چشمۂ خورشید پیچ و تاب مین ہین یا ناگنیان عتاب مین ہین ایک جانب ملکہ مشکبار کہ بوے مشک آہوی ختن و شگفتہ مزاج معشوقون کے سر کا تاج ایک جانب لالہ عذار ایک جانب آفتاب فلک سیر کا حسن بسیر آفتاب عالمتاب چمکتا ہوا کہ روشنی سے معلوم ہوتا ہی کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان چمک رہے ہین عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ کئی سو تا چند الحقیقت

اس شوکت سے رستم آکر ہوپنے خسرو نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا صاحبقران
نے فرمایا ای فرزند ہوس مقابلہ رہگئی خسرو نے عرض کی کسکی مجال ہی کہ حضور سے آنکھ ملاوے
میری یہ مجال تھی کہ حضور سے مقابلہ کرتا ملنے کا حضور سے حیلہ تجویز کیا تھا جسوقت غلام نے
سُنا کہ عیار میرا بے نقاب حضور کے ساتھ ہی سمجھ گیا کہ باپ کی فکر مین گیا تھا آخر گرفتار ہوا
حال ہمارا کھلا کہ اسمین رستم آکر ہوپنچے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگایا بارگاہ مین
خسرو کی آکر بیٹھے رستم نے سب جادوگرنیون کو بلایا صاحبقران نے سب کی تعریف کی کہ
تم سب صاحبون نے شریک ہوکر ہمارے فرزند کا مرتبہ بڑھایا ہی سب جادوگرنیان
رعب وجمال صاحب قران دیکھکر سرنگون بیٹھی ہین کلام نہین کر سکتین امیر طرف شقق
خونخوار کے متوجہ ہوے فرمایا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جب ہمنے قلعے مین داخلہ
کیا ہی تو چالیس سردار مع بدیع الزمان غائب ہوے تھے اُنکا پتہ آجتک نہ ملا سنبل
ہفت گیسو نے دست بستہ عرض کی اب جو حضور یہان سے کوچ کرینگے اور صحرا ے
عشرت خیز مین داخلہ ہوگا راہ مین ایک صحرا پڑتا ہی کہ وہانکا حاکم مخلوق جادو ہی قیدیان
باقی ماندہ اُسکے قتل ہونے سے دستیاب ہونگے پھر صحراے عشرت مین جاکر ہوپنچے گا
سامنے قصر عشرت ہی کہ آفتاب نے اُٹھکر عرض کی غلام آپ کا مخلوق جادو کی فکر
کریگا صحراے عشرت مین ہفت پیکر سے مقابلہ ہوگا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ہفت پیکر نے سامان لشکرکشی کیا ہی لشکر صحرا مین اُتر رہا ہی جن سردارون کو نامے گئے
وہ سب چلے آتے ہین لشکر بے حد وبے حصر ہی مگر لشکر آپکے فرزند رستم کا بھی نولاکھ غیر ساحر
چار لاکھ ساحر موجود ہی اور جتنی جادوگرنیان حضور کے ساتھ حاضر ہین ایک ایک اُنمین
وحید عصر ہی رازدانان ہفت پیکر لوح طلسم انھین سب صاحبون کی مدد سے ملی تحفہ جات
ہمارے آقا کو ملے امیر نے فرمایا ای فرزند آج جاکر آرام کرو کل صبح کو کوچ ہو لشکر کم و
زیادہ کا خیال نہ کرو خدا تمھارا معین ومددگار ہی اگرچہ اتفاقات روزگار سے آجتک
تمنے کوئی طلسم عمدہ فتح نہین کیا ہی مگر شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ طلسم وسیع تمھارے
ہاتھ سے فتح ہوا ماشاءاللہ خوب لشکر پایا سردار بھی عمدہ دستیاب ہوے کیسے کیسے جری

بہادر ساتھ ہین جادوگرنیان آفتاب جمال حسن مین خورشید مثال تمھاری شریک ہو مین سب
رازداران ہفت پیکر ہین لشکر پرورد گار جمع کردیگا کچھ مقام تردد نہین ایرج و نورالدہر وغیرہ
بھائی بھتیجے تمھارے جو اس طلسم مین آوارہ ہین اُن لوگون نے بھی دربند فتح کیے ہین مین
خبر پاچکا ہون کہ سب اسی جانب آتے ہین انشاء اللہ وقت پر پہونچین گے سب آمادہ حرب
و پیکار ہفت پیکر سے ہین مگر خدا نے تاج فتاحی تمھارے سر پر رکھا سب صاحب اس
سعادت کے جویا تھے لیکن خدا نے تمکو یہ طلسم وسیع دیا طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہوا کل
لشکر تیار کرکے سفر کیا جائے رستم رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے آکر سردارون کو حکم دیا
کہ وردیان نئی تقسیم کرو لشکر سویرے سے تیار رہے کل سویرے کوچ ہوگا ملکہ سنبل ہفت گیسو
وغیرہ کو بھی حکم ملیگا جادوگرنیون نے آکر ابر سحر تیار کیے اور سب سردارون نے اپنے اپنے
لشکرون مین نئی وردیان تقسیم کین ادھر صاحبقران خسرو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
مین آئے بارگاہ سلیمانی مین آکر عادی کو بلایا فرمایا کل سویرے بارگاہ لیکر طرف سے صحرا
نرگس کے چلو اور لندھور کو حکم دیا کہ لشکر آراستہ رہے ہم سویرے کوچ کرینگے رستم کے
لشکر کے ساتھ ہمارا لشکر رہے خسرو نے اپنے بارہ ہزار جوان تیار کیے لباس عمدہ سب کو
بانٹے یہ کہتے ہین کہ میرا لشکر رستم سے آگے چلے کہ مین اول مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچون
چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش لشکر
ضیا و شعاع کو لیکر مشرق سے نکلا دنیا کو منور و روشن کیا اول رستم لشکر کو لیکر آگے بڑھے
سردار فرداً فرداً عقب مین ابرہاے سحر آسمان پر چھائے ہوے جسمین رعد کی گرج
برق کی چمک طائران سحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر مین ستارے چمک رہے ہین
کسی ابر سے پھول برستے ہین کہین خانہ باغ آراستہ معلوم ہوتا ہی کہین رات کہین دن
شاہزادیان تختون پر سوار کنیزان زرین پوش چار جانب سے گھیرے ہوے جب لشکر رستم
اس کروفر سے میدان مین نکلا اور رخ طرف صحراے نرگس کے کیا امیر دامنے پر لشکر رستم
کے آئے نقارخانۂ سکندری کو حکم ہوا کہ آگے بڑھ جاؤ ہمارے فرزند کے ہمراہ رہو شاہزادہ
خسرو شیر دل نے جو یہ اہتمام سواری دیکھا اور صاحبقران کو داہنے پر پایا بائین پر خسرو

بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف صحرای نرگس کے چلے مگر
مخلوق جادو کا حال تحریر کرتا ہون کہ مع اپنے وزرا امرا کے قصر نرگس مین بیٹھا ہی دور شراب
چل رہا ہی پریزادان در در گوش مرصع پوش یہ نازو انداز سامنے مخلوق کے یہ اشعار عاشقانہ
گا رہی ہین ۔ نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا ۔ ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید زلف ۔ جہانتک ہوسکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ ۔ نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن ۔ جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے ۔ اگر منظور ہے برباد کرنا +
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار ۔ بتاکر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین ۔ اسی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہی ان سنگین دلون سے ۔ خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اٹھ چلے میرا تو تم بھی ۔ ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی ۔ غضب لایا ترا بیداد کرنا

مخلوق کی بارگاہ مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی دربار مین آپنے مخلوق بیٹھا ہوا ذکر اہل
اسلام کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سوسنی پیدا ہوا وہ ابر نہایت آراستگی کے ساتھ
تھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سامنے آکر
پھٹا مخلوق نے کہا صاحبزادی سیر و شکار کرکے پلٹی ہوئی آتی ہین سب اہل دربار برائے
تعظیم کھڑے ہوے سب نے دیکھا ابر پھٹا ایک تخت پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین مہ جبین
سمنبر رشک قمر خوش رو آنکھین رشک آہو لیکن افسردہ نہایت حسین آفتاب جمال خورشید
مثال چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا انتہائے حسن یہ ہی کہ ضو جمال جہان آرا کی گرد پڑ رہی
ہی صاف ثابت ہو رہا ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد بالہ پڑ رہا ہی مخلوق نے جو بیٹی کو اپنی اس
شان و شوکت سے دیکھا ہنس پڑا اہل دربار سے کہتا ہی صاحبو دیکھو شیدا ے غنچہ دہن کا

کیا حسن وجمال ہی ہر چند کہ طلسم کشا کے ساتھ سنبل ہفت گیسو ایسی شاہزادی شفق خونخوار وغیرہ شاہزادیان حسین وجمیل مین مگر میری دختر کا جمال سب پر طعنہ زن ہی دیکھو جمال کی کیا رونق ہی ملکہ شیدا دربار مین آئین باپ کو جھک کے سلام کیا مخلوق نے بیٹی کو گلے لگا کر محبت سے بوسہ لے لیا شیدا کے تیور پر بل پڑگئے رنجیدہ ہو کر کہا اے والد نامدار اسقدر محبت کو نہ صرف فرمائیے کنیز کو ناگوار ہوتا ہی مین اسوقت واسطے شکار کے گئی تھی کوہ احتشام پر جا کر ٹھہری مین نے دور سے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا صحرائے مینو سواد مین فروکش ہی اسقدر جماؤ ہی کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہی مین نے کوہ احتشام سے بیرون کو بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ کون کون افسر ہی منظور ہوا تھا کہ ابھی لشکر تباہ کردون بیرون نے آکر خبر سنائی کہ صاحبقران لشکر مین موجود ہین اور وہ جو نقابدار مرصع پوش ہر طرف جنگ کرتا پھرتا تھا اکثر در بندہ اُسکے ہاتھ سے فتح ہوے لیکن اُس نقابدار نے کسی کو ساتھ نہین لیا جہان فتح کیا اُسکے بادشاہ کو وہین چھوڑا یہ وعدہ کر لیا کہ جب ہم لشکر کشی کر کے ہفت پیکر پر جائین تو تم لوگ بے طلب آنا وہی نقابدار اے مدد طلسم کشا آیا صاحبقران سے مقابلہ پڑا اللہ ہو رسے امتحان کیا گرز اُنکا اُٹھا یا چار پہر کشتی لڑے صاحبقران نے آکر جدا کیا لیکن نقابدار سمجھ رہا تھا فقط صاحبقران نے سینے پر ہاتھ رکھا نقابدار کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران کو زیر نہ کر سکونگا آخر اپنے کو ظاہر کر دیا بیرون نے بیان کیا کہ خسرو شیر دل نام ہی صاحبقران کا فرزند ہی بطن پریزاد ملکہ دردانہ گوہر پوش وصلب صاحبقران سے دربار مین طلسم کشا کے اب موجود ہین اور جادوگرنیان طلسم ہفت پیکر کی چیدہ چیدہ مثل سنبل وشفق خونخوار ولالہ عذار وماہی سحر ونہنگ بحری وآفتاب فلک سیر کاہن کہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتا ہی وسلمائے گوہر پوش وغیرہ دربار مین موجود ہین مین نے تامل کیا کہ والد سے ذکر کرون تو جا کے سحر کرون پہلے ہی سحر مین لشکر منتشر ہو جائے اور جتنی جادوگرنیان ہین سب طلسم کشا پر سحر کرین اور تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین اور آپ کی خدمت مین لا کر حاضر کرین مگر میرے خیال مین آیا کہ شاید والد کے خلاف ہو اس وجہ سے مین نے سحر نہ کیا اب آپ سے حکم لینے آئی ہون کہ کل جا کر کوہ احتشام پر ٹھہرون اور لشکر طلسم کشا کا اُسی صحرا سے گذریگا وہ سحر کرون کہ شاہزادیان اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون

اور طلسم کشا پر ساحر و غیر ساحر کا ہنگامہ ہو وہ آفت برپا ہو کہ طلسم کشا جان بچا کر بھاگین اور
صاحبقران کو سرداران صاحبقران گھیرین اور صاحبقران اسم اعظم بھول جائیں بیٹے کو
ساتھ لیکر بھاگین اگر آپکے صحرا مین لشکر پہونچ گیا تو نہایت مشکل ہوگی وہ سب ساحر سحر کرینگے
اور طلسم کشا آپ کی تلاش مین مصروف ہونگے ساحرون نے آگاہ کر دیا کہ جب مخلوق جادو قتل
ہوگا تب راستہ کا مل کھلیگا مخلوق نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر تمنے خوب تجویز کیا ہمکو تمھارا قول
پسند آیا ہم بھی تدبیر کرکے ساحرون کو صحرا مین مقرر کرتے ہین کہ لشکر طلسم کشا صحراے نرگستان
مین نہ آسکے اگر کوئی عیار مکار آئے تو اُسکو گرفتار کرین لاکر ہماری خدمت مین حاضر کرین پھر
مخلوق نے کہا مین نے قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جسکو گرفتار کرون قید نہ رکھون فوراً دار پر کھینچون و
جلاد آمادہ رہین فوراً قتل کرین ای نور نظر تم صبح کو جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرو مگر ایسا سحر کرنا
کہ جادوگرنیان جو موجود ہین اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون جن شعبدے تمکو خدا
ہفت پیکر نے تبلائے ہین وہی شعبدے کام آئینگے دفع نہوسکین گے اب چند ساحرون کو
مخلوق نے حکم دیا کہ تم جاکر صحراے نرگس مین موجود رہو عیار یا غیر عیار جو کوئی وہان آئے اُسکو
پھونک دو یا گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم سزا دین دار پر کھینچین اور اُن ساحرون نے
بڑا انتظام کیا کہ جسکا نام نہین لے سکتے قاتل دمامہ و مشمش گرفتار ہوکے آیا اُسکو قیدخانے مین
قید کیا وہ مکر کرکے وہان سے رہا ہو گیا گئی ساحر دربار سے مخلوق کے اُٹھے صحراے نرگس
مین جاکر ٹھہرے انتظام مین معروف ہوے کوئی آہو بنکے پھرتا ہی کوئی طائر بنا ہوا درخت
پر بیٹھا ہی چہار جانب نگران کہ کوئی آئے تو گرفتار کرون مگر رشید ارات بھر دربار مین مخلوق
کے رہی کچھ رات باقی تھی کہ سوکر اُٹھی چند کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا اسباب سحر جھولی
مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ احتشام پر آئی سائے مین ایک
نخل کے قالین بچھوا کر بیٹھی طرف صحرا کے دیکھنے لگی سحر انتہا کے تیار ہین شعبدے بھی ہاتھ
باندھے کھڑے ہین اپنے سحر پر رشید اکو بڑا ناز ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی آج وہ تماشہ دیکھو گی
کہ جو کبھی نہ دیکھا ہوا تنا بڑا لشکر طلسم کشا کا قتل طلسم کشا پر آمادہ ہو اور طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل پڑے جتنے جادوگر کہ عاشق طلسم کشا ہین سب دشمن ہو جائین اپنی اپنی

سرکشی دکھائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ کا سحر ایسا ہی ہو کہ کوئی روک نہین سکتا
خداوند ہفت پیکر نے آپ پر نگاہ ڈالی آپ کو یہ خیال تھا کہ قبول نہ فرمایا بڑے بڑے شاہون
نے اپنی بیٹیون کو بطور ڈولا خدمت خداوند مین حاضر کر دیا کہ اسی سبب سے وہ لوگ
سلطنت کرتے ہین مگر کنیزون کو یاد ہو کہ جس روز قدرت نے قصد کیا کہ آپ پر دست انداز
ہون آپ نے غصے مین جواب صاف دیا تھا کہ یا خداوند مین آپ کی بندی ہون مجھپر نگاہ
خلاف نہ ڈالیے ہوش مین آیئے ایسے کلمات نہ فرمایئے جب حضور نے قدرت کو اسطرح روکا
تب قدرت رُک کے تھے سب کنیزین عصمت داری کی شیدا کی باتین کر رہی ہین شیدا سر
جھکائے ہان ہان کرتی ہو کہتی ہو صاحبو مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو مین نے اپنے باغ
مین مردانے نام کا درخت نہین رکھا گلعذار کنیز کسیقدر منھ لگی تھی جو کوئی اُسکی برائی
بیان کرتی تھی مین اُسے اپنا دشمن جانتی تھی ایک دن مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ کوٹھے پر چڑھی ہوئی کسی مردوے سے اشارے کر رہی ہو مین نے اُسی وقت کھڑے
کھڑے اُسکو باغ سے نکالا اُسکے گھر سے لوگ سمجھانے آئے اُسکی نانی نحیف و ضعیف
مجھ سے آکر کہنے لگی کیون حضور گلعذار نے کیا خطا کی مین نے جواب دیا کہ گلعذار اس لائق
نہین ہو کہ میرے باغ مین رہے اس وجہ سے مین نے اُسکو نکالا اب ہین اُسکی خطا نہ معاف
کرونگی نانی اُسکی اُلٹے وقت کی گھر مین جاکر بڑی آفت برپا کی بی گلعذار میرے پاس روتی
پیٹتی آئین عرض کی واری مین نے کیا خطا کی کہ آپ کے یہان سے نکالا ملا گھر مین بھی
نہین رہنے پاتی ہون یا مجھکو نوکر رکھیے یا مجھے اتنا خرچ دیجیے کہ مین کہین باہر نکل جاؤن
صاحبو تمھین یاد ہوگا مجھے ایسا غصہ تھا کہ مین نے کئی سو روپے نکالکر دیدیے مگر نوکر نہ رکھا
جب مجھکو مرد و عورت کا میل اسقدر ناگوار ہو تو خداوند کی کیا مجال تھی کہ مجھپر نگاہ ڈالتے
ایسا سحر کرتی کہ تنکے چنتے پھرتے کنیزون نے کہا واری قدرت کو کچھ شبہ ہے اُنھون نے
پیدا کیا ہو شیدا نے کہا صاحبو تم لوگ جو چاہو سمجھو جب سے مسلمانون نے خروج کیا اور
قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے میرے تو اعتقاد مین فرق آگیا کیسے
خداوند مین کہ جنکو پیدا کیا انھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہین بس معلوم یہ ہوتا ہو کہ ہفت پیکر

ساحر زبردست ہی سحر سے یہ سب طریقے بنائے ہین جند مصاحب ہوا پر اُڑتے پھرتے ہین
خدائی اُنکی ثابت کرتے ہین اور یہ تو تاثیر سحر کی ہی کہ جانور شجر حجر آواز دیتے ہین کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی صحیح ہی ابھی سحر کردون تو ہزارہا طائر پیدا ہو اور یہی پکارے کہ خدائی شیدا کی
درست ہی یا جسکا نام لو اُسکا نام پکروا دون یہ بہت سحر حقیر ہی اس سحر پر ہماری جاگیر ہی ایک
ساحر کو بتا دیا اُسنے سحر کیا طائر آواز دینے لگے مین تو اصل قدرت کو سمجھ گئی ناحق کا دعوے
خدائی کیا بادشاہ بنکر بیٹھے سامری و جمشید کے نام مین کیسی تاثیر ہی وہ پرانے خداوند ہین
ان نئے کو کون بخدائی مانے سوائے ان سات سو آٹھ سو ملک کے اور کہین بھی خدائی
ہفت پیکر کی ہی کسی ملک والے بھی نام لیتے ہین یہ باتین تھین کہ پہاڑ تھرایا کنیزون نے
کہا واری یہ کیسی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا شیدا نے کہا لشکر مین امیر کے نقارخانہ سکندری
بجا ہی یہ اُسی کی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا اب سامنے سے کنارے ہٹو مین لغو رامد طلسم کشا دیکھو
وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑنے لگین بھائی کو بھائی مارے باپ کو بیٹا قتل کرے ساحر طلسم کشا
پر جھکین سردار صاحبقران صاحبقران کو گھیر لین اُسی سحر سے یہ بات نکل آئے گی کہ طلسم کشا
بھاگتے پھرین کسی جنگل مین جاکر چھپین کنیزین سامنے سے ہٹین شیدا اے غنچہ دہن
اُٹھی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار چالیس جوان اُسی قد و
قامت کے اُس جوان کو گھیرے ہوے مرکب کوہ سرین کوہ کفل مگر اگلے پانون بڑھائے
رہتا ہی پچھلے پانون گھسٹتے ہوے چلتے ہین چالیس ہزار قزاق سب کے ہاتھ مین بوق
ترکی اُسکو دم دیتے ہوے اٹھارہ سو شتر و قاطر اُسیر اٹالا بارگاہ کا لدا ہوا اس دھوم
سے سواری آتی ہی کنیزون نے عرض کی دیکھیے اٹالا بارگاہ سلیمانی کا جاتا ہی اب لشکر
صاحبقران بھی آئیگا شیدا نے کہا انکو نکل جانے دو یہ سب اپنے گلے کاٹ لین گے
کیا انکی جان بچیگی مگر اسوقت یہی مناسب ہی کہ اُسنے نہ بولو پہلوان عادی اٹالا لیکر دامن
کوہ سے نکلا کہ پھر گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
کمر مین حمائل مرکب اُڑاتے ہوے سامنے سے نکلے کنیزون نے کہا واری یہ جوان

جرأت مین یکتا ہی یہی طلسم کشا ہی شیدا نے کچھ خیال نکیا رستم گھوڑا اڑا کر سامنے سے نکل گئے
شیدا نے کچھ سمجھ نہ کیا کہتی ہی ان سب کو جمع ہو لینے دو کہ پھر گرد اڑی سامنے آ کر دامنہ گرد شگافتہ
ہوا ایک جوان کو دیکھا کہ خورشید آسمان جلالت یکہ تاز میدان رفعت صاحب شوکت
ولیاقت لباس مرصع نگار زیب جسم مرکب باد رفتار پر سوار سلاح جنگی جسم پر آراستہ زلفین
خلیلی دوش پر صف شکن وصفدر ایک عیار طرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس
شان و شوکت سے شیر بیشہ صاحبقرانی کو جو دیکھا پسینہ آگیا قلب بھر آیا بے ساختہ سینہ سے
آہ نکل گئی بے اختیار پکار اٹھین۔

نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

جوانمردی تری اور زور و طاقت جب مین جانونگا
اگر سنبھلا رہے تو پیر گردون میری ٹھوکر مین

فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلی مین مقام انکا ہوا اسفل غیر ممکن ہی
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہمنے مجمر مین

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبی کی
نہین کرتے ہین اب تک فرق بد مین اور بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہجو غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر مین

پڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانون پر
ہوا جھگڑا ہما مین اور سگان کوے دلبر مین

قد دلدار سے دعوی جو اسکو قد کشی کا ہی
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینونکو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر شب ہی اہو زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جبتلک دم مین بے سود اتر اتر مین

سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض مین
مہ کامل کا عالم ہی ترے روے منور مین

لہو تو پی چکا اے عشق تو ہاتھ اٹھا مجھ سے
نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین

وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون
کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین

موا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے
مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رند ایک در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا بحر تو سمندر مین

ملکہ نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ خسرو کی نگاہ اٹھ گئی خسرو نے دیکھا ایک نازنین خوشرو

خونخوار چشم جادو خال ہندو خنجر آبدار ابرو شاہزادے کی زبان سے نکل گیا فرد - مرا کشتی و تدبیر نکردی عجب سنگین دلی اللہ اکبر * شاہزادہ مرکب پر تھرایا قریب تھا مرکب سے گرے برق ثانی نے بجانبازی شاہزادے کو سنبھالا مگر برق ثانی نے دیکھا کہ رنگ روشاہزادے کا اُڑا ہوا اُدھر شہدا پر بھی پہاڑ پر یہ سختی پڑی کہ ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی آخر تھرتھرا کے گر پڑی بیہوش ہوگئی کنیزون نے جو شاہزادی کو اس حال مین دیکھا گھبرا گئین کوئی تلوے سہلاتی ہی کوئی صدقے جاتی ہی کسی نے جلدی مین ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اُسکو پانی سے ترکیا نتھنون کے برابر لگادیا کوئی کہتی ہی ہوا مین نے آواز سنی تھی کسی دیو پری کا تخت جاتا تھا سناٹے کی آواز میرے کان مین آئی مین نے سر نہ اُٹھایا ورنہ میرا بھی یہی حال ہوتا آخر یہ صلاح ٹھہری کہ زیر کوہ احتشام ملکہ کا باغ ہی کہ روغنۂ رضوان کو اُسپر داغ ہی وہان ملکہ کو لیچلو باغ کی ہوائے سرد کھائین گی ہوش درست ہو جائینگے آخر سب نے ملکر ملکہ کو گود مین اُٹھایا اُس گل حدیقۂ حسن و جمال کو باغ مین لائین لا کر بارہ دری مین لٹایا چاؤن چاؤن کرنے لگین انکی آواز سے ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے سامنے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی صورت زیبا نظر آئے مگر باغ کے نخل نظر پڑے عندلیبان خوشنوا کو دیکھا درختون پر چہچہا رہی ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھین کہا اری او کمبختو کیا مین مر گئی تھی جو مجھکو وہان سے اُٹھا لائین وہ شہریار جو پشت مرکب پر سوار لشکر کے آگے آگے تھا وہ شخص کدھر گیا صاحبو تمنے دیکھا کیا حسین جمیل تھا سطوت و صولت و دبدبہ و تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب زلفون کا پیچ و تاب آنکھین مست نیمخواب عارض رشک گل گلاب دل میرا انھین زلفون مین پھنسا اب اُس پیچ سے نکلنا دشوار ہی دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی اُسی لشکر کے ساتھ جاؤن اپنے کو پروانۂ شمع جمال بناؤن کنیزین گھبرا گئین ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر الماری پر جو ہاتھ ڈالا دیوان جلال ہاتھ مین آگیا ان اشعار کو بعد بیقراری پڑھنے لگین نظم

عدو کو رنج نہ تمسے نہ آسمان سے ملا — تمہین کہو یہ مقدر اُسے کہان سے ملا

وہ پاس غیر کے مین کہ رہے ہین دو سے ہم — نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی دہان سے ملا

دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا — ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا

ہمیشہ دل سے رہین سرو چہریان اُنکی
جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا

یہ دیکھو عشق کی نیرنگی گو ہے یکجائی
لہو نہ دل کا اگر چشم خونفشان سے ملا

پکارتا ہون مین تنگ آ کے نالۂ دلکو
سراب اُٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا

یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے
کبھی تو موے کمر جسم ناتوان سے ملا

جو آ ملے کوئی ہمسے تو جذب سے یونہین
بتا یہ پہلے کہ تجھکو آخر کہان سے ملا

ادھر نفاق ہوا دلمین اور مجھمین جلال
ادھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

کنیزون نے حیران ہو کے عرض کی واری کنیزین اس پہیلی کو نہ سمجھین ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا تمسے بیان کرون حضرت عشق نے قدم رنجہ کیا دل پر ہجوم رنج و الم ہے غم زیادہ عیش کم ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون دشت نجد مین قبر مجنون پر جاؤن اُسسے پوچھون کہ عشق لیلی مین کیونکر بسر کی وہ سرگروہ عاشقان عالم ہین یقین ہے کچھ تدبیر بتائین محروم نہ رکھین فرہاد نے جان شیرین اپنی شیرین پر نثار کی یا تو فرہاد نام تھا یا کوہ کن لقب ہوا کیا نفع حاصل ہوا لطف دنیا کھویا آخر کیا ہاتھ آیا یہ کہکر ملکہ رونے لگین اور کہا صاحبو مین اس غم و الم سے اب نہ چھوٹونگی کنیزون نے عرض کی واری اگر حکم ہو تو ہم ابھی شیر بیشۂ صاحبقران کو ڈھونڈھکر لائین معشوق کو عاشق سے ملائین ملکہ نے کہا مین نے یہ دیکھا تھا کہ وہ شہریار بھی متغیر ہوا گھوڑے سے دشمن گرا چاہتے تھے مگر عیار نے سنبھال لیا شاہزادے کو روکا یقین ہے کہ شاہزادہ بھی بیقرار ہو ضرور اس کنیز کو یاد کرتا ہو اگر تم مین سے کوئی جا سکے تو دو کوس بڑھکر اُترے ہونگے ایک کنیز شوخ و شناس خیر خواہ ملکہ کی باتین سُنکر بیقرار ہو گئی عرض کی واری مین ابھی جاتی ہون شاہزادے کو آپ کا پیغام پہونچاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا یہ بھی مشکل کی بات ہے کہ مین پیغام بھیجون اُنکو اور زیادہ غرور ہوگا نہیں معلوم کیا فرمائین کنیز نے عرض کی واری لونڈی قاعدے سے جائیگی پیغام اشتیاق نہ پہونچائیگی ایسے سلیقے سے جاؤن کہ اُنکو بھی معلوم ہو کہ کسی بے پروا کا پیامبر آیا ملکۂ عالم کو گلرنگ کی باتون سے تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر گلرنگ کے گلے مین پہنا دیا گلرنگ نے کہا واری اسکی کیا ضرورت ہے آپ کے تصدق مین چین کرتے ہین ہم

چاہتے ہین کہ حضور کے مقدمے مین جان لڑادین حضور کو بیقرار دیکھین اور کوشش نہ کرین ملکہ تو اُٹھکر بیٹھاین اور کنیزون نے باتون مین لگایا ملکہ کبھی بیقرار ہوکر ٹھنڈھی سانس بھرتی ہین اور فرماتی ہین دیکھو صاحبو یہ اشعار میرے حسب حال ہین نظم

جگر مین رہگئی اے صدمۂ جدائی چوٹ ۔ اُبھارتے رہے نالے اُبھر نہ آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑکر نہ کھائی چوٹ ۔ یہ بار ہا مری تقدیر پھیر آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی ۔ تو اُس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُسی کے اُچٹ اُچٹ کے لگی ۔ فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا ۔ دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج ۔ اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا ۔ بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم ۔ ہماری چوٹ پہ آئینے نے جو کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکے برنگ شیشۂ مے ۔ دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح ۔ یہ بے ستون کی طرف کو بہار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ اُلفت کی سختیان اے خضر ۔ قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا ۔ کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکست توبہ کو کی ہوا اسقدر تکرار ۔ کہ زہد بھی تو کیے چوٹ پر لگائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے ۔ کریگی اے سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے ۔ یہان دکھاتی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر پٹک کے زیر فلک ۔ سر خمیدہ اُٹھاتے ہی وہ اُٹھائی چوٹ

کنیزین سمجھاتی ہین واری نہ گھبرائیے گلرنگ بڑی کار گزار ہے یقین ہے تا بہ شاہزادہ ہونگے ملکہ کہتی ہین صاحبو آخر گلرنگ جا کر کیا کہیگی کنیزین کہتی ہین واری وہ ایسے طرز سے کہیگی کہ آپ کی محبت نہ کھلنے پائے لیکن اب حال حسرت مآل خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی جو نگاہ جمال جہان آرا ملکہ پر پڑی اُسی مقام سے بیقرار ہوے کلیجہ تھام لیا آنکھون مین

آنسو بھرے ہوئے زبان سے کچھ فرماتے نہین برق ثانی نے جو شاہزادے کو متغیر پایا دل بہلانے کی باتین کرنے لگا مگر شاہزادہ ایسا غمگین ہو کہ برق ثانی کی بات کا جواب نہین دیتا برق ثانی نے چاہا شاہزادے کو شکار پر توجہ دون مگر شاہزادہ نہ متوجہ ہوا پانچ کوس پر جاکر لشکر اترا صاحبقران تو ساتھ رستم کے بارگاہ سلیمانی مین آئے مگر خسرو شیر دل بہت غمگین و ملول رنج و الم کو طول دمبدم یاد زلف معنبر مین پریشانی حصول اپنی بارگاہ مین آکر اُترے لیکن برق ثانی سمجھ گیا کہ ہمارے آقا اُس نازنین پر مائل ہوئے جو بر سر کوہ تھی ابھی اس کوچے سے ناواقف ہین کیونکر زیادہ پریشانی نہ ہو جب شاہزادہ بارگاہ مین آکر بیٹھا برق ثانی آکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس یہ غلام تو آپ کا بچپن سے خیر خواہ ہے امیدوار ہون کہ حال دل مفصل فرمائیے کہ غلام اُسکی تدبیر کرے مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون آپ کے غمگین ہونے سے بہت گھبراتا ہون شاہزادے نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جب مین قریب کوہ احتشام پہونچا اُس پہاڑ کی تعریف سنی تھی جو بڑے بھائی کے ساتھ شاہزادیان بین اُنھون نے اس پہاڑ کی بڑی تعریف کی تھی مین اُسی طرف دیکھ رہا تھا ایک قتال عالم کو دیکھا بھائی صاحب کے دربار مین کیسی کیسی شاہزادیان جمع ہین ہر ایک شعلۂ جوالہ نوجوان حسین مگر ایسی صورت زیبا کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رشک ماہ تابان فخر مہر درخشان ہے اے برادر بجان برابر تمسے زیادہ رفیق و شفیق کون ہے بچپن سے ہمارا تمھارا ساتھ رہا مگر ایسا معرکہ کبھی نہین ہوا جب مین نے سر اُٹھا کر دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا جہان پر تمنے رکاب تھامی مجھے خوف تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرون تمنے اُسوقت بھی دستگیری کی کہ سنبھال لیا جب نگاہ چار ہوئی اُدھر وہ ٹھہرا مین ادھر مجھے لشکر غم و الم نے گھیرا یہ بھی مین نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گرین خواصون نے انھین گھیر لیا اٹھا کر لیگئین اے برق ثانی حال اُنکا بھی ابتر تھا اگر پتہ لگاؤ تو بڑا احسان ہو یہ سنکر مہتر برق ثانی باتہاے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش مین معشوق آقا کی چلا مگر عرض کی کہ اے شہریار کل صاحبقران صحراے نرگس مین جاکر ٹھہرینگے لیکن آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے امیر سے

کچھ حیلہ کریں شاید مجھکو دیر ہو خسرو نے کہا مین قبلہ وکعبہ سے عرض کرونگا جبتک تم نہ آوُگے
یہان سے لشکر نہ بڑھاؤنگا نہ مین یہان سے جاؤنگا آقا سے بخوبی باتین کین سمجھایا کہ آپ خاصہ
وغیرہ نوش کرین آپ اپنے کو پراگندہ نہ فرمائین مین خبر لیکر آؤنگا یہ کہکر برق ثانی خیمے
سے نکلا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی جب صحرا مین پہونچا دیکھا ایک عورت لباس مردانہ پہنے ہوے
اسی طرف آتی ہی برق ثانی نے صورت اپنی فقیر کی بنائی ایک گوشے مین ٹھہرا جب وہ عورت
قریب آئی برق ثانی نے پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاوُ ہم کچھ بات کرینگے
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا ایک فقیر وضع مجھے پکار رہا ہی کہا شاہ صاحب مین ٹھہر نہین سکتا
اسوقت اپنے مالک کے کام کو جاتا ہون برق ثانی نے کہا بابا اُس کام سے فقیر کو بھی آگاہ کر
کہ فقیر دعا کرے اُس نازنین نے کہا آج ہمارے مالک پر ایک اُفتاد پڑی ہی کہ فرزند
صاحبقران کو دیکھکر ہماری ملکہ عاشق ہوئی ہین مین اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون کہ دیکھون
وہ کس حال مین ہین برق ثانی نے باتون مین مطلب دریافت کرکے اُس کنیز کو بیہوش کیا
بیہوش کرکے صورت اپنی اُس نازنین کی سی بنائی لباس وزیور اُسکا اُتار کر آپ پہنا اُسکو
ایک گوشے مین ڈالدیا نشان باغ کا دریافت کر لیا تھا طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا
چند کنیزین کہ انتظار مین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر پوچھا کیون گلرنگ بہت جلد واپس
آئین کچھ دریافت کیا برق ثانی نے کہا مرا جلد آنا بے وجہ نہین ہی کچھ تو دریافت کیا جو پلٹ
آئی کہو ملکہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا کنیزون نے بہلا کر صحن باغ مین بٹھایا ہی نسرین
ڈومنی گا رہی ہی اسوقت گانا سن رہی ہین برق ثانی کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر باغ کے
آیا دیکھا باغ پر بہار ہر طرف جھاڑ کنول کی روشنی ہے مثل برق چمک رہے ہین شاخون کی
رعنائی ہر پھول کی زیبائی جوانان چمن کا نکھار ہر چمن پربہار برق ثانی دیکھتا بھالتا قریب
چبوترے کے پہونچا ملکہ نے گلرنگ کو پکار کر آواز دی کیون گلرنگ کہو خیر تو ہی اُس نے
دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلیئے تو مین عرض کرون شعر اے غنچہ دہن حیران و
پریشان گوشے مین آئی پوچھا کیون گلرنگ - تا بہ شہر یار پہونچین یا نہین ملاقات ہوئی
ہمارا تو یہ حال ہی نظم

خیال و خواب یہ لیل و نہار جانتے ہین ہم ابھی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین یا چھیان ہین پھولون کی ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین بہ جبین تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہو ای ترک چشم تیری نظر تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا تمھاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین
رضا قضا یہ ہو رعنا قتدر یہ ہو تسلیم ہم اپنے واسطے معراج وار جانتے ہین

برق ثانی نے اپنے آقا سے زیادہ شیدا کو بیقرار پایا سوچا کہ اگر کچھ خلاف باتین کرونگا تو یہ بیقرار ہوجائیگی دست بستہ عرض کی اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا مین آپ کا تابعدار ہون غلام کو پہچانیے یہ کہکے برق ثانی نے رنگ و روغن چہرے سے پوچھا کو ساکہ شہزادے نے ارشاد کیا ہو کہ ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو زندگی بھر یہ رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین روے جانان کے تصور مین ہی حیرت مجھکو
حسن کے رعب سے اوسان اڑے جاتے ہین ہی عجب طور کے شعلے سے ہی وحشت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم کوے جانان سے نظر آتی ہی رحلت مجھکو
دل پھنسا زلف مین یا درخ پر نور کہان لیگئی زنگ حلب سے مری قسمت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون دخل اغیار سے آتی ہی ندامت مجھکو
شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجاے دم ہوش اڑجاتے ہین غالب ہی یہ دہشت مجھکو
چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون کھینچ لاتی ہی یہان بھی تری الفت مجھکو
کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہی خیال دیکھکر جوے روان آتی ہی رقت مجھکو
دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہے شکل اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے ای رعنا عمر گذری ہی کیے صدمہ فرقت مجھکو

برق ثانی نے یہ اشعار طرف سے شاہزادے کے پڑھے اور کہا کہ مین نے اُنسے زیادہ آپ کو اور آپ سے زیادہ اُنکو بیتاب و بیقرار پایا جب آقاے نامدار کو اس غلام نے

انتہا سے زیادہ بیتاب دیکھا سوچا کہ فکر وصل کرون آپ نے جس کنیز کو بھیجا تھا مین نے
اُسکو راہ مین گرفتار کیا یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے کوئی مطلب نہ نکلیگا اس کنیز کی تا بہ آقا
رسائی نہو گی اب مین حاضر خدمت ہون یا تو آپ تشریف لیچلیے یا اگر فرمائیے تو مین آقاے
تا مدار کو لاؤن ملکہ شیدا نے سر جھکا کر کہا اے برق ثانی تم تو عیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو
مگر مناسب یہ ہو کہ میرے جانے مین ہزار طرح کی خرابی ہو لہذا وہی تشریف لائین میرے
خانۂ حزن وملال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائین یہان کوئی دراندازی
نہین ہے تم خود چلکر محفل مین دیکھ لو کہ سوا ے کنیزون کے کوئی دراندازی نہین ہو برق ثانی
نے کہا وہ شہسوار معرکۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہین کسی سے خوف نہین کرتے ضرور تشریف
لائینگے دل و جان سے آپ کے مشتاق ہین ملکہ سے بخوبی باتین کر کے برق ثانی باغ سے
نکلا یہان ملکہ نے کنیزون سے سب کیفیت بیان کی کہا دروازہ بند رکھو غیر نہ آنے پاوے
اگر کوئی آئے تو باہر ہی روکو کنیزین انتظام مین معروف ہوئین کچھ دروازے پر باغ کے
آئین کچھ گوشۂ باغ مین انتظام کر رہی ہین درخت بادلے سے منڈھے گئے روشنی کا
سامان ہوا طائران خوش آواز کے قفس درختون مین لٹکائے جھاڑ دوشاخے تیل پانی
کے گلاس جابجا آراستہ کیے گئے روشنی کی تیاری آئینے قد آدم لگائے گئے جس مقام پر
آئینے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ سحر حلب ہر یہی تو ملکہ کا مطلب ہو کہ ایسی رعنائی و
زیبائی ہو کہ اُس شہریار کو پسند آئے خود پھر رہی ہین اور فرماتی ہین یہان کرسیان
بچھاؤ یہان دنگل نصب کرو لیکن برق ثانی نے صحرا مین آکر اول گلرنگ کو ہوشیار کیا لباس
اُسکا اسکو پہنایا اور سمجھا بجھا کر کہا اب طرف باغ کے جاؤ گلرنگ طرف باغ کے گئی برق ثانی
جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا سُنا کہ شاہزادہ رو رہا ہو اور یہ اشعار زبان پر
جاری ہین۔ نظم

اگر قاصد تو ہمیر ہر بان ہو	خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہو
دہن مین کب یہ دو دِ پیچوان ہو	دل پُر سوز عاشق کا دھوان ہو
کھلا جو ڑا یہ بحر حسن تیرا	مگر کشتی کا اپنی بادبان ہو

عدم مسکن ہوا اپنا ہم صفیرو	مکان پوچھو تو اوج لامکان ہی
ہنسے اس درجہ حال زار پر غیر	مرا چہرہ برنگ زعفران ہی
چلو اے بلبلو صحن چمن سے	بہار آخر ہوئی دور خزان ہی
نہ لکھا نام کا نامے پر اپنے	یہی قاصد نشان بے نشان ہی

دل رعنا نہین پہلو مین دیکھو
کدھر ہی کسطرف ہی اور کہان ہی

برق ثانی تڑپتا ہوا خیمے مین آیا آتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا اے آقاے نامدار بیحد زیادہ معشوق بیقرار ہی تشریف لیچلیے شاہزادے نے برق ثانی کو گلے لگا لیا فرمایا کہ برادر تو نے جان بچائی وہ مژدہ سُنایا کہ روح کو تازگی حاصل ہوئی لیکن تم بھی ساتھ چلوگے برق ثانی نے عرض کی مین تو حضور کا ہمزاد ہون جہان حضور جائینگے غلام ضرور ساتھ چلیگا شاہزادہ اُسی وقت سوار ہوا لباس رزم اُتار الباس بزم زیب جسم کیا تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی مرکب پر سوار ہوے ساتھ برق ثانی کے چلے راہ کو طے کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے در باغ پر چند کنیزین منتظر کھڑی تھین دوڑکر ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہی عیار ساتھ ہی ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت ولیاقت پشت مرکب پر سوار تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کر اپنے مقام پر سے اُٹھین کہ برائے استقبال چلون جی جوش نسا یا پیشانی پر پسینہ آیا نہ اُٹھ سکین بیٹھ گئین شاہزادہ خسرو شیر دل قریب در باغ تشریف لائے پشت مرکب سے اُترے مرکب کو ایک درخت سے اُلجھا دیا آپ جو اندر تشریف لائے باغ مین وہ سامان دیکھا کہ نخل پر بہار عروسان چمن کا نکھار جھاڑ جا بجا روشن مثل دادی ایمن ہر مقام منور و روشن معلوم ہوتا ہی شاہزادہ بہار باغ دیکھتا ہوا روشس پٹری طے کرتا ہوا چلا آتا ہی بلبلین یا تو آشیانون مین سر ڈالے ہوے بیٹھی تھین یا بہار باغ دیکھکر آشیانون سے سر نکالے یہ اشعار عاشقانہ سب جھک جھک کر پڑھنے لگین

نظم

حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار	عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہی روے خندان بہار — تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

بے بقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار — برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوشِ گل کو جانیے — نرگسِ شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا — تو سواران چمن مین مرد میدان بہار

کیا سمجھ کر رونا تے ہین مجھکو سیار چمن — سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط — باغ بے سنبل ہی بے شیرازۂ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا لعینہ زخم ہی — کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر — لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

آبجوئین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان — ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کے ساتھ نیک — رزق زنبور عسل ہے ریزہ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے — نقش بندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین — جاتی ہی تیرے نکل جانے سے ہی جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی صحن چمن — سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

پھر سیر باغ جاتا ہی جو تو اے شمع رو — صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

نخل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین
نی سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

شاہزادہ یہ اشعار سنتا ہوا سیر باغ ملاحظہ فرماتا ہوا قریب ملکہ شیدا پہونچا شیدا بمشکل اپنے مقام سے اُٹھی ضعف نزاکت سے مثل شمع سحری لہرائی یقین تھا کہ گرین خسرو نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا گویا دولت کونین ہاتھ آگئی ملکہ نے لاکر مسند پر بٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین گل چینی گلشن جمال کی کر رہی ہین ایک گائن کو اشارہ کیا چند کنیزون کو حکم ہوا کہ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین دوڑکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین گائن نے بیٹھ کر بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گائی۔

نظم

گرد کلفت جم رہی ہی ہر زبان بالاے گر — کیا زمین پیدا کریگا آسمان بالاے سر

کیا عجب ہی داغ سودا کا مکان بالائے سر
برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
کھینچتا ہی تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
یار اُتر جاؤن کرم سے تیرے ای باد مراد
پھر بہار ای بے نیاز آوے پھرین پھر کو بکو
رکھتے ہین ای بت ترے سر پر بٹھانے کے لیے
کون تجھسا بادشاہ حسن ہی ای مہروش
کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
قتل جب چاہے کرے آتش وہ طفل جنگ جو

میزبان رکھتا ہی پائے میہمان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمۂ سنگ گران بالائے سر
سارے تن سے کھینچ کے آرہتی ہی جان بالائے سر
زیر پا کب سے ہی کشتی بادبان بالائے سر
ٹوکرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر
گنبد دستار سے زاہد مکان بالائے سر
تاج زرین مہ ہی کلغی کہکشان بالائے سر
پان دہن مین ہی زبان دان ہی زبان بالائے سر
کیون اُٹھایا چاہتا ہی آسمان بالائے سر
سنگ گلے مین ہی ذرہ نہ خود یان بالائے سر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ نے کنیز سے جام لیکر سامنے شاہزادے کے پیش کیا شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون صاحب کیا کسی نے عہد لیلیا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا خسرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین اس راز و نیاز سے بالکل آگاہ نہین مگر مذہب مین ہمارے تمہارے فرق ہی ہم جسکو قتل کرنے چلے ہین تم اُسکو خدا جانتی ہو ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی انصاف سے کہو تو یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہفت پیکر مثل تمہارے جادوگر ہی خوف سے بھائی صاحب کے بیقرار و مضطرب ہے طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن مین آیا بھائی صاحب نے لوح طلسم حاصل کی مرحلہ جات توڑ کر قریب قصر عشرت آپہونچے یہ خداوند ہین کہ جو اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہین اب قریب قصر عشرت بھائی صاحب پہونچ چکے شیدا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ مین کیونکر کلمہ پڑھون آپ سحر کو معیوب جانتے ہین اور میرے باپ سے مقابلہ پڑا ہی وقت پر آپ کی مدد کرونگی صحرائے نرگس مین ہزار جھگڑے ہین برق ثانی نے کہا آپ اطاعت اسلام قبول کرین یہ بڑی بڑی جادوگرنیان اسی اعتقاد سے شریک اسلام ہوتی ہین شیدا نے سر جھکا کر جواب دیا

کہ مین نے بہ دل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی ہفت پیکر پر لعنت ہو یہ تو میرا
ہمیشہ سے اعتقاد تھا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہو باواجان بھی یہی کہا کرتے ہین
جنھون نے اعتقاد خدائی کیا وہ دیوانے ہین شاہزادے نے جام شراب پیا دوسرا
جام بھر کر اپنے ہاتھ سے شیدا کو دیا شیدا دل وجان سے شاہزادے پر عاشق و
شیدا ہی طریقۂ کلام سے محبت پیدا ہو مگر قضاے کار مخلوق جادو جو صحبت مین ساحرون
کی بیٹھا ہو ارژنگ جادو وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ لشکر طلسم کشا
صحراے نرگس کے قریب آگیا اب جو کچھ انتظام کرنا ہو وہ کیجیے کل وہ لوگ سرحد
صحراے نرگس مین داخل ہو جائینگے پھر مشکل پڑیگی طلسم کشا صاحب لوح و الگ
تحفہ جات ہو تصویر کش دوسرا وزیر بول اٹھا ای شہنشاہ ساحران آپکی صاحبزادی
ملکہ شیداے غنچہ دہن نے کامل وعدہ کیا تھا کہ لشکر مسلمانان تباہ کردونگی حقیقت
مین انکا سحر ایسا ہی ہو جو نہ کرین وہ تھوڑا ہو انکے سحر کا دفعیہ سب جادوگرون کو
نا ممکن ہوگا ملکہ سلماے گوہر پوش کہ شاہزادی جبل اعلی کی ہو طلسم کشا کے
ساتھ آئی ہو ملکہ سنبل ہفت گیسو و ملکہ شفق خونخوار کیسی زبردست جادوگرنیان
ہین انکے سحر کا روکنا اور اپنا سحر غالب کرنا ملکہ ہی کا کام ہو مخلوق نے کہا اسکا سحر ایسا ہو
کہ کسی پر ثابت نہ ہو اور انتظام ہو جاے کوئی ساحر کیا دریافت کریگا کتاب تصنیف
کردۂ خداوند لاؤ اسمین دیکھون کہ شیدا کیا کر رہی ہو یہ کہکے الماری کھولی بڑی
جلد کی کتاب نکالی اسکو بوسہ دیکر کھولا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ مقدمہ شیداے
غنچہ دہن آپ نے کیا لکھا ہو یہ کہکے ورق الٹا مخلوق رونے لگا سب نے پوچھا ای
شہنشاہ کیا دیکھا کہ آپ رونے لگے مخلوق نے کہا اس ورق مین قدرت نے حال
طلسم ہفت پیکر لکھا ہو تحریر فرماتے ہین کہ اس سنہ مین طلسم فتح ہوگا ہم بھاگ کر
طلسم خیال سکندری مین جائینگے مسلمان وہان بھی پیچھا نہ چھوڑینگے لکھتے ہین کیا
غضب کی بات ہو کہ طلسم خیال سکندری والے قدرت کی مدد کرین ہم جیسے جیسے تدبیر
کرینگے انکو بھی مٹائین گے طلسم خیال سکندری کہ سات سو فلک اسکے متعلق ہین

باج وخراج یہ اطمینان آتا ہے سب پر مسلمانون کا قبضہ ہوگا مسلمان بڑے رنج و ملال اُٹھاینگے
اِس طلسم کے خود صاحب قران فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اُنکو کون روکیگا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جہان جاینگے
لڑینگے ساحرون سے معرکے پڑینگے لیکن لوح طلسم ایسے مقام پر ہے کہ جہان ہوا نہین
پہونچ سکتی وہان انسان کا جانا نہایت دشوار ہے اس حال کو دیکھکر مین رویا وزرا نے
عرض کی حضور اس حال کو نہ پڑھئین یہ مقام قدرت نے غصے مین لکھا ہے کون طلسم کو
فتح کر سکتا ہے جادوگرنیان اُنکے ساتھ والی ابرون کو آراستہ کرکے آگے بڑھینگی ایسا
ساحر زبردست ہو کہ اول اُنکو روکے اُسکے بعد طلسم کشا پر قبضہ کرلے تب انتظام معقول
ہو اور مسلمانون پر وبال پڑے کہ اُنکو بھی ثابت ہو کہ کوئی ساحر آیا ہے مخلوق نے دوسرا
ورق اُلٹا اب مقدمۂ شہید امین دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا لو بڑا غضب ہوا خسرو
شاہزادہ پہلو مین شہید کے بیٹھا ہے جام ارغوانی گردش مین ہے طلسم کشا طلسم کے مٹانے
کی دہشت مین ہے اور بھائی اُنکے ملکہ کو تسخیر کر رہے ہین اُسنے اطاعت اسلام بھی کرلی
یہ کہکر کہا یا روتم مین بھی کوئی ایسا ہے کہ خسرو کا سر لائے اور بی شہیدہ کو کھینچتا ہوا مجھ تک
پہونچائے مین اُسکو سزا دون غافل کو سمجھاؤن سامنے قدرت کے لیجاؤن عرض
کرون کہ قدرت کی دشمن یہ حاضر ہے جو چاہے سزا دیجیے اب اُسکو سنگ سیاہ
کیجیے کہ عمر بھر یاد کرے کہ مین نے کیا حرکت کی قدرت سے پھری تو یہ انجام ہوا کسی
جنگل مین پڑی رہیگی ایک ساحر مردنگ جادو ارژنگ کا بھائی یہ کہکر اُٹھا کہ
ابھی غلام جاکر دونون کو لاتا ہے مخلوق نے کہا اے مردنگ سمجھ کے کلام کرو شہید
کو قدرت نے تعلیم کیا ہے کیا کیا نہین سکھایا بلکہ مجھکو پیغام دیا تھا کہ اگر شہید کو
ہماری خدمت مین چھوڑو تو اُسکا مرتبہ بڑھائین کل طلسم کا حاکم بنائین سب خراج اُسکے
پاس بھیجا کرین یہ خراج ہمارے پاس لائے مین نے منظور نہ کیا تنہائی مین آکر اُس
بد نصیب سے پوچھا اُس برگشتہ بخت نے جواب دیا کہ حضوری قدرت کی نہ اختیار کرونگی
ایسا نہو کہ قدرت مجھپر دست انداز ہون کنیز کو اپنے حسن پر ناز ہو شاید قدرت سے

فساد پیدا ہو جھلا کر کچھ تقدیر کر بیٹھین کئی دن مین نے کمبخت کو سمجھایا اب پسر حمزہ کو لیکر بیٹھی ہے مردنگ جادو نے کہا مین یہان سے جاتے ہی شاہزادے کو اٹھا لونگا شیدا کی زبان بند کردونگا مخلوق نے کہا جاؤ جلد اپنے کو تم پہونچاؤ ایسا نہو کوئی اُسکو یہان کی خبر پہونچا دے کہ وہ شاہزادے کو چھپا دے تو کہان تلاش کروگے بہت حیران رہوگے مخلوق جادو کو مردنگ سلام کرکے بہ قہر و غضب تمام طرف باغ شیدا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ مسند پر بیٹھے ہین اور برق ثانی بایان چھیڑکر غزل عاشقانہ گارہا ہے **نظم**

وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حسن نے نازان کیا انھین ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ
کمر مین درد ہا پیچ وتاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی
ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا

ترے پسینے کا دھوکا ہی دیا کرتے
عرق عرق ہون مین بوے گلاب سے ہوتا

یہ کیسے نالے ہین سوداے چشم مین اپنے
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا

نظارہ بازی بجسم جہان ہے شغل اپنا
وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہی حساب سے ہوتا

تمھارے کشتہ رخسار کی جو خاک اُڑتی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

جلو رہو تے ہین رخسار یار کے صدقے
کمال ماہ ہی حسن شباب سے ہوتا

کھلا جو روے مخطط سے یار کے ہمکو
یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا

قریب ہی کہ کرے آفتاب حشر طلوع
کمال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا

وہ گلعذار منڈ اتا ہی خط نورس کو
چمن کا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا

کمی محال ہی تیرے کرم مین اے محبوب
کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا

چھپاؤن پہاہے سے مین خاک داغ سودا کو
درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

غبار بنکے لپٹتا مین دامن زین سے
جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا

پھنسا یا یار کے گھر مین یہ کام کیا کم تھا
جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شرابخواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناوروں کا گذارا ہی آب سے ہوتا

اس رنگ مین برق ثانی گا رہا ہی کہ ملکہ و شاہزادہ تعریفین کر رہے ہین ملکہ شیدا کی وزیر زادی شبنم مروارید پوش گانے پر برق ثانی کے دل و جان سے عاشق ہوئی ہی بلکہ تال دے رہی ہی حسین علم موسیقی سے ماہر حال گانے والونکا امیرانہ ہو قضائے کار یکایک غل ہوا شیدا کے کان مین زنجیرون کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی وزیرزادی سے پلٹ کر کہا ارے زنجیر کے غل کی کہان سے آواز آئی وزیرزادی نے کہا واری زنجیر کی آواز تو میرے بھی کان مین آئی گویا دیوانے زنجیر ہلا رہے ہین یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ایک حلقہ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا طرف آسمان کے لیچلا وزیرزادی شبنم نے جو دیکھا کہ ایک حلقہ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا اور طرف آسمان کے لیے جاتا ہی تڑپ کے اٹھی کار دکھینچ ماری کار د حلقے پر پڑی حلقۂ زنجیر تو نہ کٹا دوسرا حلقہ زنجیر سے پیدا ہوا وہ گلے مین شبنم کے پڑا شبنم بھی بلند ہونے لگی جب تو شیدا اچھلا کر اٹھین پکار کر آواز دی اری غنچہ دہن آواز تو دے یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری محفل مین بے ادبی کرتا ہی یکایک غنچہ بر گل جھکا آواز آئی حضور ملاحظہ فرمائین آسمان پر سے مردنگ جادو سحر کر رہا ہی ملکہ نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا۔ دیکھا ایک لکۂ ابر لہرا رہا ہی اسی ابر سے زنجیر پیدا ہوئی بس ملکہ نے آواز دی ای زمین گیر اسکو اپنے پاس بلا مردنگ جادو یا تو سحر کر رہا تھا یا دھم سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھکر آواز دی کیون مردنگ ہمارے سامنے یہ بے ادبی ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ اپنے ہوش مین آؤ مردنگ نے شیدا سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی بدحواس ہوگیا چہرہ سرخ ہوا پکار اٹھا ای ماہ آسمان جادو جلال وای خورشید فلک کمال مین تو غلام ہون جو فرمایئے بجالاؤن میری تو یہ کیفیت ہی دل کی عجب صورت ہی۔ نظم

بہر نظارہ گل رخسار جانان چاہیے	بلبل گلزار کو صحن گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے	خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رخ پر نور جانان چاہیے — کعبۂ دل مین چراغ مہر تابان چاہیے
خانۂ دل مین چراغ داغ ہجران چاہیے — نور اپنے غمکدے مین غم کا سامان چاہیے
بہر مرغ روح دام زلف پیچان چاہیے — عاشق گیسو کی خاطر سنبلستان چاہیے
عاشق رخ کو خیال کوے جانان چاہیے — یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے
ہنستے گیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو — مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے
حلقۂ ماتم بنا ہون مین وفور ضعف سے — اس انگوٹھی کا نگین اب ای سلیمان چاہیے
وصف کرتا ہون رقم تیرے حنائی ہاتھ کے — جاے خامہ ہاتھ مین اب شاخ مرجان چاہیے
آج کل سودا ہی اک غنچہ دہن کی زلف کا — چاک مثل جیب گل اپنا گریبان چاہیے
ای معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون — سیر کرنے کو فقط مجھکو گلستان چاہیے
ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمین — حلق تر کرنے کو آب تیغ بران چاہیے
ہین ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار — غسل میت کو ہمارے آب نیسان چاہیے
باغبان اب ہمکو گلگشت چمن سے کام کیا — ہم ہین دیوانے ہمین سیر بیابان چاہیے
نوک مژگان صنم کا دل کو سودا ہی کمال — نشتر فصاد اب بہر رگ جان چاہیے
ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین — مثل سلک گوہر شہوار دندان چاہیے
گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین — ای جنون پاے نظر مین خار مژگان چاہیے
وہ حسین ہی تو کہ پریان ہون ترے زیر نگین — تخت کے بدلے تجھے تخت سلیمان چاہیے

نور وارفتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام پر
گنج قارون مجھکو جاے گنج زندان چاہیے

بلبلاتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا دست بستہ سامنے شیدا کے آیا شیدا نے پوچھا مثل مشہور ہی مصرعہ

ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی

آخر تو یہانتک کیونکر آیا تو تو رونق محفل ہے مردنگ نے جواب دیا آپ کے والد نامدار نے مجھکو بھیجا ہی مین آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا لیکن دام گیسو مین خود اسیر ہوا جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی خسرو شیردل سے کہا ای شہریار آپ

مطلب کو سمجھے خسرو نے کہا میرے ذہن مین آگیا تمھارے والد کو خبر دی گئی ملکہ نے
کہا حضور وہ خود ہمہ دان وہمہ گیر ہے اُسکے پاس کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر موجود ہی
گھر بیٹھے سب حال دیکھ سکتا ہے اُسنے خود کتاب مین دیکھا ہوگا کیون ای مردنگ
باد اجان کو کیونکر حال معلوم ہوا کہا حضور کتاب قدرت کھولی اُسی سے دریافت
ہوا ملکہ نے کہا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا تو دھمکیون سے کیا ڈر ہمنے چاہا تھا کہ مخفی
کام کرین لیکن اظہار ہوگیا اب جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ای مردنگ تو جا اور مخلوق
کا سر کاٹ لا دیر نہ کرنا نہ کسی سے ڈرنا نہ خائف ہونا مخلوق کا سر لیکر آنا اگر خالی پلٹے گا
تو بہت پچتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا یہ سنکر مردنگ جادو تلوار کھینچ کے طرف مخلوق کے
چلا ملکہ شہیدا نے برق ثانی وو زیرزادی کو رہا کرلیا دونون پاس بیٹھے لیکن مردنگ
پر پروانہ پیدا کر کے چلا مخلوق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہی کہ در باغ پر بلڑ ہوا مخلوق نے
کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ میرے ملازم فریاد کر رہے ہین چند ساحر باہر گئے خبر لائے
عرض کی ای شہنشاہ ساحران مردنگ جادو آپ کے ملازمون کو قتل کر رہا ہی اور
آپ کو گالیان دے رہا ہی ملازمون نے منع کیا کہ شہنشاہ کو گالیان نہ دو اور کلمات
سخت نہ کہو پسر اُسنے سحر کرنا شروع کیا کئی ہزار جادوگر قتل کرچکا اب اندر بارگاہ کے
آیا چاہتا ہے روکنے والون کو قتل کر رہا ہے مخلوق اپنے مقام سے اُٹھا جھولی
پر ہاتھ رکھا دروازے پر آکے دیکھا کہ مردنگ اپنی روشنی دکھا رہا ہے تیغہ برہنہ
ہاتھ مین نگہبانون کو قتل کر رہا ہی ہزار ہا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ساحر بھی زبردست
ہی وہ سحر کیا ہی کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے اُس آگ سے تمام ساحر
جلے جاتے ہین مخلوق نے پہلے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا آگ بجھی مخلوق نے جھپٹ کر
نعرہ کیا او مردنگ کس کام کو گیا تھا کیا کر رہا ہے ان ساحرون مین تیرے بھائی
بھی تھے تو نے اپنے بھائی اور اپنے باپ کو مارا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اب باتین
بناتا ہے آکر قدمون کو بوسہ دے مردنگ نے جواب دیا او سحیا کیا بکتا ہے ملکہ
شہیدا پر میری جان جاتی ہی جو اُسنے حکم دیا وہ بجالاؤنگا تیرا سر لیکر جاؤنگا کہ مخلوق

راضی ہوا ایسا نہ ہو خالی جانا اُسکے خلاف گذرے مخلوق نے کئی مرتبہ سمجھایا مگر رنگ
ہوش مین نہین ہے شیدا کا سحر رگ و ریشے مین اُترا ہوا ہے آپ سے باہر
ہے شیدا کی تصویر آنکھون کے آگے پھر رہی ہے معلوم ہوتا ہے شیدا سامنے
کھڑی اشارے کر رہی ہے کہ مخلوق کا سر کاٹ لے مگر مخلوق کی یہ کیفیت ہے کہ
ڈٹا ہوا کھڑا ہے گولہ فولادی ہاتھ مین لون اپنا اُسپر ڈال رہا ہے گولے کو زور دیتا ہے
پھر رک جاتا ہے کہتا ہے ہائے میرا رفیق و شفیق ضایع ہوتا ہے ارے او دیوانے
جسکا نام تو لیکر روتا ہے وہ یہان کہان ہے اُسنے اپنا سحر تیرے سر پر چڑھا دیا
اب بھی ہوش مین آ سنبھل کر باتین کر ایسا نہو میرا گولہ چل جائے مردنگ نے
آواز دی او بیحیا مین تیرا سر لینے آیا ہون معشوق پری خصال نے حکم دیا تھا کہ مخلوق
کا سر لیکر آنا قریب آ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن معشوق کا حکم
بجالاؤن ایسا نہو اُسکے خلاف گذرے ۔ فرمائے کہ دیر کیون لگائی جلد آکر حاضر
ہو میرا رنگ بگڑتا جاتا ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجیب حالت ہے

نظم

کیا سبب کیون چپ ہین زخمون کے دہن تقریر سے — ہوگئی رنجیدہ کی شاید زبان تیر سے
حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے — چھوٹ جائے مرغ زرین دام چرخ پیر سے
کھینچتا ہے نقشہ گلزار معنی کیا عجب — بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے
بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانے کا پانون — جوشش غفلت ہے پیدا دیدۂ زنجیر سے
محنت دیوانگی نے کچھ نہ پیدا کیا — نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے
خندہ دزدیدہ ہے زخمون مین قاتل کس لیے — دیکھ کیا پانی چرایا ہے تری شمشیر سے
کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سکوت — کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے
بعد مردن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد — تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے
چشم وحشت خیز سے دیکھین بیابان کے پہاڑ — مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے
عصمت دیوانگی مین تنگ آزادی ہے گھر — شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوشش پر یکسان رہی ہے زاری دیوانگی
چپ ہین شاید مر گئے مسند گزینان جنون
درد نوشی کے عوض ہی درد نوشی ساقیا
کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ ترے مقتول کا
مغفرت صدقے رہی مدفن یہ میرے مدتون
کس ہوا خواہ اجل کی یہ نظر ایسی لگی
کہنہ مشقی ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین
قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگی
کیا کہین ہم داستان وحشت وحشت اے نسیم

مدتون آنسو بہے ہین دیدۂ زنجیر سے
جو نہین آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے
گھونٹ پیتے ہین لہو کے ساغر تقدیر سے
رنگ کی جا خون ٹپکا خانۂ تصویر سے
منھ چھپا یارو کے ایساد اس تقصیر سے
زخم کو پوچھو ہوا آب دم شمشیر سے
تھی جدائی مین اُنھین تعلیم چرخ پیر سے
زخم کے پنچھتے ہین آنسو دامن شمشیر سے
پوچھ لو تم خود زبان خار دامن گیر سے

ہر چند مخلوق نے سمجھایا مگر ولولۂ وحشت بڑھتا جاتا ہی دمبدم یہی پکارتا ہی کہ اے مخلوق سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا معشوق کے سامنے لیجاؤن مخلوق نے گوپے کو تیار کر لیا چرخ دیکر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا زمین پر گرا کام تمام ہوا مار کر اُسکو مخلوق بارگاہ مین آیا مشیرون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تمنے سُنا شیدائے غنچہ دہن نے کیا کیا اپنے گھر مین فرزند صاحبقران کو جگہ دی مین نے جو ساحر کو بھیجا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجدیا کئی ہزار ساحر اُسنے مارے آخر مین نے غصے مین آکر مار ڈالا اب لشکر لیکر جاؤن خود ہی لشکر کشی کرون اور کسی کو وہ مانتے گی نہین جو جائیگا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجدے گی اُس ظالم کے سحر مین یہ تاثیر ہے کہ سحر اُسکا اُترتا نہین دمبدم سحر کی ترقی ہوتی ہی آخر مین نے اُسکو قتل کیا سب نے کہا حضور خود چلین بدون حضور کے جائے وہ کسی کو نمانے گی آپ کی سرحد مین بھی فتور پیدا ہوا اِن شاہزادیون نے عشق و محبت کرکے ملک تباہ کرائے مخلوق نے دیکھکر آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو مین ابھی جا کر اس فتور کو مٹاتا ہون دونون کی مشکین باندھ کر لاتا ہون کہکے اُٹھا تخت پر سوار ہوا کئی سو مشیر و وزیر لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیا پھر طرف رفیقون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو اب تو فوج کم نہین ہی مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا

سبنے کہا ہم دیوار ہاے باغ گرادینگے پہلے شاہزادے کو گرفتار کرینگے شاید گرفتار ہونے سے شاہزادے کے ملکہ آپ سے عذر کرین ای شہنشاہ ساحران اگر وہ عذر کرین تو قبول کر لیجیے گا کہ اپنے گھر سے فساد مٹے بعض عقلانے کہا اُسنے مردنگ جادو کو ادھر روانہ کیا آپ اور جانب نکل گئی ہونگی لشکر طلسم کشا مین پہونچی ہونگی دیکھیے انجام کار کیا ہو مخلوق یہان سے لشکر لیکر چلا ملکہ شیدائے غنچہ دہن نے جب مردنگ جادو کو روانہ کردیا کہا اے شہریار اب نکل چلیے برق ثانی نے بھی یہی صلاح دی کہ اب یہان ٹھہرنا بہت نہین چلکر لشکر مین آرام فرمائیے خسرو نے کہا اے برق ثانی ایسا نہ ہو قبلہ وکعبہ کے خلاف ہو کہ ساحرہ کو بھگا لائے برق ثانی نے عرض کی آپ کے بڑے بھائی صاحب جو طلسم کشا ہین وہ جادوگرنیون کی مدد سے اس رتبے کو پہونچے اور وہ سب ساتھ ہین یقین ہے آپ کو بھی کچھ نہ فرمائین خسرو ذیشان مرکب پر سوار ہوے برق ثانی نے رکاب تھامی ملکہ شیدائے غنچہ دہن شبنم مروارید پوش وزیرزادی طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین پانچسو کنیزین جو حاضر تھین اُن سب نے بخوشی عرض کی حضور لونڈیان بھی ساتھ چلین آپ کی وجہ سے ہماری عزت وآبرو ہے شیدا نے کہا تم سب میری جان کے ساتھ ہو یہ کہکے ایک دستک دی کچھ طائران پرندہ آئے کنیزین اُن طائرون پر سوار ہوئین باغ سے نکلین طرف لشکر خسرو کے چلین مگر شیدا نے سحر کردیا ایک ابر آتش فشان سر پر کڑکتا ہوا اس گروفر سے جاتی ہین گوشے پر صحرائے نرگس کے پہونچی ہین جاہتی ہین صحرا سے نکلجائین کہ طرف سے قلعے کے گرد اُڑی آسمان پر ایک ابر شعلہ فشان چمکتا ہوا مخلوق جادو سب کے آگے پشت بر ساحران غدار مخلوق نے جو خسرو کو آگے دیکھا کہ مرکب چمکاتے ہوے آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ اب آگے نہ بڑھنا یہ کہکے گولہ پھینکا کہ مرکب شاہزادے کا چلنے سے رُکا شیدا نے ابر کو اشارہ کیا چند شعلے آتش گرے مرکب شاہزادے کا آگے بڑھا مخلوق نے اپنے ابر آتش فشان کو اشارہ کیا دونون ابر ملگئے گویا ہاتھی لڑ گئے

ہین جب آئیس مین ٹکر چلی شعلہ ہاے آتش گرے ملازمان مخلوق جلنے لگے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی سب ساحر پکارتے تھے ای شہنشاہ ساحران ہم لوگ مٹے جاتے ہین ہمکو بچائیے ہماری مدد کو آئیے مخلوق نے ناچار ہوکر ایک گولا ابرون پر مارا کہ دونون ابر جلنے لگے جل کر زمین پر گرے آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ شیبا کا سامنا ہوگیا مخلوق نے للکارا او گیسو بریدہ تجھکو میرا خوف نہین سامنے میرے کئی ہزار ساحر جلا دیے مین وہ سحر کرونگا کہ تو دیوانہ وار جنگل مین پھرے عاشق ترا غرق زمین ہو یہ کہکے سحر کرنے لگا شیبا نے پکار کر آواز دی ای والد نامدار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین اطاعت شاہزادہ قبول کیجیے جلکر قصر عشرت کو لوٹیے اب قصر عشرت کا بچنا دشوار ہے کتاب مین تو اپنی ملاحظہ کیجیے قدرت نے صاف صاف لکھدیا یہ سال آخر طلسم ہے قبضہ مسلمانان ہو جائیگا ہفت پیکر خود بھاگتا پھریگا یہ بھی آپکو بخوبی یاد ہے کہ تھوڑے دنون سے ہفت پیکر نے یہ شعبدے دکھائے خدائی کو اپنی رونق دی وہی ہفت پیکر ہے کہ کنارے دریاے عشرت کے بیٹھا رہتا تھا جب سورج گہن یا چاند گہن ہوتا تھا لوگون کو نہلانے دریا پر لیجاتا تھا اناج جو ملتا تھا وہی بسر اوقات کتی آپ ہی لوگون نے اُسکو اس درجے پر پہونچایا پانچ چار سو ملک پر قبضہ تھا مسلمانون نے آکر سب ملک لے لیے اب آپ ہوش مین آئیے بس یا ہنوکہ اجل قریب ہوا اور یہ کنیز تو شریک طلسم کشا ہوئی لشکر کشی مین شریک ہونگی ہفت پیکر سے مقابلہ ہو تو حال سحر کھلے مخلوق نے تلوارین برسائین کچھ طائرون کو حکم دیا شیر صحرا سے پیدا ہوے پانچ سو کنیزون پر جا پڑے جسکو پکڑ لیا چیر کر پھینکدیا چند کنیزین خوف سے اُن جانوران درندہ کے غل مچانے لگیں کہ اے ملکۂ عالم کنیزون کی خبر لیجیے شیر ہلاک کر رہے ہین ملکہ نے پلٹ کر جو دیکھا چالیس کنیزین قتل ہوئین سر اُنکے وہی جانور کھاگئے ملکہ نے دستک دی کہ صحرا سے کئی سو سگان سیاہ پیدا ہوے آتے ہی بھونکنے لگے اُنکی آوازون سے شیر بھاگے سامنے سے بھاگ کر جنگل مین چھپے مخلوق نے چند دانے ماش کے پھینک مارے

سگان سیاہ جلکر خاک ہوے مگر کنیزان ملکہ سحر کرتی ہوئی لشکر کفار پر گرین شبنم گوہر پوش نے بجلی کان سے اُتار کے پھینکی میدان مین برق چمکنے لگی رعد کی گرج ہوئی کہ ساحرون کے کلیجے پھٹے بعض ساحر جمال شبنم دیکھکر ایسے بلبلائے کہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے پکارتے ہین اے ملکۂ عالم ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط
ایسے فریب اُسنے حریفون کے کھائے ہین
معشوق سے امید وفا ہی خیال خام
مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہی
ہوتی ہی دھن مین لشئے کے دونی ہوا وصل
ای شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو
کعبہ سُنا ہی نام جو کوچے کا یار کے
شاعر نہین ہی ہیچمدان ہی کہے جو ہیچ
پھل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے
تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق

کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط
حق سے کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط
کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط
جادے سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط
کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط
ہستی کو اُس کمر کی ہی کہنا عدم غلط
ای دل ہی ابر تیغ سے چشم کرم غلط
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

کئی ہزار ساحر جو اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے سامنے شبنم کے آئے شبنم نے لشکر کی طرف اشارہ کر دیا وہ ساحر لشکر کو قتل کرنے لگے ہزار ہا ساحر مر کر گرے پڑا مخلوق نے برق گرا کر اُن ساحرون کو قتل کیا سحر کرتا ہوا چلا کنیزون کو جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ سب کنیزین گر کر بیہوش ہوئین خسرو و شیر دل پر سحر کیا کہ مرکب انکا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی پشت سے گرا دون آقا کو پامال کرون ہر چند خسرو روکتے ہین گھوڑا نہین رکتا جب خسرو و شیر دل کا یہ حال کر چکا تو شیدا اُنکے سامنے آیا بہت بہت سمجھایا کہ ای نور نظر اے پارۂ جگر قدرت سے بغاوت نکر مین چل کے تیری صفائی کرا دونگا وزیر زادی کو متہم کرنا کسی کنیز کو پھنسا دینا مین گواہی دونگا کہ اسکی خطا نہین ہے

قدرت کی پہلو نشین کہلاؤ گی سب تاجدار قدمبوسی کرینگے تمکو سب طرح کا اختیار ہوگا
شیدا نے جواب دیا مین ایسے اختیار کو آگ لگاؤن خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن جمع حسینان عالم مین بیٹھون ہر ایک یہی کہیگا کہ یہ رفیقان صاحبقران
مین اگر شرف بھو ہونے کا پایا تو دماغ اپنا عرش اعلی پر پایا تو کٹنا اور بھڑوا ہی
کہ اوس ساحر سیہ فام سے میری تقریب کریگا مین تو اوسپر لعنت کر چکی یہ کلمات سُنکر
مخلوق بہت جھلا یا تاج سر سے اُتار ا پکار کر آواز دی اے سرتاج سر شکن شیدا لے
غنچہ دہن کو لینا یہ کہکے تاج پھینکا یا ایک گنبد شیشے کا بنکر شیدا پر گرا شیدا
اوس گنبد مین بند ہوگئی ہزار طرح منتین کرتا ہے کہ ای دختر یہ سحر ساختہ ہفت پیکر
ہی دم بھر مین حال ابتر ہوگا جب کہ شیدا لے غنچہ دہن یہ باتین سُنکر کچھ نہ بولی
تو مخلوق نے آواز دی اے سرتاج شیدا نہ بچے گرفتار ہو جائے تاج جو اوس
ملعون نے پھینکا تھا اور وہ برج شیشہ بنکر گرا تھا شیدا تڑپ رہی ہی چاہتی ہی
برج کو توڑون ممکن نہین ہوتا مخلوق نے تیغہ کمر سے کھینچا خسرو شیر دل کو قتل کرنے چلا
اور مرکب بدلگامی کر رہا ہی کبھی الف ہوتا ہی کبھی چاہتا ہی درخت مین رگڑ دون کبھی
قصد کرتا ہی گر پڑون کسی طور سے شاہزادے کو پامال کرون اب مخلوق جو تلوار کھینچکر
چلا شاہزادے نے دیکھا کہ شیدا بند ہوئی گھوڑا میرا قبضے مین نہین اس انتشار
مین پکار اُٹھا ای خالق بے نیاز وا ے بندہ نواز اب اس آفت سے بچا لے
تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی **نظم**

بگریاند گہے بر صحن گلشن ابر گریان را	بخنداند گہے بر چہرۂ گل برق خندان را
گہے بر مور بخشد پایۂ تخت سلیمانی	گہے کمزور مثل مور می سازد سلیمان را
گہ از یک قطرہ در بطن صدف سلک گہر سازد	گہ از کوہ گران آرد برون لعل بدخشان را
گہ از وحدت عیان در دیدۂ اہل یقین گردد	گہ از کثرت نماید روے روشن اہل ایمان را
سخن در پارسی گوید بوصف خالق اکبر	اگر گردد مدد از غیب ہندی ثناخوان را

شاہزادے نے بیقرار ہو کر جو دعا کی ادھر شیدا کی بیقراری برق ثانی کی اشکباری

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بفضل خالق انس و جان
از پردۂ بیابان گرد بے برخاست اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ روے آفتاب سیاہ ہوگیا
تمام صحرا تاریک ہوگیا نخل معلوم نہین ہوتے سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا خسرو نے
دیکھا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن آگے آگے مرکب کو اُڑاتے ہوے لوح چمکاتے
ہوے آئے ہین بھائی کو دیکھا کہ گھوڑے نے عاجز کر رکھا ہی دوڑا دوڑا پھرتا ہی ایک
ساحر زبردست تلوار کھینچے ہوے چاہتا ہی کہ دشمنون کو قتل کرون ایک طرف ایک
برج شیشہ آراستہ ہی اسمین ایک نازنین خوشرو تڑپ رہی ہی چار ساڑھے چار سے
کنیزین بر چہرہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین برق ثانی قریب ایک نخل کے گرا ہی وہ نخل
برق ثانی کے پانون تھامے ہوے ہی اسنے رستم کو جو آتے دیکھا فوراً پکار کر آواز دی
ای آقاے نامدار آپ کے بھائی قتل ہوا چاہتے ہین انکو آکے بچائیے رستم نے گھوڑے
پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا للکارے اونا ہنجار او بدکردار کدھر آتا ہے خبردار
قریب شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ جانا پکار کر پوچھا ارے برق ثانی یہ عورتین کون ہین
کہ جو مبتلاے بلا ہین برق ثانی نے پکار کر آواز دی جو گنبد شیشہ مین بند ہین وہ
آپ کی چھوٹی بھاوج ہین عاشق جمال خسرو اور جسقدر عورتین پڑی وہ کنیزان ملکۂ
عالم ہین سحر مخلوق سے بیدم ہین باپ بیٹی مین خوب خوب سحر ہوے آخر باپ
غالب آیا بیٹی مغلوب ہوئی اب چاہتا ہی قتل کرے رستم گھوڑا چمکاتے ہوے
قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے جو رستم کو اس جاہ و تجمل سے دیکھا ہوش و
حواس منتشر ہوگئے کہتا ہی کہ اے مخلوق خالق نے کیا جاہ و جلال دیا ہی کسقدر
لشکر ساتھ ہے ایک طرف سے صاحب قران زمان پیدا ہوے لاکھ ساحر مخلوق
کے بڑھ کے رستم کو روکنے لگے رستم پیلتن نے بھی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا جسپر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ادہر سنبل ہفت گیسو وغیرہ نے جو یہ ہنگامے
دیکھے کہا لو صاحبو صحراے نرگس مین پہونچ گئے مخلوق جادو لشکر کشی کرکے آیا
ہمارے شہریار سے ساحر لڑ رہے ہین کیسے کیسے سحر کر رہے ہین مگر وہ صاحب جاہ

وتجمل ہین اُنکی جرأت کے طلسم مین غل ہین کئی سو ساحر مارے جل چلے تا بہ مخلوق جانے
نہین دیتے سنبل ہفت گیسوے گیسوے عنبرین کو جنبش دی اور لالہ عذار
نے بڑھکر چراغ دکھایا آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنکر چمکا ماہی سحر اور نہنگ بحری
نے دریاے سحر جاری کیے لشکر بھر مین تلاطم پڑگیا شفق خونخوار نے لکہ ابر گلنار
لشکر مخلوق پر گرایا ابر نے کئی ہزار کو اپنے دامن مین لیا لپیٹ کر جلایا ہر ایک کے
سحر نے تاثیر دکھائی ستر اسّی ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے مخلوق کے ہوش اُڑ گئے
حیران تھا یہ آفت کہان سے آئی آسمان پر جو نگاہ پڑگئی دیکھا کہ دن کو ستارے
چمک رہے ہین ایک ایک نازنین حسین وجمیل اپنا اپنا سحر کر رہی ہے اور
آفتاب فلک سیر نیّر اعظم بنا ہوا چمک دکھا رہا ہی ساحران مخلوق کو جلا رہا ہی جسپر
سحر کیا وہ جلکر گرا سر دھوکے رہگیا ایڑیان رگڑ کے مرا اُسنے آفتاب پر گولہ مارا گولے
نے یہ فعل کیا کہ نیر اعظم کی چمک کم ہوئی سنبل ہفت گیسو نے جو اپنی کاکلون کو
جنبش دی ماران سیاہ برسنے لگے باقی ساحر جو مخلوق کے تھے اُنکو ڈس لیا
اب مخلوق نے دیکھا کہ مین بالکل اکیلا رہگیا اہل لشکر افسران فوج راہی ملک عدم
ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سامان درہم برہم ہوے اب شفق خونخوار
طرف گنبد کے چلی خیال مین یہ ہے کہ گنبد توڑون اُس نازنین کو بھی نکالون مگر
رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے آواز دی کہ او خوک طینت
واو خرس بادیہ ضلالت اس شیر سے کیا گناہ سرزد ہوا اگر تیری بیٹی سے رسم و
مراسم ہوے تو کیا خطا کی کیا نان ونفقے مین فرق پڑا ہم لوگ بزرگ تھے ہمارا
دامن پکڑا ہوتا کیون اے برادر پرائی بیٹی کو کیون نکال لائے اور نان ونفقے
کی تکلیف دی کہ وہ تمھارے قتل پر آمادہ ہے مگر تو بڑا سنگدل ہی کہ داماد کا
قتل چاہتا ہی مخلوق نے جھلاکر کئی گولے رستم پر مارے یہ صاحب لوح ہین انپر
سحر کب تاثیر کرتا ہی سحر اُلٹا پلٹا رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے قریب مخلوق
کے پہونچے مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند آپ کے بندے پر یہ آفت اور

آپ آرام سے بیٹھے ہین بندون کی اپنے نہین سنتے ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی کئی سو مصاحب جمع ہین حسین عورتین سامنے رقص کر رہی ہین شراب پی رہا ہی ایک مہ جبین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

وحشی تھے بوے گل کیطرح سے جہان مین ہم — نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم — رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیدائے روے گل نہ تو شیدائے قد سرو — صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا — گویا کہ تیر جوڑے ہوے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی — شب کاٹتے ہین جاگ کے مُرغ کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے — مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے — اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو — رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے + — حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہی اپنے لیے بوریاے فقر — یہ نیستان ہی شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اسکا عجب نہین — جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہی کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف — اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہی کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف — نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر — بیدار بخت خفتہ ہی خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا — استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا — کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین — گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر — قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی — مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

سب ساحر مست بیٹھے ہین نشے مین جھوم رہے ہین تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین

ہفت پیکر ہر ایک کو جواب دیتا ہو کہ قدرت نے کیا صبر کیا مقام اپنے علیش کے چھوڑے اس قصر مین آکر ٹھہرے مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا خبر سنی کہ آتے ہین مگر قدرت نے وہ لشکر جمع کیا ہو کہ اگر دارا و سکندر بھی اس لشکر کو دیکھ لیتے تو نام لشکر کشی نہ لیتے یکایک آواز کان مین آئی یا خداوند مد دیجیے مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے پاس کدھر بھاگ کے جاؤن کیونکر جان بچاؤن آپ خداوند کس دن کے واسطے ہین کہ ملک التموکو نہین منع کرتے کہ میرے پاس نہ آئے کیسے قدرت صاحب اختیار ہین آجکل ایسے مجبور و ناچار ہین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی یار و صحرائے نرگس مین تلوار چل رہی ہو مخلوق سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا چند ساعت کی اسکے قتل ہونے مین دیر ہو کوئی تم مین ایسا ہو کہ اسکو جاکر اٹھا لائے یہ سنکر چشم پوش جادو کہ در ان سلطنت مین سے ہو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا کو اٹھالاؤن کہ مخلوق کو ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ قدرت طلسم کشا کے مقدمے مین تقدیر نہین کی لیکن جاکر مخلوق کو اٹھالا کیا مقام افسوس ہے کہ جس نازنین پر قدرت مائل ہو تھے اُسیر حمزہ نے قبضہ کر لیا کیسا قدرت کو قلق ہے مگر وقت صبر و جبر ہے اگر قدرت ایسا نہ کرین تو تم لوگ خداوند نہ سمجھو اے چشم پوش جلد جا مخلوق کو اٹھالا طلسم کشا پر ہاتھ نہ ڈالنا وہ نظر کردۂ قدرت ہے لوح کو اُسکے واسطے ظاہر کیا جادوگرنیون کو حکم دیا کہ جاکر اُسکی مدد کرو انتہا ئے مہربانی یہ ہے کہ اپنی معشوقہ پر اختیار دیا سب صحبت والے بجا اور درست کہ رہے ہین کہتے ہین قدرت نے ایسا جبر کیا کہ کوئی نہ کر سکتا معشوقۂ قدرت کو پسر حمزہ لیے جاتا ہے اور قدرت صبر فرماتے ہین مگر چشم پوش تڑپ کر بلند ہوا یہان وہ وقت ہو کہ مخلوق سحر کر رہا ہے رستم گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین کبھی شیر سامنے کر دیا رستم نے گھوڑے کو اشارہ کیا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ شیر کا سر پھٹ گیا مخلوق نے نعرہ کیا دیو سامنے آیا رستم سے مقابلہ کیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہو گئے مخلوق نے پھر آواز دی کہ اے سیہ تاب اسکو لینا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون

للکارتا ہوا آیا رستم پر برس پڑا رستم نے اُسکے وار روک کر جو ہاتھ مارا ایک کے دو ہو گئے اس طور سے مخلوق اپنے کو بچا رہا ہے کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مخلوق سمجھا ہمراہیان رستم سے کسی ساحر نے یہ سحر کیا ہے اُٹھا کر گولہ مارا وہ گولہ جاکر پھٹا دیکھا ایک ساحر سیاہ چشم ایک اژدر پر سوار آگ برسا رہا ہے مخلوق نے ایک دو ہتھڑ گینڈے پر مارا شعلہ بھڑک کر اُس ساحر پر گرا کہ اعضائے جسم سے شعلے نکلنے لگے اُس ساحر نے اپنے اوپر باران سحر برسایا اس حیلے سے آگ کو بجھایا للکار کر آواز دی او بیحیا تو اسی قابل ہے مجھے قدرت نے بھیجا تھا کہ مخلوق کو اُٹھا لاؤں مین تیرے لینے کو آیا تھا تو نے مجھی پر سحر کیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہکے ایک گولہ کھینچ مارا وہ گولہ مخلوق کے قریب ہو بچا مخلوق نے اپنے کو بچایا سر پر گردن کے پڑا گینڈے کا سر پھٹ گیا مخلوق نے اور گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی او بیحیا اب تو بچ یہ کہکے اسم سحر پڑھا گولہ پھینک مارا گولہ قریب جاکر پھٹا اُس گولے سے دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر ساحر گھبرایا کڑک کر مخلوق پر گرا مخلوق نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحر نے گریبان پر ہاتھ ڈالا مخلوق لپٹ گیا دونون سحر کرتے ہوئے لڑ رہے ہین کبھی منھ سے شعلے چھوڑتے ہین کبھی آپس مین کاٹم کاٹ ہوتی ہے ایک کی ایک بوٹیان کاٹ کے پھینک رہا ہے مخلوق کے جو جسم مین درد ہوا پکار کر آواز دی ہفت پیکر پر لعنت ہے بیحیا سے مدد مانگی تھی کہ دشمن کو بلایا تھا ہفت پیکر نے آواز سنکر کہا ارے میرا بندہ تڑپ رہا ہے مخلوق پر کوئی مصیبت ہے ای مسعود چرخ گردان دیکھ تو کہ بندہ میرا کیون چیخ رہا ہے اگر خلاف کچھ کرتا ہو تو سزا دینا خلاف نہ کرنا مسعود چرخ گردان چلا آسمان سے آکر دیکھا کہ طلسم کشا تو الگ کھڑے ہین مخلوق و چشم پوش آپس مین لڑ رہے ہین دونون کے بدن سے خون بہ رہا ہے مگر مخلوق زیادہ زخمی ہوا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اس کتے سے بچائیے بے ادب بلا پڑتا ہے ساحر جواب دیتا ہے ابے تو کتا تیرا باپ کتا مین نے تو کاٹا تو نے کیون کاٹا جیسا سوال کریگا ویسا جواب پائیگا مین کیا کسی بات مین بند ہون مسعود چرخ گردان

نے جو یہ حال پر ملال دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیون لڑ رہے ہین طلسم کشا کھڑے
ہنس رہے ہین سرداران طلسم کشا فرماتے ہین دونون بیحیا بے شرم ہین جنگ پر
دونون سرگرم ہین مسعود نے گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی کہ لو اب
تم پر غضب خداوندی آتا ہے جہانتک ہو سکے لڑو اب جہنم مین جاؤگے سرکشی کا مزہ
اُٹھاؤگے مخلوق زخمون سے بیقرار تھا چشم پوش کو ڈھکیل دیا گولہ چشم پوش
پر پڑا کہ چشم پوش کا سر پھٹا مخلوق نے پکار کر آواز دی ارے مسخرے تو کون
ہی کہ میرے حریف کو مارا مین کیا لڑنے کو اُس سے کم تھا اُسلے تو بوٹیان کاٹ کر
میری پھینکین مین بوٹیان اُسکی کھا جاتا مسعود نے کہا بس خاموش رہو ورنہ آفت برپا
کرونگا دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ مخلوق نے گولہ مارا مسعود نے اُس گولے کو
ہاتھ مین لیا وہی گولہ مخلوق پر پھینک مارا مخلوق کے زخم پر پڑا درد جو ہوا کہا خون
اپنا اُس گولے پر ڈالکر پھینک مارا مسعود سمجھا کہ ہاتھ پر روک لونگا جیسے ہی چاہا گولہ
روکون کہ گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مار کر مسعود کو مخلوق نے
چاہا نکل جاؤن رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان
مین پیوست کر کے مارا سینہ پر کینہ مخلوق پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو مار گذرا مخلوق کا مرنا
کہ گنبد شیشہ ٹوٹ گیا گھوڑا خسرو کا دوڑتے دوڑتے رکا کنیزین ہوشیار ہوئین
برق ثانی نے رہائی پائی دوڑ کر اپنے آقا کی رکاب تھامی ملکہ شیدائے غنچہ دہن
رستم و خسرو کو ساتھ لیکر قصر نرگس مین آئین جو ساحر وہان بسے ہوے تھے
اُن سب نے بدل اطاعت اختیار کی ملکہ نے بڑی دھوم سے رستم کی دعوت کی
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا رستم جاکر مسند پر بیٹھے گرد سب شاہزادیان دنگلون
پر سرداران صف شکن بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آقا سے
نامدار نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کون کون سے ساحر قتل ہوے کہ سمک یلدرقی
نے دست بستہ عرض کی صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین
آپ سب صاحبون کو یاد فرماتے ہین اور فرمایا ہے یہ خسرو کا کیا معرکہ گذرا خسرو تو

شرم سے غرق عرق ہوگئے رستم نے کہا بھائی کیون گھبراتے ہو مین امیر سے کہونگا
شیدا نے کہا مین خود عرض کرونگی کہ مین طالب دین اسلام کی تھی خوف یہ ہوا کہ اگر
سحر سے توبہ کرون یہان کے ساحر کیا قیامت برپا کرینگے ایک کلمہ نہین پڑھا دل سے
اطاعت اختیار کی سرکار کی کنیز ہون رستم نے فرمایا کہ بھابھی صاحب صحرائے
نرگس کا تمھین کو اختیار ہے شیدا نے اس سرفرازی پر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کیا ذرہ نوازی ہے سب سردار خوش بیٹھے ہین بوقت سحر رستم نامور نماز پڑھکر
اول خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت شاہزادہ خسرو کی بیان کی کہا حضور
یہ مقام سخت تھا پروردگار نے اپنی قدرت سے فتح کرایا اب کل مقابلہ ہفت پیکر
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا اب کوچ کرو رستم نے کہا شیدا نے کل ہماری دعوت
کی تھی آج حضور کا بھی داخلہ قصر نرگس مین ہو کنیز کو حضور سرفراز کرین صاحبقران
نے فرمایا کہ تم تو بھاوج کے ساتھ عیش مین رہو ہم شکار کھیل آئین رستم نے کہا
بہت مناسب ہے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے مقبل و عمرو کو ساتھ لیا
بیلے قراول میر شکار سامان شکار لیکر ہمراہ ہوے صاحبقران طرف صحرا کے چلے دیکھا
بہت سے آہو چرا مین مصروف ہین صاحبقران نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو گرا
فرمایا کہ خواجہ جلد ذبح کر لو ایسا نہو تڑپ کے جان دے عمرو نے کمر سے چھری نکالی
جیسے ہی قریب آہو پہونچے آہو اُٹھکر بھاگا عمرو نے آواز دی آقا وہ آہو جاتا ہے
آہو جاکر آہوؤن مین ملگیا امیر نے اشقر کو مہمیز کیا آہو بھاگے جب تیر مارا تو پار کر پشت کو
پار گذرا مگر وہ اُسی طرح بھاگا جاتا ہے عمرو نے پکار کر آواز دی دیکھو آقا اسی دن کے لیے
منع کرتا تھا کہ عورتون پر زیادہ میل نہ کرو اب اتنی ہاتھ مین طاقت نہین کہ تمھارے تیر سے
آہو گرے دیکھو تیر کھاکر بھاگے جاتے ہین امیر کو غصہ آیا نیزہ ہاتھ مین لیا اشقر کو
رانون مین مسلا مرکب اشقر دیوزاد طرارہ بھرکر برابر آہوؤن کے پہونچا امیر نے
نیزہ مارکر آہوون کو زخمی کیا مگر اُس زخم کو بھی آہو نہین مانتے سامنے ایک کوہ معلوم
ہوا اُسکے درے مین جاکر آہو غائب ہوے صاحب قران نے درۂ کوہ مین گھوڑا

ڈالدیا انتہا کا اندھیرا تھا صاحب قران کے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک درے مین ایک ساحرہ کوڑا ہاتھ مین غصے مین کف منھ سے جاری چند قیدی بیٹھے ہین اُنکو کوڑے مار رہی ہو اور کہتی ہے ارے تم چالیس جوان ہو اگر ایک دن مجھکو سرفراز کرتے تو مین کاہیکو ملول ہوتی ہین تم سب کو کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی صاحبقران نے جو بغور دیکھا اپنے اُن سردارون کو پایا کہ جو قلعۂ طلسم پر قید ہوے تھے بدیع الزمان کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین صاحب قران نے جو اپنے سردارون کو دیکھا بیتاب ہوگئے آواز دی اور للکارا یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی لائق اس جفا کے ہین ساحرہ نے للکار کر آواز دی تو تو مجھکو ضرور قبول کریگا ہر چند کہ تیرا سن زیادہ ہے مگر جوان شوقین معلوم ہوتا ہے اگر مجھ سے وصل اختیار کرے تو وہ مرتبہ دون کہ عالم رشک کرے زور و طاقت سب بڑھا دون کہ بڑے بڑے رستم نہ زیر کر سکین جس سے چاہے جا کر مقابلہ کر نافی الحال طلسم کشا بڑا صاحب طاقت و قوت ہے اگر اُس سے مقابلہ کروگے اُسے بھی زیر کر لوگے بڑا مرتبہ پاؤگے قدرت سپہ سالار قدرت خطاب دینگے مسکرا کر صاحب قران کا ہاتھ تھامنے لگی امیر نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور پھر کوڑا اُٹھایا چاہا مارون کھینچ کے اسی قید خانے مین ڈالدون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا مثل گوے غلطان زمین پر گرا صداے ہو حق بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گرفتار جادو بود امیر نے اپنے سردارون کو رہا کیا بدیع الزمان نے قدمون کو بوسہ دیا امیر سردارون کو لیکر درۂ کوہ سے نکلے حال سردارون سے پوچھتے ہوے سب نے عرض کی اے شہریار جب قلعے پر پہلوان سے مقابلہ پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا یہ ذہن مین نہ آتا تھا کہ کس سے لڑ رہے ہین زیر کر کے اُسنے قلعے مین بھیجا اس ساحرہ کے سپرد ہو ہر ایک سے خواہان وصل ہوتی تھی آج یہ قول تھا کہ سب کو قتل کرونگی تم کیسے مرد ہو کہ مجھ ایسی معشوقہ کو قبول نہین کرتے ہو جس کسی نے انکار کیا بدعت پر کمر باندھی کوڑا لیکر

موجود ہوئی اب خنجر کمر سے نکالا تھا کہ خدا نے حضور کو پہونچایا رستم نے جو لشکر مین خبر سنی کہ
صاحب قران مع اپنے سردارون کے آتے ہین قریب بارگاہ کے پہونچے خوش ہوکر
برائے استقبال نکل پڑے راہ مین آکر صاحب قران سے قدمبوس ہوے بھائی
سے ملے بدیع الزمان نے رستم سے پوچھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ کہان ہین قاسم
خبر سُنکر حاضر ہوے عم نامدار کہکر ملے قدمبوس ہوکر عرض کی کہ حضور جاکر ایسے قید ہوگئے
کہ ملک گیری موقوف رہی اب ہمراہ صاحب قران مقابلہ ہفت پیکر مین چلیے جرأت
کا حال کھلیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا ملکہ شیدا نے بڑی دھوم سے صاحبقران
کی دعوت کی صحرائے نرگس آباد رعایا دلشاد رعایا والے کہتے تھے کہ خدا ایسے حاکم
کو سلامت رکھے کہ تشریف آوری سے تمام صحرائے نرگس آباد ہوگیا شب بھر اسی
عیش و عشرت مین گذری بوقت سحر رستم سوار ہوے ایک جانب صاحب قران
زمان ایک جانب خسرو شیر دل مع جوانان مرصع پوش لندھور و مالک وبہرام
اپنے اپنے مقام پر رستم لشکر لیکر آگے بڑھے لشوکت تمام طرف قصر عشرت کے
چلے یہان وہ دن ہے کہ ہفت پیکر قصر عشرت سے باہر آیا بارگاہ طلسمی استادہ ہے
اُسمین آکر بیٹھا تین سی مصاحب گرد وپیش آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے
دماغ تر ہے جام مے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
نازنینان مہ جبین و مہر تمکین لباس فاخرہ پہنے ہوے غرق دریائے
جواہر بناز و ادا سامنے ہفت پیکر کے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہی ہین

نظم

تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے	زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے
ڈالدیتا ہون جو مین اُسکے گلے مین ہار کے	بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے
رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے	مارڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے	جن چڑھے اُسپر جو ٹھہرے سائے مین دیوار کے
گوش افسانے سُنتے تو تجھسے خوش خریدار کے	آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین کوے یار کے
دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہین رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن
خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کسطرف بجھوائے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
کوہ و صحرا و دعلاقے ہین یہ اپنی سرکار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند
طرہ قابل سر کے ہو گردن ہو لائق ہار کے

بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اسنے ہو سائل ہون جو دیدار کے

خواہ مروارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جچتے ہین وہ جو یاہین تری دستار کے

کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سنکر کھلا ہمکو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہی قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہو تو اے سفاک اک وار اور کر
زخم اوچھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہگیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہی شراب اس کجکلہ نے بارہا
جیتھڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش در کوے یار کے

اس ہنگامۂ عیش ونشاط مین ہفت پیکر بیٹھا ہی لشکر صحراے عشرت مین فرو کش ہے افسران فوج اپنے لشکر درست کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کی آئی کہ بارگاہ ہل گئی تخت پر ہفت پیکر اچھل پڑا کہا یارو یہ کسکی آمد ہے قبۂ بارگاہ ہل رہا ہے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا ساتھ چالیس بھائی ہمراہ ذو انخمار عادی وارجاہ عادی ودریا بار عادی وغیرہ مسلح ومکمل

بھائی کو گھیرے ہوئے پشت پر چالیس ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے کہ بارگاہ سلیمن
لشکر کی ٹھہر گئین سب افسر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے پہلوان عادی آکر ٹھہرا سامنے
صحرائے خارستان تھا مبارک بیلدار کو اشارہ ہوا بارہ ہزار بیلدار لیکر چشم زدن مین
صحرائے خارستان کو کاٹ کر پھینکدیا کئی سو کوس کا میدان عادی نے اپنے
قبضے مین کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی قزاق اپنے اپنے مقام پر اترے ہفت پیکر
بھی تماشہ دیکھنے کو باہر نکل آیا پھر گرد اڑی عادی مسلح ٹہل رہا ہو کہ دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا دارائے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار عادل شیر دل و فاضل
شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک و گھنی وغیرہ چالیس سردار
مسلح و مکمل جھول پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر نو لاکھ ہندیون کا لشکر جوانان
ہندوستان پر رعنائی و زیبائی دور کا بے مرکبون پر سوار گھوڑون کو چمکاتے ہوئے
پیدل اکڑتے ہوئے رنگین دوپٹے کاندھون پر پڑے ہوئے سپر و شمشیر پر قبضہ
نہایت تکلف سے لشکر لندھور آکر پہونچا جوانان لشکر ٹہلنے لگے وہ جنگل رشک گلزار
ہوا دوکانین جمنے لگین جوانان ہندی انتظام کر رہے ہین بارگاہین خیمے استادہ
ہو رہے ہین ایک جانب بھنگیرون کی دوکانین آراستہ ہوئین دور تک صفین
جم گئین بالین استادہ ہوئین وہ کانون پر آبیٹھین جوانان نشہ باز ٹہلتے ہوئے پہونچے
چونی اٹھنی پھینکی پکار کر آواز دی بی بھنگیرن صاحب سال جہان کاٹرا بھروادیئے
نشے اترے ہوئے ہین ایک ہی دم مین نشہ ہو جائے بھنگیرن نے چلم لیکر چرس
جمائی بنازوادا حقہ مین خود منھ لگا دیا جوان نے حقہ ہاتھ سے لیکر دم مار دیا اور آواز
دی۔ فرد۔ نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا رندون مین + پیارے
دم ہی کا تو فرق ہے مردے و زندون مین + نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا
پکا ہے + بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہے + آنکھین ابل آئین
چہرہ سرخ ہوا ایک جانب بھٹی شراب کی ساقی بچے قبول صورت بیٹھے ہین پیر مغان
شراب دے رہا ہے لاؤ لاؤ کا ہنگامہ ہے کوئی پہ ہے گا رہا ہے کوئی ہاتھ

اٹھا رہا ہے کوئی کسیکی پگڑی اچھال رہا ہے ہنگامہ گیر و دار میخواروں میں بلند ہے ایک جانب گانجا اُڑ رہا ہے دم مارنے والے آوازیں لگا رہے ہیں کہ جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی اور گانجا آواز دیتا ہے پینے والے کو کھانسی کروں گھر اکروں اسیر بھی پینے والا نہ مرے تو میں کیا کروں لشکر میں ہندوستان کے ہنگامہ پڑا ہوا ہے ہفت پیکر نے جو خیال کرکے دیکھا کہ ایک سردار نولاکھ سے آیا ہے میری فوج آٹھ سات لاکھ سے زیادہ نہیں ہے مگر موچھوں پر تاؤ دیکر کہتا ہے کہ یہ لوگ سب آپس میں لڑینگے رفقا عرض کر رہے ہیں کہ قدرت نہ گھبرائیں ملازمان دربار کو جو نامے گئے ہیں لشکر مسلمانان آلے تو اُن سب کی آمد شروع ہوگی اسقدر فوجیں آئیں گی کہ گاوِ زمین بار نہ اُٹھا سکیگی یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو ایک جوان کو دیکھا کہ پشت مادیان پر سوار نیزہ دوز بابۃ ہاتھ میں مادیان کو اُڑاتا ہوا دریاے آہن میں غوطہ زن پشت پر اسی ہزار نیزہ داران عرب نیزے چمکاتے ہوے دور کابلے گھوڑوں پر سوار اس کر و فر سے جو یہ جوان پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا اس جوان کا کیا نام ہے واقفکاروں نے بیان کیا ہم چشم لندھور سپہ سالار دست چپ موسوم بہ مالک اژدر و صاحب نیزۂ دوسر غلام نبی وچاکر حیدر ہفت پیکر خاموش ہو رہا زوال آفتاب کا وقت ہے کہ پھر گرد اُڑی خاقان ابن الخاقان یعنے بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیوں سے آکر پہونچا بہرام کی آمد سے اسقدر گرد اُڑی کہ شام ہوگئی وقت آخر تھا آمد فوجوں کی موقوف ہوئی جو جہاں تھا وہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا ہفت پیکر اُٹھکر بارگاہ میں آیا رفیقوں کو حکم دیا کہ کل سویرے سے تخت ہمارا باہر بچھے آمد فوج مسلمانان کا تماشہ دیکھیں گے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جب چمکا ہفت پیکر تخت پر باہر آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا تمام صحرا زمردنگار ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان گردشکن مع تین لاکھ فوج کے آکر پہونچے کہ بائیں جانب سے بھی گرد اُڑی صاف ثابت ہوتا تھا کہ دریاے خون جوش مار رہا ہے تمام فوج یاقوت پوشوں کی ساتھ نوبت نقارے بجتے ہوے ارابے خزانۂ افراسیابی کے ساتھ ساتھ ان

دونون جوانون کی آمد مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا تیسرے دن پھر آکر بیٹھا
سرداران ہفت ملک اور تاجداران عراق و اصفہان کی آمد مین پھر شام ہوئی
ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا چوتھے دن پھر آکر بیٹھا آمد اُن تاجدارون کی ہوئی کہ جو قلعے خواجہ
عمرو نے تسخیر فرمائے تھے وہ تاجدار آکر پہونچے نو دن برابر ہفت پیکر شام کو اٹھ گیا
دسوین دن نقار خانہ سکندری پر چوب پڑی کہ زمین تھرا گئی دامنہ گرد کا جو شگافتہ ہوا
دیکھا نقار خانہ سکندری گڑگڑاتا ہوا شہنا نواز روشن چوکی بجاتے ہوے ایک سمت
نقار خانہ سلیمانی آگے سب کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحب قران امیر
عالیشان اشقر دیوزاد پر سوار تیغۂ عقرب سلیمانی قبضے مین تیغۂ صمصام و قمقام و
نیمچہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار و فرزندان باوقار
امیر کو گھیرے ہوے پشت پر لشکر ظفر اثر اس جاہ و حشم سے صاحبقران دسوین
دن نمایان ہوے آکر اُترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے کہ ایک جانب سے اکتارے
کی آواز آئی دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار سات جہتر چودہ سرہنگ گھیرے ہوے پشت پر
ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے قرغول و بادھرے کے باندھنے والے لباس
عیاری زیب جسم شلنگین لگاتے ہوے خنجرون کو چمکاتے ہوے سردارون نے
ہفت پیکر سے کہا اِس شخص کو حضور نے پہچانا عمرو یہی ہے ہفت پیکر نے کہا چپ رہو
اسکا نام نہ لو قدرت نے اسکے نام مین تاثیر بخشی ہے اسکو سب طرح کا اختیار ہے جہان
چاہے جائے جس ساحر کو چاہے مار لے قدرت دخل نہ دینگے ہزارہا ساحر اس شخص کے
ہاتھ سے مارا گیا اور قدرت نے دخل نہ دیا لیکن اب آمد مسلمانان موقوف ہوئی سردارن
نے عرض کی ابھی آمد طلسم کشا باقی ہے آگے سب کے صاحب قران آئے ہین
کل سے اب اُنکی آمد شروع ہو گی اسیر ہفت پیکر نے کہا نہین معلوم طلسم کشا
کے ساتھ کسقدر فوج ہے وزرا نے عرض کی زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ تیرہ
لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہے چار لاکھ ساحر و نو لاکھ غیر ساحر تاجدار سردار

جادوگرنیان نامی گرامی بادشاہ جبل اعلےٰ ملکہ سلما تک ساتھ ہین اِن سب کی آمد ہوگی تمام
صحرا معمور ہو جائیگا دیکھیے ابھی جنگل خالی پڑا ہوا ہے ہفت پیکر اُٹھ گیا پھر صبح کو آ بیٹھا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی اولان اول شاہزادہ خسرو شیر دل اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے
آکر پہونچے بعد خسرو کے عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ دو دو لاکھ سے اور تین تین
لاکھ سے آکر پہونچے اور اُسی میدان مین اُترے خسرو نے بارگاہ زر بفتی پہلو مین بارگاہ
سلیمانی کے رستم کے لیے استاد کی تبے بارگاہون کے قبہ فلک سے ہمسری کر رہے ہین دن بھر
ہفت پیکر دیکھا کیا شام کو اُٹھ گیا صبح کو پھر آکر بیٹھا آمد فوج رستم شروع ہوئی نواح
فوج تین دن مین آکر پہونچی زوال آفتاب ہوچکا ہے کہ ذرے زمین کے چمکنے لگے
نیر اعظم آسمان پر چمکا ساحرون کے بھیجے پگھلنے لگے ہین چھینٹے بھرتے تھے
ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون آتا ہے سرداروں نے عرض کی حضور آفتاب خاک
کا ہن رفیق طلسم کشا کہ وہ آفتاب زمین پر اُترا گرمی موقوف ہوئی آفتاب فلک سیر
کے ساتھ بارہ ہزار ساحر تھے ایک جانب آکر اُترے لشکر ہفت پیکر کو بہ نگاہ قہر و غضب
دیکھ رہے ہین چاہتے ہین افسر کا حکم ملے تو شکر دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین
ہفت پیکر کو باندھ لائین ہفت پیکر اُن کے ارادون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہے
کہ دوسرا ابر سیاہ اُٹھا سب دیکھ رہے ہین زیر ابر زنگیان آدمخوار چھپے ہوے معلوم
ہوتے ہین وہ ابر شق ہوا سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلےٰ ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی قریب بارگاہ آفتاب ایک بارگاہ استاد تھی اُس بارگاہ مین
داخل ہوئی آمد سلما مین شام ہوگئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا صبح پھر آکر بیٹھا کہ ابر
گلنار پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ خون برس رہا ہو گل شجر و حجر سرخ ہوگئے وہ ابر شق
ہوا ملکہ شفق خونخوار ابر سے نکلین ساٹھ ستر ہزار جو ساحر ساتھ تھے وہ گرد بارگاہ آکر
اُترے پھر شام ہوئی دوسرے دن صبح کو پھر ہفت پیکر آکر بیٹھا کہ ابر نارنجی آسمان پر
آکر چھایا اُس ابر سے بوے خوش آرہی ہے کہ تمام صحرا معطر و معنبر ہوگیا صاف ثابت
ہوتا ہے کہ جنگل رشک صحراے ختن ہے ابر پھٹا ابر سے ملکہ مشکبار جادو مع بارہ ہزار

جادوگریون کے پیدا ہوئین آفتاب فلک سیر نے پوچھا کیون ملکہ عالم طلسم کشا کے
پہونچنے مین کیا عرصہ ہے مشکبار نے کہا شہریار کی تشریف آوری مین کئی دن کا زمانہ
ہے یہ خبر ہرکارون نے ہفت پیکر کو پہونچائی ہفت پیکر حیران ہو رہا ہو دل سے کہتا ہے
کہ ابھی طلسم کشا کی آمد باقی ہے صرف امیر آئے ہین صحرا سارا فوج سے معمور ہو گیا
یہ کہکے اُٹھ گیا رات بھر حیرت مین رہا اور تڑپا کیا صبح کو پھر آکے بیٹھا کہ ابر ہفت رنگ
پیدا ہوا طائران نغمہ سرا ابر کے نیچے نغمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر سے پھول برستے
ہین کسی ابر سے دھوپ ظاہر ہے کسی ابر مین رات کا سامان ہویدا ہے کسی ابر سے
برق چمک رہی ہے کسی ابر سے رعد گرجتا ہے سات ابرون سے سات صورتین پیدا
ہین اس ابر کو دیکھکر ہفت پیکر گھبرا گیا پکار اُٹھا کیون بندگان من یہ کون بندہ
بے ادب آتا ہو سب جادوگرون کا سرکردہ ہفت رنگ جادو رازدار ہفت پیکر
جو پہلو مین بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ یا خداوند قدرت نے نہین پہچانا سنبل ہفت گیسوئی
آیا ہی سحر بھی جب کرتی ہے زمین ہلا دیتی ہے ملکہ خوشبو دماغ رس اسی کا بیر ہے
جسکے سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہے ملکہ مشکبار نے اسی سے خوشبوے دماغ رس
کو لیا ہے اسکا سحر چلا اور خوشبو آئی حریف اسکا دیوانہ ہوا ہفت پیکر نے
گھبرا کر کہا قدرت نے ان شاہزادیون کو کیون تعلیم کیا قدرت یہ نہ جانتے تھے
کہ یہ شاہزادیان ایسی بدکار ہونگی مصاحب سب بول اُٹھے یا خداوند ایسا کلمہ
زبان سے نہ فرمائیے مسلمان سنین گے تو اعتراض کرینگے کہین گے کہ قدرت نے
جو پیدا کیا تو انجام انکا نہ سمجھ لیا یہ کیسے خداوند ہین انھین وجوہ سے مسلمان لوگ
آپ کو نہین مانتے لات و منات و سامری و جمشید کو بھی نہین مانتے اب مناسب
ہو تو قدرت تقدیر کرین انکے دلون کو پھیرین یہ حرکات ان سے موقوف ہون
قدرت کی بدل اطاعت کرین ہفت پیکر نے کہا قدرت نے جب انکو پیدا کیا
تو آخر مین مقام انکا جہنم لکھا ہے یہی مصلحت تھی کہ انجام انکا شرکت مسلمانان ہو
اب قدرت تقدیر کیا کرین جس حال مین ہین اسی حال مین رہنے دو یہان

سنبل ہفت گیسو جو ابر سے نکلی سب ساتھ کی شاہزادیان کھڑی تھین اُن مین آکر ملگئی
کہ اور ابر گلنار اُٹھا وہ بھی آکر شق ہوا ملکہ لالہ عذار آکر پہونچی چالیس شاہزادیان اسی
کروفر سے آکر پہونچین ایک مہینہ کئی دن کے بعد نوبت نقارے کی آواز آئی اتنی بڑی
گردوم تھی کہ ہفت پیکر گھبرا گیا کہا کیون بندگان من حمزہ کی آمد سے زیادہ شور معلوم
ہوتا ہو آخر یہ کون آتا ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض کی کہ فرزند
نے کافر کو بد دعا دی - قطعہ ای فخر جہانبانی وفا ساقط ازو + گو ہر بہ دہن داری
ورا ساقط ازو + روزان وشبان زحق تعالے خواہم + مرکب وہدت خداوبا ساقط ازو
قدرت کی عمر دراز نہ ہو تقدیر کو کمی مزاج مین برہمی طلسم کشا تشریف لاتے ہین یہان سے
سب سردار مع صاحبقران زمان براے استقبال روانہ ہوے بیٹے کی شوکت
بڑھانا منظور ہے تو خود براے استقبال فرزند گئے ہین اور فرماتے ہین کہ یہ طلسم ہفت پیکر
کا صاحبقران ہے رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح طلسمی حاصل کی اور مرحلہ جات فتح
کرکے آیا ہفت پیکر کا وہی ہم نبرد ہے انشاء اللہ سامنے اُسکی شوکت کے ہفت پیکر
گرد برد ہے ہفت پیکر نے ہنسکر جواب دیا جسقدر چاہین شوکت بڑھائین کل سے
وہ فوجین آئینگی کہ مسلمان جنکے سامنے حقیر معلوم ہونگے اس لشکرکشی کو بھول جائینگے
ای ہفت رنگ طائران خبر رسان کو حکم دے کہ تاجدارون کو خبر کردین کہ کل سے
آمد شروع ہوجاے یہ ذکر تھا کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے
رستم پیلتن چارسو سردار تاجدار چار جانب سے گھیرے ہوے ایک طرف شاہزادیان
مشتاق جمال رستم مہتر سمک بلداقی بہانے عیاری سے آراستہ رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے پشت پر تیرہ لاکھ سوار وپیادل فوج کے دل کے دل اور جملہ افسران
ساحران ہمراہ ادھر لندھور و مالک وغیرہ سرداران صاحبقران و قاسم
و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملاتے ہوے قاسم فرماتے ہوے کہ آج قبلہ وکعبہ
نے کیا لشکرکشی کی ہے کبھی ہمکو یہ دن نصیب نہین ہوا بدیع الزمان ہنسکر جواب
دیتے ہین کہ یہ خاوری کس بات پر پھیلاتا ہے شکر ہے کہ میرے بڑے بھائی نے

اس طلسم وسیع کو فتح کیا حقیقت مین ایسا لشکر لیکر آئے ہین کہ مین نے جنگ ہفت صیف کو نگاہون سے گرا دیا ورنہ وہ لشکر کشی میری بھی ایسی ہوئی کہ ہفت دفاتر مین مرقوم ہو کہ ایسی لشکر کشی کسی نے نہین کی مگر آج طبیعت مثل گل شگفتہ ہے میرے بھائی کو خدا نے یہ مرتبہ دیا کہ ہفت پیکر پر لشکر کشی کی ماشاء اللہ کس دھوم سے آئے ہین کہ طبقے زمین کے اُڑ گئے بقول شاعر - فرد - ز سم ستوران درین پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + فردوسی نے یہ شعر آج ہی کے دن کے لیے کہا تھا صاحب قران لشکر سے خود نکل آئے رستم نے جو صاحب قران کو آتے ہوے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جھک کر سلام کیا امیر نے ہاتھ پھیلا کر مثل جان کے آغوش مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا اے نور نظر شکر پروردگار کرتا ہون کہ مجھکو تم ایسا فرزند پروردگار نے مرحمت فرمایا کہ ایک طرف سے پھر گرد اُڑی بارہ ہزار جوانان زرین پوش بارگاہ زرین لیکر حاضر ہوے بڑھکر اُس بارگاہ کو استادہ کیا افسران سب کا جوان زرین پوش دست بستہ سامنے رستم کے آیا کہا حضور بارگاہ زرنگار مین جلوہ فرما ہون زرخیز وفاشعار غلام کا نام ہے رستم اُسکے ساتھ بارگاہ زرنگار مین تشریف لائے صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی مین گئے رستم جو آکر بیٹھے شاہزادیون نے محفل عیش و سرور کو ترتیب کیا گائنین خوش گلو بہ خوش آوازی ان اشعار کو گانے لگین نظم

کون پوچھے حال تلخی عاشق دلگیر سے
ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر سے

جوش وحشت کشمکش اُس ناتوان دلگیر سے
جو نہ در تک پہونچے صحن خانۂ زنجیر سے

کام ہوتے ہین جوانون کے سپہر پیر سے
پشت خم سیدھی نہو گی یہ کسی تدبیر سے

دوستو لے آو قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا ئینگے کہ اب تو جنگ ہی تقدیر سے

صبحدم جاتا ہے پہلو سے مرے وہ مہ جبین
دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے

ہون غضب سے اسکے سرگرم فغان شعلہ زن
جل گیا جی احتراق زہر کی تاثیر سے

لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل
ہین مشابہ آپ کی زلفین بہت زنجیر سے

کام جز الفت نہین ای کاتب اعمال یان / فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے

طوطیان سیکھین کہان ہی نالۂ رشک آفرین / ہو نہ زیب پشت آئینہ تری تصویر سے

ہون سزاوار ستم مین نے کیا ہی جرم عشق / بوالہوس ہین بیگنہ پھر کیون ڈرین تقدیر سے

ای فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل / دیکھنا بھی مٹ نہ جائے سرمۂ تسخیر سے

حسن کی نیرنگیون سے کم نہین نیرنگ عشق / توبہ تو جلوہ ملا تو رنگ کی تغییر سے

رشک دامان جواہر اور لکھی ہے غزل / جسکو مفلس کم نہ جانے نسخۂ اکسیر سے

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا لیکن ہفت پیکر جو پلٹ کر آیا چھپر کھٹ پر آکر گرا
غم و غصے سے بیہوش ہو گیا رات بھر خواب ہاے پریشان دیکھے جب کہ شہنشاہ زرین
آفتاب کاشانۂ مشرق سے نکلکر براے تسخیر عالم چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا تمام عالم کو
منور و نورانی کیا صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آکر دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہوے
سردارون نے سُنا کہ صاحب قران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار
آنے لگے رستم کو خبر ہوئی کہ قبلہ و کعبہ دربارگاہ سلیمانی پر تشریف رکھتے ہین براے سلام
حاضر ہوے چار سو سردار ہمراہ کل شاہزادیان لباس زرق و برق پہنے ہوے ساتھ
آئین کرسیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہین سب سے زیادہ ملکہ
سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلی بہ نگاہ غور جمال رستم کو دیکھ رہی ہی امیر بہ غور
ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ماہی سحر و نہنگ بحری دور بیٹھی ہین مگر اٹھ اٹھ کے نظارہ کرتی ہین
صاحبقران نہایت خوش ہین وہ جادوگرنیان کہ جو امیر پر عاشق ہین وہ دور بیٹھی ہین
ملکہ گلگونہ دختر حاکم زندانخانہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی کہ
صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار جمع ہین حکم دیا کہ تخت
قدرت کا باہر بچھے ہفت پیکر بھی آکر باہر بیٹھا مگر ہفت پیکر جب اپنے لشکر پر نگاہ ڈالتا
ہے لشکر قلیل دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے وزرا امرا سے کہ رہا ہی کیون اے
بندگان من لشکر قدرت بہت کم ہے سردار عرض کرتے ہین قدرت نہ گھبرائین ایک دن
مین ان سب کو آپس مین لڑوا کر کٹوا دینگے انکی کیا حقیقت ہو یہ میلہ رستم نے جمع کیا ہی

اسکا مٹانا کتنی بڑی بات ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز
کان مین آئی قرنا کی آواز ہیبت ناک تا بہ گوش گردون پہونچی سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا ایک تاجدار کو تخت پر پایا تین لاکھ فوج پشت پر اس کروفر سے آکر
پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ایک طرف آکر بیٹھا فوج کو اُتار دیا تین لاکھ سوار و
پیدل جو اسکی پشت پر تھے وہ لشکر ہفت پیکر سے ملکر اُتر پڑے بارگاہین خیمے
استادہ ہوگئے امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام تاجدار تین لاکھ فوج سے آیا ہی
اور اب کل تاجدار خراج گزار ہفت پیکر آکر شریک ہونگے سب طرف سے لشکر کشیان
ہو رہی ہین کہ دوسری گرد اُڑی صمصام تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دن بھر
مین چار تاجدار آئے شام ہوگئی صاحب قران تماشہ دیکھا کیے لیکن ہفت پیکر
خوشی خوشی تخت سے اُٹھا کہتا ہوا بندگان ما بدولت کس لطف سے آرہے ہین
اسقدر بندے میرے آئینگے کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے گی اب بندگان نیک نے
اپنے اپنے مقام سے خروج کیا ہی سب آکر شریک ہونگے مسلمانون کو اب معلوم ہوگا
کہ لشکر کشی کرکے چلے آئے طلسم فتح ہوا قدرت نے دخل نہین دیا اب قدرت آقائی
نوکرینگے مسلمانون کو سنگ سیاہ کردینگے لاشون سے ان کی کل میدان بھر دینگے
بہت خوشی سے اُٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب تاجدار اور ساحران غدار گرد آکر بیٹھے
یہی ذکر ہو رہا ہی کہ لشکر کشی اب ہوگی چار پہر رات انھین ذکرون مین گذری ہفت پیکر
بھولا ہوا بیٹھا ہی گانے والے غزلین ٹھمریان سامنے اسکے بتا بتا کے گا رہے ہین
یہ سُن رہا ہے۔ نظم

مژدہ صحت سُنا دل دکھ گیا آزار کا — آگیا گھٹنے پہ اب بڑھنا شب بیمار کا
اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی — لیگیا ساغر مزہ منھ چوم کر دلدار کا
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجھکو بار بار — کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا
بارش گریہ سے اتنو میری یہ نوبت ہوئی — تھم نہین سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
دل مین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے — اتنو میرا اسا ہوا عالم مزاج یار کا

تجھکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
مین نہین رکھتا ہون سوداجبہ و دستار کا

اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اُسکی یاد مین
بہتے بہتے ہوگیا چھالا زبان مار کا

اب تو مثل دانۂ الماس آنسو ہوگئے
یعنی مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پارہ ہائے قلب سوزان آکے کھائے تو سہی
دیکھ لین گے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہو دل دیوانہ کا اب تک نسیم
کام اپنا کر گیا جادو نگاہِ یار کا

ہفت پیکر بیٹھا تھا۔ یہ ین بگھار رہا ہی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت وسیارگان شکست فاش کھائی داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا لشکر نے ضیا و شعاع کے دنیا مین عملداری کی تمام عالم روشن ہوگیا گلون نے آب شبنم سے منھ دھوئے غنچے چٹکنے لگے شاخون کے خم مثل شمشیر دو دم نخل راست بازی مین تیز رے معلوم ہوتے ہین سارا گلشن صحرا باغ باغ لالے کے دل مین داغ نسیم سحری چل رہی ہو یا تلوار چلتی ہو مگر قدم اُٹھانا بہ آہستگی باد صبا کا دستور ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھتی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو گرد اُڑے اور چہرۂ گل پر پڑے تو باعث حجاب ہو ایسا نہ ہو کہ غنچون کو اضطراب ہو صاحبقران بیرون بارگاہ آکر بیٹھے کل سردار بھی حاضر ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی قبیل جادو تین لاکھ ساحرون سے نمایان ہوا آکر قدمون کو ہفت پیکر کے بوسہ دیا برائے سجدہ جھکا ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم بیٹھنے نہ پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی معمور قلمکش تخت پر سوار اسباب نوشت و خواند آگے رکھا ہوا ایک سفید کاغذ آگے مو قلم ہاتھ مین لشکر طلسم کشا کی تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی کئی تختے کاغذ سفید کے سیاہ کر دیے ہین جو جادوگر نیان ناجی ہین اول اُنکا نام لکھا اُسکے نیچے مرکھینچکر سوار و پیدل کی تصویرین کھینچ رہا ہو چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ جھولیان گلے مین پڑی ہو مین عجائب و غرائب اپنے دکھاتے ہوے آتے ہین لیکن ہفت پیکر نے جو معمور قلمکش کو آتے دیکھا تخت پر کھڑا ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہو وہ ساحر آیا کہ جسکا مثل طلسم ہفت پیکر مین نہین ہے دیکھو کیا منتظم ہے

کہ تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی جن جن کی تصویرین کھینچی ہین جسوقت یہ سحر کریگا اُن جادوگرنیون کا
کہ غبار اسلام جنکے دلپر چھایا ہی وہ سب دفع ہو جائیگا قدرت کو سجدہ کرکے آئینگی معمور
نے آکر ایک جانب لشکر اُتارا خود پیدل ہوکر سامنے ہفت پیکر کے آیا آکے سجدہ کیا
ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ خاص الخاص کیا انتظام کیا معمور نے عرض کی جن شاہزادیون
کے نام معلوم ہوے اُنکی تصویرین کھینچ لین میدان کارزار مین حال کھلیگا ہفت پیکر
نے معمور قلم کش کو دنگل زرین مرحمت کیا اُسپر یہ آکر بیٹھا کہ دوسری گرد اُڑی سیلاب
دریانوش گرداب گوش پانچ لاکھ ساحرون سے پیدا ہوا ایک دریا جوش مارتا ہوا
اُس دریا پر اسکا تخت قائم ہی فوج والے دریا کو جھیلتے ہوے شکار ماہی کھیلتے ہوے
بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچا لشکر ایک سمت آکر ٹھہرا دریا کو ایک جانب قائم
کیا دریاے مواج و قہار جوش مار رہا ہی کہ پھر گرد اُڑی مہلول دیوکش تین لاکھ
فوج سے آیا آکر لشکر کو اُتارا خود خدمت ہفت پیکر مین آیا آکر دنگل پر بیٹھا ہفت پیکر
سے پوچھ رہا ہی کہ کون کون پہلوان لشکر طلسم کشا مین ہین اُنکا نام مجھے بتائیے کہ
میدان مین جاکر اُنکو ٹوکون یا طلسم کشا کو للکارون جب طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
دیکھنے والے دیکھ لین گے بخوبی ظاہر ہے کہ آجتک کوئی پہلوان آپ کا نامی وگرامی
طلسم کشا کے مقابلے مین نہین پہونچا ورنہ طلسم کشا کا یہ زور و شور نہین ہوتا قدرت
نے غلام کو آخر مین طلب فرمایا ورنہ ابتک یہ خرابیان نہ ہوتین طلسم کشا کو قدرت نے
زور دیا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو منظور تھا کہ زور و شور طلسم کشا کا ہوے اب تب
اسکو مٹاؤن اے مہلول دیکھ تو کسقدر لشکر ہی کہ پیک نگاہ تھکتا ہی طائر خیال
وسعت لشکر مین نہین اڑ سکتا پیک گمان کو تصور ہے کہ اگر وسعت لشکر کو طے کرون ایسا
نہ ہو کہ بیچ مین گر پڑون کوئی ایسا نہین کہ لشکر کا شمار کر سکے ملازمین سچ کہتے تھے کہ
اسقدر لشکر آئیگا کہ لشکر طلسم کشا عشر عشیر معلوم ہوگا آخر وہی ہوا ابھی آمد پہلوانان
موقوف نہین ہوئی یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار تین لاکھ
فوج پشت پر سواران جنگی نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے چمکاتے ہوے اسس

گرد وفر سے شاہور رفیل پیکر آکر پہونچا ماہور دیوکش چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا ایک جہینہ کابل روز نیا پہلوان آیا اور فوج کو اُتار دیا خدمت ہفت پیکر مین حاضر ہوا سجدہ کیا دنگل آہنی بلا ساحرون مین اور پہلوانون مین یہ فرق ہے کہ پہلوان دنگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہین اور ساحر دنگل ہاے زرین پر اپنے اپنے عہدون پر قائم ہین ہفت پیکر نے جو پلٹ کر دیکھا سترہ سو سردار پہلو مین بیٹھے ہین لشکر بے حد و بے حصر ہی تمام صحرا لشکرون سے معمور ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی زیادتی لشکر و جماؤ لشکر کا دیکھکر ہفت پیکر مغرور ہوا کہا کل طبل جنگی بجواؤنگا لشکر والے جو غل مچائینگے اہل لشکر طلسم کشا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے یہ غرور دل مین ہفت پیکر کے آیا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر بہ جمعیت کثیر آکر پہونچے جادوگرنیان بھی ساتھ ہین پہلوان بھی ہمراہ لشکر عمدہ اس گرد فر سے جو جہانگیر آکر پہونچے علمشاہ نے بھائی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑے کار نمایان کیے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تمھارا آنا باعث تقویت ہوا دن بھر مین جہانگیر کا لشکر آکے داخل ہوا دوسرے دن پھر گرد عظیم بلند ہوئی ایرج و نورالدہر بعد شوکت آکر پہونچے جادوگرنیان عاشق جمال ایرج و نورالدہر ہمراہ ہین صاحب قران نے ان دونون کو آتے دیکھا کہ بعد شوکت دونون شیر آتے گھوڑون سے اُترے رستم نے لشکر کے واسطے مقام بتایا لشکر اُترا یہ دونون جوان بہ ادب تمام سامنے صاحب قران کے آئے صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا تمنے بھی اس طلسم مین کارہاے نمایان کیے کئی قلعے تمھاری ذات سے فتح ہوے نورالدہر نے عرض کی ایرج نوجوان نے وہ طلسم فتح کیا کہ جسکے سبب سے رستہ کھلا ورنہ سالہا سال رستم کو تکلیف ہوتی رستہ نہ ملتا لکھا ہی کہ سب سردار دو ہفتے مین آکر پہونچ گئے اب ہفت پیکر کے ہوش اُڑے کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ نے سب ملک فتح کیے کس گرد وفر سے آکر پہونچے صاحب قران فرماتے ہین نہین معلوم روح لشکر و جان لشکر سعد شہر یار پر کیا گذری کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے علمہاے زنگاری کے

پھر ہرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سریر گردون سپیر سعد بن قباد والا نژاد تخت طاؤس پر سوار پشت پر کئی لاکھ
کا لشکر جادوگرنیان عاشق جمال بے مثال ابرون مین مخفی صاحبقران زمان نے جو
آمد بادشاہ لشکر اسلام دیکھی خود اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کیا خدا نے فضل کیا کہ
بادشاہ اسلام آ گئے اب لشکر مین رونق ہوئی تخت سلیمانی خالی تھا آگے بڑھکر استقبال
کیا صاحب قران کو بادشاہ دیکھ کر تخت سے کودے بادب تمام سلام کیا صاحبقران
نے گلے سے لگا لیا فرمایا حضور کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب دو میدان لشکرون
سے بھرے ہین لیکن فوج ہفت پیکر اب بھی بہت ہو بادشاہ تخت سلیمانی پر آکر
جلوہ فرما ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی
کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام چھ لاکھ فوج سے تشریف لائے اور کئی جادوگرنیان
نامی وگرامی ساتھ ہین تخت سلیمانی پر جلوس ہوا نوبت نقارے بج رہے ہین
صاحب قران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہفت پیکر نے نگاہ اٹھا کے کہا چالیس
کوس کا میدان لشکر مسلمانان سے بھرا ہوا ہے مگر قدرت کا لشکر سو کوس کے
گرد مین ہو کہ قلم کش نے عرض کی قدرت میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے جتنی جادوگرنیان
ساتھ آئی ہین کل انکو تسخیر کرون ہفت پیکر نے بلبلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری پر چوب
پڑے بائیس سو نقارہ بجا زمین ہلنے لگی صاحب قران نے سر اٹھا کر فرمایا خواجہ
دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے عمرو نے عرض کی ہرکارے وہان حاضر ہین
تھوڑے ہی عرصے مین ہرکارے آئینگے یقین ہے کہ ہفت پیکر نے طبل جنگی
بجوایا ہو یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ ملی اور ابوطالب
خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجا لائے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوا دیا معمور قلم کش نے دعوے کیا ہو کہ کل ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا
اور جادوگرنیان آکر سجدہ کرینگی صاحب قران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی

بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب تقدیر لے صفحۂ قسمت مین تحریر کیا ہو وہی پیش آئی ہو خواجہ عمرو یہ حکم سنکر نقارخانہ سکندری مین آئے قلایہ چینی اور کہا یہ جلینی دونون داروغاؤن نے دو دو اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دکھلائی خواجہ نے چارون اشرفیان اٹھالین فرمایا مین آگاہ ہون کہ تمھاری آمد کم ہو صرف زیادہ ہو اگر نذر نہ لونگا تو تم رنجیدہ ہوگے یہ کہکے چوب اٹھائی نقارہ سکندری پر چوب پڑی سات سو نقارہ بجا زمین بھرا گئی ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا اچھل پڑا کہا یا رو یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ دل کانپ گیا واقف کارون نے عرض کی کہ نقارخانہ سکندری نوازش مین آیا نقارخانہ سلیمانی باقی ہو ایرج و نورالدہر و جہانگیر و بادشاہ جمجاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک ہنگامہ برپا ہوا جادوگرنیون نے اپنے ابر کو جنبش دی کہین آگ برسی کہین پانی برسا کہین تیر برسے کہین تلوارین کہین خنجر آبدار لینا لینا کی لشکرون مین پکار ہفت پیکر نے سر اٹھا کر کہا ارے یہ نقارۂ رزمی بجے کہ قیامت آشکار ہوئی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات دریاے لشکر مین جوش و خروش تھا ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ کل قیامت کا معرکہ پڑیگا اگر مغلوبہ ہوئی تو منزلون تلوار چلیگی ایک کو ایک کی خبر نہ ہوگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شہنشاہ زرین پوش کے ہاتھ سے شکست کھائی فوج ضیا و شعاع غالب آئی شہنشاہ ماہ تابان جا کر قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تسخیر عالم کر کے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم منور و روشن ہو گیا فوجین میدان کارزار مین آنے لگین اول لال اول رستم بیلتن مرکب اشترالا کبود فرنگی پر سوار چار سو سردار چار جانب سے گھیرے ہوے ایک طرف سب جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر کوئی باز پر کوئی قرقرے پر سوار زور و شور سے میدان کارزار مین آکر پہونچین ایک طرف سے صاحب قران ایک طرف سے ایرج نوجوان ایک جانب سے نورالدہر بن بدیع الزمان طرف سے دست بدست کے قاسم و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملتی ہوئین تلوارین تولتے ہوے ایک کو ایک ڈراتا ہے قاسم کہتے ہوے کہ چچا جان آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایرج کس

زور و شور سے آتا ہی ماشاء اللہ کیا لشکر پایا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای فرزند دیکھو
لکھا ہے کہ نور الدہر کے لشکر پر کیا رونق ہو گیا سردار عمدہ ہین محمود جری بہادر ساتھ ہوا
صف شکن تیغ زن اپنے آقا کی محبت مین مبہوت ہو رہے ہین اسوقت کی آمد دیکھو
لشکر کی شد و مد دیکھو قاسم جھلا کر فرماتے ہین آمد لشکر مالک تو ملاحظہ کرو بدیع الزمان
فرماتے ہین ہندیون کا لشکر ہے کہ باغ کھلا ہی ان جوانون سے کون مقابلہ کر سکتا ہے
عربون کو کیا دیکھین صدہا من کا بوجھ لادے ہوے ہین یہ شگفتہ مزاج سپاہیون
کے سر کے تاج بار خود سر نہین اُٹھا سکتا بار زرہ سے جسم نا آشنا بہادر جرأت مین
یکتا فرامرز وغیرہ باتون پر بدیع الزمان کی ہان ہان کرتے ہوے جب قاسم کچھ بولے
جمہور وغیرہ پکار اُٹھے آقاے نامدار آپ درست فرماتے ہین دست راستی ہنستے
ہین دست چپیون پر آوازے کستے ہین شاہزادہ خسرو شیر دل بارہ ہزار مرصع پوشون
کو ساتھ لیکر ایک جانب ٹھہرے ہین انتظام کر رہے ہین جو سوار آگے بڑھ گیا اُسکو
پیچھے ہٹایا جو پیچھے ہٹا ہی اُسکی باگ پکڑ کے جھٹکا مارا اور سوارون کے برابر کر دیا دامن
گردانے آستینین چڑھائے ہوے لشکر رستم کا انتظام کر رہے ہین سب پہلوانون کو
شانے سے شانہ ملا کر ایک جانب ٹھہرایا ہی سوار ایک طرف پیدل ایک جانب
اس طور سے لشکر کو آراستہ کیا ہی کہ علمشاہ نے بڑھکر آواز دی بھائی صاحب کیون
آپ تکلیف فرماتے ہین خسرو نے جواب دیا بھائی صاحب ہمارا فخر ہی کہ آپکی خدمتگزاری
کرین کیا خدا نے مجھکو بغاوت سے بچایا کہ قبلہ و کعبہ سے نہ مقابلہ ہوا آپ سے بھی امتحان
مین بچا آپ کی جرأت کا کیا ذکر کرون ہر چند کہ آگاہ نہ تھے مگر کیا خلق صرف کیا آپ اولاد
صاحب قران مین رستم ہین صاحب شوکت و حشم ہین لشکر صاحبقران زمان کی صف آرائی
پہلوان عادی کر رہے ہین جس پیدل کا پانون بڑھ گیا سونٹا مار کے اُسکو برابر کیا
یکایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد ہفت پیکر شروع ہو گئی سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
پر سوار ہے سترہ سو پہلوان گرد گرون کش تخت کو اس بدبخت کے گھیرے ہوے ایک
ایک نشۂ جرأت مین چور متکبر و مغرور ایک سے ایک کہتا ہوا کہ دیکھو یارو لشکر آتا ہی

کہ دریا موج مار رہا ہے لشکر مسلمانان بہت کم ہے جب ہم لوگ بڑھینگے افسران
صاحبقران کا سر کاٹ کر پھینک دینگے ساحر جالورون پر سوار باز بط قرقرے اُڑاتے
ہوئے ہر ایک ہفت پیکر سے یہ عرض کر رہا ہے کہ یا خداوند مجھکو اجازت ملے یا زمینان
مہ جبین عاشق رستم ہو کر آئی ہین انکو دیوانہ کر دین سب سے زیادہ معمور قلم کش بلبلایا
ہوا تصویرین شاہزادیون کی ہاتھ مین اُن تصویرون پر سحر کرتا ہوا پایۂ تخت پر
ہاتھ رکھے ہوے کہتا ہے یا خداوند آج مجھکو اجازت ملے کہ جا کر مقابلہ کرون ان شاہزادیون
کو گرفتار کرکے قدرت کو سجدہ کراؤن ہفت پیکر کہتا ہے نقیبون سے کہو دریافت کرین
کہ لشکر ہمارا کسقدر رہے چند نقیب کہ قریب تھے اُن سے جب پوچھا انھون نے کہا
قدرت کے ساتھ لڑنے والی اسی لاکھ فوج ہے ہفت پیکر نے کہا اگر یہ سب ملکر غل
مچائین تو مسلمان خوف سے زندہ نرہین پھر ہفت پیکر بولا ارے یارو لشکر مسلمانان
کا شمار بتاؤ نقیبون نے عرض کی چالیس لاکھ فوج سے زیادہ نہین ہی ہفت پیکر
بھول گیا کہا قدرت تقدیر کر چکے ہین کہ یہی مقتل مسلمانون کا ہے اسی صحرا مین ان
سب کے خون بہینگے جو صاحب رستم کہلاتے ہین اُنکی گرفتاری کو کیسے کیسے
پہلوان آئے ہین سحر تو اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر پہلوان وہ وہ صاحب طاقت آئے ہین
کہ رستمی مٹا دینگے اس کر و فر سے لشکر کفار میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر کا تخت
قلب مین ٹھہرا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین جہان پر رستم کھڑے ہین بارہ ہزار
جوانان زرین پوش گھیرے ہوے ہین شاہزادہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت
نورانی متمکن ہین آگے سب کے صاحب قران چالیس قدم آگے بڑھے ہوے بر تبر
صاحبقرانی نیزہ ہلا رہے ہین نقیبون نے جانبین کی صفین آراستہ کین کر کیٹ کر کا
کہکر ہٹے کہ معمور قلم کش طاؤس سے کود اسامنے تخت ہفت پیکر کے آیا دست بستہ
اجازت خواہ ہوا ہفت پیکر نے غرور مین جواب دیا کہ اپنے ید قدرت کے تجھکو سپرد کیا
معمور پھر طاؤس پر سوار ہوا طاؤس اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جس
ساحرہ کو تمنا مرگ کی ہو آکر مقابلہ کرے جیسے ہی معمور نے پکارا ملکہ لالہ عذار داغ محبت

دل بر قمری پر سوار تھی سامنے تخت شاہی کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا اے لالہ عذار تمھین خدا کے سپرد کیا لالہ عذار نے قمری کو اُڑایا آکر رستم کو سلام کیا رستم نے پوچھا کیون اے لالہ عذار کیا قصد ہے عرض کی یہ معمور قلم کش بہت بلبلا رہا ہو اسکا نام دفتر ساحران سے مٹاؤن اگر میرا شعبدہ چل گیا تو گرفتار کرکے اسے لاؤن رستم نے بھی اجازت دی لالہ عذار قمری کو اُڑا کر سامنے معمور کے آئی معمور نے کہا اے لالہ عذار تمنے بڑا غضب کیا کہ دامن قدرت چھوڑا اس مذہب روشن سے منھ موڑا چلو تمھین قدرت یاد فرماتے ہین لالہ عذار نے کہا مدت ہوئی مین تو اُسپر لعنت کر چکی اب تو معمور جھلایا جھولی سے گولہ نکالا لالہ عذار پر پھینکا لالہ عذار نے دستک دی کہ گولہ اُلٹا پلٹا معمور نے گولے کو پیوند زمین کیا لالہ عذار و معمور جادو کے آپس مین دو چار سحر رد و قدح ہوے لالہ عذار نے زلف عنبرین کو کھولا پکار کر آواز دی اے زلف آرا جلد آ معمور پر اپنا رنگ جما گوشۂ صحرا سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش گلدستہ پھولون کا ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین پائے سنبھالے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیتابانہ گاتی ہوئی سامنے معمور کے آئی۔ نظم

مزا صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا — نشیمن ہو قفس ہی آشیان ہو مرغ مضمون کا
رفیع القدر ہر مصرع ہو اپنی بیت موزون کا — نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھون کی وہ کرتے ہین — لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
نگہ میری نہین مد نظر پر غیر کے پڑتی — وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے — زمانہ آئنہ ہے اپنے اقوال دگرگون کا
تلاش ہو تو گل خندان ہو تیری جسقدر مجھکو — نہ ہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا
بنایا صبح سے تا شام آنکو آئنہ رکھکر — بلا سے آنکی سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
محبت ہوتی ہو معشوق کو بھی عشق کامل سے — زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا
نشاط و عیش کا سامان ہو تجھ بن مرگ کا سامان — صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہی
گھلادے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
بنایا ہو زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
جنون لیجیل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
صفا کے واسطے منجن وہ بت انتون مین ملتا ہی

نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میرے تشنہ خون کا
سگ لیلی کا حق ہی استخوان ہی جو کہ مجنون کا
وہ رُخ جوش صفا سے رشک ہی قلب فلاطون کا
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
خدا حافظ ہی آتش آبروے دُرِ مکنون کا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی جو سامنے معمور قلم کش کے آئی ہاتھ اُٹھا کر کہا کیون صاحب تمکو ہمارا خیال نہین ہم دور سے تمھارے واسطے آئے تم میدان کارزار مین قلم دوات لیکر بیٹھے ہو مو قلم تو پھینکو دوات کنارے ڈالدو ایسا نہو منہ مین تمھارے سیاہی لگے جو لوگ عاشق ہین تمپر ہنستے ہین آوازے کستے ہین کہ معشوق طالب تم مغرور غالب یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مو قلم اُسکے ہاتھ سے لیکر پھینکا لالہ عذار کی تصویر اُٹھائی کہا صاحب یہ تصویر مجھکو بُری معلوم دیتی ہے چاہا کہ تصویر چاک کر دون کہ دو نون عارض پر زلفین چھوٹی ہوئی تھین اُن زلفون سے شعلہ آتش نکلا کہ زلف آرا کا ہاتھ جل گیا تصویر کو چھوڑ دیا تصویر ہوا مین اُڑی لالہ عذار کے سامنے پہونچی جیسے ہی تصویر پر لالہ عذار کی نگاہ پڑی گھبرا گئی چہرہ گلنار ہوا آنکھین اُبل آئین پکار اُٹھی کہ ای زلف آرا تم جاؤ تمھارا اب کیا کام ہی تمھاری ضرورت ہو چکی اب تمھارے یہان ٹھہرنے مین باعث خرابی ہو اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا
زندگی کی ہمنے مر مر کر بسر
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
چھوڑ کے چاہ ذقن نکلا نہ دل
راہ تکتے تکتے آخر جان گئی

مین موے پر روز جی جاتا رہا
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
لاکھ گیسو اُسپہ لہراتا رہا
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
دیکھ اُسکو ہو گیا مین بے خبر
کیا کہون کسطرح فرقت مین جیا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا
اُس مسیحا کی امید وصل مین
عشق کا رعنا مرض ہے لا دوا

ہاتھ مین مل مل کے پچھتا تا رہا
دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا
سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
شام جیتا صبح مر جاتا رہا
کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی لالہ عذار سامنے معمور قلم کش کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی معمور نے کہا چلو قدرت بلاتے ہین لالہ عذار دوڑی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے پہونچی کہا قدرت معاف فرمایئے خطاہاے گزشتہ کا خیال نہ کیجیے ہفت پیکر خاموش ہو رہا لالہ عذار تخت پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی ہفت پیکر کی تعریفین کر رہی ہو کہ آپ خداوند برحق ہین ہم آپ کے تابعدار ہین معمور نے پکار کر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سنبل ہفت گیسو بڑھی کہ بادشاہ سے اجازت لون مگر رستم فرما رہے ہین لالہ عذار نے کیا حرکت نالائق کی شفق خونخوار نے دست بستہ عرض کی حضور وہ ہوش مین نہین ہے معمور قلم کش بلا کا ساحر ہے کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو نے عرض کی کنیز کو تو اجازت ملے دیکھیے اُس قلم کش کا کیا نقشہ کرتی ہون رستم نے فرمایا اے سنبل روز اول کا مقابلہ ہے ہفت پیکر کا غرور ٹوٹیگا تم سب صاحبون کی خوشی ہو تو مین میدان کارزار مین جاؤن معمور کو جاکر سمجھاؤن سنبل ہفت گیسو نے رکاب پر ہاتھ رکھ کر عرض کی حضور ملاحظہ تو فرمائین وہ سحر کرون کہ دیوانہ ہو جائے خدمت حضور مین آئے لالہ عذار بھی رہا ہو اُس بلا سے نجات پائے ملاحظہ فرمایئے وہ مبہوت ہو رہی ہے ورنہ لالہ عذار عاشق صادق سرکار ہے ہوش مین نہ رہی تب یہ حرکت اُس سے سرزد ہوئی کنیز ایسا ہی سحر کریگی کہ معمور کا یہی حال ہو سنبل تو رستم کو روکتی ہے اور رستم کہتے ہین کہ میرا ہی جانا مناسب ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ آواز آئی کہ گھوڑے بھڑکنے لگے سب نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر
آگے آگے پشت پر اسّی ہزار قزاق کہین سے لوٹ مار کر آئے ہین گھوڑے لدے
پھندے شیرنی کھاتے ہوے ایک ڈلی آپ کھائی دوسری ڈلی گھوڑے کو کھلائی غضنفر
نے جو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست میدان مین للکار رہا ہی رستم کا ارادہ ہو کہ مین نکلون مگر
جادوگرنیان رستم کو روک رہی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ ماموں جان ٹھہر جائیے رستمی
نہ دکھائیے یہ ملعون میرا شکار ہی اتفاق سے ادھر گذر ہوا یہ قزاقون کے عیش و آرام
کا وقت ہی اترنے کا مقام اسطرف ڈھونڈھتے ہوے نکل آئے صاحبقران کو دور سے
سلام کیا ہاتھ اٹھا کر پوچھا نانا جان مزاج تو اچھا ہے صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا آپکی
عنایت چاہیے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا تیغہ روئین شگاف نیام انتقام سے
کھینچا گھوڑا تین ٹھوکون مین قریب معمور کے پہونچا معمور نے دیکھا ایک طفل حسین اسقدر
کم سن ہے کہ گھوڑے پر پڑی نہین جمتی مگر تیور پر بل پڑا ہوا قریب آکر آواز دی او بیحیا
سحر تو کرلے حوصلہ نہ رہجاے معمور نے موقلم اٹھایا کہ تصویر کھینچکر اس طفل کو دیوانہ
کرون پھر ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لون غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ
ہاتھ معمور کا اڑگیا پرنالہ خون کا بہا اب تو حیران ہے کہ کیا کرون غضنفر نے للکار کر آواز
دی او بے ہنر سحر نے تیری دستگیری نہ کی موقلم اٹھا کر کیا ہاتھ آیا یہ کہکے ہاتھ تیغہ
روئین شگاف کا جمکایا معمور نے سحر کر کے سر آگے کر دیا سوچا کہ تلوار کیا کاٹے گی غلطی
سے ہاتھ کٹا افسوس ہے کہ مین نے سحر نہ کیا غضنفر نے نعرۂ تکبیر کر کے ہاتھ جو مارا تا کمر
سر پر جمکی تھی یا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے معمور جو مرا لالہ عذار پہلو مین ہفت پیکر
کے کھڑی تھی اسکو ہوش آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا چالیس ساحرون کے سینے توڑ کر
گولہ دور جا کر گرا غضنفر نے جو دیکھا لشکر کفار مین ہنگامہ ہے ایک ساحرہ ماہ رخسار غول
مین کھڑی لڑ رہی ہی سب چاہتے ہین اس مہ جبین کو گرفتار کرلین مگر لالہ عذار مثل برق
چمک رہی ہی چاہتی ہے غول سے نکلون مگر ساحر گھیرے ہوے ہین چاہتے ہین گرفتار
کرلین مگر لالہ عذار شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہے جسپر گولہ مارا اسکا سر پھٹا کئی سو ساحرون کو مار ا ہی

غضنفر نے گھوڑا اُٹھایا قراقون کو آواز دی بزنید و بہ بندید- قراقون نے گھوڑون کو اٹھایا
دس دس کی ٹولی باندھکر اُس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوے مگر غضنفر لڑتے ہوے
قریب لالہ عذار کے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا ممانی صاحبہ آداب اس حقیر کا قبول ہو مین
رستم کا بھانجہ ہون مین لشکر کفار کو روکتا ہون تم نکلجاؤ ٹھہرنا بہتر نہین لالہ عذار نے سر
جھکا کر کہا ای فرزند لشکر کفار بے انتہا ہے تم کیونکر نکلوگے غضنفر نے کہا ممانی جان
قراقون کو کون روک سکتا ہو آپ تو نکلجائیے مین بھی نکلجاؤنگا مجھے کوئی نہ روک سکیگا
لالہ عذار تڑپ کر بلند ہوئی طرف لشکر رستم کے چلی غضنفر لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا بیچ سے لشکر کے نکلا ایک جانب لڑتا بھڑتا نکل گیا خیمے گرائے افسرون کو مارا
لاکھ ساحر ہاتھ سے غضنفر کے قتل ہوے الامان الامان کی صدا بلند تھی ساحر گوشون
مین چھپتے پھرتے تھے قراقون کی جنگ سے عاجز ہوگئے کسی نے غضنفر کا پیچھا نہ کیا غضنفر
لڑتا بھڑتا نکلگیا ہفت پیکر کہتا تھا یا رو تم لوگون نے اس طفل کا پیچھا نہ کیا ساحرون نے
عرض کی قراقون نے عاجز کر دیا ایک کو ہمنے ٹوکا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا اسطرح
لاکھ ساحر مارے گئے ایسے کو کون روکے جسپر سحر تاثیر نہ کرے قراق روکے نہ رکے
ہفت پیکر رنجیدہ پلٹا سیلاب دریا بار نے عرض کی یہ تو قدرت نے آج نئی
تقدیر کی ورنہ معمور سب جادوگرنیون کو دیوانہ کر دیتا مثل لالہ عذار سب جادوگرنیان
حاضر خدمت ہوتین ہفت پیکر دربار مین آیا پہلوانون کا افسر شاہین فیل سوار
اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند آج غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا کو
ٹوکونگا گرفتار کر لاؤنگا ساحر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای شاہین زیادہ بلند پروازی
نہ کرو زبان کو روکو ہم لوگون کو لڑنے دو تم سب تماشہ دیکھو- دیکھو تو ہم لوگ کیا کرتے ہین
طلسم کشا وہ پہلوان ہے کہ جس نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا عیوق وجاروس
کہ جنکو اپنی جرأت پر ناز تھا اُنکو زیر کر کے اپنا سردار بنایا آج تک کوئی طلسم کشا پر زور
مین غالب نہین ہوا فرزندان صاحبقران مین رستم لقب ہی ہزار ساحرون نے
سمجھایا مگر شاہین قدمون سے ہفت پیکر کے لپٹ گیا کہا یا خداوند آج تو میرے نام پر

طبل جنگی بجوائیے کل مین طلسم کشا کا امتحان کرون ہفت پیکر ناچار ہوا نام پر شاہین کے طبل جنگی بجوایا سیلاب دریا بار ساحر اُسنے ہفت پیکر سے عرض کی آج مین رات کو سب جادوگر نیون کو ڈبو دونگا یہان طلسم کشا دربار مین اپنے بیٹھے ہین کسی کام کو خواجہ بھی آئے تھے رستم سے باتین کر رہے ہین رستم کہتے ہین اے عمر نامدار ساحرون کا جماو ہے مگر آپ نے کچھ کام نہین کیا عمرو نے کہا بیٹا مثل مشہور ہے پراگندہ روزی پراگندہ دل ایک مہینے مین مہاجنون کا سود نہین ہوا مہاجنون کا ایسا بلوہ ہو کہ مین لشکر سے نکل نہین سکتا اگر باہر جاؤن تو گرفتار ہون یہ ذکر تھا کہ شاگردان سمک حاضر ہوے عرض کی ای شہریار آج شاہین فیل سوار نے اپنے نام طبل جنگی بجوایا ہو سرداران رستم اپنے اپنے مقام پر بل کرنے لگے مگر پھر بسبب لحاظ کے کوئی عرض نہ کرسکا خسرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا بھائی صاحب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل مین شاہین سے مقابلہ کرون رستم نے منع کیا کہا بھائی صاحب وہ ہمیشہ میرا طالب ہو اگر مجھکو پکارا تو قانون صاحب قران مین فرق آیا قبلہ و کعبہ کا قانون ہو کہ جوجسکا نام لیکر پکارے وہی اُسکے مقابلے مین جائے مگر خسرو نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ سب فرزندان صاحبقران میدان کارزار مین موجود ہونگے میری بھی شوکت نمائی ہو مین نے جو ملک فتح کیے اُن شاہون کو ساتھ نہین لیا فقط بارہ ہزار مرصع پوش ساتھ رہے جہانگیر وغیرہ بڑی شوکت و شان سے آئے میری شوکت کا کیونکر اظہار ہو مین نے تو اپنے کو آپ کے سردارون مین منسوب کیا ہو میری شوکت نمائی بھی ضرور ہو حضور کو خیال رہے رستم نے بہ مجبوری نام پر خسرو کے طبل جنگی بجوایا کہ دوبارہ ہرکارون نے خبر دی کہ سیلاب دریا بار اپنے دریا کے کنارے جاکر بیٹھا ہو اُسی مقام پر روشنی کرائی ہے شکار ماہی مین مصروف ہے سمک نے کہا غلام جاکر اُنکی آبرو کی فکر کرتا ہو خواجہ نے کہا ای نور نظر وہ جو کنارے دریا کے بیٹھا ہے کچھ تو اُسکا مطلب ہو سمک کب مانتا ہے باتھا ہے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا خسرو نے خواجہ کو الگ بلا کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا کہ آپ آگاہ ہین کہ کل غلام سے اور شاہین سے

مقابلہ ہے وہ آکر بڑے بھائی صاحب کو پکارے گا سیلاب دریا بار شاید اسی کا
انتظام کر رہا ہے یہ موتیون کا مالا حاضر ہی اگر سیلاب کا سر لائیے تو اور بھی کسیقدر خدمتگزاری
کرونگا خواجہ نے موتیون کا مالا لیلیا کہا اے نور نظر جو مہربانی کروگے مجھے کیا تم سے
انکار ہے یہ کہکے خواجہ چلے جب خواجہ جا چکے تو برق ثانی نے عرض کی کہ آپ کیون اپنا
روپیہ برباد کرتے ہین مین ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون خسرو نے سمجھایا کہ ای عیار طرار
پہلے عم نامدار کے آلین تب جانا برق ثانی کب مانتا ہی کنارے جاکر رنگ در وغن
عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے تیار کیا طرف
دریا کے چلا دیکھا کہ سیلاب بیٹھا شکار ماہی کر رہا ہی برق ثانی تڑ پتا ہوا سامنے
سیلاب کے پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران دیکھیے قدرت نے
کیا تحریر فرمایا ہے سیلاب نے بلالیا برق ثانی نے آتے ہی نامہ دیا سیلاب
نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ اے سیلاب ابھی جا دو گرنیون پر سحر نہ کرنا پہلے انتظام
عیاران ضرور ہے عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین سیلاب نے کہا ای ساحر تیرا کیا
نام ہے بیٹھ جا مین خود چلتا ہون برق ثانی بیٹھ گیا گنگنانے لگا سیلاب نے کہا
ارے تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی نے کہا آج قدرت نے اپنے سامنے گوایا اور
پشت پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تو جسکے سامنے گائیگا وہ تجھکو پسند کریگا مین چند اشعار
آپ کو سناتا ہون شاید آپ کو پسند آئین یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سیلاب
دریا بار کے شروع کیے۔ نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین	کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین
حسرت تھی دید کی جو ترے جلوہ گاہ مین	کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
کچھ ٹھنڈھی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین	وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین	کہتا ہی نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین
اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق	تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک	یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجے
تکلیف ہو گی تھوڑی سی گردش ہی راہ مین

چمکا ہی صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھسے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین

آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل
آندھی اُٹھی ہی میرے جہاز تباہ مین

یون آہوان دشت کی آنکھین کھب گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہی آنکھون مین اسکی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آواز تک نہین ہی غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

زاہد بغیر توبہ نہ بخشے گا کیا کریم
جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای فلک
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا
چمکی وہ لی کسی نے دل دادخواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین عشق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

اس رنگ مین برق ثانی نے یہ غزل گائی کہ سیلاب خوش ہوگیا کہا ای ساحر مین تجھکو اپنے پاس ملازم کر لونگا آج بھی جلسہ جماؤنگا برق ثانی نے چاہا اور رنگ جماؤن کہ لگن مین مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کھینچی مچھلی زمین مین گری تڑپنے لگی سیلاب نے کہا کیون بیقرار ہی وہ مچھلی تڑپ کر برق ثانی پہ گری برق ثانی تڑپ کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑگیا سیلاب نے کہا ارے تو کون ہے برق ثانی نے کہا مین عیار ہون تیرے قتل کو آیا تھا تقدیر نارسا ہوئی کہ گرفتار ہوا لیکن اور عیار بھی تیری فکر مین نکلے ہین آج رات کو زندہ نہ بچوگے خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ برق ثانی پکڑا گیا کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کمال کیا کہ اس مکار کو پکڑا۔ سیلاب نے دیکھا کہ گرداب موج زن دوڑا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا کہ بھائی حسن صفا یہ عیار بڑا مکار ہے سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح کیا برق ثانی اپنے مقام سے

اُٹھا دریا مین کودپڑا خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ گرداب نے آتے ہی گلابی اُٹھائی جام بلورین لبریز کیا کہا بھائی یہ جام شراب پیو مین صحبت خداوند مین تھا کہ قدرت نے خبر دی تیرے بھائی کے پاس برق ثانی عیار عیاری کرنے آیا ہی جا کے اُسکو گرفتار کرادے صبح کو سر میدان قتل ہوگا یہ سُنکر سیلاب نے کہا رات بھر مین مچھلیان نیم بسمل کرینگی دیکھو مین جادوگرون کو بلواتا ہون گرداب نے کہا بھائی صاحب آپ کی تعریفین قدرت کر رہے ہین سیلاب نے اُس مچھلی کو ذبح کیا اور خون اُسکا دریا مین پھینکا گرداب نے پوچھا اے برادر اس خون ڈالنے سے کیا مراد ہی ہم اس ماہیت سے نا آگاہ ہوے سیلاب نے کہا مین نے شفق خونخوار کو بلایا ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائے گی فوراً میرے پاس چلی آنے گی مین اسی دریا مین گرفتار کرونگا گرداب نے کہا جام تو نوش فرمایئے سیلاب نے چاہا جام دہن سے لگاؤن کہ مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کو کھینچا وہ مچھلی تڑپ کے گرداب پر گری کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑگیا مہتر سمک ملیداقی ظاہر ہوا سیلاب نے آواز دی اے دزد عیارون کا کھل گیا ایک کو گرفتار کیا ہو کہ دوسرا آپہونچا خون مچھلی کا سیلاب نے سمک پر کھینچ مارا سمک دریا مین کودپڑا خواجہ گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ سمک و برق ثانی قید ہوگئے ہین قضائے کار ملکہ شفق خونخوار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کنیزون سے باتین کرتے کرتے بول اُٹھی کہ بڑی مشکل ہوئی خداوند ہفت پیکر سے دشمنی ہوئی بڑا ستم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سحر نہین آتا کیونکر ہفت پیکر پر غالب ہونگے کنیزون نے سر جھکا لیا آپس مین اشارے ہو رہے ہین کہ بی بی نے یہ کیا کلمہ کہا مسلمان ساحر نہین ہین مگر ساحر کش تو ہین کیسے کیسے ساحر مارے مجمع ساحران درہم وبرہم ہوا اندر و شور ساحران کم ہوا پھر بی بی نے یہ کلمہ فرمایا اگر طلسم کشا سن لین تو باعث بدنامی ہے لیکن شفق خونخوار اپنے مقام سے اُٹھی کہا صبح کو طلسم کشا سے کہدینا کہ شفق خونخوار خدمت خداوندی مین گئی جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے جب سحر سیکھیے گا تب مین آپ کے پاس آؤن گی

یہی احسان کرتی ہون کہ آپ کو گرفتار نہین کرتی سیلاب دریا بار گرفتار کرلیگا کیا اب
طلسم کشا بچین گے سحر مین سیلاب کے گرفتار ہو جائین گے اگر کسی کنیز نے روکا تو
جھڑک دیا شفق خونخوار چلی باہر آکر پر پرواز پیدا کیے طرف سیلاب کے چلی خواجہ
چاہتے ہین کہ نکلکر کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ اے سیلاب
اے شہنشاہ ساحران مجھپر رحم کیجیے قدرت سے ملوا دیجیے مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا
آج وہ جادو اُترا طلسم کشا کو بھی لاتی مگر بہت شاہزادیان بارگاہ کو گھیرے ہین اسوجہ سے
مین نہ جا سکی لیکن جاکر طلسم کشا کو لاؤنگی قدرت عنایت فرمائین تقدیر کرین تقدیر کے
موافق کام کرون خواجہ عمرو رُک گئے خیال کرکے دیکھا کہ شفق خونخوار مبہوت ہو گئی ہے
ہوش اُڑ گئے دل مین کہتے ہین کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ یون چلی آئی اسکو کسی نے
نہ روکا دیکھیے اب کیا گذرے شفق خونخوار زمین پر آئی سیلاب نے کہا اے شاہزادی
والا قدر اے آسمان حسن کی بدر مین تمھاری صفائی قدرت سے کرا دونگا شفق خونخوار
کہنے لگی کہ اے سیلاب مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی رستم کے جمال ظاہری پر عاشق
ہوئی رستم کے بہت سے عاشق ہین انھون نے کچھ قدر نہ کی قدرت کو برا کہوا کے مطیع
اسلام کرایا دربار مین کرسی ملی یہ مرتبہ بڑھایا سیلاب نے کہا نہ گھبراؤ مین صفائی
کرا دونگا دیکھو مچھلیان اشارے کر رہی ہین نہنگان خون آشام بلا رہے ہین انکے پاس
جاؤ یہ کہکے سیلاب نے خون کا چھینٹا دیا جیسے ہی منھ پر شفق کے خون کا چھینٹا پڑا
چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین بلبلا کر پکار اٹھی اے سیلاب ہمارے حال دل سے بے تو
آگاہ ہو کہ کس حال مین ہین اپنی تو یہ کیفیت ہے اب یہ صورت ہے نظم

آسمان مرکے تو راحت ہو کہین تھوڑی سہی	یا نون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سہی
ہو دبجو کچھ دل شیدا کو ہے اندوہ وملال	کس جبین کے لیے درکار ہی چین تھوڑی سہی
مجھکو حیرت ہی حسینون سے بچی ہی کیونکر	بادشاہون کے لیے چلین جبین تھوڑی سہی
نعمت فقر ہے موجود جسے رغبت ہو	آب شیرین مین ہی نان نمکین تھوڑی سہی
کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور	کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سہی

یہ اشعار پڑھ کر شفق خونخوار بھی دریا مین پھاندپڑی ہزار ہا مچھلیان جسم نازک مین لپٹ گئین ڈنک مارنے لگین شفق خونخوار و برق ثانی و سیک یلداقی کے کراہنے کی آواز آتی ہے عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا کہا کہ رات بھرمین یہ تینون مرجائینگے یہ سوچ کر خواجہ ایک طرف ہٹے سیلاب ملازمون سے کہہ رہا ہے کہ بڑی مشکل کی بات ہے اب سنبل ہفت گیسو کو بلاؤن اسی دام مکر مین پھنساؤن یہ سوچ کر چاہتا ہے کہ سحر کرون کہ پہلوے صحرا سے آواز آئی یاخداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یا ملک الموت کو حکم دیجیے ہاے اس جنگل کے شیر بھیڑیے بھی مرگئے کاش کہ وہی آن کے طعمہ کرتے اب صدمۂ تنہائی نہین اُٹھتا اسطرح یہ آواز آئی کہ سیلاب بیقرار ہوگیا سحر تو نہ کیا ڈورین کھینچ لین اپنے مقام سے اُٹھا اگرچہ جی مین کہتا ہو کہ کس دردرسیدہ کی آواز ہے آواز مین سوز و گداز ہے سنا نہین جاتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو دور سے دیکھا ایک نخل کی بیخ مین پلنگ پوش اوڑھے ہوے طریقے سے تو معلوم ہوتا ہو کہ عورت ہو کبھی پلنگ پوش سے ہاتھ نکالکر طرف آسمان کے بلند کرتی ہو اور پکارتی ہو کہ کیا ہوئے دوسی خداوند سب مرگئے ہفت پیکر تم تو زندہ ہو اپنی بندی کو نہ بھولو اُس بیقراری مین پلنگ پوش جو سر سے ہٹ گیا تو سیلاب نے دیکھا ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان ہو دونون عارض پر رنگ گل گلاب زلفون پر پیچ و تاب ہونٹھ مسیحائی سے خالی نہین مگر اُن پر پان کی لالی نہین پنکھڑیان پھول کی یا دُرج گوہر کہ اندر اُسکے دردندان صفا مین اختر آسمان اُس نازنین نے جو دیکھا کہ کوئی شخص ادھر ہی آتا ہو جلدی سے پلنگ پوش مین چہرہ اپنا ڈھانپ لیا مگر سیلاب دریا بار بیقرار ہوگیا پکارتا ہوا بہ آواز بلند دوڑا۔

نظم

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری	جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین وہم شعر لے نزدیک	مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہو وہ کہتا ہو یہی	دیکھی اک روح روان ہمنے روانی تیری
شیشۂ مو سے کوئی میری روانی کہد ے	ہوش نہین آتی ہو یہ پنبہ دہانی تیری
کیا تری شان ہو قربان ہون اے عفو کریم	آس رکھتا ہو ہر اک فاسق وزانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری

مصرع تیغ ہی ہر مصرعۂ موزون آتش
دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری

ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان حقیقت مین ایسی صورت زیبا نہین دیکھی حور ہو یا پری ہو انسانیت سے بری ہو مین کیا صفت تمہاری کر سکتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو ایک مرتبہ پھر صورت زیبا کھولدو کہ مین بہ نگاہ غور دیکھون شاید دل کو ڈھارس ہو اُس نازنین نے پکار کر آواز دی او بے ادب ہوش مین آ پراے ناموس کو کیا بائین کہتا ہی کچھ خوف خداوند ہفت پیکر بھی ہی ہم آفت کے مارے صحراے ویران مین مر رہے ہین تو ایسے الفاظ کہتا ہی خداوند ہفت پیکر کو نہین مانتا قدرت کو دور جانتا ہی یا خداوند ہفت پیکر آئیے اس ظالم کی بدعت سے بچائیے یا خداوند ہفت پیکر کہکر جو اُس نازنین نے پکارا سیلاب کانپنے لگا ہاتھ باندھکر کہا واسطہ خداوند کا یون فریاد نہ کرو آج کل قدرت بہت ہوشیار رہتے ہین ایسا نہ ہو آجائین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا پانون جو گورے گورے دیکھے خاک مین بھرے ہوے خاک سے پاک کرنے لگا وہ نازنین پیر سمیٹتی ہی کہتی ہے ای شخص مجھ بد نصیب کے جسم مین ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی غصے مین منھ کھول دیا سیلاب نے اب جو صورت زیبا کو دیکھا حقیقت مین کل اعضا درست و چالاک و چست عندلیب خوشنواے حدیقہ حسن و جمال ماہ آسمان کمال صورت دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ہاتھ پانون تھراتے ہین پسینے پسینے ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آرزو یہ ہے کہ میرے گھر پر چلیے خاتون محل قرار دونگا کئی سو کنیزین خدمت مین حاضر کرونگا مین مصاحب خداوند ہفت پیکر ہون مگر تمہاری محبت مین بیقرار و مضطر ہون وہ نازنین ہر مرتبہ منھ اپنا پلنگ پوش مین چھپا لیتی ہے جب منھ کھولتی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی شی لی سیلاب نے ہاتھ سے پلنگ پوش ہٹا دیا دیکھا بغل مین گلابی دبی ہی ہر مرتبہ چھوٹا سا گلاس ہی اُٹھا لیکر پی لیتی ہے سیلاب نے پوچھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ کیا شی ہے نازنین نے رو کر جواب دیا کہ تین شبانہ روز اسی صحرا مین بے آب و دانہ گذرے اسی کی وجہ سے زندگی رہی جب

بیقرار ہوتی ہون ایک جام پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون سیلاب نے دیکھا کان سے خون جاری ہی پوچھا کیون صاحب یہ کیا ہوا کہا قزاقون نے کان سے ناک سے بجلیان بالیان نوچین کسی بے دردنے خداوند ہفت پیکر کا پاس نہ کیا ایک بے حیا آبرو کا خواہان ہوا مین نے مال و اسباب نہ اٹھایا باعث زندگی جانکر اسکو اٹھا لیا اسی نے جان بچائی ورنہ ابتک خاتمہ ہو جاتا سیلاب نے کہا چند قطرے اسمین سے مجھے بھی دیجیے مین اسکے بدلے قرابے حاضر کرونگا نازنین نے کہا نہین صاحب مین نہ دونگی میری باعث زندگی ہے سیلاب نے کہا وہ سامنے میرا ہومخانہ آراستہ ہی وہان قرابے رکھے ہین مین اٹھالاؤن نازنین نے کہا تمھارے کہنے کا اعتبار ہی لیکن منھ کھولو مین ہاتھ سے اپنے چند قطرے گرادون سیلاب نے منھ کھولا بوے بد آئی معلوم ہوتا تھا کہ مہری کھلگئی سیلاب نے منھ کھول کر کہا اپنے دست نازک سے چند قطرے ڈالدیجیے نازنین نے گلابی بغل سے نکالی زہر مار کیکے منھ مین انڈیل دی اور رونے لگی سیلاب نے کہا کیون نازنین نے کہا تمنے بھاڑسا منھ کھولدیا سب شراب گرگئی سیلاب نے گھبرا کر کہا میرے کلیجے مین آگ لگ گئی مجھے اب کھٹکا معلوم ہوتا ہی نازنین نے کہا چند نگینے الماس کے اسمین ملے ہوسکتے تھے اب کلیجہ تمھارا کٹجائیگا سیلاب اٹھنے لگا کہا صاحب مجھ سے اٹھا نہین جاتا نازنین نے کہا ارے گدھے شراب نوکشیدہ ہی اسنے گرمی کی اٹھکر ٹہلو ہوا لگے تو کیا عجب ہی کہ نشہ کم ہو جائے سیلاب بمشکل اٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی تھی طمانچہ مارا کہ سیلاب لہرا کر گرا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بہ باغ دین زمکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

نعرہ کرکے عمرو نے اول خود لیا لباس اتارا خنجر مارا خنجر ہیچیدہ منی شکم چاک قصہ پاک دریا غائب ہوا کہ خشک ہو گیا برق ثانی و سمک بیلداقی و شفق خونخوار بیہوش پڑے تھے عمرو نے انکو اٹھایا شفق خونخوار پر بیہوشی دار پیدا کرکے چلی برق ثانی ایک جانب بھاگا سمک

ایک جانب چلا خواجہ بھاگ کر قریب ایک غار کے آئے اُس غار مین چھپ کر دیکھنے
لگے ہفت پیکر چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا نیند اس خفتہ بخت کو کب آتی ہی کہ یکایک
کان مین آواز آئی گشتی مرا نام من سیلاب دریا بار بود ہفت پیکر یہ آواز سنکر گھبرا گیا
چھپر کھٹ سے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر آیا نگہبانون نے سلام کیا کہا ارے کنارے
دریا کے جاؤ مفصل خبر لاؤ سیلاب کے مرنے کی آواز آئی ہی قدرت نے تقدیر
نہایت کی پھر قتل ہونے کا کیا باعث ہوا قابض ارواح کیونکر گیا کیونکر روح قبض
ہوئی نگہبان دوڑے ہوے گئے کہا یا خداوند قاتل کا پتہ نہین دریا خشک ہو گیا
سیلاب کا لاشہ پڑا ہی بدن پر ایک چلتر لگا نہین یہ تو ہمنے بھی خبر سنی تھی کہ شفق
خونخوار و برق ثانی عیار و سمک یلدا قی عیار طلسم کشاان سب کو سیلاب نے
گرفتار کر کے دریا مین قید کیا تھا ایسے ہوشیار کو نہین معلوم کسنے مارا ہفت پیکر
نے کہا وہی قاتل دمامہ و مشمش ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ اُسکا نام لینے کی
بزرگون نے ممانعت کی ہے مصاحبون نے جو سُنا سب دوڑ پڑے کہ قدرت اکیلے
دربارگاہ پر کھڑے ہین چالیس ساحر اور پہلوان آکر جمع ہو گئے ہفت پیکر ایک
ایک سے ذکر کر رہا ہی کہ آج وہ ساحر مارا گیا کہ قدرت کے دربار مین سناٹا ہو گیا
لیکن حیران ہون کہ ایسے ہوشیار کو کیونکر مارا مچھلیان اُسکو خبر دیتی تھین مگر مقام
تعجب ہی کہ ایسے وقت مین مچھلیون نے خبر نہ دی نگہبانون نے کہا جو مکانے سے
نکلکر گئے تھے صحرا مین زیر نخل لاشہ پڑا ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ اگر وہ
کنارے دریا کے رہتا تو کوئی نہ مار سکتا تھا لیکن تقدیر اُسکی پلٹ گئی قدرت نے
سمجھا دیا تھا کہ کنارہ دریا سے نہ ہٹنا قضا اُسکو کھینچ لیگئی آخر وہان جا کر مارا گیا
ہفت پیکر یہ باتین کر کے بارگاہ مین آیا خواجہ عمرو نے غار سے دیکھا کہ ہفت پیکر
بارگاہ مین گیا خواجہ غار سے نکلے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ لشکر مین آمد طلسم کشا کی
دھوم ہی کہ سامنے سے دیکھا رستم بعد شوکت و حشم نشست مرکب استر بالا کیوڑیے
سوار مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین غضنفر و شیر دل ایک جانب عیوق و جاروی

لشکر کو لیے ہوے آتے ہین برق ثانی خسرو سے بیان کرتا ہوا کہ حضور استاد کی
عیاری کی کیا بات ہے حقیقت مین کرامات ہے مین نے کیا کچھ اٹھا رکھا لیکن نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ ماہی دریائے اُسکو آگاہ کر دیا نہین معلوم خواجہ کیونکر بچے کیونکر پنجہ
اُسیر غالب آیا کہ سامنے سے خواجہ پہونچے خسرو نے سلام کیا خواجہ نے سر سیلاب
کا قدمون پر ڈالدیا کہا معاوضہ دلوائیے خسرو نے کہا اے عم نامدار شب کو دربار صاحبقران
مین حاضر خدمت کرونگا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ کو روپیہ دیکھکر رشک ہو گا خسرو
نے کہا عم نامدار ایسا نہ فرمائیے قبلہ وکعبہ آپ کے رقم ملنے سے حسد کرینگے کہ طبل سکندری
پر چوب پڑی صاحب قران کی سواری آئی امیر نے عمرو سے پوچھا خواجہ نے ذکر
قتل سیلاب بیان کیا امیر نے فرمایا کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا بس آپ نے
اتنا کلمہ کہکر خاتمہ کر دیا امیر نے موتیون کا مالا اُتار کر خواجہ کو پہنایا خواجہ نے منھہ
لٹکا لیا کہا جو آپ کی عنایت عمرو نے سر آگے صاحب قران کے ڈالدیا صاحبقران
نے خوش ہو کے فرمایا حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست تھا نیرنگ وشعبدے
سے بخوبی ماہر تھا اب تو کل لشکر مین مشہور ہوا کہ رات کو خواجہ نے سیلاب کو مارا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار ستر سے تاجدار ساحر تخت کو اُسکے گھیرے
ہوے شاہین فیل سوار مسلح ومکمل سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ ساحرون
کا علاج عیار کر لیتے ہین مگر ہم تک نہین آسکتے آج دیکھون کہ کون صاحب تیرے
مقابلے مین آتے ہین لشکر آگے ہفت پیکر کا ٹھہرا لشکر کہا ہے کو دریاے قہار ہے
اسّی لاکھ ساحر جہانتک نگاہ کام کرتی ہے ساحر ہی ساحر معلوم ہوتا ہے گولہ اُچھالتے
ہوے سامری وجمشید کا نام زبان پر لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ شاہین فیل سوار نے فیل اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین آئے فنون سپہ گری دکھائے منم شاہین فیل سوار جیسے ہی اُسنے
نعرہ کیا شاہزادہ خسرو شیر دل نے مرکب اپنا نکالا سامنے بادشاہ کے آکر اجازت خواہ

ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا ای عم نامدار بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوگا
پروردگار تمکو مظفر ومنصور کرے خسرو اجازت بادشاہ سے لیکر مرکب اُڑاتے ہوے
سامنے رستم کے آئے رستم نے جوش محبت مین بھائی کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر
پہلوان زبردست ہی سمجھکر مقابلہ کرنا خسرو سلام کرکے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے
مرکب اُڑا کر سامنے شاہین کے آئے مستک پر ہاتھی کے اوجھڑ سیر کی لگائی دو تین قدم
ہاتھی ہٹا سات آٹھ قدم گھوڑا پیچھے ہٹا شاہین کی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی حیران
جمال ومحو دیدار ہوا کہا اے جوان تیرا سن وسال دیکھکر مجھکو افسوس آتا ہی کہ اپنی
جان دینے آیا ہی تم پلٹ جاؤ رستم کو بھیجو خسرو نے کہا ای مغرور عقل وفراست سے
دور تجھکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی یہ میدان کارزار ہے زبان تیر و کلمہ عمود سے کلام
کر شاہین نے نیزہ اُٹھایا خسرو وشاہین سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران دیکھ رہے
ہین کہ خسرو کس آن بان سے نیزہ بازی کر رہے ہین کہ شاہین کو دنگ کر دیا ہر مرتبہ
چاہتے ہین کہ نیزہ گانٹھکر اسکے ہاتھ سے نکالون لیکن شاہین اپنے کو بچاتا ہے
حلقون مین زرہ کے نیزہ رکھ دیتے ہین قطرہ خون کا جسم سے شاہین کے نکل آتا ہی
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تختہ آہن پر نقطے شنجرف کے دیے ہین چالیس طعنین رد وبدل
نہ ہونے پائی تھین کہ ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ کو تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہین کے
نکل گیا مثل ابر گرگرایا تیغہ لنگردار کھینچا تیغہ چوڑا جوہردار مثل تختہ دکان عطار
خبردار خبردار کہکے اُسنے ہاتھ مارا خسرو نے سپر کو گردش دی صاف بآسیب سپر تلوار
کو رد کیا لیکن شاہین کا تیغہ زور مین جاتا تھا شاہزادہ تو بچا موے جسم بھی میلا نہ ہوا
مگر گھوڑے کی گردن پر تیغہ پڑا کہ گھوڑا خسرو کا مارا گیا شاہین نے جو شاہزادے کو
پیدل دیکھا فوراً بری دھت کہکر ہاتھی کو شاہزادے پر ہولدیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی
شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا لیے اُسنے سونڈ مین دونون ہاتھون کو لپیٹا مگر
شاہزادے نے سونڈ کو دونون ہاتھون مین تھاما اُدھر ہاتھی نے شاہزادے کو
کھینچا شاہزادے نے بھی سونڈ اتھام کر دونون پاؤن اپنے پاے فیل پر جمائے

نعرۂ تکبیر کہکر ہکہ مارا مع زرخرے گردن گھسیٹ لی شاہین کو دکر الگ ہوا اس زور پہ
شاہزادے کے دونون لشکرون سے احسنت وآفرین کی صدا آنے لگی مگر شاہین
نے جو شاہزادے کو بہادر پایا دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہر مرتبہ شاہزادہ شاہین
کو پکڑ لاتا ہے شاہین ہر مرتبہ اُکھڑ کھا کر ہٹ گرتا ہے شہزادہ نے پشت پر آکر گردن
تھامی لنگوٹ پکڑ کر گھسا مارا کہ ماتھے کا پوست تک اُڑ گیا کڑیون پر زرہ کی یہ کڑی
پڑی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین ادھر صاحب قران خواجہ سے فرمارہے ہین کہ
خواجہ دیکھتے ہو خسرو کس لطف سے لڑ رہا ہے پہر چار گھڑی کا شاہین ادھر مہمان ہے
خسرو زیر کر لیگا شاہین ترکیب سے بچ رہا ہے دو پہر تک تو اسی طور سے کشتی رہی
کہ شاہین اپنی جان سے تنگ ہو جاتا ہے جیت ہو جاؤن ایسا نہ ہو کہ ان گھون مین
جان نکلجاے جب زوال آفتاب ہوا امیر نے دیکھا کہ خسرو سست ہونے لگا اور
اب شاہین زیادتیان کرنے لگا شاہزادے کی زرہ پارہ پارہ ہے ماتھے سے خون
بہ رہا ہے گردمین اٹا ہوا ہے گریبان پھٹا ہوا ہے اور اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہے صاحبقران
نے کہا خواجہ دیکھا تمنے اب کیا رنگ ہوا ہمین یقین یہ ہے کہ خسرو مغلوب ہو گا شاہین
غالب آئیگا خدا اُسکو بچائے خواجہ کہتے ہین اے آقاے نامدار صاف ثابت ہوتا ہے
کوئی اُفتاد ہوئی فرزندان حضور مین خسرو نہایت صاحب طاقت ولیاقت ہے پہر دن
پچھلا باقی ہے کہ خسرو کا رنگ رو متغیر ہوا اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین کہ شاہین خسرو کو
لے دوڑا خسرو ہر چند چاہتے ہین کہ رکون مگر ممکن نہین لیکن ایک مقام پر خسرو نے پلٹے
چاہا کہ ریلکر لے دوڑون مگر شاہین بھی مثل دیو کے بے قدم اُسنے گاڑ دیے خسرو نے
جو پانون بڑھا کر رکھا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک زمین مین اُتر گئے شاہین
نے جو ہکہ مارا خسرو کا کولہ اُتر گیا غش آنے لگا شاہین کب خیال کرتا ہے اُسی حال
مین اُسنے گرادیا ہر چند سردارون نے منع کیا مگر شاہین نے مشکین باندھ لین
شاہزادہ بیہوش و مدہوش اپنے جسم کی کیفیت فراموش امیر رنجیدہ ہوئے
مگر رستم کو بڑا قلق ہے جب بارگاہ مین آئے برق ثانی جو سامنے آیا

جھڑک دیا کہا اے برق ثانی مقام افسوس ہے کہ آقا تمھارے قید ہو گئے تم یہان پھر رہے ہو یہ تو ضرور ہوا کہ بعد دو پہر کے خسرو پر سحر ہوا جسکے سبب سے اُسکا کو لا بھی اُترا اُسنے نامردنے گرفتار کر لیا دن بہت کم باقی تھا ورنہ مین اُسیر جا پڑتا کیا بھائی کو اپنے لیجانے دیتا میرا قوت بازو زینت پہلو قید خانے مین کیسا گھبراتا ہوگا برق ثانی یہ سُنکر باہر نکلا تڑپتا ہوا طرف لشکر شاہین کے چلا ہفت پیکر کے جو لشکر مین آیا دیکھا ہزارہا بارگاہین خیمے استادہین ایک خدمتگار سے پوچھا شاہین کی بارگاہ کہان ہے خدمتگار نے کہا بارگاہ خداوند مین ہونگے برق ثانی بشکل خدمتگار بارگاہ ہفت پیکر مین آیا دیکھا ہفت پیکر تخت پہ بیٹھا ہوا ساحرون سے کچھ صلاح کر رہا ہے ساحرون نے کہا آج شاہین نہین تشریف لائے اب وہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا شاہین کو اب فرصت کہان معشوق کی خاطر کر رہے ہونگے ساحرون نے کہا عین وقت پر وہ پہونچی اس سے اور گل اندام سے بڑی محبت ہے ہفت پیکر نے کہا یہ تو حکم بادولت کا سُنتے ہی چلا آیا وہ شب کو تنہا رہی سویرے ہی خبر سُنکے روانہ ہوئی عین وقت پر پہونچی شاہین عاجز ہو رہا تھا اُسنے آکر وقت پر سحر کیا جس سے شاہین لڑیگا اُسپر غالب آئیگا مگر ہائے کیا کرون ہرچند کہ فوج کا اسقدر جماؤ ہے مگر فرزندان حمزہ صف شکن تیغ زن سب فوجین لیکر آئے ہین سب کے ساتھ جادوگرنیان ہین وہ بھی وقت پر لڑینگی مگر گل اندام کو کوئی نہ پائے گا بڑے سلیقے سے سحر کرتی ہے کوئی اُسکو نہ پاسکیگا مخفی ہو کر سحر کرتی ہے برق ثانی نے جو یہ باتین دربار مین ہفت پیکر کے سنین یقین کامل ہوا کہ آقا پر افتاد پڑی چلکر تدبیر کرون باہر نکلا لوگون سے پوچھا پہلوان دوران گرشاسپ جہان شاہین فیل سوار کی بارگاہ کہان ہے لوگون نے پتہ بتایا برق ثانی نے آکر دیکھا کہ پہلوے نخلستان مین بارگاہ شاہین استادہ ہے باہر سے جادوگر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لئے کے جا رہے ہین برق ثانی در بارگاہ پر آکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین حاضر حاضر کہتا ہوا اندر چلا نگہبان نے جو روکا برق ثانی نے کہا تمنے سنا نہین میرا نام لیکر پکارا ہے نگہبان خاموش ہوا برق ثانی اندر آیا دیکھا کہ شاہین مسند پر بیٹھا ہے پہلو مین ایک ساحرہ

سیہ فام اُس سے اختلاط کر رہا ہے گل اندام کو رہی ہے اے شاہین ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ
مین طلسم کشا سے لوح لیلون تحفہ جات لا کر تمکو دون کلاہ ہفت گوشہ بالاے سر اور
زرہ ہفت جوش در بر و تیغہ ہفت جوہر پاس ہو تو طلسم کشا پر غالب آؤ گے مین تدبیر کر رہی
ہون مین نے چند کنیزین واسطے خبر کے بھیجی ہین طلسم کشا کے مقام نشست و برخاست
معلوم ہون تو پھر مین گرفتار کراؤن تیرا جاہ و جلال بڑھاؤن برق ثانی نے بڑھکر
عرض کی ایک جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہوئی آپ کو بلاتی ہے یہ خبر سنکر گل اندام اپنے
مقام پر سے اُٹھی کہا اے شاہین نہ گھبراؤ خبر آگئی او خدمتگار وہ ساحرہ کہان ہے
برق ثانی نے کہا حضور وہ جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہے آپ باہر تشریف لیچلیے گل اندام
ساتھ ہوئی برق ثانی نے جلو خانے مین آکر کہا اے ملکۂ عالم وہ پھر گئی احوال دریافت
کرنے کو گئی ہے اب کے دریافت کر لائیگی تخلیے مین چلیے جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھیے مین نے
اوقات نشست و برخاست طلسم کشا کے دریافت کر لیے ہین سامنے ایک خیمہ استاد
تھا برق ثانی گل اندام کو اُس خیمے مین لے گیا گل اندام بیٹھی کہا ارے خدمتگار
جب تک کنیز آئے تو حال بیان کر کہا حضور طلسم کشا پر سنبل ہفت گیسو و سلما ے
گوہر پوش دل و جان سے عاشق ہین رات کو گرد بارگاہ کے پہرا دیتی ہین اور ماہی سحر
بر سر بارگاہ طاؤس بنکر بیٹھتی ہین کہ آسمان سے کوئی نہ آنے پاوے اگر حکم دیجیے تو مین
تدبیر کرون جسوقت سنبل و سلما آرام کرین آپ کو خبر دون رات کو طلسم کشا لوح کو اُتار کر
رکھ دیتے ہین اگر آپ سحر کر کے پہونچین گی اور ماہی سحر پر غالب آئین گی تو لوح
ملجائیگی اور کلاہ ہفت گوشہ مین چرا لاؤنگا جس عہدے پر مین مقرر ہون وہین کلاہ
ہفت گوشہ رہتی ہے مین لا کر ضرور حاضر کر دونگا شاہین کے سر پر رکھ کر میدان
مین بھیجیے طلسم کشا پر غالب آئیگا جب طلسم کشا پر غالب آئیگا پھر کون مقابلہ کر سکیگا
عیوق و جاروق پیغام بھیجنے کو ہین برق ثانی یہ باتین کرتا جاتا ہے اور بوٹی بوٹی
پھڑک رہی ہے گل اندام نے پوچھا کیا تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی ہان کہکے
یہ غزل گانے لگا نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی رازِ نہان نہو
بیتابی سیری تجھ سے جو قاصد بیان نہو
مجھ سا بھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہو
غل ہے کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کبھی
حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی
دل مین جگر مین سینے مین تلی مین آنکھ مین
پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال

کہدے یہ اُس بتے کی جو تجھ سے بیان نہو
دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہو
پوچھے کبھی درد دل وہ اگر کچھ نہبان نہو
تیری ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہ ہو
روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو روان نہو
ایسا کوئی مقام نہین تم جہان نہو
یہ انحراف کجروئی آسمان نہو

اس لطف سے یہ غزل گائی کہ گل اندام نے کہا ارے تجھے گانا کس نے سکھایا برق ثانی نے گلابی اُٹھائی کہا ایک جام تو نوش فرمائیے آپ کو سرور ہو تو میرے گانے مین کب قصور ہو جام لبریز کرکے گل اندام کو دیا گل اندام یہ سمجھکر پینے پر آمادہ ہوئی کہ یہ خدمتگار ہی مطلب دلی بھی اس سے نکلیگا کہا ارے پہلے تو پی برق ثانی نے کہا مجھکو نشہ ہو جائیگا تو مطلب اصلی سے باز رہونگا یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھا اب تو گل اندام بہت خوش ہوئی کہ خدمتگار خود خواہان ہی یہ بھی مثل نوکرون کے پڑا رہیگا وقت بیوقت ہر کام مین کام آیا کریگا ابھی تو نوجوان ہی کاروبار مین اسکا احسان ہی یہ سوچکر جام شراب لیکر پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا ارے یہ کیسی شراب ہی کہ پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی برق ثانی نے کہا اُٹھکر ٹہلیے گل اندام لنگا ہلاتی ہوئی اُٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق ثانی نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے گل اندام کا دھڑ سے الگ گرا ہنگامہ برپا ہوگیا خسرو شیردل جو قید خانے مین بیٹھے زنجیرین ہلا رہے تھے ہوش آیا سحر اُترا قید سلاسل توڑی کمال انتہا کا غصہ تھا کڑکتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کیا باشیدای کا فران بیحیا و نابکاران پر دغا۔ نعرہ

منم خسرو شیردل خوش نسب گریزند از من یلان در مصاف	منم نور عین امیر عرب جو شمشیر کین برکشم در غلاف	مسخر کنم پردۂ زرد قاف فراری شود فوج دیوان قاف

نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا شاہین نے جو نعرۂ خسرو کی آواز سنی گھبرا کر اپنی بارگاہ سے

نکلا دیکھا خسرو لڑ رہے ہیں ایک خیمے سے آواز آ رہی ہے کشتی مرا نام من گل اندام جادو بود یہ صدا سنکر سر پیٹنے لگا کہا ارے غضب ہوا میری محسنہ کو مارا بچپن سے وہ مجھپر مہربان رہی ہائے اُسنے کیا جفا سہی اب مین اُسکو کہان پاؤن اس غصے مین وہ لڑتا ہوا سامنے خسرو کے آیا للکارا کہ کیون پسر حمزہ یہ کیسی گستاخی کی قید مردان عالم جسم سے دور کردی خسرو شاہین پر جا پڑے شاہین نے ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر کمر کو بچاکر سر پہ ہاتھ مارا شاہین نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا یا قبہ سپر پہ چمکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا اہل فوج اسکے سر پیٹنے لگے چار لاکھ جوان خسرو پر آ پڑے تلوار چلنے لگی خسرو نے جو دیکھا کہ چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہے دست دعا بہ درگاہ بے نیاز بلند کیے کہ اے قاضی الحاجات دافع البلیات۔

نظم

ابر را حاصل شود از دیدہ گریان فروغ
برق می یابد ز سوز سینۂ سوزان فروغ

واقف راز حقیقت تا نگردد مرد حق
کے کند حاصل میان چشم حق بینان فروغ

یابد از لطف خدا در عالم دنیا مدام
ہر طریق و شرع و دین و مذہب و ایمان فروغ

واحد اول جلوہ گر در پردۂ توحید بود
بعد ازان در بزم گاہ کثرت آمد آن فروغ

ہم چو مہر و ماہ بر اوج شرف روشن شود
بندہ از علم و ہنر حاصل کند چندان فروغ

حمد حق کردی درین دیوان بہر مصرع رقم
یافت زان نظم تو ہندی در سخن دانان فروغ

شاہزادے نے جو بیقرار ہوکر دعا کی برق ثانی نے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے لشکر سے نکلکر بھاگا آکر رستم کو خبر کی رستم نے لوح گلے مین ڈالی پشت مرکب پر سوار ہوے بارہ ہزار جوانان زرین پوش یہ کہتے ہوے ساتھ چلے کہ ہم سرکار کے ساتھ رہین گے عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ خبرین سنکر اُٹھے گینڈون پر سوار ہوے عقب مین رستم کے چلے یہان رستم اُسوقت پہونچے کہ خسرو چار لاکھ سے لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے اسوجہ سے کہ خطا شعار تیر مار رہے ہین شاہزادہ الگ آکر ٹھہرا ہے کہ نعرۂ رستم کی آواز آئی منم رستم پیلتن و پیل کن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی و کپتان فرنگی

نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر۔ علمشاہ رومی
شہ فیل زور + کہ بر بخت مرزوق افگندہ شور + اور پکار کر آواز دی ای برادر بجان برابر
نہ گھبرانا مین آپہونچا خسرو نے جو رستم کو آتے دیکھا چمک چمک کے لڑنے لگے جسپر ہاتھ
مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر مارے رستم نے جو بھائی کو زخمی دیکھا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا فوج کفار پر تلوار کھینچکر گرے کئی سو کفار کو قتل کیا آخر ملازمان شاہین
کے پانون اُٹھے شکست فاش کھاکر بھاگے رستم نے خسرو کو ساتھ لیا بہ فتح
و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر زخم دوزی کی بعد نکل جانے رستم کے ہفت پیکر کو خبر
ہوئی کہ گل اندام کو برق ثانی نے مارا خسرو کے ہاتھ سے شاہین مارا گیا ہفت پیکر
نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو مین جانتا تھا کہ گل اندام نے بڑا کار نمایان کیا ہی اب
اُسکا بچنا دشوار ہے آخر برق ثانی نے مارا فرزندان خواجہ عمرو بلاے روزگار ہین
برق ثانی فرزند برق فرنگی ہے برق نے کیا کیا کام کیے قدرت کے ذہن مین
یہ آیا تھا کہ برق ثانی کو وہ نام عطا کرین کہ سب عیار شرمندہ ہون خواجہ عمرو انکو
اپنا نائب کرین ماہور مردار خوار جادو دنگل سے اُٹھا کہا یا خداوند یہ معاملہ میرے
سپرد کیجیے مین کل ہی سب کا خاتمہ کر دونگا ہفت پیکر نے نام پر ماہور مردار خوار
کے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی خواجہ دربار مین رستم کے
موجود تھے رستم نے کہا ای عم نامدار سود اس جھینے کا ادا کیجیے گا خواجہ نے کہا ای
نور نظر جو تمکو صاحبقران سے رشتہ ہی مین بھی ویسا ہی تمکو جانتا ہون خواجہ
اپنے مقام سے اُٹھے فکر مین ماہور کی چلے ماہور دربار ہفت پیکر سے اُٹھکر اپنی
بارگاہ مین آیا ہو محنانے مین آکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے کچھ چھریان کچھ خنجر ابر مین تیغ
اُسکو طرف آسمان کے اُڑا دیا اس طرح کئی سحر ابر مین بند کیے آخر مین ایک پتلا
بنایا ہی خون کاٹ کاٹ کے اپنا اُسپر ڈال رہا ہے منظور یہ ہے کہ اس پتلے کو طرف
لشکر اسلام کے روانہ کرون وہ پتلا باتین کر رہا ہی رستم کا نشان بتلا تا ہی جادوگر
کو رہا ہے جسکو سب طلسم کشا کہتے ہین سب جادوگر اُسکی کی فکر مین رہتے ہین

کہ کان مین آواز آئی اے بندۂ خاص الخاص کیا عمدہ سحر بنائے ہین کہ ہمین نے مٹھی
مین بند کر لیے ایسے سحر پھر کبھی نہ بنانا تیری بے ادبی کل سے ہمپر ظاہر ہوئی ماہور نے یہ
صدا سُنکر سر اُٹھایا دیکھا ایک موٹا جادوگر مٹھی ہاتھ کی بند کیے ہوے یہ کہہ رہا ہے
ماہور نے بہ نگاہ غور جو خیال کیا ہفت پیکر کو دیکھا تخت اڑاے ہوے آتا ہی خوف زدہ
ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا تخت زمین پر آیا کودکر آواز دی اے بندۂ مغضوب اور سحر تو تیرے
بیکار ہین مگر اس پتلے سے کیا مراد ہی ماہور نے کہا یا خداوند یہ پتلا جو بن جائے
جسقدر جادوگرنیان لشکر اسلام مین ہین اُنسے باتین کرکے یہان لے آئے کیا
مجال کوئی رُک سکے یہ سحر ساختۂ بزرگان ہے اور قدرت کی عملداری مین اسے کوئی نہین
جانتا کہا تم جاکر گلابی شراب کی لاؤ ہم اسکو تیار کرتے ہین ماہور اُٹھا دروازے
پر آکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے براے قدرت گلابی شراب کی لاؤ چند خدمتگار
طرف میخانے کے چلے ماہور انتظار مین کھڑا ہی یہان ہفت پیکر نقلی نے پتلے سے
پوچھا تجھے اب کیا چاہیے پتلے نے کہا یا خداوند یہ جو کڑھاؤ مین موہن بھوگ رکھا
ہے یہی ہماری خوراک ہی جو کوئی مجھکو یہ کھلاوے جو حکم دے وہ بجا لاؤن ہفت پیکر
نقلی نے پوچھا کہ ماہور کی بھی خدمت کر سکتے ہو پتلے نے سر ہلا کر کہا ماہور کی بوٹیان
کاٹ کر کھا جاؤن لشکرون کو شکست دون فتح جنگ کا بندوبست کرون ہفت پیکر
نقلی نے ایک لقمہ موہن بھوگ کا پتلے کو کھلایا پتلے نے پھر منھ کھولا دوسرا لقمہ دیا
پانچ لقمے پتلے کو کھلائے پتلہ جھومنے لگا کہتا ہو بعد مدت کے آج میرا پیٹ بھرا
جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ہفت پیکر نقلی نے کہا تو مجھے پہچانتا ہو کہ مین کون ہون
پتلے نے کہا شکل تو خداوند ہفت پیکر کی ہو مگر یہ جانتا ہون کہ فریب ہی ہفت پیکر
نقلی نے کہا مین ہون عمرو عیار چاہتا ہون کہ ماہور کا سحر مٹاؤن اسکو قتل کرون
پتلے نے کہا مین براے خدمتگاری حاضر ہون مگر یہ چند لقمے جو باقی ہین یہ بھی مجھے
کھلا دیجیے تو میرا پیٹ بھرے آتے ہی ماہور کی گردن لون سحر اُسنے جو ابرون کا پتلا
کیا ہے اُسکو بھی مٹاؤن یہان خادم گلابیان لیکر آئے ماہور نے دیکھا کہ پتلا

موہن بھوگ کھا رہا ہی پکار کر آواز دی یا خداوند آپ نے موہن بھوگ کیون کھلایا عمرو نے پکار کر آواز دی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتا ہون مجھے نہین پہچانتا منم مہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار غدار ہون
دوندہ جہانگر طرار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
ذرا تیز رفتار گر ہو قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

نعرہ کر کے عمرو نے آواز دی

ای بتلۂ سامری ماہور کو مارے بتلہ دوڑا ماہور بھاگا خواجہ گلیم اوڑھکر پشت پر چلے دروازے پر ساحرون نے چاہا روکین بتلے نے جسکو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسیکو چیر کر پھینکدیا مثل شعلہ جوالہ جاتا ہی جب دس پانچ آدمی ارے گئے تو اُن سب نے پیچھا چھوڑا پکار کر آواز دی ای بتلۂ سامری جہان جاتا ہی جا ماہور بھاگا ہوا جاتا ہی بتلہ پیچھے جاتا ہے پلٹنون میں رسالون مین جو ماہور پہونچا کمیدان و رسالدار نے کہا ای ماہور کہان جاتے ہو اسقدر بدحواس ہو کر کبھی تمکو اس حال مین نہین دیکھا ماہور نے کہا امیر اسیر پکڑا گیا ہی عمرو عیار نے اُسکو روک لیا جو چاہیے تھا وہی خوراک کھلائی مین خدمت خداوند مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگا ہوا گوشۂ لشکر مین آیا وہان بارگاہ طلسمی استادہ ہی اُسمین ہفت پیکر بیٹھا ہی ماہور ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہفت پیکر کہتا ہی کہ آج ہی ماہور خاتمۂ مسلمانان کردیگا لاشۂ مسلمانان سے میدان بھر دیگا وہ دیکھو ابر جمیکا ابر مین چھریان بھری ہین یہ ابر جو گرے گا تو ہزارون کو قتل کریگا یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا ماہور دوڑا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا ای ماہور خیر تو ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا منم بتلۂ سامری او ماہور کہان جاتا ہی عمر بھر مجھ سے کام لیا خوراک اصلی مجھکو عمرو نے کھلائی عمرو نے گلیم چہرے سے سرکائی بتلے کو اشارہ کیا بتلہ تڑپ کر ماہور پر جا پڑا ماہور بھاگ کے پشت پر ہفت پیکر کی چھپا بتلہ جادوگرون کو سرکا کر قریب تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر کو ڈھکیل دیا ماہور کو ہاتھ تھام کے کھینچا ماہور غل مچاتا ہی کہ یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے جلد بچاؤ جو جادوگر قریب آیا اسکو طمانچہ مار دیا کسیکو منہ پھیلا کر

کاٹ کھایا جب کئی جادوگر مارے گئے تو اب کوئی قریب نہین آتا پتلے نے ماہور کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سینہ چاک کیا دل گردے نکالکر کھانے لگا ساحر
کہ رہے ہین یا خداوند آپ کے سامنے یہ بے ادبی کرتا ہی اسکو سزا دیجیے ہفت پیکر
نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار خبردار کہکر پتلے پر گولہ مارا پتلے کے سینے پر پڑا تو ٹکر سینے
کو پار گیا پتلہ لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی او ہفت پیکر اب تو زندہ نہ بچیگا یہ
کہکے پتلہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من پتلہ سامری بود تمام اہل دربار
کو عبرت ہوئی آپس مین کہتے تھے یارو آج تو اس پتلے نے قدرت کو سر دربار ذلیل
کیا قدرت کے سامنے سے کھینچکر ماہور کو مارا دل گردہ اُسکا کھا گیا آخر مین
قدرت نے مارا ہفت پیکر سر جھکائے بیٹھا ہی سب کی باتین سُن رہا ہی آخر جھلا کر
جواب دیا ارے بیحیاؤ تم قدرت کی مصلحت کو کیا جانو ماہور بڑا مغرور تھا یہی
سزا تھی جو قدرت نے دی ساحر خاموش ہو رہے مگر آج کی عیاری پر عمرو کی سب
جادوگر پھر آگئے ایک ایک کا قول ہے کہ عمرو بلائے روزگار ہے ساحرون کا یہ
حال کرتا ہی کہ سامنے قدرت کے قتل ہوا کوئی سحر کیونکر تیار کرے خواجہ ماہور کو
قتل کرا کے جو پلٹے سامنے رستم کے آئے کہا ای نور نظر آج تو کئی لاکھ کے جواہرات
میرے گر گئے مگر بیٹا تم رئیس جلیل ہو اگر سردارون کو حکم دو قلیل قلیل دیوین تو میرا
مطلب نکلجائے رستم نے دس ہزار روپے سامنے خواجہ کے پیش کیے کہا سردارون کو
دختیار ہی سمجھے جو ممکن تھا وہ حاضر کیا خواجہ نے کہا تخت پر سوار ہو کے گیا ماہور کو
سامنے ہفت پیکر کے قتل کرایا ایسی قلیل رقم نہین چاہتا ہون ایک لاکھ روپیہ
دیجیے رستم نے کہا کہ عم نامدار خزانے مین روپیہ نہین ہی عمرو نے کہا بیٹا ہم تمسے لینگے
رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ یہ دسون توڑے خزانے مین داخل کردو سمک جب
توڑے اُٹھانے لگا خواجہ نے کہا ای نور نظر مین یہی قبول کرتا ہون رستم کب
مانتے ہین سمک یلِ ارقی نے روپیہ خزانہ دار کو دیا خواجہ روتے ہوے دربار
سے رستم کے نکلے کہتے تھے اب کبھی اس ناانصاف کے دربار مین نہ آؤنگا خدا اس

ظالم سے بدلا لیگا رستم نے سمک سے کہا دیکھو حمام تیار ہی عرض کی داروغہ خود حضور کا مشتاق ہی داروغہ نے خود کہا تھا کہ اگر آج رستم غسل کرین تو بڑا لطف پائین رستم تیاری کرنے لگے خواجہ صورت تبدیل کرکے بیرون بارگاہ موجود تھے خبر سنی کہ رستم حمام جاتے ہین خواجہ نے رنگ وروغن عیاری لگایا بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی شکل بنکر حمام مین آئے داروغہ حمام نے دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کرتا چکن کا پہنے ہوئے مشروع کا پائجامہ بھاری ٹوپی سر پر پہنے زربفت کے رومال مین کسوت بندھی ہوئی آتا ہے داروغہ کو آکر سلام کیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے کہا حضور عظیم اللہ خان کا پوتا ہون جائداد سب مین نے اُڑائی اب جب وجہ معاش مین فرق پڑا تو میری والدہ نے اوزار حجامت بنانے کے نکالکر دیے کہا بیٹا یہ تمھارے باپ دادا کا پیشہ ہے اسی حمام مین جاؤ مرد آدمیون کو نہلاؤ اور لوگون کا سر مونڈو روپیہ دو روپیہ روز پاؤ گے اسوجہ سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہون داروغہ نے کہا بیٹھو یہ سرکاری حمام ہی جو انعام ملے نصف تم لو نصف ہمکو دو کہا حضور ہمسے کام لین جو دینگے وہ لے لین گے شام کو کچھ لیکے گھر جائین مان انتظار کرتی ہوگی داروغہ نے لڑکے کو بٹھایا دیکھا کہ لڑکا بہت چالاک ہی حقے بھر بھر کے لوگون کو پلانے لگا کہ ہرکارے نے بڑھکر عرض کی داروغہ صاحب ہوشیار ہو جایئے خود رستم تشریف لاتے ہین داروغہ نے کہا صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیب ہو آج تمھین رستم کو نہلاؤ فرزند صاحب قران ایسا کچھ دینگے کہ نہال ہو جاؤ گے لڑکا پانچے چڑھا کر موجود ہوا دروازے پر حمام کے ٹھہرا کہ رستم آئے سمک ساتھ ہی رستم سامنے داروغہ کے آئے داروغہ نے کہا حضور مین نے آپ کے رضامند کرنے کو ایک لڑکا بہت حسین مقرر کیا ہے وہی آپ کو نہلائیگا لڑکے لے جامے خانے مین آکر رستم کو لنگی بندھوائی لباس اُتار کر کہا رستم کو حمام مین لایا رستم نے کہا صاحبزادے کوئی بٹنہ بھی تمھارے پاس ہے کئی دن کے بعد آج نہانے کا اتفاق ہوا ہے لڑکا بولا ایسا بٹنہ لگاؤن کہ تمام بدن مین خوشبو ہو جائے لڑکا

ایک پیالے مین بٹنہ بنا کر لایا سارے چہرے مین رستم کے وہ بٹنہ ملا ایسی خوشبو آئی
کہ رستم نے ہاتھون مین اور پانون مین بلکہ سارے جسم مین بٹنہ لگا یا لڑکے نے
کہا اب غوطہ لگائیے رستم نے غوطہ لگا یا لڑکے نے جامے خانے مین لا کر لباس
پہنایا رستم نے سو روپے انعام کے دیئے لڑکا دعائین دیتا ہوا باہر آیا داروغہ نے
پوچھا صاحبزادے کیا انعام ملا عمرو نے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہا کیسے رستم ہین
مین نے مل مل کے نہلایا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ ایک روپیہ دیکر چلے گئے سمک جو دروازے
پر کھڑا تھا خواجہ نے کہا مہتر صاحب تم نہ نہائے خیر یہ روغن تو چہرے پر مل لو سمک
نے روغن چہرے پر ملا لڑکے نے روپیہ داروغہ کو دیا کہا یہ روپیہ آپ ہی رکھیے صبح کو
بہشتی وغیرہ تقاضا کرینگے مین تو اب رخصت ہوتا ہون جنس وغیرہ بنیے سے جا کر
قرض لونگا تب رات کٹیگی داروغہ نے کہا یہ روپیہ لیجاؤ خواجہ وہ روپیہ بھی لیکر
چلے گئے رستم جو باہر آئے سردارون نے رستم کو دیکھا کہ چہرہ مثل حبشی کے
سیاہ ہو رہا ہے ہاتھ پانون بھی سیاہ سردارون نے سر جھکا لیا کچھ کہہ نہ سکے کہ
سمک سامنے سے آیا دیکھا سمک کا بھی چہرہ سیاہ ہو رہا ہی سردارون نے
کہا ذرا مہتر صاحب آئینہ تو ملاحظہ فرمائیے سمک نے جو آئینہ دیکھا اور رستم پر نگاہ
ڈالی کہا آقاے نامدار آپ تو حبشی ہو گئے جون جون دھوتے ہین رنگ اور چمکتا
جاتا ہی سیاہی کو زیادتی ہوتی ہے رستم نے کہا ای سمک اب مین کیا کرون سمک
نے کہا آقاے نامدار یہ کام اُسی ساربان زادے کا ہی بٹنہ وہی لگا کے چلا گیا ہے
میرے چہرے پر روغن لگا گیا اُسی کے پاس اسکا توڑ ہو گا یہان تو صاحبقران
دربار مین بیٹھے ہین خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے پوچھا خواجہ کہان سے آتے ہو
عمرو نے کہا آقاے نامدار زمانہ بہت خلاف ہی امیر نے کہا خواجہ کیا ہوا خواجہ نے
کہا آج کل کی تہمت سے خدا بچاے امیر فرماتے ہین خواجہ تمھاری بات ذہن مین
نہین آتی عمرو نے کہا محتاج کی بات کیا سمجھ مین آئے مہاجنون کا ہمیر تقاضا ہی جدھر
جدھر جاتے ہین ٹوکے جاتے ہین آج صبح سے کئی قرض خواہ آئے کوئی عذر نہین سنتا

یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا امیر نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے
بڑھکر عرض کی کہ آپ کے فرزند رستم و سمک عیار روتے پیٹتے ہوئے آتے ہین حمام
نہانے گئے تھے نہین معلوم وہان کیا ہوا کہ رستم کی صورت آفتاب عالمتاب تھی بالکل
حبشی معلوم ہوتے ہین عمرو نے کہا اے آقائے نامدار میری آہ کا باعث ہی روغن کون
لگانے جائیگا کام تو مجھسے وہ لیا کہ دو لاکھ روپیہ میرے خرچ ہوے دس ہزار روپیے
تھے مین نے نہین لیے رو رو کر پروردگار سے عرض کی کہ اے خالق تو بدلا لینا
الحمد للہ کہ چہرہ تو سیاہ ہوگیا امیر خاموش بیٹھے ہین کہ رستم و سمک سامنے
آئے رستم نے پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ فریاد ہے خواجہ عمرو نے نہین معلوم کیا
لگا دیا کہ تمام جسم سیاہ ہوگیا سمک کا صرف چہرہ سیاہ ہی آواز سے امیر نے رستم
و سمک کو پہچانا ورنہ صورتین سیاہ حال تباہ اسقدر روتے ہین کہ دامن و گریبان اشکون
سے تر ہوگیا امیر نے پلٹ کے فرمایا کیون خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا غریبون کو
جہانتک ستائینگے سزا پائینگے ابھی تو چہرہ سیاہ ہوا ہی پھر دل سیاہ ہوگا اب ہر قسم
کے عارضے پیدا ہونگے کوڑھی ہو جائینگے امیر نے فرمایا خواجہ خاموش رہو اب
اسکو دفع کرو عمرو نے کہا مین نے جو خدا سے بیتاب ہو کے دعا کی اسکا یہ ظہور ہی
کئی لاکھ روپیہ کا مال میرا اگر گیا دس ہزار روپیہ دیتے تھے وہ بھی خزانے مین داخل
کرا دیے یہ جوانا مرگ جو سامنے کھڑا ہی سیاہ رو یہ اٹھا کر لیگیا مین لاکھ چیخا چلایا کہ لاؤ
بھی دیدو اسنے جواب نہ دیا اور روپیہ خزانے مین بھیجا اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ رستم تو
بالکل سیاہ ہوے سمک کا چہرہ سیاہ ہوگیا اب سیاہی بڑھکر سارے بدن کو
گھیرے گی مبتلائے عذاب الٰہی ہین مین کیا علاج کرون مجھ جیسا جنون نے بلوہ کیا ہی
کئی دن سے فاقہ ہی بھوکے پیاسے کی جلد دعا قبول ہوتی ہی مین نے جو بلک کر
دعا کی کہ پروردگار انکو سزا دے در اجابت وا تھا چہرے سیاہ ہو گئے ابھی اور
عذاب نازل ہوگا ابھی آپ ملاحظہ فرمائین انکی جان پر بنیگی ابھی تو خیر ہے
صاحبقران نے فرمایا زیادہ باتین نہ بنائیے انکو لیجا کر اچھا کیجیے علمشاہ تلوار

کھینچے کھڑے ہین کہ اگر یہ سیاہی دفع نہو گی تو مین اپنی جان دونگا سماک کہتا ہو
مین لشکر سے نکلجاؤنگا بھائیون کو کیا روے سیاہ دکھلاؤنگا عمرو نے جھلا کر کہا آقا
جان دیتے ہین عیار صاحب لشکر سے نکلے جاتے ہین روپیہ نہین صرف کرتے ہین
سخی کی ناؤ کبھی تباہ نہین ہوتی رستم نے کہا عم نامدار مین لاکھ روپیہ دونگا عمرو نے
کہا میرے تین لاکھ روپے صرف ہوے ہین وہ مجھکو ملین تو مین خدا سے عرض کرون کہ
ای کریم کارساز جو انپر بلا نازل ہوئی ہی اُسکو دفع کر جلیسے بددعا میری قبول ہوئی کیا
عجب ہو کہ پروردگار دعا میری سُن لے اور عذاب تمپر سے دفع کرے سماک نے بیقرار
ہو کے رستم سے کہا آقاے نامدار براے خدا تین لاکھ روپے دیجیے رستم نے رقعہ لکھا
سماک کو دیا سماک فوراً جا کے روپیہ لایا خواجہ روپیہ اُٹھانے لگے رستم نے کہا
روپیہ نہ اُٹھائیے پہلے علاج کیجیے عمرو نے کہا بس یہ علاج ہی کہ حمام مین جا کر
دوسرے حوض مین میرا نام لیکر غوطہ لگائیے جب گرم پانی مین نہائے تھے اب
سرد پانی مین نہاؤ پروردگار تمکو تندرست کردیگا خواجہ عمرو نے تین لاکھ روپیہ
لیا رستم و سماک نے جا کر ٹھنڈے حوض مین غوطہ لگایا اب جو پانی سے نکلے
چہرے آفتاب عالمتاب تھے سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ رستم نے صحت پائی ہرکارے
ہفت پیکر کے جو دربار مین حاضر تھے جس وقت رستم آکر دربار مین بیٹھے اور بارگاہ
جمال جہان آرا سے روشن ہوئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان لکۂ ابر سے
نکل آیا ہرکارے یہ خبرین لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے کل حال کہکے کہا یا خداوند
آج تو عمرو نے رستم سے تین لاکھ روپے لیے اب چہرہ ایسا روشن ہو کہ صاف ثابت
ہوتا ہے چاند گہن سے نکل آیا لشکر مین صاحب قران کے جابجا یہی چرچے ہو رہے
ہین یا خداوند آپ دعا عمرو کی قبول کرلیتے ہین ہفت پیکر نے سر ہلایا کہا وہ بندہ
مقبول ہے اُسکی دعا بددعا ہر وقت قبول ہے ساحرون نے عرض کی یا خداوند پھر
ہم لوگ اب کا ہے کو زندہ رہینگے خواجہ عمرو ہمارے واسطے ہر وقت بددعا کرینگے
ہفت پیکر نے کہا اس مقدمے مین اُسکی دعا قبول نہو گی رستم نے اُسپر ظلم کیا تھا

اسوجہ سے اُسکی دعا قبول کرلی تم لوگ نہ گھبراؤ اگر تمھارے بارے مین بد دعا کریگا تو دروازہ قبول کا نہ کھولین گے لیکن ہفت پیکر کا تردد بڑھتا جاتا ہو کہتا ہو ان مسلمانون سے کیونکر جان بچیگی چہار طرف سے بلوہ کیا ہے فوجین بھی بڑھتی جاتی ہین یہ دل مین سوچ رہا ہو سردارون کو تسکین دیتا ہو کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار پیدا ہوا بو خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یا تو ہفت پیکر متردد بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا سرداروں سے کہتا ہو یارو میری جان آتی ہے کئی برس کا زمانہ گذرا اس مہ جبین پر جان دیتا ہون اب رنج قدرت کا سُنکر آئی ہو ملال میرا ناگوار ہوا کہ ابر آکر بیٹھا ہفت پیکر اپنے مقام سے اُٹھا سب سردار کھڑے ہوگئے اتفاق سے سماک بلدا قی برائے خبر دربار ہفت پیکر مین آیا ہو ستون کی آڑ مین کھڑا ہے ابر جو وہ پھٹا ایک تخت ہویدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین ماہ رخسار گیسوے عنبرین عارض پر پڑے ہوے ہین جب زلفون کو جنبش ہوتی ہے تو بوے خوش آتی ہے سونگھنے والے مست ہو جاتے ہین ہفت پیکر تو جھومنے لگا کہتا ہو کہ خوشبو دل مین اُتر گئی پکار کر آواز دی ای ملکہ شمیم گیسو کشا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس معشوق پری پیکر نے ناز سے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تیری خدائی مٹتی ہے ہفت کوہ کو چھوڑ کر طلسم باطن مین آیا مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا طلسم شکست ہوا آج یہ خبر پائی کہ ماہور مردار خوار کوئی ساحر بہت زبردست تھا ہنگ عمرو نے عیاری کرکے مارا قدرت کو بڑا رنج ہو منظور ہوا کہ چلکر تمھاری خدائی قائم کرون پھر اپنے ہفت کوہ پر جاکر آباد ہو کل رعایا تمکو سجدہ کرے ہفت پیکر نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت بہت مجبور ہورہے ہین شمیم گیسو کشا نے کہا ای ہفت پیکر یہ جان و ایمان تو نہ کہا کہ مجھکو بہت شاق گذرتا ہو مین مرد کے نام سے بیزار ہون لیکن تو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا اُسکا خیال آگیا کہ چلکر تیرا سامان درست کردون ہفت پیکر نے تخت اپنا خالی کردیا اور تخت ہفت پیکر پر تخت اُس نازنین کا آکر قائم ہوا پھر کہا اے ہفت پیکر ایک مجھ سے وعدہ کر کہ خدائی کا

دعویٰ موقوف کر سب تجھکو شہنشاہ کہا کرین ہفت پیکر نے کہا اے ملکۂ عالم مین یہ بھی
قبول کرون مگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باپ طلسم کشا کا صاحبقران ہے
اُسکو چند نام میرے یاد ہین اُسکا نام اسم اعظم رکھا ہے اُسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جب
اُن نامون کو یاد کرتا ہے ساحر کا سحر اُسکے قریب نہین جاتا اور باپ بیٹے لاکھون
مین اکیلے لڑتے ہین اور دیوزادون کو شکست دی اٹھارہ سال پردۂ قاف مین رہے
سرکشان قاف اُنکے ہاتھ سے مارے گئے پردۂ دنیا مین آکر بڑے بڑے شاہون کو
شکست دی اس طلسم پر بھی بلوہ کیا سب فرزندون نے در جابجا شکست کیے طلسم کشا
نے مرحلے توڑے لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہے اور کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش کی
و تیغۂ ہفت جوہر کہ تحفہ جات نایاب تھے یہ بھی طلسم کشا کے قبضے مین ہین اسکی کیا
تدبیر کروگی شمیم نے کہا مین ان سب چیزون کی تدبیر کرلونگی اے ہفت پیکر دیکھنا کہ
ان دونون سرکشون کا کیا حال کرتی ہون کس طرح سے تیری سلطنت قائم رکھونگی
شمیم بڑے بڑے لاف و گزاف کر رہی ہے ہفت پیکر کہتا ہے اے نور نژاد حسینان
جہان تمکو استاد قدرت وہ تیرا مرتبہ بڑھائین کہ نائب سلطنت طلسم ہفت پیکر
کردین شمیم نے شرما کر کہا مجھے سلطنت و نیابت کی کچھ ضرورت نہین میری عملداری
کیا کم ہے صرف ایک باغ ایسا بنایا ہے کہ اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو اس باغ
کے اوصاف دیکھتے مجھکو اُس باغ کی حکومت کافی ہے کئی سو قریے اُسی باغ کے متعلق
ہین ایک ایک زمیندار مثل بادشاہ کے حکومت کرتا ہے پھر مجھے تمھاری سلطنت
کی کیا ضرورت ہے مگر تمھارا حال سُنکر افسوس ہوا اسوجہ سے مین آئی لیکن خدائی
سے توبہ کرو ہفت پیکر گڑگڑانے لگا کہا اے شمیم اگر تو نے سلطنت مسلمانان کو
مٹایا تو نمرودیہ و شکاکیہ و باختریہ پردۂ ظلمات ہفت دربندہ و فرعونیہ یہ
سب ملک قبضے مین آئینگے شمیم نے کہا ایک شعبدے مین کسی مسلمان کا پتہ نہ ملیگا
جو سامری و جمشید نے سحر آراستہ کیے اُن سب پر میرا قبضہ ہے طلسم کشا
لوح خود اُتار دین تحفہ جات پھینکین طرف صحرا کے نکل جائین لیکن مین اُنسب کو

ایک مرتبہ دیکھ لون جس شی کو خیال کرون اور تمھارے نقصان کے اشیا اُنکے قبضے مین ہون اُنکی فکر کرون کہ کسی مقام پر اُن لوگون کو جمنے نہ دون شمشاد سرانداز اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند ملکہ تو خاتمہ ہی کر دینگی مین چاہتا ہون کہ ملکہ کو تکلیف نہو اور لڑائی فتح ہو جائے جو کچھ ملکہ نے فرمایا ہو اُنھین سب باتون کا ظہور ہو گا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین ملکۂ عالم سب کو دیکھینگی لیکن غلام کا سحر بھی ملاحظہ کیجیے شمیم نے کہا ای ہفت پیکر بڑی بات معقول اسنے کہی مین قلب لشکر مین رہونگی سب کو دیکھونگی پھر کتنی بڑی بات ہی شاید انھین کا کہنا ہو مسلمان دیوانہ وار طرف صحرا کے نکلجائین سب اہل دربار نے گواہی دی کہ یا خداوند یہ ایسا ہی ساحر ہی اسکی اقلیم سے ڈانڈہ کانورودیس کا ملا تھا وہان کے ساحرون کو مار کر اسنے اپنا قبضہ کیا کانورودیس والے جوگی جلپال کو خدا جانتے ہین بوقت مقابلہ بھی جوگی جلپال ہی کو پکارتے ہین اسی سے وہ مدد طلب کرتے ہین جب وہ لوگ نام جوگی جلپال کا لیکر پکارتے ہین تو ہوا ٹھنڈھی چلتی ہے آسمان پر تصویر ایک فقیر کی نظر آتی ہی بال بڑے بڑے جوڑا باندھے ہوے چوبی دار نارئیل ہاتھ مین للکارتا ہی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان خبردار میرے بندے پر ہاتھ نہ ڈالنا اُس ساحر کا دورو سحر بڑھتا جاتا ہی حریف کو زیر کر لیتا ہو لیکن اسنے اُن سب کا زور گھٹا یا اپنا دخل کر لیا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ نام پر شمشاد سرانداز کے طبل جنگی بجے بائیس سی نقارہ پر چوب پڑی شمیم نے اُٹھکر کہا کیون ہفت پیکر اسقدر کیون ہنگامہ ہوا ہفت پیکر نے کہا جتنے سردار اترے ہین سب نے اپنے اپنے لشکرون مین طبل جنگی بجوایا قدرت کے کارخانے مین صرف سات سی نقارہ ہوا اور بائیس سی نقارہ بجا ہی سب سردار تماشا دیکھنے آئینگے ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی کہ لشکر کفار مین کوئی ساحر ہی شمشاد سرانداز اُسی کے نام پر طبل جنگی بجا ہی کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہے خبر دو ہو ایک نازنین نہایت حسین برائے مدد ہفت پیکر آئی ہے بڑے لاف و گزاف کر رہی ہو وہ بھی کل سحر کریگی رستم نے کہا خدائے ما بزرگ است یہ کہکے سہاگ کو

اشارہ کیا سمک نے آکر نقار خانے مین حکم دیا سترہ سو نقارہ بجا طبل سکندری چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر کا نپ گئی لیکن شمشاد سرانداز نے طبل جنگی بجوا کر ایک خیمہ کنارے پر لشکر کے استادہ کرایا آکے اسمین بیٹھا اگرد اُس بارگاہ کے خندق کھدوا دی وہ خندق پانی سے لبالب ہوگئی ظاہر مین پانی بھرا ہی دور سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزار دن اژدہے بیٹھے ہین سمک ہیلداقی کو ہرکارون نے خبر دی کہ شمشاد فلان بارگاہ مین اترا ہو سمک با نہایے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لشکر ہفت پیکر مین آیا جا بجا پھرتا ہوا سامنے بارگاہ شمشاد کے آیا دیکھا گرد بارگاہ صدہا اژدہے بیٹھے ہین منھ کھولے ہوے چارون طرف دیکھ رہے ہین قلابۂ آتشین چھوڑ رہے ہین سمک حیران ہوا کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جاؤن تا در بارگاہ جانا مشکل ہے اندر بارگاہ کے تو پہونچ نسکا گرد بارگاہ کے چرخ مارنے لگا پہلوے بارگاہ پر آکر دیکھا کہ شکم سے اژدہے کے ایک ساحر سیہ فام نکلا طرف خندق کے کچھ سحر کرنے لگا سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک طفل حسین کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا میان ساحر صاحب ذرا ایدھر پاس آئیے عیار یہان پتون مین چھپے ہین تم آکے گرفتار کرلو وہ ساحر جھپٹا کہان کہان کہتا ہوا قریب سمک کے آیا سمک نے کہا وہ سامنے دیکھیے پتے ہل رہے ہین وہان پر سحر کیجیے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہا جھپٹ کر مارون کہ جو پتون کے نیچے ہو وہ جل جائے سمک جست کرکے پہلو پر آیا یہ تو اپنے سحر کرنے مین مصروف ہی سمک نے خنجر مارا کہ ساحر سیہ فام کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اژدہے جلنے لگے سمک نے لاشہ اُس جادوگر کا کاندھے پر ڈالا پکارتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ساحران ذرا باہر آئیے ایک عیار اس اژدر نشین کو مار کر بھاگ گیا مین نے اُسکا پیچھا نہ کیا لاشہ اسکا اُٹھا لیا شمشاد نے جو یہ آواز سنی بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک ساحر لاشہ اژدر نشین کا کاندھے پر لیے ہوے کھڑا پکار رہا ہی شمشاد نے کہا اے ساحر تو نے بڑا کام کیا کہ لاشہ اُسکا اُٹھا لیا ورنہ عیار سر کاٹ لیجاتا سمک نے چاہا کہ شمشاد کے پاس پہونچون تو اسکو بھی خنجر مارون شمشاد نے پکار کر آواز دی اکہ

اسرار راز دار دیکھہ تو یہ ساحر کون ہی اور جس عیار نے اژدر نشین کو مارا وہ عیار کہان ہی
جا۔ ظاہر کر ایک برق چمک کر سمک پر گری کہ لاشہ کاندھے سے جدا ہو کر الگ جا گرا
سمک کا رنگ و روغن اڑ گیا پانؤن زمین نے تھام لیے سمک نے ہر چند پکار کر کہا
ای شمشاد مجھے کیون قید کرتا ہی مین عیار کو گرفتار کر دونگا سامنے بھاگ کر گیا ہے
دوڑا دوڑا پھر رہا ہی شمشاد نے نہ مانا ایک ساحر سامنے کھڑا تھا پکار کر آواز دی ای
ماران سیاہ رو اس عیار کو لیجا کر قید کر ماران سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا کچھ سحر بھی کیا
ہی کہ سمک جیسکا چلا آتا ہے مگر ہاتھ پانؤن مین رعشہ دل کانپ رہا ہی مگر برق ثانی
بازار مین کھڑا تھا ایک ساحر کی زبانی سنا کہ سمک گرفتار ہو گیا ہی تڑپ کر صورت
بدلتا ہوا چلا نصف راستہ طی کیا تھا کہ ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا جھک کر
سلام کیا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے اُس ساحر نے کہا ماران سیاہ رو کا بھائی تاریک
جادو میرا نام ہے برق ثانی نے جواب مار کر اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل
بنکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے خداوند نے کیا فرمایا ہی
ذرا سن لیجیے ماران ٹھہر گیا برق ثانی نے قریب آکر ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ماران نے
پڑھا اُسمین لکھا تھا طرف سے شمشاد کے کہ ای ماران قید عیار کی اپنے بھائی کے
سپرد کرو تم دربار گاہ پر آؤ حفاظت مین مصروف ہو ہر چند کہ حفاظت معقول ہاتھ مین
اسرار راز دار کے ہی یہ دیکھتے ہی ماران نے قید سمک بھائی جانکر برق ثانی کے
سپرد کی آپ طرف بارگاہ شمشاد کے بھاگا برق ثانی سمک کو لیکر کنارے آیا سمک
کو رہا کیا کہا بھائی صاحب یاد رکھیے گا سمک ایک جانب گیا برق ثانی طرف بارگاہ
شمشاد کے چلا ماران سیاہ رو نے آکر شمشاد کو آواز دی شمشاد نے نکلکر پوچھا
کیون ماران عیار کو قید کر دیا ماران نے کہا مین آپ کے حکم کو بجالایا تاریک کو
قید سپرد کر دی مین اب خیمے کی حفاظت کرونگا شمشاد نے کہا او مسخرے مین نے
کسکو بھیجا تھا کہ تو نے قید اُسکے سپرد کی ماران نے نوشتہ دکھایا شمشاد نے کاغذ
پھاڑ ڈالا ماران کو حکم دیا جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھ ماران سیاہ رو روتا ہوا روانہ

ہوا شمشاد نے پکار کر آواز دی ای اسرار راز دار خیمے کی حفاظت بھی تیرے سپرد ہی
یہ کہکے پلٹا اسرار نے اشارہ کیا خندق مین بجاے آب آگ روشن ہو گئی برق ثانی
نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گرد بارگاہ کے چرخ مارا کیا مگر اندر جانے کی کوئی صورت
پیدا نہ ہوئی ناچار طرف اپنے لشکر کے پلٹا اب وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک
چکا ہی شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ
زرین پوش کل فوج ضیا وشعاع کو ساتھ لیکر میدان زبرجدی مین آیا ادھر برق ثانی
ایک گوشے مین چھپکر دیکھنے لگا دیکھا اولا اول صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی میدان کارزار مین تشریف لائے ایک طرف سے گرد اڑی سیم
پیلتن جملہ سردار ساتھ جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر سوار میدان کارزار مین
آکر ٹھہرے کہ طرف سے ہفت پیکر کے گرد اڑی ساحر فرداً فرداً آنے لگے یکایک نوبت
نقارے بجنے لگے سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار قلب فوج مین آکر ٹھہرا
فوجون سے میدان بھرے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے شمشاد سرانداز
سب کے آگے بڑھا ہوا آتا ہی اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا چار لاکھ ساحر
اسباب سحر سے درست چالاک وچیت پشت پر اس سیجیا کی چلے آتے ہین ایک
ابر سیاہ کہ جسمین اسباب سحر بھرا ہوا ہی سر پر شمشاد کے سایہ فگن صفین جمنے لگین بعد
صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ملکہ شمیم گیسو کشا بھی قصر
عشرت کے پہلو مین ایک قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی اُسمین جاکر برائے تماشا
بیٹھین فرزندان صاحبقران کے جمال پر نگاہ پڑی کبھی ایرج کو حیران حیران دیکھتی ہی
کبھی نورالدہر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی شوکت قاسم پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی
کبھی جمال جہان آرائے بدیع الزمان پر نظر ڈالی حیران جمال ومحو دیدار ہو رہی ہی
کبھی طلسم کشا کو دیکھتی ہے کہ چالیس شاہزادیان ایک ایک بلائے روزگار ملکہ
سنبل ہفت گیسو سب کے آگے کھڑی بل کر رہی ہو اشارے کی طلسم کشا کے طالب
ہی سلیمائے گوہر پوش چاہتی ہین کہ آج تو مجکو اجازت ملے شفق خونخوار ہر مرتبہ یہی

جاہتی ہی کہ طاؤس کو اُڑاؤن مقابلے مین اُس نامرد کے جاؤن لیکن شمشاد سرانداز
نے جب دیکھا کہ کرد کیت کرڑ کا کہکر ہٹ گئے تو اُسنے مرکب اپنا پھیرا پاس ہفت پیکر کے
آیا عرض کی اجازت میدان ملے ہفت پیکر نے کہا ای خیرخواہ دولت آخر تمھارا کیا ارادہ
ہی کس سے مقابلہ کروگے اُسنے دست بستہ عرض کی میرا تو ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو
پکارون تحفہ جات چھین لون لوح حاصل کرون کوئی تدبیر ایسی کرون کہ بعد اُن کے خود
صاحبقران کو ڈھونڈون ہفت پیکر نام سے صاحبقران کے کانپنے لگا کہا اے
شمشاد حمزہ بلاے روزگار ہے اُسکو نہ پکارنا طلسم کشا کو بھی نہ للکارنا یہ جادوگرنیان
کھڑی ہین انمین جسکو چاہو پکارو سب مین کم حقیقت ماہی سحر ہی اگر اسکو گرفتار کرلیا
تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوگا طلسم کشا بدلہ اسکو چاہتے ہین نہنگ بحری عوض مین
ماہی سحر کے نکلیگی یہ زور و شور مقابلہ کریگی جسکو پکارنا سمجھ کے پکارنا جو نکلے گی وہ
آفت برپا کردیگی اس طلسم کی یہ جادوگرنیان سرگروہ ہین ان سب نے شریک ہوکر
طلسم کشا کو زور دیا ہی ہفت کوہ انھین جادوگرنیون کی کوشش سے فتح ہوا ورنہ
قدرت طلسم باطن مین نہ آتے شمشاد نے عرض کی قدرت ملاحظہ کرین کہ مین جاکے
کیا کرتا ہون اب قدرت کچھ تقدیر نہ کرین صرف تماشہ دیکھین یہ ابر سحر جو آسمان پر
آپ دیکھ رہے ہین اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کوئی ساحرہ برداشت
نہ کرسکیگی مین جاکر سنبل کو پکارتا ہون ہفت پیکر نے بہت بہت منع کیا مگر یہ مغرور
عقل و فراست سے دور جھومتا ہوا میدان مین آیا آکے پکار کر آواز دی ای فرقہ
خداپرستان وزبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھ سے آکر مقابلہ کرے منم
شمشاد سرانداز کیون ای طلسم کشا یہ جادوگرنیان میدان مین کیون آئی ہین کیا
ہم لوگون کو اپنا جمال دکھاتی ہین شمیم گیسوکشا کے ہوش درست نہین ہین جمال
رستم دیکھ رہی ہے رنگ روا اڑا ہوا جن کنیزین گرد بیٹھی تھین انھون نے پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہی ملکہ شمیم گیسوکشا نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا اری کمبختو کیا
پوچھتی ہو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہوگیا ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جو باخدا انکا ہوگیا راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہوگیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب دور پردہ جسگھڑی شرم و حیا کا ہوگیا
اُس نگاہ تیز سے دل ہوگیا جبدم دوچار مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا
حور کے غمزے اُسے جنت مین کیا خوش آئینگے او پری روگشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا
یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد نے وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

مگر ملکہ شمیم نہایت عقلمند ہی شعر پڑھ کے جواب دیا کہ میرے پاس سب کے دیوان جمع ہین رند کہ طباف کہتے ہین اُنکی غزل اسوقت یاد آئی مین نے پڑھ دی اسکے کچھ معنی نہ سمجھو لیکن شمشاد نے جو پکارا جادوگرنیون مین ہنگامہ ہوا سب بڑھ کر طلسم کشا سے اجازت مانگنے لگین سنبل ہفت گیسو پریشانی مین کہتی ہی اے شہریار مجھے اجازت دیجیے لیکن ملکہ مشکبار طاؤس کو اُڑا کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئین عرض کی ای شہریار کنیز کو حضور رخصت فرمائین اس مغرور کے سحر کو دیکھون حضور کے سامنے سمجھا دون بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سب ہمسر تمھاری رستم سے اجازت مانگ رہی ہین رستم فرماتے ہین کسکو اجازت دون کسکو روکون تمکو کیونکر اجازت دون عرصہ جو ہمنبرد کے نکلنے مین ہوا شمشاد پکار اُٹھا کہ اے طلسم کشا تم ہی میرے مقابلے مین آؤ کچھ لوح کی کرامات دکھاؤ رستم مرکب بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئے مرکب سے کود پڑے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی کہ حضور جلد اجازت دین حریف کلہ زنی کرتا ہے طعن آپ کے ملازمون سے نہین سنی جاتی بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار بی مشکبار اجازت مانگ رہی ہین کیونکر آپ کو اجازت دین اسلیے کیا کہین ہم خود میدان مین جاتے ہین یہ فرما کر تاج سر سے اُتارا خود زرین پہنا فیروزہ جن عمرو مرکب لیکر قریب آیا صاحب قران نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا مرکب اُڑا کر قریب آئے بادشاہ سے دست بستہ کہا کیون حضور کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا

حضور دخل نہ دیں رستم و مشکبار مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اُدھر چالیس جادوگرنیاں بگڑی ہوئی ہیں میں کس کسکو اجازت دوں لہذا میں خود نکلونگا۔ صاحبقران نے فرمایا حضور کیوں تکلیف کریں اس حقیر کو اجازت دیں میں سر اس مغرور کا حاضر کروں یا جان کو قدم پر نثار کروں ملازموں کے ہوتے ہوئے حضور مقابلہ کافر میں جائیں ہمارے لیے باعث ہتک ہے بادشاہ نے فرمایا میں تو حضور کو اجازت نہ دونگا خود ہی میدان میں جاؤنگا رستم نے جو دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ میں تکرار ہونے لگی رستم نے تیغ ہفت جوہر نیام سے کھینچا اور گلے پر رکھ لیا کہا آج میں قدموں پر نثار ہوتا ہوں شمشاد نے جو دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے میں نہیں آتا سمجھا کہ مسلمان مجھ سے دب گئے پکار کر آواز دی یا صاحبقران میں خود آتا ہوں یہ بھی میرے سحر میں تاثیر ہے کہ سب کو کھینچ لائیگا مگر شمیم گیسو کشا یہ سب معرکے بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کنیزوں سے کہتی ہے مسلمانوں کو کیا جوشش جرأت ہے کتنے آدمی آمادہ جنگ ہیں لو اور غضب دیکھو طلسم کشا نے ناچار ہو کر تلوار گلے پر رکھی ہے بادشاہ نے متحیر ہو کر فرمایا اے عم نامدار میں میدان میں نہ جاؤنگا اور قبلہ وکعبہ کو رخصت نہ دونگا۔ مشکبار کو اجازت دیتا ہوں ملکہ مشکبار نے جو اتنی بات سُنی کہ بادشاہ مجھکو اجازت دینگے فوراً طاؤس اُڑا کر جھپٹی آواز دی اے خوشبوے دماغ رس اس مغرور کو لینا خبردار مہلت نہ دینا جوں ہی ملکہ نے کہا شمشاد کے دماغ میں خوشبو پہونچی جھومنے لگا پکار کر آواز دی۔

نظم

تیشہ لا فرہادیاں سر بھی بدن پر بار ہے
جان شیرین میری اک شیرین دہن پر بار ہے

لے وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سے ہاتھ میں
عندلیب زار شاخ یاسمن پر بار ہے

ہم سبک دوشوں سے طے ہوگی جو راہ دیر عشق
رشتہ زنار دوش برہمن پر بار ہے

گو نزاکت انتہا کی ہے میان یار میں
اُسکا مضمون بھی مرے نازک سخن پر بار ہے

کیا نزاکت ہے کہ بوے عطر سے ہے بد دماغ
رنگ مہندی کا کف نازک بدن پر بار ہے

وہ گئے دن جو اُٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے

یہ اشعار پڑھتا ہوا چاہتا ہی قریب مشکبار کے جاؤن اور قدمون کو بوسہ دون کہ ابر سیاہ
کو جنبش ہوئی ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک ساحر تخت پر بیٹھا ہی سامنے ماش کا
آٹا رکھا ہی کچھ گولیان بنا رہا ہی دو گولیان بنا کر منھ مین ڈالین منھ سے نکالکر شمشاد
پر پھینکین یا تو ماش کے آٹے کی گولیان تھین یا سب نے دیکھا دو طائر بلند پرواز
قریب سر کے اڑ رہے ہین پھر اُس ساحر نے اشارہ کیا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی
اُن طائرون کے سر کٹ کر گرے خون اُن طائرون کا سر پر شمشاد کے گرا یا تو شمشاد
جھوم رہا تھا چاہتا تھا مشکبار کے قدمون پر گرون ہاتھ باندھکر حال دل کہون کہ
شمشاد کو ہوش آیا تخت پر جو زنگی بیٹھا تھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی اے
شمشاد کیا کہنا مشکبار کے دام مکر مین پھنسے تھے مگر خوب بچے ہمنے تمکو بچا یا عین وقت
پر مدد کی یہ طائران ساحری سے تھے جنکا خون تمپر گرا یا مگر افسوس تمکو غیرت نہ آئی اب
کبھی شعبدہ صرف کرو کہ میدان مین نام ہو زندگی پر تمھاری حرف آچکا ہی سامری
وجمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج تمھارا روز انتقال ہے غلام کو آپکے بڑا ملال ہے
یہ باتین طعن آمیز سنکر شمشاد نے ایک کارد جھولی سے نکالی زبان پر اپنی پھیری
چند قطرے خون کے اپنی زبان کے بہے وہ خون اُسنے مشکبار پر پھینک مارا مشکبار
چیخ مار کر گری اور بیہوش ہو گئی شمشاد تلوار کھینچکر جھپٹا کہ سر مشکبار کا کاٹ لون
شمیم قصر پر بیٹھی دیکھ رہی تھی اسکو بہت ناگوار ہوا زلفون کو جنبش دی شمشاد
کو یہ معلوم ہوا کہ پاؤن مین زنجیر پڑ گئی آگے نہین بڑھ سکتا اپنے مقام پر کھڑا جھوم
رہا ہی اہل اسلام دعائین مانگنے لگے رستم پکار اُٹھے اے خالق بے نیاز داور رب
کارساز مشکبار کو اس ظالم سے بچالے

نظم

بہر جا ز نمود ہست حق جلوہ گر — بہر دیدہ مخفی بشکل نظر
از و یافت نور حشرات فوق ظہور — بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے باد و خاک و گہے نور و نار — گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل خالی از عقل و ہوش — گہے صاحب علم و فضل و ہنر

گہے مست و گہ صوفی با صفا	گہے ہوشیار و گہے بیخبر
گہے قطرہ و ابر و بحر پر آب	گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے شمع بزم زمین و زمان	گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے شاہ گردن کش و سرفراز	گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے حاکم مسند عز و ناز	گہے بستہ از بہر خدمت کمر
گہے بادشاہ بلند اقتدار	گہے بندۂ زار و خدمتگذار

اُسوقت ایک عجب تہلکہ ہو مشکبار تو میدان مین بیہوش پڑی ہو یا ستارۂ سحری چمک رہا ہو شمیم ہر مرتبہ زلف عنبرین کو جنبش دیتی ہو شمشاد بڑھکر ٹھہر جاتا ہو قدم نہین اُٹھا سکتا آخر طرف ابر کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ای معین و مددگار زور اپنا دکھادے میرا قدم نہین اُٹھتا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہو قلب بھراتا ہو ایسا ہو پاؤن زمین مین گڑ جائین کسبھی طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اُس ساحر نے تخت اپنا ابر سے نکالا جھولی سے کچھ ماش کے دانے نکالکر پھینکے کہ شمشاد کے دل مین طاقت آئی تلوار کھینچکر بڑھا شمیم گیسو کشا نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا اب تو شمشاد پیچھے ہٹنے لگا آگے نہین بڑھتا کہ یکایک گھوڑے لشکریون کے بیدرنگا میان کرنے لگے جلتے تھے رانون سے راکب کے نکلجاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شمیم نے دیکھا ایک جوان کمسن ہو کہ پشت مرکب پر اچھی طرح پیٹری نہین جمتی لیکن مرکب وہ چالاک ہو جدہر کو چاہتا ہو ہوا سے چند قدم آگے بڑھ جاؤن برق کی تڑپ دکھاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون خود ضیا بار بر سر تیغۂ برق تاب زیب کمر انگشتر جہر و ماہ ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہو مگر چہرے پر دیوانہ پن آنکھین سرخ سرخ اُبلی ہوئین اُسمین لال ڈورے نشۂ وحشت کے اسی ہزار دیوانے برابر پشت مرکب پر بال چہرون پر چھٹے ہوے چوبدستین کاندھون پر مرکب دیکھنے مین دُبلے پتلے موتھڑے نکلے ہوے مگر رواروی مین جست و چالاک بے باک طرار سے بھرے ہو آتے ہین مگر وہ جوان جو آگے ہے بند قبا کھلے ہوے وحشت چہرے پر صاحبقران

کو جو دیکھا رکابون پر پیر جما کے سلام کیا میدان مین جو ایک ساحر کو دیکھا کہ للکار
رہا ہی تیغہ چمکا رہا ہی ایک نازنین مہ جبین مثل ستارۂ سحری بیہوش پڑی ہے یہ
جری بہادر صف شکن نعرہ سُنکر ساحر کا بیقرار ہو گیا اور وہین سے للکارا او نامرد
ہم تیرے مقابلے مین آئے ہین تجھکو سمجھاتے ہین شمیم گیسو کشا نے جو شاہزادہ غضنفر
بن اسد کو اس جاہ و جلال سے دیکھا فرزندان صاحبقران کو عرصے سے دیکھ رہی
تھی اب جو دیکھا تو یہ جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہی بیباکی اور چستی و چالاکی
اُسپر ختم ہی حقیقت مین لشکر مین صاحبقران کے بے مثل و بےنظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر اب
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا ہر چند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا اُٹھنے کا ارادہ کیا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھرتا ہی ٹھنڈا ٹھنڈا
ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا چاہتی ہی کنیزون پر حال نہ کھلے یہ آتش عشق نہان رہے
مگر شعلہ ہائے آتش عشق سر کھینچ رہے ہین سلطان عشق کی مزرع دل پر چڑھائی ہی
معلم عشق و محبت کان مین کہہ رہا ہی کہ اسکی رسوائی عاشقون کی بادشاہی ہے دیکھو
مجنون کا کیا رتبہ ہوا فرہاد کو کوہکن کا خطاب ملا شیرین نے اپنی جان شیرین دی زلیخا
عشق یوسف مین کس حال کو پہونچی کوچہ گردی اُسکو نصیب ہوئی قید کرا کے یوسف
کو خود دام جفا مین پھنسی آٹھ پہر کہتی تھی ہائے مین نے کیا مکر کیا کہ معشوق کو قید کرایا
کوٹھے پر چڑھ کے دیکھتی تھی یوسف قید خانے مین شاد تھے اُسکو عبادت خانہ بنا کے
عشق مین اپنے معبود حقیقی کے مبہوت تھے کبھی زلیخا کا خیال نہین زلیخا جدائی مین
بیقرار اے شمیم یہ پریشانی یہ حیرانی مزہ دکھائیگی کوچۂ عشق مین ثابت قدم کہلائیگی
بقول شاعر

نظم

کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہ تنکا چراغ کا پایا

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
اور کہین خون چکان حکایت ہی
کہین طالب ہی اور کہین مطلوب

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہ نمک اسکو داغ کا پایا
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

جس کوچے مین یہ شرف حاصل ہون اُس راہ سے منھ پھیرنا عین حماقت ہی عشق کی بیعزتی
عزت ہی کیسے کیسے کاملین اس دام مین پھنسکر کشاکش مین پڑے مگر قیس مجنون بکے

استاد ہوے لیلی کے عشق مین دشت نجد اپنا مقام کیا آخر مین اپنا نام کیا کہ دفتر محبت
مین استاد عشق بازان نام ہوا شمیم تو بہ نگاہ محبت ماہ اوج صاحبقرانی کو دیکھ رہی ہی مگر
شاہزادہ غضنفر بن اسد بعد شدومد شمشاد پر جا پڑے مرکب کو جولانون مین مسلا
گھوڑا طرارے بھرنے لگا بقول حضرت قمر ۔ نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہے نیمچہ ہمیشال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

طلا ہی عجب رنگ مشکین ہے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تحریر اوصاف مرکب مین سمند کلک طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی میدان قرطاس کو پامال
کرون سبزہ تحریر پر قدم نہ رکھون اگر عارض گل پر قدم رکھون تو نشان سم نہ پڑے حباب سے
دریا پر بار نہون ہر ایک کہے کہ اشہب کلک بڑا چالاک ہی چست و بیباک ہی دائرے
حرفون کے نقش سم بنگئے ہر ایک حرف سے چالاکی پیدا ہی کشش شین کو گردن مرکب کہون
یا قلم روک لون یہ سب اوصاف دیکھے بھالے ہین پیٹھ سے نسیم سحر نے پاؤن نکالے
ہین اس شوکت سے قریب شمشاد پہونچے للکارا کہ او نامرد یہ نازنین کون ہی مرکب کو اشارہ
کردون تو ایک ٹاپ مارے اس ماہ رخسار کو پامال کردے شمشاد سمجھا کہ شاید
خداوند نے اسکو بھیجا ہی کہا ای جوان یہ نازنین طرفدار اہل اسلام ہی مین نے اسکو
سحر سے بیہوش کیا ہی چاہتا ہون سر کاٹ لون مگر قدم نہین اٹھتا کوئی پیچھے کھینچے
لیتا ہی ناچار ہو رہا ہون غضنفر نے کہا او نامرد اب ہمپر بھی سحر کر کہ بیہوش ہو جائین تیرا
مطلب دلی حاصل ہو یہ کہکے تیغہ روئین شگاف چمکایا شمشاد نے گولہ مارا اس گولے کو
شمیم نے دیکھا کہ قریب غضنفر آکر گرا اچھٹ کر زمین مین غرق ہوگیا اب تو شمشاد حیران
ہوا ملکہ شمیم یا تو بیقرار تھی کہ اس ظالم کے سحر سے یہ صاحبزادہ کیونکر بچیگا مگر جب گولہ جاکر
غرق زمین ہوا تو اچھل پڑی تعریفین کرنے لگی پکارتی تھی ای جوان خدا ے ناداده تیرا
تجھکو اسکی بدعت سے بچائے گولے کو خوب باطل کیا یہ کمال کیونکر حاصل کیا غضنفر

نے پلٹ کے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ قصر عشرت کے پہلو مین کھڑی ہی تعریفین
کر رہی ہی لیکن قد بالا ہی گویا سانچے مین ڈھالا ہی کل اعضا موزون پیچ وتاب مین زلف
شبگون مار سیاہ ہی کہ بل کر رہا ہی یا ناگنی اوس جلتے آئی ہی عارض پر لہرا رہی ہی لطف شب ہجر
دکھا رہی ہی یا زنجیر در ظلمات کہون کس شی سے مثال دون موے قلم مین ریشے نکل آئے
معشوق کلک کی زلفین ظاہر ہوئین اس کو جو پیچ دار رنگ سے طبیعتین عاشقون کی
ماہر ہوئین غضنفر نے جو اس حسن و جمال سے اوس نازنین کو دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہی
بے اختیار دیوانہ وار پکار اوٹھے فرد - مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگردم
درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + غضنفر نے جو یہ پکار کر کہا شمیم گیسو کشا نے انگشت
شہادت اوٹھا کر ہونٹھون پر رکھی اشارہ تھا کہ خاموش رہو غضنفر دیوانہ بیباک
اشارے سے اور زیادہ چالاک ہوے جھوم جھوم کر ملکہ سے باتین محبت آمیز کرنے
لگے شمیم بے اختیار ہنس پڑی دل سے کہتی ہی کہ عجب شوخ طبع سے مقابلہ ہوا دیکھیے
یہ ظالم کیا صدمے دکھائے کیونکر دام محبت مین آئے یہان غضنفر نے ہنس ہنس کے باتین
جو ملکہ سے کین ملکہ بیقرار ہو گئین اوسی عالم وجد مین شمشاد پر ایک ہاتھ مار دیا شمشاد
کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مرنا کہ وہ ابر جلکر گرا مشکبار اوٹھ کھڑی ہوئی تڑپ کر
لشکر طلسم کشا مین آئی طلسم کشا نے آواز دی ای فرزند ہمسے ملکر جانا غضنفر نے ادھر سے
منھ پھیر لیا آواز دی او ہفت پیکر کسی اور کو بھیج کر مزا شجاعت کا ملے غنچہ آرزو کھلے زمرۂ
پہلوانان مین سے ایک پہلوان کرگدن بلند رکاب نام گینڈے کو ٹھلہ اکر اول سامنے
تخت ہفت پیکر کے آیا اجازت لیکر سامنے غضنفر کے پہونچا پکار کر آواز دی او ظالم تو نے
بڑے ساحر کو مارا اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا خیال مین ہی کہ جاکر نوک نیزہ پر
اوٹھالون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون سب اہل لشکر سرور ہون نیزہ
ہلاتا ہوا قریب آیا غضنفر نے سنان نیزہ کو بیلچے سے اوڑا دیا مگر ملکہ شمیم کی بیقراری
بڑھ گئی حیران تھی کہ اس دیو خصال سے کیونکر مقابلہ ہوگا یہ شیر کیونکر بچیگا دعائین
مانگنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی کرگدن نے چوڑا تیغہ کھینچا چاہا غضنفر پر ہاتھ مارون

غضنفر نے پکار کر آواز دی ارے اسکو تیر نہ مارنا پرخطاشعار ہی گوشہ گیر ہوگا کر گدن سمجھا کوئی میری پشت پر آیا منھ پھیر کر پلٹا غضنفر نے ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے ملکہ اس چالاکی پر اچھل پڑین کہا کیا مرد سپاہی ہو یقین تھا کہ یہ دیو خصال اگر ہاتھ پکڑ لیگا تو کلائیان ٹوٹ جائینگی مگر کس لطف سے اس دیو خصال کو مارا ہاتھ سے اشارہ کیا کر کیا کار نمایان کیا غضنفر نے اشارہ کیا کہ ہمارے پاس آؤ ہمارا عجیب حال ہی تمھارے شعلہ حسن نے کلیجہ ہمارا جلا دیا کیونکر دل کو صبر دین اب یہ کیفیت ہے کیا کہین۔ نظم

جان کنی بھی سیکھی ہی او کوہکن استاد سے
درد سر مجھکو بھی ہی پوچھے کوئی فرہاد سے
پڑگیا ہی اسکے ابرو کا رے اشکون مین عکس
بندگی مین سرو حاضر ہو گیا کہتا ہے وہ
جسطرح سے ہی محبت فاختہ کو سرو کی
جوہر ذاتی لبشر کا ہی جیسے کہتے مین عشق
دن کو گر روزہ رکھین گے مہ مین کے ساتھ
مو سے جب محروم رکھا ہمنے بنکر محتسب
رشک گلزار معانی ہی ہر اک رنگین غزل

یہ صدا آتی ہی ہر دم تیشۂ فرہاد سے
تو نے یہ تیشہ لیا ہی مول کس حداد سے
آکے تلوارین بجھا کہدے کوئی حداد سے
منع ہی خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے
طوق والے طفل کو لغت ہی مجھ آزاد سے
سیکھتا ہو کوئی فن عاشقی استاد سے
ہم نہ باہر ہونگے اے پیر مغان ارشاد سے
کھود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے
آئے ہین حافظ کنار آب رکن آباد سے

اسطرح کے اشعار اشارون مین جو غضنفر نے پڑھے ملکہ بیقرار ہو گئی کہا بڑا بیخوف ہی غضنفر نے یکایک بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی اے قراقان بزنید وہ بہ بندید اسی ہزار قزاقون نے یکایک بوق ترکی بجایا گھوڑے کا فرون کے رم کرنے لگے بیدل تلے اوپر گرے غضنفر آکر فوج کفار پر گرا قزاق اسکے دیوانہ مزاج چوبدستین ہلاتے ہوے فوج پر گرے ساٹھ ستر ہزار کو قتل کیا اتنی لاکھ فوج مین تہلکہ پڑ گیا ہزارون مر کر گرے ہزارون بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب کوئی ساحر غضنفر پر سحر کرتا ہی تو ملکہ اُسے روک لیتی ہین جواب مین ہاتھ ہلا دیتی ہین برق چمکی اور سو دو سو کے سر اُڑ گئے کئی لاکھ کو مار کر غضنفر لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے آگ برسائی تلوارین گرائین

غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر نے ہاتھ تیغہ رومین خنگاف کا جو مارا ہفت پیکر نے اپنے کو
تخت سے گرا دیا لاکھون جادوگر بیچ مین آگئے جانین اپنی دیکر ہفت پیکر کو بچایا
غضنفر نے ہفت پیکر کا پیچھا نہ کیا بوق ترکی مین غضنفر نے آواز دی اے قراقان
بدر روید سب لڑتے بھڑتے نکلے شمیم نے دیکھا کہ ہوا جیسے چلی اسطرح غضنفر نکل گیا لاشون
کے انبار کر گیا لاشون سے دامن صحرا بھر گیا ہفت پیکر نہایت پریشان پلٹا صاحبقران
بھرکر اپنی بارگاہ مین آئے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی اپنے سردارون
سے فرماتے ہین کہ یہ دیوانہ جب آتا ہو بدنام کرتا ہے لڑائی کو دیکھا کس لطف سے لڑا
آخر لڑتا بھڑتا نکل گیا سردار عرض کرتے ہین اے آقا کے نامدار جادوگر کو مارا پہلوان
دیو خصال کو للکارا اسّی لاکھ فوج پر شیرانہ گرا ہفت پیکر کے پاس پہونچا اتنے بڑے
افسر پر تلوار ماری آپکو یہ لڑائی پسند نہ آئی اسد کہتے ہین گستاخی بھی تمنے دیکھی شمیم
گیسو کشا سے اشارے کیے کچھ اشعار جوش مین پڑھے یہ کیا حرکت تھی ہمپر تو شاق ہے
سردار سر جھکا کر خاموش ہوے کہ سامنے سے صاحبقران تشریف لائے فرمایا بخدا
غضنفر مردانہ کام کر رہا ہے ہزارہا قریات طلسم مٹا دیے آج مجھے یقین تھا کہ دشمن
اُسکے گرفتار ہو جائین گے مگر صاف لڑ بھڑ کر نکل گیا فوجون کے پرچھاؤ اُسپر لڑائی کا
یہ بناؤ اسی کا یہ کام تھا ابراہیم وغیرہ نے اسد سے اشارہ کیا اسد نے کہا ناجان
اپنے چھوٹون کی آبرو بڑھاتے ہین اسد نے گھوڑا بڑھا کر ایرج کو پکارا پوچھا کیون
بھائی نون تیل کیا بھاؤ ہی ایرج نے منھ پھیر لیا کہا دیوانے کی بات کا کیا جواب
دون اسد نے کہا سبحان اللہ آپ کی لشکر کشی سے چرچے ہوتے ہین مگر بات
کے پورے ہو معشوق سے بے ملے پیچھا نہ چھوڑا سبحان اللہ کیا جرأت ہے کیا
لیاقت ہو اتنا جبر زادے خواجہ عمرو کو دعا دے کہ اُنھون نے تجکو سپاہی بنایا
ایرج ذکر معشوق کے بہت شرمندہ ہوے آنکھون مین آنسو بھر کر اسد سے کہا
بھائی اسد غازی تم ہمسے ایسی باتین نہ کیا کرو صاحبقران دربار مین آکر بیٹھے مگر
جب ہفت پیکر بارگاہ مین آیا کہا ملکۂ عالم کو بلاؤ کنیزین گئین ملکہ شمیم کو جا کر دیکھا

یہان تک چھپرکھٹ پر پڑی تڑپ رہی تھین تصویر غضنفر آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی وہ بیباکی وہ چستی و چالاکی ہر مرتبہ گھبراکر اُٹھ بیٹھتی ہے شمع و پروانے پر نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی کہتی ہے صبا جو اس بے زبان کو کیا ملتا ہو کہ سر محفل اپنی جان دیتا ہو مگر معشوق بھی اشک حسرت بہاکر اپنی جان دیتا ہو دیکھو شمع کے اشک بہ بہکے مین پروانہ ستی ہوتا ہو اسی کے حال پر معشوق روتا ہو دیکھو لگن اشک حسرت سے بھرگیا اس حال مین بیٹھی افسوس کر رہی ہے کہ جب کنیزون نے آکر پیغام ہفت پیکر پہونچایا کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو اب اپنی تو یہ کیفیت ہو رہی ہو۔

نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے — خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبکدوشون نے مثل گردباد — وادی پرخار سے تلوے سلامت لیگئے
زہر کھاکر اک شکر لب پر موا ہون دیکھنا — قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے
تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کردیا — صبح کو کیڑے اُٹھاکر شمع تربت لیگئے
دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین — کھینچکر مجکو فرشتے سوے جنت لیگئے
باغ عالم مین ہی نافہمون کو بے برگی کا غم — سبز پتے اس چمن سے زرد صورت لیگئے
مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین تھا — سب کے مضمون پرے مضمون فضیلت لیگئے
کوئی مومن ہو نہ گل در گل آلہی بعد مرگ — واے بر حال اُنکے جو دلمین کدورت لیگئے
گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین — ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے
دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود — کھودکر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

کنیزون نے جب بہت کہا تو ملکہ اپنے مقام سے اُٹھکر ملول و حزین دربار مین ہفت پیکر کے آئی ہفت پیکر نے پوچھا کیون ملکہ عالم لشکر مسلمانان دیکھا شمیم نے کہا سب کو نگاہ مین تول لیا مگر یہ جو شخص آیا تھا جسکے ساتھ بوق ترکی بجتا تھا کہ صور اسرافیل کا گمان تھا نہایت بیباک چست و چالاک تھا سحر نے بھی اسپر تاثیر نکی شمشاد ایسا ساحر علم شعبدہ سے ماہر کتے کی موت مارا گیا اگر حکم ہو تو اسکو گرفتار کرکے لاؤن اشتباہ

روسحر چھلین لون مین نے سحر سے دریافت کیا کہ تحفہ جات ساختۂ مشمشش اُسکے پاس موجود
ہین اسپ بادپا و تیغۂ روئین شگاف و انگشتر جہر و ماہ حیران ہون کہ یہ اسکے پاس
کیونکر پہونچین ساحرون سے عزیزداری نہین ورقت کاربول اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم
شاہزادہ خورشید بن ہاشم تیغ زن پر معشوقۂ فرعون شاہ مائل ہوئی اُسنے بطور تحفہ خبر ہی
یہ تحفے خورشید کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے آجتک اُسکے پاس موجود ہین شمیم نے
کہا مین رخصت ہوتی ہون تلاش مین غضنفر کی جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا غضنفر کی کچھ
حقیقت نہین ہی پہلے صاحبقران و رستم کو گرفتار کیجیے اُسکے بعد غضنفر کی فکر ہو جائیگی
شبدیز نیزہ باز منھ زوریان کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم آپ کیون یہ
تکلیف فرمائین مین غضنفر کو گرفتار کرلاؤنگا زور مین تحفہ جات کو کیا دخل ہی بزور گرفتار
کرونگا ابھی مجھکو ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے جو لڑ بھڑ کر گیا ایک قریہ ہی کہ نام اُسکا
عشرت آباد ہی وہان جاکے اُس گانون کو لوٹا وہین اُتر پڑا ابھی تک وہین لشکر ہے
مین جاکر قریہ گھیر لونگا گرفتار کرلاؤنگا ہفت پیکر نے کہا اے شبدیز جاؤ مجھکو بھی خبر ملی تھی
کہ قریۂ عشرت آباد کو لوٹ لیا وہ تو عجب دیوانۂ بیباک ہی خود زمیندارون سے کہلا بھیجا
ہی کہ تمھارے یہان ہماری دعوت ہو اگر زمیندار نے قبول کرلیا اور سامان دعوت بھیجدیا
تو خیر ورنہ گانون پر آفت آئی یا تو گانون کو پھونکدیا یا لوٹ لیا اور عشرت آباد کو لوٹ لیا
لوٹا جہان جسکو دیکھا قتل کیا گڑے ہوئے اسباب کھود لیے زمیندار کو پکڑ لے گئے تھے
پچاس ہزار روپے زمیندار سے لیے تب اُسکو چھوڑا ورنہ پشت پر سولہ بھی بنائے تھے
شبدیز نے اپنی فوج کو آواز دی تین لاکھ فوج کا افسر ہے کل فوجین آکر جمع ہو گئین شبدیز
کی سواری کا گینڈا آیا پشت پر جو گینڈے کی اسنے ہاتھ رکھا کمر اُسکی لچک گئی لیس ہو
سوار ہوکر روانہ ہوا فوج سے کہدیا کہ اسطور سے گھیرنا کہ کوئی بھاگ کر نہ نکلنے پائے شمیم
بانوئے ... ہوکر رہتی جب شبدیز جاچکا ملکہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئین کنیزون نے
دیکھا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کنیزون نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم
کیسا مزاج ہے آج آپکو بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے جواب دیا کیا حال پوچھتی ہو

عجب کیفیت ہی نظم

منزل مقصود کا سودا ہوا اپنے سر کے ساتھ — گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ — مجھکو بھاتی ہو بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عاشق مزاج اے ساقی مہرو ہون مین — بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو لے مار لبے جنھین — حشر اُن لوگو نکا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہو مرے صیاد تو کاٹ اس طرح — حسرت پرواز بھی اڑ جائے بال و پر کے ساتھ

جوہر اُسکے ایکدن سفاک اسیر کھولدے — لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہو ترا حسن شباب — آتش افروختہ یکسان ہو خشک و تر کے ساتھ

اسقدر شیرین دہن ہو دلربا ہوتا نہین — شیر دایہ نے پلایا ہی مجھے شکر کے ساتھ

جسقدر نفرت ہو اُس سے مجھ توکل پیشہ کو — اسقدر ہوگی نہ تارون کو محبت زر کے ساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس کافر کا ہی — دم نکل جاتا ہی سودائی کا اک نشتر کے ساتھ

قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین — چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہو — صندل اس بتخانے مین ملتا ہی در دیر کے ساتھ

جب رلاتا ہو تصور تیرے دانتون کا مجھے — تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کے ساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق — خضر صحرا گرد دیتا ہی مرا مر کے ساتھ

کنیزون نے عرض کی واری ہم لوگ خیر خواہ ہین آپ کی پریشانی سے ہمارے حال بھی تباہ ہین ظاہر کیجیے کہ ہم رفع تردد کرین اگر خدا نخواستہ کوئی قلب پر صدمہ پہونچا تو ہمکو کون پوچھے گا یہ کہکر کنیزین تلوے سہلانے لگین کہا واری باتون سے حضور کے آگ نکل رہی ہی ملکہ نے کہا تمسے کیا حال بیان کرین میدان داری جو ہوئی مین بھی میدان کا تماشہ دیکھنے گئی شمشاد سرانداز جادوگر نے اپنا شعبدہ دکھایا کہ مشکبار ایسی جادوگری کو بیہوش کیا صحرا سے گرد آئی تو ساصاحبقران زمان کا اس شوکت شان سے آیا کہ کلیجے پر چھری پھر گئی آکے ساحر کو مارا ایک پہلوان دیو خصال کو للکارا یہ بہت [illegible] للکار لیا ایک وار مین مار لیا اسی لاکھ فوج پر چند قزاقون سے جا پڑا ادھر کیسی [illegible]

قتل کر کے نکل گیا کوئی بھی نہ روک سکا اُسکی گرفتاری کو شبدیز نیزہ باز گیا ہے خدا اُس
شہریار کو بچائے اسکے ساتھ فوج بہت ہے اُنکے ساتھ فوج کم ہے دل چاہتا ہے کہ جاکر اُنکی
مدد کرون شاید کسی طور سے ملاقات ہوجاے تو مطلب دلی بر آئے اسپر کنیزون نے کہا
واری آپ کا جانا تو اچھا نہین کیا عجب ہے خداوند کو خبر ہو وہ آٹھ پہر آپ کا نام جپتے ہین
کل ہم لوگون سے کہتے تھے کہ تم لوگ بیکار ہو ملکہ شمیم کو سمجھا کے لاؤ ہم یہ وعدہ کرتے
ہین کہ نیابت اپنی اُنکو دینگے تمام اہل دنیا اُنکو سجدہ کرینگے آیندہ اُنھین اختیار ہے
اگر آگاہ ہوجائینگے تو بڑا فساد لائینگے شمیم نے کہا اب جو کچھ ہو جب اوکھلی مین سر دیا تو
دھمکیون سے کیا ڈر مین دل سے عہد کر چکی کہ مسلمانون کی شریک ہونگی خواہ اسمین وقت
میری جان جانے کا آگیا ہو منظور یہ ہے کہ شریک صاحبقران ہو کر طلسم کشا سے ملاقات
کرون اور ہفت پیکر اُنپر کھولون یہان تو ملکہ کا یہ حال ہے کہ برائے غضنفر قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے مگر شاہزادہ غضنفر بعد جنگ مذکور کے جو چلے صحرا مین جاکر ٹھہرے
تھوڑے عرصے مین سب قزاق آگئے قزاقون نے عرض کی آقا آج کی جنگ بہت سخت
تھی شب کیونکر بسر ہو جنس غلہ ساتھ نہین ہے غضنفر نے کہا کوئی قریہ تلاش کرو چلکر
زمیندار پر دھنی دین قزاق گھوڑے اُڑا اُڑا کر چلے ایک سوار تھوڑی دیر مین پلٹ کر
آیا عرض کی پہلو مین اسی پہاڑ کے ایک گانون ہے کہ نام اُسکا عشرت آباد ہے
عشرت خیز جادو وہانکا زمیندار ہے مگر یہ خبر سنی ہے کہ بڑا ساحر زبردست ہے اُس
قریے مین کئی ہزار مکان پختہ بنے ہین قصر عشرت خیز مین اُنکا خراج جاتا ہے متعلق
قصر عشرت کہلاتا ہے اور کوئی قریہ قریب نہین ہے جنگ سخت پڑیگی غضنفر نے
کہا چلکر اُسے پیغام تو دو شاید بخوشی دعوت کرے ورنہ علاج ہوجائیگا یہ کہکے غضنفر
نے اُسی سوار کو حکم دیا کہ گانون مین جاؤ ہمارا پیغام اُس زمیندار کو پہونچاؤ
سوار گھوڑا اُڑا کر چلا گانون مین آیا دیکھا وقت شام قریب ہے عشرت خیز
جادو بڑے قد و قامت کا جوان ہے در قصر پر ایک کھٹا بچھا ہے اُسپر
زمیندار صاحب بیٹھے ہوے اسامیون سے باتین کر رہے ہین ارے چھجّا کو بلاؤ

کہو جو نہ ادا کرے نہیں ہمراکھیت چھوڑ دے سال گذشتہ کی باقی اسکا پوتا ادا کرے سپاہی
دوڑ دوڑ کر جاتے ہین اسامیون کو بلا کر لاتے ہین کہ سوار نے آکر سلام کیا زمیندار نے پوچھا
تم کون ہو اس دیہات مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا سوار نے عرض کی کہ ہمارے افسر اعلیٰ
نبیرۂ صاحبقران شہنشاہ قزاقان کا اسطرف گذر ہوا ہے آٹھ ہزار دیولانے اُنکے ساتھ ہین آج
شب کو چاہتے ہین کہ آپ کے مہمان ہون سامان دعوت مہیا کیجیے یہ کیفیت سُنکر عشرت خیز
نے کہا بھائی جاکر اُنسے کہو کہ ابکے سال مطلق سیر نہین پیدا ہوئی تم دیکھ لو سب کھیت خالی
پڑے ہین اسامیان چھوڑکر بھاگ گئین ہمارے یہان بالکل غلہ نہین ہو اور کسی گانون
مین جاؤ سوار نے کہا بہت اچھا یہ کہکے سوار خدمت مین غضنفر کی آیا کہا حضور وہ بڑا مغرور
ہی غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان جزنیده یه بنیاد گانون کو
پھونک دو زمیندار کو پکڑکے لاؤ قزاقون نے گھوڑے دوڑائے مکانون مین آگ لگا دی
چھپر جلنے لگے گانون مین قزاق گھس پڑے چند آدمیون کو گرفتار کیا ہے اُنسے کہ رہے ہین کہ
اناج بتاؤ وہ کہتے ہین صاحب ٹھاکر کے مکان پر جاؤ اُنکے مکان مین کھتے بھرے ہین ہم لوگ
رعیت ہین ہمارے یہان صرف دو دو چار چار من اناج ہے ہم اپنے بال بچون کو نہ کھلاوینگے
اگر اس تھوڑی ہی مقدار مین تمھارا کام نکلے تو لیلو عشرت خیز نے جو اپنے مکان سے
نکلکر یہ معرکہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل قریے مین آواز پہونچ گئی کہ اپنے اپنے گھرون سے
گنوار لوگ نکلنے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہے کسی کے ہاتھ مین لاٹھی ہے کوئی تلوار سپر باندھے
ہے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ قزاقون کو مارلو مگر قزاق جس طرف آئے گھوڑے دوڑائے خون
کے دریا بہائے غضنفر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز سحر کرتا ہوا آتا ہے پشت پر گانون کی
گنوار ہو لینا لینا کی پکار رہے مگر کوئی آگے نہین بڑھتا عشرت خیز ہاتھ ہلاتا باران سحر
برساتا ہوا چھپرون کی آگ بجھاتا ہوا آیا غضنفر نے گھوڑا دوڑایا قزاقون نے چہار جانب
سے بلوہ کیا اس مجمع کو متفرق کر دیا غضنفر کا اور عشرت خیز کا سامنا ہوا عشرت خیز
نے کئی سحر کیے غضنفر سحر کو کب مانتے ہین انگشتر مہر و ماہ چمکا دی لڑتے ہوے قریب عشرت خیز
کے پہونچے اول عشرت خیز نے کئی تیر مارے غضنفر نے وہ تیر قلم کیے آخر اُسنے بڑھکر

نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ بھی قلم کیا عشرت خیز کو اپنے سحر پر غرور تھا تلوار کا ہاتھ مارا غضنفر
نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا عشرت خیز منتین کرنے لگا
غضنفر نے قزاقون کے سپرد کیا قزاقون نے مشکین باندھ لین غضنفر نے کہا زمیندار
صاحب ہم آج میدان جنگ مین رہے سب قزاق ہمارے بھوکے ہین سامان دعوت
کیجیے ورنہ ابھی پشت پر سولہ بھی کھنچائینگے زمیندار نے بخوف جان غلہ نکلوانا شروع کیا
قزاق لے رہے ہین غلہ تول تول کے دے رہے ہین قزاقون نے وہین گانون مین
چولھے بنائے بھوزیان تیار ہونے لگین غضنفر نے عشرت خیز سے کہا کچھ نقدی بھی
منگوائیے زمیندار نے کہا صاحب سوائے اناج کے پاس نقد نہین ہے ایک قزاق
نے اٹھکر زمیندار کو دے مارا اور سیخچہ گرم کیا جیسے ہی پشت پر زمیندار کی رکھا گیا فوراً
بلبلا گیا کہا صاحب بڑے مکان مین چولھے کے پیچھے روپیہ گڑا ہے قزاق روپیہ کھود کر
لائے غضنفر نے دوہرا حصہ آپ لیا باقی روپیہ قزاقون کو دیا کہا بھائیو آپس مین تقسیم
کر لو قزاقون مین روپیہ بھی تقسیم ہونے لگا اتو قزاقون کو تلاش ہوئی کہ کوئی حلوائی بھی
گانون مین ہے چند حلوائی گرفتار ہوکے آئے گھڑے گھی کے اٹھا لائے پوریان پکنے
لگین اب سب اسی پر آمادہ ہین کہ پوریان بھی کھائینگے سارے گانون مین جابجا
کڑھاؤ چڑھے ہین پوریان پک رہی ہین ایک قزاق نے کہا کیون بھٹا کر صاحب
کیا پوریان روکھی کھائین عشرت خیز نے کہا چھپرون پر جابجا کدو لگے ہین ترو لیجیے
قزاق خود ہی جاکر کدو توڑ لائے ترکاریان بھی پکنے لگین اب قزاقون کے دسترخوان
بچھے پالتھی مار کے بیٹھے پوریان آنے لگین ترکاری کا ہڑہ ہے ایک نخل کے نیچے غضنفر
آکے بیٹھے دائرہ ہاتھ مین چاربیت گا رہے ہین اور فرما رہے ہین فرد دلپسند کو
مرے چھانون ہے بوبون کی + عجب بہار ہے ان زرد بوبون کی + قزاق نعرے
مار رہے ہین کہ آقائے نامدار سبحان اللہ کیا تان لگائی ہے ہر طرف سے قزاقون
کی صدائین بلند کوئی موزون طبع قزاق یہ غزل آتش کی بآواز بلند گانے لگا نظم

یار قاتل ہے تو کسکو موت سے پرہیز ہے		سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت — آجکل جوش جنون کا اپنے تو ہا تیز ہے
طول عمر خضر دے تمکو خدا ای مغبچہ — چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے
روئیے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو غبار — آتش پنہان ہر آب اشک مین آمیز ہے
زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین — فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے
سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین جاؤن — آسمان سے بھی سوا ان کی زمین خونریز ہے
زلفی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا — کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہے
کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر — خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہے
پرزے اڑتے ہین ہمارے خط کے کوے یار مین — خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے
یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی — قلقل مینا نہین ہے شور رستاخیز ہے
زہر کھانا ہے نہ پینا اب خراب شوق کا — وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے
غیر رسوائی کبھی الفت سے کچھ حاصل ہوا — عشق سے نفرت ہے مجھکو حسن سے پرہیز ہے
منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین — وقت شب ہے ابر ہے صحرائے آفت خیز ہے
عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے — کوہکن اُسپر مرے جو کشتۂ پرویز ہے
ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بہر نمود — شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہے
فکر کی دقت سے یان طبع روان آگہ نہین — توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے
بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہے صدا — گوش گل ناآشنا ہے حرف شوق آمیز ہے
اشک کے شامل ہو خون ناب پُر داغ ہے — الحذر ای آستین یہ آب آتش خیز ہے

تختۂ پارہ کی طرح سے ہے دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہے

سب قزاق نعرے مارتے ہین ای برادر کیا شعر پڑھے ہین ہم بھی معشوق ڈھونڈھا چلینگے کسی سے عشق کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زمیندار بڑی مصیبت مین ہے کہ ایک رات کے کھانے مین سارا غلہ خالی ہو گیا اگر دن کو بھی مہمان رہے تو کیا آفت برپا ہو گی یہ ذکر تھا غضنفر نماز پڑھ کے بیٹھے ہین وظیفہ

بڑھ رہے ہین کہ گاؤن مین بلڑ ہو اغضنفر نے اپنے عیار ہمائے تیز رو سے کہا دریافت
تو کرکیا بلڑ ہو رہی ہے ہما نے کہا ای شہریار مین نے خبر پائی تھی کہ آپ جنگ کو تشریف لیگئے
تھے سامنے ہفت پیکر کے کئی پہلوان مارے مغلوبہ مین بھی آپ لڑ بھڑ کر نکلے شب ہزناجے
کوئی پہلوان ہو کہ اُسکو ہفت پیکر نے روانہ کیا ہو شاید اُسنے آکر قریہ گھیرا ہی اُسی کا یہ بلڑ ہی
غضنفر تیغہ روئین شگاف لیکر اُٹھے قزاقون کو للکارا کہ ہان ای قزاقان بزنہاد یہ سُنکر
قزاقون نے گھوڑے دوڑائے اور پہلوانون پر جا پڑے شبدیز نے دور سے جو عشرت خیز
کو دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کیون چپکا کھڑا ہی سحر کرکے ان قزاقون کو روک اُنھون نے
تو آفت برپا کردی ستر اسّی ہزار جوان مار کر ڈالدیے تو سحر سے انکو روک تو مین اس طفل
کو اُٹھا لون مشکین باندھ کر لیجاؤن عشرت خیز کو تقویت ہوئی کہ اب تو ہمارا مددگار آگیا اب
یہ لوگ کیا کر سکین گے جھپٹ کر بھاگا قزاقون نے پیچھا کیا مگر یہ بھاگ کر فوج شبدیز مین
ہو نچا جھولی بائین ہاتھ سے نکالی چند گولے جو اُٹھا کر مارے یا تو قزاق لڑ رہے تھے یا گھوڑے
چلتے چلتے ٹھہر گئے ہاتھون سے تلوارین گرین اور نیزے سب کے خم ہوے کمانین
گوشہ گیر طائران تیر کو بھاگنے کی تدبیر آشیانۂ ترکش مین تڑپ رہے ہین پر کٹے ہوے
طائر ہین کچھ بن نہین پڑتا کہتے ہین اس خطا شعار نے ہمکو بیکار کیا ہمسے کچھ نہین ہو سکتا
نوک نیزہ قلم شمشیر روان بیدم سپر پشتیبانی نہین کرتی دامن مین پھول مرجھائے
غنچۂ خاطر نہ شگفتہ ہوے حیران و پریشان گھوڑون نے رہروی موقوف کی زمین نے
سب کے پاؤن تھام لیے کھڑے ہوے مثل بید کے کانپ رہے ہین یہ حال
قزاقون کا دیکھکر شبدیز نے اشارہ کیا ارے نامردو اب تو انکو مار لو اسلئے کہ
ہتھیار انکے قبضے سے نکل گئے نہتون پر بھی وار نہین کرتے ہو اب بھی انسے ڈرتے ہو
پہلوان بڑھے قزاقون نے جسکو للکار دیا گھوڑے سے گر پڑا کئی سوار جو اسیطرح
گرے پیچھے والے ہٹے غل مچاتے تھے کہ یارو یہ قزاق بڑے صف شکن ہین دیکھو
کیسا للکارا اگر نہ بھاگ آتے تو وہ لپٹ جاتا کشتیا لڑے ہوے زورون پر چڑھے
ہوے انکو کون قتل کرنے جاے ہمارے بھائی بندون کے گرد لاشے پڑے

ہین وہ ہمسے کب دبتے ہین شبدیز نے کہا عشرت خیز یہ نامرد نہیلن بڑھتے جان کا خوف ہو دوسرا سحر کرو کہ قزاقون کی زبانین بند ہوجائین عشرت خیز نے بڑھکر دستک دی کہ قزاقون کی زبانین بند ہوگئین بعض کو گھوڑون نے گرا دیا مرکب نے راکب کو پامال کرڈالا صدہا قزاق مارے گئے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا انگشتر مہر وماہ جدھر چمکادی وہ تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہزارون پر اکیلا جاپڑا ایک نے دس دس کو مارا آخر عشرت خیز نے سحر سے اُسکو گرایا کیسے قزاق مجبور و ناچار ہین غضنفر لڑتا بھڑتا قریب شبدیز کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ضرب مردان عالم تو قبول کر کہ حال جرأت کھلے شبدیز نے نیزہ مارا غضنفر نے ڈانڈ کو نیزے کی توڑ ڈالا شبدیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بہت سے سپاہیون نے غضنفر کو گھیرا ہے غضنفر نے کسی کا حربہ روکا کسی کو للکارا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا مگر شبدیز نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا لگایا غضنفر کا سر زخمی ہوا نوجوانی کا عالم سر سے پرنالہ خون کا بہا چہرہ سرخ ہوگیا دامن سے خون چہرے کا پونچھا شبدیز نے پکار کر آواز دی ارے یارو زخمی ہے تو نہ ڈرو اب گھیر کر گرفتار کرو مین نے سر اُسکا زخمی کیا فوج نے غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر شیرانہ لڑرہا ہے کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا صدہا پہلوان مار کر گرا دیے نہنگانہ لڑرہا ہے مگر خیمہ گیسو کشا رات بھر فراق غضنفر مین تڑپی ہین صبح کو جو اُٹھین کنیزین اسباب منھ دھونے کا سامنے لائین کہا صاحبو مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون اس عشق کو ایسا نہ سمجھی تھی رات بھر نیند نہ آئی کالی رات کٹتی نہ تھی۔ نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوانِ عشق
سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین یاران عشق

نعمت دنیا کو کردیتا ہے تلخ اسکا مزہ
شیرۂ جان سے ہی شیرین حلوۂ دکان عشق

زلف لیلیٰ سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی
ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق

حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف
مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق

نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے
بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق

ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو
دو جہان بھولے ہوے ہین حافظِ قرآن عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو
دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین
زہر دیتا ہی نمکخوارون کو اپنے خوان عشق

ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُنکے ہاتھ
اے صنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق

ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی
اپنی خاطر ہی مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم
چھُٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان مین آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہی اُس سے شان عشق

کنیزون نے عرض کی واری کنیزون کو انتشار ہے کہ حضور پر بہت سخت زمانہ گذر رہا ہی شب بھر حضور کو بہت پریشان دیکھا اب صبح بھی ہوئی تو اُسی حال مین حضور کو پاتے ہین ہم لوگ کیسے گھبراتے ہین ملکہ نے کہا تم مین سے کوئی قریۂ عشرت آباد مین جائے اور دیکھ آئے کہ شدیز نے کیا کیا نرگس نامے ایک کنیز نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہی یہ کہکے نرگس روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ غضنفر گھرا ہوا ہی قزاق گرے پڑے ہین مجبور ہو رہے ہین ہمراہیان شدیز معروف قتل و قمع غضنفر اکیلا لڑ رہا ہے شدیز کہتا ہے اے عشرت خیز اس جوان کا ہاتھ روکو یہ جوان رکے تو سپاہی گرفتار کرلین عشرت خیز بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی لیکن غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طور پر جنگ ہی صدہا کو مار کے گرا دیا تیغہ رویین شگاف چل رہا ہی جسکے ٹوکا اُسکو بڑھ کر مارا نرگس نے جو آنکھون سے یہ حال دیکھا چاہا سحر کرون اس جوان کو بچاؤن مگر سوچی کہ عشرت خیز پر غالب نہونگی مگر غضنفر اُس بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر۔ نظم

نماید خدا طالبان لقا را
ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا

ہر آن بندہ کو می پرستد خدا را
بخاطر دہد دخل کی ماسوا را

مریض محبت نخواہد شفا را
تعلق بدرویش نباشد دوا را

پرستار حکمش مسلمان و ہندو
غلامان درگہ یہود و نصارا

نہادند سر پیشش بت پرستان
چو حق جلوہ نمود از سنگ خارا

شہا نزاد چہ تشبیہ با بندگانش
چہ نسبت بخاک درش کیمیارا
اگر بندہ چشم بصیرت کشاید
ز ہر نور مین ظہور خدارا

آخر کار نرگس پلٹی مگر روتی ہوئی جاتی ہو کہ اے مسلمانون کے خدا اس جوان کو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچالے وہ بلوہ دیکھا ہو کہ قلب کانپ رہا ہو یہان ملکہ شمیم بھی کنارے
حوض کے بیٹھی رو رہی تھین کہ نرگس روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ نے پوچھا کیون نرگس
خیر تو ہی نرگس نے عرض کی واری مین نے ماہ اوج صاحبقرانی کا وہ حال دیکھا کہ دل
کانپ رہا ہو مگر سبحان اللہ جری بہادر ایسے ہی ہوتے ہین وہ صف شکنی کر رہے ہین
کہ تین لاکھ سے اکیلے لڑ رہے ہین کئی سو لاشے گرد پڑے ہین اسوقت تک جرات مین
فرق نہین ہو وہی کس بل وہی تیور جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پرے سامنے
کئی پہلوان ایسے مارے کہ اپنے وقت کے دیو تھے ایک ایک وار مین اُنکے دو دو
ٹکڑے کیے عشرت خیز نے سحر کیا ہو کہ سب قزاق اُنکے پڑے ہوے ہین جنگ سے
عاجز تلوارین ہاتھون سے گر گئی ہین بول نہین سکتے زبان کھول نہین سکتے عشرت خیز
ہر مرتبہ سحر کرتا ہو مگر نہین معلوم کیا باعث ہو کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا عشرت خیز نے ایسے
ایسے سحر کیے کہ لونڈی نے آپ کی کبھی نہ دیکھے تھے جنگل سے شیر بلا لیے پہلوان سحر آئے
مگر وہ خیر ایک طور پر جنگ کر رہا ہو یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ شمیم کے ہوش اُڑ گئے
آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھین مثل بید تھرائین ستون پر ہاتھ رکھ دیا کہا نرگس اس رات
بھر مین وہ ضعف ہوا کہ اُٹھا نہین جاتا اُٹھتے مین دل بیٹھا جاتا ہو غش آتا ہو آنکھون مین
اندھیرا چھایا جاتا ہو خدائی ہفت پیکر کی تو بخوبی ثابت ہوئی مگر خدا سے [illegible]
ہو کہ مین جاکر اُسکو زندہ پاؤن اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن عشرت خیز کی تو موت ہو
مگر ڈر یہ ہے کہ ہفت پیکر دشمن ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا اُسنے سمجھا [illegible]
ہوگی کہ لگاؤ کرتا ہو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہو میری گرفتاری کی تدبیر کریگا مین بھی کیا کوئی بات
اُٹھا رکھونگی سب اُسکے تحفہ جات نکلوا دونگی باغ بہارین پر اُسکو بڑا ناز ہو صحرا
لگرخان مین بڑا اجماؤ ہے ساحر وہان بیٹھے ہین وہ ساحر صحرا کو سحر بند کر دینگے

ہین چاہتے ہین ہر ایک بوٹا پتہ کانٹا بنجائے درختون سے ہیبت برسے انھین دونون
مقامون کو فتح کراؤنگی طلسم کشا کے جانے کی دیر ہو گئے اور فتح کرلیا ساحر بڑی بڑی کوشش
کرینگے طلسم کشا نے لوح چمکائی اور وہ ساحر عاجز ہوے بڑے بڑے مکر کرینگے طلسم کشا کو
تو ہوشیاری ضرور ہی ہین ساتھ موجود ہونگی مقامات فتور بتاؤنگی نرگس نے عرض کی واری
دیر نہ کیجیے وقت بہت تنگ ہو شمیم نے فوراً ایک دستک دی درخت سے اُترکے ایک
قمری ٹہلتی ہوئی آئی ملکہ اس قمری پر سوار ہوئین قمری لیکر شمیم کو اُڑی طرف قریے کے چلی
اُسوقت پہونچین کہ شمیم نے آنکھون سے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی غول مین
نامردون کے گھرا ہوا ہے تیغہ برق مثال چل رہا ہو جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر
عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای شہ یزید یہ جوان یون نہ گرفتار ہوگا فوج کو حکم دو کہ کمندین
و زنجیرین مار کر اس شیر کو گرفتار کر لین ایسا نہو کہ اسکی مدد آجائے اگر امیر کو خبر پہونچی تو
فوراً کسی سردار کو بھیجین گے اُنکے سردار صف شکن تیغ زن آتے ہی لڑائی فتح کرلینگے
جلد گرفتار کرو چہار طرف سے زنجیرین رسنین غضنفر پر پڑ رہی ہین غضنفر کا گھبرانا
اور پریشان ہونا ادھر سب قزاق زمین پر پڑے ہین بیکس و بےبس نہ اُٹھ سکتے ہین
نہ بول سکتے ہین دل کو طرف خدا کے رجوع کرتے ہین پکار رہے ہین کہ ای معبود بےنیاز
و ای رب کارساز ہمارے آقا کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہو گرفتار
ہو جائے ہمارا سواے اسکے کوئی سرپرست نہین ہم لوگ دیوانہ مزاج جاہلون کے
سر کے تاج کہان بسر کرینگے کہان رہین گے نظم

خدای حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بہ کوہ و دشت و بیابان و چارسوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز	شود عنایت مولاے فضل ربانی
بشرق و غرب ہر تازہ روشنی ہر روز	چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بہ یاب دولت خدام بارگاہ الہ	کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خدا است مالک و مملوک عالم دنیا	خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند	بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چو در عنایت معبود میکند غفلت	شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی	بہ مدح گوئی ز انصافی و ثنا خوانی

ملکہ ضمیم نے جو یہ حال غضنفر کی پریشانی کا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو گئین وہین سے
ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ عشرت خیز کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے چاہا تھا کہ
لشکر کو بھی تباہ کر دون جیسے ہی عشرت خیز مرا فراقون کے ہاتھ پاؤن درست ہوے
چالاک و چست ہوے اپنے اپنے مقام سے نعرے کر کے اُٹھے کیسے جھلائے ہوے
تھے فراقون نے قیامت برپا کر دی ایک ایک نے چار چار کو مارا غضنفر دریاے خون
مین نہائے ہوے نیزۂ روئین شگاف چمکاتے ہوے شبدیز پر جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہمارے مقابلے مین تو آ کہ احوال کھلے
پر فوج کے تو لڑ چکے اب فوج پامال ہوئی فراقون نے فوج کے جی چھٹوا دیے ہمراہیان
شبدیز بدلگامی کرنے لگے طرارے بھولے۔ پاؤن پھولے قدم نہین ٹکتے گھبرا رہے
ہین فراقان شیر دل فوج پر چھائے ہوے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
نیزے پر اُٹھایا اور زمین پر مار دیا استخوان چور چور ہوے جہنم سے نزدیک بہشت
سے دور ہوے دسقہ غضنفر نے للکارا کہ شبدیز لرزان و ترسان مقابلہ غضنفر
مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے الگ ہو کر نیزہ چمکایا شبدیز سمجھا کہ نیزہ بازی منظور ہے
اُسنے بھی نیزہ اٹھایا غضنفر پر مارا غضنفر نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا جواب
مین نیزہ مارا شبدیز نے اپنا سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی آنکھ
رکھ کر ایک مارا کہ ڈیڑھ ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا ضمیم
بے اختیار ہنس پڑین ہنسنے کی آواز غضنفر نے جو سُنی سر اُٹھا کر دیکھا وہی نازنین
پری پیکر عارض رشک قمر آنکھین بڑی بڑی گردش کر رہی ہین آنسو بھرے ہوے
صاف ظاہر ہے کہ درج مین گوہر بھرے ہوے ہین اگر کوئی اشک مژگان پر آ کر ٹھہر گیا
تو ثابت ہوتا ہے تیرون نے آبداری پیدا کی سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہے کہ

ناریستان سیب سے بہتر ہین یا نخل سرو مین ثمر ہین اس مطلب کو حقیر حل کرتا ہی کجا نخل سرو
کجا قد معشوق زیب النسا مخفی اس مضمون کو کس حسن سے تصرف کر گئی ہین فرماتی ہین
قطعہ - وائے بر شاعران نادیدہ + غلطی را بخود پسندیدہ + سرو را قد یار میخوانند +
سرو چوبیست نا تراشیدہ + یہ قطعہ حقیر کو بہت پسند آیا مگر شاعران ماضی و حال نے
جو مثال دی اُسکا کیا باعث ہی صاف ثابت ہوا عقل ہدایت کرتی ہی کہ سرو نخل بے ثمر
ہی معشوق سے کون ثمر پاتا ہے اسی سبب سے سرو سے مثال ہے شاعرون کا ہی جہ
سے حال و قال ہے غضنفر بیتاب ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وائے آرام دل
مشتاقان کلیجے پر چھُریان چل رہی ہین اپنا تو یہ حال ہے جسکا ذکر محال ہے قلب پر
ملال ہے اب جی نڈھال ہی نظم

دل مین رہتا ہی ضیائے داغ سے روشن چراغ
کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
شعلے دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
اک تماشہ ہی فروغ کرمک شبتاب سے
روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جسقدر بے مائگی ہو باعث آرام ہے
یہ جلاتا ہی مجھ آتے ہین پروانے جو پاس
شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوز غم سے ای صنم
عکس عارض سے تمھارے بڑھ گئی دونی چمک
ای تسنیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل

گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤ گے پس مردن چراغ
جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ
باغ مین ہر پھول رکھتا ہے تہ دامن چراغ
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ
وائے قسمت دوستونکا اپنے ہی دشمن چراغ
تیرگی بالائے مدفن ہے تہ مدفن چراغ
جل کے بجھ جاتا ہی شب کو جیسے بے روغن چراغ
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ
جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

غضنفر نے جو دیوانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھے ملکہ شمیم کو اسقدر بھلا معلوم دیا جاتی ہین کہ اُتر کر بلائین لیلون لیکن حجاب مانع ہوا شرما کر اشارہ کیا کہ مین کیا تدبیر کرون غضنفر نے اشارہ کیا کہ مین بارگاہ استاد کراتا ہون اگر تشریف لائیے تو عین مہربانی ہی ملکہ بقول شاعر۔ فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست اس محبت سے غضنفر نے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ کو اور زیادہ ملنے کا اشتیاق ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہریز کو گینڈے نے از سرتا پا پامال کیا قزاقون نے اُسکی فوج کو تہ تیغ کرلیا ایک ایک قزاق نے چار چار چھ چھ کو مارا ایک نے نیزہ دکھایا دوسرے نے پہلو پر آکر خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا تمام گانؤن لاشون سے بھرا ہوا ہے آخر رعایا والے فریاد کرنے لگے غضنفر نے اُنکو پناہ دی سب گانؤن والے مسلمان ہوکے گانؤن اسلام آباد ہوا قزاقون کو حکم دیا کہ بارگاہ استاد کرو قزاقون نے فوراً بارگاہ استاد کی غضنفر بارگاہ مین آئے شمیم گیسو کشا نے ہر چند چاہا کہ اسوقت مین جاؤن اور وقت پر موقوف رہے مگر دل نے نہ مانا غضنفر کی بیباکی چستی و چالاکی ہر چند کہ زخمون مین چور چور رہین تنتے ہوے گھوڑے سے اُترے دربارگاہ سے لوگون کو ہٹایا پکار کر آواز دی تشریف لائیے ملکہ ہوا سے اُترین دربارگاہ پر آئین غضنفر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے اس چالاکی پر شرما کر سر جھکا لیا ساتھ غضنفر کے بارگاہ مین آئین غضنفر نے کہا مین زخمون مین ٹانکے دلوالون ملکہ نے کہا مین ٹانکے دونگی یہ کہکر سر غضنفر کا زانو پر رکھا گورے گورے ہاتھون سے ٹانکے دینے لگین خون ڈھبٹے سے پوچھا غضنفر کہ رہا ہے ملکہ جلد ٹانکے دیجیے یا آپ ہٹجائیے مین خود اپنے ہاتھ سے ٹانکے دلیون ملکہ نے کہا صاحب اتنا نہ گھبراؤ مین سہولیت مین ٹانکے دونگی ملکہ نے بہ سہولیت ٹانکے دیے ہمائے تیز رو مرہم لایا ملکہ نے مرہم کی پٹیان چڑھائین غضنفر اُٹھکر بیٹھے ملکہ کو ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا کہ صاحب مسند پر بیٹھو تمنے آج بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا صاحب میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہفت پیکر میرا طالب ہی ایسا نہ ہو کہین آگاہ ہو جائے سحر و شعبدے مین اُسکا مثل نہین ہے اگر کوئی حرکت کر بیٹھے اور مین اُسکے دام مکر مین

پھنسجاؤن تو نہین معلوم کہان قید کرے پس تمہاری خوشی ہوچکی اب مجھے رخصت کرو غضنفر نے کہا ہم ابھی نہ جانے دینگے ہمارا دل بیقرار ہی روز اول جب تمکو قصر پر دیکھا تھا شاہ یاد ہوکر ہمنے آنکھون سے اشارہ کیا تھا کہ صحرا مین آؤ خدا نے تمکو یہان پہونچایا ایسی جلدی جانے دینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھو ہمارے تیز رو عیار نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر رکھین غضنفر نے جام لبریز کیا ملکہ کو پلایا ملکہ نے دوسرا جام آب بھرا جب غضنفر کے سامنے پیش ہوا غضنفر نے ہاتھ رکھ دیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون صاحب ہم تو تمہارا دیا ہوا جام پی گئے تمھین کیا عذر ہی غضنفر نے کہا ہمارے تمہارے مذہب کا فرق ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ صاحب ہمنے پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ مذہب ہمارا خراب ہی مذہب مسلمانان اختیار کرتے ہین لیکن اگر کلمہ پڑھ لینگے تو تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی یہ کہکے مطیع اسلام ہوئین تب غضنفر نے بھی جام شراب پیا پیتے ہی دونون کی آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑگئے غضنفر نے عیار سے اشارہ کیا ہمارے تیز رو نے بایان کھینچا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

از دل شدگان حجاب تا کی
می دہ ترک ثواب تا کی
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دخت رز حجاب تا کی
تا زی زحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تا کی
آخر نوبت رسد بلطفش
بہ سوختگان عذاب تا کی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش
در وصل آخر حجاب تا کی

رخسارہ نقاب تا کی
تو بہ ز شراب ناب تا کی
در موسم گل حجاب تا کی
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تا کی
او گفت شب وصال ہا من
خوش باش ولا عتاب تا کی
تا صبح من و ترک عشق تو بہ
ای مرد خدا خضاب تا کی
بر من نظرے فگن خدا را

ساقی صبح ست خواب تا کی
این نقش بروے آب تا کی
در شیشہ زچشم شوق رندان
نادان عہد شباب تا کی
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بے حساب تا کی
از آتش عشق جان و تن سوخت
این وہم و خیال و خواب تا کی
از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تا کی

وقت است در آب باغ خندان	در موسم گل حجاب تا کی	رعنا رو یارگیر بنشین
آخر خانہ خراب تا کی	در باغ عاشق و معشوق ترہی فرزند عمرو تا نین لگارہا ہے اشعار	

عاشقانہ گا رہا ہے ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین غضنفر کی چھیڑ چھاڑ عاشق و معشوق کا بناؤ بگاڑ کبھی ہنسنا کبھی گلہ ہاے زمان گذشتہ کرنا غضنفر کا کہنا کہ صاحب ہمپر کیئی راتین ایسی گذرین کہ امید زیست نہ تھی ملکہ نے کہا ان دونون راتون مین ہمپر بھی ایسی سختی گذری کہ جسکا ذکر نہین کرسکتی کالی راتین تمھارے چہرہ انور کی یاد دل مائل فریاد غضنفر کا کہنا کہ کیون صاحب اب تو اس ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو یاد رکھنا گوشۂ خاطر سے فراموش نہ کرنا ملکہ خمیم کہتی ہین صاحب مجھکو یہ خیال ہے کہ اتنی دیر کا ملنا اور باعث اضطراب ہوگا قضاے کار ہفت پیکر دربار مین آکر بیٹھا ہے سب طرح کے ذکر ہو رہے ہین ہفت رنگ جادو وزیر اعظم نے کہا یا خداوندا آج ملکہ خمیم گیسو کشا نہین تشریف لائین ہفت پیکر نے کہا جاؤ بلاؤ ہفت رنگ قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزین بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہین کہ ملکہ کو خدا بخیر و عافیت لائے وزیر کو دیکھکر خاموش ہو گئین وزیر نے کہا ملکہ کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ اپنے باغ مین گئی ہین وزیر پلٹا آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند کوئی ایسی بات تھی کہ کنیزین میرے جانے سے چپ ہو گئین ذکر نہ کر سکین ملکہ کو کہا کہ اپنے باغ گئی ہین مگر یا خداوندا ملکہ کہین اور گئین انھون نے کل آمد لشکر مسلمان دیکھی فرزندان حمزہ حسین و جمیل ایک ایک بہادر تیغ زن صف شکن سامنے سے گذرے مین جانتا ہون کسی کو دیکھکر عاشق ہوئین انکا چہرہ متغیر تھا یہ ذکر تھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہے کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی ہفت پیکر نے کہا ارے خبر تو لو کوئی نیا معرکہ گذرا کہ چند ساحر لاشۂ عشرت خیز و لاشۂ شبدیز لیکر سامنے آئے عرض کی یا خداوند عشرت خیز نے خاتمہ کردیا تھا شبدیز نے ہزارہا قزاق قتل کیے قریب مین خون مسلمانان بہادیا غضنفر زخمون مین چور چور تھا یکا یک ایک برق آسمان سے گری کہ عشرت خیز زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے غلامون نے نہین دیکھا کہ برق کسنے گرائی شبدیز کو گینڈے نے پامال کیا کچھ بس نہ چلا یہ لاشیں شبدیز ٹکڑے ٹکڑے ہے ہفت پیکر نے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا کہا حضور غضنفر نے وہ تدبیر کی کہ تڑپ تڑپ

کے مرا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ گینڈا بدحواس ہوکر دوڑنے لگا
شبدیز کر گدن سے گرا لاشے کا یہ حال ہوا گینڈے سے پامال ہوا ہفت پیکر نے
کہا انکو لیجا کر جلاؤ یہ مغرور تھے اسوجہ سے مارے گئے یہ سُنکر ہفت رنگ نے کہا
اول یہ تو بتاؤ کہ عشرت خیز کو کسنے مارا ساحرون نے کہا غضنفر تو زخمون مین چور چور
تھا اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا اب شبدیز نے کمند اندازون کو حکم دیا تھا کمندین پڑرہی
تھین مگر غضنفر ایسا گھوڑے کو جھکاتا تھا کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلجاتا تھا اُسی عالم
مین برق گری عشرت خیز کا مرنا قزاق اپنے مقام سے اُٹھے گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا
کیا مجال تھی کہ رُکتے ایک ایک قزاق نے دس دس جوانون کو مارا تھوڑے ہی
عرصے مین خاتمہ ہوگیا مگر یہ ہم لوگون نے دیکھا کہ جب لڑائی فتح ہوگئی تو غضنفر نے بارگاہ
استاد کرائی اُسمین داخل ہوا ایک مہ جبین ساتھ تھی ہفت پیکر نے فوراً کتاب سوانحات
کھولی اُسکو پڑھنے لگا لیکن ہفت رنگ نے دیکھا کہ جون جون کتاب پڑھتے ہین
قدرت کا چہرہ سُرخ ہوا جاتا ہی غصے مین آنکھین اُبل آئین ابرو ہلنے لگے ہفت رنگ
نے پوچھا یا خداوند خیر تو ہے کہا یار دغضب ہوا کہ معشوقہ نابدولت قبضے مین غضنفر کے
گئی جلسہ آراستہ ہی کیسی خوش بیٹھی ہی عیار گا رہا ہی ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی ایسا ہی
کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائے اور غضنفر بھی پکڑا جائے لیکن تدبیر سے یہ امر
ممکن ہوگا اگر پکڑ بھی جائیگی تو کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گی وہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ
رکھتی ہی دو چار شعبدون مین قدرت پر قبضہ کریگی قدرت آج خود جاتے ہین کوئی ساحر
اُسکے نام پر نہ بولا سبنے سر جھکا لیا کہا یا خداوند جب آپ سے برابری کا ارادہ رکھتی
ہی تو ہم مین کسکی مجال ہے سرہنگ بن کیکاؤس ایک ساحر بیٹھا ہی کہ ہم سردار
وہم عیار ہے اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا کہ مین جاکے ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکے سرہنگ
چلا جب قریب لشکر غضنفر پہونچا ایک گوشے مین بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ملکہ خیمہ
بارگاہ غضنفر سے نکلین طرف قصر عشرت کے چلین جب ملکہ نے لشکر چند ساعت مین
طی کیا کنارے پر لشکر کے آئین کھڑی ہوکر دیکھنے لگین سرہنگ نے فوراً رنگ و

روپ

روغن عیاری کا لگایا اپنے کو بصورت غضنفر کے بنایا طرف ملکہ کے دوڑا پکار کر آواز دی ای
ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا غضنفر آتے ہین ٹھہر کر آواز دی کیون خیر تو ہی
غضنفر نقلی نے کہا تمھارے ہٹتے ہی دل کو بیقراری ہوئی آخر تاب نہ آئی مین نے کہا
جاکر دیکھ آؤن مگر آپ کو یہان کھڑے دیکھا دل مین اشتیاق تھا وہی سامان ہوا
ملکہ نے کہا ای شہریار اس بیقراری کو موقوف کیجیے اسقدر صحبت غیر ممکن ہی ہفتے مین
ایک مرتبہ میرا آنا ہوگا سرہنگ نے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارا ملکہ بیہوش
ہوکر گرین سرہنگ نے دہان مین سوزن دی ایک درۂ کوہ مین لاکر ڈال دیا اب صورت
بدل کر بصورت شمیم بنا کنارے لشکر کے دوڑا ہوا آیا ہماے تیز رو نگہداشت لشکر کو
نکلا تھا ملکہ کو جو کھڑے دیکھا پکار کر آواز دی پوچھا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی یہ سُنکر
سرہنگ نے کہا ای عیار طرار اسوقت کی صحبت نے وہ لطف دیا کہ دل چاہتا ہے
شاہزادے سے دو باتین پھر کرون ذرا شاہزادے کو بلا لاؤ مین کچھ اُنسے کہونگی ہما
نے جاکر غضنفر سے کہا غضنفر نام ملکہ کا سُنکر اُٹھکر چلے تیغۂ روئین شگاف قبضے مین انگشتر
مہرو ماہ ہاتھ کی اُنگلی مین پہنے ہوے ہین اسپ باد پا تھان پر بندھا ہی سرہنگ نے
ہما سے کہا ای عیار تم ہٹجاؤ مین شاہزادے سے کچھ باتین کرونگی ہما ہٹکر بازار مین آیا
سرہنگ نے غضنفر سے کہا ای شہریار اب مین قصر مین کیونکر جاؤن آپ کی صحبت سے
وہ اشتیاق ہوا کہ دم بھر چین نہ پڑیگا یہ باتین کرتے کرتے اسنے غضنفر کو حباب مارا
غضنفر بھی بیہوش ہوے اسنے درۂ کوہ سے شمیم کو نکالا دونون کا پشتارہ تلے اوپر
باندھا لیکر چلا ہفت پیکر یہان کتاب سوانحات دیکھ رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ سرہنگ
نے بڑا کام کیا دونون کو بہ فن عیاری گرفتار کرلیا سرہنگ مین بھی بڑا کمال ہے کہ
جہان موقع عیاری کا ہو عیاری کرے سحر مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہی شمیم کو کس مکر
سے گرفتار کیا دونون کا پشتارہ باندھے ہوے آتا ہے اب اُسکو میرے پاس
لاویگا سنو بھائیو مین تم سے کہے دیتا ہون مین دونون کے قتل کا حکم دونگا غضنفر
کو قتل ہونے دینا مگر شمیم کے بارے مین سفارش کرنا اور کہنا کہ یہ معشوقہ

قدرت ہی اسکو معاف کیجیے ہفت رنگ کہتا ہی مین اُٹھکر جلاد کا ہاتھ پکڑ لونگا اور کہونگا
اسوقت قدرت کو غصہ ہی بی شمیم عذر کرد عہد واثق لیکر فوراً رہا کر دونگا ہفت پیکر کہتا ہی
آج ہی رات کو قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتار دینگے وہ لطف ملے کہ خود عاشق
ہو جائے غضنفر کا کبھی عمر بھر خیال نہ کرے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین جلاد آمادہ
کیے گئے کہ یہ جلاد قاتل غضنفر ہے یہ جلاد شمیم کو ڈرائیگا شمیم کے رونے پر خیال نہ ہو
قرار اُس سے بھی لے لیا جائے مگر سرہنگ جو دونون پشتارے لیے ہوے سنتا ہو
آتا ہو دل سے باتین کرتا ہوا کہ آج تو قدرت سے طرۂ پیغمبری لونگا یہ کام کس سے ہوسکتا
جو مین نے کیا یقین ہے قدرت نیابت طلسم مجھکو دین اور طرۂ پیغمبری عطا کرین
قضائے کار رہبر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو
نامدار دربار مین بیٹھے تھے تمام سرداران تہمتن دنگلون پر بیٹھے ہوے ہین جام مے
ارغوانی گردش مین عیش و نشاط کی کوشش مین اُس ہنگامے مین عمرو نے جو
پلٹ کے دیکھا تو اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین منھ پھیر کے دامن
سے اشکون کو پاک کرتے ہین ابراہیم وغیرہ کہتے ہین ای آقاے نامدار خدا آپ کو
رنجیدہ نہ کرے نہ کبھی آپ کو ملول و حزین دیکھاین کیا باعث ہو کہ آپ ایسا شخص
خوش مزاج یون ملکہ بیٹھا ہی عمرو نے جو اسد کو اس حال مین دیکھا جی بیقرار ہوگیا
قریب آکر گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ای پارۂ جگر خیر تو ہی اسد نے کہا چھوٹے نانا جان
مین نہین جانتا ہون کیا باعث ہی خود بخود قلب پر ہجوم رنج والم ہے آج جی چاہتا ہی
کسی طرح غضنفر کو دیکھون مین نے خبر پائی تھی کہ کوئی پہلوان ہفت پیکر نے براے
گرفتاری غضنفر بھیجا ہی میرے رہ رہ کے ہوش اُڑتے ہین ہرکارے نے خبر دی تھی
کہ وہ پہلوان جاتا ہی جی مین آیا کہ راہ مین جاکر اُسے روکون اُس تک نہ جانے دون
سردارون نے کہا غضنفر کیا ایسا ہی اُسکو ہزار تدبیرون سے مار لیگا مین نہ گیا اب
اسوقت طبیعت پر غم والم کا ہجوم ہے دل چاہتا ہی کسی طرح اُسکو دیکھون خواجہ نے
کہا بیٹا تم نہ گھبراؤ مین جاکے خبر لاتا ہون مین نے بھی خبر پائی تھی کہ اُس پہلوان کو مارا

قریے پر فتح پائی وہان کے زمیندار کو پکڑ لیا پھر اُسکے بعد خبر نہین کہ کیا معرکہ گذرا یہانکے
خواجہ عمرو اسد کو بخوبی سمجھا کر دربار سے نکلے طرف قریۂ عشرت آباد کے چلے راہ مین آکر
ایک مقام پر ٹھہری ہین کہ دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی مگر جب پشتارے پر سے
دامن جادر ہٹجاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا عمرو حیران ہوا کہ یہ عیار کسکے
لیے جاتا ہی یہ تو ظاہر ہو کہ پشتارہ بھاری ہی ٹھہرتا ہوا آتا ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے نخل کے نیچے ٹہلنے لگے جب سرہنگ قریب آیا
پکار کر آواز دی ای بھائی کہان سے آتے ہو ہمین تو مسلمانون نے ایسا پریشان کیا کہ گھر بار
چھوٹا آباد گھر کو لوٹا جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین یہ صورت ہو کہ غور تون کو درہ کوہ
مین بسایا ہی سرہنگ نے کہا بھائی اب نہ گھبراؤ قدرت نے جھگڑا پاک کر دیا غضنفر
نے سب کو لوٹا تھا مین غضنفر کو پکڑے لیے جاتا ہون اور اُنکے مددگار کو بھی گرفتار کیا
جسنے لڑائی فتح کرائی عمرو نے کہا بھائی وہ کون ہی سرہنگ نے کہا بی شمیم گیسو کشا معشوقۂ
قدرت اس غضب کو تو دیکھو کہ قدرت سے تو انکار کیا اور نبیرۂ حمزہ کی مدد کو گئین
عشرت خیز جادو کہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر کر کے قزاقون کو بیکار کیا میان غضنفر
زخمی ہوے انکی جو آتش عشق بھڑکی دوڑی گئین جا کر ساحر کو مار ڈالا پھر جو قزاق بچے تھے
زمین ہلا دی سب کو شکست ہوئی غضنفر نے فتح پائی یہ بی بی جا کر پہلو مین غضنفر کے
بیٹھین قدرت کو خبر لگی اتنا بڑا دربار کہ سترہ سو ساحر بیٹھا تھا قدرت نے فرمایا کہ کوئی
تم مین ایسا ہی کہ شمیم و غضنفر کو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا اُس مجمع سے
مین اُٹھا غضنفر کی صورت بنکر شمیم کو لیا اور شمیم کی شکل پر غضنفر کو گرفتار کیا خواجہ نے
خوش ہو کر کہا بڑا کام کیا تمنے آج ساحرون مین نام کیا اب ہم لوگ بلوہ کر کے قزاقون کو
مار لینگے قریے سے نکالدینگے کیا مجال جو ایک زندہ بچے دوسرا سامنے پڑا ہو وہان کے
زمیندار کو بلائینگے دس گانون کی گنوار جمع کرینگے مگر قزاقون کو سزا دینگے جی چاہتا ہی تمھین گلے
سے لگائین تمھارے گرد پھرین یہ کہکے سرہنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے عطر بیہوشی سے
رومال بسا ہوا تھا وہ کاندھے پر پڑا تھا اسکی بو جو دماغ مین پہونچی ارے کہکر بیہوش ہوا

خواجہ نے کپڑے اُتار لیے حرامزادے کو حلال کیا شمیم کے جمال کو جو دیکھا جی مین کہتے ہین
کہ اے عمرو یہ دیوانہ بڑا خوش نصیب ہے کل معشوقان رستم پر یہ فخر رکھتی ہے چالیس جادوگر بیابان
رستم کے ساتھ ہین مگر کیکو اس سے نسبت نہین سمجھے کہ اگر ہوشیار کرونگا تو دیوانہ باپ کی
ملاقات کو نہ جائیگا شمیم کی زبان سے سوزن نکالی پانی کا چھینٹا منھ پر شمیم کے دیا شمیم ہوشیار
ہوئی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا جھک کر سلام کیا خواجہ نے گلے سے لگا کر سب حال بیان
کر کے کہا اے نور نظر اب ملاقات ہفت پیکر کو نہ جانا مین غضنفر کو بڑے ملاقات اسد
لیے جاتا ہون شمیم نے جو یہ حال سنا بہت گھبرائی سوچی کہ اپنے باغ مین چلیون ہان جو کوئی آئیگا
سمجھا جائیگا ایک طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئین خواجہ غضنفر کو
اسی طرح لیے ہوے پاس اسد کے آئے تمام کیفیت بیان کی اسد نے خواجہ کا شکریہ
ادا کیا کچھ روپیہ منگا کر دیا غضنفر جو ہوشیار ہوے باپ کو سلام کیا اسد نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ پیشہ قزاقی چھوڑ دو ہر چند کہ تم فرزندان امیر مین
کمزور ہو اورون پر تو غالب ہو غضنفر نے کہا قبلہ وکعبہ اپنا حال فراموش فرمایا یہ مثل
مشہور ہے کہ اور کو نصیحت اپنے کو فضیحت جب سے آپ نے طلسم ہوشربا فتح کیا ہے
جب سے آپ سلیس ہوے ایرج پر کیسے کیسے شبخون مارے کہ وہ تاجزادہ آجتک یاد
کرتا ہے آپکا ذکر ہوا کرتا ہے اب آپ نے حکم فرمایا اب مین ترک کر دونگا غضنفر اُٹھ کھڑے
ہوے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اسد نے کہا آج شب کو رہجاؤ غضنفر نے کہا میرے
قزاق گھبراتے ہونگے اسد نے سر جھکا لیا کہا بسم اللہ قزاق ہم سے بہتر ہین غضنفر نے
کہا اسمین کیا فرق ہے وہ میرے یاران ہمدم آپ سے برسون ملاقات نہین ہوتی یہ کہکے
غضنفر باہر نکلے ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی کہا اے شاہزادے آپ ایسے کلام کرتے
ہین غضنفر نے کہا قبلہ وکعبہ کی عقلمندی تو دیکھیے خود تو بارہ برس قزاقی کی اور ہمکو مانع
ہوتے ہین سب نے کہا بڑے نانا جان صاحبقران سے ملاقات کر لیجیے غضنفر نے کہا کہ
نانا جان سے تکرار ہو جائیگی وہ بھی یہی فرمائینگے کہ قزاقی ترک کرو مین جواب دونگا کہ
ایسا نہو کسی دن بے خرچ ہو کر آپکا خزانہ لوٹ لون سردارون نے سر جھکا لیا کہا

بسم اللہ تشریف لیجائیے غضنفر تو یہان سے چلے مگر ہمارے تیزرو عیار انکا پلٹ کر اُس مقام
پر آیا غضنفر و شمیم کو نہ پایا شمارہ باندھنے کا نشان دیکھنے لگا عیار نے آکر فراقون کو
اطلاع کی فراقون نے بوق بجایا سب تیار ہوے تلاش مین غضنفر کی چلے جو گانو راہ مین
ملا اُسے لوٹ لیا لوٹتے مارتے پھر رہے ہین مگر غضنفر گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آتے
ہین راہ مین ایک قریہ ہو کہ بہمن نامے وہان کا زمیندار اُسکے بھائی کا قریہ غضنفر نے لوٹا تھا
یہ بیرون قریہ کھڑا ہو کہ سامنے سے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا پاسی نے بیان کیا کہ
میان ٹھاکر صاحب اسی شخص نے آپ کے بھائی کو گرفتار کیا تھا اور لوہے کے سنگچون
سے اُسے داغا اُسکے سب عورت کا زیور اُتار کر دیدیا آج نہین معلوم کہان سے آتا ہے
بہمن نے ایک چیخ ماری گنوار جمع ہوگئی بارہ سو آدمی آیا لاٹھیان اور تلواریں لیے ہوے
کئی سو پاسی تیر و گمٹھے ہاتھ مین بہمن نے اشارہ کیا سب گنوار ولے دوڑے غضنفر نے
دیکھا یہ سب میری طرف آتے ہین تیغہ روئین شگاف کمر سے کھینچی گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا نعرہ
کیا منم شہنشاہ قراقان نبیرہ صاحبقران نعرہ کر کے غضنفر گرا تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار
بلند ہوا پاسیون نے جو دور سے دیکھا کہ اس جوان نے چشم زدن مین کئی سو گنوار مار کر
ڈالدیے گمٹھے کا ہاتھون سے اُتارے تیر جوڑ کر مارنے لگے غضنفر کے جسم پر جو تیر پہنچا کھینچا
اور پھینکدیا غضنفر خواجہ کو بُرا کہہ رہا ہو کہ خواجہ عمرو اگر مجکو بخدمت والد نامدار نہ لیجاتے
تو مین اس آفت مین کیون گرفتار ہوتا اے خالق اپنا رحم شریک کر مجھکو بچالے نظم

ای کہ روشن چہرہ شمس و قمر انوار تست — دیدۂ اہل نظر پر نور از دیدار تست
باطن ہر اہل دل گنجینۂ اسرار تست — سینۂ اہل صفا آئینۂ رخسار تست
جابجا خندان بہ بستان جہان گلزار تست — از خزان فارغ ہمیشہ گلشن بیخار تست
کو شود مشغول با کار دگر اندر جہان — ہر کسے کز جان و دل شاغل بشغل کار تست
دوست کس نیست ہر کس با تو دارد دوستی — او نگردد یار کس ہر کس کہ از دل یار تست
ہست ہر بلبل بگلزار درخت نغمہ سرا — در دل ہر کس بہ بستان زمانہ خار تست

یقین ہو کہ بہمن زمیندار گھیر کر گرفتار کرنے کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز آئی

اس آواز سے جان مین جان آئی سمجھے کہ یاران ہمدم آتے ہین سامنے آگردا منہ گردش گافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ہمارے تیز رو عیار باہمارے عیاری سے آراستہ لیشت پرسب قزاق بوق ترکی بجاتے ہوے گھوڑے اُڑتے ہوے آتے ہین ہمانے جو اپنے آقا کو دیکھا پلٹ کر قزاقون سے کہا تمھارے آقاے نامدار گنوارون مین گھرے ہین قزاقون نے گھوڑے روکے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ہزار بارہ سو گنوار مین ایک نے ایک کی جانب دیکھا کہا بھائیو ہم سب کا جانا بہتر نہین ہرچند کہ آقا زخمی ہین لیکن آزردہ ہونگے سو قزاق جدا ہوکر بڑھے نیزے تانے بوق بجا کر جا پڑے جسکو نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا اُٹھایا اور زمین پر مارا سو نے ہزار جوانون کو نیزون مین چھید لیا جو سامنے سے بھاگا اُسپر گھوڑا جھپٹایا اور گانون مین گھسکر اُسکو مارا غضنفر نے جو اتنی مہلت پائی بہمن زمیندار پر جا پڑے للکارا او نامرد دیکھ جرأت اسکا نام ہو کہ اسی ہزار ملازم ہمارے کھڑے ہین غیرت آئی کہ اگر ہم سب کیا جا پڑین سو جوان فقط آئے اُنھون نے دریاے خون بہائے یہ وہ شیر دل ہین کہ اگر ایک کو ہزار پر چھوڑ دو تو ایک ہزار سے لڑے چشم زدن مین پامال کرے بہمن لڑکا سمجھ کے جا پڑا نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا اپنا نیزہ آنکھ پر گینڈے کی مار دیا گینڈے نے چیخ مارا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا بہمن کے دو ٹکڑے ہوے اب سب قزاق گانون مین گھسے گانون کو لوٹ لیا آخر رعایا بہمن فریاد کرنے لگی غضنفر نے اُن سب کو بسنے کا حکم دیا آپ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے اب حال ملکہ شمیم گیسو کشا تحریر ہوتا ہے یہ تو سمجھ لیا تھا کہ ہفت پیکر سے باغی ہوئی اپنے باغ مین چلون باغ بہار افزا اُسکے دروازے پر جو آئین کئی سو کنیزین انتظار مین کھڑی تھین ملکہ شمیم کو دیکھکر بلائین لینے لگین کہتی تھین کیون حضور کہان رہین کہ اتنا عرصہ گذرا ہم لوگ بیقرار تھے خبرین خلاف سنین ملکہ نے کہا صاحبو عجب جفا مین ہون کیا حال اپنا بیان کرون فلک نے عجب سامان دکھلائے کہ حضرت عشق سے مقابلہ پڑا آٹھ پہر بیقراری مین گذرتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین نظم

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی	کتنی ہی طاقت آزمائی کی
رشک دشمن بہانہ تھا سچ کہ	مین نے ہی تمسے بیوفائی کی

کیون بُرا کہتے ہو بھلا ناصح | مین نے حضرت سے کیا برائی کی
دام عاشق ہے دل دہی نہ ستم | دل کو چھینا تو دلربائی کی
آئے وہ دست غیر مین ہیہات | آس تو نے شکستہ پائی کی
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے | مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
گھر تو اُس ماہ وش کا دور نہ تھا | لیک طالع نے نارسائی کی
مر گئے پر ہے بیخبر صیاد | اب توقع نہین رہائی کی
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین | ہرزہ تازی نے رہنمائی کی
دل ہوا خون خیال ناخن یار | تو نے اچھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمھین بھی دکھلا دون | سیر بت خانے مین خدائی کی

کنیزون نے گرد گھیر لیا ملکہ اندر باغ کے آئین دیکھا باغ مرجھایا ہوا شاخون مین خم زرد پتے جابجا پڑے ہین چمن ویران سارا باغ سنسان ملکہ باغ کی پریشانی دیکھتی ہوئی ابر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے فرماتی ہین چند دن ہمارا باغ مین نہ آنا باغ کی یہ پریشانی ہوئی ہاتھ جو ہلاے ایک ابر آسمان پر آیا اسقدر برسا ہوا ٹھنڈی چلی کہ سارا باغ سرسبز ہوگیا غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین عندلیبون نے منقارین اپنی برگ گل سے پونچھین زمزمہ سرائی کرنے لگین بوے ملکہ شمیم سے باغ سرسبز و شاداب ہوگیا تختے گلاب کے کھلے ہوے اپنی جانب کھینچتے ہین پھول ہنس رہے ہین گویا آمد بہار پہ ہنستے ہواے معتدل چلنے لگی کنیزین چمن مین ٹہل رہی ہین وہی باغ کی رعنائی زیبائی ہوگئی وہی کیفیت وہی باغ کی نضارت صیاد و گلچین بے نصیب دیوار باغ کے قریب نہین آسکتے صیاد دام بردوش بحسرت دیکھ رہا ہے دور باغبان گلزار آواز دیتا ہے او دامار مکار قریب دیوار باغ نہ آنا عندلیبان خوشنوا کو نہ پھنسانا ملکہ بارہ دری مین بیٹھی ہین کنیزون سے ذکر کر رہی ہین کہ ایک دیوانہ دنیا سے سامنا ہوا دل ہمارا اُسنے لے لیا ہرچند چاہا کہ دل خانہ خراب کو پھندے سے زلف کے چھڑا لین مگر عشق کب چھوٹ سکتا ہے کشاکش مین پڑا ہے دیکھین اُسپر کیا گذرے ہمین ابتک یقین نہین کہ اُس ظالم سے ملاقات ہو کوہ و دشت اُسکے مقام ہین قریب ہزارہا ویران کر دیے زمیندارونکو لوٹ لیا

نہ دیکھیے اسطرف کیونکر گذرے ہو شاید ہماری آہ مین اثر ہو یہان تو یہ باتین ہین کنیزین سمجھا رہی
ہین کہ واری ہم جائینگے اُنکو ڈھونڈھکر لائینگے زیادہ نہ گھبرائیے لیکن اُدھر
ہفت پیکر سرہنگ کو روانہ کرکے بہ اطمینان بیٹھا ہی تعریفین سرہنگ کی کررہا ہی کہتا ہی
کہ سرہنگ نے جاتے ہی کیا کام کیا اس دربار مین اپنا نام کیا دونون کو گرفتار کرلیا ہی اب
لیکر آتا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد ساحرون نے عرض کی حضور سرہنگ کو عرصہ ہوا اگر دیر ہو
آتا خدمت خداوندی مین پہونچ جاتا قدرت کتاب سوانحات کو ملاحظہ فرمائین قضائے کار
سامنے میز رکھا ہی سرہنگ کے ہاتھ کا گلدستہ رکھا تھا وہ یکایک جلنے لگا بس
ہفت پیکر نے کہا غضب ہوا کسی نے سرہنگ کو مار لیا گلدستہ اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا تھا
جلگیا ہفت پیکر نے کتاب دیکھی دیکھکر ایک آہ کی کہا سار بان زادہ وہان پہونچ گیا اُسنے
سرہنگ کا علاج کیا کس بیکسی سے سرہنگ مارا گیا ملکہ شمیم اپنے باغ مین جاکر بیٹھی ہین
باغ کو پُربہار کررہی ہین باغ ویران پڑا تھا اُسکو پھر آباد کیا اب تو طائر زمزمہ سرائی بھی
کررہے ہین باغبان قضا و قدر کی محبت کا دم بھر رہے ہین سرو جوئبار ہم قد معشوق عندلیب
خوشنوا شاخ گل پر معروف زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اول جاکر
بہار باغ کو مٹائے شمیم گیسو کشا کو گرفتار کرکے لائے باغ کی رعنائی پر بڑا ناز ہی ابھی آمد بہار
کا آغاز ہی اگر باغ درست ہوگیا جو کوئی جائیگا دام زلف عنبرین مین پھنسیگا یہ سنکر غنچہ دہن
نامے مصاحبان ہفت پیکر سے غصے مین اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جائے ملکہ شمیم کو گرفتار
کرکے لائے رنگ باغ جاکر مٹا دون نام کی تاثیر دکھا دون ہفت پیکر نے کہا اے غنچہ دہن
اگر تمھارا شعبدہ چلگیا تو یقین ہے گرفتار کرلوگی مگر بلوہ کرکے جاؤ فوج زیادہ ساتھ لیجاؤ
اپنے کو جلد پہونچاؤ باغ کی رعنائی بڑھ رہی ہی وہ ظالم شعلۂ جوالہ ہی قدرت سے مقابلے
کا ارادہ رکھتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی واری کنیز کا اکثر شمیم سے ساتھ رہا ہی مین نے
اُسکا رنگ شعبدہ دیکھا ہے ڈیڑھ لاکھ ساحر غنچہ دہن کو ملے تخت پر سوار ہوئی سب کو
ساتھ لیکر طرف باغ شمیم کے چلی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دریائے آتش موج مارتا ہوا جاتا ہے
ہرچند کہ غنچہ دہن کم سخن ہے لیکن جب غنچۂ دہن وا کرتی ہے شعلہ ہائے آتش دہن

سے نکلتے ہین دریاے آتش تیار طائران زمزمہ سرا کی پکار مگر طائر بھی شعلہ ہاے آتش
معلوم ہوتے ہین سر باغ پر شمیم کے غنچہ دہن پہونچی دریاے آتش کو اشارہ کیا شعلہ ہاے
آتش گرنے لگے جس شجر پر شعلہ گرا وہ نخل شعلہ جوالہ معلوم ہونے لگا ثمر شعلہ آتش گلبوٹے
چنگاریان ہر طرف یہی ہنگامہ ہی طائر غل مچا رہے ہین کہ آتش سحر جلاتی ہی ہر طرف سے بوے
کباب آتی ہی کنیزون نے بڑھکر شمیم سے عرض کی حضور باغ جل رہا ہی سرولب جو سے بھی شعلہ
آتش نکل رہا ہی ہزار ہا طائر جلے نخل سرسبز و شاداب اگر ٹہا بھولے انکو بچائیے شمیم باہر نکلی
دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی چہار طرف سے باغ گھرا ہوا ہی ساحر سحر کر رہے ہین شمیم
نے مسکرا کر اشارہ کیا سرو لب جو فوارہ بنگیا شعلہ ہاے آتش بجھنے لگے اُسی آگ کو اشارہ کیا
وہ آگ پلٹی ساحرون پر چنگاریان گرنے لگین صدہا ساحر جلے بیقرار ہو کر پکارنے لگے اے
ملکہ غنچہ دہن دیکھیے اندر باغ کے پانی برس رہا ہی شعلے ہم سب پر آتے ہین تڑپ تڑپ
کے چلاتے ہین انکو بچائیے غنچہ دہن نے سحر کیا کہ وہ آگ باغ پر پھر گری درختون کو جلانے
لگی شمیم نے پکار کر کہا یہ ساحرہ بڑی سخیا معلوم ہوتی ہی کئی مرتبہ سحر پلٹا یا مگر پھر شرمندہ نہین
ہوتی یہ کہکے پھر سحر کیا آخر جھلا کر ملکہ شمیم کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلین پکار کر آواز دی
او غنچہ دہن مین نے تجھکو پہچانا مقابلے مین آ تو حال کھلے غنچہ دہن نے ساحرون کو اشارہ
کیا ڈیڑھ لاکھ ساحر بارہ سو کنیزون پر گرے کنیزین ہر چند سحر کرتی ہین غنچہ دہن مٹا دیتی ہی
رنگ نہین جمنے دیتی ہی جس کنیز نے سحر کیا غنچہ دہن نے اُلٹا پلٹا دیا ساحرون سے اشارہ
ہی کہ ان نازنینان مہ جبین کو قتل نکرو گرفتار کر لو انکو اپنے اپنے قبضے مین کرو کیسی معشوقہ
پریچہرہ ہین انسے ایک لطف ملیگا تمھارا گھر آباد ہوگا اب ساحر بلوہ کر کے کنیزون پر چلے
ایک ایک کنیز پر دس دس ساحر گرنے لگے بمشکل کنیزون کو گرفتار کیا شمیم نے دور سے
دیکھا کہ کنیزین گرفتار ہو گئین سامنے غنچہ دہن کے لیے جاتے ہین شمیم جو تڑپ کر گری
برق بنکر کئی سو کے سر اڑا دیے سر شل اولون کے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا
ساحرون نے جا بجا بھاگین شمیم کا سامنا نہ کرین کہ آسمان پر لکۂ ابر چھایا غنچہ دہن نے
جو ابر کو دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہی اگر ملازم خدا وندہ ہفت پیکر ہو تو میری شرکت

کرے باغیون نے پریشان کردیا ہے غنچہ دہن نے جو یہ پکار کر کہا وہ ابر سیاہ رکا غنچہ دہن نے دیکھا منقار آتش ریز تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار پشت پر پرّا ے سیر نکلا کھا ہنگامۂ سحر ساحران دیکھ کر رُک گیا غنچہ دہن کو جو پریشان دیکھا ابر کو ہٹا کر اتر آیا کہا اے غنچہ دہن جو حکم کرو وہ بجالاؤن غنچہ دہن نے کہا شمیم کو گرفتار کرلو اور باغ کو پامال کردو منقار نے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون نے گولے مار کر دیوار باغ کو گرا دیا درختون کو جلانے لگے غنچہ و گل کو مٹانے لگے مگر ملکہ شمیم یکہ و تنہا کنیزین سب گرفتار ہوگئین دولاکھ ساحرون کا سحر چل رہا ہی ملکہ برق بن بنکے گر رہی ہین کبھی برق بنین کبھی مٹھی ماش کے دانون سے بھر کر پھینک ماری کئی ہزار ساحر جلادیے کئی ہزار کے سر کاٹے یہان تو منقار و غنچہ دہن نے باغ شمیم پامال کردیا کنیزین اُدھر گرفتار ملکہ اس مصیبت مین سرشار مگر شمیم کے قریب کوئی نہین آتا جس غول پر جا پڑین اُسے پامال کیا تلوارین برسائین آگ لگادی خنجر گرائے دریاے خون بہائے سرمثل حباب فشاوری کررہے ہین تیرون کے ترکش جو اُس دریا مین گرے صاف ظاہر ہی کہ مچھلیان تیر رہی ہین کمانین مثل نہنگان خون آشام پیر رہی ہین شمیم کے ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا تیور پر بل کماتی بندھی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ لہرا رہی ہین منقار و غنچہ دہن سامنے نہین آتے دور سے سحر کررہے ہین کبھی للکارتے ہین کہ او شمیم قہر و غضب خداوندی مین پھنسے گی جہنم مین پھنکیگی قیامت تک جلا یا کریگی شمیم نے جواب دیا یہ حال تمھارے خداوند کا ہوگا ہفت پیکر نام ہی جہنم اُنکا مقام ہی ہمیشہ جلینگے ثانی شیطان ہی دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی آخر انجام کیا ہوگا جہنم مین جلایا جائیگا سزا اپنے اعمال قبیح کی پائیگا بہت گھبرائیگا یہ کہا اور خنجر چمکایا دس بیس کے سر اڑادیے مگر قضاے کار غضنفر نامدار اُس قریے کو فتح کر کے اُترے ہین انتظام کررہے ہین قزاقون کو کھانا پانی ملا زمیندار کا مکان ضبط ہوا غضنفر کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین ہماے تیزرو عیار نے عرض کی کہ آج حضور کو بہت بیقرار پاتا ہون بہت گھبراتا ہون غلام سے تو کچھ حال بیان کیجے کہ اُسکا انتظام کرون حضور کا تردد مٹاؤن غلام سے نہین دیکھا جاتا غضنفر نے کہا اے برادر

بجان برابر ای رفیق و شفیق کیا جانتا نہین اُس آفت مین مبتلا ہون کہ جسکو بیان نہین کر سکتے اسوقت اسقدر دلپر ہجوم بیتابی ہی جی چاہتا ہی چنخین مار کر رو مین یا دشت وصحرا مقام کرین پہاڑون سے سر ٹکرائین کسکو حال دل سنائین کیا کہون نظم

روز مرگ آرزو ہی تا بہ کی غم کیجیے
تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے

حسن گندم گون پہ ہی یہ خانہ بربادی بجا
ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے

یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے
امتحان کو پہلے عیسیٰ شمع کو دم کیجیے

ہر طرف معروف زاہد ہین نماز صبح مین
گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے

جذبۂ معشوق سے اُفتادگی ہی بال و پر
کیون نہ حسرت کی نگاہین ہے شبنم کیجیے

چاک در کے بند کرنے کا تو ہی شوق آپکو
سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے

ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار
ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے

حال ناسخ کی پریشانی سے کیا نسبت اُسے
آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

عیار نے عرض کی آخر تردد کا زیادہ کیا باعث ہی کہا ظاہر تو کوئی سبب نہین مگر شب بھر نہین سویا اب اسوقت نیند کا غلبہ ہی نیند کی خواہش ہی یہ کہکے غضنفر پلنگ پہ لیٹے عیار پانون دبانے لگا غضنفر سو گئے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمیم گیسو کشا لاکھون ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین اور باغ بالکل پامال ہو گیا ساحرون نے کہیٹ بڑھ بڑھ کر تیر سحر پھینکے تمام زخمون سے خون جاری ہی دریاے خون مین نہائی ہوئی لڑ رہی ہین غضنفر عالم خواب مین سامنے پہونچے ملکہ نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی ای شاہزادہ والاقدر وای آسمان خوبی کے بدر اب ہمارا وقت اخیر ہی شکر ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ لیا مگر اتنا ضرور احسان کرنا کہ آکے جنازہ ہمارا اُٹھانا مگر مسیحائی نہ فرمانا مردے کو نہ جلانا قبر کا نشان بنانا کبھی کبھی آکے فاتحہ خیر پڑھنا ہچکی آئے تو ہمکو بھی یاد کرنا نام لیکر روح کو شاد کرنا بموجب قول شاعر۔ شعر۔ چو آید بہ پرسیدن ما بعد مردن بر مزار ما ✤ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آوے دل بھر آوے فرد۔ ای شہسوار گور غریبان پہ آنکلو اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✤ افسوس ہی کہ حسرت بوس و کنار لیکر

پردۂ دنیا سے جاتے ہین عدم مین بھی تمکو یاد کرینگے ضعفا ہمارے فریاد کرینگے غضنفر نے
جو اس حال سے ملکہ کو خواب مین دیکھا ایک چیخ ماری کہ عیار گھبرا گیا دیکھا کہ شاہزادہ دم گھٹکر
بیٹھا ہی نگراں رہا ہی کہا ای شہریار خیر تو ہی غضنفر نے کہا عالم خواب مین ملکہ کو دیکھا عجب حال زار
مین پایا کہ روح بیچین ہو گئی جلد قراقون کو تیار کرو ہر چند کہ مقام باغ معلوم نہین مگر کشش
کھینچکر لیجاویگی اُسی مقام پر پہونچاویگی عیار نے قراقون کو تیار کیا غضنفر اسپ بادپا
پہ سوار ہوے تلاش مین اُسی مقام کی چلے یہان ملکہ لڑ رہی ہین اتنا خون بدن سے
جاری ہوا کہ ایک نخل کی بیخ پر بیٹھ گئین سنگریزے اُٹھا کر مار رہی ہین اُن سنگریزون
سے صدہا پامال ہو رہے ہین کوئی قریب نہین آسکتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین ٹھیک
دوپہر کا وقت ہی گرم ہوائین چل رہی ہین غنچہ دہن و منقار دور سے لینا لینا کر رہے
ہین بخوف قریب نہین آتے ملکہ نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار
اُٹھی ای خالق بے نیاز دای رب کارساز تو حافظ و نگہبان ہی کیا کیا اپنے بندون کو تو نے
نعمتین عطا کی ہین ہر حال مین تیرے رحم کے امیدوار ہین اب تو مجبور و ناچار ہین تو
اگر رحم کرے تو لڑائی بن پڑے۔ نظم

نہ اہل فقہ کشاید نہ صاحب منطق — کہ شرح نکتۂ توحید مشکل است و ادق
رموز کثرت و وحدت زبان چہ شرح کند — کہ پارہ پارہ شدہ کاغذ و قلم شد شق
بہر جہاز کہ خود ناخدا خدا باشد — رسد بساحل امید بیشک آن زورق
حجاب دور کن ای دوست پردہ ہا — کہ چار سو نظر آید بدیدہ جلوۂ حق
طلوع نیر نورش کند ز ہر مطلع — نماید او رخ روشن ز ہر کنار افق
چو ابر پاک کن از دل بانشک گرد و غبار — کہ شکل برق شود باطن تو زان ابرق
مدار چشم اطاعت ز نفس گردن کش — کہ رام وقت سواری نگردد آن ابلق

شمیم نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل وغیرہ
بے بدل از پردۂ بیابان گرد سے برخاست ملکہ کے ہوش اُڑ گئے سمجھی کہ کوئی اور مددگار
آیا دل سے کہتی ہین یہ بیچارہ ہمارے واسطے کیا کم تھے کہ جو اور بھی ہویدا ہوے ای

شمیم قوت نشست و برخاست موقوف ہوئی تھوڑی دیر مین گرونگی بیہوش ہو جاؤنگی
یہ نامرد بہ اطمینان گرفتار کرلین گے سامنا اُس ناہنجار کا ہی جو آبرو کا خواہان ہی خدا جان
و آبرو کا بچانے والا ہی جسنے دامن رحمت مین پالا ہی اتنے عرصے مین یا گرد دور اُٹھی تھی
یا قریب آئی صداے بوق ترکی سُنکر قلب کو قوت ہوئی یقین ہوا کہ وہی مسیحا آتا ہی کہ
سامنے آکر دامنہ گرد کا پھٹا آگے سب کے غضنفر بیقرار و مضطر اسپ باد پا کو اُڑاتا ہوا
تیغہ روئین شگاف کو چمکاتا ہوا مرکب پر اِس صورت سے ہی گویا انگوٹھی پر نگینہ کھلا ہوا
سیلِ اشک عارض پر بہ رہے ہین دور سے وہ دیکھا جو خواب مین دیکھا تھا معشوق
کو دیکھتے ہی تیور بدل گئے بوق ترکی کمر سے نکالکر بجایا اسّی ہزار بوق برابر بج گیا یہی
آواز تھی کہ اے قزاقان بزنید و بہ بندید غضنفر نے کمان پر ہاتھ ڈالا اسی ہزار کماندار
لیس ہوگئے اسی ہزار تیر چلے اسی ہزار کافر خطا شعار گھوڑون سے گر کر واصل جہنم ہوے
غنچہ دہن و منقار نے کئی سو تیر چلاے اور روکے اب جو یودھے سب نے لیے نیزے
چلانے لگے کافر چلائے تلوارین کھینچین مثل بلاے ناگہانی کے آ پڑے ایک دم بھر مین
سب فوج کو واصل جہنم کیا غضنفر گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب شمیم پہونچا قریب آکر گھوڑے
سے کود اشانہ تھام کر آواز دی صاحب آنکھین کھولو یہ زخمی تیغ ادا آ پہونچا شمیم نے
جو غضنفر کو قریب پایا بدن مین قوت آگئی بے اختیار غضنفر کا ہاتھ تھام کر اُٹھین دیکھا
غنچہ دہن و منقار قزاقون کو گھوڑے سے گرا رہے ہین منقار گھبرایا ہوا کہتا ہے اے
غنچہ دہن نکل چلو اب نہ ٹھہرو فوج کا خاتمہ ہوا تمھارے ساتھ میری فوج بھی قتل ہوئی
مین اسوقت کا ہیکو آیا اُن سب کی قضا مجھکو گھیر کر لائی ارادہ تھا کہ صحراے نورستان
مین جائیے وہان کے ساحرون کو ہوشیار کیجیے یہ نہ سمجھا تھا کہ اس صحرا مین سب کی
قضا ہے خیر سب تو مارے گئے اپنی جان بچانا ضرور ہی قلب ناصبور ہی چلو نکل چلین جان
بچائین لو غضب ہوا کہ شمیم اپنے مقام سے اُٹھی معشوق نے جسم مین ہاتھ لگایا گویا مردے
کو جلایا یہ سُنکر غنچہ دہن آمادہ ہوئی کہ سچ کہتے ہو چلو اب نکل چلین دونون نے مشت خاک
شانون پر ڈالی پر پرواز پیدا ہوے ہکہ مار کر دونون اُڑے قزاقون نے تیرون کی بوچھار

کردی غنچہ دہن ہاتھ ہلاتی جاتی ہے تیر کٹ کٹ کے گر رہے ہین کئی ہزار تیر کٹ کٹ کے گرے شمیم نے سر اُٹھا کر دیکھا دونون قندیل فلک ہوا چاہتے ہین قزاق آپس مین عہد کرکے تیر مارتے ہین کسی کا تیر اُنکے تیر نہین پہونچتا ملکہ شمیم نے آواز دی ارے نامردو کہان جاتے ہو یہ کہکے زمین پر دو ہتھڑ مارا دونون زمین پر گرے شمیم نے آواز دی اے زمین گیران دونون کو لے یہ دونون تیری خوراک ہین کہ زمین سے خاک اُڑی دونون پیوند زمین ہو گئے ملکہ نے غضنفر کا ہاتھ تھاما پوچھا صاحب تمھارا کیونکر آنا ہوا غضنفر نے حال خواب بیان کیا ملکہ کو ایک وجد ہوا کہا صاحب تمھارا خیال کامل تھا کہ خواب مین وہ حال دیکھا کہ جو ہمپر گذرا مگر عین وقت پر آئے آپ اگر تھوڑی دیر نہ آتے تو مین بیہوش ہو جاتی غضنفر نے کہا ان دونون کو جو زمین نگل گئی ایسا نہ ہو کسی مقام پر نکلین شمیم نے کہا انکی ہڈیان تک چورا ہو گئین پھر بھی اُنکے اُنکے ساتھ مرے کہ آواز بھی نہ دے سکے سب قزاق در باغ پر اُترے ملکہ غضنفر کو لیکر اُسی باغ ویران مین آئین کنیزین قتل ہو گئی تھین ہر گوشہ باغ سے نئی کنیزین پیدا ہوئین باغ کو پر بہار کیا جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سُرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلفون کو پیچ وتاب دیا طائران چمن بہ آواز بلند یہ سخن کرنے لگے۔

نظم

پھر غلغلہ ہے آمد فصل بہار کا	بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب کو ہوئی	کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہے یار کا
بوسے قریب سے جو لب یار کے لیے	برہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آ چکا تھا تم نے سمجھا دیا کچھ اور	بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائیگی بر خیبہ حشر کی	احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو	کھٹکا نہ جائیگا حرزۂ آبدار کا
اے چرخ بس تہیہ تکلیف اب نہ کر	احسان اُٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی راحتون سے شب غم نہ بھولنا	اے دل ہے ضرور خیال انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر	پیراسا اب تو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہین
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر
ہان تو اگر بلائے تو آؤن مین ہر طرح
آتے نہین وہ ہاے یہان حال غیر ہی
پابوس آسمان سے شرف ہو نہین نصیب
ہو جاے ہمسے پرسش اعمال بھی تو خوب
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہوا نسیم

بل لیلیا مزاج نے کچھ زلف یار کا
شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا
اقبال اوج پر ہے شب انتظار کا
پھر حوصلہ بلند ہوا ہے غبار کا
وعدہ بہت دراز ہے روز شمار کا
منھ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

باغ مین ہنگامۂ بہار ہی ہر طرف طائرون کی پکار ہی ملکہ غضنفر کو لیکر وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ ہوئی رقاصۂ شوخ و شنگ بہ خوش الحانی یہ غزل گا رہی ہی۔ نظم

رنج باہم مین زبان پر جو گلا آتا ہے
مین جو سمجھاتا ہون اُنکو تو یہ فرماتے مین
دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ
شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کرے
طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہرت ہی

کچھ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہے
اے جہ خوش جا بھی یہان سے تجھے کیا آتا ہی
پھر اُنھین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے
پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے
سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہے

دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین خوشی کے سوا رنج کا نام نہین شمیم کہتی ہی کہ خدا اُس دغاباز کی صورت نہ دکھائے نہین معلوم کس طور سے پیش آئے وہ تو میرے نام کا دشمن ہی غضنفر کہتے ہین اگر وہ بیجا دخل دیگا تو کیا کریگا مین نے تو اُس دن مغلوب مین مارا ہوتا نامرد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا لاکھون جادوگر ٹوٹ پڑے کئی سو ساحرون کو مین نے اُس مقام پر مارا مگر اُسکو اُٹھا لیگئے انشاء اللہ اُسکی موت میرے ہاتھ سے ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا شمیم نے جو ابر گلنار کو دیکھا کہا لو بی شاخسار گلنار پوش آتی ہین کہ وہ ابر آکر پھٹا ایک جادوگرنی نہایت تن و توش گلگون پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن رشک چمن شمیم کو جو دیکھا تخت زمین پر آیا شمیم نے اُٹھکر سلام کیا کہا ہی لو

شاخسار کہان سے آتی ہو شاخسار نے جواب دیا ہوا اس جوان کی رعنائی دیکھکر بہت
دل بیقرار ہو گیا یہ معشوق خوبرو کہان سے پایا کمبخت چلبلا ہی صورت پر شوخی برس رہی
ہی مین بارہ دری مین اسی لئے جاتی ہون ہمیشہ کو تمھین مبارک رہے مین ایک گھڑی بھر مین اسکو
بھیجدونگی شمیم نے پریشان ہو کر طرف غضنفر کے دیکھا غضنفر نے کہا ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان مین تجھ ایسا معشوق چاہتا تھا اس طلسم مین آئے ہوے زمانہ گذرا
ایسی معشوق خواہشمند نہ ملی تھی آج لطف حاصل ہوگا مین بھی مدت سے ضبط کر رہا تھا اتو
شاخسار نے خوش ہو کر کہا ای شمیم معشوق تو راضی ہی تمھارے اشارے کی دیر ہی گلچینی
گلشن جمال غضنفر کی کر رہی ہی چاہتی ہی اُٹھا لیجاؤن غضنفر بھی برابر اشارے کر رہے ہین
کبھی اشارے مین بوسہ لیتے ہین کبھی ہنسکر بات کرتے ہین شاخسار اس ناز و ادا پر مری
جاتی ہی شمیم کو ناگوار ہوتا ہی کنیزون سے اشارہ کرتی ہو تم لوگ شاہزادے کی بیباکی اور
چستی و چالاکی دیکھتی ہو لیکن معلوم ہوا کہ یہ سفلہ مزاج ہین ہرجائی انکی بات کا اعتبار نہین
مین تو اب ایسے بات نہ کرونگی مگر شاخسار نے جو غضنفر کو اپنے اوپر مہربان پایا تیور پر
بل ڈال کے کہا کیون بی شمیم جواب نہین دیتی ہو چلو صاحب بارہ دری مین چلو دم بھر باتین
کرکے چلے آنا آٹھ پہر اُنھین کے پاس رہو اُنکا مطلب ہی کہ کسی اور سے نہ بولو مین آٹھوین
دن آیا کرونگی گھڑی بھر ٹھہر کے چلی جایا کرونگی غضنفر ہر مرتبہ اُٹھتے ہین کہ چلو صاحب مین
تمھارے ساتھ ہون جہان کہو وہان بیٹھون جو کہو وہ حکم بجالاؤن مین تمکو دیکھکر خود مائل
ہوا شمشیر ابرو سے گھائل ہوا مین خود چاہتا ہون کہ تمھارے پاس بیٹھین تخلیے مین باتین
کرون تنہائی مین راز و نیاز ہونگے سامان محبت آغاز ہونگے اُسوقت شمیم کو بیقراری ہوئی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حیران ہی کہ کیا کرون جس معشوق پر دعوی ہے وہ خود ہی
مائل ہے اگر یہ آمادہ نہ ہوتے تو اُسکی کیا مجال تھی کہ بجبر لیجاتی اگرچہ سحر مین یگانۂ آفاق ہی
علم شعبدہ مین طاق ہی کیون فلک یہ کیا سامان دکھایا کہ معشوق کو غیر عورت اپنے ساتھ
لیے جاتی ہی اور ہم بول نہین سکتے خیر صبر کرون دل پر جبر کرون غضنفر آنکھون سے اشارے
کر رہے ہین کہ ای ملکہ عالم مجھے اسکے ساتھ جانے تو دو مین اسے قتل کرونگا شمیم ان

اشارون کو نہین سمجھتی یہی جانتی ہو کہ مجھسے جدائی کرتے ہین اسلئے بلا تکلف ہوئے پرمرتے
ہین مجھ کمبخت سے یہ گستاخی کاہیکو ہو سکیگی ہر چند کہ دل مشتاق ہو مگر پہلو مین بیٹھنے کو
مین عیب جانتی ہون ایسی بیباکیان مجھسے نہ ہو سکینگی آخر منھ بھر لیا غصے مین جواب دیا
کہ بی بی یہ تم سے رضی ہین تو لیجایئے میرا کیا اختیار شاخسار نے غغنفر کا ہاتھ تھام لیا
لیکر بارہ دری مین آئی کہا شراب پیجیے گا غغنفر نے کہا بے شراب کیا لطف ہوگا یہ سنکر
شاخسار نے ایک قرابہ اُٹھا لیا غٹ غٹ پی گئی دوسری گلابی اُٹھا کر غغنفر کو دی
غغنفر نے کہا یہ بھی پی جاؤ شاخسار وہ بھی گلابی شراب کی پی گئی نشہ بیہوشی مین ہاتھ
غغنفر کا تھام کر اپنی طرف کھینچنے لگی یہان ملکہ بیقرار کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو
تمنے دیکھا کیسے خوشی خوشی ساتھ گئے ہین مین اپنا حال کس سے بیان کرون عجب کیفیت
ہو اب آپس مین ہاتھا پائی ہو رہی ہوگی وہ ایسی ہی شوخ و شنگ کے تو خواہان تھے
شاخسار کو دیکھتے ہی شگفتہ ہو گئے رال ٹپکی پڑتی تھی اب مدعائے دلی حاصل ہوا ہوگا
اگر مناسب ہو تو جاکے دور سے دیکھو آپس مین کیا ہو رہا ہو کنیزون نے کہا واری اگر ہم
دیکھنے کو جائین وہ سحر سے مار ڈالے ہاتھ ہلا دے لہذا اب صبر کیجیے جب کہ وہ مدعائے دلی
حاصل کرکے چلی جاوے تب میان غغنفر سے شکایت کیجیے گا وہان غغنفر نے شاخسار
کو خود اپنی طرف کھینچا اُسوقت شاخسار کا تڑپا اور کہا کہ اوجوان تو مجھے ذبح کریگا
مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون میرا دم نکلجائیگا مگر تیری خوشی منظور ہے جو تیری
خوشی ہو وہی کرونگی ایسی ایسی باتین کرکے بہ ناز و ادا پاس آئی اور راز و نیاز کرنے لگی
ہر مرتبہ یہی کہتی ہے دیکھو اور بات کا ارادہ نہ کرنا آیندہ جو تیری خوشی مین تیرے کہنے
سے باہر نہین ہون مگر اس رمز سے بالکل ماہر نہین ہون ایسا نہ ہو تجپر مین نثار ہو جاؤن
غغنفر نے قاعدے سے بیٹھکر گلے پر شاخسار کے ہاتھ رکھا شیر کا پنجہ تھا گلا دبا کے
ایک گھونسہ مارا کہ شاخسار کا سر پھٹ گیا یہان شمیم خود اُٹھین کہ جاکر دیکھون کیا ہو رہا
ہی کہ یکایک بارہ دری سے آواز آئی کشتی مرا نام من شاخسار جادو بود یہ صدا سنکر
شمیم کا چہرہ سرخ ہو گیا کنیزون سے کہا لو شاخسار واصل جہنم ہوئی دیکھا غغنفر

ہاتھ کا خون پونچھتے ہوے آتے ہین کہا ملکہ کیون گھبراتی تھین مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ
یہ ساحرہ ہی اسکو بہ مکر قتل کرو نہین نے اُسکو مارا مین جو ایسی باتین کرتا تھا جانتا تھا کہ
تمھارے خلاف گذر رہا ہی مگر میرے قبلہ و کعبہ اسد نامدار تعلیم کردۂ عمرو عیار مشہور
ہین مین نے اُنکی آنکھین دیکھی ہین مرلے سے شاخسار کے وہ ابر گلنار بھی جلکر گرا
شمیم نے خوشی مین آکر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب اُس ساحرہ کو مارا کہ اگر یہ لشکر کشی
کرکے جاتی تو اہل اسلام کو بہت ستاتی اسکا مثل نہ تھا مین ڈری کہ ایسا نہو یہ بگڑ جائے
اور سحر مین سامنا پڑے تو یہ مجھکو گرفتار کریگی دونون ہنستے ہوے آکر مسند پر بیٹھے لاشۂ
شاخسار کھنچواکر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر وہی محفل عیش و راگ و رنگ آراستہ ہوئی کنیزین
شاخسار کا ذکر کر رہی ہین کہ واری شاہزادے کو دیکھکر مبہوت ہو گئی بیقرار تھی ملکہ
شمیم تعریفین حسن غضنفر کی کر رہی ہین فرماتی ہین اصل تو یہ ہے بقول شاعر نظم

کس حسن چو یار ما ندارد
دست آئینہ دار ما ندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ما ندارد
ما بلبل باغ آرزوئیم
دست کہ نگار ما ندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد
این ضابطہ یار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبے
دستے چو چنار ما ندارد

زلف چو نگار ما ندارد
پژمردہ گلش زخاک روید
چشمے کہ غبار ما ندارد
قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر
این باغ بہار ما ندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر
ہر دل کہ غبار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے
صورت چو ہزار ما ندارد
خاموش زگفتگوے مخفی

آئینہ ما زعیب پاک است
ابرے کہ بہار ما ندارد
با نور دو چشم آفتابم
مکتوب دیار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد
این بیشہ شکار ما ندارد
خوبان زنظارۂ بر نجبہ
جز نقش و نگار ما ندارد
با این ہمہ زور رستم ہند
طالع سر و کار ما ندارد

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے تعریف و توصیف غضنفر مین پڑھے غضنفر نے کہا کہ اے
یار جانی و محبوب جاودانی ہم تمھارے اوصاف کرین تم ہماری تعریف نہ کرو یہان تو
یہ باتین ہو رہی ہین ملکہ کا بھی دماغ تر ہی شاہزادہ غضنفر ہر مرتبہ گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی

ملکہ کا جھجکنا کہنا کہ صاحب قاعدے سے بیٹھا کر دیگر شاخسار جو قتل ہوئی شوہر اسکا نخل جادو
باغ گلگون مین بیٹھا ہوا کنیزون سے کہ رہا ہی کیا سبب ہوا کہ ملکۂ عالم نہین تشریف لائین
کبھی شراب پیتا ہی کبھی کنیزون سے کہتا ہی ارے جاکر خبر تو لاؤ دیکھو کیا سبب ہوا کہ ملکہ کو
عرصہ ہوا کنیزین گئین آکر دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم کا پتہ نہین ملتا نخل جادو نے دو
چار جام پیے نشے مین اور زیادہ گھبرایا کبھی اٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کہ چند طائر اڑتے ہوے
آئے پکار کر آواز دی ای نخل زوجہ کو کیون یاد کرتا ہی وہ قتل ہو گئی غضنفر بن اسد نے مارا
پری شمیم نے قتل کرایا اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین یہ کہکر طائر جلکر گرے باغ گلگون
مین ہنگامہ پڑ گیا پھول مرجھائے غنچو نکا چٹکنا موقوف عندلیبان خوشنوا رونے مین مصروف
ساری رعنائی و زیبائی باغ کی مٹ گئی نخل بے اختیار رونے لگا کہا یارو غضنفر کون شخص ہی
جسنے صدمہ پہونچایا ہماری ملکہ کیونکر اُس تک پہونچین اُسنے کیون قتل کیا وجہ عداوت کی کیا
ہوئی مین برباد ہو گیا نخل ابتر ہونا باغ کا دیکھکر گھبرا گیا سر پیٹنے لگا طائران سحر کو حکم دیا کہ
جاؤ خبر لاؤ غضنفر کس مقام پر ہی چند طائر گئے تھوڑے عرصے مین واپس آئے سامنے
نخل کے سر پیٹنے لگے کہا ای نخل جادو ملکہ شاخسار باغ ملکہ شمیم مین قتل ہوئین غضنفر بن
اسد نے مارا اب دونون مسند پر بیٹھے ہین لاشۂ شاخسار بیرون باغ پڑا ہی نخل نے تخت
اُڑایا طائرون کو آواز دی کئی ہزار طائر ساتھ ہوے یہان غضنفر و شمیم بیٹھے ہین باتین کر رہے
ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اول نخل نے لاشۂ شاخسار اُٹھایا تخت پر ڈال لیا
بعد اُسکے تخت سے کودا چند طائر بشکل انسان بنے اُنسے کہا جاکر ارتھی بناؤ لاشۂ شاخسار
جلاؤ وہ جادوگر لاشۂ شاخسار لیکر طرف باغ گلگون کے گئے نخل جادو تیغ کھینچے ہوے
اندر باغ کے چلا دروازے پر محلدار نے روکا کہا ذرا ٹھہر جائیے کہ مین جاکر اطلاع کرا دون تو
آئیے یہ بات سنکر نخل جادو نے ہاتھ تلوار کا محلدار کو مارا چند کنیزون کو اُس مقام پر قتل
کیا تیغ سے خون ٹپکنے لگا ملکہ شمیم کو خبر پہونچی یہان یہ معرکہ گذر گیا نخل جادو نے قریب
آکر للکارا کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ تو نے شاخسار کو قتل کرایا اب تیرا کیا حال کرون
شمیم اُٹھ کھڑی ہوئی آپس مین سحر چلنے لگا غضنفر نے جو دیکھا کہ ملکہ شمیم پر سحر نخل جادو

کا غالب ہوتا ہی بیتاب ہوگئے تیغۂ روئین شگاف کھینچکر اُٹھے کہا او نامرد تیری جورو کو
مین نے قتل کیا مجھ سے مقابلہ کر یہ غضنفر نے کہا نخل جادو جلگیا جھلا کر ایک دوہتھڑ
زمین پر مارا کہ ملکہ شمیم لڑکھڑا کر گرین آنکھیں بند ہوگئین ملکہ شمیم چاہتی ہین آنکھین
کھولون اپنے مقام سے اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہین تڑپ رہی ہین دیکھا طرف
غضنفر کے نخل جادو چلا شمیم کی بیقراری دعائین مانگنے لگی دل مین یہ خیال کہ مجھ ایسی
ساحرہ کا تو اُسنے یہ حال کیا تلوار انکی چھین لیگا دشمنون کو قتل کریگا نہین معلوم کیا سزا
دیگا اے خالق لیل و نہار اے پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اس ظالم کی بدعت سے
بچالے ؎ اے خالق ہر بلند و پستی + شش چیز عطا بکن زہستی + علم و عمل و فراخ دستی
ایمان و امان و تندرستی + دیگر شاہا زکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ و دلریش نگر
ہرچند نیم لائق بخشایش تو + برمن منگر بر کرم خویش نگر + ملکہ شمیم گیسو کشا بصد پریشانی
حیرانی دعائین مانگ رہی ہی لیکن نخل جادو تیغہ کھینچکر طرف غضنفر کے چلا للکارتا ہوا او
طفل بے ادب اتنی بڑی جادوگرنی کا تو مین نے یہ حال کیا تیری قضا درپیش ہی تجھکو خبر کیا
پس و پیش ہی جا کر کسی مقام پر چھپ رہ مجھکو تیرے سن پر رحم آتا ہی تو بھلا کیا اُسکو قتل کرتا
غضنفر نے کہا مین تیرا ابھی قاتل ہون اُسکو بھی مین نے قتل کیا مردان عالم کہین منھ پھیرتے
ہین تو خود بھاگ جا اپنی جان بچا نخل تیغہ کھینچے ہوے طرف غضنفر کے چلا اور سحر کرکے
گولہ مارا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ پھٹ کر گرا نخل بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہوا کہ
یہ گولہ خالی گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر میری زوجہ قتل ہوگئی سحر تاثیر نہین کرتا
اگر مدد کیجیے ورنہ غضب ہوجائیگا غضنفر تیغہ کھینچے قریب پہونچا نخل نے جنگی خاک کی
اُٹھا کر سر پر ڈالی اپنے کو پتلہ فولاد کا بنایا غضنفر نے ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا مارا
بھی اُس تیغے کی تاثیر ہے کہ فولاد کو کاٹتا ہے سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے
مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب نکلا زمین پر آکے بوسہ دیا نخل کے دو
ٹکڑے ہوے نخل حیات نخل جادو کو غضنفر نے قلم کیا اُس مغرور کا غنچۂ آرزو نہ کھلا
مرتے ہی نخل کے ایک ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نخل جادو بود اور جادوگر

جو اُسکے ساتھ کے کھڑے تھے اُنھون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر لاش نخل جادو
کی اُٹھائی روتے پیٹتے طرف ہفت پیکر کے چلے یہان ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی
سترہ سو پہلوان و ساحر بیٹھے ہین ذکر لشکر رستم ہو رہا ہی کہ رونے کی آواز آئی ہفت پیکر
نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی نگہبان نے عرض کی چند ساحر ایک لاش لیکر آئے ہین مولا
قدرت کو رنج پہونچتا ہی کوئی ساحر کہین لڑا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا ملازم اُسکے
لاش لیکر آئے ہین حکم ہوا بلا لو ساحرون نے لاکر لاش نخل سامنے ڈالدی فریاد کر کے
عرض کی کہ نخل جادو ہاتھ سے غضنفر کے مارا گیا باغ شمیم مین علیش کر رہے ہین مگر غلامون
نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ نخل نے سحر کر کے گولہ مارا مگر تاثیر نہوئی جب نخل نے گولہ مارا
اور وہ جوان قریب آیا تو نخل نے اپنے کو فولاد کا پتلہ بنا لیا مگر گیا تلوار ہے کہ سر پر پڑی
زمین مین جاکر بوسہ دیا مراد اس عرض سے یہ ہی کہ اُس طفل پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم لوگ
کیا کرین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے یارو تم مین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ غضنفر
کا سر لائے معیار ربلا خوار آٹھ پہر بلبلایا کرتا ہی آواز ہفت پیکر سُنکر سب تو تھرا گئے مگر معیار
نے عرض کی یا خداوند یہ غلام رخصت ہوتا ہی اور غضنفر کو گرفتار کر کے لاتا ہی شمیم کی
آپ تدبیر کیجیے گا یا حکم ہو تو اُسکو بھی پکڑ لاؤن غرضکہ ساتھ کے تین لاکھ ساحر علم نیرنج
و شعبدے کے ماہر مسلح ہو کر سامنے آئے ہفت پیکر کو سجدہ کر کے یہ پہلوان سوار
ہوا تین لاکھ فوج سے طرف باغ شمیم کے چلا یہان تیسرا دن ہی کہ غضنفر برلب سر باغ
نکلے قزاقون نے بڑا جھا کر سلام کیا غضنفر ایک ایک کا مزاج پوچھ رہے ہین یہ سب
دست بستہ عرض کرتے ہین کہ آپ کی پرورش و عنایت حضور کو دعا دیا کرتے ہین سبکا
سلام بندگی لیکر غضنفر تو باغ مین آئے قزاقون سے کہہ آئے کہ باغ مین کوئی نہ آنے پائے
اس باغ کو کوئی گھیر نہ سکے اسّی ہزار نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا درختون کے سایے
مین اُتر پڑے دائرے بجنے لگے چہار بیت ہو رہی ہے قزاقون مین ہنگامہ بلند ہی غضنفر
اندر باغ کے ساتھ ملکہ شمیم گیسو کشا کے صحبت آرا ہین ساز بج رہے ہین غزلین عاشقانہ
گائی جا رہی ہین نظم

آنسو نہین ہین یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

ناصح نہ کر تو سرزنشین بس معاف کر
کب اختیار ہے ترے بے اختیار پر

افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا
کیا کیا گمان نہین ہوے گیسوے یار پر

تائب ہون مدتون سے سمجھا نہ اور کچھ
تم سو رہو اب آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہی عجب رنگ سوسنی
نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آئے چین مجھے ہجر یار مین
بجلی گری ہے غم کی دل بیقرار پر

گلچین ہی باغ مین نہ فغان عندلیب کی
دھوکے خزان کے ہوتے ہین فصل بہار پر

کیسی یہ یاد گل تھی کہ خاموش کر دیا
نالے بھی آسکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دے کوے یار مین جزو ضعیف ہون
احسان کر اے صبا مرے مشت غبار پر

کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ ✤
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر

امیدوار جوش جنون چند روز سے
بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہین جگر مین ہجوم داغ
جوبن ہے آجکل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہین ہو سکے یہ ارمان کی خاک ہی
اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر ✤

تارے بھرے ہین دامن شب نے یہ ہی گمان
افشان چمک رہی ہو جو گیسوے یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آگیا
رکھا ہو کسنے پاؤن ہمارے مزار پر

رہتے ہین اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

کھائے ہین ہمنے داغ یہانتک کہ اے نسیم
دھوکا ہو گلستان کا دل داغدار پر

اسوقت عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گرد باغ کے سب قزاق گا رہے ہین اور تانین اُڑا رہے ہین کہ قزاقون نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور چہار جانب سے فوج آتی ہے کہ باغ کو گھیر لین قزاقون نے فوراً گھوڑے چمکائے اور آواز دی اسطرف کون آتا ہی بڑھکر کسی پر نیزہ مارد یا تیرون کی بوچھار کی ہمراہیان معیار رُخ کے معیار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا طرف باغ کے اکیلا چلا دروازے پر باغ کے افسر قزاقان سہراب نامے نگہبان تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد

کہان آتا ہی خبردار اسطرف نہ آنا شہنشاہ قزاقان کا اس باغ مین داخلہ ہی زبانی ارشاد فرماگئے
ہین کہ کوئی سائے مین باغ کے نہ آنے پائے سہراب نے یہ کہکر نعرہ کیا کہ او نامرد ادھر نہ
آنا دس ہزار قزاق جو موجود تھے سب نے بوق ترکی بجایا بوق کی آواز کان مین غضنفر کے
پہونچی ابھی تو آکر گھوڑے سے اترے تھے مرکب ٹہلایا جاتا تھا جھیٹ کر پشت مرکب پر غضنفر
سوار ہوے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار کہان تشریف لیچلے غضنفر نے جواب دیا
قزاقون نے ہمارے بوق ترکی بجایا کسی سے جنگ کا سامان ہوا ای ملکہ عالم بڑے افسوس
کی بات ہی کہ قزاق برسرجنگ ہون اور ہم نہ پہونچین ملکہ نے کہا ذرا ٹھہر جایئے مین جمال ؔ زیکرون
اور کنیزون کو بھیجون آخر قزاق کس سے برسرجنگ ہین حال معلوم ہو جائیگا اتنا تو ای شہریار
سمجھ لین کہ کوئی ساحر نہ ہو غضنفر نے کہا اس تیغ روئین شگاف کے آگے ساحر اور غیر ساحر
دونون برابر ہین باہر نکل کر سمجھا جائیگا یہ کہکے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا اور باغ سے نکلکر
دیکھا کہ سہراب آگے بڑھ گیا ہی چاہتا ہی معیار پر جا پڑون کہ غضنفر نے آواز دی ای برادر آگے
نہ بڑھو منم شہنشاہ قزاقان مین اس گبر سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا اڑاتے ہوے سہراب سے
چند قدم آگے بڑھ گئے ہر چند سہراب نے کہا آقا آپ تامل کرین مین اس کافر سے سمجھ لونگا
غضنفر کب مانتے ہین قریب جاکر اُسکے گینڈے کے منھ پر سپر رکھدی گینڈا پیچھے ہٹا معیار
نے جمال جہان آرا جو دیکھا حیران ہو گیا کہا ای جوان تو کون ہی نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس
گلستان کا ماہ کس آسمان کا ہی با بدولت کے مقابلے مین آیا ہی بالکل خوف جان نہین یون
مارا جائیگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو رحم نہ آئے غضنفر
نے کہا نام میرا شہنشاہ قزاقان ہی نبیرۂ صاحبقران ہون اتنی تلوارین مارونگا کہ آخر سامنے
سے بھاگ جائیگا اب قبضے پر ہاتھ رکھ کلام کا اختتام ہوا معیار نے کہا مین اُسکا جویا ہون
جو شمیم کو قبضے مین کرکے بیٹھا ہی یہ بے ادبی ساتھ خداوند کے یہ نہین سوچا کہ معشوق خداوند
پہلو مین بندے کے غضنفر نے کہا او نادان وہ مین ہی ہون اپنے قدرت سے جاکہدے
کہ ایسے نامرد ہو کہ معشوقہ نے تمھین قبول نہ کیا ہمارے پاس نکل آئی بہ آرام بیٹھی ہے باغ
پر بھی قبضہ کر لیا اب تو تو نے پہچانا معیار نے کہا مقابلے مین اتریے اب وقت مقابلہ باقی

نہین ہی شب کو طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہو یقین ہی آپکے سردار بھی
شب کو آپ کو سمجھائین گے کہ ایسے زبردست کے مقابلے مین نہ جائیے سمجھ کے آئیے
اب دن بہت کم باقی ہی غضنفر نے کہا مقابلے کو وقت کیا جو وقت تلوار کھینچی اسیوقت
مقابلہ ہی ہرچند غضنفر نے کہا معیار نے نہ قبول کیا غضنفر پلٹ آئے معیار نے بارگاہ استاد
کرائی لشکر کو لیکر مقابلے مین اُترا غضنفر نے قزاقون کو حکم دیا سب قزاقون نے بارگاہ زر بفتی
استاد کی گرد قزاق گھیر کر اُترے غضنفر بارگاہ مین اُتر کے داخل ہوے ملکہ شمیم کو کنیزون نے
خبر دی کہ اسوقت معیار نے مقابلہ نہین کیا کل کا وعدہ ہوا ہی بارگاہین استاد ہو گئین اب
طبل جنگی بجین گے ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر غضنفر سے عرض کرو کہ آپ باغ مین یہان
تشریف لائیے صبح کو اختیار ہی کنیزین خدمت غضنفر مین حاضر ہوئین پیغام ملکہ کا سنایا
غضنفر نے جواب دیا کہ ملکہ سے کہنا کہ ہمسے حریف سے وعدہ ہوا ہی مقابلہ کر کے آئین گے
یون ہمارا آنا مناسب نہین حریف طعن کریگا کہ مقابلے سے چلے گئے لفظ طعن سننا گوارا
نہین لیکن معیار نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سنائی غضنفر نے بھی حکم دیا قزاقون
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سنان نیزہ درست ہوئین
نیزون کو زہر سے آبداریان دین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی وہ وقت آیا

اشعار صبح ؎ یکایک ہوا وان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس
مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرم خو اور روشن نگاہ + سپیدہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان
آگے آگے خط صبح کا + کیا دیدہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + روشنی

سحر نمودار ہوئی آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے سر بدر کر کے چرخ زبرجدی پر آیا
تمام دنیا کو منور و روشن کیا معیار سوار ہو امیدان کارزار مین آیا غضنفر نے نکل کر
بوق ترکی بجایا صدا تھی کہ ای قزاقان تیار شوید قزاقون نے بوق بجاتے گھوڑے یا تو
جنگل مین چر رہے تھے یا دوڑتے ہوے سامنے آئے سر جھکا کر کھڑے ہوے یہ اشارے
تھے کہ ہمپر زین کسو اور سوار ہو قزاقون نے گھوڑے تیار کیے غضنفر نے دوسری آواز
دی تیسری صدا مین سب مسلح و مکمل بہرے جمائے ہوے سامنے آئے مگر سہراب

دیوانہ سبکا افسر نہایت برہم ہوا کہتا ہی آقاے نامدار آج میدان مین مین نکلون اُس مغرور سے مقابلہ کرون اسکے لاف وگزاف سے دل شب بھر بیچین رہا یہ نسبت آپکے کلمات سخت کہتا ہی ہمکو ہرکارون نے خبردی کہ شب بھر یہی کہا کیا کہ اُس لڑکے کو پکڑ لاؤنگا یہ سُنکر غلام کو بہت ناگوار ہوا آج میدان مین سمجھاؤنگا غضنفر نے کہا ای برادر اپنے زور پر سب کو ناز ہوتا ہی جب مقابلہ پڑیگا تو حال کُھلجائیگا یہ باتین کرتے ہوے میدان مین پہونچے جانبین مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کڑکا کہکر ہٹے کہ معیار نے گینڈا صف سے نکالا سلحشوری کرنے لگا جب کہ خوب عرق ہوا دونون بیرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پشت طرف اپنے لشکر کے کی رخ طرف لشکر اسلام کے کیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اجل تمکو گھیرے ہی جسکو تمنا مرگ کی ہو باید ولت کے مقابلے مین آئے فنون سپاہ گری دکھائے غضنفر نے قصد کیا تھا کہ سہراب نے گھوڑا اُڑایا سامنے غضنفر کے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے غضنفر نے دیکھا کہ سہراب بہت برہم ہی اگر اجازت نہ دونگا تو یہ اپنے کو ہلاک کریگا فرمایا کہ اے برادر بسم اللہ مگر حریف صاحب تن وتوش ہے لشئہ بادۂ جرأت سے مدہوش ہی سمجھکر مقابلہ کرنا سہراب نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائینگے کہ غلام آپ کا کس طور سے لڑیگا یہ کہکے سہراب گھوڑا اُڑاتا ہوا مقابلے مین معیار کے آیا معیار نے گینڈا اپنا بڑھا دیا کہ تگا ورزن ہون سہراب نے گھوڑا ہٹالیا معیار گینڈے سے گرتے گرتے بچا للکار کر آواز دی ای جوان یہ کیا حرکت تھی کہ تگاورزن نہ ہوا سہراب نے کہا کافر سے مس ہونا عیب جانتے ہین معیار نے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعنون کے سہراب نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ مار دیا گینڈے نے چرخ کھایا معیار گینڈے سے کود پڑا بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ چارون پیر گھوڑے کے سہراب کے اُڑ گئے سہراب گھوڑے سے گرا اوپر سے معیار نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا سر زخمی ہوا سہراب دوڑ کر لپٹ پڑا سر زخمی ہی خون بہہ رہا ہے مگر جھٹ پٹ پکڑ لانا چاہا کہ دو چار گھسے دون معیار نے کمر سے خنجر نکالا ران پر

سہراب کی مار دیا تا بہ استخوان خنجر پہونچا معیار نے سہراب کو باندھ لیا ہر چند قزاقون نے
آواز دی کہ اونامرد زخمی پر دست انداز نہ ہو معیار نے کچھ جواب نہ دیا سہراب کو باندھکر
لیگیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ اس لڑکے کو اور ایک دن کی مہلت دی اب طریقہ
جنگ قزاقان ذہن مین آگیا کہ یہ لوگ مکر سے لڑتے ہین مین انکو برابر گرفتار کرونگا مجھ سے
نہ لڑ سکین گے غضنفر رنجیدہ ٹہلتے فرماتے ہوئے ایسے معیار مکار نے بڑا صدمہ دیا بارگاہ
مین آکر بیٹھے کمر نہین کھولی ہتھیار لگے ہوئے ہین عیار سے فرمایا خبر تو لا ساتھ سہراب کے
وہ کس طرح پیش آیا ہمائے تیز رو چلا معیار نے آکر سہراب کو قید خانے مین بھیجا عیار
اپنے موسوم بہ طیران دونده کو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لا وہ طفل کیا کر رہا ہے اگر بھاگ جانے کا
ارادہ ہو تو مجھکو خبر دینا بھاگ کر نہ جانے دونگا طیران جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی ہمائے
تیز رو جنگل مین پہونچا تھا کہ صدائے زنگ کان مین آئی ہما ایک نخل کی آڑ مین ٹھہرا
دیکھا ایک عیار اڑا ہوا آتا ہے ہمانے حلقے کمند کے سر راہ خس پوش کیے طیران قریب
اُن حلقون کے پہونچا ہمانے شیر کی آواز دی طیران رکا ہمانے جھٹکا مارا کہ طیران گرا
ہمانے حباب مارا طیران بیہوش ہوا ہمانے اٹھکر طیران کو درخت سے باندھا کوڑا لیکر
کھڑا ہوا ہوشیار کرکے پوچھا کہ تو کون ہے کہان جاتا تھا طیران نے کہا معیار کا عیار
ہون برائے خبر قزاقان چلا تھا کہ مسلمان بھاگ نہ جائین ہمانے سامنے ہی طیران کے
رنگ وروغن عیاری کا نکالا طیران کی شکل بنکر تیار ہوا کہا کہ تو تو اسی مقام پر بندھا رہ
مین جاکر تیرے آقا کو لاتا ہون طیران نے بہت داد فریاد کی یہ بھی کہا کہ مین شاگرد ہوتا ہون
ہمانے کچھ جواب نہ دیا طرف لشکر معیار کے چلا لشکر کو دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا
معیار بیٹھا تھا کہا اے رفیق وشفیق مسلمان کس حال مین ہین ہمانے کہا کہ حضور
کانپ رہے ہین سب قزاق تو یہی کہتے ہین بھاگ چلیے مگر افسر نے سب کو روکا ہی کہتا
ہی مین معیار سے لڑونگا یہان طیران بندھا تھا چند گاہ فروش گھاس چھیلنے جو آئے
طیران داد فریاد کرنے لگا اُن سب نے اسکو کھولا طرف اپنے لشکر کے چلا دل سے باتین
کرتا ہوا آتا ہے کہ ایسا نہ ہو آقا کو گرفتار کرلے لشکر مین طیران آیا لشکر والون نے

پوچھا ای طیران یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طیران آگے گیا ہی تم اب آئے ہو دو طیران کیسے طیران
نے کہا وہ آگے جو گیا ہی وہ عیار غضنفر نامدار ہی آقا کو دم دینے گیا ہی اب مین جاکر اُسکی گردن لیتا
ہون ملازم تو خاموش ہو رہے لیکن ایک چوبدار اُسنے دور سے جو طیران کو آتے دیکھا
بارگاہ معیار مین آیا ہما کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا خال مین خط مین فرق نہ پایا ہما نے پوچھا
مردے صاحب کیا مجھے دیکھ رہے ہو چوبدار نے کہا دوسرا طیران اور آتا ہی مجھکو تردد ہی کہ اصلی
کون ہی نقلی کون ہی ہما سمجھا کہ طیران اصلی آتا ہی ہاتھ باندھکر سامنے معیار کے کھڑا ہوا کہا
ای پہلوان دوران عیار غضنفر فرزند عمرو کو بڑا دعوی عیاری ہی میری شکل پر آتا ہی مین زیر
دنگل چھپ رہوں وہ جو آئے اُسکو گرفتار کر لیجیے طیران اپنی بارگاہ جانکر بلا تکلف آیا کہ
معیار نے کہا ای طیران کہاں تھے کیا خبر لائے ذرا میرے قریب آؤ طیران قریب آیا ہی کہ
معیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ایک طمانچہ مارا ہما زیر دنگل سے نکلا ایک لات ماری کہا کہ
او مکار عیاری کرنے آیا تھا چاہتا تھا میرے آقا کو دھوکا دے مین تیرا باپ یہان موجود
ہون کیا مجال تھی کہ میرے آقا پر عیاری کرتا طیران غل مچانے لگا کہ ای آقائے نامدار
یہ وہی عیار ہی میرے سامنے میری شکل بنا تھا رات کے جلسے مین جو راز و نیاز گذرے
ہین وہ خواہ مجھ سے پوچھیے یا اُس سے دریافت کیجیے معیار نے پوچھا ہما نے کہا ای شہریار
مین سرکار کے راز کی بات چلا کر نہ کہونگا چاہتا ہون کہ کان مین عرض کرون حضور پر تو واضح
ہوگا معیار نے سر جھکایا ہما تڑپ کر قریب آیا معیار کو اک دھول ماری اور خود لپک بھاگا
سراپچے کو فرا گیا۔ لینا لینا کا ہلڑ ہوا ہما بھی لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک کے قریب سے
نکلجاتا ہی لاکھ لوگ دوڑے کسی نے ہما کو نہ پایا ہما بھاگ کر لشکر غضنفر مین آیا معیار دھول
کھاکر بہت شرمایا جھلا کر کہا سہراب کو لاؤ ابھی سر دربار سمجھونگا اگر اُسنے میرا مذہب اختیار نہ کیا
تو قتل کرونگا اُسی وقت سہراب آیا زخمون مین ٹانکے دیے گئے ہین پٹیان مرہم کی چڑھی
ہوئی ہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی معیار
نے جھلا کر کہا خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ ابھی قتل کرونگا سہراب نے کہا او نامرد
مردان عالم جان سے کب ڈرتے ہین اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو سے یہ بھی

باعث فخر ہو گا معیار نے کہا جلاد کو بلاؤ یہ کبھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ نہ کریگا قدرت نے
اسکے دل پر قفل لگا دیا ہی جلاد نے آکر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا کہا ای جوان ادب سے کلام کر سامنے
پہلوان دوران گرشاسپ جہان بیٹھے ہین تجھکو جان کا خوف نہین فوراً قتل ہو جائیگا
مہلت نہ پائیگا یہ کہکے پھر زنجیر کو جھٹکا دیا سونٹا اٹھایا کہ مارون سہراب کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا زنجیر تھام کے جھٹکا مارا کہ جلاد جھکا ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹ گیا قید توڑ کر
پھینکدی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے چاہتا ہے
معیار کو بڑھکر مارون دنگل پر سے اسکو اتارلون مگر پہلوانون نے اسکو گھیر لیا لڑتا بھڑتا
سہراب باہر نکلا چار طرف سے فوج نے بلوہ کیا لشکر مین جو ہنگامہ ہوا قزاقون نے خبر
پائی کہ سہراب نے قید توڑی بوق ترکی بجانے لگے غضنفر باہر بارگاہ کے نکل آئے پوچھا ہوا
کیا ہی یہ وقت کیون بوق ترکی بجایا سب نے عرض کی غلامون نے آپ کے خبر پائی ہے کہ
سہراب نے قید توڑی ہے لڑائی ہو رہی ہے غلام چاہتے ہین جا پڑین اپنے افسر کو بچائین
ایک گھوڑا کسی قزاق کا کھڑا تھا غضنفر اسپر سوار ہوے گھوڑا اڑا کر چلے اسی ہزار
قزاق بھی چلے قریب لشکر معیار آکر بوق ترکی بجایا گھوڑے لشکر کفار کے رم کرنے لگے
ہزارہا گھوڑون نے سوارون کو اپنے گرایا اور راہ صحرا کی لی قزاق آکر لشکر معیار پر گرے
وہ ہنگامہ ڈالا کہ فوج کو ٹھہرنا مشکل ہوا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے مگر غضنفر لڑتا بھڑتا برابر
معیار کے پہونچا قزاقون نے دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے لڑتے ہوے طرف معیار کے
جاتے ہین جنگ مین مصروف ہوے جانتے تھے کہ آقا اسکو ضرور مارلین گے معیار نے
جو غضنفر کو دیکھا جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو سپر پر روکا اور تلوار کا ہاتھ گینڈے
کی گردن پر مارا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی معیار گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار کے
نیچے رکھ لیا اتنے ہاتھ مارے کہ آخر معیار تلوارین کھاتا ہوا بھاگا بھاگ کر نخلستان مین
پہونچا غضنفر مرکب چمکا کر وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو نے کہ اپنے آقا کو دیکھتا ہوا
جاتا تھا دیکھا کہ نخل کے سایے مین معیار جا کر ٹھہرا غضنفر مرکب چمکاتے ہوے
وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو دیکھ رہا ہے کہ غضنفر نے ہاتھ مارا معیار نے

دونون ہاتھ اُٹھا دیے کلائیان کٹ کر گرین معیار پھر بھاگا ایک مقام پر جا کر ٹھہرا غضنفر نے گھوڑے سے کود کر کمر پر ہاتھ مارا کہ معیار دو ٹکڑے ہو کر گرا ہماے تیز رو نے دیکھا کہ جیسے ہی معیار کے دو ٹکڑے ہوے وہان پر غبار بلند ہوا غضنفر غبار مین چھپ گئے ہما قریب آیا غضنفر کو اُس مقام پر نہ پایا مگر کب خالی کھڑا تھا ہماے تیز رو روتا ہوا لیٹا قزاق لڑائی فتح کر کے بارگاہ مین لوٹ رہے ہین خزانے پر جا کر گرے توڑے اُٹھا اُٹھا کر مرکبون پر رکھے کہ ہما کو جو روتے ہوے دیکھا سب کے پہلے سہراب نے پکار کر پوچھا کہ ای عیار طرار خیر تو ہی ہما نے بیان کیا کہ آقا نخلستان سے غائب ہو گئے قزاقون نے جو یہ خبر سُنی گریبان چاک کیے روتے پیٹتے دربار پر آئے یہ خبر وحشت اثر ملکہ شمیم کو ہوئی ملکہ شمیم نے بال کھول دیے بلک بلک کر رونے لگین کہتی تھین صاحبو میرا راج سہاگ لٹ گیا کیا کیفیت بیان کرون مین تو لٹ گئی ایسے معشوق سے چھُٹ گئی۔ نظم

کب جہان مین خلش غیر سے دل شاد آیا / ساتھ قالب کے مرے سایۂ ہمزاد آیا

حشر مین جب کہ دم پرسش بیداد آیا / آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صدمۂ قید تعلق جو مجھے یاد آیا / الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج مے جام و صراحی مین نہ ٹھہری دم بھر / تیری آنکھون مین جو رہنے کا مزہ یاد آیا

دہن زخم سے ہنس ہنس کے نکلجائیگی روح / گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے / کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس / شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نچھوڑا ای چرخ / اب وہ دھڑکا نہ رہا دل مین کہ صیاد آیا

گلۂ یار مین مصروف ہوئی ہین روحین / کیا فلک پر ہے کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبون کے گلے سے کچھ بھی / اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے / مین نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی / ایک آغوش مین کیا مجمع اضداد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین / نہ ڈرو لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اُس نگہ مست نے مجھکو غافل	آج آنکھون مین مری خواب خداداد آیا
جب امنڈتا ہے مرے سینۂ سوزان سے دھوان	آسمان اُسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
نذر کیا دیجیے اُس قاتل عالم کو نسیم	ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا

کنیزون نے کہا واری بیقرار نہ ہوجیے ہمارے تیز رو نے آکر سمجھایا کہ حضور یہ فرزندان
صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب اِنپر بہت سے پڑتے ہین اب سحر مین طاق شہرۂ
آفاق ہین اُس مقام پر تشریف لیچلیے سحر سے دریافت کیجیے کہ کون اُٹھا کر لیگیا یا دیو یا
جن یا کسی ساحرہ کا یہ کام ہے یہ خوب جانتا ہون کہ وہ جہان جائینگے آفت برپا کرینگے
جس مقام پر ہونگے اُس زمین کو اسلام آباد کر دینگے ایک مجھکو بڑا افسوس ہے کہ جلدی مین
اُنکو خیال نہ رہا اسب بادپا یہان بندھا ہے سہراب کا حال سنتے ہی ایک قزاق کے
مرکب پر سوار ہو بیٹھے وہ بیچارہ پیدل رہا یہ نہ کہ سکا کہ حضور میرا مرکب تو دیجیے دوسرے
یہ خلاف ہوا کہ اُسپر گھوڑا دوڑا کے جب نخلستان مین پہونچے تو یہ غضب تھا کہ گھوڑے
سے کود پڑے اُترکر اُسپر ہاتھ مارا یہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جب اُنھون نے
ہاتھ مارا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے تو ایک غبار بلند ہوا اور وہ غبار ہٹا تو مین نے
شاہزادے کو نہ پایا یہ باتین سُنکر نسیم نے گاتی باندھی ہمارے تیز رو کے ساتھ چلی باہر آکر
دیکھا کہ سب قزاق رو رہے ہین ملکہ نے پکار کر کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کوئی ساحرہ اُنکو
لیگئی اگر طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین ہے تو ابھی کھینچی ہوئی آئیگی سب قزاق پیچھے پیچھے
چلے نسیم اُس مقام پر آئین کہ جس مقام پر غضنفر غائب ہوے تھے اول اُس مقام کو
دیکھا کچھ نشان سحر نہ پایا کہا ای عیار طرار ساحرہ کو یقین تھا کہ ملکہ نسیم کوشش کرینگی کوئی
اُسنے علامت نہین چھوڑی کس شی سے پہچانون یہ کہکے اُنگلیون پر کچھ شمار کیا کہا ای عیار طرار
کچھ نشان نہین ملتا مگر طریقہ کہانت یہ خبر دیتا ہے کہ عیار جستجو کرے طرف مشرق کے جائے
کچھ سامان غیب سے پیدا ہوگا ای برادر تم چلو مین بھی آتی ہون قزاقون نے کہا ای ملکۂ عالم
ہم بھی تلاش مین چلین اپنے آقا کو ڈھونڈھین نسیم نے کہا تم لوگ اسی مقام پر اُترو مین
سارے طلسم ہفت پیکر کو چھان ڈالونگی اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگاؤنگی قزاق تو سب

اُس مقام پر اُترے ہمارے تیز رو فتطورے لگا کر طرف مشرق کے روانہ ہوا قراقون نے
دیکھا کہ ملکہ شمیم نے ایک دستک دی ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اُسکی پشت پر اسباب
سحر رکھا گاتی باندھکر سوار ہوئی جستجو مین غضنفر کی چلی لیکن غضنفر پر یہ معرکہ گذرا کہ جب
غضنفر نے معیار کو مارا ایک ساحرہ زبردست موسوم بہ گمنام جادو ہی جب معیار کوچ
کر کے چلا آیا اور گمنام شب کو اکیلی ہوئی فراق مین آشنا کے تڑپا کی صبح کو اُٹھکر تلاش
مین نکلی اول دربار ہفت پیکر مین آئی دربانون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ مقابلہ غضنفر
مین گیا ہی اب گمنام اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ اول غضنفر نے دونون ہاتھ اُسکے
کاٹے جب ہاتھ مارا معیار کے دو ٹکڑے ہوئے تو گمنام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
قلب بھر آگیا دل سے کہتی تھی کہ افسوس دس برس کا میرا رفیق مارا گیا سحر کیا کہ غبار بلند
ہوا غضنفر نے غبار مین آنکھین بند کین اُسی عالم مین اُٹھا لیگئی غضنفر بیہوش ہو گئے
اپنے قصر لاکہ فام مین لائی مسند بچھوائی کنیزون نے اسباب عیش و نشاط آراستہ کیا
شراب لاکے رکھی کباب کی کشتیان چن دین اب گمنام نے غضنفر کو مسند پر بٹھایا آپ
دُلھن بنکر بیٹھی سحر اُتارا غضنفر کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ گھونگھٹ نکالے سامنے
بیٹھی ہے گرد کنیزین کھڑی کہہ رہی ہین کہ ای ملکہ گمنام بڑی صاحب نصیب ہو اس یوسف
جمال کے آگے معیار کی کیا حقیقت تھی ہم سب اسکو پسند کرتے ہین کوئی پاس بیٹھی ہی
کوئی تلوے سہلا رہی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی درازی عمر کی دعائین دیتی ہی غضنفر نے
جو دیکھا ایک عمارت بنی ہوئی ہی برہم ہوے پکار کر آواز دی اے تو کون ہی مین کس مقام
پر ہون کنیزون نے ہاتھ بڑھا کر کہا واری مبارک ہو کہ بی گمنام آپ پر عاشق ہوئین آپنے
اُسکے دس برس کے رفیق و شفیق کو مارا مناسب تو یہ تھا کہ آپ کو دیوانہ کر دیتین خون
معیار کا بدلہ لیتین مگر آپ کے جمال پر عاشق ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین آپ کو
بہ احتیاط اُٹھا لائین اب چلکر بیٹھو آپس مین محبت کی باتین کرو اسباب عیش و
نشاط موجود ہے شراب پیو کباب کھاؤ جو ملکہ سے سوال کرو پورا کرین اور جہان کا کہو
بادشاہ کرین پہلوان ایسا بنا دین کہ رستم سے زیادہ نام ہو کوئی تمپر ہاتھ نہ ڈال سکے

غضنفر نے پہلو پر ہاتھ ڈالا تیغۂ روئین شگاف قبضے مین کیا پکار کر آواز دی او شفتلو کیا بیہودہ بکتی ہو وہ جو مارا گیا وہی اسکی رفاقت کے لائق تھا اسکی قضا آئی ہو کہ مجھکو اپنے مقام پر لائی ہے گمنام نے کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ دخل نہ دو ابھی یہ منتین کرنے لگینگے قدمون پر گر پینگے مین انکا کہنا نہ مانونگی شربت وصل سے سیراب نہ کرونگی کنیزین تو ہٹین مگر آپس مین کہتی ہین صاحبو سچ تو ہو کہ مرد اتو یوسف جمال عورت کو بدصورتی مین کمال سن رسیدہ جہاندیدہ مگر ایسا سحر کریگی کہ تابعدار ہوکر رہیگا کہین سیر وشکار کو جائیگی تو ہم لوگونکا مطلب نکلیگا مراد بر آئیگی جوان تو شوقین ہو جو کہینگے وہ مانیگا غضنفر تیغہ ٹیک کر اٹھا گمنام نے چند دانے ماش کے اٹھا کر مارے پکار کر آواز دی کہ سر جھکا کر بیٹھ میری اطاعت کر جو کہون وہ قبول کر غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف جھکا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر باطل ہوا اتو گمنام قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اسنے بھی کچھ جھوجھکا سیکھا ہو میرے سحر کو باطل کیا مین وہ بلاے روزگار ہون کہ طبقے زمین کے ہلادون آسمان پر پہونچا دون یہ کہکے گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی لے اپنے بیرون کو بلا یہ گولہ تجھے دیوانہ کردیگا مزہ یہ ہو کہ ابھی طالب وصل ہوا اور مین انکار کرون تو قدمون پر گرے دن بھر تڑپا کرون رات کو تیرا کہنا مانون اس سحر کو توروک ایسے لاف وگزاف کرکے گولہ مارا غضنفر نے تلوار سے گولہ کاٹا تیغہ کھینچے ہوے طرف گمنام کے چلا کہا کیون ملعونہ ہم طالب وصل نہ ہوے بڑا اپنے سحر پر ناز ہو اب اپنے کو بچا ہم وار کرلیتے ہین گمنام نے کہا اتفاق سے یہ گولہ کٹا دوسرا سحر کرونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا یہ کہکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غضنفر نے انگشتر کو ہلایا کچھ تاثیر نہ ہوئی اتو جھلا کر زمین مین غلطک ماری ایک شیر ببر بنکر تیار ہوئی منھ کھول کر سامنے غضنفر کے آئی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر حملہ کیا شیر بیشۂ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا گمنام نے سر آگے کردیا تیغۂ روئین شگاف دست زبردست غضنفر کا سر پر گمنام کے پڑا سر کٹ کر دھڑ سے زمین پر گرا مرتے ہی گمنام کے ایک ابر تیرہ وتار پیدا ہوکر آسمان پر چھایا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد چند ساعت کے آواز آئی کہ گشتی مرا نام من گمنام جادو بود کنیزین یہ جرأت دیکھکر ہاتھ باندھنے لگین کہ شہریار

یہ ہمکو پکڑلائی تھی ہم لوگ شریف زادیان ہین اس ملعونہ کے قبضے مین رہے مثل آپ کے
بندگان خدا کو پکڑلائی تھی مطلب اپنا حاصل کر کے چھوڑ دیتی تھی ایک دن ایک پہلوان کو
مع مرکب لائی اُسکو تو مار ڈالا مگر مرکب اُسکا بے مثل و بے نظیر چمنستان مین بندھا ہے کہ
کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا اُسی جوان کی زبانی نام سُنا تھا کہ اشہب سکندری نام
ہے یہ بھی وہ کہتا تھا کہ یا صاحبقران کو یا اولاد صاحبقران کو یہ مرکب سواری دیگا اور کسیکو
پاس نہ آنے دیگا یہ مرکب بے نظیر ہے آپ قریب جائیے شاید پاس آنے دے غضنفر یہ
مژدہ سُنکر نہال ہو گئے کنیزین غضنفر کو لیکر اُس چمن مین آئین غضنفر نے دیکھا مرکب
کوہ سرین کوہ کفل ٹاپین مار رہا ہے چاہتا ہے زنجیرین توڑ ڈالون زمین مین گڑھے ڈالدیے
غضنفر کو جو دیکھا سیہہ کھینچا اشارون سے بلاتا تھا غضنفر چمکارتے ہوے قریب گئے
گھوڑے نے تھوتھنی سینے پر رکھدی زبان سے سینہ چاٹنے لگا کنیزین سار و یراق لائین
غضنفر نے اُسکو کسا اُسپر سوار ہوے دیکھا کہ مرکب ہوا سے باتین کرتا ہے چاہتا ہے سبزۂ
فلک پامال کرون غضنفر باہر باغ کے نکلے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آواز
گیر و دار کان مین آئی طرف اُسی آواز کے چلے صحرا مین آ کے دیکھا ایک مقام پر کہ سامنے
ایک کوہ فلک شکوہ ہے دامنہ کوہ مین کاروان تاجرون کا اُترا تھا سہیل قزاق نے
گھیرا ہے قافلے والون پر جب دباؤ ڈالا تو وہ بھی لڑنے لگے قزاق اُنکو قتل کر رہے ہین
اہل کاروان مر مر کر گر رہے ہین مگر قزاقون کا پیچھا نہین چھوڑتے مال ابتک نہین
اُٹھانے دیا غضنفر نے جو یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا خیال مین آیا
کہ شہنشاہ قزاقان کے آگے یہ بدعت وہین سے نعرہ کیا منم شہنشاہ قزاقان خبردار
کیا بدعت کرتا ہے ان غریبون کو نہ لوٹنا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سہیل نے پلٹ دیکھا
ایک طفل حسین یکہ و تنہا مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا آتا ہے اور نعرہ ہے کہ خبرداران غریبون
پر ہاتھ نہ ڈالنا سہیل نے ساتھ والون سے کہا تم تو ان کو لوٹو مین اس سونے کی چڑیا
کو لون یہ کہکے گینڈا مجمع سے نکال للکار کر آواز دی کہ او طفل بے ادب کہان کریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کھینچکر میرے سامنے لایا لے مین سامنے موجود ہون وار تو کر

غضنفر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ ہم اول وار کرین جب تیرے حربے سے پروردگار
بچائیگا تب ہم بھی وار کرینگے یہ سُنکر سہیل نے کہا ای شہریار یہ تو بتائیے کہ امیر سے آپ کو
کیا رشتہ ہی یہ اُنھین کے خاندان کا طریقہ ہے مین مدت سے مشتاق تھا کہ اگر کوئی فرزند
صاحبقران ملے تو قدمبوسی کرون شکر کرتا ہون کہ آپ کا جمال دیکھا طرز کلام سے ثابت
ہوگیا کہ آپ صاحبقران کے فرزند مین غضنفر نے کہا ہمیشہ سے خون کفار کا پیاسا ہون
صاحبقران زمان کا نواسا ہون شہنشاہ قراقان میرا لقب ہی فرزند ماسہ نامدار نبیرہ
صاحبقران عالیوقار سہیل نے کہا مین اب حضور سے مقابلہ نہ کرونگا غضنفر نے کہا ای
برادر رفاقت کا لطف نہ ہوگا حربہ کرو ہمسے جواب لو جو غالب آئین تو اطاعت کرو اور
ساتھ والون کو منع کردو کہ ان غریبون کو نہ لوٹین سہیل نے پلٹ کر منع کیا قزاقون نے
لڑائی موقوف کی سب سوداگر غضنفر کو دعائین دینے لگے بلے تماشہ آکر کھڑے ہوے
ایک جانب آکر قزاق ٹھہرے سہیل نے گینڈا آمیز کیا کہا ای شہریار فنون سپہگری کا اب
امتحان ہی کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا یہ کہکے سہیل نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا اپنا وار کیا کن دیگر نیزے کو سینے پر سہیل کے رکھ دیا کہا کیون سہیل نیزہ بازی کا
یہی کام ہی اگر چاہون تو مارلون مگر یہ منظور نہین کہ تمکو زخمی کرون سہیل نے نیزہ پٹک دیا
قبضے پر ہاتھ ڈالا غضنفر نے تلوار اسکی سپر پر لگا نتھی ہتھکنٹی کی چوٹ بتائی کہا ای سہیل بچ
نہ بچے گا اس چوٹ پر خاتمہ ہی سہیل تلوار پھینک کر قدمون سے لپٹ گیا غضنفر نے کہا اب
ایک حوصلہ باقی ہوگا کشتی بھی لڑلو سہیل نے کہا آقا یہ تو آرزو ضرور تھی سہیل گینڈے سے
کودا غضنفر نے بھی اُترکر خم مارا کشتی ہونے لگی غضنفر نے جو تھے پیچ پر اُکھیڑ کر زمین پر مارا
سہیل پٹ گرا غضنفر نے ایک جبر اس مار کر چارون شانے چت کیا کود کر چھاتی پر سوار
ہوے فرمایا کیون سہیل کوئی اور تو حوصلہ نہین باقی ہے سہیل اُٹھکر قدمون پر گرا کہا
تابعدار ہون غضنفر نے قزاقون سے مال تاجرون کا دلوا دیا تاجر تو دعائین دیتے ہوے
رخصت ہوے سمجھے تھے خدا نے کس رئیس کو بھیجا کہ جسنے جان و مال دونون بچا لیا
اپنے تصدق مین ہمکو آزاد کیا مگر سہیل مع فوج کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا

دامنہ کوہ میں جشن کا سامان کیا بارگاہ زرلفتی استادکرائی اُسمین غضنفر کو لیکر آیا مقام صدر پر غضنفر کو بٹھایا آپ پہلو میں آکر بیٹھا دور شراب شروع ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آئے کولیان زہرہ جمال بعد عشوہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین۔ نظم

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یان چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت میں رونے کے لئے
پاؤن کو اب آبلے کے چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہو ناقۂ لیلے کی چال
صور اسرافیل اب جائے حدی خوان چاہیے

میرے غم میں روتے اک عالم کو گیا اب وہ قتیل
اشک کیسے ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی میں مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زندان اُسے جائے دبستان چاہیے

آگیا پیری میں اُسکے بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت ہو دندان چاہیے

بخیۂ خورشید کو کافی ہو اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشان دل میں ہے
بہر تسکین گو زمین کچھ مار پیچان چاہیے

عمر گذری روتے روتے ہنس بھی لون بیچ میں گا
میرے منھ پر کوئی قاتل زخم خندان چاہیے

ورد مژگان کی زبان پر ہین لب جانان کے وصف
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگ ریزے لیجیلون چن چن کے بہر کوہ کان
عاریت اے کوہ مجھ وحشی کو دامان چاہیے

روح سعدی ہوگئی ہوگی خوشی سے باغ باغ
آج پڑھنے کے لیے اُسکو گلستان چاہیے

طالب دنیا موش ہین بھلا کیا اُسنے کام
مرد ہو ناسخ تو عشق شاہ مردان چاہیے

سہیل رات بھر مصروف عیش و نشاط رہا وہ وقت آیا کہ لیلے شب نے نقاب چہرے سے اُٹھائی مجنون روز داخل صحراے دشت نجد مشرق ہوا سہیل قزاق یا تو سامنے غضنفر کے حاضر تھا خدمتگزاری کر رہا تھا یا باہر خیمے کے نکلا غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ آواز ہنگامے کی کان میں آئی غضنفر نے پلٹ کے دیکھا قزاقون سے پوچھا کہ تمھارے سہیل کہان گئے قزاقون نے عرض کی ابھی حضور کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر گئے ہین غضنفر نے پوچھا یہ غلغلہ کیسا ہے قزاقون نے عرض کی کہ غلامون کو آپ کے معلوم نہین ہے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ اُٹھا سہیل کو دیکھا کہ سر پہ

زخم کاری لگا ہوا خون سر سے بہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے پوچھا ای برادر یہ کیا ہوا
کسنے تمکو زخمی کیا سہیل نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ دشت
کہتے ہین دو بھائی پہلوان زبردست اُس قلعے کے حاکم ہین سلیم شیر شکار و سالم خیر شکار انکا
نام ہی کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتے ہین یعنے ایک دختر بلند اختر کہ اُسکا نام ملکہ
یاقوت گلگون پوش ہی وہ ایک دن شکار کو اس طرف آئی غلام نے اُسکو پہاڑ سے
دیکھا قزاقون سے اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لاؤ وہ اسطرح کی سپاہی پیشہ ہی کہ چار قزاق گئے تھے
چارون کو اُسنے زخمی کیا اور چاہا کہ مادیان چمکا کے نکلجاؤن مین یہان سے پہونچا اور مین نے
اُسکو گھیرا اضطراب مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی میری عجب نوبت ہوئی غش کھا کے گرا
بیہوش ہوگیا وہ نکل گئی جا کے باپ چچا سے احوال بیان کیا دونون بھائی لشکر لیکر آئے
مین بالائے کوہ تھا کچھ نہ کرسکے آخر مجبور ہوکر پلٹ گئے مین نے جو حضور کی دعوت کا سامان
کیا اور زیر کوہ اُترا اُنکو خبر ہوگئی لشکر لیکر آئے مین جو بارگاہ سے نکلا سالم نے بڑھکر
مجھکو روکا سلیم نے جو خبر سنی وہ غصے مین آیا آکے مجھکو زخمی کیا آخر مین زخمی ہوکر چلا آیا
اب وہ دونون بھائی للکار رہے ہین اکثر قزاق گئے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے غضنفر
نے یہ سُنکر تیغۂ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو سہیل نے کہا
حضور دونون بھائی بڑے قد و قامت کے جوان ہین اس حوالی مین کوئی اُنسے مقابلہ
نہین کرسکتا غضنفر نے کہا دونون کی گردن لونگا خدا چاہیگا تو دونون کو ایک مرتبہ پست
کرونگا سہیل نے بمجبوری اشہب سکندری کو تیار کیا غضنفر سوار ہوکے باہر نکلے
دیکھا صفین جمی ہوئی ہین سلیم شیر شکار میدان مین گھوڑا جھوم رہا ہی قزاق مقابلے مین
آکر جیسے ہین جو قزاق مقابلے مین گیا سلیم کے ہاتھ سے مارا گیا یا زخمی ہوکر پلٹ آیا کتنی
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین سلیم پکار رہا ہی کہ کوئی تم مین ایسا نہین کہ مجھکو جواب دے
میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے قزاق جھلا جھلا کر جاتے ہین سلیم بہ یک
ضرب شمشیر قزاق کو مار لیتا ہی غضنفر نے جو یہ بدعت دیکھی نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ قزاقان
او سلیم مین تیرے مقابلے مین آیا ہون سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن گھوڑے

اڑائے ہوئے آتا ہی سلیم لے کمان کیانی دوش سے اُتاری غضنفر پہ تیر مارا غضنفر نے گھوڑا جھکا کر خالی دیا اُسنے دوسرا تیر مارا غضنفر نے اُس تیر کو قرولی سے قلم کیا سلیم نے سات تیر مارے غضنفر نے ساتون تیر قلم کیے گھوڑے کو اڑا کر قریب پہونچے سلیم نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ توڑ ڈالا سلیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے تلوار کو بہ آسیب سپر رد کیا تیغۂ روئین شگاف نیام انتقام سے کھینچا کمرتبا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سلیم تا دوابرو زخمی ہوا چاہا کہ سامنے سے بھاگون غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بھائی نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی صاحب زخمی ہوے گھوڑے کو بڑھا جھپٹا قریب آکر غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سلیم نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی گرفتار ہو گیا فوج سے آواز دی بھاگو ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا تھا سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ دشت کے بھاگا غضنفر نے کہا اے سہیل اُسکا پیچھا کرو چل کے اُسکا قلعہ گھیر لو سالم کو تو قید کیا سب قزاقون کو لیکر تعاقب مین چلے مگر سلیم جو بھاگا ہوا آیا قلعے کو بند کر لیا خندق پر آب کی توپین سب بالاے قلعہ لگائین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا غضنفر و سہیل بارہ ہزار قزاقون سے آکر پہونچے قلعے کو گھیر لیا مورچہ بندیان ہوگئین تیر چلنے لگے اہل قلعہ جو بالاے قلعہ آتے ہین قزاقون کے تیرون سے قتل ہوتے ہین سلیم نے جو یہ معرکہ دیکھا اُٹھکر بارگاہ مین آیا سر جھکا کر بیٹھا کہ عیار اسکا سامان بلاخیز سلام کو آیا اپنے آقا کو سرنگون جو دیکھا عرض کی کیون شہریار حضور کیون پریشان ہین سلیم نے کہا اے عیار طرار تو نے دیکھا کہ بھائی صاحب گرفتار ہوے قزاقون نے آکر مجھکو گھیر لیا یہ وہی قزاق ہین کہ مین جاکر انکو گھیرتا تھا یہ جاکر بالاے قلعہ چھپتے تھے اب آج یہ انقلاب ہے کہ ہم قلعے مین چھپے ہین ایک جوان کی وجہ سے ہمکو خوف ہے کہ بھائی صاحب کو اُسنے کسطرح اُٹھا لیا انکو قید کیا اگر مین ٹھہرتا تو گرفتار ہو جاتا اگر تجھ سے ہو سکے تو غضنفر کو گھیر کے گرفتار کرے اگر غضنفر گرفتار ہو جائے تو پھر مین سب سے سمجھ لونگا سہیل کی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے سب قزاقون کو قتل کرونگا بھائی صاحب کو چھڑا لونگا سامان بلاخیز نے عرض کی غلام ابھی جاکر غضنفر کو لاتا ہے بلکہ اگر حکم ہو تو آپ کے

بھائی صاحب کو بھی رہا کراؤن سلیم نے کہا اے عیار اگر یہ کام کیا تو گویا سلطنت کو بچا لیا
قلعۂ دشت کی حکومت جاتی ہے یہ مسلمان اپنا دخل کرینگے قلعہ اسلام آباد ہو جائیگا پھر ہم کہان
جائینگے غضنفر کی اطاعت کرنا پڑیگی عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے بانہاے عیاری
جسم پر آراستہ کیے قلعے سے نکلا تلاش مین غضنفر کی چلا لشکر قزاقان مین آیا پھرتا پھراتا پشت
بارگاہ غضنفر پر آیا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگائی جہرہ نقب کا بارگاہ غضنفر مین توڑا
دیکھا شاہزادہ پڑا ہوا سو رہا ہے قریب آکر بیہوشی نکالی برابر دماغ غضنفر کے لگادی غضنفر
بیہوش ہوا عیار نے پشتارہ باندھا غضنفر کو لے نکلا لشکر قزاقان مین آیا اب سوچا کہ اگر سامنے
جاؤنگا تو ایسا نہ ہو مورچون پر روکا جاؤن چڑھکر جنگل مین جاؤن تب قلعے مین پہونچون
جنگل مین اڑا ہوا جاتا ہے رات بہت قلیل باقی ہے اکثر جانوران صحرا نے آشیانون سے سر
نکالے ہین چہکار رہے ہین چاہتے ہین کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہو تو آشیانون سے باہر نکلین
یہ عیار غضنفر نامدار اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا اس صحرا مین پہونچا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی آنکھ کھولکر دیکھا ایک عیار طرار پشتارہ بدوش آتا ہے ہما جو
اپنے مقام سے اٹھا خیال کرتا ہے کہ یہ عیار کسکو لیے جاتا ہے حلقے کمند کے خس پوش کیے وہ
عیار بیچ حلقون مین پہونچا ہما نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا گوشۂ چادر جو رخ سے ہٹا ہما نے
اپنے آقاے نامدار کو دیکھا باغ باغ ہوگیا عیار کے دل کا داغ ہوگیا حباب مار کر عیار کو
بیہوش کیا غضنفر کا پشتارہ الگ کر لیا غضنفر کو ہوشیار کیا غضنفر کی جو آنکھ کھلی اپنے
یار وفادار کو دیکھا پوچھا کہان سے آتے ہو عیار نے کہا آپکی تلاش مین سرگردان ہون
ملکہ شمیم بھی تلاش مین نکلی ہین یہ عیار آپکو لیے جاتا تھا مین نے حضور کو رہا کیا غضنفر
نے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھو لشکر مین لیچلو پھر وہان چلکے سمجھا جائیگا عیار نے اسکا
پشتارہ باندھا لشکر مین غضنفر آئے یہان قزاق حیران پھر رہے ہین کہ آقا کو کون لیگیا
چاہتے تھے قلعے پر حملہ کرین سلیم انتظار عیار کا کر رہا ہے بالاے قلعہ بیٹھا ہے جب قزاقون
نے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے کہا آقاے نامدار
آپکو کون لیگیا تھا غضنفر نے سب حال بیان کیا قزاقون نے عیار کو پکڑا سامنے

قلعے کے لاکر دار پر کھینچا سلیم نے جو عیار کو دیکھا کہ دار پر کھینچا ہوا ہی پریشان قلعے سے
اٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا بے اختیار رونے لگا کہتا تھا کہ اب غضنفر قلعے کو فتح کرلیگا ہاے
مین بھاگ کر کہان جاؤن ان لوگون سے کیونکر جان بچاؤن قزاق بلوے پر آمادہ ہین اب
غضنفر بھی آگیا اب قلعے پر یلغر کرینگے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
طلنبور جادو کہ مدت سے اسیر عاشق ہو آکر پہونچی پوچھا ای جان جہان کیون رو رہے ہو سلیم
نے کہا ای طلنبور جادو کیا حال پوچھتی ہو غضنفر نے آکے گھر اہی بھائی کو پکڑ کر قید کیا ہے
مین بھاگ کر یہان آیا قلعہ بند کرلیا آج رات کو میرا عیار گیا تھا غضنفر کو لے نکلا مسلمانونکی
مدد تو آسمان سے پیدا ہوتی ہو عیار اسکا جنگل مین پڑا ہوا تھا اسنے میرے عیار کو پکڑا اور
اپنے آقا کو رہا کرلیا قزاقون نے عیار کو دار پر کھینچا اب مین حیران ہون کہ کیا کرون طلنبور نے
کہا تم بالاے قلعہ چلو ایک سحر مین سب قزاقون کو بیکار کردونگی کیا مجال ہو کہ غضنفر
آگے بڑھ سکے مرکب اسکو لیکر جنگل مین بھاگ جائے کیا طاقت ہو کہ تیرے قلعے پر کوئی آسکے
مگر میری آرزو پوری کر کئی سال گذرے ہین کہ تیرے عشق مین تڑپتی ہون مثل ماہی بے آب
پھڑکتی ہون راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تکلیفین ہائے نہین اٹھتین تڑپ تڑپ کے
بسر کرتی ہون جان سے مرتی ہون سلیم نے طلنبور کے کہنے پر عمل کیا طلنبور خوش ہوئی سلیم
کو ساتھ لیکر بالاے قلعہ آئی قزاقون نے صفین جمائی ہین غضنفر سب کے آگے بڑھے
ہوے بلوے کو حکم دیا ہی جیسے ہی قزاقون نے صفین بڑھائین لینا لینا کہکر چلے کہ طلنبور
نے سحر کیا قزاقون کے گھوڑے بھڑکنے لگے سہیل یا تو صفین جما کر چلا تھا یا صفین درہم
و برہم ہوئین یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ زیر ران غضنفر اشہب سکندری ہو طلنبور نے
سحر کیا اشہب سکندری بدلگامی کرنے لگا ہرچند کہ غضنفر کے ہاتھ مین انگشتر چہردماہ ہی جب
اُسے چمکا دیتے ہین مرکب ٹھہر جاتا ہی مگر چاہتا ہو اپنی پشت سے راکب کو گرا دون غضنفر ٹیڑی جمائے
ہین مرکب نہین تھمتا کبھی طرف صحرا کے بھاگتا ہی کبھی الف ہوتا ہی زمین پر سُم نہین جماتا ہے
مرکب کو معلوم ہوتا ہی کہ زمین مثل آگ کے جل رہی ہی یہی خیال ہے کہ سُم نہ جل جائین غضنفر
کے مرکب پر کیا موقوف کسیکا مرکب طرف قلعے کے نہین جاتا اہل قلعہ نے تو بین بھی اسکا غضنفر

آواز سے توپون کی مرکب اور زیادہ بھڑکتے ہین قزاقون کی حیرانی غضنفر کی پریشانی ہمائے تیز رو نے کہ رکاب سے لپٹا ہوا تھا یکایک ایک چیخ ماری کہا آقائے نامدار قلعے سے سحر ہوا دیتی تپ رہی ہی سہیل نے بڑھکر عرض کی ای آقائے نامدار و مولائے قدر شناس مرکبون کو ہم سب کے کیا ہو گیا کہ قلعے کو دیکھکر تھراتے ہین طرف قلعے کے نہین جاتے ہین توپ کی آواز سے ڈرتے ہین ہمارے وہ مرکب ہین کہ اگر آگ برسے تو دریائے آتش مین پھاند پڑین آگ کا دریا ہو تو طی کر کے نکلجائین مگر آج نہین معلوم کیا معرکہ ہی کہ مرکب بھڑک رہے ہین طنبورے نے دوسرے طور کا سحر کیا ہوائے سرد چلی ایک قزاق نے دوسرے کو للکارا کہ او نالائق گھوڑا تیز دوڑ کر چلا ہمارا گھوڑا بھڑک گیا ہم تجھ سے سب طرح موجود ہین دوسرے نے ہاتھ تلوار کا مارا تھوڑے عرصے مین سہیل نے پلٹ کے دیکھا کہ بھائی کو بھائی کے قتل کیا باپ نے بیٹے پر ہاتھ مارا جب بیٹے کو مار ڈالا تو گھوڑے سے کود کے لاش فرزند پر رونے لگا بیقرار ہو کر پکارتا تھا ای فرزند منھ سے بولو سہیل نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گیا عرض کی آقائے نامدار ہماری سب فوج سحر مین مبتلا ہی دیکھیے باپ نے بیٹے کو مارا اور آپ ہی رو رہا ہی اب کون سمجھائے غضنفر بے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای بے نیاز دای کارساز اپنا رحم حرکت کر ـ

نظم

زہے فرمان روائے جملہ اطراف ۔ کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف

زحسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب ۔ ز نورش پرتو افگن پرتو آف

ظہور قدرتش گردد ہویدا + بہ اقسام و بہ انواع و بہ اصناف

کسے در بتکدہ بت می پرستد ۔ کسے اندر حریم کعبہ طواف

خدا را مرد عارف می شناسد ۔ بداند قیمت زر مرد صراف

نہ بد ماند نہ نیک اندر زمانہ ۔ نہ باشد زندہ اشراف و نہ اجلاف

بہ کمزوری اجل را جان سپارد ۔ بہادر پہلوان و مرد سیاف

چو ممسک از زمانہ رخت بندد ۔ شود تقسیم سیم و زر بہ اخلاف

کند ناخلف مال مفت برباد ۔ بہ عیش و عشرت اسراف و اسراف

لقاے حق اگر خواہی تو ہندی	کن اول از کدورت سینہ را صاف

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی طنبورے سحر کی بوچھار کردی ہی اب قلعے پر کون بلوہ کرے
آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک قتل کرتا ہی سہیل نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا غضنفر سے
بڑھکر عرض کی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس وہ رفیق قتل ہو رہے ہین کہ جنکو
خون جگر پلاکر پرورش کیا اب چند کس عزیز باقی ہین اُنکی بھی نوبت آیا چاہتی ہی غضنفر نے
کہا ای برادر یہ اسباب سمجھ ہی مین نہین آتے عیار صاحب ہمارے کہتے ہین کہ قلعے پر سے سحر
ہو رہا ہی مین حیران ہون کہ سحر کرنے والا کون ہی ایک بھائی اُسکا قید ہی ایک بھائی بالاے
قلعہ لڑ رہا ہی سہیل نے کہا آقا پہلو پر سلیم کے ایک عورت کھڑی ہی شاید وہ سحر کر رہی ہے
عیار بھی بیجا نہین کہتا مین نے خیال کرکے دیکھا جب سے وہ عورت بالاے قلعہ آئی
جب ہی سے یہ آفت برپا ہوئی اول گھوڑے بگڑے بعد گھوڑون کے جوانون کو بھی غصے
آئے کہ انکا مزاج کسی نے بدل دیا کبھی میری فوج مین ایسا اتفاق نہین ہوا آپس مین ایک
کو ایک سے محبت تھی یا یہ نفرت کہ جان کے دشمن ہوگئے باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے
باپ کو قتل کیا دیکھکر قلب تھراتا ہی چند قزاق میری جانب چلے تھے مگر مین آپ کے پاس
چلا آیا مین نے اُنسے بھڑنا مناسب نہ جانا غضنفر فرماتے ہین ای برادر سہیل یہ مرکب وہ
بادرفتار ہی کہ تین ٹھیکون مین برابر قلعے کے پہونچے ایسا مرکب شایستہ اور بدلگامی کرتا ہی
مجھکو چاہتا ہی کسی طرح گرادون کئی مرتبہ الف ہوچکا ہی تمھارا قول بھی کرسی نشین ہوا میرے
دل مین بھی یہی آتا ہے کہ پلٹ چلون اہل قلعہ کو نہ ستاؤن کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
مین پیادل ہوکر بالاے قلعہ جاتا ہون یہ کہکے گھوڑے سے اُترنے لگے سہیل نے رکاب
پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آقا گولہ چل رہا ہی آگ قلعے سے برس رہی ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی
گولہ پڑ جائے تو غلام کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑے غضنفر کہتے ہین یہ مرکب سواری
کے لایق نہین ہے مین اپنے کو قریب قلعہ پہونچاؤنگا قضاے کار ملکہ شمیم گیسو کشا کہ انکو
بھی پھرتے پھرتے کئی دن گذرے ہین توپ کی آواز جو کان مین آئی اڑتی ہوئی آسمان سے
آئین خیال کرکے دیکھا کہ ایک جادوگرنی قلعے پر سے سحر کر رہی ہی ایک پہلوان تو یون کہ

حکم کر رہا ہے توپ برابر چل رہی ہے دوسری جانب قزاق آگے سب کے غضنفر نامدار
گھوڑے سے اُترا چاہتے ہین ایک پہلوان قدمون سے لپٹا ہوا ہے گھوڑے سے
نہین اُترنے دیتا شمیم سمجھی کہ قزاق ہمراہیان غضنفر ہین غضنفر اس قلعے پر چڑھکر آئے
ہین یہ ساحرہ سحر سے روک رہی ہے یالاے آسمان سے ہاتھ ہلایا قزاقون کو یہ معلوم ہوا
کہ ہواے فرحت خیز چلی جسنے دلون کو تسکین دی سب قزاقون کے حواس بھی درست
ہوے یا تو تلوارین کھینچے لڑ رہے تھے یا ایک سے ایک عذر کرنے لگا کہ ہمکو بھائی معاف
کرنا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اب جو یہ ہوا چلی فرحت خیز تھی اپنے ہوش مین آئے باپ
نے بیٹے کو پہچانا غضنفر نے دیکھا کہ گھوڑے نے کنوتیان بدلین شیہے بھرنے لگا مراد
اُس سے یہ تھی کہ اگر آقا اشارہ کرین تو سبزۂ فلک کو پامال کرون غضنفر نے سہیل کو
ہٹایا مرکب کو بڑھایا سہیل سایہ سان ساتھ ہے عیار رکاب سے لپٹا ہوا سب قزاقون
نے بلوہ کیا طنبورہ نے دیکھا کہ میرا سحر اُتر گیا قزاق آتے ہین اب طنبورہ نے سامنے سحر
کرنا شروع کیا کبھی ماش کے دانے پھینکتی ہو کبھی گولہ پھینکتی ہے کبھی سر ہلاتی ہے کبھی
غل مچاتی ہو سلیم سے کہا اب باہر نکل چلو قزاقون کو روکو جو سحر طنبورہ نے کیا شمیم نے دفع
کیا آخر طنبورہ سحر کرتے کرتے عاجز ہو گئی حیران تھی کہ کیا معرکہ ہے میرا سحر کیون نہین تاثیر کرتا
کہنے سے طنبورہ کے سلیم نے لشکر تیار کیا توپین داغنا موقوف کین ساٹھ ستر ہزار فوج لیکر
باہر نکلا غضنفر نے جو دیکھا کہ سلیم باہر نکل آیا قزاقون کو اشارہ کیا قزاق بوق ترکی بجاکر
فوج سلیم پر جا پڑے آپس مین فوجین ملگئی ہین طنبورہ نے جھلاکر ایک گولہ نکالا اسکو اپنے
خون سے رنگا منظور یہ تھا کہ قزاق آپس مین لڑین سلیم غالب آئے یہ سوچکر گولہ مارا ہرچند
کہ گولہ ایسا ہی تھا کہ جو سوچی تھی وہی ہوتا مگر وہ گولہ جاکر پھٹا اہل فوج سلیم سب تھرائے
ایک ہوا ٹھنڈھی چلی آپس مین لڑنے لگے اگر قزاق کو سامنے آتے دیکھا الگ ہٹ گئے
خوب تلوار چلی جیسی حرکت قزاقون نے کی تھی وہ حرکتین ہونے لگین کہ بھائی نے بھائی کو
مارا باپ نے بیٹے کو للکارا سلیم پکارتا ہی یارو آپس مین نہ لڑو قزاقون کو مارو طنبورہ
نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ میرا سحر اُلٹا ہو گیا اور دیکھا کہ فوج سلیم پامال

ہو رہی ہی غضنفر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب سلیم کے پہونچے للکارا کہ او مکار
اب کہان جائیگا سلیم غضنفر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار کو
چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چور رنگ ہوائی قلم کیا سلیم کا مارا جانا دیکھکر طلبور نے سر پیٹ لیا چند لوگ جو بالاے قلعہ
کھڑے تھے اُنسے کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہیر ابحر اُلٹا ہو گیا فوج سلیم آپس مین لڑ رہی ہی
سلیم ایسا جوانمرد مارا گیا دس برس کا میرا رفیق تھا کس ذلت سے قتل ہوا اب مین
فوج قزاقان کو مٹا دونگی یہ کہکے قلعے سے کود پڑی سر کھلا ہوا خراش ناخن غم جا بجا سلیم کا نام
لیکر پکارتی ہو کہ ای یار وفادار تیری موت اس لڑکے کے ہاتھ سے تھی مجھکو تیرا زمانہ یاد ہی
کہ کوئی پہلوان اس حوالی مین رہ نہ سکتا تھا جس پہلوان نے سر اُٹھایا تو نے جاکر اُسکو
مارا دیہات قریات مین تیرا نام تھا مین اب کس سے دل لگاؤنگی یہ کہکے سحر کر رہی ہے
مگر سحر کا ظہور اُلٹا دیکھتی ہی آخر گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا جمال جہان آراے شمیم
پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شعلہ جوالہ بالاے آسمان بھر آرہا ہی زلف عنبرین کو کھولا ہی
موے مشکین دوش پر لہرا رہے ہین للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے سلیم کو قتل کیا
کیا تجھے زندہ چھوڑونگی تیرے قتل سے منھ موڑونگی یہ کہکے بلند ہوئی چاہا شمیم گیسو کشا
سے لپٹ جاؤن شمیم نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری طلبور کے دو ٹکڑے ہوگئے
اندھیرا ہو گیا آواز مین آنے لگین کشتی مرا نام من طلبور جادو بود اسکا مرنا تھا کہ اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہین غضنفر نے ہاتھ روکا
سہیل کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوے قلعہ اسلام آباد ہوا شب کو جب غضنفر بارگاہ
مین داخل ہوے صرف عیار ساتھ ہی دیکھا قبہ بارگاہ ٹوٹا شمیم گیسو کشا نے آکر ملاقات
کی غضنفر شمیم گیسو کشا کو دیکھ کر شاد ہو گئے عاشق و معشوق ملے شمیم نے کہا او شہریار
آپ کے غائب ہونے سے عیار بھی تلاش مین نکلا غضنفر نے سب عیار کا حال بیان کیا
شمیم نے کہا مین بھی وقت پر پہونچی نہین معلوم طلبور جادو کیا آفت برپا کرتی غضنفر نے
پوچھا ہمارے قزاق تو خیر و عافیت سے ہین شمیم نے کہا سب قزاق آپ کے واسطے

بیقرار تھے کیا عجب ہی کہ تلاش مین نکلے ہون شب بھر شمیم سے جاسۂ ہا عیار نے جوا بنے آقاے نامدار کو دیکھا کہ معشوق ہمارے آقا کے پاس ہی یہ غزل عاشقانہ گا کر سحر کی نظم

مشک لے آئی ہو شاید بچیکر کا فور صبح
آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح

چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب
بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح

آگیا جو میکشو مجھکو صبوحی کا خیال
بنگیا مینا ے مہر دانۂ انگور صبح

ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح

مرغ زرین فلک اندڈے سے بھی نکلا نہین
یہ شب فرقت ہی اے نادان ابھی ہی دور صبح

وقت بیوقت آگیا ہے بیشتر وہ آفتاب
ہوگئی ہے بارہا شام شب دیجور صبح

نیش عقرب سے زیادہ رات بھر ہو چکی گزند
بند کرو ے اخترون کے خانۂ زنبور صبح

کہتے ہین مردے کسیکی حسرت دیدار مین
گر شب تار لحد کو ای صداے صور صبح

بھاگتا ہی مرہم کا فور میرے داغ سے
جطرح خورشید نکلا ہوگئی کا فور صبح

میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چمغ آفتاب
ہو شب فرقت سیاہ آتے مین ہی معذور صبح

دیکھا ای موسیٰ تجلی اور اُس محبوب کی
طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے
پر دہ شب مین رہیگی تابہ کی مستور صبح

تیری اُلفت مین سراپا ہی سفید ای آفتاب
دم کی ہی جہان ایسی ہوگئی رنجور صبح

شہرۂ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین
گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح

وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ ناسخ ہول سے
جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

شب بھر عیار گاتا گیا کہ قزاق مہر درخشان نے فوج ماہ تابان پہ شبخون مارا فوج ثوابت وسیارگان شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپی غضنفر نے سہیل سے بلا کر کہا ای برادر اس قلعے کی بھی عملداری تمکو مبارک ہو مگر خبردار اب قزاقی نہ کرنا سہیل نے عرض کی غلام دادرسی کا امیدوار ہے سالم شیر شکار جو قید تھا اُسکی بھی رہائی ہوئی اُسنے غضنفر سے تقریب کی کہ غلام اپنی دختر کو ساتھ سہیل کے منسوب کرتا ہی سہیل بہت خوش ہوا غضنفر نے اُسی ہجران دیدہ کا عقد کیا سہیل وصل سے معشوق کے سرفراز ہوا غضنفر سے

عرض کی ای شہریار اس قلعے کی حکومت سالم کو مبارک ہو غلام سرکار کے ساتھ رہیگا
اسطرح ہمراہ رہون کہ عمر بھر نہ چھوٹون مین سنتا ہون کہ سہراب نامے لشکر حضور کا افسر
ہی غلام اُسکے ماتحت رہیگا سالم کو یہان کی سلطنت مبارک ہو کوہ پر بھی یہی قبضہ کرلے
جب کبھی حضور کا اسطرف گذر ہو حاضر خدمت ہو یا جہان حضور طلب فرمائین حاضر ہو
غضنفر نے کہا لشکر تیار ہو ہم آج کوچ کرینگے اُسی وقت لشکر تیار ہوا ملکہ شمیم پہلے روانہ
ہو گئین تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ترک جوشن پوش ہمیشہ سے قلعۂ دشت
والون سے خراج لیتا تھا اُسکو جو خبر پہونچی کہ قلعۂ دشت کو کسی نے سحر کرلیا دو لاکھ فوج کو لیکر
چڑھ دوڑا غضنفر کو جو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی او سہیل مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ
تو نے ملکر قلعۂ دشت ویران کرایا غضنفر نے بڑھکر جواب دیا ارے یہ نہ شریک ہوتا تو کیا
ہونا تھا ہمنے قلعۂ دشت ویران کیا ترک جوشن پوش اُسی مقام پر اُترا غضنفر بھی اُسی مقام
پر اُتر پڑے ترک نے شام کو طبل جنگی بجوایا غضنفر کو خبر پہونچی غضنفر نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر سہیل عرض کرتا ہے ای آقاے نامدار یہ ترک جوشن پوش بڑا زبردست ہی
سلیم و سالم کو بھی زیر کیا تھا خراج مقرر کیا تھا وہ دونون بھائی اس سے دبتے تھے
جب یہ کبھی چڑھکر آیا دونون بھائیون کو زیر کیا آخر وہ خراج دیکر جان بچاتے تھے غضنفر
نے کہا ای سہیل کیون گھبراتے ہو اسکو رگڑ کر مار ڈالونگا میرا شہنشاہ قراقان لقب ہی
جب مقابلہ پڑیگا تب دیکھنا طبل جنگی تو بج ہی چکے تھے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب گرد کیت سامنے سے ہٹے ترک جوشن پوش نے آواز دی
شہنشاہ قراقان کن صاحب کا لقب ہی میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو غضنفر
نے اشہب سکندری کو اڑایا جب ترک جوشن پوش کے مقابلے مین پہونچے غضنفر
نے گرز اسپر کا دکھایا ترک نے گینڈا اٹھایا کہ تگاور چلیگی غضنفر نے گھوڑا ہٹا لیا ترک کے
گینڈے نے تھوتھنی زمین پر رکھدی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا گینڈے پر تلوار پڑی
گینڈا ترک کا مارا گیا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنی تلوارین مارین کہ آخر ترک

بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا فوج والون نے جو دیکھا کہ ترک بھاگا ہوا آتا ہی غضنفر پیچھا نہین
چھوڑتے چاہتے ہین اسکو مارلون فوج والے دوڑ پڑے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای
قزاقان بزنید و بہ بندید سہیل تو اس قاعدے کو جانتا نہ تھا سب قزاق جمے کھڑے رہے
کہ صحرا سے گرد اُڑی اسی ہزار قزاق صحرا سے پیدا ہوے صدائے بوق سُنکر قہقہہ مارا ہنسنے
لگے تلوارین کھینچین ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آقا طلب فرماتے ہین معروف جنگ
ہین نیزے اُٹھائے گھوڑے جھکائے فوج ترک پر آپڑے یہ قزاق تازہ دم لڑے کھڑے
اُفتادین اُٹھائے ہوے گرتے ہی لشکر ترک کو تہ و بالا کردیا آخر ترک ایک گینڈے
پر سوار ہوا جو لوگ قتل سے بچے تھے اُنکو ساتھ لیکر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا اور
ساتھ والونسے فرمایا کیون یارو یہی زبردست تھا ایک وار نہ اُٹھا سکا اب بھاگ کے کہان
جائیگا مین اسکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے ترک کے چلے ترک بھاگتا ہوا قریب قلعہ
ترکیہ کے پہونچا ترکون نے جو دیکھا کہ ترک جوشن پوش بھاگتا ہوا آتا ہی دروازہ
کھولدیا ترک اندر قلعے کے داخل ہوا خندق کو پُرآب کیا پل تختہ اُٹھا لیا توپین لگادین
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا غضنفر بن اسد آگے آگے پشت پر
قزاق غضنفر نے جو قلعے کو بند دیکھا للکارا باشید ای کافران پیچیا و ای نابکاران پردغا
قلعہ کھولدو ترک جوشن پوش نے اشارہ کیا کہ توپین مارو توپ چلنے لگی غضنفر نے
گرز گران سنگ قربوس سے لیا گھوڑے کو کاوے ایڑ پر ڈالا اپنے کو بچاتے ہوے
چلے جو گولہ داہنی جانب آیا جانے دیا بائین والے کو بھی نہ روکا جو گولہ سامنے آیا اُسپر
جھپٹ کر گرز مارا کہ اُلٹا پلٹ گیا جاکر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا کہ اُسکو پامال کردیا
غضنفر نے نصف راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای جوان آگے نہ بڑھنا یہ
قلعے ہمارے زیر کردہ ہین یہ سب ہمارے خراج گذار ہین منم ہیولائے زنگی جوان
یکہ زنگی غضنفر نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار سیاہ رو تیرہ درون تیغہ برہنہ
ہاتھ مین للکارتا ہوا آتا ہی غضنفر نے زنگی کی طرف رخ کیا للکارا کہ او سیاہ رو مردان عالم
کو ڈراتا ہی زنگی آپڑا غضنفر پر اس کن سے ہاتھ مارا کہ غضنفر کا سر زخمی ہوا زخمی

ہوتے ہی کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ مارا کہ سر ہیولاے زنگی کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا غضنفر
نے پیچھا کیا سہیل نے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار اسکے تعاقب مین نہ جائیے ستر ہزار
زنگی اسکا تابعدار ہی غضنفر نے جواب بھی نہ دیا ہیولاے زنگی آگے جاتا ہو اُسکے پیچھے غضنفر
کوئی دو کوس بھاگ کر ہیولاے زنگی ایک صحرا مین پہونچا کہ وہ صحراے ریگستان موجہ
ریگ وان ہی ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ دریا موج مار رہا ہی ذرّے اُڑکر جو بدن پر پڑتے ہین
اُس سے آبلہ پڑ جاتا ہی غضنفر تابش آفتاب دیکھکر گھبرائے اُف اُف کرنے لگے زنگی نے
ایک آواز دی کہ ای ساکنان بیشۂ ریگستان اس جوان کو گھیر لو چار طرف سے فوج زنگیان
پیدا ہوئی غضنفر کو گھیر لیا چند نے بڑھکر گھوڑا اٹھا غضنفر کو گرا الگ ہوے اُن زنگیون نے
گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا لیا غضنفر کا حسن و جمال دیکھکر غل مچاتے ہین ارے اس جوان
کو پکڑ لو اسکا گوشت میٹھا ہوگا اُسنے مشک و عنبر کھا کر پرورش پائی ہی غضنفر انکے بیچ
مین گھرا ہوا زنگیون سے لڑ رہا ہی جسے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جو زنگی مرکر گرا اُن سبنے
اُسکو چیر پھاڑ کر کھا لیا ہیولاے زنگی نے کنارے آکر زخم سر باندھا جست و چالاک
ہوا اور زیادہ بیباک ہوا زنگیون نے جو اس جنگ کو دیکھا آپس مین کہتے تھے یہ جوان
بڑا بہادر ہی تلوارین مار مار کر بھاگتے تھے اسقدر تلوارین مارین کہ غضنفر اُنتہاکے زخمی
ہوے اب زنگی انکے پاس نہین آتے ہین دور سے اسقدر تیر مارے کہ غضنفر کا سارا جسم
مثل غربال چھن گیا خون کا فوارہ بنگیا آخر کو تلوار ہاتھ سے چھوٹی غضنفر گرے اژدہوے
بلوے کے غضنفر کو گرفتار کر لیا ہیولاے زنگی جاکر تخت پر بیٹھا غضنفر نامدار کو زنگی
سامنے ہیولاے زنگی کے لائے اُسنے حکم دیا کہ اسکے ٹانکے لگاؤ زنگیون نے تمام بدن
مین غضنفر کے ٹانکے دیے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر پھر لائے غضنفر بل کرتے ہوے دربار
مین ہیولاے زنگی کے آئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا ہیولا نے کہا ای جوان تو
ہوشیار ہو ہم سب بندے خداوند ہفت پیکر کے ہین اس صحرا مین رہنے کا ہمکو حکم ہی
رستم بھی ادھر سے نہین گذر سکتا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر غضنفر نے کہا
مین اُس بیحیا پر لعنت کرتا ہون ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن

مین آیا ہم اُس بیحیا کو سجدہ کرینگے ہیولاے زنگی نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ انھین زنگیون مین
سے ایک زنگی خنجر کھینچکر اُٹھا گردن پر غضنفر کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا اور آوا
زدیتا تھا ای جوان جو کھانا ہو کھالے وقت اجل تیرا قریب آپہونچا غضنفر نے جو وقت
قتل اپنا قریب پایا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای خالق لیل و نہار و ای
پروردگار ستار العیوب دافع البلیات قاضی الحاجات رحم اپنا شریک کردے نظم

گشت از فیض تو گل ای ابر نیسان باغ باغ — زاب و تاب لطف تو گردید بستان باغ باغ
ہر طرف از فرط گوہر باریت ای باغبان — باغ عالم تازہ و گلزار دوران باغ باغ
کو بکو کوکو کند ہر قمری نغمہ سراے — در غم گل عندلیب زار نالان باغ باغ
برق خندانست بر سر سبزی ہر سبزہ زار — گوہر افشانست ابر گوہر افشان باغ باغ
تختہ تختہ در بہار گل تبسم گل کند — نغمہ زن بر خوبی گل عندلیبان باغ باغ
پرتو افگن بر سر کوہ و بیابان آفتاب — جلوہ گر بر اوج خوبی ماہ تابان باغ باغ
خوان نعمت ہر طرف گستردہ رزاق ازل — باغبان بکشادہ باب لطف و احسان باغ باغ
پر ثمر در چار سوے دہر نخل معرفت — یافتہ نشو و نما گلزار عرفان باغ باغ
بوے آن گل از دل پر داغ خود حاصل کند — صاحب بینش نگردد زار و حیران باغ باغ
گر بہ جوش آید سحاب رحمت پروردگار — گردد از ہر خار پیدا سنبلستان باغ باغ
ہست باغ صنعت صانع شگفتہ جابجا — گردد از نظارہ اش حیوان و انسان باغ باغ
حمد حق ہندی عجب در پارسی کردی رقم — میشود از دیدنش ہر یک سخندان باغ باغ

غضنفر دعائین مانگ رہے ہین جلاد سر پر خنجر کھینچے کھڑا ہی ہیولاے زنگی حکم دے رہا ہی
کہ جلد قتل کرو اس جوان نے میرے زنگیون کو قتل کیا بہت زنگی مارے گئے مجھکو بڑا قلق
ہی اس جوان پر حق ہی کہ اسکو قتل کرکے اُن مقتولون کے عزیزون کو دکھاؤن جلاد تو ہر مرتبہ
خنجر لیکر بڑھتا ہی مگر رُک جاتا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا پوچھا ارے کیا ہی زنگیون نے
بڑھکر عرض کی صاحبزادی سرکار کی آتی ہین فرماتی ہین ٹھہر جاؤ اس جوان کو قتل نہ کرنا
یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ملکہ نیران شعلہ مزاج زنگن جوان گال پھولے پھولے

تاریکی چہرے پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ اُلٹا توا ہی یا دہنۂ ظلمات یا شب ہجر عاشقان بال
سر کے گھونگھر والے منیڈھیان گندھی پائچے سنبھالے ہوے سرخ دوپٹہ لباس گلنار یہ معلوم
ہوتا ہی کہ کسی مریض نے فصد کھلوائی خون مین کولا پڑ گیا سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ
درخت مین کٹھل لگے ہین غضنفر پر جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی کہتی
تھی ای باپ اس یوسف ثانی کو قتل کرتا ہی زنگیون سے اشارہ کیا جلاد کو ہٹا دو خنجر دکھاتا ہی
اُسکے سامنے خنجر چمکاتا ہی وہ کیسا سر جھکائے خاموش بیٹھا ہی ہیولاے زنگی نے بیٹی کو گلے
سے لگالیا اُن بھولے بھولے گالون کا بوسہ لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مین کیا تجھ سے باہر ہون اہل اسلام مین یہ دستور ہی کہ دختر کو پال پوس کر تیار کرین غیر
شخص کو بلا کر دیدین وہ غیر شخص اُسپر قبضہ کرے ہم صحراے ویران کے رہنے والے اس
رسم کو عیب جانتے ہین نیران شعلہ مزاج نے باپ کو ایک تھپڑ مارا کہا نگوڑے بیوقوف
مین تجھ سے کیونکر راضی ہونگی یہ جوان کم سن حسین اس لائق ہے کہ میرے پہلو مین
بیٹھے مین اسکے سامنے ناز کرون یقین ہے کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہوا ہوا ایک زنگی بولا
ای ملکہ نیران یہ بھی جانتی ہو کہ یہ شخص کون ہی خداوند ہفت پیکر اسکے دشمن ہین کیسا چاہا
کہ اسکو قتل کرین مگر اسپر قابض نہ ہوے جہان یہ لڑا فتح پائی انتہا یہ ہی کہ ہر کارون کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ مغلوبہ مین اسنے قدرت کو زخمی کیا اگر قدرت اپنے کو تخت سے نہ گرا
دیتے تو اسنے مار لیا تھا ابھی قلعہ دشت کو فتح کر کے پلٹا ہی ترک جوشن پوش زخمی ہو کر
گیا سلیم شیر شکار کو سر میدان مارا اگر اسکو گرفتار کر کے بخدمت خداوند روانہ کیجیے تو ایسا
خوش ہونگے کہ اگر طرہ پیغمبری عطا کرین تو عجب نہین صحراے ویران کو آباد کرین سارے
جنگل کو گل ولالہ سے بھردین نیران نے کہا ای باپ یہ برا جملہ معلوم ہوا دو چار مہینے کے بعد
مجھکو اختیار ہی مین تو تیرا کہنا مانونگی مگر اب اسکو قید خانے مین بھیجدے میری کنیزین برائے
نگہبانی مقرر کر وہ کنیزین شوخ و شنگ ہین ایسا ستائینگی کہ یہ اپنی زندگی سے تنگ ہوگا ہیولا
نے کہا اپنی کنیزون کو بلاؤ نیران نے پکار کے آواز دی ارے کلجھڑی کہان ہی کلموہی کیون
نظر سے نہان ہی منھ جھلسی کہان چلی گئی ہے سیہ رو بھی آوے اس قیدی کو لیجاوے یہ جو

نیران نے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا چار کنیزین جنکی کالی صورتین دھبڑ دھبڑ دوڑتی ہوئی آئین نیران نے کہا ارے اس قیدی کو قید خانے مین لیجاؤ مگر خوب ستانا اپنی شوخی دکھانا چارون کنیزون نے غضنفر کا ہاتھ پکڑ لیا ایک مکان تنگ و تاریک مین لائین اُسمین غضنفر کو بٹھا دیا غضنفر بے قرار اپنی زندگی سے بیزار ایسون کی صحبت ہو کہ جان پر سخت آفت ہو دن بھر تو ان کنیزون نے ستایا پھر شب تیرہ و تار کا سامنا ہوا لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مگر نیران گرمخو باپ سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی دن بھر فراق مین غضنفر کے تڑپی کنیزین جو بہلاتی ہین اُسکا جواب دیتی ہو کہ صاحبو مین کیا کرون وہی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہو جی چاہتا ہو اُسکو لاکر مسند پر بٹھاؤن تصدق ہو جاؤن جان اپنی نثار کردون جی بھر کے پیار کرون۔ نظم

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے ۔ چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
جی مین ہو جائیے اُس سرو قامت پر فقیر ۔ بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے
بے وفا مین کو دکان سنگ زن کو چھوڑ دیجیے ۔ وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
اپنے دل سے کیجیے اُنس اس سہی قد کے عوض ۔ چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے
اُڑ چلین صحرا اے وحشت سے بلایا ہی ہمین ۔ پھر پرواز اب خط جانان کو شہپر کیجیے
اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین ۔ کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے
لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے ۔ درج مروارید کو اب دیدۂ تر کیجیے
جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا ۔ آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے
شہر مین کیا کاٹیے ایام گردش اے جنون ۔ گرد بادون کی طرح صحرا مین چکر کیجیے
دفتر عالم بجاے گنجفہ ہے آپ کو ۔ کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

سارا دن تڑپ تڑپ کے نیران نے کاٹا جب شام ہوئی اور زیادہ بیقراری ہوئی کنیزون کو کام کے لیے بھیجا آپ اکیلی اُٹھی طرف زندانخانے کے چلی جب قید خانے کے دروازہ پر پہونچی کنیزون کو دیکھا مسخراپن کر رہی ہین نیران نے پکار کے آواز دی اری سیاہ رو وغیرہ باغ مین جاؤ وہ چارون کنیزین طرف باغ کے گئین

نیران نے جو دروازہ خالی دیکھا قید خانے مین گھسی غضنفر کو جو رنجیدہ وکبیدہ بیٹھے ہوے دیکھا بلائین لینے لگی قریب آکر کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری جان نکلی جاتی ہے جبوقت سے تیرا جمال دیکھا آرام وچین فراموش ہوا تیری محبت کا جوش ہوا چاہتی ہون کہ تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ مین نے جبوقت سے تمکو دیکھا ہی مین بھی بیقرار رہتا ہون اگر ایک کام کرو تو مین قبول کرون میرے ہاتھ مین انگوٹھی تھی اُسکا نگینہ سفید ہی تمھارے باپ نے میرے ہاتھ سے اتارلی تھی اگر وہ انگوٹھی لاؤ تو مین تمھارا وصل قبول کرون نیران بیقرار ہوکر بھاگی مکان مین ہیولاے زنگی کے پہونچی ہیولاے زنگی اُسوقت پڑا سوراہا تھا ازار بند سے کنجیون کا گچھا کھولا صندوق کھولکر انگوٹھی نکالی لیکر آئی کہا اے شہریار مین انگوٹھی لائی غضنفر نے انگوٹھی کو پہنکر قید آہن کو توڑا کہا ای نیران کیا کہتی ہے مین اب باہر نکلون نیران نے چاہا ہاتھ گلے مین ڈالدون غضنفر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر نیران کا اُڑگیا مارکر نیران کو باہر نکلے کنیزون نے جو دور سے دیکھا غل مچانے لگین کہ ہے ہے غضب ہوا ملکۂ عالم کو قیدی نے مارا یہ غل سنکر ہیولاے زنگی کی آنکھ کھلی تیغہ لیے ہوے نکلا اور ایک چیخ ماری کہ ای ساکنان صحراے ویران جلد آؤ قیدی چھوٹا قید سلاسل کو توڑا دیکھو بھاگا جاتا ہی وہی ستر ہزار زنگی گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے غضنفر تلوار کھینچکر ہیولا پر جا پڑے ہیولاے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ رومین شگاف پر روکا روک کر اپنا وار کیا کمر کو بتا کمر پر ہاتھ مارا ہیولا کے دو ٹکڑے ہوے زنگی جو کہ بلوہ کرکے آئے تھے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ ہمارے افسر کو مار لیا ایک کہتا ہے اس جوان کو مار لو زنگیون نے غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اڑی انکے قزاق آکر پہونچے اپنے آقا کو جو لڑتے ہوے دیکھا سہیل وسہراب فوج کو لیکر آگے ایک حملے مین زنگیون کو پامال کیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا چند زنگی بچے جو غل مچاتے ہوے گوشہ صحرا مین بھاگ گئے تھے وہ جاکر درہ ہاے کوہ مین چھپے غضنفر نے صحراے ویران کو لوٹ لیا بیشے مین مال بہت کچھ تھا اونٹون پر لدوالیا

اب قصہ ہے کہ باغ ملکہ شمیم پر جائین کہ ترک جوشن پوش کو خبر ہوئی کہ صحراے ویران سب لٹگیا ہیولاے زنگی قتل ہوا اپنے افسرون سے کہتا تھا یارو بڑا مددگار مارا گیا اس عیارون نے صحراے ویران کو برباد کیا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا لشکر غضنفر دامنۂ صحراے ویران مین پڑا ہے اسپر شبخون مارین آخر صلاح کرکے شب کو قلعے سے نکلے سہیل طلایہ دے رہا تھا کہ اسنے دیکھا کچھ سوار و پیدل آتے ہین ایک گوشے مین چھپکر کھڑا ہوا جب ترک جوشن پوش آکر گرا سہیل نے بوق ترکی بجایا غضنفر کے کان مین آواز پہونچی سمجھ گئے کہ کچھ لشکر پر آفت ہے تو سہیل بوق بجا رہا ہے مسلح ہوکر نکلے عیار سے اشارہ کیا کہ جاکر خبر تو لے یہ کیسا بلڑ ہے عیار گیا چند ساعت مین پلٹ کر آیا عرض کی کہ ترک نے شبخون مارا ہے مگر سہیل بہ لطف لڑ رہا ہے اُن لوگون کو غالب نہین ہونے دیا اُسکے بارہ ہزار قزاق جانبازی کر رہے ہین غضنفر نے کمر سے بوق ترکی نکالا آواز دی ای قزاقان بزنید ہمی بزار قزاق تیار ہوے لڑتے ہوے چلے غضنفر نے اسپ باد پا کو بڑھایا سامنے دیکھا ترک لڑ رہا ہے قزاقون نے عاجز کردیا ہے ہر طرف سے بلوہ کرکے آئے فوج ترک کو گھیر لیا ہے ترک جوشن پوش ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ غضنفر پر جا پڑون قاتل ہیولا سے لڑون ملکہ شمیم گیسو کشا نے کہ آسمان پر اُڑ رہی تھین یہ دیکھا کہ غضنفر لڑ رہے ہین مگر جہان پر جمے کھڑے ہین لاشون کے انبار لگا دیے جیسے ہی ترک قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے سحر کیا کہ ترک جوشن پوش کا گھوڑا ابھڑک کر قریب غضنفر آیا غضنفر نے للکارا کہ او نامرد قلعہ بند کرکے لڑا سامنے سے بھاگا اب کیا سمجھ کے آیا ترک جوشن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ ترک جوشن پوش کا سر کاٹ لے ترک جوشن پوش سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا پلٹ کر دیکھنے لگا غضنفر نے کمر پر ہاتھ مارا کہ ترک جوشن پوش کے دو ٹکڑے ہوے عیار نے سر کاٹ کر ترک جوشن پوش کا بلند کیا ساتھ والون نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گھبرا گئے جا بجا بھاگین قزاق کب پیچھا چھوڑتے ہین گھیر کر سب کو مار لیا مگر سیلاب جوشن پوش بھائی اسکا چند لوگون کو لیکر بھاگا قلعہ ترکیہ مین آکر پہونچا تو بین لگا دین جب فوج غضنفر سامنے قلعے کے پہونچی

سیلاب نے حکم دیا تو مینہ پڑنے لگین زمین تھرائی غضنفر نے گرز سنبھالا گھوڑے کو بڑھایا جو گولہ داہنے گیا اُسکو جانے دیا جو بائین گیا اُسپر توجہ نکی جو گولہ سامنے آیا اُسپر گرز مارا کہ گولہ پلٹ کر خندق مین گرا مچھلیان و نہنگ مارے گئے اسطرح گولون کو رد کرتا ہوا غضنفر قریب خندق کے پہونچا للکارا کہ او سیلاب سیلاب سے نہ ڈرنا ترک بیلوانی نہ کرنا آکر ہمسے مقابلہ کر سیلاب نے جو نعرۂ غضنفر کی آواز سُنی ہتھیار جسم پر لگاکر باہر نکل آیا فوج بھی اسکی پشت پر جاہا کہ غضنفر کو گھیر لون غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق آپڑے سیلاب نے غضنفر سے مقابلہ کیا غضنفر نے جھکائیان دیکر سیلاب کو مارلیا اس قلعے پر بھی قبضہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت کی غضنفر نے وہ قلعہ بھی سہیل کے سپرد کیا کہا ای برادر یہ چاہتا ہون کہ تمھین اتنا خراج چلے کہ تمھارے بارہ ہزار کی بسر ہو سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی آقاے نامدار آپ کی ذات سے بڑی امید ہی غضنفر نے تکمیل برادر سہیل کو وہانکا حاکم کیا قزاقون نے عرض کی ان قلعہ جات کے فتح ہونے سے ہفت پیکر کا زور کم ہوا اب طرف صحراے عشرت آباد کے چلیے غضنفر نے قزاقون کو ساتھ لیا ابر گلنار تیار ہوا اس ابر مین ملکہ شمیم مخفی ہوئین زیر ابر لشکر غضنفر اس کروفر سے طرف قصر عشرت آباد کے چلے یہان ہفت پیکر کو جو خبر ہوئی کہ شمیم شریک غضنفر ہوگئین اور لشکر لیکر آتی ہین دربار مین بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا ہی کہ معشوق قدرت نے بڑا غضب کیا اُسکی یاد نے مجھے بڑا پریشان کیا ہے

کس زبان سے حال بیان کرون کیونکہ ضبط ہو سکے یہ کیفیت ہے۔ لنظم

باؤن کو دیوار زندان میرا دامن ہو گیا
ناتوانی سے گریبان طوق گردن ہو گیا

تیر غم سے دل مشبک ہو کے ایسا خوش ہوا
سمجھے ہم کوئی در جانان مین روزن ہو گیا

دل تو کیا پتھر بھی تیرے عشق مین ہین بیقرار
بتکدے مین ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا

بجاے گل بے یار انگارے نظر آنے لگے
بیش از ین گلشن جو تھا اب مجھکو گلخن ہو گیا

دست رنگین یاد آے گر شب تاریک مین
پنجشاخہ سامنے آنکھون کے روشن ہو گیا

راگ جو گانے لگا مطرب شب فرقت مین ہاے
آتے آتے میرے کانون تک وہ شیون ہو گیا

آنکھین نرگس چہرہ گل گیسو ہین سنبل سروقد
عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا

پانون پھیلائے ہین جادہ کیطرح ہر خار نے ۔ اب گریبان ای جنون صحرا کا دامن ہوگیا
موت نے تیغ زبان خلق سے دی ہی نجات ۔ کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا
کیسے حاصل پھران آتش رخون سے کوئی داغ ۔ بے چراغ ان روزون اپنا خانۂ تن ہوگیا
روند ڈالا عالم بالا کو خوب ای شہسوار ۔ ماہ تو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ولا ۔ دیکھ لے پانی چراغ گل کو روغن ہوگیا
کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے ۔ جادہ ای ناسخ مجھے چونٹی کا روزن ہوگیا

تمام اہل دربار سمجھا رہے ہین کہ یاخداوند معشوق قدرت کو گرفتار کر کے لائینگے وہ سامنے تو آوے سمجھا کے لاکے قدمون پر گرا دینگے جبیرہ وہ عاشق ہوئی ہی قدرت بھی ویسی ہی شکل اُسکو دکھائین ہفت پیکر نے حکم دیا مصور جائین غضنفر کی تصویر لائین کہ وہی صورت دکھائی جائے سیران مردار خوار ایک ساحرہ بیٹھی ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی یاخداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی ہفت پیکر نے نام پر سیران کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران اپنے دربار مین بیٹھے تھے گرد افسران فوج جمع ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا عمرو نے عرض کی ہرکارے آیا چاہتے ہین کہ نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوے دعا دیکر عرض کی سیران مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نقارۂ سکندری مین آئے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا انکے لشکر مین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر ہلگئی ہفت پیکر نے گھبرا کر پوچھا یہ کیسی آواز ہے سردارون نے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا مین سترہ سو سردار ہین سب نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا جہتر برق فرنگی آمادہ ہی کہ جا کر سیران کو مارون خواجہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا ارادہ ہی برق نے کہا کہ اُستاد قصد ہی کہ سیران کو گرفتار کر کے لاؤن اگر وہ صبح کو میدان مین آئیگی تو بڑا فساد برپا کریگی یہ کہکے برق بھاگا راہ مین دیکھا برق ثانی بھاگا ہوا آتا ہی

برق نے پوچھا اے نور نظر کہان سے آئے ہو کیون گھبرائے ہوے ہو برق ثانی نے کہا
غلام گیا تھا کہ سیران پر دست انداز ہون اُسنے پہچان لیا اُسکی کنیز کو مار کر بھاگا وہ میرے
تعاقب مین آتی ہی لہذا بھاگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منغم سیران جادو
تڑپ کر گری برق ثانی کو اُٹھا لیا برق تڑپ کے رہگیا سوچا کہ فرزند کو لیے جاتی ہی ایسا نہو
قتل کرے یہ سوچکر بھاگا شمیم کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سیران نے جو شمیم کو
دیکھا ہوا سے اُتر آئی جھک کے سلام کیا برق نے کہا اے سیران کہان سے آتی ہو سیران نے
کہا اے ملکہ عالم یہ عیار میرے سامنے آیا تھا کہ عیاری کرے مین نے پہچان لیا یہ میری کنیز کو
مار کر بھاگا مین جاکر لشکر سے پکڑ لائی لشکر طلسم کشا مین کیسی کیسی جادوگرنیان ہین مگر میرے سامنے
کوئی نہ آئی برق نے باتین کرتے کرتے کہا لو بوا سیران قدرت آتے ہین سیران ہٹی برق
نے کمند ماری حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا برق ثانی ساتھ ہوا برق فرنگی نے
پشتارہ سیران کا اُٹھا لیا طرف لشکر کے چلا راہ مین جو عیار ملے اُنسے کہتا جاتا ہی کہ مین
سیران کو لایا جھٹ پٹ گرفتار کیا تمتما ہوا بارگاہ رستم مین آیا رستم بیٹھے ہین جادوگرنیان
کہ رہی ہین کل سیران میدان مین آئیگی بڑا فتور برپا کریگی کہ برق فرنگی نے آکر عرض کی
کہ غلام سیران کو گرفتار کر لایا سب جادوگرنیان خوش ہوگئین برق فرنگی نے پشتارہ
کھولا دیکھا ایک سگ صحرائی بندھا ہوا ہی بین بین کرنے لگا جادوگرنیون نے ہنسکر
کہا اے مہتر والا گہر یہ کتا کہان سے پکڑ لائے برق نے کہا مین نے جنگل مین گرفتار کیا تھا
کتے کو سب نے مار پیٹ کر نکالا دربارگاہ پر آکر وہ کتا غائب ہوگیا برق فرنگی نہایت
شرمندہ ہی کہتا ہی کبھی ایسا دھوکا نہ اُٹھایا تھا جو کہ آج سیران نے دکھایا سب کے سامنے
محجوب ہوا مگر فرزند کو رہا کر لیا یہی بڑی بات ہی رات کو برق فرنگی نے تین مرتبہ عیاری کی
لیکن ہر مرتبہ عیاری خالی گئی آخر چوتھی مرتبہ برق فرنگی کنیز بنکر پہونچا آکر سلام کیا سیران
نے کہا کیون نرگس کہان سے آئی ہو برق نے کہا اے ملکہ عالم مین ایک کام کو گئی تھی
مگر عیاران لشکر اسلام آپ کے لشکر مین حضور کی فکر مین پھر رہے ہین سیران نے کہا میرا
کیا کر سکین گے کنیز نے کہا حضور ذرا ہوا خانے سے اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون سیران

اپنے مقام سے اُٹھی برق کونے مین لیکر آیا کہا اے ملکہ عالم دیکھیے کنیز ساتھ چلی آتی ہے سیران
پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے جب کمند مین پھنس چلی تو حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا اپنے لشکر مین آیا ملکہ سنبل ہفت گیسو کہ طلاے پر تھین برق فرنگی کو مع
پشتارے جو دیکھا پکار کر آواز دی حضرت صاحب کسے لائے برق نے کہا جان اپنی لگادی ہے کر
جب سیران کو لایا ہون ملاحظہ فرمایئے اسی فکر مین مجھکو رات بھر گذری سنبل نے پشتارہ
کھلوایا برق نے دیکھا ایک بکری بندھی ہوئی ہے برق نے لاحول پڑھ کے چاہا رہا کردون
سنبل نے کہا اے برق فرنگی بیشک وہ مردار خود ہے زبان مین اسکی سوزن دو سوزن دیکر جو
ہوشیار کیا ملکہ سنبل نے سحر کیا بکری جو زمین پر گری غلطک مار کر بصورت اصلی ہوئی سنبل
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو سامنے طلسم کشا کے پیش کیا جائیگا سمند جادو شوہر سیران
کا اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیمہ سیران مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئی ہین
کنیزون نے بیان کیا کہ ہمین خبر نہین کہ کہان تشریف لیگئین سمند نے ایک پتلہ جھولی سے
نکالا اُس سے پوچھا کہ اے پتلہ سامری جلد بیان کر زوجہ میری کہان گئی پتلے نے ہنسکر کہا
کہ برق نے دو مرتبہ گرفتار کیا پہلے ملکہ کتا بنگئین اپنی بکری بنگئی تھین سنبل ہفت گیسو نے
سحر سے دریافت کرلیا اُنکو بصورت اصلی بنایا زیبا نامے ملکہ کی کنیز ہے اسکی قید مین بیٹھی ہین
سمند نے پوچھا وہ مقام کونسا ہے پتلے نے کہا داہنے بر بارگاہ طلسم کشا کے صحرا ہے اس
صحرا مین ایک نیم کا پیڑ ہے اُسکے سائے مین بارگاہ استاد ہے اُسمین زیبا نے قید کیا ہے
مگر زیبا ساحرہ زبردست ہے سمجھکر جائیے گا سمند ساری بدلگامی بھولا حیران تھا کہ کیونکر جاؤن
اس سوچ مین باہر نکلا برق ثانی جادوگر بنا ہوا پھر رہا تھا سمند نے بلایا برق ثانی قریب
آیا کہا اے ذرا دریافت تو کرلا کہ زوجہ میری کس مقام پر قید ہے برق ثانی نے کہا میرے
ساتھ چلیے مین بتلا دونگا میرے سامنے کنیزان سنبل نے قید کیا ہے اور نگہبانی کر رہی ہین
مین آپ کو دور سے دکھا دونگا برق ثانی باتین کرتا ہوا سمند کو لیکر چلا جب لشکر سے
باہر نکلا کہا دیکھیے زوجہ آپ کی آتی ہین جیسے ہی سمند پلٹا برق ثانی نے حلقہ ہاے
کمند مارے سمند نے منھ سے آگ چھوڑی حلقہ ہاے کمند جلے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا

کہ برق ثانی منھ کے بھل زمین پر گرا سمند تلوار کھینچ کے قریب آیا کہا ارے تو کون ہو کہ میرے
ساتھ یہ عیاری کی برق ثانی نے اپنا نام مفصل بتایا سمند نے چاہا عیار کو لیکر پلٹیون کہ
پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ سبحان اللہ خوب اسکو گرفتار کیا اس مکار نے میرے لڑکے
کے کپڑے اُتار لیے مین تو اسکی فکر مین تھا مجھے دیجیے کہ مین کھاجاؤن مین نے سنا ہے کہ گوشت
مسلمانان مین بڑا مزہ ہوتا ہے سمند نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر ہیبت ناک پکارتا ہوا
آتا ہے سمند نے کہا اے ساحر تو کون ہے کہا حضور آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون خداوند
ہفت پیکر کا بندہ لشکر مین میرا لڑکا پھر رہا تھا کہ اسنے اُسکے کپڑے اُتار لیے مین دوڑا بھاگ کر
نکل گیا مین اسکی تلاش مین پھرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اسکی ہڈیان چورا ہوجائین
ہڈیان تک کھاجاؤن سمند نے کہا لو بھائی لیجاؤ وہ ساحر برق ثانی کو کھینچتا ہوا لیچلا ایک
خیمے کی آڑ مین آکر کہا ارے مجھے پہچانا منم سپہر عیاری برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا پھر چلا
سمند کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا برق ثانی نے بشکل شہزور جادو سمند سے ملاقات کی
کہا اے سمند کس فکر مین کھڑے ہو سمند نے کہا زوجہ میری قید ہوگئی اُسکی فکر مین نکلا ہون
برق ثانی نے کہا ہم تم ملکر سحر کرین کنیزون کو قتل کر کے نکال لائین سمند طرارے بھرنے لگا
خوش قدمی پر مرتا ہے جیسے ہی آگے بڑھا برق ثانی نے حلقہ ہائے کمند مارے اور حباب
بیہوشی مار دیا سمند بیہوش ہوا برق ثانی نے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طلائے پر پہونچا
سنبل نے پکار کر آواز دی پوچھا اے برق ثانی کیسے لائے کہا سمند جادو شوہر سیران فکر
مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا مین گرفتار کر لایا سنبل نے اسکی بھی زبان مین سوزن دی اُسی قیدخانے
مین لاکر قید کیا سیران نے جو شوہر کو دیکھا بہت پریشان ہوئی زیبا کنیز سے بلا کر کہا تو
ہم تمھاری قید مین ہین ذرا زبان سے سوزن نکالو تو ہم تمکو اشرفیان دین بہت بیچین
ہو رہے ہین زیبا نے دیکھا کہ قیدخانے سے کیونکر نکلے گی چند کنیزین نگہبان ہین لالچ
مین آکر زبان سے سوزن نکال دی سیران نے کہا اے زیبا دیکھو تمھارے ساتھ کی کنیزین
کیا کہتی ہین جیسے ہی زیبا پلٹی سیران نے زلفین ہلادین ایک مار سیاہ گرا کہ اُسنے زیبا
کو کاٹا زیبا تڑپ کر مری سیران نے شوہر کی بھی زبان سے سوزن نکالی کنیزون کو

مار کر زن و شوہر نکلے الگ الگ چلے سنبل ہفت گیسو طلاے پر گھبرائی قید خانے پر آئی
آکے دیکھا کنیزین مری پڑی ہین قیدی نکل گئے پکار کر کہا غضب ہوا زیبا کسی مکر مین
پھانسی جو قتل ہوگئی تلاش مین سیران کی چلی دور سے دیکھا کہ سیران جاتی ہی پکار کر آواز دی کہ
او مکارہ کہان جاتی ہو یہ کہکے زلفین ہلائین ایک ہوا سرد چلی کہ سیران ٹھہر گئی نگاہ اوٹھاکے
دیکھا کہ گلہاے خودرو نے آنکھین کھولین غنچے چٹکنے لگے ایک طائر تیز پر نخل پر آکر بیٹھا
زمزمہ سرائی کرنے لگا اوسکے چہکارے سے یہ آواز آتی ہی نظم

دل ہو پر خون نہ مگر شیشہ ہو دم بھر خالی	اشک آنکھون مین بھرین پر نہ ہو ساغر خالی
کبھی ہوتا نہین ابر مژہ تر خالی	کسطرح چرخ سے ہو جائے سمندر خالی
نظر آتا ہے جو ساقی مجھے ساغر خالی	روح سے جسم بھی ہوتا ہے برابر خالی
دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر	رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی
رنج کیون بادہ پرستو ہی تہی دستی کا	بھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی
گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر	جام مے دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
نظر آتا نہین اوسکے ہی سوا کچھ مجھکو	کیون نظر آئے نہ جلے یار بھرا گھر خالی

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے سیران طرف سنبل کے متوجہ ہوئی کہا اے ملکہ عالم تمھاری تکلیف
مجھکو گوارا نہین جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ سنبل ہفت گیسو چاہتی ہین کہ اسکو کچھ حکم دون
کہ سمندر جو چلا تھا اوسوقت آکر پہونچا زوجہ کو جو دیوانہ بن مین دیکھا بدحواس ہوگیا پشت
سے ایک گولہ مارا کہ سنبل ہفت گیسو کا زخمی ہوا پھر ایک دستک دی کہ سیران کے
حواس درست ہوے زن و شوہر ملکر نکل گئے وہ وقت آچکا تھا کہ فوج ضیا و شعاع
نے فوج ثوابت و سیارگان پر فتح پائی شہنشاہ ماہ تابان شکست خوردہ داخل قلعہ مغرب
ہوا آفتاب تابان چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا کو روشن کیا سیران جھلائی
ہوئی آئی چار لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ ہفت پیکر بھی قصر
عشرت سے نکلا تخت نخوت پر سوار تاج غرور سر پر ساٹھ لاکھ فوج پشت پر ستر ہزار افسران
فوج ساحر و غیر ساحر تخت کو گھیرے ہوے اس کر و فر سے ہفت پیکر میدان مین آیا قلب

فوج مین تخت ٹھہرا سیران کو دیکھا کہ چار لاکھ فوج لیے ہوے ترتیب فوج کر رہی ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی لشکر رستم بصد حشم پیدا ہوا ایک طرف سے صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی پیدا ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین جب ترتیب
لشکر ہو چکی سیران جادو صف سے بڑھی سامنے تخت ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند
رات کو تو خداوند نے تقدیر برجستہ کی کہ مین قید سے چھوٹی بی سنبل کو زخمی کر کے نکل آئی
سنبل کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہی اب دیکھون میدان مین مقابلے کو کون آتا ہی مین نے
سب تحفہ جات تیار کر لیے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون دیکھون تو یہ شاہزادیان حریف
مقابلے مین آتی ہین یا شاید نہ نکلین اگر آئین تو مزا چکھین گی ہفت پیکر نے کہا تجھکو
یار قدرت کے سپرد کیا جسطرح چاہے مقابلہ کر کوئی تجھ سے نہ لڑ سکیگا سیران جست کر کے میدان
مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ شفق خونخوار نے
قصد کیا سنبل نے کہا ای شفق خونخوار سیران بڑی زبردست ساحرہ ہی ذرا سمجھکر مقابلے
مین جاؤ کہ ملکہ سیماب جادو تڑپ کر صف سے نکلین مقابلے مین سیران کے پہونچین
ملکہ شفق خونخوار تڑپ کر رہگئین کنیزون سے کہ رہی ہین کہ خدا سیماب کو بچاوے دیکھو
سیمتن نے بھی کنوتی بدلی دوجہ کی مدد کریگا ملکہ سیماب جو سامنے سیران کے پہونچین
بلیش وستی تو انکا قاعدہ نہین سیران نے گولہ مارا سیماب کے سر پر آکر پھٹا گولے سے
ایک دھوان نکلا کہ میدان مین اندھیرا ہو گیا بمشکل ملکہ سیماب دھوئین سے نکلین مگر
چہرہ زرد دل مین درد پریشان دھوئین سے نکلکر ہاتھ ہلایا سیران پر برق گری
سیران سمجھی کہ مین سیماب کے ہاتھ سے کشتہ ہوئی اسکا سحر اکسیر ہے میرے پھنسانے کی
تدبیر ہی حقیقت مین سیماب نے وہ سحر کیا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران صحرا
بیتاب ہوے اسنے دو پتھر زمین پر مارا ایک غبار اُڑا سیماب غبار کو دیکھکر گھبرائی سیران
نے آواز دی کہ ای سیماب ہوشیار رہنا دیکھو کون آیا سیماب نے دیکھا طرف سے صحرا کے
ایک شیر خشمناک نہایت چست و چالاک جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیماب نے جو شیر کو
آگے ہوے دیکھا موے سر توڑا ایک زنجیر آہنی تیار ہو گئی پھر آکر سر پر شیر کے ماری کہ

سر شیر کا پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا سیران نے جو دیکھا کہ شیر مارا گیا چاہا پیچھے ہٹون
سیماب نے آواز دی ای نسیم عنبر شمیم گیا سیران سے ملاقات نہ کرو گی ایک ہوا چلی اور آواز
آئی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہی سیران نے دیکھا کہ ہوا معتدل چلی نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکنے لگے
پھول مہکنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔ نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشت غبار انگیز کا ۔۔۔ مین اک بگولہ بنگیا صحرائے وحشت خیز کا
تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان ۔۔۔ دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا
شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا ۔۔۔ عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین ۔۔۔ دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا
آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ ہے گل بھی اُسی ۔۔۔ سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
زاہد اسے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے ۔۔۔ پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا
بڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھا یگا ۔۔۔ ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا
جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اسکی دوا ۔۔۔ پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر ۔۔۔ میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا
وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولانگہ کی ۔۔۔ گردش ہی ہفت افلاک کی کاوہ ترے شبدیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے ۔۔۔ دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

یہ اشعار سنکر سیران تڑپ گیا چاہا کہ قریب سیماب کے جاؤن عذر کرون سمند نے جو دور سے
یہ معرکہ دیکھا وہین سے سحر کیا کہ سیران ہوش مین آئی ایک برق گری کہ سر سیماب کا
زخمی ہوا قریب تھا کہ لہرا کے گرے کنیزین دوڑ پڑین گود مین اُٹھا کر لشکر مین لائین
سیران نے پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اور کسی کو بھیجو ملکہ شفق نے قصد کیا کہ مین
مقابلے مین جاؤن کہ سنبل ہفت گیسو نے ہاتھ تھام لیا لالہ عذار نے بھی اشارے سے
منع کیا کہ ای شفق خونخوار زن وشوہر ملکر مقابلہ کرتے ہین میدان مین جانے کا موقع نہین
ہی سیران نے جو دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی شاہزادی میرے مقابلے مین نہین آتی پکار کر آواز
دی ایسی شاہزادیان کھڑی ہین کہ جنکے سحر کا طلسم ہفت پیکر مین شہرہ ہی مگر کوئی صاحب

نہین آتین مین کہا وہین آ ؤن رنگ سحر دکھاؤن یہ جو اسنے پکار کر کہا ستم نے یہ نگاہ قہر طرف شاہزادیون کے دیکھا لالہ عذار بڑھی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی صدائے بوق ترکی کان مین آئی گھوڑے بھڑکنے لگے پیدل تھرا کر زمین پر گرے ہفت پیکر نے کہا وہی ظالم آتا ہو جسکے نام سے قدرت کو نفرت ہو اسد غازی نے سر اپنا اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اُڑائے ہوئے آتا ہو پشت پر اسّی ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اُڑاتے ہوئے آسمان پر لکہ ابر گلنار جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سیران نے جو ابر دیکھا ایک گولہ اُٹھا کر مارا گولہ جا کر ابر پر پڑا کہ ابر پھٹا ہفت پیکر نے دیکھا کہ ملک شمیم طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش ہفت پیکر بیقرار ہوگیا شمیم نے دیکھا کہ سیران نے مجھکو ظاہر کر دیا وہین سے آواز دی او گیسو بریدہ اسوقت آتا میر اخلاف نہ تھا مین ضرورت سے آئی تھی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا سیران پر مارا سیران پہ آگ برسنے لگی ہر چند چاہتی ہے کہ اپنے کو بچاؤن لیکن شعلۂ آتش بھڑک کر قریب آتے ہین سمند نے دور سے دیکھا کہ زوجہ میری جلا چاہتی ہی کارد سحر شمیم پر پھینکی شمیم نے کچھ سحر کیا کہ چھری اُلٹی پلٹی سینے پر سمند کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سیران نے جو دیکھا کہ شوہر میرا مارا گیا اور شعلۂ آتش مجھکو گھیرے ہین تڑپ کر چاہا کہ اس آگ سے نکلون مگر نہ نکل سکی ایک شعلہ سر پر پڑا کہ موے سر جلنے لگے اور ہر عضو جسم سے شعلے نکلنے لگے جل جلکر خاک ہوئی غضنفر نے جو دیکھا کہ شمیم نے زن و شوہر کو مارا مرکب اپنا بڑھا دیا میدان مین آکر آواز دی او ہفت پیکر کسی کو بھیج کیوس مردم در نے جو ایک کمسن کو دیکھا صف سے گینڈا نکالا غضنفر نے جو دیکھا ایک پہلوان فیل پیکر آتا ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری تاک کر تیر گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر جا کر لب معشوق ہوا گینڈے نے طرارہ بھرا ہر چند کیوس روکتا ہو گینڈے کی آنکھ چھیدی ہوئی پرنالہ خون کا بہ رہا ہی اسقدر کیوس نے قبضے مارے کہ گینڈا تھر اگیا آخر تڑپ کر جو جست کی کیوس گینڈے سے گرا غضنفر نے بڑھکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اشفاق نیزہ باز گینڈے کو بڑھا کے میدان مین آیا غضنفر سے مقابلہ کیا کئی نیزے مارے غضنفر نے وار اُسکا خالی

دیا تلوار کا ہاتھ مارا کہ اشفاق نیزہ باز بھی واصل جہنم ہوا مرواق صف شکن نے گینڈا اپنا
بڑھایا مقابلے مین غضنفر کے آیا آتے ہی گرز مارا غضنفر نے گرز کو تیغۂ روئین شگاف سے
قلم کیا جب سر گرز کٹ ڈنڈو کا ہاتھ مین رہگیا غضنفر پر پھینک مارا غضنفر نے اکوائی ہو کر خالی
دیا خبردار خبردار کہکر تیغہ چمکایا آواز دی ارے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا اوس سے
اپنے کو بچا مرواق نے پلٹ کر پشت پر دیکھا غضنفر نے ہاتھ مارا کہ مرواق کے بھی دو ٹکڑے
ہوے اسی طرح غضنفر نے سولہ پہلوان قتل کیے پھر مرکب مہمیز کر رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج جب ہفت پیکر داہنے بائین دیکھتا ہی ایک پہلوان مقرر
غضنفر پر جا پڑتا ہی متواتر تیس پہلوانون کو مار کر جو غضنفر نے نعرہ کیا اب ہفت پیکر بر
اوٹھا اوٹھا کر اور پہلوانون کا نام لے لیکر پکارتا ہی کہ ارے مقابلے مین اس طفل کے جاؤ
کوئی پہلوان اپنے مقام سے نہین بڑھتا جب تو غضنفر نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور آواز
دی کہ او نامرد مین خود آتا ہون قلب فوج مین آکر تجھکو مارونگا کہ دل کافرون کے ہلجائین
یہ کہکے غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ ای قزاقان بزنید وبہ بندید دریاے فوج
غضنفر کو جوش ہوا اسی ہزار قزاق گھوڑے اوٹھاکر دریاے فوج پر جا پڑے جس وقت
ہفت پیکر نے یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا علم سب کے کھلے نوبت نقارے بجاتے
ہوے چلے لیکن قزاق جو گرے ایک نے ایک کو ٹوکا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا کوئی
قزاق گھوڑے سے کودا پالٹ کا ہاتھ مارا چارون پاؤن گھوڑے کے قلم کیے خنجر سے
سوار کا شکم چاک کیا ساحر سحر بھول گئے غضنفر شمشیر زنی کرتا ہوا دریاے فوج مین شناوری
کر رہا ہی لاکھ ساحر وغیر ساحر مارے ہمراہیان ہفت پیکر نے چاہا گھیر لین یہ قزاق کب
گھرتے ہین گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین ہا و ہوے دلیران کی صدا بلند ہی غضنفر لڑتا
بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا للکارا کہ او مکار شعبدہ باز بہت دنون خدائی
کر چکا خوب دعوی یکتائی کیا اب وقت انقلاب آپہونچا یہ کہکے برابر تخت کے پہونچ گیا
کئی پہلوانون نے غضنفر کو روکا مگر یہ شیر کب رکتا ہی جسکو ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے کیے
کئی پہلوانون کو مار کر برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے سحر کیا کہ غضنفر

آگ برسنے لگی غضنفر نے انگشتر چہر دماہ کو چمکایا شمیم نے جو آسمان سے دیکھا کہ غضنفر شعلۂ آتش مین پھنسا باران سحر برسایا شعلۂ آتش بلجھے غضنفر گھوڑا چمکا کر شعلہ ہاے آتش سے نکلا سامنے ہفت پیکر کے آکر تیغہ چمکایا ہفت پیکر چمک تیغ کی دیکھکر ڈرا آخر کو اپنے تئین تخت سے گرادیا چلا کر آواز دی اے بندگان من اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجھے قتل کرتا ہی ساحرہ پہلوان دوڑے غضنفر پر بلوہ کیا شمیم نے آگ برسائی کئی سی ساحرون کو جلا دیا کتنے پہلوانون پر سحر کیا کہ گینڈے انکے بدلگامیان کرنے لگے ہفت پیکر نے جو سحر شمیم کا عالم دیکھا پکار کر آواز دی اے جان جہان عاشق پر یہ بدعت ہم مدت سے عاشق تھے یہ خیال ہمکو نہ تھا کہ ہمپر یہ ظلم کروگی ہماری جان پر بنی ہی اب سحر نہ کرو عاشق پر رحم کرو ساحرون نے ہفت پیکر کو اٹھا لیا لیکر بھاگے غضنفر نے دور تک پیچھا کیا مگر لوگ لے بھاگے اب غضنفر نے قزاقون کو اشارہ کیا قزاقون نے خوب بلوہ کیا آخر ہفت جوش جادو وزیر اعظم دوڑ پڑا قزاقون کو سحر کرکے ہٹایا قزاقون کے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے قزاقون نے گھبرا کر طرف غضنفر کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ اب کل جلیبے فوج کا بڑا بلوہ ہی شمیم نے کئی سو ساحرون کو مارا ہفت پیکر پر بھی سحر کیا ہفت پیکر دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی اے جان جہان اب سحر نہ کرو ایسا نہو میرے ہاتھ سے بھی سحر چلجائے اور کسی طرح کا نقصان تمکو پہونچے مین آٹھ پہر تمھاری یاد مین مبتلا ہون یہ اشعار زبان پر ہر وقت جاری رہتے ہین نظم

جو نعمت عشق کی جا ہے تو راحت جان ایذا کو
عصا یہ مجھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کا

وہ منصف ہون اگر مین نے کیا ختم کلام اللہ کو
ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو

خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشون کا
لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی مین مینا کو

خدا ہی بحر خوبی تیرے دست و پا مین لازم ہی
نہین دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان سے دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کوے جانان مین
ہواے باغ جنت زندہ کر دیتی ہی موتا کو

کیا استاد کو شاگرد اس طفل پری رو نے
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو

نہین جسکا کوئی اسکا خدا ہی پوچھنے والا
اٹھاتے ہین ملائک آکے بے وارث کے مردے کو

مری میراث ہی خلد برین فرزند آدم ہون
شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا
تراشا تجھکو جس بت ساز نے ای بت قیامت کی
دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین
چمن مین یار بن جو رویا مین تو اشکون نے
قریبون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین
وہ محبوب جہان ہی تو ہولے تیرے کوچے کی
ید بیضا سے روشن یار کا رخسار ہی آتش

سرھانے جانتا ہون اپنے مین ٹوٹے ہوے دراکو
سیہ خیمے مین مجنون نے دیکھا ہے لیلی کو
بنایا شیشے سے نازک مزاج سنگ خارا کو
غنیمت جانتا ہی لالہ اپنے داغ سودا کو
گلون نے کان کا جھمکا بنایا ہی ثریا کو
نکالا ناخن پا نے کہان خار کف پا کو
پھرایا شیخ سے کعبے کو راہب سے کلیسا کو
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

شمیم نے جو یہ اشعار سُنے منھہ پھیر کر آواز دی او بیحیا اسی حسرت مین مریگا یہی شیر تجھکو قتل کریگا انشاء اللہ ابتو جلاتے ہین پھر آئینگے یہ کہکے سحر کیا کہ سب قزاق الاگ ہوئے غضنفر آگے بڑھا ہفت پیکر نے آواز دی یہ لوگ جلانے نہ پائین شمیم نے سحر کیا کہ میدان مین اندھیرا چھا گیا اُسی اندھیرے مین قزاق لڑتے ہوے نکلے لاکھون ملازمان ہفت پیکر کو قتل کیا جب غضنفر نکلگیا ہفت پیکر روتا پیٹتا پلٹا آج صاحبقران تعریف غضنفر کی کرتے ہوے پلٹے اسد سے فرماتے ہین کہ غضنفر کے وہی شیوے ہین جو تمہارا طریقہ تھا آج کس دھوم سے لڑا ہی کیا معرکہ پڑا ہی لاکھون کو پامال کر دیا اسد عرض کرتے ہین حضور کی دعا کا باعث ہی کہ غلام آپ کا سرفراز ہی بہادرون کو اُسکی جرائت پر ناز ہی صاحبقران یہ فرماتے ہوے دربار مین آئے خورشید بن ہاشم نے عرض کی کیون داداجان ہمارے تحفے غضنفر سے نہ ملین گے مین کس مشقت سے ان چیزون کو لایا میان غضنفر صاحب جو ایک ساحرہ کو مار کر تحفے لیگئے آجتک نہین دیے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند تم جانتے ہو اُس دیوانہ گستاخ پر میرا کیا اختیار ہی اُسنے لشکر مین رہنا چھوڑ دیا مگر مناسب ہی کہ اب یہ تحفے معاف کرو خورشید نے دست بستہ عرض کی کہ وہ لشکر مین تشریف لائین مین ذکر بھی نہ کرونگا جس دن تعاقب کرون تحفہ جات چھین لون اسد نے کہا ای خورشید اپنی خیر مناؤ ایسا نہ ہو تمکو زخمی کرے یا وہ دیوانہ بیباک ہی دشمنون کو مار ڈالے تو

ہوں جان سے مجھکو شرمندگی ہوگی دربار مین تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر خورشید کو فکر ہوئی کہ صحرا مین جاکر غضنفر کو گھیرون تحفہ جات چھین لون دیکھون تو یہ دیوانہ کیا کرتا ہی باہر نکلکر مہتر کوکب عیار سے حکم دیا کہ ای برادر دریافت تو کرو کہ یہ غضنفر کہان اُترا ہی مین لشکر کشی کرکے جاؤنگا سعید نامے پہلوان سے کہا لشکر تیار رکھو یہان غضنفر صحرا مین آکر اُترا ایک گاؤن لوٹا زمیندار کو پکڑ لائے اُسکو نخل سے باندھا ہی روپیہ مانگ رہے ہین کہ مہتر کوکب نے آکر غضنفر کو دیکھا پلٹ کر خدمت خورشید مین آیا عرض کی آقائے نامدار یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی کہ وہان غضنفر اُترا ہوا ہی ایک زمیندار سے روپے طلب کر رہا ہی خورشید اُسیوقت سوار ہوے سعید تیغزن پہلوان سے کہا کہ تم جاکر غضنفر کو گھیر لو مین بھی آتا ہون آج غضنفر کی گردن لون سعید تیغزن فوج لیکر چلا چار طرف سے آکر جنگل کو گھیرا ہمراہے تیز رفتار نے غضنفر کو خبر دی کہ جنگل گھر گیا لشکر خورشید نے آکر گھیرا ہی غضنفر تیغہ ٹیک کر اُٹھا بوق ترکی بجایا قزاق بھی ہوشیار ہو گئے گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے جب غضنفر سامنے سعید کے پہونچا للکارا کہ ای پہلوان لے یہ تیغہ لے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا تھا کہ سعید گھوڑا بڑھاکر قریب آیا سعید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے جھکتی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ سعید تیغزن کا کٹ کر گرا غضنفر نے پکار کر کہا لو خورشید بھی آگئے سعید پلٹا غضنفر نے کمر پر ہاتھ مارا سعید کے دو ٹکڑے ہوے قزاق آکر فوج پر گرے کئی ہزار کو مار لیا آخر ہمراہیان سعید تیغزن لاشہ سعید کا لیکر بھاگے خورشید راہ مین آتے تھے کہ لاشہ سعید کا دیکھا بہت غصہ آیا کہا اب اس دیوانے کو مار ڈالونگا آج گھوڑا و تیغہ و انگشتر لونگا خورشید یہ کہہ رہے تھے کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا غضنفر تیغے سے خون پونچھتا ہوا آتا ہی خورشید نے پکار کر آواز دی او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تو نے میرے سپہ سالار کو مارا غضنفر نے رومال سے ہاتھ باندھے پکار کے آواز دی سعید کے سر پر موت سوار تھی مین نے ہرچند بچایا نہ بچا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا یہ تحفہ جات لیجیے میری جان بخشی کیجیے یہ کہکے انگوٹھی انگلی سے اُتاری تیغہ برہنہ چمکاتا ہوا قریب آیا کہا یہ تیغہ تو لیجیے خورشید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ہاتھ پر چرکا دیا اور سر پر تلوار

ماردی خورشید کا سر زخمی ہوا غضنفر نے گھوڑا بھگایا اور پکار کر آواز دی او خورشید خبردار
اب کبھی تحفہ جات کا نام نہ لینا خورشید زخم باندھکر آمادہ ہوے کہ پیچھے جاؤن کہ طرف سے
لشکر کے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین خورشید کو جو زخمی دیکھا
گھوڑے کو بڑھا کر قریب آئے فرمایا ای خورشید یہ کیا ہوا کہا غضنفر دیوانہ مجھکو زخمی کرکے
بھاگ گیا حضور اب جائین مین دیوانے کا سر لیکر آؤنگا صاحبقران نے خورشید کا
زخم باندھا فرمایا ای فرزند وہ دیوانہ بیباک ہی نہایت چست و چالاک ہی اب لشکر
مین چلو ہم تمھین تحفہ جات دلوا دینگے غضنفر ایک نخل کی آڑ مین چھپا کھڑا تھا پکار کر آواز
دی نانا جان آپ تشریف لیجائین ایسا نہو مجھ سے بے ادبی ہو اور مہم سلیمانی کی ضرورت
پڑے صاحبقران نے گھوڑا چمکایا اور پکار کر آواز دی او دیوانہ بیباک تیری شامتین
آئی ہین غضنفر نے عرض کی نانا جان بس اب جائیے زیادہ کچھ نہ فرمائیے مجھکو جہنم کا خوف
ہی ورنہ آپ کو بھی سمجھا دیتا یہ کہتا ہوا غضنفر بھاگا جاتا ہے کہ اگر صاحبقران گھوڑے کو
دوڑائین گے تو مجھکو پکڑ لین گے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا صاحبقران خورشید کو ساتھ
لیکر پلٹے غضنفر پہاڑ سے اترا گھوڑا چمکاتا ہوا دوسرے قریے پر پہونچا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہی اس زمیندار نے حال سنا تھا سامان دعوت
بھیجا غضنفر تو اس مقام پر فروکش ہی لیکن حال دربار ہفت پیکر تحریر کرتا ہون کہ وہ دربار
مین جو آکر بیٹھا نہایت ملول و حزین پریشان اہل دربار سے کہ رہا ہی کہ اب لڑائی
نہین سنبھلتی روز شکست ہوتی ہی قلعے سب فتح ہوے غضنفر نے بارہ قلعے فتح کیے کیسے کیسے
سردار مارے گئے کہ جنکا نظیر ناممکن ہے یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے
اور ہفت پیکر کے سامنے عرض کی غضنفر بن اسد قصبۂ الوند پر فروکش ہی الوند زمیندار نے
بڑی دھوم سے دعوت کی ہی لیکن غضنفر بے سامان فروکش ہے اب اسوقت کسی کو ضرور
قدرت بھیجین تو غضنفر گرفتار ہو جائے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی پہلوان ایسا ہے کہ
قدرت کے رقیب کی مشکین باندھکر لائے یہ کہنا تھا کہ سرشار سیر سوار اپنے مقام سے
غصے مین سرشار ہو کر اٹھا تین لاکھ فوج کا افسر ہے سب مین بہتر ہی کل فوج کو حکم دے دیا

کہ تیار ہو سب فوج اسیوقت تیار ہو گئی گینڈے کو بڑھا کر چلا مگر خورشید بن ہاشم
صاحبقران کے لحاظ سے پہلے آئے لشکر مین آکر سوچے کہ اگر غضنفر کو سزا نہ دی تو وہ غرور
کریگا زخم دوزی کرا کے پٹیان زخمون پر چڑھائین دس ہزار جوان ساتھ لیکر فکر غضنفر مین چلے
صحرا مین جو آکر پہونچے سرشار پر سوار جو کہ تین لاکھ فوج لیکر فکر غضنفر مین چلا تھا خورشید
نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ای پہلوان اسوقت تو کہان جاتا ہی سرشار نے
کہا مین برائے گرفتاری غضنفر جاتا ہون قصبۂ الونار پر فروکش ہی یہ سنکر خورشید نے
آواز دی او نامرد پہلے مردان عالم سے مقابلہ کر لے تب آگے بڑھنا یہ سنکر سرشار نے
گینڈا اپنا بڑھایا مقابلے مین خورشید کے آیا خورشید سے نیزہ بازی مین مقابلہ پڑا
جب نیزہ بازی سے مطلب حاصل نہوا تو فریقین مین تلوارین کھنچین خورشید نے بھلا وہ یک
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سرشار کا جھول پڑا فوج والون نے جو اپنے آقا کو زخمی
دیکھا مین لاکھ فوج خورشید پر آپڑی خورشید دس ہزار جوانون سے تین لاکھ کو روکے
ہوئے ہین مگر نہایت بیقرار ہین جہان انکے دو ہزار کو پچاس ہزار نے گھیرا خورشید فورا
جھپٹ جھپٹ کے پہونچ جاتے ہین اپنے ساتھ والون کو بچاتے ہین لاشے جو دوستون
کے دیکھے بیقرار ہو گئے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک چارہ ساز رحم اپنا
شریک کر ان ظالمون سے بچالے نظم

از کدورت باطن خود کن صفا	تا نظر آید ترا نور خدا
کن توکل بر جناب کردگار	در مقام ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو	آشنائے مردم ناآشنا
دوستی کن دوستی با نیک و بد	دوست دارد تا زمانہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن	ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست	کن صدا بر باب حق مثل گدا
مال و دولت صرف کن از دست خویش	ہرچہ داری بخش بر نام خدا
از عذاب عاقبت یابی نجات	گر کنی حق عبودیت ادا

سرکش از حکم خلاق جہان	سجدہ کن بر خاک تسلیم و رضا
بندہ گر از عبادت سر مپیچ	زانکہ غیر از بندگی ہیچ است ہیچ

خورشید نے جو بیقرار ہوکر دعا مانگی ساتھ والے آمین کہنے لگے کہ یکایک صحرا سے گرد اوڑی
غضنفر بن اسد اسی ہزار قزاقون سے آکر پہونچا نعرہ کر کے گرا لڑتا بھڑتا سامنے سرشار
کے پہونچا للکارا کہ او نامرد تو میری فکر مین چلا تھا میرے بھائی نے مجھکو روک لیا دیکھ
دس ہزار سوارون نے تین لاکھ سے مقابلہ کیا اب قزاقان جانباز آپہونچے اب ہرگز
نہ بچوگے یہ کہکے سرشار پر جا پڑے وہی فقرہ کیا آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو سرشار پلٹا
غضنفر نے کمر پہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے شاہزادہ خورشید بھی غضنفر کو
دیکھکر شگفتہ ہوئے غضنفر نے کہا ای برادر کیا ارادہ ہے خورشید نے کہا اب نکلجا ایسا
نہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ غضنفر نے پھر فقرہ دیکر ہاتھ مارا بوق ترکی کو بجا دیا کہ اے
قزاقو اب شکار کھیلتے ہوئے چلو قزاقون نے چھری لی ایک ایک حملہ کر کے نکلے کہ
خورشید کے ساتھ والے پامال ہوگئے چند شخص ہمراہیان خورشید باقی رہگئے دور جاکر
غضنفر نے آواز دی بھائی صاحب اب جائیے میری بے ادبی کو بھی آپ معاف فرمائیے
قضائے کار اسد غازی شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے خورشید کو جو زخمی دیکھا ٹھہر گئے
فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا خورشید نے کہا آپ کے صاحبزادے زخمی کر کے تشریف لیگئے
ہین اسد نے گھوڑا اڑکایا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری پکار کر آواز دی اے غضنفر
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا غضنفر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیر بجر کمان مین پیوست ہوچکا ہے سہم کر
غضنفر ٹھہر گیا اسد نے قسم کھا کر کہا کہ مین کچھ نہ کہونگا تم سیدھے میرے پاس چلے آؤ
ورنہ اُدھر تمنے قدم بڑھایا اور تیر پڑا غضنفر ڈرا کہ قبلہ وکعبہ خلاف نہین فرماتے ہین
غضنفر نے عرض کی مین قریب آتا ہون مگر تحفے نہ دونگا یہ کہکے قریب آیا اسد نے
رومال سے ہاتھ غضنفر کا باندھ لیا پوچھا کہ اپنے کو کس حال مین پاتا ہے غضنفر نے کہا جیسے
کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ہو اسد نے کہا تیری زبان درازی نہین جاتی مجھکو ظالم
بتاتا ہے غضنفر نے کہا آپ میرے مالک ہین جو چاہیے سو کیجیے میری مجال ہے کہ آپ کے

سامنے سرکشی کردن یہ کہکے غضنفر قریب آیا اسد نے کان پکڑ لیا غضنفر نے سر جھکا لیا
اسد نے کان پکڑ کے کہا کیون بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی کہ خورشید کو زخمی کیا تحفہ جات اسکو
دیدے وہ سامنے صاحبقران کے فریاد کرچکا ہی غضنفر نے کہا صاحبقران کیا خدا ہین
آپنے مجکو تیر دکھا کے پکڑ لیا اسد نے تلوار پرتلے سے نکالی اونگلی سے انگوٹھی اوتاری
گھوڑے کی باگ تھامی کہا بس اب جائیے غضنفر نے بہ نگاہ حسرت خورشید کو دیکھا خورشید
کا دل بیقرار ہو گیا کہا بھائی صاحب مین یہ خوشی یہ تحفے اسکو بخشتا ہون غضنفر نے تحفے
لیے گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑے کو چمکاتا ہوا جب دور نکلگیا تو پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ
آج آپنے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کسی مقام پر آپ سے سمجھونگا اسد نے آواز دی ارے
ٹھہر تو جا غضنفر نے کہا اب نہین ٹھہرتے غضنفر یہ کہتا ہوا چلا گا کہ قبلہ و کعبہ اب شبخون لشکر پر
مارونگا اور خزانہ لیجاؤنگا اسد خاموش ہو رہے خورشید کو ساتھ لیکر پلٹے غضنفر طرف صحرا کے
گئے مگر ہفت پیکر بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ پہلوان برائے گرفتاری غضنفر گیا تھا
پلٹ کر آیا یا نہین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ حضور وہ پہلوان مارا گیا
غضنفر نے اسکو ٹوک کر مارا اول خورشید نے روکا بعد اسکے غضنفر آیا آخر وہ پہلوان
مارا گیا ہفت پیکر کو اوس پہلوان کے مارے جانے کا حال سُنکر بہت قلق ہوا کہا یارو
ایسا پہلوان زبردست نامی وگرامی چالاک حیف صد حیف مارا گیا اب میرا دل کہہ رہا ہے
کہ ایکی مرتبہ طبل جنگی بجا اور مسلمانون نے بلوہ کیا قدرت کو اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر
کرین پروے بارگاہ کے اوٹھے ہوے قصر سامنے معقول بنے ہوے ہین ہر قصر مین
سامان عجائب و غرائب ہی مگر وہ جو ڈیوڑھیون پر خداوندان باطل قائم تھے وہ سب سامان
منگنے بجے ان سے ملکہ شمیم شریک مسلمانان ہوئین اوس دن سے ڈیوڑھیون پر نقار وزیر جلد
شاہ و فرعون شاہ وغیرہ جو مثل نگہبان بیٹھے رہتے تھے ان مقامون پر سناٹا ہی ہفت پیکر
جب دیکھتا ہی آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی وزیر و امیر سب عرض کرتے ہین کہ یا خداوند شعرائے
سابق نے خوب بیان کیا ہی ہر کمالے را زوال بعد جاہ و جلال کے یہ تکلیفین دیکھنا تھین
میان قمر کیا خوب مذمت دنیا مین فرماتے ہین۔ نظم

غافلان باغ یہ نہین دلکش | جسکو دیکھا وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوائے بہمن دی | آستین زن چراغ عقل یہی
خاک جب ہوگئے قد رعنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل ورد | جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل | تب نظر آئے گیسو سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
جب ہوا گل چراغ عارض یار | تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین | چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن | کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان | غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین | باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم | ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
جب ہوا سرو کو خزان کا ڈر | خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس | گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو وزرانے پڑھے ہفت پیکر رونے لگا کہا یارو خدائے نادیدہ مسلمانون کا بڑا زبردست ہی کس تدبیر سے رستم کو تحفہ جات ملے لوح بھی حاصل ہوگئی کوئی مرحلہ باقی نہ رہا اب جو قلعے باقی تھے وہ غضنفر نے فتح کیے ہفت پیکر دلمین محجوب ہی کہ مین نے دعوی خدائی کیون کیا ای ہفت پیکر سلطنت کیا کم تھی سات سو ملک سے خراج آتا تھا وہ سب ملک قبضے سے نکل گئے کل سرداران صاحبقران نے خروج کیا شاہزادون نے ملک مین آفتین برپا کین یہ خیال جو آیا ہفت پیکر بہت رویا وزرا امرا نے عرض کی قدرت نہ گھبرائین ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا کل فوج جلوہ گر ہوگی اسی لاکھ فوج تھی اسمین سے

دس لاکھ قتل ہوئی اب بھی ستر لاکھ باقی ہی جسوقت یہ سب ملکر یلوہ کرینگے مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائینگے ہفت پیکر کسی بات کا جواب نہین دیتا دل سے باتین کر رہا ہی عظمت و شان اپنا یاد آتا ہی دل گھبراتا ہی سب سے زیادہ شمیم کی یاد مین بیقرار ہی کبھی کہتا ہی ہائے معشوق قدرت نکل گئی کسکے سامنے بیان کرون کبھی یہ اشعار پڑھنے لگتا ہی نظم

فراق مین ہی دم تیغ موج آب مجھے
ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے

جو می فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے
عوض مین ذرے کے بخشا یہ آفتاب مجھے

ملا ہی وہ بت محبوب بے حجاب مجھے
عجب ہی آئی نظر برق بے سحاب مجھے

پیا جو جام تہی بنگئے اشک ساری شراب
بغیر یار ہو گیا نشۂ شراب مجھے

دم انتظار مین نکلا تب آیا ہائے جواب
جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

جوان دل ہی تو پیری نہین ہی تائب عشق
سفیدی بالون کی ہی جوش ماہتاب مجھے

تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا
نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے

مین جسکے غم مین جلون ہو وہ بے مزہ مجھسے
کیا ہی بخت نے کیا سوختہ کباب مجھے

خوشی جہان کو ہی میری اشکباری سے
کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب مجھے

بھیگی جان مری روز ہجر [illegible] کبھو ہنکر
دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے

بہا جو اشک کا سیلاب آنکھین پھوٹ گئین
ملے تھے کیا [illegible] آنکھون کے دو حباب مجھے

جنون سے ملتے ہین کتنے دیوانۂ زنجیر
کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب مجھے

درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک تا صبح
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

ہفت پیکر نے جو یہ اشعار پڑھے سب اہل دربار رونے لگے اُسوقت دربار مین ہفت پیکر کے عجب کیفیت ہی ہر ایک کو جوش عبرت ہی ہفت پیکر کہتا ہی قدرت چولا تبدیل کرینگے اور کسی رنگ مین خدائی جمائین گے کہ سامنے سے ایک لکۂ ابر اُٹھا جتنے رنگ دنیا مین ہین وہ سب رنگ اُس ابر مین شریک ہین کبھی ابر برستا ہی کبھی دھوپ نکل آتی ہی کہین پانی بھر گیا کہین خاک اُڑنے لگی ہفت پیکر نے کہا یارو تمنے دیکھا یہ ابر کیسا اُٹھا ہی عجائب و غرائب قدرت معلوم ہوتے ہین ہفت جوش جادو وزیر اعظم بیٹھا تھا وہ اپنے مقام سے اُٹھا

کہا یا خداوند سکندر نے بر وقت انتقال جو طلسم خیال سکندری بنایا تھا اُسی کا ظہور ہی
ایک حکیم کامل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کی لاش کے واسطے ایک قصر بنے وہ قصر بنا حکیم
خانہ کو زیر صندوق حبس دم کر کے بیٹھا کئی سو برس کے بعد وہ منھ سے بولا ایسا اپنے علم کا غرور
ہوا کہ پکار اُٹھا مین خداوند ہون سترہ سو ملک جو خراج گزار تھے سب نے اُسکے عجائب و غرائب
دیکھکر سجدہ کیا شاید وہی برائے سیر نکلا ہی بغور دیکھیے صندوق پر سوار ہوگا شعبدہ سحر
دکھلاتا ہوا آتا ہی اب جو سب نے بنگاہ غور دیکھا تو ایک صندوق مخمل کاشانی سے منڈھا ہوا
اُسپر ایک شخص تبکلف تمام بیٹھا ہی جب مسکراتا ہی تو بجلی چمکتی ہی جب روتا ہی تو مینھ کا تار بندھ جاتا ہی
جب ہاتھ کو جنبش دیتا ہی تو خاک اڑتی ہی کبھی ہاتھون کے ہلانے سے ابر مین جنبش ہوتی ہی ہزارہا
طائر پر سے پر ملائے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین جنکے کلام سے یہ سنائی دیتا ہی۔ نظم

دلا فصل بہاری ہی جنون زا ربع مسکون ہی
سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اُسکا فا موزون ہی
کرے کیا خال پر رغبت جو محو چشم میگون ہی
نہین گے بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے
جہان موذی ہین دنیا مین مسخر زر سے ہوتے ہین
برابر جانتے ہین خشک و تر کے جزو و کل کو ہم
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہوتا نہین ممکن
خدا نے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دنیا مین
نہ ہو ادنی کو کچھ حیرت کبھی اعلیٰ کے رتبے سے
کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو
کسی محبوب کو کیا ہی دے محبوب سے نسبت
اندھیر ایسا اندھیر اچھا رہا ہی آگے آنکھون کے
سیہ مستون کی ہی رفتار برے کلاک مین تاسخ

گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی
صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی
کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی
اگر اے شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہی
کہ نقش زر خزانے مین برائے بار افسون ہی
جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی
کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جبتلک خون ہی
زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی
زمین آرام سے ہی رات دن گردش مین گردون ہی
کہ کہتے ہین مرے ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہی
کہ رشک خال مشکین ہی جو اُسکی زلف کی گون ہی
شب تاریک مین مجھکو خیال زلف شبگون ہی
دم فکر سخن مجھکو خیال چشم میگون ہی

ہفت پیکر نے کہا ای وزیر اعظم ذرا اس حکیم کو بلاؤ وزیر نے کہا وہ اپنے غرور مین ہے

شاید آپ کو اس مرتبے پر دیکھ کر کچھ شک کرے، آپ خود بلائیے ہفت پیکر نے کھڑے
ہو کر کہا یا خداوند خیال سکندری فوراً یہاں تشریف لائیے ایسا نہو کہ میں جمال سے محروم رہونگا
چاہتا ہون کہ آپکی خاطر کرون جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی تھوڑی دیر تشریف رکھیے
ہفت پیکر نے جو پکار کر کہا یا تو ابر رواروی کرتا ہوا جاتا تھا یا رکا آواز آئی ای بندگان من
کیا جمال قدرت دیکھنا چاہتے ہو ہفت پیکر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا
بول اُٹھا کہ مین خود خداوند ہون بونے دوسی کے بعد میری خدائی نے رونق پکڑی اب وقت
زوال ہی اسوجہ سے آپ کی قدمبوسی چاہتا ہون ورنہ ایسے ایسے بندے تھے کہ زندے کو
مردہ اور مردے کو زندہ کرتے تھے اُن سب کو بہشت مین بھیجا جب وہ جانباز یاد آتے ہین
تو قدرت گھبراتے ہین یہ جو ہفت پیکر نے کہا ابر سے ہزارون برقین گرین ایک سناٹا ہوا
کہ اہل دربار ہفت پیکر بیہوش ہوگئے براے چند ساعت ہفت پیکر کی بھی آنکھ بند ہوگئی
اب جو بیدار ہوا دیکھا میرے تخت پر صندوق قائم ہی وہی حکیم باریش کلان صندوق پر
بیٹھا ہی ہفت پیکر نے مصافحہ کیا معانقہ کا ارادہ کیا حکیم نے منع کیا کہا تیرے جسم سے
جسم نہ مس کرینگے تو مغضوب درگاہ ہی تیرا زوال بہت قریب ہی تو بے نصیب ہی اب مسلمان
تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے یہ سب بندے کیون بیہوش پڑے ہین ارے اُٹھو قدرت کو سجدہ کرو
سب بیدار ہوے اُٹھتے ہی حکیم کو سجدہ کرنے لگے ہر چند ہفت پیکر اشارون سے
منع کرتا ہی مگر کوئی نہین سنتا جو اُٹھا وہ سجدے کو جھکا جب سجدے کرکے وہ سب بیٹھ چکے
تو حکیم نے کہا ای ہفت پیکر کیا چاہتا ہی ہفت پیکر نے کہا یا خداوند حکما اصل یہ ہے کہ
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا تحفہ جات حاصل کرلیے لوح طلسمی پر قبضہ کیا ایک صرف
یہ قصر عشرت باقی ہی اگر یہان شکست کھائی تو کہان جاؤنگا حکیم نے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر
کیون گھبراتا ہی کل ایک بندہ ہمارا آئیگا کہ داؤد عیار اُسکا نام ہی سب مسلمانون کو وہ
گرفتار کرکے لیجائیگا قصر سکندری مین پہونچائیگا قدرت اُنکا دربار سمجھین گے تو اپنے
مالکون پر قبضہ کرلینا مگر قدرت کو سجدہ کر غرور اپنے دل سے نکال ورنہ بہت پچھتائیگا
ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا ہفت پیکر واسطے سجدے کے جھکا حکیم نے قبضہ پر ہاتھ

رکھا اور آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم ہفت پیکر نے فوراً
قدمون کو چوما حکیم نے کہا کہ اب زیادہ نہ ٹھہرینگے یہ تصویر قدرت اپنی دیتے ہین اسکو
گلے مین ڈال لے سوائے طلسم کشا کے کوئی تجھکو نہ قتل کر سکیگا حکیم نے تصویر دی ہفت پیکر
نے گلے مین ڈال لی حکیم نے صندوق کو اشارہ کیا اُسی طرح بلند ہو کر ابر مین چھپا اُسی طرح سے ابر
کڑکتا ہوا روانہ ہو گیا دیر تک دربار مین ہفت پیکر کے سناٹا رہا بعد عرصہ دراز ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی یہ جو آیا تھا یہی خداوند ہی مجھکو آج سے سلطان ہفت پیکر کہا کرو سب
سردار خاموش ہو رہے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ ہمارے خداوند پر سحر کر گیا دل
قدرت کا پلٹا دیا اُسکے معتقد ہوے اب امیدوار ہین کہ خیال سکندری والون سے
بگڑی اُلجھ جائے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر طبل قہاری پر چوب پڑے
اُسیوقت لشکر ہفت پیکر مین طبل جنگی بجا سب سردارون نے نقارے بجائے ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا
کے دعا دی۔ قطعہ۔ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تا بد چو روشن چراغ + نگین
سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز
ہو آج ہفت پیکر نے خداوند خیال سکندری سے ملاقات کی اور اُسکو سجدہ کیا اُسی کا
نام لے رہا ہے کل کوئی سردار وہان سے آئیگا سر میدان مقابلہ کریگا وہ بدزبان کہہ گیا ہے
کہ سب اہل اسلام گرفتار ہونگے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانہ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر ڈال دیا
بقول شاعر۔ نظم۔ چو بر طبل اسکندر آمد دوال + ز ناہید مریخ کرد این سوال + جہان را
مگر روز آخر رسید + سرافیل صور قیامت دمید + بگفتا کہ این طبل اسکندر است + کز آوازش
او گوش گردون کر است + رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا لشکر رستم مین بھی طبل جنگی
بجا ہفت پیکر جب طبل جنگی بجوا چکا تو سردارون سے کہا آپس مین عہد کرو کہ کل جمکر لڑو
ایسی تلوار چلے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہو جائین طلسم کشا کو گھیر کر گرفتار کرو میرے
سامنے لاؤ مین اُسکو قتل کرون طلسم پر پھر سے قبضہ کرون سب سردار جمع ہوے

کتاب ہفت پیکر بیچ مین رکھی گئی سب نے اُس کتاب پر ہاتھ رکھے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل میدان سے قدم نہ ہٹائین گے جمکر لڑینگے اسطرح لڑین کہ مسلمانون کی جرأت سب
مٹا دین آپس مین قسمیہ ہو کر سب سردار دربار ہفت پیکر سے اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرنے لگے سترہ سو سردار صاحبان فوج و لشکر سب کو وردیان نئی
باٹین سمک بلد آگی واسطے خبر کے آیا تھا یہ ہنگامے لشکر کفار مین جو دیکھے خدمت رستم مین
آکر کل کیفیت بیان کی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا ای غازیان دیندار
وای مجاہدان تہور شعار کل تم اسطرح جنگ کرو کہ کفار کو تنگ کرو یہ بیچارے بھی سمجھین کہ شیران
دشت نبرد سے مقابلہ پڑا کل ہم خود میدان مین نکلین گے ہفت پیکر کو للکارین گے
دیکھین کون نکلتا ہی ہفت پیکر کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان موجود ہین سمک نے
عرض کی آج کوئی عیار بھی آنے کو ہو ہفت پیکر کہتا تھا کہ شاطر قدرت جسنے بیشۂ زنگبار
مین پرورش پائی ہی ساٹھ ہزار عیارون سے آئیگا حمیر چابک اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار
پیک بچون سے آئیگا ہلڑ ہی کہ خواجہ کو ٹوکیگا خواجہ بھی اُسوقت وہان موجود تھے یہ سنکر ہنسے
فرمانے لگے کہ مین نحیف و ضعیف مفلس محتاج کیا مقابلہ کرونگا البتہ فرزند میرے چالاک
وغیرہ مقابلہ کرینگے رستم نے کہا ای عم نامدار عیار جو آئیگا وہ آپ ہی سے دعوی کریگا آپکو
جواب دینا پڑیگا کہا ای نور نظر تم کمر بندھواؤ تو کیا مضائقہ ہی افلاس میرا دفع ہو ہوش تو
درست ہون رستم نے کہا جسوقت آپ اُس عیار کو گرفتار کرکے لائینگے سب سردار کچھ نذر
کرینگے خواجہ نے چادرہ بچھا کر کہا اب ثابت ہو گیا کہ ہماری جان لینا منظور ہی مین بھی ضرور
لڑونگا رستم نے کہا جب فتح کرکے آئیے گا جب ملیگا خواجہ نے منھ پھلا لیا کہا ہمکو تمھارے
طرز کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت کچھ دوگے رستم نے کہا دس ہزار تو مین حاضر کرونگا اور
سردارون کو اختیار ہی خواجہ نے کہا سخی کے سردار بھی سخی ہوتے ہین یہ کہکے خواجہ نکلے
برق نے پھریری لی خسرو نے پوچھا ای برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا کھلا مین اُستاد کو
لڑنے دونگا مین آتے آتے اُسکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکے برق تلاش مین نکلا چار پہر رات
تیاریان رہین صبح کو برق فرنگی ایک خدمتگار کی شکل بنکر دربار ہفت پیکر مین آیا ہفت پیکر

سرداروں کو روانہ کر رہا ہی کہ ایک عیار جست وخیز کرتا ہوا آیا ہفت پیکر کو ایک نامہ
دیا ہفت پیکر اُسکو کھول کر پڑھنے لگا یہ کیا جانے کہ خدمتگار بھی پڑھا ہوا پشت پر کھڑا ہی
عیار جمہیر نے نامہ ہفت پیکر کو لکھا تھا کہ یا خداوند شاطر آپ کی طرف سے بیشۂ فیضرسان
کے آتا تھا راہ میں سردار فرستادۂ خیال سکندری موسوم بہ داؤد غبار انگیز ملا غلام سے
ملاقات ہوئی وہ بھی آکر قیامت برپا کریگا غلام بھی حاضر ہوگا مگر تاہم دونوں کا مخفی کیجیے گا
عیاروں پر ثابت نہ ہو ورنہ راہ میں آکر روکیں گے ہفت پیکر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا
اُگالدان میں ڈالدیا ہفت جوش وزیر نے پوچھا یا خداوند یہ کسکا نامہ تھا ہفت پیکر نے
کہا قدرت کو مخفی کرنا منظور رہی اس حال کو نہ پوچھو وزیر خاموش ہو رہا برق باہر نکلا ساحروں
سے نشان بیشۂ فیضرسان پوچھا تلاش میں چلا راہ میں فرزند سے ملاقات ہوئی برق ثانی
نے پوچھا ای والد آپ کہاں جاتے ہیں برق نے کہا اس حال کو نہ پوچھو میں طرف بیشۂ
فیضرسان کے جاتا ہوں برق ثانی بارگاہ میں آیا دیکھا صاحبقران بھی سوار ہو رہے
ہیں ایک طرف سے لشکر رستم فرداً فرداً آرہا ہی سرداران صاحبقران بھی چلے آتے ہیں
خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ساتھ ساتوں جہتر
چودہ سرہنگ ساتھ ساتھ خواجہ کے چلے آتے ہیں طریقہ آمد عیاران شلنگیں لگاتے
ہوئے آپس میں خنجر چلتے ہوئے حقہ ہائے آتشبازی کا ونّاٹا اس عظم وشان سے خواجہ
میدان میں آکر پہونچے سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران کی آمد ہوئی طبل
سکندری پر چوب پڑی بادشاہ لشکر اسلام قلب فوج میں آکر ٹھہرے صاحبقران زمان
بعہدۂ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لیکن حال برق کا عرض کیا جاتا ہے
کہ برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا بیشۂ فیضرسان میں پہونچا ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ
صحرا میں فوج بیشمار فروکش ہی ملکہ شیرین ادا زوجہ داؤد غبار انگیز بھی ساتھ ہی برق
صحرا میں آکر کھڑا ہوا جھانک کے دیکھنے لگا در خیمۂ داؤد پر کنیزوں کے جماو ہیں سامنے
خیمہ بیت الخلا کا آراستہ ہی اکثر کنیزیں جو پاخانے جاتی ہیں مہترانی فوراً طشت اُٹھا کر
صحرا میں پھینکدیتی ہی برق فرنگی نے جو مہترانی کو دیکھا کہ دمبدم صحرا میں آتی ہی طشت کو

بھینک کر پلٹ جاتی ہی ایک جوان حسین کی شکل بنکر کھڑا ہوا پھر جو مہترانی آئی اپنی صورت
دکھا کر اشارے سے بلایا جب مہترانی قریب آئی کہا ای جان جہان وہی آرام عاشقان
میری تو تمیر جان جاتی ہی روز یہان آ کے ٹھہرتا ہون آج صبر نہ آیا تو تمسے بات کی ہم سنتے
مشتاک کر جواب دیا تم بھلا مرد آدمی مین مہترانی - برق نے کہا کیا مضائقہ ہی اتو میرا کہنا مانو
جو مین کہون اسکو قبول کرو یہ سنکر مہترانی منھ پھیر کر چلی برق نے کہا ذرا سنو مہترانی نے
جھنجھلا کر جواب دیا مجھے مت ٹوک رے خنوا کا باپ سامنے دیکھ رہا ہی اسوقت تیرا نیچہ
بجھیر قا بش نہ ہو گا الیسا نہ ہو سونٹا لیکر آوے تو تجھکو مار یگا برق نے باتین کرتے کرتے
قریب آکر ایک حباب مار کر مہترانی کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر در بیت الخلا پر آیا کہ
بلڑ ہوا زوجہ داؤد آتی ہین برق فرنگی مہترانی بنا ہوا اندر خیمے کے جا کھڑا ہوا زوجہ
داؤد اندر خیمے کے آئی دیکھا مہترانی رو رہی ہی پوچھا کیون ممنکر یا خیر تو ہی کیون روتی ہی
برق نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور جانتی ہین کہ شوہر میرا کسقدر احتیاط کرتا ہی کہین جانے
نہین دیتا رات کو ایک شریف بلانے آئے اُسنے جو دیکھا رات بھر غصے مین رہا شراب
پی کر آیا تھا مجھکو مارا یہ کہکے پشت دکھائی گوری گوری پیٹھ پر سونٹون کے نیلے دھبے پڑے
ہوے ہین اُس نازنین نے جواب دیا کہ مین چلکر سمجھا دونگی شرو اگر زیادہ بگڑیگا تو
فارغ خطی دلا دونگی - برق فرنگی نے کلیجے پر پتھر رکھا حباب مار کر بیہوش کیا اُسی کی شکل
بنکر تیار ہوا کپڑے اُتار لیے زیور وہین دفن کیا اُسی کی شکل پر نکلا کنیزون سے پوچھا صاحب
کہان ہین کنیزون نے پتہ دیا کہ بارگاہ مین بیٹھے ہین برق فرنگی اُس طرف چلا تھا کہ بلڑ ہوا
کہ جمشیر چابک آتا ہی برق فرنگی ٹھہر گیا دیکھا جمشیر آگے ہی پشت پر چند عیار زوجہ داؤد
کو جاتے ہوے دیکھا جمشیر کو کھٹکا ہوا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم ٹھہر جایئے برق فرنگی
ٹھہرا جمشیر قریب آیا کہا ملکۂ عالم کیا ارادہ ہی برق فرنگی نے کہا ارادہ ہی کہ شوہر سے
ملاقات کرون نہین معلوم کہان بیٹھے ہین جمشیر نے جو باتون مین اختلاف پایا ساتھ ساتھ
چلا کہا ملکۂ عالم آج آپ رنجیدہ کیون ہین برق فرنگی نے کہا رات کو جو صاحب آئے
شراب کا نشہ زیادہ تھا آتے ہی سو گئے مین مزاج پوچھونگی جمشیر نے باتین کرتے کرتے

کہا او مکار تو کوئی عیار ہی برق نے نیمچہ کھینچا کہا او بیحیا کیا بکتا ہو کیسا عیار و مکار مین تو اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی جمہیز ڈر کر خاموش ہوا کہا ملکۂ عالم چلیے اب برق فرنگی جو کتا ہو چاہتا ہو کسی طرح نکلجاؤن لیکن جمہیز گھیرے ہوے ہی برق فرنگی نے نکلنے کا موقع نہ پایا دربار مین داؤد غبار انگیز کے آیا جمہیز نے اشارہ کیا کہ ای داؤد مجھے آپ کی زوجہ پر کچھ شک ہوتا ہو کوئی سحر کیجیے داؤد غبار انگیز نے ہاتھ ہلا دیا برق فرنگی کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا اتو جمہیز نے حلقہ ہاے کمند مارے برق نے حلقے کمند کے کاٹے داؤد نے سحر کیا کہ برق فرنگی زمین پر گرا داؤد جھلا کر اُٹھا خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہتا تھا ارے بتا میری زوجہ کو کیا کیا برق نے کہا اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو پھر زوجہ کو نہ پائیے گا بہت پچتائیے گا داؤد نے برق کی مشکین باندھین کہا صاف صاف بتا کہ زوجہ کو میری کیا کیا برق نے کہا حضور مین بتائے دیتا ہون آپ کی زوجہ کو مین نے بیہوش کر کے ایک مقام پر ڈالدیا ہی ایسا نہو کوئی اور اُٹھا لیجائے تو پھر کیونکر زوجہ کو پائیے گا داؤد غبار انگیز نے کہا سچ بتا تو تجھکو نوکر رکھ لونگا ورنہ قتل کرونگا برق نے کہا صاف تو یہ ہی کہ اُستاد والا نژاد دیکھیے مجھکو اُسکی شکل پر یہان چھوڑ گئے کہ داؤد کو گرفتار کر لانا ہم عیاران لشکر اسلام بردہ فروشی کرتے ہین جسکی بہو بیٹی کو گرفتار کیا اُسکو بیچ لیا سب ملکر بانٹ لیتے ہین ایک زمیندار کی دختر کہ نہایت حسین و جمیل تھی اُستاد نے کہا ای برق اگر اُسکو لائے تو دو دو آنے حصّے کے ملین گے مین کئی دن نالے مین پڑا رہا آخر شوالے مین جاکر گرفتار کیا اُسکو جب بیچا ہی تو تین تین آنے فی کس ملے تھے آپ کی زوجہ پر ایک سوداگر قوم کا زنگی عاشق ہی جب اُستاد اُسکو دینگے تو وہ کئی ہزار روپیہ دیگا مگر ابھی اُستاد نے نہ دیا ہوگا مُغنین کے پاس ہوگی اُنکو بلوائیے مگر اب مین اُنکی خدمت مین جانے کے لائق نہ رہا آپ ہی کے پاس رہونگا داؤد غبار انگیز نے کہا مین عمرو کو بلا سکتا ہون ابھی ایک پتلی بھیجون جہان عمرو ہو وہین سے اُسکو لائے برق نے کہا اُستاد کے آتے ہی زوجہ آپ کی ملجائیگی مگر جلدی کیجیے ایسا نہو کہ وہ اُس سوداگر کو دیدین داؤد غبار انگیز نے جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی سے کہا جہان

عمرو ہون وہان سے لا برق سر جھکا کر بیٹھا تیلی اُڑتی ہوئی چلی خواجہ عمرو میدان مین آئے
ہین ٹہل رہے ہین آمد لشکر ہفت پیکر ہو رہی ہی سردار اُسکے جمع ہوتے آ رہے ہین میدان
مین آ کر ٹھہرتے جاتے ہین کہ تیلی جھپٹ کر گری خواجہ کو اُٹھا لیگئی اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ
داؤد غبار انگیز عیارون نے چاہا پیچھا کرین مگر تیلی آسمان مین ڈوب گئی یہان داؤد
بیٹھا ہی کہ سناٹا ہوا تیلی نے لا کر عمرو کو ڈالدیا خواجہ نے دیکھا ایک ساحر زبردست اور ایک
عیار شلنگین لگا رہا ہی ایک جانب برق فرنگی بیٹھا ہی اُسنے پکار کر آواز دی اُستاد زوجہ
اسکی دیدیجیے ورنہ مین قتل ہوتا ہون لیکن اب مین آپ کے ساتھ نہ رہونگا مین نے
داؤد کی نوکری کر لی مجھ سے بردہ فروشی نہ ہوگی خواجہ و برق سے تکرار ہونے لگی خواجہ فرماتے
ہین او نالائق تو نے راز کی بات کیون کہی ہمارا بھید کھولتا ہی ہم لوگ عیار ہین جسطرح سے
بن پڑتا ہی بسر کرتے ہین داؤد نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میری زوجہ کو رہن نہ رکھیے گا
جو کچھ روپیہ صرف ہوا ہو وہ مجھ سے لیجیے خواجہ نے کہا اب آپ راہ پر آئے لیکن اگر ہمنے
آپ کی زوجہ کو دیدیا اور آپنے ہمکو نہ رہا کیا تو ہم کیا کرین وہ ترکیب کیجیے کہ ہم آپ
دونون راضی رہین داؤد نے کہا جو تم کہو مین راضی ہون مگر میری زوجہ ملجائے خواجہ نے
کہا زوجہ اپنی لیجیے لیکن روپیہ لیکر جنگل مین چلیے ساحرون کو یہین چھوڑ جائیے ایک نخل کے
نیچے روپیہ رکھیے دوسرے نخل کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھ دین آپ زوجہ کو لیکر ادھر
آئیے ہم اُدھر جائین کچھ جھگڑا فساد نہین، داؤد غبار انگیز اسپر راضی ہوا جھمیز نے کہا اے
شہنشاہ اس مضمون مین بھی کچھ فتور ہی عمرو نے کہا اے داؤد یہ عیار ہین انکی ہر بات مین مکر
ہی اور مین اگلے وقت کا آدمی ہون مین مکر و فریب نہین جانتا ہون سیدھی سیدھی بات
جو تھی وہ کہدی داؤد نے جھمیز کا کہنا نہ سُنا روپیہ لیکر عمرو کے ساتھ ہوا برق بھی اپنے
سر کو جھکائے چلا آتا ہی خواجہ نے اشارے سے پوچھا زوجہ داؤد کو کہان رکھا ہی برق نے
اشارہ کیا اُستاد بیت الخلا مین رکھا ہی خواجہ عمرو جب قریب بیت الخلا کے پہونچے
ہائے ہائے کر کے گر پڑے آنکھین بند کر لین سب نے دیکھا کہ کان کی لوین بھر گئین
آنکھین اُلٹ پلٹ ہو رہی ہین برق ہائے اُستاد کہکے رونے لگا کہا اے داؤد غبار انگیز

دوا جا بینگواؤ اُستاد کو کھلاؤ چند دوائین برق نے بتاکر منگوائین اُنکو کوٹ کر گولی بنائی
منھ مین خواجہ کے دی جیسے ہی گولی حلق سے اُتری خواجہ اُٹھ بیٹھے کہا مجھے احتیاج پاخانے
کی ہو اسوقت دست آئیگا تب یہ درد جائیگا بیٹا برق تمنے یہ خوب یاد رکھا اسی لسخے سے مین
صحت پاتا ہون خادم دوڑکر لوٹے مین پانی لائے خواجہ پاپخانہ گئے زوجہ داؤد کو لیکر زنبیل
مین رکھا باہر نکلے کہا مین نے صحت پائی برق نے اشارے سے پوچھا کیون اُستاد مطلب
ہوگیا خواجہ نے کہا بچہ بڑے حرامزادے ہو جہان گرفتار ہوگے ہمکو بھی بلواؤگے برق نے
کہا اُستاد جب دیکھا کوئی صورت رہائی کی نہین تب آپ کو بلوایا خواجہ نے کہا بچہ یہ تو
بتاؤ کہ زیور اُسکا کہان ہو برق نے کہا اُستاد یہ لوگ خیال سکندری کے رہنے والے
ہین عورتین وہانکی زیور نہین پہنتین خواجہ نے کہا مین زیور ولباس تسے لونگا برق نے
کہا مین تو نہ دونگا دونون اشارون مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین داؤد غبار انگیز
بھی ساتھ ہی جب صحرا مین پہونچے خواجہ نے کہا سامنے جو نخل ہی آپ وہان روپیہ رکھے
مین دوسرے نخل کے نیچے آپکی عورت کو رکھون بس مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن آپ
اپنی زوجہ کو لے آئیے داؤد غبار انگیز خوش ہوگیا خواجہ نے ایک نخل کے نیچے جاکر ایک
پھٹی ہوئی دری نکالی زمین پر بچھائی زنبیل سے پتلہ میدے شہاب کا نکالا تکیہ سر کے
نیچے رکھا دور سے داؤد دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہی اُسکی کمر مین میری زوجہ
تھی دیکھو نکالکر لٹا یا ہے عمرو نے پکار کر کہا آپ ادھر آئیے مین جاکر روپیہ لون داؤد خوش
ہوگیا خواجہ قریب روپیہ کے پہونچے برق نے کہا اُستاد میرا بھی حصہ ہی خواجہ نے
کہا ابے مسخرے تیرا حصہ اسمین کیسا زیور ولباس دے ورنہ خوب تجکو مارونگا برق
نے کہا اُستاد زیور ولباس کہان ہے یہ پہنتی ہی نہ تھی بیت الخلا مین برہنہ ہوکر آئی تھی
خواجہ نے وہ روپیہ لیا برق وخواجہ بھاگے لیکن داؤد قریب زوجہ کے پہونچا اشتیاق
مین اوپر گرا پیٹ پر جو ہاتھ پڑا ہاتھ پیٹ مین اُتر گیا کسی کنیز نے آکر ہاتھ پکڑا
ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا کنیزون نے کہا اے شہنشاہ ملکہ کو عمرو نے سرکے مین ڈالدیا
تھا وہ توگل گئین ہمیز جا باک آیا سر پیٹ لیا کہا حضور اُستاد شاگرد ملکہ عیاری کر گئے

زوجہ کو آپ کی لیگئے اب لشکر مین پہونچے ہونگے غلام تو بڑھتا ہی عمرو سے مقابلہ کرون
سر میدان مشکین باندھون افسوس ہی کہ میرے ہوتے ہوئے آپنے دھوکا کھایا قدرت
کیا کہین گے فرمائین گے ای جہمیز تو موجود تھا اور یہ عیاری ہوگئی تونے زور کا مین کیا
جواب دونگا یہ کہکے ایک چیخ ماری ساٹھ ہزار پیاک بچے گرد آگئے غبار انگیز روتا پیٹتا
پلٹا مگر جہمیز چابک اپنے ساتھ ہزار پیاک بچون کو لیکر چلا دہی جو عیارون کے طریقے مین
حقہ ہاے آتشبازی جلتے ہوئے پیچھے اڑتے ہوئے اس زور و شور سے جہمیز چلا راہ مین
برق فرنگی ٹھہر گیا تھا کہ استاد نکلجائین تو مین جاؤن درۂ کوہ سے اسنے دیکھا کہ جہمیز
بڑے زور و شور سے جاتا ہی برق فرنگی نے ایک سفید رومال کمر سے نکالا ایک کونے
مین روٹی باندھے دوسرے گوشے مین پھول باندھ دیے اُس رومال کو راہ مین ڈالدیا
جہمیز نے عیارون سے کہا تم بڑھو مین آتا ہون عیار بڑھے یہ پھرتا ہوا جنگل مین آیا ایک
مقام پر دیکھا ایک رومال سفید پڑا ہی سوچا کوئی اُستاد پہونچے رومال کو اُٹھایا روپیے
کھولکر کمر مین رکھے پھول نکالکر بدل لیے اُنکو سونگھکر اوے کہکر گرا برق فرنگی سمجھا
کہ یہ بیہوش ہوگیا درۂ کوہ سے نکلکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ مشکین باندھون جہمیز نے
دس حباب مارے برق نے کچھ دفع کیے کچھ چہرے پر پڑے بیہوش ہوکے گرا جہمیز نے برق
فرنگی کی مشکین باندھین پشتارہ دوش پر لگایا لیکر چلا جہان اسکے شاگرد تھے مین اُنکے پاس
آیا کہا لو مین برق کو پکڑ لایا ایک شاگرد نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے مین اسی جنگل مین
جاکر قتل کرون جہمیز نے پشتارہ دیا وہ پشتارہ لیکر طرف جنگل کے چلا جب دور نکلگیا تو
جہمیز نے پکار کر کہا کہ اسطرف کہان جاتا ہی پکار کر اسنے آواز دی منم برق ثانی اپنے باپ
کو رہا کرلیا یہ کہکے بھاگا ایک مقام پر آکر برق فرنگی کو ہوشیار کیا برق نے بیٹے کو
گلے سے لگالیا کہا ای فرزند بڑی چالاکی کی اب دیکھین جہمیز جاکر کیا کرتا ہی یہان لشکر جو میدان
مین آئے تھے بشیر جادو میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
رستم نے گھوڑا بڑھایا سنبل ہفت گیسو قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شہریار مین خود
جاکر اس بیحیا کو سمجھائے دیتی ہون اس سے اکثر مقابلہ پڑا ہی یہ سحر مین بہت کم ہی یہ کہکے

سنبل نے طاؤس بڑھایا لبشیر نے جو سنبل کو آتے ہوے دیکھا بیتاب ہو کے گولہ مار دیا سنبل نے ساتون گیسوؤن کو جنبش دی برق چمک کر گری کہ گولے کو کاٹا ایک کاکل سے برق چمکی تھی چھیون کاکلون سے لکۂ ابر نکلا آسمان پر بلند ہو کر برسنے لگا چند قطرے جو لبشیر پر پڑے جھومنے لگا آنکھیں سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہو گیا سنبل نے ابر کو اشارہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لینا ابر سے پھول برسنے لگے لبشیر نے بہ نگاہ غور سنبل کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے — زخم خندان غیرت گلہاے خندان ہوگئے

آرزوے دل رہی ناآشناے گوش یار — حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہوگئے

حسن وہ شے ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر — چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے — کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کیے زندان عشق — کتنے کافر ہوگئے کتنے مسلمان ہوگئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی — چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہی زمانے مین ہوا — سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ بر لب داغ در دل بس کہ غیرت نے کیا — شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کر دیا اُنکی قباے سُرخ نے — چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملیگا وقت قتل — ابروے قاتل اگر دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان — یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہوگئے

جو جہان چاہین جلین آتش بتان ہوفا — حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہان ہوگئے

یہ اشعار پڑھکر چاہا قریب سنبل کے جاؤن سنبل نے آواز دی ادھر کہان آتا ہی ارے ہفت پیکر کا سر لا لبشیر جادو پلٹا غول پر فوج کے پہونچا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولے نکالے جب گولہ مارا دو چار زخمی ہو کر گرے دو چار کے سر اُڑ گئے دنا سناٹا جو ہوا تو ہفت پیکر نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہی ساحرون نے بیان کیا کہ سنبل ہفت گیسو نے لبشیر کو دیوانہ کر دیا فوج سے لڑ رہا ہی ہفت پیکر نے جھلا کر اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو یہ بیچیا

بڑے بے ادب ہو فوج والے بلوہ کرکے بشیر پر جا پڑے بشیر لڑنے لگا جب گولہ مارا دو چار
گرے لڑتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے گولہ اُٹھا کر مارا کہ بشیر کا سر
پھٹ گیا جب بشیر مارا گیا نظیر جادو بشیر کی بہن سنبل پر جا پڑی جاتے ہی سحر کیا سنبل
نے آواز دی ہوا ذرا پہلے آنکھ ملاؤ بھائی کو تمھارے ہفت پیکر نے مارا اُس سے بدلہ لو
لو یہ جو سنبل نے کہا نظیر روے زیبا دیکھنے لگی دیکھا ایک نازنین مہ جبین آنکھین
رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال صورت قتال عالم کنیز و غلام عشوہ و ناز بھولا پن چہرے
سے آغاز نظیر نے جھک کر سلام کیا سنبل نے کہا ہوا تمنے آنکھون سے دیکھا کہ ہفت پیکر
نے بشیر کو مارا تم جاکر ہفت پیکر سے بدلہ لو نظیر جادو پلٹی صف لشکر پر پہونچی پکار کر
آواز دی او ہفت پیکر تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین تجھ سے بدلہ لون گی
مشکین باندھکر سامنے سنبل کے لیجاؤنگی سنبل نے تجکو یاد کیا ہی ہفت پیکر نے غصے
مین ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ نظیر جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے نظیر جادو کا مرنا
کہ ہفت پیکر نے طبل بازگشت بجوادیا لشکر کو لیکر پلٹا وزیر نے پوچھا یا خداوند کیون
طبل امان بجوایا سب ساحر قسمیہ ہو گئے تھے کہ جمکر لڑینگے مگر آپکے طبل بازگشت بجوانے
پر مجبور ہو گئے ہفت پیکر نے کہا خیال سکندری کا سردار داؤد غبار انگیز آتا ہی وزیر نے
عرض کی عمرو و برق جاکر اُسکے چونا لگا آئے زوجہ کو اُسکی لے آئے کچھ اُسکے کیے نہ ہو سکا مگر
عیار آتا ہی اُسکو بھی راہ مین برق نے دھوکا دیا تھا مگر وہ ہوشیار تھا بچ گیا کل میدان
کارزار مین آئیگا ہفت پیکر نے کہا مین جانتا ہون اسی وجہ سے طبل بازگشت بجوادیا کہ کل وہ
آکے عمرو کو ڈھونڈے گا تب عمرو کو معلوم ہوگا وزیر یہ سنکر خاموش ہو رہا یہان صاحبقران پلٹے
جب بارگاہ مین آکر بیٹھے تو خواجہ نے عرض کی میان برق بڑے تیز ہو گئے ہین اسباب زوجہ
داؤد کا دلوا دیجیے ورنہ مین انسے بہت بُری طرح پیش آؤنگا امیر نے کہا دیکھو برق فرنگی کہان
ہی چالاک نے جواب دیا کہ حضور قبلہ و کعبہ زبردستی کرتے ہین اُسکی وجہ سے کئی لاکھ روپیہ کا
پھر اسباب کا ذکر کیے جاتے ہین خواجہ نے کہا او جوانہ مرگ تو برق کی طرف سے جواب
دیتا ہی مین اسباب ضرور لونگا چالاک نے کہا وہ تو نہ دیگا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے اور کہا کہ

مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا چالاک بھی اُٹھا عیارون نے چالاک کو منع کیا کہ بزرگ سے تکرار نہ کیجیے خواجہ تلاش مین برق کی نکلے دیکھا کہ برق بازار مین پھر رہا ہو رنگ و روغن عیاری لگاکر برق ثانی کی شکل بنے برق نے جو فرزند کو آتے ہوے دیکھا دونون ہاتھ پھیلا دیے خواجہ سر جھکا کر قریب آئے برق نے فرزند جان کے اپنے گلے سے لگا یا عطر بیہوشی جسم مین خواجہ کے لگا ہوا تھا برق چھینک مار کے بیہوش ہوا خواجہ نے برق کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوے برق نے کہا استاد وہ اسباب مین نے درۂ کوہ مین گاڑ دیا ہو چلیے کھود کر نکالدون خواجہ عمرو برق کو ساتھ لیکر چلے جب برق کھلا تو یہ سامنے سے خواجہ کے بھاگا کہا اُستاد اب معاف فرمایئے مین نے گاڑ دیا تھا کوئی کھود لیگیا خواجہ خاموش ہو رہے فرمایا خیر بیٹا تمسے سمجھونگا برق نے کہا اُستاد مال نہ ملیگا اگر جان لینا ہو تو لے لیجیے خواجہ نے کہا اب لشکر مین آؤ مین نہ بولونگا تب برق لشکر مین آیا وہان ہفت پیکر نے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا علمشاہ و امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین برابر تیاریان ہونے لگین بہرام گرد لشکر کے طلایہ پہ تھا دو پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہین بہرام گھوڑے سے اُتر پڑا عمرو نقلی نے کہا اے بہرام ذرا کنارے آؤ تو مین کچھ کہونگا بہرام کنارے آیا عمرو نے باتین کرتے کرتے حباب مار کے بہرام کو بیہوش کیا عیار بہرام سہیل چینی نے دور سے دیکھا کہ بہرام بیہوش ہوا عمرو نقلی نے پشتارہ باندھا سہیل نے للکارا کہ ارے تو کون ہو کہ میرے آقا کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہو اُسنے آواز دی مین جھمیز پشتارہ بہرام کا لیکر غائب ہوا سہیل پلٹا سواران ہمراہی بہرام سے کہا بہرام کو جھمیز لیگیا مین نے چاہا تعاقب کرون مگر وہ برق جہندہ جھٹ پٹ لیگیا اور نکل گیا سب رنجیدہ دیلتے کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے سہیل نے پکار کر آواز دی اے اُستاد نامدار بہرام کو جھمیز لیگیا مین نے چاہا تعاقب کرون لیکن وہ نکلگیا خواجہ نے کہا انشاء اللہ کل فکر ہوگی مگر برق فرنگی نے جو یہ معاملہ سُنا اُسی وقت فکر مین چلا جست و خیز کرتا ہوا ایک صحرا مین آیا کھڑا دیکھ رہا ہو دیکھا کہ جھمیز پشتارہ بادوش آتا ہو برق نے للکارا کہ او نامرد

عیارون کے پاپوش کی گرد یون کوئی عیاری کرتا ہی جیسے تونے عیاری کی اب مقابلے مین
تو آمین تجھے جانے نہ دونگا ہمیمز نے جو برق کو آمادہ دیکھا تیغ کھینچکر آپڑا مگر برق بلائے
روزگار ہی اس طور سے لڑا کہ آخر ہمیمز گھبرایا برق نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانو
اسکے اڑا دون ہمیمز نے جست کی جسم کو جنبش جو ہوئی پشتارہ بہرام کا پشت سے گرا
برق نے پشتارے پر قبضہ کیا سینہ سپر کھڑا ہی جب وہ تلوار مارتا ہی کبھی برق داہنے
برخم ہوا کبھی بائین پر جھکا اسطرح اپنے کو بچا رہا ہی ایک مقام پر ہمیمز قریب برق کے
آیا برق کو خوف یہ ہی کہ بہرام پر کوئی زوال نہ آجائے جان دیئے ہوے لڑ رہا ہی ہر ہاتھ
کا جواب دیتا ہی برق نے رسے کو ہیئن کھولا اور جھولی سے پتھر نکالا کلوخ کو بیچ مین دیکر
چرخ دیا ہمیمز سامنے سے بھاگا برق نے پشتارہ بہرام کا اٹھا لیا لیکر لشکر مین آیا سوار
و پیادے ہمراہیان بہرام سب اسی مقام پر موجود تھے برق نے بہرام گرد کو ہوشیار
کیا بہرام اسی طرح طلاے پر مستعد ہوا حفاظت لشکر کی کرنے لگا جو سوار سامنے معلوم
ہوا بڑھ کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُس طرف کے طلاے کا جوان ہے تمام رات
اسی طرح گذری جب دیکھا کہ سحر ہونے لگی تو بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر میدان
مین جانے لگے صاحبقران سوار ہوے ایک طرف سے رستم سوار ہوے میدان
کارزار مین آئے اُدھر سے ہفت پیکر آیا ستر لاکھ فوج ساتھ علمہاے سیاہ کے
پھریرے کھلے ہوے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان مین آیا سب سردار گرد گھیر
ہوے آپ تخت پر بنخوت بیٹھا ہی وزیر اعظم اسکا پہلو مین لشکرون کی صفین جمنے لگین
میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی میدان
مین پکارنے لگے کہ ای برادران دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے۔ قطعہ

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہے نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس

ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

دیگر

اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے نیزے اُٹھاتے گھوڑے چمکاتے تھے آرزو یہ تھی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑین سامنے افسر کے خوب لڑین میدان مین خون کے دریا بہا دین خواجہ بھی آگے بڑھے کھڑے ہین کہ حقہ ہاے آتشبازی کی آواز کان مین آئی شعلہ ہاے آتش بھڑکے سب دیکھنے لگے کہ ہمیز آگے آگے پشت پر ساٹھ ہزار عیار رکھتا ہے کے حلقے بازوون پر توڑا پتھرون کا لٹکا رہا ہی گوپھن سر سے لپٹا ہوا پہلے آکے ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان کارزار ملے جا کر عمرو کو ٹوکون سر میدان مشکین باندھون ہفت پیکر نے اجازت دی کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ہمیز جست و خیز کرکے میدان مین آیا کمندین اُچھالنے لگا پکار کر آواز دی منم ہمیز جا پاک خرام چاہتا ہون کہ عمرو میرے مقابلے مین آئے امیر نے فرمایا خواجہ تمکو پکارتا ہی عمرو نے کہا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہی مین مفلس کیا میدان مین جاؤن ایسا نہو کوئی کہا جن آئے گھیر لے تو جان مصیبت مین پڑے یہ سب نوجوان کھڑے ہین یہ کیون نہین جاتے برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد مین آپ کی شکل بنکر جاؤن اس بھیا سے مقابلہ کرون مین شب کو اسکا امتحان کر چکا ہون یہ بہرام کو آپ کی شکل پہ گرفتار کر کے لیچلا تھا خدا نے اپنا فضل کیا غلام نے جا کر اسکو روکا اور بہرام کو بصحت و سلامتی لایا عمرو نے کہا اب بے تو سمجھا بھی ہے کہ کہا مدعا ہی آقاے نامدار سے کچھ لیلون تو جاؤن صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ پانچ توڑے خواجہ کو دو مقبل نے پانچ توڑے خواجہ کو دیے خواجہ روپے لیکر میدان مین نکلے سامنے ہمیز کے پہونچے ہمیز نے پتھر مارا

خواجہ نے پتھر کو پتھر پر روکا جمہیز کے ہوش اُڑ گئے کئی پتھر اسی طرح مارے خواجہ روکتے
ہوئے قریب پہونچے حلقہ ہائے کمند چلنے لگے جب حلقہ عمرو نے مارا جمہیز جست کر کے
نکلا اور نکلکر خواجہ پر حلقے مارے خواجہ نے کبھی خنجر سے کاٹ دیئے کبھی جست کر کے
نکلے اتنے میں نیمچے کھینچ نیمچہ پر نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پکار کے کہا ارے سر اسکا کاٹ لے جمہیز
سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا جیسے ہی پلٹ کر دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا کہ سر جمہیز کا زخمی
ہوا عیاران جمہیز نے جو دیکھا کہ استاد زخمی ہوے لینا لینا کہکر عمرو پر آپڑے خواجہ
نے کئی عیار پتھر سے مارے کئی کو نیمچے سے قتل کیا ساتون جہتر چودہ سرہنگ نیمچے
کھینچکر آپڑے چالاک کی چالاکی برق فرنگی کی تیزی سمک کی جستی قہر کی تھی کہ خنجرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ صاحب لبعدہ گران جہتر قران نامدار لبعدہ کھینچے ہوے
مثل شیر کے رمہ گوسفندان پر آپڑے جسکو لبعدہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دو دو کی
گردن پکڑ کے لڑانا شروع کیا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بیچے خنجر و نیمچے کھینچکر
آگرے بیس ہزار پیک بچے جمہیز کے مارے گئے سوفار تیر انداز ایک پہلوان سامنے
کھڑا ہی اُسنے جو دیکھا کہ پیک بیچے جمہیز کے کم رہگئے اور عیاران عمرو نے گھیر لیا ہے
ساٹھ ہزار فوج سے کھڑا ہی گینڈا بڑھا کر جا پڑا جہتر قران نے جو سوفار کو آتے ہوے
دیکھا بلوے سے نکلکر نعرہ کیا او نامرد عیارون کی جنگ مین تجھکو کیا دخل ہی اُسنے
تیر مارا قران نے تیر کو قلم کیا ٹیک کر لبعدہ جست کی پشت پر اُسکے گینڈے کی سوار
ہوے گردن مین ہاتھ دیکر گرا دیا استخوان سوفار کے چور چور ہوے اب سوارون نے
جو اپنے سردار کو کشتہ پایا گھوڑے دوڑانے لگے خواجہ نے طرف برق کے دیکھا
فرمایا اے نور نظر ان سوارون کا تو انتظام کرو برق نے توبڑے سے چھچھوندر نکالی
ایک گھوڑے کی دم مین باندھ دی اب جو اُسے داغا وہ گھوڑا بھاگنے لگا ہر طرف
بھاگا بھاگا پھرتا ہی سوارون مین سیشناک و دولتی چلنے لگی کئی جہترون نے یہی
شغل کیا آخر سوار بھاگے جمہیز نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب تو مین کمی
ہوا اگر تجھ سے سمجھونگا سوار گھوڑے بھگا کر دور کھڑے ہوے سب لینا لینا کرتے

ہین عیارون یہ نہین آتے جہتر قران نے پکارا کہ او نامرد و دو سے سپاہ دکہاتے ہو
سامنے ہمارے نہین آتے ہو سوارون نے کچھ جواب نہ دیا جہمیز نے طبل بازگشت
بجوایا عیارون نے خواجہ کو بیچ مین لیا بفتح و فیروزی پلٹے مگر جہمیز کے سر سے خون بہتا
ہوا پلٹ کر دربار خداوندی مین آیا عرض کی یا خداوند کیسی تقدیر کی کہ غلام کے جیا بچے
مارے گئے عمرو سرخرو ہوا جہتر قران نے سو فار کو مارا اب مین عمرو کو پکڑ کر لگا دیکھے
کسطور سے لاتا ہون وہ عیاری کرون کہ جسکا خیال بھی نہ ہو مگر قدرت وعدہ کرین کہ
فوراً قتل کا حکم ہو اگر عمرو مارا گیا تو لشکر اسلام کا کوئی نگہبان نہ رہیگا حقیقت مین
بلاے روزگار ہے مگر اب دیکھون کیونکر بچتا ہے خود ہی اپنے پانون سے قبر مین جائے
کیا مجال جو میرے مقابلے مین آئے ہفت پیکر نے بہت کچھ انعام اُسکو دیا مراد
یہ تھی کہ جہمیز بیدل نہو جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی سر پر لگا کر جہمیز نکلا کہ
عمرو کو تلاش کرون جہمیز نے تو فکر کرلی مگر خواجہ عمرو دن قلیل باقی تھا کہ طرف
لشکر کفار کے چلے جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچے درۂ کوہ
سامنے ہے اُسمین سے رونے کی آواز آئی اس آواز پر خواجہ متوجہ ہوے جون جون
قریب جاتے ہین آواز کان مین زیادہ آتی ہے کوئی دردرسیدہ کہہ رہا ہے کہ یا خداوند
ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے اب مجھ سے کشاکش
نہین اُٹھتی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ قریب درۂ کوہ ایک نازنین مہ جبین دریاے
خون مین غرق لباس عمدہ پہنے ہوے تڑپ رہی ہے کئی نیمچے جسم پر پڑے ہوے
ناک کان کٹے ہوے عارض خون آلود بلک بلک کے رو رہی ہے کبھی پکارتی ہے
یا خداوند خیال سکندری آپکا بھی حال سُنا ہے آکر مدد کیجیے کبھی ہفت پیکر کو آواز بلند
سے پکارتی ہے اور جابجا اسباب پڑا ہے کہین صندوق خالی پڑا ہے کہین کچھ کپڑے
پھٹے ہوے خواجہ کو بڑا ترس آیا قریب آکر فرمایا کہ کیون اے مہ جبین کس حال مین ہے
کیون موت کی طالب ہوتی ہے کیون بلک بلک کے روتی ہے خداوند ہفت پیکر مدد کو
نہین آتے اس نازنین نے خون پونچھکر آنکھین کھولین کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ

سب کیفیت ظاہر ہی دیکھیے اسباب جابجا پڑا ہی شوہر میرا مجھکو لیے ہوے جاتا تھا
قزاقون نے آکر لوٹا مجھ سخت جان کو ایک ہاتھ نہ مارا دیا کہ اس مصیبت مین مبتلا ہوتی
کیون بلک بلک کے روتی اب خداوند ہفت پیکر سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو عدم
مین بلا لیجیے مگر خداوند نہین سنتے عمرو نے کہا تیرا مکان کہان ہی نازنین نے کہا سامنے
قریہ ہی وہانکے زمیندار کی بیٹی ہون اگر وہانتک پہونچادو تو باپ میرا صاحب زر ہے
بہت کچھ دیگا اور ممنون ہوگا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر اسکو اٹھایا وہ اٹھ نہ سکی رونے لگی
کہا ای شخص مجھ سے اٹھا نہین جاتا اگر ہوسکے تو کاندھے پر سوار کرلے نازنین نے
روپی کا بھی نام لیا روپی کا نام سنکر خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھک کر کہا آ کاندھے
پر سوار ہولے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے چند قدم چلے تھے کہ اس
نازنین نے حلقے کمند کے عمرو کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم جمیز عمرو نے چاہا
کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا خواجہ گرے اُس نازنین نے پشتارہ
باندھا کپڑے اُتار کر پھینکے کہتا ہی کیون او ساربان زادے کبھی یہ عیاری تونے نہ دیکھی
ہوگی چند قدم چلا تھا کہ اُسکے لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا گیہان تیزرو اُسکے
لشکر کا خلیفہ جھپٹا ہوا آتا ہے کہا اُستاد جلد چلیے عیاران لشکر اسلام نے آپکے
عیارون کو گھیرا ہی خداوند ہفت پیکر پر بلوہ ہی مین آپ کی تلاش مین نکلا تھا شکر ہی
کہ آپ کو پاگیا یہ پشتارے مین کون ہی جمیز نے کہا شہنشاہ عیاران جسکا لقب ہی
اُسکو مین نے گرفتار کیا وہ دھوکا دیا کہ دام مکر مین پھنسا کیا مجال تھی کہ میرے دام مکر
سے نکلتا مین نے فوراً بیہوش کرلیا گیہان تیزرو نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے آپ
اپنے کو پہونچائیے ورنہ خداوند کو عیار گرفتار کرلین گے نہین معلوم عیارون کو کیونکر معلوم
ہوا کہ آپ نے عمرو کو پکڑا ہی یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ہفت پیکر کو پکڑ کر لائین گے
اُسکے بدلے مین عمرو کو لین گے اسطرح گھبرا کر گیہان نے کہا کہ جمیز گھبرا گیا فوراً پشتارہ
اُسنے گیہان کو دیا گیہان طرف صحرا کے چلا جمیز نے پکار کر آواز دی ارے اُس طرف
کہان جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی او بیحیا منم مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو

نعرۂ چالاک

نہ یابد باد گرد تیز گامم
بعیاری منم آن جست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نعرہ کرکے خواجہ کو ہوشیار

کیا ہمیر کے ہوش اڑگئے حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے ہمیز تونے خوب عیاری کی ہزارہا مرتبہ ایسی عیاریان کی ہین لیکن ہوشیار رہنا اسی عورت کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا ہمیر نے زفیل بجائی چند شاگرد اسکے کہ گوشون مین چھپے تھے نکل آئے چاہا عمرو کو گھیرین خواجہ و چالاک جست وخیز کرتے ہوے نکل گئے ہمیز رنجیدہ پلٹا اپنے لشکر مین جو آیا عیارون نے پوچھا اُستاد کیون پریشان ہو رہے ہو ہمیز نے سب کیفیت بیان کی کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا مگر اسکا بیٹا چالاک بلا کی چالاکی کر گیا نہین معلوم اُسکو کیونکر خبر ہوئی ای گیہان تیری شکل پر دھوکا کھایا ایسا اُسنے گھبرا دیا کہ مین نے پشتارہ دیدیا وہ لیگیا مگر بھائیو عمرو ایک فقرہ کہگیا ہی کہ عورت ہی کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا صبح کو دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت بیان کی سب ساحرون نے کہا ای ہمیز اپنے کو بچانا عمرو نے جو کہا ہی وہی کریگا ہمیر نے کہا یا خداوند اب مین دھوکا نہ کھاؤنگا عورت بنکر میرے خیمے مین آئیگا آنکھ ملتے ہی تو پہچانونگا کیا تدبیر کریگا مین خود عیار بے مثل ہون پھر اُسکو گرفتار کرونگا ابکی گرفتار کرتے ہی قتل کرڈالونگا مہلت نہ دونگا دیکھون تو کیا عیاری کرتا ہی دیر تک لاف وگزاف بکا کیا کہا اُسی کی تلاش مین جاتا ہون یا نہا اے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا راہ مین آکر ایک مقام پر ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ کس تدبیر سے لشکر عمرو مین جاؤن کیونکر دست انداز ہون یہ سوچ رہا ہی کہ باجے کی آواز کان مین آئی دیکھنے لگا پھر بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ڈفلی نفیر بجاتے ہوے چند شخص پشت پر بہنگیون مین اسباب ایک ٹٹو پر دولہا سوار مور کے پر سر پر پھول لٹکتے ہوے جامہ زیب جسم ہنسلی چاندی کی گلے مین محافہ دلھن کا سب کے بیچ مین یہ برات آتی ہے ہمیز دیکھا کیا جیسے ہی وہ برات نخلستان سے گذری ریتی کے میدان مین پہونچی کہ درۂ کوہ سے نعرہ ہوا کہ ایم قزاقان پرجفا تلوارین چمکاتے ہوے نکلے دولہا ٹٹو سے اُتر کر

بھاگا کسی نے اُسکا پیچھا نہ کیا ایک قزاق نے بڑھکر دولہا کے ہنسلی کڑے اُتار لیے دولہا
اپنی جان کو غنیمت جانکر بھاگا کہارون نے بھی محافہ زمین مین ڈالدیا ایک قزاق مال کو
لوٹنے کے قریب محافے کے آیا دُلھن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا دُلھن سُرخ کپڑے پہنے ہوے
عطر سہاگ مین بسی ہوئی ہو بدھیان پھولون کی آڑی ترچھی پڑی ہو ئین محافے سے دلھن
جو نکلتی تھی قزاق نے ناک سے نتھ نوچ لی کانون سے بالیان بجلیان نوچین اور قزاق
تو سب چلے گئے مگر یہ قزاق چاہتا ہو دولت عصمت دُلھن کی بھی لوٹون اور دلھن منتین کرتی
ہو کہ اور باقی ماندہ اسباب سب لے ایک ہاتھ تلوار کا مارڈے مگر نقد آبرو پر نگاہ تو نہ ڈال
ہر چند دُلھن روئی بلکی مگر اُس قزاق نے خیال نہ کیا دست انداز ہونے کا قصد کیا
جھمیر نے جو یہ بدعت دیکھی کہ ابھی اسکی آبرو جاتی ہو ہوش مین نہ رہا اپنے مقام سے
اُٹھا گوپھن سر سے کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد
تم لوگون نے برات کو لوٹ لیا اس بدبخت کا زیور لیا خبردار نقد آبرو کو ہاتھ نہ لگانا پتھر کو
جو جھوجھ کیا قزاق بھاگا جھمیر جست کرکے قریب اُس عورت کے آیا دیکھا نہایت حسین ہی
عروس شب اول بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی جھمیر کی ناک مین جو خوشبو پہونچی عقل ماری گئی
مست ہو کر جھومنے لگا آنکھون مین نشہ آگیا اُس عورت نے کہا اے شخص خداوند ہفت پیکر
تیرا بھلا کرین تو بڑا صاحب رحم ہے عین وقت پر تجھکو خداوند نے بھیجا کہ مجھکو جلاد کے
ہاتھ سے بچایا ناک وکان سے اسقدر خون بہ رہا ہی کہ قلب کانپ رہا ہی کمبختون نے یہ
ظلم کیا مین کہتی جاتی تھی کہ ارے زیور مین اُتار دون مگر اُسنے ناک سے نتھ کھینچ لی
نتھنا شق ہو گیا کان نوچے مجھے بالیان بجلیان تک اُتارنے کی مہلت نہ دی آخر ناچار
ہوئی روتے روتے بیہوش ہو گئی اُس ظالم کو یہ فکر ہوئی کہ میری آبرو لے مگر تو نے بڑا احسان
کیا جھمیر نے کہا مین سب معاملہ دیکھ رہا تھا مین ساٹھ ہزار پیاک بچون کا افسر ہون اگر
یہ جانتا دس ہزار کو بھی ساتھ لیتا آتا تو ڈاکے کو روک لیتا سب کو مین گرفتار کرکے
خدمت خداوند ہفت پیکر مین لیجاتا مگر مین اکیلا آیا تھا اب ان پیادون کو گرفتار
کرونگا سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤنگا اس طرح کی خوشامدین کر رہا ہے

نازنین نے کہا ای شخص احسان بالاے احسان یہ ہو کہ میرے گھر پر مجھے پہونچا دے باپ میرا تجارت پیشہ ہی بہت کچھ دیگا تمکو بے نیاز کر دیگا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیگا جہمیز بیٹھ گیا میٹھی میٹھی باتین عروس کی سُن رہا ہی عروس بھی باتین لگاؤ کی کرتی ہی کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہے کبھی کہتی ہے ای شخص مین تیری نہایت ممنون و شاکر ہون جو تو کہے وہ قبول کرون ایسے صاحب بدعت سے بچایا اب تجھسے کیا انکار ہو دیکھ میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی اُسکا خوف ابھی تک میرے دلمین ہی مگر مجھکو یقین ہو کہ تو رحم کریگا جو تیرے مزاج مین آئے وہ تو کہہ مجھے بدل و جان سب منظور ہی جہمیز نے بیتاب ہوکر کہا اے جان جہان و ای آرام قلب مشتاقان میرا تو یہ حال ہی نظم

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اُٹھا　　ہر قدم پر جاے گرد اک فتنۂ محشر اُٹھا
آپ مین دیوانہ پھوڑے ڈالتا ہون اپنا سر　　دست نازک سے نہ پتھر ای صنم تیشہ اُٹھا
طرفہ گل اس باغ مین ہین اور شبنم ہی عجب　　ہنسکے بیٹھا جو تری محفل مین وہ روکر اُٹھا
ہو صفاے دل کے آگے خاک آئینے کی قدر　　تیری محفل سے مکدر ہوکے اسکندر اُٹھا
پانون اُٹھ سکتے نہین کیا جاؤن کوچے یار کو　　ہاتھ اپنی زیست سے اب ای دل مضطر اُٹھا
دشمن سر ہی تر[illegible]ین کسی مانند شمع　　افسر زر شوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اُٹھا
کردیا ہی یاد چشم و گردن جانان نے مست　　سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اُٹھا
مجھسے ہلواتا ہی لنگر اب جنون زنجیر کی　　اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو تنکہ یہ اُٹھا
بات جن نازک مزاجون سے نہ اُٹھتی تھی کبھی　　بوجھ اُنسے سیکڑون من خاک کا کیونکر اُٹھا
خاک مین ملتی ہی غیرت روندتے ہین ہمکو غیر　　اس گلی سے بس ہماری خاک ای صرصر اُٹھا
کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین　　زانوے فکرت سے ای ناسخ تو اپنا سر اُٹھا

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سُنے مسکرا کر کہا ای شخص ترا احسان مجھپر بار ہی مجھپر بھی عشق سوار ہی جو تیرے دلمین آئے وہ کر یہ سُنکر جہمیز خوش ہوگیا پاس کھسک کر بیٹھا مُنھ سے مُنھ ملانے لگا اُس نازنین نے کہا ای شخص قریب آ کان سے روئی عطر کی نکالی کہا یہ تو ذرا سونگھ جہمیز نے جون ہی عطر سونگھا فوراً اتر گیا آنکھون مین نشہ آگیا گھبرا کر کہا ای مہ جبین یہ عطر کیسا

تھا میرا کلیجہ جلنے لگا دیکھ میرے منھ سے دھوان نکلنے لگا تازین نے ہنسکر کہا کہ کیون اے حمیز
تجھکو یاد ہی ہمنے تجھ سے کیا کہا تھا کہ تجھکو عورت کی عیاری پر ماریںگے منم مہر سپہر عیاری قطب و
فلک خنجر گزاری شہنشاہ سرہنگان عالم - نعرہ خواجہ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بہ باغ دین زنکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے خواجہ اُٹھے حمیز نے چاہا اُٹھکر بھاگون بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا خواجہ
نے اُسکو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا اب طرف
دربار ہفت پیکر کے چلے یہان وہ وقت ہو کہ ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہوا ہی شاگردان
حمیز ذکر کررہے ہین کہ آج استاد براے گرفتاری عمرو گئے ہین یقین ہو کہ لیکر آئین کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ حمیز عمرو کو گرفتار کرکے
لایا سارے لشکر مین ہلڑ ہو کہ حمیز عمرو کو لیے ہوے آتا ہی ہفت پیکر نے کہا ارے جلد
اس ظالم کو لاؤ کہ مین اُسے قتل کرون دل کو تسکین ہو اس ظالم نے بڑے بڑے
سرداران نامی کو مارا ابجو وادو غبار انگیز آئیگا ایک سحر مین سب کو شادیگا طلسم کشا
سے لوح بھی لیگا تختہ جات چھین لیگا یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا سب نے کہ حمیز
عمرو کو لیے ہوے دربار مین آیا حمیز اپنے شاگردون کو دیکھتا ہی مگر طاقت کلام کی نہین
آخر سب عیار دوڑے کوئی دھول ماردیتا ہی کوئی قہقہہ مارتا ہی حمیز نقلی نے پکار کر آواز
دی کہ یا خداوند یہ دشمن آپ کا حاضر ہی بڑا معرکہ پڑا آخر مین نے اسکو پکڑا ایسا نہ ہو کہ اسکے
شاگرد آتے ہون اور آکر عیاری کرین ہفت پیکر نے کہا کہ حمیز تجھکو اختیار ہی جسطرح
چاہے قتل کر ہم سب اس سے عاجز ہین حمیز نقلی نے کہا یا خداوند اول مکر تو اسکا یہ ہی
کہ اپنے کو گونگا بنایا منھ سے نہین بولتا مگر مین ایسے مکر کو کب خیال کرتا ہون آج انکی موت
آئی ہم سارے مکر آج مٹتے ہین قاتل دنامہ و مشمشش ہی موت اسکو کھینچکر طلسم ہفت پیکر
مین لائی قدرت کو لڑتے ہوے اس سے زمانہ گذرا نورافشان مین کیسی کیسی عیاریان
کین سحر العجائب و مصر الغرائب نے تنگ ہوکر طلسم کو چھوڑا آپ کی پناہ مین

آئے قدرت نے اُنکی عظمت و شان بڑھائی کہ کوکب ایسا بادشاہ اُنکے پاس قید ہوا آخر
یہ زوال آیا کہ بھاگتے پھرتے تھے قلعۂ طلسم مین مقام جنگ ہوا کیسے کیسے سردار مارے
گئے اسنے وہان کیسی کیسی عیاریان کین آخر شاہان طلسم طلسم سے نکل بھاگے اسکی موت
قدرت نے میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی اول یہ تدبیر کیجائے کہ دہل زن ساتھ ہو ایک
گدھے پر سوار ہو سارے لشکر مین اسکو تشہیر کرین پھر قدرت کے سامنے قتل کرین
ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا ای حمیز تجھکو بھی اس سے بڑا بغض ہی حمیز نقلی نے عرض کی
یا خداوندا آپکو واسطے صدمے پہونچائے مین اسکے نام کا دل سے دشمن ہون حکم ہوا کہ گدھا
لاؤ قرنا نواز کو ساتھ لاؤ اسی وقت گدھا آیا عمرو نے حمیز کا منھ کالا کیا جھلنگا گلے مین ڈالا
ایک ڈھول اپنے گلے مین ڈال لیا خواجہ حمیز کو لیکر نکلے باہر آکر چوب لگائی آواز دی کہ خلق خدا
کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو ہمسے عیاری کرے اسکا یہ حال شاگرد حیران ہین کہ اُستاد
عمرو کا نام نہین لیتے خواجہ نے سارے لشکر مین تشہیر کیا جس مقام پر دیکھا کہ افسران فوج
زیادہ کھڑے ہین قرنا پھنکی اور آواز لگائی آخر لشکر مین پہونچکر کہا کہ جو عمرو سے عیاری
کرے اسکا یہ حال جب ہفت پیکر کو خبر ملتی ہی کہتا ہی کہ حمیز کو بڑا قلق ہی مگر تعجب کی بات
ہی کہ ہفت بند فرعونیہ پر لڑا پھلے دمامہ کو مارا پھر مشمش کو قتل کیا مگر موت عمرو کی طلسم
ہفت پیکر مین تھی آج نقش مسلمانان مٹا جسوقت حمزہ کو خبر پہونچیگی اپنی جان دیگا
اسنے حمزہ کو حمزہ بنایا نوشیروان سے لڑوایا آخر مین گنجاب پر چڑھ گئے ایک لڑائی
گنجاب لڑا کہ جسکو جنگ ہفت صف کہتے ہین ملک باختر پر کئی سال ہنگامہ رہا آخر
اسی کی عیاری پر خاتمہ ہوا بختیارک کیسا منتظم تھا اُسی کے پاس کنجیان قلعے کی رہتی
تھین مگر اسکی عیاری کے سامنے کچھ زور نہ چلا اسنے قلعہ فتح کر لیا آخر باختر سے بھاگا آ
حمیز کو بلاؤ جلد قتل کرے کہ سردارون نے کہا یا خداوند ایک بات اور مشہور ہی عمرو
کے مرنے مین بڑا فتور ہی عمرو کہتا ہی کہ جبتک تین مرتبہ موت نہ مانگونگا موت نہ آئیگی
آج اس قول مین فرق آتا ہی کوئی صورت عمرو کی رہائی کی نکلیگی ہفت پیکر نے کہا جھوٹ
کہتا ہی قدرت نے تقدیر نہین کی ہمنے تو حمیز کے ہاتھ یہ تقدیر کی کہ عمرو ہر جگہ لڑیگا

آخر حمیز کے ہاتھ سے مارا جائیگا اب کسی طرح ساربان زادہ نہ بچیگا حمیز کو پھیرلاؤ لوگون
نے جاکر کہا اے شاطر قدرت پلٹ چلو عمرو نے کہا ابھی کئی بازارین باقی ہین یہ کہکے
عمرو نے سارے لشکر مین پھرا پھرا کر پلٹے جب دروازے پر ہفت پیکر کے پہنچے
چوب لگائی اور آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو عمرو سے لڑے
اُسکا یہ حال یہ کہکے عمرو نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ ایک ایک ضرب تو لگاؤ عیارون
نے نیمچے کھینچے حمیز پر پڑنے لگے اور خواجہ ڈھول بجا رہے ہین حمیز غین غین کرکے
اشارون سے کہہ رہا ہے کہ ارے کمبختو مجھے مارتے ہو عمرو نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ سر
کٹ کر حمیز کا گرا اور ڈھول پر چوب لگائی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ اسلام کا
یارو مبارک ہو کہ حمیز مارا گیا اور اُسی طرح تنے ہوئے بارگاہ مین آئے کہا یا خداوند
آپ کی تقدیر پوری ہوئی یا آپ کی تقدیر پھوٹ گئی آپ آگاہ ہوے کون مارا گیا
مین کان مین عرض کرونگا ہفت پیکر نے کان جھکایا عمرو جھپٹ کر قریب آیا
کان مین منہ لگا کر کہا او بیحیا آگاہ ہو۔ نعرۂ خواجہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پالے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ دلکش گفتار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

بائین ہاتھ سے ڈھول لگائی داہنے سے تاج لیا ہفت پیکر تخت سے گر پڑا عمرو نے
گھما کر ڈھول مارا تھا اگر تخت سے نہ گر پڑتا تو ضرور سر پھٹ جاتا عمرو جست کرکے
باہر گیا ہفت پیکر نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو لینا آج تو بڑا غضب
کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اور تاج لیگیا شاگردون نے پوچھا یا خداوند کیا ہوا کیا عمرو
تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر نہ کی تھی کہ عمرو مارا جائے تمھارا اُستاد
حمیز مارا گیا شاگردون نے گریبان پھاڑ ڈالے ہاے اُستاد کہکر رونے لگے
بارگاہ مین ایک ہنگامہ ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ عمرو غضب کر گیا جادوگرون نے
کہا عمرو تو کہا کرتا ہے کہ مین جبتک موت نہ مانگونگا تب تک موت نہ آویگی آخر حمیز

کیونکہ قتل ہوا شاگردون نے چھُری سے جہمیز کے چہرے سے رنگ و روغن چھڑایا تو
صورت اصلی جہمیز کی نکل آئی اور بارگاہ مین زیادہ غریو ہوا یہان تو یہ رنگ ہی وہان
صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی تھی کہ جہمیز عمرو کو تشہیر کر رہا ہی صاحبقران نے
قبضے پر ہاتھ رکھا سب فرزندان عمرو رونے لگے فرزندان صاحبقران بھی رنجیدہ ہوے
غرضکہ خرد و کلان از امیر تا جوان ادنی تا اعلی سب تیار ہوے کہ عمرو کو جاکر چھڑائین سب
جادوگرنیان ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان جہانگیر و ایرج و نور الدہر اسباب
سحر جھولی مین رکھکر تیار ہوئین اس شوکت سے صاحبقران کنارے تک لشکر کے
پہونچے تھے کہ دیکھا عمرو آتے ہین لیکن گھبرائے ہوے چار جانب دیکھتے ہین امیر نے
فرمایا ای یار وفادار خیر تو ہی عمرو نے عرض کی جان تو بچی مگر مال گیا دو صندوقچے
جواہرات کے مہاجنون نے دیے تھے وہ کمر مین لگے تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا حال تو
بیان کرو عمرو نے کہا آپکے اقبال سے جہمیز کو مارا وہان سے جو بھاگا اس گھبراہٹ
مین صندوقچے گر گئے ہرکارون نے امیر کو پرچہ دیا کہ استاد آج تاج ہفت پیکر کا لائے
امیر نے فرمایا خواجہ وہ تاج تو دیکھین عمرو نے کہا ہرکارون نے پرچہ دیا ہوگا یہ ہمیشہ
سے جھوٹ خبر لکھتے ہین سترہ سو سردار ساحران غدار گرد ہفت پیکر کے بیٹھتے ہین
کیونکر ممکن تھا کہ مین اسکے تاج کو ہاتھ لگاتا سب ساحر لپٹ جاتے ایک ایک چٹکی
خاک ڈالتے تو مین دب جاتا خیر و عافیت سے آیا یہی غنیمت ہی ہرچند امیر نے تاج کو کہا مگر
عمرو نے اقرار نہ کیا امیر کو نہ دکھایا امیر نے پانچ ہزار روپے خواجہ کو دیے اور دربار مین آکر بیٹھے
عمرو نے چادرہ بچھا دیا پکار کر کہا یہ دربار ہمیشہ آباد رہے سب صاحب کچھ دین روپیہ برابر
گرنے لگا صاحبقران نے بھی کچھ روپیہ اور دیا عمرو نے پکار کر کہا مجھے کسی صاحب سے
عذر نہین خادم خدمتگار سائیس بھی ایک ایک مہینے کی تنخواہ دین مین کچھ کا ڈنگا خوب
خوشی مناؤنگا میری خوشی مین سب صاحب شریک ہون اتو چھلے انگوٹھیان دوانیان
چونیان گرنے لگین تھوڑی دیر مین چادرہ خواجہ کا بھر گیا مال اٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر
نے فرمایا آج خواجہ کو بڑی خوشی ہی سب صاحبون نے عنایت فرمائی اب خواجہ کچھ

گائینگے عمرو نے بادشاہ سے آنکھ ملا کر کہا حضور فرمائین تو مین گاؤن بادشاہ نے یکاس تو رکے دیے عمرو نے بیچ مین بیٹھکر بہ ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کر دی - نظم

کھائیگا خنجر جلاد کا چرکا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہوئے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہی
داغ پہلو سے نہ ہو گرم بشر کا پہلو

نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہی اگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہی مرا پہلو سرد
نہ تو دیکھتا ہی ادھر کا نہ ادھر کا پہلو

زخم کاری ہی مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سرکا پہلو

یاد آتا ہی تل اس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو

صاف دل خاک ہوا شکل فرکینہ جو ہے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہی مجھ خاک بسر کا پہلو

شیخ و واعظ سے نہین کام قدح خوارونکو
پھر بگڑ جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہی اس شاخ قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین دبتا ہی حباب سکے سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی ای آتش
شملۂ شیخ دیا ہے دم خر کا پہلو

اسطرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سردارون نے پھر کچھ عمرو کو دیا مالا مال ہوگئے مگر خواجہ کا جھینکنا نہ گیا یہی کہے گئے کہ یارو اتنا تو دو کہ اس جھینپنے کا سود ادا ہو لیکن ہفت پیکر بعد نکل آنے خواجہ کے بہت خفیف ہوا ہفت جوش وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند آج عمرو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگا یا اب عمرو کی فکر واجب و لازم ہی ہفت پیکر نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا دو نقارہ مغبوط کی ہنے کہ پتھرون کے ٹکڑے سے نہ ٹوٹے نقارۂ رزمی لشکر مین ہفت پیکر کے بجا جاسوسان لشکر اسلام جو برابر مخبر موجود رہتے ہین خبرین لیکر دوڑ گئے امیر

دربار مین جلوہ فرما ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی رستم بھی خبر سُنکر آئے عیوق اور جارو[ق]
وغیرہ چارسی سردار سیب تلواردن کی چھاؤن مین رستم کو لیکر آئے رستم سلام کرکے پہلوے
صاحبقران مین بیٹھے خواجہ کے گانے کی تعریف سُنکر یہ بھی آئے ہین انکے آنے سے رستم
کے بارگاہ مین رونق ہوگئی گانا خواجہ کا سُن رہے تھے کہ اُسی وقت ہرکارے حاضر
ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے اور عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز
ہو دشمن کو سوز و گداز ہو۔ قطعہ۔ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد + دی
نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد + لم یلد یارت و لم یولد ہمہ جا دستگیر + لم یکن
یاری دہ و مونس لہ کفواً احد + بعد تشریف لانے خواجہ عمرو کے ہفت پیکر بہت
شرمندہ ہوا بڑے قہر و غضب مین طبل جنگی بجوایا ہے منظور یہ ہی کہ کل نکلکر معرکہ آراے
نبرد ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے باقی خیریت ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ اُٹھکر
نقارخانۂ سکندری مین آئے قلابۂ چلینی و کبابۂ چلینی نے دو دو اشرفیان خواجہ
کو نذر دکھائین خواجہ نے یہ کہکے اُٹھالین کہ مین جانتا ہون کہ تمھاری آمد کم ہے
صرف زیادہ اگر نہ لونگا تو رنجیدہ ہوگے دونون شاہزادون نے سر جھکالیا خواجہ
نے غاشیہ ہٹاکر چوب لگائی ساتسی نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر تھرا گیا جب
صداے طبل سکندری بلند ہوئی ہے قبۂ بارگاہ ہلجاتا ہی سر اُٹھاکر پوچھا کہ یہ کون سا
نقارہ بجا سرداروں نے عرض کی یا خداوندا دل سجھونکا پریشان و مضطر ہی یہ صداے
طبل سکندری بارہ کوس تک اسکی آواز جاتی ہی یہ تحفہ امیر نے سفر ہندوستان مین
پایا راہ مین ایک میل تھا اُسپر یہ نقارہ رکھا تھا جب امیر کا جہاز وہان پہونچا اور گرداب
مین پھنسا تب خواجہ جست کرکے میل پر گئے اُسی نقارے کو بجایا جانوران دریائی
اُڑے وہ ایسے کلان تھے کہ ہاتھی کو منقار مین اُٹھا لیتے تھے جانورون کے پرون کی
ہوا سے جہاز نکل گئے عمرو میل پر رہا خضرؑ نے آکر عمرو کو میل سے اُتار کنارے
پہونچایا یہ نقارہ نشان شوکت صاحبقرانی ہی جو اشیاے نادرہ صاحبقران کو ممکن ہوے

کسی نے کبھی کاہیکو دیکھے ہونگے نتیجہ سہراب پیل سپر گرشاسپ نوجوان ایسی شیاکے
عمدہ سفر پردہ قاف مین باتین انھین باتون کے فرزند خواہان ہین نقابدار زرین پوش
ہوتا ہی وہ انھین چیزون کا خواہان ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ مجھسے مرید انکا بلکہ
گرد دربار ہفت پیکر مین ذکر جلالت صاحبقران ہو رہا ہی وزرا عرض کرتے ہین بلا
خداوند کل کے مقابلے مین مسلمان تنگ ہوجائینگے سب سردار آپکے قسمیہ ہوچلے ہین
کہ اسطور سے لڑائینگے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہوجائینگے دونون لشکرون مین تیاریان
ہو رہی ہین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ناگاہ شہنشاہ زرین پوش قلعہ مشرق
مین بیدار ہوا تیغہ ضو کو حمائل کیا تاج ضیا سر پر رکھا فوج شعاع کو ساتھ لیکر شہنشاہ
ماہ تابان کے مقابل ہوا شہنشاہ ماہ تابان فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر بھاگا قلعہ مغرب
مین محصور ہوا شہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تمام زمانہ روشن ہوا فوجین سوار
ہونے لگین اول ہفت پیکر بعدہ کرو فر سوار ہوا سترہ سی پہلوان و ساحر ہمراہ رکاب تسلاکھ
فوج سب مسلح و مکمل میدان کارزار مین آئے ادھر صاحبقران سوار ہوے نوبت نقارے
بجے سب سردار آکر حاضر ہوے خواجہ عمرو بانے عیاری کے لگائے ہوے صاحبقران
کو سلام کیا رکاب پر ہاتھ رکھا ہمراہ صاحبقران کے چلے کہ ایک طرف سے حقہ ہاے
آتشبازی کی آواز آئی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیکیبچے جست و خیز کرتے ہوے آئے
ہمراہ صاحبقران کے ہولیے ایک طرف سے رستم پہونچے سب جادوگرنیان لباس
فاخرہ پہنے ہوے اشیاے سحر سے درست چالاک و چست ہمراہ طلسم کشا آکر پہونچین
رستم نے بادشاہ کو سلام کیا سب جادوگرنیان براے تسلیم جھکین پہلوان عادی
سب کے آگے پلٹنون رسالون کی ترتیب کرتے ہوے اس رنگ سے صاحبقران
بھی میدان مین آئے فوجین جمنے لگین اولان اول نقیب نکلے پکار کر آواز دی ای
سرداران نامی ای ساحران گرامی کیا غضب کا وقت ہی ہر ایک کو موت کا سامنا ہی
از عہد آدم تا این دم یہی رنگ رہا بقول شیخ سعدی بلبل شیراز۔ فرد۔ ہر کہ آمد
عمارت نو ساخت + رفت و منزل بدیگرے پرداخت + دنیا کا یہی حال ہے

اور ایک شاعر یون فرماتے ہین راہ عبرت دکھاتے ہین۔ نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار ۔۔۔ تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔۔۔ ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔۔۔ جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین دربار مین ۔۔۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جلنے دو باشندون کو ان کے دیکھو ۔۔۔ تکیۂ گور و گور تن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت ۔۔۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترکیبین نہ خود آرائی ہے ۔۔۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے صفون پر سناٹا آیا مردان عالم گھوڑے اپنے اپنے بڑھاتے ہین نیزے ہلاتے ہین یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بھائی سے بھائی کہتا ہو کہ آج کے لڑنے مین نام ہو صف شکنون کا یہی کام ہی بھائی تمنے سُنا کہ بحر عالم مثل حباب ہی کیا پروردگار کی عدالت ہو کہ اپنے خاص بندے جنکو مقبول کیا خلعت رسالت سے مخلع فرمایا تاج نبوت سر پر رکھا مگر موت کا ایک رنگ ہوا بقول شاعر مصرعہ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست + لڑنیکیتون نے بڑھکر کڑکا کہا اور زیادہ مردار آمادہ ہوے کہ مخلوق تیرہ درون طرف سے کفار کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کی پکار کر آوازدی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے امیر نے طرف صفون کے دیکھا بہرام گرد بن خاقان چین مرکب جھکا کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت لیکر چلے تین ٹھیکون مین مرکب طرارہ بھر کے مقابلۂ مخلوق مین پہونچے مخلوق نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا تین سو ساٹھ طعنین ردوبدل ہوئین آپس مین جو ریان کھاتین ہو رہی ہین بہرام نے مرکب بڑھا کر نیزہ مخلوق کا گانٹھا اس فن سے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مخلوق کے نکلگیا مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ او چینی تو نے بڑا غضب کیا دو دریا کے لشکر کے سامنے نیزہ میرا نکالا مگر یہ تیغہ بیدریغ برسون کے

جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہو اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون بڑے بڑے پہلوان میرے سامنے سے بھاگے بیشہ آدمخواران مین گھس پڑا کہ وہ لوگ جو پہاڑ کر آدمی کو کھاجاتے ہین خرپال اُن سب کے افسر نکلکر لڑے مین نے اُنکی مشکین باندھ لین اور انھون نے زیر ہوکر اطاعت کی آجتک ساتھ ہین مین نے بھی اُنکے ساتھ یہ محبت صرف کی کہ سات لاکھ فوج کا افسر کیا اب تیغ کو روکنا بے پناہ ہاتھ پڑتا ہو یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جوان زبردست تیغہ لنگر دار جو ہر دار آٹھ انگل کا بیٹھا چلا ہوا گرتے ہی سپر کو کاٹا بہرام نے چاہا بچون مگر مہلت نہ ملی سر اس افسر کا زخمی ہوا بہرام نے زخمی ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا مخلوق نے گینڈا ہٹا لیا بہرام کو جو نکان پہونچی زخم کاری کھاچکا تھا غش آگیا مخلوق نے ہاتھ روک کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان کوئی ایسا آئے کہ مزہ شجاعت کا لے ایک سوار تلوار کا نہ اٹھا سکا اب اسکا سر کاٹنا ہماری جرأت سے بعید ہے یہ جو پکار کر مخلوق نے آواز دی سردارون اور سوارون نے بڑھکر بہرام کو ہٹایا زخم کو بہرام کے باندھا کہ مخلوق نے پھر آواز دی کوئی بہادر ایسا نہین ہے کہ میرے مقابلے مین آئے یا مین خود وہین آؤن رستم نے سر اٹھاکر طرف لشکر کے دیکھا قضائے کار شاہزادہ جہانگیر والا تبار سر صف پر کھڑے تھے رستم نے جو نگاہ اُٹھائی جہانگیر سے نگاہ مل گئی دیکھتے ہی جہانگیر نے فوراً مرکب اٹھایا آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار آپ نہ تکلیف فرمائیے اور پہلوان جائینگے عرض کی بھائی صاحب کا یہی ارادہ ہو آنکھ ملائی کچھ فرما نہ سکے ہم اُنکے ارادے کو سمجھ گئے بادشاہ نے دیکھا کہ جہانگیر کی ابرو پر بل ہے فرمایا بسم اللہ پروردگار مظفر و منصور کرے آپ نے ماشاء اللہ کیسے کیسے پہلوان مارے طلسم ہفت پیکر والے آپ کے نام سے تھراتے ہین جہانگیر نے مرکب کو ایڑ کی مرکب طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار برق رو چلنے مین خوبیان سو سو بقول حقیر قمر۔ اشعار در صفت مرکب

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی

ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے ۔ اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار ۔ صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال ۔ قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون ۔ وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح ۔ کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین برابر مخلوق کے پہونچے پہلے تگاور زن ہوے چھ قدم اُسکا گینڈا پیچھے ہٹا تین قدم اُنکا مرکب لپس پا ہوا وہی تیغہ خون آلود جو اُسکے ہاتھ مین چڑھا ہوا ہی خبردار خبردار کہکے شاہزادہ جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر رد کا الجھاو سے ہاتھ نکالا بائین پر آکے ہاتھ مارا اُسنے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب دست زبردست جہانگیر والاجناب اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود دو بلغہ کاٹ کے تا بہ جگرگاہ پہونچی وہان سے اُترکر خانہ زین پر آئی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے سات لاکھ کا افسر تھا خرچال و خرپال آدمخوار نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گینڈے بڑھا کر سات لاکھ فوج سے جہانگیر پر آپڑے رستم نے گھٹا جو کافرون کی چھائی پر دیکھی مرکب کو اُڑا کر نعرہ کیا یا شیدائی کافران ہیجاوری ناہنجاران پر وغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم رستم پیلتن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندہ کپتان فرنگی سر فتنہ ملک فرنگستان برہم کن دولت فرنگیان ۔ نعرہ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب + کنیت علمشاہ چو رستم لقب + دیگر ۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہمراہ رستم چارسو افسران نامور فوج کفار پر جا پڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج مین تلاطم ہوا اسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کی سترہ لاکھ فوج بلوہ کرکے آپڑی ادھر سے امیر با توقیر نعرہ کرکے جا پڑے

نعرہ صاحبقران

یکے تیغ صمصام و قمقام نام ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ۔ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ۔ بن کافران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + برابر لندھور کا نعرہ ہوا - نعرہ لندھور - جزیرہ ہائے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + بائیں پر سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا - نعرہ مالک - منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + بعد مالک کے بہرام اسی ہزار چینیوں سے آیا اور نعرہ کر کے گرا - نعرہ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + بعد بہرام کے پانچ چین سردار نعرہ کر کے آ پڑے ایک غول میں صاحبقران بھی شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک طرف رستم پیلتن کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں کبھی کلاہ کا بھی عکس کافرون پر ڈالتے ہیں تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے ایک جانب بدیع الزمان آ کر گرے فوج سنجان و باختر ہمراہ آتے ہی نعرہ کیا - نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو انم کشم آسمان بر زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شاد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + قاسم نے جو بدیع الزمان کے نعرے کی آواز سنی مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو چمکایا مثل شیر غضبناک بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + ایرج نوجوان نور الدہر بن بدیع الزمان بھی نعرے کر کے جا پڑے اول نور الدہر نے نعرہ کیا - نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج عالم شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہا نقش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند

پھر ایرج نے نور الدہر کی آواز سنکر نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب سپہر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + پھر تو جملہ سرداران نامی و رفیقان صاحبقران نعرے کر کے جا پڑے مثل گرگین بیژن گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین و طوق حران گرد و ابو المحجن گرد کہ علمدار لشکر اسلام ہیں علم اژدہا پیکر کو لیکر بڑھے ایک بھائی نے علم کو سنبھالا ایک نے تلوار کھینچ کر جا پڑا سرداران نامی نے جو اپنے علمدار کو لڑتے ہوئے دیکھا زیر علم آ گئے تلوار چلنے لگی خون کی چھینٹیں جو اڑیں دامن علم گلگون ہوا خون کا فوارہ زمین میں بہا

ہر مقام پر تھالے خون کے جمے ہوئے سرداران نامی لڑ رہے ہین سردارون نے
خون کے دریا بہا دیے ساحرون کا سحر بھی چل رہا ہی ستر لاکھ فوج جو گری ہی پچاس لاکھ
اسمین ساحر ہین وہ وہ سحر کیے کہ ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان رستم نوجوان جنگ
سے عاجز ہو رہے ہین تلوارون نے کاٹنا موقوف کیا نیزے سینہ نہیں چھیدتے طائر(ن)
تیر الٹے پلٹتے ہین سینہ دشمن شکار نہیں کرتے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی امیر
با توقیر نے جب اسم اعظم پڑھا سردارون کے ہوش درست ہوئے چالاک و چست
ہوکے پھر لڑنے لگے دس بارہ لاکھ کافر قتل ہوئے پرچہ اخبار ہرکارون نے ہفت پیکر
کو دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند بارہ لاکھ ساحر مارے گئے مسلمان زخمی بھی نہیں ہوئے
ہین سرداران حمزہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جنگ دیدہ کار آزمودہ مصائب
جنگ جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے لندھور کے ہندیون نے باناک پن بنا دکھایا
نیزہ داران مالک کے نیزے چل رہے ہین جسکو نیزہ مارا اسکو نیزے پر اٹھا لیا
زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوئے بہرام کے حبشی کلیجنی کر رہے ہین جس فوج
پر گرے خون کے دریا بہا دیے علمداران لشکر اسلام طوق حران گردہ ابو المعجن گرد
جس مقام پر جھنڈا گاڑ دیتے ہین سردار وہین جمگئے وہ دیکھیے غرانے کی آواز آئی اور
رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جادوگرون نے رستم کی آگ لگا دی لاکھون
جادوگرون کو جلایا ہفت پیکر نے یہ نرغہ دیکھ کر کہارون کو اشارہ کیا کہ تخت پیچھے
ہٹاؤ کافر ہٹتے جاتے ہین اہل اسلام بڑھ رہے ہین ہفت پیکر پیچھے ہٹا چلا آتا ہی
نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہے کافرون کے رونے کی آواز آتی ہے قریب ہی
کہ شکست فاش لشکر کفار پر ہو قریب ہی کہ ہفت پیکر بھاگے کہ صحرا سے گرد اڑی
اور ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا چمکتا ہوا کڑکتا ہوا رعد کی گرج سے زمین تھرا رہی ہی
برقین لوٹ لوٹ کے گر رہی ہین ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ خبر لاؤ یہ کون
آتا ہی ہرکارے گئے مثل پیک نظر پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند آپ کو مبارک ہو
کہ داؤد غدار انگیز بڑے غصے مین آتا ہی اسکی زوجہ کو عمرو لے آیا ہے کہتا ہی

سب کو مار ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ داؤد غبار انگیز آ کر پہونچا پایہ تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھا
کہا ای شہنشاہ طلسم ہفت پیکر خداوند خیال سکندری نے مجھکو بھیجا ہی اور حکم کیا ہی
کہ مسلمانون کو گرفتار کر لاؤ عمرو نے مجھکو عجب صدمہ دیا کہ اُستاد و شاگرد تیغ دم دیگر مجھ سے
زوجہ بھی لیا اور زوجہ کو لے آئے عمرو سے بدلہ لونگا اُس سے کہونگا کہ زوجہ کو میری دیکے
تو تیری جان بخشی ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای داؤد تو نے بڑا غضب کیا
جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اور تو نے نام عمرو کا لیا ایسا نہ ہو وہ اس مقام پر خود موجود ہو
کہ پہلو سے آواز آئی یا خداوند مرتا ہون سنبل ہفت گیسو نے مجھ پر سحر کیا ہی کہ دیوانہ
ہو رہا ہون کیونکر لڑون ای سپہ سالار خداوند خیال سکندری میری مدد کیجیے مجھکو بچائیے
سحر مجھ پر سے اُتار دیجیے داؤد نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف ہی جھولی مین
گولے بھرے ہوے پکار رہا ہی دیکھیے میری جان کیونکر بچے یا دمین سنبل کی بہت
پریشان ہون کلیجے مین آگ جل رہی ہی داؤد نے پکار کر آواز دی ارے میرے پاس
آ تو سحر اُتار دون تجھکو انسان بناؤن دیوانہ پن دفع کرون وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
داؤد غبار انگیز سے کہا ای سپہ سالار خیالی سکندری ذرا سینے پر ہاتھ رکھو قلب کو
تسکین دو داؤد نے سینے پر ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہی ساحر نے کہا دیکھیے
صندوق خداوندی آتا ہی جیسے ہی داؤد اُدھر پلٹا ساحر نے نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگیر طرار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے خنجر مارا کہ داؤد کا شکم چاک ہوا قصہ
پاک ہوا ایک ابر سیاہ لہرا کر گرا خواجہ اندھیرے مین بھاگے کہ صحرا سے دوسرا ابر اُٹھا
آواز آئی او ظالم تو نے غضب کیا کہ مصاحب خداوند کو مارا منتم سامان سحر طراز
دیکھا ایک ساحرہ کالی کالی صورت ایک عقاب پر سوار ابر سے نکلی پکار کر آواز دی
ای شہنشاہ ہفت پیکر قدرت نے مجھکو بھیجا ہی مسلمانون کے خاتمے کا وقت ہی

یہ کہکے صفت سے بڑھی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے آواز دی ای
آتشبار لینا وہ ماش کے دانے چہار سمت پھینکے جب ماش کے دانے زمین پر گرے اول تو یہ امر ہوا
اسپ دیکھا لشکر ہفت پیکر الگ ہو گیا لشکر اسلام بیچ مین میدان کارزار کے کھڑا ہی سردار
حیران حیران دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو جو داؤد کو مارکر آئے قریب صاحبقران کے آکر
کھڑے ہوے دیکھا گرد لشکر اسلام دھوان پھیلنے لگا دوسرا سحر اُس ساحرہ نے کیا
کہ زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اسقدر شعلے نکلے کہ دریاے آتش موج مارنے لگا
اُس ساحرہ نے تیسرا سحر کیا کہ گرد لشکر دریاے آتش و دریاے آب پیدا ہوا ایک ابر لشکر
پر چھایا کہ سواے صاحبقران و رستم کے سب سردار و سپاہی و سوار بیہوش ہو ہو کے
گرے زمین پر ایڑیان رگڑ رہے ہین صاحبقران نے قریب دریاے آتش آکر اسم اعظم
الٰہی پڑھا پورا اسم نہین پڑھا جاتا زبان مین لکنت رنگ رو متغیر رستم نے جو یہ حرکہ
دیکھا کہ قبلہ و کعبہ قریب دریاے آتش جا کر کھڑے ہو گئے ناچار ہو کے گھوڑے کو
بڑھایا مگر یہ کیفیت دیکھ رہے ہین کہ پہلے دریاے آتش اُسکے بعد دریاے آب موج
مار رہا ہی غراتا بلند ہی مچھلیان ہزارون تڑپ کر مثل طائران بلند ہوتی ہین گرد لشکر چرخ
مارا اور پھر دریا مین گرین دریا مین تہلکہ ہی رستم نے چاہا مین قریب دریاے آتش جاکر
عکس لوح ڈالون جب قریب دریاے آتش آئے لوح کو گلے سے اُتارا تو لوح مین
حروف نہین ثابت ہوتے واضح ہوتا ہی کہ چونٹیان رینگ رہی ہین رستم نے لوح کا
عکس ڈالا کوئی اثر نہ ہوا شعلے بھڑک کر رستم پر آنے لگے دریاے آب سے ایک
نہنگ نکلا مثل عقاب اُڑا گرد رستم کے چرخ مار کر پھر دریا مین جا کر گرا مرکب رستم
بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی رستم کو گرا دون رستم مرکب کو سنبھال رہے ہین کبھی کوڑا
مار دیتے ہین تو گھوڑا کوڑا کھا کر طرارہ بھرتا ہی چاہتا ہے دریاے آتش مین گرا دون
رستم جب تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہین تب گھوڑا دریا سے پلٹتا ہی رستم صاحب لوح ہین
مگر اس حال مین صاحبقران زمان کے گلے مین حرز ہیکل پڑا ہی اُسکی وجہ سے بیہوش
ہونے سے بچے ہین دریاے آتش و آب کی سیر کر رہے ہین مچھلیون کی تعریف کرتے

ہین کل لشکر کو اس حال مین کر کے وہ ساحرہ موسوم بہ سامان سحر طراز پلٹ کر سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا ای شہنشاہ طلسم ہفت پیکر تم تو خداوند طلسم خیال سکندری کے راز دان ہو دیکھو مین نے مسلمانون کا یہ حال کیا ہی اب کوئی دریاے آتش سے نکل سکیگا تیسرے دن صاحبقران و رستم بھی بیہوش ہو جائینگے عیار و سرداران سب اسی مجمع مین ہین اب نہ نکل سکینگے رات دن تڑپینگے تیسرے دن مین اسی دریاے آتش و آب کو طی کر کے لشکر مین جاؤنگی مین پہلوے قدرت مین بیٹھی ہوئی تھی انتظام خدائی درپیش تھا کہ قدرت کے منھ سے نکلا ای سامان سحر طراز تیرا شوہر قتل ہوا چاہتا ہی مین نور آروانہ ہوئی یہان آکے یہ دیکھا کہ وہ بہشت مین پہونچے ابر جا لگیا مین نے آکر ذرا ہونٹھ ہلائے یہ کیفیت ہوئی کہ طلسم کشائی کی لوح بیکار ہوئی کچھ خبر نہ دیگی اسم اعظم حمزہ بند ہو گیا مگر ہیکل کہ گلے مین صاحبقران کے ہی اسوجہ سے حمزہ کھڑا ہی بیہوش نہین ہوتا دو شبانہ روز مین سحر پورا ہو گا دونون بیہوش ہو جائینگے کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر چھین لونگی اور زرہ ہفت جوش وہ خود اتار کر دریا مین پھینکدینگے مین سب کو گرفتار کر لونگی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی تخت سے اترا ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگایا کہا مین معتقد مذہب خداوند خیال سکندری ہون مجھکو سلطان فرمائے ہین سلطنت کرون اُنکو خدائی مبارک ہو وقت پر موقوف ہی دونون طلسم مین خدائی کرین میرے طلسم ہفت پیکر کے متعلق سات سو ملک تھے مسلمانون انے فتح کر لیے اُنپر اب مسلمانون کا قبضہ ہی کہین سے خراج نہین آتا ساحرہ نے دیکھکر آواز دی کہ متعلق طلسم خیال سکندری سترہ سو ملک ہین ساحران زبردست پہلوانان صف شکن خراج گزار مین سب کا خراج ایک وقت مین آتا ہی وہی خراج صرف قصر سکندری ہو آرایش قصر سکندری اس طور سے ہو کہ اُسکا ذکر غیر ممکن ہے اگر اُسکی آراستگی کا ذکر کرون تو کئی مہینے چاہیے مین ہفت پیکر ساحرہ کو لیکر بارگاہ مین آیا ساحرہ کو دنگل معقول دیا اپنے ساحرون سے کہتا ہی دیکھو صاحبو کیا کرامات خداوند ہو کہ ایک سحر مین سب کو پامال کر دیا حمزہ کا اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل کی وجہ سے

وہ ہوشیار رہین اب یہ شب کو جاکر حرز ہیکل بھی لیلیگی طلسم کشا سے تحفہ جات چھین لیگی کیا مجال ہو کہ طلسم کشا زبان ہلا سکے دام سحر مین گرفتار ہو بس ایک ہی سحر مین خاتمہ کیا تمام دربار والے تعریفین کر رہے ہین کہ اے ملکہ عالم کیا کہنا کیا سحر کیا ہی اس پار دریا کے نہین اُتر سکتے صاحبقران کیسے مجبور ہو رہے ہین ہفت پیکر سے باتین کر کے سامان سحر طراز اُٹھکر بارگاہ سے باہر آئی لشکر سے نکلی سامنے لشکر اسلام کے آکر متصل دریا کے بارگاہ استادہ کرائی لشکر کو اُتارا اشارے سحر کے کر رہی ہی صاحبقران خواجہ سے فرماتے ہین خواجہ ہمارے پاس سے جاؤ کسی بارگاہ مین جاکر بیٹھو ہماری سیر مین فرق آتا ہی عمرو کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران کے پاس سے ہٹے عکس حرز ہیکل جو پڑ رہا تھا وہ تو موقوف ہوا تھوڑی دور جاکر خواجہ گرے بیہوش ہو گئے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا فرمایا خوب ہوا کہ یہ مکار بیہوش ہو گیا مجھکو سمجھاتا تھا کہ دریاے آتش کے پار اُتر لیے دور سے دیکھکر مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہی مین کیونکر دریاے آتش کے اُس پار جاؤن شعلہ ہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین دریاے آب جوش زن رستم نے بمشکل مرکب کو لاکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا سب جادوگرنیان بیہوش پڑی ہین سلسبیل ہفت گیسو ہر مرتبہ اُٹھتی ہین اور پھر گرتی ہین چاہتی ہین کہ سحر کرون بلند ہو کر دریاے آتش کو بجھاؤن لڑتی بھڑتی نکلجاؤن مگر جسم مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین لالہ عذار کئی مرتبہ اُٹھی اور سحر کیا ابر بنایا ابر سے پانی برسا دریاے آتش نہ بجھا وہ ابر پلٹ کر سر پر لالہ عذار کے آیا برسنے لگا پانی کے جھقر بھر گئے تھے لالہ عذار بھی بیہوش ہو کے گری آفتاب فلک سیر کئی مرتبہ اُٹھا سحر بنایا اور چاہا کہ دریاے آتش بجھاؤن ایک دنّاتا ہوا دریاے آتش شق ہو گیا اُسمین سے ایک نہنگ نکلا اُس نہنگ نے آکر عکس اپنا سر آفتاب فلک سیر پر ڈالا آفتاب کا چہرہ زرد ہوا تھرا کے گرا ایڑیان رگڑنے لگا سب ساحرون کا یہی حال ہوا جو کہ ساحر آخر کے ساتھ ہین اُنھون نے بڑی کد و کوشش کی مگر دریاے آب سے مچھلیان نکلیں گرد ساحرون کے گرد پھرین وہ سب ساحر بھی بیہوش ہوے تمام عیار و ساحران غدار

و سرداران نامدار ایک حال مین مبتلا ہوے بعض بعض جنکی آنکھین کھلی ہین وہ بلک بلک کے دعائین کر رہے ہین بار بار یا مستغیثاہ کی صدا بلند کل اہل اسلام درو مسند بارگاہ مین سرنگون پڑی ہین خزانے کا کوئی نگہبان نہین بیکار پڑا ہی ساحرہ نے جب یہ حال اہل اسلام کا دیکھا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی سب حال اس سے بیان کیا کہا کل جادوگرنیون کو مین نے بیکار کر دیا اب کوئی لشکر حمزہ مین سحر کرنے والا نہ دورا تون کی اور کسر باقی ہو تیسرے دن صبح کو مَین اٹھکر لشکر مین گھس جاؤنگی پہلے شوہر کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ اور رستم کو خدمت مین خداوند کے لیجاؤنگی قدرت مین یہ تاثیر ہی کہ جو اُنکی صورت دیکھیگا اُنکو سجدہ کریگا حمزہ کے دل سے قفل کھول دینگے آجتک قدرت نے جا بجا مدد کی اسوجہ سے حمزہ صاحب ملک و مال ہوا ہی اکثر قدرت ذکر کیا کرتے ہین کہ حمزہ کے ہاتھ سے پردہ قاف فتح کرایا باختر مین پہونچا یا القا کی خدائی مٹوائی زبرجد شاہ کو قتل کرایا اب حمزہ کو بڑا غرور ہی قدرت اسکو طلسم خیال سکندری مین ڈلوا دینگے مگر علمشاہ نوجوان قتل کیے جائینگے ساربان زادے کو مین ہاتھ سے حمزہ کے قتل کراؤنگی یا شہنشاہ مجھکو اپنے شوہر کا بڑا قلق ہی جب عمرو کو قتل کر دون تب دل ٹھنڈھا ہو ہفت پیکر ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوا کہا کہ نجومیون نے کہا تھا حمزہ کی موت اس زمین پر نہین ہی اے مقبول بارگاہ خیال سکندری تو نے کیا پاکیزہ سحر کیا ساماں نے کہا یا شہنشاہ اب سامان صحبت عیش و نشاط آراستہ کیجیے ہفت پیکر بارگاہ مین آیا جلسہ عیش و نشاط جما یا گائین آکر سامنے مستعد ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کہ نہایت شوخ و شنگ ہی ہاتھ اٹھا کر بتانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے۔

نظم

نہ جائیگی ترے وحشی کی رائگان فریاد
ملک تو کیا ہین سر عرش تک یہ جائیگی
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی

یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
انیس نالہ و فغان دوست مہربان فریاد
نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے مین / اسیر سینہ ہو گیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی برسون سے / اٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہی وہ دردِ فراق کا مجھ مین / کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا / نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا / کبھی تو لائیگی اُسکو کشان کشان فریاد
خیال کا کل غبرنگ سے یہ حال ہوا / مرے دہن سے نکلکر ہوئی دھوان فریاد
یہی ہی ای فلک پیر صورت انصاف / سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یہان فریاد
نسیم چرخ و زمین پر نہین ہی کچھ موقوف / کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

دو راتین برابر اسی طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساحرہ کبھی بارگاہ ہفت پیکر مین آتی ہی کبھی بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آتی ہی سحر کرتی ہی مچھلیان دریا سے نکلکر گرد لشکر اسلام چرخ مارتی ہین اُن بیچارون مین غریو بلند ہو کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہے کوئی پکارتا ہی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہلاکت سے بچالے نظم -

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ / خدا کافی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خداے کبریا حافظ / خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خداے واحد و یکتا و لاثانی / نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے / بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
براے بندۂ مسکین و مسکینی و تنہائی / خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
نہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ میدانی / کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نہ باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را / اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان قند / کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
چو جسم و جان عالم در حفاظت و روز و شب داری / بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بلاک بلاک کے دعائین مانگ رہے ہین لیکن وہ ساحرۂ مکارہ تیسرے دن سحر کو بارگاہ ہفت پیکر سے نکلی سامنے آکے کھڑی ہوئی دیکھا صاحبقران بیٹھ گئے رستم ایک

نخل کے نیچے حیران و پریشان کھڑے ہین رستم پیلتن نے ایک نخل کے سائے مین آکے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ ہفت جوش کو جسم سے اُتارا تیغہ ہفت جوہر اُسی مقام پر رکھدیا سمک یلداقی زمین پر تڑپ رہا تھا اپنے آقا سے عرض کرنے لگا کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے قدر شناس ان چیزون کو جسم سے جدا کیجیے ان اشیا سے حفاظت جان متعلق ہی رستم نے فرمایا ای یار وفادار یہ اشیا بار جسم ہین ان سب کو مین دریا مین پھینکدون سمک تسلیم نہین کر رہا ہی رستم خاموش کھڑے ہین خیر خواہ کی بات کا جواب نہین دیتے سامان سحر طراز نے جو سب کو مبہوت پایا نفیر بجائی ساحر تیار ہونے لگے مگر ناکام و سر تام دونون بہنین اسکی تیار ہوکر سامنے آئین کہا ہمین کیا حکم ہوتا ہی سامان نے کہا یوا اب چلتی ہون شوہر کے قاتل کو قتل کرون چھوڑ و رستم کو گرفتار کرلون اور سب کو اسی مقام پر بیہوش چھوڑ و جسکا قدرت نام لینگے اُسکو آکے لیجاؤنگی کمیدان و رسالدار جو سامنے حاضر تھے سب نے عرض کی بہت مناسب تجویز کیا اسی طرح فوج کو ساتھ لیکر سامنے دریائے آب کے کھڑی ہوئی مچھلیان اُبھرنے لگین پانی کم ہوا حباب لب جو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ کیا بدعت کریگی موجۂ دریا کا خنجر چل رہا ہی سامان آگے بڑھی لشکر ہفت پیکر بھی تیار کھڑا ہی ہفت پیکر اشارے کر رہا ہی کہ ای سامان شوہر کے خون کا بدلہ لو سامان بڑھی ہفت پیکر خوش ہی ساتھ کے لوگون سے کہ رہا ہی کہ آج طلسم کشا گرفتار ہوکر خدمت خداوند خیال سکندری مین جائیگا جاتے ہی سجدہ کریگا قدرت کے چہرے کی یہی تعریف ہی جس مذہب کا آدمی اُنکے سامنے جائے اُنھین کا مذہب اختیار کرے مین شہنشاہ طلسم ہفت پیکر ہون مین نے دعوی خدائی موقوف کیا اب مین بھی جاکر خدمت خداوند مین رہونگا ادھر چند سپاہی کہ نوکری بھی اُنکو معاف تھی بیرون لشکر تھے وہ دیکھ رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین مانگتے ہین پکارتے ہین کہ ای خالق ارض و سما ای کبریا مسلمانون پر رحم کر اس آفت سے ہمارے آقا کو بچالے ہمنے کبھی اس آفت مین نہین دیکھا آج نیا معاملہ درپیش ہے ہمکو بڑا پس و پیش ہی سامان بڑھی ہی کہ لشکر اسلام پر جا پڑون کہ تیر دعا اُن غریبون کا

ہدف مراد بہ پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور بوق ترکی کی آواز آئی گھوڑے بھڑکنے لگے ہفت پیکر نے کہا وہ دیوانہ آتا ہی دیکھیے کیا ہو کہ دامن گرد کا پھٹا غضنفر بن اسد الہٰی ہزار قزاق پشت بر سر برابر شرخ گھرا ہوا پہونچا دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک ساحرہ طرف لشکر اسلام کے جاتی ہی تیغ برہنہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین غضنفر نے اسب باد پا کو اُڑایا شمیم نے ابر سے دیکھا سحر کرنے لگی دل کو خوف ہو کہ ایسا نہو یہ ملعونہ آگاہ ہوجائے اور تحفہ جات چھین لے تو کیسا باعث خرابی ہو ابر سے ہاتھ نکالکر ایک گولہ مارا کہ گولہ صحرا مین جاکر پھٹا سامان کے کان مین آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو۔

نظم

ملنے کے نہین نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

احسان سے نہین بدی بھی خالی
دشمن ہین مہربان ہمارے

بچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
ناحق ہین یہ امتحان ہمارے

بے مثل ہین لذت سخن مین
سب اُٹھ گئے ہم زبان ہمارے

آزاد کی جستجو عبث ہے
پاؤ گے پتے کہان ہمارے

اُڑتی ہو خاک اُس زمین سے
پڑتے ہین قدم جہان ہمارے

ناقہ لاتے ہین اسطرف روز
محسن ہین ساربان ہمارے

ہمسے بھی کچھ کہو عزیزو
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے

ظاہر ہی جو گذر رہی ہے
کچھ حال نہین نہان ہمارے

لائینگے نسیم رنگ کیا کیا
یہ دیدۂ خون فشان ہمارے

سامان کے کان تو اس آواز پر ہین صورت زیبائے غضنفر کو دیکھ رہی ہو کہ ادھر گھوڑا اُڑائے ہوئے آتے ہین یہ رنگ کمسنی ہو کہ مرکب پر پڑی نہین جمتی مگر رانون مین گھوڑے کو جو مسلا گھوڑا اطارہ بھر کے چلا سامان نے قریب سے جو صورت زیبا کو دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہی یا آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر ہو یا ماہ تابان بلکہ بدر کامل آسمان پر جلوہ فگن خال چہرۂ پر نور رشک ثوابت و سیارگان

ابرو رشک ہلال یا خنجر آبدار آنکھین بعینہ چشم غزال گردن صراحی دار سینہ چوڑا جسم بہ
خوبصورتی کی تیاری خود چمکتا ہوا بالائے سر کج رکھا ہوا ہی گھوڑے کو اڑائے ہوے
آتا ہی ساسان صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی او طفل بیباک تیری
تقدیر رسا تھی جو اسوقت یہان آگیا شوہر میرا قتل ہوا مین مرد کی فکر مین تھی تجھکو پردۂ
چشم مین رکھونگی وہ مرتبہ بڑھاؤن کہ عالم رشک کرے غضنفر نے جواب دیا کہ او
ملعونہ مین تیرا قاتل ہون ساسان نے کہا اے جوان مین نے تیری کیا خطا کی ہی جسپر تو
سزائے قتل دیگا مین مسلمانون کو قتل کرنے جاتی ہون غضنفر نے کہا ان لوگون مین
میرے نانا و دادا ہین مین کیونکر گوارا کرون کہ تو انکو قتل کرے ساسان نے کہا تیرے
صدقے مین مین سبکو آزاد کر دونگی فقط ایک عمرو کو توضرور قتل کرونگی کہ وہ میرے شوہر
کا قاتل ہے اور تجھکو سب طرح کا اختیار ہی جو تو کہے وہ کرون اگر نہ مانیگا تو ابھی مین تجھکو
گھوڑے سے گرا دونگی یہ کہکے ساسان نے گولہ مارا شمیم نے بالائے آسمان سے
گولے کو سحر کرکے پلٹا یا گولہ پلٹ کے قریب پاؤن کے آگے گرا ساسان نے کہا ارے
تو سحر بھی جانتا ہی مگر دو چار انچھر سیکھے ہونگے اُسکو مٹا دونگی تجھے تو نہین جانتا مین نے
ایسا سحر کیا کہ امیر کا اسم اعظم بنا کر لیا طلسم کشا کو مبہوت کیا لوح بیکار کر دی خاموش
کھڑے ہین تحفہ جات الگ رکھے ہین مین جاکر تحفہ جات اُٹھا لونگی طلسم کشا کو گرفتار
کرونگی ہنستی جاتی ہی تازہ کرشمے دکھاتی ہی کبھی سینہ کھولدیتی ہی کبھی اٹھلاتی ہی کبھی مسکرا
دیتی ہی کہ غضنفر قریب پہونچ گیا تیغہ روئین شگاف چمکایا ساسان نے ہنسکر کہا تیغ
مین کاٹ کہان ہی دیکھون تو یہ تلوار میرا کیا کرتی ہی خود اپنے گلے پر تلوار کو رکھ لے
غضنفر نے قریب آکر ہاتھ مارا ساسان نے سر آگے کر دیا سحر سے اپنے کو فولاد کا
تیلا بنایا مگر یہ تیغہ روئین شگاف یون سر سے گذرا جیسے صابون سے تار یا
برق جہندہ از میان ابر تیرہ و تار ساسان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ساسان کے
سات لاکھ ساحر غضنفر پر آپڑے غضنفر تلوار کھینچکر ساحرون پر گرا انگشتر مہر و ماہ کو
چمکاتا تھا سحر ساحرون کا الٹا پلٹ جاتا تھا جسکا سحر تھا اسی کے سینے پر پڑتا تو ٹکے

پشت کو پارگذرا ادھر سرداران نامی صاحبقران گرامی ہوش مین آئے صاحبقران کا اسم اعظم کھلا رستم پیلتن نے تحفہ جات زیب جسم کیے شمیم گیسو کشا ابر سے نکلی ظاہر ہوکر سحر کرنے لگی جب ہاتھ ہلایا برق گری کہ دو دو سو ساحرون کے سر اڑنے لگے امیر کا نعرہ ہوا کہ ساحر تھرا گئے بعض کو غش آ گئے دونون لشکر ملگئے رستم نے بڑھکر نعرہ کیا کہ اے کافران بیحیا و ای ناہنجاران پر دغا نعرہ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ چو رستم لقب + امیر نے جو فرزند کے نعرے کی صدا سنی جوش جرأت مین نعرہ کیا - نعرہ

منم سرکن لشکر کافران　　به پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال　　منم آفتاب سپہر کمال
سمندون ز بیشم فراری شده　　ز من دیو عفریت عاری شده
همه قاف از کفر شد پاک و صاف　　سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
همه شہر فائز به اسلام شد　　که صاحبقران در جہان نام شد

کل سردار نعرے کرکے لشکر کفار پر گرے تہلکہ ڈالدیا دریاے خون بہگئے تختے خون کے جمے ہوئے فوج کفار کو شکست اہل اسلام کا بندوبست آخر ساحران غدار بھاگنے لگے بھاگکر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی یارو سامان نے بڑی حماقت کی کہ سر آگے کردیا اُسکے ہاتھ مین تیغہ روئین شگاف تھا کہ جس سے ساحر بچ نہین سکتا اُسکے پاس تحفہ جات ہین مشمش نے یہ تحفے بنائے تھے بڑی محنت انپر کی تھی وہ تحفے اس ظالم کو ملگئے سیکڑون ساحرون کو اسنے مارا قدرت بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے خداوند خیال سکندری اگر اس سے بچین تو بڑی بات ہے ان لوگون نے جو قصد کیا اُس کام کو کرلیا زبرجد نگار ایسا ملک کہ جہان دمامہ جادو کا انتظام تھا یہی عیار مکار چاہ الماس کا مقام دریافت کرکے امیر کو لے گیا اقبال دیکھو کہ برق جادو بھانجی دمامہ کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی سرامہ جادو خبر دمامہ جادو حسین و جمیل سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی برق جادو سے عمرو نے وعدہ کیا کہ ہم آج شب کو دربار سرامہ مین آئینگے اور اُسکو مار لینگے اُکو وزیر اعظم و اکی

دستور معظم عمرو گویا بنا رقعہ سرامہ مین پہونچا برق جادو کہ اُسکی خالہ زاد بہن تھین اپنے قاعدے سے پہونچین حیران تھین کہ عمرو نے آنے کو کہا تھا نہ آیا سرامہ نے برق سے ذکر کیا کہ بہن آج ہمنے بڑی عمدہ شی پائی ہے ایک بڈھا گویا ظاہر مین ضعیف و نحیف مگر نہایت ظریف و لطیف گانے والا ایسا کہ تم جانتی ہو کہ میری صحبت مین بھی چار سی گانے والا چیدہ ہی مگر سب اُستاد اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین اُسکے سامنے ہونٹھ نہین ہلا سکتے آج ہم آپ کو اُسکا گانا سنوائینگے یہ کہکے آواز دی کہ اُستاد خورد برد کہان ہین خواجہ آواز سُنکر دربار مین پہونچے ایسا گائے کہ سرامہ جادو نے بہت کچھ دیا اور کہا کہ مین تمکو نوکر رکھونگی عمرو برق جادو سے اشارے کرتا ہی کہ منم عمرو برق نہ سمجھی آخر عمرو نے ساقی گری کر کے سب کو بیہوش کیا ملکہ برق کو نشہ شراب سے ہوشیار کر دیا اور نیمچہ کھینچکر طرف سرامہ کے چلا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا خواجہ برائے خدا یہ آفتاب جاہ الماس کہلاتی ہی اِسکو نہ قتل کرو عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اگر اِسکو مین نہ قتل کرون تو راستہ کیونکر کھلے برق لاکھ تڑپی مگر اس ساربان زادے نے نہ مانا اور سرامہ کو قتل کیا برق جادو بہت روئی خواجہ نے چار سی ساحرون کو قتل کیا برق جادو روتی ہوئی گئی خواجہ رخصت ہو کر آئے اس ساربان زادے نے گھر کے گھر مٹا دیے اب کیا تدبیر کرون خداوند طلسم خیال سکندری نے بڑے ساحر کو روانہ کیا تھا اسکو عمرو نے کتے کی موت مارا کہ سحر بھی نہ کرنے پایا اب مین حیران ہون یہ کیونکر قتل ہو پہر دن پچھلا باقی ہے ہفت پیکر سردارون سے یہ باتین کرتا ہوا طرف بارگاہ کے جاتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار نشبت پر سات لاکھ فوج نیزے چمکتے ہوے علمہاے سرخ کے پھریرے کھلے ہوے آتا ہی ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ بہزاد گلگون پوش رہنے والا بیشۂ باقوت نگار کا سات لاکھ فوج سے براے مدد خداوند آ پہونچا ہے وہ شخص ہی کہ جسنے سیکڑون پہلوانون کو مار اکئی سی پہلوان اب ساتھ ہین ہفت پیکر

نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا آپ بارگاہ مین آیا تخت نکبت پر بیٹھکر تاج نکبت
سر پر رکھے ہوے خدائی کرنے لگا کہ بہزاد گلگون پوش نے آکر سجدہ کیا گرد ہفت پیکر
پھرا ہفت پیکر نے کہا ای بندگان من دیدید قدرت مرا تھوڑا سا قدرت کو انتشار
ہوا تھا تقدیر کر کے اُس شخص کو بلایا کہ جو پہلوان بے نظیر ہے قتل مسلمانان کی یہ تدبیر
ہی بہزاد نے کہا یا خداوند جیسے ہی مسلمان آئے تھے آپ نے مجھکو کیون نہ لکھا کہ
سب کو گرفتار کر لیتا اب جب مجھکو خبر پہونچی تو خود ہی آیا اور مین نے یہ خبر پائی کہ کل ملک
اسلام آباد ہو گئے فقط قصر عشرت باقی ہی ہفت پیکر نے کہا ای بہزاد قدرت نے
جو بندون کا حال ابتر دیکھا اور اعتقاد مین سب کے فتور پایا منظور ہوا کہ ان سبکو بزا
دیجیے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہ قدرت نہ سمجھے تھے کہ بندگان مغضوب
کے ساتھ قدرت بھی تباہ ہونگے اُسی تقدیر کو زور ہی اب تیرے نام پر تقدیر مضبوط
کرتا ہون بہزاد دست بستہ اُٹھا کہا یا خداوند ایک قصر مجھکو عطا ہو بیٹی میری قمر طلعت
شیرین ادا ساتھ ہے وہ اُس قصر مین رہیگی وزرا سب مسکرانے لگے بہزاد نے کہا
کیون یارو کیا ہنسے وزرا نے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان بڑی بڑی
شاہزادیان فرزندان حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئین اور ہمراہ مسلمانون کے مصروف
جنگ ہین ملکہ شمیم گیسو کشا معشوق خداوند نواسے پر عاشق ہو کے نکل گئین ابھی کل
کی لڑائی مین ظاہر ہو کر سحر کیا بیٹی کو قصر سے نہ نکلنے دینا بہزاد نے کہا وہ خود سپاہی وضع
ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی اور وہ نامرد ہین کہ جنکے یہان ایسے اتفاق ہوے
میری دختر اگر ایسا فعل کرے تو گھس کر قتل کرون اُسکے عاشق کو بھی زندہ نہ چھوڑون
آپ لوگ ایسا خیال نہ فرمائیے بارگاہ حمزہ مین گھسجاؤن فرزند کا اُنکے سر کھینچلون
ہفت جوش جادو وزیر اعظم کو ہفت پیکر نے اشارہ کیا صحراے سبزہ زار
مین ایک باغ تھا نہایت عمدہ وہ وزیر نے خالی کرا دیا اُسمین جا کر ملکہ قمر طلعت
اُتری بہزاد نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے مگر تقدیر قدیم نہ کیجیے گا ہفت پیکر
نے کہا ابھی جلدی کیا ہی بعد دو چار دن کے لڑنا بہزاد نے کہا قدرت کا قصر عشرت

مین رہنا بہت ناگوار ہی اسی ہفتے مین لڑائی فتح کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے
ہفت پیکر نے نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو برلے
خبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے صاحبقران دربار مین ہین علمشاہ بھی حاضر ہوے
ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد کے نام پر طبل جنگی بجا ہی
بڑا مغرور پہلوان ہی اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی کہتا ہو کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
صاحبقران نے فرمایا خدا حافظ و نگہبان ہی خواجہ کہدو کہ بفضل ایزدی اور بہ تائید ربانی
ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ نے نقارخانہ سکندری مین آکر طبل سکندری
پر چوب لگائی اٹھارہ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا صدائے طبل سکندری
سنکر اچھل پڑا وزرا سے پوچھا یہ کیسی صدا آئی وزرا نے عرض کی لشکر اسلام مین نقارہ
بجا ہر طبل سکندری پر جب چوب پڑتی ہی بارہ کوس تک آواز جاتی ہی وہی صدائے نعرہ
صاحبقران سے زمین تھراتی ہی ہفت پیکر خاموش ہو رہا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین ناگاہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام دنیا منور اور روشن
ہوئی بقول شاعر۔ نظم اشعار سحر

چو زاغ شب پر پرواز برداشت عنادل لحن دلکش برکشیدند	خروس صبح دم آواز برداشت لحاف غنچہ از رو درکشیدند

سب کو معلوم ہوا کہ لیلائے شب نے نقاب چہرۂ زیبا سے اُٹھائی صاحبقران سوار
ہوے بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بصورت نورانی سپر شمشیر آگے بارہ سو طفلان
پری صورت اشعار بہ الحان داؤدی پڑھتے ہوے نقیب آوازین لگاتے ہوے
کہ ای مردان عالم قدم با قدم ترقی عمر و دولت ہو اُدھر سے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
خدائی پر سوار سترہ سو سردار پہلوانان و ساحران غدار دورکابے گھوڑون پر سوار
پشت پر ساٹھ لاکھ سوار و پیدل فوج کے دَل کے دَل سب کے آگے بہزاد
گلگون پوش بعد جوش و خروش چار سو پہلوان اوبچی بنے ہوے پشت پر

سات لاکھ فوج اس گرد فر سے ہفت پیکر بھی آکر پہونچا فوج صاحبقران کو دیکھکر کہتا ہی یار و تم لوگ اب بھی گنتے ہو حمزہ کے ساتھ مع فرزندون کے شمار کر کے معلوم ہوتا ہے کہ بائیس لاکھ فوج ہی یہان اب بھی ساٹھ لاکھ موجود ہین مگر یار وقت پر بھاگتے ہو سردارون نے عرض کی یا خداوند اب کوئی قدم نہ ہٹائیگا ہر سردار نے اپنی اپنی فوج سے قسم لی ہی اب کوئی نہ بھاگے گا سب جمکر لڑینگے اب انتہا کا معرکہ پڑیگا نقیبون نے میدان مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے پکارتے تھے کہ اے مردان میدان کارزار و اے پہلوانان تہور شعار اصل دنیا کی یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان ہو سکے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین اے اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر		یعنی یہ کہتا تھا وہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

نظم بطور مخمس

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا یہ مضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایہا الحاضرین مردسپاہی کا لڑنے مین نام ہی مردان عالم کا یہی کام ہی کون ایسا بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے اپنے باپ و دادا کا نام روشن کرے اور نام اسفندیار و رستم صفحۂ ہستی سے مانند حرف غلط مٹادے نقیب یہ آواز ین دیکر ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کو جوش جرأت ہوا ہر ایک کا یہی قول و ارادہ ہی کہ دشمن پر فوراً جا پڑین آگے بڑھکر لڑین مگر بہزاد گلگون پوش لباس خونی پہنے ہوے آنکھین نشے مین اپنی ہوئین گینڈے کو پھیر کر سامنے ہفت پیکر کے آیا گینڈے سے کود کر پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان ملے آج خون کے دریا بہادونگا ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ مقبول عرض تیری قبول ہے یہ قدرت کے تجھکو سپرد کیا بہزاد دو بارہ

گینڈے پر سوار ہوا عازم میدان کارزار ہوا میدان مین آکر سلحشوری دکھانے لگا نیزہ
مثل درخت تاڑ کے اوسکے ہاتھ مین تھا اوسکو ہلا کر گینڈے کو اوڑایا جب خوب غرق
غرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم لوگون نے بڑا غضب کیا قدرت
نے تمکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا تمنے قدرت کو ستایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہووہ
نکلے میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر۔ فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است ✤ حکیم
علاجش بدست منست ✤ یہ جو بہزاد نے بہ کبر و نخوت پکارا جمہور جہان سوز شہنشاہ
تبرزن نے مرکب عربی صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آیا بعد ادائے آداب و نیاز
دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا مگر
یہ بھی فرمایا کہ ای جمہور یہ کرگدن سوار بڑے قد و قامت کا جوان ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ
کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے جمہور نے عرض کی با قبال شہنشاہی اسکی مشکین
باندھ کر لاتا ہون یا سر اپنا نثار کرونگا غلام خوب سمجھتا ہی انشاء اللہ جاتے ہی اسکی مشکین
باندھونگا بہت مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کیسا لاف و گزاف کر رہا ہی یہ کہکر
جمہور نے مرکب بڑھایا سامنے بہزاد کے آیا اول تگاور چلی چند چند قدم گینڈا و مرکب
ہٹے بہزاد نے نیزہ مارا جمہور سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے نیزہ بہزاد کا توڑا بہزاد
نے چھڑ کو ٹیک کر کہا ای جوان غضب ہوا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین اور تو نے
نیزہ میرا توڑا مگر یہ تیغہ بیدریغ برسون کے جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکے ہاتھ مارا جمہور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپ کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے سر پر آیا زخم کاری سر پر آیا بہزاد نے ہاتھ روک کر
آواز دی اس زخمی کو سامنے سے ہٹاؤ مگر جمہور نے زخم کاری کھا کر وار کیا بہزاد نے
گینڈا ہٹا لیا وار خالی گیا سر جمہور کا ہر گہ زین پر جا لگا عیار جمہور کو ہٹا لیگئے فرامرز عاد
سغربی مقابلے مین آیا یہ بھی زخمی ہوا چھ پہلوان مقابلہ بہزاد مین آئے دو جوان سیار
گلشن جہان ہوئے چار جوان زخمی ہوئے بہزاد پلٹا یہ کہکے کہ کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا
یا صاحبقران کوئی پہلوان ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب میری اوٹھاتا مجھکو بھی مزہ شجاعت کا

ملتا یہ کہکے پلٹا مگر فرزندان صاحبقران کو بڑا قلق ہوا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کل ہم اسکے مقابلے مین نکلین گے مزہ شجاعت کا ملے غنچۂ آرزو کھلے حقیقت مین ایسا ہی معرکہ ہوا ایک ضرب مین اسکی پہلوان زخمی ہوا اُسکا بلبلانا جا سے ہے کیون نہ غرور کرے کہ چھ پہلوانون سے لڑا اب کل سمجھا جائیگا یہ کہکے لشکر والے پلٹے صاحبقران دربار مین آئے ذکر بہزاد ہونے لگا مگر شاہزادہ جہانگیر والا تبار جو باہر نکلے چابک نے عرض کی آج ابر آیا ہے شب بھر رہیگا مناسب یہ ہو کہ مہلت شکار کی لیجیے جہانگیر پلٹ کر روبروے صاحبقران آئے دست بستہ ہو کر کھڑے ہوے صاحبقران نے پوچھا کیون تو نظر کیا مراد ہے عرض کی اگر حکم ہو تو کل غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے ابھی کچھ نہین فرمایا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعاے جان دراز عرض کی کہ بہزاد کچھ علیل ہو گیا تین دن کے بعد طبل جنگی بجوائیگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای فرزند صحرا مین شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا جہانگیر نے عرض کی غلام وقت خلصے کے حاضر ہو گا۔

صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن ای فرزند ملک پُرآشوب ہی ایسا نہو کسی دشمن سے مقابلہ پڑے تو مشکل ہو جہانگیر نے عرض کی اقبال شہنشاہی ساتھ ہی کون روک سکتا ہی صاحبقران نے چابک سے حفاظت کی تاکید کی جہانگیر نے چابک سے حکم دیا کہ سویرے در دولت پر اسباب شکار موجود رہے چابک نے رات سے کارخانون مین خبر کی دو گھڑی رات رہے سے پہلے قراول در دولت پر حاضر ہوے جہانگیر نماز پڑھ کے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے صحرا مین آکر پہلے قراولون نے طبل باز پر چوب لگائی۔ نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز رہا شد بر ہوا باز سبک بر	در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز جہان شد خالی از کبک و کبوتر

بازبحری جھوٹے جانوران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک شاہزادے نے ارابے بھر دیے کمان کیانی دست حق پرست مین تیر بحر کمان مین جڑا ہوا جس طایر کو تاکا تیر مار کے گرا دیا چابک جھپٹا اور طایر کو ذبح کر کے اٹھا لایا شاہزادے نے فرمایا

ای مہتر والا گہر سوائے پرندے کے کوئی چرند معلوم نہین ہوا ایک آہو بھی شکار ہو جائے تو پلٹ چلین قبلہ وکعبہ تاکید فرما چکے ہین بروقت خاصے کے پہونچ جائین حیا بیک نے عرض کی ہرکارے گئے ہوئے ہین خبرین لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند گنوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک دھان کا کھیت ہی کہ اسمین کئی سو آہو چرا کر رہے ہین جہانگیر نے فرمایا گھوڑے بڑھاؤ چالیس سوارون کو لیکر قریب کھیت کے پہونچے چار جانب سے کھیت کو گھیر لیا جہانگیر نے فرمایا اور آہوؤنکا سب صاحبون کو اختیار ہی بیچ مین سب آہوون کے جو نر مستی کر رہا ہی اُسکو ہم شکار کرینگے جسکی جانب سے نکلیگا ہمکو شاق ہوگا سب نے عرض کی بسم اللہ سب نے گھوڑے بڑھائے مگر اُس نر نے جو دیکھا پیچھے ہٹ کر کنوتیان بدلین اور سطح سے جست کی کہ شاہزادے کو مع مرکب فرا کے اور دس قدم زیادہ آگے بڑھ کے گرا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا مرکب کو پھیرا پیچھے آہو کے چلے ہر مرتبہ تھوتھنی مرکب کی اور پٹھا ہرن کا ملجاتا ہی لیکن شاہزادہ چاہتا ہو کہ نیزے سے شکار کرون آہو نہین ٹھہرتا جست کر کے نکلجاتا ہی آخر شاہزادے کو غصہ آیا کمان کیانی کو کاندھے سے اُتارے تاک کر تیر مارا کہ آہو گرا شاہزادے نے پلٹ کے دیکھا شاطر کو بھی اپنے قریب نہ پایا آخر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا اب منظور ہی کہ آہو کو شکار بند سے باندھون اور پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک آہو لنجھیا تا ہوا تیر پیٹھے پر پڑا ہوا سامنے آتا ہی بس جہانگیر نے تیر مارا کہ وہ آہو بھی گرا شاہزادے نے اُس آہو کو بھی کھینچ کے بہ قربانی پہونچایا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ دفعتہً پھر گرد اُڑی جہانگیر نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تلاش مین اپنے آہو کی آتا ہی آہو کو جو اپنے پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب شاہزادے کے آیا کہا کیون اجل گرفتہ تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا جہانگیر فرزند امیر فصاحت باتون مین بھری ہوئی فرمایا اے نقابدار بہادر صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا کیا تو ہی بڑا شکاری ہی نقابدار نے غصے مین جھنجھلا کر کہا تو نے تیر مارا

بڑی خطا کی جہانگیر نے کہا اتبو ایسا ہوا جو تیرے مزاج مین آوے وہ تو میرے واسطے کر نقابدار نے نیمچے پر ہاتھ ڈالا نیمچہ کھینچکر شاہزادے پر ہاتھ مارا کہا اے جوان اس شکار کا یہی بدلہ ہے کہ تجھکو بھی شکار کرون جہانگیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ اپنا ڈالدیا ہاتھ مین وہ نرمی پائی کہ جہانگیر حیران ہو گئے کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا وہ رنگ پایا گویا پھول کو اٹھایا ہاتھ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے اٹھی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا بقول ساعر۔ فرد۔ اٹھائی اسکے چہرے سے جبدم نقاب + گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب + شاہزادے نے اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھا آنکھین نرگس شہلا ہونٹھ فخر مسیحا قد بعینہٖ مثل صنوبر نازنین وماہ پیکر یار شاک قمر کمر باریک کہ جسکو موے میان کہتے ہین مقدمۂ عدم مین کون دخل دے تار شعاع نظر کہون کس شی سے مثال دون مگر قتل عاشق پر کمر چست ہے اسوجہ سے نشان پایا گیا عدم کو موجود کہا دیکھکر اسکو ہوش نہ رہا ساق بلورین کہ جنپر بنا ہے حسن قائم ہے انکی کیا تعریف حرف شاخ بلور لکھدیا پائے نازک ثابت قدمی جسکو ہمدم تاج سر شاہان نقش قدم ہے شاہزادے نے جو یہ جمال بے مثال دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہاتھ جو کانپے وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی شاہزادہ بھی غش کھا کے گرا یہ منھ سے نکل گیا۔ نظم

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم	خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جسنے دیکھا تمھین وہ مرہی گیا	حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاتے	کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہے شان خدا	عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ	جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہے سارے خوش جمالون پر	وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہمسے پردہ وہی حجاب کا ہے	کوچۂ گردون سے روبراہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تمسے	ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہم جو حق وفا بجالائے	شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہی تمھارا خیال پیش نظر	جسطرف جائین سد راہ ہو تم
دونون بندے اسی کے ہین آتش	خواہ ہم ہوئین اسمین خواہ ہو تم

یہ اشعار پڑھ کے شاہزادہ جو بیہوش ہو گیا اُس مہ جبین نے جمال جہان آرائے شاہزادہ دیکھا سطوت وصولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین چہرہ مثل آفتاب رعب وداب کل اسلیے خوبصورتی ہمراہ ہین ہوش ملکہ کے اُڑ گئے فرش خاک پر بیٹھ گئین سر جہانگیر کا زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا چاہتی ہین عارض پر عارض رکھ دون مگر حجاب مانع ہوتا ہی رُک جاتی ہین قضائے کار جہتر چاباک صبا رفتار جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا دور سے مرکب شاہزادے کا دیکھا اُسی جانب چلا ملکہ کی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار اسطرف آتا ہی گھبرا گئین سمجھین کہ اسکا عیار آتا ہی آئندہ چہرہ اپنا چھپا لیا نقاب چہرے پر ڈال لی کہ چاباک قریب آیا اپنے آقا کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا پوچھا کہ اے ملکۂ عالم شاہزادے کو کیا ہوا ملکہ نے کہا اے عیار طرار تو قریب آکے دیکھ کہ کیا گذری چابک نے قریب آکر پانی کا چھینٹا دیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہی مہ جبین منھ پھیرے بیٹھی ہی عیار نے مجھے بیدار کیا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی تو نے اپنے بیمار سے مسیحائی فرمائی کہ ٹھہر جانا تمھارا احسان عظیم ہوا کہ تم ٹھہر گئین ورنہ ہماری عجب کیفیت ہوتی اب جو یہ صورت ہی دل کی عجب حالت ہی۔ نظم

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا	پرورش پایا گیا تیرا جو دامن آگیا
دوری آمیاد آخر کھینچ لائی متصل	دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلود سے ہی پیرہن بلبل قریب	اور ہی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا
کولنسا یہ خاکسار آتا ہی دیکھو اوشہسوار	اک بگولہ سا قریب گرد تو سن آگیا
دست وحشت نے مٹا دی آج دونونکی خلش	کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر	میری آنکھون کو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہگیا دل خون ہو کر رہگیا درد فراق	دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح مثیل رشتۂ زنار ہے
دشمنون کی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
ای فلک شاید گمان خندہ اسپر بھی ہوا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
گردنون مین خار کی پیراہن تن آگیا
مثل اخگر یہ دل تہ دامان گلخن آگیا
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوئے گلشن آگیا
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار جو شاہزادے نے بیقرار ہو کر پڑھے ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا ای شہریار باغ میرا یہان سے بہت قریب ہی وہان تشریف لیچلیے بہ آسائش بیٹھیے مجھے بھی ہوس ہی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون شاہزادہ اپنے مرکب پر سوار ہوا ملکہ اپنی بادپان پر سوار ہوئین چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے دیکھا چند کنیزین گھوڑیان اڑائے ہوے آتی ہین انھون نے جو اپنی مالک کو دیکھا گرد آگئین نگر کیا دشعلہ زن ایک کنیز نے کہ نہایت پرفن چست و چالاک درانداز ی مین بیباک ہی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے اس شوخ دیدہ کو دیکھا کہ اس جوان رشک قمر کے ساتھ ہوگئین دیکھیے کیا کرین اب اس جوان کو لیے چلتی ہین بوا جھ سے یہ بدعت نہ دیکھی جائیگی ایسے بہادر کی بیٹی اور وہ یون پھنسے مین تو جاکر بہزاد سے اطلاع کرونگی کنیزون نے کہا بوا تمکو کیا کام وہ اپنے فعل کی مختار ہین آخر کسی طرح اُس پہلوان دوران کو خبر ہو جائیگی کیا دخاموش ہو رہی مگر دل مین جل رہی ہی راہ مین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے قمر طلعت شیرین ادا اپنا نام بتایا چابک صبا رفتار ساتھ ہی شاطر پائون پر ہاتھ رکھے کہتا جاتا ہی ای شہریار حسب و نسب تو پوچھیے جہانگیر نے پوچھا ای ملکہ عالم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا بہزاد جو لشکر اسلام سے لڑ رہا ہی کئی پہلوانون کو مار ڈالا کئی پہلوان زخمی کیے اہل اسلام کو اُس سے تردد ہو رہا ہی فرزندان حمزہ آمادہ ہین کہ اُس سے مقابلہ کرین لیکن اُسنے

تین دن تک جنگ ملتوی کی ہو بعد تین دن کے مقابلہ کریگا مین اُسکی دختر ہون چاپک
نے عرض کی بڑے خونخوار کی دختر ہی ایسا نہو اُسکو خبر ہو جائے حضور اکیلے اُسکے باغ مین
جاتے ہین حضور اس غلام کو انھین کنیزون مین گمان ہو کہ کوئی خبر نہ کر دے جہانگیر نے
کہا کہ دیکھا جائیگا چاپک نے عرض کی وہ کنیز جو مادیان مشکی پر آتی ہی اُسکے تیور بد ہین
مجکو گمان ہی کہ اُسکو آپ کا آنا شاق ہوا کیا عجب ہو کہ دراندازی کرے جہانگیر ملکہ کے
ساتھ داخل باغ ہوے دروازے پر چند نگہبان تھے ملکہ نے اُنسے کہا ہٹ جاؤ وہ
نگہبان ہٹے ملکہ جہانگیر کو لیکر باغ مین پہونچین غرضکہ شاہزادے نے قدم باغ مین رکھا
دیکھا باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ہو شاہزادے کو دیکھکر طائر زمزمہ سرائی
کرنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچون کی زبانین کھلین چاہتے تھے کہ اوصاف
گل رخسار شاہزادہ والامین کلام کرین شعرا نے دہن کو معدوم لکھا ہی اسوجہ سے
ناچار تھے سنبل پر پیچ و تاب نے جوڑا بنایا زلف محبوب کا نقشہ دکھایا نرگس شہلا نے
آنکھین کھولدین دیدہ بازی کرنے لگی سوسن چاہتی تھی سب زبانین اپنی کھولون
صف مین دہن شاہد مقصود کے باتین کرنے لگون سبز بختان چمن خوش مزاج لالے
کے سر پر سرخ تاج سرو صنوبر چاہتے ہین کہ ہمراہ رکاب ہولین مگر روانی سے مجبور ہین
ایک پاپون سے چل نہین سکتے سارا باغ آمد سے اُس گل رخسار کی باغ باغ ہی لالے کے
دل پر حسرت کا داغ ہی ملکہ جہانگیر کو لیے ہوے وسط باغ مین آئین کہ جہان چبوترہ بلوری
تھا کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر فرش مشجر بچھا شاہزادے کو ملکہ نے مسند پر بٹھایا
آپ پہلو مین آکر بیٹھین شاہزادے نے چاپک سے اشارہ کیا چاپک نے بایان کھینچا
سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا یہ غزل شروع کی۔ نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہو گا
ہاتھ پڑ جائینگے لاکھون کے دم حشر اے دل
حشر کو کاغذ اعمال دکھائینگے کیا
عجب چونک پڑے خواب گران سے ہر گل

لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہو گا
چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہو گا
بغیر میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہو گا
نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہو گا

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا
ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرین گے وہ لحد پر آکر
فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان
قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا

ولولے ہین نفس چند کے تا فرصت عمر
کچھ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

چابک کے گانے پر سب مبہوت ہو رہے ہین یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے مگر وہی کیاد کنیز یہ جلسہ دیکھکر بہت جلی اپنے مقام سے اُٹھی بہزاد کو خبر کرنے چلی باہر جو آئی نگہبانون نے پوچھا کہ بی کیاد کہان کیاد نے ہاتھ ہلا کر کہا نگوڑے نگہبان آنکھون مین پردے ڈال کے بیٹھتے ہین ملکہ نے ہٹا دیا نگہبان ہٹ گئے مگر یہ نہ سوچا کہ کون جاتا ہی نگہبانون نے کہا بی کیاد غصہ نہ کرو ملکۂ عالم شکار سے پلٹی تھین کیونکر نہ ہٹجاتے ہم کیا ملکہ کو دیکھتے ہین تم بتلاؤ کہ کون آیا کیاد نے جواب دیا کہ اب جو آیا ہی اُسکا حال کُھلجائیگا ذرا کہارون کو بلوا دو ڈولی کہار نگہبانون نے بلوا دئے سوار ہو کے چلی بہزاد ایک دن لڑا تھا حیلہ کر کے واسطے شکار کے گیا شکار بھی نہ ملا اب بدمزاج آتا ہی کیاد کو جو آتے ہوئے دیکھا گینڈا روک لیا کہا کیاد کہان چلی کیاد نے کہا گینڈے سے اُتریئے تو مین عرض کرون بہزاد گینڈے سے کودا کیاد نے ہاتھ پکڑ کر کہا اے پہلوان دوران تمھاری یہ شوکت کہ مین نے خبر سنی ہے تمھارے آنے سے پہلوان گھبرا رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی مگر کچھ اپنی صاحبزادی کی بھی خبر رکھتے ہو صاحبزادی برائے شکار گئی تھین شیر بیشۂ صاحبقرانی کو شکار کر لائین ایسی بے شرم ہین کہ گھوڑے سے اُتر کر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا جب وہ بیدار ہوا تو اُس سے باتین کین باغ مین لائی ہین جلسۂ عیش آراستہ ہی پسر حمزہ بوسہ بازی کر رہا ہی یہ سنکر بہزاد کانپ گیا کنیز کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا آڑ گیا کہا حرامزادی ایسی خبر جلاپے کہتی ہے اور گینڈے پر سوار ہو کے طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا اول نگہبانون کو

قتل کیا پھر دروازے پر آکر ایک لات ماری اندر باغ کے گھسا جو کنیز سامنے آگئی اسپر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی کو طمانچہ مار دیا اسطرح کی بدعتین کرتا ہوا قریب چبوترے کے پہونچا جہانگیر
گلچھینی گلشن جمال ملکہ مین مصروف تھے بہزاد کو آتے ہوے نہ دیکھا قریب آکے بہزاد
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے چاہا اُٹھون تلوار سر پر پڑ گئی شاہزادہ فوراً لڑکھڑا کے گرا اور
کئی ہاتھ تلوار کے مارے قمر طلعت پیٹنے لگی کہتی تھی او ظالم مین خطاوار ہون مجھے قتل کر
بہزاد نے موے مشکین تھام کر ایک طمانچہ مارا بقول شاعر فرد- وہ رخسار نازک کہ
ہو جائین لال + اگر انپہ بوسے کا گذرے خیال + دیگر یہان تک تو نزاکت مین وہ
یگانہ ہوا + جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا + بہزاد کے ہاتھ کا طمانچہ پڑا عارض پر
عارضہ عارض ہوا کہ قطرات خون ٹپک پڑے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی بہزاد نے
تلوار اُٹھائی کہ سر اسکا کاٹ لون چند کنیزین لپٹ گئین اور کہا کہ اے بہزاد یہ سر اسپر
بیٹھا ہی چاہتا ہے نے جو اتنی مہلت پائی کہ بہزاد طرف کنیزون کے متوجہ تھا پشتارہ
اپنے آقا کا باندھا پشتارہ خون آلود لیکر بھاگا بہزاد جو پلٹا جہانگیر کو نہ پایا کنیزون سے
پوچھا ارے یہ مقتول کیا ہوا کنیزون نے عرض کی اُسکا عیار لے گیا بہزاد نے کہا سکو
تم گواہ ہو کہ اسکے دامن عصمت پر غبار تو نہین آیا کنیزون نے کہا کہ پسر حمزہ خود راضی
نہین ہوا ہفت پیکر کو برا کہا پسر حمزہ بیٹھا تھا بہزاد نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ
اس گیسو بریدہ کو مسلسل کرو اسی باغ مین رکھو خبردار یہ کہین جانے نہ پائے ورنہ
تم سب کو قتل کرونگا کنیزون نے ملکہ کو اسی عالم غشی مین مسلسل کیا بارہ دری مین
لیجا کر مقید کیا چند کنیزین برائے نگہبانی بیٹھین بہزاد جھلایا ہوا باہر آیا دربار مین
ہفت پیکر کے پہونچا دامن ہفت پیکر کا پکڑ لیا کہا یا خداوند آپ نے کیسی تقدیر
کی کہ جسکو زبان سے نہین کہہ سکتا وہ معرکہ گذرا کہ غرق عرق ہو رہا ہون طبل جنگی بجے
کل پسران حمزہ کو ٹکڑے کرونگا ایک فرزند کو تو حمزہ کے مین نے مار ڈالا ہی عیار لاش لیکر
بھاگ گیا اب سب پسران حمزہ کو قتل کرونگا ان مین سے کوئی باقی نہ رہیگا ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین

آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی عجب طرح کے کلمات کہہ رہا ہی
نہین معلوم کسوجہ سے جہانگیر اُسکی دختر کے پاس پہونچے کہتا ہی اُنکو قتل کیا صاحبقران
کو یہ سُنکر پسینہ آگیا فرمایا جیسا اس نالائق نے کیا ویسی سزا پائی بہت بہتر ہوا کہ مارے
گئے اہل لشکر جہانگیر رونے لگے سب نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دریافت کرائین
کہ جہانگیر پر کیا معرکہ گذرا صاحبقران نے فرمایا کہ جو کوئی نام جہانگیر کا لے وہ میرے
لشکر سے نکلجائے مجھکو صورت نہ دکھائے سب سردار خاموش ہورہے بدیع الزمان
و قاسم و نورالدہر کی بیچینی رنگ رو متغیر سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے
ہوئے جو دل مین ہی صاحبقران سے عرض نہین کرسکتے صاحبقران نے حکم دیا
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی
ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کرڑکا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا نکالا
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان فرزند صاحبقران کا خواہان ہون شاہزادہ چوگان
بن حمزہ نے کہ رات بھر فراق برادر مین روئے ہین فوراً مرکب صف سے نکالا
سامنے بادشاہ کے آئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر
عرض کی ای شہریار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ہم لوگون پر کیا بدعت گذری اس
بیحیا نے تنہا پاکر شاہزادہ جہانگیر کو مار ڈالا عیار طرار کہ بچین سے ساتھ ہو لاش لیکر
بھاگ گیا مگر نہین معلوم کہان گیا کہ ابتک نشان نہ ملا اب حضور ہمکو اجازت دین کہ
جا کر اس بیحیا سے معاوضہ خون برادر لین یا اپنی جان دین صاحبقران زبان نے تو
فرمادیا کہ کوئی جہانگیر کا نام نہ لے غلام کچھ عرض نہ کرسکے بادشاہ نے سر جھکاکر فرمایا
بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے شاہزادہ مقابلہ بہزاد
مین آیا بہزاد نے بعد نگاورگے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی چوگان نے نام اصلی
بتایا یہ سُنکر بہزاد بہت جھلایا کہا فرزندان حمزہ کا مین قاتل ہون چوگان نے کہا
مین اسی واسطے تیرے مقابلے مین آیا ہون کہ تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بہزاد نے نیزہ

مارا کہا تم فرزندان حمزہ سب مکار ہو سبکو تلاش کر کر کے قتل کرونگا چوگان نیزہ بازی کر رہے ہین اکثر نیزہ روک کر فرماتے ہین فرزندان حمزہ نے کیا خطا کی کہا ایسی خطا کی ہی کر قتل پر بھی مجھکو آرام نہوگا چوگان نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا نیزہ جو ہاتھ سے بہزاد کے نکلا مثل ابر گڑگڑایا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی او پسر حمزہ تیری قضا تلوار سے ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا چوگان نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنا جھن کی صدا بلند ہوئی اب شاہزادے کی برق شمشیر جو چمکی بہزاد کو آئینۂ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ وکھائی دیا دیکھکر آواز دی کہ او جوان کسکو ساتھ لایا ہی کہ وہ مجھکو تیار اجیا ہتا ہے چوگان جو تلوار روک کے پلٹے بہزاد نے ہاتھ ماردیا چوگان کا سر زخمی ہوا زخمی ہوکر پلٹے فرمایا او مکار یہ کیا حرکت تھی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زخمی تو ہو ہی چکے تھے چادر خون کی چہرے پر پڑی بہزاد نے کینڈا اٹھا لیا سر شاہزادے کا جھکا دوسرا ہاتھ بہزاد نے مارا سر شاہزادہ کا چو پارہ ہوگیا بہزاد نے چاہا سر کاٹ لون شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہی وہین سے گھوڑے کو جھکا کے نعرہ کیا کہ او نامرد کیا کرتا ہے کوئی بہادر زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی بہزاد ذرا رکا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا کہ لپٹ پڑون کشتی مین اسکو زیر کرون وہان پر موش خانہ تھا دونون یا نون گھوڑے سے موش خانے مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی بدیع الزمان مرکب کو سنبھالنے لگے بہزاد نے ہاتھ ماردیا سر بدیع الزمان بھی زخمی ہوا سرداران نامی جو بدیع الزمان کے نکلے وہ بھی زخمی ہوے کئی پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے بہزاد شام ہوتے پلٹا آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان کل تم سب سے سمجھ لونگا بہزاد کی اب یہ کیفیت ہی کہ روز طبل جنگی بجواتا ہی اور میدان مین آتا ہی دو چار سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوتے ہین ایکدو مارے جاتے ہین دربار مین ہفت پیکر کے بہزاد کی بڑی خاطر ہوتی ہے بہزاد نے جو خبر پائی کہ ملکہ قمر طلعت کو صحت ہوئی عارضۂ عارض بالکل جاتا رہا کنیزون سے کہلا بھیجا کہ ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مگر باغ سے نہ نکلنے پائین جسوقت ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹی گئین تو ملکہ بلک بلک کے روتی تھین اور کہتی تھین کہ صاجو

مجھے اس قید بند سے رہا نہ کرو مجھکو اس قید میں چین ہی اُس شہریار کی زلف عنبرین کا سودا ہی مین تو بہت مجبور ہون یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ
سو رمز کی کرتا ہی اشارے مین وہ باتین
جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
میخانے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون
بھر جاے جو بادہ مرے منھ تک نہ کہون بس
ہر نہر چمن ہجر مین اژدر سے ہی افزون
سو رقص سے افزون ہی پری رو تری رفتار
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
معشوقون سے امیدِ وفا رکھتے ہو ناسخ

ہین داغ مرے سینے مین انجم سے زیادہ
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ
کرتے ہین ستم اور تبسم سے زیادہ
ہی قلقل مینا مجھے قُم قُم سے زیادہ
میخواری مین ہی ظرف مرا خم سے زیادہ
ہر گل ہی مری جان کو کژدم سے زیادہ
پائون کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ
موے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے یاد مین شاہزادہ جہانگیر کی بیقرار ہو کر روتی ہین مگر کوئی قابو نہین کئی سو جاںشین متعین ہین نگاہ اُٹھانے کا حکم نہین کنیزان قدیم پاس نہین آسکتین اپنی اپنی صحنچیون سے نکلکر دیکھ لیتی ہین اور حال پر ملکہ کے روتی ہین بعض بعض جو سن رسیدہ ہین وہ کہتی ہین یکایک صاحبزادی اُبل پڑین غیر شخص کو بلالیا اُس جوان کی جان لی ای بوا صاف تو یہ ہی کہ وہ جوان تھا حسن مین ملکہ سے بہتر لیکن افسوس ہی کس حسرت سے مارا گیا قبضے پر ہاتھ نہ ڈال سکا جس وقت سے وہ جوان مارا گیا بہ نگاہ غور دیکھو گلون کا رنگ زرد ہی غنچے کے دل مین درد ہی نسیم سحری کے لب پر آہ سرد ہی باغ مین تو یہ کیفیت ہی مگر جابک صبا رفتار جو ستارہ اپنے آقا کا لیکر بھاگا قریب کوہ دُخان کے پہونچا اُس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہی کہ دُخان سیہ رو اُسکا نام ہی بالاے کوہ بیٹھا ہی بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل پشت پر بیٹھے ہین اس بات کے منتظر ہین کہ کوئی مسافر نکلے تو اُسے لوٹین ایک قزاق نے کہا ای آقاے نامدار دیکھیے ایک سونے کی چڑیا آتی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ چور ہی اتنا مال لایا ہی کہ پشت پر لادے

ہوے ہی جست وخیز نہین کرسکتا دخان نے کہا تم ٹھہرو مین جاتا ہون کپڑے تک اُس چور
کے لاتا ہون یہ کہکے دخان کوہ سے اُترا گینڈا امہمیز کرکے آواز دی او میان جانے والے
کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر جا یہ کیا مال لادے ہی چابک نے پلٹ کے دیکھا اور پکار کر آواز
دی کہ ای جوان میرے پاس مال نہین ہی یہ روح روان صاحبقران ہی دخان نے ڑھکر
آواز دی مین ان حیلون کو نہ مانونگا تو کیسا کچا چور ہی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ دامنۂ کوہ دخان ہی
یہان سے مسافر بچکے نہین جاتا یہ کہکے دخان نے نیزہ سینے پر رکھ دیا چابک نے آخر
ناچار ہوکر پشتارہ دوش سے اُتارا کہا ای شخص دیکھ لے دخان نے جو پشتارہ کھول کر
دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا مانند ماہ تابان اُسمین سے نکلا مگر زخمون مین چور چورہ ہچکیان لے رہا
ہی دخان نے پوچھا ای شخص یہ کون ہی کس گلستان کا گل ہے اور کس جلاد بیداد نے
اسکو زخمی کیا افسوس اسکے شباب پر اُس ظالم کو رحم نہ آیا مین تو اسکی صورت زیبا اور طلعت
جہان آرا دیکھکر عاشق ہوگیا چابک نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران صاحب جاہ و
توقیر نام اسکا شاہزادہ جہانگیر ہے اس سن مین کئی سو ملک فتح کیے ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ کچھ زور نہ چلا اسقدر زخمی ہوا کہ تم دیکھ رہے ہو جب یہ ایسا زخمی ہوا اور
بیہوش ہوگیا وہ جلاد تو اور طرف متوجہ ہوا مین فوراً اسکا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
میرا یہ قصد تھا کہ کہین جاکر ٹھہرون اور اس شہریار کا علاج کرون مگر خدا نے تمکو بھیجا مین
چابک صبا رفتار اسکا عیار ہون تو جری وبہادر ہی ضرور اسکا علاج کریگا دخان نے
پلٹ کر قزاقون کو پکارا کہ بھائیو بارگاہ لیکر آؤ ایک شخص نہایت کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال زخمی پڑا ہی سب قزاق بارگاہ لیکر اُترے دخان نے بارگاہ استادہ کرائی
جہانگیر کو بارگاہ مین لایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال
ہاتھ مین لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے جہانگیر کی آنکھ کھلی ایک مرد
سپاہی وضع کو دیکھا کہ بدل خدمت میری کر رہا ہی جہانگیر نے اُٹھنے کا ارادہ کیا
فوراً دخان نے اشارہ کیا کہ ابھی اعضا کو جنبش نہ دیجیے یخنی مرغ کی تیار ہی فرمائیے تو حاضر
ہو اُسکو نوش فرمائیے زیر گردن شاہزادے کی ہاتھ دیکر اُٹھایا یخنی جو پلانے کا ارادہ کیا

جہانگیر نے منھ پھیر لیا دخان نے پوچھا کہ اسکا کیا باعث آپ یخنی کیون نہین نوش کرتے
چند قطرے حلق سے اُترتے ضعف موقوف ہو جاتا جہانگیر نے طرف چابک کے دیکھا
چابک کانپ گیا مگر شاہزادے کا اشارہ تھا کہ یہ خلاف مذہب ہر مین اسکے ہاتھ سے
یخنی نہ پیونگا چابک نے دل مضبوط کرکے کہا اے پہلوان دوران یہ فراش راہ دین
اسلام کے فرزند ہین مذہب کا انکو بڑا پاس ہر جبتک کلمہ نہ پڑھو گے یہ یخنی نہ پئین گے
دخان نے دست بستہ عرض کی مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون ہمیشہ سے
ہفت پیکر کا بندہ تھا مگر یہ بھی سنا ہی کہ اسنے آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھائی
معلوم ہوا کہ وہ خداوند نہین ہر آپ کے خدائے نادیدہ کا مذہب اختیار کرتا ہون یہ
کہکے کلمہ پڑھا سب قزاقون کو بھی اپنے مسلمان کیا تب شاہزادۂ جہانگیر نے یخنی کو پی لیا
پانچ دن مین شاہزادہ اسقدر صحیح و سالم ہوا کہ آکر بارگاہ دخان مین بیٹھا گرد سب
قزاق بھی آکر بیٹھے ہین کہ چند قزاق دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی اے
افسر بھائی صاحب آپ کے اجلال سرکش چوبیس ہزار قزاقون سے آئے ہین
خراج مقرری مانگ رہے ہین یہ سُنکر دخان نے سر جھکا لیا کہا ایک ہفتے سے مین
علاج مین اس جوان کے مصروف ہون میرے پاس روپیہ نہین ہی جا کہدو کہ اس
مہینے مین خراج دونگا قزاقون نے کہا فوج کی تنخواہ اُتروائی ہی فوج والے سب بگڑے
ہوے ہین وہ ہرگز نہ مانین گے جہانگیر نے پوچھا اے دخان یہ کیا معرکہ درپیش ہے
اجلال سرکش کون ہی دخان نے عرض کی اے شہریار وہ میرا حقیقی بھائی ہی مگر زور مین
مجھسے زیادہ ہی ایک مرتبہ مجھپر لشکر کشی کرکے آیا مین نے مقابلہ کیا مین زیر ہوا جب
میرے قتل کرنے کا اُسنے ارادہ کیا مین نے کہا اے برادر تم قزاق ہو جان بخشی کرو روپیہ
لیلو اُسنے کہا سال مین دس ہزار روپیہ لونگا مین نے قبول کر لیا دس ہزار روپے دیے
کچھ مال بھی دیا اُسنے ہر سال وہ خراج قرار دیا ہی وہی روپیہ مانگنے آیا ہی جہانگیر نے قبضے پر
ہاتھ ڈال کے کہا ابکی سال روپیہ نہ دو دیکھین کیا کرتا ہی دخان نے عرض کی حضور مجھکو
وہ قتل کر ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مین کیونکر انکار کرون جہانگیر نے کہا کہ ہم جواب دینگے

کیا تم اُسکے نوکر ہو جو خراج دوگے لوٹے مارے کھاوے فوج کی تنخواہ تمپر اُتاری ہی
یہ ذکر تھا کہ ایک قزاق بھیجا ہوا جلال سرکش کا بارگاہ مین آیا کہا ای دخان جو ہم لوگ
آج رات کو اُترینگے تو کھانا دینا پڑیگا اگر کہو تو ہم سب لوگ کمر کھولین دخان نے چاہا
تھا کہ جواب دون کہ شاہزادہ جہانگیر بانوقیر نے جواب دیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ
چاہو اُتر و چاہو جاؤ اگر دعوی جرأت ہی تو طبل جنگی بجواؤ بلکہ اپنی جان کی خیر مناؤ اُس
سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو کون ہی جو اسکی جانب سے صاف جواب
دیتا ہی ہم لوگون کی تنخواہ کا حکم ملا ہی ہم روپیہ لیکر جائینگے ورنہ دخان کو گرفتار کرینگے چند
ساعت مین روپیہ لے لینگے جہانگیر نے کہا ای شخص جا میرے سامنے زیادہ باتین نبنا
اپنے افسر کو جاکر میرے پاس بھیج سپاہی سے کیا کلام کرین سوار نے تلوار کھینچی
شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار ہاتھ سے سوار کے
نکل گئی شاہزادے نے کلائی تھام کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُڑ گیا سوار کا مرنا کہ
دخان نے سر پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای دخان
تم جاکر کنارے بیٹھو کیون گھبراتے ہو اگر وہ مجھ سے لڑیگا تو مین بھی میدان مین جاکر
دھوان دھار کردونگا دخان نے کہا حضور وہ بہت بد مزاج ہی فوراً ابھی چڑھ دوڑیگا
اگر فساد برپا کریگا جہانگیر نے کہا ہم جواب دے لینگے یہ کہکے کلائی پر دخان کی ہاتھ
ڈالا کھینچکر اپنے پاس بٹھالیا دخان کو یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہو میری کلائی ٹوٹ جائے
آہستہ سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو غلام روپے کی فکر کرنے
جائے روپیہ تو نقد میرے پاس موجود نہین ہی البتہ کچھ مال وغیرہ نکلواؤن کچھ ہتھیار
دیکر اُسکو راضی کرون سوار کا مارا جانا اُسپر بہت شاق ہو گا جہانگیر نے کہا اُسکو
جواب دیا جائیگا کہ سوار نے جیسی حرکت کی ویسی سزا پائی یہ سوار تمھارا اسی قابل تھا
قزاقون سے اشارہ کیا کہ گھوڑا اور ہتھیار تم لیلو لاش اس جوان کی لیجاکر کسی دریا
مین بہادو قزاقون نے اُٹھکر ہتھیار اُسکے اپنے جسم پر لگائے کپڑے بھی لے لیے
ایک قزاق لاش سوار کی کھینچکر باہر لایا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا لیکر چلا چند

قزاق ہمراہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک کنوان ملا اُس کو مین پر پشتارہ اُتارا
سب نے صلاح کی کہ دریا یہان سے بہت دور ہی اسی کنوئین مین لاش کو ڈالدو ایسا
نہو کہ وہان اجلال کو خبر ہو کہ سوار میرا مارا گیا اور وہ طبل جنگی بجواکر میدان مین نکلے اور
شاہزادے پر حملہ کرے غرض یہ صلاح کرکے لاشہ کنوئین مین ڈالکر چلے یہان یہ خبر
ہرکارون نے اجلال سرکش کو پہونچائی اجلال نے یہ خبر سُنکر زانو پہ ہاتھ مارا بہت
جھلایا غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا کہا وہ جوان کون ہی جسنے میرے سوار کو مارا مین ابھی جاکر
اُس جوان سے مقابلہ کرونگا خون کا دریا بہا دونگا ساتھ کے قزاقون سے کہا گھوڑا
تیار کروا اور فوج کو قتل عام کا حکم دیا قزاق تو یہ چاہتے تھے کہ فساد ہو فوراً گھوڑا حاضر
کیا خود بھی تیار ہوے اجلال سوار ہوکے چلا دخان سے شاہزادہ باتین کر رہا ہو مگر
دخان نے جو تیور شاہزادے کے دیکھے دیکھا ابرو ہل رہے ہین آنکھین غصے مین
ابل آئین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا جہانگیر نے سر اُٹھاکر فرمایا یہ کیا ہنگامہ ہی قزاقون نے خبر دی
کہ حضور اجلال سرکش آپڑا فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارون جوان مار کر ڈالدیے یہی کہتا ہوا
آتا ہی کہ میرے سوار کا قاتل کہان ہی جبتک اُسکا سر نہ پاؤنگا ہرگز واپس نہ ہونگا اور
یارو یہ تو بتاؤ کہ دخان کہان ہی اُسنے نہ اُسکو سمجھایا کہ اجلال کا یہ ملازم ہی آج اُسکا
بدلہ یہ ہوگا کہ قلعۂ کوہ کھدوا ڈالونگا اب خراج بھی نہ لونگا یہ سُنا تھا کہ جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے کہا چابک مرکب لاؤ چابک تو شاہزادے کے مزاج سے خوب آگاہ
ہی فوراً مرکب تیار کرکے لایا جانتا تھا کہ اگر دیر کرونگا تو شاہزادہ بد مزاج ہوگا غرض
شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا دخان نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا بڑھکر رکاب پر ہاتھ
رکھا کہا آقاے نامدار واسطہ خداے نادیدہ کا اُس سرکش کے مقابلے مین نہ جائیے
جب اُسنے قزاقی اختیار کی تھی دس جوانون سے سو سو کو لوٹ لیا ہی اور اب تو
چوبیس ہزار سوار ملازم کیے قریات پر قبضہ کیا کئی سی دیہات پر اُسکی عملداری ہوئی
بادشاہ اس اقلیم کا دخل نہین دیتا دور جا جاکے قافلے لوٹتا ہی بیس بیس کوس پر جاکے
شبخون مارا ہی جہانگیر نے دخان کو جھڑک دیا کہا بس خاموش رہو چور کی زیادہ تعریف نکرو

جب مقابلہ پڑیگا دیکھ لینا وہ ہمارا کیا کر سکتا ہی یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا کیا مگر دخان بہ فرط
محبت پیچھے پیچھے چلا آتا ہی یہی دمبدم عذر کرتا ہی کہ آقاے نامدار آپ پلٹ آیئے ہین سے
سمجھا کر پلٹ آونگا حضور باہر نہ جائین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اُڑا کر آیا ہرا ہے
دیکھا اجلال قزاقون کو قتل کر رہا ہی شاہزادے نے آواز دی او نامرد تیرے سوار کا
مین قاتل ہون مجھ سے سمجھ لے اجلال سرکش نے جو جہانگیر کو دیکھا آگ ہو گیا مرکب
اپنا دور کا بہ اُڑا کر قریب شاہزادے کے آیا اور شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو تین طعنین آپس مین ردوبدل ہوئین پانچوین طعن
مین شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا اجلال نیزہ نکلتے ہی دنگ ہوا جان سے
تنگ ہوا جھنجھلا کر قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا جب شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا تو
دخان نے بھی مرکب اپنا بڑھایا قزاقون کو اپنے اشارہ کیا بلا زمان اجلال پر سب
جا پڑے جو قزاق لاشہ سوار کا لیکر گئے تھے وہ بھی آ پہونچے آکر شریک جنگ ہوے
تلوار چلنے لگی اجلال نے شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے بار بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالا اجلال نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کُشتی
ہونے لگی اجلال نے سامنے کے کئی پیچ باندھے شاہزادے نے سب کا توڑ کیا
اجلال کا کوئی داؤن نہ چلا شاہزادے نے گردن پر ہاتھ رکھا بغلی ڈوب کر ہکّہ مارا
اجلال کو زمین سے اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا اجلال چت ہو کر زمین پر گرا مگر کوئی زبردستی
اجلال کی نہ چل سکی شاہزادہ پلٹ کر پشت پر آیا سواری گانٹھ کر دو گھسّے مارے اتنے
اجلال کو یقین ہوا کہ روح جسم سے نکل جائیگی شاہزادے نے بقوت چت کیا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اجلال نے کہا مین تابعدار
ہون آپ کی اطاعت کرتا ہون مین آپ ہی کا نام نامی سُنکر آیا تھا شکر ہی کہ آپ کے
ہاتھ سے زیر ہوا آپ کا جمال اسلام دیکھکر سیر ہوا زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو
میرے سرور ہوا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اجلال قدمون پر گرا شاہزادے نے سر سینہ
سے لگایا جو بیس ہزار قزاق مسلمان ہوے جب شاہزادہ اُن سب کو لیکر داخل بارگاہ

ہوا دخان کا یا تو دخان سیہ رو نام تھا شاہزادے نے دخان جوانمرد نام رکھا دخان عاشق جمال بے مثال ہو تیسرے دن شاہزادے نے غسل صحت کیا دخان نے روشنی کرائی طائفے بلائے جلسہ آراستہ ہوا اجلال و دخان نے چابک سے کہا ای بہتر والا گہر آج تو خوشی کا دن ہی کہ آقا نے غسل صحت کیا سب سے زیادہ خوشی یہ ہی کہ وہ دخان سے نا کوہ فیروزہ میری عملداری ہوئی شاہزادے نے مجھکو کل کا افسر کیا اگر آج مناسب ہو تو ایک شے تم بھی گاؤ چابک صبا رفتار نے بیٹھکر محفل میں یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے۔

نظم

از انم مرغ دل امشب بسوے گلزار می آید
کہ با باد صبا بوے ز زلف یار می آید

مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز
کہ زین سان بر سر عاشق بلا بسیار می آید

و بس فرہاد زد تیشہ بہ کوہ بیستون عشق
ہنوز از بیستون آن نالہائے زار می آید

سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو
کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید

چہ غم گر بر سر کویت بہ زنجیر جنون آیم
برہمن ہم بگرد کعبہ با زنارے آید

زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع
چرا چندے مرا امسال یاد پارے آید

گروہ عاقبت کیشان حذر از موجۂ طوفان
کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید

بطوف کعبۂ لیلے ازان مجنون نہ می آید
کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید

سر دار محبت را شریعت دان مہیا کن
کہ منصور دگر اینک بہ پاے دار می آید

بوقت ناتوانی ہا ز بالینم مکش دامن
کہ قوت از عیادت در تن بیمار می آید

نمیدانم چہ سرست اینکہ در دیر و حرم مخفی
بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

چابک نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے سب خوش بیٹھے ہیں تعریف چابک کی کرتے ہیں کہ دخان نے دیکھا شاہزادے کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے زانو بدلتے ہیں دخان نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا ای رفیق وشفیق کیا پوچھتے ہو کیا تم سے بیان کریں اسوقت جو دور جام چل رہا ہی چابک نے ایسے اشعار گائے کہ دل کو بیقرار کر دیا دل کو غم والم سے

بھر دیا کیا کیفیت کہین اسوقت معشوق یاد آئی حقیقت یہ ہی کہ کچھ کہہ نہین سکتے۔ نظم

درس عشقت را بیان دیگر است
این مدرس را زبان دیگر است

اختری اخترشناسان ترا
با فلک ہردم قران دیگر است

تا بکی سرگرم کار این جہان
این جہان را ہم جہان دیگر است

از خراب عشق مے سوز و جگر
نقل این مے از مکان دیگر است

درمیان خلق مے جویند و نیست
طالب حق را مکان دیگر است

رہرو راہ طلب را ہر قدم
ہمرہے با کاروان دیگر است

ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
با غمت راز نہان دیگر است

کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر کسے از کاروان دیگر است

در نیاید غیر چشم حق شناس
مرد میدان را نشان دیگر است

در نیاید ہر کسے اسرار عشق
این معلم را زبان دیگر است

پرتو اقبال صاحب ہمتان
مختفیا از آسمان دیگر است

دخان نے عرض کی غلام اس مطلب کو نہین سمجھا فرمایا کہ بہزاد سے بدلا لینا ہی چاہیے
وہ بدعت کی کہ آجتک کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین دخان و اجلال نے عرض کی
حضور جس مقام پر تشریف لیجلین لشکر اسکا لوٹ لین لشکر مین ہتھیار نہ باقی رہے
ایسا لوٹین کہ پھر آباد نہ ہو اور اگر فرمایئے تو لشکر کا نشان نہ باقی رہے غلامون سے
کوئی نہ آگاہ ہو جہانگیر نے کہا تمسے کہین گے ابتو دربار برخاست کرو ہر چند کہ
دخان و اجلال نے کہا کہ تھوڑی رات باقی ہی چند طائفے جو آئے ہین انکو بھی
سن لیجیے فرمایا کہ اب تم سنو ہم سوئینگے یہ کہکے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اپنی بارگاہ مین
جاکر سوچنے لگا کہ ای جہانگیر بہزاد اپنے مقام پر کہتا ہوگا کہ مین نے فرزند صاحبقران
کو قتل کیا یکہ و تنہا چلین اسکی بارگاہ مین چلکر ہنگامہ ڈالدین اور اس سے سوال کرین
کہ معشوق کو بلوادے اگر وہ تامل کرے تو پھر تلوار کھینچین صاحبان دست راست
کو بھی ثابت ہو کہ دست چپ ایسے ہوتے ہین پلنگ پر سے سر اٹھایا دیکھا کہ چابک

بھی سو گیا شاہزادے نے ہتھیار جسم پر لگائے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سائیس بھی
سو رہا ہی گھوڑا چوکی پر لگا ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو اطرف لشکر کے چلا یہان
بہزاد کئی میدان داریان کرچکا آٹھ دس جوانون کو قتل کیا بیس بائیس جوان زخمی کیے
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ذکر کر رہا ہی کہ مین نے لبسر حمزہ کو مار ڈالا کوئی
مجھسے بدلا نہ لے سکا بھائی اُسکے نکلے وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوے اب سرداران
حمزہ کو ٹوکونگا شبل لندھور رہا اگر انکو مار لیا تو پھر حمزہ سے مقابلہ پڑیگا حمزہ
مرد ضعیف ہی یقین ہی کہ میرے مقابلے مین نہ آئے لندھور پر اُنکو بڑا ناز ہی جسدن لندھور
کو مارا اُسی دن صاحبقران کے حوصلے شکست ہو جائینگے پھر میرے مقابلے مین ہرگز نہ آئینگے
پھر طلسم کشا کو للکارونگا جسدن طلسم کشا کو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالونگا رفیق کہہ رہے ہین
حضور آپ نے ایسی میدان داریان کین کہ مسلمان آپکے نام سے تھراتے ہین
پہلوانون کو آپکے نام سے غش آتے ہین رفقا تعریفین کر رہے ہین بہزاد بلبلا رہا ہی
جہانگیر آتے آتے لشکر ہفت پیکر مین آئے کسی سے پوچھا کہ بارگاہ بہزاد کونسی ہی
ایک سوار نے بتا دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی جو ہی اُسمین بیٹھے ہوے ہین وہ بارگاہ
اُنکو خداوند نے دی ہی جہانگیر یہ دریافت کرکے دربار گاہ بہزاد پر آئے درگہ سالار کو سلام
کیا درگہ سالار نے پوچھا ہی جوان تو کون ہی جہانگیر نے کہا تمھارے آقا کی ملاقات
کو آئے ہین مرد سپاہی ہین روزگار منظور ہے درگہ سالار نے کہا آجکل مصاحبون
کی ضرورت ہی تمکو مصاحبون مین داخل کریگا کیا مضائقہ ہے چلے جاؤ دنگل زرین پر تشریف
رکھتے ہین جسوقت تمکو دیکھین گے لپٹ جائیں گے جہانگیر فرق زنجیر ہٹا کر گھوڑے
سے کودے اندر بارگاہ بہزاد کے آئے دیکھا دربار پہلوانون سے بھرا ہوا ہے
جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہزاد نے سر اُٹھا کر کہا یہ کون
بے ادب ہے کہ ہماری بارگاہ مین نام خداے نادیدہ کا لیتا ہی سر اُٹھا کر دیکھا
کہ شاہزادہ جہانگیر والا غیر سامنے سے آتے ہین پہلوے بہزاد مین ایک پہلوان
فولاد خارہ شکن نامے بڑا پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست

بہ غرور بیٹھا ہو شاہزادہ اُسی کے پاس آیا فولاد سے کہا ذرا دنگل سے اُٹھو ہم تمھارے
مالک سے باتین کرینگے فولاد نے طرف وزیرون کے دیکھا کہ اپنے مقام سے اُٹھون
کہ نہ اُٹھون وزیرون نے اشارہ کیا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اُٹھنا اگر اُٹھو گے تو
ذلیل ہو گے کچھ لیاقت نہ باقی رہیگی فولاد نے کہا ای جوان کیا سب مین مجھی کو ذلیل
سمجھا ہی اتنے پہلوان بیٹھے ہین اور کسی کے دنگل پر بیٹھو جہانگیر نے کہا تمکو سب سے
جلیل سمجھا کہ قریب مالک کے بیٹھے ہو ہم تمھارے دنگل پر بیٹھکر تمھارے مالک سے
کچھ کلام کرینگے فولاد نے کہا ای جوان میرے پاس سے جا مین اپنے دنگل سے ہرگز نہ اُٹھونگا
جہانگیر نے ہاتھ بڑھایا کہا ہم تمکو زبردستی اُٹھائینگے فولاد نے خنجر مارا شاہزادہ جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا دنگل
سے فولاد کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر فولاد کا غرق زمین ہو گیا ٹانگین
تھراتی رہگئین روح جس طرف سے راستہ پایا جسم سے نکل گئی لاشہ سرد ہو کے
زمین پر گرا اس زبردستی کو دیکھکر بہزاد کانپ گیا مگر شاہزادہ جو دنگل پر بیٹھا لنگر
مارا کہ چارون چولین دنگل کی چرچرا ئین بہزاد دیکھنے لگا شاہزادے نے فرمایا کہ ای
بہزاد تو نے مجھکو بہ مکر زخمی کیا تھا خدا نے میرا علاج کیا کہ مین زندہ تیرے سامنے
آیا میرے ہتھیار منگا دے اسی مین خیر ہی اور ایک شی اور طلب کرتا ہون مگر بہتر اسی مین
ہی کہ دونون سوال میرے پورے کر بہزاد نے کہا دوسرا سوال کیا ہی جہانگیر نے کہا
دختر تیری قمر طلعت ہماری معشوقہ ہی اُسکو بلوا کر ہمارے ساتھ کر دے ورنہ سارے
دربار کو خون سے لال کر دونگا بہزاد یہ سُنکر کانپ گیا مگر جرأت پر حیران ہی کہ میرے
دربار مین بیٹھا ہوا یہ باتین کر رہا ہی اگر مین اسکو مار ڈالونگا تو پہلوان بدنام کرینگے
کہ اکیلے کو مار لیا جواب دیا کہ ای جوان مین نے نہایت ضبط کیا ورنہ جواب تیری بات
کا زبان تیغ سے دیتا جہانگیر نے کہا مین اسی کا مشتاق ہون کہ تلوار کھینچے اپنے مقام
سے اُٹھے تو نے مکر سے مجھکو زخمی کیا تھا اب مین ہوشیار بیٹھا ہون بہزاد نے
ہتھیار منگوا کے سامنے رکھے کہا یہ ہتھیار حاضر ہین انکو لیجیے اور اپنے لشکر مین

جائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے مرد میدان مقابلہ ہو سب جرأت کو دیکھ لین گے کہ
کسنے کیا کیا آپ کے والد نامدار کہ جنھون نے ہزارون معرکے دیکھے وہ قدردانی کرین گے
جہانگیر نے کہا مین بدون معشوق کے لیے نہ جاؤنگا یہان شاہزادہ بہزاد سے یہ مردانہ
کلام کر رہا ہو وہان اول جاپاک کی آنکھ کھلی پلنگ پر شاہزادے کو نہ پایا گھبرا کر باہر نکلا
خبر پائی کہ جو کی کامرکب بھی نہین ہی جاپاک کو یقین کامل ہوا کہ کل شاہزادہ بہت بیقرار
تھا برائے مقابلہ بہزاد گیا ایسا نہ ہو کچھ خرابی ہو کہ اجلال و دخان آئے پوچھا کہ ای
جاپاک خیر تو ہی جاپاک نے کہا مین سو رہا تھا شاہزادے نے اُٹھکر ہتھیار اپنے جسم پر
آراستہ کیے جو کی کامرکب لیا سوار ہو کے مقابلہ بہزاد مین پہونچے میری سمجھ مین تو یہی
آتا ہی مگر افسوس یہ ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت نے غلام کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا یکہ وتنہا
تشریف لے گئے یقین ہی کہ جاکر بہزاد سے مناظرہ کرین اجلال و دخان نے کہا ہم بھی
فوج لیکر چلتے ہین دونون نے نکلکر نفیر بجائی چھتیس ہزار قزاق تیار ہو کے آئے
اجلال و دخان سوار ہوئے لشکر لیکر چلے سب کے آگے جاپاک روانہ ہو گیا یہان
ہرکارے لشکر اسلام کے جو لگے ہوئے تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچے
چونکہ صاحبقران فرما چکے ہین کہ میرے سامنے کوئی نام جہانگیر کا نہ لے ہرکارے حیران
کھڑے تھے کہ ایسی خبر کیونکر چھپائین مگر صاحبقران سے کیونکر کہین کچھ منہ سے نہ بولتے
تھے خواجہ عمرو نے جو شاگردون کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین سمجھے کہ کوئی خبر ایسی
لائے ہین کہ نہین سکتے اور چھپانا بھی ناممکن ہے کہ چھپا دین خواجہ اپنے مقام سے
اُٹھکر پاس شاگردون کے آئے پوچھا کیون خیر تو ہے کیون پریشان ہو کیا خبر لائے
ہرکارون نے خواجہ سے بیان کیا کہ اُستاد شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر زندہ اور صحیح و سالم
بارگاہ بہزاد مین آئے دو سوال اُس سے کیے ہتھیار تو اُسنے منگوا دیے اب اُسکی
دختر کو مانگ رہے ہین کیونکر وہ گوارا کرے کہ بیٹی کو بلوا دے چہرے پر اُسکے پسینا آگیا
باتون سے اُنکی گھبرا گیا کانپ جاتا ہی مگر بڑا ضبط کر رہا ہی جواب دے رہا ہی
اور کہتا ہوا اپنے لشکر مین جاؤ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر مجھکو زیر کرنا تو تم معشوق

کو لینا جہانگیر بگڑے ہوئے بیٹھے مین اپنی ہی کہے جاتے ہین عمرو نے یہ خبر شاہزادۂ
بدیع الزمان سے کہی بدیع الزمان نے سب بھائیون سے اطلاع کی اٹھارہ فرزندان
صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بارگاہ بہزاد
مین چلو سب کے پہلے بدیع کچھ حیلہ کرکے اُٹھے باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف بارگاہ بہزاد کے چلے انکے بعد چوگان بن حمزہ و فرخ و بخت و نورالدہر و قاسم
و ایرج و شیر افگن و بادشاہ لشکر قاسم شاہزادۂ عمر و گورزاد ختنی وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے اٹھے باہر نکلکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر بہزاد کے چلے
اول بدیع الزمان دربارگاہ بہزاد پر پہونچے گھوڑے کو اڑا کر چاہا جاؤن درگہ سالار نے
روکا بدیع الزمان نے طمانچہ مارا سر درگہ سالار کا اُڑ گیا بدیع الزمان اندر آئے بھائی
کو دیکھا کہ بہزاد سے کلام کر رہے ہین ایک طرف آکر ٹھہرے لوگون نے دیکھا کہ ایک طرف
ایک جوان زمرد پوش کھڑا ہی بہزاد سے اطلاع کی کہ پھر دربارگاہ پر حلہ ہوا شاہزادۂ
خاور سپاہ بارگاہ مین گھس آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ ایک طرف
سے نورالدہر پہونچے ایک جانب سے ایرج آئے اٹھارہ نوجوان سب تلوارین
کھینچے ہوے بارگاہ بہزاد مین آگئے بہزاد نے دیکھا اٹھارہ شیر بارگاہ مین کھڑے
ہوے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین بہزاد حیران ہو گیا کہ مین کس کس کو جواب
دون کیونکر ان شیرون سے لڑون یکایک بیرون بارگاہ حلہ ہوا اور فریاد فریاد کی آواز
آنے لگی بہزاد نے سر اٹھا کر پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی دیکھا کہ چابک جست کرکے آیا پشت
پر اپنے آقا کی کھڑا ہے رومال سے مگس رانی کر رہا ہی کان مین جھک کر کہا آپکے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی اجلال و دخان چھتیس ہزار فوج سے لشکر کفار پر آپڑے
دشمنون کو قتل کر رہے ہین اور صاحبقران آپسے ناراض ہین اٹھارہ بھائی آپکے
دربار مین آگئے جہانگیر نے کہا مین سواے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتا اب مدعاے
دلی حاصل نہ ہو گا یہ کہکے بہزاد سے فرمایا کہ ای بہزاد اٹھو تلوار کھینچو بارگاہ والون کو
معلوم ہو کہ دو جوان لڑ رہے ہین جسکو خدا چاہے گا وہ غالب ہو گا بہزاد نے کہا کہ

مین تو آپ سے کہہ چکا ہون کہ اگر مجھکو آپ سر میدان زیر کرینگے تو معشوق کو پائین گے
اگر مین غالب آیا تو آپ کو قتل کرونگا ہرکارون نے یہ بھی خبر بہزاد کو دی کہ لشکر
مسلمانان قوم کے سب قزاق بیباک چست و چالاک مع دو سرداران زبردست
آپ کے لشکر پر آپڑے آپ کا لشکر تاب نہین لاسکتا ہزارہا قتل ہو گئے بارگاہین
گرین خزانے لٹ گئے قزاق لٹیرے پہلے خزانے پر جا گرے بہزاد نے جہانگیر سے
کہا ای شہریار آپ کے سردار ہمارے لشکر کو لوٹ رہے ہین آپ اُنکو تو منع کیجیے
جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے چابک سے کہا باہر جا کر منع کرو کہ لڑائی موقوف کرین کیون
ای بہزاد کیا وعدہ کرتے ہو بہزاد نے کہا مین طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤنگا آپ میرے
مقابلے مین آئیے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے تو بیشک معشوق دونگا یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر
نے کہا ہم بیشک معشوق لے لین گے اُسی باغ مین ہین بہزاد نے کہا اچھا جائیے
مگر جبتک میرے آپکے فیصلہ نہو باغ مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ مین اُسی طرح
پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا سر دربار ہمنے تمھاری دختر کا نام لیا اب تمھین اختیار ہو
تمنے ہمارا کیا کر لیا بہزاد سر جھکا کر خاموش ہوا چابک نے نکل کر اجلال و دخان
کو منع کیا تب ان سب نے تلوار روکی شاہزادے نے سب کو ساتھ لیا اٹھارہ بھائی
بھتیجے ساتھ بدیع الزمان نے کہا ای برادر اول چلکر صاحبقران سے خطا معاف کراؤ
ہم لوگ سفارش کرینگے ورنہ صاحبقران کا حکم ہے کہ ہمارے سامنے کوئی جہانگیر کا نام
نہ لے جہانگیر نے رومال سے ہاتھون کو باندھا تلوار گلے مین ڈال لی سر برہنہ پاپیادہ
لشکر مین آئے دربار صاحبقران مین پہونچے صاحبقران کے سامنے سے ہاتھ باندھ کر
کھڑے ہوے عرض کی ای قبلہ و کعبہ فرد - سر بکف پیش تو ای ظل آلہ آمدہ ایم + سایہ
رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + جو کچھ خطا غلام سے ہوئی ہو معاف فرمائیے ہر چند کہ آپ
فرما چکے تھے کہ جہانگیر کا کوئی نام نہ لے نوجوان بیٹے کو جو اس حال سے دیکھا مہر پدری نے
جوش مارا گلے لگا لیا فرمایا ای نور نظر ہمنے سُنا تھا کہ دشمن تمھارے مارے گئے جہانگیر
نے کہا چابک نے بچایا دونون افسرون کو پیش کیا اجلال و دُخان نے آکر

قدمبوسی کی عرض کی بہزاد سے وعدہ ہوا ہی کل سر میدان مقابلہ ہی یہان بہزاد جو اپنی بارگاہ سے اُٹھا روتا ہوا بارگاہ ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند غلام کو فرزند حمزہ نے سر دربار ذلیل کیا ایسی تقدیر کیجیے کہ کل مین پسر حمزہ پر غالب آؤن اور طلسم کشا پر بھی کوئی آفت آئے ایک قدرت سے مجھکو بڑی شکایت ہی کہ قدرت نے ایسی تقدیر کی کہ مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا عیار اُسکا لیکر بھاگ گیا اُسوقت قدرت نے تقدیر معقول نہ کی عیار اُسوقت نہ اُٹھاتا مین پلٹتا تو سر کاٹ لیتا مین خیال کرتا ہون کہ قدرت کو مسلمانون کا بڑا پاس ہی کہ عیار کہان پہونچا دو قزاق شریک ہوے چھتیس ہزار کی فوج ملی میری بارگاہ مین گھس آیا سر دربار مجھ سے کلام کیے اور قدرت نے تقدیر نہ کی پسر حمزہ نے مجھ سے گستاخی کی ہتھیار مجھ سے مانگے ہتھیار مین نے دیدیے وہ قمر طلعت کو مانگتا تھا یہ کہین ہوسکتا ہی کہ مین بیٹی مسلمان کو دون خیر جو قدرت نے کیا بہت بہتر کیا مین سمجھ گیا کہ اب قدرت کے قبضے مین تقدیر نہین ہی مگر اب کل کے لیے تقدیر مضبوط کیجیے کہ مین پسر حمزہ پر غالب آؤن عہد واثق کرتا ہون کہ اگر پسر حمزہ پر غالب آیا تو پلٹ کر قمر طلعت کو قتل کرونگا اور اگر قدرت قبول فرمائین تو خدمت قدرت مین اُسکو حاضر کرون یہ سُنکر ہفت پیکر نے خوش ہوکر کہا اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت تقدیر مضبوط کرینگے تمھاری بیٹی کا خدائی لقب ہوگا سب اُسکو سجدہ کرینگے معشوقۂ قدرت نکل گئی یہ کہکے حکم دیا کہ نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجے کل ہمارا بندۂ خاص پسر حمزہ کو سر میدان زیر کریگا اور قمر طلعت کے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے اہل اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مین آکے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی بموجب حکم کے نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر مصنف حال معصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق ملکہ قمر طلعت شیرین ادا کا عرض کرتا ہی کہ وہ یاد مین شاہزادے کی بیقرار ہی کنیزون نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کے

باپ نے جہانگیر کو مار ڈالا عیار لاشہ اٹھا کر لیگیا ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی تھین جب بارہ دری سے
نکلکر باغ مین آتی ہین روے گل دیکھ کر بہت گھبراتی ہین آج جو سو کے اٹھین پریشان پریشان
ہین وہ حبشنین جو ملکہ پر متعین ہین اُنسے کہا ذرا ہماری کنیزان قدیم کو بلا دو حبشنون نے
اُسوقت رحم کیا ایک کنیز کہ برای رفع حاجت جاتی تھی کہ نام اُسکا نرگس خوش نگاہ تھا
پکار کر آواز دی بوا نرگس ذرا یہان آؤ ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین نرگس قریب آئی ملکہ نے
رو کر کہا کیون بوا نرگس کیا تمکو اب ہماری صورت سے بھی نفرت ہی آج ہمارا حال بہت
ابتر ہی دل بھی بیقرار و مضطر ہی کیا کہون اصل مین تو یہ کیفیت ہی نظم

کم نہین وحشت مین بھی رتبہ مری توقیر کا — پانون میرا مرد تک ہی دیدۂ زنجیر کا
کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے — نطق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا
ہی پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین — خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا
وای قسمت حسن کی دولت کو لوٹین تیرہ روز — طرہ ہاے شمع رکھتا ہی دہن گلگیر کا
مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود تھی — خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا
لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین — آفتاب اک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا
شب کو اُٹھتے ہین جو ئین سینے سے آہ دل کے — دن کو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا
پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا — صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا
تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اُڑنے لگین — آتش افشان ہو گیا لوہا سنان تیر کا
اُسکو بھی تعلیم ہو شاید تمھاری شرم کی — کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہی دہن تصویر کا
زیب کی حاجت حسینون کو نہین ہوتی نسیم — پیرہن بے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا

ملکہ نے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ نرگس بھی رونے لگی کہا واری مین کنیز باوفا
ہون جب سن سے پیدا ہوئی حضور کا نمک کھایا اور حضور ہی کے یہان پرورش پائی ملکہ
نے کہا بوا نرگس آج مین جسوقت سے اُٹھی ہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہے
جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر نکلجاؤن اپنا حال دل کسکو سناؤن کیونکر راز دل چھپاؤن
افسوس ہے کہ میری آنکھون کے سامنے اُس ظالم اظلم نے اُس شہریار کو زخمی کیا خدا

کرے وہ شیر زندہ ہو ہر چند کہ عیار بھاگ گیا مگر تمام دنیا مین مشہور ہو کہ بہزاد نے اُس شیر کو
مار ڈالا صاحبقران سنکر برہم ہوے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی اُسکا نام نہ لے اگر ہو سکے
تو ذرا دربار مین بہزاد کے جاؤ دریافت تو کر آؤ کہ شاید کوئی خبر اُس نوجوان کی ملے نرگس
نے کہا کنیز آنکھون سے جائیگی یہ کہکے نرگس نے مردانے کپڑے پہنے براے خبر
چلی دربار مین بہزاد کے آئی اُسوقت پہونچی کہ شاہزادہ دربار مین بہزاد کے آیا تھا اور
گفتگوے مذکور ہوئی رہی تھی کنیز نے سب کو آنکھون سے دیکھا پلٹ کر خدمت ملکہ مین
آئی کہا ہو ملکہ عالم مبارک ہو اُس شیر کو جو عیار اُٹھا کر لیگیا دو قزاقون کو جاکر زیر کیا
صحیح وسالم دربار مین آپ کے باپ کے آئے اپنے ہتھیار لیے آپ کو مانگتے تھے یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی اُنکے بھائیون نے سُنا اٹھارہ جوانان شیر دل بارگاہ مین بہزاد
کی آگئے آمادہ تھے کہ جہانگیر سے تلوار کھینچے تو ہم لوگ جا پڑین دونون قزاق چھتیس ہزار
فوج سے آپڑے ہزارون ملازم قتل کیے شاہزادے نے دیکھا کہ ایسا نہو میرے
بھائیون پر کوئی دباؤ پڑے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم جاتے ہین تم طبل جنگی بجواؤ سر میدان
مقابلہ ہو آپکے باپ نے کہا کہ اگر مجھکو زیر کروگے تو مین قمر طلعت کو دونگا یہ مضمون
سُنکر ملکہ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا نرگس سچ کہو تمنے جو یہ خبر سنی شاہزادے کو
آنکھون سے بھی دیکھا نرگس نے کہا واری یہ سب معاملہ میری آنکھون کے سامنے گذرا
ہی ملکہ نرگس کی بلائین لینے لگین کہتی تھین اے نرگس تونے وہ خبر سنائی کہ تن بیجان مین جان
آگئی میرا تو عجیب حال ہو آج صبح سے مین زیادہ گھبرا رہی تھی دل سے کہتی تھی کیا موت آنیوالی
ہو اب ہم جمال بے مثال اُس شہریار کا نہ دیکھین گے اُس بیحیا کے کہنے سے بالکل امید
نہ تھی وہی کہتا پھرتا تھا کہ مین نے دشمنون کو مار ڈالا ایسے زندہ تھے کہ دو قزاقون کو زیر کیا
اُنکو مع فوج ساتھ لائے وہی بڑھکر لڑے فوج بہزاد کے لوگ قتل کیے نرگس نے کہا
واری درست ہو وہ قزاق لڑے بھڑے جست وچالاک بیباک فوج پر آپڑے بڑھ بڑھ کر
لڑے خیمے گرا دیے خزانہ لوٹ لیا آخر بہزاد نے شاہزادے سے فریاد کی کہ میرا لشکر
تباہ ہوتا ہو اپنے قزاقون کو منع کیجیے تب جاکر شاہزادے نے منع کیا قزاقون نے جو اپنے

آفاق کی صورت دیکھی تو جنگ موقوف کی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری لشکر مین طبل جنگی بجا ہی مشہور ہے کہ جہانگیر و بہزاد سے مقابلہ ہی ہر چند کہ جہانگیر کے بھائی بھتیجے نہین چاہتے کہ جہانگیر کو لڑنے دین مگر جہانگیر خود آمادہ ہین کہ مقابلہ کرون آپ کے باپ نے بڑی شرط کی ہی کہ جبتک ہم سے فیصلہ نہ ہو باغ مین ملکہ کے نہ جائیگا ملکہ نے اُسی وقت سجدہ شکریہ پروردگار کیا کہ ای معبود حقیقی و ای جان بخش عالم تو نے اُس شہریار کو زندہ سُنایا مین تو آمادہ تھی کہ اپنی جان دون لیکن تو نے اپنا فضل شریک حال کیا ای معبود آنکھون سے جمال دیکھ لون تو قلب کو قوت ہو روح کو راحت ہو ملکہ تو یہان خوشی کر رہی ہین نرگس کے آگے ہاتھ باندھے ہو کہ ای نرگس اگر خدا نے اپنا فضل شریک کیا اور وہ بہزاد پر غالب ہوے تو انشاء اللہ لشکر مین اُنکے چلنا ہوگا پہلے تمکو لیچلون گی میدان کارزار کی ہمکو دمبدم خبر کرنا کہ کیا معرکہ گذرا نرگس نے کہا مین سویرے سے میدان کارزار مین جاؤنگی جو گذریگا وہ خبر پہونچاؤنگی یہ کہکے نرگس اپنے مکان مین گئی ملکہ بارہ دری مین آبیٹھین جشنون سے کہا صاحبو تم لوگون کی تکلیف اور دو چار دن باقی ہی انشاء اللہ ہم لشکر صاحبقران مین جائینگے تم اپنے اپنے مکان جاؤگی کنیزون نے عرض کی واری ہم آپ کے نمکخوار ہین آپ کے والد سے ناچار ہین اُنھون نے حکم دیا مگر کوئی تکلیف تو کنیزون سے نہین پہونچی جو حکم ہو وہ بجالائین ملکہ نے کہا کسی کی خطا نہین ہماری تقدیر نے ہمکو یہ سامان دکھائے اب بھی کی چارہ نہین یقین ہے کہ بحکم پروردگار بعد رنج کے راحت ہو اور لشکر مین صاحبقران کے پہونچین یہان تو یہ کیفیت ہی کہ طبل جنگی بج چکا تیاریان ہو رہی ہین جہانگیر نے اشارے سے خواجہ کو اپنے پاس بلایا کئی لاکھ روپے کا مالا موتیون کا گلے سے اُتارا ہاتھ باندھ کے عرض کی ای عم نامدار یہ خدمت مین حاضر کرتا ہون صاحبقران سے مجھ سے صفائی کرا دیجیے ہر چند کہ قبلہ و کعبہ نے گلے سے لگایا مگر ملکہ رہنا یہ مجھپر شاق ہے مجھکو حکم ملے کہ کل مین جو بہزاد پر میدان مین غالب آؤن تو ملکہ قمر طلعت کو باغ سے لیے آؤن عمرو نے کہا اے فرزند اسقدر رہبر قرضہ ہے کہ آجکل

گھر سے نکل نہین سکتے یہ جو کنٹھا یاقوت کا پہنے ہو اگر یہ بھی شریک کرو تو ایسی تدبیر بتاؤن کہ خود صاحبقران قمر طلعت کو لیلے جائین جہانگیر نے کنٹھا بھی لئی لاکھ کا پیش کیا عمرو نے کہا ایک عرضی طرف سے قمر طلعت کے پیش کرو مضمون اُسمین یہ لکھو کہ اے یاور غریبان واے دادرس بیکسان صاحبقران زمان اس کنیز کو اپنی کافرون مین چھوڑ دیا مین قبل سے مسلمان ہوئی تھی عالم خواب مین بزرگان دین آئے مجھکو مسلمان کر گئے آپ کے فرزند شاہزادہ جہانگیر کو مین نے بلایا تھا کہ اعتقاد مذہب مجھکو تعلیم فرمائین میرا باپ یہ خبر سنکر آیا اُس شہریار کو زخمی کیا مجھکو قید کیا اب تک اُسی قید مین ہون امیدوار ہون کہ مجکو اس قید و بند سے رہا کیجیے اور آکر لیجائیے ورنہ مین خدا سے شکایت کرونگی کہ فرمان راہ دین اسلام نے مجھکو کافرون مین چھوڑا میری ہدایت نہ کی جہانگیر نے اُسی وقت جابک کو یہ مضمون تعلیم کیا اور کہا کہ پاس ملکہ کے جاؤ عرضی لکھوا کر لاؤ کیا خوب عمر نامدار نے یہ تدبیر بتائی جابک فوراً گیا ملکہ نے جو جابک کو دیکھا فرمایا بھیا ہماری خوب خبر لی ہماری تو عجب کیفیت تھی کیا بیان کرین نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا

موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا — جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا

شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا — رُک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یاد لب شیرین نے تیرے اے صنم — میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا

رات بھر دیکھا تماشہ ہمنے برق و ابر کا — آہ کے شعلون سے جب دود جگر باہم ہوا

درد دل زخم جگر گو اُسنے ایذا تھی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا

زخم بڑھکر کھا گئے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنسکر مرا ماتم ہوا

پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف — پھر مزاج زلف جانان اُن دنون برہم ہوا

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین تسیم — کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

ملکہ نے یہ اشعار رو رو کر پڑھے کہا اے جابک ہمکو یہ امید نہ تھی کہ ہم شاہزادے کو زندہ دیکھین گے مگر تمنے وہ کار نمایان کیا حقیقت مین رفیق ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے

کیا ہم تو یہ آرزو رکھتے تھے کہ جہان تمنے دفن کیا ہوگا وہان فقیر بنکر بیٹھینگے داغ دل کے
پھول چڑھائینگے چابک نے کہا کہ ایک عرضی لکھیے مضمون مذکور تعلیم کیا ملکہ نے خوشی خوشی
عرضی لکھی مُہر ابنی کرکے چابک کو دی چابک اُس عرضی کو خدمت مین جہانگیر کی لایا اور ملکہ
کو مژدہ دے آیا کہ صاحبقران زمان تمکو لینے آئین گے اُسوقت کی کیفیت خوشی ملکہ کی بیان
نہین ہوسکتی چہرہ خوشی سے سرخ مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا دوڑ دوڑ کر مقام پر
کنیزون کے آتی تھین ایک ایک کو جگا کر کہتی تھین کیون صاحبو ہمارے ساتھ چلوگی
کنیزین عرض کرتی ہین واری ضرور چاہین گے فرمایا ہوا اُٹھو اسباب اپنا بھی اور میرا بھی
نکالو نرگس کو بھی جگایا کہا ہوا تمنے خبر کا وعدہ کیا تھا نرگس آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی مردانے
کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی نرگس نے آکر دیکھا کہ لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے
ہین اول لشکر ہفت پیکر میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر تخت پر سوار نوبت نقارے
بجتے ہوے تاج بڑا سا سر پر لباس جواہرنگار زیب جسم خود سر پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی
تمتاہوا نہایت کروفر سے فتنۂ خداوندی سے مخمور بہزاد اوچی بنا ہوا آگے لشکر کے بڑھا ہوا غرور کرتا ہوا
کہ آج پسر حمزہ کو قتل کرونگا میدان مین آکر ٹھہرا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا لشکر
صاحبقران زمان میدان کارزار مین آتا ہی اول سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا گنہ رہوا
سب کے آگے پہلوان عادی بڑھے ہوے صفون کو آراستہ کرتے ہوے میدان
مین آکر پہونچے پھر لندھور و مالک و بہرام فرداً فرداً میدان مین آئے کہ طبل سکندری پر
چوب پڑی آمد صاحبقران شروع ہوئی نرگس حیران حیران دیکھ رہی ہی کہ پانچ ہزار
پانچسو پچین سردار صاحبقران کو گھیرے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے دوسری
طرف سے گرد اُڑی رستم پیلتن آگے بڑھے ہوے عیوق و جاروق دونون پہلوان
آگے بڑھے ہوے اہتمام کرتے ہوے ایک جانب جہانگیر والا تدبیر یہ تو ناظرین کو
ظاہر ہے کہ جہانگیر کو توسل دوست چپ سے ہی اسوجہ سے رستم کے ساتھ آتے ہین مسلح
و مکمل لشکرون کو آراستہ کرتے ہوے اجلال و دخان چاہتے ہین کہ آج میدان
کارزار مین ہم نکلین جان شاہزادے پر نثار کرین میدان مین نام ہو آقا خوش ہون

ایک طرف آکر یہ بھی ٹھہرے گھوڑا جہانگیر کا رانون مین بیقرار ہوا جاہتا ہی سبزہ فلک کو
پامال کرون آسمان پر پہونچون تیزی مین کسی سے کم نہ رہون شاہزادہ جہانگیر گھوڑے
کو چمکاتے ہوے روک رہے ہین رانون مین دبایا نرگس نے آدب کی دیکھی جب
لشکر جم چلے نقیبون نے نقاہت کی کرکیت گرہ کا کہار ہتے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے شاہزادہ جہانگیر کے اور کسی کو نہین چاہتا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے
نام کا نعرہ سُنا مرکب کو مہمیز کرکے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اجازت میدان
ملے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار اور ملازم جائینگے آپ تکلیف نہ فرمائین جہانگیر
نے عرض کی حضور جانتے ہین اُس نامرد سے مجھکو کہ ہی تصدق ہے سب پلارد
ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے عم نامدار اُس بیحیا کے تیور پر بل ہی ذرا سنبھل
کے مقابلہ کیجیے گا فنون سپاہ گری صرف فرمایئے بفضل ایزدی اُس بیحیا کو مار کر آیئے
اور ای عم نامدار آپ کو ایک مژدہ سُناتا ہون کہ آپنے ایک عرضی طرف سے
قمر طلعت کے پیش کی تھی اُسپر امیر نے فرمایا کہ اپنی بہو کو لینے ہم خود جائینگے مجھ سے
شگفتہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا فرزند کو میرے اُس ملعون پر غالب کرے جہانگیر خوش
ہوگئے مرکب اُڑا کر طرف بہزاد کے چلے بہزاد نے جو جہانگیر کو آتے ہوے دیکھا
گینڈے کو مہمیز کرنے لگا جیسے ہی جہانگیر برابر پہونچے لگاو رزن ہوا مرکب جہانگیر کا
تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اُسکا چھ قدم پسپا ہوا بہزاد نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ہین جہانگیر نے بعد چند طعنون کے نیزہ اُسکا گانٹھا اور ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے بہزاد کے نکلا شگرون مین غریو ہوا کہ جہانگیر نے نیزہ بہزاد کا نکالا بہزاد نے
غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی تیغہ چوڑا جوہر دار لنگر دار خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا فرمایا کہ او بہزاد ہوشیار ہوجا خبردار کہکے کمر بتا کر سر پر
ہاتھ مارا بہزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا کہ ابر سپر کے

دو ٹکڑے ہوے پیر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا خود و دو بلغہ و عرق چین کا کاٹ کر گینڈے
پر تیغہ گرا کہ مع گینڈے بہزاد کے چار ٹکڑے ہوے مارے جانا بہزاد کا کہ سات لاکھ
اُسکے ہمراہی جو گھوڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑے جہانگیر تیغہ پکڑ کر جا پڑے اجلال و دخان
نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے گھر گئے ہین چھتیس ہزار قزاقون سے آ پڑے تلوار چلنے لگی
ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا ستر لاکھ ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے آ پڑے بقول شاعر
فرد - دو لشکر بہم اندر آمیختہ + قیامت زگیتی شد انگیختہ + گیر و دار کی صدا بلند ہے
صاحبقران نے جو دیکھا کہ نور نظر پر بلوہ فوج کفار کا ہوا مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا یا شیر

اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سر کشان جملہ در خاک کرد

امیر کا مرکب بڑھانا کہ رستم نے بھی اپنا مرکب بڑھایا کل سرداران نامی و پہلوانان
گرامی تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے پکار کر نعرہ کیا اور اسم اعظم
پکار پکار کر پڑھنے لگے رستم لوح چمکا رہے ہین دونون شیر رستمانہ بہنگا نہ جنگ کر رہے
جسنے سحر کیا اور امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ کر اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کو
پار کر .زار رستم لوح چمکاتے ہین جسپر عکس لوح پڑ گیا وہ نابینا ہو گیا ہزار ہا جادوگر اندھے
ہو گئے اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین ہمراہیان لندھور جوانان ہندی
لڑے بھڑے کٹے پھٹے جسپر جمعیت کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دو پہر کامل تلوار
چلی ہفت پیکر نے جو یہ زبردستی اہل اسلام کی دیکھی پلٹ کر وزیر اعظم سے کہا
کہا دریافت تو کرو کہ ہمارے کتنے لوگ قتل ہوے اور اہل اسلام کتنے مارے گئے
وزیر نے پرچہ نویس کو اشارہ کیا اُس نے تھوڑی دیر مین دریافت کر کے پرچہ
لکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل آپ کے لشکر کے مارے گئے اور اہل اسلام جتنا
زخمی ہوے مگر کوئی اہل اسلام مارا نہین گیا ہفت پیکر نے یہ سُنکر زانو پر ہاتھ
مارا کہا یارو دیکھتے ہو کہ اہل اسلام کیسے سمجھ کے لڑتے ہین اتنی بڑی مخلوق یہ کہ

ستر لاکھ فوج قدرت کی اور اہل اسلام ساڑھے بائیس لاکھ مشہور ہین لیکن کیا سمجھ کے لڑے
کہ ادھر مین ل[illegible]ے گئے اُنکا کوئی قتل نہین ہوا یہ خبر پہونچی کہ کئی ہزار جوان زخمی ہوے
وہ بھی ایسے زخمی ہین کہ جنگ مین مصروف ہین میدان سے نہین ہٹتے اب طبل بازگشت
بجواؤ ورنہ شام تک لشکر کا خاتمہ ہو گا کون بچائیگا قدرت تدبیرین کر رہے ہین ابکی مرتبہ
نوروز سے ایسا انقلاب ہوا کہ تقدیرین خلاف ہوتی ہین قدرت تقدیر کرتے ہین مسلمان
تدبیر سے پلٹ دیتے ہین بہزاد کا مارے جانا قدرت نے کیسی مضبوط تقدیر کی تھی مگر
سب تقدیرین اُلٹی ہو گئین ہفت پیکر نے جو ناچار ہو کر کہا وزرا آپس مین کہتے
ہین یارو قدرت بہت ناچار ہو رہے ہین خوف آتا ہے کہ ایک دن ایسی تقدیر نہ کرین کہ
خود چولہ تبدیل کرین یہ کہکر حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی اہل اسلام قاعدے کے
پابند ہین فوراً تلوارین میان مین کر لین صاحبقران لشکر کو لیکر واپس ہوے نگاہ
پڑی دیکھا کہ جہانگیر والا تدبیر دریاے خون مین نہائے ہوے علمشاہ کے ساتھ
چلے آتے ہین صاحبقران نے جہانگیر کو قریب بلایا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ
شہریارین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر جہانگیر بہزاد پر غالب
آئے تو مین بہو کو لینے جاؤنگا وہ مسلمان مشتاق ہو گی کہ قید بند سے نکلون امیر نے
فرمایا ای فرزند ہم بھی اپنی بہو کو لینے جائینگے یہ کہکے صاحبقران نے مرکب بڑھایا کس سردار
کی مجال تھی کہ ہمراہ صاحبقران کے نہ جائے جملہ سردار پس پشت صاحبقران زمان
سب کے آگے چاپک جست و خیز کرتا ہوا دوڑا کہ جا کر ملکہ کو خبر کرون کہ صاحبقران خود
تمکو لینے آتے ہین چاپک باغ مین پہونچا کہا ای ملکہ عالم تیار ہو جیے آپ کے لینے کو
صاحبقران آتے ہین اُسوقت ملکہ کی خوشی کنیزون سے پکار کر کہنا کہ جسکو ہمارے ساتھ
چلنا ہو وہ تیار ہو اب آج ہم اپنی سسرال مین جائینگے کنیزین صحنچیون سے نکلین گٹھریان
صندوق پٹارے نکالنے لگین ملکہ فرماتی ہین کہ اری کمبختو میرے لباس کی جامدانی تو
اُٹھا لو بڑا صندوق ضرور لینا اُسمین تمام زیور ہی گلچہرہ وزیرزادی سے کہو کہ قریب
آدوے اسباب نکلوا لئے پڑا نا کوٹھا کھلوائے اُسمین سے بھی اسباب نکلواؤ چہار خانے

کنیزین دوڑی دوڑی پھر رہی ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحبو مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون تم لوگون نے بھی یاد نہ دلوایا کپڑے تو بدل ڈالون قبلہ و کعبہ کا سامنا ہوگا شانہ کش نے آکر کنگھی کی کھچڑی چوٹی گوندھکر پشت پر ڈالی جوڑا بھاری پہنکر دریاے جواہر مین غوطہ مارا درباغ پر ٹہلنے لگین کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان پشت پر جملہ سردار مغلوبہ سے پلٹ کر آئے ہین دریاے خون مین نہائے ہوے ہین صاحبقران زمان درباغ سے آکر مرکب سے کودے ملکہ نے جو صاحبقران زمان کو دیکھا خوف سے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا براے تسلیم خم ہوئین صاحبقران نے بہت پسند کیا سر چھاتی سے لگایا پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے لینے کو آئے ہین کہ اسمین جہانگیر بھی داخل ہوے فرمایا ہان بیٹا سوار کراؤ جہانگیر با توقیر نے اشارہ کیا ملکہ نے موتیون کا مالا توڑ کر امیر پر سے نثار کیا سر جھکا کر محافے مین سوار ہوئین گلچہرہ وزیرزادی ساتھ بیٹھی ہے امیر باہر تشریف لائے محافے کے ساتھ ساتھ چلے کنیزین اگون پر تانگون پر سوار ہوئین جہانگیر سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین وہ جتنین جو طرف سے بہزاد کے تعینات تھین روتی پیٹتی بھاگین دربار ہفت پیکر مین پہونچین دست بستہ عرض کی یا خداوند نعمت طلعت دختر بہزاد کو صاحبقران لیے جاتے ہین اگر روکنا منظور ہو روک لیجیے ہفت پیکر اپنے مقام سے اٹھا لشکر مین قرنا کرائی باہر نکلکر کھڑا ہوا صف بندی ہوگئی کہ صاحبقران سامنے سے نمایان ہوے پاے پر محافے کے جو ہاتھ رکھ دیا جملہ سردارون نے محافے کو سائے مین تلوارون کے لیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا صاحبقران نے کنیز کا مرتبہ بڑھایا خود پاے پر محافے کے ہاتھ رکھا جملہ سردار مصروف خدمتگزاری ہین بڑے بھائی صاحب جہانگیر کے جو رشتے مین ہمارے جیٹھ ہوتے ہین وہ بھی ساتھ ہین دیکھو سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین ہفت پیکر بھڑوا کس بھروسے پر فوج لیکر نکلا ہے کیا مین اسکی زرخرید ہون باپ کا دعوی تھا وہ مارا گیا خدا اسکی جان بچائے ایسا نہو بلوہ کردے تو بہت سخت لڑائی پڑے گی مگر ہفت پیکر

نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران خود محافے کے پائے پر ہاتھ رکھے ہین حملہ سردار
تلوارین کھینچے ہوے آمادہ ہین کہ ذرا کوئی اشارہ کرے تو جا پڑین ادھر بادشاہ جمجاہ
کل فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین منتظر ہین کہ اگر ہفت پیکر قصد کرے تو ہم بھی
جا پڑین لشکر ہفت پیکر سے لڑین ہفت پیکر نے وزیرون سے کہا مجھے قمر طلعت
سے کیا مطلب ہو لیے جاتے ہین لیجائین مین دخل نہ دونگا یہ کہکر ہفت پیکر پلٹا
صاحبقران نے قمر طلعت کو لاکر داخل بارگاہ کیا قمر طلعت کے اُترتے ہی شاہزادیون
نے قمر طلعت کو گھیر لیا بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین صاحبقران نے
فرمایا جہانگیر کا عقد ساتھ قمر طلعت کے ہوگا خواجہ زادون کو حکم ہوا شب کو جلسہ
آراستہ کیا گیا بعد ایجاب وقبول فرزندان بزرجمہر نے دونون کا عقد پڑھا جہانگیر
ساتھ معشوق کے داخل حجلۂ عروسی ہوے گوہر مراد حاصل کیا بطن سے اس شاہزادی
کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا کہ وقت پر اُسکا ذکر کیا جائیگا طلسم خیال سکندری
مین اس شیر بیشۂ جرأت کا ذکر کرونگا خروج اُس صاحبزادے کا لائق ملاحظہ ناظرین ہوگا
لیکن ہفت پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ وزیر ومشیر بہزاد کے آکر حاضر ہوے مگر
ملکہ کے قتل ہونے سے سب پریشان وزیرون نے کہا قدرت نے سُنا کہ رات کو
ملکہ کا عقد ساتھ جہانگیر کے ہوگیا ایک وزیر نے تصویر ملکہ کی سامنے ہفت پیکر کے
پیش کی ہفت پیکر نے جو تصویر دیکھی مثل تصویر تصور حیران جمال ومحو دیدار ہوا
پکار کر آواز دی عیارون مین بھی کوئی ہے عیار بہزاد کا شب آہنگ چرخزن
اپنے مقام سے روتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند آقا میرا قتل ہوگیا مین پریشان ہورہا ہون
مقام افسوس ہے کہ آقا نے مجھ سے نہ اطلاع کی اپنے زور کے گھمنڈ مین رہے ورنہ
مین پلٹ کے جا باب کو نہ جانے دیتا راہ مین جاکر پشتارہ چھین لیتا اور عیار کو قتل
کرتا اگر قدرت غلام کو نوکر رکھین اور غلام کی دستگیری فرمائین تو جو حکم کرین وہ بجالاؤن
ہفت پیکر نے کہا اے عیار طرار قدرت قمر طلعت پر مائل ہوے ہین اگر ہو سکے
تو چرالا قدرت اُسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے شب آہنگ چرخزن آمادہ ہوا

ہفت پیکر نے ملازمون کو حکم دیا کہ نام شب آہنگ جرخزن کا کارخانۂ قدرت مین تحریر کرو یہ کلمہ سُنکر شب آہنگ جرخزن نے کہا آج رات کو جُرا لاؤنگا شب کو شب آہنگ بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کو جہانگیر کی دریافت کرکے پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانا شروع کی گوشۂ بارگاہ جہانگیر مین سر نکالا ایک کنیز پڑی سو رہی تھی شب آہنگ جرخزن نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے باہر نکلا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین اُس کنیز کی شکل بنا ہوا سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا کیون نسیم کہان سے آئی ہے کہا واری ذرا اُٹھیے تو مین عرض کرون ملکہ گھبرا کر اُٹھین شب آہنگ گوشے مین ملکہ کو لایا کہا اے ملکۂ عالم آج شاہزادے نے غضب کیا ایک نازنین برائے مجرا آئی تھی شہزادے کی اُسپر نگاہ پڑی اُسکو اپنے قریب بٹھالیا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ کیا یہ مجھکو قمر طلعت سے شرمندہ کرائیگا وہ مجھ سے شکایت کریگی مین اُسکو کیا جواب دونگا مین اُسکو جاکر خود لایا ہون مین اُسکا آزردہ ہونا نہین چاہتا جہانگیر رنجیدہ ہوکر اُٹھ گئے الگ بارگاہ مین اُسکو بلوایا ہے وہان اُسکا گانا سن رہے ہین یہ سُنکر ملکہ بہت بگڑی ایسی باتون مین شب آہنگ جرخزن نے لگا کر حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا اُسی راستے سے نکلکر بھاگا اول شب کو اُسنے یہ عیاری کی جہانگیر بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہین ابھی دربار بھی برخاست نہین ہوا جہانگیر نے چابک کو بلا یا فرمایا اے چابک اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے جاکر ملکہ کی تو خبر لاؤ چابک جھپٹ کر دربارگاہ پر آیا سب نگہبان پاسبان اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے ہین چابک سوچا کہ سب طرح خیر و عافیت ہی چاہا کہ پلٹ جاؤن مگر دل دھڑک رہا ہے یکایک دیکھا پشت بارگاہ جہانگیر پر ایک خاک کا ڈھیر ہے جھپٹ کے آیا دیکھا کسی نے نقب لگائی ہے نقب مین پھاندپڑا اندر بارگاہ ملکہ کے آیا ایک مقام پر ایک کنیز کو بیہوش پایا سمجھ گیا

کہ اسی کی شکل بنکر عیاری کی اندر آکے دیکھا ایک تنہا خیمے مین پشتارہ باندھنے کا نشان ہے
چابک کے ہوش اُڑ گئے بیتر اپہچان لیا کہ کسی عیار نے یہ حرکت کی گھبرا کے باہر نکلا نگہبانون
سے کہا یارو غضب ہوا ملکہ کو چُرا کر کوئی عیار لیگیا مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون مگر
شب آہنگ پشتارہ بدوش جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا صبح ہو گئی تھی دیکھا سامنے
لشکر غضنفر اُترا ہوا ہی قزاقون کو دیکھا گھبرا گیا اُدھر سے پلٹا دوسرے جنگل مین گھس گیا
خوف ہی کہ ایسا نہو کوئی قزاق دیکھ لے تو جان بچانا دشوار ہو جنگل مین بھاگا ہوا جاتا ہی
کہ ایک پہلو سے آواز آئی ارے جانے والے ٹھہر جا شب آہنگ نے دیکھا کہ درۂ کوہ
مین ایک جادوگر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شب آہنگ نے آواز دی او ساحر مجھکو نہ روک
میرے پشتارے مین منظور نظر خداوند ہی قدرت راہ دیکھ رہے ہونگے ساحر نے
آواز دی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا شب آہنگ رُکا ساحر نے سحر کیا کہ شب آہنگ
منھ کے بھل زمین پر گر پڑا پشتارہ پشت سے کھلکر گرا ساحر نے جو اُس آفتاب
تابان کو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا پکار کر آواز دی ارے یہ تو معشوق خوبرو ہے اسکو لیکر
درۂ کوہ مین رہونگا مکان بناؤنگا قریب آکر قصد کیا کہ پشتارہ اُٹھاؤن زمین سے
پڑے پڑے شب آہنگ نے حباب بیہوشی مار دیا ساحر چرخ کھا کر زمین پر گرا۔
شب آہنگ نے کمت مار کر اُسکو قریب کھینچا اپنی رہائی کی خواہش مین اُس ساحر کا
سر کاٹ لیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی پھر اُسنے پشتارہ اُٹھایا مگر ساحر کے مرنے کی
علامت ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا نشین جادو بود چابک جو صحرا مین
پھرتا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین بھی آواز آئی سوچا کہ کسی ساحر کو کسی نے گولہ مارا اُسی آواز
پر متوجہ ہوا صحرا مین آکر دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی اور ایک عیار اپنے
کو سنبھالتا ہوا پشتارہ بدوش جاتا ہی چابک نے للکارا کہ او عیار ذرا ٹھہر جا مجھکو
اتنا معلوم ہو کہ کسکا پشتارہ تیرے دوش پر ہی شب آہنگ نے جو پلٹ کر چابک
کو آتے ہوے دیکھا اور تیز بھاگا چابک نے بھی پیچھا کیا ادھر شب آہنگ
دامنے مین ایک صحرا کے پہونچا ہے کہ پہاڑ سے آواز آئی ارے او جانے والے ٹھہر جا

آگے نہ بڑھنا شب آہنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کئی سو قزاق بالاے کوہ بیٹھے
ہین ایک قزاق اُن سب کا افسر گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی اب تو شب آہنگ
ناچار ہوا آخر ٹھہر گیا اُس قزاق نے نیزہ سینے پر شب آہنگ کے رکھ دیا کہا یہ
پشتارہ جلد کھول دیکھون اسمین کیا شی ہے شب آہنگ نے جو پشتارہ کھولا اُس
کوہ کا یہ قزاق مالک ہی افسر قزاقان لقب ہی بس ملکہ کو دیکھکر تھرا گیا اور کہا ارے
بردہ فروش اس نازنین کو کہان سے لایا شب آہنگ نے کہا یہ نازنین منظور نظر
خداوند ہی مین لشکر مسلمانان سے چرا لایا ہون پاس قدرت کے لیے جاتا ہون اے افسر
قزاقان اسکے مقدمے مین دخل نہ دو اگر قدرت کو خبر ہو نچیگی تو سنگ سیاہ کر دین گے
قزاق نے جوش محبت مین کچھ خیال نہ کیا ملکہ کو اٹھا کر کہا اے عیار اپنی جان کو غنیمت
جان میرے سامنے سے بھاگ جا ورنہ ایک نیزہ مار دونگا یہ سُنکر شب آہنگ روتا
پیٹتا بھاگا کہ جا کر خداوند سے اطلاع کرون جو کچھ قدرت کو کرنا ہو وہ کرے ادہر وہ قزاق
ملکہ کو لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ کو ایک قلعے مین لایا ایک مکان مین لا کر پشتارہ کھولا
ہوشیار کیا ملکہ یا تو اپنے گھر مین کنیز سے باتین کر رہی تھین یا اپنے کو اور مکان مین
پایا ایک شخص غیر سامنے کھڑا ہاتھ جوڑ رہا ہی ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہی کہ طالب عصمت
ہوا ہی کہا حضور مین افسر قزاقان ہون جو اسطرف سے نکلتا ہی اُسے لوٹ لیتا ہون
دو سو قزاق میرے ملازم ہین سب آپکی خدمتگزاری کرینگے ملکہ نے کہا او ناہنجار
خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی زندہ مجھکو نہ پائیگا افسر سامنے بیٹھکر
باتین کرنے لگا کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی بیقراری مین عرض کرتا ہی کہ اے شہنشاہ خوبی
و داے سر و باغ محبوبی میری جان جاتی ہے آپ توجہ نہین فرماتین غلام کی تو یہ کیفیت ہی

نظم

قرار دل کو ہوا اضطراب کے بدلے	وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے	حیا کے پردے ہین رُخ پر نقاب کے بدلے
شہید کرنا ہی منظور کسکا قاتل کو	رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے

پیے گا جو وہ میخوار ساغر گل مین ‌ ‌ ‌ بھنے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے

وہ بادہ نوش ہون جاتا تھا جب گلستان مین ‌ ‌ ‌ بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے

خیال یار مین جھپکی نہین پلک تا صبح ‌ ‌ ‌ تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے

جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ ‌ ‌ ‌ قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے

الٰہی میکدے مین موج مے سے طوفان ہو ‌ ‌ ‌ بہے بہے پھرین ساغر حباب کے بدلے

صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے ‌ ‌ ‌ گناہ مجھ سے ہوے ہین ثواب کے بدلے

سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو ‌ ‌ ‌ کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے ‌ ‌ ‌ مجھے شراب سے دے غسل آب کے بدلے

مین بھوکنے کا نہین مے پہ ساقیا اے یار ‌ ‌ ‌ پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے

معاوضہ نہ کرون قطرۂ عرق سے ترے ‌ ‌ ‌ جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے

نہ دیسکے مرے اعمال کی مکافاتین ‌ ‌ ‌ ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

جواب مجھ سے نکیرین جب کرینگے زلہ ‌ ‌ ‌ ہو الغفور سنین گے جواب کے بدلے

یہان چابک صبا رفتار صحرا مین آتا تھا اُسی عیار کو جو آتے ہوے دیکھا ایک گوشے مین حلقے کمند کے خس پوش کرکے بیٹھا جب شب آہنگ آیا تو اُسکو گرفتار کیا ایک نخل مین باندھکر پوچھا او مکار سچ بتا کہ پشتارہ کیا کیا شب آہنگ نے بیان کیا چابک نے عیار کو وہین بندھا ہوا چھوڑا آپ طرف جہانگیر کے چلا یہان جہانگیر جو بارگاہ مین آئے اور خبر سنی کہ ملکہ کو کوئی چرا لیگیا نہایت بیقرار ہوے یہ بھی خبر سُنی کہ چابک فکر مین گیا ہی کنارے پر لشکر کے چابک کا انتظار کر رہے ہین مرکب تیار ہی سردار گرد گھیرے کھڑے ہین انتظار چابک کا کر رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی چابک بدحواس دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار راہ مین ایک پہاڑ پر قزاق رہے اُسنے ملکہ کا پشتارہ چھین لیا جہانگیر یہ سنتے ہی پشت مرکب پر سوار ہو طرف اُس پہاڑ کے چلے یہان اُس عیار کو کاہ فروشون نے کھولدیا شب آہنگ کھلتے ہی بھاگا دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت

ہفت پیکر سے بیان کی ہفت پیکر نے کمال حجاب سے کہا اب یہ وقت آگیا کہ ایک
ایک قزاق معشوقہ کو قدرت کی چھین لے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ افسر کی مشکین
باندھکر لائے لالان خون قبا ایک پہلوان مجمع سے اُٹھا کہا یا خداوند اُس قزاق کی
مشکین باندھکر لاؤنگا خدمت مین قدرت کی پہونچاؤنگا اور معشوق کو محافے مین سوار
کرکے لاتا ہون اُسنے بڑی بے ادبی کی شب آہنگ نے لالان کو ساتھ لیا ساٹھ ہزار
کی جمعیت سے لالان چلا یہان افسر قزاقان عرصے تک ملکہ کی منت کیا کیا جب دیکھا
کہ یہ کسی طرح نہین مانتین اُٹھکر باہر آیا برسر کوہ بیٹھا ہی انتظار کررہا ہی کہ کوئی قافلہ نکلے
تو لوٹون کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے
ہرکارے نے خبردی کہ لالان خون قبا پہلوان کو قدرت نے بھیجا ہی افسر نے کمان
کاندھے سے اُتاری دوسو قزاق کمانین لیکر لیس ہوے تیر مارنے لگے سوار و پیدل
لالان کے گرنے لگے ہرچند چاہتا ہی گینڈا بڑھاؤن عقاب تیر پر کھولکر آتے ہین
سوار و پیدل کو گراتے ہین لالان ساتھ والون سے کہتا ہی یارو پہاڑ پر چڑھنا تو
بہت دشوار ہی گھیرکر انکو اتر پڑین جب یہ پہاڑ سے اُترین تو گرفتار کرین ساتھ والے
کہتے ہین ابھی تک خیر ہی کہ ملکہ کو قلعے مین بٹھا کر چلا آیا ہی عورت کا غیر مقام پر رہنا باعث
خرابی ہے جو کچھ بیچے اسی وقت بیچے لالان ہرچند گینڈے کو بڑھاتا ہی مگر تیرون سے
مہلت نہین ملتی تیرون کا مینھ چہار سمت سے برس رہا ہی گینڈا بڑھاتا ہی پھر رُک
جاتا ہی افسر قزاقان آواز دیتا ہی اے پہلوان یہان سے پلٹ جا ہم لوگ قزاق ہین
پہاڑ سے تیر مار کر تمکو گرا دینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے لالان پریشان ہے کہ اگر
سامنے قدرت کے پلٹ کر جاؤن ساتھ والے طعن کرین گے کہ ایک قزاق کو نہ گرفتار
کرسکے کیسا حجاب ہوگا اس فکر مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ بائین پر سے صحرا کے گرد اُڑی
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار اُڑائے ہوے آتا ہی
صرف ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی دوسرا سوار بھی ساتھ نہین ہے وہ سوار
گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب کوہ پہونچا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھہرا گئی آواز دی او قزاق بدذات تو نے غضب کیا کہ عیار سے لشتارہ چھین لیا بہتر
اسی مین ہی کہ پہاڑ سے اُترا معشوق کو حوالے کردے یہ جو سب نامرد گھیرے کھڑے ہین
انسے خوف نہ کر مین تجھے بچا لونگا ان سب کو شکست دونگا افسر قزاقان سوچا کہ ان ٹھہر ا
نے کیا کیا یہ اکیلا میرا کیا کریگا جواب دیا کہ ای جوان میری اُس محبوبہ پر جان جاتی ہے
مین ہرگز نہ دونگا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر افسر قزاقان نے جو یہ جواب دیا جہانگیر
کے تیور پر بل پڑ گئے مرکب بڑھایا چند قزاقون کو اُسنے حکم دیا کہ اس جوان پر تیر مارو
جہانگیر نے قروبی کمر سے کھینچی تیرون کو قلم کرتے ہوئے چلے تھوڑی دیر مین قریب کوہ
پہونچے گھوڑے سے کودے دامن گردانے آستینین چڑھائین گھاٹیون کو طے کرکے
پہونچے لالان کھڑا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیا جوان بے خوف ہی دم بھر مین
پہاڑ لے لیا اب پہاڑ پر جاتا ہی افسر قزاقان نے جب دیکھا کہ یہ جوان نہین رکتا چلا ہی
آتا ہی کئی سو من کا پتھر پہاڑ سے ڈھلکایا لالان نے اپنے ساتھ والون سے کہا اب یہ
جوان اس پتھر سے دب جائیگا مہلت نہ پائیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ پتھر قریب آیا سپر
کی اوجھڑ ماری کہ وہ سنگ کئی فرسنگ پر جاکر گرا لالان کے ہوش اُڑ گئے کہتا ہی یار و
یہ بڑا زبردست ہی کئی سو من کا پتھر کسطرح پھینکدیا قزاقون نے کئی پتھر پہاڑ سے
ڈھلکائے جہانگیر نے خیال بھی نہ کیا پتھرون کو اپنے سے دور کر دیا اسطرح جنگ
رستمانہ کرتے ہوئے گھاٹیون کو طے کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے افسر نے بڑھ کر نیزہ
مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا قزاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر قزاق پلٹا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا قزاق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری
سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جو تلوار گری افسر قزاقان کے دو ٹکڑے ہوئے
مرنا افسر قزاقان کا ساتھ والے تھرا گئے جہانگیر کو دیکھکر سب قزاق ڈر گئے رومال
سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا ای شہریار ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین
مگر ان دشمنون سے بچائیے جہانگیر نے کہا انکو تعنا لیکر آئی ہی ابھی انکو ہٹائے دیتے

ہین ای مہتر والا گہر شتارہ تو ملکہ کا لو مین اُتر کر اس بیحیا کو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر شاہزادے نے نعرہ کیا۔ او لالان مین آتا ہون مجھ سے تو مقابلہ کر لالان شوکت دیکھکر گھبرا گیا تھا فوج کو ساتھ لیکر بھاگا جہانگیر نے معشوقہ کو پشت مادیان پر سوار کیا دوسو قزاق ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے جا باپ ساتھ ہو لیکن لالان خون قبا جو بھاگا صحرا مین پہونچا تھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی گیہان سرخ پوش بھائی لالان کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا لالان سے پوچھا ای برادر کہان گئے تھے کہان سے آتے ہو لالان نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا وہ جنگل مین دیکھو معشوق کو لیے جاتا ہے اب مین قدرت کو کیا منھ دکھاؤنگا کیونکر دربار مین جاؤنگا گیہان نے کہا ای برادر ساٹھ ہزار فوج تمھارے ساتھ ہے ابھی گھیر لین دوسو جوانون سے کیا لڑیگا آخر بھاگ جائیگا چلکر مادیان کو پکڑ لو اسی طرح اُس معشوقہ کو لیچلو سامنے قدرت کے پہونچا لالان بھی بہادر ہوا بھائی نے جو سمجھایا کہا یارو چہار طرف سے اس جوان کو گھیر لو۔ بہتر ہزار فوج نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے پلٹا بے خوف فوج پر جا پڑا اُن دوسو سے یہ کہا کہ یارو ملکہ سے ہوشیار رہنا آپ یکہ و تنہا فوج دشمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو افسرون کو جہانگیر نے مار لڑتے بھڑتے قریب لالان کے پہونچے مگر فوج کا چہار جانب سے بلوہ ہے اگر ایک کو قتل کرتے ہین دس اُسی مقام پر آجاتے ہین جہانگیر قتل کرنے سے عاجز ہو رہے ہین ہر مرتبہ دعا مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز عورت کا ساتھ ہونا باعث خرابی ہے دل کو بیتابی ہے ای خالق لیل و نہار اس آفت سے بچالے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ	خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدائے کبریا حافظ	خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لاثانی	نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے	بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
برائے بندۂ مسکین بہ مسکینی و تنہائی	خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کی میدانی
کہ تا در عاقبت سالم رساند مرترا حافظ

نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را
اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ

کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان رفتند
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ

چو جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب داری
بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بیقرار ہوکر جو شاہزادے نے ہاتھ بجانب آسمان بلند کرکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرا سے گرد اڑی یعنی اتفاقاً نقابدار زرین پوش کہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا
عیار نے خبر دی کہ جہانگیر ذالاتدبیر دشمنون مین گھرا ہی وہین سے اُس نقابدار زرین پوش
نے پودھا باگ کا لیا سامنے آکر نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بد فرجام
نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر بارہ ہزار جوانون سے جو گرا لشکر کو تلے اوپر کرتا
جہانگیر لڑتے بھڑتے برابر لالان کے پہونچے نقابدار قریب گیہان کے پہونچا
دونون شیرون نے دونون کے وار روک لیے تلوارین چھین کر دونون کو گینڈون سے
اُٹھالیا طرف آسمان کے پھینکا چہ رنگ ہوائی قلم کیا ساری فوج تھوڑے عرصے
مین مارکر بھگا دی ہزارون قتل ہوئے جب باقی فوج شکست کھا کے بھاگی نقابدار
زرین پوش گھوڑا اُڑا کر قریب شاہزادہ جہانگیر کے آیا کہا کہ ای بہادر صاحبقران زمان
سے کہدینا کہ بہتر اسی مین ہے کہ بانے صاحبقرانی کے مرحمت فرمایئے انشاء اللہ
اگلی مرتبہ جو میرا آپکا سامنا ہوگا جو آپ کو منظور ہے وہی ہوگا مین ابتک یہی چاہتا
ہون کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو بہ سہولیت بانے ملجائین یا حضور اپنے جانشین
لندھور کو مجھ سے لڑوائین وہ گرز لگائین مین گرز اُنکا روکون یا بڑے صاحبزادے
حضور کے علمشاہ نوجوان کہ آج کل اُنکی بڑی عظمت و شان ہے طلسم ہفت پیکر
کو فتح کیا مجھ سے اُنسے مقابلہ ہو جائے مگر وعدہ کرکے مقابلہ کرین بوجہ کی تکرار کو
مین نہین چاہتا ہون اور اے شاہزادہ جہانگیر صاحبقران زمان سے
خوب سمجھا کے کہنا کہ غلام یہی چاہتا ہے کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو
بانے مجھکو پہونچ جائین مگر مقام تردد ہے کہ آپ یہی چاہتے ہین کہ اس

حقیر سے مقابلہ ضرور ہو یہ کہکے کمر سے تلوار نکالی نیام اُسپر مخمل کاشانی کا قبضہ اُلٹی کٹوری کا سونا اُسپر پھرا ہوا کہا ای برادر اس تلوار کو تم باندھنا تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو کیا کیا کارنمایان کیے اول مین تمھارا جانا طلسم نور افشان پر اور کوکب کا عاجز ہونا اس طلسم ہفت پیکر مین بھی تم سے بہت بڑے بڑے کارہاے نمایان ہوے بہت عمدہ لشکر جمع کیا ہی لو برادر رخصت ہوتے ہین شاہزادہ جہانگیر کو کلام سے نقابدار کے ایک محبت پائی گئی ہاتھ باندھ کر کہا امیدوار ہون کہ نقاب اپنے چہرے سے ہٹائیے اور جمال جہان آرا اور صورت زیبا ابھی دکھائیے کہ مین مشرف بزیارت ہون یہ کلام سُنکر نقابدار زرین پوش نے کہا ای برادر وہ بھی وقت آجائیگا کہ صورت دیکھنا ابھی تو صاحبقران زمان نے یردہ کرار کہا ہی جسدن امیر یا تو تیر سے فیصلہ ہوگا انشاء اللہ اُسکے بعد اظہار نام ونسب کیا جائیگا ہر خرد و کلان ماہر ہوگا ہر شخص پر ہمارا حال من و عن ظاہر ہوگا ابھی موقع صورت دکھانے کا نہین ہی ای برادر والا گہر خفا ہونا ہمنے تمھارے کہنے کے خلاف کیا ہی لیکن شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر نے یہ شرف دیکھا کہ سر پر نقابدار زرین پوش کے باز سفید سایہ فگن ہی اس نگاہ محبت سے اپنے صاحبقران کو دیکھتا ہی کہ نگاہ نہین پھراتا آٹھ پہر گرد سر پھرتا ہی یہ نگاہ محبت دیکھا کرتا ہی لشکر بارہ ہزار سب جوانان صف شکن تیغ زن ایک سے ایک زیادہ بہادر ایسے ایسے لڑے کہ بہتر ہزار کو بھگا دیا کھڑے کھڑے شکست دی شاہزادہ جہانگیر کھڑے دیکھا کیے کہ نقابدار زرین پوش شکارگاہ مین گئے شاہزادہ جہانگیر واپس ہوے قمر طلعت نے پوچھا کہ ای شہریار یہ نقابدار زرین پوش کون تھا جہانگیر نے کہا یہ نقابدار کئی سال سے آتا ہی یا تمھارے صاحبقرانی کا یہ خواہان ہے ہمارے قبلہ و کعبہ چاہتے ہین کہ ہم سے مقابلہ ہو نقابدار زرین پوش انکار کرتا ہی کہتا ہی اپنے فرزندون کو لڑوائیے صاحبقران زمان کسی کا بھروسا نہین رکھتے خود ہی چاہتے ہین مقابلہ کرون شاہزادہ جہانگیر قمر طلعت سے باتین کرتے ہوے آتے ہین سمک یلدائی نے رستم کو خبر پہونچائی کہ شاہزادہ جہانگیر

واسطے لینے معشوقہ کے یکہ وتنہا گئے ہین رستم نے فرمایا کہ ہمارا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوا
گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے کنارے پر لشکر کے آئے فرماتے ہین کہ کیون سمک کسطرف جاؤن
کہان اُس بہادر کو دریافت کرون ایسا نہو کہ کسی افتاد مین پڑجائین برابر کا بھائی جری بھائی
ہمارے نام کا عاشق ماشاء اللہ کس دھوم سے شہرون کو فتح کرتا ہوا آیا سمک عرض
کرتا ہی کہ اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھکر دریافت کرون سرداران جہانگیر بھی تیار کھڑے ہین کہ صحرا
سے گرد اڑتی دیکھا کہ جہانگیر پشت مرکب پر پہلو مین قمر طلعت مادیان پر سوار دوسو قزاق ہمراہ
خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین بڑے بھائی کو جہانگیر دیکھکر شرمائے چابک سے اشارہ کیا
کہ تم قمر طلعت کو لیکر بارگاہ مین آؤ بھائی صاحب سامنے کھڑے ہین مجکو شرم آتی ہی چابک
نے کہا کہ حضور ہی کے مشتاق کھڑے ہین چابک ملکہ کو لیکر دوسری طرف سے بارگاہ مین آیا
جہانگیر سامنے اپنے بھائی کے آئے رستم نے گلے سے لگالیا فرمایا کہ ای برادر اسوقت کا تمھارا
جانا ہمپر بہت ہی شاق ہوا جب کوئی ایسی افتاد ہو تو ہمسے ضرور ذکر کرو یکہ وتنہا نکل گئے اگر
خدانخواستہ تمپر کوئی افتاد پڑتی تو ہم قبلہ وکعبہ کو کیا منھ دکھاتے جہانگیر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین
آئے عرصے تک سمجھایا جہانگیر خاموش بیٹھے رہے یہان ہفت پیکر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے
حاضر ہوے جہانگیر کی خبر سنائی کہ جہانگیر معشوق کو لیکر آگئے اور دوسو قزاق اپنے ساتھ لائے
ہفت پیکر نہایت ملول ہوا اور یہ بھی خبر سُنی کہ لالان پہلوان مارا گیا خاموش بیٹھا سوچ رہا ہی کہ
کیا کرون کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برقین لوٹ لوٹ کر رہی ہین
ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ چند کنیزین
پشت پر اسنے تخت اپنا اُتارا ہفت پیکر کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے
جھکی ہفت پیکر نے دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا ای مضطر سیماب وش کہان سے آئی ہو کہا
حضور کو یاد ہوگا کہ وہ گلگون سے حضور نے کنیز کو روانہ کیا تھا کہ خراج ملکون سے لے آؤ مین جو گئی
سب ملک اسلام آباد دیکھے سنا کہ قدرت قصر عشرت مین ہین چند دنون کے بعد کنیز حاضر ہوئی یہان
عجب انقلاب دیکھا ہر مقام کو اسلام آباد پایا صرف یہ قصر عشرت قبضے مین دیکھا یہ کیا قدرت کو منظور
ہوا کہ طلسم برباد کرادیا جو کنیز کو حکم ہو وہ بجالائے سب کو سامنے سے ہٹادون جو حکم ہو بجالاؤن

ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ ای مضمار تمھین اختیار ہی جو مزاج مین آئے وہ کرو ہمنے تمکو حکم دیا تمھارے مقدمے مین تقدیر مضبوط کرینگے مضمار نے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجے مضمار کے نام سے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی امیر رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا جانبین کے لشکر و نمین تیاریان ہونے لگین عیاران لشکر اسلام یعنے برق و چالاک و خواجہ صورتین بدل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے پھرتے ہوے سامنے بارگاہ مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کئی سو کنیزین گرد بارگاہ کے بطور نگہبانون کے بیٹھی ہین اگر جانور پرند بھی نکلتا ہی تو اُسکو ماش کا دانہ مار کر گرا دیتی ہین اپنی دل لگی کیواسطے ایک ڈھول رکھ لیا ہی اُسکو بجا بجا کے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصل یار کو
جلنے دیا نہ باغ مین اُس گلعذار کو
زیبا ہے عشق زلف ولا مال دار کو
دامن سے ارتباط مبارک ہو خار کو
ای ابر تر نہ بھیجیو میرے غبار کو
کہو صبا جو پائے تو اُس شہسوار کو
پتے ارنڈ کے چھوئین دست نگار کو
تنکا سمجھ کے دور کرے بزم یار سے
کرتا ہی قتل پیاسون کو زیبا ہو گر کہین
نشتر لگائے اشک رگ ابر تر مین آج
کاوش دلون سے اُسکو ہی تلوون سے ہی ا
پینا ہی جام مے مجھے اب خون محتسب
کیا جذب عشق ہی کہ ہوا جس طرف کی ہو
ہی اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ
ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضےٰ عشق

ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو
روکا ہے باغبان نے نسیم بہار کو
اُلفت بہت خزانے سے رہتی ہی یار کو
عریانی ہی پسند مرے جسم زار کو
پہونچا سکے گی پھر نہ ہوا کوے یار کو
روندا کبھی نہ آکے ہمارے غبار کو
کیونکر لگے نہ آتش حسرت جنار کو
فرما ش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو
شمشیر آبدار ترے آبدار کو
دکھلا دون جی مین ہی مژہ اشکبار کو
تشبیہ دون نہ مین تری مژگان سے خار کو
شیشے کو توڑے وہ تو مین توڑون خمار کو
سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
صرصر اُڑائیگی نہ ہمارے غبار کو
کھینچو برائے قتل عدو ذوالفقار کو

خواجہ عمرو دور سے یہ معرکہ دیکھکر ایک گوشے مین آکر چھپے ایکطرف آکر برق چھپا ایکطرف

چالاک بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ ایک کنیز واسطے کسی کام کے اُٹھی برق نے اُٹھکر اُس کنیز کو بیہوش کیا بہ تعجیل اُسی کی شکل بناکر اُن ہی لوگون مین ملا مشک کے گانے لگا کنیزین کہتی مین کہ اے لالہ عذار تم بڑی خوش آواز ہو کس لطف سے گا رہی ہو حقیقت مین تمھاری آواز پر جی چاہتا ہو کہ بلائین لین او ہم کیا تعریف کرین برق نے کہا کہ ہوا آجکل نزلے کی شدت ہی جب طبیعت صحت مین ہو تب گانے کا مزہ ظاہر ہو سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین چالاک نے جو دور سے دیکھا کہ برق جلسے مین پہونچ گیا گھبرا رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ جو مین بھی اس جلسے مین پہونچون اور مضمار پر عیاری کرون برق تو بیٹھا ہوا گا رہا ہی دلمین سوچتا ہو کہ کیا عیاری کرون کنیزون سے بھی پوچھا جاتا ہی کہ ملکہ مضمار کیا کر رہی ہین کنیزین کہتی ہین سحر تیار کر رہی ہین کل وہ آفت برپا کرینگی کہ اہل اسلام اپنی جان سے عاجز ہوجائین چالاک نے جب دیکھا کہ کوئی کنیز اسطرف نہین آتی کہ اُسکو بیہوش کر کے مین بھی جا ملون آخر اپنے مقام سے اُٹھا در خیمے پر کھڑا ہو کے پکارنے لگا کہ اے ملکہ مضمار مجھے کچھ عرض کرنا ہی ایک کنیز نے اُٹھکر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ارے غل نہ مچا ملکہ بڑے نازک سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو کہ اُس تیاری مین فرق پڑے یہان مضمار نے جو آواز چالاک کی سُنی منقل آتش سحر سامنے روشن ہی پکار کر آواز دی کہ اے منقل سحر ظاہر کردے کہ یہ کون پکار رہا ہی مین نے کنیزون کو تو منع کر دیا تھا یہ کون گستاخ ہی کہ بیخوف میرا نام لے رہا ہی آگ مین سے آواز آئی کنیزین نہین پکارتی ہین چالاک عیار فرزند عمرو نامدار پکار رہا ہی مضمار نے وہین سے آواز دی کہ ارے اس پکارنے والے کو پکڑ لو جو کنیز کہ منع کرنے آئی تھی اُسنے چالاک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او نگوڑے نا عیار ملکہ تجکو بلاتی ہین چالاک نے خنجر مار کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کنیز تو لڑکھڑا کر گری چالاک بھاگا برق نے بھی دیکھا کہ چالاک نے ایک کنیز کو مارا مضمار باہر نکل آئی اور پکار رہی ہی کہ ارے چالاک تو نکل گیا مگر برق کنیزون مین ملا ہوا بیٹھا ہی غزلین گا رہا ہی اسکو پکڑ لو برق نے ایک کنیز سے کہا کہ ارے ملکہ عالم تجکو کہہ رہی ہین مجکو کیا کہہ سکتی ہین اُس کنیز نے کہا کہ ارے مین تو آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون مضمار نے پکار کر اُس کنیز سے کہا کہ او لنترانی اسی کنیز کا ہاتھ تھام لے جو تجھسے باتین بناتی ہی یہی برق فرنگی عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی اس کنیز نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا

برق نے کمر سے خنجر نکالا کہا کہ اری بے ادبی کرتی ہی بے قاعدہ ہاتھ تھام لیا اُس کنیز نے جانا
کہ ہاتھ چھوڑ دون برق نے کہا کہ دیکھ ملکہ کیا کہتی ہین مین تو بیٹھا ہون میرا ہاتھ چھوڑ دے جیسے ہی
وہ اُس طرف پلٹی برق نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا برق فرنگی اپنے نام کا نعرہ
کرکے بھاگا نعرۂ برق

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب گو شرق ہے

مرا نام ہے برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر سینہ ابھار رہا
چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بیزار رہا

برق نے سامنے مضمار کے

دو کنیز کو مارا اور تڑپ کر بھاگا مضمار جل گئی جھپٹ کر اُڑی کنیزون سے کہکر چلی کہ میری کنیز کا خون
بالا بالا نہ جائیگا مین لگوڑے کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے مضمار اُڑی برق فرنگی جو بھاگا
صحرا مین دیکھا کہ ایک ساحر آتا ہی خیال مین گذرا کہ اُستاد کا حکم ہی جہان جادوگر کو پاؤ اُسے
مارلو پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو ہمین تمسے کچھ کہنا ہی وہ جادوگر پلٹا دیکھا کہ
ایک شخص مجکو پکار رہا ہی جیسے ہی قریب آیا برق نے جھجک کر کہا کہ دیکھو پیچھے تمھارے کون صاحب
آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب ماردیا بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتارنے لگا کہ مضمار آکر آسمان پر چمکی دیکھا کہ برق ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی پکار کے
آواز دی کہ او نالائق کہان جاتا ہی وہین سے آواز گیرکی دی برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے
مضمار تڑپ کر گری برق کی مشکین باندھین چاہا کہ لیکر چلون پہلو سے آواز آئی کہ اے
بندی قدرت کیا کہنا تمھارا کون سامنا کر سکتا ہی مضمار پلٹی دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین
خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین پکار رہے ہین کہ ای مضمار کیا کہنا میرے پاس اس قیدی کو لاؤ
کہ مین اسکو سنگ سیاہ کردون مضمار جادو برق کو کشان کشان لیے ہوے پاس ہفت پیکر
کے آئی ہفت پیکر نے ہاتھ برق کا پکڑا ایک طمانچہ مارا کہا کہ کیون رے نالائق تو نے غضب کیا
کہ کنیز مضمار کو قتل کیا اب تجکو سنگ سیاہ کردون یا جہنم مین پھینکدون برق منتین کرنے لگا
کہ یا خداوند مجھسے خطا ہوئی اب مین آپ کو سجدہ کرتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ او مضمار اور
تماشا دیکھ کہ سب وزیر و امیر آتے ہین قدرت کو ڈھونڈھ رہے ہین مضمار پلٹی ہفت پیکر نے

حلقے کمند کے گلے مین مضمار کے ڈال دیے مضمار ارے کہکر پلٹی ہفت پیکر نقلی نے حباب کے بیہوش کیا اور نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری۔ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے چاہا کہ خنجر مارون آسمان سے نعرہ ہوا کہ اے ظالم یہ کیا کرتا ہی اگر اسکو مار ڈالا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا عمرو جان بچا کے بھاگا برق ایک جا تڑپ کر بھاگا دور سے جاکر دیکھا کہ آسمان سے ایک عقاب اترا منقار مین مضمار کو اٹھا لیا طرف آسمان کے لے بھاگا بارگاہ مین لیجاکر مضمار کو ڈال دیا ہوا جو لگی مضمار کی آنکھ کھلی اپنے نگہبان یعنے عقاب جادو کو سرہانے پایا کہ رہا ہی اے ملکہ عالم یہ غفلت عمرو نے آپ کو مار لیا ہوتا مگر غلام وقت پر پہونچا سرکار کو اٹھالایا مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ اے عقاب تو نے بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچا کہ عیارون سے مجھکو بچالیا عیار نگوڑے جوتیان ہین وہی مین نے برق کو گرفتار کیا کہ خداوند بنکر عمرو پہونچا مجھکو کھٹکا ہوا تھا مگر خیال مین یہ آیا کہ خداوند کی صورت نہین بن سکتا خداوند نے کوہ ہفت پیکر چھوڑکر سب کمال اپنے ترک کیے ایسے عاجز ہوے کہ سب ملک اپنے چھوڑ دیے مسلمانون نے سب شرف مٹائے مگر کل وہ ہنگامہ پڑیگا کہ اہل اسلام طالب مرگ ہون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ ڈالین مگر اے عقاب جادو نگہبانی سے منھ نہ پھیرنا نگوڑے عیار فکر مین لگے ہوے ہین ابکی مرتبہ جو گرفتار کرونگی فوراً ہاتھ تلوار کا ماردونگی اگر عمرو خداوند بنکر نہ آتا تو مین برق کو مار ڈالتی یہ باتین کرکے عقاب جادو کو رخصت کیا کہا کہ اے عقاب میرا خیال رکھنا عقاب نے کہا کہ غلام انکی فکر مین خود جاتا ہی یہ کہکے عقاب اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین دل سے باتین کر رہے ہین کہ چالاک و برق نے وہ عیاری کی کہ اسکو ہوشیار کر دیا اب کس صورت پر جاؤن رات کا وقت ہی جس صورت پر جاؤنگا کھٹکے گی ضرور شک کریگی انتہا یہ کہ مین نے گھبراہٹ مین ہفت پیکر کی شکل بنائی اور برق کو رہا کیا ایسا نہ ہو کہ کسی شکل پر جاؤن اور پہچان لے جلی ہوئی ہی قتل کر ڈالیگی

چاہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھین کہ پرون کی آواز کان مین آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک عقاب بزرگ اُڑا ہوا آتا ہے خواجہ حیران ہوے کہ رات کو عقاب کیسا یہ کہکر پھر اُسی مقام پر چھپے وہ عقاب آکر شاخ نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی اب تو عمرو کو یقین کامل ہوا کہ یہ کوئی ساحر ہے ورنہ شاخ نہ جھکتی خواجہ نے زنبیل سے موے دم اسپ نکالے اُسکا پھندا بنایا ایک لگی زنبیل سے نکالی اُسمین پھندا باندھا وہین سے بیٹھے بیٹھے بلند کیا پتون کی آڑ سے پھندا برابر گردن کے پہونچایا عقاب سر اُٹھا اُٹھا کر چہار جانب دیکھ رہا ہے عمرو نے پھندے کو پتے کی آڑ مین کیا عقاب نے جو گردن اُٹھائی عمرو نے پھندا گلے مین عقاب کے ڈالدیا عقاب پھڑکنے لگا عمرو نے ایک جھٹکا مارا پھندا ایچی ہوا لیکن عقاب نے پانون شاخ پر جمائے عمرو نے پھر زور سے جھٹکا مارا عقاب پھڑکتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی عقاب ساحر کی شکل ہوگیا عمرو کپڑے اُتارنے لگا یہان مضمار بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے کہ یکایک آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُسمین سے آواز آئی کشتی مرا نام عقاب جادو بود۔ یہ صدا سنتے ہی مضمار نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا عقاب جادو کو کسنے مار اکس مقام پر مارا گیا یہ سوچ کر چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون دیکھا چند طائر زیر ابر لہراتے ہین پکار کر آواز دی کہ اے طائران سحر عقاب۔ عقاب جادو کس مقام پر مارا گیا اور کس نے مارا ایک طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ عمرو عیار بلاے روزگار نے عقاب جادو بصورت عقاب ایک نخل پر جا کر بیٹھا عمرو نے ایک پھندا مارا اُسی نخل کے نیچے لاشہ پڑا ہے کون اُٹھائے مضمار جادو یہ حال پُرملال سُنکر دنگ ہوگئی کہتی ہے کہ یہ نئی بات ہے عمرو نے طائر کو پھندا لگا کے مار لیا ان عیارون سے کیونکر بچیے ہر مقام پر موجود رہتے ہین وہ تو فکر مین عیارون کی گیا تھا عیارون نے اُسکی فکر کرلی اب اگر مین جاؤن اور عیار بیہوش کرین تو کون بچائے وہ ہمارا نگہبان تھا یا خداوند تجھے اتنا پاس نہ کیا کہ آج کی رات تو وہ زندہ رہتا کہ کل صبح کو میدان مین کام آتا صبح کو دامن قدرت تھامونگی اور عرض کرونگی کہ واہ خداوند آپ نے عقاب جادو کو بلا لیا اگر مناسب ہو تو اُسکو زندہ کر دیجیے اگر قدرت نے مان لیا اُسکو زندہ کیا تو میرا کمال پورا رہا ورنہ میرے سحر مین فرق آگیا حفاظت کرنے والا نہ رہا یہ باتین سوچ کر سحر تیار کرنے لگی

برق و چالاک کئی مرتبہ لشکر مضمار مین آئے تدبیرین کین کہ اپنے کو اندر پہونچائین مگر نہو سکا
ناچار کھڑے ہوے تھے کہ یکایک وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے ہٹائی
فوج ضیا و شعاع کی عملداری ہوئی شہنشاہ زرین پوش بالاے قصر زبرجدی آیا تخت لاجوردی
پر جلوہ فرما ہوا چالاک و برق لشکر سے مضمار کے نکلے دیکھا کہ بہرام طلاے سے پلٹے ہوے
جاتے ہین چالاک و برق کو پکارکر آواز دی کہ بھائیو کہان سے آتے ہو چالاک و برق نے
حال شب کا بیان کیا کہ مضمار ہمارے ہاتھ سے بچ گئی پھر چاہا کہ اُسکی بارگاہ مین جائین نجا سکے
کہ خواجہ سامنے سے آئے فرمایا کہ ای بہرام یہ دونون لونڈے عیاری کرکے ساحر کو ہوشیار کردیتے
ہین مین نے اُسکے معین کو تو مار لیا خواجہ نے جو پھندے سے عقاب کا مارنا بیان کیا چالاک
اپنے دل مین تڑپ گیا برق سے اشارہ کیا کہ ای برق دیکھو عیاری اسکا نام ہی کہ اپنے خیمون
سے سردار نکلنے لگے لندھور جو سامنے سے آئے بہرام نے پکارکر آواز دی کہ ای رستم زمان کہان سے
آتے ہو لندھور نے کہا کہ او حبشی یون ہی کلام کرتے ہین سلام و بندگی موقوف بہرام نے
کہا کہ تمنے کیون نہ سلام کیا عادل شیر دل نے بڑھکر کہا کہ ای بہرام ہمارے آقاے نامدار سے
کلام کرتا ہی جو مرتبہ کہ لندھور کا سامنے صاحبقران کے ہی وہ تیرا مرتبہ کہان اپنی حقیقت
کو نہین پہچانتا یہ کہکر عادل شیر دل نے تلوار کھینچی لندھور ہان ہان کرتے رہیے کہ اہے
آپس مین یہ کیا حرکت ہی کل سرداران لندھور بگڑ گئے ہر طرف ہلڑ ہی کہ بہرام کو مارلو بہرام سبکے
وار روک رہا ہی کئی زخم بھی بہرام نے کھائے آخر لندھور ہاتھی سے کود پڑے اپنے سرداران
کو سمجھاتے ہین کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی آپس مین کیون لڑتے ہو کہ سامنے سے مالک آئے
مالک نے لندھور کو للکارا کہ او ہندی ہیتی فور تیرے سردارون نے بہرام کو زخمی کیا
اور تو دیکھ رہا ہی اپنے سردارون کو منع نہین کرتا یہ کہکے لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے اپنے
کو بچایا تلوار کا ہاتھ مارا کہ مالک ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے آپس مین تلوار چلنے لگی
طلوق حران گرد و ابو المعجن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے آتے تھے ایک مقام پر آکر چھڑ کو گاڑا
طلوق حران نے کہا کہ ای برادر یہان چھڑ کیون گاڑی ابو المعجن نے کہا تمھین کیا دخل ہی
دونون بھائیون مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے عبد الجبار و عبد القہار چلے آتے تھے

دیکھا کہ سردار آپس مین لڑ رہے ہین عبد الجبار نے کہا کہ ای بھائی آج یہ کیا معرکہ ہی کہ آپسمین
سب لڑ رہے ہین عبد القہار نے جواب دیا کہ ای برادر تمھین کیا مطلب ہی لڑنے دو اگر کچھ خیال
جرأت ہی تو آؤ ہم تم سے سمجھ لین ایک تھوڑے ہی عرصے مین جو سردار خیمے سے نکلا بھائی سے
بھائی اور باپ سے بیٹا لڑنے لگا کسی سے تلوار چل رہی ہی کہین نیزے چمک رہے ہین ہین
ہنگامہ کشتی ہی لڑ جو زیادہ ہوا صاحبقران زمان یا تو وظیفہ پڑھ رہے تھے یا آواز گیر و دار کی سُنکر
دربارگاہ پر آئے دیکھا کہ آپس مین سردار لڑ رہے ہین کوئی زخمی ہی کسی کا خود زمین پر پڑا ہی کوئی
الگ کھڑا بل کر رہا ہی کلمات سخت آپس مین ہو رہے ہین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ
ای لندھور یہ کیا حرکت ہی آپس ہی مین امتحان جرأت ہی لندھور نے جواب دیا کہ ای آقا کے نامدار
آپ بھی تشریف لائیے کیا آپ سے کوئی باہر ہی صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ ای لندھور
اپنے ہوش مین رہو لندھور نے تلوار چمکائی اب تو صاحبقران کو یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر
نے سحر کیا ہی پڑھ کر اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اسم اعظم کی آواز جسکے کان مین پہونچی ہاتھ باندھ
کے عذر کرنے لگا مگر مالک نے لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کر
ہاتھ مارا کہ مالک کا زخم سر چہارہ ہوا صاحبقران جھپٹ کر قریب آئے اسم اعظم پڑھ کے
لندھور کا ہاتھ تھام لیا لندھور نے تلوار پھینک کر قدمون پر صاحبقران کے سر رکھا عرض
کی کہ ای شہریار دل چاہتا تھا کہ مالک کو مار ڈالے اپنے سردارون کو زخمی کیجیے اب جو حضور نے
اسم اعظم پڑھا ہوش درست ہوے اُدھر لشکر رستم مین بھی یہی حال تھا کہ آپس مین لڑ رہے تھے
کتنی سردار مارے گئے سمک نے جا کر رستم سے خبر کی رستم تیغ ہفت جوہر کھینچ کر باہر آئے
دیکھا کہ سردار زخمی جھوم رہے ہین مگر جنگ سے قدم نہین ہٹاتے رستم نے لوح کو چمکایا جسپر عکس
پڑا وہ عذر کرنے لگا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا کہ لڑ بھڑ
کر اپنی جان دے دین حضور نے جب لوح چمکائی تب طبیعت قابو مین آئی رستم نے سارے لشکر
کو ہوشیار کیا پھر لشکر مین صاحبقران کے آئے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کچھ سردار
زخمی ہین کچھ مارے گئے ہین رستم نے صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جو ساحر
طبل جنگی بجوا چکی ہی یہ اُسکے سحر کی تاثیر تھی جب مین نے اسم اعظم پڑھا ہی تب سب ہوشیار ہوے

ورنہ یقین تھا کہ اگر تھوڑے عرصے تک اور نہ آتا تو سرداروں کا کام تمام ہو جاتا صاحبقران
پشت مرکب پر سوار ہوئے در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ جو برآمد ہوئے سرداروں کا حال
دیکھکر گھبرا گئے صاحبقران سے پوچھا کیوں حضور یہ کیا معرکہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ جس
ساحرہ نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسی کے سحر کی تاثیر تھی کہ خواجہ عمرو سامنے سے آئے خبردی کہ ای
شہریار غضب ہوا سب عیار آپس مین بگڑ گئے ہین نیمچہ اور حباب آپس مین چل رہا ہی صدہا زخمی
لوٹ رہے ہین مین نے جو منع کیا تو مجھپر قصد کیا کہ مارین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میرے
سرداروں کا بھی یہی حال تھا جب اسم اعظم پڑھا ہی تب اُنکو ہوش آیا یہ کہکر صاحبقران نے
اشقر بڑھایا آگے دیکھا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیکچون مین تلوار چل رہی ہی صاحبقران
نے اُن سب کے بیچ مین آکر اسم اعظم الٰہی پڑھا تب عیار کے خواجہ عمرو کے سامنے عذر کرنے لگے
امیر نے سب کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر آگے آگے اُس پیکر بیجان مین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہے
زمین تھراتی ہوا اس شان وشوکت سے میدان کارزار مین آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھ کر
کھڑے ہوے کہ دیکھا آمد آمد لشکر کفار شروع ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار مگر مضمار جادو پایۂ
تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھے ہوے کہتی ہوئی آتی ہو کہ لشکر مسلمانان کی خبر منگائیے جملہ سرداران
حمزہ تمام ہوگئے ہونگے عیار بھی لڑ رہے ہونگے میری دو کنیزین شب کو اور ایک ساحر نگہبان
جان قتل ہوے مین نے بھی سحر روانہ کیا ہی کہ ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے کہا یا خداوند
حقیقت مین کل سرداران حمزہ واہالی فوج رستم آپس مین مصروف جنگ تھے رستم نے نکل کر
لوح چمکائی امیر نے اسم اعظم پڑھا تب ہنگامہ برطرف ہوا مضمار نے منھ پیٹ لیا کہا یا خداوند
اب میدان کارزار سے پلٹوں تو دوسرا سحر تیار کرون ابکی مرتبہ اسم اعظم ولوح سے سحر میرا
برطرف ہوگا اگر پہلے سے کنیز کو معلوم ہوتا تو اہل اسلام ایک نہ بچتا یہ کہتی ہوئی میدان جنگ
مین پہونچی لشکرون مین صفین بندھنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کوکا کہکر ہٹے کہ
مضمار سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان دیجیے دیکھیے کس رنگ کا سحر کرتی ہی جتنی
بڑی بڑی جادوگرنیان لشکر اسلام مین موجود ہین کیا عجب ہو کہ اُن ہی لوگون مین سے کوئی

میرے مقابلے مین آوے تڑپا کے قتل کرون سحر کا اُنکے رنگ نہ جنے دون ہفت پیکر نے وہی کہا کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی ہی تو سب پر غالب آئیگی تیرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا تجکو یہ قدرت کے سپرد کیا رات کو بھی تجکو ہاتھ سے عمرو کے بچایا ورنہ عمرو کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو بیہوش کیا اور مار ڈالا مضمار درست و بجا کہتی ہوئی اپنے لشکر سے نکلی طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی اور سلحشوری سحر کی دکھا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ جو مضمار نے پکارا رستم نے ارادہ کیا کہ جا پڑون سنبل ہفت گیسو چمک کر صف سے نکلی کہتی ہوئی کنیزون کا تو معرکہ دیکھیے آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم کو سنبل سے ایک محبت ہی گھوڑے کو روک لیا لیکن ملکہ سنبل ہفت گیسو سامنے تخت شہنشاہی کے آئی دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سنبل آج تمنے صبح کا حال سُنا کہ سردارون پر کیا معرکہ گذرا عرض کی کہ حضور ہم لوگون کو خبر نہین ہوئی سب شاہزادیان میرے ہی خیمے مین تھین اب سرکار پر حال کھلیگا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سنبل تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے سنبل ہفت گیسو اجازت میدان پا کر طاؤس پر سوار ہوئی مقابلے مین مضمار کے آئی مضمار نے جو سنبل کو دیکھا کہا کہ کیون سنبل قدرت نے تمکو یہ صورت زیبا بطلعت جہان آرا عطا فرمائی تمنے قدرت کے ساتھ یہ کیا کیا اب آج حال کھلیگا اسطرح قتل کرون کہ تمکو جدا ہونے کا لطف ملے سنبل نے کہا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر یہ سنتے ہی مضمار نے ایک گولہ مارا سنبل نے گولہ کاٹا دو دو گولے آپس مین چلے سنبل نے ہفت گیسو کو جنبش دی کاکلون کو بل دینے لگی سب نے دیکھا کہ آسمان پر ایک ٹکڑہ ابر سفید آیا اُس سے پانی برسنے لگا مضمار پانی مین نہا گئی دوسری کاکل کو جو سنبل نے بل دیا اُسی ابر سے پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ درخت سرسبز شاداب ہوئے غنچون نے دہن کھولا رنگ پھولون کا زیادہ روشن ہوا شاخون مین بل پڑا بیچ سے ہر نخل کی دھوان نکلنے لگا چند طائر پہلوے صحرا سے اُڑتے ہوئے آئے شاخ نخل پر آکر بیٹھے آپس مین اشارے کرکے زمزمہ سرائی کرنے لگے آنکھون کے اشارون سے یہ مضمون ظاہر تھا نظم

مر گئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑ کر	کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
کیون مکدر ہو کہو کیا شی تھین ملتی نہین	حکم ہولا دون فلک سے یار اختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی
قبر پر بلبل کی رکھ دینا گل تر توڑ کر

خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر

دیکھتا روے مصفا کی جو تیرے روشنی
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے لیے
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

اُسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو اے نسیم
کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

سنبل ہفت گیسو نے جو مضمار پر سحر کیا اور ان اشعار آبدار کی صدا کان مین مضمار کے پہونچی جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوا قصد ہوا کہ ان اشعار کو پڑھتی ہوئی سامنے سنبل کے جاوے ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مضمار بیکار ہوئی بہت پریشان اور حال ابتر ہوا چاہتی ہی کہ سنبل ہفت گیسو کے قدمون پر گرے وزرا نے عرض کی کہ یا خداوند سحر پورا ہو چکا اب سنبل ہفت گیسو مضمار کو قتل کریگی یا ہمپر اور آپ پر للکار دیگی ہمین اُسکو قتل کرنا پڑیگا ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیر اعظم پڑھ کر اس سحر کو روکو جسوقت یہ سحر باطل ہوگا سنبل بالکل بیکار ہو جائیگی وزیر پڑھا۔ پڑھ کر ہاتھ ہلایا ہفت پیکر بھی کچھ بڑبڑایا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر آیا ٹکڑے ابر سے برقین گرین کہ سحر سنبل کو جلا دیا پھول جلے نخلستان سے آگ نکلنے لگی طائر کباب ہو کر گرے سنبل ہفت گیسو نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا پڑھ کر دوسرا سحر کرون کہ ہفت پیکر پکارا اے مضمار ہوش مین آو اے سنبل زیادہ نہ اتراو زلفین اپنی سنبھالو دیکھنے والے پریشان ہین کہتے ہی مضمار تو چالاک و چست ہوئی بڑھ کر اسنے سحر کیا کہ سنبل باحال پریشان مثل آئینہ حیران طرف مضمار کے چلی راہ مین لڑکھڑا کر گری گر کر بیہوش ہو گئی مضمار نے چاہا کہ بڑھ کر اُٹھا لون لالہ عذار بنگاہ غور دیکھ رہی ہی جھپٹ پڑی اس جلدی مین آئی کہ مضمار قریب سنبل نہ پہونچی لالہ عذار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ سنبل کو اُٹھا کے لے چلو لالہ عذار نے مضمار کا سامنا کیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر مضمار نے طرف آسمان کے دیکھا کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے ایک خنجر لالہ عذار پر گرا کہ سر لالہ عذار کا زخمی ہوا لالہ عذار نے زخمی ہو کر خون سر کا لیا اور

مضمار پر کھینچ مارا مضمار پر بھی خنجر گرا مضمار کا بھی سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہراکر گری
اُدھر مضمار لہراکر گری بیہوش ہوئی کنیزان لالہ عذار ملکہ لالہ عذار کو اُٹھا لائین اور کنیزان مضمار
مضمار کو اُٹھا لے گئین یہان رستم نے لالہ عذار کا علاج کیا وہان ہفت پیکر نے مضمار
کا علاج کیا شب کو امیر نے خواجہ سے فرمایا جاکر مضمار کی خبر لو کہ اُسپر کیا گذری برق نے جو
سُننا چاہا اپنے مقام سے اُٹھون خواجہ نے کہا کہ ای شہریار اسکو منع کیجیے یہ جاکر اُسکو ہوشیار
کردیگا پھر مین عیاری نکر سکونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق نہ جاؤ خواجہ بگڑتے ہین
برق نے کہا کہ اُستاد مین آپ کے ساتھ چلون خواجہ نے کہا کہ آپ جائیے اور جاکر اُسکو ہوشیار
کرآئیے پھر مین جاکر عیاری کرونگا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا صورت تبدیل کرکے لشکر مضمار مین
آیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ بارگاہ مضمار استادہ ہی کنیزین چوکی پہرے پر بیٹھی ہین رات کاٹنے
کیواسطے ڈھول آگے رکھ لیا ہی اُسکو بجاکے غزلین ٹھمریان گا رہی ہین جو ادھر سے نکلتا ہی اُسے
للکار دیتی ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا برق ایک ساحر کی شکل بنکے اُس طرف سے نکلا کنیزون
نے آواز دی کہ کون آتا ہی ملکہ مضمار سحر تیار کر رہی ہین برق نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کئی
مرتبہ آواز دی آخر مین ایک کنیز کہ جو سب کی افسر ہی اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا کہ تو میری بات
کا جواب نہین دیتا ٹھہر جا اس طرف نہ آنا ورنہ سحر کردونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا برق نے کچھ جواب
نہ دیا اور قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون غصہ کرتی ہو مین براے کار ضروری آیا ہون جاکر
ملکہ سے عرض کرو کہ قدرت نے نامہ بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ خدمت مین ملکہ مضمار
کی پہونچا دو اُس کنیز نے کہا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون وہ کنیز اندر گئی مضمار کو دیکھا کہ سحر
تیار کر رہی ہی منقل سامنے روشن ہی ماش کے دانے بھی رکھے ہین کنیز نے عرض کی کہ دروازے
پر نامہ دار خداوند حاضر ہی مضمار نے کہا کہ تم جاکر پہرے پر بیٹھو نامہ دار کو اندر بھیجدو کنیز نے
آکر برق سے کہا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین برق فرنگی تڑپ کر اندر پہونچا مضمار کو جھک کر سلام
کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ نامہ خداوند نے بھیجا ہی اور کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی مضمار نے کہا
کہ زبانی کیا فرمایا ہی برق نے کہا کہ پہلے نامہ پڑھ لیجیے پھر مین زبانی بھی عرض کرون یہ کہکے نامہ
پیش کیا مضمار نے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای ملکہ مضمار عیار تمھارے لشکر مین نکلے ہین اسلیے کہ

ہمنے بھیجا ہی ایک سحر یہ بتائیگا وہ سحر تیار کر لو دسیدم وہ بتلی بتائیگی کہ فلان عیار فلان مقام پر آیا مغمار نے نامہ پڑھ کے زانو کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ وہ سحر کیا ہی جو قدرت نے بتایا ہی برق نے جھولی سے بہت سا لوبان نکالا کہا کہ اسکو آگ پر ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ عیارون کے نام بتائیگی مگر آگ کو بغور دیکھیے گا کہ پریزاد کس طرح پیدا ہوتی ہی مغمار نے وہ لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان نکل کر دماغ مین پہونچا ارے کہکر بیہوش ہوئی برق نے مغمار کے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی لیشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا پہلوے خیمے کا چاک کر کے لے نکلا کنیزون نے جو باہر سے خیال کیا جادوگر اندر سے غائب آیا ایک کنیز پردہ اُٹھا کر اندر گئی دیکھا کہ منقل آتش وغیرہ رکھی ہی اور ملکہ نہ دار و پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی سراچہ جو چاک دیکھا غل مچاتی ہوئی نکلین پکار کر آواز دی کہ صاحبو غضب ہوا وہ ساحر کوئی عیار تھا ملکہ کو گرفتار کرلے گیا کنیزون نے کہا کہ چل کر خداوند سے اطلاع کرو ایسا نہو عیار جا کر مار ڈالے وہ ہی کنیزون کی افسر یعنے سرخ فام جادو طرف دربار ہفت پیکر کے چلی یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی گرد ساحر جمع ہین تقدیرین بگھار رہا ہی کہ خبر پہونچی سرخ فام جادو کنیز مصنمار کی آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بُلالو سُرخ فام سامنے آئی عرض کی کہ یا خداوند جلد کوئی تدبیر کیجیے عیار کوئی ایکا نامہ دار بنکر پہونچا ملکہ مصنمار کو گرفتار کرلے گیا اگر حکم ہو تو کنیز جلائے ہفت پیکر نے کہا کہ اے سرخ فام جلد جاؤ صحراے زعفرانی سے عیار نکل گیا بیرون صحراے زعفرانی ایک جھیل پر جا کر ٹھہرا ہی قتل کا اُسکا ارادہ ہی جلد اپنے تئین پہونچاؤ دیکھیے وہ کیا کرتا ہی سُرخ فام فوراً پر پرواز پیدا کر کے چلی مگر برق فرنگی جو پشتارہ لیکر چلا جب صحراے زعفرانی مین پہونچا پھول برق کو دیکھکر ہنسنے لگے برق فرنگی کو بھی ہنسی آنے لگی مگر ضبط کرتا ہوا جاتا ہی پھولون کے ہنسنے پر جو نگاہ پڑی برق نے خیال کیا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا برق دبا جاتا ہی ہر طرف سے پھولون کے ہنسنے کی آواز آتی ہی برق بمشکل اس صحرا سے نکلا مگر بار سے پشتارے کے عاجز ہو رہا ہی ایک خیمے پر پہونچا پشتارہ دوش سے اتارا ایک تختہ سنگ پر رکھا اپنے کو آراستہ کرنے لگا اب چاہا کہ پشتارے کو اُٹھاؤن وہ اسقدر بھاری ہی کہ اُٹھ نہین سکتا برق نے ساحرہ کا منھ کھولا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لون کہ سُرخ فام آکر پہونچی بلندی سے دیکھا

کہ پشتارہ تو زمین پر رکھا ہی ایک عیار خنجر کھینچ کر چلا ہی کہ سر کاٹ لون سُرخ فام نے وہین سے للکارا کہ او ناعیار خبردار خنجر نہ مارنا برق نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ آسمان سے اپنے نام کا نعرہ کر رہی ہی برق تو تڑپ کر بھاگا سُرخ فام آسمان سے اُتری آکر مضمار کو ہوشیار کیا مضمار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای سُرخ فام یہان مجھے کون لایا سُرخ فام نے سب مفصل کیفیت بیان کی مضمار کمند ین توڑ کر اُٹھی کہا کہ ابھی جا کر اس ناعیار کو لاتی ہون سُرخ فام قدمون پر گر پڑی کہا واری عیارون کی فکر مین نہ پڑیے پلٹ چلیے اب آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دینگے وہان بیٹھکر حفاظت کرینگے ایک عیار کو آپ گرفتار کیجیے گا دوسرا کسی کی شکل بنکر آجائیگا تو کیسی مشکل ہوگی سُرخ فام نے جو ڈرایا مضمار سُرخ فام کو ساتھ لیکر پلٹی اسی طرح اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی یہان برق فرنگی جو بھاگا ہوا آیا خواجہ طلائے پر تھے پکار کر آواز دی کہ خیر تو ہی مضمار کو ہوشیار کر آئے برق نے کہا کہ اُستاد مین تو اُسکو گرفتار کر لایا تھا مگر صحرائے زعفرانی مین آکر پشتارہ بھاری ہوا مین نہر پر ٹھہر گیا پشتارہ اُتارا سُرخ فام اُسکی کنیز آکر پہونچی پشتارہ لے گئی عمرو نے کہا کہ تو بدنصیب ہی جب تو نے عیاری کی ایسا ہی اتفاق ہوا اب تو ٹھہر جا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو لاتا ہون برق نے سر جھکا کر کہا کہ اُستاد بسم اللہ جائیے خواجہ عمرو صورت بدل کر چلے جب دربارگاہ پر مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کنیزین نگہبانی کر رہی ہین سُرخ فام جادو سب کی افسر یہ اشعار گا رہی ہی نظم

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے
تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی

خود آرائی شبِ وصلت دیا ل جان عاشق کی
سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی

فراق یار مین اس درجہ دل کو بیقراری ہی
مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی

سلیمان بیشِ و ہین اور جلو مین خضر و عیسیٰ ہین
شہہِ خوبان مرا یا شوکت شاہانہ آتا ہی

جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین
نہ تنہا قیس ہی اس دشت مین دیوانہ آتا ہی

نشان میرا جو پوچھین قیس تو اتنا یہ کہدینا
کہ آگے اسکے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی

بہادیتی ہی آنسو شمع جل کر آتش غم سے
اُسے جسدم خیال سوزشِ پروانہ آتا ہی

حرم کی راہ ہی معلوم رعنا کو پرای زاہد
خیال خدمت دیرینۂ بتخانہ آتا ہی

خواجہ نے کھڑے ہو کر یہ اشعار سُنے ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے تھے کنارے بیٹھ گئے جب کنیزیں چپ ہوئیں تو خواجہ نے بھی ایک تان لگائی کنیزوں کے کان کھڑے ہوئے سرخ فام نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ یہ تان کسنے لگائی کنیزوں نے انکار کیا سرخ فام پھر گانے میں مصروف ہوئی خواجہ نے پھر تان لگائی اب کی مرتبہ سرخ فام بیتاب ہوگئی ڈھول روک کے کہا کہ ارے یہ کیسی آواز ہو کہ دلکو بیچین کر دیا خواجہ نے سر اُٹھا کر کہا کہ ای ملکہ عالم اس حقیر نے یہ تان لگائی اس زمانے نے پریشان کیا مارے مارے پھرتے ہیں ایکدن وہ تھا کہ خدمت خداوند میں رہتے تھے بالا بالا آسمان جاتے تھے ان آنکھوں کا برا ہو کہ خدائی کو گھورا قدرت نے ڈھکیل دیا زمین پر آ کر گرے اُس دن سے قدرت نے پھر نہ بلایا تباہ پھرتے ہیں اسوقت جو آپکو گاتے دیکھا دل بھر آیا گنگنا دیے اگر آپکو پسند آیا ہو تو اور چند اشعار گاؤں کنیزوں نے کہا کہ بڑے میاں ڈھول بھی تم ہی بجاؤ اب تو خواجہ نے ڈھول میں ٹکڑے باندھنا شروع کیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

ازانم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید	کہ با باد صبا بوے ز زلفِ یار می آید
مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز	کہ رہنیان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
زبس فرہاد زد تیشہ بکوہ بیستونِ عشق	ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو	کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید
چہ غم گر بر سر کوہت ز زنجیر جنون آیم	برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع	چرا چندے مرا اسال یاد یارے آید
گروہ عافیت کیشان حذر از موجہ طوفان	کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید
بطوف کعبۂ لیلے ازان مجنون نمی آید	کہ لیلے ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید
سر دار محبت را شریعت دان مہیا کن	کہ منصور دگر اینک بپاے دار می آید
بوقت ناتوانی ہا ز بالینم بکش دامن	کہ قوت در عیادت بر تن بیمار می آید
نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی	بگوشش از ہر طرف آواز استغفار می آید

اس رنگ میں عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخ فام خوش ہوگئی تعریفیں کرنے لگی کہتی ہے کہ بڑے میاں تم تو اس کے کامل و اکمل ہو ڈھول بھی خوب بجایا کس لطف سے گائے ہم لوگ تو دل

بہلانے کو بیٹھ گئے ہین ملکہ عالم نے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون کا خوف ہی رات بھر کے جاگنے کو واسطے
بیٹھنے یہ کام کیا کہ نیند نہ آئے رات بھر گا کے بسر کرین عمرو نے باتون مین پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا کرتی ہین
یہ سنکر سرخ فام نے کہا کہ سحر تیار کر رہی ہین سرخ فام سے عمرو نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہمارا سامنا
مضمار جادو کا کرا دو اسی ہوس مین ہم آئے تھے یہ سنکر سرخ فام اٹھ کھڑی ہوئی کہا کہ بڑے میان
چلو مین تمھاری سفارش کر دون عمرو ساتھ سرخ فام کے چلا جب اندر بارگاہ کے آیا مضمار کو دیکھا
کہ سحر تیار کر رہی ہی اور سامری و جمشید کی تعریفین اور بھجن گا رہی ہی بت سونے چاندی کے سامنے
رکھے ہین اُن ہی کے سامنے بتا رہی ہی کبھی بتون کی بلائین لیتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی سرخ فام نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ سحر تیار کرین گانے کی جو چیزین ہین وہ اس سے گوائیے زیادہ
لطف حاصل ہوگا یہ خدمت سامری و جمشید مین رہا ہی مضمار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ جب
خواجہ بیٹھے مضمار کو کھٹکا ہو چکا ہی عمرو نے چند شعر جو سامنے مضمار کے گائے مضمار ہر چند کہ بیچین
ہو گئی مگر ہاتھ ہلا دیا برق گری رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا مضمار نے جو صورت عمرو کی دیکھی کہا
کہ او ساربان زادے تو پھر آیا تجکو قضا لائی ہی یہ کہکے اشارہ کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے اب
جو عمرو نے چاہا کہ اٹھون زمین نے پاؤن نہ چھوڑے ناچار ہو کر ہاتھ باندھنے لگے مضمار نے پکار کر
آواز دی کہ ای سرخ فام یہان آؤ سرخ فام اندر آئی دیکھا کہ عمرو بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہی کہا کہ
کیون سرخ فام عمرو کو پہونچا گئین مین نے اسکو گرفتار کیا اب اسکو لیجاؤ اور جلد خدمت خداوند
مین پہونچاؤ جو مناسب جانین وہ اسکے حق مین کرین مین اپنا سحر اُتارتی ہون تو اپنا سحر قائم کر لے
خبردار راہ مین کہین نہ رکنا خدمت مین خداوند کی لیجانا عرض کرنا کہ یہ ساربان زادہ مضمار کے پاس
پہونچا وہ ہوشیار بیٹھی تھین اُنھون نے اسکو گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہی لیکن اگر یہ مارا گیا
تو لشکر مسلمانان کی کمر ٹوٹ جائیگی حمزہ کا یہ عاشق صادق ہی اگر مناسب ہو تو اسکو زندہ جہنم مین
پھینک دیجیے کہ یہ جل جل کر خاک ہو اس ساربان زادے کا قصہ پاک ہو اسنے بڑے صدمے دیے ہین
سرخ فام اکیلی لیکر چلی باہر جو نکلی کنیزین گھبرا گئین سب نے پوچھا کہ ای افسر کیا ہوا کہا کہ صاحبو بڑی
غضب کی بات ہی کہ مین نے اس ساربان زادے کو اندر پہونچایا تم لوگ حفاظت کرو مین اسکو خدمت
خداوند مین پہونچا کر آتی ہون خواجہ کو سرخ فام لیکر چلی اب خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین اور

تو بولاتے ہین ای سُرخ فام مجکو چھوڑ دے تیرا بڑا احسان ہوگا سُرخ فام ہنس دیتی ہی جواب دیتی
ہی کہ او مکار تو دشمن ساحران ہی تجکو سامنے خداوند کے قتل کرونگی مجکو وم دیتا ہی مشمار نے
مجکو خوب سمجھا دیا ہی مجھ سے مشمار نے کہہ دیا تھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے دمامہ و مشمش کو مارا ہی
عمرو یہ صفت کیا تیرے واسطے کم ہی جا بجا ذکر کیا جاتا ہی کہ دریاے قلزم مین جاکر مشمس کو مارا
دمامہ کو سر میدان للکارا اگر خداوند ہفت پیکر نے تیری قضا اس مقام پر مقرر کی تھی جب تو گرفتار
ہوا دوڑا آیا کہ مشمار کو مارون ملکۂ عالم نے کس خوبصورتی سے گرفتار کیا ہم تو دھوکا کھا گئے تھے مگر
ملکہ نے دھوکا نہ کھایا اور امتحان کو سحر کیا اُسی سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار ہی اب مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے
جھلاتی ہوئی اور سخت و سُست کہتی ہوئی سُرخ فام ایک خیمے کی آڑ مین پہونچی کہ پہلو سے آواز آئی بوا
ذرا ٹھہرو مجھے تم سے کچھ کہنا ہی سُرخ فام نے پلٹ کر اپنی بہن احمر کو دیکھا کہ پکارتی ہوئی آتی ہی کہ بہن
ذرا ٹھہر جاؤ سُرخ فام ٹھہری احمر قریب آکر پہونچی کہا کہ بوا اس مکار کو کہان لیے جاتی ہو ہاتھ باندھکر
کہا کہ واسطہ سامری و جمشید کا اسکو چھوڑ آؤ بی مشمار سے کہنا کہ اسکو کسی اور کی معرفت بھیجین
سُرخ فام نے کہا کہ اتنی دور تو مین لے آئی آگے بارگاہ خداوندی ہی پہونچا کے چلی آؤنگی احمر
نے کہا کہ بوا مین نے جو خبر پائی کہ تم قید اس نگوڑے کی لیے جاتی ہو مین بیقرار ہوکر دوڑی خیر
شکر کرتی ہون کہ تمکو زندہ پایا دیدۂ دل روشن ہوگئے لیکن بوا سنو مین نے جو جو حال اس
نگوڑے کے سُنے ہین اُسکو کہہ نہین سکتی شعبدۂ اول تو اسکا یہ ہی کہ نوشیروان ایسا بادشاہ اسکی
فطرت سے ملک اپنا چھوڑ کر بھاگا پھر پلٹ کے وطن مین آنا نصیب نہ ہوا خاقان اعظم ایسا بادشاہ
اُسکے چارسی بیٹے آگ مین جلا دیے گنجاب کے سر کا تاج اُتار لیا باغ مین گوہر ملک کے پہونچا اور
قیطول پر لقا کے پہونچا اور وہان پہونچکر اُسکی ریش تراشی کن کن مقامون پر یہ ظالم پہونچ
بڑے بڑے گھر برباد کیے اس طلسم ہفت پیکر مین کیسے کیسے ساحرون کو مارا اس وجہ سے بولیے مجھے
ہول ہوا یہ باتین کرتے کرتے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ پشت پر کون کھڑا ہی تو شاگرد اسکا بھور یا آ گیا
سُرخ فام پلٹی اسنے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم مہترین مہتر چالاک بن
عمرو - نعرۂ چالاک - بہ عیاری من آنم چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کفِ خاک +
نہ آید باد گرد تیز گامم + خلیفہ اوّلم چالاک نامم + نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سُرخ فام کا

شکم چاک قصہ پاک مار کر سرُخ فام کر خواجہ کو چھڑایا کہا کہ قبلہ وکعبہ بھاگیے خواجہ چالاک کے
ساتھ بھاگے یہان مضمار جادو سحر تیار کر رہی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی کنیزون سے کہا ارے جا کر
دیکھو تو سرُخ فام خدمت مین قدرت کی پہونچی یا نہین راہ مین دیکھتی ہوئی جانا میرے کان
مین آواز آئی تھی مین نے اُسکو کیون روانہ کیا آخر اُس ساربان زادے نے راہ مین مکر کیا کنیزین
گئین ایک مقام پر لاشہ سرُخ فام کا پایا اُٹھا کر سامنے مضمار کے لائین مضمار نے حکم دیا کہ
لیجا کر لاش کو جلاؤ اب ساربان زادے کو زندہ نہ چھوڑونگی ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگی یہ کہکے پلٹی
پھر سحر تیار کرنے لگی یہان خواجہ پلٹ کر لشکر اسلام مین پہونچے دیکھا کہ لشکر سوار ہو رہا ہی در دولت
صاحبقران پر عمرو آیا صاحبقران نماز پڑھ چکے ہین صندوق سلاح طلب فرمایا ہی مقبل صندوق
لایا صاحبقران نے خود ہود سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی موزے وراگے بھی جسم پر
آراستہ فرمایا کہ نیمچہ سہراب یل کمر سے لگا کر تیغۂ عقرب کو ہاتھ مین لیکر سپر گرشاسپ پشت پر
لگائی صاحبقران برآمد ہوے خواجہ نے سلام کیا دیوانہ بن قندس اشقر لیکر آیا امیر سوار ہو کر
در دولت شہنشاہی پر آئے صاحبقران تو جلوخانے مین آکر ٹھہرے مگر بادشاہ نے بارگاہ
سے نکلتے ہی فرمایا کہ ای فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ فیروزہ نے عرض کی کہ حضور تخت پر سوار ہون
مرکب کی کیا ضرورت ہی بادشاہ جمجاہ نے بہ نگاہ قہر طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا تجھے اسمین
کیا دخل ہی ہم مرکب ہی پر سوار ہونگے فیروزہ نے سائیس سے اشارہ کیا اُسنے مرکب حاضر
کیا بادشاہ اسلام نے مرکب پر سوار ہوتے ہی مرکب اُڑایا جلوخانے مین آئے صاحبقران نے
بادشاہ کو جو مرکب پر دیکھا فرمایا کہ حضور اس وقت مرکب پر کیون سوار ہوے بادشاہ اسلام نے
بغصہ فرمایا کہ حضور دخل نہ دین مین لشکر کی سیر کو جاتا ہون صاحبقران نے جو بادشاہ کو
برہم پایا خاموش ہو رہے مگر فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ کیون برہم ہین فیروزہ
نے عرض کی کہ غلام کو نہین معلوم یہ آنکھون سے دیکھا کہ جسوقت سے برآمد ہوے اُسیوقت
سے برہم ہو رہے ہین مرکب بھی بہ غصہ منگوایا صاحبقران نے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ
کی خبر لو کہان جاتے ہین مجھکو کچھ اور طریقہ معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر فیروزہ تلاش مین
بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ جند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے لندھور آتے ہین لندھور نے

جھک کر سلام کیا بادشاہ نے منھ پھیر لیا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ غلام سے کیا خطا ہوئی کہ حضور نے سلام نہ قبول کیا کہا کہ ای دارای ہند مین حال لشکر دیکھنے نکلا ہون تم آج اتنے دن چڑھے اُٹھے نولاکھ کی افسری کیونکر کروگے ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ اب تم پلٹ جاؤ میدان مین ہمارے ساتھ نہ چلو لندھور نے دست لبستہ عرض کی کہ آج کچھ دیر غلام کو ہو گئی اس خطا پر آپ مجھکو موقوف فرماتے ہین لندھور سے اور بادشاہ سے تکرار ہونے لگی لندھور تو عذر کر رہا ہی اور بادشاہ بگڑ رہے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے فرماتے ہین کہ ای لندھور امتحان جرأت ہو جائے لندھور دست لبستہ عرض کرتے ہین کہ میری کیا مجال ہی کہ جو حضور سے امتحان جرأت کرون اس عرصے مین سامنے سے مالک آئے مالک نے جو دیکھا کہ بادشاہ اور لندھور سے گفتگو ہو رہی ہی آتے ہی کہا کہ او ہندی بادشاہ سے کلام کرتا ہی لندھور نے کہا کہ او عرب سوسمار خوار تو نے سنا بھی کہ بادشاہ کیا فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ای مالک لندھور کو لشکر سے نکال دو لندھور نے کہا کہ اس عرب کی کیا مجال ہی کہ جو غلامان قدیم کو نکال سکے مالک نے بڑھ کر لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مالک کا زخمی ہوا دست چپی بگڑ کر طرف لندھور کے چلے دست راستیون نے بڑھ کے دست چپیون کو روکا آپس مین تلوار چلنے لگی بادشاہ فرماتے ہین کہ لندھور کو نکالدو لندھور ہاتھ باندھے کھڑا ہی فیروزہ نے بڑھ کر صاحبقران کو خبر دی کہ حضور کل لشکر مین بلوہ ہو گیا دست راستی و دست چپی آپس مین لڑ رہے ہین کئی سو جوان زخمی ہو کر گرے فوجین تیار ہو رہی ہین اب یقین ہی کہ فوج مین بھی تلوار چلے صاحبقران یہ سنکر اُس طرف چلے اُس وقت پہونچے کہ پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار آپس مین لڑ رہے ہین مگر لندھور ہاتھ باندھے سامنے بادشاہ کے کھڑے ہین بادشاہ یہی فرما رہے ہین کہ ای لندھور لشکر سے ہمارے نکل جاؤ صاحبقران نے بھی سنا کہ لندھور عذر کر رہے ہین بادشاہ نہین سنتے قاسم و بدیع الزمان مین بھی اسقدر تلوار چلی ہی کہ دونون جوان زخمی جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین جمہور و فرامرز بھی آپس مین لپٹے ہوے ہین اُنکا تو تبرزین چل رہا ہی فرامرز کا تیغہ کھنچا ہوا ہی جمہور کو زخمی کیا مگر جمہور نے بھی ہاتھ تبر کا مارا فرامرز بھی زخمی ہوے بہرام اپنے حریف سے لڑ رہے ہین

سب جوان صف شکن ایک سے ایک منھ نہین پھیرتا اور بادشاہ دست چلیبون کو ترغیب دے رہے ہین فرماتے ہین کہ کل دست راستیون کو ہمارے لشکر سے نکالدو اسپر دست راستی زیادہ بگڑتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ اے شہریار ہم لوگون کی کیا خطا ہے اپنے دست حق پرست سے سزا دیجیے یہ لوگ ہمکو نکالینگے تو ہم لوگ نہ نکلینگے صاحبقران نے یہ دیکھ کر نعرہ کیا کہ اے سرداران نامی یہ کیا حرکت ہے بادشاہ نے پلٹ کر فرمایا کہ داداجان آپ دخل نہ دیجیے ورنہ آپ کو بھی لشکر سے نکلوا دونگا بس اسی مین بہتر ہے کہ لندھور کو لشکر سے ابھی نکلوائیے صاحبقران جھپٹ کے آئے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز کان مین بادشاہ کے پہونچی حجاب سے سر جھکا لیا لندھور کو گلے لگایا فرمایا کہ عم نامدار میری خطا کو معاف فرمائیے مین اسوقت اپنے ہوش مین نہ تھا مگر اور سردار لڑ رہے ہین تلوارین چل رہی ہین سردار زخمی ہوکر گر رہے ہین فوج مین قرنا ہو گئی صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ایک شیشے مین پانی لاؤ کہ اسم اعظم پڑھ کر سب پر چھینٹا دون مقبل شیشہ پانی کا لایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جسپر چھینٹا پانی کا مارا اُسکو ہوش آگیا لندھور کو بادشاہ سے ملوایا لندھور نے عرض کی کہ رستم کے لشکر مین بھی یہی ہنگامہ ہے عیوق و جاروق آپس مین بگڑے آلاگرد و مالاگرد آپس مین لڑنے لگے ہر طرف لشکر تیار ہو گئے پلٹن چاہتی ہے کہ رسالے پر جا پڑین رسالہ چاہتا ہے کہ پلٹن سے لڑین سماک نے یہ خبر رستم سے کہی کہ پہلے لشکر صاحبقران مین بلوہ ہوا تھا صاحبقران نے جب اسم اعظم پڑھا تب سب اپنے ہوش مین آئے وہی رنگ آپ کے لشکر مین بھی ہے بھائی کو بھائی چاہتا ہے کہ قتل کرے رستم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین بلوہ ہو رہا ہے رستم نے نعرہ کرکے للکارا کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہے کوئی جواب نہین دیتا رستم نے بڑھ کر لوح چمکائی جسپر لوح کا عکس پڑا وہ عذر کرنے لگا کہ اے شہریار دل یہ چاہتا تھا کہ بھائی کو قتل کرین آپس مین لڑین آپکو دیکھکر ہوش آیا رستم سارے لشکر مین پھرے ہر مقام پر لوح چمکائی تب سردار راہ پر آئے رستم و صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے دیکھا کہ لشکر ہفت پیکر آتا ہے مضمار جادو آگے بڑھی ہوئی جھومتی ہوئی ہرکارون سے پوچھتی ہوئی کہ لشکر اسلام پر کیا گذری ہرکارے عرض کرتے ہوے آتے ہین کہ حضور بھائی کو بھائی نے مارا بادشاہ لشکر اسلام لندھور کو

نکالے دیتے تھے صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھا تب ہوش مین آئے مضمار جادو نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یہ بڑے غضب کی بات ہو صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر سحر میرا دفع کر دیتے
ہین طلسم کشا لوح چمکاتے ہین آج میدان کارزار سے پلٹ کر اسم اعظم حمزہ بند کرونگی لوح
قبضے سے طلسم کشا کے بھی نکال لونگی ایک دن مین لشکر کا خاتمہ کر دونگی اسطرح کے غرور
کرتی ہوئی میدان مین آکر پہونچی ہفت پیکر قلب فوج مین تخت پر سوار ہوکر ٹھہر اصفین درست
ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کرڑ کا کھکر ہٹے کہ مضمار جادو نے اپنے کو بڑھایا
ہفت پیکر سے اجازت لی ہفت پیکر نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین میدان کارزار مین بھی تمھاری
فکر رکھتا ہون کون کون شاہزادیان رستم کے پاس کھڑی ہین ہر ایک کا یہی قصد ہو کہ تمکو
مٹائین سمجھ کے سحر کرنا مضمار نے کہا کہ یا خداوند مین کیا کوئی بات اٹھا رکھونگی رات کو عیار
مجھے ایسا حیران کرتے ہین کہ سحر بنانا مشکل ہوتا ہو آج کنیز قیامتین برپا کریگی مین نے وہ سحر
تیار کیے ہین کہ آج قدرت ملاحظہ فرمائین گے یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کچھ گولے آسمان
پر پھینکے ماش کے دانے طرف صحرا کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے رستم جلے ہوے کھڑے تھے سلاح جسم پر آراستہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ
ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو بڑھا کر سامنے بادشاہ کے
آئے کہا کہ اے فرزند اجازت میدان بادشاہ رستم کا لحاظ کرتے ہین ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ اے عم نامدار
ساحرہ کا مقابلہ ہو فرمایا کہ تحفہ جات سب جسم پر ہین لوح طلسمی گلے مین ان تحفہ جات کو صرف
کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہو پروردگار آپکو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا چمکا کر چلے مضمار
نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا چاہتی تھی پلٹ جاؤن مگر غیرت آئی کہ میدان مین نکلی مبارز طلبی
کی پھر واپس جاؤن سمجھی تھی کہ جادوگریان نکالین گی مگر خود طلسم کشا آتے ہین خیر انکی بھی تدبیر
ہو جائیگی یہ سوچ کر دستک دی ایک پہلوان گینڈے پر سوار گینڈا اڑاتا ہوا سامنے مضمار کے آیا
مضمار نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر اگر بن پڑے تو کلاہ اتار لینا کرگدن سوار نے کہا کہ
مین تو لوح کی فکر مین آیا ہون مضمار خوش ہو گئی کہا کہ مین ہمیشہ سے تیری خدمت کرتی ہون آج
اسکا نفع دکھا دے کرگدن سوار گینڈے کو چمکا کر سامنے رستم کے آیا نیزہ مارا رستم نے

لوح کو جھکا کے جو نیزے کو روکا گردن سوار نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا رستم نے لوح کو زیر سپر دیکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گردن سوار نے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا جیسے ہی تیغہ ہفت جوہر کھینچا زنگی نے سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر چلا چمک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر پر گرا مع گینڈے زنگی کے چار ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرتے ہی مضمار نے پھر طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک فیل مست چیخ مارتے آیا مرکب رستم کا بدلگامی کرنے لگا رستم نے گھوڑے کو روکا فیل نے بھسونڈا مارا رستم نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے گھوڑے سے کود پڑے بھسونڈا ہاتھی کا سنبھال کر ایک مارا کہ مع نرخرے گردن ہاتھی کی کھینچ لی جب ہاتھی مارا گیا رستم گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا اڑا کر قریب مضمار کے آئے مضمار نے جو رستم کو قریب اپنے پایا طرف آسمان کے دیکھا رستم پر آگ برسنے لگی مگر کوئی شعلہ قریب نہیں آتا گھڑی بھر کامل مضمار نے آگ برسائی مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر نیمچہ کھینچ کر دوڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا مضمار کے سر پر تیغہ پڑا مضمار کے دو ٹکڑے ہوے گھوڑے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج ہفت پیکر نے طرف ساحروں کے دیکھا ساحروں نے سر جھکا لیا چپکے چپکے کہ رہے ہین کہ صاحب لوح کے مقابلے مین کون جائے ہم تو شعبدے سے لڑنے والے ہین جب شعبدہ سحر نہ چلا تو ہمارا کیا زور ہے جب ساحروں نے سر جھکا لیے ہفت پیکر نے طرف بائین کے دیکھا کئی ہزار پہلوان کھڑا ہی آنکی جانب ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای پہلوانو کسی کو اپنی نام آوری کرنا منظور ہی قدرت تقدیر مضبوط کر چکے ہین جسکا جی چاہے جاکے طلسم کشا کا سر کاٹ لائے یہ جو ہفت پیکر نے اُن پہلوانوں کی جانب مخاطب ہو کر کہا شقیلا ایک گردن سوار گینڈے کو بڑھا کر نکلا کہا یا خداوندا مین سر طلسم کشا کا لاتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ جاؤ طلسم کشا سے مقابلہ کرو قدرت تقدیر مضبوط کر رہے ہین شقیلا چلا سامنے رستم کے آیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہین گیارھوین طعن مین رستم پیلتن نے نیزہ شقیلا کا نکالا شقیلا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شقیلا نے گریبان پر ہاتھ رکھا آخر مرکبوں سے اُترے کشتی ہونے لگی

شقیلا چاہتا ہی کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین ہوتا رستم زور و شور سے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلے
زور شقیلا کا کم ہونے لگا رستم زیادتیان کر رہے ہین چار گھڑی دن رہے سقیلا نے آواز دی کہ
ای رستم دن بھر ہمارے تمھارے کشتی ہوئی کمی زیادتی نہین ثابت ہوئی ایک زور آخر کرتا ہون
رستم نے کہا کہ بسم اللہ شقیلا رستم کو ریل کر لے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہان سے رستم
ریلتے شقیلا کو گیارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے شقیلا کے آشتابہ زمین ہوے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا شقیلا کو اٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا شقیلا چارون شانے چت گرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ می گوئی شقیلا نے دیکھا کہ
اگر کچھ کلام کرتا ہون رستم مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا آواز دی کہ ای شہریار الامان رستم نے
فرمایا امان بشرط ایمان شقیلا نے عرض کی کہ ای شہریار کلمہ تعلیم فرمائیے رستم نے کلمہ تعلیم
فرمایا شقیلا طوطے کی طرح دلمین کینہ رکھ کر مسلمان ہوا رستم نے شقیلا کو لیا ہفت پیکر
بھی طبل بازگشت بجوا کے پلٹا مگر شقیلا اس فکر مین ہی کہ کسی طریقے سے رستم پلتین کا سر کاٹ
کر لیجاؤن دربار خداوندی مین سرخرو ہون رستم نے بارگاہ مرحمت کی شقیلا داخل بارگاہ ہوا
دل مین بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون دن بھر یہی سوچا کیا رات کو اٹھ کر بارگاہ رستم مین آیا
جب طلایہ مقرر ہونے لگا تو شقیلا نے عرض کی کہ آج غلام طلایہ دیگا شقیلا نے آکے چار ہزار
جوان ساتھ لیے طلائے کا انتظام کیا جب دو پہر رات گذری سوارون کو بازارون مین بھیجا
آپ ٹہلتا ہوا دربارگاہ رستم پر آیا پردہ اٹھا کر دیکھا کہ رستم سو رہے ہین یہ بیحیا تلوار کھینچکر
اندر گھسا چاہا کہ سر کاٹ لون رستم پڑے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہوے
دیکھا کہ مالکہ رابعہ سامنے کھڑی ہین فرما رہی ہین کہ ای نور نظر دیکھو شقیلا تمکو قتل کیا چاہتا ہی رستم
نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہی رستم نے اپنے کو چھپر کھٹ سے
گرا دیا پیلا ران پر پڑا خون جو جاری ہوا شقیلا یہ کہکر بھاگا کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ادھر رستم
نے نعرہ کیا جہانگیر پڑے سو رہے تھے کہ کان مین آواز رستم کی آئی گھبرا کے اٹھے کہا کہ ای
چابک غضب ہوا بھائی صاحب کو کچھ صدمہ پہونچا کوئی شخص کہتا ہی کہ رستم کو مین نے قتل کیا
چابک نے کہا کہ ای شہریار شقیلا کے گرگدن سوار اسی فکر مین تھا اُسکے تیور سے سر اسر

ثابت ہوتا تھا کہ یہ فکر مین رستم کی ہی اُسی نے وار کیا ہوگا یہ کہکے باہر نکلے گھوڑا جو کہ بر لگا ہوا تھا پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ طرف بارگاہ رستم کے چلون دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر تیغہ برہنہ ہاتھ مین یہ کہتا ہی کہ مین نے رستم کو مارا یہ آواز کان مین جہانگیر کے پہونچی ہاے بھائی کہکے قبضۂ شمشیر سر پر مار لیا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی شقیلا نے جو جہانگیر کو دیکھا چاہا کہ مقابلہ کرون پھر سوچا کہ نکل چلو سب سردار بگڑ جائین گے جسکو ثابت ہوگا کہ رستم کو مار کر جاتا ہی وہ روکیگا خدمت مین خداوند کی پہونچون یہ سوچ کر گینڈے کو بڑھایا جو کوئی سامنے آیا تلوار چمکادی دو چار کو زخمی کیا لشکر سے نکلا جب پلٹ کر دیکھتا ہی جہانگیر نعرے کرتے ہوے چلے آتے ہین ہر مرتبہ للکارتے ہین کہ او نامرد تو نے میرا بازو توڑ ڈالا بھائی صاحب کو مار کے کہان جائیگا اگر آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شقیلا بھاگا ہوا جاتا ہی گینڈے پر قبضے تلوار کے مار رہا ہی کبھی پیلا چھوتا ہی مگر جہانگیر پیچھا نہین چھوڑتے کہ سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ جہانگیر تعاقب مین شقیلا کے گئے کل سردار آکر جمع ہو گئے ہین رستم نے فرمایا کہ میرے مارے جانے کی خبر سنکر جہانگیر کو کیونکر تاب ہوتی اے سمک تم جاؤ لیکن برابر خبر پہونچانا ایسا نہو کہ اُنپر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر مکار دجیلساز ہی سمک نے عرض کی مین برابر خبر پہونچاؤنگا یہ کہکر سمک بھاگا یہان شقیلا لشکر ہفت پیکر مین آیا کمیدان و رسالہ دار دیکھ رہے ہین کہ شقیلا ہاتھ مین تیغہ برہنہ لیے بھاگا ہوا آتا ہی دربارگاہ ہفت پیکر پر پہونچا کود کر اندر آیا ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے کہا کہ کیون شقیلا خیر تو ہی کہا حضور رستم کو مار کے آیا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا اگر تو نے رستم کو مارا تو تجکو طرۂ پیغمبری دونگا شقیلا چاہتا ہی کہ بیٹھون حال مفصل بیان کرون کہ مین نے رستم کو کیونکر مارا کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا جہانگیر نے چاہا کہ اندر جائین درگہ سالار نے روکا کہا اندر جانے کا حکم نہین یہ دربار خداوندگی ہی جہانگیر نے کہا کہ ہم ضرور جائین گے یہ کہ کے مع مرکب چلے درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا درگہ سالار کو کسنے مارا

شقیلا نے عرض کی کہ یا خداوند جب مین طلسم کشا کو مار کر چلا طلسم کشا کے بھائی نے پیرا پیچھا کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہی جوان آ گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا بیٹھ جا کر پردہ بارگاہ کا اٹھا بعد ہیبت آواز آئی کہ سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے باد کہ بداند دبستنا سد کہ خدا یک ہست و دین پیغمبر خدا برحق ہر چند کہ ہفت پیکر بہت بگڑا مگر کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے جو شقیلا کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو نے بھائی صاحب پر سوتے مین وار کیا اب مجھ پر تو ہاتھ لگا یہ کہکے جہانگیر قریب شقیلا کے آئے شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی شقیلا لپٹ پڑا شاہزادے نے کولھے پر لادکے شقیلا کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوکے ہفت پیکر نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوان تلوارین پکڑ کر اٹھے جہانگیر با توقیر سے لڑنے لگے جہانگیر مشکل لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے آئے افسرون نے لشکر تیار کیا تھا جہانگیر کو گھیرا جہانگیر زخمی ہونے لگے کس کس کے وار روکین ہزار ہا تلوار چل رہی ہی نیزہ و تیر ہر طرف سے لگا رہے ہین تلوارون کے وار تو شاہزادہ خالی دیتا ہی مگر تیر پڑ جاتے ہین جہانگیر اکھیڑ کر انکو پھینک دیتے ہین چابک نے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ بہت ہی جہانگیر با توقیر کس کس کو جواب دین چابک یہ حال دیکھکر بھاگا خدمت مین رستم کی آیا رونے لگا رستم نے پوچھا خیر تو ہی چابک نے عرض کی کہ بھائی صاحب نے آپ کے جا کر شقیلا کو تو مارا مگر باہر آکر گھر گئے لڑ رہے ہین انتہا کے زخمی ہوے ہین خدا انکو بچائے رستم نے زخم ران کا باندھا فرمایا کہ ای سمک مرکب لاؤ سمک مرکب لایا شاہزادہ اُسپر سوار ہوا عیوق و چاروق فوج لیکر چلے لیکن آفتاب فلک سیر نے جو یہ معرکہ سُنا تڑپ کر بلند ہوا اُس وقت یہ ہو چکا کہ جہانگیر کا مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا جہانگیر پیدل لڑ رہے ہین آفتاب نے آتے ہی سحر کیا کہ کئی ہزار کے سر اڑ گئے دوسرا سحر کیا کہ ایک سوار گھوڑے سے گرا وہ گھوڑا قریب جہانگیر کے آیا آفتاب زمین پر آیا شانہ پکڑ کے شاہزادے کا پشت مرکب پر سوار کیا آپ سحر کرنے لگا ساحر و غیر ساحر کے سر گرنے لگے کہ نعرہ رستم کی آواز سبھون کے کان مین آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا منم رستم نوجوان فرزند دلبند

صاحبقران عالیشان - نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ جو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت مزوق افگندہ شور

ایک طرف سے ملازمان جہانگیر کا نعرہ ہوا قزاقون نے آکر فوج کو درہم و برہم کر دیا اور لڑتے
بھڑتے قریب جہانگیر کے پہونچے شاہزادے کو گھیر لیا ہفت پیکر تخت پر سوار ہو کے باہر
نکلا نکل کر یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا نے لڑتے لڑتے ساحرون کو عاجز کر دیا جسے سحر کیا وہ سحر
اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی سو ساحر مر کر گر چکا ہی ساحر عاجز ہو رہے
ہین بھاگتے پھرتے ہین رستم نے جو ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا عیوق دجاروق جو برابر
لڑتے ہوے آتے ہین رستم نے فرمایا کہ ای پہلوانو ہمنے اس طلسم کے فتح کی جستجو مین بڑی
تکلیفین اُٹھائین مگر مقام افسوس ہی کہ ہفت پیکر اب تک زندہ ہی تم داہنے بائین بڑھ کر
شمشیر زنی کرو مین آج اس بیحیا کو مارتا ہون آفتاب فلک سیر سے بھی یہی رستم نے فرمایا کہ
بڑھ کر سحر کرو آج ہفت پیکر کو گھیر کر مارلین آفتاب آگے بڑھا جست کر کے بلند ہوا سب نے
دیکھا کہ نیر اعظم چمکا ہوا ے گرم چلنے لگی مردمان چشم خسخانہ مژہ مین چھپے بیٹھے ہین پانی سلئے
کی چاہ مین کنوئین مین اُتر گیا نہرون کا پانی کھولنے لگا حباب چشم حیران موجون کا حال گرمی
سے پریشان ہر ایک موج بیتاب مچھلیان سیخ موج پر کباب غبار زرد اُٹھ رہا ہی طبقۂ زمین
کرۂ نار معلوم ہوتا ہی طائر آشیانون مین چھپنے لگے ہفت پیکر پسینے پسینے ہو گیا کہتا ہی کہ یارو
تھوڑے ہی عرصے مین زمین گلنار ہو گئی اس گرمی نے بہت پریشان کیا ہی وزیر نے عرض کی
کہ یا خداوند ہفت پیکر آسمان پر آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اُسی کی وجہ سے گرمی ہی
آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی وزیر نے جو ہفت پیکر سے یہ کہا ہفت پیکر نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمک رہا ہی اُسی کی وجہ سے گرمی کو زور ہی ہر ایک ساحر
شدت گرمی سے لب گور ہی ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا وزیر اعظم سے ایک گولہ لیا اُس
گولے پر اسم سحر پڑھا اور وہ گولہ آفتاب پر پھینکا آفتاب مین دنا ہوا اور آفتاب
تھرایا بیچ مین سے شق ہوا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اور گرمی کو

ہو رہے رہا ہے اب جو آفتاب ہفت پیکر کے سامنے آیا ہفت پیکر نے پنجہ مارا آفتاب کا
زخمی ہوا آفتاب فلک سیر پیچھے ہٹا رستم نے اتنے عرصے مین صفون کو توڑا کئی پہلوان بڑے
بڑے مارے عیوق و جارو ق نے زمین ہلادی آلا گرد و مالا گرد گورون کی پلٹنون کو برابر
جمائے ہوئے قاعدے سے لڑتے ہوئے آتے ہین کبھی لیٹ گئے کبھی درختون کی آڑمین
چھپے کبھی ظاہر ہوکر دوڑے سنگین چل رہی ہی ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
آلا گرد و مالا گرد آگے آگے نشان فوج ہاتھ مین جب بگل بجاتے ہین گورے اشارون پر کام
کرتے ہین رستم نعرہ کرکے قریب تخت ہفت پیکر پہونچے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم کے ہاتھ
مین تیغہ ہفت جوہر بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہفت پیکر نے گھبرا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا ہفت پیکر نے پکار کر آواز
دی کہ ای سپر طلسمی بچانا دیکھا کہ کئی سپرین سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغہ ہفت جوہر نے
تڑپ کر کر اسب سپرون کو کاٹا سر پر ہفت پیکر کے گرا ہفت پیکر نے جو تیغہ ہفت جوہر کا
زخم کھایا اپنے تئین تخت سے گرا دیا ہزارہا ساحر وغیر ساحر ٹوٹ پڑے سیکڑون نے اپنی جانین
دی مگر ہفت پیکر کو گود مین اُٹھا کرلے بھاگے فوج نے جو دیکھا کہ قدرت بھاگے جاتے ہین
سب کے پانون اُٹھ گئے مگر وزیر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے علمشاہ نے جہانگیر
کو اپنے ساتھ لیا فرمایا کہ بھائی تم اکیلے کیون چلے آئے جہانگیر نے کہا کہ کیون برادر مین آپ کو
بجائے قبلہ و کعبہ کے جانتا ہون وہ پیچھا کہتا ہوا جاتا تھا کہ مین نے رستم کو مارا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا کہ ہاے افسوس ایسے بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی دعا سے مین نے
شقیلا کو سامنے ہفت پیکر کے جاکر بار ار شکار بند سے بندھا ہی علمشاہ خوشی خوشی جہانگیر کو
لیکر بارگاہ مین آئے ٹانکے دلوائے جہانگیر تو شفاخانے مین گئے رستم اُٹھ کر دربار مین
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای نور نظر آج تمنے
ہفت پیکر کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہی ساحر اُسکو اُٹھا کرلے گئے رستم نے
عرض کی آپ کے اقبال سے انشاء اللہ اُسکو تخت پر مارونگا فوجین بیحساب ہین اگر اُسکے
ہمراہی جمع کرلے ہین تو ہمارا لشکر تاب نہ لاسکے خدا کی قدرت اور آپ کا اقبال ہے کہ اتنی بڑی

فوج کے پاؤن اُٹھ جاتے ہین ہفت پیکر کو بچا لیجاتے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر
ہفت پیکر جو زخمی ہو کر آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے ساتھ والون کے اعتقاد کم ہونے لگے
آپس مین کہتے ہین کہ یارو کیا غضب ہوا کہ فرق قدرت زخمی ہوا قدرت نے مثل ہم لوگون کے ٹانکے
دلوائے ہر جگہ یہی چرچا ہی ہفت پیکر حیران بیٹھا ہی کہ کیا شعبدہ کرون کہ ان سب کا اعتقاد دیکھئے ہو
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو شبدیز جابک قدم پہلوان
یگانہ کہ جسکو قدرت نے بیشۂ نرگس زار مین پرورش فرمایا جنگل مین شکار کھیل رہا تھا آپ کے
زخمی ہونے کی خبر سنکر ادھر ہی پلٹ پڑا مگر چھ لاکھ فوج ساتھ ہی ہفت پیکر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ
شبدیز کا کوئی نظیر قدرت نے نہین پیدا کیا وزرا و امرا برائے استقبال جائین وزیر استقبال کو
گئے شبدیز کو لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے شبدیز نے آکر سجدہ کیا پٹی جو سر پر چڑھی دیکھی
حیران ہو کر عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا سبب ہی کہ سر قدرت زخمی ہوا قدرت نے کوئی تقدیر کی
سر کو اپنے نہ بچایا ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوان قدرت وای قوت بازو وای زینت
پہلو قدرت نے تقدیر کی تھی کہ فرق قدرت زخمی ہوا اور شبدیز جابک قدم جب آوے تب
فرق قدرت اچھا ہو اسطرح کے جملات ہفت پیکر نے بیان کیے کہ شبدیز کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی
اب کھلتا جاتا ہی کہ قدرت کے مزاج مین مکر ہی ہم سب کو دام مکر مین پھنسایا ہم لوگون نے خداوند
بنایا بادشاہون نے مطیع ہو کر خدائی کو رونق دی مسلمانون نے آکر اس رونق کو مٹایا
پہلوے تخت مین دنگل بچھا تھا کہ ہامان فیل سر اسپر بیٹھا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہی شبدیز نے
کہا کہ ای ہامان اس دنگل سے اٹھو ما بدولت بیٹھین گے قدرت سے کچھ باتین بھی کرینگے ہامان
نے کہا کہ ای شبدیز سارا دربار پڑا ہی جہان جی چاہے بیٹھ جاؤ بائین پر قدرت کے دنگل خالی
پڑا ہی اُسپر بیٹھو مین تو اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا مین چار لاکھ فوج کا افسر ہون تجھسے کیا کسی طرح
کمتر ہون زور و طاقت کی میرے بھی دھاک ہی کیسے کیسے قلعے مین نے بھی فتح کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے مجھ سے تکرار نہ کرو دوسرے دنگل پر بیٹھو یہ باتین سنکر شبدیز کے تیور پر بل پڑ گیا کہا کہ ای حیا
تیری کیا حقیقت ہی چار سو شاگرد میرے ساتھ ہین اُن سب کو زور دلاتا ہون جب صحرا مین جاتا ہون
تو شیران صحرا خوف سے میرے بھاگ کر درہاے کوہ مین چھپتے ہین دامن کوہ منھ پر لیتے ہین ہنگام

دریا میرے خوف سے چادر آب اوڑھے ہوئے تہ آب چھپے ہین ورنہ دریا سے نکل آتے
بندگان قدرت کو آزار پہونچاتے اب ٹوک کر سر میدان لیبران حمزہ کو مارونگا یقین ہی کہ صاحبقران
میرے خوف سے بھاگ کر پردۂ قاف مین جا کر چھپا ہی مگر مین وہان بھی بیچارہ چھوڑونگا دیوزادون
کو مار کر امیر کو پکڑ لاؤنگا گلستان ارم پر قبضہ کرونگا حمزہ کو اسیر بڑا غرور ہی کہ مین اٹھارہ برس
پردۂ قاف مین دیوزادون سے لڑا طلسمات مین معرکہ پڑا وہ بھی گھمنڈ نکل جائے کہ دیوزادون
کو بھی مارون اسطرح کے لاف وگزاف کرکے ہاتھ بڑھایا کہ دنگل سے اٹھے ہامان نے خنجر مارا
شبدیز نے کیلی کرکے خنجر چھین لیا ہامان لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے کشتی ہونے لگی
ہفت پیکر منع کرتا ہی کہ ای ہامان زیادہ بے ادبی نہ کرو دنگل خالی کرنے مین تیری آبرو نہین جائیگی
یہ پہلوان قدرت ہی قدرت کا نظر کردہ رگ وریشے مین اسکے قوت بھر دی ہی ہامان جواب نہین
دیتا جب کئی مرتبہ ہفت پیکر نے کہا تو ہامان نے غصے مین جواب دیا کہ اے ہفت پیکر تو بڑا مکار و
جلساز ہی ہمکو ظاہر ہوا کہ شعبدہ باز ہی تیرا سر زخمی ہونے سے ہمارا اعتقاد خام ہوا بلکہ مذہب
اسلام پر رغبت ہی مگر افسوس کوئی صورت آج تک ایسی نہ نکلی کہ بارگاہ صاحبقران مین
پہونچتے اب تو ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای شبدیز اس بیاوہ گو کو چیر پھاڑ کے پھینکدے ہے
شان مین قدرت کی کیا کیا کہتا ہی ہفت پیکر نے جو یہ کہا شبدیز دونون مونڈھے پکڑ کے رگیدکے
لے دوڑا ہر چند ہامان چاہتا ہی کہ رکون نہین رک سکتا شبدیز نے ہامان کو دے مارا اور
سینے پر چڑھ بیٹھا کافور سحر خیز ایک پہلوان زبردست برابر دنگل ہامان کے بیٹھا تھا
کافور کا رنگ رو کافور ہوگیا غصے مین کانپنے لگا جب شبدیز نے چاہا کہ ہامان کو چیر ڈالون
تو کافور اپنے مقام سے تیغہ کھینچ کر اٹھا آواز دی کہ او شبدیز بس سرکشی ہو چکی یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی پکڑ لی تلوار کافور کی چھین کر پھینک دی اور کلائی پکڑکے طمانچہ مارا
کہ سر کافور کا اڑ گیا اب ہمراہیان کافور و ہامان تلوارین کھینچ کر اٹھے شبدیز نے کسی کو
قبضہ مارا کسی کو لات ماردی سترہ پہلوان کھڑے مارے ہامان پڑا ہوا یہ سب معرکہ
دیکھ رہا ہی شبدیز تو رفیقان ہامان و کافور سے لڑ رہا ہی بارگاہ مین دریا ے خون بہا دیا
چند رفیقون نے ہامان کو اٹھایا دریا سے باہر نکالا ہامان گینڈے پر سوار ہوکے بھاگا

رفیقون سے آواز دی کہ یارو مین خدمت مین حمزہ کی جاتا ہون وہ قدر شناس فلک اساس
ہو جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے چالیس رفیق ہامان کے ساتھ ہوے ہامان
چلا لشکر والون نے چاہا کہ ہامان کو روکین ہامان لڑتا ہوا نکلا چالیس رفیقون نے دو سو جوانون
کو مارا لڑتا بھڑتا لشکر کفر و ضلالت سے نکلا دریاے خون مین نہائے ہوے طرف لشکر امیر
کے چلا یہان صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ ہامان
چالیس جوانون سے لشکر حضور مین آتا ہو صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا کہ جو ہمین عزیز
رکھتا ہو وہ ہامان کو بعزت و آبرو لائے اور بلطف اسکا استقبال کرے لندھور و بہرام و
مالک وغیرہ و چند فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے براے استقبال
ہامان چلے یہان ہامان کہتا ہوا آتا ہو کہ یارو مجھے شبدیز نے ذلیل کیا ہے ذریعے لشکر امیر
مین جاتا ہون کیا میری قدر ہوگی ساتھ کے رفیق کہتے ہین کہ حضور وہ جوہر شناس مردان
عالم ہین ضرور قدر کرینگے مگر ہامان حجاب سے سر جھکائے ہوے ہو جب کنارے پر لشکر
صاحبقران کے پہونچا تو ٹھہر گیا کہتا ہو کہ یارو اب میرا قدم نہین اُٹھتا شرم آتی ہے کہ بارگاہ
صاحبقران مین کیا منھ لیکر جاؤن کہ لشکر صاحبقران سے گرد اڑی دیکھا سب کے آگے
لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران مع اسّی سردار پشت بہ پیدل آتے ہین لندھور نے
دور سے پکارا کہ ای ہامان کیون آتے آتے رک گیا صاحبقران زمان بارگاہ مین تیرے مشتاق
ہین کیون حجاب کرتا ہو انشاء اللہ شبدیز سے بدلا لینگے اگر تو اُسکی بارگاہ مین رک جاتا تو
ہم لوگ وہین آتے اب انشاء اللہ میدان مین سمجھینگے اگر تیرے چلنے مین دیر ہوگی تو صاحبقران
زمان وہ قدردان ہین کہ خود چلے آئین تو عجب نہین رفیقون نے کہا کہ ای پہلوان دوران
وای گوشاسپ جہان دیکھیے صاحبقران نے کیا قدردانی فرمائی اپنے جانشین کو مع اسّی
سردارون کے براے استقبال بھیجا ہامان گینڈے سے کود الندھور کو جھکا کر سلام کیا
لندھور نے بہ محبت گلے سے لگایا اسکے ساتھ والون سے بغلگیر ہوے بہ اعزاز سبکو لیکر طرف
بارگاہ کے چلے اب لشکر صاحبقران مین جو ہامان پہونچا جس پلٹن یا رسالے سے گذرا اور دی
بجی سردارون نے سلامی لی ہر ایک کمیدان و رسالہ دار ہامان سے ملتا ہو ہامان مثل گل کے

شگفتہ ہوا جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو کیا قدردانی فرمائی ہی اہل اسلام تو خلق کے پتلے ہین کسقدر خلیق ہین انتہا کے لیئق ہین لشکر کیسا آیا ہی دو کا ما رول شاہ ہین چار کجا کٹورہ کھنک رہا ہی اور گرم بازار بان ہو رہی ہین اس شان و شوکت سے ہامان بار صاحبقران پر پہونچا دیکھا کہ صاحبقران دربار گاہ پر ٹہل رہے ہین ہامان کو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا دیے فرمایا کہ ای برادر ہم تمھارے مشتاق تھے آنے مین کیون دیر ہوئی محجوب ہوا انشاء اللہ سر میدان شبدیز سے مبلالیین گے خدا نے چاہا تو تمھارے قدمون پر اسکو گرائینگے ہامان نے بہ محبت چاہا کہ قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے بہ الفت سرچھاتی سے لگالیا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ مین لائے بادشاہ کو سلام کرایا ہامان نے پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے بھی سر چھاتی سے لگالیا اور حکم دیا کہ ہو دارا ے ہند ان سب کے واسطے کشتیان خلعت کی منگاؤ خلعت فاخرہ سے سب کو مخلع کرون لندھور نے کشتیان خلعت کی منگائین بادشاہ نے سبھون کو خلعت دیکر فرمایا کہ ای ہامان اس بارگاہ مین دو صفین ہین دست راست کے لندھور سپہ سالار ہین اور دست چپ کے مالک افسر ہین جطرف کہو دنگل ملے ہامان نے کہا کہ مین دست راست مین بیٹھونگا مالک نے اپنے سردارون سے کہا کہ کیا خدا کا فضل ہوا ہماری صف مین ایسے کا کام نہ تھا جنکے لائق تھا اُن لوگون مین جاکر ملا لندھور نے ہامان کا ہاتھ پکڑ کر دست راست مین دنگل دیا ہامان مع اپنے رفیقون کے بیٹھا دعوتون کے پیغام سردار دینے لگے سب کے پہلے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ای ہامان پہلے سب کے ہماری دعوت قبول کرو ہامان بسبب خوشی کے پیراہن مین نہین سماتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی کہ مین ان شیرون مین آیا راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا اُس بیمار کا سے چھوٹا خدمت مین ایسے افسر کی پہونچا صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ عمدہ واسطے ہامان کے استادہ ہو خادم و خدمتگار برائے خدمتگذاری ملے ہامان نہایت شکریہ صاحبقران کا ادا کر رہا ہی لیکن بعد نکل آنے ہامان کے شبدیز کو ہفت پیکر نے اپنے سر کی قسمین دین تیر کا ورنہ جو پہلوان اسکے سامنے آیا وہ مارا گیا سترہ پہلوان افسر مارے آخر بڑی مشکل سے اسکا غصہ کم ہوا اور جھوٹا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے گلے سے لگا کر کہا کہ تو نظر کردۂ ماہ دولت ہی

صاحب سطوت وصولت ہی کئی سو جوان اپنے بندے قدرت نے تیرے ہاتھ سے قتل کرائے یہی
تقدیر کی تھی کہ کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کرے اور یہی مسلمانون سے کیفیت ہوگی مگر شبدیز دمبدم
پوچھ رہا ہی کہ ہامان کہان گیا اُسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے اگر بسہولیت دنگل
سے اُٹھ جاتا تو یہ ہنگامہ کاہیکو ہوتا ہفت پیکر کہ رہا ہی کہ اے پہلوان دوران تم بیٹھو وہ جان
بچاکر بھاگ گیا جب آئیگا تو مین اُسکو تمھارے قدمون پر گراؤنگا میرے دربار مین کبھی گستاخی
نکرے جو تو حکم دے وہ بجالائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے گھبرائے ہوے آئے کافرون
نے کافر کو بددعا دی قطعہ اے سرت سبز ناخران بچرند + شکمت طبل تاسگان بدرند + گرز آتش نگار
رنگارنگ + برسر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو پہلونشینون کا حال تباہ ہو ہامان
جو بارگاہ خداوندی سے نکلا چالیس مصاحبون کو ساتھ لیکر لشکر صاحبقران مین پہونچا امیر
بہت آبرو سے پیش آئے استقبال کرکے بارگاہ مین بلایا سب سردارون سے ملوایا دست راست
مین جگہہ ملی دنگل زرین بیٹھنے کو ملا ایک بارگاہ عمدہ رہنے کو مرحمت ہوئی آج لشکر طلسم کشا مین
اُسکی دعوت ہی شبدیز یہ سنکر جل گیا کہا کہ یا خداوند کل میدان کارزار مین اُسی کو پکارونگا لشکر امیر کا
طریقہ ہی کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی نکلتا ہی چیر پھاڑ کے پھینک دونگا اگر کہیے تو لشکر حمزہ مین
گھس جاؤن اور ہامان کو پکڑ لاؤن ہفت پیکر نے کہا کیا ضرور ہی میدان مین جاکر سمجھ لینا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ قدرت طبل جنگی بجوائین اُسی وقت ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا اور آپ خود
جھومتا ہوا اُٹھا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شبدیز کہان جاؤ گے شبدیز نے عرض کی کہ یا خداوند
بارگاہ مین قدرت کی گھبراتا ہون مجھکو الگ مقام رہنے کو ملے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار
شبدیز کے رہنے کو دو شبدیز باغ ہمیشہ بہار مین جاکر بیٹھا اکھاڑہ بھی کھدوا لیا کہ یہان کشتی
لڑا کرونگا ہفت پیکر طبل جنگی بجوا ہی چکا ہی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا
ہی اور ہامان پر بڑا غصہ ہی کہتا ہی کہ پہلے میدان مین اُسی کو للکارونگا پھر فرزندان حمزہ سے
سمجھونگا باغ ہمیشہ بہار رہنے کو ملا بڑا مغرور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر صاحبقران مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا

کہ شبدیز چابک قدم سے مقابلہ ہے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شبدیز چابک خرام آفتاب آراستہ و پیراستہ ہوکر بگد جریان
دکھاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے قائم ہوا سبزۂ فلک کو روندہ رہا ہے مثل برق کوندہ
رہا ہے صاحبقران سوار ہوے در دولت شاہی پر آئے بادشاہ جمجاہ برآمد ہوے اور
ملاحظہ فرمایا سب کے آگے صاحبقران کل فرزندان صاحبقران عالیشان صفین جمائے
کھڑے ہین ہامان ایک جانب رفقا کو لیے کھڑا ہے جمال جلال شاہی دیکھ رہا ہے اول
سب سے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے
دل مین ہے محبت آپ کی آب و گل مین ہے بادشاہ جمجاہ نے تخت بڑھانے کا حکم دیا تخت
آگے بڑھا روشن چوکی بجی معلوم ہوتا تھا کہ دولھا کی سواری جاتی ہے چوبدار آگے آگے آواز
لگاتا ہوا کہ عمر و دولت کو ترقی ہو عمر شہنشاہی دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو اس کر و فر سے
میدان مین آکر ٹھیرے تخت کے سامنے سے گرد اڑی لشکر ہفت پیکر نمایان ہوا فوجین بحساب
پہلوان لاجواب سب کے آگے شبدیز چابک قدم گینڈے پر سوار جھومتا ہوا میدان مین
آکر پہونچا صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے بڑھ کر نقابت کی
کڑکیتون نے کڑکا کہا شبدیز نے گینڈا اپنا پھیرا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا
خداوندا اجازت میدان ہو ہفت پیکر نے آواز دی کہ تجھکو بیدقدرت کے سپرد کیا شبدیز گینڈا
اڑا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے ہامان کے اور کسی کو نہین چاہتا اُسنے بڑی نمکحرامی کی قدرت سے باغی ہوکر
آیا ہامان نے گھوڑا بڑھایا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت
میدان ملے وہ بیحیا مجھی کو پکار رہا ہے بادشاہ نے فرمایا پروردگار کے سپرد کیا جیسے ہی اجازت لیکے
ہامان نے چاہا کہ بڑھون گھوڑے نے بدلگامی کی تو سر سے گرا رفیقون نے بتعجیل خود سر پے
رکھا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہامان کے لیے بڑی بدشگونی ہوئی اگر مناسب جانو تو
اسکو منع کرو کہ میدان مین نہ جائے عمرو نے بڑھکر منع کیا ہامان نے نہ مانا جواب دیا کہ اقبال
صاحبقران ساتھ ہے وہی حفاظت کریگا گھوڑے کو اڑا کر قریب شبدیز کے آیا

شبدیز نے جو ہامان کو دیکھا غصے سے کانپنے لگا کہا کہ کیون ہامان تو نے قدرت مین کیا برائی دیکھی کہ جو قدرت کو چھوڑا مذہب خدائے نادیدہ اختیار کیا ہامان نے جواب دیا کہ وہ بیحیا مکار وحیلہ ساز وشعبدہ باز ہی خدا وہ ہی کہ جسنے زمین وآسمان کو پیدا کیا وہ خدائے حقیقی ہمالک تحقیقی ہی شبدیز اس بات پر بہت جھلایا کہا کہ بس خاموش رہ خدائے نادیدہ کی زیادہ تعریف نہ کر بادولت کو ناگوار ہوتا ہی مگر حربہ کر یہ میدان کارزار ہی حوصلہ دل کا نکال لے پیر حربے کے بعد تجکو ضرب کی نوبت نہ آئیگی ہامان نے کہا کہ مین مطیع حکم صاحبقران ہوا اُن ہی کے قانون کا پابند ہون جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب کین حربہ کرونگا شبدیز نے نیزہ مارا ہامان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور آپ بھی نیزہ مارا ہامان کا نیزہ جو چلا شبدیز نے سنان نیزہ بچا کر نیزے پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑا ہامان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا شبدیز نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون لیکن ہامان نے گریبان پر شبدیز کے ہاتھ ڈالا شبدیز جھلا کر گینڈے سے کود از پر شکم مرکب ہاتھ دیکر ہامان کو مع مرکب اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا ہامان کود کر الگ ہوا مگر گھوڑے کے اعضا چور چور ہوے شبدیز دوڑ کر لپٹ گیا ہامان اُلجھ اُلجھ کر لڑنے لگا شبدیز ریل کرکے دو چار چند قدم پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے ہامان کے آشنا بہ زمین ہوے شبدیز نے گریبان پر ہاتھ رکھکر ہکہ مارا کہ سر ہامان کا زمین سے مل گیا ایک لات سینے پر ماری کہ استخوان ہامان کے چور چور ہوے ہامان زمین پر گر کر تڑپنے لگا شبدیز نے ایک پانون پر دونون پانون رکھے ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ہکہ مارا ہامان کو چیر کر پھینکدیا رفیقان ہامان فرداً فرداً آئے ہاتھ سے شبدیز کے سیار گلشن جنان ہوے چالیس جوانون کو شبدیز نے شام تک مارا میدان مین دریائے خون بہادیا شام کو پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان کل تم لوگون سے سمجھونگا ایک ایک کو قتل کرونگا سوراخ مور و مار ڈھونڈھوگے اگر اپنی جان بخشی چاہتے ہو تو آکر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو جان بخشی کرون اہل اسلام نے اپنے اپنے گھوڑے چمکا کر آواز دی کہ او نامرد ایک پہلوان کو مار کر ایسا بلبلایا کہ اپنے ہوش مین نہین ہی شبدیز پلٹ گیا دربار مین ہفت پیکر کے آیا موچھون پر تاو پھیر رہا ہی کہتا ہی کہ یاخداوند مین نے

آج ہامان سے بدلا لے لیا جو کہا تھا وہی کیا سر میدان للکار کر مارا اب اہل اسلام کو دم نہ لینے
دونگا طبل جنگی بجوائیے کل پسران حمزہ کو للکارونگا سر میدان چیر کر پھینک دونگا آخر میرے ہاتھ
سے کیونکر بچین گے ہفت پیکر نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر امیر کو
پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان
ضیا ساتھ مین چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا دونون لشکر میدان کارزار مین بہ قاعدۂ قدیم پہونچے
صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا شبدیز نے گھوڑا بڑھایا
میدان مین آکر سلحشوری دکھائی جب خوب غرق عرق ہوا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے لیکن فرزندان حمزہ کا بڑا زور و شور سنتا ہون
انمین سے کوئی میرے مقابلے مین آئے شاہزادہ سعد طوقی ناظرین والا تمکین کو بخوبی
یاد ہوگا ایرج نامے مین ایرج نوجوان نے ان ہی کو زیر کیا تھا مرکب اڑا کر سامنے
بادشاہ کے آئے عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ تمہین خدا کے
سپرد کیا جیسے گھوڑا اڑا کر چلے خود سے گرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے عم نامدار بدشگونی ہوئی
اب میدان مین نہ جائیے بدیع الزمان نے بھی بڑھ کر سمجھایا مگر سعد طوقی نے نہ مانا
فرمایا کہ قاعدے مین فرق آئیگا مین صف سے گھوڑا نکال چکا بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ کل
کے روز ہامان کا خود گرا تھا وہ ہاتھ سے اس جلاد کے مارا گیا کچھ نہ بن پڑا لہذا آپ نہ جائیے
سعد طوقی نے نہ مانا گھوڑے کو اڑا کر میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار شبدیز نے نیزہ مارا
شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے
ہین نیزہ چل رہا ہے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سعد طوقی نے نیزہ گانٹھا نیزہ ہاتھ
سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد طوقی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسکے گریبان پر ہاتھ رکھا گینڈا او رگھوڑا
زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سعد طوقی اس
جھڑپے سے لڑ رہے ہین کہ شبدیز عاجز ہو رہا ہے دن بھر اسی طور سے کشتی ہوئی شبدیز اپنی

جان سے بیزار ہو رہا ہی چار گھڑی دن رہے کہا کہ ای فرزند صاحبقران ایک زور آخر
کرتا ہون شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تمھارے زور کا مشتاق ہون شبدیز شاہزادے
کو ریل کے لے دوڑا شاہزادہ ہٹتا ہوا چلا آتا ہی جب قدم آکر بلیٹا چاہا کہ شبدیز کو ریل کرے دو
قدم آگے بڑھا یا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک شاہزادہ غرق زمین ہوا شبدیز نے
ہلہ مارا کولہ شاہزادے کا اتر گیا شاہزادہ غش کھاکر گرا شبدیز لے اسی حال مین مشکین
باندھ لین ہر چند پہلوانون نے آواز دی کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی شبدیز نے نہ مانا جنگ سے
عاجز ہو چکا تھا مشکین باندھ کر شاہزادے کو لے گیا لشکر جانبین کے پلٹے صاحبقران
زمان بلنگر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بڑا قلق ہی خواجہ سے فرمایا سعد طوقی کی خبر دمبدم ہمکو
پہونچانا خواجہ عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر صاحبقران کو پہونچانا ہرکارے
صورتین بدل کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچے اب وہ وقت ہی کہ شبدیز نے حکم دیا کہ اس
جوان کا کولھا بٹھاؤ سعد طوقی کا کولھا بٹھایا گیا شبدیز نے حکم دیا کہ اس جوان کو قیدخانہ
مین لیجاؤ صبح کو دربار سمجھا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے سمک عیار کو
حکم دیا کہ ای سمک ہرکارون سے پیشتر ہمکو خبر پہونچانا بھائی صاحب کا گرفتار ہونا مجھپر
بہت شاق ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اس بیحیا کو سر دربار جاکر سزا دون سمک نے کہا انشاء اللہ
سب خبرین آپ کو مفصل پہونچین گی شبدیز تو باغ ہمیشہ بہار مین چلا گیا صبح کو ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو لاؤ ہم دربار سمجھین گے سعد طوقی
قید پہنے ہوے دربار مین ہفت پیکر کے آئے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی ہفت پیکر
نے بگڑکر کہا کہ ای فرزند صاحبقران تم گرفتار ہو کے آئے ہو مگر سرکشی نہین جاتی سعد طوقی
نے جواب دیا کہ او بیحیا وہ نامرد مکار کو کھا اتر نے پر گرفتار کر کے لایا اسپر ناز کرتا ہی تو جلساز ہے
شعبدہ باز ہو دعوی خدائی کیا او بیحیا تجکو شرم نہین آتی خدا سے نہین ڈرتا ہفت پیکر بیٹھا
شراب پی رہا تھا جام ہاتھ مین تھا غصے مین وہی شراب پھینک ماری وہ شراب جو سعد طوقی
پر پڑی شعلۂ غضب اس طرح بھڑکا کہ شاہزادے نے ہتھکڑی توڑی گلے کا طوق مڑوڑ ڈالا کہ
ایک جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے اوسکی کلائی تھام کر طمانچہ مارا کہ سر اس جوان کا

مرگیا اُس جوان کو مار کر شاہزادہ سعد طوقی نے اپنے مقام سے جست کی قدم بر ہفت پیکر
کے قدم رکھا ریش ہفت پیکر کی پکڑلی ایک طمانچہ مارا لوگ ٹوٹ پڑے ہفت پیکر کو ہاتھ
سے سعد طوقی کے چھڑایا ہفت پیکر روتا ہوا ایک گوشے مین آکر چھپا شاہزادہ سعد طوقی
نے جو بارگاہ مین بلوہ دیکھا لڑتے ہوے بارگاہ سے نکلے بیرون بارگاہ آکر ایک سوار کو مارا
اُسکا گھوڑا لیا کڑتے ہوے چلے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے شاہزادہ سعد طوقی کے مارا گیا
کئی سو پہلوان ہاتھ سے سعد طوقی کے مارے گئے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا صبح کا وقت ہی شبدیز
اکھاڑے پر بیٹھا ہی شاگردون کو زور دلوا رہا ہی کہ ہفت پیکر روتا ہوا سامنے شبدیز کے
پہونچا داڑھی اُکھڑی ہوئی قطرات خون ٹپکتے ہوے سعد طوقی نے جو منھ پر طمانچہ مارا ہے
عارض سوجا ہوا ہی پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان قدرت وہی نظر کردہ قدرت پسر حمزہ نے
میرا یہ حال کیا لڑتا بھڑتا جاتا ہی وقت اعانت ہی ایسا نہ ہو کہ پسر حمزہ لشکر مین اپنے پہونچ
جائے آج قدرت کی آبرو لی سر دربار یہ نوبت ہوئی شبدیز نے جو یہ معاملہ سُنا اور
قدرت کو اس حال سے دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر
سوار ہوا بیرون باغ چلا یہان شاہزادہ لڑتا بھڑتا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی کوئی اب پیچھا بھی
نہین کرتا کہ شبدیز نے للکارا تو شاہزادہ جاتا تھا شبدیز کی آواز سُنکر ٹھہر گیا آواز دی کہ
او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا میرے مقابلے مین آ۔ شبدیز برابر پہونچا شاہزادہ سعد طوقی خستہ
و شکستہ سر برہنہ صرف تلوار ٹوٹی ہوئی ہاتھ مین مگر جوش جرأت یہ تھا کہ شبدیز کی آواز سنتے ہی
رُک گئے شبدیز نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار اٹھا دی تیغہ
شبدیز کا بھلا سر پر گرا کہ سر شاہزادے کا زخمی ہوا شاہزادے کو عادت ہی دستانے
کی یہ خیال نہ رہا کہ دستانے ہاتھون مین نہین ہین جیسے ہی دستانے مارے دونون کلائیان
کٹ کر گرین تیغہ جھنّا کے جو نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ
گھوڑے سے گرا بانون زیر شکم مرکب دبا کولھا اُتر گیا اوپر سے شبدیز نے ہاتھ مارا سر کٹ کر
شاہزادے کا گرا زلف خلیلی تھام کے سر اٹھا لیا پاس ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے سر
تخت پر رکھا عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون او پسر حمزہ تو نے ریش قدرت پر ہاتھ ڈالا

عارض قدرت پر طمانچہ مارا یہ نہ جانتا تھا کہ پہلوان قدرت موجود ہی یہ حال تیرا کریگا ملازمان
سعد طوقی نے جو لشکر سے یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادے کا لاشہ بے سر زمین پر پڑا ہی روتے
پیٹتے دوڑے گریبان چاک کیے لاش پر آکے خوب روئے لاشہ بے سر اُٹھایا گریہ وزاری
کرتے ہوے لاشہ لیکر چلے قضائے کار رستم پیلتن طلائے سے پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہین کہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند کس ایک لاشہ بے سر لاتے
ہین پکار کر پوچھا کہ یارو کس غریب کا لاشہ ہی سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپکے قوت بازو
زینت پہلو شاہزادہ سعد طوقی سیار گلشن جنان ہوے نام جو بھائی کا سُنا کلاہ ہفت گوشہ
زمین پر دے ماری گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ہاے برادر شب بھر مجھے نیند نہین آئی مادر مہربان
خواب مین فرماتی تھین کہ کیون بیٹا رستم سعد طوقی کی خبر نہ لی مین حیران تھا کہ یہ کیا فرماتی ہین
مین یہ نہ جانتا تھا کہ آج خدمت مین مادر گرامی کے جاؤگے یہ کہکے رستم خوب روئے فرمایا
کہ لاشہ کہان لیے جاتے ہو سب نے کہا کہ خدمت مین صاحبقران کی لیے جاتے ہین رستم نے
کہا کہ گھوڑا لاؤ گھوڑا حاضر ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے بے تحاشا طرف لشکر کفار کے
چلے یہان اب وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر نے شبدیز کی بڑی تعریفین کین اور خلعت منگا کر
دیا شبدیز بہت خوش ہوا مرغ زرین بال بنکے طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلا جیسے ہی باہر نکلا ملازمان
اسکے سلام کرنے لگے پانون کو بوسہ دیا کہتے تھے کہ ای شہریار آج آپ نے وہ کام کیا کہ قدرت
خوش ہوگئے آپ کو اپنے ہاتھ سے خلعت دیا کسی پہلوان کو یہ دن نصیب نہین ہوا جو حضور
کے واسطے فخر حاصل ہوا شبدیز کہہ رہا ہی بڑی غیرت کی بات تھی کہ ریش قدرت نوچ ڈالی عارض
قدرت پر طمانچہ مارا وہ شخص اگر زندہ نکل جاتا تو لوگ مجکو بدنام کرتے کہ شبدیز نے اتنا بڑا کام
کیا اور پھر پسر حمزہ نکل گیا مین ضرور شرمندہ ہوتا میرا دل یہ چاہتا کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤن
مگر اب کچھ بن نہین پڑتا یقین ہی کہ مارا جاتا سعد طوقی کا مسلمانون کو ناگوار ہو ساتھ والے
کہتے ہین قدرت آپ پر مہربان ہین آپکا کوئی کچھ نہین کرسکتا جب کوئی آپ سے ارادہ لڑنے کا کریگا
قدرت تقدیر کرکے آپکو غالب کرینگے قدرت کی تقدیر مین کوئی دخل دے سکتا ہی شبدیز پھولا ہوا
کھڑا ہے سب افسر یہ باتین کر رہے ہین کہ لشکر مین تلاطم ہوا شبدیز نے سر اُٹھا کے دیکھا

کہ رستم پیلتن تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین شبدیز کو دیکھکر آواز دی کہ او
نامرد مین نے اُس جنت آرام گاہ کی مردمی وجرأت اور تیری نامردی اہل دربار سے سنی کہ تو نے
ایسا عاجز کر کے اُنھین قتل کیا اُسپر غرور کرتا ہی خبردار نام جرأت وبہادری کا دلینا مجھسے تو مقابلہ
کر شبدیز ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب رستم پہونچا کہتا ہوا کہ او پسر حمزہ تجکو قضا لیکر آئی ہی رستم نے
کہا کہ او نامرد سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو جرأت فرزندان صاحبقران اظہر من الشمس
وابین من الامس ہی آج تجکو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے رستم پیلتن قریب آئے شبدیز نے
رستم کو تھمنے نہ دیا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم بھائی کی محبت مین دیوانے ہو رہے ہین کلیجے مین
شعلہ بھڑک رہا ہی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ جھٹکا مار کر تلوار چھین لون شبدیز بڑا
زبردست پہلوان ہی تلوار تو اسکے قبضے سے نہین نکلی مگر لپٹ پڑا رستم بھی یہی چاہتے تھے
ایک گھونسا گینڈے کے سر پر مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا اور شبدیز کو کھینچ کر اپنے قریب لائے
آپ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی اہل لشکر شبدیز دیکھ رہے ہین رستم نے اُس
غصے مین کئی طمانچے شبدیز کو مارے شبدیز کانپ کر رہگیا چاہا کہ بدلہ لون رستم نے ہاتھ نہ چھوڑا
شبدیز اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی رستم تھوڑے ہی عرصے مین کئی مرتبہ پکڑ لائے وہ وہ
گھسے مارے کہ ذرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شبدیز اپنی
زندگی سے بیزار ہی حیران ہی کہ دیکھون کیونکر جان بچے اُس غصے مین پھر رستم سے لڑا رستم
نے بہت ذلیل کیا طمانچے بھی مارے بال بھی سر کے پکڑے آخر مین اکھڑ کر بار شبدیز چاہتا تھا کہ
مونڈھے کی کھا کر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ وہ نامرد گر دبرد ہوا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے منظور ہوا کہ سر کھینچ لون یا چیر کر پھینکدون مگر نگاہ جو شبدیز پر پڑ گئی چہرے پر
اُداسی آنکھین ڈگڈگاتی ہوئین حال ابتر جو شبدیز کا دیکھا رحم آگیا دل سے باتین کرنے
لگے کہ ای علمشاہ مرنے والے سے ملاقات غیر ممکن ہی لہذا اب اسکو مسلمان کرینگے یہ سوچ کر
مشکیں باندھین گھوڑے پر سوار ہوے شبدیز سے کہا کہ ہمراہ رکاب چل شبدیز مجبور
و ناچار ہی رستم نے نیزہ پشت پر رکھا فرمایا کہ اگر رہروی مین تامل کریگا تو نیزہ مار دونگا کہ
پشت کو توڑ کر پار نکل رہیگا اس طرح سے رستم پیلتن شبدیز کو لیکر چلے شبدیز دوڑتا ہوا آتا ہی

جہان کہین راہ مین رکتا ہی رستم سنان نیزہ چبھو دیتے ہین شبدیز دیکھکر بھاگتا ہی اسی طرح سارے
لشکر مین پھراتے ہوے بارگاہ سلیمانی پر لائے سرداران نے جو شبدیز کو دیکھا کوئی قبضہ مارتا ہی
کوئی بلچک لگاتا ہی بعض نے اسقدر تھوکا کہ تمام جسم اسکا سفید ہوگیا شبدیز نے کہا کہ
ای رستم مردون کو یون نہین ذلیل کرتے ہین یہ آپکو مناسب نہین رستم نے سردارون کو منع
کیا کہا کہ یارو اُس جنت آرامگاہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اب اسکو ذلیل کرنے
سے کیا نفع اگر یہ مسلمان ہو تو اسکو رونق بارگاہ اسلام کرین ورنہ قتل کرین لیکن مین یہی چاہتا
ہون کہ یہ مسلمان ہو اور ہم لوگون مین رہے اگر طریقہ جرأت سے آگاہ ہو جائے تو اسکو مرتبہ اعلے
دین یہ کہکر اندر بارگاہ سلیمانی کے لائے سامنے صاحبقران کے پیش کیا صاحبقران نے
فرمایا کہ بیٹا رستم تمنے بڑا کام کیا کہ اس نامرد کو لائے مگر اس وقت میرے سامنے سے ہٹاؤ
ایسا نہو کہ محبت مین فرزند کی کوئی حکم دے دون کہ قانون کے خلاف ہو اسکو لیجا کر اپنے
لشکر مین قید کرو مین اسکا دربار سمجھونگا رستم نے شبدیز کو لیجا کر اپنی بارگاہ مین قید کیا آلاگردو
ومالاگرد کے سپرد کر دیا امیر کے سامنے لاشہ سعد طوقی کا رکھا ہی فرمایا کہ مقبل سے کہو ہمارا
مرکب تیار کرے ہم اپنے فرزند کا سر لینے جائینگے عمرو کھڑا ہوا ورہا تھا یہ جو صاحبقران
نے فرمایا عمرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقائے نامدار آپ تامل فرمائین مین
جاکر سر دربار ہفت پیکر سے لاتا ہون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا بصورت اصلی چلا اسی طرح
لشکر ہفت پیکر مین آیا لوگون نے دیکھا کہ نیمچہ عمرو کے ہاتھ مین جال الیاسی کاندھے پر
ایک کاندھے پر گلیم عیاری جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین جسے چاہا کہ روکے عمرو نے بنگاہ
قہر وغضب دیکھا وہ شخص تھرا کر رہگیا اور عمرو نکل گیا اسی رنگ سے دربارگاہ ہفت پیکر پر آیا
درگہ سالار نے آواز دی کہ ای عمرو یہان آنے کا ارادہ نکرنا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا کہ گوپھن
مین پتھر دیکر مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی
اور سر سعد طوقی کا تخت پر رکھا ہی عمرو نے آنکھ ملا کر ہفت پیکر سے آواز دی کہ او نامرد سر
فرزند صاحبقران تو نے اس طور سے رکھا ہی اور بے ادبی کر رہا ہی لاشہ سعد کا دفن ہوے
تو تیرا سر کاٹون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا قریب تخت ہفت پیکر کے آیا داہنے ہاتھ سے

سر اُٹھایا بائین ہاتھ سے تاج لیا جست کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار وغدار ہون
مرا ہمسر رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر وطرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے جست جو کی سراپچے کو فراکر سر کو گود مین لیے ہوے طرف لشکر کے چلے ہفت پیکر نے کہا کہ یارو اس ساربان زادے کو لینا لوگ پیچھے عمرو کے دوڑے عمرو نے باہر نکل کر ایک جادوگر کو خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین خواجہ بھاگے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین لاشہ سعد طوقی کا لندھور نے باہر رکھ صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون دارا ہے ہنہ ہمارے فرزند کا لاشہ بے سر دفن ہوگا کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو گئے ہین مگر دن کو کیا کرسکتے ہین رات ہوتی تو کسی کی صورت بنکر جاتے تو شاید سر لاتے دن کو وہ کیا کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہاٹ ہوا خواجہ عمرو آئے عمرو نے لاکر سر سامنے صاحبقران کے رکھا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کس صورت پر گئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بصورت اصلی گیا اور سر تخت ہفت پیکر سے اٹھا لایا ہرکارون نے صاحبقران کے ہاتھ مین پرچہ دیا کہ تاج بھی ہفت پیکر کا لائے ہین صاحبقران نے پرچہ پڑھ کر کہا کہ خواجہ وہ تاج تو ہم دیکھین خواجہ عمرو نے کہا کہ اے آقاے نامدار دن کو جانا ہی مشکل تھا تاج کسی کے سر سے اُتارنا کیونکر ہو سکتا ہی یہ ہرکارے جھوٹے پرچہ لکھا کرتے ہین امیر چونکہ غمگین تھے خاموش ہو رہے لندھور و مالک نے سر کو جسم سے ملایا رسم سربرہنہ ہوکر چندوق کے ساتھ ہوے اول غسل دیا گیا جب لاش لیکر شہر خموشان مین آئے تو دیکھ کا حال بہت ابتر ہوا فرمایا کہ یارو مین اپنے نور نظر کو پیوند زمین نہ ہونے دونگا ہاے یہ نازک مزاج شاہون کے سر کا تاج کیسا تنہائی مین گھبرائیگا۔ نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے | ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان طاقت نطق کہان سانس بھی مساز نہین	نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین

لندھور و مالک نے صاحبقران کو سمجھایا کہ ای آقاے نامدار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے صاحبقران نے فرمایا مجبور وناچار ہین صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے موت سے کسی کو چارہ نہین ای دارائے ہند ملکہ مہرنگار ایسی معشوقہ کا دم میرے زانو پر نکلا سواے صبر کے ہمنے اور کیا کیا لہذا اب بھی صبر کرینگے مگر حیرت یہ ہو کہ انکی والدۂ ماجدہ قلعہ ذوالامان مین ہین جب اتفاق ملاقات ہوگا اور وہ پوچھین گی کہ میرا فرزند کہان ہو تو مین اُنکو کیا جواب دونگا سرداروں نے عرض کی کہ حضور اگر وہ یہان موجود ہوتین تو کیا کرتین ملکہ مہرنگار کے سامنے قباد نے انتقال کیا مہرنگار نے کیا کیا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ نے علیش و راحت دنیا کو ترک کیا تھا جب وہ روتی تھین تو دل سنگ آب ہوتا تھا رستم وڑکر قدمون سے صاحبقران زمان کے لپٹ گئے کہا کہ قبلہ و کعبہ اب صبر کیجیے تشریف لے چلیے ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ آپ یہان پر تشریف رکھین اور ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جائین ایک طرف سے بدیع الزمان نے آکے صاحبقران کو اُٹھایا اور سب فرزند آکر لپٹ گئے صاحبقران کو بمشکل بارگاہ مین لائے علمشاہ نے بعد کئی دن کے عرض کی کہ شدید کو غلام لایا ہی اُسکا بلاکر دربار سمجھیے اگر وہ راہ پر آئے تو بہتر ہی اگر گمراہ رہے تو اُسکو قتل کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بڑے بڑے پہلوان آئے وہ تم لوگون سے لڑے اور مارے گئے بعض مسلمان ہوے بعض ناکام پردۂ دنیا سے اُٹھے لیکن ایسا پہلوان آج تک نہین آیا تھا صاحب جرأت وطاقت فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق مین چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو تو رونق بارگاہ اسلام کرون ابھی دو چار دن اور قید رکھو پھر مین دربار سمجھونگا ذرا غم شاہزادہ سعد طوقی کا کم ہولے تو مین دربار سمجھون ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے ابھی تصویر اُس مرحوم کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی لیکن اُسکو ایسے شخص کے سپرد کرو کہ آرام سے رکھے آب ودانہ کیفیت پہونچائے شراب وکباب جملہ چیزین اُسکو پہونچین علمشاہ نے عرض کی کہ مین نے الاگرد و مالاگرد کے سپرد کیا ہی صاحبقران زمان نے الاگرد و مالاگرد سے فرمایا کہ ای سرداران لشکر علمشاہ

اُس قیدی کے ساتھ تعصب مذہبی نہ کرنا لوگ حیران ہو گئے کہ قاتل فرزند پر صاحبقران زمان یہ مہربانی فرماتے ہیں اور اُسکے مسلمان ہونے کی خواہش رکھتے ہیں نہی کا ہش رکھتے ہیں سب سردار یہی ذکر کر رہے ہیں مگر آلاگرد و مالاگرد جو قید خانے میں آئے شبدیز کے ساتھ بڑی محبت صرف کی شبدیز نے پوچھا کہ ای افسر آج زیادہ مہربانی کا کیا باعث ہے آلاگرد و مالاگرد نے پرورش صاحبقران کا ذکر کیا شبدیز کو نام صاحبقران سے ایک محبت پیدا ہوئی لیکن ہفت پیکر دربار میں بیٹھا ہی ہرکاروں نے یہ خبر پہونچائی کہ صاحبقران نے ابھی دربار شبدیز کا نہیں سمجھا اور بڑی پرورش فرمائی ہفت پیکر تعریفیں شبدیز کی کر رہا ہی مہتر و سرہنگ جو دربار میں جمع ہیں اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ جو کوئی تم لوگوں سے شبدیز کو چُرا کر لائے اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا جواہر سے بھر دونگا عیار اس فکر میں ہوے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ باخداوند مقہور تیغ دراز بیشہ معیبت خیز سے بجمعیت تین لاکھ فوج کے آتا ہی یہ خبر سُنکر ہفت پیکر تو خوش ہو گیا مگر رفقا نے عرض کی کہ یا خداوند مقہور و شبدیز سے چشمک چلی آتی ہی مقہور بھی مثل شبدیز کے بہادر ہی شبدیز کے نام سے اُسکو نفرت ہی ہمیشہ یہی خیال رکھتا ہی کہ جو کام شبدیز کرے وہ میں بھی کروں یہ ذکر تھا کہ مقہور آکر پہونچا غرور سے جھومتا ہوا ہفت پیکر کو سجدہ بھی غرور سے کیا ہفت پیکر نے دنگل واسطے بیٹھنے کے دیا مقہور نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ شبدیز کہاں ہی ہفت پیکر نے سب حال شبدیز کا بیان کیا کہ اُسنے فرزند صاحبقران کو مارا کئی برس ہوے کہ مسلمان طلسم ہفت پیکر میں آئے لیکن ایسا ملال نہیں پہونچا کہ فرزند صاحبقران کو اُسنے ٹوک کر مارا صاحبقران کو بڑا قلق ہی مقہور نے کہا کہ یا خداوند اب میں صاحبقران کو صدمے پہونچاؤنگا میں مثل شبدیز کے نہیں ہوں کہ مجکو مسلمان قید کر رکھیں گے اب طبل جنگی بجوائیے کل میدان میں مقابلہ کرونگا نام پر مقہور کے طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبر لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی۔ قطعہ۔ یارب بقاے عمر تو باد اہزار سال + لیکن بہ این حساب بعد حشمت و جلال + سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم +

یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال، شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مقہور
دربار مین ہفت پیکر کے آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کے
دشمنون کو قتل کرونگا اور یہ بھی کہا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کر رکھین گے
امیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لشکر مین امیر
کے طبل سکندری پر چوب پڑی جانبین کے لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر
رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان ماہ تابان مع شاگردان ثوابت و سیارگان اکھاڑے
سے فلک نیلوفری کے بھاگا اور داخل قصر مغرب ہوا اور پہلوان نیر اعظم خم ٹھوکتا ہوا اکھاڑے
مین چرخ زبرجدی کے آیا فوجین جانبین سے میدان مین آکر پہونچین مگر مقہور مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا ہر بات مین نام شبدیز کا لے رہا ہی دمبدم کہتا ہی کہ مین مثل شبدیز کے
نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کرینگے صفین آراستہ ہوئین لشکر جمے نقیب نقابت کر کے
ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا۔ نظم

ہان ناموروہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی

دیگر

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
دل مردون کا بھر جنگ پھڑکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم ہی نہ اب ہی سام باقی
رستم رہا نہ زمین پہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید کڑکیت یہ آوازین لگا کر ہٹے مقہور نے کہ آمادہ کھڑا تھا
تکبر و نخوت تمام گینڈا بڑھایا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان ہو
ہفت پیکر نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مقہور نے کہا کہ یا خداوندا گر آپ تقویت
بد بھی کرینگے تو مین غالب آؤنگا جا کر بہادرون کو للکارونگا ٹوک ٹوک کے پہلوانون کو مارونگا
یہ کہکر میدان مین آیا گھڑی دو گھڑی نیزہ ہلایا جب خوب عرق عرق ہوا دونون پیرون سے
یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹا مین برستی ہین گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ
ای فرقۂ خداپرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر وہ شخص میرے مقابلے مین
آئے کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو قید کر کے بٹھا رکھو یا
امیر کسی کو بھیجو مگر جو بادولت کے مقابلے مین آئے سمجھ کے آئے یہ جو مقہور نے نعرہ کیا رستم برزمین
مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندۂ صاحبقران مرکب عربی کو جمکا کر نکلا سامنے بادشاہ کے آگے

عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای فرامرز یہ بڑا پُرزور معلوم ہوتا ہی اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا فرامرز نے کہا کہ اگر اقبال شاہی شریک حال ہی تو اسکی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین مقہور کے آیا مقہور نے دیکھتے ہی نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر مقہور نے نیزہ فرامرز کا تھام لیا اور زور کرکے توڑ ڈالا فرامرز کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر یا خداوند ہفت پیکر کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے گرد سپر کا اٹھا دیا مگر مقہور بڑا زبردست جوان ہی سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹ کر سر پر تلوار پڑی کہ تا دو ابرو فرامرز کے تیغہ پہونچا فرامرز نے اتنا بڑا زخم کاری کھاکر ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے گینڈا ہٹا لیا تکان جو پہونچی سر فرامرز کا جھکا مقہور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر فرامرز کا چہارہ ہوا چاہا کہ تیسرا ہاتھ مارے جمہور نے صف سے دیکھا کہ فرامرز کشتہ ہوتا ہی مرکب کو اپنے اڑا دیا اس جلدی مین آیا کہ فرامرز کو ہٹایا اب سینہ سپر کرکے مقابلہ کیا مقہور نے اسی تیغۂ خون آلود کا وار کیا جمہور کا سر زخمی ہوا کئی پہلوان فرداً فرداً گئے ہاتھ سے مقہور کے زخمی ہوے دو پہلوان سیار گلشن جنان ہوے اب تو مقہور کا وہ غرور بڑھا کہ کئی مرتبہ پکار کر آواز دی کہ مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مسلمان مجکو قید کرینگے جھومتا ہوا پلٹا ہفت پیکر کو آکر سلام کیا کہا کہ یا خداوند آپ نے میری میدانداری دیکھی غلام نے مسلمانونکا کیا حال کیا کئی پہلوان زخمی کیے چند روز مین سب کا خاتمہ کردونگا حمزہ سے مقابلہ کرونگا جس دن حمزہ سے مقابلہ کرونگا اور سر میدان زیر کرونگا اُس روز مسلمان بھاگ جائینگے مین شبدیز نہین ہون جو میرے مقابلے مین آئیگا سزا پائیگا اسطرح کے غرور کرتا ہوا دربار ہفت پیکر مین آیا کہا کہ یا خداوند آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب مین مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا روز دس پانچ کو قتل کرونگا جو زخمی ہوگا وہ دو چار دن مین تڑپ تڑپ کر مرجائیگا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہین آفت برپا کرونگا ہفت پیکر نے پھر طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر قضا کا الاگرد و مالاگرد جو کھانا لیکر واسطے شبدیز کے آئے شبدیز نے کہا کہ ای افسران رستم آج

میدان مین کیا معرکہ گتہ راذ ہم بھی سنین الاگرد و مالاگرد نے کہا مقہور میدان مین آیا کئی
سردار زخمی ہوے ہر کلمے پر وہ مغرور یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون الاگرد و مالاگرد سے
شبدیز نے کہا کہ تم عزیزدار رستم ہو ہماری جانب سے رستم سے عرض کرو کہ ہمکو بھی کل میدان
کارزار مین لے چلین ہم بھی میدان کا تماشہ دیکھین اور مقہور کو معلوم ہو کہ شبدیز کیا ہی یہ سنکر
الاگرد و مالاگرد نے کہا کہ بہتر ہی آکر رستم سے کہا رستم نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی کل شبدیز کو میدان
مین لانا جب چار پہر رات گتہ ری اور لشکر طرف میدان کارزار کے چلے تو الاگرد و مالاگرد نے
آکر شبدیز کو ارابے پر سوار کیا شبدیز مسلسل و مطوق ہاتھ ٹیکے ہوے ارابے پر بیٹھا ہی مگر
مثل شیر جھومتا ہوا الاگرد و مالاگرد نے ارابہ شبدیز کا لاکر ایک طرف ٹھہرایا ادھر لشکر میدان
مین آکر پہونچے اب وہ وقت آیا کہ مقہور تیغ دراز گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا سلحشوری
کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چاہتے تھے
سردار کہ مقابلہ مقہور مین نکلین کہ شبدیز نے زنجیرین ہلا مین ارابے سے جست کر کے
کود ا زنجیرین طوق بیڑیان توڑتا ہوا چلا قید جو شبدیز نے توڑی جسم سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین اسی حال سے سر برہنہ مقابلہ مقہور مین پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بیحیا
مغرور عقل و جرأت سے دور دیکھ شبدیز تیرے سامنے آیا شبدیز کی جرأت دیکھ لے حربہ
کر تو تجکو حال کھلے مقہور نے نیزہ مارا شبدیز نے آڑے ہو کر نیزہ خالی دیا ڈانڈ پر نیزے
کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ مقہور کے ہاتھ سے چھین لیا مقہور نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے
اکوائی ہو کر خالی دیا خالی دیکر بار تھو بچائی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ مقہور
زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا مقہور نے چاہا کہ پیچ باندھون شبدیز نے اٹھا کر دے مارا
چھاتی پر چڑھ کر سر مقہور کا کھینچ لیا طرف لشکر ہفت پیکر کے پھینکا پکار کر آواز دی کہ یا
خداوند یہ مقہور مغرور کا سر موجود ہی ہر بات مین یہ یہی کہتا تھا کہ مین مثل شبدیز نہین ہون
اب اور کسی کو میرے مقابلے مین بھیجئے صفار جنگ آزمانے جولاف و گزاف شبدیز کی سُنی
صف سے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت لیکر مقابلہ شبدیز مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی صفار جنگ آزما کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا گینڈے کے سر پر

گھونسہ پڑا گینڈے کا سر پھٹا صفدر زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا شبدیز نے تیسرے پیچ پر
اُکھیڑ کر مارا کہ صفدر کے استخوان چور چور ہوے پھر پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر
اور کسی کو بھیجے آفتاب کر گردن سوار گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا شبدیز نے جھپٹ کر
ایک گھونسہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا آفتاب گینڈے سے کودا شبدیز سے لپٹ گیا مگر
شبدیز بلاے روزگار ہی تیسرے پیچ پر اُسکو بھی اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوے
اہل اسلام اس جرأت کو دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب شبدیز اطاعت امیر
کریگا اور ہفت پیکر پر خوشی لعنت کرے گا جرأت شبدیز کی سب تعریفین کر رہے ہین لیکن
ہفت پیکر جھلا جھلا کر پہلوانون کو بھیج رہا ہی جو پہلوان مقابلے مین شبدیز کے گیا وہ واصل
جہنم ہوا بڑی جرأت یہ ہی کہ شبدیز نے ہتھیار ہاتھ مین نہین لیا تھا سب سے لڑا گیارہ
پہلوان فرداً فرداً مقابلے مین شبدیز کے آئے اور مارے گئے پہر دن رہے برابند ہو گیا
ہر چند شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوند کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے ہفت پیکر ایک ایک
کا نام لیکر پکار رہا ہی کہ مقابلے مین شبدیز کے جاؤ مگر کوئی نہین جاتا برا ب ہی آخر مجبور ہو کے
شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوند اتنے پہلوان کھڑے ہین کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا خیال
کرنے کا مقام ہی کہ سلاح تک میرے جسم پر نہین ہین بے زرہ لڑ رہا ہون ہتھیار تک پاس
نہین ایک ہفتہ قید مین گذرا تکلیفین اُٹھائین جب کوئی مقابلے مین شبدیز کے نہ آیا تو شبدیز
یہ کہکر پلٹا کہ اب کوئی نامرد میرے مقابلے مین نہ آئیگا یہ کہتا ہوا قریب ارابے کے آیا اور آ کے
ارابے پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی کہ ای الاگرد و مالاگرد مجکو زنجیرین پہناؤ قید کر کے قیدخانے
مین لے چلو ایسا نہ ہو کہ مین بھاگ جاؤن علمشاہ نے اشارہ کیا کہ ای الاگرد و مالاگرد
جا کر شبدیز کو سمجھاؤ سمجھا کر قدمون پر صاحبقران کے گراؤ اور کہنا کہ آج تمھاری جرأت
کی سب تعریفین کر رہے ہین صاحبقران تمسے راضی ہین سب سردار تمھاری صفت کر رہے ہین
مقہور کا خوب غرور مٹایا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا اب تمکو قید مین رہنے سے کیا فائدہ یہ سنکر
الاگرد و مالاگرد قریب شبدیز کے آئے اور بہت کچھ سمجھایا شبدیز نے جواب دیا کہ صاحبقران
مجھسے یہ امید نہ رکھین کہ مین مسلمان ہو کر خدمت حضور مین رہونگا مین بندۂ مردی اسیر ہون کہ

مین نے اُنکے بیٹے کو مارا اُنھون نے قید خانے مین بھی مجھپر رعایت کی آب و دانہ بےتکلف بہونچایا
مین جانتا تھا کہ قید مین مجکو بڑی تکلیف ہوگی اور صاحبقران بڑے صدمات دینگے اور زندہ
نہ چھوڑینگے مگر مردان عالم کے جو قواعد ہین وہ امیر نے میرے ساتھ مرعی کیے مقہور بہت ہی
بلبلاتا تھا اور ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون اُس غور پر مین نے اُسے نزدیک
کہ شبدیز کو سب دیکھ تو لین اگر مجکو قید نہ پہناؤگے تو مین قید خانے مین بگڑونگا نگہبانون کو مارونگا
آخر ناچار ہوکر آلاگرد و مالاگرد نے شبدیز کو قید پہنائی شبدیز نے خوشی خوشی قید پہن لی آلاگرد
و مالاگرد شبدیز کو قید خانے مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ باتین سنین فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ
شبدیز کو دربار مین بلاؤنگا ای آلاگرد و مالاگرد بخوبی شبدیز کو سمجھانا کہ جب صاحبقران تم کو
سمجھائین فوراً مسلمان ہونا آلاگرد و مالاگرد جب کھانا لیکر پاس شبدیز آئے کھانا کھلایا
شراب پلائی سمجھانا شروع کیا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت مین کوئی فرق نہین صاحبقران عالیشان
ضرور سرفراز کرینگے اگر کل صاحبقران تمکو دربار مین بلائین اور سمجھائین فوراً مسلمان ہونا
انکار نکرنا شبدیز نے کچھ جواب نہ دیا اب آلاگرد و مالاگرد نے نگہبانی بھی کم کردی لیکن ہفت پیکر
جو میدان سے پلٹا پکار کر آواز دی کہ ای شاطران بادولت تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر شبدیز کو
لائے قدرت کا ضرور پاس کریگا میدان مین بھی اُسنے ہر مرتبہ یہی کہکر پکارا کہ یا خداوندا کسی کو
بھیجیے مقہور نے اُسکے مزاج کو بگاڑا ہم ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجکو مسلمان
قید کرینگے سب خبرین اُسکو پہونچین آخر اُسنے میدان مین آکر یہ آفت برپا کی کہ عاجز کردیا یہ
سنکر سرخیل چابک خرام ایک شاطر مکار و غدار و خنجر گزار کہ عیارون مین بیٹھا ہی بل کر کے
اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا خداوند مین جاتا ہون
اور شبدیز کو چراکر لاتا ہون مین نے یہ بھی خبر سنی ہی کہ آج شب کو نگہبانی بھی کم ہی بہ کیفیت جاکر
عیاری کرونگا بسہولیت شبدیز کو چرا لاؤنگا یہ کہکے سرخیل چابک خرام چلا باہر نکل کے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بدلی طرف لشکر اسلام کے چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند
نگہبان ضعیف و نحیف دروازے پر قید خانے کے بیٹھے ہین زلف لیلاے شب کمر سے
گندہ رجکی ہی سرخیل چابک خرام جھپٹ کر قریب قید خانے کے آیا فقیر بنکے بھیک مانگنے لگا اُنتین چار

بڈھون کو حباب مار مار کے بیہوش کیا بیہوش کرکے اندر قید خانے کے آیا شبدیز کو دیکھا کہ بیٹھا جاگ رہا ہو جیسے ہی دروازہ کھلا کہا کہ ارے تو کون ہو یہان کیون آیا ہو سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز غل نہ مچا مین ہون سرخیل چابک خرام قدرت نے بھیجا ہو کہ جا کر شبدیز کو لاؤ شبدیز نے کہا کہ ای سرخیل خبردار مجکو نہ لیجانا میرے جسم پر قید رستم ہو قید مردان عالم جسم سے دور کرنا بڑی حرکت نامردی ہی ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام مجھپر طعن کرین کہ شبدیز نے کیا حرکت کی مجکو شرمندگی ہوگی سرخیل خاموش ہو رہا باتین کرنے کرتے حباب مارا حباب مار کے شبدیز کو بیہوش کیا قید کاٹ کر وہین ڈال دی بشتارہ باندھا جست وخیز کرتا ہوا لے کے چلا اب وہ وقت آچکا ہو کہ قیدی زندان مغرب زنجیرہاے شعاع وضیا مین جکڑا ہوا رہائی پایا چاہتا ہے سرخیل بشتارہ شبدیز کا لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر آکر تخت پر بیٹھا ہو کہ سرخیل نے لاکر بشتارہ رکھا کہا کہ یا خداوندیہ گنہگار حاضر ہو لیکن واضح رہے کہ جب غلام اندر قید خانے کے پہونچا ہو تو یہ انکار کرتا تھا کہ مجکو نہ لیجاؤ میرے جسم پر قید مردان عالم ہی مین نے باتون مین لگا کر بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا جب جمال قدرت دیکھے گا تو خود راضی ہو جائیگا چند روز سے جمال قدرت نہین دیکھا اس وجہ سے باغی تھا اب جمال قدرت دیکھے گا تو بغاوت دفع ہو جائیگی عیار نے بڑھ کر شبدیز کو ہوشیار کیا شبدیز کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا اُٹھتے ہی اسنے کہا کہ کیون ای سرخیل تو مجکو کس واسطے لایا رستم مجکو زیر کرکے لے گئے تھے قید پہنائی تھی تو نے کیون قید کاٹی سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز کیون سرکشی کی باتین کرتا ہو قدرت نے تجکو بلوایا ہو تو سحر مسلمانان مین مبتلا ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بکتا ہو اہل لشکر صاحبقران سحر کو عیب جانتے ہین اگر صاحبقران منظور کرتے تو اسقدر ساحر اُنکے مطیع ومنقاد ہین کہ تمام طلسم مملو ہو جاتا شاہان طلسم ہزار اسپ شہریار وشہنشاہ جادو کہ سحر مین اُنکا مثل نہین مگر صاحبقران کسی کا ساتھ رہنا قبول نہیں کرتے وہ اپنے ملک مین رہتے ہین اُنکو ساحر نہ کہو سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز خاموش رہو قدرت سامنے بیٹھے ہین اور تم بے ادبی کرتے ہو بھلا کہ جو سرخیل نے کہا شبدیز نے ایک طمانچہ مارا کہ سر سرخیل کا اڑ گیا شبدیز اکڑ کر اُٹھا ہفت پیکر کو جو دیکھا واسطے سجدے کے جھکا اور

ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند مین آپ کا بندہ ہون لیکن اس مقدمے مین کد وکاوش
نہ کیجیے ہفت پیکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے دل پر غبار چھا گیا ہی ایسی باتین نہ کر پھر
حمزہ سے مقابلہ کرنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند آپ ایسے کلمات نہ فرمائیے کہ مجھپر شاق ہون
اگر میری تقدیر مین رہائی ہی تو جب حمزہ رہا کریگا رہا ہونگا ورنہ اُسی قید خانے مین سڑ سڑ
کے مرجاؤنگا صاحبقران کا حقیقت مین مجھپر بڑا احسان ہی کہ مین نے تو اُنکے فرزند
کو مارا اُنھون نے مجھے قتل نہین کیا سرداروں نے جو بدعت کی صاحبقران نے آکر بچایا اور
ملازمان سعد طوقی آمادہ تھے کہ میرے ٹکڑے اُڑائین صاحبقران نے آکر بچایا اپنے سامنے
نہین بلایا الا گردہ مالا گرد پر تاکید کردی کہ شبدیز کو کوئی تکلیف نہ پہونچے مین اُنکا
بندۂ خلق ہون کہ ایک پہلوان سنان نیزہ باز کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھا ہی شبدیز
کی باتین سُنکر بول اُٹھا کہ صاحبو سنتے ہو شبدیز کس طرح کی باتین کر رہا ہی قدرت
رہا کرتے ہین وہ رہا نہین ہوتا اگر کوئی کہے کہ مذہب کو ترک کیا تو مذہب بھی ترک نہین کیا
قدرت کو سجدہ کرتا ہی لیکن خوف صاحبقران غالب ہی شبدیز نے پلٹ کر کہا کہ کیون
او سنان تجھے کیا دخل ہی کہ بیچ مین بول اُٹھا میرے قریب سے اُٹھ جا ورنہ قیامت
برپا کرونگا سنان نے کہا کہ ای شبدیز تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین کیا تجھ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون
شبدیز نے کہا کہ ای سنان کچھ جرأت دکھا تو مین جانون ورنہ ایک طمانچہ مارونگا کہ سر
اُڑ جائیگا یہ کہکے شبدیز پلٹا سنان نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے ہاتھ مروڑ کر
تلوار چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوے بھائی سنان
کا گمان ابلق سوار ہان ہان کہکے اُٹھا خنجر شبدیز پر مارا شبدیز نے پلٹ کر
خنجر تو خالی دیا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر گمان کا اُڑ گیا لاش گمان کی گری اوپر
سے شبدیز نے ایک لات ماردی کہ استخوان گمان کے چور چور ہوے اسی طرح نو پہلوان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ سے شبدیز کے مارے گئے شبدیز نے دیکھا کہ اب
بارگاہ مین بلوہ ہوا چاہتا ہی سب پہلوانون کا یہی قصد ہی کہ مجھکو گھیر کر مار لین یہ سوچکر
اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین آداب و تسلیمات عرض کرتا ہون یہ بے ادبیان

جو مین نے کین معاف فرمایئے گا مجھے آپ نے رستم سے شرمندہ کرایا مین جا کر کیا عذر کرونگا یہ
کہکر شبدیز چلا ہر چند کہ ہفت پیکر نے کہا کہ ای شبدیز تمہاری بے ادبی کو قدرت نے معاف
کیا ہے تمکو چرا سنگا یا ہو اب یہین رہو حمزہ کی یہ مجال نہین ہو کہ تمکو ہمارے دربار سے لیجائے
یارہ سو پہلوان بیٹھے ہین سب تمہارا ساتھ دینگے شبدیز نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند
آپ ایسا نہ فرمایئے مین نہ ٹھہرونگا صاحبقران تلاش کرتے ہونگے یہ کہکے جھومتا ہوا بارگاہ سے
نکلا طرف لشکر صاحبقران کے چلا شاگردان خواجہ عمرو بعہدۂ جاسوسی جو لشکر کفار مین موجود
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے صاحبقران عالیشان دربار گاہ سلیمانی پر ٹہل رہے ہین کہ رستم حاضر
ہوے آکر عرض کی کہ ای قبلہ وکعبہ آپ نے سُنا شبدیز کو عیاران لشکر کفار چرا لیگئے
مین نے سمک بیلداقی کو براے خبر بھیجا ہی خبر لیکر آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار شبدیز کو سرخیل چرا لے گیا تھا شبدیز قید خانے
سے نہ جاتا تھا سرخیل نے دھوکا دیکر بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈال گیا اسطرح شبدیز کو لیگیا
شبدیز نے سامنے ہفت پیکر کے سرخیل کو مارا اور گیارہ پہلوان قتل کیے اب آتا ہے
بارگاہ سے باہر نکل چکا تھا اب غلام خبرین لیکر بھاگے رستم نے چند سردارون کو اشارہ
کیا کہ شبدیز کو استقبال کرکے لاؤ عیوق و جاروق جو خدمت مین حاضر تھے شبدیز کے
لینے کو چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا شبدیز آتا ہی عیوق و جاروق نے
شبدیز سے ملاقات کی فرمایا کہ بھائی صاحب ہم تمکو لینے آئے تھے صاحبقران تمہارے
مشتاق ہین شبدیز نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوانو مین صاحبقران سے بہت محجوب ہون
کیا صورت دکھاؤن مجکو قید خانے مین لیچلو قید پہنا کر سامنے صاحبقران عالیشان
کے پیش کرو ایسا نہ ہو آزردہ ہون عیوق و جاروق نے کہا کہ تمہارا نام سُنکر امیر شاد
ہوگئے اور فرمایا کہ شبدیز کو استقبال کرکے لاؤ ہم بحکم صاحبقران آئے ہین عیوق و
جاروق راہ مین سمجھاتے ہوے چلے کہ ای شبدیز صاحبقران کو تمہارے مسلمان ہونیکی
بڑی خوشی ہی چلتے ہی عرض کرنا کہ مین مسلمان ہوتا ہون کل تمنے میدان مین پہلوانون کو مارا
مقہور کو اس زور وشور سے قتل کیا کہ صاحبقران تعریفین کرتے تھے کہ شبدیز ماشاءاللہ

کس لطف سے لڑ رہا ہی آج تمنے دربار مین ہفت پیکر کے جو پہلوانون کو مارا یہبھی خبر
صاحبقران کو پہونچی صاحبقران اسوقت بھی تعریفین کر رہے ہین شبدیز نے کہا کہ ای پہلوانو
مین مسلمان ہونگا مجکو بڑا ملال ہی ہرچند کہ ہفت پیکر کا اعتقاد میرے دل سے نکل گیا یہ
جان گیا ہون کہ وہ مرد مکار ہو شعبدہ باز و حیلساز ہی لیکن زبان سے اسکو خداوند کہچکا
مردان عالم کو زبان کا ضرور پاس چاہیے عیوق و جاروق نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ای شبدیز
یہ بات بُری تمھارے دلمین سمائی ہی یہ بات اچھی نہین تمکو مناسب یہ ہی کہ فوراً مسلمان ہو
شبدیز نے کہا کہ جو دلمین آگئی وہ آگئی یہی مردون کا دستور ہی جو زبان سے کہا وہ کیا غرضکہ
شبدیز سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے شبدیز کو گلے سے لگا
اور فرمایا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت کے ڈنکے ہین ماشاء اللہ کل میدان مین تنہا تھے لڑے
پہلوانون کو مارا آج دربار مین گیارہ پہلوان مارے کیا جرأت دکھائی اب تمکو مناسب ہے
کہ مسلمان ہو اور ہفت پیکر پر لعنت کرو شبدیز نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ مجکو
قتل کیجیے مین مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شبدیز جو مذہب مین تمکو کلام ہو
یا کوئی شرط ہو وہ بیان کرو اُسکو پورا کرین شبدیز نے پھر سر جھکا کر عرض کی کہ حضور اسمین کچھ
نفرمائین مین مجبور ہوتا ہون مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم ایسے سردار کو قتل کرتے
افسوس آتا ہی ہم تمکو رہا کیے دیتے ہین مگر اب تو ہمسے مقابلہ نکروگے شبدیز نے عرض کی کہ اپنے
بیشے مین جاکر فقیر ہوکر بیٹھونگا کبھی آپ پر خروج نہ کرونگا صاحبقران نے خلعت سلیمانی منگواکر
شبدیز کو دیا اور ایک گینڈا با ساز و یراق منگوایا وہ بھی شبدیز کو مرحمت فرمایا ہتھیار منگائے
شبدیز نے کہا کہ مین نے آپ کی بڑی خاطر کی کہ آپ کا دیا ہوا خلعت پہن لیا ہتھیار جسم پر
نہ لگاؤنگا فقیر بنکر بیٹھونگا با توں پر شبدیز کی صاحبقران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا
اچھا خدا حافظ اب دربار ہفت پیکر مین جاؤگے شبدیز نے کہا کہ اب ہفت پیکر کو منھ نہ
دکھاؤنگا مگر اپنا لشکر لینے جاؤنگا بعد اسکے طرف اپنے بیشے کے جاؤنگا جب خدا کو منظور ہوگا
اور وہ رحیم میری ہدایت کریگا تو پھر زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکر شبدیز گینڈے پر سوار
ہوا صاحبقران اور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ غلام اب

رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ رستم کو بڑا ملال ہوا کہ صاحبقران نے مانی نے ایسے ملحد کو کیون چھوڑ دیا اسکا زندہ نکلکر جانا ہمپر بہت شاق ہوا اگر ہم یہ جانتے تو جب اسکو زیر کیا تھا وہین مار ڈالتے لیکن شبدیز لشکر ہفت پیکر مین آیا اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ شبدیز آیا اپنے لشکر کو تیار کر رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طرف اپنے وطن کے جائیگا ہفت پیکر نے وزرا کو حکم دیا کہ شبدیز کو سمجھا کر سامنے قدرت کے لاؤ قدرت سمجھا لینگی اُسکو وطن نہ جانے دینگی وزرا پاس شبدیز کے آئے کہا کہ چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی شبدیز نے کہا کہ مین اُس مکار کی ملاقات کو نہ جاؤنگا وزرا نے کہا کہ ای شبدیز یہ تم کیا کہتے ہو قدرت تمپر مہربانی فرمائین گے شبدیز نے کہا کہ قدرت سے کچھ نہ ہوسکیگا اب قدرت کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی مسلمان زندہ نہ چھوڑینگی مین ملاقات کو قدرت کی نہ جاؤنگا ہرچند کہ وزرا نے سمجھایا مگر شبدیز نے نہ مانا لشکر کو لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف صحرا کے چلا دو منزلین طی کی تھین کہ صحرا مین ایک باغ دیکھا شبدیز نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم لوگ باہر اُترو مین ذرا باغ مین جاتا ہون فوج والے باہر اُترے شبدیز ٹہلتا ہوا باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی شبدیز دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا چند درختون کی آڑ تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔ نظم

چشم گریانم پیالے از بہار آوردہ ام
نافۂ بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام

بستۂ بوے گل داغ غم پریشانی بود
تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام

از دیار عشق مے آیم دیار من غم است
درد دل چندانکہ خواہی زان دیار آوردہ ام

دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف
قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام

قطرۂ خون جگر جاے دلم در سینہ بود
وان ہم از راہ نظر بہر نثار آوردہ ام

بعد عمرے کردہ قصد جان و جہان من است
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام

سالہا خون خوردہ ام از موج طوفان غم
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

ہر طرف ہنگامۂ گرم ست از غوغای من	فتنۂ مخفی عجب بر روی کار آوردہ ام

اس گانے کی آواز سنکر شبدیز بیقرار ہو گیا آواز ہی کی جانب چلا قریب بارہ دری کے پہونچا
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن بقول میر حسن بیٹھی ہی۔ نظم

میر حسن

جہان راستی چاہیے راستی	کجی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور	ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا	ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر چین تھی موجد لطافت
آنکھین استاد سامری تھین	نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے جو یہ سراپا دیکھا پکار اٹھا کہ او ظالم مجکو بے اجل مارا ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر
نہو سکا لڑکھڑا کر گرا گر کر بیہوش ہو گیا چمن مین ایڑیان رگڑنے لگا کسی کنیز کی نگاہ جو پڑی اسنے
کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک شخص چمن مین پڑا ہوا لوٹ رہا ہی آپ کا جمال دیکھ کر بیتاب ہوا واری
مین نے دیکھا چاہتا تھا قریب آئے مگر دل سے مجبور و ناچار ہوا آخر گر کر بیہوش ہو گیا دوسری
کنیز نے عرض کی کہ لونڈی دیکھتی تھی آپ کو بہ نگاہ محبت دیکھتا تھا آخر گر کر بیہوش ہو گیا سرو قد
اپنے مقام سے اٹھی ٹہلتی ہوئی سامنے بیمار کے آئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا دوپٹے سے
گرد و غبار پاک کیا شبدیز نے آنکھین کھولدین اور دیکھا کہ وہی معشوق پریچہرہ سر زانو پر
لیے بیٹھی ہی غبار چہرے کا پاک کر رہی ہی شبدیز اٹھ بیٹھا ساتھ اس نازنین کے بارہ دری مین
آیا پہلو مین اس نازنین کے بیٹھا شبدیز بھی پہلوان وضع بہادر صف شکن ہی وہ نازنین
کبھی مسکرا مسکرا کے باتین کرنے لگی شبدیز نے نام پوچھا اس مہ جبین نے کہا کہ سرو قد میرا
نام ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ آزاد بخت باپ میرا وہان کا حاکم ہی یہ باغ میرے واسطے
بنایا ہی باغ صنوبر اسکا نام ہی مین اکثر براے سیر یہان آتی ہون دل جو گھبرایا چلی آئی یہ سنکر
شبدیز نے بھی اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین بیشۂ نرگس کا رہنے والا ہون مدد ہفت پیکر کو
گیا تھا سرو قد نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اسنے گلابی سے جام لبریز کیا دونون نے وہ دو جام پیے

دونون

دونون عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا شبدیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ملکہ نے ہاتھ جھٹک دیے کہا قاعدے سے بیٹھو سفاک مردم در منگیتر میرا آکر قریب قلعہ کے
اُترا ہی باپ کو پیغام دیا ہی کہ میری منگیتر مجھے حوالے کرو میرے باپ نے منظور کیا ایک ہفتے کا
وعدہ ہی اُس ظالم سے کیونکر جان بچیگی مگر مجکو اُسکے نام سے نفرت ہی یہی چاہتی ہون کہ اُس ظالم
کے ہاتھ سے بچون شبدیز نے کہا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین اُسکا سر کاٹ لاؤنگا ملکہ رونے لگین
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے شبدیز نے اپنے دامن سے آنسو پاک کیے کہا کہ اے ملکہ عالم مین
اُسکی تدبیر کر سکتا ہون پھر رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ باپ بھی میرا قلعے سے نکل کر
اُسکی دعوت کر رہا ہی مجکو خوف یہ ہی کہ سات ہزار فوج اُسکے ساتھ ہی باپ میرا بیس ہزار فوج
لیکر نکلا ہی دو جوان زبردست ایک مقام پر اُترے ہین ایسا نہو کہ تم جاؤ اور کوئی چشم زخم
پہونچے اس خیال سے روتی ہون شبدیز نے کہا کہ میرا وہ کیا کر سکین گے سفاک کو قتل
کرونگا باپ سے تمھارے اقرار لونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو میری جرأت و
شوکت تمام عالم مین مشہور ہی جہان جا کر لڑا ہنگامہ ڈال دیا ابھی لشکر خداوند مین گیا تھا مگر
خداوند مکار و جعلساز ہی مین مطیع مذہب اسلام ہون اپنی بات کی ضد پر صاحبقران سے قرار
نہ کیا مجکو یقین کامل تھا کہ مجکو قتل کرینگے مین نے اُنکے فرزند کو بھی مارا مگر ایسا جلیل و بہادر
میری نگاہ سے نہین گذرا اُس مغرور کی تو کوئی حقیقت نہین اب تک قلعے مین نہ جانے دونگا
ملکہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب تمھین اختیار ہی مگر سفاک بھی بڑا پہلوان ہی نام اُسکا مشہور ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا پہلوانون سے معرکہ پڑا مگر مشہور ہی کہ کسی سے زیر نہین ہوا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین ساٹھ ہزار سوار و پیدل میرے بیرون باغ اُترے ہین مین
سفاک کی فکر مین خود جاؤنگا جا کر اُسکو ٹوکونگا کہ اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا
اگر یہان رہیگا تو سزا پائیگا سرو قد نے گائن کو اشارہ کیا گائن بیچ مین آ بیٹھی بایان بجا کے
سامنے عاشق و معشوق کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے	ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے
مرحبا قتل ہمین کر کے مکرنے والے	منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

ہر ادا کو تری سکھلائین گے انداز قضا
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے

یہی کرتا ہو اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن
یون اُبھرتے ہین محل پا کے اُبھرنے والے

کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اُسکے تیرون ہی کے کچھ زخم ہین بھرنے والے

کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

تو بھی ہلتے نہین شل فلک آرام ای شوخ
آہ سے خاک نشینون کی نہ ڈرنے والے

امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
مجھسے تو پوچھتے کیا قصد ہو مرنے والے

دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے

پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لین
عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اُترنے والے

یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی چند ہین اس کام کے کرنے والے

زاہد آتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش
یون ہی چیخ اُٹھتے ہین اللہ سے ڈرنے والے

کچھ ہوا ہو مرے کینے سے ترا دل خالی
اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کیا گناہون سے بری ہو گئے ڈرنے والے

کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے

بیقرار اور مین اسوقت ہوا جاتا ہون
کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
بھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

عاشق و معشوق عیش مین بیٹھے ہوئے ہین جام چل رہا ہی صدائے ہوشاہوش و نوشانوش بلندی
که ایک کنیز نوبہار نامے عاشق و معشوق کو ایک جگہہ دیکھہ کر جل گئی سوچی کہ چل کر سفاک کو خبر
کرون انکے باپ کو بھی اطلاع دون یہ سوچکر اُٹھی طرف قلعے کے چلی باہر نکل کر ڈولی پر سوار ہوئی
طرف آزادبخت کے چلی یہان آزادبخت بیرون قلعہ آیا ہی سفاک کی دعوت مین مصروف ہی
سفاک بارگاہ مین بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ ای شہنشاہ آزادبخت مین اپنے ملک سے اتنی دور
تکلیف کرکے آیا بہت کچھ صرف کیا اب امیدوار ہون کہ مجکو سرفراز کیجیے بھونری پھر جائے غلام
معشوقہ کو لیکر اپنے ملک مین جائے یہ بھی مین نے سُنا ہی کہ ملکۂ عالم کو چودھوان سال شروع ہی
ماہ حُسن کمال پر ہی اب میری عرض قبول ہو سعادت حصول ہو آزادبخت کہتا ہی کہ ای فرزند

مجکو بھی جلدی ہی اسی ہفتے مین تدبیر کرتا ہون جب آزاد بخت یہ کہتا ہی تو سفاک خوش ہوجاتا ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی ای پہلوان دوران در دولت پر ایک کنیز ملکہ سروقد کی حاضر ہی امیدوار باریابی ہی سفاک یہ سُنکر خوش ہوگیا پہلو مین جو مصاحب بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ ملکہ نے خود پیغام بھیجا ہی میری جرأت کے شہرے ہین ملکہ نے بھی سنے ہونگے کہ بیر امشکیتر جری پہلوان صف شکن و تیغ زن ہی کہ جسکی شب شمشیر سے مردان عالم کا پتے ہین شیران صحرائی دامن صحرا منھ پر کھینچا ہی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے نام جرأت کا لین اور نہنگان دریا اسقدر خائف ہین کہ چادر آب مین چھپے ہین ورنہ نکل آتے بندگان خدا کو ستاتے میرے خوف سے بڑے بڑے پہلوان لرزان ہین کہ کنیز سامنے آئی سفاک کو جھک کر سلام کیا کہا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاب جہان آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ کیا معرکہ گذرا آپ آزاد بخت سے خواہان ہین کہ ملکہ کو بیاہ کر لیجاؤن اب نہ لیجا سکیے گا شبدیز نامے پہلوان کہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہی بلاتکلف باغ مین آیا پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی ملکہ اسقدر رشاد ہین کہ اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ہم لوگون نے جو منع کیا تو کلمات سخت کہے اور آپ کے نام سے نفرت ہی فرمائی ہین کہ مین سفاک کے ساتھ ہرگز نہ جاؤنگی شبدیز سے وعدہ کر رہی ہین جلد تدبیر کیجیے ایسا نہو کہ وہ چھلاوا اُسکے ساتھ نکل جائے تو پھر حضور کو تلاش کرنا پڑیگا اور جھک کے آزاد بخت سے کہا کہ آپ کسکی شادی کی فکر مین ہین اُنھون نے خود اپنی شادی کر لی یہ سُنکر سفاک بہت جھلایا کہا کہ ارے نوبہار مین بھی چلکر اُس جوان کا سر کھینچ لونگا اور معشوق کو بے بھونری پھرائے لیجاؤنگا یہ کہ کے اپنے مقام سے اُٹھا آزاد بخت نے کہا کہ ای فرزند مین بھی چلتا ہون سفاک نے نکل کر حکم دیا فوج مین قرنا ہوئی آزاد بخت کو تخت پر سوار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سروقد کے چلا یہان صبح کا وقت ہی کہ شبدیز پہلو مین سروقد کو لیے بیٹھا ہی ایک ایک جام واسطے خمار شکنی کے پیا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم کچھ حضور کو خبر ہی کہ نوبہار کنیز نے جاکر آگ لگائی سفاک و آزاد بخت لشکر لیکر آگئے باغ آپ کا گھر گیا اب سفاک باغ مین آیا چاہتا ہی کنیز نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ باپ تو آپکے قلب فوج مین تخت پر ہین اور سفاک طرف باغ کے آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ وہ پہلوان کون ہی جو میری معشوقہ کے ساتھ

بیٹھا ہی یہ سُنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہوکر چلا باغ سے نکلا سفاک نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کُھلا اور ایک پہلوان دیو خصال گینڈا اُڑائے ہوئے آتا ہی اور پھاٹک پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی اُسپر ملکہ کھڑی دیکھ رہی ہین شبدیز کا تنہا جانا دل بیقرار کیے دیتا ہی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا
جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا

اِی فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر
دی سعادت اُسے تو نے اسے منحوس کیا

درد دل ہی جسے افسانۂ خواب راحت
ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا

گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جاکر
کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاوس کیا

عشق کا فر کا یہ سب اِی دل نالان ہی اثر
برہمن مجکو بنایا تجھے ناقوس کیا

فائدہ کیا اگر اے آہ بنی شعلۂ شمع
چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا

آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا
تنگ تو نے بہت اِی پردۂ ناموس کیا

جامۂ زہد کریگا تجھے رسوا زاہد +
خود بیکار ریگا مجھے خرقۂ سالوس کیا

دل کو مینائے تہی تو نے بنایا اِی بخت
کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا

ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم
نالے دیتے ہین دہائی ہمیں محبوس کیا

جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہی ناامید
سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا

کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر
مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا

عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال
دل مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

اسطرح کے اشعار سرو قد بیتابی مین پڑھ رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ واری نہ گھبرایئے ملکا لشکر بھی تیار ہوا نیزے چمکاتے ہوے آتے ہین اب یقین ہی کہ مقابلہ پڑے آزاد بخت نے جو لشکر کو آتے ہوے دیکھا کہا یارو انکو تو مارلو ہمراہیان آزاد بخت چلے تھے کہ لشکر شبدیز آپڑا ہمراہیان شبدیز لڑتے بڑھے ہوے کہان کہان معرکے جھیلے ہوے شبدیز للکارکر سفاک پر جاپڑا آواز دی کہ او مغرور کہان آتا ہی سفاک نے بڑھ کر نیزہ مارا شبدیز نے جھلا کر نیزہ سفاک کا توڑ ڈالا سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نہایت چست و چالاک تھا

تلوار کو سپر پر گا نٹھا کہا کہ او نامرد دیکھ تیری فوج والون کے پیر اُٹھا چاہتے ہین سفاک اُدھر
پلٹا شبدیز نے اوپر سے ہاتھ مارا جماب کے تلوار جو گری سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک مارا گیا پریشان ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان سے کیونکر
جان بچیگی سفاک کو شبدیز نے مار کر رخ طرف لشکر کے کیا فوج پر جو آکر گرا افسرون کو تاک تاک
کے قتل کیا آزادبخت کی طرف چلا آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک ایسا پہلوان مارا گیا
مجھے یہ کا ہیکو زندہ چھوڑیگا ایسی باتین سوچ کر تخت سے کود ا پکار کر آواز دی ای پہلوان
دوران یہ لوگ ناحق لڑ رہے ہین نامرد کو بڑا گھمنڈ تھا آخر یہان آکر مارا گیا مین بدل و جان
آپ کی اطاعت کرتا ہون خوف جان سے آزادبخت الامان کہتا ہوا دوڑا قریب شبدیز
کے پہونچا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار ملکہ سروقد آپ کی کنیز ہی مین بخوشی شادی
کر دونگا مین نے جو وقت سے آپکا نام سنا مین راضی تھا اور دل مین کہتا تھا کہ سفاک
سے شادی ملکہ کی نہ کرونگا اور آپ کے ساتھ شادی کر دونگا شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ
فوجون کو منع کیجیے کہ جنگ موقوف ہو باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ بیقرار ہو رہی ہین میرا آنا
اُنکو گوارا نہ تھا معشوق باوفا ہی مین آجتک اس کوچہ سے آگاہ نہ تھا پہلوانی کا ذوق و شوق
رہا اس کوچے مین آکر وہ لطف پایا کہ باغ باغ ہو گیا غم و الم سے فراغ ہو گیا آزادبخت نے
فوجون کو منع کیا فوجون نے تلوارین نیام مین کین آزادبخت شبدیز کو ساتھ لیکر باغ مین گیا
ملکہ نے آکر سلام کیا آزادبخت نے کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے اس پہلوان کو پایا
شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین بہت بیتاب ہون برہمنون کو بلائیے ساعت بچارین
بھونری پھر جائے اُسی وقت برہمن آئے ساعت بچاری گئی ملکہ کو لباس عروسی پہنایا گیا
شبدیز کو دولہا بنایا شبدیز کے ساتھ بھونری پھری آزادبخت کے صحن خانۂ خاص
مین فرش بچھا ہی شبدیز عروس کو پہلو مین لیکر بیٹھا گائنین سامنے حاضر ہین اور بصد
ناز و ادا اجتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین۔ نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا	تسلیان کبھی تو اک اضطراب دیتا جا
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین	وہ آنکھ تو ہمین او بیحجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے ای دل
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا

پکار کہہ کے مرے جان نثار چلتے وقت
کوئی تو ہمکو نوید خطاب دیتا جا

بتا جوانی عاشق کدھر گئی ای عشق
مٹے ہوون کو نشانِ شباب دیتا جا

ہزارین اُسکی اداؤن مین دل جو دیکھے چلا
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا

بغل مین رہ کے جو ہی تجھ سے بیخبر ای دل
اُٹھو کے اُسکو دم اضطراب دیتا جا

اُٹھا کے بزم سے کہتی ہی اُسکی چین جبین
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا

پھری نگاہ تری مجھ سے دل مرا مجھسے
اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا

لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
بغل مین بیٹھ کے اسکا حساب دیتا جا

شب فراق یہ کہتا ہون ہو کے شاکی بخت
صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا

یون ہی یہ رشتۂ الفت خدا کرے گھٹ جائے
عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا

معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دیتا جا

کہان ملیگا شب تار ہجر گم ہو کر
نشان اپنا کچھ ای آفتاب دیتا جا

رقیب بوسۂ لب لے چلے ادھر بھی کوئی
بجھی بجھی ہمین ساقی شراب دیتا جا

نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا

جو بت ہی کعبے مین روپوش تو وہی تو نہین
بتا کچھ اپنا اُلٹ کر نقاب دیتا جا

بٹھا کے سامنے بدلو رُکھائیان تو کہون
عنایتون کے مزے ای عتاب دیتا جا

کیے ہین تو نے جو عشق بتان مین نیک عمل
جلال شیخ کو اُنکا ثواب دیتا جا

گانا ہو رہا ہی صحبت عاشق و معشوق گرم ہی شبدیز دولھا بنا ہوا خوش بیٹھا ہی اختلاط
ظاہری ہو رہا ہی قضاے کار فلک نے اپنی گردش دکھائی سرخاب جادوگر مالک کوہ یاقوت
ہی تخت کو اُڑائے ہوے جاتا ہی گانے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک پری پیکر
گلنار جوڑا زیب جسم بدھیان آرسی ترچھی گلے مین پڑی ہوئین پہلو مین ایک پہلوان کے بیٹھی ہی
ناز و کرشمے ہو رہے ہین سرخاب صورت دیکھ کر بیتاب ہو گیا چاہتا ہی اُس پہلوان کو
ہٹا کے خود پہلو مین اس معشوق کے بیٹھون آخر سوچتے سوچتے یہ خیال آیا کہ مین معشوق کو

بجھرے جلوں یہاں رنگ نہ جمیگا یہ سوچ کر تخت اپنا ایک چمن مین اُتار ٹہلتا ہوا سا شمشیدیز کے آیا کہا کہ ای پہلوان یہ معشوق شعلہ مزاج تو ہمارے لائق ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا سرخاب نے کہا ای پہلوان کیون اپنے کو برباد کریگا میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے شبدیز تلوار کھینچ کر اٹھا سرخاب نے اسمائے سحر پڑھکے اشارہ کیا شبدیز کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی شبدیز نے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ملکہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھین سرخاب نے کمر مین ملکہ کی پنجہ دیکر اُٹھا کر تخت پر ڈال لیا شبدیز تڑپ کر رہگیا سرخاب ملکہ کو لیکر روانہ ہوگیا شبدیز نے جو دیکھا کہ عروس کو سرخاب لیے جاتا ہی اور ملکہ کا پکار کر کہنا کہ ای شبدیز اجل ہماری گریبان گیر ہوئی یہ بیحیا زندہ نہ چھوڑیگا برائے لات و منات صبر کو کام فرمانا بہت نہ گھبرانا اگر تقدیر مین ہی تو پھر ملین گے نہین تو تڑپ تڑپ کر ساتھ غیر جنس کے مرین گے ای عاشق صادق اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

ہماری خاک یہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھون مین قصۂ لیلے کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار

جو می پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھون کا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری دھوان ہوا اظہار

بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے یہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
تو اُسکا گور غریبان پہ کس لیے ہو گزار

مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
بزیر خاک ہی اب تک بھی حسرت دیدار

ای شبدیز یہی حال ہمارا بھی ہوگا حسرت لیکر یہ دنیا سے جاتے ہین شبدیز نے

گریبان پھاڑ ڈالا سر زمین پر مارا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے کنیزون نے ہاتھ پکڑ لیا آزاد بخت
کو کنیزون نے خبر دی آزاد بخت بھی روتا ہوا آیا دیکھا کہ شبدیز تو دیوانہ ہو گیا نام لے لے کے
ملکہ کا روتا ہی کبھی نخل ہائے چمن سے لپٹتا ہی کبھی پھولون کی بو سونگھتا ہی کبھی غنچہ ہائے ناشگفتہ
کے قریب آتا ہو کبھی بلبلون سے شکایت و حکایت کرتا ہی کہ کیون ای عندلیبان خوشنوا تمھارا
معشوق تمھارے پاس ہی تم کیون روتی ہو ناحق بھی جان کھوتی ہو میرا رونا تو اس باعث
سے ہی کہ اُس گل باغ حسن و جمال سے جدا ہوا آزاد بخت نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر جو
تقدیر مین تھا وہ ہوا عین خوشی مین وہ ساحر رنج دے گیا اُس حریق آتش اشتیاق کو
اُٹھا لیگیا انصاف تو کرو کہ تمنے تو دو دن سے دیکھا اور مین نے چودہ برس پرورش کیا ضد نہ
اُسکی یاد آتی ہین یہ باغ اُسی کے نام کا بنایا فلک نے یہ انقلاب دکھایا ای شبدیز صبر کرو
شبدیز نے کہا کہ ای والد نامدار میرے آقاے جلیل اپنے ملازمون کے کفیل ہین ضرور مدد کرینگے
دو عرضیان مجھ دیوانے کی جانب سے لکھو کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس یہ غلام
اس حال مین ہی کہ معشوق کے گم ہونے سے ملال مین ہی آکر میری مدد کیجیے اس بلا کو دیکھیے
رستم پیلتن فرزند ارجمند امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس یہ عرضی پہونچے دیکھون صاحبقران
زمان کیا کرتے ہین یقین ہی کہ کسی کو براے مدد بھیجین اور ایک عرضی اُس نامنصف شعبدہ باز
و حیلہ ساز ہفت پیکر کو لکھیے دیکھیے امتحان ہو جائیگا آزاد بخت نے اُسی وقت ایک عرضی
بخدمت رستم دوسری عرضی براے ہفت پیکر روانہ کی عیار اسکا کہ جسکا سلیم سبک رو نام ہی
عرضیان لیکر چلا سلیم عرضی لیے ہوے اول لشکر صاحبقران مین آیا دربار رستم مین پہونچا
دیکھا کہ دربار دُربار آراستہ ہی رستم مقام صدر پر گرد سرداران نامور و نازنینان مہ جبین مثل
سنبل ہفت گیسو وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین سمک نے عیار کو لاکر سامنے پہونچایا عیار نے
عرضی پیش کی رستم نے عرضی پڑھی اتفاق سے خواجہ عمرو کسی کام کو آئے تھے دربار رستم مین
بیٹھے ہوے تھے عرضی جو شہریز کی دیکھی خود بھی ملاحظہ فرمائی سب سرداروں نے متفق ہو کر کہا
کہ ای شہریار شبدیز ایک شخص مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی رستم نے سرداروں کو جواب
دیا کہ آپ لوگ خاموش رہین مین سمجھ کے جواب دونگا ای سمک گھوڑا تیار کرو خواجہ

بول اُٹھے کہ خسیس کی بھی عجب صورت ہوتی ہی بھلا یہ کیا کرین گے روپیہ صرف کرین تو ہم
جا کے سرخاب کو مارین اور شبدیز سے معشوق کو ملائین رستم نے کہا کہ ای عم نامدار کیا صرف
ہوگا کہا بیٹا سرخاب جادو بڑا ساحر زبردست ہی دولاکھ روپیہ خرچ ہو نگے رستم نے کہا کہ ای
عم نامدار اسقدر روپیہ کوئی کہان سے لائے کہ آپ کو دے عمرو نے کہا کہ ای فرزند تم فرزند
صاحبقران ہو تمام خزانے روپیے سے بھرے ہوے ہین روپیہ دیتے جی دکھتا ہی رستم نے
دس توڑے منگوا کر سامنے خواجہ کے رکھدیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا اس دس ہزار مین کیا ہوگا
رستم نے کہا کہ یہ حق اور مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا کہ غازی تھان پر بندھے ہنہناتے ہین
ہم نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ہمارے واسطے کوئی شی نہ رکھو گے مگر خوشی تمھاری یہی قبول کیا
رستم نے کہا کہ ای سمک اس روپیئے کو خزانے مین رکھو جب یہ شبدیز کی رسید لیکر آئینگے
تب یہ روپیہ ملیگا سمک یلداقی روپیئے کو اُٹھا کرلے گیا خواجہ عمرو نے ناچار ہو کر یہ بھی
فعل قبول کیا عیار نے کہا کہ خواجہ آپ چلیں مین بھی آتا ہون یہ کہکر ایک عیار طرف بارگاہ
ہفت پیکر کے چلا خواجہ عمرو بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف آزاد بخت کے چلے
ادھر عیار نے آکر ہفت پیکر کو عرضی شبدیز کی دی ہفت پیکر عرضی شبدیز کی پڑھ کر بہت جھلایا
کہا کہ اُس بندۂ خاطی نے قدرت کو رنج دیے بے قدرت سے ملے چلا گیا ہمین نے تقدیر
کی تھی اسوجہ سے معشوق چھوٹ گئی ہمسے کیا مطلب بس یہ کہکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ اس
عیار کو سامنے سے قدرت کے ہٹادو سب نے عیار کو نکالا عیار ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہوا
نکلا رستم کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی رستم نے کہا کہ وہ تم ایسے لوگونکا خداوند ہی جو
چاہے سو کرے ہمنے ایسے شخص کو روانہ کیا ہو کہ اُنکا نام نامی سب جگہ مشہور ہی عیار تو رستم
سے رخصت ہوا لیکن خواجہ عمرو منزلین طی کر کے پاس آزاد بخت کے پہونچے کہا کہ ای بادشاہ
وہ مقام مجھے دکھادو مین سرخاب کی تلاش کرونگا مگر مفلس کی فکر بیکار ہوتی ہی مثل مشہور ہی
مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل + آزاد بخت سے خواجہ عمرو نے بہت بہت باتین
بنائین پھر اُس باغ مین آئے کہ جہان شبدیز تھا شبدیز خواجہ کے قدمون سے لپٹ گیا
رو رو کے کہتا تھا کہ ای یاد رغریبان وای دادرس بیکسان رات ہجر کی مجھپر پہاڑ ہو جاتی ہے

وہ وہ خواب پریشان دیکھتا ہون کہ جسکو بیان نہین کر سکتا اگر آپ دستگیری کرین تو میری امید برآئے
خواجہ نے کہا کہ مجکو رستم نے بھیجا ہو مگر مفلس ہون پیروی مین فتور پڑیگا کچھ روپیہ رستم کے
یہان جمع ہو مگر وہ ایسا قلیل ہو کہ اُسکا ذکر کرنا بھی مناسب نہین صبح کو جو غربا دروازے پر
آتے ہین اُنکا حق ہو اُنکو بانٹ دونگا شام کو دروازے پر چند شرفا کی چند ڈولیان آتی ہین
اُنکو کچھ دیا جاتا ہو اُسکا ذکر اپنی زبان سے کیا کرون شبدیز نے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری
مین خدمتگزاری مین مصروف ہونگا خواجہ نے کہا کہ اے شبدیز معاملے کا صاف ہونا بہتر ہے
مقدمہ معشوق ہو سمجھ کر کہو کہ کیا دوگے شبدیز نے کہا کہ آپ فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا کہ
دولاکھ روپئے تو میرے پاس سے صرف ہونگے جو دے دوگے لونگا شبدیز نے کہا کہ خواجہ
دولاکھ روپیہ کاہے مین صرف ہونگے عمرو نے کہا کہ رنگ و روغن بنانا ہوگا اسمین سب
دوائین قیمتی ہونگی اور تلاش کرکے خریدونگا کچھ نقد دو کچھ وقت پر دینا آخر لاکھ روپیہ خواجہ
نے شبدیز سے نقد لیا اور دولاکھ کا تمسک لکھوایا باغ سے نکلے تلاش مین سرخاب کی چلے
صحرا بصحرا پھر رہے ہین دوسرے دن ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر سوچے کہ اپنی فال دیکھون
بیچ جنگل مین کھڑے ہوے ایک ہاتھ ناک پر رکھا ایک زنبیل پر پکار کر آواز دی دادا آدم
درویش از کل عالم بیش کس طرف جاؤن کہ سرخاب کا پتہ ملے یہ کہا تین چکر مارے جسطرف منھ
اُٹھ گیا اسطرف چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین دیکھا کہ ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہو مگر پسینے پسینے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار
ہوے ایک کنوئین پر آکر بیٹھے چند حقے رکھ لیے گھڑا پانی کا بھرا ہوا رکھا ہو وہ ساحر جب قریب آیا
پکار کر آواز دی کہ داتا بھلا ہو سائے مین ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر حقہ پانی دیکھکر ٹھہرا خواجہ نے
پوچھا اس دھوپ مین کہان جاتے ہو اور کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب دھوپ
کیسی اور سایہ کیسا مالک کے حکم کا خیال ہو سرخاب جادو کا نوکر ہون ایک عورت کو کہین سے
لانے مین آٹھ پہر اُسکو سمجھایا کرتے ہین اپنے بھائی کو بلوایا تھا کمخاب جادو اُسکا نام ہو
مین نامہ لیکر گیا تھا اُسنے جواب لکھا ہو کہ مین آؤنگا سرخاب جادو نے تاکید کی تھی کہ کسی
مقام پر ٹھہرنا نہین اس وجہ سے جلدی جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ حقہ تو پی لو یہ کہکے چلم پر

سلفہ جمایا بیہوشی اُسمین ملادی کنڈے کی آگ رکھکر سامنے کیا ساحر نے کڑکڑا کے دم مارا
لڑکھڑا کے گرا خواجہ نے اُسکی سی صورت بنائی جھولی سے اُسکی نامہ لیا طرف مکان سرخاب
کے چلے کئی کوس راستہ طے کر کے سامنے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہوا ہی دروازے پر اُسکے
چند نگہبان بیٹھے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اُنھون نے کہا کہ ای رہنورد جادو
کیون گھبرائے ہوے ہو مکان اپنے آقا کا بھول گئے تمھارا تو آقا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ
آکے پوچھا کہ رہنورد کو بڑا عرصہ ہوا عمرو نے کہا کہ بھائیو مجھپر عجب معرکہ گذرا مین بہت بیقرار
ہو رہا ہون راہ مین ایک نخل دیکھا کہ اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین تھکا ہوا تھا ٹھہر گیا ہوا
جو چلی آنکھ بند ہوگئی خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر مع اپنی زوجہ و مع اپنے لڑکون
کے کھڑے ہین مین نے سلام کیا سجدے کو جھکا قدرت کی نگاہ جو مجھپر پڑی اور باتین
کین یہ بھی کہا کہ جاکر اُس عورت کو ہمارے بندۂ خاص کے لیے راضی کردو نگہبانون
نے جاکر سرخاب سے کہا کہ حضور رہنورد جادو آگیا مگر پریشان ہو رہا ہی اُسنے قدرت
کو آج خواب مین دیکھا قدرت نے فرمایا ہی کہ جاکر اُس عورت کو راضی کردو کہ ہمارا بندۂ خاص
بیقرار ہی سرخاب خوشی کے مارے اُٹھ کھڑا ہوا باہر آکے پکارا کہ ای رہنورد آؤ تم مقبول
بارگاہ خداوند ہوے رہنورد نقلی نے کہا کہ حضور صحرا مین مین نے دیکھا کہ قدرت
مع زوجہ و فرزندون کے موجود تھے مین نے قدمبوسی کی ارشاد ہوا کہ اُس عورت کو جاکر
راضی کردو سرخاب نے کہا کہ جو تدبیر مناسب ہو وہ کرو عمرو نے کہا کہ ذرا مین اُس عورت
کو دیکھون پہلے اُس سے تنہائی مین باتین کرون پھر حضور سے ملادون سرخاب نے
کہا کہ قفس ملکہ کا لاؤ قفس آیا تنہائی مین خواجہ عمرو نے قریب آکر کہا کہ او نیک بخت تو
ایسے مرد کو قبول نہین کرتی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ بڑھاپے بیٹھے کیا بیہودہ بکتا ہے
مین کبھی اسکو قبول نہ کرونگی قفس کیسا اگر مکان آہنی مین بند کرے تو بھی اسکو نہ قبول
کرون عمرو نے اشارہ کر کے کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو پہچانا ملکہ حیران ہوئین کہ غلام کیسا خواجہ
نے کہا کہ مین ہون عمرو عیار صاحبقران زمان نے یہ کہکر بھیجا کہ جاکر شبدیز کو سرو قد
سے ملاؤ ای ملکۂ عالم شبدیز کا عجب حال ہی جس روز سے تمکو سرخاب لے آیا اُس باغ

سے باہر نہین نکلا اُسی مقام پر سر پٹک رہا ہی مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی اُسکا حال کیا بیان
کرون اُسکی صورت دیکھ کر دشمن کو بھی رحم آتا ہی ملکہ نے شگفتہ ہو کر کہا کہ ای خواجہ مین
کنیز ہون جس طرح سے بنے مجھے شدید سے ملاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم صرف اتنا
سرخاب سے کہدو کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ ظلم کیے کہ میرا دل ہٹ گیا
اب بھی تجھکو دیکھکر پسینہ آجاتا ہی رہنورد جو کچھ کہیگا وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ
یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو کہدینا کہ جو رہنورد کہیگا وہ کرونگی
کہنے سے رہنورد کے مجکو انکار نہین ہی پھر مین سمجھ لونگا ملکہ کو سمجھا کر خواجہ عمرو ہنستے ہوے
سامنے سرخاب کے آئے سرخاب نے پوچھا کیون رہنورد ملکہ کیا کہتی ہین عمرو نے کہا
کہ ای سرخاب جادو بڑے صاحب نصیب ہو ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی تمنے ابتدا سے
بدعت کی بوجہ ضد کے انکار کرتی ہی معشوق ضرور ضدی ہوتے ہین مین نے جو حال
دل پوچھا تو رونے لگین کہا کہ ای رہنورد کیا پوچھتے ہو ایسے ظالم سے پالا پڑا ہے کہ
دیکھیین تقدیر کیا دکھائے سرخاب یہ باتین سُنکر نہال ہو گیا کہا کہ ای رہنورد اگر معشوقہ
نے مجکو شربت وصل سے سیراب کیا تو تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان جہان تمھارے مرتبے پر
رشک کرین عمرو نے کہا کہ قفس منگوایئے مسند پر بیٹھیے قدرت نے اور ایک کمال مجکو تعلیم
کیا ہی اُسکو بھی ظاہر کرون تمکو راضی کردون سرخاب نے حکم دیا کہ قفس اٹھالاؤ مسند کو
آراستہ کرو صحبت درست ہو ملکہ کو قفس سے نکالا مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا
ملکہ حجاب سے پسینے پسینے ہو رہی ہین خواجہ کو اشارے کر رہی ہین کہ خواجہ مجکو اسکی بدعت سے
بچاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ لگادے عورت کی عصمت بہت نازک ہوتی ہی مین اپنی جان دیدونگی خواجہ
نے قریب آکر کہا کہ ای سرخاب ذرا ہٹ کر بیٹھو پہلے چند اشعار عاشقانہ سُن لو تو اختلاط
کرنا اور اشارے سے کہا کہ ای سرخاب بہت ٹیکے نہ پڑو ذرا کھنچے رہو ورنہ معشوق کا غرور
بڑھیگا سرخاب جادو ہٹ کر بیٹھا خواجہ عمرو نے بایان بجانا شروع کیا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ بجاکے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔ نظم

طالب نہین دل کے دلربا سے | دعوی ہے مگر کسی ادا سے

خواہان ترے درد کا ہی ہر دل
پیغام طلب ہین جا بجا سے

دم بھر کے لیے لبون تک آجائے
کچھ کہنا ہے جان، یو خفا سے

دل دون کہ نہ دون کسی صنم کو
لینا ہے یہ مشورہ خدا سے

موسے اسے بجا تھی لن ترانی
پہچان گیا تری صدا سے

آئینے سے بھی ہی چشم پوشی
شرماتے ہو صورت آشنا سے

کیون کان لگائے سُن رہے ہو
کیا کام تمھین مری دعا سے

ایجاد ہوا رہِ وفا مین
مٹنا مرے نقش مدعا سے

دیکھو نہ عدو کو وہ دکھانا
ہم کشتہ ہوے ہین جس ادا سے

دنیا ہو جلال اور دل ہو
کیا کام شب غم و بلا سے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخاب جادو بیقرار ہو گیا موتیون کا مالا گلے سے اتار کر پہنا دیا کہا کہ ای رہنورد حقیقت مین تمنے قدرت کو عالم خواب مین دیکھا اور قدرت نے تمکو کمال دیا خواجہ نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک کمال قدرت نے اور مجکو عطا فرمایا وہ بھی ظاہر کرون ساقی گری تعلیم فرمائی ہاتھ سے بتاتا جاؤن پیر سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب بلاؤن سرخاب جادو نے کہا کہ ای رہنورد قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو کمال جسکو چاہین مرحمت کرین دنیا کو کس طور سے آباد کیا ہے ایک رئیس ہی ایک بالکل غریب لیکن یہ کمال جو تمنے بیان کیا بہت دشوار ہی ای رہنورد تمکو میری جان و مال سب پر اختیار ہی جو چاہو وہ کرو لیکن جسطرح ممکن ہو بہت جلد اس معشوق سرکش کو مجھ سے راضی کردو اب میری جان پر بنی ہی عجب نہین کہ مرغ روح میرا قفس تن مین پھڑک کر مر جائے مین اپنے ہوش مین نہین ہون برائے خداوند ہفت پیکر میری خبر بچالو یہان یہ ذکر ہو رہا ہی اور خواجہ عمرو نے قصد کیا ہی کہ شراب کی تقریب کرون کہ آسمان پر برق چمکی کمخاب جادو بھائی سرخاب کا تخت اُڑتا ہوا آیا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ قدرت کی کیا بندہ نوازی ہی عین وقت پر بھائی صاحب آپکے آگئے سرخاب خاموش ہو رہا دلمین سوچ رہا ہی کہتا ہی کہ مقام افسوس ہی اگر معشوقہ نے قبول کیا تو میری زندگی ہی

ورنہ اس غم مین تڑپ تڑپ کر جان دونگا لاکھ لاکھ اس ظالم کو سمجھاتا ہون منتین کرتا ہون مگر معشوقہ قبول نہین کرتی کیا تدبیر کرون پلٹ پلٹ کر گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی رہنورد نقلی سے اشارہ ہی کہ ای رہنورد تمھارے کہنے سے مین نے معشوقہ کو پنجرے سے نکالا تو مجکو قبول کریگی خواجہ اشارہ کرتے ہین گھبرائیے نہین بدل وجان آپ کو قبول کریگی کمخاب زمین پر آیا مسند پر جو سروقد کو بیٹھے دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا مثل بید کانپنے لگا بھائی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہ معشوقہ کون ہی سرخاب نے کہا کہ ای برادر مین نے تمکو اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکو سمجھاؤ میرے پہلو مین بٹھاؤ آج دس دن گذرے کہ مین حد سے زیادہ بیقرار ہون صد شکر کہ رہنورد دیر الازم نظر کردہ خدا وند ہوا اسکو حکم ہو چکا ہی کہ معشوق کو سمجھا کر پہلو مین سرخاب کے بٹھاؤ رہنورد انتظام کر رہا ہی کہ اسکو رضامند کر آج راہ پر آئی ہی یقین ہی کہ سمجھانے سے رہنورد کے مجکو قبول کرے کمخاب نے کہا کہ ای برادر مین تو اسکو دیکھکر مر گیا میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی میرے واسطے راضی کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگا اب صبر نہین ہو سکتا میرا تو یہ حال ہے نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہگار — منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف
جوش جنون ہی موسم گل کا ہی زور و شور — سودائی کھینچے جاتے ہین فصاد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا — بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف
اکثش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من — سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف

ان اشعار کو جو زبانی کمخاب کے سرخاب نے سنا جھلا کر جواب دیا کہ او برادر منصف مین نے تجکو اس واسطے بلایا تھا کہ تو میرے واسطے راضی کریگا یہ وہ معشوقہ پری پیکر ہی کہ جو اسکو دیکھے وہ مائل ہو جائے مین اسکے واسطے جان ومال صرف کرونگا مگر اسپر ضرور قبضہ کرونگا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون ایسا سحر کرون کہ یہ مجبور خود عاشق ہو جائے لیکن یہی چاہتا ہون

کہ رضامند کردن رضامندی مین زیادہ لطف ہی عمرو نے کہا کہ ای کمخاب تمکو نہین چاہیے کہ بڑی بھاوج پر نگاہ ڈالو کمخاب نے جھلا کر جواب دیا کہ ای رہنورد تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی طبیعت پر زور نہین چلتا ہی بس ضرور اسپر قبضہ کرونگا سرخاب نے کہا کہ بھائی صاحب یہان سے چلے جایئے ایسی لفظین نہ فرمایئے ورنہ ایک گولہ مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا کمخاب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او نالائق کیا مین تجھسے یا تجھسے کمی کار کھتا ہون دونون نے تلوارین کھینچین خواجہ نے سرخاب کو خوب بھڑکایا کہا کہ آپنے بھائی کو اسی واسطے بلایا تھا کہ آپکی معشوقہ پر عاشق ہون سرخاب نے کہا کہ مین ابھی انکا سر کاٹے لیتا ہون خواجہ اُدھر کمخاب سے کہتے ہین کہ ای کمخاب یہ کیا غضب کا سامنا ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمھارا کہنا تمھارے بھائی صاحب نہین مانتے عورت کیواسطے فساد کرتے ہین تمھارا بالکل پاس نہین عمرو نے دونون جانب آتش افروزی کی کمخاب نے جھلا کر سرخاب کو گولہ مارا سرخاب نے روک کر کہا کہ ارے اسکو کھلے یہ زندہ نہ بچے کمخاب سمجھا کہ پشت پر میری کوئی بیر آگیا گھبرا کر پلٹا سرخاب نے تیغہ مار دیا کمخاب کا سر کٹ کے گرا سرخاب نے حکم دیا کہ اسکا لاشہ پھینکدو ملکہ سروقد کانپ گئی کہ ایسے جلاد سے خدا بچائے تلوار کھینچے ہوئے جھوم رہا ہی خواجہ سے اشارے کرنے لگی کہ خواجہ جلد تدبیر کرو ایسا نہو کہ یہ جلاد مجھپر ہاتھ تلوار کا مار دے عمرو نے اشارہ کیا کہ ملکہ تم نہ گھبراؤ مین ابھی اسکی گردن لیتا ہون یہ کہکے سرخاب کے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا کہ ای شہنشاہ ساحران تشریف رکھیے مین آپکی معشوقہ کو راضی کر چکا آپ بیٹھیے میرا گانا سنیئے یہ کہکر یہ غزل شروع کی

نظم

دور ہنگر ترے کشتے کی قضا آتی ہے	دامن تیغ سے جنت کی ہوا آتی ہے
ہجر درپیش ہی لادے کوئی تصویر اُسکی	چاہیے نقش حفاظت کہ بلا آتی ہے
آبرو آنسوون کی بے اثری نے کھودی	اب تو روتے ہوے آنکھون کو حیا آتی ہے
اُسکی رحمت ہی مری بادہ کشی پر عاشق	نام بوتل کا جو لیتا ہون گھٹا آتی ہے
وہ مسیحا اگر آئے تو ٹھہر جاؤن مین	نفس بازپسین سے یہ صدا آتی ہے
اُس گل اندام کو شاید کہ پسینہ آیا	عطر مین ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اُٹھین پئے تعظیم ابھی
کشتۂ شمشیر محبت کے پڑے ہین کفن پھاڑکے

مر مٹے پر بھی ہمین رسم وفا آتی ہے
کوچۂ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہے

جان فشانی کے تو غمزے ہین بہت یاد تمھین
بحر اللہ کی درگاہ سے مایوس نہ ہو

کوئی مردہ جیے ایسی بھی ادا آتی ہے
اُسکو بگڑی ہوئی تقدیر بنا آئی ہے

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سرخاب کے سر پر ہون کمخاب سوار تھا گانے سے خواجہ عمرو کے ہنس پڑا کہا کہ ای رہنور حقیقت مین کیا آواز ہی صدا مین تمھاری کسقدر سوز و گداز ہی ایسا گاتے ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہی خواجہ نے پلٹ کر جام لبریز کیا سر پر رکھا منھ سے تانین مارتے ہوے چلے جب عمرو توڑا لیتے ہین سرخاب کہتا ہی کہ اب جام گر پڑیگا مگر جام تو گرنا بڑی بات ہی قطرہ تک شراب کا نہین گرتا سامنے سرخاب کے اگر سر جھکایا اشارہ کیا کہ ایسے شاہون کو سے شراب پلانا چاہیے بعد آپکے آپکی معشوقہ کو بھی پلاؤنگا یہ کہکر جام پلایا گلابیان بھر کر کنیزون سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے پیو خداوند ہفت پیکر کی قدرت کا ظہور ہوا کہ مین نے ایک جام سرخاب کو پلا دیا خواجہ کے گانے سے سب مست ہو رہی ہین شراب پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے سارے جلسے کو شراب پلائی سرخاب جا دوبیٹھے بیٹھے پکار اُٹھا کہ ای رہنور دیکھو خداوند تشریف لائے ہین تمھاری تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین کہ یہ ہمارا بندۂ خاص ہی عمرو نے کہا کہ قدرت کو بلائیے سرخاب اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی ہاتھ جھکاتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب کنیزین پر لیب فرش ہوئین عمرو نے نیچہ کھینچکر اُٹھا سرخاب کا سر کاٹ لیا کنیزون کے کپڑے اُتار لیے کسی کا ہاتھ قلم کیا کسی کا اُڑا دیا سبکو قتل کر کے ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم جلیئے مگر دیکھیے یہ کیا عطر عمدہ ہی عطر سنگھا کر سروقد کو بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا پہاڑ سے کودے طرف باغ ملکہ کے چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک نخل پر ایک عقاب بیٹھا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارا او بشکل انسان کے گویا ہوا کہ او ساربان زادے کوہ دلجو کو تباہ کر کے کہان جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکے وہ عقاب اُڑا خواجہ عمرو پر اپنا عکس ڈالا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے عقاب

زمین پر آیا دیکھا عمر و نے کہ ایک جادوگر جوان کھڑا کہ رہا ہی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ سرخاب کو مارا اب کہان جانے پائیگا تھوڑے ہی عرصے مین تجکو قتل کرونگا اب کیا تجکو جانے دونگا عمر و نے کہا کہ ای عقاب جادو تم سمجھے بھی کہ سرخاب کو کیون مارا عقاب نے کہا کہ حال بتایئے خواجہ نے کہا کہ سرخاب جادو ایک مہ جبین کو اُٹھا لایا تھا عورت جوان وہ ضعیف مین نے کہا بھی کہ تمھارے سن سے یہ نہین قبول کرتی کسی جوان کو بلاؤ تم البتہ اُسکے لائق ہو کہ تمکو دیکھ کے پسند کریگی وہ نازنین بھی حسین تم بھی وضعدار عقاب نے کہا کہ ای خواجہ عمرو ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر کا حکم ہی کہ جو عمر و کا سر لائیگا منصب و جاگیر پائیگا چاہتا ہون کہ قدرت کو راضی کرون لیکن تمنے ایسی بات سنائی کہ قدرت سے تمھاری صفائی کرا دونگا اور نوکر رکھوا دونگا وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ سب تاجدار رشک کرین عمر و نے کہا کہ وہ نازنین میرے پاس موجود ہی مگر میرے پیر تو کھولیے سحر اُتاریے تو مین اُس نازنین کو نکالون۔ دیکھتے ہی تمھارا دم بھریگی تم ایسا وضعدار اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا عقاب نے سحر اُتارا جانتا ہی کہ یہ کہان بھاگ سکتا ہی اگر خواجہ چاہتے تو بھاگ کر نکل جاتے مگر عقاب کی کمر مین دیکھا زنجیر طلا ہی جسکو کردھنی کہتے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا کہ ایسی شی چھوٹ جائے لڑکون کے ہنسلی کڑے بنین گے عمر و نے یہ سوچ کر ایک نخل کے سائے مین ایک فرش بچھایا زنبیل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ اری گلشن کہان ہی حاضر ہو زنبیل کی کنیزون کی افسر لباس بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غرق تڑپ کر زنبیل سے نکلی کہا کہ اُستاد کیا ہی عمر و نے کہا کہ ایک ساحر کے ساتھ تمھارا نکاح کرین گے گلشن نے کہا کہ اُستاد مین سمجھی نکل کر مسند پر بیٹھی عقاب نے جو دور سے دیکھا کہ ایک عورت آفتاب جمال ابرو مثل ہلال آنکھین لعینہ رشک چشم غزال دیکھ کر مر گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا خواجہ عمر و نے پہلو مین اُس نازنین کے عقاب کو بٹھایا کہا کہ ای نازنین یہ جوان تو پسند ہی اُس بڈھے کو تو مین نے مار ڈالا نکما تھا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ بھڑوا تو مجھے گھورتا ہی اسکی آنکھین نکال لون یہ کہکے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے عقاب جادو گال سہلا کے چپ ہو رہا کہا کہ ای جان جہان مین تو تیرا غلام ہون بندہ بے زر مگر نہایت مضطر ہون یہ تمام صحرا میرے

قبضے مین ہی خداوند ہفت پیکر نے یہان کا حاکم کیا ہی مین تمکو اپنی جانب سے حاکم کرونگا صبح کو ساحر آکر سلام کرینگے کسکا ایسا مرتبہ ہوگا سزا و جزا کا تمھین کو اختیار رہیگا مین تمکو علم سحر سکھاؤنگا نازنین نے ہنسکر کہا کہ خواجہ شراب لاؤ کہ مین اسکو پلاؤن اپنے عاشق صادق کو راضی کرون خواجہ عمرو نے گلابی زنبیل سے نکالی گلشن نے گورے گورے ہاتھون سے جام لبریز کیا بہ ناز اُٹھا کر کہا کہ اے میرے چاہنے والے شراب پی عقاب جادو خوش ہوگیا جوش عشق مین اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
دیکھ اے ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین

ایک خاموشی سے عزت ہی بتون کی دہر مین
ہر کسی سے بات کرنا اے صنم اچھا نہین

آئیگی رندون پہ کیا آفت کہ مجھکو دیکھ کر
سب حسینون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین

گر بٹھاؤن پیار سے پاس اپنے کہتا ہی وہ شوخ
میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین

رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری
اے شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

اس طرح سے یہ اشعار عقاب نے پڑھے کہ گلشن نے کہا یہی جام تمھارا کام تمام کریگا انجام ٹھیک ہوجائیگا جلد پی جاؤ دیر نہ کرو عقاب جادو نے لبون سے لگایا جلدی جام کو پیا یہ وہ شراب زنبیل کی بیہوشی پڑی ہوئی ہی کہ اگر دریا مین ڈال دیجیے تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین عقاب پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ اے جان جہان یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو تو تمھارا کام ہوجائے عقاب گھبرا کے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے اُس نازنین کی تعریف کی اور فوراً عقاب کے کپڑے اُتار لیے کمر سے کردھنی لی نازنین سے کہا کہ اسکا سر کاٹ لے اور زنبیل مین جا کام کا ہرج ہوتا ہوگا گلشن نے عقاب کا سر کاٹا اور زنبیل مین چلی گئی کنیزون نے پوچھا کہ حضور آج خواجہ عمرو نے کیون یاد کیا تھا گلشن نے ہنسکر کہا کہ لو آج ایک جادوگر اجل گرفتہ نے اُستاد کو گرفتار کیا تھا مین نے اُسکو جا کر مارا ایک ہی جام پی کر اوندھا ہوگیا شکر ہی کہ اُستاد آج مجھ سے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو عقاب جادو کا بھی سر کاٹ کر طرف باغ شبدیز کے چلے شبدیز خواجہ عمرو کا انتظار کیا کرتا ہی دروازے پر

باغ کے کھڑا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارتا ہوا دوڑا فرد - از کجا میرسی ای بہار فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقہ مرغان ارم + کہو خواجہ کیا ٹھہری عمرو نے کہا کہ ای شبدیز بڑی غلطی ہوئی مین نے جا کر سرخاب کو مارا ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین جہاجن ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اب بے سود لیے نہ دیگا مین نے جو روپیہ تمسے لیا تھا وہ قرضدارون نے لے لیا اب تم کچھ مدد کرو تو معشوق رہا ہو آزاد بخت نے جو یہ خبر سُنی کہ خواجہ آئے ہین دوڑا ہوا آیا اور یہ بھی خبر سنی کہ بیٹی چھین لی گئی خواجہ عمرو کہتے ہین بے روپیہ دیے وہ عورت ملیگی آزاد بخت نے کئی لاکھ روپئے خزانے سے منگوائے تب خواجہ عمرو نے سرو قد کو زنبیل سے نکالا شبدیز نے جو معشوق کو دیکھا بیقرار ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا - نظم

ذکر ہوتا ہی ہر اک جا آپ کا	ہو زمانے مین یہ شہرا آپ کا
دیکھ کر صل علیٰ کہتا ہون مین	جب نظر آتا ہی چہرا آپ کا
کچھ مریض عشق کا کیجے علاج	نام سنتا ہون مسیحا آپ کا
داستان لیلے و مجنون کہان	اب ہی افسانہ ہمارا آپ کا
نقد دل لیکر خریدار آئے ہین	آج بن جائیگا سودا آپ کا
ہو گیا روز قیامت بھی تمام	دیکھیے کب ہو نظارا آپ کا
فوق پر چشم کرم ہردم رہے	بندہ کہلاتا ہے مولا آپ کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر گلے مین سرو قد کے ہاتھ ڈال دیے اختلاط ظاہری کر کے خواجہ عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ مجکو خدمت صاحبقران مین لیچلو قدمون پر گرا دو صاحبقران عالیشان نے وہ احسان کیا کہ شکریہ ادا نہین ہو سکتا عمرو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران ایسے صاف باطن ہین کہ تم سے اُسی محبت سے ملین گے شبدیز نے کہا کہ مین اُسی عنایت کا غلام ہون شبدیز یہ سُنکر سوار ہوا طرفین لشکر صاحبقران کے چلا منزلون کو طی کر کے جب قریب لشکر صاحبقران پہونچا خواجہ نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ شبدیز آتا ہی آپ کے احسان پر مسلمان ہوا اور بادشاہ کا دیا ہوا خلعت پہنے ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای سرداران نامی

ای پہلوانان گرامی جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برائے استقبال شبدیز جائے پہلے
علمشاہ اُٹھے علمشاہ کے اُٹھتے ہی جملہ سرداران رستم پیلتن اپنے اپنے مقام سے اٹھے
نکل کر رستم گھوڑے پر سوار ہوئے سردار ساتھ ہین شبدیز آتا ہی کنارے پر لشکر کے آکر رستم کا
ساتھ والون سے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جو خدمت صاحبقران مین آئے تو صاحبقران نے
ہماری وہ قدر نہ کی کہ دیکھا رستم آتے ہین رستم کے پیچھے چالیس سرداران سردارون کے بعد
لندھور و مالک وبہرام یہ بھی چلے آتے ہین شبدیز رستم کو دیکھ کر گینڈے سے کودا رستم بھی
گھوڑے سے اُترے شبدیز کو دیکھکر ہاتھ پھیلا دیے شبدیز نے چاہا کہ قدمون کو بوسہ دون رستم
نے گلے سے لگا لیا جملہ سردار شبدیز سے ملے شبدیز نے ہنس کر کہا کہ مین تو آپ کا تابعدار ہون
آپکے اشتیاق مین آیا بخدا ای آقا مجکو یہان سے جانا بہت ناگوار تھا مگر آپ نے وہ عنایت فرمائی
کہ خواجہ عمرو کو بھیجا لیکن خواجہ عمرو کا روپیہ بہت صرف ہوا جو مجھ سے ہوسکا وہ دیا رستم پیلتن
ہنسکر خاموش ہو رہے شبدیز کو ساتھ لیکر چلے جب بارگاہ پر پہونچے دیکھا کہ صاحبقران
ٹہل رہے ہین شبدیز نے صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران کو دیکھ کر باغ باغ
ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ مردون کے جوہر شناس ہین کیا قدردانی فرمائی صاحبقران
نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا فرمایا کہ ای شبدیز کیا باعث تھا کہ جب تم مسلمان نہ ہوئے اور
اب خود آئے کہا کہ حضور کو نیت سے تو میری آگاہی ہوگی کہ مین نے دشمنان حضور کو مارا
جسنے یہ نسبت حضور کلمہ جہل کہا مین اُسپر جا پڑا اور اُسے قتل کیا دربار مین ہفت پیکر کے
ہفت پیکر کے سامنے کئی پہلوان مارے ہفت پیکر بہت آزردہ ہوا مگر مین سمجھ گیا کہ یہ مرد
مکار ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہفت کوہ سے بھاگ کر یہان آیا ہی اب بھی تقریرین
بگھارتا ہی ای شبدیز ہماری بارگاہ مین دو صفین ہین جدھر علمشاہ بیٹھتے ہین اُدھر دست چپ
بیٹھتے ہین وہ دست چپ ہی جدھر بدیع الزمان بیٹھتے ہین وہ دست راست ہی شبدیز نے
عرض کی کہ مین تو رستم کا غلام ہون جدھر رستم تشریف رکھتے ہین اُدھر بیٹھونگا رستم پیلتن
خوش ہو گئے آلا گرد و مالا گرد کے برابر شبدیز کو جگہ ملی دعوتون کے پیغام ہونے لگے سبسے
پہلے لندھور نے کہا کہ ای شبدیز آج ہماری دعوت قبول کرو دوسرے دن کا پیغام دعوت

بہرام نے شبدیز کو دیا فرزندان صاحبقران نے بھی پیغام دیے شب ریز باغ باغ ہو رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ایسے خلیق کہان ممکن تھے مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے جاسوس تھے یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے ہفت پیکر کے آتے ہاتھ اٹھا کر کافرون نے کافر کو بد عادی کظم

ای فخر جہانبانی وفا ساقط از و	گوہر بہ دہن داری ورا ساقط از و
رو زان وشبان زحق تعالے خواہم	مرکب دہرت خدا و با ساقط از و

خداوند کی عمر نہ دراز ہو طبیعت کو ہمیشہ سوز وگداز ہو شب ریز لشکر صاحبقران مین آیا رستم استقبال کرکے لے گئے اور جملہ سرداران صاحبقران بھی آئے تا بہ دربار گاہ صاحبقران خود تشریف لے گئے دست چپ مین جگہ ملی اب سامان دعوتون کے ہو رہے ہین شبدیز اپنے مقام پر خوش بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ ہفت پیکر پر مین نے لعنت کی مجھے ایسے سرداران جلیل ملے کہ غنچۂ آرزو کھلے حیران جنگ آزما کہ پہلوے ہفت پیکر مین بیٹھا ہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی اپنے مقام سے اٹھا عرض کی کہ یا خداوندا ہفت پیکر میرے نام پر آج طبل جنگی بجوائیے مین سار اعظم وشان شب ریز کا مٹا دونگا کان پکڑ کے سامنے قدرت کے لاونگا پھر ہفت پیکر پرست کراونگا گاے کی بچھیا کا پیشاب موجود رہیگا ایک گھونٹ پی لیگا ہفت پیکر پرست ہو جائیگا ہفت پیکر یہ شنکر خوش ہو گیا کہا نام پر حیران جنگ آزما کے طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے حاضر خدمت صاحبقران ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا وثنا پادشاہ کی بجالائے ہاتھ اٹھا کے دعا دی شعر- ای زابر رحمتت خرم گل بستان ما + گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو حیران جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر شبدیز سے مقابلہ کرے شبدیز نے دست لبتہ صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کے نام پر طبل جنگی بجے اس بچھیا کو مجھ سے دعوی ہمسری ہی مین بھی اس بچھیا سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ تمھارا نام لیکر پکارے تو اختیار ہے اور اگر وہ عام طور پر آواز دے تو اور سردار نکلینگے تم ہمارے مہمان ہو تمھارا نکلنا بہتر نہین یہ کہکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے عیار نے

جا کر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت
آیا کہ شبدیز نیر اعظم قلعۂ مشرق سے باہر نکل کے توسن فلک پر سوار ہوا لشکر میدان میں آئے
ہفت پیکر کے ساتھ بھی فوج بیشمار ہی صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت
آوازیں دے رہے ہیں اور یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

ایسے اشعار نقیبوں نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے سواروں نے گھوڑے بڑھائے پیدل اپنی
اپنی تلواریں تولنے لگے حیران جنگ آزمانے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت میدان کی
یہ بھی کہا کہ جا کر شبدیز کو للکارتا ہوں یہ کہکر میدان میں آیا خوب کھڑے ہوکے نیزہ ہلایا
پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر شبدیز کو چاہتا ہوں
کہ شبدیز مغرور میرے مقابلے میں آئے شبدیز تو بیقرار کھڑا تھا دل سے باتیں کر رہا تھا
کہ اس بیحیا نے اگر کسی کو زخمی کیا تو یہ صدمہ مجکو ہوگا بادشاہ جمجاہ سے آکر عرض کی کہ ای شہریار
اجازت میدان بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای شبدیز تم ہمارے مہمان ہو اور کوئی جائیگا تم بیٹھو
شبدیز نے عرض کی کہ غلام کا نام لیکر پکارتا ہی غلام ہی کے جانے کا محل ہی بادشاہ نے
فرمایا کہ بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کہکر گینڈا بڑھایا مقابلہ حیران جنگ آزما میں آیا
حیران نے دیکھتے ہی نیزہ مارا شبدیز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی
ہونے لگی مگر شبدیز نے چوتھی پانچویں طعن میں نیزہ حیران جنگ آزما کا توڑا حیران نے
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار کھکے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہاں سے تلوار جو گری خود و دو بلغہ کو کاٹ کے
تا بہ جگر گاہ تلوار پہونچی غل ہوا کہ حیران جنگ آزما مارا گیا ساتھ والے حیران کے حیران
ہو کے شبدیز پر آپڑے فوج شبدیز بھی برائے مدد پہونچی شبدیز نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ
کیا عجب تھا کہ زبان تیر و کلۂ گمودسے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو شبدیز جہاں جسم کرا دیا

لاشون کے انبار لگا دیے بھر دن رہے تک شب دیز لڑا آخر فوج حیران کو شکست فاش
دی شب دیز جھومتا ہوا پلٹا صاحبقران نے شب دیز کی بڑی تعریف کی فرمایا کہ اے شب دیز کس
مزے سے لڑے ہو عرض کی کہ غلام کو ہوس یہی ہے کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچون مگر حضور نے کیا
بندہ پروری فرمائی کہ اور فوج کو حکم نہ دیا غلام اُن لوگون کو کافی تھا انشاء اللہ جس دن
مقابلہ پڑا غلام لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچیگا اُس بیچیا نے بندگان خدا کو
برگشت کیا ہے ہفت پیکر جو پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون وزرا سے
کہہ رہا ہے کہ آج شب دیز نے قدرت کو بڑا قلق دیا دیکھو کیسا خوش تھا وہ تقدیر کرون کہ شب دیز
تڑپ تڑپ کر مرے وزرا نے کہا کہ قدرت وہ تقدیر نہ کرین کہ جس سے مسلمانون کا خاتمہ ہو اگر
شب دیز نہ ہوگا تو مسلمانون کا کیا نقصان ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ اب قدرت تقدیر نو کیا
چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک اس ابر
گلنار سے پیدا تھی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو دیکھو تقدیر نو کا ظہور ہوا ملکہ گلنار زعفران پوش
آتی ہین اُسکی سرحد مین مسلمان نہین پہونچے اگر اُسکی سرحد مین عیار جاتے تو لطف عیاری
اُٹھاتے سب گرفتار ہو جاتے وہ ابر بارگاہ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت
حسین و جمیل تاج سر پر جوڑا بھاری پہنے ہوے تخت سے اُتری پایۂ تخت کو بوسہ دیا و اسکے سجدے
کے جھکی عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ گذرا کہ آپ سے ہفت کوہ چھوٹا مین سب مقامون
کو دیکھتی ہوئی آئی ہر مقام پر مسلمانون کی رونق ہے دیر کھُدے پڑے ہین مسجدین بن گئین صدائے
اذان آرہی ہے ہفت پیکر نے سب حال بیان کیا کہا کہ اے گلنار کیا پوچھتی ہے ان مسلمانون کو ایسا
سرفراز کیا کہ مقام سکونت چھوٹا آخر کار بھاگ کر قصر عشرت مین آیا مسلمانون نے بڑے بڑے
صدمے دیے رفقا بیگانے ہو گئے چند شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین مقابلہ قدرت مین
آتی ہین اپنا زور سحر کا دکھاتی ہین گلنار نے عرض کی کہ ایک سحر مین سب کو تباہ و برباد کردونگی یہ کہکر
کرسی پر بیٹھی ہفت پیکر بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے سراپا کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہے
گلنار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجوایئے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر
پہونچائی صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا طبل جنگی بجے امیر کے

لشکر میں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ عمرو کی نگاہ بچاکر
باہر نکلا چالاک کو اشارے سے بلایا کان میں کہا کہ آپ نے سنا ایک ساحرہ آئی ہے
اسنے طبل جنگی بجوایا ہے چالاک نے کہا کہ بسم اللہ چلیے برق فرنگی نے کہا کہ مجھے آپ سے اطلاع
کرنا تھا میں برلے عیاری جاتا ہوں اگر بچہ قابض ہوا تو مشکیں باندھ کر لاتا ہوں یہ کہکے
برق تڑپتا ہوا چلا بعد برق کے چالاک بھی اسی طرف چلا برق آتے آتے سامنے بارگاہ
گلنار کے پہونچا دیکھا کہ کنیزوں کی آمد و رفت لگی ہے جی میں کہتا ہے کہ روک ٹوک نہیں ہے
یہاں جانا کیا مشکل ہے ایک گوشے میں آکر ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی برق نے ایک جوان
حسین کی شکل بنکر کنیز کو بلایا کنیز بھی ہنستی ہوئی آئی کہا کہ کیوں میاں کیا ہے برق نے کہا
کہ ملکۂ عالم کیا کر رہی ہیں کنیز نے کہا کہ تخت پر بیٹھی ہیں سحر نہیں تیار کرتیں برق نے
باتوں میں لگاکر کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کرکے اسکی شکل بنا اسکے کپڑے پہن کر دربارگاہ پر
آیا پردہ اٹھاکے اندر پہونچا دیکھا کہ گلنار تخت پر بیٹھی ہے اور کنیزیں پھر رہی ہیں کچھ مصاحبین
گرد بیٹھی ہیں جیسے ہی برق فرنگی اندر آیا گلنار نے پکار کر آواز دی کہ ای سمنبر ادھر آ
برق نے کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اری خیلہ دیکھ ملکۂ عالم
بلاتی ہیں برق حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوا گلنار نے منھ پھیر کر کہا کہ کیوں گل اندام
کیا سو گئیں جیسے ہی گلنار نے یہ کہا گوشہ بارہ دری سے ایک پنجہ سنہرہ چمکتا ہوا پیدا ہوا
ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا اس پنجے نے وہ ہار گلے میں برق کے ڈال دیا جیسے ہی ہار گلے
میں برق کے پڑا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا گلنار نے کہا کہ کیوں نگوڑے بھوریے دیکھا
ہمارا شعبدہ دیکھا ہم ان ساحروں میں نہیں ہیں کہ شراب میں بیہوشی ملائی جب شراب
پلائی تب خبر ہوئی جس وقت تم لشکر میں داخل ہوے ہمارے سر نے اسی وقت خبر پہونچائی
پھر آواز دی کہ سوسن اس بھوریے کو پاس خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤ کہنا کہ یہ پاس گلنار
کے آیا تھا چاہتا تھا کہ عیاری کرے کنیز خداوند کی ہوشیار تھی آتے ہی اسکو گرفتار کیا کنیز نے
آکر اپنا سحر برق پر قائم کیا کشاں کشاں لیکر چلی جب بارگاہ سے نکلی طرف بارگاہ ہفت پیکر
کے رخ کیا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پشت سے آواز آئی ہو ٹھہر جاؤ ملکۂ عالم نے اور کچھ کہا ہے

ذرا سن لو تو جاؤ سوسن نے پلٹ کے دیکھا کہ گلفام نامے کنیز گلنار کی دوڑی ہوئی آتی ہی
قریب پہونچکر کہا کہ بوا اس رستے سے اس بھوریے کو نہ لیجاؤ ایسا نہو کہ اسکا کوئی ساتھی
آجائے تو فوراً تمکو مار لیگا دیکھو ملکہ کو یہ خیال تھا کہ دوسری کنیز کو بھی بھیجا دیکھو لالہ عذار بھی
آتی ہی کچھ پیغام ملکہ کا لاتی ہو سوسن پلٹی کہ دیکھون لالہ عذار کیون آتی ہی جیسے ہی سوسن
پلٹی حلقے کمند کے گلفام نقلی نے گلے مین ڈال دیے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک بن عمرو

بہ عیاری من آنم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم	خلیفہ او لم چالاک نامم

نعرہ کر کے خنجر مارا کہ سوسن کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سوسن کے برق نے رہائی
پائی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوے چلے یہان گلنار مصاحبون مین بیٹھی ہنس رہی
ہی کہتی ہی بوا عیار کی بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمارے سامنے عیاری کرے اب قدرت کو میرے سحر کا
حال معلوم ہو گا یقین ہی کہ برق کو فوراً قتل کرین ان عیارون سے بڑے صدمے اٹھائے
ہین صدہا جادوگران لوگون نے مارے پہلے ساحر کو مناسب ہی کہ اپنی جان کی حفاظت
کرے تب دوسرے طریقے کا ارادہ کرے یہ ذکر تھا کہ پہلوے بارگاہ سے آواز آئی کہ ای ملکہ عالم
خبر تو منگوا لیجیے سوسن کو چالاک نے مارا دونون آپ کے لشکر سے نکل گئے یہ سنکر گلنار کانپ
گئی پکار کر آواز دی کہ ارے سوسن کو کس مقام پر مارا آواز آئی کہ بازار غلہ فروشان مین خیمے
کی آڑ پکڑ کے اُسکو مار لیا یہ سنکر گلنار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر لاشہ سوسن کا
اُٹھا لاؤ چار پانچ کنیزین چلین خیمے کی آڑ مین آکر دیکھا کہ لاشہ سوسن کا برہنہ پڑا ہی کنیزون
نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے ایسا ظالم تھا کہ لباس بھی اُتار کر لے گیا یہ کہکر لاشہ اُٹھایا اور سامنے
گلنار کے لائین گلنار نے لاشہ دیکھکر کہا کہ اسکے لاشے کو لیجا کر جلاؤ مین جا کے ان دونون
کو لاتی ہون کنیزین لاشہ سوسن کا لے گئین گلنار ایک عقاب پر سوار ہو کے چلی
چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے
خواجہ عمرو طلائے سے پلٹے ہوے آتے ہین کہ دیکھا برق و چالاک گھبرائے ہوے
آتے ہین خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ارے کیا ہوا کیون گھبرائے ہوے ہو برق فرنگی

نے آواز دی کہ استاد بارگاہ مین گلنار کے گیا تھا عیاری نہ کرنے پایا تھا کہ گرفتار ہوا خلیفہ صاحب نے رہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ ہنم ملکہ گلنار جادو خواجہ عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی گلنار جھک کر گری برق وچالاک کو اُٹھالیا برق نے آواز دی کہ استاد غلامون کو بچایئے خواجہ عمرو گلیم اُتار کر دوڑے گلنار جو بلند ہوئی متوجہ ہوا سے چالاک برق بیہوش ہوگئے گلنار کہتی ہوئی جاتی ہو کہ کیون نگوڑو مچھر عیاری کی چلکر تمکو قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی لیے جاتی ہی صحرا مین پہونچی تھی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین خداوند کھڑے ہین پکار رہے ہین کہ اے گلنار کیا کہنا یہ دونون قوت بازوے عمرو ہین ذرا نیچے آؤ قدرت ان دونون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین ایسا نہو کہ لشکر تک لیجاؤ بیچ مین کوئی افتاد پڑے استاد انکا ساربان زادہ ضرور دوڑیگا گلنار نے جو ہفت پیکر کو دیکھا ہوا سے اُتر آئی کہا کہ یا خداوند مین ان دونون کو انکے لشکر سے لائی ساربان زادہ بھی کھڑا تھا مجکو دیکھتے ہی غائب ہوگیا جیسے مجھے بڑا تعجب ہی کہ کہان غائب ہوگیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار عمرو کے پاس گلیم عیاری ہی اُسکو اوڑھ کر اسقدر جلدی غائب ہوجاتا ہی کہ پلک جھپکی اور غائب ہوگیا گلنار نے برق وچالاک کو زمین پر ڈال دیا باتین کر رہی ہی کہ ہفت پیکر نے کہا دیکھو تمھاری کنیزین آتی ہین گلنار جادو نے جیسے ہی منھ پھیرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حلقے کمند کے گلے مین گلنار جادو کے ڈال کے حباب مار دیا اور فوراً اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوانہ جہانگیر و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے تیغہ کھینچا چاہا کہ گلنار کو قتل کردن کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی عمرو نے جال مارکے چالاک و برق کو اُٹھالیا طرف اپنے لشکر کے بھاگے اُس کنیز نے آکر گلنار کو ہوشیار کیا کہا کہ

اے ملکہ ہوشیار ہو جیسے عمرو آپ کو قتل کرتا تھا مین نے آکے بچایا گلنار اُٹھی کہا گل اندام تم جاؤ مین جا کر عمرو کو لاتی ہون گل اندام نے کہا کہ اب حضور جانے دیجیے مین رات بھر اسی فکر مین جاگی اب سحر بھی قریب ہی میدان مین چلنا ہو گا گلنار لیٹی لشکر مین جو آئی دیکھا کہ ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکرون مین کمر بندی ہو رہی ہی گل اندام بھی تیاری کرنے لگی یہان خواجہ برق و چالاک کو لیے ہوے بارگاہ رستم مین آئے آفتاب فلک سیر سے کہا کہ یہ دونون عیار سحر گلنار سے بیہوش ہین مین نے چاہا تھا کہ اُسکو قتل کرون مگر گل اندام نامے کنیز اُسکی آگئی وہ ہی گل اندام اُسکا بیر کامل ہی آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو نے ملکہ سحر برق و چالاک اُتارا چالاک و برق ہوشیار ہوے رستم اُٹھے کہا کہ مرکب لاؤ سوار ہو کر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران بھی تیاری کر رہے ہین لشبت اشقر پر سوار ہو کے دربارگاہ سلطانی پر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار ہو کر برآمد ہوے سب سردارون نے سلام کیا سب کا مجرا اور سلام لیتے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے میدان مین آ کر دیکھا آمد فوج ہفت پیکر کا تانتا بندھا ہوا ہی گلنار جادو سب کے آگے بڑھی ہوئی چار ہزار کنیزین ساتھ ہین سحر کرتی ہوئی آتی ہین جب لشکر میدان مین پہونچے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھمکر ہٹے کہ گلنار بڑھی ہفت پیکر سے اجازت لی میدان مین آ کر پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور یہ بھی کہا کہ اے ساحرو تمکو بڑا گھمنڈ ہے اگر میرے مقابلے مین آؤ تو حال معلوم ہو آفتاب فلک سیر یہ نعرہ سُنکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے آفتاب یہ ساحرہ زبردست ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا آفتاب نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال رہیگا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا آفتاب فلک سیر جھومتا ہوا سامنے گلنار کے آیا گلنار نے پکار کے آواز دی کہ اے آفتاب فلک سیر ہفت پیکر مین کیا برائی دیکھی جو تم باغی ہو کے شریک طلسم کشا ہوے نازنینان مہ جبین تو عاشق ہو کر طلسم کشا کی شریک ہوئین کیا تم نے بھی جمال طلسم کشا دیکھکر اُسکو پسند کیا آفتاب نے کہا کہ اے گلنار مذہب اسلام کو صحیح پایا

اس وجہ سے شریک ہوئے ہفت پیکر مکار و حیلساز ہی شعبدہ باز ہی اسنے خدائی پر
سامری و جمشید کی اعتراض کیا خود خداوند بن بیٹھا ساحرون نے اسکی خدائی کو زور دیا
دیکھو وہ جادوگر قتل ہوے اب کیا زور چلتا ہی گلنار نے جواب دیا کہا کہ ای آفتاب ہوشیار
ہو آفتاب نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین گلنار نے پکار کر آواز دی کہ ای گل اندام آفتاب کو
لینا بچنے نہ پائے جیسے ہی گلنار نے آواز دی ہوا سرد چلی پھول آسمان سے برسنے لگے
ایک طائر آکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی کر کے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

ہی برنگ گل سراپا وہ بت خونخوار سرخ	کیون نہ ہو جائے رگ گل کی روش زنار سرخ
دیکھکر ای گل ترے رخسار آتش ناک کو	ہو گئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ
پنجۂ قاتل ہو رنگین مجھ مین اتنا خون کہان	ہی غنیمت اسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ
مل گیا لیلی کو قیس پابرہنہ کا سراغ	جب کہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ
ہون مین وہ رنگین بیان چھو لے جو میرا استخوان	مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے آفتاب فلک سیر کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین جا بجا طرف
گلنار کے چلون کہ آسمان سے ایک باز پیدا ہوا وہ طائر جو یہ اشعار گا رہا تھا اسپر باز گرا
طائر اپنے مقام سے اڑا باز سے جنگ کرنے لگا کئی پنجے طائر نے باز کو مارے مگر باز
کب ماننا ہی باز نہ آیا۔ پنجہ جو مارا طائر کی آنکھین نکل پڑین اب طائر گھبرایا آنکھون سے پرنالے
خون کے بہے باز نے پنجون سے طائر کو پکڑا اچھال مار کر چیر ڈالا خون طائر کا سر پر آفتاب کے گرا
جیسے ہی طائر کا خون گرا آفتاب کے ہوش درست ہوے اعضا چالاک و چست ہوے
لاشہ طائر کا زمین پر گرا باز تو غائب ہو گیا سب نے دیکھا کہ لاشہ زمین پر ایک عورت کا پڑا ہی
گلنار جادو نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب غضب کیا کہ گل اندام کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچو گے یہ کہکر پکار کر آواز دی کہ ای سحر نگاہ اپنی تسخیر دکھا آفتاب فلک سیر ساحر زبردست
ہی ایک پہلو سے گانے کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ہین یار مست	دیکھیے جس کوچے مین ٹہرا تے ہین چار مست
کھیلے بہ ساقی سے رکھتے ہین گرد دستار مست	سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت جیسے دل ۔ عشق رکھتا ہے ہمین بے بادۂ گلنار مست
کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا ۔ اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست
ساقی و پیر مغان سے بلنجی ہوتے نہین ۔ دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست
خام ہے سودا تمھارے گیسوے پر پیچ کا ۔ روز زنجیر ورن مین جکڑے جاتے ہین میخوار مست
آگے آگے ہو کے یاد اُنکو دلا دیتا ہون مین ۔ بھول جاتے ہین جو راہ خانۂ خمار مست
خار خار دل کہے کس سے سُنے بلبل کی کون ۔ باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست
دوستی دل سمجھتے ہین زلال یار وہ ۔ دردی کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست
ترک عادت ہے عداوت آدمی کے واسطے ۔ مونہ دی تونے تو اے ساقی ہوے بیمار مست
واہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ ۔ سامعین ہوتے ہین سُن سُن کر ترے اشعار مست

آفتاب نے جو یہ اشعار اُس نازنین کی زبانی سنے بے اختیار دوڑا پکارتا ہوا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمھارے ان اشعار نے مست کر دیا جی چاہتا ہے کہ گرد پھرون تصدق ہون اُس نازنین نے ہاتھ آفتاب کا تھام لیا کہا کہ مین خود تیری مشتاق ہو کر منزلون سے آئی ہون مدت سے سنتی تھی کہ آفتاب فلک سیر نہایت ذی علم ہے آج حال علم کمال کھلا تمنے سب کچھ پڑھا مگر یاد نہ رکھا اب تم میرے ساتھ چلو علم و فضل کی دن دونی ترقی ہوگی آفتاب اُس نازنین کے ساتھ چلا گلنار نے دستاب دیگر آواز دی کہ اے سحر نگاہ اسکو لیجا زندان مصیبت مین لیجا کر قید کر ان الفاظ پر وہ نازنین ہنستی ہوئی آفتاب کو اپنے ساتھ لے گئی صحرا مین جا کر غائب ہوئی گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے ساحران نامی وگرامی یہ سب صاحبون نے سحر میرا ملاحظہ کیا آفتاب قید ہو گئے اب رہائی اُنکی ممکن نہین جاؤ جا کر سمجھو بوجھو آپس مین صلاح کرو طلسم کشا کو سمجھاؤ کہ آکر خداوند ہفت پیکر کے قدمون پر گرد و تحفہ جات پیش کردو ورنہ ایک مرتبہ جو میدان مین آؤنگی تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیجاؤنگی یہ کہکر پلٹی ادھر رستم پیلتن بھی میدان سے پلٹے مگر آفتاب کے واسطے بہت بیقرار ہین بار بار فرماتے ہین کہ نہین معلوم آفتاب پر کیا گذری دربار مین آکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ کیا آفتاب کو گلنار گرفتار کر کے لے گئی اگر ہو سکے تو اسکی فکر کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے تو

ٹھیکہ دار ہون افلاس سے مجبور و ناچار ہون رستم نے کہا کہ مین دس ہزار روپیے جمع کیے دیتا ہون جب آفتاب کو لائیے گا یہ رقم آپ کو ملیگی زیادہ میرے کیے سے نہین ہوسکتا آپ آگاہ ہین کہ فوج کی تنخواہ تقسیم نہین ہوئی خواجہ عمرو نے فرمایا کہ ای نور نظر جو تمسے ملے وہ ہی غنیمت ہی اور سردار تمھارے خوش وخرم ہین کچھ نہ کچھ ضرور دینگے یہ سُنکر سنبل ہفت گیسو نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا سیماب کی جانب متوجہ ہوے کہا کہ ای ملکہ عالم تمھارے گلے مین کنٹھا یاقوت کا ہی مناسب ہو تو ہمکو دیدو سیماب نے ہر چند انکار کیا خواجہ نے لڑ لڑکے وہ کنٹھا لیا سب جادوگرنیون سے زیور لیا بابہانے عیاری لگاکر تلاش مین سحر نگاہ کی چلے اول لشکر مین گلنار کے آئے گلنار طرف دربار ہفت پیکر کے جاتی تھی خواجہ عمرو بشکل خدمتگار ہفت پیکر سامنے گلنار کے آئے جُھک کر سلام کیا کہا کہ ای ملکہ عالم قدرت پوچھتی ہین آفتاب فلک سیر کو کہان قید کیا گلنار نے کہا کہ ارے خدمتگار تجکو کیا مطلب ہی جو سربازار ایسی بات پوچھتا ہی کہ جسکا تنہائی مین بھی ذکر نہین کرتے تو کوئی عیار تو نہین ہی عمرو نے کہا کہ جو فرمائیے وہ جاکر قدرت سے کہدون وہ ہی پوچھتے تھے گلنار کے مُنھ سے نکلا کہ طرف مشرق کے کوہ یاقوت ہی اُسی پر سحر نگاہ لے گئی ہوگی وہین قید کیا ہوگا خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بھاگے جب خواجہ سامنے سے نکل گئے گلنار نے کہا کہ بشک یہ کوئی مکار تھا مین چلکر خداوند سے پوچھونگی یہ کہتی ہوئی دربار مین آئی ہفت پیکر سے پوچھا کہ آپ نے کسی خدمتگار کو بھیجا تھا حال قید آفتاب پوچھا تھا ہفت پیکر نے کہا کہ مین نے کسی کو نہین بھیجا گلنار نے کہا کہ ایک نامہ سحر نگاہ کو لکھا جائے کہ ای سحر نگاہ ہوشیار رہنا عمرو مقام قید آفتاب پوچھ گیا ہی اُسی وقت نامہ تیار ہوکر آیا گلنار نے اُسپر اپنی مُہر کی ایک کنیز کو نامہ دیا کہ جا کر ہاتھ مین سحر نگاہ کے دینا زبانی کہنا کہ قید آفتاب سے بہت ہوشیار رہنا کوہ یاقوت پر کوئی غیر شخص نہ آنے پائے سحر عجائب دیو اب سحرا مین بھی مقرر کرو اس مضمون کا نامہ پاس سحر نگاہ کے روانہ کیا سحر نگاہ بالاے کوہ بیٹھی ہو کہ کنیز نے آکر نامہ دیا مضمون نامہ پڑھکر سحر نگاہ نے سحر اپر ڈالی چند طائر چہکارنے لگے اُڑتے پھرتے ہین سحر نگاہ نے جلسہ آراستہ کیا صحرا کو درست کرکے نامہ دار کو رخصت کیا پشت نامے پر لکھدیا کہ کنیز نے ہوشیاری کرلی آپ

مطمئن ہیں جلسہ آراستہ کیا کنیزیں بیٹھی گا رہی ہیں سحر نگاہ کا دماغ تر جام ارغوانی گردش میں صدائے ہوشیار ہوش و نوشا نوش بلند ہی کنیزوں سے اشارہ کیا کنیزوں نے یہ اشعار شروع کیے نظم

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو
چمن میں تو نے دیکھا جو میں نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسہ سر رہ میں افتادہ ہی مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان مین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھوں سے عجب کیا ہی
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہی
رہا کرتا ہی گھر یون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

سنی ہیں کافران عشق کے مُنھ سے جو تعریفیں
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اُس غارتگر دین کو

کہاں پیچ و خم گیسوئے مشکین زلف سنبل میں
تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہی نسرین کو

گُل رخسار اپنا تم نے جس شاعر کو کھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو

رسائی دار قسمت تاک تاب جنکی نہیں ہوتی
وہ مفلس جانتے ہیں خوشہ انگور پروین کو

فقیری کا ترے کوچے کی جنکے سر کو سودا ہی
پرون کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالین کو

بشر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت پارسا اک لعبت چین کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہی آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا جسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہیں رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہی مسکین کو

ہنگامۂ عیش گرم ہی کہ سحر نگاہ جادو نے آسمان پر دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تخت کو اُڑاتے ہوئے آتے ہیں سحر نگاہ نے کنیزوں سے کہا کہ لو اور لطف دیکھو قدرت آتے ہیں طائر چہکارنے لگے سحر نگاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے نالائقو کیوں غل مچاتے ہو قدرت آتے ہیں شرف کی بات ہی فخر کرتی ہوں کہ آج قدرت میرے صحرا میں آئے یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا طائروں کے سر کٹ کر گرے تخت اُڑتا ہوا کوہ یاقوت پر آیا سحر نگاہ برائے استقبال اُٹھی سحر نگاہ نے چاہا کہ سجدہ کروں قدرت نے چلا کر آواز دی کہ خبردار اے سحر نگاہ مجھکو سجدہ نکرنا میں نے اپنے کو سجدہ کرانا موقوف کیا جب تک مسلمان مجھے سجدہ نہ کریں گے تب تک بندگان قدیم سے سجدہ نہ کرانگا سحر نگاہ نے ہاتھ تھام کر کہا

یا خداوند یہ قاعدہ تو آپ نے خوب نکالا لیکن مسلمانون کی بربادی مین کیا دیر ہی ملکہ گلنار نے قید آفتاب چار یرے پاس بھیجی ہی ابھی تک کوئی عیار مکار میرے پاس نہین آیا اگر آتا تو مین دیکھتی کہ عیاری کیونکر ہوتی ہی ساحر اور غیر ساحر سے کیا نسبت عیار بیچارے تو غیر ساحر ہین جب آئین گے تو فوراً یہ خبر دینگے قدرت کے آنے پر تو طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور کسیکی کیا حقیقت ہی مین نے ابھی اُن سب کو مٹا یا ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکہ سحر نگاہ تمنے ابھی تماشائے قدرت نہین دیکھا قدرت کو یہ منظور ہی کہ مسلمان بخوبی بدعت کرلین قدرت دیکھین کہ انکا اختیار کہانتک ہی اُسی دن ایک اشارے مین مٹا دین گے یہ کہکے قدرت نے بایان کھینچا دہنا چھوڑ دیا کہا کہ ای سحر نگاہ تمکو گانے کا بڑا شوق ہی دیکھو گانا اسکا نام ہی یہ کہکے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ اُگنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔ نظم

جانتے تھے جسے دل آج وہ بسمل ٹھہرا
جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھہرا

حال کھُلتا تھا نہ عاشق کی سیکاری کا
زائچہ خط نے جو کھینچا تو زحل تل ٹھہرا

لاحق حال ہی مجھکو رنج ایک ایک
پسلی پھڑکی خفقان کی جو ذرا دل ٹھہرا

جبکہ عاشق ہوے طالع کا ستارہ چمکا
جلوہ داغ سے دل ماہ کا منزل ٹھہرا

غم محبوب نے آنکھون کو لہو رُلوایا
آج ان پتلیون کو بھی مرض سل ٹھہرا

کچھ تاسف نہین اسکا نہ برآئی امید
حیف یہ ہی مین دعا مانگ کے سائل ٹھہرا

ناطقہ تنگ ہی بحجر اُسکی سخن چینی سے
شعر کیا بات بھی کہنا ہمین مشکل ٹھہرا

ہرچند کہ رات کا وقت ہی صحرا کا سناٹا مگر طائر آشیانون سے سر نکال کے گرنے لگے بعض طائرون نے پر سے پر ملا کر سر پر سایہ کیا چند آہو صحرا سے دوڑ کر آئے پاؤن سے لپٹے جاتے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین سحر نگاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا بس خود بھی مبہوت ہوگئی تمام کنیزین سر جھکائے بیٹھی ہین کوئی منھ سے نہین بولتی صورت ہفت پیکر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ خداوند ہین اس کمال کو پیدا کیا خود زبان سے اپنی فرمارہے ہین ہم لوگ کیا تعریف کرین آج تک کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا کہ ہفت پیکر نے کہا ای سحر نگاہ قدرت شراب پیئین گے گلابی منگاؤ سحر نگاہ نے اشارہ کیا کہ ارے گلابی لاؤ کنیزین شراب لینے چلین

ہفت پیکر نے کہا کہ ذرا اُس باغی کو بلاؤ مین اُسکو سمجھاؤن ایسا ساحر زبردست
شریک مسلمانان ہوکر مارا جاتا ہی شاید راہ پر آئے اپنی حقیقت کو سمجھ جائے اگر اُسنے
قدرت کا کہنا نہ مانا تو آتش قہر و غضب سے جلا دونگا سحر نگاہ نے آفتاب کو بلوایا ماران
سیاہ آفتاب کے بدن مین لپٹے ہوے ہین زبان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن
ہفت پیکر کوڑا لیکر اُٹھا کہا کہ کیون مغرور قدرت سے جدا ہوکر کیا نفع پایا خداے نادیدہ
کو سجدہ کیا گیا ہاتھ آیا حمزہ نے اپنے خدا کو کیا تجھے دکھا دیا آفتاب نے جواب دیا کہ کسکی
مجال ہی اور کسکی ایسی آنکھین ہین کہ خداے برحق کو دیکھ سکے ایسا کچھ پایا کہ تمہاری ہو گیا
تجھسے مکار شعبدہ باز کی اطاعت سے نکالا ہمین لوگون نے تیری خدائی کو زور دیا ہفت پیکر
نے آنکھین ملا کر کہا کہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا ہفت پیکر سے جو نگاہ آفتاب فلک سحر
کی ملی بائین آنکھ کا تل دیکھا ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ یا خداوند آپ کی باتون سے سحر مسلمانان
مجھپر سے اُتر گیا مین ابھی آپ کو سجدہ کرتا ہون بیشک مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا سحر نگاہ
دنگ ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ مین نے کیسا کیسا ڈرایا قتل کا سامان کیا لیکن یہ اپنی ہی کہے گیا
مگر زبان قدرت مین کیا تاثیر ہی کہ ایک کلمے نے یہ تاثیر کی کہ اُسنے اطاعت کر لی سحر نگاہ نے
ماران سیاہ جسم سے چھڑائے زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی آفتاب نے
زنجیرین توڑ ڈالین ہفت پیکر نے کہا کہ ای آفتاب سحر نگاہ ہماری بندی خاص ہی اسکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلا یہ کہکے گلابی اُٹھا کے دی کاگ کھولا جام خود لبریز کیا زمین پر رکھ دیا
کہ ای آفتاب سحر نگاہ کو پلا دے آفتاب نے خوشی خوشی جام اُٹھایا سحر نگاہ کے
سامنے پیش کیا سحر نگاہ نے جی مین کہا کہ اتنا بڑا ساحر جلیل مجھکو شراب پلائے یہ زبان
قدرت کی تاثیر ہی یہ سوچ کر شراب پی گئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای آفتاب تمہارا وہ مرتبہ
بڑھاؤنگا کہ کل اہل طلسم رشک کرینگے طرۂ پیغمبری تمکو دونگا آفتاب نے کنیزون کو
بھی شراب پلائی سب کنیزین اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگین آپس مین وجد کر رہی ہین کہ
کیا زبان قدرت مین تاثیر ہی آفتاب ہمکو شراب پلائے کہ سحر نگاہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
یا خداوند آپ کے بھائی آسمان پر آئے ہین مجھکو اشارے سے بلاتے ہین ہفت پیکر نے

کہا اُنکی بھی ٹانگ لو سحر نگاہ مسند سے اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز بکرش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

خنجر مارا کہ سحر نگاہ کا سر جدا ہوا مرتے ہی سحر نگاہ کے کنیزین جلنے لگین عمرو نے سمیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب یہ کیا غضب ہوا میر النقصان ہوگیا یہ کہکر بعجلت تمام مجلس کا اسباب اُٹھایا زنبیل مین رکھ لیا آفتاب نے کہا کہ خواجہ مین آپ کو پنجے مین دبا کے لیچلون عمرو نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون آفتاب پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ پہاڑ سے اُترے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جنگل مین ایک باغ ہی دروازے پہ چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے صورت تبدیل کی مسافر کی شکل بنکر سامنے سے باغ کے گذرے کنیزون سے پوچھا کہ یہ کسکا باغ ہی کنیزون نے کہا کہ ملکہ الاہم منتظم کل کارخانہ ملکہ گلنار اس باغ مین رہتی ہین خیال مین گذرا کہ ای عمرو انکی بھی گردن لو یہ سوچ کر پشت باغ پر آئے کمند مار کے دیوار پر آئے دیکھا کہ ایک جادوگرنی کریہ منظر تاج سر پہ رکھے مسند پر بیٹھی ہی چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین اسباب عشیں و نشاط مہیا ہی جام ارغوانی گردش مین ہی ایک خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین	یہی آئینہ وہ ہی جسمین کہ سیماب نہین
ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون	جام مے کیا کہ خیال قدح آب نہین
آتش داغ جدائی سے نہ اُڑجا ئیگا	طائر دل ہی یہ کچھ طائر سیماب نہین
صبح ماہ آج ہی اُس ماہ کا کیا عزم سفر	یہ دھوین رات ہی پر جلوۂ مہتاب نہین
بے طرح آج مری نیند اڑی جاتی ہے	دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین
چھوڑ کر گردش بیہودہ جو مین بیٹھ رہا	اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین
رات دن ابروِ جانان کا تصور ہی ضرور	کون مسجد ہی دلا جسمین کہ محراب نہین

ہجر محبوب مین ہی خون فلاطون مجکو
چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو
ترک احباب پہ آمادہ جو ہی ای ناسخ

خم مین ای بادہ فروشو یہ مے ناب نہین
موت ہی فرقت محبوب مین یہ خواب نہین
تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

خواجہ یہ گانا سُنکر دیوار سے اُترے زرعے مین چھپ کر بیٹھے اس خیال مین کہ کوئی کنیز آئے تو مین بیہوش کرون گائن خود اپنے مقام سے بولا کے اُٹھی برائے رفع حاجت اُسی مقام پر آئی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر محفل مین آئے مگر یہ بڑبڑاتے اُٹھے کہتے ہوے کہ یا خداوندا واہ خداوندا ایسے وقت پر آنا کیا ضرور تھا مجکو ننگا دیکھ لیا مین بہت شرمائی الآم نے پوچھا کیون خوش گلو کیا ہی کیون قدرت کی تعریفین کرتی ہو یہ تمنے کیا کہا کہ مجکو ننگا دیکھ لیا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا جیسے ہی مین برائے پیشاب بیٹھی کیا دیکھتی ہون کہ قدرت سامنے کھڑے ہین مین اُٹھ کھڑی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے لگے مین نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ کیون دیوانے ہوے ہو کیا مطلب ہی میرا بوسہ لیا اور کہا کہ مین نے تجکو خوش آواز کیا مین رات کو تیرے پاس آؤنگا جاگتی رہنا یہ کہکر غائب ہو گئے نہین معلوم اس سے کیا مراد تھی الآم نے کہا کہ ای خوش گلو قدرت تجھپر عاشق ہوے خبردار سونا نہین جاگتی رہنا ہمکو بھی بلا لینا ہم بھی قدرت کی خاطر کرینگے شاید مجھپر توجہ کرین لیکن ای خوش گلو اب تو گاؤ گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی
برشِ تیغ قضا کے آگے
آپ کردیتے ہین ہر سخت کو نرم
آپ کا دام بلا آفت ہی
آپ کی برق غضب کے آگے
آپ سے ہو جو قوی مو ضعیف
بس یہی ورد زبان ہی ناسخ

خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہی
سرکشون کی رگ گردن کیا ہی
دست داؤد مین آہن کیا ہی
طائر عرش نشیمن کیا ہی
مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
پیلتن کیا ہی تہمتن کیا ہی
آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین الآم نے کہا
کہ بوا آواز تو بدل گئی واقف کاری زیادہ ہوئی کیا تانین لگائی ہین سب کو خوش کیا ای بوا
خوش گلو اسوقت تیرے گانے نے دل بیقرار کردیا خوش گلو نے کہا کہ شراب بھی مین ہی
پلاؤن ساقی گری کرون الآم نے کہا کہ بوا یہ کتنی بڑی بات ہی کہا حضور دل مین یہ آیا ہی
کہ جس طرح عمرو عیار ساقی گری کرتا ہی اُس طرح ساقی گری کرون کلید میخانہ مجکو دیجیے یہ
سُنکر الآم نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین آئے پکار کر آواز دی کہ صاحبو
اب ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے شراب لیجاؤ کنٹر و گلابیان کنیزین اُٹھا کر لیجانے لگین
نگہبان باہر کی آئین تبلہ اُٹھا کر لے گئین چند گلابیان خواجہ نے آراستہ کین بیہوشی ملا کے
محفل مین آئے الآم تعریفین کر رہی ہی کہ دیکھو صاحبو خوش گلو کس سلیقے سے شراب لائی
ہی جی چاہتا ہی کہ دیکھیے خواجہ نے پشواز پہنی چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے گت ناچنا شروع
کی جھمکر جام لبریز کیا توڑے لیتے ہوئے چلے الآم کہتی ہی کہ ای خوش گلو دیکھو جام کا انجام بُرا
ہوا چاہتا ہی شراب سر سے گریگی خواجہ کب سنتے ہین توڑے لیے جاتے ہین سامنے الآم
کے سر جھکایا کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے الآم نے بصد خوشی جام
لیا چاہتی ہی کہ پیے شراب نے چرخ مارا الآم نے ہاتھ ہلایا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی ایک برق
چمکی وہ عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی الآم نے ایک دو تھپڑ
مارا کہ او ساربان زادے تو نے میری گائن کو کیا کیا ملکہ گانار نے لکھا تھا کہ بہت ہوشیار
رہنا آخر تو آ ہی پہونچا یہ کہکے شراب پھنکوا دی سحر بھی قریب تھی گریبان سحر بھی غم مین عمرو کے
چاک ہوا الآم خنجر لیکر اُٹھی کہتی ہوئی کہ او ساربان زادے میری خوش گلو کو کیا کیا جلد بتا
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری مین چاہتا ہون کہ
خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرون مگر آپ لے چل کے قدرت کے قدمون پر گرا دیجیے قدرت
کو میری ذات سے بڑے بڑے رنج پہونچے بڑے بڑے ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تمھارے قتل مین بھی تھوڑا زمانہ باقی تھا مقام افسوس ہی کہ تم ہوشیار ہوگئین اگر مین جانتا
کہ شراب پلانے مین یہ آفت ہوگی تو شراب نہ پلاتا اور بہت سی تدبیرون سے تمکو مار لیتا

الآم نے کہا کہ او ساربان زادے مین نے تدبیر کر رکھی تھی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو مین آگاہ ہو جاؤن اسی وجہ سے مین نے تجکو گرفتار کر لیا مگر خوش گلو کو جلد بتا عمرو نے کہا کہ فلان نخل کے سائے مین پڑی ہی کنیزین گئین خوش گلو کو اٹھا لائین بالکل برہنہ تھی زیور ندارد الآم نے اسکو کپڑے پہنائے جب خوش گلو ہوشیار ہوئی اور اپنا حال سُنا تو بہت روئی الآم نے سمجھایا کہ ای خوش گلو تیری شکل بنکر یہ ساربان زادہ آیا تو بیر اکیا کر لیا آخر کو یہ انجام ہوا اب اسکو قتل کرو کنیزون سے داربن استادگین کہا کہ ہمارے جلاد کو بلاؤ کنیزون نے آواز دی کہ ای ظالم خنجر باز جلد آؤ ایک گنہگار کو قتل کرو پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی الآم نے کہا کہ ای ظالم خنجر باز اس ساربان زادے کو دار پر کھینچ دے کہ اسکا سر خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی روانہ کرون ہماری مالک کہ جلکے ہم منتظم کار ہین سر دیکھ کر بہت خوش ہونگی وہ آفت لشکر اسلام پر برپا کرینگی کہ مسلمان انکی جان سے بیزار ہو جائین تڑپ تڑپ کے مرین ظالم نے عمرو کے پانون مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا اُسوقت عمرو کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے ؎ نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت	نمی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی	چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوی گل گل کرد و دہد جلوہ	نماید او ز ہر رنگ جسم خاکی شکل جان صورت
درین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم	چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ	ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقاے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را	کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب	دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ میسازد عیان ہندی	کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

یلک بلک کے جو خواجہ نے دعا کی جلاد نے قصد کیا کہ سر خواجہ کا کاٹ لون آسمان پر برق چمکی وہ برق جلاد پر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے پھر جو وہ برق کڑک کر گری زنجیر کو کاٹا اب وہ برق تڑپنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے الآم نے جو دیکھا کہ خواجہ کی

زنجیر کٹی آسمان پر ایک لکہ ابر سے برق گر رہی ہی الآم نے اُٹھا کر ایک گولہ مارا دیکھا آفتاب سحر کر رہا ہی الآم نے للکارا کہ او آفتاب تو تو قید تھا کیونکر رہائی پائی آفتاب نے آواز دی کہ سحر نگاہ قتل ہوئی ہمنے رہائی پائی اب تو الآم مصیبت کش برس پڑا کئی تلواریں آفتاب پر گریں مگر آفتاب نے تلواریں توڑیں الآم نے کمر سے خنجر نکال کر پھینکا دیا آفتاب نے خنجر کو ہاتھ مین روک لیا وہی خنجر الآم پر پھینک مارا ہر چند کہ الآم نے اپنے کو بچایا مگر خنجر ایسا پڑا کہ الآم کے دو ٹکڑے ہوئے پلٹ کر خواجہ کی زنجیرین کاٹین خواجہ نے قید سے چھوٹتے ہی لوٹنا شروع کیا مگر قتل ہونے سے الآم کے کنیزین غائب ہوگئین خواجہ نے کہا کہ اے آفتاب کئی سو کنیزین تھین یہ سب کہان گئین آفتاب نے کہا کہ اے خواجہ یہ سب کنیزین سحر کی بنی ہوئی تھین مرتے ہی الآم کے نابود ہوئین جب خواجہ نے خوب باغ کو لوٹا پھل بھی درختون سے توڑ لیے آفتاب نے کہا کہ خواجہ اب چلیے باغ سے باہر نکلے تھے کہ رونے کی آواز آسمان سے آئی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ الآم کی لاش سے چند کنیزین لپٹی ہوئی لاشہ لیے جاتی ہین یہان گلنار بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ کنیزون نے لا کر لاشہ الآم پہونچا یا ملکہ گلنار نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے غضب ہوا الآم کو کسنے مارا یہ کہکر جھولی سے ورق نکالا اُسمین دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا سحر نگاہ اور الآم کو خواجہ و آفتاب نے قتل کیا دونون آتے ہین مگر اب اور تدبیر کرونگی یہ کہکے روتی ہوئی خدمت ہفت پیکر مین آئی کہا کہ یا خداوند عمرو نے جا کر سحر نگاہ کو مارا الآم کو بھی قتل کیا اب لشکر مین آتے ہین وہ عمرو عیار تھا کہ جسنے مجھ سے نشان پوچھا تھا کہ کتاب سے معلوم ہوا کہ عمرو نے آپ کی شکل بنکر سحر نگاہ کو مارا ہفت پیکر افسوس کر رہا ہی کہ ہر کارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر بدعا دی عرض کی کہ یا خداوند آفتاب و عمرو اپنے لشکر مین آئے رستم کو اُنکے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی جشن کی تیاری ہو رہی ہی سامان روشنی ہو رہا ہی طائفے ہزارون طلب ہو رہے ہین بارگاہ رستم مین بڑی تیاری ہی سب سرداران امیر بارگاہ علمشاہ مین جمع ہو رہے ہین ناچ شروع ہوگیا گلنار نے کہا کہ یا خداوندا آپ تقدیر مضبوط کیجیے مین جا کر جشن کو درہم و برہم کرون آفتاب و سنبل ہفت گیسو کو پکڑ لاؤن

مگر فوراً قتل کیجیے کوئی داغ تو مسلمانون کو پہونچے ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار تقدیرین تو اس سال سست ہو گئین جو تقدیر کرتا ہون مسلمان الٹ دیتے ہین تقدیر جنے نہین باقی تدبیر مسلمانان تقدیر کو پلٹ دیتی ہے لیکن قدرت تقدیر کرینگے گلنار دربار ہفت پیکر سے اٹھی اپنی بارگاہ مین آئی لباس تبدیل کیا جوڑا ابھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا جھولی بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالی طرف بارگاہ رستم کے چلی یہان اب وہ وقت ہے کہ رستم مقام صدر پر بیٹھے ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغہ ہفت جوہر زیب کمر آفتاب فلک سیر پہلو مین بیٹھا ہے ایک طرف سنبل ہفت گیسو ایک جانب لالہ عذار ایک جانب ملکہ سیماب تمام شاہزادیون کے بیچ مین رستم بیٹھے ہین ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

دلم زنالہ و فریاد آہ من باقیست ‌ ‌ بہار رفتہ و سبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم چو پروانہ ‌ ‌ ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند ‌ ‌ کہ گریہ خاطر و دل زحب وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم ‌ ‌ ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان اگر شدم مخفی ‌ ‌ کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے جام چل رہا ہے سازون کے سُر کھنچے ہوے نازنین خوش آواز مصروف سوز و گداز جمال رستم مثل آفتاب عالمتاب روشن ہے شاہزادیان گلچینی گلشن جمال شاہزادے کی کر رہی ہین گلنار کی نگاہ جو جمال جہان آراے رستم پیلتن پر پڑی برق آفتاب جلال نے خرمن دل کو پھونک دیا ہرچند گلنار نے چاہا ضبط کرون مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا مثل بید کانپی چاہتی ہے کہ جا کر شریک صحبت ہون مگر دل تردد منزل روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو عاشقان جمال رستم حریف جان کے روکین مین فساد نہین چاہتی ابھی بارگاہ مین سحر ہونے لگیگا اے گلنار تنہائی مین شاہزادے سے ملاقات کرون شاید معشوق بر سر رحم ہو پہلو مین اپنے جگہ دے اے گلنار یہ کیا غضب ہوا دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے دل مین تاب ضبط باقی نہین ہے

ابتو اپنی یہ کیفیت ہی کیا بیان کرون۔ نظم

چنانم دل ز جور مدعی در سینہ می لرزد — کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ می لرزد
بوقت فرض اگر دست دلم لرزید معذورم — کہ بیخود رعشہ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد
ز باد فتنہ در گلشن ز چشم بلبلان پنہان — درخت بید مجنون را دل بیکینہ می لرزد
ز ضعف و ناتوانی ہا کہ از بخت زبون دارم — مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
ز بس از گردش گردون دون ہمت ہراسانم — دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد
گرفت او گر ز بیدادی بطرز دشمنی ترسم — کہ مفلس در پلاس خرقۂ پشمینہ می لرزد
بزیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم موری — ز عامل روزگار از تہمت گنجینہ می لرزد

سو سو طرح دل کو سنبھالتی ہی مگر دل نہین سنبھلتا دیر تک کھڑی رہی آخر کار ناچار ہو کے پلٹی حوصلہ نہ پڑا کہ صحبت رستم مین جائے آخر باہر نکلی ناچار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلی بارگاہ مین آئی کنیزون نے جو دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری خیر تو ہو آپ دربار رستم مین گئی تھین کیا کام کیا ہم یہان سے دیکھا کیے کہ کوئی سحر حضور کا ہو تو اُسکا تماشا دیکھین ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ گذرا شکار کو گئی تھی خود شکار ہوئی عجب کیفیت ہوئی میرا حال دل نہ پوچھو بارگاہ سے باہر جاؤ کنیزون کو نکال دیا آپ تنہا پلنگ پر بیٹھی آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی۔ نظم

من و آن سر کہ صد سودا ز جانانی بغل دارد — من و آن دل کہ صد ناوک ز مژگان در بغل دارد
ز دستت گر برون شد دل مکن اندیشہ ای بلبل — بجا سوی دل اسیر عشق افشان در بغل دارد
ملک را بر فلک پنہان بدام عشق اندازد — ادا ہا ے کہ آن زلف پریشان در بغل دارد
تو بیرحم و جفاے تو من آزردہ می ترسم — کہ آہ سینۂ مجروح پیکان در بغل دارد
دو چشم گریہ آلود و دلم چون بید می لرزد — کہ اشک دردمندان موج طوفان در بغل دارد
گل ہر بوستانی را کہ بینی زیر پیراہن — گلستانے بظاہر پاس پنہان در بغل دارد
ز آہ سرد مظلومان حذر مخفی نمیداری — بہ زہر آلود صد پیکان پنہان در بغل دارد

گلنار بلک رہی ہی کہ وزیرزادی سیمنبر کہ ہمیشہ سے ساتھ پرورش پائی ہی اُسنے سنا کہ ملکہ تنہا
بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہوکر ٹہلتی ہوئی دربارہ دری پر آئی ہچکیون کی آواز سُنی گھبراکے
اندر آئی دیکھا کہ گلنار کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھین اُبلی ہوئی ہین آکر بلائین لین آنسو پاک
کیے کہا کہ کیون واری خیر تو ہی مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون مجھسے تو مفصل بیان کیجیے
ہم لونڈیان کس دن کے واسطے ہین اگر ارشاد ہو تو آسمان کے تارے توڑ لائین حضور کا
رنج وملال مٹائین گلنار نے کہا کہ اے وزیرزادی کیا حال پوچھتی ہو مجھپر عجب معرکہ گذرا ہر چند
چاہتی ہون ضبط کرون نہین ہوسکتا دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی حقیقت مین
سنبل ہفت گیسو وغیرہ جو عاشق ہوئین ایک گوہر بے بہا چن لیا بیٹھی ہوئی گلچینی گلشن جمال
کی کر رہی ہین اصل کیفیت یہ ہی کہ مین جاکر رستم پر عاشق ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مین نے بڑا کمال کیا کہ وہان سے پلٹ آئی ورنہ یقین تھا کہ بیہوش
ہوکے وہین گرون اپنے کو بمشکل سنبھالا مست مے محبت تھی لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ بھی حضرت عشق کی
مہربانی تھی کہ مجکو بجبر یہا تک پہونچایا مین جانتی تھی راہ مین گر پڑونگی لیکن بہت ضبط کرکے چلی
آئی اب دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کیونکر وہاتک جاؤن روح کو راحت نہین قلب مین طاقت
نہین بہت گھبراتی ہون طلسم کشا سے شرماتی ہون اسطرح رو رو کر جو گلنار نے بیان کیا وزیرزادی
گھبرا گئی عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یہ تو امر بہت آسان ہی اگر حکم ہو تو مین فوراً جاؤن اور طلسم کشا
کو بلاؤن آپکو پروردگار نے جمال ایسا دیا ہی یقین کامل ہی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھکر
سنبل وغیرہ کو بھولجائے بلکہ کیا عجب ہی کہ اُن شاہزادیون کو صحبت مین جگہ نہ دین گلنار نے
منھ پیٹ کر کہا کہ اے وزیرزادی وہ عظم وشان اُنکا دیکھا کہ حوصلہ نہین پڑتا کہ وہ تشریف لائین
اول تو مجھسے ایسی خطا سرزد ہوئی کہ مین نے سر میدان آفتاب کو زیر کیا قید کرکے روانہ کردیا
تھا عمرو نے جاکر اُسے چھڑایا اُسی کا جشن ہو رہا ہی یہ بھی سنا کہ اپنے سردارون کی بڑی خاطر
کرتے ہین آفتاب کے واسطے لاکھون روپئے صرف کرڈالے اُنکو خدا نے مرتبۂ اعلی عطا کیا ہی
وہ ہمارے بلانے سے کیون آئینگے اگر آگئے تو کوئی ایسا مقام تجویز کرو کہ وہ تنہا ہون ہم
جاکر سامنا کرین شاید اُنکو بھی ہمارا خیال ہو تو البتہ پُرلطف ملاقات ہو وزیرزادی نے عرض کی

کہ حضور وہ ضرور آئین گے آپ یہان سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے مین پتہ لگا کر لاتی ہون
اور جو حضور اس حال سے رہین گی تو کنیز سے کچھ نہ ہوسکیگا حضور کو مطمئن دیکھکر جاؤن تو
پتہ لگا کے آؤن تب حضور کو حال کھلے ملکہ یہ سُنکر اُٹھ بیٹھین کہا کہ ای وزیرزادی ہین تو اچھی
ہون سمنبر نے ملکہ کو سمجھا کر منھ ہاتھ دھلوایا کھانا جبراً کھلوایا کنیزون کو بلا کر خدمت مین مقرر
کیا آب طرف لشکر رستم کے چلی رستم نے جشن سے مہلت پاکر سمک کو بلایا فرمایا کہ ای سمک
ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہی بیرون لشکر خیمہ استاد کرو وہان اسباب عیش ونشاط آراستہ
کرو چل کر بیٹھین کچھ یہ بھی دریافت کیا کہ طبل جنگی کیون نہین بجا گلنار کو کیا فکر ہی آخر کیا
ذکر ہی سمک نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہی کہ کچھ ملکہ کی طبیعت بے لطف ہی باغ مین جا کر
پڑی ہین آج دربار مین آ کے نہین بیٹھین دربار ہفت پیکر مین بھی نہین گئین رستم نے
کہا کہ مین نے اُسکے حسن وجمال کی بڑی تعریف سنی ہی مین نے میدان کارزار مین دیکھا
حقیقت مین نہایت خوبصورت ہی سمک نے اُسی وقت بارگاہ استاد کی رستم آکر بارگاہ
مین بیٹھے سمک سے اشارہ کیا سمک یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے — رشک آتا تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے — وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
بے نشان ہونے مین تھے اپنے تمھارے شہرے — تم سُناتے ہمین ہم نام تمھارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان — کہ سمجھتا نہ اُسے تم جو اشارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بنگئے اب میرے رقیب — تم نہ آئینے مین گر اپنا نظارا کرتے
ہم وہ خود گم تھے محبت مین کہ کچھ دور نہ تھا — آپ کو آپ ہی اکثر جو پکارا کرتے
ڈھونڈھ دیتے ہمین اُس بت کو کہین سے ای شیخ — تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری — جی بھی تو پاس نہین ہی جسے مارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر — پالون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ — جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
وصل کی شب تو مری گردش تقدیر تھے — کچھ تمھین نرگس فتان سے نظارا کرتے

تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
دیکھا نت نئی آفت کوئی عاشق نہ چلال

ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
آنکھ ملتے ہی جو وہ مار آتارا کرتے

شاہزادہ تو اس عیش و نشاط مین بیٹھا ہی سمنبر اُڑتی ہوئی آئی شاہزادے کو تنہا دیکھکر پلٹی خدمت مین گلنار کی آئی کہا کہ واری اسوقت طلسم کشا ایک بارگاہ مین اکیلے بیٹھے ہین اگر منظور ہو تشریف لے چلیے گلنار یہ سنتے ہی اُٹھی ایک طاؤس پر سوار ہوئی راہ مین کہتی ہوئی کہ کیون سمنبر مین بلا تکلف کیونکر سامنے جاؤن کس طرح روے سیاہ شاہزادے کو دکھاؤن سمنبر کہتی ہی کہ واری ایسا مقام پھر نہ ملیگا اگر حکم ہو تو پھر مین جاؤن آپ زیر نخل ٹھہریے وہ آپکو آکے خود لیجائین ملکہ نے کہا کہ ای سمنبر دل تو یہی چاہتا ہی کہ وہ آکے لیجائین تو دل کو تسکین ہو سمنبر نے گلنار کو لاکر بارگاہ کے قریب ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا آپ بلا تکلف چلی دربارگاہ پر آئی خادمون نے روکا سمنبر نے کہا کہ ہمین تمھارے آقا سے کچھ کہنا ہی خدمتگار خاموش ہو رہے سمنبر اندر آئی رستم کو مسند پر دیکھا جاہ و جلال دیکھکر تھرا گئی کانپنے لگی برائے تسلیم خم ہوئی رستم نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی سمنبر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور تخلیہ ہو تو مین عرض کرون رستم اپنے مقام سے اُٹھے سمنبر نے وہ رعب و دبدبہ دیکھا کہ کلام کرتے خوف آتا ہی عرض کی کہ ای شہریار ایک صاحب حضور کی مشتاق ہین سامنے بارگاہ کے زیر نخل کھڑی ہین اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو بلا لیجیے صحبت مین اپنی جگہ دیجیے رستم بڑھے قریب نخل کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین زیر نخل روشنی ہو رہی ہی ثابت ہوتا ہی کہ وہ مقام برج ماہ تاباں ہی جوڑا بھاری زیب جسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے آنے پر محجوب و شرمسار دل بیقرار آنکھین اشکبار رستم نے قریب آکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تم وہان کیون کھڑی ہو یہان آؤ وہان ٹھہرنے کا کیا باعث گلنار نے شرماکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا رستم نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا کہ ای ملکہ عالم آئیے ہم بلاتے ہین آپ جواب نہین دیتین کسقدر آپ کو غرور حسن و جمال ہی آخر کیا خیال ہے یہ کہکے ساتھ لے چلے سمنبر بھی ہمراہ ہو رستم نے گلنار کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھے کہا کہ ای ملکہ عالم کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھرکے کہا کہ آپ کی محبت کھینچ لائی

گیا جواب دین دل کو بڑا انتشار ہی دیکھین کیا ہو دل خانہ خراب کو بہت کچھ سمجھایا اس کمبخت نے
نہ مانا آخر مجبور کرایا رستم نے کہا کہ ہم خود تمھارے دولتخانے پر آئین چلو ابھی چلین ملکہ
گلنار کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا گلنار شرماتی تھی رستم نے زبردستی اُٹھایا طرف باغ ملکہ گلنار کے
چلے سمنبر رہبری کرتی ہوئی ستارہ سحری جماب چکا ہی سفیدی سحر ظاہر ہو رہی ہی طائر اپنے
اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہای نخل پر بیٹھے ہین اپنی زبانون مین یاد الٰہی کر رہے ہین
ہر چند کہ شاہزادہ گلنار سے چاہتا ہو کہ بات کرے گلنار شرم سے سر جھکائے ہوے عرق عرق
ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی رفتار فیل زور ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج
ہمراہ برائے مدد ہفت پیکر آیا ہی دور سے اسنے جو رستم کو دیکھا پہچان گیا تصویرین تو جا بجا
ہفت پیکر بھیج چکا ہی رفتار نے شاطر سے کہا کہ یقین ہی طلسم کشا آتا ہی شاطر نے سر ہلا کر
کہا کہ ای شہریار آپ نے خوب پہچانا بیشک طلسم کشا ہی فوج کو حکم دیجیے گرفتار کرے رفتار
نے پلٹ کر فوج سے کہا کہ یہ جوان جو آتا ہی اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار فوج نے بلوہ کیا رستم
نے کہا کہ ای ملکہ عالم تم تو کنارے ٹھہرو مین اسکو سمجھائے دیتا ہون گلنار نے شگفتہ ہو کر
کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمایئے کہیے تو انکو پھیر دون کہ یہ اُلٹے پلٹ جائین یا آپس مین لڑین
افسر کو سب ملکر قتل کرین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تمھاری شراکت نہین چاہتے ہمارے
قبلہ وکعبہ کی ممانعت ہی کہ ساحر کو غیر ساحر پر حکم نہ دو مقام تعجب ہو کہ مین تمھین لڑنے کا حکم
دون مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ اتنے عرصے مین فوج قریب آ گئی کسی نے نیزہ مارا کسی نے تیر سے
وار کیا کسی نے تلوار لگائی جب تو رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ جو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

تیغہ ہفت جوہر کھینچا سماک نے حقہ آتشبازی مارا کئی سو کے منہ جلے گھوڑے بھڑکے
رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے تلوار ماری رستم نے روک کر جو ہاتھ مارا گینڈے
کی گردن کٹی رفتار گینڈے سے کودا مقابل رستم ہوا پھر ہاتھ تلوار کا مارا ابکی مرتبہ رستم
نے تلوار کو اُسکی روک کر ہاتھ مار دیا کہ سر اُس خودسر کا کٹ کر گرا سماک نے فوراً وہ سر لیکر

ایک نخل مین لٹکا دیا کل فوج کی نگاہ پڑی آپس مین کہنے لگے کہ یارو افسر مارا گیا اب کسکے بھروسے پر لڑین کیونکر فتح ہوگی کمیدان و رسالدار جو باقی تھے اُنھون نے صلاح دی کہ یارو ہمارا افسر مارا گیا اب کون صورت فتح کی ہی اگر طلسم کشا ایسا نہوتا تو یہ دن کا ہیکو نصیب ہوتا اب تک پہلوان گرفتار نہ کرلیتے دیکھو کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کتنے افسر اُسنے مارے لہذا اب بھاگ چلو سب کے پانون اُٹھے کچھ تو طرف صحرا کے کچھ درختون کی آڑ مین چھپے جب یہ لوگ بھاگ گئے میدان صاف ہوا رستم و گلنار و عیار و سمنبر و زیرزادی چارون ملکر طرف باغ کے چلے باغ مین آ کے داخل ہوے جو ملازم رفتار کے درختون مین چھپے تھے اُنھون نے رستم وغیرہ کو جاتے ہوے دیکھا نکل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے دربار مین ہفت پیکر کے پہونچے تمام کیفیت اپنے افسر کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا صحرا مین جو باغ ہی اُسمین گیا ہی ہفت پیکر نے کہا یہ تو تم سب پتہ باغ گلنار کا دیتے ہوا رے جاکر دیکھو تو گلنار اپنی بارگاہ مین ہی یا نہین اُسی وقت لوگ گئے جا کے دیکھا کہ گلنار بارگاہ مین نہین ہی کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین کنیزون نے کہا کہ اپنے باغ مین گئی ہین یہ خبر سُنکر ہفت پیکر نے کہا کہ تم مین سے کوئی کہ ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے شفق تیغزن اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند غلام جا کر گرفتار کر لائیگا یہ تو خبر پا چکا کہ رستم وہان اکیلا ہی باہر نکل کر ساٹھ ستر ہزار فوج کو ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھین رستم سے باتین کر رہی ہین کہ گرد اُڑی رستم نے حکم دیا کہ اے سیماک دیکھو تو یہ کیسی گرد اُٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی طرف باغ کے آتا ہی سیماک نے نکل کے دیکھا کہ سوار و پیدل باغ کو گھیرے ہوئے ہین ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈا اُڑائے ہوے آتا ہی چاہتا ہی کہ باغ مین گھس جاوٴن سیماک نے بڑھ کر رستم کو خبر دی کہ ایک پہلوان زبردست آیا ہی چاہتا ہی کہ باغ مین گھس آوٴن رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار برائے خدا تو آپ تکلیف نہ فرمایئے کنیز ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردیگی معلوم ہوتا ہی کہ ہفت پیکر کو خبر پہونچ گئی اُسنے فوج بھیجی ہی اُسی نے آ کے باغ کو گھیرا ہی مین سمجھ لونگی آپ تکلیف نہ فرمایئے رستم نے نہ مانا تلوار کھینچ کر باہر نکلے دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی للکارے کہ او بیحیا کہان آتا ہی شفق نے جو رستم کو تنہا دیکھا فوج سے

اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارو فوج والے گھوڑے جھکا کر طرف رستم کے چلے رستم نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لیا برابر شفق کے پہونچے فرمایا کہ فوج کو کیا اشارہ کرتا ہی تو آپ ہمارے مقابلے مین آ شفق نے بڑھ کر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزے کو تلوار سے قلم کیا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا مگر چہار طرف سے رستم پر نیزے پڑ رہے ہین کوئی دو رسے تیر مارتا ہی کوئی تلوار مار کے بھاگتا ہی رستم ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین زرہ سے خون ٹپک رہا ہی رستم نے شفق کی تلوار کا وار اُٹھا کر جواب مین تیغہ مارا شفق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا یا تو قبضہ سپر پر جھکا تھا یا زمین کو بوسہ دیا فوج شفق نے بلوہ کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مارا گیا اب اس شخص کو بھی قتل کرو رستم سب کو جواب دے رہے ہین گلنار نے جو در باغ سے یہ معرکہ اور رستم کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا دیکھا بیقرار ہو گئین گولہ اُٹھا کر پھینکا آواز دی کہ ارے دیوانو ہفت پیکر کے پاس جاؤ وہ تمھارا اچھی علاج کریگا کسی نے اپنا گریبان چاک کیا کسی نے چہرے پر خاک ملی تلوارین پھینک دین سپرین اپنی اپنی پشتون سے گرائین کوئی تالیان بجاتا ہی کوئی آواز دیتا ہی کہ ہم عاشق روے زیباے گلنار ہین اُسی کے عاشق زار ہین سمٹ کر رستم کے پاس سے ہٹے رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا پلٹ کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم خبردار اب سحر نکرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کر ونگا بہت بچاؤ گی ملکہ نے ہاتھ روکا مگر وہ سب بلبلاتے ہوے غل مچاتے ہوے طرف ہفت پیکر کے چلے ہفت پیکر پوچھ رہا تھا کہ نہین معلوم شفق پر کیا گذری بڑے زور و شور سے گیا ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و بیداد کی صدا آنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی یہ کہکے اور پریشان ہو کر خود دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان گریبان چاک چہرون پر خاک نام گلنار کا لیکر رو رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیتے ہو تسکین مرے آزار سے	دوستی تمکو نہین اغیار سے
کچھ نہ سوجھی حسرت دیدار سے	سہل چھوٹے مردن دشوار سے
داغ خون سے میرے وہ حیران ہوا	دامن اُلجھا ہی گل بیخار سے
چھوڑ چل اے بوالہوس سر کو کہ اب	جھلکتے ہین روزن دیوار سے

فصد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر — بہگیا خون دیدۂ خونبار سے
مال کیسا جان بھی دے گز یجون — گر بنے تو دل چھٹا یون یار سے
مت کرو کنگھی نہ یہ وز دحنا — دل چرا لے طرۂ طرار سے
آہ دور چرخ کی کیا خاک اڑائیے — فتنہ برپا ہے تری رفتار سے
کھا گیا جان آکے دو ن اُسکو نکال — مین نہین خوش صحبت غمخوار سے
یون کہے درد آیا اپنی جز کا — حال دل گر پوچھیے دلدار سے
کر نصیحت گر مین سچ ہون سادہ لوح — تو نبھے گی خوب اُس عیار سے
دست قاصد کاٹے کیون ثابت کیا — وزدیِ مضمون مرے طومار سے
ہاے بخت خفتہ کی یون جھپکی آنکھ — دشمنون کے طالع بیدار سے
کہ غزل اک اور بھی مومن کہ ہی — شوق اُس بت کو ترے اشعار سے

یہ اشعار پڑھ کر غل مچا رہے ہین ہفت پیکر کو سامنے کھڑے دیکھا کلمات خلاف کہنے لگے پکارتے تھے کہ او بیحیا نکل کر ہمارے سامنے آ تو ہم تجکو کشان کشان پاس گلنار کے لیچلین معشوق نے تجکو یاد کیا ہی ایسے ایسے کلمات عشق آیات کہہ رہے ہین ہفت پیکر کا یہ باتین سُنکر غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا آواز دی کہ ان نالائقون کو قتل کرد لشکر تو ہفت پیکر کا بیحساب ہی سب نے بلوہ جو کیا ایک ایک شخص پر ہزار ہزار آدمی ٹوٹ پڑے جیسے مرغ دانون کو چُن لیتا ہی دم بھر مین مارکر سب کا کام تمام کیا ہفت پیکر بارگاہ مین آیا کہا کہ یارو دیکھا تمنے اُس معشوقہ پردازلے کیا آفت برپا کی یہ سحر گلنار کا تھا ہرکارون نے عرض کی کہ جب طلسم کشا نے افسر کو مارا تو ملکہ نے بھی بے تکلف ایک گولہ ماردیا کہ ان سب کا یہ حال ہوا چاہا تھا کہ دوسرا سحر کرین طلسم کشا نے پکارکر آواز دی کہ اے ملکہ خبردار اب سحر نہ کرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا ہمارے قبلہ وکعبہ کی ممانعت ہی کہ ساحر غیر ساحر سے نہ لڑے مگر بی گلنار نے پلٹتے پلٹتے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا اور پکارکر کہا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤ اور رستم کو پھر باغ مین لے گئین جان ودل سے رستم پر عاشق ہین ہفت پیکر نے کہا کہ یارو قدرت کی نگاہ پہلے ہی اُسکے جمال پر پڑی تھی مگر کہنا مناسب نہ جانا خیال تھا کہ

موقع محل پا کے کھونگا قبضے مین کرونگا یہ سمجھا تھا کہ دشمن ہو جاینگی یارو تم من کوئی ایسا ہی
کہ گلنار کو گرفتار کر لائے فوراً وصل حاصل کرون رنگ اپنا جمادون وہ صورت دکھاوین
کہ رستم کو بھول جائے کافور تیزرو تڑپ کر سامنے آیا کہا کہ یا خداوند غلام جاتا ہی اگر یہ نجس
قابض ہوا تو لیکر آتا ہی یہ کہکر کافور چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین کنیزون سے
کہا کہ تیاری چلنے کی کرو اب ہم سامنے ہفت پیکر کے نہ جائین گے دشمن خدا کو اپنی صورت
نہ دکھائین گے ملکہ نے رستم سے کہا کہ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون رستم اسی وقت سوار
ہوے سماک نے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو حضور چلین مین ملکہ کے ساتھ آونگا رستم نے
سماک کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ بھائی چلو وہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین چلی آئین گی سماک
یلدراقی رہبری کرتا ہوا رستم کے ساتھ ہوا ملکہ نے چار سو کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا اسباب
وغیرہ تختون پر لادا باغ سے نکل کر چلین کافور تیزرو کہ نہایت عیار مکار و غدار ہی ایک
گوشہ سے بیٹھے اسنے دیکھا کہ رستم و سماک گئے بعد اسکے گرد اڑی دیکھا کہ ملکہ سب کے
آگے طاؤس پر سوار پشت پر چار سو کنیزین تختون پر اسباب لدا ہوا یہ سوچا کہ اگر کافور اگر
یہ لشکر مین پہونچ گئی تو پھر یہ قابض نہ ہو گا جس طرح سے بنے اسکو راہ مین لو سوچتے
سوچتے سماک کی صورت بنکر تیار ہوا قطرے پسینے کے لگائے ہوے دوڑا ہوا آیا ملکہ نے کہا کہ
کیون سماک خیر تو ہی گھبرا کر کہا کہ کنارے آئیے تو مین کچھ عرض کرون ملکہ سمجھین کہ شہریار کا
عیار ہی کچھ پیام دیا ہوگا فوراً کنارے آئین کافور نے اول تو باتون مین لگایا کہ شہریار نے
آپ کے واسطے بڑا سامان کیا ہی باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھیے خود آقا آتے ہین ملکہ پلٹین
کافور نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ ملکہ بیہوش ہوئین کافور نے پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کرکے بھاگا جب عرصہ ہوا تو کنیزین گھبرائین پہلے آواز دی جب
صدا نہ آئی تو تجسس کر دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی نشان نقش پا سے
ثابت ہی کہ کوئی عیار لے گیا روتی پیٹتی طرف لشکر رستم کے چلین یہان رستم پیلتن نے اپنے
لشکر مین آکر آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو کو یہ کہکر روانہ کیا کہ ملکہ گلنار آتی ہین
استقبال کرکے لے آؤ آپ لوگون کو معلوم ہو کہ وہ مطیع اسلام ہوئین آفتاب وغیرہ چلے

سماک نے کہا کہ مین بھی جاؤن ای شہریار مجکو بڑا تردد ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کسی ور کو
روانہ کرے خبر تو ضرور پہونچی ہوگی یہ کہکر سماک ساتھ آفتاب و سنبل کے چلا تھوڑی دور
لشکر سے نکلا تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سماک نے کہا کہ ای آفتاب خدا خیر کرے
جو مجھکو خیال تھا وہ ہی ہوا سماک بڑھکر آیا دیکھا کہ کنیزان ملکہ گریان و نالان آتی ہین
سماک نے پوچھا کہ خیر تو ہی کنیزون نے کہا کہ ای سماک کوئی عیار تمھاری صورت بنا آیا ملکہ کو
لیگیا یہ سنکر سماک پلٹا آفتاب و سنبل سے کہا کہ ای آفتاب غضب ہوا جو ہم سمجھے تھے
وہی ہوگیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا مین تو دربار ہفت پیکر مین جاتا ہون آفتاب نے کہا کہ
ای سماک جس طرح ہو سکے ملکہ کو رہا کرنا ایسا نہ ہو ہفت پیکر ساتھ بدی کے پیش آئے
تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک تو بھاگا آفتاب و سنبل نے کنیزون سے کہا کہ تم لشکر مین
آقا کے چلو ہم بھی آتے ہین کنیزین روتی پیٹتی طرف لشکر کے چلین آفتاب فلک سیر و
سنبل ہفت گیسو پر پرواز پیدا کر کے آسمان مین ڈوبے یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی
تقدیر مین بگھار رہا ہی کہ کافور ستارہ بدوش آکے پہونچا کہا کہ یا خداوند ملکہ گلنار کو لایا مع
چار سو کنیزون کے جاتی تھین ارابے اسباب کے بھی ہمراہ تھے غلام نے جا کر فوراً کس نور
و شور سے بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا کہ زبان مین سوزن دو کافور تیز رو نے گلنار
کی زبان مین سوزن دی چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار
ہفت پیکر مین پایا ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا کئی سو تاجدار و گردان گردن کش و
ساحران غدار رنگلون پر بیٹھے ہین حال گلنار دیکھکر سب کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا
کہ کیا گلنار کا عظم و شان تھا آج کس حال خراب سے آئی ہی قہر خداوندی سے ڈرنا چاہیے
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای گلنار دیدی قدرت مرا اب بھی مناسب یہ ہی کہ
اطاعت کر جو گناہ ہو اُسکو قدرت معاف کرتے ہین ہر چند کہ گلنار کی زبان مین سوزن تھی
مگر بمشکل جواب دیا کہ او ساحر سحر ساز و شعبدہ باز کیا بیہودہ بکتا ہی مین تجھپر لعنت کر چکی
ایہا الحاضرین پیدا کرنے والے کا خوف کرو اس دشمن خدا کی اطاعت سے منھ پھیرو خود ہی
کتابون مین لکھ چکا ہی کہ اس زمانے مین مذہب تبدیل ہوگا طلسم ٹوٹ جائیگا وہی ہوا

کہ فرزند صاحبقران نے کس شوکت سے طلسم توڑا ہزارہا ساحر قتل ہوے جو اسکی اطاعت کریگا مارا جائیگا اور جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا آرام و چین پائیگا اپنی اپنی جان کی خیر کرو اور یون تو اسکے سامنے ہتھیلی پر سر رکھ کے آئی ہون مگر انشاء اللہ میرا خون رنگ لائیگا خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ضرور آپکے بدلہ لینگے ابھی چند دن ہوے کہ حسین ن وہ حکیم جسنے اپنا نام خداوند خیال سکندری رکھا ہی اُسنے آکے اپنا رنگ جمایا تو اسنے کہا تھا کہ مجکو شاہ طلسم ہفت پیکر کہا کرو اُسکا بھیجا ہوا ساحر آیا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا اسپر سے تاثیر سحر اُتری پھر اپنے کو خداوند کہلانے لگا کیسے بیوقوف ہو کہ اسکے دام مکر مین پھنسے ہو یہ چند دن کا مہمان ہی یہ باتین کرکے ملکہ جو چپ ہوئین ساحر و پہلوان آپس مین اشارے کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سچ کہتی ہی ہفت پیکر نے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو رنگ خدائی مٹتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی اس گنہگار کو جلد قتل کرو سامنے قدرت کے یہ بے ادبی کرتی ہی سماک یلداقی بصورت مبسل ایک گوشے مین کھڑا تھا ڈھاٹا باندھکر خنجر کھینچے ہوے دربار مین آیا کہا کہ یا خداوند قدرت کو اسکے جمال پر توجہ ہی سمجھ کر حکم دیجیے تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین قدرت کا نام ہی۔ فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + اسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہوچکا تکمہ قدرت کو صبر کرنا ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ قدرت اس سے بہتر عورتین پیدا کرلینگے قدرت کو اسکے جمال ظاہری پر بالکل خیال نہین اس تصویر کے مٹنے کا بالکل ملال نہین بس اب قدرت سے نہ پوچھنا جلد قتل کر سماک جست کرکے قریب ملکہ گلنار کے آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا جھک کر کان مین کہا کہ ای ملکہ عالم گھبرانا نہین منم جہتر سماک زبان سے سوزن نکالتا ہون کیا عجب ہی کہ آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو بھی ہے یہ ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای سماک ایسے زور و شور سے نکلون کہ ہفت پیکر بھی گھبرا جائے سماک یلداقی نے خنجر چمکایا کہا کہ اسے قتل کرتا ہون گلنار جادو سنبھل کر بیٹھی سماک نے سوزن زبان سے نکالی گلنار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے اُٹھی

کہ منتم گلنار زعفران پوش ہفت پیکر نے آواز دی کہ ارے اس مغرور کو لینا جانے نہ پائے کہ مہتر سمک جست کرکے پشت پر ملکہ کی آیا کافور نے للکارا کہ او عیار کیون چھپتا ہے تو نے سر بارگاہ یہ حرکت کی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر حلقہ ہائے کمند مارے سمک نے جست کرکے اپنے کو حلقہ ہائے کمند سے نکالا دوسری طرف قائم ہوا کافور کو کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا کہ کافور کا سر زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بھاگا ملکہ پر ساحرون نے بلوہ کیا ہی گلنار جب ہاتھ ہلاتی ہے سیکڑون کے سر قلم ہوتے ہین اس طرح سے لڑتی ہوئی جلوخانے مین ہونچی ہو چاہتی ہی کہ باہر نکل جاؤن ساحر نکلنے نہین دیتے جنگ ہو رہی ہی آخر کو گلنار کئی سو ساحرون کو مار کر باہر نکلی ہفت پیکر خود دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی کہ یہ عورت جانے نہ پائے کل ساحرون نے بلوہ کیا ملکہ لڑ رہی ہین مگر دعائین مانگتی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے ای رحیم بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہی کیا تیری تعریف کرون نظم

خداوند دنیا و عقبا یکیست — یکے مالک الملک و مولا یکیست
بہر سلطنت ہست حکم احد — بہر مملکت شاہ والا یکیست
یکے اہل قوت یکے اہل زور — یکے قادر است و توانا یکیست
دوئی دخل یابد نہ در وحدتش — کہ ذات خداوند یکتا یکیست
ز ملکیتش نیست چیزے برون — کہ مالک بہر زیر و بالا یکیست
سمیع و علیم و بصیر و قدیر — خداوند دانا و بینا یکیست
برون ست گو فلکش از شمار — تعلق مگر جملہ را با یکیست
ہمہ را بدرگاہ والاے او — یکے آرزو و تمنا یکیست
یکے مطلب است و یکے مدعا — یکے ہست منشا یکے التجا

بیقرار ہو کر جو گلنار نے دعا کی آسمان سے آواز آئی کہ ای گلنار نہ گھبرا نا مین آپہونچا منتم آفتاب فلک سیر ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منتم سنبل ہفت گیسو دونون نے آکر گلنار کے

قریب لڑنا شروع کیا اب تو تین آدمی ہوے زمین ہلا دی مگر سیماب جو نکل کر بھاگا سامنے رستم کے آیا عرض کی کہ اے شہریار مین نے جا کر ملکہ کو رہا کیا مگر ملکہ گھری ہوئی ہین آفتاب و سنبل بھی پہونچے اُنھون نے جا کر ملکہ کو سنبھالا لاکھون جادوگر سحر کر رہے ہین دیکھیے وہ کیونکر ساحرون سے بچین رستم نے کہا کہ مرکب لاؤ مرکب جو آیا رستم اسپر سوار ہوے ملکہ سیماب و لالہ عذار بھی چلین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار و جملہ سرداران نامدار رستم کے ساتھ ہوے یہان ملکہ گلنار لڑ رہی ہین آفتاب و سنبل کو بھی نکلنا دشوار ہوا ہے ملکہ گلنار طرف لشکر صاحبقران کے دیکھ رہی ہین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی ملکہ سیماب نے ایک طرف سے نعرہ کیا جادوگرون نے بلوہ کیا لڑتے بھڑتے قریب گلنار کے پہونچے فرمایا کہ اے گلنار تم گھبرانا نہین فوج آگئی اب لڑتی بھڑتی نکلو آفتاب نے نیر اعظم چمکایا وہ حرارت ہوئی کہ ساحرون کے بھیجے نکلنے لگے نخل وغیرہ جلنے لگے ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا تخت منگا کر سوار ہوا کل فوج کو اشارہ کیا مگر رستم کی شمشیرزنی سرداران نامی و پہلوانان گرامی پہلوون مین لڑ رہے ہین جب جم کر حملہ کیا دس ہزار بیس ہزار کے سر اُڑا دیے اس طرح لڑتے ہوے جاتے ہین کہ ہنگامہ ڈال دیا ارادہ یہ ہے کہ اپنے کو تا بہ ہفت پیکر پہونچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی سب نے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسّی ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اب جو بوق ترکی بجایا گھوڑون سے سوار گرنے لگے پیدل منھ کے بھل گرتے ہین آمد غضنفر سے فوج ہفت پیکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہفت پیکر گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانہ بیباک نہایت چست و چالاک ہے قدرت پر نہ آجڑے اس ظالم پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا مرکب پر یوش طرارے بھرتا ہوا آتا ہے جب شاہزادہ غضنفر بوق ترکی کمر سے نکالتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ اے قزاقان بزنید و بہ بندید اسّی ہزار بوق ترکی برابر بجتا ہے سبھون کو معلوم ہوتا ہے کہ صور اسرافیل پھونکا ہفت پیکر نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر پلٹے رستم نے چاہا کہ شاہزادہ غضنفر سے ملاقات کرین پکار کر آواز دی کہ اے غضنفر ہمسے ملاقات کرتے جانا غضنفر نے جواب بھی نہ دیا بوق ترکی بجاتے ہوے لوٹتے مارتے چلے محافہ قمر پیکر نسیم کے ہمراہ ہے نسیم چالندری ساحرہ جب جھک کر گری خیمون مین

آگ لگا دی دوسری ساحرہ برقان برق وش نے کہ یہ مدت سے غضنفر کے ہمراہ ہی وہ بڑیاں گرائین کہ کئی سو یار گاہین قزاقون نے لوٹ لین بازار غلہ فروشان مین جو گھسے بنیے بقالون کو لوٹا اُدھر سے پلٹے بھاگا بھاگ جاتے تھے شیرینی فروشون کو جو دوکانون پر دیکھا ایک ایک خوانچہ اُٹھا لیا زوجہ شیرینی فروش کہ دوکان پر بیٹھی تھی ایک قزاق گھوڑے سے اُترا ہاتھ مین اُس عورت کے چاندی کے کڑے تھے ایک ہاتھ کاٹ لیا وہ عورت روتی ہوئی بھاگی قزاق پکارتا ہی کہ اری دوسرا ہاتھ دیتی جا وہ گھبراہٹ مین مُنھ کے بھل گری قزاق نے بڑھ کر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا اس طرح سے بازارون کو پامال کرتے ہوے نکل گئے لیکن ہفت پیکر بھاگ کر بارگاہ مین آیا ہی شمشیر زنی قزاقون کی دیکھ کر کانپ رہا ہی کہتا ہی کہ سبحان قدرت نے بندے پیدا کیے اس دیوانۂ بیباک کو پیدا کر کے بہت پچھتائے یہ نہ جانتے تھے کہ قدرت کوہ سکے ہاتھ سے صدمہ ہوچکیگا وقت بے وقت آپڑتا ہی سامان ابربار ساحرہ بیٹھی ہی اُسنے کہا یا خداوندا اگر مجکو یہ مل جائے تو دم بھر مین جاکر لشکر اس دیوانۂ مجہول کا تباہ کر دون اگرچہ اسیر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ نقصان نہین سب قزاق تو تباہ ہو جائین گے اگر یہ اکیلا بچا تو کیا سامان نے جو سامنے ہفت پیکر کے یہ بیان کیا کافور عیار نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین تہ اس دیوانے کا لگا دو مگا دشت وسیع مین یہ قزاق اُترتے ہین جہان پر اُترتے ہین وہان غریو ہوتا ہی انکا اُترنا چھپ نہین سکتا سامان ابربار نے کہا کہ اے کافور تیز رو اگر تم پتہ لگاؤ تو مین فوراً آجاؤن جاتے ہی آگ برسا دون قزاقون کو مٹا دون کافور تیز رو اُسی وقت باہناے عیاری ذات پر آراستہ کر کے براے تلاش غضنفر چلا یہان رستم گلنار کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے گلنار بہت زخمی تھی رستم پیلتن نے زخمون مین ٹانکے لگا کر گلنار کو شفا خانے مین بھیجا گلنار کے آنے سے جادوگرنیان کہہ رہی ہین کہ اے شہریار حقیقت مین گلنار کے آنے سے بڑی قوت حاصل ہوئی حسن مین بے مثال سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہر چند کہ اب وقت رازداری نہین ہی جس دن ہفت پیکر بھیجا مارا جائیگا اُسی دن خاتمہ ہو جنگ مین ہاتھ سے گلنار کے بڑے بڑے کام ہونگے آج ہی وہ ہفت پیکر کو گھیر لیتی مگر ابتدا ہی مین زخمی ہو گئی آفتاب فلک سیر نے بھی آج بڑا

کام کیا گلنار کو جاکر سنبھالا حضور اُسکو ہوا دار پر ڈال کے لائے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین
مگر شاہزادہ غضنفر جنگ سے نکلے ہوے صحرا مین جلتے ہین کہ دور سے ایک قریہ دیکھا
ایک قزاق سے اشارہ کیا کہ جاکر زمیندار سے کہو کہ آج تمھارے یہان ہماری دعوت ہی ہم آج
اسی مقام پر اُترین گے قزاق نے جاکر زمیندار سے کہا زمیندار مغرور کوچہ عقل سے دور
بول اُٹھا کہ صاحب زبردستی دعوت ہی ہمسے اتنے آدمیون کا کھانا نہ ہوسکیگا یکمرتبہ غلہ
بہت کم پیدا ہوا ہمتے رقم مشکل سے دی اُس قزاق نے آکر شاہزادہ غضنفر سے بیان
کیا غضنفر نے حکم دیا کہ قریہ لوٹ لو قزاقون نے گھوڑے اُٹھائے قریے پر جا چڑے مکانون
مین آگ لگادی چھپر جلنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند ہوے قزاق گھرون مین گھس پڑے
مال و اسباب لوٹنے لگے زمیندار جو گھبراکر باہر نکلا غل مچاتا ہی کہ گنوار جمع ہو مگر گنوار کیونکر جمع ہو
قزاقون نے گرفتار کر لیا ایک ایک نے دس دس کی مشکین باندھ لین زمیندار غل مچارہا ہی
کہ سامنے سے غضنفر آئے گھوڑے سے اُترکر اُسکی مشکین باندھ لین کہا کہ ای برادر تمنے
ہماری دعوت نہ قبول کی اب کہو کیا کہتے ہو زمیندار نے کہا کہ آپ چل کر اُتریے مین سامان
دعوت لے کے حاضر ہوتا ہون شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ ہمارے پاس خرچ نہین ہی کچھ نقدی
بھی لانا یہ سنکر زمیندار نے کہا کہ نقد و جنس دونون حاضر کرونگا غضنفر نے قزاقون کو منع کیا
کہ اب اُسکے مزاحم نہ ہو قزاق رک گئے غضنفر آکر بیرون قریہ اُترے زمیندار نے فوراً دیگین
چڑھوا دین تنور گرم کیا کھانا بھیجنے لگا قزاق اُترے ہوے ہین نخلستان مین شاہزادہ غضنفر
بیٹھے ہین طائفہ بج رہا ہی گارہے ہین۔ فرد۔ پسند دل کو مرے چھاؤن ہی ببولون کی عجب
بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی + ایک طرف چار بیت ہورہی ہی کسبیان آکے موجود ہوئین
جابجا ناچ ہونے لگا قزاقون کے رضامند کرنے کو کسبیان یہ اشعار گارہی ہین نظم

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر مین اک بار سحر	دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز	ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہین کسوقت سے ہم دیکھتے ہین	ہوگئی اب تو بشکل کمر یار سحر
پوچھتا کیا ہے گذرتی ہی شب غم کیونکر	رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی اُنکی صورت
آ کہین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
مین تو ہون نزع مین اُنکو ہی اذیت ہر دم
مُنھ دکھاتی نہین افسوس شبِ فرقت مین
کچھ حیاتِ نفس چند ہے باقی ای دل
رات اور دن کے نمونے ہین مری جان تجھ مین
ہر نفس مین دم آخر کے مزے آتے ہین
وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین نسیم

دیکھتے ہین جو ترے عاشق بیمار سحر
اب نہ دیکھین گے ترے تازہ گرفتار سحر
کس طرح کرتے ہین دیکھون مرے غمخوار سحر
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر
ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار سحر
زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسار سحر
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر
آج کس طور سے ہو ای دل بیمار سحر
جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کافور تیز رو تلاش مین شاہزادۂ غضنفر کی اس مقام پر آرا اوران سب کو اسی مقام پر چھوڑ کے واپس گیا جا کے سامان ابر بار سے اطلاع کی یہ خبر سُنکر سامان ابر بار فوراً سوار ہوئی چند جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قریب سے چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری غضنفر اُترے ہوے ہین کہ یکا یک لشکر مین ہلڑ ہوا شاہزادہ غضنفر نے ہمارے تیز رو عیار سے کہا کہ ارے دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی عیار گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی کہ حضور کے لشکر پر آگ برس رہی ہی غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا گھوڑا جنگل مین چر رہا تھا آواز بوق کی سُنکر دوڑتا ہوا آیا شاہزادۂ غضنفر نے اُسکو اپنے ہاتھ سے کسا اور جلدی سے اُسپر سوار ہوے تیغۂ روئین شگاف ہاتھ مین لیا دیکھا کہ شعلے آگ کے طرف سے کوہ کے آتے ہین اُسی سمت چلے لیکن برقان برق وش نے یہ خبر سنی کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی شاہزادۂ غضنفر سوار ہو گئے برقان برق وش اپنے مقام سے اُٹھی چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی فوراً برق چمکائی کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے سامان ابر بار نے سر اُٹھا کر دیکھا برقان برق وش کو پہچانا اپنے مقام سے اُٹھی سر ہلا کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ برقان برق وش زمین پر گر کے تڑپنے لگی سامان ابر بار نے فوراً چند دانے ماش کے پھینکے کہ برقان بیہوش ہو گئی

ابتو اُسنے منقل آتش کو پھینک مارا فراق غل مچا رہے ہین غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا ایک دریاے آتش لشکر پر جاتا ہی گھوڑے کو جھکا کر زیر کوہ ہوئے گھوڑے سے اُترے گھاٹیون کو پہاڑ کی طی کر کے پہاڑ پر آئے سامان ابر بار کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب سامنے طالع ہوا ایک جوان خجستہ اطوار بہادر و جرار زرہ زیب جسم تیغہ برق تاب ہاتھ مین خود سر پر ڈھلکا ہوا پنجون کے بل اکڑتا ہوا آتا ہی تیغہ ہلاتا ہوا سپر پشت پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر ہی تیغہ برق مثال گویا ہلال بدر کے پہلو مین آنکھین بعینہ دیدہ غزال سحر چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آتش رخسار پر سبزے کی نمود ہی بلکہ آتش رخسار بے دود ہی قد رشک سرو و دود ہی سراپا خوب معشوق مرغوب سامان ابر بار نے جو جمال جہان آرائے شاہزادہ غضنفر کو دیکھا بیتاب ہو گئی پکار اُٹھی کہ ای شیر بیشۂ جرأت و دلی یکہ تاز میدان جلالت تشریف لائیے سرفراز کیجے کنیز کی آپ کو دیکھ کر عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے۔ نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح / ہی شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین / ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط / کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح
کھینچ کر فرقت مین تیغ آفتاب / ہی ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج ای فلک / شام سے کر بیشتر تیار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ / زلف جانان شام ہی رخسار صبح
سینہ پر داغ چاک جیب ہین / ہی وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین / ہجر کی شب مجھ سے ہی بیزار صبح
قہر ہو گر شملہ پر زر ترا / دیکھ پائے ای پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھ کر / کار چوبی جمہ کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب / نور سے ہے سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین / دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے بیان کسکو شب فرقت مین ہوش	ہو چکی ہینگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب	شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا اے خالق لیل و نہار	ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

شاہزادہ غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے زبان اپنی بند کر مین تیرے قتل کو آیا ہون تونے خوب آگ برسائی اب حال معلوم ہوگا متم غضنفر بن اسد بن کرب غازی سامان اپنے دل مین یہ سمجھی کہ اس جوان کے ہاتھ مین تلوار ہے جری و بہادر وصف شکن ہے ابھی جوش مین چلا آیا بلائین لیتی ہوئی اوٹھی چاہا کہ شاہزادے کا ہاتھ پکڑلون لاکر اپنے پاس بٹھاؤن شاہزادہ غضنفر نے تلوار کھینچی سامان ابربار نے سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑے غضنفر بن اسد نے تیغہ جو مارا ہاتھ پر سامان ابربار کے پڑا کہ ہاتھ اسکا کٹ کر گرا خون کا پرنالہ بہنے لگا سامان نے ایک چیخ ماری کہا کہ ارے موئے موزڈی کاٹے تونے یہ کیا غضب کیا اب بھلا کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگی یہ سُنکر شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ تو اپنی جان کی خیر منا ابکی ہاتھ مین تجکو قتل کرونگا اب تو سامان ابربار نے ظاہر مین سحر کیا اور باش کے دانے بھنکے گرد غضنفر کے لق رق ہوکر گرے سامان نے آواز دی کہ او جوان تجکو بھی کسی جادوگر نے کچھ سکھایا ہے شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ او ملعونہ کیسا سحر میرے پاس تحفہ جات نایاب زمانہ ہین اسی وجہ سے مین تجھے قتل کرنے آیا ہون بے قتل کیے تجھے نہ چھوڑونگا یہ سنکر سامان نے پھر سحر کیا ایک گولہ جھولی مین سے نکال کر مارا غضنفر نے فوراً ہاتھ ہلادیا انگشتر مہر و ماہ جمکی گولہ سامان کا پھٹ کر گرا اب تو سامان جھلائی کہا کہ کیون او ظالم تونے میرا ہاتھ کاٹا اس سحر کو برطرف کیا کہ جس سحر کا مثل و نظیر نہ تھا دیکھ مین تجھکو ابھی چیر پھاڑ کر کھائے جاتی ہون یہ کہکے زمین پر گری غلطک ماری ایک شیر ببر کی شکل بنکر شاہزادہ غضنفر پر دھوکا مارا غضنفر بن اسد بھلا ان باتون سے کب ڈرتے ہین ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا مارا کہ سر شیر کا اڑگیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے اندھیرا ہوگیا برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سامان ابربار بود شاہزادے نے سامان ابربار کو مار کر بہ فرمان کو اٹھایا پہاڑ سے اُترے اپنے لشکر مین تشریف لائے

آگ برسنا موقوف ہوئی کافور تیز رو واسطے خبر کے حاضر تھا یہ سب واقعہ اپنی نظر سے دیکھا
خبر لیکر بھاگا خدمت مین ہفت پیکر کی آیا بعد دعا کے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اس
ساحرہ نے جاکر آگ برسائی لشکر غضنفر مین تہلکہ پڑا سب قزاق غل مچاتے تھے غضنفر خود
پہاڑ پر گئے اور جاکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا آخر کو اُس ساحرہ کو مارا اب قزاقون کو اطمینان
ہے ہفت پیکر نے چہار جانب دیکھ کر آواز دی کہ اس سال تقدیرین برگشت ہوتی ہین
جو تقدیر کی برخلاف پڑی اُسی طرح اس ساحرہ کی بھی بیٹھے بیٹھے قضا آئی یہ ذکر تھا کہ
مینوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند وہ ساحرہ بالکل بیوقوف تھی
اُسنے اپنے کو ظاہر کر دیا اسی وجہ سے قتل ہوئی ان لوگون پر یون سحر کرے کہ مخفی رہے
دم بھر مین لشکر کو تباہ کر دے مین ابھی جاتی ہون اور جاکر لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتی ہون
دیکھون تو مجکو کون قتل کر سکتا ہے یہ کہکے مینوش جادو اپنے مقام سے اُٹھی تلاش
سمت شاہزادہ غضنفر کی چلی ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری قضائے کار تھے ہمائے تیز رفتار
عیار غضنفر نامدار واسطے بالا دوی کے نکلا ہے مینوش جادو نے جو ہمائے تیز رفتار
کو دیکھا جی مین کہا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین اپنے دل مین یہ سوچکر کہ
ہمائے تیز رفتار پر سحر کیا ہمائے تیز رفتار کے پانون کانپے ہمائے تیز رفتار حیران
ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہے پانون پر کیون زوال آیا چلتے چلتے پانون کیون کانپے یہ معرکہ
دیکھ کر ٹھہر گیا چہار جانب غور و فکر کرکے دیکھنے لگا کچھ نہ معلوم ہوا پھر جدھر جاتا تھا
اُسی جانب چلا مینوش جادو نے جب دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار نے ہوشیار ہوکے
چہار جانب دیکھا اور پھر اُسی طرف چلا یہ سوچ کر اُسنے پھر سحر کیا ہمائے تیز رفتار گر گر کے
بیہوش ہوگیا ہمائے کے بیہوش ہوتے ہی مینوش جادو درہ کوہ سے نکلی کھینچ کر عیار کو درے
مین لائی درہ کوہ مین لاکر ہمائے تیز رفتار کو ڈال دیا آپ ہما کی صورت بنکر باہر نکلی طرف لشکر
غضنفر کے چلی مہتر برق فرنگی واسطے سیر کے جنگل مین آیا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا ایک ساحرہ
کو درہ کوہ سے نکلتے دیکھا جب مینوش جادو آگے بڑھ گئی تو برق فرنگی جھپٹ کر قریب
درہ کوہ کے آیا درہ مین آکے دیکھا کہ عیار غضنفر یعنے ہمائے تیز رفتار بیہوش پڑا ہے

برق فرنگی نے چاہا کہ ہمارے تیز رفتار کو ہوشیار کرون پانی چھڑکا پانون پکڑکے ہلایا ہمارا ہرگز ہوشیار نہ ہوا برق فرنگی جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ معرکہ سحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سحر مین اُس ساحرہ کے مبتلا ہی اسی وجہ سے ہوشیار نہین ہوتا اس سوچ مین برق فرنگی باہر درے کے نکلا حیران و پریشان کھڑا ہی کہ کیا کرون کیونکر اسکو ہوشیار کرون اب یہ ساحرہ ہمارے تیز رفتار کی شکل بن جائیگی شاہزادہ غضنفر کو گرفتار کریگی بڑا غضب ہو جائیگا مین کیا تدبیر کرون اگر ہمارا دار وے بیہوشی سے بیہوش ہوتا تو ضرور ہوشیار ہو جاتا یہی ساحرہ بیہوش کرکے گئی ہی اب اسکو اگر چھوڑکے چلا جاتا ہون تو اُستاد کو کیا جواب دونگا وہ نہایت ہی آزردہ ہونگے اور کہین گے کہ ای برق تو میرے فرزند کو اس حالت مین تنہا چھوڑکے چلا آیا اور کوئی تدبیر نہ کی اس سوچ مین حیران کھڑا ہی قضاے کار برقان برق وش واسطے تفریح کے نکلی ہو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اسنے آسمان پر سے دیکھا کہ ہمارے تیز رفتار بیہوش پڑا ہی اور برق فرنگی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی برقان برق وش آسمان سے فوراً اُتر آئی پکار کر آواز دی کہ کیون جھتر والا کہو خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا کہ اے برقان برق وش تم خوب وقت پر آگئین دیکھو ہمارے بھائی کو ایک ساحرہ بیہوش کرکے ڈال گئی ہی مرشدزادے کسی طرح ہوشیار نہین ہوتے معلوم ہوتا ہی اُسنے مرشدزادے پر سحر کیا ہی یہ سُنکر برقان برق وش نے ہمارے تیز رفتار کے سینے پر ہاتھ رکھا اور کچھ مٹی وہانکی اُٹھاکر سونگھی اُنگلی اپنی تراش کر لہو کا چھینٹا ہمارے تیز رفتار پر مارا ہمارے تیز رفتار فوراً اُٹھ بیٹھا برق فرنگی و برقان برق وش کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ لوگ یہان کیونکر آگئے برق فرنگی و برقان برق وش نے اپنا اپنا حال کہا ہمارے تیز رفتار نے بھی اپنا حال بیان کیا کہ راہ مین جاتے جاتے میرے پانون کو تکلیف ہوئی اور تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا بعد اُسکے بیہوش ہو کے گر پڑا برق فرنگی نے کہا کہ وہ ساحرہ تھی جسنے تمکو بیہوش کیا وہ اپنی صورت بدلتی ہوئی گئی ہی یقین ہی کہ تمہارے آقا کی فکر مین گئی ہو وہان جاکر آفت برپا کریگی ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ مین جا کے اُسکی گردن لیتا ہون برقان برق وش نے کہا کہ ای مہتر ہمارے تیز رفتار تم تامل کرو

مین ابھی جاکر کڑک کر گرتی ہون اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہون ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ ای ملکہ برقان برق وش اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی عیاری ہی سے جواب دینا چاہیے یہ کہکر ہمائے تیز رفتار نے برق فرنگی و برقان برق وش کو رخصت کیا آپ جھپٹ کے طرف لشکر غضنفر کے چلا یہان غضنفر بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک نازنین قمر پیکر سامنے غضنفر کے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی نظم

ناز خود بینی بڑھانا ای نگار اچھا نہین
آئینے کو دیکھنا لیل و نہار اچھا نہین

نامہ بر پر جور ای عالی وقار اچھا نہین
جو کبوتر ہو بلا اُسکا شکار اچھا نہین

روز جانا باغ مین ای گلعذار اچھا نہین
نرگس بدبین سے کرنا آنکھ چار اچھا نہین

ناز سے ٹھوکر لگاکر یہ کہا اُس شوخ نے
رہ مین ہو بنیاد عاشق کا مزار اچھا نہین

مین ہوا جاتا ہون دز دیدہ نگاہون سے ہلاک
کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین

سو رہا ہی بیخبر گلشن مین میرا گلبدن
غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین

ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی
بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین

کون قیمت یوسف دل کی لگائے مصر مین
آپ جب منھ سے کہین یہ زینہار اچھا نہین

ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائیگی شق
حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عادل آفاق حب کی داد دیتا ہی ضرور
روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین

دیکھے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
بیخبر سونا تہ خاک مزار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

آئینے مین جب کدورت آگئی اندھا ہوا
دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار
تیرا آنا ای پری سوئے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لئے
بل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

غضنفر نے دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار دوڑا ہوا آتا ہی غضنفر نے پوچھا کہ کیون رفیق شفیق خیر تو ہی ملینوش جادو گبھرائی تھی سحر کرنا جانتی ہی کو جہ عیاری سے نالہ بلبل اُٹھی کہ

ای شہریار مین نے سُنا ہی ساحرون نے سحر کر کے تحفے آپ کے بدل لیے ذرا مین انگشتر دکھیون
شاہزادہ غضنفر تعلیم کردہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہین یہ بھلا کب فریب مین آتے ہین کہا کہ
ای عیار طرار انگشتر تو میرے پاس موجود ہی تیغہ رویئن شگاف بھی میرے قبضے مین ہی کوئی
ساحر بھی میرے پاس نہین آیا تم اس وقت گھبرائے ہوے کیون ہو مینوش نے کہا کہ
مین لشکر کفار مین واسطے خبر کے گیا تھا وہان ساحرون کی زبان سے سُنا یہ ذکر تھا کہ ہمائے
تیز رفتار آکر پہونچا شاہزادہ غضنفر نے دیکھا میرا عیار آتا ہی یا یہ کوئی مکار ہی یا وہ کوئی
مکار ہی کہا بھائی ذرا بیٹھ جاؤ مین تمھین انگشتر دیتا ہون مینوس جادو فوراً بیٹھ گئی ہمائے
تیز رفتار تو نہایت تیز و طرار ہی جھپٹ کر پشت پر مینوش جادو کی آیا جو دم حلقے کمند کے
مارے مینوش جادو تڑپی کہ حلقہ ہائے کمند جل گئے سمجھی کہ غضنفر پر سحر تاثیر نہ کریگا
ہمائے تیز رفتار کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مینوش جادو
غضنفر تیر و کمان سنبھال کر اُٹھے لیس ہو کر تیر مارا مگر مینوش جادو قندیل فلک ہو چکی
تھی تیر اس تک نہ پہونچا شاہزادہ غضنفر تڑپ کر بیٹھ گئے فرمایا تحفہ جات تو بچے مگر میرے
رفیق شفیق کو لیے جاتی ہی رفقا جو سامنے بیٹھے تھے اُن سب سے فرمایا کہ قزاقون کو تیار
کرو مین بارگاہ ہفت پیکر مین گھس جاؤنگا قزاق کمر بندی کرنے لگے مگر مینوش جادو
اُڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے برقان برق وش آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ہمائے تیز رفتار کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہی برق بنکر کڑکی
تڑپ کر مینوش جادو پر گری مینوش کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ
چلی برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مینوس جادو بود اسی اندھیرے
مین ہمائے تیز رفتار پنجے سے مینوس کے چھوٹا برقان برق وش نے فوراً ہمائے
تیز رفتار کو روکا زمین پر آئی ہمائے تیز رفتار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اب جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ لاشہ مینوش جادو کا پڑا ہی برقان برق وش مجکو سنبھال رہی ہی ہما
نے برقان برق وش سے پوچھا برقان نے سب حال بیان کیا کہ تمکو یہ ساحرہ لیے ہوے
جاتی تھی مین نے اسکو مار آپس مین باتین کرتے ہوے چلے کہ برق ترکی کی آواز آئی ہما

و برقان برق وش نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر گھوڑا چمکاتے ہوئے آتے ہین ا بروون پر بل پڑے ہوئے تیغہ رو ئین شگاف کھینچے ہوئے ہمامے تیز رفتار و برقان برق وش کو دیکھ کر ٹھہر گئے ہمامے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی شاہزادہ غضنفر نے اپنے ہمامے تیز رفتار کو ساتھ لیا ایک قریے مین آکر اترے قزاقون مین وہی چہل پہل ہونے لگی دائرے بجنے لگے کسبیان آکے موجود ہوئین سازندون نے ساز درست کیے انمین سے ایک نازنین یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی

نظم

اِس طرف سینۂ پُر عاشق مضطر نکلا ۔۔۔ لیکے شمشیر اُدھر گھر سے ستمگر نکلا
تمنے ترسا کے مجھے بوسۂ عارض نہ دیا ۔۔۔ دل کا ارمان نہ کچھ وصل مین دلبر نکلا
صفِ عشاق نہ کیون درہم و برہم ہو جائے ۔۔۔ میان سے یار کا اسوقت ہی خنجر نکلا
ابر مین ماہ نے منھ اپنا چھپا یا جاکر ۔۔۔ چاندنی رات مین جب وہ مہ انور نکلا
بلبل روح کو کیا ہو قفس تن مین قرار ۔۔۔ باغ کی سیر کو ہر شاخِ گل تر نکلا
دست و پا ماہ جبینون نے نکالے ہین بہت ۔۔۔ پر زمانے مین نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا
روش باغ پہ جس وقت چلا وہ ترچھے ۔۔۔ اُسکے قامت کے مقابل نہ صنوبر نکلا
جس طرف شدت وحشت مین ہوا اپنا گذر ۔۔۔ لیکے ہر طفل مرے واسطے پتھر نکلا
نوک مژگان کا ہون بسمل نہ مین تڑپون کیونکر ۔۔۔ پار ہے اپنی رگِ جان کے یہ نشتر نکلا
کیون گدائی نہ کرے عاشق شیدا تیرا ۔۔۔ دولتِ حسن سے تو تو لٹنے ہے توانگر نکلا
رنگ بیمار جب نظر آتا ہے خدا خیر کرے ۔۔۔ گھر سے قاتل ہے مرا وہ بھی بنکر نکلا
استخوان جلتے ہین ہوتا ہی سراسر ہے تب ۔۔۔ آہ جب مین نے کی شعلہ بھی برابر نکلا
شمع و نے تپ فرقت سے جلایا تھا شب ۔۔۔ دلِ پروانہ کا ارمان ہے جل کر نکلا

شاہزادہ غضنفر بیٹھے ہوئے گانا سُن رہے ہین وہان ہرکارون نے جاکر یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ مینوش جادو نے جاکر بڑی کد و کوشش کی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا آخر کو وہ ہاتھ سے برقان برق وش کے قتل ہو گئی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہے کہ مسلمان تقدیر قدرت کو پلٹ دیتے ہین ہفت پیکر نے جو یہ کلمہ کہا دو بہنین بیٹھی ہین کہ نسیم و شمیم انکا نام ہے

نہایت حسین و جمیل ہین یہ کہکر اُٹھین کہ یا خدا و ندہم جاکر غضنفر کو لاتے ہین عیاری بھی کرین اور معروف سحر بھی ہون پہلے تھہ جات چھین لین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ہفت پیکر نے کہا ای نسیم و شمیم جبتک چاہو فوج کو تمھاری راے پر یہ لڑائی موقوف ہی دونون بہنون نے باہر نکلکر چالیس ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف غضنفر کے چلین صحرا مین آکر بیس کوس کا میدان لشکر غضنفر سے الگ چھوڑا صحراے سبزہ زار تھا وہان بارگاہ استاد کرائی شمیم کہ زیادہ خوبصورت ہی شام کو اُستے نسیم سے کہا بوامین جاتی ہون لشکر غضنفر کو دیکھ آؤن کوئی سحر بھی کردونگی کہ آپسمین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے بیٹے کو باپ قتل کرے باپ کو بیٹا مارے اگر صبح کو غضنفر آوین تو سب اُن پر بلوہ کرین نسیم نے کہا بوا شمیم سمجھکر جانا قریب نہ چلی جانا مشہور ہی کہ اُس شخص پر سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ روئین شگاف اُسکے قبضے مین ہی انگشتر جہر وماہ ہاتھ مین نسیم نے شمیم کو بہت کچھ سمجھایا شمیم نے کہا بوامین تم سے زیادہ سمجھتی ہون مین سحر کا زناٹا کرکے چلی آؤنگی پاس جانے کی کیا ضرورت ہی یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی آتے آتے قریب لشکر غضنفر ایک پہاڑ تھا کہ اُسکے دامنے مین لشکر غضنفر اُترا ہی اُسی پہاڑ پر آکر شمیم ٹھہری قضاے کار غضنفر براے سیر لشکر گھوڑے پر سوار طرف صحرا کے جاتے ہین شمیم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان کمسن آفتاب جمال خورشید مثال ہی ہر چند کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہین ہوا مگر موچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین شمیم نے دیکھا پشت مرکب باد رفتار پر اس طرح سوار ہین کہ جیسے انگوٹھی مین نگ رکھا جاتا ہی خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا ہی مرکب صبادم یہ بھی ضرور خیال ہو کہ مقدمۂ صحرا ہی تیر و کمان ہاتھ مین ہی جہان کوئی طائر بولا اُسکو تیر مار دیا اگر طائر تیر کھا کر بھاگا تو تعاقب نہین کرتے اس خوبصورتی سے جو غضنفر کو دیکھا بیقرار ہوگئی دل سے کہتی تھی یہ کیا غضب ہوا مین تو اس شخص کو گرفتار کرنے آئی تھی خود مصیبت مین گرفتار ہوئی دیکھون اب اسکا انجام کیا ہو آخر بے اختیاری مین یہ اشعار عاشقانہ مصنفہ قمر زبان سے نکل گئے نظم

در بدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر	کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہوکر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف	عرش بن جائین ابھی دامن صحرا ہوکر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تم کو	گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر

بحر عالم مین ہے پستی و بلندی ہے عیان	کشتیٔ عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
لیلیٰ خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے کہے	نجد مین قیس تڑپتا ہے اکیلا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو	آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر

یقین تھا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو جاے مگر اپنے کو بمشکل سنبھالا چاہتی تھی پہاڑ سے
کود پڑون پھی دل کو سمجھایا کہ جان دینے سے کیا نفع ہوگا ایسا نہو کہ ہوا کو خبر ہو جاے
آئی تھی انکو قتل کرنے خود ذبح ہوگئی یہان غضنفر تھوڑی دیر اس صحرا مین ٹھہرے گھوڑا
چمکایا کیے پلٹ کر اپنے لشکر مین گئے شمیم کی ذرا نگاہ پھری تھی کہ اُس شیر کو بیشۂ صحرا مین نہ پایا
گھبرا کے طاؤس پر سوار ہوئی جا چاہتی ہی اپنے لشکر مین جاؤن یاد زلف خلیلی نے گویا پاؤن مین زنجیر
ڈالی ہی زمین پاؤن پکڑتی ہی کہ یہان سے نہ ہٹو یہین ٹھہری رہو کچھ دیر تک حضرت عشق سے
اور عقل سے بحث ہوئی مجبور سرنگون غم سے کلیجہ خون پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے چلی نسیم گھبرا رہی
تھی کہ دیکھا ملکہ شمیم آتی ہین خیال کرکے صورت شمیم کو دیکھا چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین
چپ خاموش کچھ کہہ تو سکتین نہین وہ پیاری پیاری صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسیم نے پوچھا کیون بوا شمیم خیر تو ہی شمیم نے کہا بہن کیا پوچھتی ہو
کسواسطے گئے تھے کیا ہوا نسیم نے کہا بوا کیا ہوا شمیم نے قصد کیا تھا کہ بیان کرون حضرت عشق
نے منع کیا کہ اری بیوقوف یہ راز محبت ہی اسکو چھپاؤ اظہار نہ کرو شمیم نے کہا بوا کچھ بھی نہین آج
جو مین نے جا کر پہاڑ سے دیکھا تو غضنفر لشکر مین نہ تھا قزاق کا بجا رہے تھے مین کسطرح گئی تھی
مگر سحر بھی نہ کرنے پائی ناچار ہو کے پلٹ آئی نسیم نے کہا بوا تم کچھ اور کہتی تھین مگر پلٹ پڑین
آئینہ لیکر صورت تو دیکھو کیا حال ہو رہا ہی شمیم نے کہا بوا رات کا سناٹا کہین سے شیر کی آواز
آتی تھی کہین بھیڑیے پھر رہے تھے پیر سے دل ہٹا کچھ خوف بھی آیا آخر پلٹ آئی یہی حیرانی کا باعث
ہی نسیم نے کہا بوا بیٹھو اب زیادہ باتین نہ بناؤ مجکو تمھاری باتون سے ملال ہوتا ہی اور بھی کچھ
خیال ہوتا ہی مگر کہہ نہین سکتی شمیم نے کہا بوا زیادہ نہ کہو دم بدم پریشانی پر پریشانی نہ کہو مجکو ناگوار
ہوتا ہی یہ کہکر جھلا کر اُٹھی منھ لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی نسیم نے ہرچند شگفتہ کیا کھانے کو کہا مگر شمیم
نے یہی جواب دیا کہ بوا زیادہ نہ پوچھو ہمین ملال ہوتا ہی نسیم نے کہا بوا ہم بہتری کو پوچھتے ہین تمھین

کسقدر خیال ہی کہ بات کو چھپاتی ہو صاف صاف نہین بتاتی ہو شمیم نے کچھ جواب دیا دلائی سے منھ چھپالیا نسیم بھی ایک کونے مین پڑ رہی رات بھر شمیم نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جب گریبان سحر چاک ہوا کنیزین آفتابہ لیکر آئین شمیم نے کہا ہم منھ نہ دھوئینگے زندگی سے ہاتھ دھوتے ہوے ہین نسیم نے سُنا کہ بوا منھ نہین دھوتین ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا بو شمیم کل سے تم جب سے پلٹ کر آئین بے لطف ہو رہی ہو شب کو خاصہ بھی نہین نوش کیا کچھ ثابت نہین ہوتا کہ یہ باعث کیا ہی ہمسے کچھ اظہار نہین کرتین قدرت نے جو کام سپرد کیا ہی اُسکی فکر بھی ضرور ہی تم تو آرام کرو مین جاتی ہون جاکر سحر کو کراؤن آپس مین مقابلہ شروع ہو جائے اور ایسے فوج والے بد مزاج ہون کہ افسر کو ستائین افسر کو بھی مشکل پڑے شمیم یہ سُنکر اُٹھ بیٹھی کہا بوا تم میٹھو ہم وقت پر جائینگے تمھارا جانا بہتر نہین نسیم نے کہا کار سرکاری کو آئے ہین ہم بے فکر کیونکر بیٹھین ہر وقت یہی فکر ہی کہ کوئی کام کرین ہرکارے خفیہ نویس آئے ہونگے قدرت کو پرچہ لکھین کہ ملازمان خداوند نے یہ کام کیا ہم یہان اسطرح بھرنے کو نہین آئے ہین جیسے تم کل گئی تھین اگر سحر اپنا قائم کر آتین تو آج ضرور ظہور ہوتا شمیم نے کہا بوا تامل کرو ایک لمحہ بھر مین آفت برپا کردینگے تمکو یہ منظور ہی کہ دشمنون کو غضنفر کے آزار ہو بچے وہ صاحبقران اعظم کا نواسا ہی ایسا پریشان کہ صحرا مین اُترا ہی کسی ملک پر اُسنے قبضہ نہین کیا دیہات و قریات مین مقام کیا قدرت اُس سے کیون خفا ہین طلسم کشا کی فکر کرین جنکی لڑائیان ہوئین ہر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اُنکا انتظام کرین تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین علاوہ لوح کے تحفہ جات کیسے موجود ہین مثل کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان چیزون کے نکالنے کی فکر کرین یہ چیزین قبضے مین آئین اس بیچارے غریب صحرا نورد کے ستانے سے کیا فائدہ ہوگا نسیم نے کہا بو شمیم تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو نام کس اعزاز و اکرام سے لیتی ہو ہمکو خوف آتا ہی بس اب ہم ضرور جائینگے شمیم نے کہا بوا ہم تو تمھین نہ جانے دینگے یہ مقدمہ قدرت نے ہمارے سپرد کیا ہی نسیم نے کہا بوا کیا کروگی شمیم نے کہا اگر وہان جاؤگی اور لشکر کا اُنکے نقصان کروگی تو ہم ضرور روکین گے نسیم نے کہا مین تو ضرور جاؤنگی شاید ایسا نہو کہ قدرت خفا ہون فرمائین کہ یہان سے تو اس زور و شور سے گئین جنگل مین جاکر مُردہ ہوئین شمیم نے

جھلا کر کہا ہو اتم پلٹ جاؤ جاکر قدرت سے کہو کہ کچھ انتظام کرین مین صاف کہتی ہون کہ غضنفر
کے مٹانے مین کوشش نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہوگا نسیم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم اٹھ بیٹھی
کھڑی ہوگئی کہا ہوا نسیم سحر کروگی تو بہت پچھتاؤگی چند کنیزین جو کھڑی تھین ایک کے منھ سے
نکلا کہ بی شمیم تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غضنفر کی طرفدار ہو شمیم نے بڑھکر ایک
طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا نسیم کے منھ سے نکلا کہ یہ تم نے کنیز کو میری مار ڈالا اُسنے کیا خطا
کی تھی یہی کہا کہ غضنفر کی طرفدار معلوم ہوتی ہو اُسپر تمنے اُسکو طمانچہ مار دیا تو مین بھی یہی
کہتی ہون کہ تم غضنفر کی طرفداری کرتی ہو شمیم نے کہا ہوا اگر تم یہ کہتی ہو تو مین تم سے لڑونگی
نسیم نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم نے گولہ مار دیا نسیم نے اپنے کو بچایا بچا کے دوسرا سحر کیا
کنیزون مین بلوہ ہوگیا جنگل مین سحر ہونے لگا درخت جلجل کے گرنے لگے صحرا مین ہنگامہ گرم ہوگیا
جب دو چار سحر آپس مین ردو قدح ہوے شمیم نے جھولی سے کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھا انگلی
کاٹ کر خون اُسپر ڈالا یا سامری کہکر نسیم پر پھینک ماری نسیم نے ہرچند اپنے کو بچایا نہ بچ سکی
چھری آنکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری لشکر مین کئی ہزار ساحر مر کر گرے کئی ہزار
جانبین کے کشتہ ہوے شمیم نے اشارہ کیا لاشہ اسکا جنگل مین پھینکدو جسکو اسکا مرنا ناگوار
ہوا ہو ہمارے لشکر سے نکل جاے سب افسرون نے جو شمیم کو غصے مین پایا کہ حقیقی بہن کو مار ڈالا
سب نے ہاتھ اٹھا کے عرض کی جیسے ہم اُنکے تابعدار ویسے حضور کے تابعدار شمیم نے کہا ہم حکم عام دیتے ہین
کہ ہمارے لشکر کا کوئی جا کر ہفت پیکر سے خبر نہ کرے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے سب نے کہا حضور یہی
ہوگا مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ہفت پیکر بیٹھا ہے
تدبیرین کر رہا ہے جادوگر جمع ہین صلاحین ہو رہی ہین ہفت پیکر کہتا ہے کہ یارو مین خیال سکندری
مین چلا جاتا مگر وہ حکیم قارورہ دیکھنے والا بہت مغرور ہو جاتا ہے کہ مین سجدہ کرون طریقہ اُسکا خراب
ہے مین ساتون پہاڑ پر ظہور اپنا دکھلاتا تھا اُسنے ایک قصر کا انتظام کیا ہے لاش سکندر کو گلنے نہین دیا
اگر قدرت کو منظور ہو تو سو برس کا مردہ قبر سے نکل آئے اور پھر زندہ رہے سب کہ رہے ہین بجا ارشاد
ہوتا ہے مگر طلسم خیال سکندری مین بڑے بڑے ساحر جمع ہین اور بڑے بڑے پہلوان جنکو اپنی جرأت پے
ناز ہے صاحبقران کے یہان کوئی ایسا پہلوان نہین جسوقت وہ قصد کرینگے تو لشکر صاحبقران نہ رہیگا

تھم نہ سکیگا نیرم سوسن پرست کہ حکیم پرست بھی اُسکو کہتے ہین بہت بڑا بہادر ہے سرحد اول کے وہی ہے سات قلعے اُسکے قبضے مین ہین ہر قلعے کا کوتوال الگ حربے نئی طرح کے رکھتے ہین اُس سے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا سرحد اول سے صاحبقران کو جانا دشوار ہوگا سالہا سال انھین مین پھنسے رہینگے ہفت پیکر کہتا ہے مسلمان وہ بلا کے ہین کہ سب قلعون پر قبضہ کر لینگے نیرم کو مہلت نہ دینگے میرا طلسم کہ عجائب وغرائب سے مملو تھا تباہ ہوا لیکن اب قدرت آکر قصر عشرت پر جمے ہین یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی یا خداوندا شمیم نے نسیم کو مار ڈالا کل لشکر نے اُسکی اطاعت کی صحرا مین اُتری ہوئی ہے ابھی تک کوئی غضنفر پر نہین کیا نسیم جلدی کر رہی تھی کہ مین جا کر سحر کرون اسی پر شمیم نے اُسکو مار ڈالا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہے جب تو بہن کو مارا ہفت پیکر نے جھلا کر کہا کوئی تم مین ایسا ہے کہ شمیم کو پکڑ لائے سر دربار اُسکو سزا دیجائے کہ کیون بہن کو مار ڈالا ستم کش جادو ایک ساحرہ زبردست بادہ نخوت سے مست کہ شمیم سے کد رکھتی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جاتی ہے اور شمیم کو بہ ذلت گرفتار کر لائے ہفت پیکر نے فوراً حکم دیا کہ جلد جاؤ شمیم کی مشکیں باندھ کر لاؤ ستم کش فوراً سوار ہوئی سن چکی ہے کہ چالیس ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین ساٹھ ہزار فوج کو لیکر چلی شمیم نسیم کے قتل کے بعد اپنے مقام سے اُٹھی یاد مین غضنفر کی لڑکھڑاتی ہوئی ایک نخل کے نیچے آکر بیٹھی بیقراری کرنے لگی رو رو کر پکارتی ہے ای غضنفر نامدار کنیز بیقرار ہے صورت زیبا دکھائیے اُسکو عجب کیفیت ہے نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا — تمنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آ بھی گیا وہ بے وفا — دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری — عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دل کو مین اُنکے سامنے — وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہے لبون تک ضبط کتنا ہی کرین — شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
دید کی بھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی — یار سا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اُٹھ گئی — حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا

ہاے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال	ہوش مین بھی تھے کہ یاد آتے ہی سودا ہو گیا

بیقرار ہو رہی ہی کبھی پکارتی ہی ہاے آہ بھی ہماری بے تاثیر ہی قضاے کار غضنفر بن اسد یکہ و تنہا فقط ہماے صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے صحرا کی سیر کرتے ہوے اس طرف آ نکلے کہ اشعار کی آواز کان مین آئی کہا ای ہما یہ کون آفت کشیدہ رو رہا ہی کہ آواز سے دل کو بیقراری ہوتی ہی ہمانے رکاب کو چھوڑا گوش برآواز ہو کر چلا سامنے آکر دیکھا ایک مہ جبین گریبان چاک چہرے پر خاک ملے ہوے تڑپ رہی ہی دمبدم یہی پکارتی ہی کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی آکر مسیحائی فرمائیے بیمار عشق کی عیادت کر جائیے ہما دیکھکر پلٹا غضنفر کے پاس آیا کہا اے شہریار ایک نازنین مہ جبین بیقراری کر رہی ہی عقل سے ثابت ہوتا ہی کہ حضور پر عاشق ہی کئی مرتبہ آپکا نام لیا غضنفر نے کہا ہم بھی اوسکے عاشق ہین یہ کہکے گھوڑا اڑھایا فرمایا ای ہما تم ذرا مرکب سنبھالے رہو تو مین جاکے قریب سے دیکھون ہمانے مرکب سنبھالا غضنفر ٹہلتے ہوے سامنے آے شمیم نے جو غضنفر کو آتے دیکھا اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی پکار اٹھی کہ اے رب بے نیاز اے کارساز کیا تیری رحیمی کا شکریہ کرون یہ خواب ہی کہ عین بیداری ہی کہ وہ شہریار سامنے آگیا دل کی دھڑکن موقوف ہوئی اپنے مقام سے گھبرا کے اٹھی غضنفر کی بلائین لین دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار بارگاہ مین تشریف لائیے غضنفر نے کہا اے ملکۂ عالم مین خود تمہارا مشتاق ہون شمیم نے چند کنیزون کو بلایا کنیزین شراب لائین شمیم نے جام بھر کر سامنے کیا غضنفر نے ہاتھ کھینچا کہا اے ملکۂ عالم اگر ہمسے محبت ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کرو تو ہم شراب پئین شمیم نے کہا اے شہریار مین پہلے ہی ہفت پیکر پر لعنت کر چکی اطاعت دین اسلام مین حاضر ہون غضنفر نے جام پیا دوسرا جام بھر کر شمیم کو دیا شمیم نے بھی پیا ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ لحن سوز و گداز گانے لگی نظم

یون مدتون تک میرے دل مین تری آرزو رہی	بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
بے یار دل کی دل مین یہان آرزو رہی	ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمہاری تلاش مین	مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا خلق کچھ	اس مین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑگئی دامن جھٹک دیا	کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی

مانگی تھی مرگ شون نے دعا منہ برس گیا
پایا گیا جگر میں نہ دل میں پیار گا
آخر ترا ہی گھر دل مجبور ہو گیا
تم نے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
ممنون وصل میں ہوئے جوش جنون کے ہم
داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمین
اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین
گیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف

تر دامنی کی شرم خدا آبرو رہی
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
امید کو نکال کے ایڑیاں تو رہی
جب تک ہوئے نہ خشک محبت کی بو رہی
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
بنکر چراغ گور تری آرزو رہی
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی شمیم کے دلمین کچھ خوف ہفت پیکر نہین خاطر کر رہی ہے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری ایک ساحرہ ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئی ہو ایک دریاے سحر روانہ کیا ہو آپ کے ملازم ڈوب رہے ہین چاہتی ہی لشکر مین گھس آئے شمیم نے کہا ہفت پیکر کو خبر پہونچی خون نشیم نے سر کھینچا مین ابھی جاکر دریا مٹاتی ہون غضنفر تیغہ کھینچکر اُٹھے کہا ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین جاکر سمجھا دونگا جہنم مین اُسے پہونچا دونگا اگر ہفت پیکر بھی لشکر لیکر آئے تو کیا ڈر ہی شمیم نے بہت منع کیا مگر غضنفر نے نہ مانا تیغہ روئین شگاف ٹیک کر اُٹھے ہما دروازے پر سے پکار رہا ہی کہ ای شہریار جلد باہر آئیے دریاے قہار جوش مارتا ہوا آتا ہی غضنفر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑا کر قریب دریا پہونچے گھوڑے پر جو تازیانہ اُٹھایا گھوڑا تڑپ کر دریا مین جا پڑا جون جون گھوڑا چلتا ہو دریا خشک ہوا جاتا ہی پار سے دریا کے ستم کش نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال دریا کو طی کرتا ہوا آتا ہی شمیم نے جو آکر دیکھا کہ نعقت دریا غضنفر طی کر چلے ہین ستم کش دو ہتھڑ مارتی ہی مگر کچھ نہین ہوتا آخر ستم کش تلوار کھینچکر دوڑی شمیم نے جو اس پار سے دیکھا تاب نہ باقی رہی آخر شمیم پر پرواز پیدا کر کے ستم کش کے سامنے آئی ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے چاہا روکون تلوار جو بڑی سر شمیم کا زخمی ہوا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ قطرے خون کے ٹپکتے ہین چہرہ گلنار ہو رہا ہے

معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی للکارا کہ او ملعونہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا تو نے
غضب کیا کہ سر شمیم کا زخمی کر دیا مین آتا ہون تجھے سمجھا دونگا سرکشی کی سزا دونگا گھوڑا جھپکا کر
ابر وریلے سے نکلے سامنے ستم کش کے پہونچے شمیم کو ہٹایا سینہ سپر کر کے سامنے ہوئے
ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ رومین شگاف چمکایا ستم کش کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا غضنفر نے وار اُسکا رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا ستم کش نے آواز دی کہ یا
خداوند بچانا چند طائر آسمان سے پیدا ہوئے سر پر ستم کش کے لہرانے لگے مگر تلوار جو پڑی
طائرون نے اپنے گلے کٹوائے ستم کش کو بچایا ستم کش نے دونون پاؤن زمین مین مارے
شمیم نے چاہا زمین کو سنگ لاخ کردون ستم کش کو نجانے دون ستم کش نے ہاتھ ہلایا کہ برق
چمکی شمیم نے اپنے کو بچایا اس عرصے مین ستم کش غرق زمین ہو گئی غضنفر و شمیم پلٹے دریا کو
دیکھا کہ خشک ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین دریا غائب ہوا شمیم غضنفر کو لیے بلوے بارگاہ
مین آئی غضنفر نے سر شمیم مین ٹانکے دیے شمیم نے عرض کی ای شہریار اب مین دربار ہفت پیکر
مین جانے کے قابل نہ رہی یقین ہی یہ ساحرہ اب وہین جائے غضنفر نے ہمائے تیز رفتار
سے کہا جا کر دربار ہفت پیکر کی خبر لاؤ ہمائے تیز رفتار جست و خیز کرتا ہوا چلا ستم کش
جا کر ایک صحرا مین نکلی کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی دل سے باتین کرتی ہی کہ خداوند نے میرا نام
نہ لیا تھا مین دعوی کر کے خود آئی اور یہ ذلت اُٹھائی اب سامنے خداوند کے کیونکر جاؤن پھر
پلٹون جا کر لشکر غضنفر پر سحر کرون مگر یرقان برق وش ایسی ساحرہ وہان موجود ہی ضرور سد راہ
ہوگی اُس سے مقابلہ ہوگا اگر نسیم جان بدی نکلی تو اُسکو بھی روکنا پڑیگا وہ حاکم دربند
ہوش رُبا ہی اُسپر غالب نہونگی افسر لشکر جو ہی غضنفر بن اسد وہ صاحب تحفہ جات ہی ہائے
کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا معلوم ہوا کہ جان دینا پڑیگا یہ کھڑی سوچ رہی ہی ہمائے تیز رفتار
جھپٹا ہوا آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ نخل کے نیچے ستم کش کھڑی ہی کچھ سوچ رہی ہی ہمائے نے
کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا شمیم کی شکل بنکر تیار ہوا ستم کش کو دیکھکر پکارا ای
ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے اب میرے ذہن مین آیا کہ خداوند سے باغی ہو کر کہان رہونگی تمام دنیا
اُنکی عملداری ہی مین کہان رہ سکتی ہون مجھے چلکر قدرت سے ملا دیجیے خطا میری معاف کرا دیجیے

جب تم چلی آئین تب مجھکو خیال ہوا کہ ہاے مین نے بڑا غضب کیا غضنفر کو دم دیکر نکالا طرف دربار ہفت پیکر کے چلی تھی اب تمھارے ساتھ مین خطا معاف ہو جائیگی اسطرح کی باتین کہتا ہوا نزدیک ستم کش کے آیا ستم کش نے کہا ای شمیم جب قدرت کو معلوم ہوا کہ تم نے بہن کو مارا تو قدرت کو بہت ناگوار ہوا پکار کر فرمایا کہ کوئی شمیم کا سر لانے مین نے قصد کیا شمیم نے کہا اب تو تمھارا مطلب پورا ہو گا میرے ہاتھ باندھ لو سامنے قدرت کے لیچلو مگر سفارش کرنا یہ کہکے کہا لو خداوند خود آتے ہین ستم کش پلٹی ہماے تیز رفتار نے حلقے کمن کے مارے ستم کش گری ہماے تیز رفتار نے حباب مارا ستم کش بیہوش ہوئی ہما نے سر کاٹ لیا رومال مین باندھ کرلے بھاگا قہر سامری ایک ساحرہ ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسکی نگاہ لاش ستم کش پر پڑی ہولسے اُتر آئی سر نہ تھا کیونکر پہچانتی لاشہ اٹھاکر تخت پر ڈال لیا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی پہلے سجدہ کیا پھر لاش پیش کی کہا یا خداوند یہ لاشہ جنگل مین پڑا تھا ابھی کسی نے سر کاٹا ہی مین نے نہین پہچانا کہ یہ کون ہی آخر لاش اُٹھالائی ساحرون نے لباس سے پہچانا کہا ای قہر سامری یہ ستم کش ساحرہ ہی براے گرفتاری شمیم گئی تھی عیاران اسلام تو پھرا کرتے ہین راہ مین کسی نے اسکو مار ڈالا قہر سامری نے عرض کی شمیم سے کیا خطا ہوئی کہ جو قدرت نے اُسکی گرفتاری کا حکم دیا ہی کارون نے عشق غضنفر بیان کیا اور ستم کش کی بھی کیفیت ظاہر کی قہر سامری نے عرض کی اگر کنیز کو حکم ہو تو شمیم کو گرفتار کراؤن ہفت پیکر نے کہا شمیم بہت بڑی گنہگار ہی اگر تو شمیم کو گرفتار کرلائیگی وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ قہر ہفت پیکر نام رکھونگا سامری و جمشید بندہ گان گنہگار تھے اُنکا خاتمہ کرکے بابدولت نے دعوی خدائی کیا قہر سامری باہر نکلی دس ہزار ساحرون کو لیکر چل نکلی یہان غضنفر سر شمیم مین ٹانکے لگاکر بیٹھے ہین گائون کو اشارہ کیا ہی کہ ہماے تیز رفتار عیار آکر پہونچا سر ستم کش کا پیش کیا غضنفر نے حال پوچھا ہما نے سب کیفیت بیان کی شمیم خوش ہوگئی کہا اے ہماے تیز رفتار بڑا کام کیا اسکا نکلنا نا مجھ پر شاق تھا یہ باتین ہو رہی ہین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا غضنفر نے ہما کو اشارہ کیا کہ دیکھو تو بلا یہ کیا ہنگامہ ہی ہفت پیکر نے تار باندھ دیا ساحر پر ساحر چلے آتے ہین ہفت پیکر کو بڑا غصہ ہی ہما نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر تیرہ و تار چھایا ہی رعد کی گرج

برفین چمک چمک کے گر رہی ہین ایک تھوڑی دیر مین برف کی سلین گرنے لگین عیار یہ معاملہ دیکھکر پلٹا غضنفر سے بیان کیا کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہی اوس سے برف برس رہی ہی برف سے صدہا آدمی ٹھنڈھے ہوے جس خیمے پر برف گری وہ خیمہ گرا دس بیس آدمی دب گئے غضنفر یہ سنکر اُٹھے تیغہ روئین ٹگاف پر قبضہ کیا انگشتر چمکاتے ہوئے نکلے باہر نکل کر دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی دمبدم اندھیرا بڑھتا جاتا ہی شمیم گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ اے شہریار آپ اکیلے نہ جائیے ایسا نہو کہ ساحر بلوہ کرین غضنفر نے باہر نکل کر کہا اے ہمارے تیز رفتار ایک جانب تم جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کہان سے اُٹھا ہی اور برف برسانے والی کو ڈھونڈھا کرو مین بھی اسی فکر مین نکلتا ہون جس مقام پر مین نے ساحرہ کو دیکھا مین اُسکی گردن تو نگا انشاءاللہ سرکاٹ کر لاتا ہون شمیم نے عرض کی ایک جانب مین جاؤن آپکا تنہا جانا مجھپر شاق ہی ایسا نہو کہ ہزار دو ہزار ساحر بلوہ کرکے بحفہ جات چھین لین اور حضور کو گرفتار کرلین تو مین کدھر کی رہونگی مین نہین پہچان سکتی کہ یہ سحر کسکا ہی غضنفر نے کہا اے ملکۂ عالم تم لشکر مین ٹھہرو موافق اپنے اختیار کے سحر کو برطرف کرو مین بہت جلد آتا ہون اور عیار ہمارا فرزند خواجہ عمرو ہی جاتے ہی پتہ لگا لائیگا یہ کہکر غضنفر نے گھوڑا اُٹھایا ہر مقام پر دیکھا کہ برف کے انبار لگے ہین خیمے گر رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز آتی ہے دمبدم برف کو ترقی ہی مینھ بھی برف کے ساتھ برس رہا ہی موسلا دھار پانی پڑ رہا ہے مگر جس طرف غضنفر گھوڑا بڑھاتے ہین اور انگشتر چمکاتے ہین پہاڑ برف کے پانی ہوکر غائب ہوے جاتے ہین بارش بھی انکے سر پر نہین ہوتی غضنفر راہ کوطے کرتے ہوے جاتے ہین مگر ہمارے تیز رفتار جو نکلا یہ تو عیار ہی ایک نخل کی آڑ لیکے دیکھا کہ پہاڑ پہ سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین اس ابر سیاہ مین آکر مل جاتے ہین برف برسنے کی ترقی ہوتی جاتی ہی اپنے کو برف سے بچاتا ہوا ٹھٹھا ٹھٹھا ہوا جاتا ہی مگر قہر سامری نے یہ کام کیا کہ لشکر جو ساتھ لائی تھی اسکو تو جنگل مین چھوڑا چند جادوگرنیان ہمراہ لیکر پہاڑ پر آئی روئی کے گالے جھولی سے نکالے اور ایک ایک ڈلی برف کی رکھی بڑا لشکر سب سے پہلے اڑا دیا جادوگرنیون سے کہا تم دمبدم ایسا سحر کرنا کہ یہ روئی کے گالے اُڑین اور ابر کلان مین جاکر ملین برف کو

ترقی ہوتی جائے مین شمیم کی فکر مین جاتی ہون اگر مین بھی پلٹ کے آؤن تو سحر کرکے گرفتار
کرلینا جو کوئی یہان آئے اُسکو حریف جاننا ان ساتون جادوگرنیون کو بخوبی سمجھا کر آپ اُڑی
آسمان پر آکر حال لشکر شمیم دیکھنے لگی اسنے دیکھا کہ لشکر مین تو ہنگامہ ہی لوگ بھاگے پھرتے ہین
کہ برج خیمہ سے غضنفر نکلا اُسکے بعد شمیم باہر آئین ایک طرف غضنفر گئے ایک طرف عیار چلا ملکہ شمیم
دروازے پر کھڑی رد سحر کر رہی ہین برف کے برسنے کو روکتی ہین قہر نے جو شمیم کو کھڑے ہوے
دیکھا سحر کا عمل کیا کہ اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین کڑک کر گری ایسی برق چمکائی کہ شمیم کی پلک
جھپک گئی قہر نے پنجہ کمر مین دیا شمیم کو لے اُڑی متوجہ ہوا سے شمیم کی آنکھین بند ہوگئین بالاے
آسمان آکر قہر نے آواز دی کہ ای شمیم وغیرہ چلی آؤ کام ہوگیا یہ دل مین سوچی کہ اگر یہ سحر قائم رہیگا
تو بندگان خداوند تڑپ تڑپ کے مرینگے افسر کو تو گرفتار کرلیا غرضکہ برف باری کو مٹایا اور شمیم کو
لیکر روانہ ہوگئی اب یہان کنیزون نے جو شمیم کو غائب ہوتے دیکھا اور یہ ثابت ہوا کہ قہر اُٹھا لیگئی
شور گریہ و زاری آپس مین بلند کیا سب رو رہی تھین ہما جو پہاڑ پر پہونچا اسنے دیکھا کہ سامان سحر
تو رکھا ہی مگر کوئی اس مقام پر نہین ہی اور لشکر پر بھی دیکھا کہ اب برف باری نہین ہی عیار پہاڑ سے
اُترا راہ مین غضنفر ملے کہا ای شہریار اب واپس ہو چیے غضنفر و ہما لشکر شمیم مین آئے دیکھا
کنیزین رو رہی ہین پوچھا ارے کیا ہوا سبنے حال بیان کیا کہا ای شہریار آپکے جانے کے بعد
قہر آکر گری اور ملکہ شمیم کو اُٹھا کر لیگئی غضنفر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ معشوق باوفا
ہمارے سبب سے یہ آفت آئی ای ہما جاکر دریافت تو کرو کہ وہان ملکہ پر کیا گذری اگر ہفت پیکر
کا ارادہ ہو کہ شمیم کو قتل کرے تو فوراً ہمکو خبر دینا جاکر اپنی جان دینگے مگر ملکہ کو لائینگے یہ کہکر شاہزادہ
طرف لشکر کے چلا ہما نے تیز رو قطورہ اسے زرنفتی لگا کر طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا یہان
دربار ہفت پیکر جما ہوا ہی کہ قہر سامری لیے ہوے شمیم کو پہونچی شمیم بیہوش ہی قہر نے عرض کی
یا خداوند شمیم کو بڑی ترکیب سے لائی ہون اسی طرح غضنفر کو بھی لاؤنگی حکم ہوا زبان مین سوزن دو
قہر سامری نے زبان مین سوزن دی اور ہوشیار کیا شمیم کی جو آنکھ کھلی ہفت پیکر کو تخت
پر دیکھا دربار جما ہوا ہی شمیم نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کیون شمیم ہمنے
تمکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تم نین مٹکا کرکے بیٹھو اور بہن کو قتل کرو اور کئی جادوگرنیان

تمہاری وجہ سے قتل ہوئین اب کہو اپنے کو کس حال مین باقی ہو اب بہتر یہ ہی کہ بطور قدیم
اطاعت کر قدرت تمکو بہ عہدہ معشوقی سرفراز کرینگی تمہارے مرتبے پہ وزیر حسد کرینگے شمیم
نے دیکھا کر آواز دی او دیوث منحوس کیا بیہودہ بکتا ہی مین قید ہوکر تیرے دربار مین
آئی ہون قتل کا حکم دے یا قید کر تجھکو اختیار ہی مگر ایسی واہیات باتین نہ بیان کر کیا عہدہ
معشوقی تیرے اختیار مین ہی خدا اس شیر بیشۂ جرأت کو سلامت رکھے وہ ضرور مجھکو رہا کریگا
جسکے آنے سے تو گھبراجاتا ہی ہفت پیکر نے جھلا کے حکم دیا اے قہر سامری تمھین اسکو لیجاکر
قید کرو اپنی حفاظت مین رکھو لیکن یہ سمجھاتی رہنا کہ قدرت سے عذر کرے اور اطاعت
قبول کرے قہر سامری شمیم کو لیکر باہر آئی ایک قصر مین لاکر قید کیا ناظرین پر واضح رہے کہ
ہمارے تیز رفتار بصورت مہمل دربار ہفت پیکر مین حاضر تھا یہ سب معرکہ آنکھون سے
دیکھا قصد کیا کہ کسی طور سے اسکو رہا کرون مگر قہر سامری کو بہت ہوشیار پایا ناچار پلٹا
مگر شمیم جو قید خانے مین آئی زندان آفت نئی مصیبت زنجیرین پہنے ہوے زبان مین سوزن

بلک کر پکار اٹھی نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی
کچھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس کچھ دل مین ہی
میکدے سے کی خاک تک لے ڈالیے دل مین ہی
نالہ جا پہونچا اثر تک اشک حسرت رہ گئے
کس خوشی سے خود گلا کٹوا رہی ہین جسم مین
مدعئ عشق ہون مدت سے مین بھی غیر بھی
آرزوے وصل ہی پوری ہو یا دن زیست کے
ہوش ابھی سے گم ہوے جلتے ہین راہ طلب
قیس و لیلی دونون ہین نظرون سے غائب دشت مین
ایک سی شوخی خدا نے دی ہی حسن و عشق کو
بے خودی نے دور رکھا وصل کی شب یار سے

پردۂ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی
دم نہین لینے کا جب تک دم تہ بسمل مین ہی
کس خراباتی کی مٹی اپنی آب و گل مین ہی
قطع کی منزل جرس نے کاروان منزل مین ہی
عید قربان میرے دم سے کوچۂ قاتل مین ہی
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل مین ہی
کوئی بھی آخر کمال اس الفت کامل مین ہی
ساتھ والونکا یہ عالم پہلی ہی منزل مین ہی
یہ بگولے مین نہان وہ پردۂ محمل مین ہی
فرق بس اتنا کہ وہ آنکھون مین ہی یہ دل مین ہی
آج بھی محفل سے مین باہر ہون وہ محفل مین ہی

نزع مین کسکی رکاوٹ کا تصور ہی جلال		سانس بھی چل چل کے رک جاتی ہی کس مشکل سے ہی

قہر سامری نے یہ اشعار سنکر کہا کیون اے شمیم قدرت عمدۂ معشوق دیتے ہین ایک شخص آوارۂ
کوہ وصحرا اُس پر عاشق ہوئی ہو یہ کیسا غضب ہی شمیم نے کہا اے قہر سامری یہ بیجا ساحر کہ جسکے
منھ سے بو آتی ہی اُسکو مین قبول کرون یہ تو مجھ سے کبھی نہو گا قید مین جان دون گی مگر اُس
بیجا کو نہ قبول کرونگی لیکن ہمارے تیز رفتار یہ سب خبرین لیکر بھاگا یہان غضنفر اُترے ہوے
ہین قزاق بیٹھے ہین دائرہ بج رہا ہی مگر غضنفر یاد شمیم مین سرنگون بیٹھے ہین کہ عیار آیا ہو بجا
اور عرض کی اے شہریار شمیم نے ہفت پیکر سے مردانہ وار گفتگو کی ہفت پیکر عمدۂ معشوقی
دیتا تھا شمیم نے جواب دیا کہ مین ہفت پیکر پر لعنت کر چکی ہون قید خانے مین بیقرار و بے چین ہی غضنفر
نے دیکھکر آواز دی اے رفیقان جانباز و اے یاران ہمراز آج لشکر ہفت پیکر پر شبخون مارینگے
رفیقون نے عرض کی آج بہت سا مال لوٹینگے خواہ دن کو چلیے خواہ رات کو ہم سب آمادہ
ہین جسوقت چاہیے چلیے غضنفر نے جو سب کو ثابت قدم کوے محبت پایا خوش ہو گئے
دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام ہوتے ہی بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان تیار شوید جیسے ہی
آواز دی قزاق کپڑے پہننے لگے گھوڑے جنگل مین چرا کر رہے تھے آواز بوق کی سنکر دوڑ کے
اپنے راکب کے آگے آکر کھڑے ہو گئے غضنفر نے دوسری آواز دی قزاق پشت ہاے
مرکب پر سوار ہوے تیار ہو کر سامنے آے غضنفر بوق ترکی بیکر چلے اَسّی ہزار قزاقون کا جلبنا
گرد اُڑ رہی ہی صحرا تمام تیرہ و تار ہو رہا ہی یہان لشکر ہفت پیکر مین سہمان فیلدر طلایہ پر
ہی ساٹھ ستر ہزار سوار ساتھ ہین حاضر باش و ناظر پاش کی صدا بلند ہی کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی گھوڑے بھڑکنے لگے گینڈا ون نے سوارون کو
گرایا اور طرف جنگل کے بھاگے سہمان یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا گینڈے کو بڑھا کر لشکر سے نکلا
دیکھا ایک جوان کمسن گھوڑے کو اُڑاے ہوے آتا ہی پشت پر اسی ہزار جوان تیغہ ہاے برہنہ
کھینچے بوق ترکی سب کے ہاتھ مین وہ جوان سب کے آگے ہی سہمان نے گینڈا بڑھایا آواز دی
او جوان کہان آتا ہی یہ لشکر خداوند ہفت پیکر ہی اگر اسمین آئیگا تو زندہ بچ کے نہ جائیگا منم
سہمان فیلدر منظور نظر خداوند ہفت پیکر غضنفر نے جو دیکھا ایک جوان فیل پیکر گینڈے

کودا کر آتا ہی غضنفر نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی سامنے سے ہٹ جا تیری قضا تجھکو لائی ہی
کیون شامت آئی ہی سہمان فیلدر نے لپک کر نیزہ مارا غضنفر نے خم ہوکر نیزہ م اسکا خالی دیا اپنا نیزہ
اٹھایا اسکو نکان دیکر سینۂ سہمان پر رکھا سہمان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر
آنکھ پر گینڈے کی مارا کہ ہاتھ بھر نیزہ گینڈے کی آنکھ مین اُتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے
نے سہمان کے چیخ مارا سہمان تو گینڈے کے روکنے مین مصروف ہوا غضنفر نے تیغ
رو ئین خسگاف کھینچا سہمان پر برس پڑے چند زخم کھا کر سہمان گینڈے سے کودا گینڈا تو اپنی
جان سے بیزار تھا کہ آنکھ مین گینڈے کی نیزہ اترا ہوا تھا ایک جانب بھاگا کئی سواروں کو پامال
کیا غضنفر نے جو سہمان کو پیدل پایا اور پانچ چار ہاتھ مارے آخر سہمان فیلدر مارا گیا تمام
قزاق لشکر پر ٹوٹ پڑے بوق ترکی بجا رہے ہین اہل فوج ہفت پیکر بھاگ رہے ہین ساتھیون
نے جو اپنے سوارون کو لڑتے ہوے دیکھا کمر سے فلیتے بارود کے نکالے خیمون پر پھینکنے لگے خیمے
جلنے لگے کئی ہزار خیمہ جلا دیا جو خیمہ جلا کر گرا قزاق لوٹ رہے ہین مگر غضنفر سہمان فیلدر کو
مار کر جو پلٹے طرف خیمہ قیدخانے کے چلے دور سے دیکھا کہ قہر سامری دروازے پر بیٹھی ہی
کئی ہزار کنیزان قہر سامری ٹہل رہی ہین غضنفر نے سامنے آکر بوق ترکی بجایا قہر سامری نے
للکارا او جوان اسطرف نہ آنا برقان برق وش کہ آسمان پر چھپ رہی ہی اسی فکر مین تھی کہ
قہر سامری ہٹے تو مین گردن اور شمیم کو رہا کرون اب جو غضنفر کو آتے ہوے دیکھا بیتاب
ہوگئی کوک کر گری کئی سو کنیزون سے کمر اُتر اُدہ بیہ آدمی تر چھی کرنے لگی غضنفر نے جو دیکھا کہ
برقان برق وش لڑ رہی ہی گھوڑا اڑا کر جا پڑے قہر سامری کو للکارا قہر سامری نے بڑھکر سحر کیا
غضنفر نے انگشتر کو چھپایا سحر باطل ہوکر گرا قہر سامری نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی غضنفر سحر کو
دفع کرتے ہوے قریب قہر سامری کے پہونچے اسنے مرتے مین برقان نے کنیزون کو مارکر بھگا دیا
دروازہ کھول کر اندر قیدخانے کے آئی قہر سامری نے جو دروازے کی آہٹ پائی پلٹ کے دیکھا
کہ برقان برق وش اندر قیدخانے کے پہونچ گئی اب ناچار ہی کہ غضنفر قریب آ گئے اپنے
کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کرکے اڑی غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اپنے اتاری
قہر سامری بلند ہو چکی تھی برقان برق وش نے شمیم کی زبان سے سوزن نکالی شمیم نے

سوزن نکلتے ہی سحر گیا کہ زنجیرین کٹ کر گرین ساتھ برقان برق وش کے قید خانے سے نکلین غضنفر نے کئی تیر قہر سامری پر مارے مگر قہر سامری قندیل فلک ہو چکی تھی اُس تک تیر نہ پہونچے قہر سامری نکل گئی مگر قسیمم جادو نکلتے ہی بلند ہوئی بلندی پر آکر سحر کرنے لگی برقان اڑی ترچھی کر رہی ہی جس غول پر گری دس بیس کو قتل کیا اور پھر بلند ہوئی قضا کار سہراب بیس ہزار جادوگرون کو لیکر نکلا ہی انتظام کر رہا ہی برقان جو اُسکے غول پر آکر گری کئی سو کو قتل کیا چاہا ہا بموجب عادت قدیم بلند ہو جاوُن سہراب جادو نے گولہ مار دیا برقان تو اور ہی خیال مین تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سہراب تلوار پکڑ کر جھپٹا کہ اس ساحرہ کا سر کاٹ لون شمیم نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی برقان نے مجھپر احسان کیا مین اس کو بچاوُن سامنے آکر سہراب کے آواز دی ای سہراب ذرا ہمارے سامنے آو ہم سے آنکھین چار کرو سہراب نے جو سر اٹھایا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ بڑی بڑی آنکھین اُس پر رسیلی معلوم ہوتا ہی صناع ازل نے موتی کو نگر بھر دیے ہین سرو قد خورشید خد شمیم نے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا ای سہراب ہمکو نہین پہچانتے ہم مدت سے تمھارے مشتاق ہین تم ہماری جانب دیکھتے بھی نہین یہ کلمہ جو مسکرا کر شمیم نے کہا سہراب دیوانہ ہو گیا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بے اختیار پکار اٹھا نظم

کیون اُٹھے ہم افتادہ تری راہ گذر سے
واللہ گرے جاتے ہین اپنی ہی نظر سے

ہم کعبے مین آکر یہ دعا کرتے ہین ای شیخ
بت لیکے نکلیے کوئی اللہ کے گھر سے

لو بند کیے لیتے ہین ہم دیدہ مشتاق
اب دیکھین تو آجاتے ہو تم دلمین کدھر سے

اُس دلمین وہ آتے ہین جو دل بیٹھ گیا ہی
تعظیم کو اُٹھ کھڑے کوئی درد جگر سے

نکلین گے تری بزم مین ارمان دلی کیا
دم بھی تو نکلتا نہین ظالم ترے ڈر سے

قدمون پہ ترے لیکے گری خواہش تقدیر
صد شکر بڑا بوجھ یہ اُترا مرے سر سے

چلتے رہو اتنی تو دعا یار کو دینا
خوش ہو جو وہ قاصد مرے مرنے کی خبر سے

مین دیدہ دل فرش رہ دوست کرونگا
پھر دل سے اُتر جاوُن کہ گر جاوُن نظر سے

ڈر ہی یہ شب وصل مین ای بیخودی شوق
تو مجھکو نکالے نہ کہین یار کے گھر سے

جاتے ہو دم نزع عیادت کو کسی کی — اللہ بچائے تمھیں حسرت کی نظر سے
بولا وہ جلال اتنا تو سنکر تری فریاد — سنتا تو کہ یہ آتی ہے آواز کدھر سے

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے شمیم کے آیا شمیم نے کہا اے سہراب تیرا مثل نہیں ہے
تو پہلوان بے نظیر ہے تیرا زور و شور مشہور ہے یہ کہکر دوپٹے سے ایک رشتہ نکالا گلے میں سہراب
کے باندھ دیا کہا کہ یہ رشتہٴ محبت ہے اسکو نہ توڑنا دربار میں ہفت پیکر کے جاکر بیٹھنا جب
سردار اسکے آم جکیں تو بسہولیت قریب اسکے تخت کے جانا کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لینا
اور زمین پر دے مارنا ہم اسی وقت تمھارے پاس آئینگے یہ سنکر سہراب خوش ہو گیا شمیم
سہراب کو رخصت کر کے قریب برقان کے آئی برقان برق وش کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو
برقان برق وش شمیم بلند ہوئیں دیکھا غضنفر لڑ رہے ہیں صدہا خیمے جلا دیے اب غضنفر
چاہتے ہیں نکلجاؤں شمیم نے جو آکر صورت دکھائی عیار نے تبھی خبر پہونچائی کہ شمیم رہا ہو گئیں
برقان برق وش نے رہا کیا غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان بدر روید جلدی کی
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق جمع ہوئے غضنفر نے کہا یارو جس واسطے آئے تھے
وہ مطلب حاصل ہو چکا اب نکل چلو قزاقوں کو غضنفر یہ حکم دے کے ایک طرف لڑتے ہوئے
چلے سحراب کمان کش ایک پہلوان ہے اسنے جو خبر سنی کہ غضنفر نے آکر شبخون مارا شمیم کو رہا
کر کے لیے جاتے ہیں سہمان اسکے ہاتھ سے قتل ہوا سحراب گینڈے کو بڑھا کر چلا کہ میں
غضنفر کو نہ جانے دونگا بڑا نام کرونگا کہ میں نے اتنے بڑے لشکر پر شبخون مارا قیدی کو
چھڑا کے لے گیا یہ کہکے بڑھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہے فوج بھی ساتھ ہوئی سامنے آکر دیکھا
غضنفر لڑ بھڑ کر لشکر سے نکل جاچکا ہے جا بجا بازار میں لٹی پڑی ہیں نقیبے اقبال ہالی
دیتے پھرتے ہیں دوکانداروں کو تسکین دیتا ہوا چلا ہر ایک سے کہتا ہے کہ یارو جن لوگون
نے تمہید بدعت کی میں انکے افسر کا سر لاتا ہوں جب سحراب نے دور سے دیکھا کہ غضنفر جاتا ہے
سب قزاق گھیرے ہوئے ہیں پکار کر آواز دی اے جوان تو نے غریبوں کو لوٹا یہ بڑا غضب
کیا ان غریبوں نے کیا کیا میں تجھ سے بدلہ ضرور لونگا غضنفر یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا رفیقانے
کہا بھی مگر غضنفر نے نہ مانا قزاقوں نے عرض کی اے شہریار بکتا ہے بکنے دیجیے غضنفر نے کہا

اپنے مقام پر کہیگا کہ نبیرۂ صاحبقران بھاگ گیا اگر ہمارے ہمچشم سنیں گے تو وقت طعن و تشنیع کرینگے میں ابھی اس یاوہ گو کا سر لاتا ہوں یہ کہکے مرکب بادیما بڑھایا سامنے محراب کے پہونچے محراب جھومتا ہوا قریب آیا تگاور زن ہوے چھ قدم گینڈا محراب کا ہٹا چار قدم مرکب غضنفر کا لیکن غضنفر نے نیزہ اُٹھایا محراب نے جلدی کرکے نیزہ مار دیا غضنفر نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا جیسے ہی وہ نیزہ مار کر پلٹا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے چرخ مارا غضنفر محراب پر برس پڑے اتنے تلوار کے ہاتھ مارے کہ محراب اپنی جان سے بیزار ہو گیا گینڈے نے پٹک دیا غضنفر نے آکر ہاتھ مارا کہ محراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے تلواریں کھینچکر آپڑے فزاقوں نے مار کر سبکو بھگا دیا اسباب اس فوج کا بھی لوٹا گھوڑوں پر اسباب لدا ہوا غضنفر جاتے ہیں کہ ہفت پیکر اپنی بارگاہ سے گھبرا کر نکلا پوچھا کیوں یارو یہ کیا ہنگامہ تھا سب نے عرض کی غضنفر نے آکر شبخون لشکر خداوندیہ مارا شمیم کو رہا کرے گئے خاص شمیم کے واسطے آئے تھے کئی پہلوان قدرت کے قتل ہوے جسنے تھا کیا وہ مارا گیا یا خداوندیہ بندہ آپ نے عجب طرح کا بیباک پیدا کیا ہو کہ نئے طور سے لڑتا ہو کیسا ہی پہلوان مقابلے میں جائے مگر غضنفر اُسے مار لیتا ہو کوئی اُسکے ہاتھ سے نہیں بچا وہ لٹیرے اُسکے ساتھ ہیں کہ سب بازاریں لوٹ لیں بازار بزازاں میں ہنگامہ ہو رہا ہے ہفت پیکر نے پکار کر کہا کہ یارو تم میں کوئی ایسا ہو کہ اس دیوانے کو نہ جانے دے اور گرفتار کرکے لائے صفیر جادو کہ سامنے کھڑی تھی جھک کر قریب آئی کہا یا خداوندا ابھی جا کر میں غضنفر کو لاتی ہوں بی برقان و شمیم جو ساتھ ہیں اُنکی کیا حقیقت ہو ان دونوں کو جاتے ہی گرفتار کرونگی مشکیں باندھکر لاؤنگی مقدمہ غضنفر میں تدبیر کرونگی اگر تدبیر چل گئی تو گرفتار کرلائی ہفت پیکر نے کہا جس طرح بنے شمیم کو لاؤ قدرت شمیم پر عاشق ہیں صفیر نے کہا شمیم کو لے ہی کر آؤنگی یہ کہکر صفیر چلی قریب آکر آواز دی ای غضنفر کہاں جاتے ہو ٹھہر جاؤ برقان برق وش و شمیم اُڑی ہوئی جاتی تھیں دیکھا کہ ساحرہ پکارتی ہوئی آتی ہو غضنفر کو روک کر کہا حضور نہ جائیں ساحرہ کا سامنا ہو میں اس سے سمجھ لونگی یہ کہکر برقان برق وش تڑپ کر سامنے آئی للکار کر آواز دی او مکارہ وہ مرد بہادر ہی تجھ ایسی کے مقابلے

مین آکر گیا کرنیگے صفیر نے گولہ مارا برقان نے گولکا ٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے کہ صفیر نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون لیکر پھینک مارا برقان پر جو خون پڑا پھڑک کر گری صفیر نے چاہا اُٹھا لون کہ نعرہ ہوا متم شمیم جادو خبردار برقان کو نہ اُٹھانا جھپٹ کے موتیون کو مالا مارا موتی جو ٹوٹے ایک موتی صفیر پر گرا صفیر کو معلوم ہوا کہ مجھپر پہاڑ گرا لڑکھڑا ئی طرف زمین کے چلی تھی کہ زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے صفیر کو سنبھالا چھاگل مین پانی تھا منھ پر صفیر کے چھینٹا مارا جب صفیر کے ہوش درست ہوے زنگی تو غائب ہوگیا صفیر نے پکار کر آواز دی اے کلکریز توت بخش آج کہان ہو کہ وقت پر نہین آتین مجھے اس دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ یہ جو صفیر نے آواز دی نخل جو سامنے تھا اُسکی بیچ سے ایک نازنین گلنار پوش پیدا ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی نازو کرشمہ بات بات مین پکار کر آواز دی بوا شمیم یہ اشعار مین نے یاد کیے ہین ذرا سن لو پھر تمھین اختیار ہی شمیم اُس نازنین کو دیکھکر ٹھہر گئی وہ نازنین یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

کوئی شیشہ نہین اے رونق محفل ٹوٹا	آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم	باغ سے رشتہ امید عنادل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیا پھر پھر کر	کیا رہے ذبح مین خنجر ترا قاتل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہانے مین جو ٹپکا سر سے	مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو	ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہی	دوڑ نا خیر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا
امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم	شکر صد شکر کہ تنکا بھی بہ مشکل ٹوٹا

یہ اشعار جو اُس نازنین سے شمیم نے سنے جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوگیا بڑھ کر کہا اے صفیر اگر تو مجھکو خدمت خداوند مین لیچلے اور خطا معاف کرادے تو بڑا احسان ہی مین قدرت کیواسطے تڑپتی ہون بڑے افسوس کا مقام ہی کہ قدرت تو مجھپر مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون اور مین اُنکا حکم نہ بجالاؤن سب طرح پر براے خدمتگزاری موجود ہون صفیر نے کہا اے شمیم قدرت نے تمکو بلایا ہے جلد یاد فرمایا ہی برقان برق وش کو بھی لے لو اور میرے

ساتھ چلو مین صفائی کر دونگی تمھاری وجہ سے بڑے فساد برپا ہوئے شمیم نے کہا مین تو رضی تھی یہ طفل بے ادب مجھکو رہا کرنے آیا اور شبخون مارا صدہا بندگان خداوند قتل ہوئے یہ کہکے برقان برق وش کو ہوشیار کیا برقان برق وش جو اُٹھی چاہا کہ تڑپ کر صفیر پر گرے صفیر نے آواز دی ای گل ریزا انکو بھی لینا اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پھول برسنے لگے بوپھولون کی دباغ مین برقان برق وش کے پہونچی مثل شمیم کے بھی ہاتھ باندھکر بڑھی کہا ای صفیر چلو ہم دونون کی صفائی تمھارے ہاتھ ہے صفیر نے چاہا دونون کو لیکر چلون کہ غضنفر نے مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی او صفیر تو نے بڑا دام مکر پھیلایا کہ ان ایسی شاہزادیون کو اپنے دام مکر مین لائی مین کیا تجھے بے قتل کیے زندہ چھوڑونگا صفیر نے کہا صاحبزادے اُن پر تمھارا اور چلتا ہی جو تم پر عاشق ہوئی ہین مین نگاہ بھی تیر نہین ڈالتی ہزار شعبدے کرونگی گرفتار کر کے تمکو نیچا دونگی بس اب پلٹ جاؤ اسی پر تمکو ناز ہو کہ تم پر سحر تاثیر نہین کرتا اسوجہ سے باتین بناتے ہو مین فوج خداوندی کو اشارہ کرد ونگی بلوہ کر کے تمکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے فوج کو آواز دی کہ اس جوان کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے قزاقون کو اشارہ کیا کہ ای قزاقان بزنید قزاق جا پڑے اب تک کوئی افسر نہ تھا ہفت پیکر سامنے کھڑا تھا اس نے جو اشارہ کیا قزاق گھس گئے ساٹھ لاکھ فوج مین اسی ہزار کی کیا حقیقت ہی قزاق رات کے لڑنے والے اب جو صبح ہوئی تو جہان گھرا وہان گھرا غضنفر لاکھ لاکھ کدوکاوش کرتا ہے لیکن کچھ بن نہین پڑتا اگر دس کو بچایا اور بلوے سے نکالا تو بیس گھر گیے قزاق قتل ہونے لگے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے لشکر رستم مین انکے گذر ہوا اس شب کو رستم نے اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہی طلایہ دیکر بیٹھے ہین کہ ہرکارون کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیون ای نامیان وغیرہ خیر تو ہی عرض کی ای شہریار غضنفر نے شب کو آکر شبخون مارا تھا لاکھون کو قتل کر کے نکل آئے تھے مگر صفیر جادو نامے ایک ساحرہ آئی تھی اُسنے برقان برق وش و شمیم کو علم سحر سے مطیع کیا غضنفر مع لشکر لشکر کفار پر جا پڑے فوج تو بے حد و بے حصر ہی جاکر لشکر کفار مین گھر گئے یقین کامل ہی

کہ دشمن اُنکے گرفتار ہوجائین ہم صاحبقران کو خبر کرنے جاتے ہین رستم بیقرار ہوگئے گھوڑے
پر سوار ہوے گھوڑا طرف لشکر کفار کے چلا سمک نے بڑھکر لشکر مین آواز دی سب لشکر تیار
ہو اسکے پہلے آفتاب فلک سیر تیار ہوا باہر نکل کے دیکھا کہ آقا روانہ ہوگئے یہ آفتاب
بن کے اُڑا رستم سے پہلے پہونچا آتے ہی آفتاب نے گرمی دکھائی وہ شدت گرمی کی ہوئی
کہ سب بھڑکنے لگے غبار زرد اُڑنے لگا ساحر جلکر گرنے لگے لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا غضنفر
نے مہلت پائی ایک طرف سے رستم کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے طنبور گرڑ گرا یا عیوق
وجاروق آکر گرے کہ آفتاب سحر کرتا ہوا قریب صفیر کے پہونچا للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی
منتم آفتاب فلک سیر صفیر نے گولہ مارا آفتاب پھٹا آفتاب فلک سیر ظاہر ہوا کڑک کر
صفیر پر گرا کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوے اور صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام مین صفیر جادو بود
شمیم و برقان برق وش کو ہوش آیا ہوش آتے ہی لڑتے لگین جبیر گرین اُسکے ٹکڑے
کیے برقان برق وش تڑپ کر قریب غضنفر پہونچی کہا ای شہریار اب نکلیے ہفت پیکر اسے
کھڑا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی آپ کے ماموں صاحب طلسم کشا کل فوج کو لیکر آگئے غضنفر
نے کہا ای برقان برق وش یہی تو مشکل ہی کہ ماموں جان برا ے مدد آئے ہین اب مین کیونکر
جا سکتا ہون جب ماموں جان جالین تب جاؤن انتہا یہ ہی کہ اُنکے ساتھ نکل جاؤن
قبل نکل جانے مین فرمائینگے کہ دیوانہ اپنی جان بچا کے نکل گیا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا
ہم اُنکی بات کا جواب نہ دے سکین گے برقان برق وش خاموش ہو رہی جب
ہفت پیکر نے دیکھا کہ صفیر قتل ہوگئی شمیم رہا ہوگئی بلکہ جنگ مین مصروف ہی وزیرون سے
کہا تمھاری کیا صلاح ہی اب طبل بازگشت بجوا دین سب نے عرض کی اگر جلد طبل امان بجوائیے گا
بہتر ہی دیر کیجیے گا تو اور زیادہ لوگ مارے جائینگے ابھی پرچہ اخبار گذرا ہی کہ چار لاکھ آدمی مارے
گئے اور اہل اسلام کا موے جسم میلا نہین ہوا یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا طبل امان پر چوب پڑے
اُسی وقت طبل امان بجا لشکر پلٹے رستم پلٹ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے کہ غضنفر سے ملاقات
ہوگی تو خیر و عافیت پوچھین گے غضنفر پلٹے ہوے آتے تھے رستم کو جو کنارے پر
دیکھا گھوڑا پھیرا دوسری جانب سے نکلے رستم نے آواز بھی دی کہ غضنفر ہم سے

ملاقات کرتے جاؤ غضنفر نے دور سے سلام کیا اور گھوڑا بڑھا کر روانہ ہوے رستم نے اپنے سرداروں سے کہا اس دیوانے کے حرکات دیکھیے کہ ہمکو دیکھکر پلٹ گئے اور طرف سے روانہ ہوے ادھر نہ آئے وہ ہمکو دشمن جانتا ہی ہم جو مدد کو آئے اسکو ناگوار ہوا اگر ہم نہ آتے تو دن بھر گھرا رہتا سرداروں نے عرض کی ای شہریار آپ اُنکے بزرگ ہین آپ کی مدد پر کیا آزردہ ہونگے رستم نے کہا وہ سب کو ایسا ہی سمجھتا ہی یہ کہتے ہوے لشکر کو لیکر روانہ ہوے ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ اسطرح غضنفر شبخون مارکر آتے تھے راہ مین گھر گئے رستم مدد کو پہونچے پلٹے ہوے آتے ہین صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی غضنفر تو دیوانہ مشہور ہی رستم کیون دیوانے ہوے چاہیے تھا کہ ہمکو خبر کرتے خدا اس لڑائی کا انجام بخیر کرے فوج ہفت پیکر بے انتہا ہی خدا ان سب دلیروں کو بچائے روز سیاہ مجھکو نہ دکھائے یہ فرما کر چاہتے تھے کہ بارگاہ مین جائیں کہ سامنے سے رستم آئے رستم نے آکر سلام کیا امیر نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای نور نظر غضنفر تو دیوانہ بیباک ہی اپنے رفیق کا اُسکو چھڑانا منظور تھا اُسنے آکر شبخون مارا تم بلا تکلف چلے گئے ہر چند کہ تم وہی ہو کہ فرنگستان مین تخت مرزوق اُلٹ دیا مگر فوج ہفت پیکر بے حد ہی خدانخواستہ اگر دشمن گھر جائیں تو کیسی مشکل ہو مین آٹھ پہر دعائین کرتا ہون کہ پروردگار وہ دن دکھائے کہ یہ سب فرزند میرے جنازے کے ساتھ ہون تا بہ قبر براحت پہونچ جاؤن رستم رونے لگے کہا قبلہ و کعبہ یہ نہ فرمائین ہماری آبرو آپ کے دم سے ہی حضور ہی کے تصدق سے یہ طلسم فتح کیا سب سردار صاحبقران کو دعائین دینے لگے کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر ہفت پیکر مین طبل شادمانی بج رہے ہین ایک پہلوان آیا ہی کہ مصداق کوہ کن اُسکا نام ہی سات سو پہلوان اُسکے ساتھ ہین کہتا ہی ان سب کو مین نے زیر کیا ہی دربار ہفت پیکر مین بیٹھا بلبلا رہا ہی یقین ہی کہ اُسکے نام پر طبل جنگی بجے صاحبقران نے فرمایا خداے ما بزرگ است جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مگر مصداق جو دربار ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین سبکو گرفتار کرونگا اُدھر طبل جنگی بجا ادھر صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی

طبل جنگی بجے خواجہ نقار خانۂ سکندری مین پہونچے غاشیہ اٹھا کر دوال دبا سارے لشکر
مین مشہور ہوا تیاریان ہونے لگین ناگاہ وہ وقت آیا کہ ترک فلک نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کر کے توسن صبح پر سوار ہوا
لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے نقیبون نے نقابت کی گرد گیت کڑکا کھکر ہٹے
مصداق کوہ کن کہ سب کے آگے اونچی بنا ہوا کھڑا ہی گینڈے کو بڑھا کر سامنے ہفت پیکر
کے آیا اجازت طلب کی ہفت پیکر نے کہا جاؤ اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق گینڈے
کو ٹھکرا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لشکر رستم پر جو اسنے نعرہ
کیا اسی طرف اسکا رخ تھا آلاگرد فرنگی نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین مصداق کے آیا اور
بعد نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی آلاگرد زخمی ہوا مصداق نے چاہا سر کاٹ لون مالاگرد کو تاب
نہ آئی جلدی مین جا پڑا گھوڑے کو بیچ مین ڈالدیا آلاگرد کو ہٹایا آپ مقابل ہوا مصداق
نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مالاگرد بھی زخمی ہوا عیوق و جاروق فرداً فرداً نکلے یہ بھی زخمی
ہوے چھ سات سردار سیارگاشن جنان ہوے شام کو مصداق نے گینڈے کو مہمیز کیا
پکار کر آواز دی کہ تم سب کو دو دن کی مہلت دیتا ہون بعد دو دن کے جو میدان مین آونگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے بلبلاتا پلٹا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند مین
انتہا کا شکار دوست ہون ہمیشہ جنگل ہی مین رہتا ہون دو دن کے بعد طبل جنگی بجوائیے گا مین
وقت پر آجاؤنگا ابکی مقابلے مین خاتمہ کر دونگا خالی نہ پلٹونگا ایک دو شبین خدمت مین بھی
رہونگا ہفت پیکر نے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان قدرت کو تم پر بڑا بھروسا
ہی وقت پہ ضرور آنا جتنے پہلوان لشکر مین ہین ان سب کے جی چھوٹے ہوے ہین مسلمانون
کے نام سے ڈرتے ہین مقابلے مین نہین نکلتے غرضکہ مصداق طرف صحرا کے روانہ ہوا فوج
کو بھی ساتھ لیا واسطے شکار کے گیا ہفت پیکر پلٹ کے بارگاہ مین آیا یہ خبر ہرکارون نے
صاحبقران کو پہونچائی سب کو یقین ہوا کہ بعد دو دن کے مصداق کوہ کن آئیگا اب
صاحبقران بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم کو انتہا کا قلق تھا صاحبقران نے رستم کو
بلوایا فرمایا ای نور نظر زخمی ہونے پر سردارون کے کیون رنجیدہ ہوا انشاءاللہ اب جو آگے

طبل جنگی بجائے گا تو تم ہی مقابلہ کرنا رستم چپ بیٹھے ہین سرداروں نے عرض کی کہ شہریار
آسمان پر ابر آیا ہے اگر مناسب ہو تو کل چلکر شکار کھیلئے رستم نے صاحبقران سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو غلام شکار کے لیے جائے صاحبقران نے فرمایا مین خبر سن چکا ہون کہ مصدق
بھی برائے شکار گیا ہے ایسا نہو صحرا مین تمھارے اُسکے مقابلہ پڑ جائے وہ نہایت پرغرور
ہے رستم نے عرض کی غلام دوپہر کو شکار کھیل کے چلا آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
رستم نے حکم دیا صبح کو سامان شکار تیار رہے سمک نے کارخانون مین حکم دیا بوقت سحر
بہیلیے قراول حاضر ہوے رستم نکل کر سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی نقارے پر چوب پڑی
تیتر لوا بٹیر نکلنے لگا باز بحری جرہ چھوٹے تیر اندازی ہونے لگی پہر دن چڑھے تک ارابے
بھر دیے رستم نے فرمایا ای سمک شکار پرند تو کھیلا کوئی آہو سامنے نہین آیا سمک نے
کہا لوگ خبر کے واسطے گئے ہین کہ چند گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی پانچ کوس پر ایک
دھانون کا کھیت ہے چالیس پچاس ہرن چر رہے ہین رستم نے گھوڑا بڑھایا قریب اُس
کھیت کے پہونچے دور سے دیکھا کہ چند مادہ آہو ایک نر بیچ مین سب کے چرنے مین مصروف
ہے رستم نے فرمایا اور سب کا سب صاحبون کو اختیار ہے مگر نر کو ہم شکار کرینگے جطرف سے
نکلیگا ہمکو ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے دوڑائے سب آہو بھاگنے لگے اُنکے پیچھے سردارون
نے گھوڑے ڈالے مگر وہ نر کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئین طرف رستم کے متوجہ
ہوا طرارہ جو بھرا رستم کو مع مرکب پھاند گیا رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ظالم نے مجھی کو
گنہگار بنایا گھوڑے کو پھیرا تعاقب مین چلے آگے آہو پیچھے رستم سمک تھوڑی دور
دوڑا آخر تھککر ٹھہر گیا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے گھوڑا ابھی تیز رو صبا رفتار ہے جب جست
کرتا ہے تو ٹھوکنی مرکب کی اور پٹھا آہو کا مل جاتا ہے مگر ایسا پہلو نہین پاتے کہ نیزہ مارین
ایک مقام پر آہو اکر چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا رستم نے اُترکر اُسکو بہ قربانی
پہونچایا ٹہل رہے ہین کہ ساتھ والے آئین تو اس آہو کو اُٹھا کر لیچلین کہ صحرا سے گرد
اُڑتی دیکھا ایک تیر خوردہ آہو بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے تیر مارا وہ آہو بھی گرا گرتے ہی
اُس آہو کے رستم نے تیر اُسکی پشت سے نکالا دیکھا اور کہا کہ کسی پہلوان کا تیر ہے مگر

اوچھاڑا چاہتے ہین کہ رومال سے خون پونچھکر نام پڑھون کہ پھر صحرا سے گرد اُٹھی رستم نے
دیکھا مصداق کوہ کن تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو دیکھا
کہ میرا آہو مردہ پڑا ہی اور تیر میرا ہاتھ مین رستم کے ہی اُس تیر کو دیکھ رہے ہین اچھی طرح
رستم کو نہین پہچانتا ہی گینڈے کو اُڑا کر قریب آیا کہا کیون جوان میرے شکار کو کیون
شکار کیا رستم نے کہا ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا جو تجھ سے ہو سکے وہ کر صحرا مین
کیا کسیکا اجارہ ہی مصداق نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے جوان صاحب شوکت و شان
کوئی میرا شکار نہین شکار کر سکتا ہم منظور نظر خداوند ہین رستم نے کہا وہ خداوند تمھارے
خرس بادیۂ ضلالت ہین یہ سُنکر مصداق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ مصداق کا ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک
طمانچہ مارا کہ مصداق زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا رستم سرہانے کھڑے ہین
افسوس کر رہے ہین کہ مین نے ناحق طمانچہ مارا مصداق نے جو آنکھ کھولی رستم کو قریب
پا کر پھر آنکھین بند کر لین رستم نے آواز دی او جوان کیون شرماتا ہی مین خود محجوب
ہو رہا ہون لیکن جب غصہ آتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا مصداق نے یہ جو سُنا بلا تکلف
اُٹھ بیٹھا جھاڑ پونچھ کے کھڑا ہو گیا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا
علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران زمان مصداق کوہ کن نے کہا آپ نے مجھکو نہین
پہچانا مین مصداق کوہ کن ہون آپ کو ایسا نہ جانتا تھا دربار ہفت پیکر مین میری آبرو
ہی اسکا ذکر نہ کیجیے گا رستم نے کہا کیا عمدہ بات ہی کہ جسکا مین ذکر کرونگا مصداق فوراً
گینڈے پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہو گیا ساتھ والون نے پوچھا حضور
کہان تشریف لیگئے تھے مصداق نے کہا ایک آہو پر تیر مارا تھا مین اُسکے تعاقب مین
گیا رستم فرزند حمزہ نے اُسے شکار کیا مین جو پہونچا مجھ سے تکرار کرنے لگا مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ زمین پر گرا تڑپنے لگا مین نے کہا کہ اے جوان اُٹھ جا مین کسی سے نہ کہونگا تو یاد
مین نے آمد سخن مین ذکر کر دیا خبردار اسکا ذکر نکرنا یہ کہکے پلٹا بارگاہ ہفت پیکر مین آکر
دنگل پر بیٹھا جھومنے لگا ہفت پیکر نے پوچھا اے پہلوان دوران آج خوب شکار کھیلا

مصداق نے کہا یا خداوند آج شکارگاہ مین نیا معرکہ ہوا کہ مین نے ایک آہو پر تیر مارا تیر اوچھا
پڑا آہو بھاگا مین اُسکے تعاقب مین گیا ایک مقام پر رستم نے جو طلسم کشا کہلاتے ہین میرے
آہو کو شکار کر لیا مین جاکے پہونچا مین نے جا کے کہا اے جوان میرے شکار کو کیون شکار کیا رستم تو
مشہور ہین مجھ سے لڑنے لگے مین نے ایک طمانچہ مارا زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا مین نے
کہا اے رستم اُٹھو جاؤ مین کسی سے ذکر نہ کرونگا خداوند نے پوچھا تو مین نے ذکر کر دیا وزیر ہفت پیکر
جو بیٹھا ہے وہ بول اُٹھا کہ اے پہلوان ایسی باتین سر دربار نہ کرو ورنہ ابھی آفت برپا ہوگی رستم وہ
جوان ہے کہ تم سے بہتر پہلوان آئے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُسکو طمانچہ مارتے تو زندہ پلٹ
کے نہ آتے مصداق نے جھلا کر جواب دیا اب میدان مین دیکھ لیجیے گا وزیر نے کہا میدان کی
تو نوبت ہی نہ آئیگی مصداق جھلانے لگا کہ اور کوئی پہلوان اُٹھے مجھ سے مقابلہ کرے جو رستم
سے بہتر ہو ایک طمانچے مین یہی حال کرون قضائے کار ہرکارے جو لشکر کے حاضر تھے یہ خبر
وحشت اثر سنکر بھاگے آپس مین کہتے ہوے یارو یہ رستم کو کیا ہوا کہ ایسی بے غیرتی اختیار کی
دوسرا ہرکارہ جواب دیتا ہے یہ خلاف معلوم دیتا ہے رستم وہ شیر دلیر ہے کہ جسنے تخت مرزوق
اُلٹا مرزوق غرق دریاے لعنت ہوا کہ آج تک اُسکا پتہ نہ ملا مگر ایسی خبر کو چھپا نہین سکتے یہ باتین
کرتے ہوے دربار صاحبقران مین آئے پرچہ اخبار ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے جو یہ مضمون دلخراش
پڑھا کانپنے لگے زلفین خلیلی بل کھانے لگین ہر مرتبہ قبضے پہ ہاتھ ڈالتے ہین اور رہجاتے ہین
مگر خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کیون شہریار کیا خبر آئی کہ حضور متغیر ہو گئے امیر نے فرمایا خواجہ تمنے
سنا مصداق سر دربار ہفت پیکر بیٹھا کہتا ہے کہ مین نے رستم کو طمانچہ مارا اس بے غیرت نے جان
نہ اپنی دیدی عمرو نے عرض کی سراسر خلاف ہوگا امیر نے کہا سارے دربار مین یہی ذکر ہو رہا ہے
یہ وہی پہلوان ہے جسنے سرداران رستم کو مارا اور زخمی بھی کیا کیا عجب ہے کہ صحرا مین ٹکرا ہوئی ہو عمرو تو
رد کرتا ہے صاحبقران نے غصے مین جواب دیا خواجہ خاموش رہو مجھکو بڑا رنج ہے جی مین آتا ہے اپنا
گلا کاٹ لون خواجہ تو خاموش ہو رہے مگر رستم جو شکارگاہ سے پلٹے تلوار ہاتھ مین لیے بارگاہ
صاحبقران مین آئے آتے ہی سلام کیا صاحبقران نے منھ پھیر لیا رستم خود آتش ہو شعلہ مزاج
ہین دست بستہ عرض کی آج غلام سے کیا خطا ہوئی کہ سلام نہین قبول ہوتا صاحبقران نے

پلٹ کر فرمایا ہماری آبرو خاک مین ملادی طمانچہ کھا کے صحرا سے چلے آئے جان بہت عزیز ہی بس
اب سامنے سے جاؤ ہمکو اب روے سیاہ نہ دکھانا رستم روتے ہوے بارگاہ سے نکلے سماک
نے دروازے پر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی آج کیا معرکہ ہوا فرمایا کہ ای سماک خاموش ہو ہم سے
بات نکرو سماک خاموش ہو رہا رستم اپنی بارگاہ مین آئے دربارگاہ پر آکے سردارون کو رخصت
کیا کہ تم بھی جا کر کمر کھولو اب میرے کیون ساتھ ہو سردار اپنے اپنے مقام پر گئے سماک سے
کہا دروازے پر بیٹھو کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے ہمین ایک کار ضروری ہی سماک تو
دروازے پر بیٹھا رستم اندر بارگاہ کے آئے کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ ای رستم کیا کرون اس نامرد
نے آکر اُلٹی بات مشہور کی قبلہ وکعبہ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ سوائے جان دینے کے کوئی چارہ نہین
یہ سوچ کر کمند بازون سے کھولی اور قبہ بارگاہ مین لٹکائی کرسی رکھکر حلقہ گلے مین ڈالا کرسی
کو ٹھوکر ماردی کمند مین لٹک گئے دم گھٹنے لگا لیکن خواجہ عمرو اُسی وقت بارگاہ سے
اُٹھے باہر آکر پوچھا کہ رستم کہان گئے لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین خواجہ دوڑے
اُسوقت پہونچے کہ سماک دروازے پر بیٹھا ہی خواجہ کو منع کیا خواجہ عمرو نے کہا او نالائق
تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ آقا پر کیا گذری یہ کہکر سماک کو ڈھکیل دیا آپ اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا کہ رستم کمند مین لٹک رہے ہین روح کھنچ کھنچ کے تا بہ سینہ آچکی ہی خواجہ عمرو نے
اُچک کر نیمچہ مارا کہ کمند کٹی رستم زمین پر گرے عمرو نے سر زانوؤن پر رکھا گلے سے کمند کھولی
رستم نے آنکھین کھول کر کہا عم نامدار یہ آپنے کیا کیا قبلہ وکعبہ نے یہ کلمہ دربار فرمایا کہ
روے سیاہ اب نہ دکھانا ہمارا لاشہ دیکھین تو بہتر ہی بعد ہمارے شاید مقدمہ صلی ثابت
ہو عمرو نے پوچھا ای فرزند یہ معرکہ اصلی کیا گذرا رستم نے کہا ای عم نامدار مصداق نے
برعکس بارگاہ مین بیان کیا ہی قبلہ وکعبہ کو سنکر غصہ آگیا اور یہ فرمایا کہ جان کو بہت عزیز
کرتے ہین جان دینے سے یہ تو ثابت ہوگا کہ مصداق سچ کہتا ہی رستم نے مارے
حجاب کے جان دی عمرو نے کہا ایک طرح جان دو کہ بارگاہ ہفت پیکر مین اپنے کو بیو نجاؤ اور
مصداق کو سزا دو کہ دروغ گوئی مصداق کی ثابت ہوجائے اگر بارگاہ ہفت پیکر مین
مارے بھی جاؤ گے تو نام رہجائیگا رستم نے کہا عم نامدار آپ نے خوب بات بتائی وہین

ابھی جاتا ہوں بارگاہ ہفت پیکر میں جان دونگا یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو
نے چاہا ساتھ چلوں رستم نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ چلے ای سمک تم بھی نہ آنا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا گھوڑے پر کوڑا جو کیا مرکب باد رفتار رستم سا شہسوار لشکر ہفت پیکر میں پہونچے
اہل لشکر ہفت پیکر نے جو رستم کو دیکھا کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ روکتا اہل ابروے خم ازے
بڑے ہوئے تا دربارگاہ ہفت پیکر آئے اہل فوج حیران ہین کہ آج کیا باعث ہی کہ رستم
اکیلے اس زور و شور سے آئے ہین جا بجا افسرون مین یہی چرچے ہین کہ رستم دربارگاہ
ہفت پیکر پر گھوڑے سے کودے قریب درگہ سالار کے آئے درگہ سالار بیٹھا ہی رستم
کو نہایت غصہ ہی فرمایا کہ ای درگہ سالار ہٹ جا درگہ سالار نے کہا ای جوان یہ دربار
خداوند ہفت پیکر ہی اس بے ادبی سے جانا نہ بلیگا رستم نے کہا دیکھ ہم جاتے ہین دیکھین
تو کون روکتا ہی درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ
مارا کہ درگہ سالار کا سر چنبر گردن سے اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا
ہفت پیکر نے کہا ارے یہ کسکا سر ہی وزیر نے کہا مصداق نے یہ آفت برپا کی مصداق
نے وزیر کو بھی جھڑکا کہ پردہ بارگاہ اٹھا رستم نے اندر قدم رکھا پکار کر بہیبت آوازدی
سلام من درین مجلس و درین ما وا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یاک است و دین پیغمبر
خدا برحق مصداق یا تو ابھی باتین کر رہا تھا رستم کو دیکھکر کانپ گیا ساتھ والون سے کہنے لگا
اب یہ ذکر نہ کرو رستم کے خلاف گنہگار رستم کے سلام کا جواب کسی نے نہ دیا رستم ٹہلتے ہوے
قریب مصداق کے آئے فرمایا کیوں او نامرد تو نے طمانچہ مارا تھا کہ ہمنے مارا اب مثل
صحرا کے اٹھکر طمانچہ مار تمام و شکل نشینان بارگاہ جمع ہین تیرے خداوند بھی بیٹھے ہین
ہفت پیکر نے کہا ای مصداق جواب نہین دیتا یا تو بلبلا رہا تھا اب حریف کو جواب دے
تو کیفیت معلوم ہو پہلوانون نے بھی کہا ای مصداق تو کہہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طمانچہ
مارا سب پہلوانون کو اسکا کہنا ناگوار تھا کہ ایسے بہادر کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی
سب کا کہنا مصداق کو بہت شاق ہوا جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا رستم پر ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے یاڑ ہو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مصداق لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے

کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ رستم نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا مصداق نے
چاہا کہ مونڈھے کے بل آکر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ مصداق چارون شانے
چت ہوا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اس حال مین بھی کہ انتہا کا غصہ تھا فرمایا کہ حالا درشناخت
پروردگار چہ میگوئی مصداق نے کہا کہ ای رستم مین مذہب تمھارا اختیار نکرونگا رستم نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیکر ایسا مارا کہ مع نرخرے گردن کھینچ
کے سینے سے مصداق کے اُٹھے لاشہ مصداق تڑپ رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے
ہفت پیکر مین نے تیرے سامنے مصداق کو مارا اب مین جاتا ہون سر مصداق کا لیے جاتا ہون
جسکو بدلہ لینا ہو مجھ سے بدلہ لیوے ایسا نہو میرے بعد کوئی کہے کہ اگر رستم ٹھہرتے تو ہم بدلہ
لیتے کئی مرتبہ رستم نے جو یہ کہا اور کسی نے جواب نہ دیا پہلو مین جو خدمتگار کھڑا تھا اُسنے کہا
رستم بس اب نکلو ماشاء اللہ رستمی دکھا چکے رستم باہر نکلے سر مصداق کا شکاربند سے باندھا
سوار ہوکے چلے ملازمان مصداق کہ باہر تھے چار لاکھ فوج سب نے جو خبر پائی کہ فرزند صاحبقران
ہمارے افسر کا سر لیکر جاتے ہین لینا لینا کہکے آپڑے رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلافگن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی کشندہ کپتان فرنگی
علمشاہ رومی فرزند صاحبقران خواجہ عمرو کہ عاشق اولاد صاحبقران ہین ساتھ رستم کے
آئے تھے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا جسوقت رستم کو گھرے ہوے دیکھا آنکھون کے
مارا اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ نکل کر بھاگے دربار صاحبقران مین آئے مگر اس
حال سے کہ کلاہ سر پر ندارد گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری روتے ہوے سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہے عمرو نے کہا اے شہریار غضب ہوا
کہ رستم مارے گئے دربار مین ہفت پیکر کے جا کر کار نمایان کیا کہ مصداق کو مارا جب سر مصداق
لیکر باہر نکلے فوج مصداق نے قتل کیا لاشہ رستم کا وہین پڑا ہے بس صاحبقران ہائے فرزند
کہکے اُٹھے نکلتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوے صاحبقران بڑھے کل سردار بھی چلے رستم لڑ رہے تھے
کہ نعرہ امیر کی صدا آئی ۔ نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار +
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام + جن کا فران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + نعرہ کرکے امیر آکر گرے برابر لندھور کا نعرہ ہوا لغر ڈلندھور
جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم زمی دانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے
پہلو سے مالک کا نعرہ ہوا - نعرہ مالک - منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین
ایک طرف سے نعرہ بہرام کی آواز آئی - نعرہ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از
ہیبت من بلرزد زمین + سرداران صاحبقران کے نعرے ہوئے رستم نے جو آواز صاحبقران
سنی اور فوج کے آنے سے جہالت بھی پائی لڑتے ہوئے ایک طرف نکلے قصد ہو کہ قبلہ و کعبہ کو
منھ نہ دکھاؤں عمرو نے جو دیکھا کہ رستم جاتے ہین بڑھکر صاحبقران سے خبر دی کہ آقائے
نامدار دیکھیے لاشئہ رستم کھینچے ہوئے لیے جاتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ مین نے تو رستم کو
لڑتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار آپ کا یہ تصور خیالی ہو آپ بڑھ کر دیکھیے اب
لاشئہ رستم نظر آئیگا صاحبقران نے بڑھکر جو دیکھا کہ رستم طرف صحرا کے جاتے ہین صاحبقران
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای نور نظر کہان جاتے ہو رستم نے جواب نہ دیا گھوڑے کو
مہمیز کیا عمرو نے جھپٹ کر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای رستم صاحبقران آتے ہین آخر صاحبقران
نے بیقرار ہو کے پکارا کہ ای نور نظر مین اب گھوڑے پر سے اترتا ہون اور پیدل آتا ہون نہ
پلٹو روح جسم مین پھڑک رہی ہو ایسا نہو کہ جسم سے نکلجائے اور ادھر عمرو نے کہا کہ ای رستم
اُترو قدمون کو باپ کے بوسہ دو رستم نے کہا ای عمر نامدار قبلہ و کعبہ کو منھ دکھانے کو دل
نہین چاہتا ایسا کلمہ سر دربار کہا افسوس ہو کہ مین نے دربار ہفت پیکر مین یہ حرکت کی مگر
جان نہ گئی مین بیشک بے غیرت ہون کہ صاحبقران قریب آپہونچے رستم گھوڑے سے
کودے دوڑکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے صاحبقران نے سر چھاتی سے لگایا
فرمایا بیٹا میری گستاخی کو معاف کرو اور گلے مین ہاتھ ڈال کے رونے لگے رستم عذر کرنے لگے
صاحبقران رستم کو لیکر پلٹے یہان سرداران صاحبقران نے فوج مصداق کو شکست
دی لشکر لیکر صاحبقران پلٹے اُدھر ہفت پیکر شکست خوردہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا زاروں سے
کہ رہا ہو فرزندان حمزہ بلاے روزگار ہین لیکن افلاک تیغزن ایک پہلوان بیٹھا ہی نہایت
مغرور و متکبر ہوا اپنے مقام سے جھوم کر اُٹھا کہا یا خداوند آپ پسر حمزہ کی تعریف کرتے ہین مصداق

اسی فعل کا مصداق تھا دربار مین بیٹھکر جری بہادر کی بُرائیان کرتا تھا مین بھی سن رہا تھا مین بہت خوش ہوا کہ رستم نے آکر اُسکا سر کھینچ لیا اگر غلام کے نام حکم ہو تو دربار حمزہ مین جاکر جس سردار کا نام لے دیجیے اُسکو کشان کشان لاؤن کہیے سر لاؤن وزیر نے کہا یا خداوندا فلاک تیغزن بلبلاتے ہین ایسا نہو مثل مصداق کے انکا بھی حال ہوا فلاک جھلانے لگا کہا ای وزیر باتدبیر تم ایسی بات نہ کہو کیا پسران حمزہ کے چار ہاتھ پانون ہین جسوقت ہم پہونچین گے تو ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ جائیگا جسکو چاہونگا گرفتار کر لاؤنگا قدرت شگفتہ ہوکر حکم تو دین مگر قدرت تقدیر کرین ایسا نہو کہ ہمارا وہان جانا ہو اور قدرت تقدیر خلاف کرین وزیرون نے سمجھایا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان قدرت کے سامنے رستم نے مصداق کا سر کھینچ لیا تم دیکھا کیے اور نہ بولے باہر تلوار چلی اور نہ گیے اب تمکو جرأت کا خیال آیا افلاک تیغزن نے کہا اگر مین یہان اُس جوان کو روکتا تو مسلمان اپنے مقام پر کہتے اکیلا جانکر دباو ڈالا جطرح رستم اس بارگاہ مین آئے اسی طرح مین بھی جاؤن اور جسکا نام لو اُسکو گرفتار کر لاؤن وزیر نے کہا فرزندان امیر مین شاہزادۂ جہانگیر کمسن و کم لیاقت ہی اُسی کو پکڑ لاؤ افلاک نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا جھومتا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہرکارون نے یہ سب باتین بارگاہ مین سنین اور افلاک کو جاتے ہوے بھی دیکھا بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین جہانگیر اپنی بارگاہ سے نکلے ہین بارگاہ صاحبقران مین جاتے ہین کہ ہرکارون نے پکارکر آواز دی کہ ای شہریار ٹھہر جائیے ہمین کچھ عرض کرنا ہی جہانگیر ٹھہر گیے ہرکارون نے آکر سب کیفیت عرض کی اور کہا افلاک آپکی فکر مین آتا ہی جہانگیر نے کہا مین آگے بڑھکر اُس سے ملاقات کرونگا چابک سے کہا مرکب لاؤ مرکب بادرفتار آیا جہانگیر اُسپر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑاتے ہوے کنارے پر لشکر کے آئے دیکھا افلاک آتا ہی للکار کر آواز دی او جوان تو کون ہی کہان جاتا ہی افلاک نے پلٹ کر کہا جہانگیر فرزند صاحبقران کو بارگاہ مین لینے جاتا ہون جہانگیر نے کہا او مغرور سنم شاہزادۂ جہانگیر بارگاہ مین جاکر ذلیل ہوگا ایک ایک شیر نر وہان بیٹھا ہی افلاک کو جو معلوم ہوا کہ یہی جوان جہانگیر فرزند امیر ہی دیکھکر آواز دی ای جوان مین تجکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جہانگیر نے گھوڑے کو بڑھا کر کہا بس اب

باتین نہ بنا وار کر افلاک نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا افلاک لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے چوتھے
پیچ پر جہانگیر نے افلاک کو اُکھڑ کر مارا کہ افلاک چارون شانے چت گرا جہانگیر نے چھاتی پر
سوار ہو کے کہا کیون او بیحیا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی افلاک سوچا کہ اب اس جوان کے
قبضے مین آگیا ہون اگر انکار کرونگا تو مار ڈالیگا بمکر کہا مین اطاعت کرتا ہون جہانگیر نے چھوڑ دیا
کلمہ تلقین فرمایا افلاک طوطے کیطرح کینہ رکھکر مسلمان ہوا جہانگیر نے افلاک کو ساتھ لیا بارگاہ
صاحبقران مین لائے بادشاہ کو اُسنے سلام کیا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے سب حال
کہا بادشاہ نے زمرۂ جہانگیر مین دنگل عطا فرمایا افلاک سرداران صاحبقران کو دیکھ رہا ہے
ایک ایک کو دیکھکر جی مین کہتا ہی کیا کیا دلیر ہین بیشۂ جرأت کے شیر ہین کبھی لندھور کو کبھی مالک
کو کبھی رستم کو دیکھتا ہی دلمین کہتا ہی اے افلاک ان جوانون کو جسنے مارا ہوگا مکر سے مارا ہوگا بجرأت
انکا مارنا نہایت دشوار ہی یا قید کیا ہوگا تو مکر سے ہوا ہوگا مین اب جہانگیر کو مکر سے مارونگا جہانگیر نے
اُسکو بارگاہ عطا کی خادم اور خدمتگار مرحمت فرمائے اب افلاک ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہی اور
باطن مین دشمن ہی بعد ایک ہفتہ کے کہا مین طلایہ کا گشت کرونگا جہانگیر نے دو ہزار سوار دیے
افلاک طلایہ دینے لگا جب زلف لیلاے شب کی کمر سے گذری افلاک نے سوارون کو
بازارون مین بھیجا جب آپ اکیلا رہگیا طرف بارگاہ جہانگیر کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون
آتا ہی کہا یارو مین نے خبر پائی ہی کہ لشکر کفار شبخون لیکر آیا بازار ریزاران مین بلوا ہو رہا ہی تم سب
جاؤ نگہبانون کو یون روانہ کیا جب سناٹا ہوا تو پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا جہانگیر کو دیکھا پڑے
سو رہے ہین اُس بیحیا نے تلوار کھینچی بستر سے کھڑا ہوا جہانگیر نے عالم خواب مین رستم
کو دیکھا کہ فرماتے ہین اے برادر دیکھو دشمن آتا ہی جہانگیر نے آنکھ کھول کر دیکھا افلاک نے
ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا تلوار پٹی پر پڑی جہانگیر نے للکارا او
نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا جہانگیر باہر نکلے دیکھا نگہبان ندارد چاپک نعرۂ جہانگیر کی صدا
سنکر دوڑا آکے دیکھا کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا چاہتا ہی جہانگیر نے فرمایا کہاں تھا چاپک
تمنے سنا افلاک نے مجکو مار ڈالا ہوتا مگر بھائی رستم نے خواب مین آگاہ کیا یہ اُس کے

تعاقب مین جاتا ہون چابک نے کہا جانے بھی دیجیے جہانگیر نے نہ مانا گھوڑے کو چمکا کر چلے لشکر
سے نکل کر دیکھا کہ افلاک جاتا ہی للکار کر آواز دی او نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا صبح ہوتے
لشکر مین پہونچا لشکر والون نے دیکھا کہ افلاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر نہایت بیقرار اور بدحواس ہی
بھاگ کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچا اہل لشکر نے دیکھا کہ جہانگیر گھوڑے کو چمکاتے ہوے
آتے ہین مگر نہایت غصہ ہی ابروون پر بل پڑے ہوے تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین سب سپاہ اسلام
طرف بارگاہ ہفت پیکر کے چلے آپس مین باتین کرتے ہوے کہ افلاک بڑا غرور کرکے گیا تھا
آخر بھاگا ہوا آتا ہی یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اسکو زندہ نہ چھوڑیگا یہان ہفت پیکر تخت پر
بیٹھا ہی کہ افلاک گھبرایا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا کیون پہلوان خیر تو ہی گھبراہٹ مین کہتا آیا ہے
وہ میرے تعاقب مین آتا ہی پہلوانون نے کہا صاف صاف بتائیے آپ تو ایسے گھبرائے
ہوے ہین کہ بات منھ سے نہین نکلتی کہ نعرہ شیر کی آواز آئی جہانگیر مع گھوڑے اندر بارگاہ کے
آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہفت پیکر جہانگیر کو دیکھکر گھبرا گیا افلاک
سے کہا تم اسی جوان کا سر لینے گئے تھے اب سامنے آیا ہی سر کاٹ لو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ
تھا افلاک نے پلٹ کر ہاتھ مارا جہانگیر نے بہ آسانی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ
کھینچکر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اڑگیا جہانگیر نے جھپٹ کر سر اٹھا لیا پکار کر کہا یارو
ہم جاتے ہین ایسا نہو ہمارے بعد کوئی کہے کہ یہ جوان ٹھہرتا تو ہم سمجھ لیتے ہفت پیکر نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا چابک نے اشارہ کیا کہ ای شہریار نکل چلیے جہانگیر باہر آئے تمکنت
مرکب پر جست بیٹھے ہمراہیان افلاک نے چاہا کہ شاہزادے کو روکین مگر افسرون نے کہا یارو
کیون جان دیتے ہو دم بھر مین مسلمانون کا تار بندھ جائیگا منھ کی صدا بلند ہوگی جان بچانا
سبکو دشوار ہو جائیگی جہانگیر سر لیکر لشکر سے نکل گئے تھوڑی دور نکلے تھے کہ اپنا لشکر ملا دیکھا کہ
پہلوان و ساحر ہر ایک اسی بات پر آمادہ ہو چکا ہی کہ جا کر اپنے آقا کے ساتھ جان دین جہانگیر
کو دیکھکر پلٹے اور تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا رستم مع فوج آتے ہین جہانگیر کو دیکھکر پوچھا کیون
بھائی خیر تو ہوئی جہانگیر نے کہا مین اس مغرور کا سر لایا ہون رستم نے جہانگیر کو ساتھ لیا داخل
بارگاہ صاحبقران ہوے دیکھا صاحبقران بھی تیاری چلنے کی کر رہے ہین جہانگیر کو دیکھکر

خوش ہوگئے جہانگیر نے سب حال بیان کیا جہانگیر کی سب نے تعریفین کین کہ ای شہریار کیا
کارنمایان کیا ہی صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای نور نظر ایسی جہالت نہ کیا کرو ہمکو قلق تھا
رستم نے کہا کہ قبلہ و کعبہ اگر جہانگیر کا موے جسم کم ہوتا تو لشکر مین ہفت پیکر کے آگ لگا دیتا
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران مشغول عیش ہوے محفل آراستہ ہوئی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان رنجیدہ ہونا ہفت پیکر کا و آمد لقراط ثانی و
تسکین دینا ہفت پیکر کو اور یہی لقراط طلسم خیال سکندری مین خدائی کرتا ہی آوارہ
ہونا رستم کا دشت عنکبوت مین و بعد مدت نکلنا اُس صحراے پُر آشوب سے
اور غائب ہونا صاحبقران کا اور بتانا خواجہ زادو نکا کہ صاحبقران زمان
طلسم خیال سکندری مین مقید ہین - روانہ ہونا کل فرزندون کا بہ سمت
طلسم خیال سکندری باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی خود پسند
کہ ظلمات سے اُسکو تشبیہ دون
یہ دل ہی مرا ہجر سے دردمند
یہ عاشق کی تقدیر کا پھیر ہے
نہ شعلے مین رونق نہ وہ لاگ ہی
بہاتی ہی رو رو کے اشک سفید
کبھی باغ کا گر خیال آگیا
جماتی ہی رو رو کے کیون اپنا رنگ
تجھے رنگ فریاد کیون ہی پسند
مین رنگ محبت دکھاتا نہین

کیا ہجر نے پھر مجھے دردمند
بلاے شب ہجر ٹلتی نہین
کہ آتا نہین یار بدعت پسند
کبھی شمع پر جا پڑی گر نگاہ
تصور سے دیکھا تو اک آگ ہی
اُسے دیکھکر عشق مین دردمند
تو بلبل کے نعرون سے تھرا گیا
تجھے گریہ و نوحہ سے کام ہی
کہ ہر وقت ہوتی ہی تو دردمند
کبھی قیس و فرہاد کا ذکر ہی

شب ہجر کی کیا سیاہی لکھون
کوئی بات منھ سے نکلتی نہین
غم و رنج الفت سے اندھیر ہی
تو کرتا ہی پروانہ بھی آہ آہ
کبھی تھرتھراتی ہی مانند بید
یہ جلتا ہی پروانہ خود پسند
کہا گل نے منھ بھر کے بے درنگ
اسی بیوفائی مین یان نام ہی
گل مدعا ہاتھ آتا نہین
اُنھین جان دینے کی کیون فکر ہی

تڑپتا ہی دل یا کہ سیماب ہی
کہ ہی صورت زلف یان پیچ وتاب
کیے نظم زورو کے اشعار چند
نہ آشنا کے تحریر مین طول ہو
خیال سکندر کی تحریر ہو

کرے منزل ہجر کس طرح طی
بھلا ہجر مین نظم کا رنگ کیا
فلک نے کیا ہجر مین دردمند
لکھون داستان مرصع بیان
مسلسل قمر رنگ تقریر ہو

تسلی کہان دل کو ہی اضطراب
کہ ہی دل پہ داغ مصیبت فزا
یہ پیش ہنرمند مقبول ہو
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ فشاحان مقامات عجائب وغرائب طلسمات وسیاحان منازل ہول انگیز وپُرآفات اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ بصد فرحت گہر سنج معانی ✤ چنین آرد متاع نکتہ دانی ✤ یہ داستان جلالت نشان گوہر گوش ناظران ذیہوش کرتا ہون جبکہ جہانگیر والا تدبیر افلاک تیغزن برق کو مار کر سر اُسکا لیکر نکل گئے اور ہفت پیکر نے سنا کہ باہر کسی نے ندو کا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای وزیران با تدبیر و ای مشیران روشن ضمیر تمنے دیکھا کہ فرزند حمزہ کس زور وشور سے آیا اور سر اپنے حریف کا لیکر نکل گیا کوئی متعرض نہوا اہل اسلام کا خوف دلیر ہماری فوج کے غالب ہوگیا ڈرتے ہین کہ سامنا ہوا اور مارے گئے ہاے کیسے کیسے پہلوان آئے اور پھر شریک مسلمانان ہوے اور جو سیہ قلبیہ تھے وہ مارے گئے اب کیا تدبیر کرون اُدھر وہ دیوانہ چالاک آتا ہی لشکر کو تباہ کر کے چلا جاتا ہی جس دن مسلمان جم گئے اُسی دن قدرت پر حلہ تمام کرینگے اور کہین جا کر خدائی جمائینگے وزرا عرض کر رہے ہین اخداوند آپ کی فوج دریا موج مین اسوقت سات سو پہلوان موجود ہین اگر ساکھا کرین اور جمکر لڑین تو کیا عجب ہی کہ غالب آجائین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی زبانی خفیہ نویسون کی معلوم ہوا کہ صاحبقران کے ساتھ کل بائیس لاکھ فوج ہی اور ہزار دو ہزار جوان اور ہین جو دلیر و شمشیرزن تیغزن ہین یہان اسی لاکھ فوج موجود ہی ہفت پیکر نے کہا اب تو قدرت تقدیر کر چکے کہ فتح ہنوگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اچھی تقدیرین بگڑ گئین پانون مین فوج کے زنجیرین نامردی کی پڑگئین یہ کہکے ہفت پیکر رونے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ یا خداوند خیال سکندر ظہور فرمائیے میری مدد کو آئیے یہ باتین تھین کہ ہوا سرد چلنے لگی جانور زمزمہ سرائی کرنے لگے سب سرداروں نے بند قبا کھول دیے ہر ایک کہتا ہی ہواے معتدل

چل رہی ہی دیکھیے غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین قلب سب کے
خوشی سے پھڑک رہے ہین وزرا نے عرض کی یا خداوند ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند
خیال سکندری تشریف لاتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ تخت ہوا پر اُڑتا ہوا چند ساحران
زبردست لباس فاخرہ پہنے ہوے بجاے کلاہ مندیل سب کے سر پر تخت کو گھیرے ہوے اور
ہزارہا طائران خوش الحان منقاروں سے اُنکی پھول جھڑ رہے ہین جب پر ہلاتے ہین تو مروارید
بے بہا کی بارش ہوتی ہی ہزارہا غربا زمین پر پکارتے ہوے یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت
کے نثار کہ ہمنے مروارید بے بہا پائے فقیر تھے غنی ہوگئے لوٹتے ہوے چلے آتے ہین وزرا
نے کہا یا خداوند دیکھیے آپ نے پکارا قدرت موجود ہوگئے ہفت پیکر نے کہا مجھکو خداوند
کہو ہر چند کہ خداوند خیال سکندری بھی ایک بندہ گنہگار ہی حکیم قادر سے کلام پہنے والا لیکن اُسکا
رنگ خوب بندھا ہوا ہی مین اُس سے مدد چاہتا ہون مجھکو شہنشاہ ہفت پیکر کہو ایسا نہو کہ مجھے
خلاف گذرے یہ کہکے ہفت پیکر تخت سے اُٹھا پکار کر آواز دی یا خداوند تشریف لائیے مین نے
آپ کو یاد کیا تھا عین وقت پر آپ تشریف لائے آپکے اوصاف کوئی بیان نہین کر سکتا
آئیے آئیے مین دل وجان سے مشتاق ہون وہ تخت ہوا سے اُترا تخت پر ہفت پیکر کے آگے
قائم ہوا بیٹھتے ہی کہا کیون ہفت پیکر تباہ وبرباد ہوگیا مگر غرور خداوندی دل سے نہین جاتا ہی
حاضرین محفل تم کو قدرت آگاہ کرتے ہین کہ اسکو سواے شہنشاہ کے کوئی کلمہ نہ کہنا ہمارے
جانے کے بعد یہ اسیطرح خداوند بن بیٹھا شبدیز وغیرہ کیسے کیسے پہلوان آئے آخر انکا انجام کیا ہوا
یا مسلمان ہوے یا مارے گئے جتنے سردار تیرے مرے ہین سبکو قدرت زندہ کر دیگی لاکھون
آدمی تیری ملازمت مین مارے گئے اُن سب کو زندہ کرنا پڑیگا قدرت کو تکلیف ہوگی مگر قدرت
تکلیف اُٹھائینگے اُن بندگان مردہ کو جلائینگے پھر کہا اے ہفت پیکر آج طلسم کشا کو قدرت
داخل صحراے مشقت کرتے ہین کیا عجب ہی کہ سلطان صحراے مشقت لوح وتحفہ جات
لیلین اور پاس تیرے پہونچا دین ہفت پیکر اُٹھ کر گڑگڑا کر ہاتھون کو بوسہ دیا واسطے
سجدے کے جھکا بقراط ثانی نے کہا اے ہفت پیکر سلطنت ہفت کوہ مبارک ہو پھر اسی
طرح جا کر ظہور دکھاتا ہفت کوہ آباد ہو یہ کہکے طرف داہنے کے پلٹا وزیر اُسکا شاداب نیک

کھڑا اٹھا کہا ای شاداب طلسم کشا کو صحراے مشقت مین پہونچاؤ اور وہانکے ناظمون کو نامے
لکھو کہ اول دعوت کرین ملکہ تمکین شیرین کلام اُس دعوت مین شریک ہون اور طلسم کشا کو
عجائب وغرائب دکھائین دام مکر مین پھنسائین جب تحفہ جات ولوح لیلین تو طلسم کشا کو
گرفتار کر کے پاس ہفت پیکر کے روانہ کرین یہ کہکر تخت سے بقراط اُٹھا کہا ای ہفت پیکر
اب قدرت جاتے ہین مگر جو کہ چلے اُسکا ظہور دیکھنا ہفت پیکر نے بہت خوشامد کی کہا یا
خداوندا اب ایسی مدد کیجیے کہ میرا اپنی اقلیم پر قبضہ ہو بقراط نے کہا ایسا ہی ہوگا نہ گھبراؤ مگر
ہر وقت قدرت کو یاد کیا کرو ایسا نہو کہ ہمارے جانے کے بعد ہمکو بھول جاؤ اور باعث یہ ہی
کہ تقدیر بربادی تو کر چلے اب وہ تقدیر قبضۂ مسلمانان مین گئی اب اُسکا پھرنا دشوار ہی کہکر
تخت کو اشارہ کیا اُسی طرح اُڑتا ہوا روانہ ہو گیا ہفت پیکر خوش بیٹھا ہی ہرکارون کو حکم
دیا کہ لشکر مسلمانان کی خبر دریافت کرتے رہو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ یہان
رستم بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے
صاحبقران نے فرمایا کیون نور نظر جو کہو تمھاری سب حاجتین قبول ہین بدل وجان قبول
ہین رستم نے عرض کی آج آسمان برابر آیا ہی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم دیا کہ بسم اللہ جاؤ مگر ای نور نظر خیال رہے کہ فوج ہفت پیکر بے حساب ہی ایسا نہو
کوئی برائے شکار گیا ہو اور راہ مین تکرار ہو جائے اسکا خیال رکھنا یہ بھی خبر زبانی ہرکارون کی
سنی ہی کہ آج بقراط ثانی آیا تھا بڑی لسّانی کر گیا ہی بڑے بڑے حکم لگا گیا ہی اسکا خیال
رہے رستم نے عرض کی کہ سب خیال غلام کو ہین مین دوپہر سے پیشتر پلٹ آؤنگا دور نجاؤنگا امیر
نے فرمایا بسم اللہ رستم نے سمک کو حکم دیا صبح کو بہلیے قراول حاضر ہوے رستم سوار ہوے
صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل باز پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
رہا شد بر ہوا باز سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

رستم نے فرمایا ای سمک دریافت تو کرو شکار آہو کیا نہین ہی رستم نے یہ زبان سے کہا ہی
تھا کہ دُرّۂ کوہ سے ایک آہو نکلا دونون سنگوٹیان مثل زلف محبوبان تاو پیچ کھائے ہوے

جھول زربفت کی پشت پر بیٹھ موتیون کا پڑا ہوا بقول شاعر بیت

واہ رے آہو پری پیکر	جل زربفت پشت کے اوپر

جست وخیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا رستم نے کہا یہ آہوے خوشخو کسی کا پالو ہی اس کی
آن بان نرالی دیکھتے ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو آگے بڑھا رستم نے چاہا کمند سے گرفتار کرون
آہو کرچھالین بھرنے لگا رستم نے اور گھوڑے کو تیز کیا آہو بھی زیادہ تیز ہوا اب رستم کو
غصہ آیا گھوڑے کو تیز کرنے لگے آہو بھی جست وخیز کرتا ہوا چلا گھوڑا بھی اسپ مالا کبود رستم
ایسے شہسوار اکثر ٹھوکنی مرکب کی اور بیٹھا آہو کا ٹل ٹل جاتا ہی مگر ایسا پہلو نہین ملتا کہ
شکار کرین ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم کو انتہا کا غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لنجھیا کر گرا
سمک دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ جہان آہو گرا تھا وہان پر غبار اڑ رہا ہی رستم گھوڑے
سے کودے جھپٹ کر قریب آہو کے پہونچے سمک نے دیکھا غبار زیادہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا
سمک جھپٹ کر دوڑا قریب غبار کے پہونچا دیکھا نہ رستم ہین نہ آہو ہی حیران ہو گیا کہ یہ کیا
ماجرا ہی خون کے قطرے بھی اس مقام پر نہ پائے چیخین مار کر رونے لگا کہ سرداران رستم آکر
پہونچے پوچھا ای سمک کیا ہوا سمک نے سب کیفیت بیان کی سب سردار رونے لگے کہ
یکایک ایک ہواے گرم آئی کہ منھ سب کے جلنے لگے جب جھونکا ہوا کا آتا ہی ثابت ہوتا ہی کہ کرہ
آتش کھل گیا آخر سردارون نے کہا اب یہان سے چلو ورنہ گرمی سے سب ہلاک ہو جاوینگے آخر
سردار گریان ونالان گھوڑے کو انکے آگے کر لیا روتے پیٹتے چلے جب قریب لشکر آئے جسنے
دیکھا وہ رونے لگا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران سے کہی کہ سرداران رستم مرکب کوتل لیکر
آئے ہین تمام لشکر مین ہنگامہ ہی صاحبقران روتے ہوے باہر نکلے مرکب رستم جو کوتل
دیکھا خود اپنے سر سے اتار کر پھینکا آواز دی ای رستم اس ضعیفی مین ہمکو یہ داغ دیا مقام افسوس
ہی کہ باپ کو ساتھ نہ لیا یہ کہکر صاحبقران سر ٹکرانے لگے سردارون نے آکر امیر باتوقیر کو سنبھالا
لندھور نے عرض کی آقاے نامدار رستم صاحبقران ثانی ہین ایسی افتادین انپر اکثر
پڑی ہین انشاءاللہ وہ فتح کرکے آئینگے حضور صبر کرین خواجہ عمرو و مالک اژدر وغیرہ صاحبقران
کو لیکر بارگاہ مین آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ براے خدا جاکر رستم کو تلاش کرو

خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ زادے حاضر تھے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے
علم میں ملاحظہ کیجیے خواجہ زادوں نے قرعہ پھینکا بعد عرصے کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی
کہ جس صحرا میں رستم کا داخلہ ہوا اُس صحرا کا عجائب نگار نام ہے بقراط ثانی نے یہ سب کیا
اُسی کے شعبدوں میں رستم پھنسے مگر انجام بخیر ہے انشاءاللہ حضور سے بخیر و خوبی ملیں گے
لیکن خواجہ عمرو کا بھی جانا واجب و لازم ہے عمرو نے کہا میں نے نجوم میں دیکھا کہ خواجہ
زادے بھی جاویں امیر نے فرمایا خواجہ عمرو تمھیں جانا پڑیگا عمرو نے کہا سب جانتے ہیں کہ
میں مفلس ہوں مفلس سے کوئی کام بن نہیں پڑتا یہ کہکر بارگاہ رستم میں آئے دیکھا کہ سب
سرداران رستم رو رہے ہیں خواجہ عمرو نے کہا یارو روتے ہو روپیہ نہیں خرچ کرتے ہو میرا نام
خواجہ زادوں نے لیا ہے میں بہ سبب مفلسی کے جا نہیں سکتا سب سرداروں نے دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپے منگا کر خواجہ کو دیے خواجہ ان سب سے مبلغ خطیر لیکر لشکر رستم
میں آئے ہمکو کہا بھائیو میں تمھارے آقا کو رہا کرنے جاتا ہوں کچھ روپیہ صرف کروگے سب نے
تھوڑا تھوڑا خواجہ کو دیا خواجہ سب سے لیکر تلاش رستم میں روانہ ہوے اب حال رستم تحریر
ہوتا ہے کہ رستم بیہوش ہو گئے بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھُلی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار
نواح دلکشا ہے طائران زمزمہ سرا درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں تعریف میں سکندر کی
زبان کھولتے ہیں آوازوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مرتبہ زبان کھولکر پکارتے ہیں کہ یا خداوند
خیال سکندری تو نے ہمکو پیدا کیا ہم تیری خدائی کے قائل ہیں درخت پودھے سبز و شاداب
شاخوں کا پیچ و تاب زیر نخل جابجا پھولوں کے انبار طائران زمزمہ سرا کی یہ صداے مذکور
ہردم پکار ہوا جو چلتی ہے جھونکوں سے بھی یہی آواز آتی ہے بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہیں یہی آواز
دیتے ہیں کہ ہم خاکساروں کو خداوند خیال سکندری نے کیا مرتبہ دیا ہے کہ قد مخلوق سے
ہماری مثال ہے اُنکی صفت میں زبان لال ہے کبھی پہاڑوں سے پتھر گرتے ہیں ان پتھروں کے
گرنے سے بھی یہی آواز آتی ہے آہو صحرا سے کرچھالیں بھرتے ہوے نکلتے ہیں ایک سے ایک
کہتا ہے ہمکو خداوند نے پیدا کیا کھانے کے واسطے گھانس بنائی کیا قدرت دکھائی آواز دیتے
ہوے جست و خیز کرتے پھرتے ہیں اکثر بیشوں میں شیر یہی آوازیں دے رہے ہیں رستم حیران ہیں

کہ یہ ملعون خداوند خیال سکندری کون شخص ہو ایک نخل کے پیچھے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے چند طائران ہفت رنگ پیدا ہوئے ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھے بزمزمہ سرائی یہ اشعار پڑھنے لگے۔ نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو

کیونکر آنکھوں میں کوئی جلوہ گری پیدا ہو
دل پسیجے تو کچھ آنکھوں میں تری پیدا ہو

شوخیوں میں روش فتنہ گری پیدا ہو
چشمکوں میں تری جادو نظری پیدا ہو

سرد آہیں جو کبھی کھنچ کے لبوں تک آئیں
گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو

دلبری میں بھی ادا نکلے دل آزاری کی
لطف میں پہلو بیدادگری پیدا ہو

کام کر عشق میں اے غفلت دل قاصد کا
دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو

آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو

حال کچھ دل کی تڑپ کا جو لکھیں یار کو ہم
برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو

دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش
صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو

ٹھنڈی سانسیں جو شب ہجر بھروں آخر شب
صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو

جائے چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت میں
خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو

بنکے پتلی رہو آنکھوں میں سویدا دل میں
ہر جگہ ایک نئی جلوہ گری پیدا ہو

اڑکے جانے کا خط شوق ارادہ جو کرے
بھیس بدلے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو

وادی عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی +
ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو

زلف پیچاں کے تصور میں جو کھینچوں آہیں
پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو

ہم تو عاشق ہیں جب انداز قیامت یہ ہیں
قامت یار کی بھی فتنہ گری پیدا ہو

عشق کہتا ہے دہان و کمر ناز کی طرح
بے نشان ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو

کوچ تنہا جو کیا باغ سے بلبل نے کہا
بو ہو یا رنگ کوئی تو سفری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنوں چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لب رنگیں کا جو اک سر ہو پڑے
باغ میں کان عقیق شجری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال	پھر نہ جو وصل وہ بے اثری پیدا ہو

رستم ان اشعار کو زیر نخل کھڑے سنتے ہین اور آپ ہی آپ فرماتے ہین کہ خدائی مین
خیال سکندری کی بڑی تاثیر ہی کہ نوبت نقارہ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ علمہاے
زنگاری نمایان ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے ایک بادشاہ تخت پر سوار بھاری تاج
سر پر چار قب شہنشاہی در بر بڑی شوکت وشان سے پیدا ہوا بارہ چودہ ہزار جوان پشت
پر سامنے رستم کے آکر تخت سے اترا جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہریار آپ اس دشت
غربت مین مسافرانہ بیٹھے ہین نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مگر خداوند خیال سکندری
ہمکو خبر دیتے ہین کہ فلان صحرا مین ہمارا بندۂ خاص الخاص اتفاق سے آگیا ہی تم اس ملک
کے بادشاہ ہو جا کر اسکو استقبال کرکے لاؤ حضور میرے ساتھ تشریف لیچلین وہان جلکر
تشریف رکھین جب مناسب ہوگا چلے آئیے گا مین آپکو آپکے لشکر مین پہونچا دونگا کوئی
تکلیف حضور کو نہ پہونچے گی اس عجز سے اس بادشاہ نے کہا کہ رستم اپنے مقام سے اٹھے
ایک مرکب کوتل باساز و براق اس بادشاہ کے ساتھ تھا وہ مرکب سامنے رستم کے پیش
کیا کہ حضور اس پر سوار ہون رستم مرکب پر سوار ہوے اس بادشاہ نے تخت اپنا ترک کیا
رکاب پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا باعزاز رستم کو لیکر چلا رستم نے نام پوچھا اسنے نام اپنا غرائب شاہ
بتایا چند قدم چلے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بزرگ آسمان سے پیدا ہوا اور پاس
رستم کے آکر چیخ مارا پکار کر آواز دی ای غرائب تاجدار یہ طلسم کشاے ہفت پیکر ہین
ہذا ہذا طلسم کشا تین مرتبہ عقاب نے یہ آواز دی اور مثل انسان کے پکار کر کہنے لگا کہ
ای غرائب تاجدار خبردار انکے اعزاز و اکرام مین فرق نہ آنے پائے ورنہ مغضوب درگاہ
خداوند ہوگا اس شوکت وشان سے غرائب تاجدار طلسم کشا کو لیے ہوے چلا کئی
فرسخ برابر راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ شہر کا نمایان ہوا پھاٹک شہر کا
کھلا ہوا خندق مین پانی جوش مار رہا ہی پل پختہ پڑا ہوا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی
جسنے دیکھا کہ سواری شاہ کی آتی ہی دست بستہ کھڑا ہوگیا تماشا دیکھنے لگا جو کوئی جمال
جہان آرا طلسم کشا کا دیکھتا ہی برطب اللسانی تعریف کرتا ہی ایسے عظم وشان سے

شہر مین داخل ہوئے دوکانداروں نے جو جمال جہان آرائے طلسم کشا کو دیکھا تعریفین کرنے لگے ہر ایک دوکاندار دوکان سے اُتر پڑا اور جھک کر رستم کو سلام کیا بادشاہ سے کہتے تھے ای شہنشاہ آپ نے بڑا کمال کیا کہ آپ طلسم کشا کو یہان لائے ہم طلسم کشا کو دیکھکر بہت خوش ہوئے رستم یہ باتین سنتے ہوئے بادشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین راہ کو طی کر کے در دولت شاہی پر پہونچے دیکھا سات سو پہلوان اور وزرا اُمرا حکما وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین رستم کو دیکھکر سلام کیا دروازہ پر فرق زنجیر لگی تھی بادشاہ نے بڑھکر فرق زنجیر کو ہٹایا قریب رستم کے آکر عرض کی بسم اللہ اندر تشریف لیچلیے تخت میر آپکے قدم کا مشتاق ہے رستم ساتھ بادشاہ کے اندر بارگاہ کے آئے اندر آکر دیکھا تخت یاقوت نگار بیچ مین بچھا ہے گرد کرسیان دنگل بچھے ہین اپنے اپنے مقام پر رفقا بیٹھے ہین بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین رستم حیرت مین ہین کہ یہ بادشاہ کیون اسقدر خاطر کرتا ہے جواب دیا اے بادشاہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم لوگ مرد سپاہی ہین ہمارا مقام تخت نہین ہے بادشاہ نے اُسی وقت تخت پر غاشیہ ڈلوا دیا وزرا سے کہا دنگل یاقوت نگار نکالو جسکو ہمنے واسطے طلسم کشا کے تیار کرایا ہے وزرا گئے اور دنگل یاقوت لاکر برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل کو بچھایا بائین پر دوسری کرسی آگر بچھی اُسپر بادشاہ بیٹھا تخت پر غاشیہ پڑا ہے رستم نے پوچھا کیون ای بادشاہ آخر اس تخت پر کون بیٹھے گا بادشاہ نے بعجز جواب دیا کہ شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ماہ آسمان کمال مقبول طبع خاص و عام ملکہ نمکین شیرین کلام کا یہ مقام ہے رستم خاموش ہو رہے بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ارباب نشاط کو بلاؤ اُسی وقت ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز نازنینان گلرخسار محبوبان گلعذار آکر حاضر ہوئین ایک نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے عاشقون کی کفیل سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقون کے پیارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز
جو ادا لیگئی ہے دل کو بتا دینگے تمھین
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین

نہ تمھاری سی ادا ہے نہ تمھارے انداز
تمکو دیوانہ بنا دین نہ تمھارے انداز
ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز
آگئے تجھ مین کہان سے یہ ہمارے انداز

دل کی تقصیر نہ اسمین مری آنکھون کی خطا
پیار دلواتے ہین خود آپکے پیارے انداز

ایک دل جسکے یہ سب تیری طرف سے خواہان
ناز اغماض ادا غمزے اشارے انداز

رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو
سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز

راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین
میری خاموشیون کے آپ پکارے انداز

گرمیان اپنی نہ اے برق تجلی دکھلا
یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز

وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ
میرے دلمین بھی ہین دلبر ہی کے سارے انداز

ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اُٹھاتا ہو جلال
اتو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اُس بادشاہ نے اُٹھکر جام ارغوانی لبریز کیا سامنے رستم کے آیا عرض کی یہ نوش فرمایئے کہ باعث فرحت ہو رستم نے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ ای غرائب شاہ اعتقاد تمھارا ظاہر ہی کہ معتقد خیال سکندری ہو ہم ان مذہبون کو باطل جانتے ہین کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی خیال کیا تو ظاہر ہوا کہ یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہ پئین گے غرائب تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اسوقت غلام کا کہنا خلاف گذرا حضور کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی ضرور شراب پینا پڑے گی رستم نے جواب دیا ای غرائب تاجدار جبتک اطاعت دین اسلام نہ قبول کروگے جب تک ہم شراب نہ پئین گے غرائب تاجدار خاموش ہو رہا صحبت اس رنگ سے آراستہ ہی کہ غرائب سے بڑھکر چوبدار نے عرض کی کہ کنیز ملکۂ عالم در دولت پر حاضر ہی غرائب نے کہا بلاؤ کسنے اُسکو روکا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ناز و غمزے کرتی ہوئی سامنے رستم کے آئی قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ ہمارے ملک مین تشریف لائے نہایت سرفرازی حاصل ہوئی کل آپکی ہمارے یہان دعوت ہی یقین ہی کہ آپ ضرور سرفراز کرین غرائب تاجدار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار آج تک ملکۂ عالم نے کسی کی دعوت نہین کی بڑے بڑے تاجدار خواہان رہتے ہین کہ ملکۂ عالم نگاہ محبت سے دیکھ لین آپ کے واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ کنیز کو بھیجا یہ خیال تھا کہ شاید طلسم کشا آنے مین حجت درپیش کرین لہذا اطلاع کردی رستم نے یہ جواب دیا کہ ای غرائب تاجدار تمھارا کہنا ایسا ہی کہ جسمین کچھ حجت و تکرار ہو ہم ضرور دعوت

مین شریک ہونگے ملکہ کا فرمانا ایسا ہو کہ اُسمین کچھ تکرار ہو کنیز ہنستی ہوئی چلی گئی جسنے کنیز کا جمال دیکھا آپس مین کہنے لگا یارو جسکی کنیز ایسی ہو اُسکی شاہزادی کیسی ہوگی ہر طرف یہی ذکر ہو رستم خاموش بیٹھے ہین ناچ دیکھ رہے ہین وہ دن و رات رستم کو اسی عیش و فرحت مین گذرا دوسرے دن دربار مین آکر بیٹھے غرائب تاجدار خاطر مین مصروف ہو کہ وہی کنیز حاضر ہوئی رستم کو سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین رستم دنگل سے اُٹھے غرائب تاجدار نے وہی مرکب تیار کرایا عرض کی حضور سوار ہون رستم پشت مرکب پر سوار ہوے غرائب تاجدار نے رکاب تھام لی ہرچند رستم نے منع کیا تاجدار نے عرض کی مین خدمتگزاری پر مامور ہون جو مجھسے ہوسکے وہ بجالاؤن مشیر وزیر بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی سواری طلسم کشا کی اُس کروفر سے چلی شہر مین جابجا میلہ جما ہو جس گلی مین سواری پہونچی بعض جمال رستم دیکھکر افسوس کرتے ہین بعض کہتے ہین کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہو کہ ایسے ایسے دلیر پیدا کیے جنکی صورت دیکھکر جی چاہتا ہو کہ آٹھ پہر اس جمال کو دیکھا کیجیے یارو خیال کرکے دیکھو علاوہ حسن و جمال کے صولت۔ رعب۔ دبدبہ۔ تہور۔ شجاعت سب چیزین عمدہ اسکی ذات مین جمع کردین ایسون کی تصویر کھینچیے اور گلے مین ڈال لے ہر وقت نظارہ کرے رستم یہ باتین سنتے ہوے سر جھکائے ہوے جاتے ہین کسی سے نگاہ نہین ملاتے قضارے کار سواری جاکر چوک مین پہونچی کمرون پر نازنینان مہ جبین لباس عمدہ پہنے بیٹھی ہین رستم کو دیکھکر سب کھڑی ہوگئین کوئی اشارے کرتی ہو کوئی ہاتھ باندھتی ہو کہ برائے لمحہ یہان ٹھہر جائیے ہم اچھی طرح جمال دیکھ لین دل بیقرار ہو کوئی گاگر اپنا جمال رستم کو دکھاتی ہو بتلانے مین مطلب اپنا نکالتی ہو مراد ہر ایک کی یہ ہو کہ چند ساعت ٹھہر جائیے یا کسی طور سے ہم تک آئیے رستم محجوب کسی سے آنکھ نہین ملاتے سر جھکائے چلے جاتے ہین وہ بادشاہ دمبدم کہتا ہو کہ ای شہریار ذرا نگاہ اُٹھائیے آپکے مشتاق انتظار مین ہین دیکھیے تو کس اشتیاق سے آپ کو بلا رہے ہین اگر مناسب ہو تو چند ساعت ٹھہر جائیے رستم فرماتے ہین ای غرائب بازار مین ٹھہرنا مناسب نہین یہ باتین کرتے ہوے قلعے سے نکلے رستم نے دیکھا کہ وہ صحرا نہین ہو دوسرا صحرا ہے لیکن نہایت پر بہار ہے نخل سر سبز و شاداب نہرین پر آب ہین

آب صاف و شفاف سے مملو حباب شناوری کر رہے ہین موجین مثل خنجر آبدار ہر جانب صحرا
مین طائرون کی پکار ہی کسی جانب طوطیان زرین بال کسی طرف بلبلان سرخ منقار چہچہے
کر رہی ہین پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی دم محبت کا بھر رہی ہین کبھی وجد مین آکر پکارتی ہین
یا خداوند خیال سکندری کیا تو نے شرف ہمکو دیا ہی کہ پہلوے گل مین بھولکر بیٹھے ہین تیری
یاد دل مین محبت تیری آب و گل مین جب رستم حیران ہو کر دیکھتے ہین تو غرائب تاجدار عرض
کرتا ہی آپ ملاحظہ فرماتے ہین کیا صنعت قدرت خداوند سکندری ہی کہ طائر وجد کر رہے ہین
رستم جب لوح پر ہاتھ پھیرتے ہین فرماتے ہین ای غرائب تاجدار ہمارے سامنے اپنے
قدرت کی تعریف نہ کرو ہمین ناگوار ہوتا ہی پادشاہ سر جھکائے پریشان ہی ایک طرف دیکھا
ایک عمارت عالی بنی ہوئی ہی دروازہ کھلا ہوا چند چوبدار بیاول وغیرہ دروازے پر حاضر
ہین تعریفین خیال سکندری کی کر رہے ہین سواری جو آتے دیکھی جمکر کھڑے ہوے
براے تسلیم خم ہو گئے ہاتھ اٹھا کر چوبدار دعائین دیتے تھے کہ خداوند خیال سکندری
اس جوان کو سلامت رکھین مگر اعتقاد ہمارے خداوند کا اس کے دل مین آئے
جب رستم قریب در باغ کے پہونچے ایک چوبدار نے بڑھ کر مرکب تھام لیا غرائب نے
عرض کی حضور تشریف لیچلین غرائب تاجدار آگے آگے انتظام کرتا ہوا پاے انداز
بچھاتا ہوا رستم کو لیکر باغ مین آیا رستم جو باغ مین آئے وہ ہواے معتدل چلی کہ
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ایسا باغ تھا کہ گویا باغبان قضا و قدر نے نمونہ
بہشت دکھایا ہی صناعان جابک دست نے کس لطف سے بنایا ہی نہرین سلسبیل آسا
ہر طرف جاری دیوارون پر گلکاری تصویرین طائرون کی بنی ہین مگر ہر ایک طائر منقار
کھولے بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بولا چاہتا ہی چند طائران تصویر مصروف زمزمہ سرائی ہین
آواز دیتے ہین کہ کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہی کہ ہم اصل کی نقل ہین مگر حقیقت
مین اصل ہین اصل سے بہتر باتین کر رہے ہین رستم یہ معاملات دیکھ کر حیران ہو رہے ہین
کہ تصویرین منھ سے باتین کر رہی ہین کس لطف سے زمزمہ سرا ہین تصویرین بھی
بے مثل و یکتا ہین غرائب تاجدار رستم کو ہر چمن کی کیفیت دکھاتا ہوا سیر کراتا ہوا

باغ کی لیے جاتا ہے جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا بارہ دری فرش فروش سے آراستہ ہے بیچ مین ایک تخت یاقوت نگار چار طاؤس الماس کے ترشے ہوے چارون کونون پر تخت کے رکھے ہوے ہین داہنے پر دنگل زرین دوسرے پہلو مین کرسی چاندی کی بچھی ہے آئینے قد آدم دیوار گیریان عمدہ دو شاخے و تشاخے دست دعا معلوم ہوتے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ محبوب ماہ رخسار نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے ہین آئینون سے فوش آئینی دبدبۂ سکندری ثابت ہوتا ہے رستم مثل خیر آکر دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے بائین تخت کی کرسی پر غرائب تاجدار بیٹھا رفیق و امیر اور دنگلون پر بیٹھے مگر سب سر جھکائے ہوے ایک سے ایک کلام نہین کرتا رستم نے فرمایا اے غرائب تاجدار ہماری دعوت کن صاحب نے کی ہے غرائب تاجدار نے عرض کی حضور بلکہ نمکین خیرین کلام نور چکیدہ خالص خیال سکندری تشریف لاتی ہین کہ کنج باغ سے ہزارہا نازنینان مہ جبین وہ جبینان مہر تمکین گلدستہ ہاے گل سب کے ہاتھ مین ہنستی کھیلتی پیدا ہوئین باغ کی سیر کر کے سامنے رستم کے صف باندھی براے تسلیم خم ہوئین رستم نے جواب دیا غرائب تاجدار نے اشارہ کیا سب آکر محفل مین بیٹھین زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ دوسرے پہلو سے کئی ہزار کنیزین اہتمام کرتی ہوئی پیدا ہوئین جس درخت کو اشارہ کیا وہ درخت راہ سے ہٹ گیا روِکین تکلف سے درست ہوئین جس چمن کو اشارہ کر دیا وہ چمن سامنے سے ہٹ گیا درخت دوڑے دوڑے پھرتے ہین پھل منھ کے بل گرتے ہین پھولون سے رنگ آمیزی ثابت عندلیبان خوش نوا کی عجب کیفیت کبھی چہکارے مارتی ہین کبھی خاموش محبت گل کا جوش وہ کنیزین سامنے سے گذرین سیڑھیون پر چڑھنے لگین کہ ایک طرف سے ہٹو ہٹو کی آواز آئی رستم نے دیکھا جانور تک درختون سے اُڑے درخت بھی ہٹ گئے چمنون مین جنبش پیدا ہوئی رستم نے دیکھا ایک کنیز لحیم و شحیم چتر زر کا سایہ کیے ہوے ہے زیر چتر زری ایک نازنین شعلہ خو خال ہندو چشم جادو نہایت حسین خوش خرامان خرامان آئی ہے پشت پر وزیر زادیان پانچے سنبھالے ہوے دوپٹے بھاری ڈھلکے ہوے سینون پر بھاری طائرون مین پکاران گلعذارون کی آمد ہوئی کہ رنگ چمن اُتر گیا قدرت باغبان قضا و قدر کی کہ وہ مہ جبین تاجدار جدھر نگاہ اُٹھاتی ہے درخت پتون مین چھپنے لگتے ہین پتے زرد ہو کر درختون سے

گرتے ہین پھولون کی رنگت سفید بلبلین ناامید وہ شاہزادی خرامان خرامان چمنستان کو پامال کرتی ہوئی قریب بارہ دری کے پہونچی کنیزون نے سنبھال کر سیڑھیون پر چڑھایا یہ مشکل وہ معشوق خوش خو سیڑھیون کو طی کر کے بارہ دری مین پہونچی رستم نے بہ نگاہ غور سراپا دیکھا حقیقت مین کس شی سے مثال دون نہایت حیران ہون اگر چاند کہون تو چاند مین جرم ہی عارض صاف و شفاف آئینۂ حلب کہون تو آبرو گھٹے پیشانی تختی نور یا لوح بلور اسکے پہلو مین نیمچہ اصفہانی کھینچے ہوے رکھے ہین کہ جسکے زخم دل عاشق پر پڑتے ہین مگر تلوارون کے زخم ثابت نہین ہوتے ہین عجب ناز سے خنجر ابرو قلب عاشق سے لڑتے ہین دونون ہونٹھ وہ مسیحا ہین جنکے بیماران محبت کے سامنے مسیحا کے کمال بے کار ہین چاہ زنخدان جسمین صدہا یوسف دل ڈوبے پھر کب ابھرتے ہین گلو صراحی دار جسمین شراب مصفاے حسن بھری ہی سینے پر انار پستان کا ابھار اسکی خوبی سے کس شی کو مثال دون دو نقابدار کہون کہ نقابین چہرے پر ڈالے ہوے محرم مین ہین جنسے فقط ہاتھ محرم ہین شکم دریاے نور ناف کو گرداب کہون سراسر قصور ہی کمر نازک اسقدر باریک ہی کہ شاعرون کو اب تک تشکیک ہی بار نظر عاشقان جس سے عدم کا سامان بہر نوع عدم ہی جیسے بند ھنے سے عیان کم ہی قتل عاشق کمر باندھی ہی شاعرون کو مضمون ملا عاشقون پر لطف و کرم نہین اب ثابت ہوا کہ یہ مقام عدم نہین بقول کم نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور	پا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن

کف پا حناے لال لاش عاشق کو شاید پامال کیا ہی جسنے پانون کو لال کیا قد کو صنوبر سے مثال نہ دون سرو ایک شجر بے سروپا ہی یا یہ الف ندا ہی رستم دیکھتے ہی پریشان ہوگئے غرائب تاجدار استقبال کیے ہوے لاتا ہی ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کیون غرائب تاجدار طلسم کشا کون صاحب ہین غرائب تاجدار نے طرف رستم کے اشارہ کیا کہا اے ملکۂ عالم رستم کی نورکی صورت ہی عاشقون کو نظارے کی رغبت ہی ملکہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک جوان خوش خو فلک حسن کا بدر کامل ذی علم عاقل کس دبدبے سے دنگل پر جلوہ فرما ہین جیسے نگینہ خاتم سخاوت مین رشک حاتم صاحب جاہ و جلال رعب سطوت دبدبہ جرأت شل چاکران کمترین ہمراہ رکاب سعادت

ملکہ بھی جمال رستم دیکھکر پسینے پسینے ہوگئین قریب تھا کہ چرخ کھاکر گرین مگر اپنے کو سنبھالا اشارے پروزیرزادی کے ہاتھ رکھدیا ایک وزیرزادی نے بڑھکر غاشیۂ تخت ہٹایا ملکہ نے تخت پر قدم رنجہ فرمایا حیران حیران طرف رستم کے دیکھ رہی ہین آپس کے اشارون سے چھریان چل رہی ہین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین غرائب تاجدار سامنے کھڑا ہی ملکہ نے اپنے مین کلام کی طاقت دپائی آنکھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ غرائب تاجدار بائین پر آکر بیٹھا ملکہ کو بات کرنے کی طاقت نہین دیر کے بعد رستم نے تخت پر ہاتھ رکھ کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے شرما کے سر جھکا کے کہا ای شہریار اس کنیز حقیر کو ملکہ نمکین شیرین کلام کہتے ہین مگر حضور کا آنا کیونکر ہوا رستم نے کہا مین نہین جانتا کہ کیونکر یہان آنا ہوا شکار کو آیا تھا تمھارے دام مین پھنسا ملکہ نے منھ پھیر کر کہا اپنے کو اس غرائب جادو سے بچائیے گا یہ سب آپکی فکر مین ہین یہی چاہتے ہین کہ آپ سے سب تحفہ جات چھین لین اور آپ کو گرفتار کرلین آج بڑے بڑے ظہور ہونگے ہوشیار رہیے گا ذرا بھی آپ غافل ہوے اور کلاہ ہفت گوشہ وغیرہ لے لین گے سب اشیا سے زیادہ لوح کی فکر مین ہین مجھکو جادوگرنی اسیواسطے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مبہوت کرو مین تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی غرائب تاجدار نے کہا ای ملکۂ عالم کیا باتین کرتی ہو ارشاد خداوندی کو بھولین ملکہ نے غصہ مین جواب دیا ای غرائب مین تو خاموش بیٹھی ہون مین کس سے کلام کرونگی غرائب نے رستم سے کہا آپ متغیر کیون ہوگئے ہفت بہشت دکھانے کا آپ کو حکم ہی یہ ذکر تھا کہ ونا ماہو ازمین ہل گئی تخلہا ناغ تھرانے لگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ رقص و سرود شروع کرو جانتی نہین ہو کہ مہمان موجود ہی مہمان کو خوش کرو چند کنیزین انمین سے اٹھین ساز ملائے سازون نے آپس مین ساز کیا ایک خوش گلو نہایت حسین و جمیل اٹھی رقص کرکے یہ اشعار گانے لگی ؎ نظم

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
جلد لا ساقی برنگ لالہ احمر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب

ابر ہی اُمڈا ہوا گل دے رہے ہین گالیان
آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہی پیین قاتل و خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہوکر اپنے گھر ۔ پی چکے محفل مین تیری او پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتا تعلق آشنا ۔ غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدہ آمد کسی مے نوش کا ۔ ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے ۔ آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے ۔ ساتھ غیرون کے تو یہان پی چکے اکثر شراب
بھنگیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب ۔ گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم ۔ ساقی کوثر سے لین گے جا کے اک ساغر شراب

بڑے لطف سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی ادھر تو رستم معشوق کو دیکھ رہے ہین اُدھر اُس نازنین نے اسطرح سے بتایا کہ رستم خاموش بیٹھے ہوے بہ نگاہ غور معشوق کو دیکھ رہے ہین چمنستان پر جو نگاہ پڑگئی طائرون کو دیکھا کہ منقارین کھول کر تعریفین خیال سکندری کی کر رہے ہین ہر درخت سے آواز آتی ہی یا خداوند خیال سکندری تیری خدائی کے صدقے شاخون سے آواز آتی ہی تو خداوند برحق ہی رستم ہر مرتبہ لوح پر ہاتھ رکھکر فرماتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا شعبدے ہین ای مالک بے نیاز دشمنون سے بچا یو اپنے حفظ و امان مین رکھیو یکایک سامنے سے سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہی چار جوان جنکے پر یا قوت احمر کے ہین تخت کو اُٹھائے ہوے وہ چارون جوان کہتے ہین کہ خداوند نے کیا مرتبہ ہمکو دیا ہی کہ ہم تخت قدرت اُٹھائے ہوے ہین یہ تقرب ہمکو نصیب ہی اور پشت پر کئی ہزار جوان اسی طرح کے پر اُنکے بازوون پر اُڑتے ہوے چلے آتے ہین اپنی جلالت دکھا رہے ہین وہ تخت بارہ دری کے گوشے پر آکر ٹھہرا گانا خاموش ہوگئی اُس حکیم نے پکار کر آواز دی ای رستم تماشاے قدرت دیکھا اب سجدہ کرنے مین کیا تامل ہی دیکھو تمھارے والد نے بھی سجدہ کیا پہلو پر دیکھو حال کھل جائیگا رستم جو داہنی سمت پلٹے دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہی بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر پہلو مین صاحبقران دنگل آصفی پر جملہ سرداران نامدار و فرزندان عالی وقار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین رستم کو ثابت ہوا کہ مین اپنے دنگل پر بیٹھا ہون بدیع و قاسم مین تکرار ہو رہی ہی ایرج و نور الدہر کی ہمچشمی کا ہنگامہ گرم

اُسوقت امیر نے طرف رستم کے دیکھکر فرمایا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر ہمنے سب کچھ حاصل کیا مگر مذہب حقیقی اب ملا خدائی خداوند خیالی سکندری کی برحق ہو تم نے بھی یہ مذہب اختیار کرو اگر یہ مذہب اختیار نہ کرو گے تو بہت پچھتاؤ گے کسی بلا مین پھنس جاؤ گے رستم نے قصد کیا کہ قبلہ و کعبہ سے کچھ اور باتین کرون مگر عجائب و غرائب نے مہلت نہ دی ایک دناٹا ہوا کہ زمین تھرائی رستم کو ایک غفلت سی ہوئی اب رستم نے غور سے دیکھا کہ دوسرا باغ اُس سے بہتر و برتر ہے جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی اٹکھیلیان طائران چمن کی زمزمہ سرائیان سنبل نے زلفون کو پیچ و تاب دیا گل نے بلبل کو جواب دیا کہ ہمارے پاس سے ہٹجا ایسا نہو تیری آواز دردناک سے ہمکو صدمہ پہونچے نہرون مین ہزارے چھوٹ رہے ہین جو قطرہ جس مقام پر گرا دم بھر مین مچھلی بنکر تیار ہوا ہزارہا مچھلیان حوض مین شناوری کر رہی ہین کہین نہنگان خون آشام اُچھل کود کر رہے ہین کہین سوسن صد زبان صفت گلچین قضائے قدر مین زبان کھولا چاہتی ہے لیکن اپنا لحاظ و پاس دکھاتی ہے غنچے مسکرا کر رہجاتے ہین شاخین پیچ و خم کھا رہی ہین جو لوگ اپنے اپنے مکانون مین بیٹھے ہین خوش و خرم جس میوے کی دل کو خواہش ہوئی اُسکا نام لیکر پکارا وہ میوہ فوراً قریب دہن کے آگیا تقل جو اسکا پھینکا وہ پھل بنکر شاخ مین آویزان ہوا تخت جو بیچ مین بچھا ہوا ہے اُسکو خالی پایا مگر غرائب تاجدار اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہے رستم یہ عجائب دیکھکر حیران ہوئے بے اختیار پوچھا اے غرائب تاجدار یہ کیا مقام ہے غرائب تاجدار نے عرض کی وہ مکان جلدی مین آراستہ کر لیا تھا کہ آپ تشریف نہ رکھین آپ کو تکلیف نہو رستم نے کہا تخت نشین کہان ہین غرائب تاجدار نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے سامان مہیا کر کے اپنے مکان پر گئین جب محل ہوگا پھر آئینگی رستم حیران و پریشان عجائب و غرائب دیکھ رہے ہین کہ دن تمام ہوا لیلی شب نے مجنون روز سے فراق کیا تارے فلک پر نمایان ہوئے ماہ تابان بدر کامل آسمان پر اپنی رونق دکھلا رہا ہے ایک سمت ستارہ مشتری چمکا درخت اپنی رونق دکھانے لگے پھل درختون کے ثابت ہوتا ہے کہ ستارے ہین غنچے چٹکنے لگے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا بستان چمن کو سرور ہوا غرائب تاجدار نے عرض کی خاصہ تیار ہے نوش فرمایئے رستم نے منظور فرمایا غرائب

نے عرض کی حضور تشریف لیچلیین ملکۂ عالم قریب خاصہ تشریف رکھتی ہین وہ بے مروت
نہین ہین بخوبی مہمان نوازی کرینگی رستم ساتھ غرائب تاجدار کے اُٹھے دوسرے کمرے مین
آکر دیکھا دسترخوان بچھا ہی بکاول خاصہ طرح طرح کا چُن رہا ہی رستم کا دماغ جان معطر ہوگیا
غرائب تاجدار نے رستم کو ایک طرف بٹھایا کہا بسم اللہ نوش کیجئے رستم نے کہا جب تک
میزبان نہو نگی ہم کھانا نہ کھائینگے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار مین موجود ہون آپکے ساتھ
شریک ہونگی رستم نے دیکھا کہ پہلو سے اُس قصر کے ملکہ نمکین شیرین کلام چلی آتی ہین
آتے ہی قریب رستم کے بیٹھ گئین زانو پر ہاتھ رکھکر کہا اے شہریار خاصہ نوش کیجئے رستم نے
جو معشوق کو قریب پایا نوالہ بنا کر مُنھ مین دیا ملکہ نے غنچۂ دہن وا کیا دوسرا نوالہ رستم کو دیا غرائب
تاجدار وہین ٹہل رہا ہی اسنے دیکھکر آواز دی اے ملکۂ عالم یہی وقت ہی کہ لوح لیجیے ملکہ
نے کہا اے شہریار یہ گلے مین آپ تختی کیسی پہنے ہین اگر مناسب ہو تو مجھے دیجیے مین پہنونگی
رستم بہتر کہکر لوح گلے سے اُتارنے لگے کہ حرفون پر لوح کے نظر پڑگئی نوشتہ پایا کہ اے
فتاح طلسم ہوشیار رہو وہ اپنے مقام پر تڑپ رہی ہی یہ عورت شعبدۂ غرائب جادو ہی لوح
دی اور غضب ہوا رستم نے ہاتھ روکا بہ نگاہ قہر رستم نے طرف اُس نازنین کے دیکھا فرمایا
کہ اے بیحیا ہمکو دھوکا دینا چاہتی ہی مین لوح نہ دونگا نازنین نے آواز دی اے رستم ہمین
لوح کی ضرورت نہین آمد سخن مین کہا تھا خواہ دو خواہ نہ دو مگر کلاہ ہفت گوشہ ضرور لینگے
یہ کہکے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کلاہ اُتارلے رستم نے کلائی پکڑکے طمانچہ مارا سر اُس عورت کا
اُڑگیا رستم کو بڑا قلق ہوا کہ مین نے معشوق کو مارا اب جو سر زمین پر گرا چار مرتبہ تڑپا اُسکے
بعد جو رستم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک ضعیف زنگن کا سر ہی رستم نے لاحول پڑھا ایک آواز
آئی کہ اے طلسم کشا مزاج کے ایسے جلاد صاحب بیداد ہو کہ معشوق کو مار ڈالا قدرت
نے اسکو متغیر کیا اب صدمات کھینچوگے فورًا ایک دناٹا ہوا رستم نے دیکھا نخل جلنے لگے
غنچہ و گل پھُنکنے لگے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ باغ وغیرہ غائب ہوا ایک صحراے ویران لق و دق
میدان ہی اور خاک اُڑ رہی ہی آوازین زاغ و زغن کی آرہی ہین رستم اپنے حال پر بہت
پریشان ہوے ایک جانب چل نکلے اُس صحراے ویران کو طی کرکے ایک صحراے سبز و خرم

مین جاکر پہونچے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی سپاہ درے تو نہین ایک درہ مثل
پھاٹک کے کھلا ہی اُسکی پیشانی پر لکھا ہی این کوہ رستم خیز بست مقام جنگ رستم فوراً اندر
درے کے داخل ہوے دیکھا بہت تاریک مقام ہی اُسکو طی کر کے باہر نکلے صحراے ریگستان
ملا ایک طرف سے آواز توپ کی آئی رستم صداے توپ پر متوجہ ہوے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا
دیکھا زیر قلعہ فوج زنگیان آدمخوار بالاے قلعہ ایک بادشاہ نامدار تاج سر پر رکھے ہوے
پکار رہا ہی کہ یارو مجھ سے خراج نہین ہو سکتا افسر زنگیان کہ سہمناک زنگی نام ہی اُسنے
جھلا کے گرز اُٹھایا اپنے گینڈے کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلا قلعے والون نے توپین مارین
مگر زنگی گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا پکار کر آواز دی ای بادشاہ دروازہ
کھولدے اگر پھاٹک توڑ کر اندر آونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ نے آواز دی
پھاٹک تو نہ کھولونگا مگر قلعے مین ایسی تلوار چلے گی کہ عمر بھر یاد کریگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا للکارا کہ او حبشی خبردار آگے نہ بڑھنا اگر پھاٹک توڑا تو سر توڑ ڈالونگا زنگی نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوبصورت آتا ہی صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا گینڈے کو ٹھکرا کر
قریب آیا سہمناک زنگی نے دیکھکر آواز دی ای جوان مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تیرا نام
نامی کیا ہی رستم نے کہا سرکوب ہفت پیکر فرزند صاحبقران نامور یہ سنکر وہ زنگی بہت
خوش ہوا کہا ای جوان تیرے مقدمے مین نامہ خداوند خیال سکندری کا آیا تھا کہ صحراے
ریگستان مین تباہ ہی قلعہ اشفاقیہ سے خراج لانا اور رستم کو تلاش کر کے اُسکا بھی سر لیتے آنا
مین تیری تلاش مین تھا رستم نے کہا او نامرد گینڈے سے نیچے اُتر یہ کیا جرأت ہی کہ ہم پیدل
تو سوار سہمناک نے کہا تجھکو پامال بھی کرونگا رستم نے کہا دیکھ ہم تجھکو برابر کیے لیتے ہین
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پانون گینڈے کے اُڑ گئے سہمناک گینڈے سے
کودا کودتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہمناک
لپٹ پڑا ملک اشفاق شاہ جو بادشاہ قلعہ ہی بارہ ہزار فوج لیکر نکلا تماشہ دیکھنے لگا
اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ جوان ہمارا جان بخش ٹھہرا اگر نہ آتا تو یہ سہمناک
کسی کو زندہ نہ چھوڑتا آتشخو شعلہ مزاج شاہون کے سر کا تاج دیکھیے رستم کیسے

لڑ رہے ہین یارو کچھ تمنے پہچانا ہماری تقدیر نے رسائی کی ہفت پیکر کو اس جوان نے
شکست دی کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہے اب صحراے عشرت مین آیا ہی معرکے پڑے
ہوے ہین ہماری سب کی خوش نصیبی تھی کہ اس جوان کا یہان گذر ہوا دیکھو سہمناک
کیسا عاجز ہو رہا ہی حقیقت مین جب رستم پکڑ لاتے ہین تو دو دو گھڑی رگڑتے ہین اور
جہان پر سہمناک رستم کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکلجاتے ہین وہ وہ رستم نے اُکھیڑ مین
ماریں کہ سہمناک کی ہڈیون مین درد ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اے سہمناک کہان بھاگ جاؤن
کہ جان توبچے یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جی چھوڑ دیے دوپہر رستم سے برابر لڑا جب
زوال آفتاب ہوا زوال زور سہمناک ظاہر ہونے لگا رستم نے دوڑے پندرہ قدم
ریل کرلائے وہان پر لا کے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سہمناک کے آشناے زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر دے مارا سہمناک نے
چاہا مونڈھے کے بھل آکر سنبھلون رستم نے ٹھوکر ماری کہ گرد پرد ہوا چارون شانے
چت تھا جھپٹ کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی
سہمناک نے بہ لجاجت عرض کی جبتک زندہ ہون حضور سے گردن تابی نہ کرونگا رستم
چھاتی سے اُٹھے سہمناک قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا فوج
والون سے پکار کر آواز دی مین نے بدل اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہون دین اسلام
اختیار کرے ورنہ پاس اُس حکیم کے جائے کل فوج نے آواز دی ہم بدل وجان حضور
کے ساتھ ہین بارہ ہزار زنگی سب قوی تن قوی من رستم کے ساتھ ہوے ملک اشفاق
جو بادشاہ ہو تاج و تخت لیکر حاضر ہوا عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین مین مع فوج
مسلمان ہوتا ہون رستم نے اشفاق شاہ کو بھی کلمہ پڑھایا ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین
آئے اشفاق شاہ تخت پر بیٹھا سہمناک دنگل سپہ سالاری پر متمکن ہوا رستم کے لیے پلنگ
پایہ چہارم تخت پر بچھا اشفاق شاہ ہر مرتبہ تخت سے اُٹھتا ہی چوب و چماق ہاتھ مین لیکر
مصروف خدمتگزاری ہوتا ہی وزرا کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط فوراً مہیا ہو گیا

ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا آواز ہوشا ہوغش و نوشا نوش بلند ہوئی اس ہنگامے مین ایک مہ جبین خوش گلو خوش رو بتا بتا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین اُنکی ہی طلب لاحاصل
نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

نو مصیبت ہون تری الفت پرین ہے ہنوز
تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھ سے قاتل
اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
اے دل زار نکر درِّ عدن کی خواہش

داغ ہین دلمین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنے کی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہی اپنا
نو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بے خبر ہین ہوس دیبا مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہی لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہی دولھا کو دلھن کی خواہش

دار فانی سے ہوا افسردہ مزاجی حاصل
سبزہ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہیے ہو تو تفریح
کیون نہ ہیجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی راحت
پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے تسنیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسطرح مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ رستم خوش ہین ارادہ ہی کہ کل یا پرسون کوچ کرین

مگر غرائب تاجدار جو سامنے بقراط ثانی کے آیا کہ جسکو خدا وند خیال سکندری کہتے ہین بقراط
نے پوچھا ای مشیر قدرت کہو طلسم کشا سے کیا گذری غرائب نے عرض کی طلسم کشا نکل گیا
کسی مکر نے اُسیر تاثیر نہ کی آپ بھی وقت پر پہونچے مگر طلسم کشا ہوشیار رہا لوح پر ہاتھ پھیر اگیا
بقراط ہنس رہا ہی کہ چند طائر اُڑتے ہوے آئے اپنی زبانون مین چانون چانون کرنے لگے
بقراط نے کہا ای غرائب ان طائرون سے حال طلسم کشا پوچھ لے غرائب نے پکار کر آواز دی
ای طائران قدرت دریافت فرماتے ہین کہ طلسم کشا کہان پہونچا کس بلا مین پھنسا
طائرون نے چانون چانون کرکے ایک طائر کی جانب دیکھا اُس طائر نے منقار کھولی مثل
انسان کے گویا ہوا کہ یا خدا وند طلسم کشا برسر قلعۂ اشفاقیہ پہونچا سہمناک زنگی و اشفاق
شاہ مسلمان ہوے قلعۂ اشفاقیہ مین طلسم کشا ناچ دیکھ رہا ہی سردار و تاجدار مصروف
خدمتگزاری ہین وہ لوگ بہت خوش ہوے طلسم کشا روانہ ہونے کو ہی بقراط نے
پکار کر آواز دی شطرنج جادو کہ جسکی زوجہ نیرنج ہی دونون کا جگ ہی اُنسے کون بازی لیجا سکتا ہی
جہان جائینگے زن و شوہر ساتھ ہونگے طلسم کشا کو حیران کر دینگے آفت برپا کرینگے جہان
جائینگے قیامت برپا کر دینگے شطرنج جادو برس پڑیگی نیرنج بھی غم و الم پہونچائیگا صحراؤن
مین ہمارے جو بندگان خاص پرورش یافتہ ہمیشہ قدرت جابجا رہتے ہین چند کو خبر کرنا کہ
اپنے کو جلد پہونچاؤ قلعہ اشفاقیہ سے رستم آگے نہ بڑھنے پائین طائر یہ سُنکر اڑ گئے رستم نے
دوسرے دن لشکر اپنا باہر نکالا قلعے سے باہر آکر اُترے رستم داخل بارگاہ مین سہمناک زنگی
بر سر طلایہ اشفاق تاجدار در بارگاہ رستم پر بیٹھا ہی حفاظت شاہزادے کی کر رہا ہی حاضر باش
و ناظر باش کی صدا بلند ہی شطرنج و نیرنج کو نامہ پہونچا زن و شوہر تیار ہوے تین لاکھ ساحر
ساتھ لیکر یہ تو منزل در منزل چلے مگر شاہور دیو بند کہ پہلوان زبردست ہی اپنے بیشے مین
اُترا ہوا ہی چارسو پہلوان اُسکے زیر کردہ خدمت مین حاضر ہین ستر اسی ہزار اہل فوج اُسکی
چھاونی مین اُترے ہوے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی
سرحد مین بلایا تھا نہین معلوم اُس پر کیا گذری ساتھ والون سے کہتا ہی اب طلسم کشا
زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤن سنا ہی مین نے کہ طلسم کشا

کو فنون سپاہ گری پر بڑا غرور ہی پہلوان کہتے ہین ملازمان ہفت پیکر کو طلسم کشانے مارا
اگر آپ الیسون سے مقابلہ پڑتا تو حال جرأت اُنکو کھلتا تاجل ملک الیسا جوان ہاتھ سے
قاسم کے زیر ہوا سیف الملک تک کو زیر کرلیا رستم قاسم کے باپ ہین سرفتنۂ
ملک فرنگستان کہلاتے ہین کہ ایک طائر آکر درخت پر بیٹھا شاہور نے اُٹھکر پوچھا ای قاصد
خوش خرام کیا خبر لایا طائر زمین پر اُترا کان مین شاہور کے مُنھ لگا دیا کہا ای شہنشاہ
پہلوانان قدرت نے تمکو حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا انعام ملیگا ایک بندہ حقیر
خداوند مسلمان ہوگیا یعنے سہمناک زنگی شاہور نے کہا مین جاتے ہی سب کو گرفتار
کرونگا طائر تو یہ کہکر اُڑ گیا شاہور نے حکم دیا کہ سب فوج تیار ہو رفقانے کہا ای پہلوان
دوران سب فوج کو نہ تکلیف دیجیے ہم لوگ کافی ہین شاہور نے کہا یارو طلسم کشا کو کم
نہ جانو طاقت مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر جری بہادر صف شکن تیغزن صاحب
فوج ولشکر مین اسّی ہزار جوان لیکے جاؤنگا اور سب بیشے مین رہین مین ہفتے عشرے مین
پلٹ آؤنگا اگر دوسرا حکم آیا کہ تا بہ صاحبقران جاؤ تو البتہ دیر لگے گی نامے برابر پہونچین گے
ماہور نامے اپنے بھائی کو مالک بیشہ کیا آپ اسّی ہزار فوج لیکر چلا لگر شہنشاہ اوج عیاری
رستم کو تلاش کرتے ہوے ایک پہاڑ پر پہونچے زیر کوہ ایک باغ دیکھا قصد کیا کہ اس باغ
پر فضا مین جاؤن ایک آواز کان مین آئی ای خواجہ عمرو اس باغ مین سمجھ بوجھ کے جانا
جہان آرائے کاکل کشا کا مقام ہی بڑی ساحرہ زبردست ہی باغ مین قدم رکھا اور
اُسکو خبر ہوئی خواجہ عمرو باغ مین جاتے جاتے پلٹے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے رنگ و روغن
عیاری کا رنگا کر ایک گوّیے کی شکل بنے جوڑی ڈُگی کمر سے نکالی نئے طور سے خواجہ نے
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا ۔ ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا
مزے مستی کے بوسون مین بھی کار بخیہ کرتے ہین ۔ گراز خود لب سے لب چمٹا ہوا ہی چاک دامن کا
یہانتک لاغری دیوانگی نے مجھ کو بخشی ہی ۔ اُتر کر بازون کی بیڑی بنا ہے طوق گردن کا
مدد سے غیر کی فریاد کرلیتے ہین عاشق بھی ۔ کہ روح قالب ناقوس با یاد دم برہمن کا

مجھے حیرت ہی کیون قسمت پسر ددام کرتی ہی
کہ آنکھیں نیند مین منھ تک نہین دیکھا ہی گلشن کا

وہ دوست ساقی مین یہ زنجیرون کے حلقے مین
ہمارے پانون کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل مین دل نے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالائے گردن بوجھ ہی دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا جو اِی کافر مسلمانون کی گردن کا

نہ گھبرا اِی دل نالان بڑی مدت مین ہم پہونچے
بلا لیتے ہین اب اُنکو ارادہ ہو کے دشمن کا

جُھکی جاتی بھی گردن نیند کے جھونکون سے محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھون مین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چُھری صیاد کی دیکھی جو منھ دیکھا تھا گلشن کا

زبان سے حسرت پیری کی کیون باتین سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ دل نہ جوبن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبیع روشن کا

جہان آرا سے کا کل کشا باغ مین بیٹھی ہی گرد کنیزین شراب پیے ہوے ہے علم موسیقی کی جاننے والی خود بھی گاتی ہے کن رس بھی رکھتی ہی کہ گانے کی آواز خواجہ کی سنی کنیزون سے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ خبردار کوئی نہ بولے جب کنیزین خاموش ہوئین تو اچھی طرح آواز سُنی کہا صاحبو سنتی ہو کوئی بڑا کامل گا رہا ہی دل بیقرار کردیا اور مزہ یہ ہی کہ یہ صاحب استعداد ہی ہر کمال سے یہ کیفیت پیدا ہی کہ ہر تان مین کلیجہ نکالے لیتا ہی ذرا جاکر دیکھو تو یہ کون شخص ہے چند کنیزین جو اس علم سے واقف تھین اُنکو اشارہ کیا کہ جاکر اس شخص کو لاؤ خبردار چھوڑ نہ آنا مین گانا سنونگی وہ خواصین چلین خواجہ بیٹھے گا رہے ہین کہ دیکھا چند خواصین آتی ہین خواجہ عمرو نے اُدھر سے منھ پھیر لیا تانین مار رہے ہین وہ پیچ گلے کو دیتے ہین کہ طائر آشیانون سے گر رہے ہین شب ماہ ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین طائر آشیانون سے گر گر قریب بیٹھے ہین کان لگائے ہوے

بغور سن رہے ہین اکثر آہو جھاڑیون سے نکل آتے ہین سامنے آکر ٹھہرے اور پھر روانہ ہوئے
شیران صحرا ڈکارین لیکر بیشے سے نکل آئے کہ عمرو نے ان خواصون کو دیکھا قریب آئین خواجہ
کو جھک کر سلام کیا کہا بڑے میان چلو تمکو ہماری ملکۂ عالم نے بلایا ہی عمرو نے کہا اری مستانیو
کسی جوان کو بلایا ہوگا مجھ بڈھے سے کیا مطلب نکلیگا کنیزون نے کہا ارے بڑھاپے پیٹے
کیا بیہودہ بکتا ہی عمرو نے کہا صاحب میرے پانون مین درد ہی مین چل نہین سکتا تم لوگ
لیچلو تو چلون خواصین نوجوان شوخ و شنگ بہلے بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھایا دیکھا لدھا گر پڑا تب
عمرو نے کہا بوا ہم اس بڑھاپے پیٹے کے شانے پکڑتے ہین تم اسکے پانون پکڑو یون اسکو لیچلو پانچون
کو سنبھال کر خواصون نے یہی کیا لٹکا کر خواجہ عمرو کو اسطرح لیچلین خواجہ غل مچاتے ہین اری
مستانیو کیون مجھے مارے ڈالتی ہو کبھی کہتے ہین میرا ہاتھ ٹوٹا کبھی کہتے ہین پانون ٹوٹا خواصین
نہین چھوڑتین باغ مین جو پہونچے دیکھا باغ مین خوب روشنی ہی لالٹینین جا بجا روشن
ہین سو سو بتی کے جھاڑ جا بجا رکھے ہین خواجہ غل مچاتے ہوئے جب سامنے ملکہ
جہان آرا کے پہونچے خواصون نے زمین پر ڈالدیا خواجہ عمرو دہائی دیتے ہوئے اُٹھے کہا
ای ملکۂ عالم یہ جولال دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہین میرے پاس تو نہ آئین ایک درخت کی آڑ
پکڑ کے کھڑی ہوئین اپنے دوپٹے کا پردہ ڈالا تھوڑی دیر مین نکلین نہین معلوم کیا کر رہی
تھین کہ ہانپتی ہوئی نکلین وہ خواص قسمین کھانے لگی کہا بی بی قسم ہی خداوند جدید کی کہ مین
سامنے سے اُس نگوڑے کے نہین ہٹی مجھپر بہتان لیتا ہی اگر کڑھائی ہو تو مین ہاتھ ڈالدون نا
یہ نگوڑا زبردستی مجھے لیے مرتا ہی اور سب خواصین کو سنے لگین کہ دیکھو نگوڑا کیا باتین بناتا ہی
ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی عمرو نے کہا نام تو میرا تان دراز خان ہی مگر
مان باپ نے جینے کے واسطے اُستاد خورد برد نام رکھا ہی مین بھی حضور کا مشتاق تھا
کہ عمرو نے دیکھا آشیانون سے طائر نکل کر سامنے جہان آرا کے آئے چانون چانون کرنے
لگے جہان آرا نے کہا ارے نگوڑو کوئیتے کو بلایا ہی کوئی نیا شخص نہین ہی ہم خوب
جانتے ہین وہ طائر اُڑ گئے اور طائر آئے جہان آرا نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ طائرون کے
سر کٹ کر گرے ایک طائر نے مرتے مرتے آواز دی ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے گا

یہ کہکے طائر جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب بیٹھیے خواجہ سامنے آکر بیٹھے ملکہ نے کہا میان اُستاد خورد برد جیسے آپ اپنی دھن مین بیٹھے گا رہے تھے ویسا ہی ہمارے سامنے گاؤ اور نی بجاؤ خواجہ نے نی نکالی سامنے جہان آرا کے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

حسرت ہی جو دل مین اسی پہلو سے نکلجائے
اللہ کرے دل مرے قابو سے نکلجائے

فتنے کا بل اُس جنبش ابرو سے نکلجائے
آشوب کا دم نرگس جادو سے نکلجائے

ملجائے ٹھکانا کمر یار کا دل کو
جو ایک قدم کوچۂ گیسو سے نکلجائے

طے مانگ کی تو حسن نے کی اُنکی رہ راست
جب جا نہین کہ سیدھا خم ابرو سے نکلجائے

بھڑکائے اگر دل کی لگی سوز نہان کو
اک شعلۂ آتش بُن ہر مو سے نکلجائے

در پر ترے یون ضعف بٹھادے کہ نہ اُٹھون
کچھ کام اسی قوت بازو سے نکلجائے

نکلے جو مری روح تو یون صبح شب وصل
کچھ پہلے ترے ہارون کی خوشبو سے نکلجائے

ملنا ہی ہو منظور اگر میری قضا کو
بچ کر وہ ادائے بت دلجو سے نکلجائے

کیا دلمین مرے ٹھہرے اُن آنکھون کا تصور
ساحر کے جو چلتے ہوے جادو سے نکلجائے

خود فاختہ پھیر سرو کو گلشن سے نکالے
بڑھکر جو ذرا اُس قد دلجو سے نکلجائے

لخت جگر آتا ہی جو بڑھ بڑھ کے سوئے چشم
اچھا وہی آگے مرے آنسو سے نکلجائے

کیا ناقۂ لیلی کو بھلا پائے گا مجنون
اک جست مین سو کوس جو آہو سے نکلجائے

آئے مرے گھر مین جو شب غم تو عجب کیا
ڈر کر وہ مرے بخت سیہ رو سے نکلجائے

آنکھون مین دم اٹکا ہی جو تو آئے دم نزع
شاید تری اک جنبش ابرو سے نکلجائے

دھوکے مین کہین میرے مقدر کے شب وصل
ایسا نہو بل یار کے گیسو سے نکلجائے

پچتاؤگے اُبھرے ہوے سینے کو دکھا کر
دیکھو نہ طبیعت مرے قابو سے نکلجائے

اتنا بھی نکر بے خود و غافل مجھے اے عشق
دل لیکے ترے درد کو پہلو سے نکلجائے

کچھ تو طلب بوسہ کا لطف آئے جلال آج
گالی ہی زبان بت بد خو سے نکلجائے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل سامنے جہان آرا کے گائی کہ جہان آرا تڑپ گئی کہا استاد دل چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گائے جاؤ تو بھی ہمارا دل نہ بھرے خواجہ نے اور اشعار

شروع کیے ٹھمریان گائین منظور ہوا کہ ساقی گری کر کے اسکو بیہوش کرون مگر جسوقت سے
خواجہ نے جمال جہان آرا اسکا دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی خیال مین آیا
کہ اسکو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لین مگر یہ مورد دیکھ رہے ہین کہ جہان آرا بہت ہوشیار
ہی ملکہ نے کہا کیون اُستاد اب کیا منظور ہی خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجھے مرحمت فرمائیے تو
مطلب ظاہر ہو اس طور سے ساقی گری کرون کہ کبھی نگاہ سے نگذری ہو ملکہ نے ہنسکر کہا
کہ آپ کو ساقی گری منظور ہی یہ کلید میخانہ حاضر ہی مگر اب شاک نکلجائیگا جیسے ہی خواجہ نے
کلید میخانہ اُٹھائی ایک شعلہ چمکا کہ رنگ بو روغن عیاری کا جل گیا خواجہ کو خبر بھی نہ ہوئی ملکہ نے
ہنس کر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپکو کنیز کی فکر ہوئی میرے بیر ٹھیک غل مچاتے تھے
مین نے ناحق اُنھین جلا دیا اب اُنکی بیقراری کا باعث کھلا لیکن آپ کو یہ مناسب نہ تھا
خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی دیکھا کہ مین تو بصورت اصلی کھڑا ہون فوراً قدمون پر گر پڑے
کہا ای ملکہ عالم انصاف کیجیے مین تو اور ہی فکر مین نکلا تھا آپ نے زبردستی مجھے بلایا جہان آرا
نے کہا ای شہنشاہ عیاران ہر چند کہ سامری و جمشید سب خداوند ہمارے آپ کے مقدمے
مین لکھ گئے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ عمرو عیار سے اپنے کو بچانا اُسکی دوستی سے بھی ڈرنا
اور دشمنی سے بھی خوف کرنا ہر چند کہ ہمین آپ سے انتہا کا خوف ہی مگر آپ نے وہ کمال دکھایا
کہ بے تیغ بسمل کیا مگر امیدوار ہون کہ میری جان بخشی فرمائیے اگر حکم ہو تو مین خود سر کاٹ کر
حاضر کرون خواجہ نے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین نے بھی جسوقت سے جمال
جہان آرا کو دیکھا اسیر طرۂ گیسو و قتیل تیغ ابرو ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ معشوق کے ساتھ
کیا مکر کرون مین نے کلید میخانہ مانگی تھی مگر دل مین یہی تھا کہ خالی ساقی گری کرونگا جہان آرا
نے کہا آپ کی باتون سے دل کو خوف آتا ہی جمشید نامہ جو ہمارے یہان مشہور ہی وہی ہمارا
مذہب ہی اسمین تحریر ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی جو اُن کے
قتل مین کوشش کریگا اُسکی جان جائیگی اسوجہ سے مین آپ کے قتل کا ارادہ نہین کرتی
مگر نہ ارادہ کرنے مین بھی ہزار خوف ہین خواجہ مین نے جمشید نامہ حفظ کیا ہی عبارت
مجھکو یاد ہے جو وہ لکھ گئے وہی ہو رہا ہی اس زمانے کا حال اُس مین لکھا ہی کہ ملک

ساحران برباد ہونگے عنطلی آباد کے مٹتے ہی زبرجد نگار پر زوال آئیگا فرعون شاہ مارا
جائیگا کوئی ساحر مسلمانون کے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مجھ سے وعدہ پختہ کیجیے مجھے اختیار
ہی کہ آپ کو باغ سے نکالدون مگر آپ ہزار طور سے آئینگے روکنے والے سب غل مچاتے
رہجائینگے لہذا بہ مہربانی دوستی کیجیے خواجہ نے کہا ای جہان آرا مین اپنے آقاے نامدار
کے سر کی قسم کھاتا ہون کہ تمھارے ساتھ خلاف نکرونگا خواجہ عمرو نے ہاتھ بڑھایا ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرا ہاتھ مضبوط ہوکر تھامو یہ بقراط ثانی
دشمنیان کررہا ہی میرے ساتھ بھی فساد برپا کریگا اگر مجھکو گرفتار کرے تو رہائی کا میری خیال
رہے مین دل سے مطیع اسلام ہوتی ہون خواجہ نے جہان آرا کو مطیع اسلام کیا اور بیٹھکر
سامنے گانے لگے جہان آرا ہر مرتبہ کانپ جاتی ہی کہتی ہی ای شہنشاہ اوج عیاری کوئی
آفت آیا چاہتی ہی بہت ہوشیار ہوکر بیٹھیے پھر کہتی ہے ای شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے رنگ
پھولون کا متغیر ہورہا ہی طائر آشیانون مین خاموش ہین یا تو چہکارے مارتے تھے یا سر
آشیانون مین کھینچ لیے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ملکہ عالم نکل چلو جہان آرا
نے کہا کسی طرح اتنی رات بخیر و خوبی بسر ہو تو دل کو تسکین ہو نکل چلون تمھاری محبت مین
گھر بار چھوٹتا ہی مگر خواجہ ہمارا خیال رہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر لغرہ ہوا او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ دشمن خداوند کو لیکر گھر مین بیٹھی ہی منم شباب دوش جادو خواجہ نے تو فوراً
گلیم اوڑھ لی کود کر خواجہ الگ ہوے جہان آرا نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون نہ اٹھ سکی
یہ ساحر مصاحب حکیم ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی اسنے اترتے اترتے ایک شیشہ پانی کا
پھینکا جہان آرا بیہوش ہوکر گری گرتے گرتے آواز دی ای شہنشاہ عیاران بچانا کئی سو کنیزین
جو گرد تھین کچھ اٹھین اٹھتے اٹھتے گرین جو گری بیہوش ہوگئی کوئی بھاگ کر چمن مین
پہونچی وہان جاکر گری سبک دوش زمین پر آیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین جہان آرا
کی زبان مین سوزن دی ایک تخت سحر تیار کیا اسپر اٹھا کر جہان آرا کو ڈالا
خواجہ ایک نخل کی آڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ ساحر کنیزون کو اٹھاتا
پھرتا ہے اٹھا اٹھا کے سب کو تخت پر ڈالا خواجہ عمرو جس نخل کے

سایے مین کھڑے تھے ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اُسکو اُٹھاکر زنبیل مین کھا اُسکی صورت
بنکر پڑ رہے سبک دوش ہر طرف دیکھتا ہی کہ وہ عیار کہان بھاگ گیا خداوند پوچھین گے
کہ دشمن کو کہان چھوڑا تو کیا جواب دونگا ہر مرتبہ جمال جہان آرا کو دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین
بھرتا ہی آخر آکر خواجہ کو بھی اُٹھایا تخت پر ڈالا جب سب کنیزون کو مع جہان آرا تخت پر
ڈال چکا ایک گوشے پر آکر خود سوار ہوا تخت کو اُڑا کر لیچلا مگر سوچتا ہوا جاتا ہی کہ ای سکدوش
قدرت نے بقہر وغضب فرمایا تھا کہ جہان آرا کو لانا اگر سامنے لیجاؤنگا تو کچھ عذر نہ سنین گے
فوراً قتل کا حکم دینگے کون سامنے خداوند کے عرض کر سکیگا ایسی مہ جبین قتل ہو جائے حرص
ایسی کامل و اکمل صورت مین یہ زیب و زینت ہیہات اسکو اپنے باغ مین لیچلون اور اپنے سے
رضامند کرون خوف جان سے ضرور قبول کریگی جب خداوند سے جاکر خطا معاف کرا لونگا تو اسکو
سامنے خداوند کے لیجاؤنگا کیا عجب ہی کہ جان بخشی ہو یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر
کہتا ہی تخت کو کیون گراتی ہی سب خداوند کے پرستار ہی اس پر سوار ہین شاید کوئی
فتور ہوا ہر ایک کنیز کو دیکھتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی اسی خیال مین تخت کو اُڑائے ہوے
سامنے اپنے باغ کے آیا کئی سو کنیزین سامنے صف باندھے کھڑی تھین سب نے جھک کر
سلام کیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سبکدوش دشمن کو لائے سبکدوش نے تخت اُتارا
ملکہ جہان آرا کو مسند پر بٹھایا ایک کنیز رنگ آمیز نامے کہ سب سے زیادہ خوبصورت
ہو اُسنے کہا ای شہنشاہ آج تو بڑی معشوقہ کو لائے سبکدوش نے کہا ای ملکہ کیا کہون
جسوقت سے اس ظالم کو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی رنگ آمیز منھ پھلا کر سامنے سے
ہٹ گئی خواجہ نے کروٹ لیکر اپنے کو تخت سے گرا دیا سبکدوش اور کنیزون کو ہوشیار
کر رہا ہی وہ سب حیران حیران بیٹھتی جاتی ہین خواجہ نے دیکھا کہ سبکدوش اس کام مین
معروف ہی اُٹھکر ایک جانب بھاگے قریب رنگ آمیز کے آئے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کیون
بوا تم کیون چپ کھڑی ہو رنگ آمیز نے کہا بوا کیا پوچھتی ہو مرد کی محبت جی کا ضرر ہے آج
جہان آرا کو قید کرکے لائے ہین ہم سے بات بھی نہین کرتے چندے سے ہمنے تو اُسنے
دل لگایا اپنا عیش و آرام ترک کیا آٹھ پہر انھین کی خدمتگزاری سے کام رکھا کہ یہ راضی

اور خوش رہین اُنھون نے آج ہمارے منھ پر کہا کہ جب سے جہان آرا کو دیکھا ہی دل
قابو مین نہین مین بھی یو اچھلا کر سامنے سے چلی آئی یا تو آٹھ پہر میرے نام کی جپنی تھی اگر گھڑی بھر
کو کہین جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ رنگ آمیز کو بلاؤ آج یہ بے مروتی ہم سے نہ کہتے جہان آرا
کو کلیجے مین رکھ لیتے تو ہمکو ملال ہوتا اب ہمکو بڑا قلق ہی عمرو نے کہا یوا کنارے چلو ایک
شعبدہ تمکو بتا دون کہ ہمیشہ تمھاری جوتیون کے نیچے رہین دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالین
رنگ آمیز نے کہا بوا اگر ایسا کرو تو مجھکو مول لیلو خواجہ عمرو اُسکا ہاتھ تھام کر کنارے لائے
پانون مین لگا کر رنگ آمیز کو بیہوش کیا رنگ آمیز کو زنبیل مین رکھا اب اُسکی صورت بنکر
ہنستے ہوئے کنیزون مین آئے اتنے عرصے مین سبک روش نے جہان آرا کو ہوشیار کیا
مگر زبان مین سوزن ہی کنیزون کو جمع کیا کہا ارے شراب و کباب لاؤ گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی لا کر رکھی گئین ملکہ جہان آرا سرنگون ہین کہ سبک روش نے ہاتھ باندھ کر
کہا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی حقیقت مین تم سے بڑی خطا ہوئی قدرت نے غصے
مین فرمایا کہ ملکہ جہان آرا کو جلد لاؤ اگر اسی وقت تمکو لیجاؤنگا تو فوراً حکم قتل دینگے
زندہ نہ چھوڑینگے اسواسطے مین نے تمکو اپنے باغ مین ٹھہرایا مگر مین نے جسوقت سے
تمکو دیکھا ہی کیا کہون کیا دل کا حال ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

کہون سر رکھ کے قدمون پر اُنھین سے
مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
یہی شکوہ ہی بختِ شرمگین سے
لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین
گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
جھکا لی ہی جو میری آنکھ تم کو
ادھر دیکھو نگاہِ شرمگین سے
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
بلائین لیتی ہین حورین دہین سے
لے اُس تک پہونچ کر پھر دل و ہوش
یہ چھوٹا تھا کہین سے وہ کہین سے
خبر لے لیگا بام یار کی بھی +
اگر نالہ پھرا عرش برین سے
ابھی اُٹھنا نہ میرے دلمین او درد
ذرا کہلون کچھ اپنے ہمنشین سے
چلا گھر سے جو مین دشتِ جنون کو
پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے

ہمارے قتل مین کچھ کہ رہی ہی — اُس ابرو کی شکن چین جبین سے
مرا خط دیکے کہنا اُن سے قاصد — کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا — کسی بت کی نگاہ اولین سے
جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق — بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

رو رو کر سبکدوش نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ کی ابروون پر بل پڑ گیا اگرچہ زبان مین سوزن ہی بات کرنے کا یارا نہین مگر آنکھون مین آنسو بھر کے اشارہ کیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ابھی سامنے اُس نامنصف کے لیجل خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو وہ ضرور مجھکو رہا کرنے آئینگے اور سامنے سے اُس قارورہ بینے والے کے لیجائینگے تو کیون ایسی باتین کرتا ہی سبکدوش قدمون پر گرتا ہی اور گرد پھرتا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ خوبی اے گل باغ خوبی ومحبوبی مین عاشق زار ہون گلا کاٹ لونگا جان اپنی تم پر نثار کرونگا لاکھ لاکھ منتین کرتا ہی کبھی حرف خیال سکندری دلاتا ہی ملکہ تڑپ رہی ہین یہی قول ہی کہ تو خود قتل کر کیا مین خیال سکندری کی لونڈی ہون جو میرے جی نے چاہا وہ مین نے کیا اُسکو میرے قول وفعل مین کیا دخل ہی عمرو کو اپنے گھر مین بٹھایا اچھا کیا تو گرفتار کرلایا بہتر ہوا اب یہ باتین نکر جو تجھ سے ہو سکے اُس جفا سے پیش آ سبکدوش کیا پریشان ہو رہا ہی کنیزون سے کہتا ہی صاحبو تم اسکو سمجھاؤ مفت مین یہ جان جائیگی ہاے یہ تصویر مرقع خانہ دنیا سے مٹ جائیگی بعد اسکے مین کیونکر زندہ رہونگا کیونکر جفاے فراق سہونگا یہ ہجر کی کالی راتین کیونکر کٹینگی جب خیال زلف خوشبو آئیگا صحراے خطا وختن کی راہ لونگا وہان بھی پریشان رہونگا کنیزین بھی سمجھاتی ہین کہ رنگ آمیز سامنے ہنستی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ اس وقت عجب معرکہ گذرا کہ مین حضور سے خفا ہوکر جو گئی کمرے مین گئی منہ لپیٹ کر پڑ رہی عین خواب مین دیکھا کہ خداوند تشریف لائے ہین فرماتے ہین کیون رنگ آمیز کیسا مزاج ہی یہ کہکے ہاتھ لگانے لگے مین نے جھٹک دیا اور کہا کہ الگ رہو ایسا نہو تمہارے ہاتھ لگانے سے میرا بدن میلا ہو جائے قدرت ہنسے اور کہا کہ دو کمال تمکو دیتا ہون۔ ایک کمال علم موسیقی تمکو دیا جسکے سامنے گاؤگی مبہوت ہو جائیگا دوسرے کلام مین تاثیر ہوگی

ذرا امتحان تو کیجیے مجھکو گانا آیا کہ نہین یہ کہکے چند اشعار گانا شروع کیے۔ نظم

اے مرگ دیکھتی ہے انھین بار بار کیا ۔ سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار کیا ۔ اے جان امید وعدہ بے اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا ۔ لپٹے ہوے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک ۔ تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح ۔ جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انقاض کی طرح ۔ کم ہو سکے گا مشغلۂ روزگار کیا

کب ہے قریب راحت دشمن یہ اعتماد ۔ تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش ۔ معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسے کا دو چار کا نہین ۔ مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا ۔ ہے طول لطف و رحمت پروردگار کیا

جیتا ہون کے ناز اٹھائے مین رات بھر ۔ تھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین ۔ داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین ۔ دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہون مین ۔ پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سی دیدے اک کفنی دود آہ کی ۔ اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

جگر مین ہے نصیب تو جگر مین آرزد ۔ ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے ۔ جب جسم مین نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج ان دنون تسنیم ۔ دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سبکدوش رونے لگا کہا اے رنگ آمیز تونے دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا حقیقت مین تجھکو قدرت نے کمال دیا خواجہ عمرو نے کہا اے سبکدوش اب مین ملکۂ عالم کو سمجھاؤن یقین ہے کہ راہ پر لاؤن سبکدوش کو خوشی خوشی ہٹ گیا خواجہ عمرو نے کہا کیون اے جہان آرا ایسے ساحر کو کیون نہین قبول کرتین

جہان آرا نے کہا اے رنگ آمیز اسوقت تیرے گانے نے دل بیچین کر دیا خواجہ کے
گانے کا رنگ دکھایا صاف صاف تھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ عالم یہ وہ ساحر ہے
کہ جسکے دیوار کے سائے مین دشمن نہین آسکتا عمرو یہان کہان آئیگا اسکو قبل کرو تو مین
ابھی رہا کر دون جہان آرا نے کہا لا کہ جان میری دین اسلام پر نثار ہے اب تو جو کیا سو کیا
جو جفا اس حرامزادے کا جی چاہے وہ کرے تب خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم مین ہون
آپ کا غلام رنگ آمیز تو میری زنبیل مین ہے باورچی خانے مین پتیلیان دھو رہی ہے ملکہ
جہان آرا ہنس پڑین دوسے سبکدوش نے دیکھا کہ ملکہ ہنسین کہا لو صاحب ملکہ یا تو
رو دی تھین یا ہنسین سبکدوش نے کہا رنگ آمیز کی باتون نے اپنا رنگ جمایا ملکہ روتے
روتے ہنسین رنگ آمیز پر قدرت نے اپنی عنایت کی اسکی باتون مین تاثیر ہے گانا کس
قیامت کا گایا اب تک دل مین مزہ بھرا ہے سبکدوش تو الگ کھڑا ادشیان کر رہا ہے
خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم سوزن نکالون ایسا نہو سحر اس ملعون کا غالب ہو ملکہ نے
کہا وہ سحر اس حکیم کا تھا اُسی پر بھیجون کہ اُسکو بھی ثابت ہو کہ جہان آرا ہم سے جدا ہوئی
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے سبکدوش لو ملکہ راضی ہو گئین اب آتی ہین تیار ہوشیار
رہنا سبکدوش بیقرار ہو کر دوڑا کہ جا کر ملکہ کو رہا کر دون نثار ہو جاؤن رنگ آمیز
نے بڑا احسان کیا کہ خواجہ عمرو نے زبان سے جہان آرا کی سوزن نکالی خواجہ عمرو
تو کود کر کنارہ ہوے گلیم اوڑھلی ملکہ نے کچھ پھول اُٹھائے کچھ غنچے ہاتھ مین لیے کہ
صحبت مین رکھے تھے سبکدوش پر پھینک مارے اور آواز دی کہ اے دیوانہ مزاج
اسکو لینا سبکدوش پر پھول پڑنے لگے ہواے معتدل چلی سبکدوش نے
بند قبا کھول دیے ہوا جو کھائی اور خوشبو پھولون کی سونگھی جھومنے لگا چہار جانب سے
طائرون نے مل کے زمزمہ سرائی کی چاؤن چاؤن کر کے سبکدوش کو گھیر لیا
سبکدوش مست ہو گیا آنکھین اُبل آئین پکار اُٹھا۔ نظم

اُٹھ اُٹھ کے کچھ اشارے یہ کرتا ہے ابر سرخ	دستار اپنی سر مین کرین شیخ و گبر سرخ
کشتہ ہون اُسکے دست حنائی کا دوستو	رنگ کفن حنائی اگر ہو تو قبر سرخ

لائی یہ رنگ سینہ زنی ہجر یار مین — چھاتی کا عاشقون کے ہوا سنگ تو سرخ
توڑے اس اپنی سبحہ مرجان کو کیون نہ شیخ — ڈورے جو انکھڑیون کے دکھادے وہ گبر سرخ
مہندی نہ ملیے وصل مین آپ اختیار ہی — بوسون سے دونون ہاتھ کرونگا یہ جبر سرخ
تھا کیسا دوست اُسکی گلی کا سگ سیاہ — دشمن کو میرے کھا نہ گیا بنکے ببر سرخ
پلکین ہین اشکبار تو خون بار چشم تر — ابر سیہ سے بڑھ کے برستا ہی ابر سرخ
آفاق مین ہی کس بت گل پیرہن کا دور — تسبیح شیخ لال ہے زنار گبر سرخ
اُٹھتی ہی جب تو خون ہی برساتی ہی جلال — تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کا ابر سرخ

یہ غزل گاتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای ملکہ عالم جو حکم ہو بجالاؤن جہان آرا نے کہا جاکر اُس حلیم کا سر لاؤ سبکدوش نے عرض کی بہت خوب چاہتا ہی کہ روانہ ہو آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ نے آکر عکس اپنا سبکدوش پر ڈالا سبکدوش نے مٹھی مین جو پھول و غنچے تھے اُنکو پھینکدیا شاخ نخل توڑ کر جہان آرا پر پھینک ماری کہ جہان آرا پر خنجر برسنے لگے ملکہ نے پکار کر آواز دی وہین سے بیٹھے بیٹھے مدد کرتا ہے یہ کہکے ملکہ نے چند موے زلف توڑے سبکدوش پر پھینک مارے کہا اے سبکدوش نہین معلوم تجھکو کیا خیال ہے یہ تیری جان کا وبال ہی سبکدوش نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی گلے مین پڑی سبکدوش کو کھینچنے لگی کہ پھر طائر پیدا ہوا عکس اپنا ڈالا کہ زنجیر کٹ کر گری ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہباز نظر اس طائر کو لینا خواجہ نے دیکھا ایک باز اُڑتا ہوا آیا اُس طائر پر گرا طائر و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن باز نے طائر کو حیران کیا ہی طائر نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن باز کب باز آتا ہی پنجہ جھپٹ کر مارا کہ آنکھین طائر کی نکل پڑین جب طائر نابینا ہوا آنکھون سے خون بہنے لگا ہوش اُڑے چاہتا ہی باز کا سامنا نہ کرون مگر باز ہر مرتبہ تڑپ کے اس زور سے گرتا ہی کہ طائر تھرا جاتا ہے بر فوج کے پھینکدیے دونون پنجے تھام کر طائر کو باز نے چیر ڈالا خون طائر کا جو سر پر سبکدوش کے گرا اب تو سبکدوش زیادہ بدحواس ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم جو حکم ہو بجالاؤن ملکہ نے پھر وہی کہا کہ اُس قارورہ نوش کا سر لاؤ

سکندہ وش سلام کر کے ملکہ کو چلا باغ سے باہر نکلا چھیٹا ہوا جاتا ہی تیغہ ہاتھ مین یاد مین ملکہ
کی اشعار پڑھتا ہوا زیر قصر سکندری پہونچا نگہبانون نے جو اس حال زار سے سکندہ وش
کو دیکھا پکار کر آواز دی ای سکندہ وش اس حال سے یہان نہ آنا سکندہ وش ان لوگون پر
تلوار کھینچ کے گرا نگہبانون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے مرنے کی آواز جو بلند ہوئی بقراط ثانی
تخت پر بیٹھا ہی سات سو تاجدار گرد بیٹھے ہین کہا یارو دیکھو تو یہ کیا ہلڑ ہی ساحرون نے
جھک کر دیکھا کہا یا خداوند سکندہ وش کا عجب حال ہی نگہبانون کو قتل کر رہا ہی وہ چاہتا ہی کہ
بالای قصر آوے نگہبان روک رہے ہین بقراط نے کہا پکار کر کہو کہ قدرت فرماتے ہین
او ناری تو جل جا کیون اسقدر بدعت کرتا ہی ایک تاجدار نے سر کو جھکا کر آواز دی ای سکندہ وش
قدرت فرماتے ہین کہ تو جل جا سکندہ وش نے ایک آہ کی کہ منھ سے شعلۂ آتش نکلا
مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا جو نگہبان مارے گئے تھے
وہ سب اُٹھ بیٹھے تاجدارون نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ تھا بقراط نے کہا بی جہان آرا
نے یہ شعبدہ دکھایا تھا اسوقت بھی اُس کو گرفتار کر سکتا ہون لیکن نکل جانے دو مین نے
بڑے شخص کو پھنسایا ہی یعنے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلا لیا ہی جسدن شعبدہ بن گیا
فوراً گرفتار ہو جائینگے دربار حکیم مین تو یہ ذکر ہی بعد جانے سکندہ وش کے جہان آرا نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اب نکل چلیے مگر خواجہ عمرو تم یہان کیونکر پہونچے
عمرو نے سب حال بیان کیا جہان آرا نے کہا میرے دل کو تقویت تھی کہ خواجہ عمرو آکر
رہا کرینگے چہار جانب دیکھتی تھی مین جانتی تھی خواجہ کو کوئی نہ روکے گا مگر آپ کے کودنے
سے یہ کل مقامات پر از سحر ہین جہان پر قدم رکھیے گا اُس کو حال معلوم ہو جائیگا مقابلہ
طلسم کشا مین ایک پہلوان شاہور بلند رکاب تا مے ایک طرف سے جاتا ہی ایک طرف
سے شطرنج و نیرنج چلے ہین کہ طلسم کشا کو پھنسائین خواجہ عمرو نے سنکر آواز دی کہ
ملکہ تم چلو مین بھی آتا ہون مجھے رستم کی بڑی فکر ہے ملکہ جہان آرا پر پرواز پیدا کرکے
چلین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مگر رستم قلعۂ اشفاقیہ پر فروکش ہین سہمناک
زنگی منتظم لشکر و اشفاق تاجدار بیرون قلعہ آکر اُترے ہین رستم مرکب پر سوار ہو کے

لشکر تیار ہی کہ کوچ کرے صحرا سے گرد اُڑی شاہور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ طلسم کشا
مین اُتر پڑا نہایت ہی شاہور کو غرور ہے اُترتے ہی یہ خبر پائی کہ سہمناک زنگی و اشفاق
تاجدار مسلمان ہوے جھلا کر کہا کہ سہمناک کس شمار مین ہی اشفاق تاجدار ایک ادنے
خراج گزار ہے کل ان سب کو پامال کر ڈالونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کافور بردبار بھائی شاہور کا دو ہزار سوار سے طلایہ
دینے لگا ادھر رستم نے کہا ای ملک اشفاق تاجدار آج ہم خود طلائے پر جائینگے
سہمناک نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کو مناسب نہین ہے رستم نے کہا
آج ہمین کو بہتر ہے کہ طلائے پر جائین اشفاق تاجدار نے کہا سہمناک اور
غلام ہمراہ رہین رستم نے قبول نہ کیا چار سی جوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے
جابجا سوار مقرر کیے دو سی سوار اپنے ساتھ رکھے طلایہ دینے لگے کافور دس ہزار
سوارون سے طلایہ دے رہا ہی غول کے غول غٹ کے غٹ ساتھ ہین کافور
نے جو حاضر باش و ناظر باش کی صدا لشکر سے سُنی عیار سے کہا دریافت تو کر
عیار اُسکا برائے خبر چلا عیار نے آکے دیکھا کہ رستم دو سی سوارون سے طلایہ
دے رہے ہین خبر دریافت کر کے پلٹا آکر کافور کو خبر دی کافور نے موچھون پر تاؤ
پھیر کر کہا کہ کل بھائی کو تکلیف ہو مین رستم کو گرفتار کرون صرف دو سی سوار اُسکے
ساتھ ہین جب دس ہزار سے بلوہ کرونگا بھاگین گے مین بھاگنے نہ دونگا یہ کہکے کنارے
پر لشکر کے آیا رستم پھرتے ہوے کنارہ لشکر پر آئے کافور نے للکارا کون طلایہ دے رہا
ہی رستم نے آواز دی آنا رستم پیلتن کافور نے گینڈا بڑھایا پکار کر آواز دی ای رستم
کچھ شغل مردان عالم ہونا چاہیے دو دو ہاتھ تلوار کے چلین تو بہتر ہی رستم یہ سنتے ہی
جا پڑے کافور نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر کر رستم کو گرفتار کر لو فوج
نے چار جانب سے محاصرہ کیا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ رستم سے زمین تھرائی وہ
دو سی جوان بھی آپڑے رستم نے تاک تاک کے افسرون کو مارنا شروع کیا وہ دو سی جوان بھی
شمشیر زنی کر رہے ہین کافور الگ سے دیکھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ کئی

ہزار جوان مارے گئے سوچا کہ بے اپنا ہاتھ پانون ہلائے کچھ نہو گا گینڈے کو ٹھکرا کر آواز دی
کہ ای رستم ان غربا کو کیا قتل کرتے ہو ہم سے تو مقابلہ کرد رستم پلٹ پڑے سامنے کافور کے پہونچے
کافور نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا کافور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ ہتھکٹی کا
مارا کہ دہنا ہاتھ کٹا مع تلوار زمین پر گرا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا فوج والون کو پکار کر
آواز دی کہ یارو میری دستگیری کرو میرا ہاتھ بیکار ہوا کئی سو جوانون نے آکر کافور کو ہاتھ
سے رستم کے بچایا کئی جوانون نے جان دی مگر کافور کو لے بھاگے کافور کراہتا ہوا کہتا ہی یارو
پلٹ چلو رستم نے کئی سو افسرون کو مارا ایک طور سے لڑ رہا ہی مین سمجھا تھا جب دس ہزار جوان
دو سو پر حملہ کرین گے تو وہ سب بھاگین گے رستم تو اپنے زمانے کا رستم ہی آخر فوج کافور کے
پانون اُٹھے کافور کو لوگ اسی حال مین لیے ہوے پاس شاہور کے آئے شاہور نے حال
سنکر کہا کیون بھائی یہ تم نے کیا کیا کہ اپنا ہاتھ کٹوایا دشمنون کا دل بڑھایا اب رستم اپنے مقام
پر ناز کریگا ای ماہور تیر دار تم جاکر طلایہ دو مگر خبردار اپنے ہی لشکر مین رہنا ماہور جو باہر نکلا
کہتا ہی کہ بھائی صاحب کا ہاتھ کٹا مین اگر بدلہ نہ لون تو بڑے نامردے پن کی بات ہی یہ کہکے
چلا کنارے پر آکے دیکھا رستم اپنے ساتھ والون کو جمع کر رہے ہین جو لوگ زخمی ہوے اُنکو
اور جو مارے گئے اُنکے لاشے اُٹھوا رہے ہین ماہور نے جو دور سے رستم کو دیکھا کہ خون کی چھینٹیں
پڑی ہین تلوار سے خون پونچھ رہے ہین ماہور نے پکار کر آواز دی ای رستم بڑے بھائی کا یہ حال
ہوا اب مجھ سے مقابلہ کرو تو حال کھلے رستم مرکب جھکا کر سامنے آئے ماہور نے نیزہ مارا رستم
نے نیزہ ماہور کا توڑا ماہور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اور خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم صاحب شوکت وحشم
تڑپ کے تیغہ جو گرا یا قبہ سپر پر جھکا تھا یا زیر تنگ تلوار نے جا کر زمین کو بوسہ دیا مر نا ماہور کا فوج
کے پانون اُٹھے رستم قتل کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے سب بھاگے ہوے سامنے
شاہور کے آئے عرض کی ماہور مارے گئے شاہور نے کہا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کہا
حضور رستم سے جا بھڑے پھر طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہی شاہور نے پوچھا قد و قامت
کیا ہی بڑا تن و توش ہو گا سب نے کہا حضور معشوق وضع ہی طلسم ہفت پیکر کی شہزادیان

جان و دل سے نثار ہوئین عاشق ہوکر شریک ہو گئین سنبل ہفت گیسو عجب شاہزادی ہی
نہایت حسین لیکن شمع جمال رستم کی پروانہ ہی شاہور یہ حال سُنکر بہت جھلایا کہا ایک بھائی
کا ہاتھ کٹا ایک بھائی مارے گئے اب مین نے دونونکا سوگ رکھا چار دن کی طلسم کشا کو
مہلت دی بعد چار دن کے میدان مین جاکر سمجھ لونگا پوچھونگا کہ کیون ای طلسم کشا میرے
بھائی کو کیون مارا سب نے کہا حضور کافور صاحب بھی جا پڑے اور رستم کو پکار کر ٹوکا
اُسنے آکر ہاتھ مار دیا یہ بھی بلبلا کر پہونچے آخر مارے گئے شاہور نے کہا خیر چار دن اور
چین کر لین یہ کہکے حکم دیا کہ بھائی صاحب کا لاشہ لیجا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ یہان
رستم کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہور نے حضور کو چار دن کی مہلت دی ہی اور سب حال
بیان کیا رستم نے کہا سمجھا جائیگا جب میدان مین آئیگا دیکھ لین گے لیکن خواجہ عمرو ملکہ
جہان آرا سے جدا ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جہان کہین راہ مین گانون
ملا اور حس لیا کہ یہان بازار ہی مُنہ طرح طرح کے بنکر یا گھوڑی بنکر گانون مین گھس گئے پیسہ دو کان
تحصیل لیا مگر حیران ہین کہ رستم کو کیونکر پاؤن ہمارے آقا کا حال ابتر ہو گا جاکر خیر و عافیت سے
دیکھون چار دن ہوے جنگل مین رہ روی کرتے ہوے ایک روز ایک پہاڑ پر چڑھے دامن کوہ
مین دیکھا چند عورتین پھر رہی ہین اور ایک بارگاہ استادہ ہی سمجھے کہ کسی کا لشکر جاتا ہی حال رستم
سُنکر سب طرف سے کافر چلے ہین خواجہ عمرو صورت بدلے ہوے قریب آئے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ ملکہ کاؤس زرین قبا اپنی خالہ کی ملاقات کو جاتی ہین ناظرین کو یاد ہو گا سابق
مین لکھ چکا ہون کہ شطرنج جادو و نیرنج جادو تلاش مین رستم کی یہ زن و شوہر چلے ہین
ان زن و شوہر نے کچھ راستہ طی کیا کہ زوجہ نے شوہر سے کہا صاحب تم لشکر لیکر چلو مین
گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتی ہون مین نے قاعدہ کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا ملکہ
نمکین شیرین کلام پر عاشق ہی فراق مین تڑپ رہا ہی شطرنج جادو تو طرف طلسم کشا کے
چلا مگر نیرنج جادو سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر علیحدہ ہوئی صحرا مین ایک باغ تھا اُسمین
آکر اُتری اپنی صورت تو نمکین شیرین کلام کی بنائی اور کنیزون کو بشکل کنیزان ملکہ بنایا ایک
نامہ بنام طلسم کشا لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای آفتاب عالمتاب فلک جرأت و ای یکتاز

میدان جلالت زاد اقبالکم۔ بعد شوق ملاقات معلوم ہو کہ ہم کو آپ کے فراق نے بہت ستایا اب ہمنے بمشکل اپنے کو فلان باغ مین پہونچایا ہی اگر براے چند ساعت چلے آئیے تو ملاقات ہو جاے کیا تحریر کرون کہ جو کیفیت ہی نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے ؎ دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے
بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے ؎ اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے
اُڑ کر کہین جا سکتی نہ تھی ہم سے پریزاد ؎ افسوس مگر یہ ہے کہ پر ہم نہین رکھتے
جسدن سے محبت ہی تری تیغ نگہ کی ؎ اُس روز سے اے جان سپر ہم نہین رکھتے
آہون نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی ؎ نالون کا بھی غل ہو کہ اثر ہم نہین رکھتے
گہ دشت مین آوارہ ہین گہ اُنکی گلی مین ؎ وہ دل مین بسے جبسے تو گھر ہم نہین رکھتے
اقرار سے وصلت کے دیا کرتے ہین تسکین ؎ اب دل وہ مرا درہم و برہم نہین رکھتے
سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمہارے ؎ کیا اتنی بھی اے جان نظر ہم نہین رکھتے
ناصورون کی ٹیسون پہ تصدق ہی مری روح ؎ اسواسطے ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتے
گو پانی ہوا نار تعشق سے دل اپنا ؎ ڈر سے ترے آنکھون کو بھی تر ہم نہین رکھتے
اب تک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے ؎ پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے
منھ لال طمانچون سے قناعت مین کیا ہی ؎ صورت بھی کبھی صورت زر ہم نہین رکھتے
یاقوت ہین لخت جگر آنسو دُر خوش آب ؎ ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے
قسمت کے اندھیرے نے ہمین راہ بھلادی ؎ اب کوچہ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتے
اب روح لہو ہو کے جو نکلے تو عجب کیا ؎ تن مین لہو اے دیدہ تر ہم نہین رکھتے
دھڑکا ہمین فرداے قیامت کا رہے کیا ؎ ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہین رکھتے
فرقت اُنھین مرغوب ہی وصلت ہمین مطلوب ؎ جس سمت دل اُنکا ہی اُدھر ہم نہین رکھتے
پژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول آہ ؎ یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

ای شہر یار بفور ملاحظہ نامہ ہذا تشریف لائیے کہ دولت دیدار حاصل ہو یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جاکر شہر یار کو دینا اور نامہ پڑھوا کر کہنا کہ میرے ساتھ تشریف لیچلیے اور بیان کرنا کہ

ملکہ کو بڑا اشتیاق ہی نامہ کو ملفوف کیا کنیز نامہ لیکر چلی یہان رستم مقابلۂ شاہور زمین آئے ہوئے
ہین اُس بیچارے طلائے کی شکست کے بعد حکم دیا ہی کہ بعد چار دن کے مقابلہ کرونگا
صبح کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین سہمناک زنگی و اشفاق شاہ رفیق جدید ہین
مگر پروانۂ شمع جمال دونون بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین رستم فرماتے ہین کہ نہین معلوم
ملکہ تمکین شیرین کلام پر کیا گذری یقین ہی اُنکو ہمارا بھی خیال ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر
سلام کیا اور عرض کی کہ در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی لیکن چاہتی ہی کہ حضور کے سامنے
آئے اپنے ہاتھ سے نامہ دست حق پرست مین دے رستم نے کہا بلاؤ کنیز سامنے آئی نامہ پیش
کیا زبانی بھی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو راتمین تڑپ تڑپ کر گذری ہین یہ نامہ بھیجا ہی حضور ملاحظہ
کرین اور میرے ساتھ چلین رستم نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف اشتیاق سے بھرا ہوا تھا
نامہ کو پڑھکر تیغہ گیتیستان کو ٹھیک کر اُٹھے سہمناک نے کہا غلام بھی ساتھ چلے تنہا جانا مناسب
نہین ہی رستم نے کہا ای برادر ہمین اسکا خیال نہین وہ حافظ حقیقی ساتھ ہی جو منظور خدا ہی
وہ ضرور ہوگا اس نامہ نے دل بیقرار کر دیا یہ کہکے کنیز کے ساتھ ہوے ہمراہ چلے کنیز راہبری
کیے لیے جاتی ہی نیرنج نے چند کنیزین در باغ پر مقرر کی ہین کہ جب رستم آتے معلوم ہون مجھکو
خبر کر نا مین بڑھکر اُنکا استقبال کرون کنیزون نے رستم کو آتے دیکھا جھپٹ کر نیرنج سے خبر
کی کہ آپکی کنیز کے ہمراہ رستم آتے ہین یہ بیچاری سنبھال کر اُٹھی دروازے پر باغ کے آکر کھڑی ہوئی
رستم نے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین مگر چہرہ اُترا ہوا چہرے پر اُداسی رستم جھپٹے قریب
آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای شہریار عشق ہمارا مشہور ہو گیا کیا عجب ہے
کہ حکیم صاحب نے بھی سنا ہو اب ہمین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین بمشکل اپنے کو اس
باغ مین لائی کہ ایک مرتبہ دیکھ تو لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے شکر ہی کہ آپکو دیکھ تو لیا ای
شہریار اگر بن پڑے تو کنیز کو نکال لے چلیے مین اسی خیال پر نکل آئی ہون رستم نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم پروردگار نے دو رفیق بھی دیے قلعۂ اشفاقیہ بھی قبضے مین آیا شاہور نامے پہلوان
میرے مقابلے مین اُترا ہی اسوقت تمھارا نامہ پہونچا مین فوراً چلا آیا یہی خیال تھا کہ ملکہ کو دیکھ لین
نہین معلوم گردش فلکی کیا دکھائے وہان لشکر مین قبلہ و کعبہ گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ خواجہ عمرو

ہماری تلاش مین نکلے ہون نیرنج نام خواجہ سنکر ٹھر اگئی کہا ای شہریار اس شخص کا آپ ذکر
نہ کیجیے ساحر اسکے نام سے گھبراتے ہین اسنے ان آق ساحرون کو مارا کہ جن کا مثل ممکن نہین
رستم کو ان باتون پر کھٹکا تو ہوا لیکن معشوق عاشق خصال سے ملاقات ہوئی باتین کرتے
چلے آتے ہین وسط باغ مین چبوترے پر فرش تھا وہان لا کر رستم کو بٹھایا باتین کرنے لگی باتین
کرتے کرتے کہا گلے سے لوح اتار کر رکھیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے لوح اتار کر مسند پر رکھی ملکہ نے
غمزہ کرکے کہا کلاہ ہفت گوشہ بھی اسی کے پاس رکھیے جب ساحر پر اسکا عکس پڑتا ہی تو
گھبرا جاتا ہی یہ تحفے خدا نے آپکو خوب دلوائے چند تحفہ جات کی قید اس طلسم مین بھی ہی ایکدن
خداوند نے کوٹھا کھولا زرہ مجھکو دکھائی کہ زرہ نیلوفری اسکا نام ہی بالکل ویسی ہی تھی
زرہ اتار کر رکھیے تو مین دیکھون کہ اسمین اسمین کیا فرق ہی رستم نے زرہ بھی اتار کر رکھی ملکہ الٹ
پلٹ کے زرہ کو دیکھنے لگین کہا ای شہریار اس طلسم مین ایک تیغہ بھی ہی یہ تیغہ بھی مجھکو دیجیے کہ
مین بخوبی پہچان لون اگر ایکی مرتبہ انکو دیکھون تو نکال لاؤن رستم نے تیغہ بھی کھول کر کہا اب زرہ
ہفت جوشن و تیغۂ ہفت جوہر و لوح طلسمی تینون تحفے مسند پر رکھے ہین لیکن نیرنج سوچ رہی
ہی کہ مین کیونکر ان چیزون کو لون سامنے ایک نخل تھا پھولون سے لدا ہوا ناز کرکے کہا ای شہریار
چند پھول اس درخت کے لائیے تو مین کانون مین پہنون رستم اٹھے قریب نخل نہ پہونچے تھے کہ
ایک آواز ہیبتناک آئی کہ باش او طلسم کشا منم ملکہ نیرنج جادو تحفہ جات مذکور و لوح طلسمی نیرنج
نے اٹھالی رستم جو پلٹے دیکھا معشوقہ خوبرو نہین ہی ایک ساحرہ بشکل مہیب و صورت عجیب
و غریب لوح و زرہ و کلاہ جھولی مین رکھ رہی ہی رستم نعرہ کرکے جھپٹے نیرنج جادو نے سحر کیا
رستم زمین پر گرے ملکہ نے کنیزون کو پکار کر آواز دی ارے جلد آؤ کنیزین گوشہ باغ سے
پیدا ہوئین آکر رستم کو مسلسل و مطوق کیا پھر کنیزون سے کہا ارابہ لاؤ ارابہ آیا تحفہ جات نیرنج
کے پاس ہین رستم کو ارابے پر سوار کیا ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی کہ یا خداوند کنیز نے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا قید لیکر خدمت مین آتی ہون اور شوہر میرا برائے گرفتاری اشفاق شاہ و
سہمناک زنگی گیا ہی اب انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی عرضی کو ایک کنیز کی معرفت روانہ کیا
اور ایک نامہ شوہر کو روانہ کیا کہ سہمناک و اشفاق شاہ کو گرفتار کر لاؤ اور بیخوف رہو

کہ مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تحفہ جات میرے قبضے مین ہین لیکن خواجہ جو لشکر کاؤس زیرین پوش مین آئے دریافت ہوا کہ یہ نیرنج کی بھانجی ہے اور نیرنج فکر طلسم کشا مین گئی ہے دور سے دیکھا کہ کاؤس دربارگاہ پر بیٹھی ہے چند کنیزین گرد سیر صحرا کر رہی ہین کنارے آکر ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک آئینہ سے پسند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے مکر سے نئی نکالی نئے طور سے اس غزل عاشقانہ کو شروع کیا۔ نظم

پریون کا پیس و پیش جو سامان نظر آیا
تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا

سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا
جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا

بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند
جہان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا

دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار
گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا

افزائش وحشت سے رہا حال یہ برسون
جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا

تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم
ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا

کیا سلسلۂ دہر بھی ہے طرۂ گیسو
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا

پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے
پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا

ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح
ہمرنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا

انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

افسوس نسیم جگر افگار محبت
پھر زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کاؤس نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زیر نخل بیٹھی تانین مار رہی ہے ایک کنیز سے کہا ان بڑی بی کو بلاؤ کنیز نے جا کر خواجہ سے کہا خواجہ لڑکھڑاتے سامنے آئے کاؤس کو سلام کیا کہا کہ بی بی کی عمر دراز ہو حسن و جمال کی ترقی یہ لونڈی رئیسون کی مشتاق رہتی ہے جب سے شوہر نے انتقال کیا قدر دان نہین آتے کاؤس نے پوچھا بڑی بی تمھارے شوہر کا کیا نام تھا بڑی بی نے کہا حضور تان دراز خان تمام دنیا مین اُنکا نام

مشہور و معروف ہی ایسی لمبی تان لیتے تھے کہ ہاتھی گھوڑے چھوٹ کر بھاگتے تھے طائر گانے پر کھنچ آتے تھے جب میرے پاس آتے تھے کہتے تھے کہ بی بی کچھ سیکھ لو ہمارے بعد کام آویگا مجھ کمبخت کو کچھ خیال نہوا اب جب وہ مر گئے تو نکلتی ہوں کچھ مانگ لاتی ہوں یہی بسر اوقات ہی کاؤس نے کہا بڑی بی صاحب بیٹھو ہم تمھیں خالہ امان کے پاس لے چلیں گے وہ تمھارا گانا سُنکر بہت خوش ہونگی اُنکو گانے کا بڑا شوق ہی خود بھی گاتی ہین تان توڑ خان سے سیکھا ہی خواجہ عمرو بیٹھے کہا واری ہر چند کہ لونڈی ضعیف ہو گئی مگر اب بھی جس دن کپڑے بدلتی ہوں اور منھ ہاتھ دھوتی ہوں اور مستی کا جل کر کے دروازے پر بیٹھتی ہوں دیکھتی ہوں دو چار جوان کھڑے ہین منتین کر رہے ہین کوئی سنکھیا کھانے پر اڑا ہی کوئی گلا کاٹنے پر آمادہ کھڑا ہی واری مین کسی کا دل نہین دکھاتی سب کی خاطر کرتی ہوں سب کو ایک نگاہ سے دیکھتی ہوں وہ بھی میرے اوپر جان دیتے ہین دس بارہ جوان روز آتے ہین اور لڑکے دن بھر جمع رہتے ہین کوئی نانی کہتا ہی کوئی خالہ دن بھر گھر مین جمع رہتے ہین اُنسے کھیلا کرتی ہوں واری ان لڑکون سے بڑا کام نکلتا ہی دن بھر سودا سلف لاتے ہین کاؤس ان باتون کو سُنکر بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی تمھاری باتون مین دل لگتا ہی تم آج نہ جاؤ کہا واری سب لڑکے پریشان پھرینگے گھر پر آکر پکارینگے ایک نواسی ہی دس بارہ برس کی وہ جواب دیگی کہ نانی جان کہین مانگنے گئی ہین تب وہ لڑکے دن بھر گرد مکان کے پھرینگے اسکا بڑا خیال ہے کاؤس نے کہا آج تو شب کو یہین رہو تم کو مین اپنے ساتھ خالہ امان کے پاس لیچلونگی اب دو چار دن نہ جانا ہوگا بڑی بی نے کہا خوشی حضور کی مین یہین رہونگی یہ کہکے بڑی بی پالتھی مار کے بیٹھین باتین کر رہی ہین جب کھانے کا وقت آیا بڑی بی کو کھانا کھلایا بہ اطمینان بٹھایا بڑی بی نے باتین کرنا شروع کر دین حال عشق صاحبقران ملکہ مہر نگار سے شروع کر دیا کاؤس بہت خوش ہوئی بڑی بی کی بڑی خاطر کی دن بھر ایسی باتون مین گذرا شام کو جلسہ آراستہ کیا کہا بڑی بی صاحب گاؤ بڑی بی صاحب نے یہ اشعار عاشقانہ مٹک مٹک کر گائے

نظم

ای مہ حسن ترا طرۂ شام دگر	وی مئی عشق ترا ساغر و جام دگر

خلق جہان را نظر بر در و بام فلک — حسن ترا جلوہ گہ بر در و بام دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروی تست — نیست بہ دیر و حرم جز تو امام دگر
مخفی اگر نیستی بو الہوس راہ عشق — از سر جاے دگر در پے جاے دگر

اس طور سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ کاؤس بیقرار ہو گئی کہا بڑی بی حقیقت مین تم کامل و
اکمل ہو اور گانے مین تمھارے تاثیر ہی بڑی بی پھر باتین کرنے لگین کہا واری شراب کباب
کی صحبت ہو صحبت بے نمک ہی رقص و سرود کی صحبت مین شراب و کباب ضرور چاہیے کاؤس
نے حکم دیا اے شراب و کباب لاؤ کیون بڑی بی اس بڑھاپے مین بھی شراب و کباب کا شوق
ہی کہا واری شراب تو مجھے کہان میسر مگر ٹکے کا ٹھرا منگا لیتی ہون لڑکون کو بھی پلاتی ہون
کیا لڑکے اُچھلتے کودتے ہین جب مین پلنگ پر جاتی ہون جھپٹ جھپٹ کے ایک کے بعد دوسرے
کا آنا اور میرے پاؤن کا دبانا نانی امان کہکے لپٹنا واری عجب لطف ہوتا ہے کاؤس
ہنس رہی ہی خواجہ عمرو نے گلابیون کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملا کر کہا ایک ایک جام سب پی لین
تو پھر مین بہ اطمینان گاؤن سب کے پہلے کاؤس نے جام پیا پھر تو سب کنیزین پینے لگین خواجہ
عمرو نے جو چند اشعار گائے رنگ محفل دگرگون ہوا کاؤس گت بھرتی ہوتی اپنے مقام سے
اُٹھی کنیزین حضور حضور کہتی ہوئی دوڑین گر کر بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے کاؤس کو اُٹھا کر
زنبیل مین رکھا کاؤس کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آرام کیا کنیزین بیہوش پڑی رہین جب نسیم
سحری چلی کنیزون کی آنکھ کھلی دیکھا بی بی سو رہی ہین قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ بیدار ہوئی مین کنیزون
سے پوچھا بڑھیا کہ جو اکسیر کی پڑیا تھی کہان گئی کنیزون نے عرض کی واری ہم لوگ سو گئے
وہ اپنے گھر چلی گئی کیسی بیقرار تھی کہتی تھی میرے لڑکے تباہ ہونگے کہا اچھا منزل کھوٹی ہوتی
ہی جلد سواری کی تدبیر کرو جہان خالہ امان ہون وہان ہمکو لیچلو ملکہ کو محافے مین سوار کیا
کنیزین ساتھ ہوئین محافے کو لیکر چلین کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا ایک کنیز دوڑی
ہوئی آتی ہی کاؤس نقلی نے جو کنیز کو دیکھا کنیزون سے کہا اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ
کنیزین اُسکو جا کر لائین ملکہ نے پوچھا ارے تو کون ہی کہان سے آتی ہی کہان جاتی ہی کنیز نے
کہا حضور نے مجھکو نہین پہچانا مین آپکی خالہ امان کی کنیز ہون آپکی خالہ امان نے جا کر طلسم کشا

گو پکڑ لیا ہو تحفہ حیات چھین لیے اسی راستے سے آئینگی مجھکو نامہ دیکر قلعۂ اشفاقیہ پر روانہ کیا ہو کاؤس نے کہا تم ذرا دم لیلو پھر جانا مگر خالہ امان کس راستے سے آتی ہین کنیز نے عرض کی داری صحراے زنگ بار سے جائینگی شقایق زنگی وہان کا حاکم ہو اُس کے یہان دعوت کھا کر خدمت خداوند مین روانہ ہونگی کنیز سے سب نشان صحراے زنگبار پوچھ لیا کنیز کو روانہ کیا خود کوچ کر کے چلے مگر شقایق زنگی اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نیرنج جادو نے جاکر بہ شعبدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا اُنکو لیے ہوے آتی ہین آپکے صحرا مین ضرور ٹھہرینگی شقایق زنگی نے حکم دیا فوج تیار ہو اور فوج کو آراستہ کرو صحرا کو درست کر دو کہ ملکہ آکر بہ اطمینان اُترین حقیقت مین ملکہ نے جاکر بڑا کام کیا چوبیس ہزار سوار کا لشکر تیار کر کے صحرا مین اُتارا افسردان کی بارگاہین استادہ ہوئین چوبیس ہزار خیمہ آراستہ ہو گیا بیلدارون نے آکر تھالے درختون کے درست کیے درختون کو پانی پہونچایا چمنون کو آراستہ کیا شقایق زنگی آکر بارگاہ مین بیٹھا انتظار نیرنج کا کر رہا ہو تیسرے دن صبح کو گرداڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا ہرکارون نے بڑھ کر شقایق کو خبر دی کہ ملکہ عالم کی آمد شروع ہو گئی لشکر زیادہ اسوجہ سے ساتھ ہو کہ جس طرف سے گذر ہوا اہالی قریہ بھی ساتھ ہو لیے ہین مرجان تاجدار دگیہان تاجدار ولمعان تاجدار یہ تین بادشاہ بھی ساتھ ہین شقایق نے کہا کیا مضائقہ ہو سب کی خاطر بن کرونگا ہرکارون نے عرض کی یہ تاجدار اسوجہ سے ساتھ ہوے کہ جسنے خبر سنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا سب کو حیرت ہوئی یہ طلسم کشا وہ شخص ہو کہ جسنے کل طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا ہفت پیکر نے کیا کوئی کوشش اُٹھا رکھی ہوگی مگر ملکہ نیرنج نے کمال کیا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم بھی ساتھ ملکہ کے چلین گے خداوند کے سامنے پہونچین ہمارے سامنے طلسم کشا قتل ہو اب ہفت پیکر بھی آکر سجدہ کریگا شقایق زنگی واسطے استقبال کے اُٹھا وسط صحرا مین آکر ٹھہرا اول تاجداران مذکور فرداً فرداً آئے شقایق نے سبکو بہ محبت اوتارا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد ان تاجدارون کے ملکہ نیرنج جادو طاؤس زرین بال پر سوار پانچ سو کنیزین گھیرے ہوے بڑے کروفر سے آکر پہونچین ایک ارابے پر طلسم کشا خوشی سے نیرنج کا چہرہ سُرخ تاج سر پر رکھے ہوے

شقائق نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کارنمایان کیا ایسے صاحب اقبال
کو گرفتار کرلیا یقین ہی قدرت بہت خوش ہون نیرنج نے کہا ای پہلوان دوران کچھ مجھکو
مشکل نہین پڑی بہت آسانی سے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ای شقائق مقام عبرت ہی دنیا
کی عجب کیفیت ہی کہ باپ خدائی کرے اور بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہو باپ کی خدائی مٹانے
کی کوشش کرے افسوس کا مقام ہے اسی کی صورت بنکر مین نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا
طلسم کشا اسکے نام پر جان دیتا ہی دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا مین نے تحفہ جات لے لیے اب
شوہر میرا گیا ہی دوسرا اُسکے با فوج اترے ہوے ہین ہر چند کہ شاہ رخ بھی مقابلے مین
اُترا ہوا ہی لیکن شطرنج جادو ہونچیگا ایک سحر مین سب کو گرفتار کرلیگا کہان بھاگ کر جائینگے
بجز فرار قرار نہ کرسکین گے شقائق زنگی نے یہ سُنکر بڑی تعریفین کین کہا ملکۂ عالم آپ
حقیقت مین سحر کا طریقہ خوب جانتی ہین اس زمانہ تک یہ سحر کہ گذرا کہ جو ساحر گیا اُسنے اپنے
سحر کا غرور کیا طلسم کشا صاحب لوح و تحفہ جات جب نکلا ساحر کو مار لیا مگر آپ نے کیا عمدہ
تدبیر کی اب قدرت شطرنج کو طرۂ پیغمبری دینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا کافرون نے کافرہ کو دعا دی قطعہ ای سرت سبز
تا خزان بچرند + شکست طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار نگار رنگ + بر سر تو موکلان بزنند
ملکہ عالم کی عمر دراز ہو ملکہ کاؤس زرین قبا بھانجی سرکار کی تشریف لاتی ہین آپکی تلاش
مین جنگلون مین پھرین جب یہان خبر پائی تو تشریف لائی ہین مگر بہت رنجیدہ ہین غلامون
نے شاکل سے خامہ نوش نہین کیا آپ کی جدائی کا بڑا رنج ہی فرماتی تھین کہ کبھی خالہ امان سے
ہم جدا نہین ہوے کنیزین کہتی تھین کہ راتون کو اٹھ اٹھ بیٹھتی تھین اور خالہ امان کہکر
پکارتی تھین ایک ہفتہ جنگلون مین تباہ رہین جب یہان کی خبر پائی تب آوارگی مٹی رو بہ راہ
ہو کر آئین نیرنج نے کہا حقیقت مین یہ موی مٹی کی نشانی ہی مین نے اسکو بڑی محبت سے
پرورش کیا مگر نامہ خداوند کا ایسے اضطراب مین پہونچا کہ فوراً روانہ ہوئی شوہر نے بھی کہا کہ
انہی بات ہی کہ ہماری سرحد مین غیر شخص آجے اور زندہ پلٹ کے جاوے فوراً روانہ ہوگئی یہ
کہکے فوراً طاؤس پر سوار ہوئی برائے استقبال چلی راہ مین آکر دیکھا کہ ملکہ محافے سے سر نکالے

جھانکتی ہوئی آتی ہو جیسے ہی نیرنج نے قریب آکر کہا کیوں میری جان کیسا مزاج ہو کاوس نے اپنے کو محلے مین سے گرا دیا پکار کر آواز دی خالہ امان ہم آپ سے نہین بولتے ہمارے آپ کے کھٹ ہو گئی اب ہم جنگل مین رہین گے خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہمکو شیر بھیڑیا کھائے آپ ہماری لاش منگوائین نیرنج نے پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ آنکھین روتے روتے سرخ ہو رہی ہین چہرہ اُترا ہوا بجلی لگی ہوئی ہو نیرنج نے گود مین لیلیا کہا بیٹا روؤ نہین ہمسے خطا ہوئی ایسا ہی موقع تھا کاوس نے مچل کر اپنے کو گود سے گرا دیا اور خاک لیکر مُنھ پر ملنے لگی ایڑیان رگڑتی تھی اور کہتی تھی بس خالہ امان جایئے ہمسے بات نہ کیجیے آپ کو خیال نہ آیا کہ یہ بدنصیب مر جائیگی کبھی ایلی نہین رہی ہو راتون کو کیونکر صبر کریگی ہمکو ثابت ہو گیا کہ آپ کی محبت ظاہری ہی نیرنج نے گود مین اُٹھایا خاک چہرے کی پونچھی کہتی تھی بیٹا اب تم جوان ہوئین چار دن مین شادی ہو گی پرائے گھر مین کیونکر بسر ہو گی شوہر کی اطاعت کرنا پڑیگی کاوس نے کہا شوہر کے مُنھ کو آگ لگے مین ابنی شادی اپنے خالو کے ساتھ کرونگی نیرنج نے کنیزون سے متوجہ ہو کر کہا صاحبو اس احمق کی باتین سنتی ہو باپ کے ساتھ شادی کریگی کاوس نے کہا کیا سچ ہو ہمنے ایک دن خالو ابا سے پوچھا تھا اُنھون نے کہا تھا کہ ہم بی بی کی شادی نہ کرینگے اسپر مین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی کرونگی تو خالو ابا نے ہنس کر کہا کہ بیٹا اچھا ہمارے ہی ساتھ شادی کرنا آپ ہمکو احمق بناتی ہین نیرنج بہت ہنسی کہا لو صاحبو باپ بیٹی مین اقرار بھی ہو گیا ابھی جب مین چلی ہون تو کئی تاجدارون کے رقعے آئے انکے خالو ابا ہنستے ہوے آئے اور کہا کہ لو صاحب کاوس کی نسبت آئی ہو مین نے جواب دیا کہ میری بیٹی حسین ہو دولھا بھی ایسا ہی ہو جس تاجدار نے نامہ لکھا ہو اُسکا بیٹا کچھ سڑبلا سا ہو مین اپنی بچی کو دیدون اُسکی سلطنت کو آگ لگے خالہ نے انکے کہا مین ایک جلسہ کرونگا اُسمین سب شاہزادے جمع ہونگے جسکو صاحبزادی پسند کریگی اُسی کے ساتھ شادی ہو گی نیرنج گود مین لیے ہوے سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی دربار مین لائی تخت پر گود مین لیکر بیٹھی مگر کاوس کا رونا موقوف نہین ہوتا کہا بیٹا اب نہ روؤ بس ضد ہو چکی اب جہان کہین جائینگے تمکو ساتھ لیجائینگے کاوس نے کہا خالہ امان ایسا کام کیا تھا کونسی ضرورت

تھی کہ جو آپ ہمکو چھوڑ کر چلی آئین نیرنج نے کہا بیٹا قدرت نے نامہ لکھا تھا کہ طلسم کشا
تمھاری سرحد مین آگیا مین اس وجہ سے جل نکلی تم باغ مین تھلین مین سمجھی کہ اپنی کنیزون مین
بہل جاؤگی کاؤس نے کہا آپ نے وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہوتا وہ شخص خود دوڑا چلا آتا
آپ نے کئی مرتبہ ایسے سحر مجھکو دکھائے ہین جس دن مین بچہ آہو کے لیے بگڑی تھی تو آپ نے
سحر کیا کہ کئی مادہ آہو بچون کو اپنے ساتھ لیکر چلی آئین آپ کو جانے کی کیا ضرورت تھی مجھ سے
مفصل کہیے ورنہ رو رو کر اپنی جان دونگی نیرنج نے کہا بی بی وہ جوان ایسا نہ تھا کہ جسپر سحر
تاثیر کرتا لوح طلسمی گلے مین زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ زیب سر تیغ
ہفت جوہر حمائل کمر یہ تحفہ جات خود سامری وجمشید نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہین انپر سحر
تاثیر نہین کرتا کاؤس نے کہا مین تو دیکھون وہ چیزین کہان ہین ابھی سحر کر کے جلا دون سب
چیزین اُٹھا لین لوح کو چمکانے لگی کلاہ کو اپنے سر پر رکھ لیا نیرنج نے کہا بی بی اسکو نہ چمکاؤ
ہم سحر بھولے جاتے ہین کلاہ کا عکس پڑنے سے دل گھبراتا ہی زرہ کے پاس ہونے سے طبیعت
مین اضطراب ہوتا ہی نامردی دل مین سماتی ہی جی چاہتا ہی سامنے سے بھاگ جائین کاؤس نے
کہا خالہ امان میرا جی چاہتا ہی کہ لوح طلسم کشا کو پہنا دون زرہ بھی اُسکے بدن مین جائے ٹوپی
سر پہ ہو لوح گلے مین ڈالدون نیرنج نے کہا بیٹا ایسی باتین نہ کرو سب کی جان پر بن جائیگی
کاؤس نے کہا ہمی تماشہ دیکھنے کو دل چاہتا ہی آپ اتنے لوگ جمع ہین یہ اکیلا کیا کریگا نیرنج
نے کہا بیٹا یہ اکیلا لاکھون پر بھاری ہی یہ وہ شخص ہی جسنے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا اے شقائق
رنگی گائیون کو بلاؤ بھانڈ بھی سامنے آئین میری بچی کے سامنے نقلین کرین ایک کنیز فوراً
کھڑی ہو گئی نہایت طرار و فرار تھی گنگنا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

کر چکا قید سے جسوقت کہ آزاد مجھے — ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے
عمر بھر یون تو کبھی لی بھی نہ کروٹ پس مرگ — حیف رہ رہ کے کیا کرتے ہین اب یاد مجھے
حکم دربان کو ہی زنہار نہ آنے پائے — غیر کے سامنے آتے ہین مگر یاد مجھے
خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئے لیکن — قبر پر آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے
باغبان گلشن عالم کا مین وہ بلبل ہون — طائر سدرہ کہا کرتا ہی اُستاد مجھے

ہمصفیرون کو مرا حال کھلیگا بس مرگ
صحن گلشن مین مرے پھول کرینگے گلچین
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ
حسرت دید مین دی جان درِ جانان پر
غیب سے ہوتے ہین القا رے دلمین مضمون
سیر باغ آتا ہی دنیا کا نظر جب رعنا

دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
روئیگا سونا قفس دیکھ کے صیاد مجھے
دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے
کیا تعجب ہی جو کافر کہین شداد مجھے
دیکھ فیضان سخن کا ہی خدا داد مجھے
یاد آتی ہی بہت حسرت شداد مجھے

اس نازنین نے بڑے لطف سے یہ غزل گائی کاؤس زرہ وغیرہ سے کھیلنے لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہی خالہ امان لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈالدون کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھون تو خوب تلوار چلے نیرنج کہتی ہی بیٹا ایسا نہ کرنا کہا خالہ امان اسکو ابھی گرفتار کرلین گے نیرنج نے کہا بیٹا یہ لاکھون سے بھی گرفتار نہ ہوگا کہا خالہ امان جی چاہتا ہی کہ اسکی لڑائی کا تماشہ دیکھون نیرنج جب چھیننے کا ارادہ کرتی ہی تو کاؤس رونے لگتی ہی نیرنج کہتی ہی ایسا نکر نا میری جان پر بن جائیگی تمھارے دشمن بھی قتل ہون تو عجب نہین اس قید و بند مین رستم کے تیور تو دیکھو زنجیرین ہلا رہا ہی اگر سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان نہوتین تو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالتا یہ جوان صف شکن تیغزن ہی کاؤس نے کہا گانا سنیے اب باتین نہ بنائیے رنگ گانے کا بگڑا ہی گانے والی جان توڑ توڑ کے گا رہی ہی نیرنج طرف گانے کے متوجہ ہوئی موتیون کا مالا اُتار کر گائن کو دیا تعریفین کر رہی ہی کہ ای گلشن کیا باغ لگاتی ہو کیا مزے سے گاتی ہو دل بیچین کر دیا خانۂ دل کو عشق و الفت سے بھر دیا کہ کاؤس نے جست کی برابر رستم کے پہونچی لوح گلے مین ڈال دی کلاہ سر پر رکھی تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو - عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندۂ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + رستم کے جو ہاتھ

مین تیغہ ہفت جوہر آیا نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم - ارش - اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ
پور رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ
کرکے لڑنے لگے نیرنج نے دیکھا کہتی تھی ارے کیا غضب ہوا میری بچی کہان گئی
یہ ساربان زادہ کیونکر آیا عمرو نے گلیم اُڑھ لی کبھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا کبھی گلیم اوتاری کسی
جادوگر کو مارا کبھی حاضر کبھی غائب کبھی حقۂ آتشبازی داغا کہ بارگاہ مین اندھیرا چھا گیا
اُس اندھیرے مین مُردون کے کپڑے اُتار لیے رستم نے لاش پر لاش گرا دی مگر فوج
تین لاکھ ہو تینون تاجدارون نے آواز دی یارو بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو رستم
لڑتے ہوئے باہر نکلے خواجہ عمرو حقے داغ رہے ہین ساحر وغیرہ ساحرون نے رستم کو گھیرا ہی
ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردمند مگر نیرنج گھبرائی ہوئی ہی سحر جو کیا آگ برسی رستم پر
شعلہ آتا نہین اسی کی فوج والے جلنے لگے ہزارون جل کر خاک ہوئے ساحرون نے
فریاد کی ای ملکۂ عالم ہم لوگ جلے جاتے ہین دیکھیے کئی ہزار ساحر وغیرہ جل گئے طلسم کشا
پر تاثیر نہین ہوئی نیرنج نے گھبرا کر کہا او خریر ساربان زادے یہ تو بتا کہ تو نے کاوس کو
کیا کیا کنیزون پر غصہ کرتی ہی کہ حرامزادیو صاف صاف بتاؤ میری بچی کو کیا کیا میرا کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کہ اس ساربان زادے نے نہین معلوم میری بچی کے ساتھ کیا کیا
کنیزین کہتی ہین حضور ہمکو نہین معلوم صرف راہ مین ایک بڑھیا آئی تھی اُسی نے یہ
آفت برپا کی اور کوئی لشکر مین نہین آیا ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ بی بی ہماری نہین ہین
نیرنج کہتی ہی تم سب کو مار ڈالونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی تمھارے قتل سے منہ نہ موڑونگی
مگر کنیزین یہی کہتی ہین حضور ہم نہین جانتے کہ رستم لڑتے بھڑتے قریب نیرنج کے پہونچے
اُسنے جب دیکھا کہ کئی سو سردار مارے گئے اور کسی کی کچھ نہین چلتی خیال مین گذرا کہ ای نیرنج
نکل چلون ورنہ قتل ہو جاؤنگی نیرنج زمین پر گری غلطک مار کر پرواز پیدا کیے ہکہ دیگر
بلند ہوئی رستم نے کمان کاندھے سے اُتاری اور کئی تیر مارے مگر نیرنج نے جلا دیے رستم
کو بڑا رنج ہی قضاے کار جہان آرا جو خواجہ کو چھوڑ کر چلی تھی آسمان سے دیکھا کہ رستم
یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ساحر وغیرہ ساحرون نے گھیر لیا ہی کئی لاکھ جوانون کا رستم پر

بلوہ ہی جہان آرا بیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنج اڑی ہوئی جاتی ہی کئی تیر رستم
نے مارے اس خطا شعار کے قریب بھی نہ پہونچے وہین سے نعرہ کیا منم جہان آرا او
نیرنج کہان جاتی ہی اور یہ کہکے سحر کیا ایک پتھر کئی من کا نیرنج پر گرایا پتھر جو نیرنج پر
گرا الٹ گئی طرف زمین کے چلی اور جہان آرا نے سحر کیا کہ اب نزدیک رستم نے جو دیکھا
کہ نیرنج قریب پہونچ گئی تیر مارا کہ سینہ نیرنج پر پڑا توڑ کر پار گذرا لاشہ نیرنج کا زمین پر گرا
آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنج جادو بود نیرنج کا مرنا تھا کہ لشکر مین گھبراہٹ ہوئی پھر جہان آرا
نے سحر کیا کہ کئی سو کے سر اڑ گئے لشکر والے گھبرائے مرجان تاجدار جادو لڑتا بھڑتا رستم
کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پکڑ کے تلوار چھینی کمر مین ہاتھ ڈال کے
مرجان کو اٹھا لیا مرجان نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان با ایمان مرجان
بصدق دل مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف مرجان کے آئی لقمان تاجدار نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم اکیلے لڑ رہے ہین لڑتا بھڑتا قریب رستم کے آیا اسکو اپنی ضرب پر ناز تھا ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے بادھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا لقمان بھی بصدق
مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف رستم کے آئی دونون تاجدار مسلمان ہوے شقائق زنگی
کو اسکو اپنی ضرب پر بڑا ناز ہی ان تاجدارون کو برا بھلا کہتا ہوا قریب رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے تیغہ پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا شقائق زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن
تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغہ جو جھکا کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا تو تلوار خود
پر چمکی تھی یا زیر تنگ آنکر زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے شقائق زنگی کے
مارے جاتے سے ایک نعرہ ہوا کافرون کے رنگ کٹ گئے یہ بھی سب نے دیکھا کہ دونون تاجدار
بصدق مسلمان ہوے افسران فوج شقائق زنگی رومالون سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت رستم
ہوے رستم نے سب کو امان دی رستم اسی مقام پر اترے ملکہ جہان آرا بھی حاضر ہوئین بارگاہ
شقائق زنگی مین سب داخل ہوے خواجہ نے کہا کہ ای رستم صاحبقران کا تمہارے
فراق مین عجب حال ہی رستم نے کہا میری فوج کے دو سردار قلعہ پر اترے ہین شاہور
بلند رکاب انکے مقابلہ مین ہین ان تاجدارون نے کہا غلام نشانہ ہی کرینگے ان سبکو لیکر رستم

طرف قلعہ کے چلے یہان جب شاہور کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین شاہور نے طبل جنگی
بجوایا سہمناک زنگی نے کہا ارے بادشاہ مین لڑونگا غلامان رستم منھ نہ پھیرینگے یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی ناگاہ بادشاہ اقلیم چہارم نے شہنشاہ
ماہ تابان پر شبخون مارا فوج شعاع وضیا غالب آئی لشکر ثوابت وسیارگان نے شکست
کھائی شہنشاہ ماہ تابان شکست کھا کر قلعہ مغرب مین آیا فوج ثوابت وسیارگان کو ساتھ
لایا شہنشاہ اقلیم چہارم یعنے نیر اعظم میدان چرخ زبرجدی مین آیا علم ضیا بلند ہوا فوج شعاع
نے عالم کو گھیر لیا عملداری شہنشاہ نیر اعظم کی قائم ہوئی شاہور بجوش وخروش میدان مین آیا سہمناک
زنگی نے شتقابق شاہ کو سوار کیا مگر سارا لشکر بے سردار ہی رستم کے نہونے سے کیسا سناٹا ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ لشکر بے سردار ہی مگر سہمناک زنگی مسلح وکمل اوچی بنا ہوا کرگدن
مست پر سوار ہی میدان مین آکر سامنے اُتنی بڑی فوج کے صف آرا ہوا مگر سہمناک منتظر ہی کہ
شاہور نکلے تو مین جا پڑون تامل نکرون ساتھ والون سے کہ رہا ہی یار و کچھ معلوم نہین کہ آقائے
نامدار پر کیا گذری ہمسے غافل نہ ہوتے خدا اُنکو خیر وعافیت سے رکھے رفیق پروری تو اُنکا
کام ہی وہ اس امر کو گوارا کرتے کہ ہم اسطرح میدان مین آئین ایک اُنکے نہونے سے لشکر پر
رونق نہین شاہور کا لشکر بھی آکر جمع ہوا میمنہ میسرہ بھی آراستہ ہوا نقیبون نے آواز
دی کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید - فرد - روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام وننگ باید کرد + رستم وسام ونریمان کہان ہین سب خاک مین جا کر
مخفی ہوے اب اُنکا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا نشان بھی نہین ملتا دنیا مین جسکو نام اپنا
روشن کرنا ہو میدان مین نکلے یہ کہکے نقیب ہٹے شاہور نے قصد کیا کہ گینڈا اکاوُن
سردارون سے کہ رہا ہی جب مین سہمناک کو قتل کرون تو بلوہ کردینا مین گھیر کر سبکو مارونگا
قلعہ پر قبضہ کرکے ناظم مقرر کردونگا پھر چل کر طلسم کشا کو تلاش کرونگا طلسم کشا کو
قید کر لیجاؤنگا میرے دو بھائی اُنکے ہاتھ سے ضائع ہوے مین کیا اُنکا پیچھا چھوڑونگا
وہ جہان جائینگے وہان جاؤنگا اگر اُن کا پتہ نہ ملیگا تو تا بلشکر امیر جاؤنگا
وہان جا کے اُنکو ڈھونڈونگا کیا مین اُن سے کم ہون آفت برپا کردونگا نام نور رستم مگر

کہین جاکر چھپ رہے نہین معلوم ایسے شخص نے طلسم ہفت پیکر کیونکر فتح کیا سردار کہ رہے
ہین حضور میدان مین تو چلین ہم بلوہ کردینگے اور فوج دشمن کو گھیر لین گے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے افسران فوج ہمارے پہونچتے ہی اطاعت کرلین گے یہ سنکر چاہا کہ گینڈا اٹھاوے
اور میدان مین جاوے کہ صحرا سے گرد اڑی شطرنج جادو مع فوج ساحران پیدا ہوا کئی لاکھ
ساحر ساتھ اُسکو اس وجہ سے دیر لگی کہ زوجہ کا انتظار کرتا رہا کہ رستم کو لیکر آئیگی اُسکو
ساتھ لیکر چلونگا زوجہ کا حال کیا معلوم کہ رستم اُسکو مارکر آتے ہین شطرنج نے دور سے
شاہور کو دیکھا کہ میدان مین نکلا ہی وہین سے پکارکر آواز دی کہ ای شاہور میدان مین جانا
زوجہ نے میری طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہوگا لیکر آتی ہوگی مین ان سب کو ایک سحر مین گرفتار
کرونگا تمکو زیادہ تکلیف پڑے گی یہ کہکے مرکب اڑاتا ہوا میدان مین آیا فوج ساحران ایک جا
جمی پکارکر شطرنج نے آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن یہ خیال رہے
کہ ایک سحر مین سبکو جلادونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تم لوگ قدرت سے پھر گئے ایک نئے شخص جو
سرحد مین آیا اسکی اطاعت کرلی جسنے پرورش کیا اُسکا خیال بالکل فراموش کیا قدرت کو برا لگا
ہی یہ بھی خیال کرلو کہ رستم گرفتار ہوگئے ہونگے تم لوگ بے سردار ہوگئے یہ آواز اُس نامرد کی
سنتے ہی سہمناک نے گینڈا پھیرا سامنے تخت شقایق شاہ کے آیا کہا ای بادشاہ اجازت
میدان ہو شقایق شاہ نے گھبراکر کہا ای سہمناک بیشک تم دلیر وجانباز ہو لیکن شطرنج جادو
بلاے روزگار ہی اس سے کیونکر مقابلہ کروگے سرحد خیال سکندری مین اسکا نام مشہور ہے
یہ زن وشوہر بلاے روزگار ہین سہمناک نے کہا حضور اجازت دین مین اپنی جان دونگا یہ گوارا
نکرونگا کہ حریف پکارے اور کوئی مقابلے کو نہ جائے ہم اپنے آقا کے ساتھ رہے سب اُنکے
قاعدے دریافت ہوگئے اُنکا دستور ہی کہ جب حریف پکارے اُسکے مقابلے سے روگردانی نکرے
مین اُس شہریار کا تابعدار و نمک خوار ہون پروردگار ضرور مدد کریگا مین اپنے آقا کے قانون مین
فرق نہ ڈالونگا شقایق نے اپنی آنکھون مین آنسو بھرکر کہا ای برادر بسم اللہ جاؤ سہمناک
ونگی نے تنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا کہ عرصہ حریف پرتنگ کرے گینڈے پر سوار ہوکر
چلا لیکن شقایق بعد جانے سہمناک کے خدا سے دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہی ای کریم کارساز

اے خالق بے نیاز سہمناک کو اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے بچالے نظم

گل بہ بستان زمانہ ہست خندان شاخ شاخ / عندلیب زار در گلزار نالان شاخ شاخ
سبز و سیراب ست از آب رحمت حق برگ برگ / دوش ہست از جلوۂ خورشید رخشان شاخ شاخ
دیدۂ باطن کشادہ در گلستان سیر کن / تا کہ گردد جلوۂ قدرت نمایان شاخ شاخ
گاہ قمری بر در و دیوار کو کو میکند / گاہ گردد بلبل نالان غزلخوان شاخ شاخ
اندرین بستان بہر موسم بود تازہ بہار / غنچہ باشد جلوہ گر ہر وقت در آن شاخ شاخ
باغ وحدت ہست در نشو و نما ہر ماہ و سال / جلوۂ کثرت ازو گردد نمایان شاخ شاخ
ہمسر چرخ برین اندر بلندی ہر درخت / سایہ افگن ہست تا گردون گردان شاخ شاخ
ہند یا بر لالہ زار باغ دنیا کن نظر / تا نظر آید منور نور یزدان شاخ شاخ

بیقرار ہو کر بادشاہ دعائین مانگ رہا ہے اہل لشکر آمین کہہ رہے ہین عجب لشکر مین تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے مگر سہمناک زنگی سامنے خطرنج کے پہونچا خطرنج سنبھالے لگا کہنے اے سہمناک قدرت نے تمکو کیا مرتبہ دیا بادشاہت بیشہ کی دی بیشہ کیسا ویران تھا اُسکو قدرت نے سبز و شاداب کیا کہ ہمارے بندون کو آرام ملے طلسم کشا مین کیا بھلائی دیکھی برائے تسخیر طلسم کشا گئے تھے مسلمان ہوگئے کچھ قدرت کا خوف نکیا مین وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اُس خطا کی سزا ہوگی وہی بیشہ ملیگا وہی سلطنت کو اپنی عملداری کرو اگر ان باتون پر راضی نہین ہو تو حربہ کرو کہ حوصلہ تمکو باقی نہ رہے جب مین سحر کرونگا تو ہوش مین نہ رہوگے مشکین باندھ کر لیجاؤنگا سلطنت بھی نہ ملیگی تباہ و برباد مارے مارے پھروگے قدرت کو کیا جواب دوگے میرا کہنا مانو میرے ساتھ چلے آؤ سہمناک نے جواب دیا او مکار جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر مین غلام رستم ہون لڑ بھڑ کر مرونگا تیری اطاعت نکرونگا کیون ہمکو سمجھاتا ہے ہم سمجھکر مسلمان ہوے ہین حملہ بھی پہلے نکرینگے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرلینگے خطرنج نے کہا میرے حربے کے بعد حوصلہ رہجائیگا ایک سحر مین دیوانے ہوجاؤگے لو مین سحر کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ ماش کے دانے پھینکے گینڈا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا ہر چند سہمناک روکتا ہے گینڈا نہین رکتا ہے ہر چند باگ کو گانٹھتا ہے پٹری جماتا ہے پٹری نہین جمتی گینڈا

دوڑا دوڑا پھرتا ہی شطرنج کھڑا ہنس رہا ہی شطرنج نے جب دیکھا کہ گینڈا اسہمناک کا بدلگامی کرنے لگا روکے سے نہین رکتا ایک گولہ نکالکر طرف صحرا کے مارا صحرا مین گولہ جاکر پھٹا ایک دناٹا ہوا چند طائر دھوین سے پیدا ہوے اُڑتے ہوے آئے شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے طرف لشکر کے رُخ ہی یہ اشعار محبت آثار بصد سوز و گداز وہ طائر پڑھنے لگے۔ نظم

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے — خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے
اُس پریوش سے لگاتے ہین مجھے — لوگ دیوانہ بناتے ہین مجھے
یارب اُنکا بھی جنازہ اُٹھے — یار اُس کو سے اُٹھاتے ہین مجھے
ابروے تیغ سے ایما ہے کہ آ — قتل کرنے کو بلاتے ہین مجھے
بے وفائی کا عدو کی ہی گلہ — لطف مین بھی وہ ستاتے ہین مجھے
حیرت حسن سے یہ شکل بنی — کہ وہ آئینہ دکھاتے ہین مجھے
پھونکدے آتش دل داغ مرے — اُسکی جو یاد دلاتے ہین مجھے
گر کبھی غمزہ کسے قتل کرون — تو اشارہ سے بتاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ — اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
مومن و دیر خدا خیر کرے — طور بے ڈھب نظر آتے ہین مجھے

لشکر کو سنا کر طائرون نے یہ اشعار پڑھے ان اشعار کی آواز جو کان مین پہونچی لشکر والے بھی بد حواس ہوے بادشاہ تخت سے اترا پکار کر آواز دی یارو ہتھیار کھول ڈالو ہم اپنے خداوند سے جنگ نکرینگے یہ ہمسے نہوگا اُسنے ہمکو پیدا کیا ہم اُس سے لڑین بڑی شرم کی بات ہی ہمکو خوف آتا ہی اگر قدرت قہر پر کردین تو زمین ہمکو نہ چھوڑے گی غار پیدا ہوتے ہی منھ کھول کر ہمکو نگل جائینگے ہم مہلت نہ پائینگے ہزار طرح کا خوف ہی وہ خداوندین رفقا کہتے ہین طلسم کشا کی آپ نے کیا سمجھ کے اطاعت کی تھی شطرنج جادو سچ کہتا ہی کہ ایک غیر شخص ہماری سرحد مین آیا اُسکا مذہب اختیار کر لیا اُسکا ساتھ دیا سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا یہ قول ہی کہ یارو جانین جائینگی اُس ساحر کے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے کدھر بھاگین لشکر مین یہ ہنگامہ ہی سہمناک میدان مین ہی

شطرنج سحر کر رہا ہے یہی ارادہ ہے کہ ان سب کو تباہ کر دون ایسا سحر کرون کہ یہ سب میرے ساتھ چلین
جب سہمناک کا گینڈا اٹھتا ہے شطرنج اشارہ کرتا ہے پھر گینڈا دوڑنے لگتا ہے چاہتا ہے کہ سوار کو
گرا دون فوج بادشاہ کا عجب حال ہے تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بار بار غل مچاتے
ہین کہ قدرت سے کیونکر آنکھ چار کرینگے کہ صحرا سے گرد اوڑی سب نے دیکھا کہ علمہاے سرخ کے
پھریرے اُڑتے ہوے علمدار آگے بڑھتے ہوے علمون کو جلوہ دیتے ہوے ایک جانب
آکے سامنے لشکر کے ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا کہ رستم پشت مرکب پر سوار طاؤس زرین بال پر
ملکہ جہان آرا ساحرون کا لشکر پشت پر ایک طرف خواجہ جست وخیز کرتے ہوے تین تاجدار تختون
پر سوار اس کر وفر سے رستم نمایان ہوے رستم نے جو دیکھا کہ میدان مین ایک ساحر سحر کر رہا ہے
اور سہمناک زنگی جان سے بیزار اپنے گینڈے کو سنبھال رہا ہے کل فوج نے ہتھیار اپنے
کھول ڈالے ہین بادشاہ تخت سے اُتر اکھڑا ہے سب سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ہاتھ باندھ کر
سامنے شطرنج کے چلین شاید خطا معاف کرے رستم نے چاہا کہ گھوڑا بڑھاؤن جہان آرا
نے بڑھکر رکاب تھام لی کہا اے شہریار اس کنیز کا تماشہ دیکھیے جو آپ کی فوج والے کر رہے ہین
وہی رنگ اسکی فوج کا ہوا ابھی جانبازی کنیز کی سرکار پر نہین کھلی جب کوئی پہلوان نکلیگا تب
تب آپ جائیے گا یہ کہکے طاؤس بڑھایا سامنے شطرنج کے آئی للکاری کہ او بدکردار او بیحیا
تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ زوجہ پر تیری کیا گذری وہ مکارہ داصل جہنم ہوئی اب تو میرے مقابلے مین آ
کیا غیر ساحرون پر سحر کر رہا ہے وہ بیچارے کیا جواب دین جو تو نے سحر کیا اُن پر تاثیر ہو گئی مجھ پر
سحر کر کہ جواب ملے شطرنج جادو نے گولہ مارا دہ گولہ سر پر ملکہ جہان آرا کے آکر پھٹا تلوارین
گرنے لگین جہان آرا نے جھولی پر ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اُسکی سپرین کاٹین اور سر
پر اُڑائین وہ سپرین سر پر لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے روکی کیا مجال کہ سر پر
جہان آرا کے تلوار آنے پائے سب تلوارین ٹوٹ گئین جہان آرا نے موتیون کا مالا گلے
سے اُتارا خبردار خبردار کہکے شطرنج پر مارا موتی ٹوٹ کر گرے جو موتی جس مقام پر پڑا آبلہ
پڑ گیا جہان آرا نے آواز دی اری گلشن آرا کہان گئی شطرنج باغ کا تماشہ دیکھے
کہ ہوا سرد چلی غبار اڑا شطرنج نے دیکھا تمام درخت صحرا سرسبز وشاداب ہین

بلبلین بیتاب عندلیبان خوش نوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کسی شاخِ گل پر کوئی عندلیب خوش نوا یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھ رہی ہی۔ نظم

ہزار طرح سے ثابت ہی وہ دہان ہوتا ۔ کلام کرتے ہم اُس سے جو رمزدان ہوتا
بتون کے حسن سے ہی نورِ حق عیان ہوتا ۔ مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
یہی رہا ذوقِ یار دیکھکر افسوس ۔ اُچک کے گرتے ہم اُسمین اگر کنوان ہوتا
یقین ہی مرد مسلمان بھی سجدہ کر لیتے ۔ ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہِ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہو + ۔ خدا کا بندۂ مومن ہی مہمان ہوتا
اُداس قالبِ خاکی مین روح رہتی ہی ۔ مکان سے تنگ ہی مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو + ۔ قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا
ترے شہید کا دھوکا ضرور دیتا وہ ۔ جو کربلا کے معلّے مین ارغوان ہوتا
بناتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر ۔ یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون ۔ زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
یہ جوے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی ۔ محیط خون جو تری تیغ سے روان ہوتا
لباس سُرخ سے کرتا ہی یار خونریزی ۔ حسینون مین بھی ہی کوئی مریخ خوان ہوتا
خدا کے خوانِ کرم سے ہو سیر جو چاہے ۔ نہ مہر ہوتی ہے اُسپر نہ ہی نشان ہوتا
نیاز مند نہوتا تو پوچھتا ہون مین ۔ یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
گلوری پان کی کھا کے وہ جو ہنس پڑتے ۔ شگفتہ گل کی طرح غنچہ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری یہ رُخ جدھر کرتی ۔ نشست تیر کے قابل ہی وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہی غنچون کے کھلنے سے آتی ۔ روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
بلند پایہ کریگی وہ زلف شانہ کو ۔ کمند سے بھی تو ہی کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے ۔ خلاف ہمسے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
یقین ہی آبلے پڑ کے پھوٹ بھی جاتے ۔ بیان حال جو آتش کا ای زبان ہوتا

ملکہ نے پکار کر آواز دی ای خطبعج کیا ٹھہری چال چلتا ہی ذرا لشکر کا تو حال دیکھ شطرنج سے

پلٹ کر دیکھا کہ لشکر مین تلوار چلنے لگی سب فوج والے آمادہ ہین کہ شاہور کو مارلین رستم نے
جو دور سے دیکھا کہ شاہور بھاگا بھاگا پھر رہا ہی اور افسر چاہتے ہین کہ شاہور کو قتل کرین
پکار کر آواز دی ای ملکہ جہان آرا یہ سند نہین مناسب یہ ہی کہ ساحر پر سحر کرو غیر ساحر کو نہ ستاو
ملکہ نے فوراً ہاتھ روکا پکار کر کہا ای گلشن غیر ساحرون سے مطلب نہین ساحرون سے
کام ہی اسمین تمھارا نام ہی ایک جگہ پر مجمع خاص و عام ہی ہمکو سحر مین کیا کلام ہی یہ جو ملکہ نے
پکار کر کہا ہمراہیان شطرنج جو کھڑے تھے گولے ترنج نارنج لیکر آپسمین مصروف جنگ ہوے
ایک نے ایک کو گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گیا جب کئی ہزار ساحر مر کر گر چلے تو ملکہ نے پکار کر
آواز دی ارے آپسمین نہ لڑو فطرنج سے چال کرو جب تو اسکا ٹوٹ چکا زور جو کو اُسکی رستم
نے مارا تم لوگون کو اسکی فکر نہین افسر کی خدمت کرو تمام لشکر والے فطرنج پر بلوہ کر کے چلے
شطرنج نے جھولی سے گولہ نکالا جب گولہ مارا سو سو کے سینہ کو برما کے نکلگیا افسرون نے جو
دیکھا کہ شطرنج ہمارا دشمن ہوا دس بارہ افسرون نے گھوڑے جھکائے آکر شطرنج کو گھیرا
کوئی گولہ مارتا ہی کوئی تلوار جھکاتا ہی شطرنج ہرچند چاہتا ہی کہ ان سے جان بچاؤن مگر وہ لوگ
پیچھا نہین چھوڑتے للکارتے ہوے چلے آتے ہین او نامرد ہمسے تو مقابلہ کر تو نے بیگناہون
کو مارا اُن بیگناہون کا خون تیری گردن پر ہی ہم اپنے بھائیون کا بدلہ لینگے غرضکہ شطرنج
بھاگا چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن دم بدم پکارتا ہی یا خیال سکندری ان مصیبتون
سے مجھکو بچائیے اور مجھکو اٹھالے جائیے ورنہ جہان آرا آفت برپا کریگی ہاے کیا
انقلاب ہوا کہ دوست دشمن ہو گئے راہبر راہزن ہوے یہ کہکر اپنے کو ایک نخل کے نیچے
گرا دیا رستم کی نگاہ پڑی شطرنج نے غوطہ مار کر پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ اڑکر نکلجاؤن
جیسے ہی اپنے مقام سے اُڑا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر
کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ شطرنج کا تاکا ہرچند جہان آرا نے کہا ای شہریار اب
تکلیف نہ فرمایئے مین اسکو جانے نہ دونگی بلند ہونے ہی روک لونگی رستم نے جواب
نہ دیا تیر فطرنج پر مارا شطرنج کے سینہ پر تیر پڑا تیر نے خطا نہ کی ہرچند شطرنج نے چاہا کہ سہم کر
گوشہ گیر ہون مگر قضا و قدر نے تیر سینہ پر پہونچایا شطرنج نے تیر کاٹا چاہا کہ نکل جاؤن اجل لشکر

کو شہ نہ دکھاؤن جہان آرا نے ہاتھ ہلا دیا ایک سل پتھر کی کئی سو من کی سر پر سطرنج کے گری
کہ سر پاش پاش ہوا لاشہ اُسکا زمین پر گرا افسران فوج شطرنج نے غل مچایا کہ بڑا حرامزادہ مارا گیا
ای رستم ہم اطاعت کرتے ہین یہ کہکے سب ساحر آگئے لشکر طلسم کشا مین آملے شاہور نے
جو قتل شطرنج دیکھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمہاری
جنگ کا مشتاق ہون ساحر کا حال تو مین نے دیکھا بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسی
ساحرہ دستیاب ہوئی کہ جسنے شطرنج ایسے جادوگر کو مارا اگر ساحرہ کو لڑوانا منظور ہے تو مین
پلٹ جاؤن اگر یہ جرأت مقابلہ منظور ہے تو میرے مقابلہ مین آیئے کہ مین تمہارے سر کا
خواہان ہون دو بھائی میرے تمہارے ہاتھ سے کشتہ ہوے اُنکے خون کا بدلہ لونگا رستم
نے گھوڑا بڑھایا سامنے شاہور کے آئے نگاور زن ہوے چھ قدم گینڈا شاہور
کا ہٹا رستم کا مرکب تین قدم شاہور نے کہا کہ ای رستم حربہ کرو کہ تمہارے دل مین حوصلہ
نہ رہے رستم نے کہا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے شاہور نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جان دیکے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
نیزہ رستم کا نکالون یہ شیر بیشہ صاحبقرانی اس فن سے جنگ کر رہے ہین کہ شاہور
حیران ہی کہ دیکھیے اس جوان کے پنجے سے کیونکر نجات ملتی ہی جان بچتی ہے یا نہین رستم
دلاور نے ایک مقام پر نعرہ کیا اور نعرہ کرتے ہی گھوڑے کو بڑھایا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا شاہور کا رنگ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا فوراً قبضۂ شمشیر مین
ہاتھ ڈالا تیغۂ برق مثال کو نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم دلاور پر ہاتھ مارا رستم نے
صاف بآسیب سپر تلوار کو رد کیا اور پھر خود بھی خبردار خبردار کہکے آگے بڑھے ہاتھ تلوار کا
مارا شاہور جان دیکر لیٹ پڑا رستم نے اس زور سے ہکہ مارا کہ گینڈا شاہور کا پیٹ کے
بھل زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جانبازی کر رہا ہی رستم اُسکے داؤن روک رہے ہین ایک
مقام پر موقع پا کر ریل کر بے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لیجا کر ہکہ مارا کہ شاہور بلند رکاب

کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون سے گیے مگر زنجیر مین شاہور کی ہاتھ ڈالا اور زور کیا پہلے ہی زور مین گھٹنون تک بلند کیا دوسرے زور مین سینہ تک لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا شاہور بلند رکاب نے چاہا کہ پٹن پائون اڑا کر دھر اڑاؤن رستم شیر دل نے داہنا قدم آگے بڑھایا اور بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا شاہور نے چاہا کہ مونڈھے کے بھل سنبھلون لیکن رستم نے ایک ٹھوکر اس زور سے ماری کہ شاہور چارون شانے چت ہوا رستم کود کے اسکی چھاتی پر سوار ہوے اور فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی تو کیا کہتا ہی شاہور نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے فوراً کلمہ طیبہ تلقین فرمایا شاہور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر اپنی فوج والون کو پکار کر آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ رستم کی آکے اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر سے باہر نکل جائے سب نے بہ آواز بلند پکار کے یہ عرض کی کہ جسکی اطاعت حضور نے قبول کی ہم بھی اُسکے غلام ہین رستم شاہور کے کل لشکر کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے روانہ ہوے سبھو لے کر قلعے مین داخل ہوے تینون تاجدار رستم کے ساتھ ہین سہمناک زنگی و شاہور بلند رکاب و دیگر سرداران و ملکہ جہان آرا و شقائق شاہ یہ سب بخوشی و خرمی تمام مبارک باد فتح و فیروزی دیتے ہوے اندر بارگاہ سلطانی کے داخل ہوے رستم نے شقائق شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا چار لاکھ ساحر وغیر ساحر کا لشکر گرد بارگاہ سلطانی جمع ہی بارگاہ مین محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی سب لوگون نے خواجہ عمرو کو گھیرا سب سے زیادہ ملکہ جہان آرا مصر ہین کہ یہ گانے ہی پر خواجہ عمرو کے عاشق ہین رستم نے بھی خواجہ عمرو سے کہا کہ اے عم نامدار چند اشعار عاشقانہ آپ اسوقت گائیے تاکہ رنگ صحبت دوبالا ہو ملکہ جہان آرا کو آپ ہی کا گانا پسند ہی ملکہ کی خاطر کرنا آپ کو مناسب ہی خواجہ عمرو نے سب کے کہنے سے یہ اشعار آبدار بالحان داؤدی گانا شروع کیے۔ **نظم**

وہ نازنین۔ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا   جو بہنی بھونکی بدھی تو درو شانہ ہوا
شہید ناز ادا کا ترے بہانہ ہوا   اُڑا یا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
غضب اُس کی افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا   ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
دزلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی +   ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری   قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد   جھکا یا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا
غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے   اُدھر تو آنکھ پھری دم اِدھر روانہ ہوا
دکھادے زاہد مغرور کو بھی آنکھ صنم   جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل گو می محبت سے   خدا کا گھر تھا جہان وان ترا بخانہ ہوا
ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ   یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا
خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور   بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی   جو آئی رات تو پھر نیند کا بہانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون   لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
نگاہ ناز تبان سے نہ چشم زخم بھی رکھ   کسی کا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اسکو بھی   رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
ہوائے تند سے بچتہ اگر کوئی کھٹکا   سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا
ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش   ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

خواجہ عمرو بیٹھے گا رہے ہین بیل پڑ رہی ہی عمرو چمک چمک کے گا رہے ہین تبلے بھی بجائے جاتے ہین غزل عاشقانہ خواجہ عمرو کا بنانا رستم کا بھی دماغ تر ہی جب خیال ملکہ نمکین شیرین کلام کا آتا ہی تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کئی مرتبہ جہان آرا نے پوچھا کہ شہریار کچھ کمدر معلوم ہوتے ہین رستم نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم کیا تمسے بیان کرین ملکہ نمکین شیرین کلام نے عجب صدمہ دیا ہی جب یاد آتی ہین دل گھبراتا ہی کیونکہ اُن سے ملین ایسے اُنکے نام پر مبہوت تھے کہ نیرنج نے تحفہ جات بھی لے لیے اور لوح طلسمی بھی لے لی اُسنے گرفتار کر لیا

مگر خدا خواجہ صاحب کو سلامت رکھے کہ عین وقت پر بشکل کاوس زرین قبا پہونچے
بفضل خدا رہا ہوے اب دیکھیں کیونکر ملاقات ہو یقین تو یہ ہی کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہو اب
کیونکر وہان پہونچیں خوف یہ ہی کہ عشق اُنکا مشہور ہو گیا جب تو نیرنج جادو نے انکی شکل
بنکر لوح کی خوف یہ ہی کہ ایسا ہو وہ حکیم مکار اُن کے ساتھ یہ بدی پیش آئے ہمکو کیونکر خبر
ملے جہان آرا نے عرض کی حضور مکدر نہون مین اُنکا پتہ لگاؤنگی حضور نہ گھبرائین یہ کہکے ملکہ
اُٹھین رستم نے پوچھا ملکہ کہان چلین جہان آرا نے عرض کی مین ذرا در دولت پر جاتی ہون
انشاء اللہ اُن کی بھی خبر لگاتی ہون کسی پیر کو روانہ کرون کہ وہ تدبیر کر کے جاوے اور حال
ملکۂ عالم سناوے رستم نے خوش ہو کر کہا ای ملکۂ جہان آرا بڑا تمھارا احسان ہوگا اگر
اُنکا پتہ لگاؤ یا ہمکو اُن تک پہونچاؤ ہمکو بڑا خیال ہی کہ خدا نہ خواستہ کہین قید نہ کر لیا ہو
یہ حکیم ہفت پیکر سے بدرجہا زیادہ ہی اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے سب چیزین اُسکو معلوم
ہو جاتی ہین جہان آرا نے کہا سب حال ظاہر ہوگا جہان آرا ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر
آئی چند کنیزین گرد کھڑی ہین کہ آسمان سے جھک کر ایک پنجہ گرا ملکہ کی کمر مین پڑا اُٹھا کر
لے گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو لے گیا رستم نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہی کون رو رہا ہی
کنیزان جہان آرا سامنے آئین عرض کی ای شہریار ابھی ملکہ حضور سے باتین کر کے
باہر گئی تھین ایک پنجہ آسمان سے گرا اُن کو اُٹھا کر لے گیا ہمنے دیکھا کہ اُنھون نے
بلند ہو کر کئی ہاتھ مارے مگر رہا نہ ہوئین پنجہ لیکر بلند ہو گیا رستم نے کہا وہ حکیم درپے
آزار ہی خدا اُسکے شر سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو مگر خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بدحواس
ہو گئے فرمایا کہ جہان آرا کی ذات سے اُسکو صدمے پہونچے ہین دیکھیے کیا کرے ای فرزند
مین کیا کرون افلاس میرا حد سے بڑھا ہوا ہی کہ اس مہینے مین مہاجنون کو سود بھی نہین
پہونچا وہ لوگ فساد برپا کرینگے مجھکو کاہے کو جانے دینگے راہ مین روکین گے کہین گے
سود تو دو رستم نے کہا عجب مشکل کی بات ہی کہ اپنی معشوق کی تلاش کو جائیے اور
روپیہ ہم سے طلب کیجیے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر تم یہان افسر ہو ہمپر جو گذرتی ہے وہ
کس سے کہین آقاے نامدار دور ہین یقین ہے وہ اس مقدمے مین ضرور دیتے

مگر اُن سے تو ہم رخصت ہو آئے ہین تمھاری تلاش مین نکلے شکر کرتے ہین کہ تم سے
ملاقات ہوئی ہم نہ پہونچتے تو نیرنج جادو نہین معلوم کیا آفت برپا کرتی بس اب دیر
نہ کیجیے جو کچھ منظور ہو وہ دلوائیے کہ ہم جاکر تلاش کرین ایسا نہو کہ اُنکے واسطے باعث
خرابی ہو اگر اُنکا موے جسم بھی کم ہو گیا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ
کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے اور بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کرکے
تلاش مین ملکہ جہان آرا کی چلے مگر رستم سے تاکید کرکے کہا کہ آپ اسی مقام پر رہیے گا رستم
نے اقرار کیا کہ ہم آپ کا ایک ہفتہ انتظار کرینگے خواجہ عمرو جست وخیز کرتے ہوے چلے
جنگلون مین پھر رہے ہین جس مقام پر ساحر ملگئے خواجہ بصورت مبدل بھڑے اُن سے
حال پوچھا کسی کو لوٹ لیا کئی چلے خواجہ نے درہم و برہم کیے چار روز اسی تلاش مین
خواجہ عمرو کو گذرے پانچوین دن تھک کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھے مگر سوچ رہے ہین
کہ کیا تدبیر کرون ایک جادوگر کو دیکھا کہ دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے گھبرایا ہوا خواجہ تو بیٹھے ہی تھے
وہ ساحر اُسی نخل کے نیچے آکے ٹھہرا مگر چوکنا ہو رہا ہے چہار جانب دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بصورت مبدل اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی کہان جاؤ گے کہان سے آتے ہو اور نام تمھارا
کیا ہے ساحر نے کہا خوش گام جادو میرا نام ہے ملکہ افتخار جادو پہلوے صحرا مین ایک باغ
ہے کہ اُسمین تشریف رکھتی ہین مین گائن کو بلانے جاتا ہون بہت جلدی ہے خواجہ عمرو نے
کہا اچھا جاؤ مگر اور نئی بات دیکھو سامنے پہاڑ پھٹ گیا پتھر سے ہاتھی پیدا ہوا شاید کہ ہاتھی
اُسمین چھپا ہوا تھا جیسے ہی خوش گام پلٹا خواجہ عمرو نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے
اور جلدی سے حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک کنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت
بنکر گائن کا مکان پوچھتے ہوے چلے قصبے مین آکر گائن کے مکان پر پہونچے آواز دی اندر
سے آواز آئی کون ہے یہ بولے مین ہون خوش گام فرستادہ ملکہ افتخار جادو اندر سے
آواز آئی اے خوش گام آؤ تم سے کیا پردہ ہے خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا کہ ساز بجانے والے
بیٹھے ہین گائن نہایت حسین ٹہل رہی ہے خواجہ نے کہا بیوی مین تمھارا نام بھول گیا کہا میان
خوش گام تم ہمارا نام بھولو تو تعجب کا مقام ہے ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک مقام پر رہے

بندی جان میرا نام ہی کہا بی بندی جان صاحب آج ملکہ بہت بد مزاج تھین ذرا کنارے چلو تو مین سمجھا دون یہ کہکے گائن کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اُسکو تو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکر نکلے صندوقچہ گہنے کا منگوایا وہ گہنا پہنا لباس عمدہ پہن کر حکم دیا گاڑی تیار کرو گاڑی تیار ہو کے آئی اُسپر سوار ہو کے خواجہ چلے سازندے جو ساتھ مین اُنھون نے پوچھا بجی کہ کیون بی بی خوش گام جو آیا تھا وہ کہان گیا خواجہ نے جھلا کر جواب دیا وہ نگوڑا آوارہ مزاج پیغام دیکر بھاگ گیا اُسکی کیا احتیاج ہی ملکہ سے عدم حضوری کا عذر کر لین گے یقین ہی معاف کرین یا جو مناسب وقت ہو وہ کرین حقیقت مین دو تین دن جانا خلاف گذرا ہوگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو در باغ پر پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی تھین اُنھون نے کہا اللہ ری بے وفائی دن سے کہان تھی تجھکو اپنے آشناؤن سے مہلت کہان ملتی ہوگی مردانے جلسون مین جاتی ہوگی مردون سے آنکھین لڑاتی ہوگی اُسنے ہنسکر کہا بوا بیٹھو مین کہین نہین جاتی مردانی صحبت سے مجھکو نفرت ہی بیبیان بلاتی ہین تو زنانے مین جاتی ہون بیبیون مین بیٹھکر گاتی ہون کنیزون سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ پر بہار ہی قفس طائرون کے درختون پر لٹکے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین درختہاے گل پھولون سے لدے ہوے ہین کہین زر غنچہ پھولونکا انبار ہی بلبلون کے دلون پر ہجوم خار ہی سب چمن درختہاے گل سے بھرے ہوے خواجہ سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر بچھا ہوا ہی ایک جادوگرنی کالی رنگت کی بیٹھی ہی گائن کو دیکھکر بولی کیون بی اب بغیر بلائے تم نہین آتین خواجہ نے کہا دیکھیے اب بھی پنڈا ابھیکا ہی سر مین خلل رہتا ہی افتخار جادو نے کہا بیٹھو خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا ہوا وہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل
غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹے اُس رُخ رنگین کے نظارے سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوش وحشت ہی بے قطع تعلق مقراض
سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

دیکھا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہو قدر
عاشقوں سے طلب بوسہ کہاں جاتی ہو
چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہِ عاشق
نالۂ عاشق دل سوختہ ہو آفت جان
دشمن ابرو سے زیادہ ہو وہ برگشتہ مژہ
عہد طفلی ہی سے ہو مشق تو افتع لازم
خال رخ سے ترے ثابت ہوا یہ راہوا
آخر کار کیا ہو اُسے مستی نے خراب
جانے دے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھر کے

عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا
سقف کو توڑتا ہو دود مرے مجمر کا
بھڑکے جب آگ جہان ڈھیر ہو خاکستر کا
زخم شمشیر سے ہو زخم غضب خنجر کا
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہو چوب تر کا
موج سر چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا
مرد یکجا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

افتخار جادو نے بڑی تعریفین کین کہا اب تو تیرا کمال دمبدم بڑھتا جاتا ہو کہا واری روز کثرت کرتی ہون اُستاد آ کے بتاتے ہین جب تو رئیس بوجھتے ہین جا بجا سے پیغام آیا کرتے ہین آج کئی دن ہوے کہ بڑے شاہزادے صاحب نے بلوایا رات بھر گاتا رہا آخر صبح کو پانچ روپیہ دیے مین نہ لیتی تھی مگر بگڑنے لگے خواجہ یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت پر ایک ساحرہ نمودار ہوئی اور تخت اڑاتی ہوئی سامنے آئی افتخار جادو نے پکار کر آواز دی ہوا آؤ ای ہیکلان ہم تو تمھارے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت سے اُتری افتخار کو سلام کیا افتخار نے کہا کہو بوا جہان آرا پر کیا گذری تمنے بڑا کمال کیا کہ دربار طلسم کشا سے اُسکو لائین ایسی ساحرہ زبردست کا لانا تمھارا ہی کام تھا طلسم کشا دربار مین موجود اگر تیغہ کھینچکر نکل آتے تو کیا ہوتا وہ ساحرہ بولی جب جہان آرا برون کی بارگاہ آئی مین اس زور سے تڑپ کے گری اور اُسکو اُٹھایا کہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گئی اگر ہوشیار ہوتی پنجہ سحر سے میرے نکلجاتی پر سحر اُسپر غالب نہ آتا بس اب مین رخصت ہوتی ہون مین نے جو اس سے سوال پرستش خداوند کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین حلیم کو سجدہ نکرونگی طریقہ دین اسلام مین بڑی مضبوط ہو کہتی ہو مجکو قتل کرو مین تمھارا مذہب اختیار کرونگی مین ایک جلسہ قرار دیا ہو کہ جہان آرا کے عزیزون کو جمع کرون یہی مین تم سے کہنے کو آئی تھی کہ اس

جلسہ مین تم بھی شرکت کرو قدرت سے مین نے جاکر کہا کہ جہان آرا ہمارا مذہب نہین قبول کرتی
قدرت نے حکم دیا کہ ای ہیکلان جسطرح بنے اُسکو رضامند کرو کہ جب ہمارے پاس آئے تو آتے ہی
عذر کرے اور سجدہ کرے اتنی بڑی ساحرہ عقیلہ و فہمیدہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق انتظام والی
طلسم کی وہ منتظم ہی اگر وہ قتل ہوگئی تو سرحد مین انتشار ہوگا جتنے خراج گذار ہین سب کا کوئی سرپرست
نہ رہیگا اسوجہ سے تاکید ایکی ہی کہ ہمارا مطیع کرکے لاؤ پس اب مین رخصت ہوتی ہون مجھے بہت جگہ
جانا ہی اول تو اُسکی مان کو خبر کرون ملکہ صہبائے شیرین کلام کیسی خداوند کی معتقدہ ہی مان جہان آرا
کی وہ بیٹی کو سمجھائیگی بہن اُسکی میگونہ وہ بھی آئیگی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مان نے اسکی اقرار کیا
ہی کہ مین بیٹی کو سمجھاؤنگی یہ مجھ سے نہوگا کہ وہ ہمراہ مسلمانان ہے اور مین جیلیون صورت اُسکی نہ
دیکھون یہ کہکے ہیکلان اُٹھی افتخار سے تاکید کی کہ ہوا جلسہ مین ضرور آنا خواجہ یہ ذکر سُنکر تڑپنے لگے
یہی خیال ہی کہ ساتھ اس ساحرہ کے جاؤن اپنے کو قریب جہان آرا پہونچاؤن یہ کہکے خواجہ تو
بیقرار ہوکر رہگئے مگر ہیکلان تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی خواجہ نے بیقرار ہوکر افتخار سے کہا کہ
ملکہ اس جلسہ مین ضرور چلیے دیکھین جہان آرا کا کیا حال ہی یہ بھی خبر مین نے سنی ہی جو عورت
یا مرد شریک مسلمانان ہوا مسلمان وہ مرکر دیتے ہین کہ وہ شخص پھر طرف باطل پرستی کے متوجہ
نہین ہوتا تو پھر اس جلسہ کو دیکھینگے کہ جہان آرا کی مان بہن بھی ہونگی مان بہن کے سمجھانے پر کیا
کہتی ہین افتخار نے کہا ارے کیون گھبراتی ہو ضرور اس صحبت مین چلینگے مگر بڑا افسوس یہ ہی کہ وہ
خواجہ عمرو کے گانے پر عاشق ہی دیکھیے کیا فعل لائے جب ہیکلان لیکر گئی ہین تو میرے باغ
مین لائی تھین مین نے اُسکی صورت دیکھی کہ وہ مبہوت ہو رہی ہی عشق مین عمرو کے اپنے ہوش سے
باہر ہی رات بھر خواجہ ناچ گانے مین رہے جب ستارۂ سحری چمکا رقاص نیّر اعظم رقص کرتا ہوا
بالائے چرخ زبرجدی آیا محفل ضیا و شعاع کا ہنگامہ ہوا افتخار نے پکار کر آواز دی کنیزون سے
کہا ارے تیاری کرو ہم ہیکلان کے جلسہ مین جائینگے خواجہ ساتھ ساتھ افتخار کے پھر رہے ہین یہی
کہتے ہین کہ حضور مین ضرور چلونگی آپ کو معلوم ہی کہ بچپن سے اس کام کو کرتی ہون کیسے کیسے جلسون
مین شریک ہوئی کہ شاہزادے وزیرزادے اُن جلسون مین تھے کیسے کیسے جوان خوش رو و خوش خو
نے کیسی کیسی نگاہین ڈالین مگر کسی پر مائل نہین ہوئی یہی دیکھنا منظور ہے کہ عاشق کا کیا

حال ہوتا ہے کیا مسلمان سکھا دیتے ہین لیا سمجھا دیتے ہین اور حضور یہ جو ہیکلان نے کہا کہ سحر مین
مبتلا ہے یہ سراسر غلط ہے کہ مسلمان سحر کو اچھا نہین جانتے بلکہ چاہتے ہین کہ ساحر ہمارے ساتھ بھی رہے
وہ لوگ خداے نادیدہ کے معتقد ہین ہر وقت اسی پر نگاہ رکھتے ہین افتخار نے کنیزون کو تیار کیا
تخت آراستہ ہوا سب کے پہلے خواجہ تخت پر سوار ہوے افتخار نے تخت اڑایا باغ ہیکلان مین
آئی تمام ساحر جمع ہین ہیکلان مسند پر بیٹھی ہے ساحر آتے جاتے ہین جماؤ ہو رہا ہے کہ اتنے مین
ملکہ صہبا بھی آکر پہونچی بیٹی کو جو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی فرمایا اے نور نظر یہ کیا تقدیر
نے مجکو دکھایا تمنے کیا خطا کی کہ تمکو ہیکلان نے گرفتار کیا مین خداوند کی پہلو نشین ہون کیا
عنایت کرتے ہین تمہارے واسطے یہ مرتبہ ہوا کہ خداوند کے سامنے حقارت ہوگئی بہتر یہ ہے کہ
قدرت کو سجدہ کرو تصویر میرے پاس موجود ہے سامنے قدرت کے لیچلون عذر کرنا کہ خطا میری
معاف فرمایئے یقین ہے کہ قدرت معاف کرین اور تم اسی مرتبہ پر ہو جاؤ یہ باتین سنکر جہان آرا
رونے لگی کہا اے مادر مہربان مجکو تمسے چھوٹنے کا بڑا قلق ہے مگر فلک نے یہ سامان دکھایا کہ
جس سے یقین کامل ہے کہ خداے نادیدہ برحق ہے حکیم باطل گو جو چاہتا ہے کہدیتا ہے جسکا ظہور
نہین ہوتا اسکا قول تھا کہ رستم کو اس سرحد مین اسواسطے بلایا ہے کہ رستم قید ہو جائین تحفہ جات
لے لے جائین ہفت پیکر کو منتظم قرار دین اسکی سرحدین جو ویران ہو گئی ہین انکو آباد کرین
اسکے خلاف ہوا رستم صاحب فوج و لشکر ہے لشکر انکا بجمعیت کثیر قلعہ پر فروکش ہے ارادہ انکا
یہ ہے کہ اپنے لشکر کو جائین ایسے خداوند باطل گو کی پرستش کرنا سراسر خلاف عقل ہے ہمنے تو خداے
برحق کو قبول کیا اب اس سے نہ پھرینگے آپکو اپنے فعل کا اختیار ہے اسطرح جہان آرا نے مان کو سمجھایا
کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ بیٹا مین تمہارے ساتھ ہون تمہارا
اعتقاد بدل قبول کیا مین وقت پر آؤنگی جہان آرا نے اشارہ سے کہا ایک امر کا یقین کامل ہے
کہ خواجہ اس جلسہ مین ضرور آئینگے اور مجھکو قید شدید سے چھڑائینگے وہ بزرگ دین خوش آئین ہین جو
ہو نکلینگے مجکو کچھ قتل کا خوف نہین صہبا خاموش ہو رہی اور اعتقاد زیادہ ہوا یقین ہوا کہ میری بیٹی
رہائی پائیگی گرفتار نہین رہ سکتی جب خواجہ عمرو سا عیار انکی رہائی کی جستجو مین ہوگا تو کون قید
کر سکتا ہے افتخار نے کہا اے ہیکلان ہماری گائن کا گانا تو سنو دیکھو تو کیسا گاتی ہے مانی رہین

جہان آرا کی موجودی مین وہ کچھ سمجھ گئین خاموش ہو کے بیٹھین اب محفل عیش و راگ و رنگ جمی ہیکلان نے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ خواجہ عمرو بیچ مین آ کے بیٹھے اُس جلسۂ عظیم مین یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے۔

نظم

کھنچ رہے دلمین کچھ آزردہ اگر تو ہو کر — چین پیشانی اشارہ کرے ابرو ہو کر
مجھسے جھگڑا جو ہی رہیگا یکسو ہو کر — بول مٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیسے فتنے ہو کہ اُٹھتے نہین گھر سے اپنے — کیا ستم ہو کہین چلتے نہین جادو ہو کر
اللہ اللہ شب وصل ادھر آ کے مین — پانون پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہو کر
اس سر انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ — دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
نہ ڈرو تم گل عارض ہوے بوسون سے جو سُرخ — جسنے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہو کر
ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حسن بتان کی چالین — مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام نہ تھا — تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
دل مین آتا تھا کوئی دیکھے تڑپنا دل کا — گو بغل بن کے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے — ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر
جو کڑی بھ کے ہو گم ناقۂ لیلے نہ کہین — وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہو کر
چشمکین دل کی جو خواہان تھین وہ لینگی اب جان — موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہو کر
وہ بلا دوست ہون آتی ہی بلا جو سر پر — جلوہ گر ہوتی ہو معشوق پری رو ہو کر
آبلہ دل کا بھی اک روز الٰہی پھوٹے — ہجر مین آرزوِ خون شدہ کی بو ہو کر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق — پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان — نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا — لین بلائین بھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
پیار کی باتین تھین یار روٹھ گیا کوئی جلال — کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوے تو ہو کر

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے افتخار نے کہا کہ ہیکلان تمنے گانا میری گائن کا سُنا تم لوگ خوش ہوے خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم یہ صحبت یا

بے نمک ہی شراب منگائیے تو مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے ہیکلان نے کنجی میخانہ کی
خواجہ کو دی خواجہ میخانہ مین آئے سب شرابکو خراب کیا لینے بیہوشی ملائی چونکہ جلسہ بڑا جمع ہی
کئی سو گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے لاکر رکھین ہیکلان بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے
درخت سے سر نکالا چکارے مارتا ہوا شاخ پر آن کر بیٹھا پکار کر آواز دی ای ہیکلان خبردار
شراب نہ پینا عمرو عیار آگیا جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی رنگ و روغن عیاری اڑ گیا ہیکلان
نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ ہماری محفل مین آگیا یہ کہکے ہاتھ سے
اشارہ کیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے ہیکلان نے کنیزون کو آواز دی اسکو گرفتار کرلو
کنیزون نے آکر خواجہ کو گرفتار کیا جہان آرا نے جو دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوے بے اختیار
رونے لگی اور حیران تھی کہ فلک نے یہ کیا سامان دکھایا خواجہ قید ہوگئے اب ہمکو کون رہا
کریگا معلوم ہوتا ہی کہ قضا میری قریب آئی اب میرا جینا دشوار ہی لیکن ملکہ صہبائے شیرین کلام
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اڑ گئے گھبرانے لگی جی مین کہتی ہی کہ فلک نے یہ کیا ستم دکھایا جو معین و
مددگار اپنے تھے وہ یون گرفتار ہوگئے اب زندگی کی کون صورت ہی ہاے کیا کرون بیٹی کو قتل
ہوتے دیکھون بڑے دل سے کیونکر گوارا ہوگا ہیکلان نے کہا کیون افتخار یہ ساربان زادہ مکار
تمھارے یہان کیونکر پہونچا افتخار نے کہا مین نے گائن کو بلایا تھا نہین معلوم یہ گائن کیونکر
بن گیا وہ وہ چوچلے کیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جلسہ مین مجکو بھی لیچلیے گمنام زعفران پوش
دوسری نیکنام شیرین ادا اسطرح کی چند شہزادیان بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی ہوا ہیکلان
تمنے بڑا کام کیا خوب انتظام کر رکھا تھا ہیکلان نے جواب دیا کہ ہوا اب جو غفلت کرے وہ بڑا
نادان ہی قدرت نے سب کے پاس فرمان لکھکر بھیجدیے کہ عمرو عیار سے ہوشیار رہنا اب
صہبائے شیرین کلام نے بیٹی سے آنکھ ملائی کہا کیون نور نظر اب کیا ہوگا جہان آرا نے اشارہ
کیا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین کیا ان جادوگرنیون سے پایہ کمی کا رکھتی ہون اسوقت
جہانداری صرف فرمائیے آپکے سوا کوئی یہان معین و مددگار نہین ہی آپ اور مین ملکر مقابلہ کرینگی ان
چار پانچ شہزادیون کی کیا حقیقت ہی ہیکلان پنجہ پکڑ کر اٹھی کہا یہی قدرت کی تاکید تھی کہ جو عمرو
کو گرفتار کرے فوراً قتل کرڈالے ورنہ کسی ساحر کے ہاتھ سے اُسکی قضا نہین ہی مگر بموجب حکم سابق

شاہ اور اسکو قتل کرو مین حکم خداوندی بجالاتی ہون اس ظالم کو قتل کرون خواجہ عمرو کی بیقراری
پروردگار سے دعا مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر یہ ساحرہ
میرے قتل پر آمادہ ہی تجکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ خطاکار مجبور و ناچار ہی تیرے نزدیک
بہت آسان ہی کسی معین کو بھیجدے کہ اسوقت دستگیری کرے ای ستار عیوب دافع البلیات
اب وقت مدد ہے۔ نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمانِ زمانہ محکومت	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقانِ جمالت ای دلدار	محو حیرت ہمیشہ مے مانند
گاہ بیجان بہ صورتِ تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق مے خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرّم و خرسند	گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چیست اند و چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند
در ہمہ حال حاضر و موجود	از ہمہ خلق مر ترا دانند
عاشق زار و طالبِ دیدار	مرغ و ماہی وجن و انسان اند

خواجہ بلک کر دعائین مانگ رہے ہین ہیکلان نے قریب آکر کہا کیون او ساربان زادے
تونے اس حوالی کو بھی سرحد طلسم ہفت پیکر سمجھا تھا کہ بے خوف چلا آیا یہان کے بھی
ساحرون کو قتل کیا چاہتا تھا سب ساحر یہان کے ہوشیار ہین عمرو بھی جان سے بیزار بیٹھا تھا
کہا ای ہیکلان میرے گرفتار ہونے پر نازنہ کر یہ شہزادیان بھی قتل ہونگی میرا قاعدہ ہی جہان قید
ہوا گرفتار کرنے والے کو لیا تمہاری قضا بہت قریب ہی تلوار زمرد کارے جا کر بیٹھو
صہباے شیرین کلام سمجھانے کے حیلہ سے قریب جہان آرا کے آئی چپکے سے کہا بی بی
زبان سے سوزن نکالتی ہون اٹھتے ہی پہلے عمرو کو بچانا جو لوائے شوکت رستم ہی تمہارے
دم سے سحر و ساحری کا چراغ روشن ہی اسکی ذات سے عیاری کا زور ہی جسکے یہان ہم گرفتار ہو جائینگے یقین

ہو گیا کہ یہ ضرور پہونچینگے اس جلسہ کا کہ یقین تھا کہ خواجہ پہونچینگے لیکن کس زور و شور سے آئے مگر ہیکلان نے انتظام کر رکھا تھا گرفتار ہو گئے صہبا نے باتین کرتے کرتے پکار کر آواز دی ای ہیکلان منم کنیز خواجہ عمرو یہ کہکے جہان آرا کی زبان سے سوزن نکالی جہان آرا تڑپ کر اوٹھی ہیکلان نے چاہا خواجہ عمرو پر نیمچہ مارون اور نیمچہ مار دیا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا لیکن جہان آرا نے اُٹھتے ہی سحر کیا کہ نیمچہ ہاتھ سے ہیکلان کے نکل گیا دوبارہ ماش کے دانے مارے کہ سب ساحر گھبرا گئے صہبا نے قریب آکر خواجہ کو رہا کیا سحر ہیکلان کا اُتارا خواجہ نے اُٹھتے حقۂ آتش بازی مارا ادھر سحر سے جہان آرا کے اندھیرا ہو رہا تھا حقۂ آتشبازی جو دغا وہ اندھیرا ہوا کہ ساحر گھبرا گئے کہ ایک کو ایک نہین سوجھتا مگر ہیکلان نے للکار کر آواز دی او صہبا تو نے بڑی بدمعاشی کی آخر بیٹی کا پاس آیا خداوند کا پاس نہ کیا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای روشن کن محفل اپنی روشنی دکھا یہ جو کہا چند زنگی پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے لیکن صہبا نے اسطرح کا سحر کیا کہ وہ زنگی مشعلین لیکر بھاگے جب زنگی چلنے لگے اور چاہا کہ مکان سے نکلجائین ملکہ جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی خنجر برسنے لگے جس زنگی پر خنجر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سب زنگیون کے سر کٹ کر گرے جب زنگی مارے گئے تو ہیکلان نیمچہ کھینچے ہوے طرف جہان آرا کے چلی جہان آرا نے پکار کر آواز دی بوا مقام تاسف ہے کہ ہمسے مقابلہ کرتی ذرا آنکھ تو ہمسے ملاؤ ہیکلان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرا ہے جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا حسن عالم آشوب زاہد فریب ابروے خمدار بل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ نیمچۂ اصفہانی نیام انتقام سے اُبلے پڑتے ہین آنکھین سحر آلود مشابہ بہ چشم غزال لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے قد موزون سرو گلزار خوبی دہن غنچہ حدیقۂ محبوبی دیکھتے کے ساتھ ہی ہیکلان کے ہوش اُڑ گئے پکار اُٹھی ای ملکۂ عالم میرے دل کو سنبھالیے۔ نظم

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی	کتنی ہی طاقت آزمائی کی
دل کمدر ہے یار کا ہمسے	کوئی صورت نہین صفائی کی
کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح	مین نے حضرت سے کیا برائی کی

دام عاشق ہی دل دہی نہ ستم — دل کو چھینا تو دلربائی کی
آئے وہ دست غیر مین بے ہم — آس تونے شکستہ پائی کی
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے — مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
گھر تو اس ماہوش کا دور نہ تھا — لیک طالع نے نارسائی کی
مر گئے پر ہی بے خبر صیاد — اب توقع نہین رہائی کی
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین — ہرزہ گردی نے رہنمائی کی
دل ہوا خون خیال ناخن یار — تونے اچھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمھین بھی دکھلاؤن — سیر بتخانے مین خدائی کی

ہیکلان یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی دست بستہ عرض کی مین کنیز ہون جو حکم دیجیے وہ مین بجالاؤن جہان آرا نے کہا جو شہزادیان تمھارے گھر مین ٹھہری ہین انکو کیون بلایا ہی انکو گھر سے نکلوا دیا نہو ان لوگون کی ذات سے کوئی فساد برپا ہو ورنہ پچھتاؤ گی ہیکلان نے پکار کر آواز دی صاحبو تم لوگ میرے گھر سے جاؤ ملکہ عالم کے خلاف ہی ایسا نہو کہ مین تمکو زبردستی نکالدون سب شاہزادیان بہت رنجیدہ ہوئین ایک نے ایک سے کہا کہ صاحبو عجب طرح کی بات ہی پہلے تو اسنے ہم سب کو بلایا اب نکالتی ہی اسکے گھر مین ٹھہرنا مناسب نہین بعض نے کہا ہیکلان سحر مین جہان آرا کے ہی اسکی بات کا کیا اعتبار لیکن جہان آرا اور صہبائے شیرین کلام نے ملکر جو سحر کیا اُن شاہزادیون پر خنجر برسنے لگے جب کئی کے سر کٹ کر گرے اور ہیکلان بھی طرف سے جہان آرا کے لڑ رہی ہی کسی کا سر کاٹ لیا کسی کے گولہ مارا آخر تھوڑے ہی عرصہ مین جو زندہ بچین وہ بھاگین ہیکلان اکیلی رہگئی صہبا نے بڑھ کر ہاتھ ہلایا اور کہا بوا تم تو جہان آرا سے دعوے عشق رکھتی ہو وہ حکم دیتی ہین کہ اپنا گلا کاٹ لو جان نثاری تو ظاہر ہو ہیکلان نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی جہان آرا نے آواز دی ہان بوا اب دیر نہ کرو ہیکلان نے اپنا گلا کاٹ لیا ہیکلان کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا درخت تمام سوکھ گئے چمن ویران ہوے ہوائے گرم چلنے لگی جہان آرا نے کہا اے خواجہ جلد نکل چلیے بڑی بلا سے پروردگار نے بچایا ستم گھبراتے ہونگے کنیز کا ضرور خیال ہوگا آپ کے نکل آنے کے

ملال ہوگا ہم لشکر میں رستم کے پہونچیں تو انکو تسکین ہو اس ظالم کی سرحد سے بخیر و خوبی نکلنا ممکن
نو امان پائیں خواجہ و صہبا و جہان آرا اس باغ ویران سے نکلے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جہانگیر والا تدبیر زیر کرنا دو قزاقون کو بجرائت تمام و پہونچنا بخدمت ایرج نوجوان۔ ساقی نامہ مصنف

ای ساقی بادہ نوش میرے
اڑتے ہیں ہوا سے ہوش میرے
آہ کی مجھے یہ آرزو ہے
ساقی تیری ہی جستجو ہے
ہر وقت خیال یہ بندھا ہے
زلفون کے لیے الجھ رہا ہے
ای ساقی بادہ خوار میرے
ہین نشہ مین رند خوب تیرے
جو عذر کیا وہ بات مانی
ای نخل مراد زندگانی
رندون کو خیال یہ بندھا ہی
ساقی تیرا ہی آسرا ہے
ای کلک جگر خراش میرے
ہی عرض یہ گوش میں تیرے
میخانے کی سمت جلد آؤ
معشوق بنا ذرا دکھاؤ
ای ساقی گلعذار میرے
مشتاق ہین اہل بزم تیرے
کچھ حسن کے عشق کا بیان ہو
شیران جری کی داستان ہی
سامع رہین گوش دل سے مائل
سمجھین نہ قمر کو صاف جاہل
ہین بلبل گلشن وفا ہون
کس لطف سے اب یہ جھک رہا ہون
لو ابر گہر فشان پھر آیا
میخوارون کو آکے پھر ستایا
دکھلاتا ہے ابر بادہ خواری
ساقی کی بھی آتی ہے سواری
گلشن پہ بہار جوش زن ہی
پیراہن یوسفی کفن ہے

لکھتا ہی جو حال عشق و الفت
ہر دل کو ملال عشق و الفت

چہرہ طی کنندہ گان مراحل طرز خوش بیانی و رہروان منازل پر ہول شعر خوانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ سخن سنج دانا۔ شیرین زبان۔ چنان می نگارد ز کلک بیان۔ جب خواجہ عمرو جہان آرا و صہبا کو ساتھ لیکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ بقیہ اس حال کا دفتر مین موجود ہی مگر منظور ہی کہ داستان حیرت بیان شاہزادہ جہانگیر تحریر کرون یعنی جہانگیر والا تدبیر اسی فکر مین ہین کہ جاکر ایرج کا شریک ہون اسکو مقام مقصود تک پہونچاؤن لشکر پشت پر چھتر جا یک صیاد رفتار رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ کہ سامنے ایک قلعہ ملا دریافت ہوا کہ ہوشیار سرکش یہان کا حاکم ہے فرمایا کہ

ای مہتر چابک صبا رفتار راہ مین جو خارستان ملے اُسکو صاف کرتے ہوے جلو چابک
نے کہا کہ بہت خوب اتنو شام ہو چلی کل علام برائے خبر جائیگا میان ہوشیار سرکش کی فکر کریگا
یہ خیال کرکے اُترے ہوشیار سرکش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نوبت ونقارے کی آواز جو
کان مین آئی سر اُٹھا کر ایک ساحر سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری سرحد
مین نوبت ونقارے بجاتا ہو اید ولت کا کچھ خوف نہین آتا جا کر افسر اعلے سے کہنا کہ یہ مقام
ہوشیار سرکش ہی یہان سے اُٹھ جائیے یہان رہنے کا ارادہ نہ کیجیے اگر نمانے تو اُسکو ہٹا آنا
کل طلسم مین غدر پڑا ہوا ہی قدرت نامہ لکھ چلے ہین کہ مسلمانون سے غافل نہ رہنا
سرہنگ جادو نہایت بد خواپنے مقام سے اُٹھا قلعے سے باہر نکلا لشکر جہانگیر مین آیا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر فرزند صاحبقران ہی بلا تکلف دربار مین پہونچا شاہزادہ جہانگیر
جلوہ فرما ہین اور جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین رعب و دبدبہ شاہزادے کا
دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا ہاتھ باندھکر کہا کہ ای فرزند رشید صاحبقران یہ قلعہ ہمارے
مالک کا ہی اور یہ صحرا اُسی کی سرحد مین ہی لہذا آپ یہان نہ اُتریے شاہزادہ جہانگیر ایک
آتشخو و شعلہ مزاج ہین جواب دیا کہ اُس کج خلق سے کہنا کہ ہم تیرے صحرا کو کہا نہ لین گے
صبح ہوتے چلے جائینگے سرہنگ جادو نے کہا کہ یہ ارادہ آپ پر خلاف گذریگا ابھی یہان سے
لشکر اُٹھائیے یہ سخت کلمہ جو کہا جہانگیر با توقیر نے بگڑکے حکم دیا کہ ای مہتر چابک صبا رفتار
اسکی گستاخی سنتے ہو اسکو دربار سے نکال دو چابک اُٹھا کہ سرہنگ جادو کو باہر کردین
سرہنگ نے جھپٹ کر شاہزادہ جہانگیر کی کمر مین پنجہ دیا سردار ہان ہان کرکے اُٹھے مگر
سرہنگ جادو شاہزادہ جہانگیر کو لے بھاگا سب سردار حیران و پریشان ہوکر رہگئے
ہر ایک کا قول تھا کہ اگر ایسا جانتے تو اسکو بارگاہ مین نہ آنے دیتے یہ سمجھا یہ ارادہ خام
آیا تھا چابک صبا رفتار نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین انشاء اللہ تعالے یہ قلعہ
اسلام آباد ہوگا اس حرکت پر وہ ملعون بہت پچھتائیگا اُسنے خود چھیڑا ہے سمجھا جائیگا
سب سردارون کو چابک صبا رفتار نے مطمئن کیا سب سردار غم مین شاہزادہ
جہانگیر کے ملول و حزین ہین مگر ہوشیار سرکش نے جہانگیر کو قید کیا حکم دیا کہ صبح کو

سر دربار سمجھا جائیگا بوقت سحر چالاک صبا رفتار اسباب عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف قلعے کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر دربار مین ہوشیار سرکش کے آیا اب وہ وقت ہو کہ ہوشیار سرکش تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ جہانگیر کو طلب کیا ہی بہ عتاب خطاب کر رہا ہے کہ کیون او پسر حمزہ تو نے ہمارے ساحر کا کہنا نہ مانا اب بہتر یہ ہی کہ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ سر کاٹ کے روانہ کرونگا شاہزادہ جہانگیر زنجیرین ہلا رہے ہین مگر قید سحر ہی وہ زنجیرین کب کٹ سکتی ہین جواب دیا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھ سے ہوسکے وہ قصور نہ کر خدائے بزرگ است ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے حاضر ہوا فوراً گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگائین لگانے لگا شاہزادہ جہانگیر کی اُسوقت بیقراری دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کارساز و بے نیاز رحم اپنا شریک کر یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ دنیا نا پائدار ہے نظم

غنیمت دان غنیمت دان غنیمت   بدنیا چند روزه زندگانی
مبادا این گرامی وقت خود را   بشکل کار دنیا بگذرانی
عبادت کن عبادت کن عبادت   بہ طفلی و بہ پیری و جوانی
نگون سر شو نگون سر شو نگون سر   کہ یابی اقتدار آسمانی
بہ نیکی نام روشن کن بدنیا   کہ بعد از مرگ ہم زندہ بمانی
چو در بندہ نوازی و ترحم   نمیدارد خدای پاک ثانی
مخواہ از کس مدد جز ذات مولا   خدا را کن تصور یار جانی
خدا وقت غم و رنج و مصیبت   کند بر تو ہمیشہ مہربانی
بجز ذات الٰہی ہیچ کس را   نکن واقف بہ اسرار نہانی
مشو نازان بہ عمر چند روزہ   مشو غرّہ بہ این دنیای فانی
بکن کاری کہ مثل خضر یابی   درین دنیا حیات جاودانی
مشو غافل کہ بر تو نفس سرکش   کند وقت عبادت حکمرانی
خبرگیرت خداوند جہان است   بوقت ضعف و عجز و ناتوانی

بصدق دل پرستش کن خدارا	از دل کن دور وہم بدگمانی
نوشتی ہندوی این نظم دل آویز	بکار خیر کردے جانفشانی

ہوشیار حکم دے رہا ہو کہ اس گنہگار کا سر کاٹ لو شاہزادہ جہانگیر نہایت بیقرار
مضطر ہین دعا ئین مانگ رہے ہین کہ ایک ابر زربفتی آسمان پر نمایان ہوا ہوشیار
نے ہنسکر کہا کہ ہماری صاحبزادی گلنار زربفت پوش تشریف لاتی ہین یہ ذکر تھا کہ ابر
نے آکر چرخ بارا بارگاہ پر آکر چھایا یکا یک شق ہوا ایک تخت نمایان ہوا دیکھا کہ ایک
نازنین پری پیکر سیمین بر قمر منظر غنچہ دہن رشک چمن نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار آکر
اتری شاہزادۂ جہانگیر تو دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے بہ نگاہ محبت ملکہ کی طرف دیکھ رہے ہین
کہ وہ نازنین آکر اتری ہوشیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا کہ ای نور نظر کہان سے آتی ہو
گلنار نے ہنس کر کہا کہ مین نے خبر پائی ہو کہ کوئی مسلمان آپکے یہان قید ہوا اشتیاق ہوا کہ
اسکو دیکھون مسلمانون کے حسن کے بڑے شہرے ہین ہوشیار نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے
زیر تیغ بیٹھا ہو گلنار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک جوان خوشرو خوشنو غزال چشم شیر خشم
خوبصورتی کی تیاری عین شباب حسن مین لاجواب سرنگون بیٹھا ہو آنکھون سے آنسو جاری ہین
دیکھتے ہی گلنار زربفت پوش بیقرار ہو گئی ہر چند چاہا اپنے کو روکون مگر دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا غش کھا کر باپ کی گود مین گری
فوراً دانت بیٹھ گئے آنکھون کو گردش بیقراری کی تپش ہوشیار نے اشارہ کیا کنیزون نے لاکر
گلاب وکیوڑہ چھڑکا تب گلنار کو ہوش آیا مگر ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی بیتاب بیقرار ہوشیار
نے پوچھا کہ ای نور نظر خیر تو ہو گلنار زربفت پوش نے جواب دیا کہ ای والد نامدار مین نے
کبھی کسی انسان کو اسطرح مصیبت مین نہین دیکھا ایک خوف آیا ہاتھ باپ کا لیکر کلیجے پر
رکھ لیا کہا دیکھیے کلیجہ پھڑک رہا ہو ہوشیار نے جو کلیجے پر ہاتھ رکھا مرغ بسمل کی کیفیت تھی
ہوشیار نے کہا کہ بیٹا تم جاؤ جاکر باغ مین سیر کرو تمھارے جانے کے بعد اسکو قتل کرونگا ملکہ
گلنار نے کہا کہ ای والد نامدار کئی سال گذرے کہ اس طلسم مین لڑائیان ہو رہی ہین لیکن
کسی نے کسی فرزند حمزہ کو نہین قتل کیا آپ کو یہ شرف نصیب ہوا تو اسے ایسے مقام پر قتل کیجئے

کر تمام دُنیا دیکھے اور خوب سختی سے قتل کیجیے مگر آج رات کو قید رکھیے اسکے قتل کی خبر مشتہر کیجیے کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اُس مجمع عام مین اسکا استیصال ہو مسلمان ڈر جائین کوئی پھر آپکے ملک کا ارادہ نہ کرے اس سرحد مین ٹھہرنے کا قصد نہ ہو یقین ہو کہ قدرت آپ سے بہت خوش ہون اور طرۂ پیغمبری عنایت کرین ہوشیار یہ سُنکر خاموش ہو رہا کہا ہان یارو اس گنہگار کو لیجاؤ لڑکی بہت ٹھیک کہتی ہی کل اسکو سرمیدان قتل کرینگے اگر شاید اسکے لشکر والے کچھ قصد کرین تو اُنکو بھی پامال کرون ایک سحر مین سب کو مٹا دون چند جادوگر کشان کشان شاہزادہ جہانگیر کو لیچلے جہانگیر با توقیر کا بہ نگاہ یاس ملکہ گلنار کو دیکھنا جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ افسوس کر رہا ہی ملکہ گلنار نے جو یہ حسرت شاہزادہ جہانگیر کی دیکھی پہلو سے اپنے باپ کے آہ کرکے اُٹھی تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی چالاک صبا رفتار نے جو یہ سب معرکہ اپنی نگاہ سے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نازنین عاشق ہو گئی ہے زیر ابر یہ بھی چلا ملکہ گلنار آکر باغ مین اُتری ابر شق ہو کر علیحدہ ہوا چالاک صبا رفتار پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ وہ ہی نازنین مسند پر سرنگون بیٹھی ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی چالاک دیوار سے اُترا ایک گوشے مین آکر بیٹھا وہ گائن بولا کر اُٹھی اُسی گوشے مین آکر برائے رفع حاجت بیٹھی چالاک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے ملکہ گلنار کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

بنتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ مین ۔ ملتے ہین جاے حنا اکسیر دلبر ہاتھ مین

بدنصیب ایسا محیط عشق مین ممکن نہین ۔ آبلے بنجائین لیلون مین جو گوہر ہاتھ مین

تیرے در پر یون کھڑا رہتا ہون مین [illegible] ۔ حلقۂ در ہی گلے مین بازوے در ہاتھ مین

ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دستیار ۔ بن گیا دزد حنا مانند اختر ہاتھ مین

شہپرون کا دیکھنے والون کو ہوتا ہی گمان ۔ وہ پری رو جب اُٹھا لیتا ہی گمدہ ہاتھ مین

قتل جرم میکشی پر ہو گے ساقی بہر می ۔ ہم لیے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین

بحر غم سے ہم تہیدستون کو آسان ہی نجات ۔ کچھ نہین وقت فنا رکھتے شناور ہاتھ مین

جسطرح ہی پنجۂ مژگان مین اپنی چشم تر ۔ یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع
نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین

ہی گران مکتوب تو کاتب سبک ہی واصلا
پھینک خط لیجیل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین

تا بکی پھاڑون گریبان تا کجا پیٹون مین سر
کب وہ دن ہوگا کہ ہونگا دست دلبر ہاتھ مین

دشت غم مین دوڑتا ہی ہاتھ ہر دم سوے جیب
ہی ہمارے پانون کے مانند چکر ہاتھ مین

حشر مین تجکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے
مدح حیدر کا جو ہی ناسخ ہی دفتر ہاتھ مین

اس طور سے یہ غزل چاپک نے گائی کہ ملکہ گلنار نے سر اُٹھا کر کہا کہ اے رنگین ادا خوب
گاتی ہی تیرا اب علم کمال پر ہی سننے والے ذبح ہوتے ہونگے کیا غزل ڈھونڈھ کر نکالی ہی کلیجہ
ٹکڑے ہوگیا چاپک صبا رفتار نے جھک کر بلائین لین عرض کی کہ واری جبوقت سے آپ
دربار سے اپنے باپ کے آئین آپ کو بہت پریشان پاتی ہون امیدوار ہون کہ اسکا سبب
ارشاد ہو کہ باعث پریشانی کیا ہی کنیز اسکی جستجو کرے کچھ کچھ سمجھتی بھی ہون مگر کہہ نہین سکتی
گلنار نے کہا کہ اے رنگین ادا عجب معرکہ گذرا کہ کہتے حجاب آتا ہی مین جو دربار مین اپنے باپ
کے گئی فرزند صاحبقران قید ہو کر آیا ہی والد نے ناحق اُن لوگون کو چھیڑا اور بکھیڑا بلایا
دیکھیے انجام کیا ہو جس وقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی ایسی مصیبت مین اُسکو پایا کلیجہ
ٹکڑے ہوتا ہی مگر بے بس ہون کہ کیا کرون اسی رات کا وہ مہمان ہی کل صبح کو دشمن
اُسکے قتل ہو جائینگے حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون چاپک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور
مین اُسکو رہا کرکے لاؤن مگر چند کنیزین ساتھ کیجیے تو مین جا کر رہا کر لاؤن رنگین ادا ے
نقلی کے ہمراہ گلنار زر لفت پوش نے چند کنیزین رازدار کین کھانا پکوا کے خوان اُنکے
سر پر رکھے رنگین ادا ڈولی مین سوار ہوئی قصر زندانخانے پر پہونچی نگہبانون نے پکار کر
پوچھا کہ کون آتا ہی یہان آنے کا حکم نہین ہی رنگین ادا ے نقلی نے جواب دیا کہ نگوڑو کچھ
دیوانے ہوے ہو تمھارے لیے کچھ کھانا لائے ہین زہر مار کرو ملکہ گلنار کے سر مین درد تھا اُسنے
کہا کہ لات و منات کی نذر کا کھانا پکوائیے قیدیون کو کھانا کھلوائیے ذرا دروازہ کھولدو
کہ ہم قیدی کو نذر کا کھانا کھلوادین نگہبانون نے کہا کہ یہ تو بہت دشوار ہی اس قیدی کے
واسطے دروازہ نہ کھلیگا چاپک نے کہا کہ ارے نگوڑو تم سب مل کر کھانا کھا لو نذر لات و منات کی

یہ کھانا رکھا نہ جائیگا کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ سب نے کہا کہ اے رنگین ادا تمھارا احسان ہے
جسطرح کہو ہم سب موجود ہین چابک صبا رفتار نے سب کو کھانا تقسیم کیا سب نے کھڑے
ہو کر کھایا چابک سامنے سے ہٹ آیا ایک کہتا ہے کہ کاش مجکو دیکھتی تھی ایک کہتا ہے
کہ مین مدت سے اسیر عاشق ہون جب بہت کم سن تھی تو مکان پر جاتا تھا گود مین لیکر پھر
پھرتا تھا اب تو کام کے لائق ہے ایسی ایسی باتین کر کے سب گرے اور بیہوش ہوئے فوراً
چابک نے قفل در زندانخانہ کاٹا شاہزادہ جہانگیر سرنگون بیٹھے ہین حیران و پریشان مین
ذکر معشوق ورد زبان ہے چابک نے آکر سلام کیا عطر بیہوشی سنگھا کر شاہزادہ جہانگیر کو
بیہوش کیا قید کاٹ کر اسی مقام پر ڈالدی شاہزادہ جہانگیر کا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا
یہان ملکہ مہتاب و بیقرار رات بھر باغ مین ٹہلی ہے دعائین مانگ رہی ہے کہ اے خدائے زمین و
آسمان رنگین ادا جو ارادہ کر کے گئی ہے وہ ارادہ اسکا پورا ہو کہ سامنے سے دیکھا
رنگین ادا پشتارہ بدوش آتی ہے ملکہ گلنار نے پکار کر پوچھا کہ اے رنگین ادا یہ کیا لائی
چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ شاہزادہ جہانگیر کو لائی ہون ملکہ ساتھ ساتھ رنگین ادا
کے بارہ دری مین آکر بیٹھی مگر منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانک لیا کہا ہوشیار کرو چابک
صبا رفتار نے چھینٹا پانی کا مار کر شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا اب جو شاہزادہ جہانگیر
کی آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا پہلو مین اُس مہ جبین کے اپنے کو دیکھا حیران ہوئے
چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار ملکہ نے آپ کی رہائی کے مقدمے مین بڑی کد و
کوشش کی ان ہی کی ذات سے رہائی ہوئی شاہزادہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے بیٹھے
پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے لیکن مین حیران ہون کہ آپ کیونکر مائل ہوئین ملکہ
نے سر جھکا کر کہا کہ آپکے دام گیسو مین گرفتار ہونا تھا خوب گرفتار ہوئے اب دام عشق سے
چھوٹنا بہت دشوار ہے جو مجھے حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اس شائستگی سے یہ بیان کیا کہ جہانگیر
خوش ہو گئے اور یہ بھی کہا کہ میرا اُسوقت اُس مقام پر آنا ہوا کہ آپ قتل ہونے تھے مجھے غش
آگیا دلمین افسوس پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو خیریت ہے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ مین
سب طرح موجود ہون نقش پا کو حضور کے تاج سر جانونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا

کہ ای شہریار مین یہ چاہتی ہون کہ آپ کے ہمراہ تا بہ قصر سکندری چلون وہان جو معرکہ پڑے
جھیلون جان پر کھیلون شاہزادہ جہانگیر سے اور ملکہ گلنار سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک
چند کنیزین حاضر ہوئین اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا یہ عاشق و معشوق آرام سے بیٹھے
ہین غم دین و دنیا فراموش محبت قلبی کا جوش مگر ہوشیار سرکش جو صبح کو سو کر اٹھا حکم دیا
کہ میدان عوغی کی تیاری ہو ملازمون نے عرض کی کہ سب سامان تیار ہی درین اثنا دو ہوگئین
جلاد موجود ہین حضور کے چلنے کا سب کو انتظار ہی ہوشیار سرکش اپنے مقام سے اٹھا اور تخت
پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجتے ہوے فوج ساحران وغیر ساحران ہمراہ میدان خونی مین
آیا سب اشیا آراستہ دیکھے جلاد غل مچارہے ہین سب نے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور
قیدی کو بلوائیے ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ چند کس جائین قیدی کو ارابے پر سوار کر کے
لائین چند ملازم چلے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ نگہبان زندانخانہ روتے
ہوے آتے ہین ہوشیار نے پکار کر پوچھا کہ یارو خیر تو ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور قیدی کی
شب کو قید خانے سے غائب ہوگیا ہوشیار سرکش یہ خبر سنکر تخت سے کود پڑا کہا چل کے
دیکھون تو کہین سے نقب لگائی ہی یا دیوار توڑی یہ کہتا ہوا زندانخانے پر آیا راہ مین ایک
نگہبان نے عرض کی کہ حضور شب کو آپ کی صاحبزادی کے باغ سے کائی آئی انھنے ہم سب کو
کھانا کھلایا ہم لوگ ایسے غافل ہوے کہ ہمکو ہوش نہ رہا یہ سنکر ہوشیار نے حکم دیا کہ ہمارے
عیار سباک رو کو بلاؤ سباک رو عیار حاضر ہوا مگر نہایت مغرور و منکر ہی آتے ہی جھک کے
سلام کیا یہ معاملہ دیکھ کر سباک رو نے پوچھا کہ کیون حضور خیر تو ہی ہوشیار سرکش نے
حکم دیا کہ ای سباک رو جا کے دیکھو تو باغ مین گلنار زر لفت پوش کیا کر رہی ہی عجب طرح
کی خبر مین نے پائی کہ دل پریشان ہوگیا ہر چند کہ اسکی ذات سے مجکو یہ امید نہین ہے
اسکے باغ مین مردانہ پھول نہین رہتا مگر ایسی خبر پائی کہ اب شک پیدا ہوا یہ بھی تو خبر
پاچکا ہون کہ جس شاہزادی نے فرزند حمزہ کو دیکھا آپ سے باہر ہوگئی گھر بار برباد کیا
عین وقت پر یہ بھی آئی تھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید عاشق ہوکر لے گئی ہو یہ کائی
اسکی شب کو کیون آئی کیون سب کو کھانا کھلایا اگر ہو سکے تو سمجھانا اور کہنا کہ جو گذرا وہ گذرا

اس نوجوان کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دو بہت جلد خبر لیکر آنا میرا دل بیقرار ہو رہا ہی
ایسا نہو کہ خرابی پڑے تو مجکو مشکل ہو مان اسکی کم سنی مین مری مین نے اسکو ناز و نعم سے
پالا نہلانا دھلانا دن بھر گود مین کھلانا مثل عورتون کے مین نے محنت و مشقت کی بہت
سمجھکر اس مقدمے مین انتظام کرنا یہ بھی خوب جانتے ہو کہ وہ نازک مزاج ہی جب بگڑ تی ہی
تو وہ کسی کو خیال مین نہین لاتی سباک رو یہ سب باتین سنکر چلا اول در باغ پر آیا دروازے
پر چند کنیزین برائے کار ضروری کھڑی تھین اُنسے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہین اور تو
سب چپ ہو رہین مگر ایک کنیز کہ اُسکو رشک بہت ہی رات سے جل رہی تھی کہتی تھی
کہ دیکھو بیوی نے کیا غضب کیا غیر مرد کو لیکر بیٹھی ہین باپ سنیگا تو قیامت برپا کریگا
جھلا کر بولی کہ میان سباک رو کسکا حال پوچھتے ہو ملکہ گلنار اپنے ہوش مین نہین ہین آ
کون کہے کہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہین اگر سُن پائین تو زبان گدی سے کھچوائین کیا تمکو
اُنکے باپ نے بھیجا ہی ہو باغ مین چلے جاؤ تمسے کیا پردہ ہی اپنی آنکھون سے دیکھ لو
جس حال مین ہونگی معلوم ہو جائیگا یہ سُنکر سباک رو بہت گھبرایا کہا چنچل یہ کیا کہتی ہی
وہ صاحب عصمت و عفت ہی ایسا نہ ہو کہ تجھپر عذاب آئے مین آپ اُس شخص کو قتل کرونگا کیا
زندہ اُسکو جانے دونگا اسی وقت قتل کرونگا میری بھی جرأت کا شہرہ ہی مین مغلوبہ لڑتا ہو
یہ کہکر اندر چلا محلدار نے روکا کہا کہ کیون میان سبک رو کیا ہی جو سویرے سویرے آئے
ملکہ عالم ابھی سو کر اُٹھی ہین رات بھر جلسہ رہا ہی بدمزاج بیٹھی ہین اس وقت تم نہ جاؤ
سباک رو نے کہا کہ اچھا جا کر میری جانب سے عرض کرو کہ سباک رو باریابی چاہتا ہی
دیکھو کہ کیا فرماتی ہین مین اُنکی ملاقات کو جاؤنگا محلدار دوڑی ہوئی آئی یہان ملکہ پہلو مین
شاہزادہ جہانگیر کے بیٹھی ہین کہ محلدار نے آکر عرض کی واری مہتر سباک رو آیا ہی آپ سے
ملاقات کرنا چاہتا ہی ملکہ نے کہا کہ جا کر اُس سے کہدو کہ اس وقت ہمین فرصت نہین ہی
اگر کوئی پیغام لائے ہو یا نوشتہ پاس ہی تو وہ کہلا بھیجو اگر تمھین ملاقات کی ہوس ہی تو اور
وقت آنا محلدار نے کہا کہ واری انگوٹھا دیجیے اُس سے دو باتین کر لیجیے اگر وہ پلٹ کر
جائیگا تو آپ کے والد سے آگ لگائیگا ملکہ گلنار نے شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ آپ

کمرے مین جا بیٹھے دروازہ بھیڑ لیجیے جہانگیر کسی طرح نہ مانتے تھے ملکہ نے منت کر کے
شاہزادہ جہانگیر کو سامنے سے ہٹایا جہانگیر کمرے مین بیٹھے ملکہ گلنار نے سباب رو عیار کو
اپنے سامنے بلوایا سباب رو عیار نہایت مکار و غدار ہو اُسنے جو چہرۂ زیبا دیکھا کہ نشان
بوسون کے عارض پر پڑے ہوے ہین آنکھین سُرخ سینے پر اُبھار بس سمجھ گیا کہ اسکو مرد
نے ہاتھ لگایا ہی ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی چند دن گذرے ہین کہ مین تمکو گود مین لیے پھرتا
تھا اور تم بات نہ کر سکتی تھین مین سمجھاتا ہون کہ اگر کوئی حرکت ہو گئی ہو تو اُسکو چھپانا نہ
چاہیے جیسے اور شاہزادیون نے گھر بار چھوڑا مان باپ سے مقابلہ کیا ویسا نہ کرنا سچ بتاؤ
شاہزادۂ جہانگیر کہان ہین ملکہ گلنار زر لفت پوش نے غصہ ہو کر کہا کہ چچا جان یہ آپ
کیا فرماتے ہین جہانگیر کسکا نام مجھے اُس سے کیا کام ہو اور مان باپ سے لڑنا بیوجہ نہین
ہوتا اگر وہ میری آبرو لینے پر کمر باندھین گے تو پھر مین بھی حاضر ہون اور شاہزادیون کے
کیا پتے دیتے ہو جسکو بُرا اُسنے کیا مین کسی کا قاعدہ نہین اختیار کرتی ہین جہانگیر کو
نہین جانتی اور اے عمو نامدار اگر تمکو گمان ہی تو سارا باغ ڈھونڈھ لو مجھے اُس سے کیا مطلب
سباب رو نے کہا اے ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین مگر مین نے بطور نصیحت کے عرض کیا بزرگانہ
کلام کہا خیر مین رخصت ہوتا ہون ملکہ گلنار بے اختیار ہو کے رونے لگین کہا اے عمو نامدار
آپ نے مجھکو بڑا عیب لگایا مین اپنی جان دیدونگی مجھ سے صبر نہ ہو سکیگا نہین معلوم وہ کون
عورتین ہین کہ غیر شخص کو اپنے پہلو مین بٹھا لیتی ہین مجھ سے یہ نہو سکیگا سباب رو نے
آنسو پونچھے کہا بی بی میرے کہنے کا بُرا نہ مانو مگر ہوشیار رہنا ملکہ گلنار زر لفت پوش نے
کہا کہ اے عمو نامدار دمبدم وہی باتین کہتے ہو جو میرے خلاف ہین سباب رو اُٹھ کر چلا گیا سامنے
ہوشیار سرکش کے نہ آیا کمینگاہ مین لگا رہا شاہزادہ کمرے سے نکلا فرمایا کہ جلد پانی چوکی پر
رکھو شاہزادہ باہر گیا سباب رو عیار نے دیوار سے دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر واسطے رفع حاجت
کے جاتے ہین دیکھکر دیوار سے اُترا فوراً خدمت مین ہوشیار سرکش کی آیا عرض کی کہ اے شہریار
حقیقت مین آپکی صاحبزادی سے بڑا امر خلاف سرزد ہوا مگر ایک امر تو غلام جانتا ہو کہ یہ مسلمان بانید
شریعت ہین بدون عقد فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے لہذا ابھی تک دامن عصمت غبار سے

پاک و صاف ہی یہ سنکر ہوشیار سرکش جل گیا کہا کہ ابھی جاتا ہون جا کے دونون کے سر کاٹے
لاتا ہون یہ کہکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا کئی ہزار جوان ہمراہ ہوے کلمات لاف وگزاف کہتا ہوا
جاتا ہی کہ پسر حمزہ کو وہ سزا دون کہ زندگی بھر یاد کرے اگر وہ بے بھی گئی تھی تو اُسنے میرا کچھ خوف
نکیا یہ نکہا کہ ہمکو اس قید خانے سے نہ لیجاؤ ہم ہوشیار سرکش کے قیدی ہین ساتھ والے
کہتے ہین کہ حضور وہ تو قیدی تھا اُسنے اپنی رہائی کو غنیمت جانا خطا ہر شاہزادی کی ہے مگر
چالاک کسی کام کو باہر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ گرد اُڑی آگے بڑھ کر دیکھا کہ ہوشیار سرکش گینڈے
پر سوار کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہی چالاک صیار فتار نے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ برائے گرفتاری شاہزادہ جہانگیر جاتا ہی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا دل کو
مضبوط کر کے سامنے ہوشیار سرکش کے آیا کہا ای شہنشاہ ذرا گینڈے سے اُتر کے نیچے
آیئے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون ہوشیار اُترا چالاک نے ہاتھ پکڑ لیا باتین بنانا ہوا
جنگل مین لایا اپنے پاس سے ایک گلوری نکال کر دی کہا یان نوش فرمایئے ہوشیار سرکش
نے فوراً کھا لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے اُسکو گوشے مین چھپا دیا
آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل ہوشیار سرکش بنا ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا کہا کہ تم
سب لوگ ٹھہرو مین جا کر جہانگیر کو لے آؤن سب جانتے ہین کہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے
سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی سحر کر کے بیہوش کر لیگا اُٹھا لائیگا سب نے کہا کہ جایئے چالاک
صیار فتار جست وخیز کرتا ہوا در باغ پر آیا محلدار گھبرا کر بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری
بڑا غضب ہوا آپ کے والد آتے ہین باپ کا نام سُنکر ملکہ گلنار گھبرا گئین جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا کہ ای ملکہ عالم آتا ہی تو آنے دیجیے آپ نہ گھبرایئے گردن اُسکی توڑ ڈالونگا شمشیر تیز دم
زیور مردان عالم ہی اسکے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب مین سحر جانتی ہون
مگر اُسکے سامنے سحر نہ چلیگا سب بھول جاؤنگی ایک سحر مین تمکو گرفتار کریگا ہائے مین حیران
ہون کہ میری کیونکر زندگی ہوگی آپکے سامنے موت آجائے تو بہتر ہی نظم

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہی	موج می مجکو بجائے خط پیشانی ہی
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین	جو ستارہ ہی وہ اک دیدۂ قربانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منہ اپنا — مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین رواں — دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو کنج — ایک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہی
اسقدر رکر گئی پرواز زمانے سے تمیز — کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی
کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین — جو ہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی
گو رزنجیرون سے ڈھانکو عوض جادر گل — تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی
کم شب مہ سے شب تار نہین ہو نا شیخ — اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

یہ اشعار پڑھ کر رو رہی ہی جہانگیر سمجھا رہے ہین کہ ملکہ کسکی مجال ہی کہ میرے سامنے تمکو کوئی گرفتار کرے کہا حضور وہ بلاے روزگار ہی قبیلہ سرکشان سے ہی قدرت نے خود اُسے سحر سکھایا ہی جابجا امتحان ہوے غازا فراسیاب سے جاکر سند لایا ساحران جلیل مین اُسکا بھی نام ہی جہانگیر کہتے ہین کہ اے ملکۂ عالم کوئی بھوت پلید میرے سامنے نہین آتا یہ کہ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ہوشیار سرکش یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ او گیسو بریدہ واے ننگ خاندان تجکو میرا کچھ خوف نہ آیا او جہانگیر دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اس عذاب سے تجھے قتل کرونگا کہ بیابان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے تو نے ناموس شاہی مین رخنہ اندازی کی ابھی تجکو بیجل کے قتل کرتا ہون شاہزادہ جہانگیر نے تلوار کھینچی ہوشیار نقلی نے ایک بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کالی بھوانی ان دونون کو لینا گولہ اُچھالتا ہوا چلا جہانگیر تلوار کھینچے ہوئے چلے ملکہ کلنار ہاتھ جوڑتی ہین کہ صاحب قریب نہ جاؤ ایسا نہو کہ غرق زمین کردے جہانگیر نے چاہا کہ جھپٹ کر تیغہ ماردون جا پاک کود کر الگ ہوا جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے دوڑتے پھرتے ہین جا پاک بھاگا بھاگا پھرتا ہی ملکہ حیران ہو کر دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی شاید کوئی تحفہ انکے پاس ہی ورنہ ہوشیار سرکش قدم ہٹانے والا ہی لاکھون مین اکیلا لڑا ہی جب بادشاہ بنگالہ سے مقابلہ پڑا ہی تو اسنے کیا کیا سحر کیے بادشاہ پر بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکے لشکر کو شکست دی آج کیا ہی کہ جو بھاگا بھاگا پھرتا ہی ایک مقام پر جا پاک رکا تھا کہ جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے برابر پہونچ گئے جا پاک

کہ ہاتھ مارون چاپک نے ہنسکر عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپ نے اپنے غلام کو نہین
پہچانا جہانگیر باتوقیر چاپک صبا رفتار سے لپٹ گئے گلے سے لگا کر کہا کہ اے بھائی تمنے
بڑا کام کیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا چاپک قدمون پر گرا صورت اصلی بنا کر ملکہ کو
دکھائی کہا کہ حضور مین نے ہوشیار سرکش کو گرفتار کر لیا جنگل مین بیہوش پڑا ہی کہیے جاکر
مار ڈالون جہانگیر نے کہا کہ ایسا نہ کرنا اُسکو یہان لاؤ سمجھائینگے اگر مطیع اسلام ہوا تو
ہمارا عزیز ہی ورنہ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا سمجھا جائیگا چاپک نے کہا کہ یہ جو تین ہزار
ساحر ہین انپر تو قبضہ کر لون چاپک جہانگیر کو سمجھا کر ہوشیار کی شکل بنا ہوا باہر نکلا لشکر
مین آیا کہا کہ تم سب لوگ یہین اُترو مین ایک کام کو جنگل مین جاتا ہون مین نے بیسر
حمزہ کی دل سے اطاعت کی یہ سُنکر تین ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے چاپک نے اُنکو
دروازے پر باغ کے اُتارا جہانگیر آکر بارگاہ مین بیٹھے حکم و احکام کرنے لگے ملکہ دروازے پر باغ کے
منتظر کھڑی ہین کہ شہریار پلٹ کر آئین تو دل کو تسکین ہو مگر چاپک جنگل مین پہونچا
ہوشیار سرکش کا پشتارہ لیکر سامنے شاہزادہ جہانگیر کے آیا بارگاہ مین سب افسران
لشکر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوشیار نے دوسرے ہوشیار کو ستون سے
باندھا حیران ہین کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی چاپک نے ہوشیار کو ستون سے باندھکر
زبان مین سوزن دی جہانگیر باتوقیر دنگل زرین پر بیٹھے ہین ساقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز لحن پرسوز و گدازسے اشعار عاشقانہ بجا بجا کر گا رہے ہین نظم

عاشق کی سعادت سے جو سر اُسکا جھکا ہی
قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی

جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہی
ہر ایک بگولہ پے تعظیم اُٹھا ہی

نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے
کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی

ممکن نہین تا حشر فناے غم خونخوار
گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی

دعوے خدائی جو تو ہی نہ پھر دور
سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی

خالق نے یہ سرخ اُسکے کف پا کو بنایا
ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی

گر سودۂ الماس نہ تھا یُون چھڑ کتا
ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو
عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار
کہیے جو طویل اُسکو سزاوار ہی ناسخ

یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی
جس دن سے مرا سر ترے قدمون سے جدا ہی
اللہ بچائے یہ زمانے کی وبا ہی
جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہی

جیا پاک نے پکار کر آواز دی کہ اى ہوشیار کیون گھبراتا ہی منم مہتر جیا پاک صبا رفتار فرزند رشید خواجۂ نامدار اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کرو ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا شاہزادہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا قریب ہوشیار کے آکر کہا کہ اى ہوشیار تو میرا بزرگ ہی اب اطاعت مین انکار نہ کر ذرا سوچ تو کہ قادر مطلق و خداوند برحق سے تو نے منہ پھیرا ہی اس جھوٹے مکار کی اطاعت کرتے ہو جب پرسش ہوگی تو کیا جواب دوگے پروردگار سب کے حال سے باہر ہی اُسکی خدائی جسم انسان سے ظاہر ہی آنکھ و ناک و کان وغیرہ کیسے عطا فرمائے ہین مصرع۔ وہی دیا کہ مناسب تھا جو جہان کے لیے ٭ آنکھین کیا نعمت ہین جنسے کل موجودات اور ہر نیک و بد انسان دیکھتا ہی بلکہ یہ اشعار بہت مناسب ہین ان اشعار کو بگوش ہوش سماعت کیجیے نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون
نقش طراز ندۂ کون و مکان
ارض و سما نقطۂ پرکار او
چہرہ کشائے صورِ کائنات
دادہ بلندی بہ سپہر برین

از عدم آورد دو عالم برون
سقف فرازندۂ نہ آسمان
بستن نقش صور از کار او
راہ نمائے ہمہ سوے نجات
پہن بگستر دبساط زمین

اس طرح کے اشعار جہانگیر نے پڑھے اور اوصاف پروردگار کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ہوشیار سرکش نے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لیے مین بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہون زہے خوش نصیبی و خہے بندہ نوازی کہ آپ ایسا داماد مجکو ملا مین صاحبقران کا سمدھی کہلاؤنگا کلاہ فخر آسمان پر پہونچاؤنگا جیا پاک نے جو تیور دیکھے پہچان گیا کہ دل سے کہتا ہی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ہوشیار نے کمندین توڑ ڈالین قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا کہ

شہریار مین بدل وجان آپ کی تابعداری کرونگا انشاء اللہ اُس مکار وحیلہ ساز سے لڑونگا
ایسا مغرور کہ خاک نجس سے بنا اور دعویٰ اُسکی ہمسری کا کرے جسنے ایک کلمہ کن مین تمام
شجر وحجر پیدا کیے آپ کی فہمائش نے دیدۂ دل روشن کر دیے یہ خوب واضح ہوا کہ وہ جل
دیکتا رب دوسرا ہی دنیا کو کس لطف سے بنایا ہی انسان وحیوان وجنات وپریزاد ودیوزاد
شجر وحجران سب چیزون سے وحدانیت اُسکی پیدا ہی چاند وسورج ایک دن کا مالک اور
ایک رات کا سالک تمام دنیا کو روشن کیا طائران نغمہ سرا ہر صبح کو اُسکی تسبیح خوانی مین
مصروف ہوتے ہین ساکنان دریا اپنی بے آبروئی پر روتے ہین جہانگیر نے سرہشیار
کا سینے سے لگا لیا فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہین اے ہوشیار بخدا تمھارے مسلمان ہونے
سے طبیعت بہت خوش ہوئی اور قوت حاصل ہو گئی یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کا انجام تمھارے
سے سرکردہ دست چلیپان ایرج نوجوان کے ہو ہر چند کہ اُنکے جد عالی تبار رما لک
تحفہ جات ہین مگر کشتی گیر زادہ کد وکوشش کر رہا ہی وہ اس طلسم مین حقیر رہے ہوشیار
سرکش نے عرض کی کہ جو غلام سے ہو سکیگا کمی نہ کریگا ملکہ گلنار زربفت پوش کو ہوشیار
سرکش نے گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر واے پارۂ جگر تمھاری وجہ سے یہ شرف ملا کہ غنچۂ آرزو
کھلا گلنار نے عرض کی کہ اے والد نامدار یہ فرزند صاحبقران عالی وقار ہین جو قصد کرین گے
اُسکو پورا ہی کر دینگے دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگے اب قلعے مین تشریف لے چلیے
افسران فوج بھی مسلمان ہون شہر مین بھی مشہور ہو کہ باپ اور بیٹی مسلمان ہوے اور
صاحب ایمان ہوے ہوشیار سرکش بیٹی کو اور جہانگیر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا بارگاہ
مین اپنی آکر بیٹھا چابک صبا رفتار کی بڑی خاطر کی ہر بار یہی کہتا ہی کہ اے چابک صبا رفتار
فرزندان عمرو مین کوئی تمھارا مثل نہ ہو گا وہ عیاری تمنے کی کہ دیدۂ دل روشن ہو گیا
چابک نے کہا کہ اے ہوشیار تمنے ابھی عیارون کو نہین دیکھا مین فرزندان عمرو مین
سب سے حقیر ہون فرزندان عمرو مین شاپور شیر دل سرکردہ عیاران نامدار ہی دوسرا بیٹا
خواجہ کا مہتر چالاک سردار عیاران ہی شعبان خنجر گزار وغیرہ ایک ایک بلاے روزگار
ہی جب زمانہ مقابلہ ہوشربا مین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر آیا ہون خواجہ سے

بڑی بڑی عیاریان ہوئین لیکن ہر مقام پر خواجہ عمرو غالب رہے تمنے ابھی عیاری نہین دیکھی
اگر خواجہ آجاوین گے تو صورت عیاری تمھین دکھا دینگے ایک طرف ملکہ گلنار اور ایک طرف
ہوشیار سرکش بمقام صدر پر جہانگیر والا تبار جلسہ آراستہ ہی ناچ و رنگ ہو رہا ہے
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سامنے
ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ تصنیف کردۂ قمر بعبد ناز و ادا
بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

بیتاب ہوکے عاشق بیدل نے آہ کی　　عرش بریں ہلا کے ترے دل مین راہ کی
بدلی نہ اُٹھنے پائی مرے دود آہ کی　　بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی
حسرت سے اُنکی ابروؤن پر جب نگاہ کی　　دل پر چھُری چلی تو جگر سے نہ آہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا　　دیکھین حضور لاش یہ اس بے گناہ کی
کس طرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ　　سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نوردہوں　　تعظیم کو اُٹھی ہے مری گرد راہ کی
مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے　　مدت کسے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی
خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہے بانکپن　　قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند　　اُس مہ نے مہر سے جو قمر پہ نگاہ کی

شب بھر اسی صورت سے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو ابر آسمان پر آیا چند قطرے
بھی آسمان سے برسے یکایک مسعود کوہی نامی سردار قدیم جہانگیر کا اپنے مقام سے اُٹھا
سامنے جہانگیر کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ ای برادر کیا چاہتے ہو کل
عرضین تمھاری قبول ہین مسعود نے عرض کی کہ حضور تو اس قلعے پر فروکش ہین اگر حکم ہو
تو غلام شکار کو ہو آئے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر مین نے چابک کو حکم دیا ہی کہ ہرکارے
روانہ کرو خبر ایرج نوجوان لائیق ہم بھی اُنکے پاس پہونچین لہذا زیادہ عرصہ کرنا بہت جلد
واپس آنا مسعود نے عرض کی کہ غلام دوپہر تک واپس آئیگا جہانگیر نے حکم دیا اور چابک
کو بھی ساتھ کر دیا فرمایا کہ ای چابک مسعود کو جلد پھیر لانا مسعود جلد سوار ہوا صحرا مین آیا

شکار کھیلنے لگا طبل بازگشت پر چوب پڑی اشعار چو در نالیدن آمد طبلک باز + درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد پر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر مسعود شکار کھیلنے لگا پہر دن چڑھے چابک سے کہا کہ اے مہتر والا گہر ابھی تک کوئی آہو وغیرہ سامنے نہین آیا چابک نے کہا کہ ہرکارے گئے ہوے ہین آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے دو کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی اُسمین کئی آہو چر رہے ہین مسعود نے گھوڑا اُٹھایا چند کیمان اور رسالہ اُسکے ساتھ ہوے دور سے کھیت دیکھا مسعود نے خیال کیا کہ کئی مادہ آہو بیچ مین ایک نر ماداؤن پرستی کر رہا ہی سنگوٹیان مثل زلف محبوب تاؤ پیچ کھائی ہوئی پشت پر ایک سفید لکیر پڑی ہوئی مسعود اُس آہو کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا صاحبو اس کھیت کو گھیر لو جسکی طرف سے نکلجائیگا مجھے ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے ہر طرف آہو بھاگے مگر وہ آہو کھڑا ہو گیا مسعود سے نگاہ ملاکر ایک جست کی کہ فرا کر چند قدم پر گرا کھر اسکے کلغی سے خود کی مس ہوے مسعود کو بڑا غصہ آیا گھوڑا پھیر کر اُس آہو کے تعاقب مین چلا آگے آگے آہو جاتا ہی پیچھے مرکب مسعود اکثر یہ اتفاق ہوتا ہی کہ تھوتھنی مرکب کی پیٹھے سے آہو کے ملجاتی ہی مگر آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی پہر بھر کامل آہو نے رہبری کی قضا سے کالا ایک پہاڑ کے سامنے آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ مسعود نے تیر مارا اس پیٹھے پر پڑا اُس پیٹھے کو توڑ کر پار گذرا۔ مصرع۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ + قضائے کار یہ مقام کوہ فریدون کہلاتا ہی فریدون قزاق اس مقام کا حاکم و ناظم ہی مدت سے اسطرف کا راستہ بند ہی جو قافلہ ادھر سے نکلتا ہی فریدون اُسے لوٹ لیتا ہی بالاے کوہ بیٹھا سیر کر رہا تھا کہ فریدون نے دیکھا ایک جوان تنہا بلند بالا مرکب عربی پر سوار جواہر پہنے ہوے ہی اُسنے آکر ایک آہو شکار کیا فریدون کو نہایت غصہ آیا افسران فوج گرد بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ یہ کون بے ادب ہی کہ میری حوالی مین آکر شکار کھیلا کہا گینڈا لاؤ اسے سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ بے ادبی کہ ہمارے پہاڑ کے نیچے آکر آہو شکار کیا اور اُسکو ذبح کر رہا ہی یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا پہاڑ سے للکارتا ہوا اُترا کہ او بے ادب

خبردار یہ مرکب اور ہتھیار وغیرہ لونگا مسعود کوہی تعلیم یافتۂ صحبت جہانگیر والا تدبیر ہے
فوراً ایلٹ پڑا اور پکار کر کہا کہ ارے تو کون ہی فریدون للکارتا ہوا سامنے آیا مسعود کو آکر
نیزہ مارا مسعود سے نیزہ چلنے لگا اور تو کوئی ہمراہ مسعود کے نہ پہونچا تھا سب پیچھے رہ گئے
تھے مگر چابک صبا رفتار ہمراہ ہی الگ سے کھڑا دیکھ رہا ہی دو گھڑی آپس مین نیزہ چلا
مسعود نے ایک مقام پر نیزہ کا نیچے کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ فریدون کا نکل گیا فریدون کو ہی
نے تلوار نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا مسعود نے گرد اسپر کا سر پر
کھینچا گھوڑے کو ٹھکرایا منظور ہوا کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑون تلوار اس مغرور کی چھین لون
مگر اس مقام پر موش خانہ تھا مرکب نے مسعود کے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے
ہٹا خود سے گرا تلوار بھرپور پڑی کہ زخم کاری سر پر مسعود کے آیا مگر مسعود کوہی بہادر
بے نظیر ہی بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا فریدون نے اپنے کو بچایا
میلہ تلوار کا پڑا کہ سپر کو کاٹ کر او چھا سا زخم سر پر فریدون کے بھی آیا فریدون نے
تلوار کھا کر حلقہ ہائے کمند مارے مسعود انتہا کا زخمی تھا تلوار ہاتھ سے چھوٹی گردن کمند
مین پھنسی فریدون نے جھٹکا مارا مسعود بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا فریدون نے
گینڈے سے اتر کر مسعود کوہی کو گینڈے پر ڈال لیا اسی طرح پہاڑ پر چڑھ گیا چابک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا پلٹا مگر فریدون کو ہی مسعود کو لیکر بالائے کوہ آیا
صورت زیبا دیکھ کر بہت پسند کیا سر مین ٹانکے دیے مسلسل کر کے حکم دیا کہ لیجا کر اسکو
قید خانے مین رکھو جب صحت پائیگا دربار سمجھا جائیگا یہان جہانگیر قلعہ ہوشیار مین
بیٹھے ہین ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے رفیق کو بڑا عرصہ ہوا ہوشیار سرکش کہ رہا ہی کہ اے
شہریار غلام کو یاد نہ رہا یہان سے پانچ کوس پر کوہ فریدون ہی فریدون قزاق وہان کا
حاکم و ناظم ہی ایسا نہ ہو کہ کہین مسعود سے سامنا ہو جائے اے شہریار وہ بڑا زبردست ہی
ستر ہزار قزاق کی فوج رکھتا ہی خود بھی سپاہی بے نظیر ہی بڑے بڑے قافلے لوٹے
اب چندے سے راستہ بند ہی کوئی تاجر اس طرف نہین آتا شاہزادہ جہانگیر فرماتے
ہین کہ کیا مجال ہمارے سردار سے آنکھ ملائے مسعود مدت سے ہمارے ساتھ ہی

کسی جنگ میں اُسنے کمی نہیں کی یہ ذکر تھا کہ چابک صبا رفتار آکر ہونچا قدموں سے لپٹ گیا شاہزادہ جہانگیر نے پوچھا کہ ای چابک خیر تو ہی چابک نے رو رو کر حال گرفتاری مسعود بیان کیا اور کہا ای شہریار وہ بہادر بے بس ہوگیا گھوڑے نے سکندری کھائی برہنہ پر تلوار پڑی اُس مکار نے کمند ون مین گرفتار کیا مسعود کی پریشانی آئینۂ رخسار کی حیرانی کیا بیان ہو یہ نگاہ حسرت چہار جانب دیکھتا تھا جہانگیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کانپنے لگے فرمایا کہ مرکب ہمارا تیار کرو مرکب تیار ہوکر آیا تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو بڑھائیں ہوشیار سرکش نے اُٹھ کر رکاب کو تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپ کس واسطے تکلیف فرماتے ہیں غلام آپ کا جاکر پہاڑ کو اُڑا دے قلعے مین اُسکے آگ لگا دے مسعود کو لے آؤن شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ یہ نامردی مجھ سے نہ ہوگی وقائع نگار اخبار مین لکھینگے کہ ساحر کے بھروسے پر کام کرتے ہیں بارگاہ مین قبلہ وکعبہ کی یہ ذکر آئیگا ہمارے بھائیون نے کبھی کسی ساحر سے کام نہیں لیا دیکھو جاکر کیا قیامت برپا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مسعود کو لیکر آؤنگا اور فریدون کو ہی کو بھی سزا دونگا ساری قزاقی بھول جائیگا اُسنے کیا مسعو کو بے وارث سمجھا ہی اس غصے سے جہانگیر نے کہا کہ ہوشیار نے سر جھکا لیا ملکہ گلنار اپنے مقام سے اُٹھیں عرض کرنے لگین کہ ای شہریار اس کنیز کو کیونکر آرام آئیگا بقول شاعر نظم

سنبل ہے گفتگو ہی اُس گل کے بانکپن مین
دل مین بھری ہی حسرت ہی جوش عشق تن مین
ہی ننگ عشق وحشی مردہ نہ ہو کفن مین
وحشی کی پردہ پوشی ترک لباس بہتر
قیس حزین سے ملنے وہ نجد مین ہونچتے
مجنون نے عمر اپنی دشت جنون مین کاٹی
ہم دل جلون کی باتین تاثیر سے بھری ہین
گلزار کوے دلبر جنت کا ہے نمونہ
معدوم ہی نگہ سے باتین کرے وہ کیونکر

موے کمر کی جو یا تقریر ہے دہن مین
ویران ہی آج گلشن اُڑتی ہی خاک بن مین
دیوانہ پن بڑھیگا آغوش پیرہن مین
وہ ننگ عشق ہم ہین دھبا لگا کفن مین
گھبرا رہے ہین وحشی آبادی وطن مین
مرنے کے بعد آخر پردہ رہا کفن مین
کھینچین جو آہ سوزان لگجائے آگ تن مین
ہم بوے گل نہین گے جاکر بسین چمن مین
جاے سخن نہیں ہی معشوق کے دہن مین

موے مژہ سے نسبت یا عکس خار صحرا ❊ یا جسم ناتوان ہے آغوش پیرہن مین
بلبل کو پھانس لایا گل سے اُسے چھڑایا ❊ صیاد بھی پھنسے گا دام غم و محن مین
مرنے کے بعد ہوگی پرسش گنہ کی آخر ❊ محجوب ہو رہے ہین منھ ڈھانپ لین کفن مین
پرسش کرینگے کس سے اعمال کی فرشتے ❊ موے کمر کے عاشق چھپ جائین گے کفن مین
پتون نے ہاتھ جوڑے شاخین بھی جھک گئی ہین ❊ بلبل تڑپ رہی ہین گلچین گیا چمن مین
ای ساکنانِ گلشن عبرت کی یہ جگہ ہے ❊ بلبل کو روتے دیکھا گل ہنس پڑے چمن مین
وہ رنگ و بو پہ نازان یہ مائل صباحت ❊ جھگڑے پڑے ہوے ہین نسرین و نسترن مین
رنگین شعر پڑھ کر دل خوش کیا قمر نے ❊ بلبل چہک رہا ہے گلزار انجمن مین

ہر چند کہ گلنار روئی اور عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز بھی اُس ملعون کو سزا دے سکتی ہی مگر جہانگیر نے غصّے سے جواب دیا کہ واہ صاحب ہمچشم خوب ہنسین گے طعن و تشنیع دین گے کہ عورت کے بھروسے پر کام کرنے نکلے ہین تم خبر منگوانا کل حال تمکو کھل جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ ساری قزاقی بھولے اور اگر مقابلے کو آیا تو گرفتار کرکے اُسکو لاتا ہون کیا مجال جو بچ جائے جناب قبلہ و کعبہ کو پروردگار سلامت رکھے اُنکے فرزند کسی سے دبے ہین ہر مقام پر مظفر و منصور رہے ہین وہ ہی جہانگیر ہون کہ طلسم نور افشان مین جا کر کوکب کو ایسا پریشان کیا کہ بھاگا بھاگا ویران پھرتا تھا مین کیا سحر جانتا تھا مگر تائید پروردگار شریک تھی وہ ہی کریم و رحیم اب بھی مدد کریگا ہمیشہ دست جپی مظفر و منصور رہے ایرج نوجوان وہ دلیر ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک کی سیر کی قلعہ ذو الامان پر چڑھ گیا ہر روز قلعہ لے لیتا تھا مگر چونکہ ناموس صاحبقران قلعے مین تھے روز بد دیکھنا بخت تھی اس وجہ سے قلعہ بچ گیا اسطرح جھلا کر شاہزادے نے یہ باتین کین کہ گلنار نے رکاب چھوڑ دی کہا پروردگار آپکا حافظ و نگہبان ہو لیکن بڑے ظالم سے سامنا ہی سمجھ کر مقابلہ کیجیے گا جہانگیر نے کہا کہ ملکہ سُن لینا مگر سامنے سے ہٹ جاؤ گلنار روتی ہوئی الگ ہوئی جب جہانگیر گھوڑا دوڑا کے چلے اور افسران فوج نے آکر گھیر لیا جہانگیر نے اُن سب کو جھڑکا کہا کہ خبردار جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی سردار رُکے اب جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے گلنار نے جا باگ کا دامن پکڑا کہا کہ ای مہتر والا گہر برائے خدا

دمیدم کی خبر پہونچانا آقا کی اپنے حفاظت کرنا چابک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ گھر مین
مین ڈاک بیٹھا دونگا دمیدم کی خبر آپ کو پہونچیگی ہوشیار نے کہا کہ ای نور نظر تم نہ گھبراؤ
اطمینان رکھو اگر خدانخواستہ کچھ نوعدگر ہوا تو جاکر پہاڑ کو اڑا دونگا یہ کہکر ہرکارون کی ڈاک
بٹھائی ہوشیار و گلنار اسباب سحر لیے بیٹھے ہین سب افسر کمر باندھے ہوے آمادہ ہین
کہ ذرا کوئی خبر وحشت اثر پائین تو برابر لشکر کشی کرین ہرکارے دمیدم کی خبرین دے رہے
ہین مگر جہانگیر جاتے جاتے دامنۂ کوہ مین پہونچے فریدون بالاے کوہ بیٹھا سیکشی کر رہا تھا
کہ نعرۂ جہانگیر کی آواز آئی کہ باغی او مغرور تو نے کیا مسعود کو بے بس و بے کس جانا تھا
منم جہانگیر والا تبار بن امیر عالیشان صاحبقران نامدار فریدون نے دیکھا کہ تمام پہاڑ
ہل گیا اکثر پتھر گرنے لگے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل پشت مرکب باد رفتار پر
سوار بلغر کیے ہوے آتا ہی اگر نخل سامنے ملا تو اسے قلم کیا برابر کوہ کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ او مغرور زیر کوہ آ مین مسعود کا بدلہ لینے آیا ہون اسی مین خیر ہی کہ رومال سے اپنے
ہاتھ باندھ کر حاضر ہو فریدون نے حقیر جانکر جواب بھی نہ دیا ساتھ والون سے نشے مین
کہتا ہی کہ اس جوان کو اپنا ساقی بناؤنگا مجھ تک کیونکر آئیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ وہ
پہلوان بالاے کوہ بیٹھا ہی مقابلے مین نہین آتا قریب پہاڑ کے آکر گھوڑے سے کود پڑے
دامن گردانا آستین چڑھا کر جست جو کی کئی گھاٹیان فرلگے پھنگانہ دلیرانہ پہاڑ کو طی کرتے
ہوے چلے جو پتھر راہ مین ملا اوپر اوچھڑ سپر کی ماردی پتھر گر گیا جست کر کے گھاٹی کو طی کیا
جب بالاے کوہ پہونچے قزاق روکنے لگے جہانگیر نے قزاقون کو مار کر گرا دیا للکار کر کہا کہ
او مغرور تو نہین اٹھتا انکے بھروسے پر جرات ہی اب تو فریدون اٹھا قزاقون کو للکار کر
ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا تلوار کھینچ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی فریدون لپٹ پڑا اب قزاق دیکھ رہے
ہین کہ فریدون اور جہانگیر سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کامل فریدون کو ہی جہانگیر سے
لڑا قزاقون نے دیکھا کہ بہادر کا ساطر بھی بہادر ہی نیچے کھینچے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ اگر کوئی قریب
آئیگا تو اسکا سر کاٹ کر پھینک دونگا فریدون چونکہ مرد سپاہی ہی یہ خود ساتھ والون کو

منع کر رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے سب قزاق دور سے دیکھ رہے ہین مگر جہانگیر
نے جب دیکھا کہ فریدون سب طرح کے پیچ توڑ کر چکا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر
اڑا یا ریل کرلے دوڑے ہرچند کہ فریدون چاہتا ہی رکون مگر رک نہین سکتا وہ بڑا وقت
ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی بنا رہ قدم جہانگیر ریل کر لائے وہان پر لاکر
ہلکہ مارا کہ ہر دو گھٹنے فریدون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون
جہانگیر نے دونون ہاتھ ستون کیے اور پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ قزاقان دیکھو جرأت اسکا
نام ہی یہ کہکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند کی زور کیا کہ پہلے زور مین
تا بہ زانو اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر کو بلند کیا
ہرچند کہ ستر ہزار قزاق صف باندھے کھڑے ہین مگر سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا
افسر لوگ انصاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحبو کیا بے لگاؤ زور کیا ہی مسعود کو ہی
کہ سامنے خیمے مین قید تھا ادھر جہانگیر نے فریدون کو اٹھایا اُدھر مسعود وجد مین آکر
زنجیرین ہلانے لگا ایک قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا مسعود نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی
کٹی مسعود نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا **نظم**

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من　　گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر پھینک دیا تلوار اپنی اُٹھائی جھومتا ہوا خیمے سے نکلا جہانگیر نے فریدون
کو زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی فریدون
مرد سپاہی ہی جمال و جلال و قوت دیکھکر عاشق ہو گیا کہا کہ اے شہریار یہی میری آرزو
تھی کہ جو مجکو بہ مردی زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون آپ نے بجرأت مجکو زیر کیا بدل و
جان تابعدار ہون ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے اس شیر کی دل سے
اطاعت کی جسکو اطاعت کرنا ہو وہ لقراط پر لعنت کرے بدل و جان اطاعت مین شریک
ہو ستر ہزار قزاق پکار اُٹھے تا زندہ ایم بندہ ایم ایسے آقا کسے ملتے ہین صاحب حسب و نسب

جری و بہادر صف شکن کس لطف سے آقا کو ہمارے زیر کیا ہی اپنے رفیق کا قید مین رہنا گوارا نہ ہوا میان ہوشیار و گلنار یہان آمادہ بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آقا نے جاکر فریدون کو زیر کیا کل قزاق مطیع ہوے اب فریدون شاہزادے کو قلعے مین لے گیا ہو سب افسران فوج گھوڑون پر سوار ہوکر چلے جہانگیر قلعے مین داخل ہوتے تھے کہ کل افسر آکر پہونچے جہانگیر نے کہا کہ تم لوگون نے کیون تکلیف کی سب نے عرض کی کہ ہماری کیا مجال ہی جو آپ کی مدد کر سکین ایک رفیق کے واسطے حضور آئے اور اسکو قید سے رہا کیا جہانگیر سب کو ساتھ لیکر قلعۂ فریدون مین داخل ہوے کل قلعے کو اسلام آباد کیا فریدون کے ہاتھ مین چوب وچماق تھی خوشی خوشی انتظام کرتا ہوا شاہزادے کو لیکر بارگاہ مین بیٹھا جام مے ارغوانی گردش مین آیا کل قزاق حاضر ہین مگر بھائی فریدون کا سہراب پنجہ کش کہ بڑے شکار گیا تھا اسی ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے خبر دی کہ فرزند صاحبقران نے آکر آپ کے بھائی کو زیر کیا سہراب غصے سے کانپنے لگا کہتا تھا کہ وہ جوان کون ہی جسنے میرے بھائی کو زیر کیا بھائی پر ایسی کیا مصیبت تھی کہ مسلمان ہوگیا چلکے دونون کو سزا دونگا یہ کہکر سوار ہوا اسّی ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اُڑاتا ہوا چلا یہان جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین فریدون سے ہرکارون نے چپکے سے آکر کہا کہ آپ کے بھائی صاحب بغیظ وغضب آتے ہین فریدون نے جہانگیر سے اطلاع نہ کی اور بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوا دیکھا سہراب آتا ہی گینڈے کو آگے بڑھایا جیسے ہی سامنے پہونچا سہراب نے للکارا کہ او نامرد تو نے خداوند قدیم کو برا کہا سنتا ہون کہ مسلمان ہوگیا فریدون نے کہا کہ ای برادر بجان برابر تمنے جو سنا ہی وہ صحیح و درست ہی جہانگیر والا تبار فرزند امیر باتوقیر نے مجکو بجرأت زیر کیا مین مسلمان ہوا کبھی میرا عہد تھا کہ جو مجکو بجرأت زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون ایسے آقا رفیق پرور کسکو ممکن ہوتے ہین تم چلکر ملاقات تو کرو مگر سہراب غصے مین تھا اسنے کہا کہ مین خبر پاچکا وہ جوان حسین وجمیل ہی تو اُسکے حسن پر مائل ہوا یہ سُنکر فریدون کو غصہ آیا کہا کہ ای برادر بس زبان کو بند کرو جہان اسمین اور اوصاف ہین حسن بھی پروردگار نے ایسا دیا ہی کہ

ماہ وہ جو اُسکی بزم کے چراغ ہین رفیق اُسکے سب باغ باغ ہین اگر یقین نہو محفل مین چلو
جمال جہان آرا دیکھ لو یقین ہی کہ تم بھی پروانہ شمع جمال ہو جاؤ ہر ایک سے کہو کہ ایسے قلق
کسے ملتے ہین یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو زیادہ تعریفین نہ کرو فریدون نے
تلوار کھینچی اول سہراب نے ہاتھ مارا سر فریدون کا زخمی ہوا فریدون نے جو ہاتھ مارا سہراب
نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا ساتھ والون کو دیا کہ اسکو گرفتار
کرو فریدون بیہوش ہوگیا فریدون کو قید کرکے سہراب لیچلا ہرکارون نے یہ حال دیکھکر
جہانگیر کو خبر دی جہانگیر سنتے ہی غصّے سے کانپنے لگے فرمایا کہ سہراب کہان گیا سب نے
کہا کہ فریدون کو لیکر جاتا ہی ہوشیار نے عرض کی کہ حضور جانے دیجیے صبح کو پیغام و سلام
ہوگا جہانگیر نے کہا کہ اگر وہ لیجا کر اُسکو قتل کر ڈالے تو کیا کرون مین ابھی جاکر روکتا ہون کیا
اُسکو لیجانے دونگا آگے بڑھ کر روکونگا مسعود کوہی نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے
جہانگیر نے کہا کہ تمھارا جانا مناسب نہین تمھارے سر پر زخم ہی قید توڑی ہی ہر اعضا سے
خون بہ رہا ہی مین ابھی جاکر سمجھ لونگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے رفیق کو لیجائے اور ہم سُنکر
خاموش رہین تمام افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے عرض کرتے تھے کہ ای آقاے
نامدار حضور تشریف رکھین ہم ابھی جاکر اُسکو روکتے ہین جہانگیر نے کہا کہ مین بھروسہ پروردگار
کا رکھتا ہون تم لوگ تماشا دیکھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
مسعود نے کہا کہ مین ضرور ساتھ چلونگا غلام کو گوارا نہین ہی کہ آپ اکیلے جائین فرمایا کہ ای
مسعود تم ضد نہ کرو مین تمھین ساتھ لیچلنا گوارا نہ کرونگا مگر مسعود نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی
کہا غلام ابھی نثار ہو جائیگا حضور کو اکیلا نہ جانے دیگا جہانگیر مجبور ہوے مسعود نے
رکاب تھام لی ایک طرف چابک صبا رفتار ایک طرف مسعود نامدار ہی جہانگیر نے
باہر نکل کر دیکھا کہ سہراب آدھ کوس راستہ طی کر چکا ہی صحرا مین جا کے اُترا چاہتا ہی
جہانگیر نے یہین سے نعرہ کیا کہ او سہراب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ سب لشکر کو تباہ
کر دونگا کان مین سہراب کے آواز پہونچی دیکھا کہ وہ ہی جوان آتا ہی پلٹ پڑا لشکر سے
نکل کر نیزہ ہلانے لگا جب جہانگیر قریب آئے تو سہراب نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزے

نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بہ حیرت دونون طرف کے لوگ
دیکھ رہے ہین کہ جہانگیر نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا
کف افسوس ملتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا اچھلا کر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا۔
جہانگیر نے بے تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون سہراب لپٹ پڑا دونون
جوان گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مسعود کو ہی تلوار کھینچے ہوے گرد پھر رہا ہی کہ
فوج سے سہراب کی کہ رہا ہی کہ اگر تم مین سے کوئی آگے بڑھا تو خون کے دریا بہا دونگا ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا ایک طرف چابک نیمچہ کھینچے کھڑا ہی اہل فوج سہراب کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
آگے بڑھین کشتی مین عرصہ جو ہوا ہوشیار سرکش و گلنار زربفت پوش تخت پر سوار ہو
نوبت ونقارے پر چوب پڑی کل افسر تلوارین کھینچے ہوے آکر ہو بخے سب نے جو فوج کو
دیکھا کہ ہوشیار سرکش کا تخت اڑتا ہوا آتا ہی اہل فوج سہراب کانپنے لگے سب کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو ہوشیار سحر کرے تو ہم کدھر جائین گے کیونکر جان بچائینگے جہانگیر نے
پلٹ کر ہوشیار کو آواز دی کہ اے ہوشیار خبردار سحر نہ کرنا مگر گلنار بہت بیقرار ہی کہتی ہی کہ
صاحبو کیا غضب ہی اُسکے اسی ہزار جوان جمے کھڑے ہین اگر خدا نخواستہ آپڑین تو کیسی خرابی ہو
لیکن مسعود سب کو روکے کھڑا ہی کیسا بہادر لڑکا ہی چابک بھی سب کو ڈرا رہا ہی لیکن یہان
جہانگیر سہراب کو لے دوڑے پندرہ بیس قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سہراب کے
آشنا بہ زمین ہوے دست حق پرست کمر زبخر مین ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے زور صاحبقرانی کیا
سہراب کو سر سے بلند کر لیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون سہراب نے آواز دی کہ شہریار
الامان جہانگیر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے عرض کی کہ مین غلام ہون جیسا کچھ کہ
فریدون نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوا عمر بھر اطاعت سے قدم نہ ہٹاؤنگا جہانگیر نے ہاتھ سے
رکھ دیا کلمہ پڑھ کر سہراب بھی بصدق مسلمان ہوا فریدون کو قید سے رہا کیا دونون مع
فوج ہمراہ ہوے بارگاہ مین آکر مصروف جشن ہوے کہ شاگردان چابک دوڑے
ہوے آئے خبر دی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحرا
بہار کہتے ہین وہان فروکش ہین جہانگیر ان سب کو ساتھ لیکر بشوکت تمام طرف

ایرج نوجوان کے چلے

دو کلمۂ داستان رہروی خواجہ عمرو کہ صہبا و جہان آرا کو ساتھ لیے ہوئے جاتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف کتاب ہذا

ای ساقی آفتاب طلعت
کردے مئے سرخوشی سے مدہوش
رنگین مزاج ہون شرابی
ہو چاند بھی اندنون گہن مین
اب تاب فراق تو نہین ہے
اس رنگ کا دل کو ذوق ہووے

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی جم حشم دلارام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
ای ساقی مہربان ہمارے
کرنا ہے یہ منزلین مجھے طے

مینائے قلم ہے پر جوش
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
ہے جوش بہار ہر چمن مین
دن ہجر کے رنج مین گذرے
سامع کو بھی مے سے شوق ہووے

چہرہ رہروان منازل یکتائی و طے کنندگان مراحل دشت خوش نمائی اس داستان شوکت بیان کو یون بہ حیز تحریر لاتے ہین۔ شعر مصنف مرصع نگار و فصاحت ادا + چنین می نگارد ز کلک وفا + کہ خواجہ عمرو مع صہبا و جہان آرا باغ ویران سے نکلے ہین طرف لشکر رستم کے جاتے ہین کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُس صحرا کو طے کرتے ہوئے چلے دن بھر رہروی کی جہان آرا کا سحر سے رہروی کرنا خواجہ کا جست و خیز کرنا دن بھر مین اپنے نزدیک صد ہا کوس نکل گئے شام کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہر کے آرام کیا ایک جاگتا رہا دو سوئے اخیر رات مین خواجہ کی نوبت آئی پہر رات رہے جہان آرا و صہبا سو گئین خواجہ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اُسکے پہلو سے ایک ابر اُٹھا آسمان پر جا کر حاوی ہوا تھوڑے عرصے مین پھر وہ ابر غائب ہوا جب صبح کو صہبا و جہان آرا سو کر اٹھین تو خواجہ نے یہ حال بیان کیا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پہاڑون کے صحرا مین اکثر بے وقت بھی ابر اُٹھتے ہین عمرو نے کہا کہ جس وقت سے وہ ابر اُٹھکر غائب ہوا دل پر ایک ہول ہے دل کہتا ہے کہ اس صحرا سے نکاسی دشوار ہے خدا خیر و عافیت سے لشکر رستم مین پہونچائے صہبا نے کہا کہ خواجہ یہ جنگل ہمارے جھیلے ہوئے ہین بہت آسانی سے نکل چلین گے خواجہ نے کہا کہ مجکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا مین روکے گئے نکاسی دشوار ہو گی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ چلیے

اب شاک کو راہ نہ دیجیے صہبا و جہان آرا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئین خواجہ بھی جھپٹ کر
چلے جب صہبا و جہان آرا خواجہ کو دیکھتے ہین تو اپنے سائے مین خواجہ کو پاتے ہین دن کو سبزی
کی شام کو ایک نخل ملا اُسکے سائے مین اُترے اُسی طور سے زیر نخل آرام کیا پھر رات رہے
خواجہ نے پھر وہ ہی دھوان دھار ابر دیکھا اور وہ ابر آسمان پر جا کر غائب ہوا صبح کو خواجہ نے
سب حال جہان آرا و صہبا سے بیان کیا جہان آرا نے پھر وہی کہا کہ صحرائے کوہستان کی
یہان کے ابر کا کیا اعتبار ہی خواجہ و جہان آرا و صہبا پھر روانہ ہوے دن بھر راستہ چلے
اب آج شام کو پہچانا کہ تین دن سے یہی درخت ملتا ہی اور روز رات کو یہین رہتے ہین خواجہ
نے کہا کہ کیون ملکہ جہان آرا جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دن بھر کی رہروی بیکار ہوتی ہی
اس صحرا مین کسی نے گھیرا ہی راستہ ہمیرا و رتمہارا رک گیا دیکھو تین دن گذرے یہی درخت ملتا ہی
دن بھر پھرتے ہین اور شام کو اسی مقام پر رہتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب مجکو بھی
اعتبار ہوا کہ کسی نے راستہ روکا مین جاتی ہون اور خبر لاتی ہون صہبا نے کہا کہ بیٹیا تم ابھی
خواجہ کے پاس ٹھہرو تمہارا جانا مناسب نہین مین جا کر خبر لاتی ہون جہان آرا کو تو صہبا نے
نہ جانے دیا آپ پر پرواز پیدا کر کے پہاڑ پر پہونچی پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون نامرد ہی کہ جسنے
راستہ ہمارا روکا سامنے آئے اور آکر مقابلہ کرے تو حال سحر و ساحری کا معلوم ہو قضا کار
سنگین جادو کہ خیال سکندری نے اسکو بھیجا ہی درۂ کوہ مین چھپی بیٹھی ہی کہ کان مین اسکے
آواز پہونچی سر نکال کر دیکھا کہ ملکہ صہبا پہاڑ پر ٹہل رہی ہین جھٹ دانے ماش کے جھولی
سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا پشت پر سے ملکہ صہبا پر پھینک مارے ملکہ صہبا تو غافل کھڑی
تھین بیہوش ہو کر گرین سنگین جادو نے نکل کر زبان مین سوزن دی درۂ کوہ مین لا کر چھپایا
یہان جب عرصہ ہوا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ مادر مہربان پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کر نہین
آئین اب مین جاتی ہون لیکن خیال رکھیے گا یہ کہکر جہان آرا بلند ہوئین پہلے تو کوہ اور
نخلستان پر نگاہ ڈالی کہین کسی ساحر کا نشان نہ پایا حیران ہین کہ آخر سحر کرنے والے نے کیونکر
سحر کیا اور کہان سے کیا سحر کرنے والا کہین معلوم نہین ہوتا آخر پہاڑ پر اترین پکار کر آواز دی
کہ ارے تو کیسا ساحر مکار ہی کہ ہمارے سامنے نہین آتا زور سحر نہین دکھاتا سنگین نے

درۂ کوہ سے چھپ کر دیکھا سحر تیار کرکے نکلی پشت پر سے آکر دانے ماش کے مارے مثل صہبا کے جہان آرا بھی بیہوش ہوکر گرین سنگین نے زبان مین سوزن دی لاکر پہلو سے صہبا مین قید کیا یہان خواجہ حیران ہین کہ دونون جادوگرنیان گئین پلٹ کر نہین آئین کسی آفت مین پھنسین خواجہ اس نخل کے سائے سے ہٹ کر درۂ کوہ کے سامنے آکر بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے زنبیل سے جوڑی نی نکال کر گانے لگے نظم

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دو چار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑا
لادے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہی جو ہی طفل کو قرار
رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا مرے ہی ابھی دام دوش پر

بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

جلتے ہین کیا یہ مار کے مغرور ٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہی ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا ہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا ورنہ تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازے کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہی جسکو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کے ساتھ
ساقی سبو کی طرح لیے جام دوش پر

اے موت آ کہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤنگا مین در و بام دوش پر

خواجہ اس لطف سے گا رہے ہین کہ طائر گھیرے بیٹھے ہین باز آشیانون سے منھ نکالے ہوے ہین آہوان صحرا کچھالین بھرتے ہوے آتے ہین دور سے سنتے ہین وہ آواز مین مزہ ہی کہ اپنا اپنا سر دھنتے ہین ایک طرف سے شیران صحرا کچھار سے ڈکارتے نکل آتے ہین قریب آ ہو آکر ٹھہرے ہین مگر شکار نہین کرتے ایک کی طرف ایک نہین دیکھتا خواجہ بیخوف بیٹھے نی بجا رہے ہین وہ دو

تانین مار رہے ہین کہ طائر منقار کھول کر رہجاتے ہین طائر و آہو جھوم رہے ہین سنگین جادو نے درۂ کوہ سے جو گانے کی آواز سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی درۂ کوہ سے سر نکال کر دیکھا کہ ایک گویا بڈھا دامنۂ کوہ مین بیٹھا گا رہا ہے شیران صحرا و آہوان دشت ہمہ تن گوش ہو کر سن رہے ہین کیا مجال کہ اپنے مقام سے ہٹین سنگین جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی ہے کہ کیا گانیوالا صاحب تاثیر ہے شیر و آہو وغیرہ مست ہو رہے ہین شاید کوئی خداوند صحرا مین آگئے اُنکے ساتھ کا یہ گویا ہے پھر سوچی کہ اسکو اُٹھا لاؤن اپنے درۂ کوہ مین لاکر گانا سنون پھر سوچی کہ اے سنگین قدرت نے لکھا تھا کہ اے سنگین جادو عمرو کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ عمرو کسی طور سے تیرے پاس آئے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا ہر چند کہ گانے کا اُسکے بھی کمال مشہور ہے اور گانے کے فقرے مین اُسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا مگر ایسا کمال تو نہوگا کہ جانور گانا سن رہے ہین شیر کچھار سے نکل آئے ہین یہ کسی خداوند کی کرامت ہے کہ سب جانور تسخیر ہوگئے سوچتے سوچتے اپنے مقام سے اُتری سر پر خواجہ کے آکر ٹھہرائی عمرو نے دیکھا کہ زمین پر عکس پڑا اپنے دلمین سمجھے کہ ساحرہ آئی تمھین اُٹھا لیجائیگی یہ سوچکر کمر سے عطر بیہوشی نکالا تمام بدن مین مل لیا اور کپڑون پر بھی ڈالا سنگین جادو کڑک کر گری کمر مین پنجہ دیکے اُڑی کوئی دس قدم بلند ہوئی تھی کہ عطر بیہوشی کی بو دماغ مین پہونچی لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلی خواجہ پنجے سے چھوٹے خواجہ نے اسی حال مین حلقۂ کمند کے مارے زمین پر آتے آتے جھٹکا مارا سنگین زمین پر گری خواجہ بھی سنبھلے دیکھا کہ سنگین جادو زمین پر بیہوش پڑی ہے جھولی اُسکی ٹٹولی ایک کاغذ شکل عرضی کے نکلا اُسکا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مین نے جہان آرا و صہبا کو گرفتار کرلیا خواجہ عمرو کو اب تک نہین پایا اگر حکم ہو تو دونون کو لاؤن مگر یہ ارشاد ہو کہ زندہ لاؤن یا سر ان دونون کے حاضر کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن عمرو کو عقل سے دریافت ہوا کہ یہ عرضی لکھی تھی مگر روانہ نہین کی اب اس عرضی سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر کپڑے تو سنگین کے اُتار لیے اور ایک خنجر مارا کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوئے سنگین کے مرتے ہی جہان آرا و صہبا کو درۂ کوہ مین ہوش آیا مگر زبانون مین سوزن ہے اُٹھ نہین سکتین خواجہ عمرو ڈھونڈھتے ہوئے درۂ کوہ مین آئے دیکھا کہ صہبا و جہان آرا حیران بیٹھی ہین عمرو نے آکر اُنکی زبانون سے

سوزن نکالی دونوں نے حال پوچھا خواجہ نے حال قتل سنگین بیان کیا دونوں شاہزادیاں
اپنے مقام سے اٹھیں جہان آرا نے پوچھا کہ خواجہ اب کیا قصد ہے خواجہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے
کہ دربار میں خیال سکندری کے جاؤں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ وہ حکیم مکار دجعلساز
و شعبدہ باز ہے ایسا نہو کہ تمکو پہچان لے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی جب
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا جہان آرا نے دیکھا کہ ایک جادوگر نی تخت پر سوار اسکے پیچھے تین لاکھ
ساحر تخت اڑا کر قریب پہاڑ کے آئی آواز دی کہ ملکہ سنگین جادو کیا کرتی ہو خواجہ تو گلیم
اوڑھ کر مخفی ہوئے مگر کوہ انداز جادو نے دیکھا کہ لاشہ سنگین کا جنگل میں پڑا ہے
بے اختیار چیخ مار کر روئی کہتی ہے کہ کیوں بہن تمکو کسنے مارا تم تو نہایت ہوشیار تھیں یہ کہکے
چند دانے ماش کے اچھالے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری کنیز کو معلوم ہو
کہ قاتل میری بہن کا کہاں ہے کہ میں اسکو قتل کروں کچھ تو دل کو تسکین ہو ایک تڑاقا ہوا
شعلہ چمکا آواز آئی کہ اے کوہ انداز جادو صہبائے شیرین کلام و جہان آرا خود باعث قتل
سنگین ہوئیں درۂ کوہ میں چھپی ہیں کوہ انداز نے جو یہ لفظ سنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس
پہاڑ کو گھیر لو تین لاکھ فوج نے پہاڑ کو گھیر اچہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے
جہان آرا و صہبا نے دیکھا کہ اگر یہ پہاڑ گریگا تو ہم دب جائینگے گولے ہاتھ میں لیکر نکلیں
اس فوج سے لڑنے لگیں خواجہ نے خیال کیا کہ پہاڑ جنبش میں ہے ایسا نہو کہ پہاڑ گر پڑے
تو غضب ہو خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے پہاڑ سے نکلے حقۂ آتشبازی مارا ساحر جلنے لگے صہبا و
جہان آرا بھی سحر کر رہی ہیں کل فوج نے دونوں کو گھیر اہے چہار جانب سے بلوہ ہے
کوہ انداز نے دور سے دیکھا کہ جہان آرا و صہبا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہیں ادھر
کوہ انداز بھی لڑتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی للکارا کہ کیوں جہان آرا تمنے کچھ خیال
خداوند نہیں کیا خدائے نادیدہ کی اطاعت کی جاگتی جوت کے خداوند کو چھوڑا اب تم میرے
ہاتھ سے نہ بچوگی یقین ہے کہ قدرت ظہور فرمائیں تمکو سزا ملے قعر جہنم میں پھنکوا دیں تا روز
قیامت تمہاری رہائی نہوگی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب سر جہان آرا آکر پھٹا دھواں نکلا
شعلے چمکے ایک شعلہ جہان آرا پر گرا جہان آرا چیخ کھا کر گری کوہ انداز جادو نے

ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو چہار جانب سے ساحر بڑھے کہ جہان آرا کو اٹھا لین
صہبا نے بڑھ کر سحر کیا کئی سو ساحر مر کر گرے کوہ انداز نے جو صہبا کو سحر کرتے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او صہبا تجکو کا ہیکا نشہ ہی خوف خداوند دل سے بھلا یا دیکھ تیری بیٹی کو تو نے
بیہوش کیا صہبا گرد بیٹی کے پھرنے لگی خواجہ ایک گوشے مین سے حقۂ آتشبازی مار رہے
ہین کوہ انداز حیران ہی کہ یہ آگ کون برساتا ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری
صہبا بڑی ساحرہ سخت ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھون کیا انجام ہو صہبا گرد جہان آرا
پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ کسی کو اٹھانے نہ دون اور ساحر بلوہ کر کے آتے ہین چاہتے ہین
کہ جہان آرا کو اٹھا لین مگر صہبا سحر کامل کر رہی ہی جدھر ماش کے دانے پھینک مارے
سو دو سو جل کر گرے ساحر قریب نہین آنے پاتے ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہین مگر جہان آرا
کو اٹھا نہین سکتے یہ ہر مرتبہ جب سحر کرتی ہی سو دو سو مر گرتے ہین کئی ہزار ساحر صہبا نے مارے
کوہ انداز خوف سے قریب نہین آتی ڈر ہی کہ ایسا نہو سحر صہبا کا مجھپر چل جائے اسلئے سحر سے
نہ بچ سکی ہر مرتبہ پکارتی ہی کہ یا خداوند خیال سکندری مدد کیجیے قضاے کار نظام جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کوہ انداز پکار رہی ہی اپنے مقام
سے اٹھا پوجا پاٹ کر رہا تھا اگیاری سے شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای نظام کیون اپنے تئین مصیبت
مین ڈالتا ہی عمرو ایسا عیار اُس مقام پر موجود ہی ایسا نہو کہ تیرے ساتھ فتور کرے
نظام جادو نے کچھ خیال نہ کیا سوچا کہ بیرغل مچا رہے ہین انکو خوراک دینے کا وقت تھا
خوراک نہین پہونچی تو ایسی ایسی باتین کرتے ہین اُڑ کر چلا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی کہ ای
نظام تجھے کچھ انجام کی خبر نہین ہی مگر نظام اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر آیا دور سے دیکھا کہ جنگ
ہو رہی ہی ہزارہا ساحرون کا بلوہ ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیہوش پڑی ہی ایک ساحرہ گرد
لہرا رہی ہی اسنے ایک گولہ مارا کوہ انداز نے دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین نظام
چلا کہ جہان آرا و صہبا کو اٹھا لون خواجہ جو پہلوے نخل مین کھڑے تھے لپک کر جال ایسا
مارا جہان آرا کو کھینچ کر زنبیل مین رکھا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم پیش
مجکو صورت ملکہ جہان آرا کی عطا کیجیے فوراً صورت جہان آرا کی ہو گئی وہین پر اپنے کو گرا دیا

نظام جو تڑپ کر گرا صہبا کی کمر مین پنجہ دیا اور جہان آرا ے نقلی کو بھی اُٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے چلا اور پکار کر آواز دی کہ ای کوہ انداز تم پلٹ جاؤ مینم نظام جادو صہبا و جہان آرا کو مین لیے جاتا ہون کوہ انداز نے جو دیکھا کہ نظام صہبا و جہان آرا کو لے گیا اپنے لاشے اُٹھوا لئے ارتھیان بنوائین چند ساحر ساتھ کیے کہ انکو پہنچا کر جلادو ساحر اُن لاشون کو لیکے کوہ انداز ایک طرف روانہ ہوئی مگر نظام جادو صہبا و جہان آرا کو لیکر چلا قضاے کار ہوشنگ جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر تو بیکل دو شاہزادیان کہ نہایت حسین و جمیل ہین پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ہوشنگ یہ جا بلیٹ کر رہا تھا دہین سے ایک گولہ اُٹھایا اُسپر سحر کرکے پھینک مارا سینے پر نظام کے پڑا کہ تو کر کے پشت کو پار گذرا دونون شاہزادیان پنجے سے اسکے چھوٹ مین ہوشنگ نے صہبا کو رو کا جہان آرا مسند پر گری ہوشنگ نے سحر پڑھ کر ہوشیار کیا خواجہ نے آنکھ کھولتے ہی کہا کہ یا خداوندا تیرے صدقے تیرا جلسہ کیا لطف سے آراستہ ہی ہوشنگ نے کہا کہ ای جہان آرا کیا دیکھ رہی ہو جہان آرا ے نقلی نے عرض کی کہ ای ساحر جلیل مین صحبت خداوند مین تھی گانا ہو رہا تھا قدرت ہنس رہے تھے مین بھی غزل عاشقانہ گا رہی تھی بلکہ تم بھی سنو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی تھی نظم

دامن نہ چھوٹا مرے بھی دشت غبار انگیز کا
مین اک بگولہ بنگیا صحراے وحشت خیز کا

تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان
دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا

شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا
عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سن کچھ اور ہم رکھتے نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دست آویز کا

آشفتہ مو سنبل بھی ہی سر گشتہ ہے گل بھی ہی
سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا

ساقی تو یہ پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوئے
پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا

بڑھ کر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھا سیگا
ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اسکی دوا
پرہیز گارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر
میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا

ڈرتے نہین ہم اے جلال آشوب روز حشر سے		دیکھا ہے ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو بیقرار ہوگیا کہا کہ اے جہان آرا
تو تو خدمت مین خداوند کی بیٹھی تھی یہ کون جادوگر تھا جو تجھکو لیے جاتا تھا خواجہ نے کہا کہ مین
نہین جانتی یہ کون شخص تھا اور مجھکو کہان لیے جاتا تھا مگر اے شہنشاہ ساحران تم تو بیان
کرو کہ تمنے مجھے کیونکر رہا کیا کیا باعث ہوا ہوشنگ نے کہا کہ اے جہان آرا ساحرون نے مجکو
یہ خبر سنائی تھی کہ جہان آرا شریک مسلمانان ہوگئی اور خداوند خیال سکندری کو بالکل
فراموش کیا لیکن تم صحبت خداوندی مین پہونچین اور قدرت نے تمکو علم موسیقی عطا کیا اگر
ہا ملکہ جہان آرا اصل تو یہ ہے کہ قدرت نے تمکو سردار علم موسیقی وانونکا کیا ہے تمنے اس رنگ
مین یہ غزل گائی کہ دل بیقرار ہوگیا لیکن دل مشتاق ہے کہ پھر تمھارا گانا سنیے خواجہ نے جواب دیا
کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ جماؤ بعد اسکے مجکو خدمت خداوند مین لیچلو قدرت نے ناحق مجھپر
غصہ کیا ہے مین قدیم تابعدار ہون قدرت مجکو مغضوب نہ کرین ہوشنگ جادو نے کہا کہ
جب مین خدمت خداوند مین گیا قدرت نے تمھارا ہی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ ہمین جہان آرا
سے یہ امید نہ تھی جسوقت تم چلکر عذر کروگی قدرت بخوشی قبول کرینگے مین وعدہ کرتا ہون کہ
صفائی کرادونگا اس طور کی خواجہ نے باتین کین کہ ہوشنگ نے کنیزون کو آواز دی کہ
ارے شراب وکباب لاؤ کنیزون نے گلابیان لاکر رکھین کشتیان کباب کی حاضر ہوئین
ہوشنگ نے پوچھا کہ کیون جہان آرا مان تمھاری کیون گرفتار ہوئین ساحر تمکو کہان
لیے جاتا تھا صاف صاف بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مین اور مان میری برابر پہاڑ کے گھڑی
شکار کھیل رہی تھی سنگین جادو کسی سے لڑی اور قتل ہوئی مین نے جو دیکھا کہ لاشہ پڑا
ہے مین بھی درہ کوہ مین جاکر ٹھہری کوہ انداز جادو اسکی بہن تین لاکھ ساحرون سے آئی
اُسنے جو بہن کا لاشہ دیکھا اور ہم مان بیٹی کو اُس مقام پر پایا سمجھی کہ یہی میری بہن کے
قاتل ہین ساحرون سے اشارہ کیا کہ انکو گرفتار کرلو اے شہنشاہ ساحران ہر چند کہ تین لاکھ
ساحرون کا بلوہ تھا مگر ہم دونون اُس سے لڑے کوہ انداز کی مجال نہ تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتی وہ پلٹ
پلٹ کر خداوند خیال سکندری کو پکارنے لگی نظام جادو نہین معلوم کہان سے آتا تھا

غفلت مین ہم دونون پر گرا نہین معلوم کہان لیجلا تھا تمکو قدرت سلامت رکھے کہ تمنے اُسکو مارا ہمکو بچایا ہم تمھارے شکر گزار ہین ہوشنگ جادو نے کہا کہ ای ملکہ عالم اب یہ احسان کرو کہ سب عیش و نشاط صہبا ہو چند اشعار گاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ ای ہوشنگ جادو تمنے جان بخشی کی تمسے کسی بارے مین انکار ہو سکتا ہی اب تو ہوشنگ جادو نے ملکہ صہبا کو بھی ہوشیار کیا بڑا یہی خیال ہی کہ صبح ہوتے ان مان بیٹیون کو لیجا کر قدرت سے ملا دون یہ اپنے اپنے عہدون پر جائین انکے مقام ویران پڑے ہین وہ خلین جاکر آباد کرین تو مین خوش ہون خواجہ بیچ مین آئے سامنے مسند کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دیکھ لے ترچھی نگاہون سے ادھر اچھی طرح — سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنے کا نہ ای دل عشق مین — آہ مین جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
ہمنے دل دیکر کسی کو ہاے پھر کیون لے لیا — کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپ ہنسیے شوق سے — یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح
ابکی یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش — بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہو گئے — کہیے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر پھر خرام ناز ہی — زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
بانی تصویر تصور پہ کسی کے پھر نہ جائے — دیکھ رکھتا اسکو تو ای چشم تر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے — بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح
یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی + — مل نہ لے ہاتھون کو جبتک لاش پر اچھی طرح
مل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم — چند دن پہلے پھرا لو در بدر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آنکلا ہی سینے کی طرف — پوچھتا ہی دل کہ ای درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہی شب فرقت نہین پہچانے — آج تو میری دعا کو ای اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا جلال — کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو اُٹھ کھڑا ہوا صورت جہان آرا کی دیکھ کر بیتاب ہی چاہتا ہی یہ کسی طرح مجکو قبول کرے تو مین اسکو خاتون محل قرار دون یہ کیا

نازنین مہ جبین ہو اور گانے مین تو بے مثل و بے نظیر ہو کس ناز سے مین غزل گائی کہ
دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا مگر خواجہ نے گلا بیان کھینچین اُلٹ پلٹ کرنے لگے
بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے ہوشنگ جادو کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا او صاحب ایک جام
میرے ہاتھ سے پیو اب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہماری تمھاری اب ایک ہی مقام پر بسر ہو ہمارا
بھی دل تمکو چاہتا ہے ہر چند کہ ہوشنگ جادو بہت ہوشیار ہو گئی طائر بھی آشیانون سے
پھڑک کر گرے اور بزمزمہ سرائی آواز دینے لگے مگر ہوشنگ جادو گلے مین ہاتھ ڈال دینے سے
ایسا خوش ہوا کہ جام بے اندیشۂ انجام پی گیا صہبا سے اشارہ کیا کہ تم بھی پیو اور سب کنیزون کو بھی
پلاؤ سب کنیزون نے بھی شراب پی جب سب کو شراب پلا چکے بیٹھکر چند شعر گائے ہوشنگ
اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی بیہوش ہو کے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی
وہ گری تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش ہوئین خواجہ نے پہلے ہوشنگ کو قتل کیا
درخت جلنے لگے تمام باغ جل کر خاک ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن ہوشنگ
جادو بود ملکہ صہبا نے گھبرا کر کہا کہ کیون خواجہ اُس بدنصیب کو کہان چھوڑا جہان آرا کا خیال
آپکو نہ رہا خواجہ نے کہا کہ ملکہ نہ گھبراؤ جہان آرا میرے پاس موجود ہی صہبا نے کہا کہ
خواجہ میری تسکین کو نہ کہو مجھے جہان آرا کی صورت دکھاؤ خواجہ نے زنبیل سے جہان آرا
کو نکالا جہان آرا زنبیل سے ہنستی ہوئی نکلی دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئی کہا خواجہ زنبیل
مین عجب تماشے دیکھے جب آپ نے مجکو داخل کیا اور پکار کر آواز دی کہ یہ ہماری مہمان
ہو گئی شاہزادیان برائے استقبال دوڑین مجکو ہاتھون ہاتھ ایک قصر عالی مین لیگئین
لیجا کر مسند پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا کیا کہون کہ اُن شاہزادیون نے کیا کیا خاطرین کین
شب بھر جلسۂ عیش ونشاط رہا اب صبح کو دریا پر لے گئی تھین بجرے زورقین آکر آراستہ ہوئین
ارادہ تھا کہ نواڑہ کھیلنے کو لیجائین ہر ایک شاہزادی کا یہی قول تھا کہ صاحبو خاطر کرو یہ منظور نظر
شہنشاہ عیاران مین ایک شاہزادی یہی کہہ رہی تھی کہ بجرے پر سوار ہو جیسے شکار ماہی ہو
کماہی حال کھلے خواجہ سب طرح کے سامان وہان موجود ہین چاہتی تھی کہ بجرے پر سوار ہون کہ تمنے
آواز دی جہان آرا کو لاؤ سب شاہزادیان یہان تک آ کے پہونچا گئین عجب تماشا دیکھا آپکی

بزرگی اب دل مین سمائی کئی سو قلعے ہین کہ سب آپ ہی کے خراج گزار ہین ناظم کیا کیا عمدہ کھے
ہین ابکی سال غلہ خوب پیدا ہوا اب یہ مہنگی موقوف ہوگی لیکن خواجہ ایک بات کا حکم دو کہ
بیرونجات کے جو تاجر آتے ہین کوئی لاکھ کا خریدتا ہی کوئی پچاس ہزار کا خریدتا ہی خواجہ صاحب
ایک سال کو حکم کر دیجیے کہ تاجران بیرونجات نہ آوین اُنکے آنے سے آپکے قلعہ جات مین
گرانی ہوتی ہی ایک سال کے لیے ممانعت ہونی ضرور ہی خواجہ نے کہا کہ ای جہان آرا مقدور
تاجران مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی اُنکو مین نہ منع کرونگا محصول بھی نہ چھوٹیگا جو وقت خدا کو
منظور ہو گا غلہ سستا ہو جائیگا جہان آرا نے لاشہ ہوشنگ دیکھکر کہا کہ آب یہان سے
نکلیے اب آگے بڑھکر صحراے رشک افزا ملیگا اُس سے گذرنا دشوار ہوگا مجکو بڑا تردد ہی خواجہ
و جہان آرا و صہباے شیرین کلام باغ سے نکلے لیکن خواجہ نے سب کنیزون کے لباس اُتار لیے
باہر نکل کر طرف صحرا کے چلے ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا تمام صحرا پھولا پھلا ہوا بار
اثمار سے نخل جھکے ہوے شاخین شکریہ باغبان قضا و قدر مین سر بسجود ہین سجدہ بانی بہار
مین بدل موجود ہین ایک جانب پہاڑ مثل گلدستے کے آراستہ ہین درخت قطار در قطار زیر نخل
پھولون کے انبار حوضون پر آبشار درختون پر طائرون کی پکار ہر سمت جوش بہار جہان آرا و صہبا و
عمرو اس تماشے کو دیکھ رہے ہین قدرت باغبان قضا و قدر پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ خواجہ نے
کہا کہ ای جہان آرا کیا عمدہ صحرا ہی قدرت باغبان قضا و قدر کا تماشا ہی جہان آرا نے کہا کہ
خواجہ اسی جنگل کو صحراے رشک افزا کہتے ہین اُس حکیم مردود نے اس صحرا کو بڑا زور دیا ہی اور
یہ جنگل دور تک ہی قدم اُٹھاکر چلیے اگر یہان سے بخیر و خوبی نکل جائین تو یہ حفاظت حافظ حقیقی
ہی یہانکی بہار کو دیکھکر دل کانپ رہا ہی کہ خداوند کریم جلد یہان سے نجات دے خواجہ عمرو
جہان آرا سے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی ملکہ
جہان آرا نے کہا کہ دیکھو خواجہ میلے والے لوگ آتے ہین ہمسے الگ رہو ایک مقام پر ٹھہر و
تماشا دیکھو ہم مان بیٹی الگ سے تماشا دیکھتے ہین خواجہ ایک گوشے مین گلیم اوڑھکر کھڑے
ہوے جہان آرا و صہبا ایک طرف ٹھہرین دیکھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ زمینداروں
کے آنے لگے جو آیا اُسنے ایک طرف فرش بچھوایا ٹھاکر صاحب ڈھال پھٹکا باندھے ہوے

ڈہری مرزائی گلے مین نیچے نیفواو پر نین سکھ انگوچھا سر پر بندھا ہوا آدراج کا مالا گلے مین
ایک دانہ مونگے کا ایک دانہ سونے کا ملازمون نے ایک مسند لاکر لگا دی ایک تھیلے مین
پیان بھر دی ٹھاکر صاحب اوسپر تکیہ کرکے بیٹھے ساتھ والے اسامی بھی بیٹھنے لگے ٹھاکر صاحب
نے سپر آگے رکھ لی برچھی گاڑ دی تلوار کو زانوون پر رکھا تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا
کہ تمام جنگل زمیندارون سے بھر گیا جہان تک نگاہ کام کرتی ہو گنوارون سے جنگل بھرا ہے
دیہات کی بازارین آراستہ ہونے لگین بقال آکر بیٹھا ٹوکرون مین اناج بھرا ہوا گڑ کی
بھیلیان ایک ٹوکرے مین رکھی ہوئین خرید و فروخت ہونے لگی ٹھاکر صاحب نے کچھ
منگوایا وہین بیٹھ کر کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین گرم بازاری کا ہنگامہ ہوا ہر مقام پر [illegible]
بھگتنین ناچ رہی ہین ٹھاکر صاحب کے سامنے آکر مجرا کیا ٹھاکر صاحب نے ٹینٹ
نکالکر کچھ پیسے پھینکے اب خواجہ نے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک کنوان ظاہر ہوا گرد اوس کنوین کے
زمیندارون نے آکر ہجوم کیا کئی سو برہمن تیمبری دھوتیان باندھے ہوے ماتھون مین تلک
لگا ہوا گرد آکر کنوئین کے بیٹھ گئے پوتھیان نکالین جاپ کرنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ [illegible]
خداوند خیال سکندری تیری قدرت کے قربان کہ اس صحرا مین یہ سامان عطا فرمایا ہے
ناگاہ کنوئین سے شعلے نکلنے لگے جس مقام پر صہبا و جہان آرا کھڑی ہین دو شعلے بڑھ کر
اوس مقام پر آئے گرد انکے سرون کے چرخ مارا اور پھر شعلے کنوئین مین پہونچے جہان آرا
و صہبا یا تو کھڑی تماشا دیکھ رہی تھین یا اپنے مقام سے بڑھین اور طرف کنوئین کے چلین
راہ مین جو کسی نے پوچھا کہ شاہزادیو تم کہان جاتی ہو کچھ جواب نہ دیا یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد	سن لے تو اسکو دھیان سے قاصد
اب تو مرتا ہون جان سے قاصد	باز آ امتحان سے قاصد
دیکھ پھر کر ادھر سے بھی آنا	تو اسی آن بان سے قاصد
کیا لکھون خط قلم بھی اوٹھتا ہے	کہین مجھ ناتوان سے قاصد
میری کہنکہ کچھ اوسکی بھی سننا	ہائے بہرا ہے کان سے قاصد
بھیجنا ہے جو یار کو پیغام	وہ کہون کس زبان سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب تو لا — ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
ہمنے کسکی خبر کو بھیجا تھا — گئے دونون جہان سے قاصد
مٹ گئی میری قبر اب در یار — پائین گے کس نشان سے قاصد
کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو — جب ملین آسمان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال — جا کے اُسکے مکان سے قاصد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صہبا و جہان آرا مبہوت ہوکر طرف کنوئین کے جاتی ہین ایک گنوار کی شکل بنکر قریب صہبا و جہان آرا کے آئے اور جہان آرا کا ہاتھ تھام کر کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان جاتی ہو صہبا نے جھڑک کر جواب دیا کہ اے شخص ہمکو نہ روک خداوند کو دیکھنے جاتے ہین خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے ملکۂ عالم منم مہر سپہر عیاری جہان آرا نے پکار کر جواب دیا کہ اے خواجہ مجکو نہ روکو مین غل مچاؤنگی کہ عمرو عیار مجکو روکتا ہی عمرو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا ہزارہا گنوار جمع ہین صہبا و جہان آرا اُسی جوش و خروش مین قریب کنوئین کے پہونچین پہلے سجدہ کیا پھر جھانک کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند مین آؤن اور قہقہہ مار کے ہنسین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان دیکھو دربار قدرت آراستہ ہی قدرت ہمکو بلاتی ہین یہ کہکر دونون کنوئین مین پھاند پڑین کنوئین سے شعلہ ہاے آتش نکلے اب خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا کہ جب دونون شاہزادیان کنوئین مین پھاند پڑین اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ سب زمیندار جل کر خاک ہوے تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ کوئی زمیندار نہین ہی جابجا خاک کے ڈھیر ہین ہوش اڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا عجائب و غرائب ہین دم بھر مین ایسا عمدہ میلا آراستہ ہوا اب جنگل سنسان کف دست میدان معلوم ہوتا ہی انسان و حیوان کا نام نہین خواجہ کو صہبا و جہان آرا کا بڑا قلق ہی جی مین کہتے ہین کہ ان شاہزادیون سے اُس حکیم کو بڑے قلق پہونچے ہین چلکر دیکھو تو اس کنوئین مین کیا ہی مگر بصورت اصلی چلنا بہتر نہین زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال بندر کی نکالی اُسکو جسم پر آراستہ کیا آئینے مین صورت دیکھی صاف معلوم ہوا کہ ایک میمون کلان بیٹھا ہی خواجہ عمرو بندر کی شکل بنے قریب کنوئین کے آئے اب جو جھانک کر دیکھا تو کنوئین مین پانی معلوم ہوا خواجہ نے سر ہٹا لیا پھر جو

دیکھا

جھانکا تو یہ معلوم ہوا کہ پانی بھی کنوئین مین نہین ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ نہین سوجھتا کئی مرتبہ
خواجہ نے جھانکا اور ارادہ کیا کہ کنوئین مین پھاند پڑون مگر دل نے قبول نہ کیا ہر مرتبہ یہی سوچتے ہین
کہ خواجہ خدا جانے کنوئین مین گر کر کہان پہونچین کیا طلسم ہی کہ جسپر دل گواہی نہین دیتا کئی مرتبہ جھانکے
ایک مرتبہ پانی نظر آیا ایک مرتبہ اندھیرا دیکھا تیسری مرتبہ جھکے تو دیکھا ایک شخص نحیم و شحیم تخت
پر بیٹھا ہی گرد ہزارہا تاجدار تاج سرون پر لباس فاخرہ زیب جسم بعد تاجدارون کے ہزارہا ساحران
غدار و دنگل ہائے آہنی پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی محفل عیش و نشاط گرم میخوار بے شمار عمرو
نے جو یہ جلسہ دیکھا اور زیادہ خائف ہوے دل مین کہا کہ اے خواجہ یہ کیا معرکہ ہی ایک مرتبہ
پانی دیکھا دوبارہ اندھیرا سہ بارہ یہ دربار عالی اس سوچ مین خواجہ بیٹھے ہین کہ جنگل سے
دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر کلان کچھار سے نکلا ڈکارتا ہوا اسی طرف
آتا ہی خواجہ نے چاہا کہ اچک کر درخت پر جاؤن کہ وہ شیر قریب آگیا اور خواجہ عمرو پر
آنکھیں نکالنے لگا خواجہ گھبرا گئے کہ اب کس طرف جاؤن وہ شیر قریب آگیا خواجہ عمرو کو
جلدی مین کچھ نہ بن پڑا جان کے خوف سے کنوئین مین پھاند پڑے وہ شیر طرف صحرا کے
غائب ہوگیا خواجہ جو کنوئین مین گرے دیکھا کہ دربار عالی آراستہ ہی وہ ہی ساحر و تاجدار
بیٹھے ہین اور ایک شخص تخت پر کریہ منظر بدصورت ایک معشوق پریچہرہ پہلو مین اسکے کہ جسکا
نام ملکہ نیسان گھربار ہی ہر مرتبہ شراب پیتا ہی اور اُس نازنین کو پلاتا ہی جب بوسے کو منھ
بڑھاتا ہی تو وہ مہ جبین بہ کراہت منھ کو پھیر لیتی ہی اور کہتی ہی کہ یا خداوندا قاعدے سے
بیٹھیے وہ ساحر منھ ہٹا لیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان دل
بوس و کنار کا مشتاق ہی سب نے دیکھا کہ ایک میمون کلان محفل مین آیا وہ میمون چہار جانب
اُچکتا پھرتا ہی ساحرون نے قہقہہ مارا کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہ بندر کہان سے آیا اُس
نازنین نے چمکار کر کہا کہ ارے یہ کسی کا پالو ہی دیکھو گلے مین پٹا بھی پڑا ہی جیسے ہی اُس
نازنین نے ہاتھ بڑھایا خواجہ اُچک کر اُسکی گود مین جا بیٹھے ایک گائن رقص کر رہی تھی
تال و سم پر ہاتھ پاؤن ہلانے لگے سر بھی ہلا دیتے ہین گائن نے کہا کہ بی نیسان گھربار صاحب
دیکھیے بندر آپ کا تال و سم پر ہاتھ ہلاتا ہی ملکہ نے ہاتھ ہلا کر کہا کہ ہان میان میمون تم بھی

ناچو یہ جو نیسان نے کہا خواجہ کود کر محفل مین آئے اسی صورت پر رقص کرنے لگے ہر مرتبہ
پانون بجاتے ہین سر بھی ہلاتے جاتے ہین سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین مگر بقراط ثانی
جب بیٹھا ہی نیسان نے کہا کہ یا خداوندا آپ تماشا دیکھ رہے ہین کہ یہ بندر کس مزے سے
ناچتا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای جان جہان قدرت کو تردد ہی کہ آج دن پہلے کا تھا جنگل مین
جماؤ ہوا قدرت بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے کہ کسی زمیندار کے ساتھ بندر نہ تھا ایسا شایستہ
بندر کہان سے آیا یکایک بندر اُچک کر بقراط ثانی کی بھی گود مین جا بیٹھا ریش فش مین
جوئین دیکھنے لگا نیسان جادو نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہا کہ ملھو رقص کرو بندر پھر
اُچک کے رقاصہ کے پاس آیا رقاصہ کے پانون پکڑ پکڑ کے ہلاتا ہی مراد یہ ہی کہ رقص کرو
رقاصہ فوراً پانون بجانے لگی میمون بھی سر ہلانے لگا ہر سم پر سر ہلاتا ہی منھ کھول کر رہ جاتا ہی
چاہتا ہی کہ گاؤن مگر آواز سے ناچار ہی نیسان گھبار نے کئی مرتبہ گود مین لیا بندر جب گود مین
بیٹھتا ہی تو سر مین جوئین دیکھتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی کبھی پانون بجاتا ہی کبھی سم پر سر ہلاتا ہی
ساری محفل کو تماشا ہو گیا جو جھکا کے بلاتا ہی اُسکی گود مین جا بیٹھتا ہی ساری محفل مین پھرا سب
ساحرون نے گود مین لیا منھ سے منھ ملا دیتا ہی مگر گانے پر بہت بےچین ہوتا ہی جب رقاصہ
گاتی ہی تو سر ہلاتا ہی منھ کھول دیتا ہی گانے کا اشارہ کرتا ہی جب نیسان نے کئی مرتبہ کہا
کہ میان ملھو گاؤ بندر نے طبلیے کو اشارہ کیا وہ طبلہ بجانے لگا بندر موٹی آواز سے سر ہلا ہلا کے
یہ اشعار گانے لگا اشعار ہر ایک کی سمجھ مین آتے ہین صاف یہ اشعار ثابت ہوتے ہین نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا
جب قصد کیا عرش برین زیر قدم تھا

تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
یا رب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا

لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ اُٹھی
دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا

جو بیلے کمر تھی نگہ شوق جو دی بار
منظور شب وصل تماشائے عدم تھا

پایا بھی اگر دیدہ و دل مین تو اُسی کو
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا

دل دے کے اُنھین جان ہی مدرزی ہمت
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا

پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین	وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

اس رنگ مین یہ اشعار بندر نے گائے کہ نیسان گھربار نے کاندھے پر بٹھالیا کہا ایسا نہو
میرے ملمو کو نظر لگے بیٹا اب نہ گاؤ نیسان گود مین لیکر بندر کو اُٹھی اپنے قصر مین چلی بقراط
نے کہا کہ اے نیسان گھربار اس بندر سے ہوشیار رہنا مین نے بہت سوچا کچھ پتہ نہ ملا کہ یہ کہان سے
آیا اس جنگل کا رہنے والا نہین ہے نیسان نے کہا کہ یا خداوند آپ کو بھی کیا کیا خیال آتے ہین
کس امر کا آپ کو خوف ہے کیا بندر بیچارہ عمرو کسی عقلمند نے اسکو پالا ہے ناچنا گانا سکھایا ہے
چھوٹکر چلا آیا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگل مین آیا ہے ہزبر بیشہ نشین کی نگاہ پڑ گئی جسنے
اسکو گھیرا ہوگا یہ خوف کے مارے کنوئین مین گر پڑا ناحق کا خیال ہے نیسان بندر کو اپنے
کاندھے پر بٹھا کر اپنے قصر مین لائی دسترخوان بچھا کنیزون نے لاکر خاصہ چنا نیسان نے بندر
کو بھی برابر بٹھا لیا پوچھا کہ ملمو کھانا کھاؤ گے بندر نے نوالہ توڑ کے اول نیسان کے منھ مین دیا
نیسان نوالہ کھا گئی اور خوش ہوکر کنیزون سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ بندر مجکو کھانا کھلاتا ہے
سکھانے والے نے خوب سکھایا ہے کنیزین بھی مشتاق ہوکر دسترخوان پر آ بیٹھین اشارے
کرتی ہین اور کہتی ہین کہ حضور ہمین تو کھلاوے نیسان نے کہا کہ میان ملمو صاحب ان سب کو
بھی کھلاؤ خواجہ نے گھائی سے بڑیا بیہوشی کی کھانے مین ملائی ایک ایک نوالہ سب کنیزون کو
کھلایا نیسان نے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا جسنے اسکو پرورش کیا ہے وہ شاید میری ہمشکل ہوگی
اسی وجہ سے میرے اشارے پر کام کرتا ہے یہ کہکر کھانا کھانے سے فراغت کرکے نیسان جماہی
لیکر لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب کنیزین بھی بیہوش ہوئین جب
سب بیہوش ہوچکین تو خواجہ نے کھال بندر کی اُتار کر زنبیل مین رکھی اور نیسان گھربار کو
بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر آپ بشکل نیسان بنے اور اُسی
مقام پر لیٹ رہے کسی کنیز کی آنکھ کھُلی اُسنے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہین اور سب کنیزین بھی
سوتی ہین مگر بندر کا نشان نہین گھبرا کر نیسان کو جگایا کہا کہ بی بی اُٹھیے جس بندر کو آپ چاہتی
تھین اُسکا کہین پتہ و نشان نہین یہ سنتے ہی نیسان نقلی اُٹھی کہا صاحبو غضب ہوا مین تو
اس بندر کو جان سے زیادہ چاہتی تھی اُسکا غائب ہونا میری جان پر صدمہ ہوا مین اپنے کو

ہلاک کرونگی میرا بندر کہان گیا جلد اُسکو تلاش کرو اور تلاش کرکے لاؤ ایک کنیز گھبرا کے اُٹھی چہار جانب ڈھونڈھنے لگی کہین نشان بندر کا نہ پایا آخر مجبور ہوکر عرض کی کہ حضور اس مکان مین تو کہین پتہ نہین جنید روتی ہوئی اُٹھین سارا مکان چھان ڈالا کہین بندر کا نشان نہ پایا سب کنیزون نے عرض کی کہ واری بندر کا نشان نہین ملتا جون جون کنیزین یہ کہتی ہین ملکہ کی رقت بڑھتی جاتی ہے بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے الماس کی انگوٹھی جو ملکہ کے ہاتھ مین تھی اُسکو اُتار کر چبانے لگین کنیزون نے جبراً وہ انگوٹھی ہاتھ سے چھین لی جب کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ غیسان گھر بار اپنی جان دینے پر آمادہ ہین ڈر گئین کہ ایسا نہو انگوٹھی چبا جائین روتی پیٹتی دوڑین کہ جاکر خداوند سے خبر کرین بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہوا اور کہہ رہا ہے کہ ملکہ بندر کو لیکر گئی ہین کچھ حال نہ کھلا کہ اُن پر کیا گذری مین مقدمے مین اس بندر کے بہت حیران ہون کہ یہ بندر کہان سے آیا مین ہر چند خیال کرتا ہون کچھ ذہن مین نہین آتا دیر کو وہ جو میلہ آراستہ کیا تھا حقیقت مین نمود بے بود تھا لیکن کسی زمیندار کے ساتھ بندر نہین آیا نہ اس صحرا کا رہنے والا ہے یہ صحراے رشک افزا ہمیشہ سے جانور سے خالی ہے ہزبر بیشہ نشین نے ایسا انتظام کیا ہے کہ کوئی جانور اس صحرا مین نہین آتا پھر ایسا شائستہ بندر کہان سے آیا یہ ذکر تھا کہ جنید کنیزین روتی ہوئی آئین کہا یا خداوند جلد چلیے وہ خوبرو شب کو غائب ہوگیا ملکہ اُسکے فراق مین جان دینے کا ارادہ کر رہی ہین حضور جلد چلیین جلکے اُنکو روکین وہ بہت اشکبار ہین کہتی ہین کہ اگر بندر ملیگا تو مین زندہ نرہونگی یہ سنکر بقراط ثانی گھبراگیا ہم صحبت جو اُسکے دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ آپ سب صاحب یہین تشریف رکھین مین ابھی ملکہ کو سمجھا کر آتا ہون عورتین ناقص العقل ہوتی ہین ایسا نہو کہ وہ اپنی جان دیدے تو قدرت کو بڑا صدمہ ہو یہ کہکر بقراط ثانی چلا اُس مکان مین آیا جہان ملکہ غیسان گھر بار رو رہی ہین دیکھا کہ کنیزین گرد بیچ مین ملکہ پاؤن پھیلائے بیٹھی ہین اور سر پیٹ رہی ہین بقراط ثانی قریب آیا کہا کہ کیون ملکہ یہ عالم کیا ہے کس واسطے روتی ہو مین اور بندر حاضر کردونگا اُس بندر کی کیا حقیقت تھی اور اے ملکہ بہت بہتر ہوا کہ وہ بندر غائب ہوگیا مجھکو اُس بندر کی نسبت شک تھا ہر چند کہ جانور تھا مگر سنتا ہون کہ وہ ساربان زادہ بلا کے

ایسا نہو کسی فتور سے اپنے کو یہان تک پہونچائے یہ کہکے ہاتھ تھاما کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ بہ زیادہ گریہ وزاری نہ کرین مجکو قلق ہوتا ہی اچھا ہوا کہ بندر جاتا رہا مجکو ہزارون طرح کے خیال تھے قلب پر ہجوم غم و ملال تھے تم بارگاہ مین چلو یہ کہکے بارگاہ مین لایا کہا تخت پر مٹھو میان کو تخت پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا گائنون کو طلب کیا ایک گائن سامنے آکر ملکۂ نیسان کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ترپاتی ہی کیا ابروِ دلبر کی لگاوٹ — بسمل کیے دیتی ہی یہ خنجر کی لگاوٹ
پھر اٹھتا ہی مشکل نگہِ ناز سے دل کو — لو پھر لیے جاتی ہی ستمگر کی لگاوٹ
لختِ جگر آتے ہین جو رک رہتے ہین آنسو — دیکھے کوئی اپنی مژۂ تر کی لگاوٹ
دانستہ وہ ٹھوکر نہ لگاتے مرے سر کو — یہ بخت کی خوبی تھی مقدر کی لگاوٹ
اب چاہیے کبھی ہمسے نہ وہ آنکھ ملائے — کافر کی ستم کر گئی دم بھر کی لگاوٹ
کہہ سکتے ہین جادو نہ اُسے موہنی اے دل — کچھ اور ہی تھی چشم فسونگر کی لگاوٹ
کو تو نہ کرے قتل چلی جاتی ہی لیکن — قاتل ترے خنجر سے مرے سر کی لگاوٹ
بے یار کسی طرح نہ بیٹھا اپنی لگے گی — بیکار شب غم مین ہی بستر کی لگاوٹ
کیون دوڑ کے مشتاق گلے سے نہ لگا لین — تجھ سے بھی ہی پیاری ترے خنجر کی لگاوٹ
پہلو مین جلال اس دل بیتاب کو اپنے — کب چھوڑتی ہی ناوک دلبر کی لگاوٹ

گائن یہ اشعار گا رہی ہی بقراط ثانی ملکۂ نیسان گھر بار کو سمجھاتا جاتا ہی آخر بقراط ثانی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم برائے قدرت رونا موقوف کرو مجکو قلق ہوتا ہی اے ملکۂ عالم قدرت نے دریافت کیا کہین اُس بندر کا پتہ نہین ملتا ہزیر ملیشہ نشین آیا تھا مجھ سے کہ گیا کہ میرے جنگل مین کوئی بندر نہین رہتا اُس وقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی آخر باتون باتون مین ملکہ نے کہا کہ یا خداوندا اس وقت یہ گائن خوب گا رہی ہی مگر مقام تعجب ہی کہ محفل مین ذکر شراب کا نہین ابھی جو میری آنکھ بند ہو گئی تو مین نے سامری و جمشید کو دیکھا کہ کھڑے کہ رہے ہین اے نیسان کیون روتی ہی مین اُس سے بہتر بندر تیرے واسطے بھیجونگا مگر اس وقت صحبت کی ہم آئے ہین ہر چند کہ اِس حکیم نے ہمارا نام مٹایا اپنی خدائی کو روشن کیا لیکن ہمین بھی

خیال ہی کو اسکا جاہ و جلال بڑھے تم بلا تامل ساقی گری کرو سب کو خراب بلاؤ ہم تمسے بہت
خوش ہونگے بقراط ثانی نے کہا کہ ای ملکہ عالم تمکو تکلیف ہوگی نیسان نقلی نے ازار بند سے
کنجی کھول لی اور تخت سے اُٹھی کہا کہ یا خداوند دیکھیے ہمکو سامری وجمشید نے کیسی طاقت
عطا کردی یہ کہہ کے میخانے مین پہونچی پکار کر آواز دی کہ ہم بحکم سامری ساقی گری کرتے ہین
کوئی باقی نہ رہے یہ کہہ کے شراب مین بیہوشی ملائی دربار بقراط ثانی وسیع ہی کئی سو تاجدار
کئی سو ساحران غدار بیٹھے ہین نیسان گلہ بار نے تین سو گلابیان آغشتہ بہ داروے بیہوشی
درست کین اور محفل مین آتے ہی جام مے ارغوانی سے لبریز کیا سامنے حکیم کے پیش کردیا اور
داڑھی ہلا کر کہا کہ لو خداوند شراب پیو حکم قدرت بجالاتی ہون بقراط ثانی بحسرت چہرۂ زیبا
کو دیکھنے لگا عمرو گھبرائے کہ اسکو کیا گمان ہوا جو بنگاہ غور دیکھتا ہی خواجہ عمرو نے بقراط ثانی
سے آنکھ ملا کر یہ چند اشعار کہ مضمون شراب مین تھے شروع کردیے۔ نظم

پھولون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہی مینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
ہوتے دیا سرور نہ جو بادہ خوار کو — ساقی اخیر کردیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آجکل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی — پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے — عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار — ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر — ابکے ہو علیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی جھوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

خواجہ نے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار بالحان گائے یا تو بقراط ثانی کو شک ہوا تھا یا یہ اشعار
سنکر شک نکل گیا بجوش وخروش ہاتھ بڑھا کے جام ہاتھ مین لیا قصد ہوا کہ پی جاؤن
کُل اہل محفل مشتاق ہین کہ یہ معشوقہ پریچہرہ ہمکو بھی جام پلائے ہمارے قریب تو آجائے ایک نگاہ

اسکو دیکھنا عین فرحت ہی دل کو رغبت ہی کہ دربارگاہ پر بلٹ ہوا چوبدار نے بڑھ کے عرض کی
کہ مہتر چھلاوہ صاحب تشریف لاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ بلالو خواجہ عمرو نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک عیار طرار برق کردار دروازے سے بارگاہ کے نہ آیا سراپچہ فرا کے بیچ بارگاہ
مین آیا جیسے ہی خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی پہچان گیا کبھی اسنے خواجہ عمرو کو دیکھا نہین تھا
لیکن چستی و چالاکی دیکھکر کامل شک ہوا جست کرکے برابر بقراط ثانی کے آیا کہا کہ یا خداوند آج
کیا سبب ہی کہ معشوقہ قدرت ساقی گری مین مصروف ہین بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ای
مہتر والا گہر سامری و جمشید حکم دیگئے ہین کہ آج ملکۂ نیسان گہر بار سب کو شراب پلائین
ہماری تقدیرات برعکس ہوتی جاتی ہین شاید سامری و جمشید کا رنگ بندھے اسوجہ
سے ملکۂ عالم نے ساقی گری اختیار کی ہر چند کہ ماہدولت پر بھی شاق ہی مگر دل اسکے جمال
کا مشتاق ہی چھلاوہ نے عرض کی کہ قدرت نے بہت بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ جام جو
ملکۂ عالم نے حضور کو دیا ہی اسکو قدرت نوش نفرمائین ملکہ کو بخش دین اس جام کو ملکہ نوش
کرین بقراط ثانی نے ہاتھ بڑھایا کہا لو ای نیسان مہتر چھلاوہ کی یہ رائے ہی کہ اس جام کو
تمھین نوش کرو خواجہ عمرو اس جام مین بیہوشی ملا چکے ہین خوف ہوا کہ اگر یہ پیونگا تو بیہوش
ہو جاونگا جام تو ہاتھ سے بقراط ثانی کے لے لیا مگر اب سوچ رہے ہین کہ دارو دفع
بیہوشی اسمین ملاؤن تو بے اندیشۂ انجام پی جاؤن گھاتی مین بتاسا دفع بیہوشی کا دبا ہوا تھا
چاہا کہ جام مین شریک کرون چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اب تو بے اختیار پکار اٹھا کہ
او نا عیار مین نے تیری چالاکی دیکھ لی خبردار کہان جائیگا بقراط ثانی نے ایک چیخ ماری
خواجہ عمرو نے جام تو منھ پر چھلاوہ کے پھینک مارا بائین ہاتھ سے تاج بقراط ثانی لیا
چھلاوہ کو دولتی ماری کہ چھلاوہ منھ کے بھل زمین پر گرا خواجہ عمرو جست کرکے سراپچے
کے پار ہوے بقراط ثانی نے کہا کہ ای چھلاوہ لینا اگر یہ عیار ہی تو معشوقہ کو میری
کیا کیا چھلاوہ نے فوراً جست کی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھاگے جاتے ہین چھلاوہ نے پیچھا
کیا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او نا عیار ٹھہر جا اس محفل خلد منزل مین کیونکر آیا معشوقۂ قدرت کو
تو نے کیا کیا مین تیرا پیچھا چھوڑونگا خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری بھی لینا لینا کہتے ہوے چلے مین

جسکے قریب سے گذرتے ہین وہ ہٹ جاتا ہی گرفتار نہین کرتا جب چھلاوہ قریب اُس شخص کے
پہونچا اور پوچھا کہ کیون نہ گرفتار کیا وہ جواب دیتا ہی کہ مہتر صاحب وہ بھی تو لینا لینا کہتا ہوا
جاتا ہی کیونکر گرفتار کرتے خواجہ عمرو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چھلاوہ پیچھے چلا آتا ہی جنگل
مین آکر خواجہ عمرو ٹھہرے پکار کر آواز دی کہ او مکار چلا ہی آتا ہی پیچھا نہین چھوڑتا چھلاوہ
نے آکر پنجہ مارا خواجہ عمرو نے خیمے کو پیچھے پر روکا دو دو چار چار ہاتھ آپس مین چلے تھے کہ
خواجہ نے سپر کاغذی پشت سے اُتاری چھلاوہ نے جو ہاتھ مارا خواجہ عمرو نے اس سپر کو سامنے
کر دیا جیسے ہی سپر کاغذی پر پنجہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی چھلاوہ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے
فوراً چھلاوہ کی مشکین باندھین قصد ہوا کہ اسکو قتل کرون خیال آیا کہ یہ عیار طرار و فرار
ہی اسکا قتل کرنا بہتر نہین شاید خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے اور یہ مسلمان ہو تو قوت
بازو اور زینت پہلو ہوگا یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا چھلاوہ کو اپنی صورت
بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر رکھا کر چست و چالاک ہو کر چلے
راہ مین شاگرد ملے عیارون نے پوچھا کہ اُستاد کیا معرکہ گذرا یہ پشتارہ کسکا ہی خواجہ عمرو
نے کہا کہ وہی ساربان زادہ ہی نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا دو گھڑی کامل مجھسے
لڑا مگر میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کیا نہین معلوم اس ظالم نے معشوقہ
خداوند کو کیا کیا خداوند اُسکے واسطے بہت بیقرار ہین اب قدرت کے سامنے تحقیقات
ہوگی شاگرد سب ساتھ ہوے چھلتے ہوے دربار خداوندی مین آئے بقراط ثانی نے
جو اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو دیکھا کہ پشتارہ خواجہ عمرو کا لیے ہوے آتا ہی پکار کر آواز دی
کہ اے شاطر قدرت کیا گذری خواجہ عمرو تو بشکل چھلاوہ مین کہا یا خداوندا اُسنے بہت بڑی
بے ادبی کی سر قدرت سے تاج لیا اور لیکر بھاگا بھلا میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا
ہر چند کہ یہ بلاے روزگار ہی مگر مین نے اسے گرفتار کیا لیکن ابھی اسکو ہوشیار نہ کیجیے ہزار ان
جل کریگا بڑا مکار و حیلساز ہی مجکو اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہو کہ کوئی ایسا
فتنہ کرے کہ قدرت مجھسے بیزار ہو جائین تو مجکو مشکل پڑے مین کہین کا نہ رہون
یہ سنکر بقراط ثانی نے کہا کہ معشوقہ کیونکر ملے اُسکے ہجر مین بہت بیتاب و بیقرار ہون

چھلاوہ نقلی نے عرض کی کہ یا خداوند یہ ساربان زادہ قتل ہو جائے تو گویا کل مسلمانون کو قتل کیا یہ ظالم برائے رہائی جہان آرا و صہبائے شیرین کلام آیا ہے حقیقت مین بڑی مشکل ہے لیکن بقدرت سامری و جمشید اگر معشوقہ ل جائے تو بڑی بات ہے دلکو یقین نہین یہ کہکر اشارہ کیا کہ عمرو کو ستون سے باندھو سبھون نے عمرو کو ستون سے باندھا چھلاوہ نقلی سامنے بقراط ثانی کے کھڑا ہوا کہ یا خداوند اسکی حرکات پر قدرت کو بڑا تعجب ہے مین بھی وہی سب حرکتین کر سکتا ہون پہلے تو گانا سنیئے کہ یہ ساربان زادہ بھی جلے کہ شاطر قدرت ایسا چست و چالاک و بیباک ہے پیر اگا تار اڑالیا وہی آوازہ ہے سوز و گداز لیجیے بعد اسکے ساقی گری کرکے دکھاؤنگا اسی طرح شراب لاؤن اسی طرح جام سر پر رکھون اور توڑے لیتا ہوا قریب آپ کے پہونچون تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے عیار یعنے چھلاوہ نے اسی طرح سر سے شراب پلائی بعد اسکے ساری صحبت کو بھی شراب پلاؤن کمال عیاری دکھاؤن کہ قدرت بہت خوش ہون یہ کہکر پانون مین گھنگرو باندھے جام شراب کا معمور کیا جب سر پر رکھ چکا تو شاگردون سے کہا کہ اس ساربان زادے کو بھی ہوشیار کردو یہ بھی تو اپنا حال دیکھے شاگردون نے اپنے استاد کو جلدی سے آکر ہوشیار کیا چھلاوہ نے جو یہ اپنا حال زار دیکھا ہو منھ بنایا خیال کیا کہ مین بندھا ہوا ہون شاگرد میرے گرد جوتیان لیے کھڑے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین جوتی ہے گھبرا کے ایک چیخ ماری اور کہا یا خداوند مین ہون چھلاوہ عیار قدیم آپ کا اس ساربان زادے نے مجکو پکڑ لیا اپنی شکل بناکر مجکو لایا ہے جلد مجکو رہا کیجیے کہ مین اس ساربان زادے کو سزا دون خواجہ عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ یا خداوند مجکو یہی تردد تھا دیکھیے اسنے نئے طور کا فقرہ نکالا یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند اسکی باتون کا کوئی جواب نہ دے سب خاموش رہین یہ کہکر جھپٹ کر چھلاوہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق و بیحیا اب بھی مکر کرتا ہے کوئی تیری ہرگز نہ سنے گا شاگردون سے اشارہ کیا کہ اسکو بولنے نہ دو خوب جوتیان اور طمانچے مارو شاگرد ویسا ہی کر رہے ہین جب چھلاوہ بولا اسی کے شاگردون نے اسکو جوتیان اور طمانچے مارے کہا خاموش رہ اگر زیادہ بولیگا تو تجھے قتل کر ڈالین گے

چھلاوہ اپنی جان کو ڈرا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی لیکن خواجہ عمرو نے جام جو سر پر رکھا چھلاوہ گھبرا گیا کبھی شاگردون سے منت کرتا ہی کہ یارو مجھپر زیادہ بدعت نہ کرو ورنہ پچھتاوگے غرض کہ خواجہ ٹھوکرین لگاتے ہوے توڑے لیتے ہوے قریب بقراط ثانی کے آئے کہا کہ ایسے خداوندون کو سے شراب پلانا چاہیے بقراط ثانی نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر بیخوف وخطر پی گیا تو خواجہ نے یہ چند اشعار سامنے بقراط ثانی کے گائے نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آ کے چلی ہی ہوا سرد — گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب
خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مَے — بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہی ساقیِ مہوش کے ہاتھ سے — مجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
ساقی بہار آئی ترے خم کی خیر ہو — الفت سے ایک جام تو بھر کر پلا شراب
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب — مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
گر دوق وقار ہی مرا محبوب ساقیا — ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا — ہی میرے حق مین عشق ولیِ خدا شراب
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور — پیتے ہین رند بھٹیون پر برملا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیجا ہی ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
موقوف ہیگی اس پہ مری زیست ناصحا — کس طرح چھوڑ دون ہو گئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دستِ نگارین سے ایک وز — تو نے پلائی مجھکو نہ اے دلربا شراب
اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن — خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب
سطوت ہی مست ساقیِ کوثر کے عشق مین — میخانۂ جہان مین پیے گیا بھلا شراب

بقراط ثانی یہ اشعار سنکر اور شراب پی کر جھومنے لگا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا ساری محفل تعریفین کر رہی ہی اور خواجہ عمرو سب کو شراب پلا رہے ہین چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ دیکھیے کیا انجام ہو اس ظالم نے بڑا رنگ پھیلایا سب کو دام مکر مین پھنسایا شاگردون کو جب اشارے کرتا ہی شاگرد مارنے پر آمادہ ہوتے ہین

کوئی ڈھول مارتا ہی کوئی سونٹا دکھاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیون بجاسر کیطن بجاتے ہو شعبدہ
عیاری دکھاتے ہو چھلاوہ اپنی جان سے بیزار ہی بنا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو
میری صورت پر سب کو شراب پلا رہے ہین انتہا یہ کہ قدرت کو بھی جام پلا دیا ہرچند کہ
بقراط ثانی کے کمال نے ظہور کیا تھا کہ جب جام اسنے ہاتھ مین لیا تو اسکو چھینک آئی اور
سارا مکان جنبش مین تھا مگر بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای سطیعان قدرت کیون
گھبراتے ہو شاطر مایہ دولت کمال دکھا رہا ہی کس لطف سے شراب پلا رہا ہی یہ کہا اور جام
پی گیا اب کہنے لگا معلوم ہوتا ہی قدرت بہشت مین بیٹھے ہین اور حورین جمع ہین اپنے
اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہین قدرت انسے اشارے کر رہے ہین بقراط ثانی یہ باتین
کر رہا ہی اور مبہوت بیٹھا ہی خواجہ عمرو نے اس عرصے مین سب کو شراب پلائی اور ہر ایک
کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ گاتے جاتے ہین نظم

کیا کہون جو کہ حقیقت دل ناشاد کی ہی — رنج و غم بھاتا ہی طاقت کہنین فریاد کی ہی
فرط غم سے یہ شکایت دل ناشاد کی ہی — کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہے — گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
یہ جنون ہوتے ہین دیوانہ صفت جمع یہان — شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی
روتے وہ کوئی ستم دیدہ ہی مصروف فغان — آتی آواز مرے کان مین فریاد کی ہی
آشیان چھوڑ کے کیونکر نہ گریزان ہون طیور — باغ مین گرم خبر آمد صیاد کی ہی
ایک ہی وار مین کرتی ہی جدا سرتن سے — تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
سیکڑون جور و ستم روز کیا کرتے ہو — انتہا کچھ بھی تمھاری اجی بیداد کی ہی
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچین — اتنی جرات تو نہین مانی و بہزاد کی ہی
وصل کی شب ہو لپٹ جاؤ گلے سے کر — آرزو جان جہان یہ دل ناشاد کی ہی
مین سناؤن تجھے ای شیرین دہن تو جو کہے — آگئی یاد کہانی مجھے فرہاد کی ہی
رشک سے قامت موزون کے ترے ای گلرو — جھلگئی دیکھ کر باغ مین شمشاد کی ہی

یہ اشعار سنتے ہی اور شراب پیتے ہی ہر شخص محو ہو گیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے کلاہ

اُتار کر دی کوئی اچکن اُتارنے لگا کہتا جاتا ہی ای حرام جھیلا وہ آج کس لطف سے تمنے شراب پلائی ہی کیا کیا تماشے نظر آرہے ہین ذرا دیکھو تو یو نے دو سو خدا ونا آئے ہین آپس مین اشارے کررہے ہین یہی چاہتے ہین کہ ہم بھی اس صحبت مین آئین کمیدان نے رسالہ دار سے کہا کہ کیون بھائی تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین رسالہ دار نے جواب دیا کہ کتیا نے گیا بھٹ سقر گیا ہی اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو مارو اس حرامزادی کو کمیدان اپنے مقام سے اُٹھے باعث یہ تھا کہ رسالہ دار کو عارضہ فتق تھا آگے ڈھیر لگا ہوا تھا کمیدان نے اُٹھکر لات ماری رسالہ دار گھبرا گئے ہائے کر کے گرے مگر کمیدان کی ٹانگین پکڑ کر کھینچ لین دونون گرے اور گرتے ہی بیہوش ہوے ساری محفل مین غدر مچا ہوا ہی کوئی ناچتا ہی کوئی مسخرہ پن کر رہا ہی بقراط ثانی نے جو محفل کا یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو کیا میری محفل کو بازار سمجھے ہو جو چاہئین چاہئین کر رہے ہو خاموش بیٹھو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دونگا بہت پچتاؤ گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا مگر زال وہم دل مین بھرا ہوا ہی اُسی طرح ہاتھ ہلاتا ہوا اُٹھا جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر زیر سر ہاتھ دیا کہ ایسا نہوا سکا سر پھٹ جائے حمزہ کی طرف سے مجھپر آفت آئے یہ سوچ کر بقراط ثانی کو بچایا جب سب بیہوش ہوے تو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار وعیار ہون
مرا تیز رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے اب تو خواجہ عمرو نے لوٹ شروع کی پہلے بقراط ثانی کی ریش تراشی کی۔ ایک بال مونچھ مین باقی رکھا ایک نوشتہ اسمین باندھا مضمون یہ تھا کہ او نا ہنجار و بدکردار و بیحیا دعوے خدائی کا کر کے بیٹھا ہی پروردگار سے نہین ڈرتا ہی جی چاہتا تھا کہ تجھکو قتل کر ڈالون مگر امیر کو دعا دے کہ مجکو حکم نہین ہی ورنہ تیری ناک کاٹ لیتا کیونکہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے

کہ سوتے مین کسی کو قتل نہ کرنا اس وجہ سے تیری جان بچی ورنہ نہ بچتی بقراط ثانی کا یہ حال کر کے
اُسکا وزیر اعظم سلطان اقلیم گیرا ایک طرف بیہوش پڑا تھا اُسکو برہنہ کیا اور کھینچ کر لاکے
قریب بقراط ثانی کے لائے ایک زن حسین کی شکل بنایا پہلو مین بقراط ثانی کے سُلا دیا
مگر جس طرح عاشق و معشوق سوتے ہین ایک کے ہاتھ ایک کے گلے مین ٹانگون پر ٹانگین
لادے ہوے منھ سے منھ ملا ہوا اس طور سے دونون سو رہے ہین خواجہ عمرو نے جس
محفل کو خوب بنایا ترتیب محفل کر کے اسباب سارا لوٹ لیا کسی کو اُلٹا لٹکایا کسی کو سیدھا
چھلاوہ کو پھر بیہوش کیا بانے عیاری کے لے لیے اسکا بھی منھ کالا کیا دروازے پر جو
بارگاہ کے آئے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ بیہوش پڑے ہین اُنکے بھی عصے لیے مگر خیال ہو کہ انکا
روزگار نہ جاتا رہے بجاے عصے کے لاٹھیان اُنکے پہلو مین رکھدین اور جو سونٹے والے
تھے اُنکے سونٹے لیے اُنکے پہلو مین جلے ہوے سوختے رکھدیے مگر برہنہ سب کو کیا اب خواجہ
فوج مین آئے سوارون کو پیادون کو برہنہ کیا خزانہ لوٹا جال مارا کہ سب خزانہ جال مین آگیا
بالشت بالشت بھر مٹی بھی وہانکی نہ چھوڑی یہ بھی خیال ہو کہ جہان روپیہ رکھا جاتا ہے
وہ مٹی نیارہ ہوتی ہے اس طور سے سارے لشکر کو برہنہ کر کے خواجہ عمرو نکلے کنارے پر لشکر
کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی خیال کر کے دیکھا کہ ایک ساحر لحیم و شحیم
ایک چوکی پر بیٹھا ہے کچھ سحر کر رہا ہے خواجہ عمرو چھلاوہ کی شکل بنے ہوے سامنے اُس
ساحر کے آئے ساحر نے پکار کر کہا کہ کیون مہتر صاحب کہان سے آتے ہو تم دقیانوس جادو
خوش ہو کہ ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام میرے پاس قید ہین کسکی مجال ہے کہ
مجھ تک آئے خواجہ عمرو نے جو نام اسکا سن لیا کہا کہ اے دقیانوس تمکو آج خبر نہین ملی
قدرت نے جشن کیا تم تو اتفاق سے ملِ گئے مگر قدرت کے قربان جو کلمہ زبان سے فرمایا تھا
کہ ہمارا آج کوئی بندہ باقی نہ رہے وہ ہی ظہور مین آیا بس یہ چند اشعار سُن لیجیے کہ رنگ
محفل قدرت نظر آئے آج قدرت نے مجکو کمال علم موسیقی عطا کیا یہ غزل میان
برند صاحب رئیس اعلیٰ لکھنؤ کی سماعت فرمایئے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے		فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک — بہت ہی روپ ہمارے غبار کے بدلے
موا تھا صحبتِ اہل جہان سے ہو کر تنگ — جگہ دی گور نے مجکو فشار کے بدلے
دبا رہے دل بیتاب رکھو چھاتی پر — سل ایک بھاری سی سنگِ مزار کے بدلے
دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش — فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے
خیال آگیا رُخ کا تصور خط مین + — گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو مین نے اُٹھائے اندا کون — غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شب وصال مین کین بدمزاجیان اُسنے — لڑائیان ہوئین بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہِ ذقن کا ہون لیس مرگ — کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھٹ جاؤن کاش آجائے — پیامِ مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے
بھڑ ایا غیرون سے اُس طفل شوخ نے ای رند — لڑا پیادون سے اک ذی سوار کے بدلے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ دقیانوس جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے مہتر چھلاوہ کیا کہنا بیشک قدرت نے تمکو کمال دیا علم موسیقی کے بادشاہ ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ شراب لاؤ دقیانوس گلابی اُٹھا کر لایا خواجہ عمرو نے اُسمین بیہوشی ملائی گانا مہتر چھلاوہ کا سُنکر ایسا دقیانوس خوش ہوا کہ بیہوشی کا بھی خیال نہ کیا فوراً لبون سے لگاکر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرا گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا تھا کہ ای چھلاوہ جی چاہتا ہے تمھاری بلائین لون یہ کہکے جو اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام سرنگون بیٹھی ہین مگر زبانون مین سوزن دی ہوئی ہی خواجہ عمرو کو دیکھ کر خوش ہو گئین خواجہ عمرو نے بڑھ کر زبان سے دونون کی سوزن نکالی دونون کانپ کر اُٹھین قید کو توڑا کہا کہ خواجہ خوب عین وقت پر پہونچے ہم تو نوبت بجان و کار و بہ استخوان ہو رہے تھے آپنے آکر ہمکو رہا کیا لیکن یہانتک کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹ لیا بقراط ثانی کی ریش تراشی کی یہ سُنکر دونون شہزادیون نے خواجہ کی بہت تعریفین کین اور ساتھ ہوئین خواجہ عمرو ان دونون کو ساتھ لیکر چلے دقیانوس کو بھی مارا اب خواجہ ان دونون شہزادیون کو لیکر طرف لشکر رستم

جاتے ہین مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ جب صبح کو ہولے سر وجلی سب کے پہلے بقراط ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک رنڈی پاس سو رہی ہی بقراط ثانی لپٹ گیا سلطان کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک سیہ فام لپٹ رہا ہی سلطان گھبرا گیا آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی کل محفل کا یہی حال ہی کہ اُچک رہے ہین ایک کو ایک کل موہا کہتا ہی دروازے پر بارگاہ کے بھی اسی طرح جوتی پیزار ہو رہی ہی چھلاوہ جو بیدار ہوا دیکھا کہ ایک طرف وزیر بیٹے اچھل رہے ہین پکار کر آواز دی کہ یا خداوندا وہ ساربان زادہ سب کو لوٹ کرلے گیا مجکو بھی باندھ کر چلا گیا مین ہون حقیر چھلاوہ بقراط ثانی نے جاکر اپنے عیار یعنے چھلاوہ کو کھولا چھلاوہ نے سب کو الاگ کیا دربار کو درست کرنے لگا چند ساحر دوڑے ہوے آئے کہا یا خداوند قیانوس بھی مرا ہوا پڑا ہی جہان آرا اور صہبائے شیرین کلام رہا ہو گئین یہ سنکر بقراط ثانی نے سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا قتل دقیانوس عجب معاملہ ہوا میرا انتظام مٹ گیا لیکن ساربان زادہ نہ جانے پائے کئی ساحر اڑکر خواجہ کی تلاش مین چلے لیکن خواجہ عمر و ملکہ جہان آرا و ملکہ صہبا ایک جانب جاتے ہین ایک صحرا مین گذر ہوا کہ آسمان برابر تیرہ و تار چھایا پانی برسنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر کنارے کھڑے ہوے لیکن جہان آرا نے جو دیکھا کہ پانی برسنے لگا اور ابر محیط چھایا کڑک کر بلند ہوئی جاکر ابر کو توڑا دیکھا کہ ایک ساحر موسوم بہ بارش جادو سحر کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ ای جہان آرا آگے نہ بڑھنا منم بارش جادو ملکہ نے للکارا کہ او بیحیا چھپ کر سحر کرتا ہی سامنے تو آ بارش جادو بڑھا دونون ہاتھ ہلائے جہان آرا پر برق گری جہان آرا نے برق کو کاٹا اپنے کو بچایا اور بادون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین بارش جادو تھرایا کہ صہبا پہونچی صہبا نے آتے ہی آنکھ ہلائی اور آواز دی کہ کیون بارش جادو مزاج کیسا ہی بارش جادو جھوم گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہی	بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہی
راہبر کرتا ہو رہزن سے مسافر سے سلوک	خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہی
کس طرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے	نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی

گل کو تشبیہ دون مین کیا کف پا سے تیرے — وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی — جو مجھے ملتا ہی جو پاے بلا ملتا ہے
خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم — آسمان مجکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہی
شال و زربفت مبارک تجھین دولتمندو — مجکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم — مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی
جبہ سے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل — جبہ و یرانے مین ڈھونڈھو تو ہما ملتا ہی
شیفتہ جب سے ہوے اُس لب شیرین کے زند — پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھ کر قریب صہبا کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون جو حکم ہو وے اُسے بجالاؤن صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ تلوار کھینچ بارش جادو نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھ لی جہان آرا نے کہا کہ اب ثابت قدمی اپنی دکھاؤ گلا اپنا کاٹ لو بارش جادو نے فوراً گلا اپنا کاٹ لیا لاشہ بارش جادو کا زمین پر گرا ابر وغیرہ غائب ہوا خواجہ عمرو جو زیر ابر کھڑے تھے دیکھا کہ ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا سمجھے کہ صہبا و جہان آرا بارش پر برس رہین آخر یہ انجام ہوا کہ خوف دل کا مٹا گلیم سر سے اُتاری ظاہر ہو کر کھڑے ہوے کہ ایکطرف سے آواز آئی ارے غضب ہوا بارش ایسے ساحر کو ستایا مگر اب خواجہ کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی دوڑتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اُس آہو کو دیکھکر پھر گلیم اوڑھ لی وہ آہو کر چھالین بھرتا پھرتا ہی ہر طرف خواجہ کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر خواجہ عمرو نے پہلو پر آ کر حلقہاے کمند مارے آہو اُسمین اُلجھا چاہا کہ تڑپ کر نکلون لیکن کب ہو سکتا ہی کہ پنجے سے خواجہ کے رہائی پائے خواجہ نے جھٹکا مارا کہ آہو زمین پر گرا خواجہ نے لپک کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا آواز مہیب ناک آئی کہ کشتی مرا نام من وحشت نورد جادو بود ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام جو آئین دیکھا کہ خواجہ ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہے ہین سب حال اپنا بیان کیا کہ ہمنے بارش جادو کو قتل کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے وحشت نورد کو مارا اب آپس مین خوش ہوے ہنستے ہوے روبراہ ہوے یہان رستم پیلتن قلعے پر فروکش ہین سرداران نامی جمع ہین لشکر آراستہ ہی

مگر خواجہ عمرو کا بڑا انتظار ہو فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو پلٹ کر نہین آئے بدون رہائی ملکہ
جہان آرا و ملکہ صہباے شیرین کلام نہ پلٹین گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ غیر ساحرون کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین
اپنے اپنے گھوڑون کو چمکاتے ہوے آتے ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے لشکر
رستم جو دور سے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو دیکھو طلسم کشا نے کس قدر لشکر
جمع کر لیا کیا صاحب اقبال ہو لیکن مین آفت برپا کرونگا میرے ہاتھ سے طلسم کشا بھلا کب
بچ سکتا ہو جب طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو پھر کون بول سکیگا جملہ سردارون کو گرفتار کرونگا
یہ کہکے آنزڑار رستم پیلتن نے سمک یلدراقی عیار کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ اس
پہلوان کا کیا نام ہو سمک یلدراقی لشکر کفار مین آیا کسی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ
غبار انگیز بیشہ نشین اسکا نام ہو سمک یلدراقی نام دریافت کرکے خدمت رستم مین آیا
تمام کیفیت بیان کی شام کو صداے طبل جنگی کان مین آئی رستم نے سمک سے
پوچھا کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہو سمک یلدراقی نے عرض کی کہ ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے آکر موجود ہوے بعد دعا و سلام عرض کی کہ حضور غبار انگیز بیشہ نشین نے
طبل جنگی بجوایا ہو اور کہتا ہو کہ مین بہت خاک اڑاؤنگا رستم نے فرمایا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ غبار انگیز بیشہ نشین بڑا زبردست
پہلوان ہو اسکو اپنی جرائت پر بڑا ناز ہو پروردگار عالم اسکے شر سے اہل اسلام کو
بچائے مگر اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے رستم ہین ایسے
ایسے پہلوان زیر کیے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اگر روز اول رستم کو طلب کیا تو اُسی دن خاتمہ
ہو شاید اورون سے لڑے تو ایک دو دن بچیگا انشاء اللہ رستم سے لڑکر بہت پچتائیگا
یقین ہو کہ بھاگ جائیگا مہلت نہ پائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری اب وہ
وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش نے لباس ضیا کو زیب جسم کیا توسن فلک پر سوار ہو کر میدان
معاف زبرجدی مین آیا نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا

دونون لشکر بقاعدہ رزم میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے غبار انگیز بلیشہ نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا جب کہ خوب عرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے اپنی جرأت دکھائے لیکن سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو مین نہین چاہتا مشتاق ہون کہ رستم سے ردوقدح ہو رستم پیلتن نے یہ سنتے ہی فوراً اسپر بالا کبود فرنگی کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دوبل ہندی دوبل ہندی وکپیتان فرنگی سامنے غبار انگیز بلیشہ نشین کے پہونچے غبار انگیز نے جو روے زیبا کو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوا سلام کو ہاتھ اُٹھایا کہا کہ ای رستم تمنے اپنا نام رستم کیا سمجھ کے رکھا ہی رستم نے فرمایا کہ او یاوہ گو بیہودہ کیا بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کر یہ سُنکر غبار انگیز بلیشہ نشین نے کہا کہ مجکو حربہ کرتے افسوس آتا ہی میرا حربہ کبھی خالی نہین جاتا غضب لات ومنات ہی رستم نے کہا کہ وہ غضب تیرے اوپر ٹوٹیگا زیادہ غرور نہ کر یہ سُنکر غبار انگیز بلیشہ نشین نے نیزہ اُٹھایا صاف ثابت ہوتا تھا کہ تاڑ کا درخت ہی سنانین اور سُنانین اُسمین نصب کرلی ہین خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ جب رستم نیزہ مارتے ہین تو یقین ہوتا ہی یہ نیزہ خالی نہ جائیگا مگر غبار انگیز روک لیتا ہے دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر ایک مقام پر رستم نے نیزہ غبار انگیز کا گانٹھا مرکب کو چمکا کے تھپڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا سرداران رستم نے ہلڑ کیا ہر طرف سے یہی آواز آتی تھی کہ وہ مارا کافر کو پست کیا خدا نے ہمارے آقا کو زبردست کیا غبار انگیز نے شرمندہ ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ باڑھ دار لنگر دار چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم پیلتن نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر آکر چمکا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ بٹ پڑا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غبار انگیز نے گریبان پر ہاتھ رکھا رستم نے جھٹکا مارا کہ گینڈا غبار انگیز کا بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوئے

زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم نے اُترتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب زمین پر
پکڑ لائے گردن تھام کر دو ہکے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوگئی پیشانی سے قطرے خون کے
ٹپکنے لگے دونون لشکر نگران ہین سمک یلداقی عیار رستم بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ رستم نے
دنگ کر دیا غبار انگیز بیشہ نشین بدحواس ہو رہا ہے سمک یلداقی کہ رہا ہے کہ اب تھوڑے
عرصے مین آقاے نامدار اسکو زیر کرلین گے یہ بیچارا کیا کر سکتا ہے جب تک جلال آفتاب رہا
تب تک غبار انگیز بیشہ نشین اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا غبار انگیز کی طاقت
بڑھنے لگی اب دیکھنے والون نے دیکھا کہ غبار انگیز زیادتیان کرنے لگا ایک مقام پر رستم
ریل کر لے دوڑے غبار انگیز بیشہ نشین ہٹتا چلا آتا ہے ایک مقام پر آکر پلٹا رستم پیلتن
کو ریل کر لے چلا رستم نے چاہا کہ اب نہ ہٹون غبار انگیز نے زور کیا رستم پیلتن نے جو قدم
بڑھایا وہان پر موش خانہ تھا رستم کا پانون موش خانے مین جا پڑا غبار انگیز نے ہکہ مارا کہ
کولھا رستم کا اُتر گیا صدمے سے رُستم بیہوش ہوے غبار انگیز نے کچھ خیال نہ کیا زور کیا کہ رستم
گرے مگر بیہوش و مدہوش غبار انگیز بیشہ نشین نے اسی حال مین رستم کی مشکین باندھ لین
مگر بقدرت پروردگار غبار انگیز کو حال تحفہ جات معلوم نہ تھا ورنہ یقین ہے کہ اُتار لیتا
اسی طرح رستم پیلتن کو باندھ کر لے گیا آخر اہل لشکر رستم ملول و حزین افسوس کرتے ہوے
پلٹے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس مکار نے بڑی نامردی کی بالکل جرأت کو کام نہ دیا ایسے
جلیل و بہادر کو یون باندھ کر لے گیا سمک یلداقی نے کہا کہ آپ لوگ چل کر اُترین مین
برائے خبر جاتا ہون اگر بنتا ہے تو آقا کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر سمک یلداقی طرف لشکر
کفار کے چلا صورت بدل لی ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ہے پھرتا پھرتا بارگاہ غبار انگیز
مین آیا دیکھا کہ غبار انگیز نے رستم کو مسلسل و مطوق کر کے قید خانے مین بھیجا قزیل
نامے ایک پہلوان کو بعہدۂ نگہبانی قرار دیا اور آپ دوسرے خیمے مین گیا کہ وہ تخلیے کا تھا
سمک یلداقی بھی غبار انگیز بیشہ نشین کے ساتھ ساتھ اُس خیمے مین پہونچا دیکھا کہ ایک
پلنگ لگا ہے غبار انگیز اُسپر جا کر بیٹھا سمک بھی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غبار انگیز
بیشہ نشین یون مشتاق بیٹھا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہے اور یہ اشعار

زبان پر ہین نظم

اے فلک مدت سے اپنا حال زار اچھا نہین
دردِ دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین

خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دید ہے
میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین

خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین
دل مین رکھنا اے پری پیکر غبار اچھا نہین

جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا
کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین

ہمیروستا ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین
اے دلِ نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار
تیرا آنا اے پری سوے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے
بل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
بولنا گلشن مین تیرا اے ہزار اچھا نہین

ٹھوکرین غیرون کی پڑتی ہین ہماری قبر پر
کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

تجکو آنا ہی اگر تو آ فراق یار مین
اے اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر اے جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ ہانپتی ہوئی کانپتی ہوئی نکلی نکلتے ہی غبار انگیز سے لپٹ گئی کہا اے عاشق صادق مین نے تیرے واسطے بڑی مشقت کی جب مین نے دیکھا کہ تو رستم سے لڑنے لگا ہر مقام پر تجکو کم پایا رستم زیادہ نیان کرتے تھے مین نے سحر کیا رستم پلیتن پر تاثیر نہ ہوئی آخر مجکو خیال آیا کہ رستم تجکو مار ڈالیگا تب مین مجبور ہوکر غرق زمین ہوئی اور موش خانہ بنایا کہ اسمین رستم کو گرفتار کرون آخر موش خانے مین رستم پھنسے تو غالب ہوا لیکن خبردار اب تو دیر نہ کر فوراً رستم کو قتل کر قدرت نام سے اس جوان کے تھراتے ہین ساحرون کو ذکر سے اس جوان کے غش آتے ہین اگر تو نے سر اسکا پاس قدرت کے روانہ کیا تو بڑا نفع ہوگا اور تمام طلسم مین تیرا نام ہوگا کہ خدائی قدرت کی بجالی غبار انگیز نے کہا کہ اے زمین کن تو نے بڑا کام کیا مجھے آج ہرگز امید نہ تھی کہ اس جوان سے جان بچیگی تم عین وقت پر پہونچین ورنہ میری جان نہ بچتی تو نے بڑا کار نمایان کیا زمین کن نے کہا کہ ایک مدت ہوئی میرے تیرے آشنائی ہی جب مین تیرے بیشے مین آئی اور مین نے خبر سنی کہ مقابلہ

طلسم کشا مین غبار انگیز گئے ہین میرے ہوش درست نہ رہے آخر کو چل نکلی ہزار ہزار شکر ہی
خداوند بقراط ثانی کا کہ وقت پر پہونچی تجکو صحیح و سالم پایا جب مین نے سحر کیا تو نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ کل صبح کو دربار مین سمجھونگا اگر
اسنے میری اطاعت سے انکار کیا تو فوراً قتل کرونگا یہ کہکر زمین کن نے کہا کہ مین نہین ٹھہر سکتی
اگر مین ٹھہر جاؤن تو تجکو خوف ہی کہ عیار میرا پیچھا کرین گے شاگردان خواجہ عمرو سے بچنا
دشوار ہی غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ آج شب کو یہین ٹھہر جاؤ کل جب مین طلسم کشا کو
قتل کر چکون اُسوقت تم چلی جانا زمین کن نے جواب دیا اچھا مین آج شب کو نہ جاؤنگی
تیرے پاس رہونگی شب کو عیش کرونگی بر وقت قتل طلسم کشا موجود رہونگی شاید کوئی ساحر
آجائے تو اُسکا انتظام کرون غبار انگیز بیشہ نشین نے سب باتین زمین کن کی منظور کین اور
زمین کن باطمینان بیٹھی غبار انگیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے دونون آپس مین اختلاط
کرنے لگے عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے سمک یلداقی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور دل مین سوچ
رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اگر کسی طرح بن پڑے تو کوئی عیاری کرون اس ساحرہ کو قتل کرون اس
ملعونہ نے بڑا ظلم کیا کہ رستم کو گرفتار کرا دیا ایسی کوئی آفت برپا کرتا ہی جو اس ملعونہ نے کی
بیحیا نے ایسا ستم کیا کہ زمین مین ڈوبی اور ڈوب کر موش خانہ بنایا رستم کو گرایا یہ نامرد گرفتار
کرلایا اب کوئی تدبیر کرون کہ رستم رہا ہون اس سوچ مین جھتر سمک یلداقی کھڑا ہے کہ
زمین کن نے کہا کہ صاحب واسطہ خداوند خیال سکندری کا کسی گائن کو بلاؤ ذرا گانا سنین کہ
طبیعت کو فرحت حاصل ہو خدمتگار جو سامنے کھڑا تھا دست بستہ عرض کی کہ غلام گانا جانتا ہی
اگر حکم ہو تو سناؤن زمین کن نے کہا کہ ارے تو گانا کیا جانے سمک نے کہا کہ ای ملکہ عالم
رات کو قدرت میرے خواب مین آئے مجھے فرما گئے کہ ہمنے تجکو کمال علم موسیقی دیا تجھ سے
بہتر کوئی نہ گا سکیگا یہ کہکر سمک یلداقی نے بایان اُٹھایا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا
اور گنگنانے لگا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے شروع کیے دونون
یہ اشعار سُنکر جھومنے لگے نظم

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل	پڑتی ہی آ کے جان پر آخر بلائے دل

آنے دے میری جان کسی پر جو آئے دل　　کچھ مشغلہ ضرور ہی آخر برائے دل
تیرے بغیر کسکی تمنا کرے بشر　　تو آرزوے جان ہے تو مدعاے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار　　لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دباے دل
تو ایکبار ہنس کے گلے سے اگر لگے　　سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل
تاب و توان و صبر و خرد کب کے چل دیے　　رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین　　مرقد سے آرہی ہے صدا ہاے ہاے دل
او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہے　　دونون نے کیا نلوہ ہزارون اڑائے دل
گستاخیان ہین بےادبی کی کلام مین　　کیونکر کہون زبانی جو ہے مدعاے دل
غفران پناہ جب سے لہو ہوکے بہ گیا　　سینے مین آکے درد رہا ہے بجاے دل
ایکا اُسے پڑا ہے بُری طرح چاہ کا　　ایسا نہو کہ جان بھی اک دن گنواے دل
پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا　　عیسی کے پاس بھی تو نہین ہے دواے دل
اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہوکے بہ گیا　　ای رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

سامنے عاشق و معشوق کے اس رنگ مین سمک یلداقی نے یہ غزل گائی کہ غبار انگیز و زمین کن خوش ہو گئے کہا حقیقت مین تو ایسے مزے سے گاتا ہے کہ گائین شرما جائین کوئی سامنا نہ کر سکے سمک یلداقی نے عرض کی کہ حضور کو شراب پلاؤن ایسے مزے سے ساقی گری کرون کہ پینا کیسا صورت دیکھ کر نشہ ہو دماغ تر ہو جائے یہ کہکر گلابی اُٹھائی اُسمین بیہوشی ملائی اور جام لبریز کیا پہلے غبار انگیز بلشہ نشین کو پلایا بعد اُسکے سامنے زمین کن کے پیش کیا دونون بے اندیشہ انجام پی گئے جب دونون شراب پی چکے تو سمک نے پھر یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

ہم زبان شمع سے سنتے ہین ہجر یار مین　　جلتے ہیں گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار مین
میرے دلمین ہے غم خال و خط جانان سے داغ　　مشک بھی تھوڑا ابھرک دو مرہم زنگار مین
کور گو آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین　　ہوتی ہے اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہون چاک چاک　　تار گیسو سے نگین ٹانکے دل افگار مین

ہو اگر کسکی نگاہ لطف رقم انداز کار +
بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین

گرمی بازار یوسف آگے اُس یوسف کے کیا
منھ دکھاتے ہی لگا دے آگ جو بازار مین

جو کہ ہین خونخوار اُنکو رنج دنیا ہی مین ہی
چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین

راہ خونریزی مین اک قاتل جو رکھا ہی قدم
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین

آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا
سونے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
خوب جل کر لوٹیے اب وادی پرخار مین

ساقی کوثر پلا دیجے خم غدیر
مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

یہ اشعار سُنکر غبار انگیز اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے زمین کن قدرت تشریف لاتے ہین مین اُنکو بلا تا ہون وہ اگر آ گئے تو محفل مین رونق ہوگی یہ کہکے ناچتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اور زمین کن بھی ساتھ ہی اُٹھی دونون لڑکھڑا کر گرے سمک یلداقی نے کسی کو ہاتھ نہ لگایا خود غبار انگیز کالے لیا رنگ و روغن عیاری کا اپنے پاس سے نکالا صورت اپنی تبدیل کی غبار انگیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک قرابہ شراب کا اُٹھا لیا اور ٹہلتا ہوا باہر آیا رستم پیلتن پر فرزیل نامے پہلوان نگہبان ہی سمک نے باہر نکل کر دیکھا کہ فرزیل کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور سب ساتھ والے بیہوش پڑے ہین سمک حیران ہوا کہ اُنکو کسنے بیہوش کیا ناچار ہو کر پردہ قیدخانے کا اُٹھایا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین ایک عیار بلاے روزگار رستم کا پشتارہ باندھ رہا ہی سمک نے للکارا کہ او نامرد تو کون ہے اُس عیار نے فوراً رستم کو دوش پر لگایا نقب کھود کر آیا تھا اسی مین پھاند پڑا سمک بھی برابر پہونچا یہ بھی نقب مین کودا لیکن وہ عیار بہت تیز رو تھا آگے وہ عیار جاتا ہی اور پیچھے اُسکے سمک جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ قریب پہونچون تو حلقے کمند کے مارون لیکن وہ ہشل ہوا کے جاتا ہی قضاے کار وہ عیار طرار لشکر سے نکلا سمک اُسکے تعاقب مین ہے عیار جنگل مین پہونچا چاہتا ہی سمک کو دھوکا دیکر نکل جاؤن لیکن سمک جان دیے ہوے پیچھے ہی ایک مقام پر عیار پہونچا مگر سامنے ایک پہاڑ ہی اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او شخص تو کون ہے کیا تو

بردہ فروش ہی وہ عیار رُکا اُس ساحرہ نے سحر کیا عیار کے پانون زمین نے پکڑ لیے جمعیت کی
وہ ساحرہ قریب آئی روے رستم سے جو بسبب ہوا کے گوشہ چادر کا ہٹ گیا ساحرہ کی نگاہ
جمال جہان آراے رستم پر پڑی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی نظم

خضر اُس راہ مین سے ملتے نہین تم مجھکو
گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجھکو

شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجھکو
ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجھکو

اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی
دل نہین ہون کہ جو کردو گے کہین گم مجھکو

چھپتے ہین صبح شب وصل کے آثار کہین
پہلے دیتا ہی خبر تیرا تبسم مجھکو

دل مرا فرقت ساقی مین بھرا آتا ہے
یون نہ خالی نظر آئے تھے بھرے خم مجھکو

وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی
جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجھکو

جوشش گریہ مین اللہ رے بیتابی دل
لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجھکو

کیا ہجوم نگہ شوق ہے رکھا جسنے
چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجھکو

ہو قفس مین اُسکے فلاطون کی طرح گم کرتا
اُس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجھکو

دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہے فلک
داغ یارب دیے ہوتے اُسے انجم مجھکو

لامکان ہی مین اُسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر
بے ٹھکانے ہی سمجھتا ہے تو ہم مجھکو

کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون
جو قیامت بھی اُٹھائے تو کہے قم مجھکو

کجروی مجھ سے زمانے کی چلی جاتی ہی
چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجھکو

گریہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جانون ہنسی
اُسکو رونا مین بتادون یہ تبسم مجھکو

حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار سے راز
آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو

آپ مین کون ہو سمجھاتے ہین کسکو جلال
آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجھکو

شفقیل جادو روے رستم دیکھ کر اسقدر بیقرار ہوئی کہ پسینے پسینے ہو گئی کانپنے لگی کبھی کہتی ہی
کہ اے شخص یہ جوان حور ہی یا پری ہی جسکو دیکھکر ہوش درست نہین جی چاہتا ہو کہ اسکی
بلائین لون جان کو اپنی قربان کرون یہ کہکر بیتابانہ دوش سے عیار کے اُتار اگود مین پشتارہ
لیکر اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر تو زانو پر رکھا میلی چادر یا جو اُڑھے تھی اُس سے غبار روے

رستم پونچھنے لگی کبھی پیر دباتی ہی کبھی تلوے سہلاتی ہی آخر سوچی کہ اس عیار نے اس شخص کو بیہوش کیا ہی جب بیہوشی اُتریگی تو ہوشیار ہو گا آخر چشمے سے پانی لیا منھ پر رستم پیلتن کے چھینٹا دیا رستم ہوشیار ہوے اپنا سر زانو پر ایک ساحرہ سیہ فام کے پایا اور دیکھا کہ ناز و کرشمے کر رہی ہی کبھی منھ سے منھ ملاتی ہی کبھی قربان جاتی ہی رستم گھبرا کر اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ارے تو کون ہی شفقتل نے کہا کہ آپ کی عاشق صادق ہون ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہی رستم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی مین تو وہان قید خانے مین قید تھا یہان کیونکر آیا شفقتل نے کہا کہ ای جوان یہ عیار مکار تجکو لیے جاتا تھا مین نے تجکو روک لیا اُسکو بھی قید کیا اب یہ جا نہین سکتا اس سے پوچھیے کہ تو کون ہی کہان لیے جاتا تھا رستم نے پوچھا کہ ای عیار طرار مجکو کہان لیے جاتا تھا اور مجھے قید خانے سے کیون لایا عیار نے کہا کہ ای شہریار جہتر چھلاوہ میرا نام ہی عیاری کرنا میرا کام ہی خداوند بقراط ثانی کے دربار مین خواجہ عمرو گئے مجکو اپنی صورت بناکر ذلیل کرایا بقراط ثانی نے مجکو حکم دیا کہ جسطرح بنے یا رستم کو یا خواجہ عمرو کو لاؤ یہان جو مین آیا تو مین نے خبر سُنی کہ رستم قید مین ہین آکر سب کو بیہوش کیا اور نقب کھود کے اندر پہونچا مگر ای شہریار آپ کا عیار میرے تعاقب مین آیا تھا نہین معلوم کہان ٹھہر گیا جب تک مین گرفتار نہ ہوا تھا تب تک تو اُسنے میرا پیچھا نہین چھوڑا اب نہین معلوم کہان گیا اب مین حاضر ہون خواہ مجکو قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے اختیار ہون نہایت مجبور ونا چار ہون رستم خاموش ہو رہے جادوگرنی سے کہا کہ اسکو رہا کردو اسکی کیا خطا ہی اپنے مالک کے حکم سے آیا تھا شفقتل نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو میرا حال ابتر ہی ضبط نہین ہوسکتا یہ کہکر ہاتھ بڑھائے قصد کیا کہ رستم پیلتن کو گلے سے لگالون رستم نے ہاتھ جھٹک دیے دوسری مرتبہ شفقتل نے سحر کر کے ہاتھ بڑھایا لوح طلسمی انکے گلے مین پڑی ہی بھلا اثر سحر کب تاثیر کرتا ہی تحفہ جات بھی زیب جسم ہین رستم نے اُسپر بھی منع کیا اور فرمایا کہ قاعدے سے بیٹھ ایسا نہو کہ تیری زبان سے کوئی کلمہ نکلے اور مجھے غصہ آجائے اُسنے چاہا کہ سحر کرون زبان رستم بند ہو جائے مین مطلب

حاصل کرین ماش کے دانے جھولی سے نکالے رستم پر پھینکنے سمجھی کہ بس سحر مین مبتلا ہو گئے
دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹا لون رستم نے دیکھا کہ اسنے ماش کے دانے پھینکے وہ سب
تصدق ہوکے گر پڑے غصہ از حد تھا کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر شفقتل کا جھبر گردن
سے اُڑ گیا شفقتل کے مرتے ہی مہتر چھلاوہ چھوٹا طرارہ بھر کے بھاگا مگر یہان مرتے ہی
شفقتل کے آندھی سیاہ اُٹھی اندھیرا ہوگیا برقباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شفقتل جادو بود روشنی ہوئی سماک جھپٹ کر قریب رستم آیا کہا کہ
اے آقاے نامدار چلیے خداوند کریم نے اپنا فضل شریک کیا ہاے کیا کہون کہ اُس ملعون
سے مقابلہ نہ ہوا یہ عیار بقراط ثانی کا تھا قبلہ و کعبہ ہمارے اُس صحبت مین ہو آئے مگر
ابھی تک اس لشکر مین نہین آئے اب رستم اور سماک چلے مگر غبار انگیز بیشہ نشین و
زمین کن ساحرہ کو جو سماک یاراقی بیہوش کر کے ڈال آیا تھا صبح کو ہواے سرد جو چلی
دونون کی آنکھ کھلی زمین کن نے کہا کہ اے غبار انگیز ہم تم خوب سوئے یہ کیا معرکہ ہوا وہ
خدمتگار کوئی عیار تھا ہمکو تمکو بیہوش کر کے وہی ڈال گیا مگر نہین معلوم انجام کیا ہوا
شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ قتل نہین کیا یہان کون روکنے والا تھا اگر مجکو اور
تمکو قتل کر ڈالتا تو کون روکتا یہ ذکر تھا کہ چند خدمتگار بدحواس روتے پیٹتے سامنے
آئے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ پہلوانان و اے گرشاسب جہان فرزیل پہلوان
کو جو آپ نے در زندانخانے پر مقرر کیا تھا اُسکا سر کٹا ہوا پڑا ہے رستم قید خانے مین
نہین ہین یہ سنتے ہی غبار انگیز بیشہ نشین گھبرا گیا کہا اوے یہ بہت بڑا غضب ہوا ساحرہ
بھی گھبرا گئی دونون خیمے سے نکلے اُس مقام پر آئے کہ جہان رستم پیلتن قید تھے دیکھا کہ
ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین رستم ندارد غبار انگیز بیشہ نشین تھرا گیا زمین کن
نے کہا کہ ابھی لیجانے والا دور نہ لے گیا ہوگا لشکر تیار کر کے چلو اگر راہ مین تنہا پا جائین
تو از روے بلوے کے گرفتار کر لیوین غبار انگیز کو یہ بات بہت پسند آئی لشکر مین
قرنا کرائی کل لشکر تیار ہوا غبار انگیز گینڈے پر سوار ہوا زمین کن نے دونون بازوٴن
اپنے زمین پر مارے غرق زمین ہوئی غبار انگیز رستم کو تلاش کرتا ہوا چلا سوارون کو

چارون طرف دوڑ جاؤ کہ تلاش کرو اگر رستم مل جائے تو گرفتار کر لو پھر زندہ نہ چھوڑو فوراً قتل
کر ڈالو ایک سوار نے دور سے دیکھا کہ رستم اور سماک یل اقی جاتے ہین سامنے اپنے
لشکر کے پہونچ چلے ہین دور سے جو سردارون نے دیکھا برائے استقبال بڑھے کہ سوار
نے غبار انگیز پیشہ نشین کو خبر دی کہ رستم وہ جاتے ہین غبار انگیز نے کل فوج کو اشارہ
کیا کہ رستم کو گرفتار کر لو اسّی نوّے ہزار جوان بلوہ کر کے رستم پر چلے رستم نے جو فوج کو
آتے ہوئے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا اور نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا شیرانہ لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے لشکر میں ہنگامہ ڈال دیا سامنے لشکر رستم پڑا تھا اُن سب نے جو یہ معرکہ
دیکھا کہ آقا ہمارے یا تو آتے تھے یا لشکر گران مین گھر گئے تیار ہو ہو کے چلے زمین کن نے
کہ پردۂ زمین مین پنہان ہو یہ معرکہ جو دیکھا کہ لشکر رستم آ نا ہو آ کے اپنے آقا کے شریک ہو نگے
اس ملعونہ نے سحر کیا کہ سوارون کے گھوڑے رک گئے اور پیدلون کے پاؤن زمین نے
تھام لیے یا تو لشکر اسلام بجوش و خروش آتا تھا یا رک گیا ایک کا ایک منھ دیکھ رہا ہے
کمیدان رسالہ دار سے کہتے ہین کہ بڑھیے رسالہ دار کہتے ہین آگے پیدل چلین سوار بھی
آتے ہین ایسا نہو گا کہ آقا کے شریک نہون آخر پیدلون نے آواز دی کہ ہمارے پاؤن
کسی نے تھام لیے ہم نہین بڑھ سکتے سوار گھوڑون کو ایڑ کرتے ہین کوڑے دکھاتے ہین
مگر مرکب کسی طرح قدم نہین اٹھاتے ہیں لگا میان کر رہے ہین سوار بھی حیران و پریشان ہین
کہ کیا کرین بعض سوار جو جھلّے تھے اُنھون نے گھوڑون کو مارا بھی آخر ناچار ہو کر کود پڑے
جب زمین پر آئے تو قدم نہین اٹھتا تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لین تلوار نیام سے
نہین کھینچتی سپر پشتی بانی نہین کرتی نیزے مثل جسم مدقوق کانپ رہے ہین سنانین
بیکار سوار برہم خنجر بیدم لشکر رستم مین غریو بلند ہوا سب پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے
آقا۔ نامدار ہم مجبور و ناچار ہین ایسے بیکار ہین کہ قدم نہین اٹھا سکتے گھوڑے رہ گئے

نہین کرتے ہم کیا کرین لاکھ جان ہماری آپ کے نام پر فدا ہی مگر جب ہم اپنے قابو مین نہین ہین تو کیا کرین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی جو ہمارے قدم نہین اُٹھتے مگر مہتر سمک یلداقی عیار جھپٹ جھپٹ کر ہر طرف جاتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر والا کس طرف ہی یہ بیچارہ کیا جانے کہ اندر سے زمین کے سحر کر رہی ہی کبھی کوہ کو دیکھتا ہے کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کبھی صحرا پر نگاہ ڈالتا ہی کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا حیران ہو رہا ہی کہ کس طرف جاؤن سحر کرنے والے کو کہان ڈھونڈھون غبار انگیز نے جو دور سے دیکھا کہ لشکر رستم آتے آتے رُک گیا اور رستم اکیلے لڑ رہے ہین فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار جانب سے رستم کو گھیر کر مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا ہر طرف سے نیزہ و خنجر پڑنے لگے کہ رستم زخمی ہونے لگے اُس اضطرار مین دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر تو علام الغیوب دافع البلیات ہی آبرو اس غلام کی تیرے ہاتھ ہے۔

نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گل در چمن گیرد
بسوزد خرمن گلزار و آتش در سمن گیرد

دہم ارزان اگر جنس دلم آن دلربا خواہد
کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد
گہے شعلہ بجان آید گہے در جان و تن گیرد

درین فانی سرا ہر کس کہ آید میرود آخر
وطن ہر کس کہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

باب و تاب گلشن دل بسنداے بلبل شیدا
کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگین چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان آن بت سنگین
ربا ید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

زمانہ دست غارت چون بمال مردہ بکشاید
تعجب نیست گر زو بازپس تار کفن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد
بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار محن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کردین غزل ہندی
شہید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد
مگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

رستم بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین سارا لشکر بیتاب و بیقرار ہی چہرون پر ہوائیان اُڑ رہی ہین حیران ہین کہ کیا باعث ہی جو گھوڑے قبضے مین نہین نہ پانْون اپنے اختیار مین ہین

آخر کیا کرین اس خرابی مین مبتلا ہین لیکن رستم کل فوج سے لڑ رہے ہین جتنے وار کیا اُسے دوکا
اگر دس وار روکے تو ایک نیزہ پڑ گیا کئی زخم رستم نے کھائے سمک یلداقی حقہ ہاے
آتشبازی مارتا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ اپنی جان دون اور آقا کو بچاؤن اتفاقاً ادھر لشکر
رستم انتشار مین ہی اُدھر ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام جو اڑی ہوئی آتی تھین
ان دونون نے آسمان سے دیکھا کہ رستم زخمی ہو رہے ہین کل لشکر کھڑا دیکھ رہا ہی سوچین
کہ یہ کیا معرکہ ہی لشکر رستم مین سب جانباز و سرفروش ہین ان سب کو یہ کیا ہوا کہ چپکے کھڑے
دیکھ رہے ہین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے سحر
کیا ہی کہ اہل لشکر رستم دیکھ رہے ہین صہباے شیرین کلام نے کہا کہ بیٹا زمین پر اُترو تو
دریافت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی جہان آرا فوراً زمین پر آئی اول اہل لشکر کو آواز دی کہ صاحبو
تم دیکھ رہے ہو تمھارے آقا قتل ہو رہے ہین اور تم شریک جنگ نہین ہوتے
سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم ہم سب نہایت مجبور و ناچار ہین قدم نہین اُٹھتا گھوڑے
بر لگامیان کر رہے ہین ہم کیا کرین ہمارا کیا اختیار ہی جہان آرا نے زمین کو دیکھا زمین سے
دھوان نکل رہا ہی اسم سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ زمین کو جنبش ہوئی جس مقام سے
دھوان نکل رہا تھا وہان پر ایک گڑھا پڑ گیا دوسرا سحر جہان آرا نے کیا زمین کن جو اندر
زمین کے سحر کر رہی تھی معلوم ہوا کہ زمین مجکو فشار دیتی ہی گھبرا کر نکلی چہرہ اُداس دوپٹہ
ڈھلکا ہوا صہباے شیرین کلام نے جو دیکھا کہ ایک ساحرہ زمین سے نکلی صہبا نے
پیچھے ہٹ کر کارد سحر ماری پشت پر زمین کن کے پڑی کہ سینے کو توڑ کر پار گذری-
زمین کن زمین پر گری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زمین کن جادو بود اب تو
کل سوار و پیدل گھوڑے اُٹھا کر لشکر دشمن پر آپڑے تلوار چلنے لگی مگر جہان آرا کو بر اغعنہ
تھا زلف عنبرین کو ہلا دیا غبار انگیز کے لشکر کے دماغ مین جو بوے خوش آئی جھومنے لگے
طرف صحرا کے دیکھنے لگے اور پکار اُٹھے نظم

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا	مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا
کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے	جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں اب مر گئے
سر سے شعلے اٹھتے ہیں آنکھوں سے جاری ہے لہو
روئیے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
آتش الفت بجھادی داغہاے اشک نے
آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے اے عدہ خلاف
دلبروں میں بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
چارہ گر زندان میں اسکی آستان سے لیگئے
غیر کا اور آپ کا گر دل نہیں ہے ایک تو
کیا خلش تھی رات دل میں آرزوے قتل کی
کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں
عرض ایمان سے ضد اس غارتگر دین کو بڑھی

اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی لے کہنا کیا
شمع سے یہ کسنے ذکر اس محفل آرا کا کیا
مین یہان رویا کیا اور وہ وہان سویا کیا
مدعی کی گرمی صحبت لے جی ٹھنڈا کیا
دیکھ لے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا
بوالہوس سے کیون کہا تھا راز کیون افشا کیا
ایک بھی میری نہ مانی لاکھ سر پٹکا کیا
کیون ترے دل مین مری یاد آنے کا چرچا کیا
ناخن شمشیر سے مین سینہ کھجلایا کیا
دھر دیا ہاتھ اسنے دلپر تو بھی دل دھڑکا کیا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تونے کیا کیا

سوار و پیدل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہین کوئی پہاڑون سے سر ٹکراتا ہے کوئی سر پر خاک اڑاتا پھرتا ہے کوئی گریبان چاک منھ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہے ایک طرف سے ملکہ صہباے شیرین کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ جہان آرا و صہبا خبردار سحر نہ کرو مگر یہ دونون مان بیٹیان کب سنتی ہین مصروف سحر خوانی ہین بلکہ جواب دیتی ہین کہ اے شہریار اس مردود نے تو ایسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین مین چھپایا اس بیحیا نے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار ہوا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ بیحیا لائق رحم نہین خداوندکریم آپ کو مظفر و منصور کرے ان کافرون پر غالب کرے ان نالائقون نے جیسا مکر کیا ہے ویسا انکے پیش آیا ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاشہ اسکا سامنے پڑا ہے جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ غبار انگیز لڑتا ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر مکر و دغا تو کر چکا اب مردان عالم پر وار کر ہمسے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبار انگیز جھپٹا کمان کاندھے سے اتاری۔

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس تک آنے دیا تیر خطا شعار
کاٹ کر زمین پر گرا سات تیر اسنے مارے رستم نے تیغہ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس مین ردوبدل کی ہوئی تھین کہ رستم نے نعرۂ شیرانہ کیا نیزہ
غبار انگیز کا گانتھا اور گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اسنے چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینۂ
شمشیر مین غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری اسپر
کے ٹکڑے اڑا ئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو چلی خود کو کاٹ کر سر اسمر کلے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر مین غبار انگیز کے غریو ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سماک یلدا قی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسادی لشکر کے پانون اٹھ گئے آخر فرار پر قرار کیا اور من
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر چھپے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیمون مین آگ لگادی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہی خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا پاتین کرتے
ہوئے آتے ہین خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے لیکن جہان آرا و صہبا دونون باتین کرتی ہوئی آتی ہین جہان آرا
کہتی ہین کہ ای مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس مین یہ ذکر کرتی ہوئی چلین
قصد ہی کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کرین یکایک آسمان پر ابر آیا سر پر دونون کے
آکر بیٹھا دو شعلۂ آتش گرے دونون کی کمر مین لپٹ گئے اٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئین سامنے رستم کے آئین عرض کی کہ ای شہریار جہان آرا

وصہبا کو کوئی اُٹھالے گیا کسی سے کچھ نہ ہوسکا رستم نے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خواجہ عمرو یہ حال سُن کر بہت بیقرار ہوے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ٹکڑہ ابر جاتا ہی زیر ابر چلے مگر انتہا کے مبتاب و بیقرار ہین فرماتے ہین۔ نظم

چھپئی او مہر وش تجکو نہ دھانی چاہیے
چاند ٹکڑا ہی دوپٹہ آسمانی چاہیے

سُرخ ہو جائے یہ چہرہ زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے

موے سر نے نگین تن پہ گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

رو کے ای یعقوب کیون کھویا ہی نور چشم کو
پھر ملیگا آ کے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گریہی ہر دم کا ضبط نالہائے گرم ہی
پھونک دے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہی مرا
زمزمون کے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا ہیں کر
شامیانہ گور پر بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جلنے دے او بلبل جو جاتی ہی بہار
فصل گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یان کسے او موت عمر جاودانی چاہیے

بار بار اپنے پسینے مین نجہاتا ہی وہ رند
تیغ ابرو کا کرا ہو جلئے پانی چاہیے

خواجہ اس پریشانی مین مثل ہولے کے جاتے ہین آسمان کو دیکھتے ہوے ابر کڑکتا ہوا جاتا ہی رعد کی گرج مین برق کی چمک ہی ایک صحرا مین جاکر دیکھا کہ ایک باغ ہی اُس باغ مین وہ ابر اُترا خواجہ حیران ہوے کہ اس باغ مین کیونکر جاؤن جاکر دیکھون کہ کس ظالم نے یہ کام کیا ہے کھڑے ہوے ہین کہ اندر سے چند کنیزین نکلین نوجوان سینے اُبھارے ہوے جوڑے گلنار زیب جسم جیسے ہی کنیزین نکلین خواجہ عمرو جھٹ پٹ ایک زن غیر ساحرہ کی شکل بنے مگر زن صحرائی بنے لھنگا پہنے ہوے گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوے دوڑتے ہوے قریب اُن کنیزون کے پہونچے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بو اسنتی ہو جنگل مین چلو سانپ اور نیولے لڑ رہے ہین چلکر تماشا دیکھو اُس کنیز کو کھینچتے ہوے لے چلے جب جنگل مین پہونچے فرمایا کہ دیکھو جیسے ہی اُس کنیز نے طرف جنگل کے دیکھا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈال دیے جھٹکا مار کر جا بالے

وہ کنیز بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنکر طرف باغ کے چلے مگر حیران ہین کہ افسوس مین نے اس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے پکار کے کہا یوا چمن آرا ادھر آؤ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای چمن آرا بات کا جواب تو دے خواجہ سمجھے کہ چمن آرا میرا ہی نام ہی سوچتے ہوے باغ مین چلے کنیزون سے ہنستے ہوے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کنیزین غل مچاتی ہین مسخرہ پن کرتے ہوے باغ مین آئے دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری ہر مقام پر گلکاری پنجرے جانورون کے درختون مین لٹکے ہوے زمزمہ سرائی کررہے ہین غنچے منھ کھولکر بیجاتے ہین ہر چند کہ طفل بے زبان ہین مگر چاہتے ہین کہ صفت باغبان قضا وقدر کرین دم محبت کا بھرتے ہین گلہاے رنگارنگ اپنا ابنار رنگ جمارہے ہین ظاہر امسکرا رہے ہین باغ کی ناپائداری پر گویا ہنستے ہین یہ آوازے کستے ہین طائر جو قفس آہنی مین بند ہین رنگ چمن دیکھکر پھڑک جاتے ہین پر کھول دیے منقارین اُٹھائین چہکار امار ارنگ باغ کو ملاحظہ کیا پکار اُٹھے کہ ای باغبان قضا وقدر تیری رنگ آمیزی کو کون دیکھ سکتا ہی تو حیا دیکھتا ہی تیری صفت مین کیا زبان کھولین کون حرف بولین کیا مضمون ظاہر کرین کیونکہ تیری محبت کا دم بھرتے ہین سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ وحکمت بالغہ ہی کسکی مجال ہی کہ تیرا وصف زبان پر لائے مگر یہ ہر وقت ورد زبان ہے۔

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا	ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشا نوش کا
چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو بہ شکن	خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا
کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا	حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
عکس غبغب کی روشنی دیتا تھا شب کبھی ای پری	ہر ستارہ رد کش خورشید ہی پاپوش کا

پتون کی آڑ مین عروسان چمن کا منھ چھپانا شاخون کا گھونگھٹ بنانا ہر جانب سامان فرحت وعیش ہی عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ وقت شب ہی مگر آشیانون سے اپنا اپنا منھ نکالتی ہین پہلوے گل مین آشنا نہ ملا غنچہ آرزو کھلا ہر جانب خوشی کے سامان ہین

آمد بہار ہی زیر نخل پھولون کے انبار ہین چمن خوب گلشن مرغوب خواجہ یہ بہار دیکھتے ہوے
روش پٹری کو طی کرکے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ فرش مشجر بچھا ہی کوئی سو کنیزین بیٹھی ہین
صاف ظاہر ہی کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی ہر نازنین طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی کوئی درختون
کو دیکھتی ہی کوئی پھولون پر نگاہ ڈالتی ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ شطاح جہان پیما
آیا چاہتی ہین ایک کہتی ہی کہ جہان آرا وصہبا کو لینے گئی ہین انکے جھپٹے کو کون روکیگا یہ
ذکر تھا کہ پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے
زلفین عنبرین کھولین تمام باغ معطر ومعنبر ہوگیا غنچون نے وہان معشوق کا لطف دکھایا
کہ بالکل خاموش ہوگئے ایک دناٹا ہوا پھولون سے شعلے چمکے غنچے بول اوٹھے ہر طرف سے
صدا آنے لگی کہ ملکہ شطاح جہان پیما آتی ہین کنیزین گلابیان درست کرنے لگین ایک شینی
ہوئی ہٹو بچو کی آواز آئی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ کنج باغ سے ایک نازنین نہایت حسین پایچے
سنبھالتی ہوئی ہزار کنیزین ہمراہ آتی ہی مگر وہ جو نازنین سب کے آگے ہی نہایت حسین و مہ جبین
ہی غنچہ دہن نازک بدن سیمتن ماہرو خوش گلو آفتاب عالمتاب حسن وجمال نئی ہر ادا کا
خیال اس سج دھج سے آتی ہی کہ چشم نرگس بیمار دیکھنے سے ہین جھپکتی سنبل کی پریشانی
مٹ گئی سوسن نے سو زبانین کھولین پکار رہی ہی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار ہو جاؤ ادب کا
مقام ہی کہ ملکہ شطاح جہان پیما آپہونچین گنہگار کے لیے سزا ہی متعلقین کے لیے مزا ہی وہ
نازنین جب وسط باغ مین آئی مسند پر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ ارے سب کنیزین حاضر ہین
سب کنیزین حاضر ہوئین صف باندھ کر کھڑی ہوگئین شطاح جہان پیما نے سبھون پر نگاہ
ڈالی کہا بیٹھ جاؤ سب کنیزین مودب بیٹھین خواجہ عمرو کہ بصورت چمن آرا مین ترتیب کر مجمع
سے نکلے مالک کو سلام کیا شطاح جہان پیما نے پوچھا کہ کیون چمن آرا کیا کہو گی عرض کی
کہ حضور مین آپ کے انتظار مین باہر کھڑی تھی کہ سناٹا ہوا ہواے سرد چلی میری آنکھ بند
ہوگئی مین نے اپنے کو دربار خداوندی مین پایا دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین مین نے سجدہ کیا
ارشاد ہوا کہ ای چمن آرا خدمت شطاح جہان پیما مین اپنا گانا سناؤ وہ پسند کرینگی
قدرت نے میری پشت پر ہاتھ رکھا لہذا میرا گانا سنیے دیکھیے یہ اشعار گاتی ہون حضور سماعت

فرمائیے یہ کہکے خواجہ نے یہ اشعار عبرت آثار شروع کیے۔ نظم

تنگ آیا ہون اُس حور کی بیدادگری سے — اُلجھاؤنگا اب دل کو کسی اور پری سے
قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا — در گذرا مین باز آیا تری نامہ بری سے
بچ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا — بدتر ہی مرا حال چراغ سحری سے
آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ — او دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے
دیوانہ ہون تو خوب ہون ہوشیار ہون تو خوب — کیا کام کسی کو مری شوریدہ سری سے
کب آؤگے کب آؤگے ایجان — آنکھون کا عجب حال ہی یان منتظری سے
مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ — اچھا نہین ہی دل کا لگانا سفری سے
ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو — تم چال مین رہجاؤگے کیا کبک دری سے
تمنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی — لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اور پری سے
اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری — سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے
بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی — رہ رہ کے دھوان اُٹھتا ہی سوز جگری سے
اُٹھ جائینگے اک روز یہی ہے جو بلکنا — تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے
تاثیر کی اُس بت کے دل سخت مین کس دن — گھبراتا ہون مین ای آہ تری بے اثری سے
دیوانہ ہون ہی الفت گیسوے مسلسل — حیران نہو میری پریشان نظری سے
کیلا نہین اس سانپ کو مین جان پہ کھیلا — چوٹی تری ہاتھ آئی ہی کس دردسری سے
گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہ گذر سے — مین پوچھتا ہون رند ہر اک رہگذری سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے دریاے اشیاو سحر مین غوطہ زن آتا ہی جیسے وہ تخت نمایان ہوا سب کنیزین کھڑی ہو گئین سب کے منھ سے نکلا کہ شہباز اخسک پیما آتے ہین وہ جادوگر تخت سے اُترا ملکہ کھڑی ہو گئین اس ساحر کو لاکر مسند پر بٹھایا گھبرا کر ساحر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم جہان آرا و صہبا کو اُٹھا لائین اور روک ٹوک نہین مقرر کی مین نے ابھی مجموعۂ جمشیدی کو دیکھا تھا اسمین صاف صاف لکھا تھا کہ آج کے دن عمرو عیار اس باغ مین آئیگا یہ گانا کون گا رہی ہی ملکہ نے

کہا اے شہباز یہ ہماری کنیز قدیم ہے بلکہ ندیم ہے ہمیشہ خدمت مین حاضر رہتی ہے مین نے اسے اپنی
گود مین پرورش کیا ہے بڑے بڑے ساحرون نے اسکا پیغام دیا مین نے قبول نہین کیا آج
قدرت نے اسکو علم موسیقی مرحمت فرمایا شہباز نے سُنکر اشارہ کیا اری گلشن جسطرح ہوسکے ہمکو
شراب پلا خواجہ نے خوش ہوکر گلابی کو اُلٹ پلٹ کیا اُس مین بیہوشی طلائی جام لبریز کیا گن گنا کر
چند اشعار گائے شہباز بھی بیقرار ہوگیا حیران ہے کہ کس لطف سے اشعار گاتے مین کتاب مین
یہ بھی لکھا تھا کہ زمرہ مین گانیون کے عمرو ہوگا شاید یہی عمرو ہو جام پر کچھ اسمائے سحر پڑھنے
لگا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹ کر خواجہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی
ظاہر ہوئی شہباز نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو دیکھا گرفتار کرو کنیز طرف خواجہ کے
چلی خواجہ نے اک کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ بھاگے
شہباز اُٹھکر دوڑا خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین شہباز تعاقب مین آتا ہے جانتا ہے عمرو کے
اور سحر کرون خواجہ چھپتے ہوے جاتے ہین جب باغ سے نکلے شہباز بھی آیا خواجہ نے جو دیکھا
کہ شہباز پیچھا نہین چھوڑتا ایسا نہو کہ سحر کرے مین گرپڑون بس ہاتھ باندھ کر پلٹے پکار کر کہا
اے شہنشاہ ساحران تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیری معرفت خدمت خداوند
مین چلونگا شہباز نے کہا خواجہ اگر ساتھ چلوگے تو کل خطا معاف کرادونگا ورنہ تم سے اور
قدرت سے ہمیشہ نفاق رہیگا قدرت کو تمھارے نام سے نفرت ہے ایسا نہو کہ کسی مقام پر
تقدیر کر دین تو تم سنگ سیاہ ہو جاؤ خواجہ قدمون پر شہباز کے گر پڑے کہا اے شہباز عمر بھر
غلامی کرونگا شہباز نے کہا خواجہ تم سے بڑی بڑی خطائین سرزد ہوئین تم نے اس اقلیم مین بھی
آکر ہنگامہ ڈال دیا کیسے کیسے ساحر تم نے قتل کیے قدرت کو بڑا ملال ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے کہ
عمرو کو قتل کردون عمرو نے کہا مین قدرت کو سجدہ کرونگا حقیقت مین اب جو خیال کیا تو بخوبی
ثابت ہوگیا کہ یہ خداوند حقیقی ہین ایسے کو سجدہ کیونکر نہ کرین جب خداوند حقیقی ہو تو اسکو کیون
نہ سجدہ کرے جس نے پیدا کیا اُسکو نہ پہچانے تو وہ انسان نہین میرا تو یہ قول ہے کہ اُس نے
ہمکو پیدا کیا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے وقت مین قدرت دستگیری نہ فرمائین اکثر مین نے
قدرت کو خواب مین دیکھا یہی فرمایا کہ تو اک دن ہماری اطاعت کریگا تجھکو اپنے بندہائے

خاص مین داخل کرینگے شہباز نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جان کا خوف نکرو مین اسوقت
جو آیا ہون تو کتاب قدرت دیکھکر آیا اُس مین صاف صاف لکھا تھا کہ عمرو باغ مین شطاح
جہان پیما کے موجود ہے تب تو مین آیا تم کو اُس مقام پر پایا اب تم کو بڑے لطف سے لیچلونگا
شطاح جہان پیما بھی ساتھ ہوگی کہ مصاحب کامل ہے ہر وقت خدمت خداوند مین رہتی ہے
جسوقت غبار انگیز مارا گیا اُسی وقت قدرت کو خبر ملی کہ جہان آرا نے قیامتین برپا کی ہین
فوراً شطاح جہان پیما کو حکم ہوا کہ اے مصاحب قدرت جلد جاؤ جہان آرا و صہبا کو گرفتار
کرلاؤ شطاح جہان پیما گئین اور دونون کو گرفتار کرلائین اسی باغ مین دونون قید ہین اگر
خواجہ تم اُنکو سمجھا دو کہ وہ چل کے قدرت کو سجدہ کرین تو قدرت بہت راضی ہونگے اور تمھارا
مرتبہ بہت بڑھے گا اور مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جہان آرا کی شادی تمھارے ساتھ کرادونگا
خواجہ نے یہ سُنکر کہا اے شہنشاہ ساحران مین جان و دل سے قدرت کو سجدہ کرونگا مین امیدوار
ہون کہ میری اطاعت قبول کی جاوے جسوقت سے اطاعت قبول کرونگا طلسم کشا کو بھی
لیجیے اور صاحبقران کو بھی پکڑ لاؤنگا آپ کو اختیار ہے چاہیے قید رکھیے یا قتل کیجیے خواجہ یہ باتین کرتے
ہوے شہباز کے ساتھ جاتے ہین شہباز آگے آگے خواجہ پیچھے پیچھے جب خواجہ نے خیال کیا
کہ دلمین شہباز کے لطف کلام سما یا فرمایا اے شہباز دیکھو ایک ابر اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر آتا ہے دیکھو تو کون جادوگر ہے شہباز نے جو سر اُٹھایا خواجہ نے حلقہ کمند مارے گلے مین جو حلقے
کمند کے پڑے شہباز نے چاہا کہ ملیٹون اور تڑپ کے نکلون خواجہ نے حباب مارا کہ شہباز بیہوش ہوکر
گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک غبار بلند ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من شہباز اشک پیما
بود خواجہ نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور رنگ و روغن عیاری کا لگاکر شہباز کی شکل بنکر تیار
ہوے طرف باغ کے چلے یہان شطاح جہان پیما باغ مین بیٹھی ہے جو گلدستہ سامنے رکھا تھا
وہ جل گیا شطاح نے کہا لو غضب ہوا کہ شہباز کو کسی نے مارا یہ کہہ رہی تھی کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین کہا اے ملکۂ عالم نئی بات ہے کہ شہباز آتے ہین شطاح نے کہا مقام تعجب ہے کہ مرنے
کی شہباز کے آواز آئی اور تم کہتی ہو کہ شہباز آتے ہین حقیقت مین غضب ہوا تھا کہ شہباز نے
آکر رنگ ساربان زادے کا مٹایا ورنہ وہ اپنا رنگ جما چکا تھا یہ باتین تھین کہ شہباز نقلی آکر پہنچا

شطاح جہان پیمانے کہاکہ ای شہباز تم کیونکر بچے شہباز نقلی نے جواب دیامین اپنے ہم شبیہ کو
قتل کرایا مین نے مجموعۂ جمشیدی مین دیکھا تھا کہ مجھ پر افتاد پڑے گی تو مین نے یہ تدبیر کی
کہ اپنے ہم شبیہ کو بخوف عمرو کے ساتھ کردیا مین الگ ہوگیا آخر یہ انجام ہوا کہ اُسنے میرے ہم شبیہ پے
حملہ کیا جب میرا ہم شبیہ مرکر گرا اور مین نے آسمان سے دیکھا غصہ تو انتہا سے تھا گولا مار دیا عمرو
جلکر رہگیا جو میرے مرنے مین علامتین ہوئین وہ اُسکے مرنے مین ہوئین خوشی کرو کہ ایسا شخص
مارا گیا کہ جسنے شمشہ و دمامہ کو مارا اور وہان اُسکو کوئی گرفتار نہ کرسکا مگر قدرت نے ہمارے
تقدیر کی تھی روز ازل سے ارشاد فرمایا تھا کہ ای شہباز تو عمرو کا قاتل ہی نوے ہزار برس پیشتر یہی
مضمون لکھ دیا تھا کہ خواجہ عمرو کو تو قتل کریگا ای ملکہ شطاح جہان پیما آج روح سامری اور
جمشید کو خوشی ہوگی بخوشی بیٹھو جلسۂ شراب وکباب آراستہ کرو بیٹھکر شراب پیین جہان آرا و
صہبا کو بلاؤ اُنسے بھی کہو کہ تمھارا مددگار مارا گیا کس فطرت سے آکر پہونچا تھا اُسکا یہ انجام ہوا
شطاح جہان پیمانے خوش ہوکر گلے مین شہباز نقلی کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای شہباز تم
بڑا کارنمایان کیا خوب اپنے کو بچایا اُس ظالم نے تمھارے دشمنون کو مار ہی لیا ہوتا مگر
تمنے قبل سے انتظام کرلیا تھا تمنے یہ بڑا اہتمام کیا ہی کہ ہر وقت مجموعۂ جمشیدی دیکھا کرتے ہو
ورنہ بقراط ثانی نے منع کیا ہی کہ سامری نامہ و جمشید نامہ کوئی نہ دیکھے ہمنے جو بقراط نامہ تصنیف کیا ہی
اُسکو دیکھا کرو کل مضامین اُسمین پاؤگے تمکو اعتقاد ابھی سامری و جمشید کا ہی اُسی کا یہ لطف
حاصل ہوا کہ جان بچی دشمن کو مارا خواجہ بشکل شہباز محفل مین بیٹھے اور کہا ای شطاح جہان پیما
نقصان کا خیال نکرو تا کنجی میخانہ کی مجھے دو کہ مین آج ساقی گری کرون کہ کوئی آج باقی نہ رہے
شطاح جہان پیمانے کنجی میخانے کی شہباز نقلی کو دی خواجہ نے کنجی دو میخانے کی پائی کہا جہان آرا
و صہبا کو بھی بلاؤ شطاح جہان پیمانے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین بارہ دری سے اُٹھا کے لائین
خواجہ نے دیکھا کہ دونون شاہزادیان سرنگون بیٹھی ہین زبانون مین سوزن رنگ چہرے کے
اُڑے ہوے جیسے ہی خواجہ نے دونون شاہزادیون کو اس حال مین دیکھا قریب آکر دھمکایا کہ
تم دونون کو قتل کرونگا تمنے غضب کیا کہ قدرت سے باغی ہوئین اور پائین آنکھ کا تل دکھادیا
دونون شاہزادیان خوش ہوگئین جہان آرا نے صہبا سے کہا لو مادر مہربان خواجہ آپہونچے

صہبا بھی خوش ہو گئی کہا کہ کیا کامل و اکمل عیار ہین خواجہ کنجی لیکر میخانے مین پہونچے میخانہ مین آکر آواز دی یارو شراب لے جاؤ پیو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین و ملازم شراب اُٹھا کر لے جانے لگے کوئی بیتلا اُٹھا کر لے گیا کوئی گلابی اُٹھا کر لے گیا کوئی قرابہ اُٹھا کر لے گیا شراب تقسیم ہونا شروع ہوئی چالیس گلابیان خواجہ نے مع شراب ارغوانی درست کین محفل مین لیکر آئے شطاح نے دیکھا جس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب بھری ہے شطاح نے کہا صاحبو تمنے دیکھا کہ کس خوبصورتی سے شراب لائے ہین کہ جس سے زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے خواجہ نے شراب لاکر محفل مین رکھی اور جام لبریز کیا سامنے شطاح کے آئے کہا او جان جہان پیو اب تامل نہ کرو شطاح نے کہا کہ ای شہباز تمھاری تکلیف ہمکو گوارا نہین تم بیٹھو ہم کنیزون کو حکم دیتے ہین وہ شراب پلا مینگی شہباز نقلی نے کہا ای ملکہ عالم جسوقت مین نے عمرو کو مارا اُسی وقت قدرت میرے سامنے آئے اور فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی کا دیا ذرا گانا تو میرا سُنو کہو گی عمرو گا رہا ہے یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز شروع کیے۔

نظم

دام لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے
یون لگالاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو
ہے وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار
طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین
دام اُلفت سے رہائی کا کہین کیا احوال
تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک
بندہ خانہ ہے قریب اب تو قدم رنجہ کرو
روز روشن نظر آتا ہے مجھے تیرہ و تار
ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانو
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی

دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
جسطرح سے کوئی تکہ بنکے کبوتر چھوٹے
دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
اقربا چھوٹے مربیان برادر چھوٹے
پانون کی مہندی تمھاری جو نہ دلبر چھوٹے
بال اس ورکے چہرے پہ مقرر چھوٹے
نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے
جان ہی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے
پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام	تجھ سے لپکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے
ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے ای رند	بیشتر اس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شطاح بلائین لینے لگی کہتی تھی تم نے ایسے اشعار گائے کہ اس مرنے والے کا گانا یاد آگیا بالکل وہی نقل اتاری ہی خواجہ نے کہا یہ سب قدرت کا کمال ہی کہ میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہی کمال قلب مین اتر آیا خوش آواز بھی ہو گیا سب عیب نکل گئے باتون مین لگا کے شطاح کو جام دیا چونکہ کنیزین غل مچارہی تھین شطاح نے اس ہنگامہ مین جام پیا کچھ خیال انجام نہ کیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانے لگے تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلا چکے شطاح بیٹھے بیٹھے نشہ شراب مین گھبرائی آنکھین پھاڑکر چہار جانب دیکھنے لگی بینائی موقوف ہو چکی تھی شہباز سے آنکھ ملا کر کہا ای شہباز تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ قدرت تشریف لائے ہین صحبت مین آنے کا ارادہ رکھتے ہین انکو محفل مین بلاؤ یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی یا خداوند تشریف لایئے کہتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر چلین جو اٹھی وہ گری تھوڑے عرصہ مین سب برلب فرش فرش ہوئین خواجہ خنجر کھینچکر شطاح پر جا پڑے چاہا کہ قتل کرون جہان آرا نے آواز دی خواجہ پہلے ہمکو رہا کرو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے اسکے متعلقین بہت ہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر آجائے خواجہ نے جہان آرا کو قفس سے نکالا زبان سے اسکی سوزن نکالی صہبا کو بھی رہا کیا دونون قفس توڑکر نکلین اب خواجہ نے شطاح کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باشر اوسار بانکاد غضب کیا منم کلاہ سرفروش جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہی اسنے آتے ہی سحر کیا کہ خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی وہ ساحر تھرایا زمین پر گر پڑا صہبا نے ابروے خمدار ہلائے آسمان سے برق گری کلاہ سرفروش کے دو ٹکڑے ہوے مرنا کلاہ کا کہ خواجہ نے رہائی پائی محفل کو لوٹنے لگے سب کنیزون کے کپڑے اتار لیے باغ کو لوٹنا شروع کیا جسکو مارا اسکے کپڑے اتار لیے سب کے لاشے برہنہ پڑے ہین جہان آرا نے کہا خواجہ اب چلیے رستم انتظار مین ہونگے خواجہ نے کہا مین رستم کو مطمئن کر کے آیا ہون انشاء اللہ اب چلکر رستم کو آمادہ کرینگے کہ لشکر مین چلیے یہ آپس مین صلاحین کر کے

شطاح جہان پیما کا باغ لوٹ لیا باغ تھوڑے عرصہ مین ویران ہوگیا درخت جل گئے باغ مین خاک
اڑنے لگی جس مقام پر بلبلین چہچہہ زن تھین اُس مقام پر زاغ و زغن کے آشیانے ہوے تھوڑے ہی
عرصہ مین سامان بہار آنکھون سے نہان ہوے جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب نکل چلیے طریقہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ شطاح کی عملداری مین دوسرے کی عملداری ہوئی ایسا نہو کہ کوئی آفت آجائے
خواجہ و جہان آرا و صہبا آپس مین باتین کرتے ہوے سرحد باغ سے نکلے بیرون باغ جو آئے
تو دیکھا کہ ایک صحراے ویران کف دست میدان ہی ہر طرف خاک اُڑ رہی ہی زاغ و زغن کی صدا سے
تمام صحرا گونج رہا ہی ہزارہا زاغ آتے ہین سر پر ان تینون کے لہراتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ
پاؤن کی طاقت کم ہوتی جاتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کسی نے سحر کامل کیا سحر فراموش ہو رہا ہی صہبا نے
کہا اے نور نظر اب عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اب بہتر یہ ہی کہ آپس سے جدا ہو جیے اور اسی
صحرا مین تلاش کیجیے جسنے یہ سحر کیا ہی وہ اسی جنگل مین ہوگا شاید ملجائے تو اُسکے قتل کی تدبیر کرین خواجہ
ایک جانب بھاگے جہان آرا ایک جانب چلی صہبا نے ایک جانب رُخ کیا قضاے کار ملکہ جہان آرا
جھپٹی ہوئی جاتی تھین نگاہ اُٹھا کے صحرا کو دیکھا کہ ایک طرف سے بونڈرے گرد کے اُٹھ رہے ہین جہان آرا
گرد کی جانب چلین ایک بونڈرا گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب جہان آرا کے آیا جہان آرا نے چاہا
کہ اپنے کو اس بونڈرے سے بچاؤن مگر گرد مین جہان آرا کھنچتی ہوئی چلین ہر چند زور کرتی ہین مگر گرد سے
نہین نکل سکتین وہ گرد سو دو سو قدم جہان آرا کو لائی وہان پر آکے جہان آرا گری آنکھ اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک نخل برگ و بار سے خالی ہی شاخین اُسکی ہاتھ پھیلائے ہوے اُس نخل کے سایے مین ایک
ساحرہ کریہ منظر مہیب شکل پڑی ہوئی ہی جون جون گرد مین لوٹتی ہی خاک چرخ مار کر بلند ہوتی ہی وہ بونڈرے
گرد کے چرخ مارتے ہوے صحرا مین پھر رہے ہین جہان آرا جو گرین سحر فراموش حیرت کا جوش زمین پر
ہاتھ پانون مارنے لگین اُس ساحرہ نے اُٹھکر جہان آرا کی زبان مین سوزن دی اُسی نخل کے سایے
مین ڈالدیا آپ پھر زمین پر گری اور لوٹنے لگی بونڈرے گرد کے اُسی طرح اُٹھنے لگے تمام صحرا مین جاتے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہین ناظرین کو واضح ہو کہ دربار مین اپنے بقراط ثانی بیٹھا تھا
کہ آسمان سے چند طائر آئے پرون سے سر پیٹتے ہوے بقراط ثانی کے سامنے آکر گرے اور مثل
انسان کے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا عمرو نے شہباز اور شطاح کو مارا اب وہ تینون باغ سے

نکلا چاہتے ہین بقراط ثانی نے ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی کہ ایک ساحرہ بصورت باؤن
سے خاک گرتی ہوئی حاضر کہکے سامنے آئی کہا یا خداوندمنم ویرانۂ دشت نورد اگر حکم ہو تو باؤن
جاکر صحرا کو ویران کرون وہ خاک اڑاؤن کہ تینون سحر مین میرے مبتلا ہون تینون کو گرفتار کر کے
لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا ہو ویرانۂ دشت نورد جلد جاؤ اور تینون کو گرفتار کر کے لے آؤ یہ
جو ساحرہ بڑی لوٹ دہی ہو یہ وہی ساحرہ ہی کہ آکے اسنے سحر کیا صحرا کو ویران کردیا آپ زیر نخل پڑی
ہو کہ ایک بونڈلا گیا خواجہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ اُس گرد نے آکر صہبا کو بھی گھیر لیا صہبا نے
ہر چند دور کیا کئی مرتبہ جست کر کے گرد سے نکلی مگر گرد نے صہبا کو گھیر لیا آخر ناچار ہوئی گرد کھینچکر
لیچلی اُس مقام پر لائی کہ جس مقام پر جہان آرا پڑی تھی اسی مقام پر آکر صہبا بھی گری ہاتھ پاؤن مارنے
لگی اُس ساحرہ نے اٹھکر صہبا کی زبان مین بھی سوزن دی اور پکار کر آواز دی ارے تم بتاؤ کہ
ساربان زادہ جسکو اپنی عیاری کا دعوی ہی کہان گیا قدرت نے مقام سکندری سے دیکھا کہ تم تینون
ساتھ نکلے تم دونون گرفتار ہوے اُس ظالم کا پتا نہین دونون نے کچھ جواب نہ دیا ویرانۂ دشت نورد
بونڈلے گرد کے روانہ کرنے لگی جب خواجہ نے دور سے دیکھا کہ دونون جاکر گرفتار ہوئین کنارے
آئے رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مہاجن کی شکل بنکر تیار ہوے
دھوتی پتمبری باندھے ہوے ایک مرزائی پہنے ہوے تھے زنار گلے مین ایک ہاتھ مین تھالی پرنچی
اُسمین موہن بھوگ رکھا ہوا جھپٹ کر راستہ چلے سامنے ویرانۂ دست نورد کے پہونچے
ویرانہ نے جو اُس مہاجن کو دیکھا ہر چند کہ سحر کر رہی تھی مگر پکار کر آواز دی میان جانے والے
تم کون ہو جو صحرا ے ویران مین آپڑے خواجہ نے جواب دیا ای ملکۂ عالم غلام کی کیفیت یہ ہی کہ
زوجہ کو دروزہ لگے ہین اُس بیقراری مین نکلا کہ جاکر بھاگ کا یو جا کرون شاید کچھ درد مین کمی ہو
ویرانۂ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی بیٹھ جاؤ خواجہ بیٹھ گئے اُس ساحرہ سے باتین کرنے
لگے کہا ای ملکۂ عالم یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین کیون حضور یہ کون ہین انھون نے کیا خطا
کی کہ جو یہ گرفتار ہوئین ویرانۂ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی یہ گنہگاران قدرت ہمین
انھون نے ایسی خطا کی کہ جسپر یہ عتاب ہوا سیٹھ جی نے جواب دیا کہ کیون ملکۂ عالم آخر انھون نے
کیا خطا کی ایسا ہی تو انکو قتل کرو کہ مراد حاصل ہو یہ کہکر سیٹھ جی اپنے مقام سے اٹھے کمر سے خنجر

کھینچنا چاہا کہ جہان آرا کو قتل کرین ویرانہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا سیٹھ جی ٹھہر جاؤ حکم خداوندی پر انکا قتل موقوف ہی ہم نہین قتل کر سکتے جب تک حکم خداوند نہ آجائے سیٹھ جی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب یہ خطاوار ہی تو اسکا قتل کرنا ضرور چاہیے مین دیکھ رہا ہون کہ قدرت سامنے بیٹھے ہین دربار خداوند جما ہوا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایک نازنین مہ جبین گلعذار ماہ رخسار بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی اہل محفل کو سنا رہی ہی نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہیں تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا

نہ دو مجھکو مبارکباد بے سود
بُری تقدیر والون کا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی
بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا

کب اُس کوچے مین ٹھہرے گی مری خاک
ہوگا کوئی احسان ہوا کیا

اُمید اُس سے غلط سمجھا تو ای دل
ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین اُنکو یہ مشکل
نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابھی خاطر مین گیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
محبت ہو تو ہم سے پھر حیا کیا

جگر باقی ہی صدمون سے لہو دل
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
وہ مین کیا اور میری التجا کیا

معاذ اللہ گرہے نوجوانی +
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل جو کہ رہا ہے
مزا دے گا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
تعجب ہی یہ مجھکو ہو گیا کیا

نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو
یہ چرچا ہو رہی ہی جا بجا کیا

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے ویرانہ دشت نورد کو سنائے کہ ویرانہ دشت نورد بیقرار ہو گئی

کہا سیٹھ جی تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال تمنے کس سے سیکھا ہی خواجہ نے جواب دیا تان دی رابل میرے نانا تھے جب وہ تان مارتے تھے تو آسمان تک آواز جاتی تھی فرشتے الامان الامان کہتے تھے اور کہتے تھے یہ کون شخص ہی کہ جب تان مارتا ہی تو دل ہلا دیتا ہی ہماری عبادت مین فرق آتا ہی آخر سب فرشتون نے صلاح کر کے نانا جان کو بلالیا جب وہ گاتے تھے تو مین تال دیا کرتا تھا اُسکی کچھ تاثیر آگئی ہی ورنہ مین گانا کیا جانون آپکے فیض سے یہ اشعار اسطرح گائے اور آنکھون سے دیکھ رہا ہون کہ دربار قدرت مین ہنگامہ پڑا ہوا ہی وہ شعلہ رخسار آگ لگا رہی ہی تمام اہل محفل کو دیوانہ بنا رہی ہی ویرانہ نے حسب معمول ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اُڑنے لگا ایک بونڈلہ بلند ہوا اور گرد خواجہ آگیا خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ اے ملکہ عالم مجھے بچائیے مین پوچ کو چلا جاؤن ویرانہ نے جو یہ دیکھا کہ گرد اس مہاجن کو لپٹی جاتی ہی آواز دی اے گرد باد جادو یہ ایک غیر شخص ہی اسپر تاثیر نہ کرو ساربان زادے کی تلاش مین جاؤ لیکن وہ گرد جو جسم پر خواجہ کے پڑی رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ویرانہ دشت نورد نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائیگا میرے ساتھ بھی مکر کیا مین نہایت ہوشیار ہون خواجہ نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگون دیکھا زمین نے پاؤن تھام لیے ہین ویرانہ نے کہا کہ او مکار اب تو کہان میرے سامنے سے بھاگ سکتا ہی مین نے سحر کر دیا اب عمر بھر میرے سحر سے رہائی نہ پائیگا خواجہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی اے ملکۂ عالم بڑے بڑے ساحر مین نے مارے مگر تم سی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری واسطہ خدا و ند لقا ثانی کا میری خطا معاف کرو اور مجھکو جلکر قدرت کے قدمون پر گرا دو ویرانہ نے جواب دیا خواجہ تمھاری بات کا اعتبار نہین عمرو نے جواب دیا اب تو جان پر بنی ہی اب خلاف نہ کہونگا اگر مین آپکے ساتھ رہونگا سارے طلسم پر قبضہ کرا دونگا اور یہی چاہتا ہون کہ میرے پاس جو کچھ کہ حاضر ہی نے لیجیے آپکے پاس بال احتیاط سے رہیگا اُسکا آپ کو اختیار ہی ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ تمھارے پاس کیا ہی خواجہ نے کہا دیکھیے حاضر کرتا ہون یہ کہکے کمر مین ہاتھ ڈالا ایک توڑا روپیون کا نکالا سامنے ویرانہ کے رکھ دیا ویرانہ نے جو روپیے چمکتے ہوئے دیکھے بیقرار ہو گئی کہا خواجہ اور بھی کچھ ہی خواجہ نے اور روپیے نکالے کئی توڑیان ویرانہ کو دین ویرانہ نے روپیے لیکر پاس رکھے خواجہ کہتے جاتے ہین اور بھی میرے پاس بہت کچھ ہی یہ کہتے مین

اور کمر سے نکالکر کچھ دیتے ہین جب کئی ہزار روپے ایک مقام پر جمع ہو چکے تب خواجہ نے ایک
ڈبہ نکالا کہا ملکۂ عالم اس ڈبہ مین میری جان ہی اسکو کھولکر نہ دیکھیے ورنہ میری روح نکل جائیگی دیکھین
تقدیر کیا دکھائے مین نے اپنی جان کے خوف سے اسکو پاس سے نکالا ویرانہ نے کہا آخر اسمین
کیا ہی خواجہ نے کہا اسمین کچھ کنکر پتھر ہین جب بلاے قیطول لقا گیا تو وہان یہ پایا اسمین جواہرات
ہین لیکن کھلنے سے اسکے مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہو کہ اسکی آبرو مٹجائے ویرانہ دشت نورد نے
کہا خواجہ بے وقوف ہو کہین جواہر کی آبرو مٹتی ہی جوہری ہزار مرتبہ کھولتے مین اور بند کردیتے ہین
مین دیکھلون کہ آخر کیا شی ہی جب تمھاری خطا قدرت سے معاف کراؤنگی تب یہ سب دے دونگی
نہ خیال کرو کہ مین یہ چیزین لے لونگی خواجہ نے کہا دیکھیے ویرانہ نے ڈبہ ہاتھ مین لیا اُسکو کھولنے لگی
دیکھا اسقدر مضبوط بند ہی کہ کھل نہین سکتا زور کرکے جو کھولا ڈبہ سے دھوان نکلا دماغ پر ویرانہ
کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوگئی خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ویرانہ کا مرنا تھا کہ [illegible]
زمین نے چھوڑ دیے خواجہ نے اُٹھکر زبان سے جہان آرا و صہبا کی سوزن نکالی یہ دونون شہزادیان
اپنے مقام سے اُٹھین کہا خواجہ نکل چلو دیکھو کیا آفتین آتی ہین تمام کوہ و صحرا اسی مکر سے
بھرے ہین ہر مقام پر ساحران مکار و غدار موجود ہین اور سحر کرتے ہین ایسا نہو کہ کوئی اور ساحر
آجائے خواجہ و جہان آرا و صہبا ساتھ ہوکر چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ نوبت نقارہ کی آواز
کان مین آئی دیکھا رستم مع لشکر کثیر آتے ہین خواجہ کو دیکھکر خوش ہوگئے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی
کہا ای عم نامدار خیر تو ہی آپ کو کہان عرصہ ہوا خواجہ نے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر کیا حال بیان
کرون حقیقت یہ ہی کہ یہ حکیم بقراط ثانی بلاے روزگار ہی اُس بیحیانے جابجا ساحر مقرر کیے تھے
اُنھون نے ایسے ایسے مکر کیے مگر شکر ہی پروردگار کا کہ اُنکو مین نے قتل کیا اور بخیر آپ تک پہونچا
یہ کہکے لشکر رستم کے ہمراہ ہولیے تین لاکھ ساحر وغیرہ ہمراہ ہین اس لطف سے لشکر رستم کا جاتا ہی
جہان اُتر پڑے معلوم ہوتا ہی کہ ملک آباد ہوگیا بازارین آراستہ ہوئین ایک صحرا مین آکر خیمے
گھوڑے باندھے گئے خیمے درست ہوے رستم دروازے پر بارگاہ کے آکر بیٹھے سردار گرد آگئے
جہان آرا آکر بیٹھین راہ کا ذکر ہونے لگا یکایک ایک ابر آسمان پر آیا لشکر رستم پر چھا گیا تھوڑے
عرصہ مین ابر نے لشکر رستم کو گھیر لیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی خواجہ بازار مین پھرنے لگے جسوقت دیکھا

کہ ابر آیا خواجہ ایک جانب بھاگے لشکر سے نکل کر ایک صحرا مین ٹھہرے ملاحظہ فرما رہے ہین
کہ ابر محیط ہوکر برسنے لگا تھوڑے عرصہ مین برف گرنے لگی اب لوگ برف مین دبنے لگے
لشکر مین صدائین بلند ہوئین یارباہ یا مستغنیا کی آوازین سوار و پیدل کرنے لگے پکارتے
ہین ای بے نیاز ای عالم خشک و تر اس آفت آسمانی سے بچالے تو مالک ہی ہر امر مین
ہماری مدد کرنے والا ہو اب ہمکو امان دے رباعی

ای مالک ہر بلند و پستی	بخشش جیز عطا بکن زہستی
علم و عمل و فراغ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ای بے نیاز ای کارساز یہ کیا آفت ہو کہ بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین لیکن خواجہ
بیرون لشکر سے یہ صدائین سُن رہے ہین بیقرار ہوکر ایک جانب چلے خیال کرکے دیکھا
ایک گوشۂ صحرا سے ابر اُٹھ رہے ہین جو لکہ ابر اُٹھا لکۂ کلان مین جاکر مل گیا برف کو زور
ہوتا ہو سارا لشکر دبا جاتا ہو خواجہ ٹہلتے ہوے سامنے گوشۂ صحرا کے پہونچے دیکھا ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہو خواجہ نے کنارے آکر ایک ساحر عجیب کی شکل بنائی لمبی ٹوپی
سر پر کرتا چرم نہنگ کا پہنے ہوے پائجامہ چرم شتر کا گل اُسپر بنے ہوے جھپٹ کر سامنے اُس
ساحرہ کے آئے پکار کر آواز دی او حرامزادی یہ کیا کرتی ہو خداوند نے منع کیا ہو منم فرشتۂ قدرت
صحرای جرم آباد کا حاکم ہون اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ حکم خداوند صادر ہوا کہ اپنے کو جلد
صحرای برگ و بار مین پہونچا اور جاکر اُسکو منع کر کہ ہمارے بندگان خاکی پر برف نہ برسائے
اگر نہ مانے تو سزا لانا وہ ساحرہ حیران ہوگئی سر اُٹھا کر دیکھا نہایت تردد تھا کہ مین بحکم خداوند آئی
یہان حکم ممانعت آیا اب کیا کرون پکار کر آواز دی ای فرشتہ چرم پوش قدرت سے جاکر
عرض کرو کہ مین تو آپکے حکم سے آئی آتے ہی اپنا کام کیا مسلمانون کو قتل کرکے اپنا نام کیا اب
ممانعت ہوتی ہو خواجہ نے فرمایا ای ملکہ عالم تم مقبول بارگاہ خداوند عالم ہوئین چلتے وقت
یہ بھی فرمایا تھا کہ سامنے اُسکے جاکر یہ اشعار عبرت آثار سنا دو سنو نظم

افتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا	نقش قدم سمجھ کے ہر اک کو مٹا دیا
یہ درد اسقدر رکھتی مری داستان غم	دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا

احسان بڑا یہ تو نے کیا ہمپہ اے صبا
اک مشت خاک تھی سو اُسے بھی اُڑا دیا

ہین عندلیب نالہ کے زورون پہ چہچہے
داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا

سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو
مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا

پر حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اُٹھا دیا

گم گشتگی نصیب کی دیکھو تو اے نسیم
قاتل نے یاد کر کے مجھے پھر بھلا دیا

یہ اشعار سُنکر برف بار بیقرار ہو گئی کہا اے فرشتہ قدرت بڑے کامل و اکمل ہو خواجہ ہنستے ہوے قریب آئے بولے دیکھو میرے ساتھ والے بھی آپہونچے مقام شکر یہ ہے کہ سب ایک ہی مرتبہ آئے برف بار پلٹی کہ کون آتا ہے جیسے یہ پلٹی خواجہ نے حلقہاے کمند مارے گرتے گرتے خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا غبار اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار جادو بود خواجہ مار کر اُس ساحرہ کو پلٹے دیکھا کہ ابر دفع ہو گیا اب آسمان صاف ہوا یہان رستم پریشان تھے کہ ابر صاف ہوا جہان پر رستم کھڑے تھے وہان پر برف نہ برستی تھی بلکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی جب رستم لوح چمکاتے تھے برف کی صفائی ہو جاتی تھی مگر لشکر کی پریشانی پر گھبرا رہے تھے یہی فرماتے تھے کہ کسی ساحرہ نے سحر کیا سحر اُسکا حاوی ہو گیا کہ دیکھا خواجہ سامنے سے آتے ہین سمک دوڑا پکار کر کہا کہ کیون قبلہ و کعبہ کیا کیا فرمایا او بے غیرت لشکر پر یہ آفت آئی اور تو لشکر مین موجود رہا براے تلاش نہ نکلا اور پھر مجھ سے دعوی ہمچشمی رستم نے پکار کر پوچھا کیون عم نامدار کیا ہوا کہا تمھارے اقبال سے برف برسانے والی کو مارا ایک ساحرہ طرف سے بقراط ثانی کے آئی تھی مین نے جا کے فوراً اُسکو قتل کیا یہ کہکے سر رستم کے سامنے ڈالدیا رستم دیکھ کر بہت خوش ہوے لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے ہر طرف ذکر تھا کہ خواجہ نے جا کر ساحرہ کو مار لیا تھمنے نہ دیا چارون طرف سے صداے مبارکباد بلند ہوئی رستم اُسی وقت بارگاہ مین آئے سب سردار گرد و پیش بیٹھے صحبت عیش و نشاط برپا ہونے لگی اس رات کو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آ کر جمع ہوے ایک نازنین [illegible] بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا
مین تو دیوانہ تھا اے ناصح تجھے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے | میرے لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہوگیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین | صدقے جاؤن حال میرا سا تمھارا ہوگیا
ابتو افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہے | مرگیا گو مین بلا سے نام تیرا ہوگیا
شکر ہو دنیا سے اٹھا آج شیدا آپ کا | جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہوگیا
دشمنی کی مجھ سے میرے ازدیاد شوق نے | اضطراب ایسا بڑھا آخر کہ پردا ہوگیا
سوگئے ہم تو فریب وعدہ سے شب کٹ گئی | ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہوگیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کوئی غم نہ تھا | کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہوگیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے | مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہوگیا
پھر وہی دھومین پڑین وحشت کی میرے اے نسیم | پھر وہی جوش گذشتہ دل مین پیدا ہوگیا

وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج ضیا ساتھ لیکر سلطان ماہ تابان پر لشکر کشی کی اور سلطان ماہ نے شکست فاش کھائی مع فوج ثوابت و سیارگان فرار ہوکر قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شاہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تخت زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا روشن ہوئی رستم صبح کو اُٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سردار نامی آنے لگے خواجہ نے آکر فرمایا اے نور نظر لشکر تیار ہو صاحب قران زمان تمھارے واسطے بیقرار ہونگے رستم نے حکم دیا اُسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی سوار و پیدل تیار ہوے لشکر جم کر سامنے آیا رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کرکے لاؤ سمک یلداقی اسپ مالا کبود کو تیار کرکے لایا رستم اٹھے کہ سوار ہون سب سردار انتظار مین ہین کہ آقا سوار ہون تو ہم بھی سوار ہون رستم اپنے مقام سے چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل بھرے علم سیاہ کے کھلے ہوے سامنے لشکر رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا تمھارا نام نامی سنکر برائے مقابلہ آیا ہون رستم نے کمربندی کھلوائی اُس پہلوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم اختران فلاک پیما مگر لشکر رستم دیکھکر گھبرایا سوچا کہ لشکر طلسم کشا کا بہت بڑا اختران اُترا ہی تھا کہ دوسری گرد اڑی دوسرا پہلوان گینڈے پر سوار کاکلین چہرے پر چھوٹی ہوئین پاؤن مین زنجیر سنہری کمر مین لنگر اس شوکت و شان سے آکر پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ استاد

ہوئی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں گیا جب بارگاہ میں پہونچا رفقا سے کہا یہ اختران جو آیا ہی اسنے
کیا باعث ہمارا استقبال نہ کیا اور بارگاہ میں بھی نہ آیا ہم دربار خداوندی میں دست راست بیٹھے
بیٹھتے ہین ہم معزز و مکرم خداوند بقراط ثانی ہین اس پہلوان نے غضب کیا کہ ہمارے استقبال کو
نہ آیا یہ کہکے ٹہلتا ہوا بیرون بارگاہ آیا بارگاہ میں اختران کی پہونچا اختران بھی مغرور تھا اپنے
مقام سے نہ اُٹھا غیور تیغزن بہت جھلایا کہا اب تمکو یہ غرور ہی کہ ہمارے استقبال کو نہ اُٹھے
ہم جانتے تھے کہ تم قبل میں پہونچے ہو وہان سامان کیا ہوگا تم آگے اُتر پڑے مناسب یہ تھا کہ جب
ہماری آمد سنی تھی فوراً برائے استقبال نکلتے ہم بھی خوش ہو جاتے اختران نے کہا ای غیور تیغزن بقدر
تم نہ بلبلاؤ اپنے ہوش میں آؤ دربار خداوندی میں تمکو ایسا کیا فخر ہی کہ جسپر تم ناز کرتے ہو صرف
دست راست کے بیٹھنے سے کیا کمال حاصل ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ بیٹھ جاؤ اختران نے بگڑ کر کہا
رفیقان غیور نے قبضون پر ہاتھ رکھا کہا ای پہلوان دوران اسنے سر دربار عجیب کلمہ کہا ہم لوگون کو
بہت ناگوار ہوا اگر آپ کہیے تو اسکو دنگل سے اُٹھالین رفیقان اختران نے جو رفیقان غیور کو
بدمزاج دیکھا ایک سے ایک آنکھ ملانے لگا قبضون پر ہاتھ پڑ گئے نگاہین ملنے لگین اختران نے
کہا دیکھو زیادہ تم نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ فساد ہو جائے اگر فساد ہوگا تو خرابی ہوگی دس پانچ لاشین
لوٹنے لگین گی غیور نے جواب دیا ای اختران ہم سے خوف کرو اگر تلوار کھنچے گی تو زمین ہلجائیگی ہم بھی
مین قیامت برپا کرونگا اختران نے جواب دیا کیون بھائی صاحب آج آپکو کیا ہوا ہی کیا شب کو شراب
زیادہ پی تھی ابھی سرور باقی ہی بہک رہے ہو غیور نے جواب دیا مردون کو نشہ جرأت کا رہتا ہے
خراب کیا ہمکو نشہ کریگی اور یہ تمنے کیا کہا ہنس ہنس کے بناتے ہو دیکھو زیادہ غرور نہ کرو ایسا نہو
کہ تلوار کھنچ جائے آخر دونون میں یہان تک تکرار ہوئی کہ اختران نے تلوار کھینچی اور کہا کہ آئیے
غیور نے بھی تلوار کھینچی دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے رفیقون نے بھی تلوار کھینچی آپس مین
تلوار چلنے لگی رفیقان اختران اپنے مقام سے اُٹھے غیور کو ہاتھ مارا غیور نے تلوار روکی لشکر
مین بھی تلوار چلنے لگی کئی جوان مرکر گرے دریاے خون جاری ہوا لاشے تڑپنے لگے ہنگامہ گیر و دار
بلند ہوا غیور چونکہ لشکر مین چلا آیا ہی بمشکل باہر آیا فوج نے اختران کی گھیر لیا تلوار چلنے لگی
غیور نے لڑتے لڑتے کہا مقام افسوس ہے کہ ناقدرون کے آکر شریک ہوے کہ کسی سے لے

قادر نکی افسوس ہو اگر ایسا جانتے تو جاکر رستم کے شریک ہوتے وہ قدر شناس فلک اساس
ہین جو مرد اُنکے یہان گیا اُنھون نے اُسکی آبرو کی دیکھو پہلوان کیسے خوش حال و بحال ہین ہمکو سب طرح
کے خیال ہین قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے یہ کلمہ جو زبان سے غیور کی سنا
خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم مین آئے رستم بیٹھے ہین فکر مین ہین کہ دو پہلوان آئے ہین
یقین ہو کہ طبل جنگ بجے انتہا کا معرکہ پڑیگا ہر ایک پہلوان اپنی شوکت دکھا کے لڑیگا رفقا عرض
کر رہے ہین کہ ای شہریار اختران بڑا بودا ہو وہ کیا لڑیگا آپ اُسکے مقابلہ مین نہ جائیے گا غلامان جانباز
سمجھ لینگے غیور تیغزن البتہ پہلوان منچلا ہو اُسکے مقابلے مین البتہ مشکل پڑے گی جانباز سرخوش
نشہ مین بھی جرأت کا ہوش یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
سبنے عرض کی کہ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے غیور تیغزن اختران
سے ایسی بگڑی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہو مگر غیور تیغزن گھر گیا ہو جب وہ بلوے مین گھرا تو
اُسنے رفقا سے کہا کہ مقام افسوس ہو اگر مین ایسا جانتا تو خدمت رستم مین جاتا تو عزت و آبرو
پاتا قدر جرأت تو ہوتی جو پہلوان اُنکی خدمت مین گیا اُسکی عزت و آبرو ہوئی ہمنے جیسا کیا ویسا
پایا ای شہریار وہ بہت مایوس ہو رستم یہ سُنکر اُٹھ کھڑے ہوے سماک سے فرمایا کہ مرکب ہمارا
لاؤ اُسی وقت مرکب آیا رستم مرکب پر سوار ہوے رفقا ہمراہ ہولیے گھوڑا اُڑا کر طرف کفار کے
چلے کہ دیکھا جا بجا لشکر مین قرنا ہو رہی ہو سب کا قصد ہو کہ کمر بندی کرین ساتھ اپنے آقا کے جائین
کفار کو اپنی شوکت دکھائین رستم نے کمیدان و رسالدارون کو اپنے سامنے بلایا فرمایا کہ خبردار سب لشکر
تیار نہو مجمع کفار کم ہو اور ای سماک تم پلٹ جاؤ جہان آرا و صہبا قصد نہ کوین مین نہین چاہتا کہ
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑون اسکا ذکر لشکر قبلہ و کعبہ مین ہوگا دست راستی اپنے مقام پر سنینگے
آوازے کسین گے کہ جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑے اُسوقت شرمندگی ہوگی سماک پلٹا
رستم طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت پہنچے کہ غیور تیغزن لڑتا ہوا باہر نکلا ہو مگر سب گھیرے
ہوے ہین اختران حکم دے رہا ہو کہ اسکا سر کاٹ لو میرے سامنے یہ سرکشی ای غیور بہتر یہ ہو کہ
اب بھی راہ پر آؤ جھک کر مجھ سے ملو خبردار ایسا نہو کہ تم مارے جاؤ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤ
کہ نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی۔ نعرہ رستم

ارشد اولاد امیہ عرب
اگر تیغ کین برکشم از غلاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
تزلزل فتد درمیان مصاف
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

اور آواز دی او اختران مردان عالم سے مقابلہ کر کیا غیور کو تو تنہا سمجھا ہی یہ ہمارا رفیق
بلکہ شفیق ہی اسنے جو کلمات حسرت کے ہم اسکی مدد کو آئے گینڈا بڑھا ہمارے مقابلہ مین
آ جب تجھکو حال کھلے کہ مردان عالم کیسے ہوتے ہین یہ کہکر رستم نے شمشیر زنی شروع کی جو پہلوان
سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ واصل جہنم ہوا رستم کے لشکر مین آتے ہی تہلکہ پڑگیا ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا کہ طلسم کشا آگئے اب البتہ مشکل پڑیگی کہ اختران کو للکار کر رستم لڑتے ہوئے
چلے جب اختران کے قریب پہونچے چاہا کہ مقابلہ اختران مین جاوٴن کہ اختران نے اپنے
سپاہ و سالار لشکر یعنے سوہان ببر دندان کو اشارہ کیا کہ جا اور سر رستم کاٹ کر لے آ آج انکو
طلسم کشائی کا مزہ چکھا سوہان ببر دندان یہ سنکر گینڈا جمکا کے سامنے آیا رستم نے دیکھا
کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا جمکا کے سامنے آیا ہی اور پکار کر کہ رہا ہی کہ
اے رستم وقت اے طلسم کشاے ہفت پیکر یہ سر مد خیال سکندری ہی ہر ایک کے رگ و ریشہ
مین جرأت بھری ہی اب آپ میرے مقابلہ مین آیئے کہ لطف جرأت اٹھایئے یہ کہکے قریب
رستم آیا اور وار نیزہ کا کیا رستم نے ڈانڈ کو تلوار سے قلم کیا سوہان گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور خبردار خبردار کہہ کے وار کیا رستم نے صاف بے آسیب سپر تلوار کو رد کیا جو وقت سوہان تلوار
مار کر لیتا تیغہ ہفت جوہر کو رستم دلاور نے نیام انتقام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا چمک کر جو تیغہ ہفت جوہر گرا سپر کو دو ٹکڑے کیا سر کو کاٹ کر وہ تیغہ گرا خود و زرہ کو کاٹ
تیغہ یا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا تنگ کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا سوہان کا مارا جانا کہ تمام لشکر
مین غریو برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ رستم نے ایک وار مین دیو کو مارا کیسے
عفریت کو للکارا بہادر اور جوان مرد ایسے ہوتے ہین اختران نے جو دیکھا کہ سوہان ایسا
پہلوان اس آسانی سے مارا گیا اور رستم دلاور آمادہ حرب و پیکار ہین قاتل کپتان نامدار
ہین لشکر مین جسپر جا پڑے اسکے دو ٹکڑے کیے گھبرا گیا علمدار نے سوہان کو کشتہ دیکھکر

فیل کوہ پیکر کو بڑھایا اور آواز دی ای رستم میرے مقابلہ مین آ ؤ منعم علمدار لشکر اختران فیل زور بھرا ہوا مین اڑاتا ہوا علم ضلالت شیم کو جھکاتا ہوا ہاتھی کو چھیڑا اور مقابلہ مین رستم کے آیا خبر دار خبر دار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پہلو تہی کر کے ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور خبردار خبردار کہکر الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور علمدار پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم و علمدار و فیل کوہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج کفار جو سرنگون ہوا بس لشکر کفار پر علم غم و مصیبت گرا اختران نے جو سوبان اور علمدار کو کشتہ دیکھا بہت غصہ آیا اپنے گینڈے کو بھگا کر جانب رستم چلا رستم علمدار کو مار کر طرف فوج کے حملہ آور ہوے ہین کہ پشت پر سے کراہنے کی آواز آتی ہی پلٹ کر جو دیکھا تو غیور تیغزن زخمون مین چور چور ہے مگر وہی جرأت وہی شوکت ہی کوئی جو تیغہ مار دیتا ہی تو منھ سے آہ نکل جاتی ہی گینڈے پر کھڑا جھوم رہا ہے اور بصد حسرت شاطر جو ساتھ ہی اُس سے کہ رہا ہی کہ مقام افسوس ہی کہ رستم میری مدد کو آئے اتنا بڑا احسان کیا مگر حیف ہی کہ مین نے اُنکا جمال جہان آرا نہ دیکھا ای شاطر رستم دلاور سے کہدینا کہ غلام آپکے دیدار سے محروم رہا افسوس ہے کہ حضور سے میرا سامنا نہوا کہ مین جمال عدیم المثال کو دیکھ لیتا رستم گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے اور شانہ پکڑ کر فرمایا ای برادر نہ گھبراؤ ہم خاص تمھین کو دیکھنے آئے ہین — ماشاء اللہ ماشاء اللہ کس جرأت اور دلاوری سے لڑے ہو ہزارون مین اکیلے گھر گئے تھے مگر خوب لڑے شکر ہی کہ ہم آگئے جب ہرکارون نے ہمسے بیان کیا کہ غیور تیغ زن ہزارون کے بلوہ مین گھر گیا ہی اور آپ کو یاد کر رہا ہی اُسی وقت ہم اپنے لشکر کو چھوڑ کر اس سمت کو چل نکلے شکر ہی کہ پروردگار عالم نے وقت پر پہونچایا اور تمکو زندہ پایا رستم یہ کہ رہے تھے کہ اختران لڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ رستم غیور سے باتین کرتے ہین غیور نے جو رستم کو دیکھا گینڈے سے اپنے کود پڑا قدمون پر گر کر بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا رستم نے فرمایا کہ مین نے تمپر کیا احسان کیا شکر کرو خداوند عالم کا کہ تم کو مسلمان کیا پروردگار نے راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا کہ اختران نے للکار کے کہا او پسر حمزہ آ مجھ سے مقابلہ کر وہان کھڑا ہوا کیا باتین بنا رہا ہے اور بڑھ کر ہاتھ

تلوار کا وار رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تیغہ ہفت جوہر کا کیا عجب کر جو تیغہ گرایا تو قبۂ سپر پر جھکا تھا یا زمین پر آکر بوسہ دیا لشکر مین غریو بلند ہوا کہ مارا اختران فیل زور کو طلسم کشا نے غیور تیغ زن بھی مصروف جنگ ہوا فوج اختران نے شکست کھائی صبح ہوتے ہوتے رستم مظفر و منصور پلٹے کل بڑاؤ اختران کا لوٹ لیا غیور تیغ زن کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے فتح و فیروزی کے بجواتے ہوے داخل لشکر ظفر پیکر ہوے بارگاہ آراستہ کی گئی رستم اور غیور تیغ زن آکر جلوہ افروز ہوے غیور کے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے سر غیور کا اپنے زانو پر رکھا غیور نے آنکھیں کھول کر اپنا جو یہ مرتبہ دیکھا سر کو زانو سے اُٹھا کر شکریہ ادا کیا ساٹھ ہزار کا لشکر غیور تیغ زن آچکا ہی تمام افسران فوج کو بلا کر کہا کہ دیکھو یار وا فسر ایسے ہوتے ہین کیا آبرو کی ہو اپنے ہاتھ سے ٹانکے زخموں مین لگائے اور مجھ سے کس شفقت اور مہربانی سے پیش آئے یہ باتین کر رہا ہی کہ رستم نے فرمایا ای غیور اب تم شفاخانہ مین جاؤ ہم کل یہان سے کوچ کرینگے کسوجہ سے کہ قبلہ و کعبہ وہان بہت گھبرا رہے ہونگے غیور نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا مناسب وقت ہو مصلحت پر حکم دیجیے رستم نے شب کو اُسی مقام پر قیام کیا دربار مین کل افسر بھی آکر جمع ہوے جہان آرا اور صہبا یہ دونون بھی آکر شریک صحبت ہوئین خواجہ عمرو اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہین کہ افسران فوج نے رستم سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمایئے کہ چند شعر بیٹھ کر گائین رستم نے جو یہ خواجہ سے کہا خواجہ نے جواب دیا ای نور نظر لخت جگر طلسم ہفت پیکر فتح کر کے بڑی خوشی مین ہو تم خود ہی نہ کچھ گاؤ آج مین تمکو انعام دونگا رستم نے تو یہ سُنکر سر جھکا لیا مگر جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی اور سامنے خواجہ کے دست بستہ آکر کھڑی ہوئی خواجہ تو جہان آرا پر جان دیتے ہین فرمایا کہ ملکہ عالم کیا ارشاد فرماتی ہو جو حکم ہو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا اگر مناسب ہو تو چند اشعار ارشاد فرمایے خواجہ عمرو بہت خوش ہو کر بیچ محفل مین آئے نے زنبیل سے نکالی نئے طریقے سے بجائی اور یہ اشعار آبدار گانا شروع کیے نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدم مین تھا	بن صورت نوا لا لحد کے گلو مین تھا

کیا مزہ ہمارے جگر کے لہو مین تھا ... خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے الجھ گئے ... بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ بھی کیا عروس کوئی ہی کہ رات بھر ... ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا

افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو ... یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا

ہو تند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو + ... آج انتہا کا ضعف صدا شور گو مین تھا

دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد ... مانند دست یار میان عدو مین تھا

تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر ... اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا

مطلب کی بات کہہ نہ سکے اُسنے رات بھر ... معنی بھی منھ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا

منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم ... مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے خواجہ نے کہا فقیر مجھکو کیون بناتے ہو کچھ نقدی دلواؤ یہ کہکے چادر بچھائی ہر طرف سے سرداران رستم دینے لگے مبلغ کثیر جمع ہوا رستم نے جاکر آرام کیا تمام لشکر مین ہلڑ ہی کہ کل یہان سے کوچ ہوگا بوقت سحر رستم نماز پڑھ کے اُٹھے کہ سلطان زرین کلاہ بعد سطوت وجاہ تخت زبرجدی پر سوار ہوا نقارۂ شعاع بجتا ہوا فوج ضیا ہمراہ اس کروفر سے فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا کل فوج مین انتظام ہوا رستم بارگاہ سے نکلے چاہتے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہون تمام فوج ولشکر مسلح و مکمل ہوکر سامنے آئے خواجہ قریب رستم کھڑے ہین کہ سمک عیار قریب رستم آیا خواجہ نے جھڑک دیا فرمایا الگ رہو ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین طلسم کشا نے چاہا کہ مرکب بڑھاوین کل فوج کو جنبش ہوئی بیدون نے چاہا کہ بڑھین سوارون نے باگون پر ہاتھ ڈالا کہ صحرا سے گرد اڑی اتنی بڑی گرد تھی کہ روے آفتاب چھپ گیا طائر بالاے ہوا زمزمہ سرائی کرتے ہوے اڑتے چلے آتے ہین تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار پھٹا رستم نے دیکھا ایک تاجدار بارفیش سفید تخت پر تاج شہریاری سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے پشت پر تمن لاکھ فوج دریا موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پٹکون پر علمون کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم اب اُس بادشاہ نے جو رستم کو دیکھا

کہ مرکب پر سوار ہین ایک عیار دُبلا پتلا طرار و مکار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑا ہی فوراً تخت
سے کود کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر کہا کہ ای شہریار غلام آمادۂ خدمت گزاری ہی مرکب آگے
نہ بڑھائیے رستم نے مرکب روکا اُس تاجدار نے آ کے قدمون کو بوسہ دیا گر دپھرا رستم نے
بمحبت کہا ای بادشاہ عالی جاہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اطلاع دیجیے اور سبب
تشریف آوری فرمایئے اُس بادشاہ عالی نے جواب دیا ای شہریار زرنشان زرین پوش
میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ جواہر پوشان اُسکا لقب ہی مین وہان کا
حاکم ہون اے شہریار حال حقیر کا یہ ہی کہ والد میرے سلطان فلک قدر کہ نہایت ہی
جری اور بہادر تھے اور سخاوت مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے جب وقت انتقال اُنکا
قریب آیا اُسوقت مجھکو تنہائی مین بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا ای نور نظر اے پارۂ جگر تمسے
ہمارا نام ہی بعد ہمارے انتقال کے پہلو مین جو قصر زمردی ہی اُسکو کھولنا مذہبون کی کتابون
سے وہ مکان معمور ہی تم ماشاءاللہ صاحب علم و فضل ہو اُس قصر کے پہلو مین ایک طاق ہی
اُسکی پیشانی پر نام لکھا ہی بانیان عجائب و غرائب نے اُس طاق کا نام طاق اسرار جواہر نشان
رکھا ہو اُس طاق مین ایک کتاب ہی کہ نام اُس کتاب کا اسرار بقراط ثانی ہی جب اُس
کتاب کو کھولوگے تو حال حقیقت مذہب کھل جائے گا حقیت و غیر حقیت ظاہر ہوگی اور
میری لاش کو دفن کرنا جلانہ دینا یہ مسئلۂ اہل کفر و نفاق کا ہی اور ہمارے بزرگون مین
ایک حکیم تھے کہ اُنکا علیم سقراط ثانی نام تھا وہ اُس کتاب کے مصنف ہین مین مضمون
اُس کتاب کا پڑھکر مسلمان ہوا ہون یہ کہکے انتقال فرمایا مین نے اُنکا دفن و کفن کیا جو طریقے
کہ اہل اسلام مین ہوتے ہین اُسکا کاربند رہا اور والد کو دفن کرکے اُس کتاب کو کھولا تو وہ مضمون
اُسمین پائے کہ جسکے سبب سے زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا لیکن جانتا تھا کہ
کہ اگر میرا مسلمان ہونا ظاہر ہوگا تو بقراط ثانی یہ بدی پیش آئیگا اپنی سرحد سے نکال دیگا سلطنت
جائیگی اپنے مذہب کو ہمیشہ مخفی کیا اور اُس کتاب کو پھر دیکھا تو اُسمین یہ لکھا پایا کہ ای زرنشان
زرین پوش خدمت طلسم کشا مین جاکر حاضر ہونا اپنے ملک مین اُس شہریار کو لانا سب احوال
تجھپر ظاہر ہو جائیگا طریقۂ اسلام سے ماہر ہوگا غلام خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہی کہ آپ

اس ویرانے کو اپنے جمال باکمال سے منور و مزین فرمایئے تاکہ موجب سرفرازی غلام کا ہو
اور جو جو کہ مشکلین ہونگی وہ آپ کے قدمون کی برکت سے دفع ہو جائینگی لشکر کو اسی مقام پہ
چھوڑیے آپ تنہا میرے ساتھ تشریف لے چلیے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہوگی رستم
اُسی وقت بادشاہ کے ساتھ ہوے خواجہ عمرو نے روکا بھی کہ ای نور نظر ایسا نہو کہ کوئی
تمھارے ساتھ مکر کرے رستم نے جواب دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اس سے کوئی مکر نہوگا اور
اگر ہوگا تو حافظ حقیقی بچانے والا ہے زرنشان زرین پوش نے رستم کو تخت پر سوار کیا
آپ پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا فوج کو پشت پر کیا اس اعزاز و اکرام سے لیکر چلا کوئی بارہ کوس
کا راستہ طی کیا ہوگا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوا ہزارہا بندگان خدا کو دیکھا کہ لباس فاخرہ
پہنے ہوے در قلعہ پر براے استقبال کھڑے ہین سب نے رستم کو سلام کیا اور قدمون
کی خاک لیکر آنکھون سے لگائی باعزاز و اکرام تمام زر نثار کرتے ہوے قلعہ مین لائے
جب رستم قلعہ مین آئے تو دیکھا کہ رعایا آباد اہل شہر دلشاد دوکانین کھلی ہوئی ہین
خرید و فروخت ہو رہی ہے تمام دوکاندار اپنی اپنی دوکانون سے اُٹھے سب نے رستم کو
سلام کیا اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج کا روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے طلسم کشا نے
ہمکو سرفراز کیا ہمنے اپنی تقدیر پر ناز کیا اس تکلف سے لیکر در دارالامارہ پر آیا چوبدار
یساول جو حاضر تھے براے تسلیم خم ہوے رستم اندر بارگاہ کے آئے شاہ نے رستم کو تخت
پر بٹھایا آپ کرسی پر بیٹھا پھر اُس کتاب کو منگایا کتاب کھول کر رستم کو دکھائی رستم نے
جو پڑھا دیکھا تو مضمون لکھا تھا ای طلسم کشا تم نے ہمکو بہت شاد کیا کہ یہان بلا تکلف
چلے آئے اب یہان رہو حالات ہمارے انتظام کے دیکھو شاہ نے کل سامان عیش و نشاط
مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر خدمت ہوے
ایک نازنین شوخ و شنگ محفل مین آکے حاضر ہوئی اور بہ ناز یہ اشعار عاشقانہ
بہت ہی لطف سے گانا شروع کیے۔ نظم

کھل گئی ہر ہر گھڑی مجھکو وہ افسون یاد تھا	خندۂ زنجیر سامان مبارک باد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورون کو قید	مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا

کم نہ تھی زخم جگر کی ایک دم خندہ گی ۔۔۔ خاطر دشمن کی صورت بے سبب بھی شاد تھا
مدتوں تک اپنے ہم جنسوں سے بھی چھٹتا رہا ۔۔۔ طائر جان حزین اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہوں بھاتا ہی وہ مجھکو انفعال ۔۔۔ جو تری خاطر مین اے ظالم ابس بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے پھر پرواز کی ۔۔۔ طائر خائف کی صورت آشیان برباد تھا
خشکی اعضا نے دونوں کو برابر کر دیا ۔۔۔ مین ادھر محجوب شرمندہ اُدھر فصاد تھا
خاک گلزار جہان مین جی بہلتا اے نسیم ۔۔۔ دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا

دوپہر رات تک وہ جلسۂ عیش ونشاط رہا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری شاہ نے رستم سے عرض کی اب حضور آرام فرمائین رستم کو لیکر ایک بارہ دری مین آیا چھپر کھٹ وہان آراستہ تھا اُس پر رستم کو لٹایا چاہا کہ خود بیٹھ کر پانون دبائون رستم نے قبول نہ کیا بادشاہ اُٹھ گیا رستم نے آرام فرمایا چار خدمتگار چپی پر رہے رستم سو گئے صبح کو جب اُٹھے دیکھا وہی بادشاہ سرہانے آئینہ لیے کھڑا ہی کہ رہا ہی یہ آئینہ بھی حاضر ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے مگر خاموش اُس بادشاہ نے جھک کر سلام کیا عرض کیا اے شہریار آئینہ ملاحظہ فرمایئے رستم نے آئینہ دیکھا بغل گیر ہوے بعد انفراغ حاجت باہر تشریف لائے دربار تمام آراستہ تھا رستم نے تخت پر جلوہ فرمایا کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا وسلام کے عرض کی کہ اے شہریار بیرون قلعہ نقابدار رنگگون پوش تین لاکھ فوج ہمراہ لیے کھڑا ہی اور یہی کہ رہا ہی کہ زرفشان زرین پوش سے جاکر کہو کہ ہمارے مقابلہ مین آوے بادشاہ اُٹھا رستم نے کہا کہ ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر اُٹھے زرفشان زرین پوش نے افسران فوج کو ساتھ لیا رستم بھی سوار ہوکر باہر قلعہ کے آئے دیکھا ایک نقابدار رنگگون پوش گھوڑے کو جہمیز کر رہا ہی اور ایک شاطر بلائے روزگار پہلو مین نقابدار کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کونسا ایسا دلیر ہی کہ مقابلہ مین ہمارے نقابدار کے آئے نام اُن جوانان گذشتہ کا مٹا دے اور نام اپنا اس رزمگاہ مین روشن کرے زرفشان زرین پوش نے جو یہ لاف وگزاف سنے طرف اپنے افسرون کے دیکھا نعمان ہزبر سوار کہ سپہ سالار لشکر ہی اُسکو اشارہ کیا نعمان گھوڑا بڑھا کے سامنے

شاہزادہ رستم کے آیا اور عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے یہ نقابدار بہت لاف وگزاف کرہا ہی اسکو جواب دون شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ نعمان گھوڑا بڑھاکر میدان کارزار مین سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار نے بعد چند ملعون کے نیزہ نعمان کا ہوائی کیا نعمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نعمان نے جو تلوار لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار نعمان کی ہٹ ہوئی نقابدار نے پنجہ کلاوری بڑھاکر نعمان کی کلائی تھامی ایک جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ سے نعمان کے نکل گئی اُسوقت نقابدار نے تیغۂ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا اور اس کس سے ہاتھ مارا کہ نعمان کے دو ٹکڑے ہوے اُسوقت نقابدار نے مرکب پھیرا اور پکارکر آواز دی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی آج تمنے اپنے تئین میرے ہاتھ سے بچایا مگر کل کہان جاؤگے میرا وقت گذر گیا مین لڑ نہین سکتا کل سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار پلٹ فوج کو اپنی لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا رستم اس مقابلہ کو دیکھکر بہت گھبرائے فرمایا ای بادشاہ عالیجاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ یہ میرے مقابلہ کا خواہان ہوا مین کیا تامل کرتا یہ کیا کہکر پلٹ گیا کہا ذہن مین اپنے سمجھا اگر یہ ٹھہرتا تو مین ابھی مقابلہ کو جاتا مجھکو یہ کیا طعنہ دے گیا کیا مین اس سے کسی طرح کم ہون زرنشان زرین پوش نے عرض کی کہ ای شہریار یہ مقدمات طلسم خیال سکندری ہین اب یہان سے چلیے غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے جو کچھ یہان کے معاملات ہین وہ آپ پر واضح ہونگے رستم کو سمجھاتا ہوا بادشاہ دارالامارہ مین آیا مگر رستم کے چہرہ سے آثار ملال پیدا ہین تیوریون پر بل پڑے ہوے ہین دمبدم یہی فرماتے ہین ای زرنشان زرین پوش تمنے ہمین محجوب کیا جسوقت نقابدار نے آواز دی تھی اگر ہم جانتے کہ وہ ہمارا جویا ہی تو پہلے ہم ہی مقابلہ مین جاتے اور اُسکو جواب دیتے اُسکا طعن وتشنیع کے ساتھ یہ کہنا ایسا قلب پر ناگوار ہوا ہی کہ گویا کسی نے ایک تیر قلب پر مارا زرنشان زرین پوش نے بہلاکر رستم کو تخت پر بیٹھایا ارباب نشاط کو حکم دیا کہ رقص و سرود شروع ہو ایک نازنین تڑپ کر سامنے آئی اول جام شراب پیش کیا بعد اُسکے سامنے کھڑی ہوئی اور بعد تکلف یہ اشعار عاشقانہ بہ ناز و انداز گانا شروع کیے

نظم

یار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا
دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے ڈھونڈھتا ہوں پر نہیں معلوم کیا جاتا رہا
دم شب فرقت میں نکلا منتوں سے موت کے اب تو تیرا بھی وہ احسان جفا جاتا رہا
اسقدر آنکھیں ملیں میں نے ہجوم شوق میں پاؤں سے اُس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا
ہے تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو مرگیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا
کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اُسے کیا خاک میں لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی کی بہکی گفتگو ہائے عرض شوق سے سب مدعا جاتا رہا
مجھ سے وہ اُس سے میں لپٹا از دیاد شوق میں یاں لحاظ وضع واں پاس حیا جاتا رہا
تم رقیبوں سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا اب ہمارا آپ کا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلہ اسکا خلاف وضع دونوں ہو گئے ضبط مجھ سے تمسے انداز جفا جاتا رہا
عالم پیری مبارکباد مدفن ہو نسیم ولولے ٹھنڈے ہوے وہ حوصلا جاتا رہا

دوپہر تک تو یہ محفل عیش و نشاط رہی دوپہر کو زرنشان زرین پوش نے عرض کی کہ اب حضور آرام فرمائیں شب کو جلسہ ہوگا رستم اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری میں آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا خواجہ بھی قریب رستم کے سوئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی کسی انسان کی آواز کان میں نہ آئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ ای عمّ نامدار یہ کیا اسرار ہی کہ کسی کی آواز نہیں آتی فرا باہر نکل کر دیکھیے کہ زرنشان زرین پوش کہاں ہی کیا معرکہ درپیش ہی خواجہ باہر نکلے دار الامارہ مین خاک اڑ رہی ہی کسی وزیر اور امیر کا نشان نہیں خواجہ گھبرا کر باہر دار الامارہ کے نکلے دیکھا کہ شہر مین سناٹا پڑا ہی دوکانیں سب بند مکان کھلے ہوے پڑے ہیں کہیں کسی انسان حیوان کا پتا نشان نہیں پلٹ کر رستم سے عرض کی کہ ای شہریار اتنے عرصہ تک ہم آپ سوئے کہ سارا شہر خالی ہوگیا سب لوگ نہیں معلوم کہاں چلے گئے شہر مین دوکانیں بند پڑی ہیں مکان رعایا کے ویران ایسا بھی کوئی نہ ملا کہ جس سے حال دریافت کریں رستم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے کہ یہ معرکہ کیا ہی نکل کر جو دیکھا تو کسی آدمی کا مطلق نشان نہ پایا گھبرائے ہوے اصطبل میں آئے دیکھا تو کوئی

مرکب بھی اس مقام پر نہین ہی مگر مرکب رستم یعنے استرِ مالا کبود فرنگی ایک جانب بندھا
کھڑا ہی زین و لجام بھی سامنے رکھا ہی رستم نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے کہا کہ اے
نور نظر یہ لوگ مکار تھے بطور مہمانی لائے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اب یہان سے جلد نکلو اپنے
لشکر مین چلو اور وہان سے کوچ کرو لشکر مین صاحبقران کے چلو مجھکو بڑا تردد اس امر
کا ہی کہ صاحبقران زمان بمقابلہ ہفت پیکر فروکش ہین نہین معلوم وہان پر کیا گذری
تمھارے واسطے گھبراتے ہونگے رستم مجبور ونا چار پشت مرکب پر سوار ہوے شہر سے
نکلے گلی کوچہ کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین حیران و پریشان
ہین کہ اگر کہین کوئی ملتا تو اُس سے حال دریافت کرتے کہ رعایا پر کیا گذری بادشاہ
کہان گیا خواجہ نے کہا بس اب بہتر یہ ہی کہ جلد اپنے لشکر مین چلین کس سے یہان
دریافت کرین ذی حیات کا یہان نام ونشان تو پایا نہین جاتا بادشاہ کا اول تو وہ خلق
ومروت یا یکایک یہ چشم پوشی بڑے تعجب کا مقام ہی رستم اور خواجہ گھبراتے ہوے باہر
شہر کے نکلے لیکن خواجہ نہایت ہوشیار چلے آتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باغی او
مکار ساربان زادے کہان جاتا ہی خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہو جاؤن زنبیل
پاتھ ڈالا گلیم نکالتے تھے کہ پنجہ کمر مین پڑا ایک ساحر خواجہ کو اُٹھا کے چلا عمرو نے آواز دی
کہ ای نور نظر ای فرزند صاحبقران خوش سیر مجھکو یہ ساحر لیے جاتا ہی دیکھون کیا رنگ ہو
رستم نے ہر چند مرکب دوڑایا مگر خواجہ کو نہ پایا وہ ساحر خواجہ کو لیکر قندیل فلک ہوا موج
ہوا سے خواجہ بیہوش ہو گئے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے ایک باغ مین اُترا اور ہوشیار
کر کے کہا کہ کیون ساربان زادے تیری قضا یہان لائی ہی مین ابھی جلاد کو بلا کر قتل کراتا ہون
اب کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا خواجہ منتین کرنے لگے ساحر نے کہا تمھاری ان
باتون کو کب مانتا ہون تمھارے کہنے کو سراسر خلاف جانتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ارے
کوئی حاضر ہی کنج باغ سے ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے سامنے آیا اور
سختی سے پکار کر آواز دی ای قہار فیل زور آج کیا سبب تھا کہ مجھکو یاد فرمایا قہار نے
کہا یہ ضرورت تھی کہ اس ساربان زادے کو قتل کرو یہ وہ شخص ہے جسنے نام ساحران

پردہ دنیا سے مٹا دیا شمشش و مامہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور کسی کا زور نہ چلا
اگر مین نے یہ گمان کیا کہ اس مکار کو گرفتار کر لیا جلد اسکو قتل کرو اس زنگی نے ہاتھ خواجہ کا
پکڑ کر کھینچا گردن پر کولے کا خط دیا خنجر کو کھینچ کر کھڑا ہوا اُسوقت خواجہ کی اشکباری اور
بیقراری خیال کرنا چاہیے اُسی حالت بیم و یاس مین بحضور قلب بلک بلک کر کہا کہ ای
خالق بے نیاز ای رب کارساز اس میری مشکل کو تو ہی آسان کرنے والا ہو نظم

شد چو از نور ظہور ایزدی اظہار روح	بر عبادت گشت روز اولین اقرار روح
زندہ دل مردی کہ پیش از مرگ مرد اندر جہان	گیرد از خاک تن خاکی ہمیشہ کار روح
ہست ابر رحمت حق ہر زمان گوہر فشان	تازہ رو گردد بہ بستان بدن گلزار روح
بندگی کن بندگی ایصاحب صدق و صفا	دور گردد تا ازین صیقل ہمہ زنگار روح
محرم راز حقیقت ہست مرد حق پرست	کاشف سر الٰہی واقف اسرار روح
دل ز سودای محبت سود حاصل میکند	گرم ساز دگرمی سوز دروں بازار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آنکہ	دور دارا زہمہ ہی آسیب تن و آزار روح

خواجہ درگاہ باریتعالے مین دعائین مانگ رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای خالق ای
مالک ای رب کارساز ای داور بے نیاز تو اس بلا کو مجھ سے دفع کر لیکن قہار اشارہ
کر رہا ہی کہ جلد اسکا سر کاٹ لے خبردار مہلت نہ دینا ایسا خنجر پڑے کہ ایک ہی ہاتھ مین
سر اسکا جدا ہو یہ بڑا ظالم عیار ہی اور خواجہ پکار رہے ہین ای پروردگار عالم میرے اور
تیرے وعدہ ہو چکا ہی مین نے ابھی اس بری چیز کو یاد نہین کیا پھر یہ کیا صورت ہی مجھکو حیرت ہی
تو مالک بے نیاز ہی رب کارساز ہی لیکن یہان جلاد خنجر لیے کھڑا ہی چاہتا ہی کہ خنجر مارون خواجہ
بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی چند سوار دوڑے
ہوے آئے کہا ای قہار۔ نقابدار رنگگون پوش آتا ہی یہ تو کسکو قتل کرتا ہی خبردار
اس شخص کو قتل نہ کرنا نقابدار بہادر کے بہت خلاف ہوگا قہار نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا
سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر نہ مانیگا تو بہت پشیمان ہوگا خواجہ سرنگون بیٹھے ہین آنکھون سے
آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری ہی کہ خواجہ کے کان مین سم مرکب کی آواز آئی نقابدار

گلگون پوش تیغہ برق تاب کھینچے ہوئے چمنستان کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جب قریب
پہونچا کہا کیون قہار ہمارے حکم کو تو نے نہ مانا اب مین تجھکو کیا سزا دون یہ کہکے قریب پہونچا
اُسوقت قہار نے ہاتھ باندھکر کہا حضور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ملک کے ملک ویران کردیے
لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ قتل نہوا تو بڑا فساد
برپا کریگا نقابدار نے یہ سُنکر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ قہار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون
سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو نامرد نے ہمارا حکم نہین مانا اُسکا آخر یہ انجام ہوا خواجہ
نے جو یہ مہربانی نقابدار کی دیکھی عرض کی کہ اے نقابدار بہادر آپ نے بڑا احسان
کیا کہ اس ظالم کو مار کر میری جان بچائی جب تک کہ زندہ ہون اس آپ کے احسان سے
سر نہ اُٹھاؤنگا اب اتنی آپ اور مہربانی فرمائیے کہ تھوڑی دیر میری خاطر سے یہان تشریف
رکھیے اور تو کوئی خاطرداری آپ کی بیان کر نہین سکتا ہان چند شعر مین گاؤن آپ سن لیجیے
یقین ہی آپ سُنکر بہت خوش ہونگے اور طبیعت آپ کی مسرور ہوگی نقابدار نے حکم دیا
کہ فرش آراستہ ہو مسند درست کیجائے فوراً آدمیون نے حکم کی تعمیل کی نقابدار اُسپر
بیٹھا کہا ہان خواجہ اب تم گانا سناؤ خواجہ نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے نقابدار گلگون پوش
کے بہت خوش الحانی سے گانا شروع کیے۔ **نظم**

ہر گھڑی کرتی ہے غل محرومی تقدیر کا — اشک تر کسنے چرایا دیدۂ زنجیر کا
خون پلایا جب ہوا دایہ سے سائل شیر کا — نوک پستان نے مزہ بخشا سنان تیر کا
درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین — لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان تیر کا
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے — سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
بھید قاتل کا کہین کیونکر زبان رکھتے نہین — ہر دہان زخم گویا ہے دہن تصویر کا
شوخیان وحشت دکھاتی ہر نئے انداز سے — چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا
رات دن اب تو گذرتی ہی بڑے آرام سے — ممنون احسان ہے مری فریاد بے تاثیر کا
بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی — بوجھ بالاے لحد ہے چادر تنویر کا
جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند — کیا اثر رکھتا ہے افسانہ مری تقدیر کا

مر گیا مین ذبح سے پہلے وہ راحت دوست تھا
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین
وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہو چکے
جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ
صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہی موئے سفید
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی
تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم

کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا
قطرۂ خون بنگیا چھالہ مری شمشیر کا
وصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا
کوچ کا یہ وقت ہو موقع نہین تاخیر کا
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا
آکے جم جاتا تھا میرے منھ مین قطرہ شیر کا
حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے نقابدار نے کہا کہ اے شاہنشاہ اوج عیاری تم اس فن مین کامل ہو لیکن طلسم کشا سے کیونکر جدا ہوے خواجہ نے حال ساحر کے اوٹھالانے کا اور طلسم کشا سے جدا ہونے کا بیان کیا نقابدار نے کہا کہ جسدن میرے اور اونکے مقابلہ پڑیگا ساری طلسم کشائی بھول جائینگے افسوس ہی کہ رستم نے اور پہلوان کو میرے مقابلہ مین بھیجا خود قریب تخت زرفشان زرین پوش کھڑے رہے مقام افسوس ہو کہ میرے اونکے مقابلہ نہ پڑا مین نے دور سے دیکھا اونکی جرأت کی بڑی تعریف مشہور ہی خیر حال کھل جائیگا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی وہ عجائب و غرائب یہان نظر آئینگے کہ ساری فتاحی طلسم ہفت پیکر بھول جادینگے عمرو نے کہا اے نقابدار بہادر درحقیقت آپکا مثل و نظیر نہین ہی کس زور و شور سے نعمان کو مارا کہ سب دیکھنے والے دنگ ہو گئے اگر آپ ٹھہر کر سبارز طلبی کرتے تو سوائے رستم کے اور کوئی مقابلہ مین نہ آتا آپکو بھی حال کھل جاتا نقابدار نے کہا خواجہ اب آپ یہان تشریف رکھیے مگر جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا مین شکار کھیل کر آتا ہون یہ کہکے نقابدار نے چند رفیق یہان چھوڑے اونسے بھی کہدیا کہ خواجہ کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ کہین چلے جائین آپ پشت مرکب پر سوار ہو کے بیرون باغ نکلا واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا خواجہ باغ مین بیٹھے باتین بنا رہے ہین لیکن رستم بعد غائب ہونے خواجہ کے بہت گھبرائے شکار ہین

مصروف ہوے جو آہو سامنے آیا اُسکو تیر سے مار کر گرا دیا چند طایر شکار کیے جو لایق شکار بند
مین باندھنے کے تھے اُنکو شکار بند مین باندھ لیا شکار کھیل رہے ہین لیکن بسبب تنہائی کے
گھبراتے ہین ایک مقام پر ایک آہو کو دیکھا اُسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا ایک مقام پر
آکر اُسکو شکار کیا شکار کر کے آہو کو بقربانی پہونچایا اب متردد کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک آہو کو دیکھا کہ لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی پُٹھے پر تیر پڑا ہوا ہو مگر تیر اوچھا پڑا ہے
رستم نے جو اس آہو کو آتے دیکھا کمان کیانی ہاتھ مین تھی نشانہ باندھکر تیر مارا کہ آہو گرا
فوراً مرکب سے کودے اُسکو بھی بقربانی پہونچایا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی تیر و کمان ہاتھ مین چہار جانب دیکھتا ہوا
کہ میرا شکار کیا ہوا دور سے جو دیکھا کہ آہو میرا زمین پر پڑا ہی جھلا کر تیر و کمان پھینک دیا
نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا قریب رستم کے آیا نگاہ جو جمال جہان آرا ے رستم پر پڑی
تو دیکھا کہ ایک جوان ہی بلند بالا صنوبر قد خورشید خد گل بوستان حسن و جمال سرو خرامان
حدیقۂ جاہ و جلال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار آسمان جرأت کے ہلال دونون
عارض مہر آسمان شوکت یکہ تاز میدان جلالت پشت پر سپر پڑی ہوئی موتیون کا اُسپر
جال سپر کہون یا قرص قمر یا بدر جرأت و ہمت ہاتھ ابر فلک سخاوت کان مروت و فتوت
ثابت قدم صاحب شوکت و حشم ہر چند کہ صورت زیبا دیکھکر دل کانپ گیا آنکھون مین
آنسو بھر آئے ٹھنڈا سینہ آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر بناز معشوقانہ غصہ کر کے کہا کہ کیون
او شخص تو نے کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور ہمارے شکار کو صید کیا ذرا بھی جان کا خوف
نہ آیا بہتر یہ ہو کہ اس آہو کو اُٹھا کر ہمارے مقام پر پہونچا دوے رستم نے جواب دیا کچھ
ہم مزدور نہین عقل و فراست سے دور نہین ہم ہرگز ہرگز اسکو نہ اُٹھائینگے سامنے سے
ہمارے ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ تمپر بھی تیر نگاہ ہمارا پڑے یہ کلمہ سُنکر نقابدار نے خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈال دیا اگرچہ جسم کی گرمی سے تمام موے بدن کھڑے ہوگئے لیکن ہلکہ دیکر نقابدار
کو اُٹھا لیا جیسے ہی بلند کیا جھٹکا جو لگا بند نقاب ٹوٹا نقاب چہرے سے گری حسن پر

جو نگاہ پڑی تاب ضبط باقی نہ رہی ایک آہ کی اور کانپ کر زمین پر گر پڑے غش آیا عارض غبار آلود ہوئے ایڑیان خاک پر رگڑنے لگے اُس شاہنشاہ حسن و خوبی کی جو نگاہ رستم پر پڑی دل قبضۂ اختیار سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی فرش خاک پر بیٹھ کر سر کو اُٹھا لیا زانو پر رکھا اپنے دوپٹہ سے چہرے کے غبار کو پاک کیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اشک حسرت عارض تابان پر جو گرے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو ہوش آیا سر اپنا زانوے محبوب پر رکھے دیکھا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچا یا چاہا کہ آنکھین بند کرلون چند ساعت یون ہی لیٹا رہون اُس محبوب کی جو نگاہ پڑی کہ اِس شخص نے آنکھین کھولین اور بند کرلین خیال معشوقانہ نے گھیرا زانو سے سر کو نیچے رکھا برہم ہو کر اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ مرکب پر سوار ہو کر نکل جاؤن دل تردد منزل یار اجازت نہین دیتا کہ اِس مقام سے جاؤن رستم نے اُٹھکر آواز دی ای جان جہان ورے آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ دل ہمارا بیقرار ہی قلب پر کیا اختیار ہی بقول شاعر کے **نظم**

ستم ہی غیر جو اُنپر نثار ہوجائے
کسی کی آڑ ہی مین جان ہار ہوجائے

بتون کا شوق سے دل دوستدار ہوجائے
مری طرف مرا پروردگار ہوجائے

کبھی جگر کو بھی ای درد عشق دے توفیق
شریک حال دل بے قرار ہوجائے

نہان تو دل مین ہوئی ہی کسی کی حسرت دید
جو آنکھ سے نہ کہین آشکار ہوجائے

ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہوجائے

سفید ہوچکی تھین رات کو مری آنکھین
اگر نہ صبح شب انتظار ہوجائے

بتون سے کہدو کہ قابو ہی مین ہے عاشق
خدا نکردہ وہ بے اختیار ہوجائے

اسیطرح کوئی ارمان نکلے سینے سے
کچھ آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہوجائے

علاج اُسکے تڑپنے کا کیا بتاؤن تمھین
جو دل تسلیون سے بیقرار ہوجائے

اُچھال دے نہ اگر اضطراب دل پس دفن
الٹ پلٹ نہ یہ سنگ مزار ہوجائے

کمال عاشق کامل یہ ہو کہ ملتے ہی آنکھ
جلال وہ بت بیگانہ یار ہوجائے

اس رنگ مین جو رستم نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے اور دامن پکڑ لیا ہرچند معشوق مانع و رنگا

جفا کار اور ظلم شعار ہوتے ہین مگر رستم کے یہ اشعار دلخراش سنکر اُسکو رحم آگیا مسکرا کر
جواب دیا کہ ای رستم وقت حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو اور صاحب شوکت وحشم ہو
مگر سمجھو تو یہ صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز لائق ٹھہرنے کے نہین ہی نہین معلوم کہ کیا
افتاد ہو ہمارے پیچھے چلے آؤ اپنے باغ مین چلکر ٹھہرین مقام عیش و فرحت ہی رستم بھی
اپنے گھوڑے پر سوار ہوے وہ مہ جبین اپنی مادیان پر سوار ہوئی آگے آگے مادیان پیچھے
پیچھے اسپ رستم تھوڑی دور چلے تھے کہ چند کنیزین نمایان ہوئین اُنھون نے جو اپنی
ملکہ کو دیکھا ساتھ ہو لین تھوڑے ہی عرصہ مین سو کنیزین اور بشتہائے مرکب پر سوار
نیزہ ہلاتی ہوئین نظر آئین وہ بھی ساتھ ہو لین قریب دو کوس راستہ طی کیا ہوگا کہ دروازہ
باغ کا نمایان ہوا رستم نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی وہ ہوائے
سرد آئی کہ روح نے راحت پائی ملکہ مادیان سے کو دین رستم بھی مرکب سے اُترے ملکہ
نے بہ محبت رستم کا ہاتھ تھام لیا رستم نہال ہو گئے ساتھ ساتھ ملکہ کے اسطور سے چلے
کہ ہاتھ مین ہاتھ پڑا ہوا ہی خرامان خرامان دونون عاشق و معشوق نگاہ شوق سے ایک
دوسرے کو دیکھتے ہوے سیر باغ کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے رستم نے دیکھا کہ ایک
چبوترہ نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہی اُسپر مسند آراستہ ہی فرش بلور کا بچھا ہوا ہی ملکہ نے
رستم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا رستم مسند سے ہٹکر فرش پر بیٹھے کنیزین اپنے اپنے مقام پر
آکر بیٹھین رستم کو ملکہ نے اپنے پاس مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین ملکہ نے مسکرا کر پوچھا
کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی رستم نے جواب دیا اس سرحد کے سنگ ریزے بھی مجھکو
جانتے اور پہچانتے ہین قبلہ و کعبہ کا نام نامی تو ضرور سُنا ہوگا دلزلہ قاف ثانی
سلیمان یعنے حمزۂ صاحبقران ہی مین اُنکا فرزند ارشد فتاح طلسم ہفت پیکر ہون مجھکو
کس مکر سے بقراط ثانی نے اس سرحد مین بلایا بہ عنایت پروردگار کئی قلعے قبضے مین ہے
کتنے ہی سردار مسلمان ہوے لشکر گران قریب قلعۂ زرین بوستان اُترا ہوا ہی اب آیندہ جیسا
منظور پروردگار ہو میرا قصد تو یہ تھا کہ اب لشکر قبلہ و کعبہ مین جاؤن یہ تاجدار پہونچا مجھکو
بلایا یہان وہ معرکے دیکھے جس سے از حد سرگردانی ہی مثل آئینہ حیرانی و پریشانی ہوا یہ رستم

ملکہ کی جانب مخاطب ہوئے اور پوچھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ قلب کو تسکین ہو اُس محبوب مرغوب نے جواب دیا ای شہریار میرا نام ملکہ شہرت گلگون پوش ہی مین نقابدار بنکر آپکے مقابلہ کو گئی تھی یقین ہی کہ اُسوقت آپ کو مقابلہ مشکل ہوتا مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ ایسے وقت پر سامنا ہوا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آخر کو آپکے ساتھ رہنا منظور کیا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ اشرف زنگباری اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار فوج اور بڑے بڑے بہادر وہان ہین یہ خبر اُن سبکو معلوم ہوئی کہ طلسم کشا اس سرحد مین آ گئے ہر ایک کو یہ منظور ہوا کہ جسطرح بنے عقل و ندرت سے کمال و شوکت سے طلسم کشا کو گرفتار کرین اور ہر طرف سے پہلوانون اور ساحرون نے سامنے بقراط ثانی کے دعوی کیئے اکثر آپکے مقابلہ مین آئے بعض مارے گئے بعض مسلمان ہوئے اب بھی ساحرون کو دعوے ہی کہ آپ سے مقابلہ کرین گو ہر اسرار میرے پاس قدرت نے بھیج دیا تھا وہ ہی میرے پاس موجود تھا اگر آپ اُسدن مجھ سے مقابلہ کرتے تو کچھ ہوتا اتنا براہ خیرخواہی عرض کرتی ہون کہ دشمنون کا خیال ضرور ہی رستم نے یہ حال سُنکر فرمایا وہ حافظ حقیقی نگہبان ہی وہی بچائیگا یہ کہکے خاموش ہوئے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گیا چند کنیزان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریائے جواہر مین غوطہ مارکر سامنے حاضر ہوئین شاہزادہ مسند پر جلوہ فرما ہی ملکہ شہرت گلگون پوش پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھی گلچینی گلشن جمال رستم کر رہی ہین دوسرے پہلو مین وزیرزادی ملکہ کی کہ جیسے ستارۂ پہلوے ماہ سمجھا چاہیئے بیٹھی ہی خواجہ اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین اور رستم سے فرماتے ہین کہ ای فرزند دیکھو کیا نازنین ہی حقیقت مین مہ جبین ہی اسکا جمال جہان آرا دیکھکر دل کو بیقراری ہوتی ہی جی چاہتا ہی اسکی بلائین لیلون ترقی حسن کی دعائین دون لیکن خواجہ حیران ہین کہ دیکھیے انجام اس صحبت کا کیا ہو رستم عشق مین بہوت معشوق کے لبون پر مہر سکوت آخر خواجہ نے گھبرا کر ملکہ سے کئی بار کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مقدمہ مین کیا اسرار ہی تفتیش حال مین دل خود بخود بیقرار ہی ملکہ سر ہلا دیتی ہین فرماتی ہین کہ خواجہ گھبرایئے نہین آل صحبت ظاہر ہو جائیگا اب ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر دروازہ بند کر دو خبردار کوئی غیر نہ آنے پائے

کنیزین گئین تھوڑی دیر مین دوڑتی ہوئی آئین بعد دعا کے عرض کی کہ ای ملکہ عالم وای رستم زمان چند باتین ہماری سن لیجیے معاملہ یہ ہی کہ ملکہ عالم کے والد نامدار کا لقب زرنشان زرین پوش ہی جب ملکہ عالم کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا ماہ حسن کمال پر پہونچا تو یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت ہی کہ اُسکو دشت جرأت خیز کہتے ہین وہان ایک پہلوان ہی کہ لقب اُسکا املاک دشت نورد ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا اپنی سرحدین دوسرے پہلوان کا عروج نہین چاہتا جسنے سر اُٹھایا اُسنے جا کر اُسکو زیر کیا اُسکے ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ زرنشان زرین پوش کی بیٹی نہایت حسین و مہ جبین ہی اور تصویر بھی ملکہ کی اُسکے پاس لے گئے اور اُسکو دکھائی چار سو پہلوانان حلقہ بگوش کہ جنکو اُسنے زیر کیا ہی اُنکو رفیق اپنا بنایا ہی اور ساٹھ ہزار فوج رکھتا ہی اُن سب جوانان کار آزمودہ جنگ دیدہ کو لیکر وہان سے چل نکلا اور قلعہ زرین پوشان پر چڑھ آیا زرنشان زرین پوش نے کئی دن جنگ کی ایک دن املاک جھلایا تنہا گرز لیکر گو لون کو روکتا ہوا در قلعہ پر پہونچا بادشاہ ہمارا گھبرایا املاک نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اپنی دختر کا عقد میرے ساتھ کردو ورنہ مین اندر قلعہ کے گھس آؤنگا بادشاہ گھبرا کر باہر قلعہ کے آئے املاک سے اقرار کیا کہ بعد چھ مہینہ کے دختر کو دونگا وہ وعدہ اب گذر گیا اُسکو جو یاد آیا فوج لیکر چلا راستہ کو طی کرکے پہونچا مگر بادشاہ رعایا کو لیکر کہین پہلے سے چلے گئے تھے اسی خیال سے کہ املاک آئیگا تو مین اُسکو کیا جواب دونگا اُسنے جو قلعہ کو خالی پایا اندر قلعے کے گھس گیا کسی ذی حیات کو وہان نہ پایا کہنے لگا کہ ملکہ کو تلاش کرو اور یہ بھی خبر اُسنے سنی تھی کہ زرنشان زرین پوش جا کر طلسم کشا کو لائے تھے اب دختر اُنکی صحرا سے طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے گئی ہین اور وہان صحبت عیش و نشاط برپا ہی یہ سب حال سنکر وہ مع اپنی کل فوج کے چڑھ دوڑا اور یہان پہلوے باغ مین بارگاہ استادہ کرائی آپ بھی وہان اُتر پڑا اور سوارون کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کو سوار کرلاؤ وہ سب کھڑے دروازے پر بدعت کر رہے ہین چاہتے ہین اندر گھس آئین کنیزان سرکاری روک رہی ہین وہ نہین رُکتے کہتے ہین کہ ہمکو حکم ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سوار کرلاؤ چند سوار دروازے پر بلوہ کر رہے ہین باغ میں

اسوقت ہنگامہ ہی اگر مناسب ہو تو حضور اُنکو چلکر روکین ورنہ وہ لوگ اندر گھس آئینگے بے ادبی کرین گے یہ خبر وحشت اثر سُنکر رستم کانپنے لگے فرمایا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا حضور یہ کنیزین سچ کہتی ہین وہ پہلوان نہایت بیباک ہی اگر مناسب ہو چند ساعت کو ہٹ جائیے مین اُسکو سمجھا دونگی رستم تیغہ ہفت جو ہر کو ٹیک کر اُٹھے فرمایا ہم جاکر ابھی سمجھائے دیتے ہین ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہ بڑا ہی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور نہ جائین ایسا ہو کہ بزرگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے جسوقت سے مین نے اُسکا حال سُنا ہی قلب کانپ رہا ہی والدنامدار کے ساتھ تو فوج و لشکر تھا اُسکا کچھ نہ بنا سکے اب میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان کرون۔ **نظم**

یہان تک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا
خراشِ ناخن دیوانگی ہلال ہوا

عروج حسن مین یہ یار کو کمال ہوا
کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا

ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
دعا کو ہاتھ اُٹھے آپ کو خیال ہوا

نہ گھوریے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب ہوگا خوشی گر تجھے ملال ہوا

فروغ زیست ہوا سرکٹا کے صورت شمع
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا

مرا فسانہ ہے مانند مژدۂ دشنام
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا

مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا

نہین ہی حرص سے خالی کبھی مآل بشر
اُٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

بسان آخر روز و بشکل اول شام
وہی عروج مرا ہے کہ جب زوال ہوا

برہنگی سے ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
کہ بعد مرگ بھی ممنون انفعال ہوا

درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہے
جسے زمانے مین کہتے ہین دورِ سال ہوا

کھلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پایمال ہوا

کنار قبر سے لاشہ نے میرے مس نہ کیا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا

بصورتِ ورق گل خزان سے ابتر ہی
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

رستم نے دامن جھٹکا کر جواب دیا ہے ملکہ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو چپ رہنا ہمارا کام نہین ہے اُس بے حیا سے مقابلہ کرین گے سر اُسکا لاکر تمکو دینگے یہ فرماکر رستم بڑھے مرکب پر اپنے سوار ہوے ملکہ شہرت پیچھے پیچھے دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس فرماتی ہین کہ جسطرح اب پشت دکھا کر جاتے ہو اسیطرح پھر آ کر شہہ دکھاؤ بڑے ظالم سے سامنا ہے یہان در باغ پر سواران افلاک چاہتے ہین کہ اندر گھس آئین مگر کنیزان ملک پیچھے کھینچے ہوے روک رہی ہین سواران افلاک نے جو دو چار کو قتل کیا کنیزین ہٹنے لگیں چند سوار جو آئے ہین اُنکا افسر شماس ملقب چرخ گردان سب کنیزون کو ہٹاتا ہوا دروازہ مین گھس آیا پکار کر کہتا ہے کہ تم لوگ کیون جان دیتے ہو جسطرح ہوسکے رستم کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سمجھا کر سوار کرلاؤ کہ شماس نے دیکھا ایک جوان ماہ تمثال شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت گھوڑا دوڑائے ہوے آتا ہے للکارتا ہوا کہ او نامرد آگے نہ بڑھنا تو چند کنیزون کو قتل کرکے بڑا مغرور ہوا ہے کیون شامت آئی ہے شماس یہ سُنکر حیران ہوا جی مین کہتا ہے کہ کیا جوان صاحب جرأت ہے کسطرح اکیلا ہم سب سے لڑنے آتا ہے کچھ جان کا خوف نہین جانکر اپنی جان دیگا میرا کیا کر سکے گا یہ سوچکر گھوڑا بڑھایا ملکہ تو بھاگ کر ایک کمرے مین آئین کنیزون سے کہا اے کم بختو تم بھی جاکر شریک ہو ایسا نہو کہ میرے وارث پر کوئی افتاد پڑے بزرگ تو ہی لکھ گئے ہین کہ ملکہ شہرت گلگون پوش زوجۂ طلسم کشا ہے فلک شعبدہ باز کیا معرکہ دکھارہا ہے کنیزین خود کانپ رہی ہین قدم نہین اٹھتا مگر رستم جو شماس کے سامنے پہونچے شماس نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور تیغۂ ہفت جوہر کو چمکا کر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری اپر سپر کے ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا شماس کو مار کر آگے بڑھے جو سوار سامنے آگیا علف شمشیر آبدار ہوا سواروں کو مار کر باہر نکلے چند سوار جو کھڑے تھے رستم کو دیکھ کر بھاگے ملکہ بالائے قصر سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق بحر و بر ای رب اکبر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا رستم لڑتے بھڑتے

یتغ ہفت جوہر کھینچے ہوے مارتے ہوے چلے جاتے ہین دو چار سو آدمی جو رستم کے
ہاتھ سے مارے گئے اب کوئی قریب نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہین آخر
دربار گاہ املاک پر پہونچے املاک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ رستم کو لائے معشوقہ کو
میری تکلیف نہ پہونچانا مجھپر بڑا اشاق ہی دل اُسکے جمال کا مشتاق ہی کہ نعرۂ شیر کی آواز
آئی پردہ بارگاہ کا گرا املاک نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و نیر شش جہت افروز
جہانداری دفعۃً سامنے سے نمایان ہوے اور آواز دی کہ ای مغرور اُٹھکر مقابلہ کر املاک
نے کچھ خیال بھی نہ کیا رستم قریب املاک پہونچے جب املاک نے دیکھا کہ قریب آ گئے
تو رفقا جو قریب بیٹھے تھے اُنسے اشارہ کیا ارے اس جوان کا سر کاٹ لو جو پہلوان اُٹھا
اور مقابلہ مین آیا رستم نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانون کو قتل کر کے
املاک سے فرمایا او مغرور کیا اورون کے بھروسہ پر آیا ہی املاک اپنے مقام سے اُٹھا
اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا املاک لیٹ
پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر ہکہ مارا کہ سر املاک کا زمین سے مل گیا املاک چاہتا ہی
رستم کو زمین پر پہونچاوٗن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ایسے دو چار ہلکے
مارے کہ املاک پریشان ہو گیا معلوم ہوا کہ ہڈیان ٹوٹین اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہے
تیسرے پیچ پر رستم نے اُکھیڑ مارا کہ املاک چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر
سوار ہوئے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا در شناخت پروردگار چہ میگوئی املاک نے
جواب دیا ای جوان معشوق پر میرے قبضہ کیا مین سر بارگاہ ذلیل ہوا اب مذہب
تیرا اختیار کرون گا مجھ سے ایسا ہوگا یہ سنکر رستم نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی
پر رکھکے ہکہ مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی سب پہلوان بیٹھے دیکھا کیے کسی کا یہ حوصلہ پڑا
کہ اُٹھکر مقابلہ کرتا مثل تصویر بتصویر حیران بیٹھے رہے گویا کسی کے منھ مین زبان نہ تھی سب
اپنے مقام پر بیٹھے رہے کسیکو یہ یارہ نہوا کہ رستم کو روکتا آخر رستم اپنے مقام سے
اُٹھے سر املاک کا شکاربند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوے پکار کر آواز دی ای کافران
بے حیا و ای نابکاران پر دغا ہمنے تمھارے افسر کو مارا اگر کسیکو دعویٰ ہو کہ ہمسے بدلہ لے تو

بسم اللہ ہم موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم سر املاک لیے ہوے بیچ مین سے
لشکر املاک کے چلے ہر ایک افسر سے نگاہ ملاتے ہوے اور یہی نعرہ کرتے ہوے کہ
جسکو روکنا ہو روکے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم اسی طرح گھوڑے
کو اُڑاتے ہوے در باغ پر آئے ملکہ دور سے دیکھ رہی تھین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا
کہ دریاے خون مین نہائے ہوے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہین ملکہ در
باغ سے نکلین رستم گھوڑے سے کود ے ملکہ نے خون جسم کا دوپٹہ سے پاک کیا پوچھتی ہین کہ
ای شہریار جسم پر کوئی زخم تو نہین آیا رستم نے فرمایا ای ملکہ عالم کوئی ایسا دشمن نہ تھا کہ جو ہمسے
ہم نبرد ہوتا بارگاہ مین جاکر املاک کا سر کھینچ لیا کسی نے دخل نہ دیا ہر ایک پہلوان کو ٹوکا
ہر ایک سے سوال کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا ملکہ رستم کو ساتھ لیے ہوے باغ مین آئین لاکر مقام
صدر پر بٹھایا چند کنیزین گرد آکر بیٹھین رقص و سرود شروع ہوا خواجہ عمرو کہ حاضر صحبت ہین
رستم سے فرما رہے ہین کہ ای رستم اب چلنے کی جلدی کرو تمھارے قبلہ و کعبہ گھبرا رہے ہونگے
رستم فرماتے ہین ای عم نامدار آپ نہ گھبرائیے آج شب کو تو یہان بسر کیجیے کل انشاء اللہ کوچ
ہوگا ہمین بھی خیال ہے جدائی کا قبلہ و کعبہ کی بہت بڑا ملال ہے ملکہ نے عرض کیا ای شہریار پروردگار
نے آپ کو حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ گمان تھا کہ چار سو پہلوان اُسکے ساتھ کے ضرور دخل
دینگے مگر آپکا اقبال یاور تھا اور طالع مددگار کہ کوئی دخل نہ دے سکا وہ وقت تو بخیر و خوبی
خدا نے آسان کر دیا اب وقت خوشی کا آیا اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے چند شعار
گائین تاکہ طبیعت خوش ہو وزیرزادی ہماری گلشن افروز بھی گانے مین بڑا کمال
رکھتی ہین خود بھی خوب گاتی ہین لہذا مشتاق کو شاد کیجیے خواجہ خود گلشن کو بنگاہ
محبت دیکھ رہے ہین یہ مژدہ سنتے ہی خوش ہو گئے بیچ مین آکر بیٹھے جوڑی ہفت پیوند
نے کی اپنی زنبیل سے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ نئے رنگ مین گانا شروع کی **نظم**

مبدل بے سبب کب ہی اچھا رنگ رو میرا	کسی کی جستجو مین ہے دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار ونکی شکلین ہین	خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہردم بادہ نوشی کا	جو آنسو ہے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مرجانے والون کو
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت مین
جسے سمجھے تھے اپنا وہ اُسیکو مدعی پایا
اُنھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چین۔ روزہ کو
اجازت تجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون جستجو مین بھی
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے کہ

لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا
جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
اُنھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نہ لے گا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے سب سے زیادہ گلشن افروز نے تعریفین کین جو مقامات تھے اُن مضامون پر تعریف کی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین رستم و ملکہ طرف بارگاہ کے چلے جا کے آرام کیا خواجہ نے خیال کیا کہ گلشن افروز کی ایک ندیم ہی کہ لالۂ ماہ رخسار اُسکا نام ہی ہر مرتبہ ملکہ گلشن افروز اُسی کو پکارتی تھین وہی جا کر پاس بیٹھتی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کی شکل بنائی اور لالۂ ماہ رخسار کو پکارا کنارے لا کر اُسکو بے ہوش کیا لالۂ ماہ رخسار کی شکل بنکر پاس گلشن افروز کے آئے گلشن نے لالۂ ماہ رخسار کو دیکھا لالۂ ماہ رخسار نے آکر ہاتھ گلے مین ڈال دیے اور کہا مین اس صورت زیبا کے صدقے ہو جاؤن خاک پا لیکر توتیائے چشم بناؤن گلشن نے کہا اے لالۂ ماہ رخسار مدت سے ہمارے ساتھ ہو مگر ایسے کلمے کبھی نہ کہے تھے آج کیا ارادہ ہی کہا واری چلکر آرام فرمائیے اب نیند سے حال ابتر ہے یہی بہتر ہے آپکے پائینتی ہم بھی سو رہین گے ہمارا فرش آج باغ مین نہین بچھا ہی گلشن افروز نے ہاتھ لالہ کا تھام لیا

ابھی صحنچی مین آئی خواجہ پانون دبانے لگے اس آرام سے پانون دبائے کہ گلشن سو گئی
خواجہ بھی برابر آکے لیٹے گلے مین ہاتھ ڈال دیے خوب آرام سے سوئے کوئی کنیز کسی کام
کو صحنچی مین آئی دیکھا کہ گلشن افروز کے ساتھ خواجہ سو رہے ہین اُس کنیز نے
باہر آکر کہا چند کنیزین جمع ہوگئین جاؤن جاؤن کرنے لگین ایک سے ایک ہی کہتی ہے
گلشن افروز بڑی بدلحاظ ہی اسطرح ساتھ مردوے کے سو رہی ہی ایک کہتی ہی پہلے سے آنکھ لگی ہوگی
جب تو یہ خوش خوش ہی گلشن کی آنکھ کھل گئی کنیزون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا بی وزیر زادی
صاحبہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی فرمایا کہ صاحبو میاں بیوی سو رہے ہین تم لوگ ایسے
بدلحاظ ہو کہ بلا تکلف چلے آئے کیا اس مضمون سے آگاہ نہین ہو کہ میان بیوی کیونکر سوتے ہین
گلشن افروز نے سر اپنا پیٹ لیا کہا او ساربان زادے مجھکو ذلیل کرتا ہی خواجہ بھاگے
گلشن افروز چیخین مار مار کر رونے لگی رستم کو خبر ہوئی وہان سے ٹہلتے ہوے آئے کہا کہ
گلشن افروز کیون روتی ہو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسکو یون ہی ذلیل
کرتے ہین اب گلشن افروز ناچار ہو کر لیٹی خواجہ عمرو اور صحنچی مین ایک کنیز کی شکل بنکر ایک کنیز
کے پاس سوئے رستم نے بھی آرام فرمایا جسوقت نسیم سحری چلی اور عروس شب نے چہرہ اپنا
گھونگھٹ سے چھپایا شاہ زرین پوش حجلۂ مشرق سے نکلا مسند چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا
تمام دنیا روشن ہوگئی شاہد صبح کے جمال نے تمام عالم کو ضیا بار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی
دیکھا مین اکیلا ایک نخل کے نیچے پڑا ہون خواجہ عمرو سامنے سے آتے ہین فرماتے ہوے
کہ ای رستم وہ باغ کیا ہوا معشوق پری چہرہ کدھر گئی رستم بھی حیران خواجہ بھی پریشان کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا کہ زرنشان زرین پوش مع فوج آکر پیو نچا رستم کو اپنی بارگاہ مین لایا تخت
پر بٹھایا عرض کی ای شہریار آپ شہر سے کیون چلے گئے فرمایا املاک نام ایک پہلوان آیا میرے
ہاتھ سے مارا گیا مین خود بھی اس مقدمہ مین حیران ہون کہ شب کو وہ صحبت عیش و نشاط
دن کو یہ پریشانی ایک نخل کے سایے مین اپنے کو پایا ملکۂ عالم کہان گئین کنیزین
کیا ہوئین مقام افسوس ہے کہان اُنکو تلاش کرون زرنشان زرین پوش نے عرض
کی وہ باغ سیستان مین ہین آپ وہان تشریف لے جائین تو ضرور ملاقات ہو

رستم نے کہا مجکو باغ سیستان بتا دو تو مین اپنے کو اس مقام پر پہونچاؤن خواجہ عمرو واسطے گلشن افروز کے بیقرار ہین فرماتے ہین کہ اس محبوب سے چھوٹنا باعث خرابی ہوا مین کیا کہکے دل کو سمجھاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

بند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا
ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

واے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے
خاصۂ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا

اس تمنا پر فقط مرتے ہین ایجان جہان
حشر مین دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا

اسقدر لطفِ تلون دوستی ہر شی مین ہے
بڑھ کے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی تری دیوار کا

دور ابھی چندے ٹھہری صدمۂ درد فراق
وصلہ نکلا نہین ہے خاطر غمخوار کا

کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز
پیش ہی ہمکو سفر اک منزل دشوار کا

اس فریبِ کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے
کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا

آج سب کھیلائین دامن جسقدر محتاج ہین
امتحان کرنا ہے ہمکو چشم گوہر بار کا

دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم
آج کچھ عالم دگرگون ہے دل بیمار کا

زرفشان زرین پوش نے رات بھر جلسہ آراستہ رکھا خواجہ گایا کیے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا رستم مقام صدر پر جلوہ فرما ہین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب مشکین چہرۂ زیبا سے اٹھائی شاہنشاہ زرین پوش کاشانۂ مشرق سے نکلا مجنون روز نے مقام اپنا دشت لجہ روشن مین کیا رستم مقام صدر سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے رفقا گرد آکر متمکن ہوے رستم سیر صحرا دیکھ رہے ہین یکایک صحرا پر بہار ہونے لگا اور عروسان چمن نے لباس سبز پہنے غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرین موج مارنے لگین حبابون نے براے نظارۂ صحرا آنکھین لگا دین دیکھ رہے ہین کہ صحرا کی رونق بڑھتی جاتی ہی نسیم عنبر شمیم چلی جہان آرا جو خیمہ سے نکلین نکلتے ہی دروازے پر خیمہ کے آئین کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے فرمایا صاحبو بہار صحرا کو دیکھو کس جوش پر ہی دیکھو عروسان چمن نے نکھار کیے سبزہ بیگانہ وار ہی مگر کیا سبز بختی کی ابر بہار ہی یہ کہکر طرف صحرا کے چلین رستم نے دربارگاہ سے دیکھا کہ جہان آرا خیمہ سے نکلین ہوا جسم کو لگی طرف صحرا کے چلین رستم نے پکار کر آواز دی اے جہان آرا کہان

جاتی ہو ہمارے پاس آؤ جہان آرا نے جواب نہ دیا خواجہ نے جو دیکھا کہ جہان آرا جواب
نہیں دیتیں جھپٹ کر قریب جہان آرا کے آئے ہاتھ تھام کر کہا ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو
جہان آرا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا خواجہ دیکھتے ہو کہ صحرا کس بہار پر ہی اسکا تماشا نہ دیکھ لین خواجہ
نے کہا کہ پاس طلسم کشا کے چلو جہان آرا نے کچھ جواب نہ دیا قریب ایک نخل کے پہونچیں
نخل کو قد محبوب جان کر بے اختیار لپٹ گئیں جیسے ہی درخت سے لپٹین ایک آواز آئی
کہ ای جہان آرا آؤ جہان آرا اُس نخل سے خوب لپٹین تنہ درخت مثل دروازے کے کھل گیا
ملکہ اُس دروازے مین داخل ہوئیں ہرچند خواجہ چیخے پیٹے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دروازہ
بند ہو گیا ایک آواز آئی کہ جہان آرا کو قید کر لیا رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا اول تو شب بھر
فراق مین ملکہ شہرت کے بیقرار رہے اب صبح کو یہ معرکہ ہوا سرداروں نے کہا آپ زیر نخل
چلیے چلکر ملاحظہ فرمائیے زیر نخل چل کر لوح چمکائیے جو شعبدہ ہوگا وہ کھل جائیگا اب رستم
ٹہلتے ہوے زیر نخل آئے نخل سے جو لوح کو مس کیا ایک دناٹا ہوا دروازہ بھی کھلا دیکھا
ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام گوشے مین کھڑی ہی رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کلاہ ہفت گوشہ
کا جو اُسپر عکس پڑا کانپنے لگی رستم نے پوچھا تیرا یہان کیونکر آنا ہوا جہان آرا کو کون لیگیا
کہا ای شہریار سلیم گوہر پوش اس صحرا کی حاکم ہین شب کو اُنکے نام حکم پہونچا کہ جس طرح بنے
جہان آرا کو گرفتار کرو سلیم نے صبح کو انتظام کیا جہان آرا کو گرفتار کرکے لیگئی یقین ہی
کہ خدمت بقراط ثانی مین جائے رستم نے ہاتھ اُٹھایا کہ اُسکو قتل کرون وہ ساحرہ قدمون
پر آ پڑی کہنے لگی اے شہریار میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا جب تک کوئی
باغ سلیم مین نہ پہونچے گا ملکہ جہان آرا کا نشان نہ ملیگا خواجہ عمرو اُسی وقت قلتورۂ
زر لفتی لگا کر آمادہ ہوے کہ مین تلاش مین جہان آرا کی جاتا ہون رستم نے دوڑ کا تو جا بلّا
ای نور نظر پارۂ جگر ایسا نہو کہ وہ ظالم اظلم ملکہ کو قتل کر ڈالے صہبائے شیرین کلام
نے جو یہ خبر سنی کہ بیٹی اسطرح غائب ہوگئی ایک ساحرہ اُسکو پکڑ لیگئی بحال تباہ
روتی ہوئی آئیں سب حال پر ملال سنا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مجھسے اور سلیم
گوہر پوش سے بڑی ملاقات ہی مین جا کر اُس سے عذر کرونگی جہان آرا کو چھڑا لاؤنگی

یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے ملکہ صہبا روتی ہوئی چلین آتے آتے دور سے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ہی اسمین جلسہ آراستہ ہی سلیم تو مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا کی زبان مین سوزن مسلسل و مطوق سامنے سلیم کے سرنگون بیٹھی ہی صہبا نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین گذرا کر تڑپ کر گردن سلیم کے دو ٹکڑے کرون تڑپتی ہوئی جیسے ہی سر باغ پر آئین قصد کیا کہ گردن خیال مین آیا کہ شاید سحر تاثیر نہ کرے باغ مین اُتر کر اُس سے مقابلہ کرون یہ سوچکر ایک کنج مین اُترین جیسے ہی بوے گل دماغ مین پہونچی خیال مین آیا کہ جلکر سلیم سے ملاقات کرون سمجھا کر اُس سے کہون کہ جہان آرا کو رہا کردو شاید کہنا مان لے کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچتی ہوئی آئین جب سامنے سلیم کے پہونچین جھک کر سلام کیا سلیم نے تیور پر بل ڈالکر کہا کہ بیٹی کے گرفتار ہوتے ہی آئین کچھ جان کا خوف نہ آیا اری گلشن آرا کہان ہی اسکی بھی زبان مین سوزن دے کر قید کرو بس ایک کنیز اُسی جلسہ سے اُٹھی قریب آکر کہا منھ کھولیے مین زبان مین سوزن دونگی صہبا نے منھ کھول دیا کنیز نے زبان مین سوزن دی ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ملکہ صہبا کو بھی قریب جہان آرا کے بٹھایا ان بیٹیان دونون قید ہوئین سلیم کہ رہی ہی صاحبو بڑا غضب یہ ہوا کہ کنکال نامے کنیز میری درخت مین رہ گئی اُسنے میرے باغ کا پتہ دیا اب مین ایک تدبیر کرتی ہون کہ وہ بھی چلی آئے میرے پاس پہونچے یقین ہی کہ ساربان زادہ بھی آدے بی جہان آرا اُسی کی معشوق ہین وہ بھلا صبر کریگا فوراً پہونچیگا دیکھیے کیا انجام ہو یہ کہکے سلیم گوہر پوش نے ایک عرضی لقراط ثانی کو لکھی مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے صہبا و جہان آرا دونون کو قید کر لیا اور دونون میرے قبضہ مین ہین اگر مناسب وقت ہو تو تقدیر بھیجے کہ کنکال میری کنیز بھی میرے پاس چلی آئے عرضی لیکر کنیز روانہ ہوئی سلیم گوہر پوش جلسۂ عیش و نشاط مین بیٹھی ہے دونون کی حفاظت کر رہی ہی یہان لشکر مین اجد جانے صہبا کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بھی روانہ ہوے جب خواجہ جا چکے رستم پلٹ کر دربارگاہ پر آئے خیال مین گذرا کہ ای رستم فراق شہرت آرام نہ لینے دیگا خود ہی چل کر تلاش کرو باغ سیبستان کو ڈھونڈھو یقین کامل ہے کہ وہین ملکہ ہلین یہ سوچ کر حکم دیا کہ ای

سمک یلداقی تم لشکر مین رہو اس صحرا سے لشکر کہین بجائے ہم بعد تھوڑی دیر کے
آتے ہین یہ سُنکر سمک نے کہا کہ آقا مین بھی ساتھ چلونگا غلام کا ساتھ رہنا بہتر ہے
آخر رستم نے سمک کو بھی ساتھ لیا طرف صحرا کے چلے چند سرداروں نے عرض کی کہ
غلام بھی ساتھ چلین حضور تنہا تشریف نہ لیجائین رستم نے نہ مانا اور طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے اوّل حال خواجہ عمرو کا تحریر کرتا ہون کہ تلاش مین جہان آرا و صہبا کی
جنگلے مین پا ے شاطری مارتے ہوے جاتے ہین سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہوا ہو اُسکے دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین خواجہ عمرو ایک ساحر کی شکل
بنکر اُن کنیزون کے قریب آئے ایک کنیز کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور پھر باہر آتی تھی
کنیزون کے کہنے سے ثابت ہوا کہ اسکا نام سیار فلک سیر ہی اُسکو اشارہ سے الگ
بلایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین داخل کیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون مین آئے
کنیزون سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا اے سیار فلک سیر ایسی تم
نادان ہوگئین ملکۂ عالم کیسی بہبود جادو یہان رہتے ہین خواجہ عمرو یہ سُنکر اندر آئے
دیکھا ایک تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہو کہ رہا ہے جلدی تیاری کرو ایسا نہو کہ ملکہ
سلیم گوہر پوش آزردہ ہون کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز نامہ لیے ہوے آئی وہ نامہ
بہبود جادو کے ہاتھ مین دیا بہبود نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای بہبود آج شب کو
جلسۂ عام ہی صبح کو جہان آرا و صہبا کو اسی باغ مین قتل کرینگے تمھارا شریک ہونا بھی
ضرور ہی اپنے کو فوراً پہونچاؤ دیر نہ کرنا یہ مضمون دیکھکر بہبود جادو نے حکم دیا کہ کون
کون ہمارے ساتھ چلیگا سب سے پہلے خواجہ عمرو اُچک کر تخت پر بیٹھے کہا اے
شہنشاہ ساحران میرا چلنا ضرور ہی اور چند کنیزین بھی تخت پر سوار ہوئین بہبود تخت اُڑاتا
ہوا چلا تھوڑی دور چلے تھے راہ مین خواجہ عمرو بہبود جادو سے باتین کرتے
ہوئے آتے ہین فرماتے ہین اے شہنشاہ ساحران اس وقت عجب معرکہ گذرا
مین باہر پھر رہی تھی کہ نخلستان مین دیکھا قدرت ٹہل رہے ہین ہزار ہا فرشتے
ساتھ ہین مین نے جاکر سجدہ کیا ارشاد فرمایا کہ اے سیار فلک سیر ہمنے تجکو

کمال عطا کیا علم موسیقی مین کوئی تیرا مثل ہوگا بہبود جادو کہتا ہوا اب صحبت سلیم مین چل کر تمہارا امتحان لینگے کہ دور سے باغ سلیم دکھائی دیا بہبود جادو نے کہا اے سیار فلک سیر وہ سامنے باغ سلیم ہے سلیم مسند پر بیٹھی ہے جہان آرا و صہبا قید ہین سلیم نے بڑا کمال کیا کہ سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کر لائی کوئی کچھ نہ کر سکا یہ کہتا ہوا تخت سامنے لایا سلیم نے جو بہبود جادو کو آتے ہوے دیکھا براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی بہبود جادو تخت سے اُترا سلیم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ساتھ لیکر قریب مسند آئی بہبود جادو آکر قریب بیٹھا کہا اے سلیم تمنے سُنا قدرت نے ہماری کنیز کو بڑا مرتبہ دیا ہے یہ نخلستان مین پھر رہی تھی کہ اسنے قدرت کو دیکھا باغ مین کھڑے ہین ہزارہا فرشتے ساتھ ہین اسنے قدرت کو سجدہ کیا قدرت نے فرمایا مین نے تجکو کمال علم موسیقی دیا لہذا سماعت فرماؤ کہ کیا اسکو کمال ملا قدرت کے فرمانے کی کچھ تاثیر ہوئی بھی یا نہین سلیم نے آواز دی اے سیار فلک سیر تمہارا بڑا مرتبہ ہوا تمنے قدرت کو دیکھا اور فرشتے بھی ساتھ تھے دیکھین کیا کمال ملا خواجہ جھپٹ کر سامنے آئے مودب ہو کر بیٹھے ساز بجنے لگا خواجہ نے گن گنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

کس دن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی — یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی
مرتے تھے یون نہ تشنہ دیدار آن کر — قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی
نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی — لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا — کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کشتی عبث ڈبوئی جو ساحل نہ تھا نہ تھا — دریا مین تھاہ بھی کہین او ناخدا نہ تھی
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف — گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی
آوارہ راہ عشق مین ہے جب سے میری خاک — کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی
قیس ستم رسیدہ نے لیلی کے عشق مین — منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی
ثابت ہوا ہونے سے چہرے پہ خال کے — تل دھرنے کی بہجوم لطافت سے جا نہ تھی
ای رند مضمحل ہین ہم ایسے بقول میر — تن مین ہمارے جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

خواجہ عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سلیم نے کہا اے سیّار فلک سیر حقیقت مین تو قدرت کی نظر کردہ ہوئی بیشک قدرت نے تجکو کمال دیا جی چاہتا ہے کہ تیرا گانا سُنے جاؤن خواجہ نے عرض کی اے ملکۂ عالم قدرت نے مجکو سرفراز کیا لیکن ان گنہگارون کو قتل کیجیے بی جہان آرا و صہبا نے کیسے کیسے جادوگر قتل کرائے ہمکو تردد رہا اگر حکم دیجیے تو دونون کو قتل کرین سلیم نے کہا اے نظر کردۂ خدا و نا ممکن ہے کہ بدون حکم خداوند قتل کرین عرضی بھیجی گئی ہے جب جواب آئیگا اُسی وقت قتل کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا کتاب آگے رکھے ہوے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم اختر شمار جادو یہ کہکے تخت سے اُترا کتاب کھول کر سامنے سلیم کے رکھدی کہا اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیے سلیم نے دیکھا صاف لکھا ہوا ہے کہ سلیم ہوشیار رہنا اس جلسہ مین خواجہ عمرو ضرور آئینگے اُس مکار کے مکر سے بچنا ایسا نہو تم سب کو دھوکا دے سلیم نے اہل محفل کو نقشہ دکھایا کہا صاحبو دیکھو قدرت تحریر فرما چکے ہین جو جو اس محفل مین ہے ہوشیار ہو کر بیٹھے مین سحر کرتی ہون عمرو جسکی صورت بنا ہو گا ظاہر ہو جائیگا خواجہ تو گھبرا کر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوے اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم ایسا سحر کیجیے کہ عمرو جل کر خاک سیاہ ہو جائے یا گرفتار ہو اگر نکل گیا تو بڑا افسوس ہوگا ہین اُسکے نام کی دشمن ہون یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین جاکر کھڑی ہوئی سلیم نے اُٹھا کر گولہ مارا شعلے بھڑک کر گرے جبیر شعلہ گرا وہ اُف کر کے رہ گیا تھوڑی دیر تک خوب آگ برسی سلیم نے کہا اے اختر شمار جادو اب تک تو عمرو کا پتہ نہین ہے آیندہ سمجھا جاویگا وہان خواجہ عمرو کھڑے کانپ رہے تھے کہ کوئی شعلہ میری طرف نہ آجائے جب خواجہ نے چمن سے دیکھا کہ محفل مین آگ برسنا موقوف ہوئی تب خواجہ عمرو محفل مین آئے شریک صحبت ہوے دوسری برق آسمان پر چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار آکر ہو نجا غصہ مین کف منھ سے جاری آتے ہی کہا اے ملکہ سلیم تمنے انتظام بھی کیا مگر کچھ نہو سکا منم تاجدار جادو مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا طائرون کی تصویرین جو میرے قصر مین موجود ہین اُنمین سے ایک طائر نے چہکایا مارا مین نے پوچھا کہ اے طائر خداوندی روح تمھاری قبضۂ قدرت مین ہے بوجہ چہکارنے کا کیا باعث ہوا

اُس تصویر نے آواز دی اے تاجدار جادو باغ مین ملکہ سلیم کے عمرو آج ضرور آئیگا اُسکا آنا قہر خداوندی ہے کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچیگا صحبت کو مزبلہ قصابان بنادیگا مین فوراً بھاگا کہ جلد ملکہ سلیم سے اطلاع کرون اُڑتا ہوا آیا ہون دیکھو تو کہ پسینے پسینے ہوگیا جلد تدبیر کرو ابھی تک عمرو عیار آیا نہین یا آیا ہو انتظام ضرور ہے خواجہ عمرو تڑپ کر اُٹھے قریب تاجدار کے آئے کہا اے تاجدار جادو اس باغ مین قصر بہت ہین مین نے ایک قصر مین دیکھا کہ ایک شخص نہایت دُبلا تا نتیا چھپا بیٹھا ہے مین نے ارادہ کیا کہ گرفتار کرون لیکن خوف آیا کہ کہین ایسا نہو یہ شخص پھر آپڑے سحر بھی مجھے نہین آتا تو جان بچانا مشکل ہوگی تاجدار جادو نے کہا مجکو جلکے بتادے مین سحر کرکے اُسے گرفتار کرونگا سحر کے یہ معنی ہین کہ جب لفظ گیر کہونگا پاؤن عمرو کے زمین تھام لیگی اور جو تو نے مقام بتایا اُسی قصر سے آگ نکلے اور اُسکو جلا کر خاک کرے خواجہ بہت خوب بہت خوب کہتے ہوے تاجدار کو لگا کر لیچلے قریب اُس قصر کے آکر کہا وہ دیکھیے ساربان زادہ بیٹھا ہے صورت بدل رہا ہے بہت جلد سحر کیجیے تاجدار نے ایک گولا جھولی سے نکالا چاہا گولہ مارون خواجہ عمرو نے پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند گلے مین تاجدار جادو کے ڈال دیے جھٹکا مارا حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنے اسکو چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین کھڑا کر دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکا سر کاٹا بصورت سر عمرو بنایا غل مچاتے ہوے دوڑے کہ اے ملکہ سلیم مبارک ہو مین نے عمرو کو مارا سر کاٹ لایا سر کو لاکر محفل مین ڈال دیا سر عمرو دیکھ کر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار بڑا کام کیا ایسے شخص کو مارا کہ جسنے تمام ملک ساحرون کے ویران کر دیے ہر ایک کتاب مین یہی لکھا ہے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے سامری و جمشید ایسے ساحر اس مقدمہ مین مجبور ہوکر لکھ گئے ہین کہ اے بندگان مین ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اپنے کو بچانا اُس ظالم کے سامنے بچانا کیسے کیسے ساحرون نے کوشش کی کہ عمرو کو قتل کرین مگر کسی سے نہو سکا تم مقبول بارگاہ خداوند لقا ثانی ہو خواجہ ہنس دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو یہ قدرت کی مہربانی ہے میرے ہاتھ سے ایسا ظالم مارا گیا مین آج مقبول بارگاہ خداوند ہوا اب باطمینان جلسہ مین بیٹھو

کچھ خوف نہین آج خاتمہ کر دیا اب طلسم کشا پر بھی نکر چل جائیگا ہم لوگون کے ہاتھ سے کیونکر مہلت پائیگا تم سب صاحب ملکر میرا امتحان کر و مین نے عمرو کو مار کر سب کمال اُسکے لے لیے اب عمرو بیر بنا ہوا میرے ساتھ ہی جو کام چاہون اُس سے لون کیا مجال ہی کہ غدر کرے حقیقت مین یہ ایسا بیر تیار ہوا کہ ایک ہزار کئی سو بیر میرے ساتھ ہین لیکن عمرو سب پر غالب ہی فقط اشارہ کا طالب ہی جسپر بھیجون فوراً جا پڑے کام کر کے آئے بی سلیم صاحب کلید میخانہ مجکو دیجیے مثل عمرو عیار کے ساقی گری کردون سارے اہل محفل خوش ہون سلیم نے خوشی خوشی کنجی اپنے ازار بند سے کھولی اور سامنے تاجدار کے پھینکی تاجدار نقلی نے کنجی اُٹھالی میخانہ مین آئے آتے ہی آواز دی یارو آؤ شراب لیجاؤ ہم ساقی ہوئے ہین کوئی باقی نہ رہے ساحر یہ سنتے ہی دوڑے کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابہ لیا کسی نے پتلہ اُٹھالیا تھوڑے ہی عرصہ مین شراب اُٹھا کرلے گئے چالیس گلابیان شراب ارغوانی سے معمور کین محفل مین لے کر آئے بی سلیم نے کہا آج تاجدار نے بڑا کام کیا اُس شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے سارا فتور تھا کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا تاجدار نے دیکھو کیا مشقت کی ہو اور کس تکلف سے شراب لایا ہی دیکھکر یہی جی چاہتا ہی کہ پی لیجیے تاجدار نقلی نے کہا کہ جناب اشعار بھی مجھ سے سن لیجیے یہ کہکر اشعار شروع کیے۔ نظم

اُسنے صیدِ حرم کو مارا ہے	آہوِ دشت وان چکارا ہے
ماہ و بام پر سدھارا ہے	اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہی شکلِ یار کی دل مین	پری کو شیشے مین اُتارا ہے
آدمی میرے منھ چڑھیگا کیا	بارہا مین نے جن اُتارا ہے
رات کو دفن کیجیو لاشہ	زلف شبگون نے مجکو مارا ہے
ہی تو یہ مرتبہ ہما کے لیے	تجھپہ صدقے مگر اُتارا ہے
حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر	عشق ہونے مین کیا اجارا ہے
منھ چھپایا ہی اُسنے زلفون مین	سنبلہ مین مرا ستارا ہے

سرخرو کیون نہون شہیدون مین
باغ چھوڑا رہینگے صحرا مین
نالے کرتے نہین اثر او بُت
جان دیتے ہین تیغ ابرو پر
رنا سے بیوفائی خوب نہین

سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے
وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے
دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہے
واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے
عاشق باوفا تمھارا ہے

خواجہ عمرو نے لشکل تاجدار جادو یہ اشعار گائے تمام اہل محفل بیقرار ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار جادو کا مثل نہین ہی تاجدار نے کہا کہ یہ کمال کیا ہی بحکم قدرت ایسی ساقی گری کرون جس طرح سے عمرو عیار کرتا ہی قدرت نے یہ سب کمال مجکو دیے مین سنے بدل وجان قبول کر لیے یہ کہکر گھنگھرو پانوٴن مین باندھے گت ناچنا شروع کی ہر ایک کی بڑی گت ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین عمرو اسی طرح ناچتا تھا واقعی تاجدار نے اسی کی نقل اُتاری عمرو جام بھرے ہوے توڑے لیتا ہوا سامنے سلیم کے آیا اور جھکا یا کہا او ملکہ عالم تمکو سر سے شراب پلاتا ہون سلیم نے دونون ہاتھ بڑھا دیئے جام لیکر بے اندیشہ انجام پی گئی جب جام پی چکی اب تو خواجہ نے دورا باندھا ہر ایک کو شراب پلانا شروع کی تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی سلیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی دیکھکر آواز دی فی الحقیقت تاجدار جادو نے اس رنگ سے شراب پلائی کہ قدرت آ گئے تاجدار نے کہا ملکہ عالم قدرت کو بلایئے کہ وہ بھی آکر شریک محفل ہون سلیم جادو مسند سے اُٹھی اُٹھتے ہی گری لینا لینا کہکے سب کنیزین اُٹھین جو اُٹھی وہ بیہوش ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
دوندہ جہان گرد وطرار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
نپائے مری گرد پا پوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو خنجر کھینچکر طرف سلیم کے چلا تھا کہ جہان آرا نے اشارہ سے منع کیا کہ خواجہ اسکو ہرگز
قتل نکرو اسکی ذات سے مطلب حاصل ہوگا خواجہ عمرو نے سلیم کو اُٹھا کر زنبیل مین
رکھا اور سب کنیزون کو قتل کیا جہان آرا و صہبا راہ ہوئین باغ کو لوٹ لیا انتہا یہ کہ پھل
تک توڑ لیے جہان آرا نے کہا کیون خواجہ یہ پھل کیا ہونگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ
وقت پر کام آوینگے اکثر ضرورت پڑتی ہی ان پھلون سے پھل ملیگا غنچہ آرزو کھلے گا
جہان آرا خاموش ہورہین تخت سحر تیار کیا آپ و صہبا اُسپر سوار ہوئین خواجہ عمرو سے
کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ بھی سوار ہوجیے کہ لشکر رستم مین جلد پہونچین خواجہ نے
جواب دیا کہ مین غیر کے قبضہ مین نجاؤنگا تمھارے تخت کے ساتھ پہونچونگا جس مقام پر
یاد کروگی اسی جگہ پر پاؤگی جہان آرا نے کہا خواجہ منظور یہ ہی کہ بتعجیل لشکر مین پہونچین رستم
کو انتشار ہوگا خواجہ نے کہا مین تمسے پیشتر پہونچونگا جہان آرا و صہبا تخت آرائی ہوئین
اور خواجہ جست کرتے ہوے جاتے ہین جہان آرا و صہبا نے جسوقت نگاہ کی خواجہ عمرو کو
تخت کے نیچے پایا اسطور سے یہ دونون طرف لشکر کے جاتی ہین کہ پہونچنا انکا عرض کرونگا
اب حال خیریت مآل طلسم کشا عرض کرتا ہون کہ طلسم کشا جو لشکر سے یاد مین ملکہ شہرت کی
نکلے تھے بیقرار و پریشان ہر قدم پر تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہر مقام پر فرماتے
ہین ای فلک کجرفتار ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو میرے ساتھ کی مین اُس محبوب جانی
جان جاودانی کو کہان تلاش کرون یقین ہی کہ اُنکو بھی خیال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال
ہوگا ای جان جہان و آرام دل مشتاقان کیا حال دل بیان کرون اصل یہ ہی نظم

ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے
تمھارے ہاتھ جو منہدی سے لال لال ہوے
ترقیان ہوئین اُنکی ہمین زوال ہوے
وہ بڑھ کے بدر ہوے گھٹکے ہم ہلال ہوے
نہ پایا آپ کو دولتسرا مین جب مشفق
ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوے
جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن
یہ ولولے نہوے تھے جو اپکے سال ہوے
خیال آتا ہی جب دم اُلجھنے لگتا ہے
وبال جان ہی لمبے لمبے بال ہوے
پڑے ہی رہتے ہین بل تیوریون پہ جب دیکھو
بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوے

قفس مین طاقت پرواز اُڑ گئی صیاد
سوال کرتے تو کر بیٹھا اُسنے بوسے کا
ہوگا ہمسا زمانہ مین دوسرا غم دوست
عجیب حال رہا عارضہ مین فرقت کے
وہ شوخ کرتا ہی مہندی دگا کے مشق خرام
مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہین
دعاے مغفرت اُنکی کرو اُٹھا کر ہاتھ
سواے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
دگا یا کرتے ہین مجذوب کی طرح سے بڑ

یہ ضعف ہی کہ مجھے بال و پر وبال ہوے
مین زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوے
کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوے
کبھی نڈھال ہوے اور کبھی بحال ہوے
کوئی پسے نہ پسے ہم تو پایمال ہوے
سُنا ہی پہلے کی نسبت تو کچھ بحال ہوے
تمھارے ہجر مین جن لوگون کے وصال ہوے
لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوے
سُنا ہو رنا کبھی درویش باکمال ہوے

اس بیقراری مین رستم جاتے ہین اکثر ساحر بھی راہ مین ملے اُنھون نے قصد کیا کہ گرفتار کرلین مگر رستم نے تیغ ہفت جوہر سے جابجا ساحر قتل کیے شب کو کسی نخل کے سایہ مین آکر سو رہتے ہین صبح کو پھر برسر راہ تیسرے دن عاجز ہو کر سماک سے فرمایا کہ اے برادر ہم اس مقام پر ٹھہرتے ہین اب آگے بڑھکر دریافت کرو اگر کوئی آیندہ و روندہ ملے تو اُس سے پوچھو کہ باغ سیبستان کس مقام پر ہی شاید نشان ملے یہ سُنکر سماک آگے بڑھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی رستم انتظار مین سماک کے ایک مقام پر آکے ٹھہرے مگر انتظار رہی کہ سماک پلٹ کر آئے تو اُسکے ساتھ چلین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا خوب ہمارے عزیزون کو قتل کیا لیکن اب کہان جاؤ گے رستم نے دیکھا ایکطرف سے دس جادوگر ایک ہاتھ مین تلوارین ایک ہاتھ مین اسباب سحر لیے آتے ہین دو سون نے سحر کیا رستم نے لوح جمکا کر سحر باطل کیا وہ جادوگر اس خیال سے آپڑے کہ ہم دس آدمی ہین یہ جوان اکیلا گرفتار کرلینگے تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے یہ رستم وقت ہین فرزند حمزہ ہزارون سے بنا رہنین نہ کہ دس کی کیا حقیقت تھی شیرانہ اُنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چار جادوگرون کو رستم نے قتل کیا اُن چھ نے جو چار کے لاشے دیکھے بدحواس ہو گئے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ یارو ہم کیا کرین سحر تو تاثیر نہین

کرتا چار شخص مارے گئے کوئی کہتا ہی بھاگ چلو کوئی کہتا ہی حضرت فرمائینگے کہ تم دس تھے ایک کو گرفتار نہ کر سکے اُسوقت کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے کوئی کہتا ہی بلوہ کرو چہار طرف سے رستم کو گھیر لو ہر جانب سے خنجر چمکاتے ہوے آتے ہین جب رستم تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہین تو ساحر بدحواس ہو جاتے ہین بھاگنے لگتے ہین ایک جادوگر نے بڑھکر گولا مارا گولہ مارنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اُس ساحر نے خنجر مارا خنجر جو چمکا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دو ساحر رستم کو لیٹ گئے رستم نے دونون کو ٹکرا دیا وہ مرکر گرے اب چار رہے بڑے ناچار ہوے چارون نے آپسمین ٹکر گولے مارے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا گولے پھٹ کر زمین پر گرے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر جو چمکایا ساحرون کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا مبہوت ہو کر کھڑے ہو رہے رستم نے ایک ایک ہاتھ مار کر چارون کے دو دو ٹکڑے کیے مرنا اُن ساحرون کا کہ تھوڑی دیر اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے دیکھا کہ دسون لاشے غائب ہو گئے یہ نہ سمجھ مین آیا کہ زمین کھا گئی یا آسمان پر جا کر غائب ہوے کہ درۂ کوہ سے آواز آئی ای برباد کن خانمان ساحران عالم اب کہان جائیگا دیکھا ایک ساحر اژدہے پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحر للکارتا ہوا نکلا آواز دی ای ساحرو ہان اُس جوان کو گھیر لو یہ سنتے ہی کئی ہزار ساحرون نے رستم پر بلوہ کیا رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے لوح کو چمکاتے جاتے ہین کبھی عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالتے ہین کہ اُس ساحر نے بڑھکر تازیانہ مار آتشین کا سر پر اژدہے کے مارا اژدہے نے دم کھینچا رستم کے پانون تھرائے لوح پر جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہی اسکو پڑھ کر دم کرو پانون قائم رہینگے رستم نے اسم پڑھا اژدر سوار نے قریب آکر اژدہے کو اشارہ کیا اژدہے نے چاہا کہ رستم کو دہن مین لے لون رستم نے فوراً دونون کلے اژدر کے تھامے بقوت صاحبقرانی اژدر کو چیر کر زمین پر پھینک دیا فوراً اژدر سوار کود کر الگ ہوا ایک چیخ ماری کہ ای طائر اسرار جلد آ آسمان پر سناٹا ہوا رستم نے دیکھا کہ ایک طائر قوی جثہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا رستم کی طرف چلا

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس طرح بنے اس طائر کی پشت پر سوار ہو مقصد اہم مطلوب بر ہو نجاویگا جیسے ہی اُس طائر نے حملہ کیا رستم نے پہلو تہی کر کے جست جو کی پشت پر طائر کی آسن گانٹھا طائر رستم کو لے اُڑا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا پھر ایک جانب پر پرواز مارتا ہوا جاتا ہی کہ کان مین رستم کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی نازنین زہرہ جبین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہو نظم

دیدہ گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی
رند واعظ سے عبث کرتے ہین تیر خیر تو ہی
خوشہ چین بنتا ہی کیون مزرع ہر دہقان کا
نہ بسر ہو ئیگی بے نشہ قدح خوارون کی
رندو واعظ کے بکھیڑے مین بھلا کون پڑے
مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈال
گوش زد جیسے ہوئی ہی خبر قتل سفیر
ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوارون مین
در گذر ہوتا ہی اور ہو گا بقدر امکان
کہدیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا

ایک دن جانتے ہین خاتمہ با لخیر تو ہی
دونون گھر ایک مین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی
وصف انسان نہیں یہ صفت طیر تو ہی
نہیں ملتی ہی جو مے خیر فلک سیر تو ہی
سب کو معلوم ہی ان دونون مین اک بیر تو ہی
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی
پوچھا پھرتا ہون ایک ایک سے کیون خیر تو ہی
حرف نشتر اگر ہون عمل خیر تو ہی
آخر کار یہ بالپوش و سر غیر تو ہی
انگریزی مگر اک قافیہ فیر تو ہی

یہ صدائے سوز و گداز جو رستم نے سُنی سر جھکا کر دیکھا کہ ملکہ شہرت گلگون پوش ایک باغ پر بہار مین گرد کنیزان زرین پوش ایک شوخ و سنگ سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی رستم نے طائر سے اشارہ کیا کہ ہمین کنج باغ مین اُتار دے طائر متوجہ پستی ہوا ایک گوشہ مین لا کر رستم کو اُتارا ہر چند کہ دل تر دو منزل مشتاق جمال شہرت گلگون پوش ہی لیکن لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای سیار عجائبات و مفتاح طلسمات اگر کنج باغ مین ہو نچھو تو مناسب ہی کہ اپنے کو مخفی کر کے صحبت شہرت مین جاؤ تم سب کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے اُسکی یہ صورت ہی کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو کوئی تمکو نہ دیکھیگا جب منظور ہو کہ اپنے کو ظاہر کرو ن لوح کو گریبان سے نکال کر گلے مین پہنو رستم یہ حکم دیکھکر بہت خوش ہوے لوح کو گریبان مین رکھتا

ٹہلتے ہوے محفل مین آئے گوشۂ محفل مین آکر بیٹھے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا
کہ کیون صاحبو نجومیون نے یہی کہا تھا کہ اس صحبت مین رستم ضرور تشریف لائینگے اسوقت
تک تو نہین آئے کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے
اصل مین تو یہ کیفیت ہے نظم

حیران نہ کرینگے کہ پریشان نہ کرینگے — کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے
غنچہ دہنو تنگ کروجا ہے جہان تک — ہم صورت گل چاک گریبان نہ کرینگے
کیون روتے ہین یون پھوٹکے فرقت مین الہی — اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے
مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے — او وحشت دل قصد بیابان نہ کرینگے
نکلے ہی گا اُس مصحف عارض پہ خط سبز — زنگار سے کیا جدول قرآن نکرینگے
دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری — کیا ابکے برس چاک گریبان نہ کرینگے
غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا — اب چہچہے مرغان خوش الحان نہ کرینگے
گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی ای رند — مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے

یہ فرماکے ملکہ رونے لگین پھر کہا کہ اگر طلسم کشا نہین آئے تو وقت پر ضرور آئینگے مگر ملکہ
لوح دار کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی حضور نامہ لکھین ہم لیجائین جاکر لوحدار کو دکھائین
ملکہ نے نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رستم جب چاہتے ہین کہ اپنے کو ظاہر
کرون لوح سے ممانعت نکلتی ہے رستم ٹھہر جاتے ہین یہی خیال ہے کہ خلاف قاعدہ نہو ایسا نہو
خلاف قاعدہ کردن کسی آفت مین پھنس جاؤن دمبدم لوح کو ملاحظہ کرتے ہین لوح سے
یہی حکم نکلتا ہے کہ اپنے کو ظاہر نہ کرو مخفی رکھو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی کنیز دوڑی ہوئی
آئی گھبراکر کہا ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ لوحدار آتی ہین کنیز نے جاکر جو کہا یہ جواب دیا کہ میرا
کسی محفل مین جانا مناسب نہین ہے مگر ارشاد ملکہ شہرت آنکھون سے بجالاؤنگی پیر کے
سامنے سوار ہونے کی تیاری کرلی تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر کلان چھایا تھوڑی دیر
ابر سے آگ برسی بعد اسکے آگ موقوف ہوگئی زمین کانپی نخل باغ تھرائے آواز آئی کہ
صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کہ روح طلسم خیال سکندری بخاطر ملکہ شہرت گلگون پوش

اس صحبت مین تشریف لاتی ہین خبردار کوئی بے اعتدالی نہ کرے ورنہ بہت ذلیل ہوگا جسے
اسکے ساتھ بے ادبی کی اُسکا طلسم مین کہین ٹھکانا نہ لگیگا کل اہل طلسم دشمن ہو جائینگے
رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان سیہ فام ایسی لفظین کہتا پھرتا ہی رستم نے کئی مرتبہ
قصد کیا کہ اس جوان کی گردن لون مگر لوح پر جو نگاہ پڑی لوح نے ممانعت کی حکم تھا کہ کسی قسم
مین دخل نہ دیجیے خاموش بیٹھے رہیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے رستم سر جھکائے بیٹھے ہین
کہ ابر جو محیط تھا ہٹا تارے چمکے چاند نکلا پھر نیر اعظم نے گرمی دکھائی کہ زمین سے دھوان
نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے یہ سب علامتین موقوف ہوئین ابر شق ہوا کئی سبز رنگی موٹے موٹے
ہونٹ چوڑے تیغے کھینچے ہوئے ابر سے نکلے اور محفل مین آئے دورا باندھ کر بیٹھے پھر ابر
شق ہوا ایک تخت پر ایک جادوگرنی ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئی اسطرح کی صنوائش سے
ظاہر ہوتی ہی کہ معلوم ہوتا ہی نیر اعظم اس مقام سے نکلا چاہتا ہی سب اُسی جانب دیکھ رہے
ہین پھر آواز ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی ہزارہا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرے
کہ تمام زمین بہتر از چرخ برین ہوگئی معلوم ہوا کہ ہزارہا ستارہ زمین پر فرش ہوگیا ہی رستم
ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اُٹھون لوح مانع ہوتی ہی وہی حکم قدیم نکلتا ہی کہ تماشا محفل کا دیکھو
تب اختیار ہی رستم خاموش رہتے ہین اور ملکہ شہرت دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی
ہین کیا ستم کی بات ہی کہ سب نجومیون کا کہنا غلط ہوا عجب طرح کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
ملکہ شہرت یہ کہہ رہی تھین کہ پھر دنانا ہوا کہ سب کے قلب کانپ گئے کنیزون نے کانون
مین اُنگلیان دے لین وہ ابر پھٹا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وقت صبح صادق ہی ہر چند کہ
رات زیادہ باقی ہی رستم دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک تخت یاقوت احمر کا بکمال دبدبہ
اُترتا ہوا آتا ہی رستم نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا اُس تخت یاقوت
احمر پر ایک نازنین ماہرو کو پایا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی عارض ماہ تابان کا جواب ہے
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو مثل ہلال ہر چند کہ عارض انور پر خال خال ہین لیکن وہ تو
باعث ترقی حسن و جمال ہین گیسو مشک ختن چہرہ فخر نسرین و نسترن قد رشک صنوبر
چہرہ رشک قمر تخت سے اُتری محفل مین آکر بیٹھی پنجہ نگارین دو پٹہ سے نکالا صندوقچہ کو

رکھکر کہا کیون ملکہ شہرت تمنے ہمکو محفل مین بلالیا یہ خیال نہ کیا کہ طلسم کشا موجود ہین اگر کچھ فساد پڑجائے تو کیا ہو خداوند مجکو الزام دین کہ تمنے لوح کو ہاتھ سے کھویا بس مین ٹھہر نہین سکتی یہ کہکے صندوقچہ اُٹھالیا تخت پر سوار ہوئی ہرچند ملکہ شہرت نے اُس سے کہا بوا ذرا ٹھہر جاؤ جلدی کیا ہے اُس معشوق خوبرو نے جواب دیا حضور میرا ٹھہرنا مناسب نہین ایسا ہی آپکے حکم کا پاس تھا کہ مین سنتے ہی چلی آئی اگر نہ آتی تو آپ شکایت کرتین لیکن خداوند کے خلاف ہے کہ میرے نام حکم آچکا کہ آجکل جانا آنا موقوف کرو اگر کوئی بلائے بھی تو نہ جاؤ مگر مین نے آپکے حکم کو حکم خداوند پر مقدم کیا اور چلی آئی خلاف یہ کیا کہ مع سامان آئی مجکو بڑا خوف ہے کہ طلسم کشا اس محفل مین موجود ہین مگر معلوم نہین ہوتے خود خداوند نے فرمایا تھا کہ جس محفل مین جاؤگی طلسم کشا وہان موجود ہونگے مگر کوئی دیکھ نہ سکیگا یقین ہے کہ اپنے کو ظاہر کرین تو ابھی قیامت برپا ہو مگر بڑی بات یہ ہے کہ اس طلسم کا طلسم کشا اور ہے اگر وہ آجائے تو میان بچانا مشکل ہے یہ کہکے صندوقچہ گود مین لیے ہوے تخت اڑاتی ہوئی لوحدار محفل سے نکل گئی جانا لوحدار کا کہ طلسم کشا نے لوح کو گریبان سے نکالا جیسے ہی لوح گریبان سے نکلی شہرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری رستم پیلتن قریب بیٹھے ہین ملکہ رستم کو دیکھ کر رونے لگین کہا اے شہریار مین نے لوحدار کو بلابھیجا آپ بیٹھے رہے آپنے اُسپر ہاتھ نہ ڈالا آخر چلی گئی رستم نے کہا لوح نے مجکو منع کیا مین خلاف حکم لوح کیونکر کرتا ملکہ نے کہا کہ اب آپ تشریف رکھین ایسا نہو کہ پھر سامان جادئی ہو یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے آواز مہیب آئی کہ اے شہرت تونے غضب کیا کہ طلسم کشا سے باتین کررہی ہے کچھ خوف خداوند نہین رستم نے دیکھا ایک دیو مہیب دار کاندھے پر رکھے ہوے گوشہ باغ سے پیدا ہوا چاہا کہ شہرت پر جاپڑے دون دار ہلاتا ہوا جو چلا کئی سو کنیزون کے سر پھٹ گئے کئی سو درخت گرے دیوارین بھی گرنے لگین دم بھر مین باغ ویران ہوگیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے للکار کر اوبیحیا کہان آتا ہے معشوق پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہکر سامنا ہوا دیو نے پہونچے اُسنے دار کا ہاتھ مارا کہ زمین پھٹ گئی اور پانی زمین سے نکل آیا رستم نے جست کرکے دار کو خالی دیا دیو نے آواز دی نزدم وپست کردم رستم نے آواز دی او بیحیا کسے مارا کسے پست کیا

مین تیرا قاتل موجود ہون دیو نے پلٹ کے جو رستم کو دیکھا دار کو پھینکا لپٹ پڑا رستم سے اور دیو سے کشتی ہونے لگی ملکہ کھڑی سر پیٹ رہی ہین کہ او دیو خونخوار مجکو کھالے رستم کو آزار نہ پہونچا مگر وہ دیو کب سنتا ہی چاہتا ہی جنگل مار کر رستم کو کھا جاؤن مگر رستم نے ایسے دو تین گھونسے مارے کہ دیو اپنی جان سے بیزار ہوگیا ہر مرتبہ کہتا ہی او آدمی مجکو چھوڑ دے مین لڑنے سے باز آیا مگر رستم کب مانتے ہین جب گھونسا مارا دیو بیقرار ہو جاتا ہی اور چیخین مارتا کہ او آدمی مجکو چھوڑ دے میری جان پر بنی ہی مین تجھ سے نہ لڑونگا مگر رستم نہین چھوڑتے کشتی ہو رہی ہی دو گھڑی کامل وہ دیو رستم سے لڑا آخر اپنی جان سے بیزار ہوا رستم نے اُسکو کولے پر لادا دام کھیر کر مارا کہ زمین پر لیٹے کا لیٹا گرا رستم کود کر اُسکی چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ در شناخت پروردگار عالم چہ میگوئی دیو نے جواب سخت دیا رستم نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا ملکہ دعائین دینے لگین ای شہریار خدا نے آپ کو اس دیو خونخوار کے ہاتھ سے بچایا رستم بڑھے کہ ملکہ سے حال پوچھون کہ آسمان سے آواز آئی او شہرت تیرے ظلم کی بڑی شہرت ہی خداوند نے ارشاد فرمایا ہی کہ شہرت کو جلد لاؤ مین تجھے لینے آیا ہون رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر قوی تن و قوی من تخت پر سوار کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا بتعجیل تمام زمین پر آیا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا چلو ملکہ نے رستم سے نگاہ ملائی کہا ای شہریار کنیز کو بیجا لیے جاتا ہی میری عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز حال عاشق زار
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار

پڑھون مین قصۂ لیلی کو گیا یہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون ہو لحد مین بیدار

جو می پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سایہ تلے سبھو نکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دلمین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے پہ خاک مزار

تب اُسنے کرکے تبسم جواب مجکو دیا	عزیز تو مجھے نرگس نجا نیو زنہار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان میں کیا	سو اُسکا گورِ غریبان میں کیلیے ہو گذار
ہین اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا بپھرا ہے	بزیر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

ایسے اشعار حسرت خیز ملکہ نے پڑھے مگر رستم قریب نہ پہونچ سکے اُس ساحر نے ہاتھ تھام کر
کھینچا ملکہ کو تخت پر سوار کر لیا اور بتعجیل تخت اُڑایا یکہ آسمان کی طرف روانہ ہوگیا رستم
نے بہت غل مچایا کمان کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر اُس خطا شعار تک تیر نہ پہونچے
اُلٹے تیر پلٹ کر قریب رستم کے آئے جب رستم نے دیکھا کہ وہ تخت بلند ہوگیا ایک آہ
کی کہ زمین تھرا گئی آہ کرکے جو رستم گرے بیہوش ہوگئے قضاے کار مہتر سمک بلیداقی
اپنے آقا کی تلاش میں پھرتا تھا اس باغ ویران میں گھس آیا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے
ہیں سمک قریب آکر بیٹھا حیران تھا کہ آقا یہان تک کیونکر پہونچے اور کیونکر بیہوش
ہوے پھر دیکھا ایک طرف ایک دیو کا لاشہ پڑا ہے سمک نے رستم کا منھ دھلایا تلوے
سہلائے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا اے سمک غضب ہوا ملکہ شہرت کو ایک ساحر
لیگیا سمک نے پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر پہونچے رستم نے سب حال بیان کیا کہ
پشت طائر پر سوار ہو کر یہان آئے ملکہ یہان صحبت آرا تھیں ملاقات بھی اچھی طرح ہونے
پائی کہ ایک ساحر آسمان سے آیا ملکہ شہرت کو اُٹھا کر لیگیا میں اُنکی مصیبت دیکھکر بیہوش
ہوگیا سمک نے اپنا حال بیان کیا کہ آج کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہون آج یہان پہونچا
آپ کو پایا مقام شکر ہے کہ آپ کو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے
فتاح طلسم واے سیار این عجائبات اگر باغ سیبستان مین پہونچو اور نیرنگ جادو
آئے اور ملکہ شہرت کو اُٹھا لیجائے تو مناسب ہے کہ باغ سے نکلو طرف مشرق کے روانہ
ہو باغ سنبلستان مین اپنے کو پہونچاؤ نیرنگ جادو وہین کا رہنے والا ہے وہین ملکہ کو
لے گیا ہے وہان اپنے کو پہونچاؤ طرف مشرق کے جاؤ رستم سمک کو ساتھ لیکر اُس باغ
ویران سے نکلے طرف مشرق کے چلے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو جہان آرا کو لے کر
چلے تھے تخت پر اُڑتے ہوے آتے ہین مگر نیرنگ جادو جو ملکہ کو لیکر چلا صورت زیبا دیکھکر

عاشق ہوگیا سوچا کہ باغ سنبلستان مین لیچلون مطلب دل حاصل کرون یہ سوچکر دربار بقراط ثانی مین ذگیا اور حکم بقراط ثانی یہی تھا کہ ملکہ کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لانا جب باغ سنبلستان مین پہونچا مسند بچھائی فرش وغیرہ آراستہ کیا ملکہ شہرت کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای ملکہ مجکو اپنی غلامی مین قبول کرو ملکہ رونے لگین فرمایا او ساحر سیاہ فام او بد انجام کیا بیہودہ سوال کرتا ہی تو مجکو گرفتار کرکے لایا ہی میری یاد ستم مین یہ صورت ہی۔ نظم

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ رہ کون آہ کو
مجھ سے اب چھپتی نہین کیونکر چھپاؤن جاہ کو

دشمن جانی بنایا اُس بت دلخواہ کو
شکر ہی بہتر ہی یون منظور تھا اللہ کو

ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہی کفر ہے
حق کہونگا تو بُری لگ جائے گی اللہ کو

چودھوین شب ہی اسے بھی داغ دو بالائے داغ
چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو

ضبط ہی بہتر ہی جبتک یار سے ہو وصال
جان دے دون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو

ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہی محال
کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو

تھا مقام عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی
یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو

کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا ملنجائیے
لطف کیا ہی طول دینا قصۂ کوتاہ کو

کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھل گئی
منزلین ہین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو

کھو دیا نور بصارت انتظار یار نے
ہی غبار آنکھون مین چھایا یہ تکا ہے راہ کو

یہ سراپا نور ہو زیبا ہے بالون مین اگر
چاند سورج کی بدل اٹکاؤ مہر و ماہ کو

پھر بلا ہوتی ہو نا دل پھر وہی اندھیرے
پھر بڑھایا چاہتے ہین گیسوئے کوتاہ کو

رہبری شوق شہادت اپنی کرتا ہو اگر
سر بکف باندھے کفن چلئے مین قربانگاہ کو

جو مجھے چاہے سزا دے رند وہ مختار ہی
عذر ہو مولا سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

ملکہ روتی ہین لیکن نیرنگ جادو تحسین کرتا ہی اور کہتا ہی ای ملکہ عالم مین ناچار نہین ہون ابھی ایک سحر کردونگا کہ مثل میرے بیقرار ہو جاؤ گی خود زبان سے کہو گی مین موہنی پڑھتا ہون یہ کہکے کچھ گل و غنچے جمع کیے انکا گلدستہ بنانے لگا اب ملکہ بیقرار ہین تنہائی مین ای

نیرنگ جب مجھکو ہوش آئیگا جان دیدونگی بےطور مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا میری جان جانے سے تجھے کیا ہاتھ آئیگا مگر نیرنگ نہین مانتا گلدستہ بنارہا ہی چاہتا ہی سونگھی پڑھوان ملکہ کا قلب الٹ دون ملکہ کی بیقراری اشکباری دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار ای حاکم لیل و نہار مشکل میری آسان کر آبرو کا تو بچانے والا ہی جمال جہان آرا سے رستم دکھادے کہ وہ شیر کر اس ساحر کو قتل کرے ای کارساز ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

گہے بشام شود جلوہ گر گہے بہ سحر — گہے ز شمس شود در وشن وگہے بہ قمر
نمود جلوہ گہ از وحدت وگہ از کثرت — جمال چہرۂ دلبر بچشم اہل نظر
غریب پرور و بندہ نواز ذات خدا ست — رحیم در احسم و اہل عطا کرم گستر
ز نطفہ کرد میان شکم جنین پیدا — ز قطرہ کرد بہ بطن صدف عیان گوہر
شدند قائل توحید واحد مطلق — ہمہ فرشتہ و دیو و پری و جن و بشر
ز جسم جن و ملک جان بگیر داین جانان — بروز پہلو ہر آدمی دل این رہبر
مدد ز حضرت خلاق در جہان جوید — بوقت رنج و غم و درد ہمدمی مضطر

ملکہ تو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہی ہین اور نیرنگ آمادہ ہی کہ ملکہ پر سحر کرون اپنے قبضہ مین کرون قضائے کار خواجہ عمرو جہان آرا کے ساتھ تخت پر آتے تھے جہان آرا نے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام قصد رکھتا ہی کہ ملکہ شہرت پر دست انداز ہون کہا ای خواجہ آپ ملاحظہ تو کرین ملکہ شہرت گلگون پوش کس آفت مین ہین خواجہ نے کہا مجھکو تخت سے اُتار دو کہ مین جاکر عیاری کرون جہان آرا نے کہا جب تک آپ جائیگا سحر پورا ہو جائیگا ملکہ شہرت بھی آپ کے ساتھ دشمنی کریگی لیکن مین سحر کرتی ہون اگر پروردگار نے مدد کی تو اسکو دیوانہ کرتی ہون آپ کنارے ہو جائیے خواجہ عمرو تخت سے کود الگ ہوئے جہان آرا نے للکارا او نامرد عورت پر کیا ظلم کرتا ہی ذرا ادھر تو متوجہ ہو جیسے ہی نیرنگ پلٹا ملکہ نے زلف عنبرین کو کھول دیا زلفین عنبرین جہان آرا کی دیکھکر حال نیرنگ ابتر ہوا آنکھین ابل آئین چہرہ سرخ ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

کیون نہ جو یار ہے اُس حسن خداداد کی آنکھ — حور کی شکل ہی کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
دم آخر ہے جو آتا ہی تو آجلد ورنہ
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
جز مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی
شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا
اڑ گئی نیند مرے زمزمے سنکر شب کو
مرض ہجر نے اس درجہ کیا مجکو نحیف
کس طرح دیدۂ مریخ سے دیجاوے مثال
کھینچتے دیکھ لیا اسنے اگر اپنی شبیہ
مہربانی ہو نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر
کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رنگ

آج پڑتی ہو بری طرح سے صیاد کی آنکھ
بند ہوتی ہی ترے عاشق ناشاد کی آنکھ
دیکھا نرگس کو چمن مین جو تری یاد کی آنکھ
کس گھڑی سے پڑی شیرین پہ بھی فرہاد کی آنکھ
کام لاکھون مین کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ
ڈھونڈھتی پھرتی ہی مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ
اژدہے سے بھی سوا سرخ ہو جلاد کی آنکھ
دیکھ لیتا کہ نکلوائیگا بہزاد کی آنکھ
پھر گئی چار ہی دن مین ستم ایجاد کی آنکھ
دس برس دیکھ لی آتش سے جب استاد کی آنکھ

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا اسنے جہان آرا کے آیا جہان آرا نے پوچھا کہ نیرنگ جادو تمھارا آنا کیونکر ہوا نیرنگ نے کہا کہ مجکو بقراط ثانی نے بھیجا کہ شہرت کو گرفتار کر لاؤ مین نے آکے گرفتار کیا اب تیرا عاشق ہون جو حکم دو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا اے نیرنگ تم کو مناسب ہی کہ اپنے کو سامنے بقراط ثانی کے پہونچاؤ کہنا کہ جہان آرا نے بھیجا ہی کہ دیکھا تخت خدائی کو ترک کر پیدا کرنے والے کو پہچان اگر وہ تیرا کہنا مان جائے تو بہتر ہی اور اگر کہنا نہ مانے تو کچھ خوف نہ کرنا یہ سنکر نیرنگ جادو اور زیادہ بلبلایا کہا ملکہ جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو بقراط ثانی کا سر لاتا ہون جہان آرا نے کہا کہ جاؤ لیکن کمی نکرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے ہمین دیکھنے آنا ہم تمھارے مشتاق ہین انتظار کر رہے ہین یہ سنکر نیرنگ جادو تیغہ کھینچے ہوے طرف خیال سکندری کے چلا جہان آرا نے بعد جانے نیرنگ کے شہرت کو رہا کیا تخت پر سوار کرکے طرف لشکر رستم کے چلی مگر بقراط ثانی اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تقدیرین بگھار رہا ہی گرد مصاحب ساحران زبردست بیٹھے ہین ذکر نیرنگ کا ہو رہا ہو کہ چند ساحر ٹہلتے ہوے سامنے آئے کہا یا خداوند نیرنگ جادو جسکو آپنے واسطے گرفتاری

ملکہ شہرت کے بھیجا تھا تیغہ کھینچے ہوے لشکر مین آیا ہی قدرت کو گالیان دے رہا ہی اگر
حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر لین نسبت قدرت کے کلمات سخت کہتا ہی بقراط نے کہا جطرح
آتا ہی آنے دو مگر نیرنگ جو دروازے پر بارگاہ کے پہونچا درگہ سالار نے روکا کہا اے
نیرنگ مقام ادب ہی قدرت بیٹھے ہین تلوار کو نیام مین کر لو نیرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا
درگہ سالار زخمی ہوا نیرنگ اندر بارگاہ کے گھسا بقراط ثانی کو جو تخت پر دیکھا پکار کر
آواز دی او نامرد اے تو نے غضب کیا کہ دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی تخت سے اُتر ملکہ
نے تجکو یاد فرمایا ہی بقراط نے آواز دی او بندہ خاطی کس کام کو گیا تھا کیا باتین کر رہا ہے
کچھ تجکو ہمارا خوف نہین نیرنگ جادو نے بڑھ کر تیغہ چمکایا بقراط ثانی نے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود لاشہ نیرنگ کا بقراط ثانی نے باہر پھنکوا دیا کہا صاحبو تمنے
دیکھا جلیسی اُسنے بے ادبی کی ویسی سزا پائی اب جس کسی سے ہو سکے جائے جہان آرا شہرت
کو لیے ہوے جاتی ہی گرفتار کر کے لائے ارژنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین
ملکہ جہان آرا و شہرت کی چلا مگر رستم پیلتن جو سمک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے
نکلے فرمایا اے سمک دریافت کرو کہ کس راہ سے چلین رستم تو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
سمک بلد راتی برائے دریافت حال چلا رستم زیر نخل کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار پیدل اسی جانب آتا ہی دور سے جو رستم کو دیکھا
حیران ہو گیا شاطر سے کہا دیکھ تو کون شخص ہی شاطر جست و خیز کرتا ہوا قریب رستم کے
آیا جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا رستم نے پوچھا اے عیار کیا مطلب
ہی اُسنے کہا اے شہریار ہمارا آقا خونخوار جنگ آزما آپ کو پوچھتا ہی رستم نے کہا کہدو کہ
طلسم کشائے ہفت پیکر رستم پیلتن علمشاہ نامور آیا ہی عیار نے جا کر خونخوار سے کہا خونخوار
نے کہا ہم تو اُنھین کی تلاش مین نکلے تھے ہان یارو گرفتار کر لو رستم نے دیکھا کہ ساٹھ ہزار
جوان بلوہ کر کے چلے رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید اے کافران بے حیا ادرا ے
نابکاران بد دعا منم رستم پیلتن دیل کن کشندہ قوی ہیکل ہنادی و دو دیل ہند ی یہ

کھکے تیغہ ہفت جوہر کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب خونخوار کے پہونچے اول علمدار لشکر نے بڑھ کر رستم کا سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار اسکی روک کے مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے اپنی دونون ٹانگین مستک پر رکھدین رستم نے ہاتھ مارا مع علمدار کے قتل کیا علم فوج کا سرنگون ہوا خونخوار نے دیکھا کہ فوج کے پاؤن نہین جمتے گینڈا بڑھا کر مقابلہ رستم مین آیا فوج کو بھی اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مارلو فوج نے بلوہ کیا رستم پر تیر مارتے تھے کوئی نیزہ مار کے بھاگتا ہی رستم نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر تہ دل سے دعا کی کہ ای خالق بے نیاز واے کریم کارساز رحم اپنا شریک کر۔ نظم

چارہ جو یدا ز تو ای ساقی مریض لا علاج
از تو خواہد دردمندی درد باطن را علاج

چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز
بخش از دست شفا بہر دل شیدا علاج

لطف کن لطف ای شفا بخش مریضان جہان
تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج

لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا
شربت دیدار میباید پے آن لا علاج

از فلک بہر دوا ے دل مسیحائے بفرست
بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج

بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ
بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج

زاعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است
ایکہ بہر این مرض دانی تو اے دانا علاج

از جنابت طالب عقبے ہمے خواہد دو
از تو می جوید مریض علت دنیا علاج

دردمند درد عشقت نیست محتاج طبیب
عاشق زارت نمیدارد تعلق با علاج

چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تو اند
از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج

بر لب آمد در غم ہجر تو جان عاشقان
منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج

از تو حاصل تا نہ گردد مرہم داغ جگر
بہر بیمارت اثر نکند دگر اصلا علاج

غم مخور منادی ز درد دل درین بیت الحزن
خود کند شافی مطلق آن کرم فرمان علاج

بیقرار ہو کر جو رستم نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی پہلوے صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار مسلح و مکمل ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہاے زنگاری

طلسم کشا

کے پھریرے کھلے ہوے وہین سے نعرہ کیا باشیدای کافران بیحیا وای نابکاران یرو غا میں
کو تمنے گھیرا ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے تاجدار نے
تلوار کھینچی ساتھ والون نے بھالے سنبھالے فوج خونخوار پر آپڑے مگر وہ تاجدار تلوار
کھینچکر جو گرا فوج خونخوار کو تہ وبالا کر دیا آپ لڑتا بھڑتا قریب خونخوار کے پہونچا للکار کے
آواز دی او نامرد ستم پر بلوہ سامنے تو آ خونخوار نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر بعجلت ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے سپر
کو اُٹھا دیا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خونخوار کے
دو ٹکڑے ہوے اتنے عرصے مین فوج نے فوج خونخوار کو قتل کیا چند کس جو بچے
فریاد کرتے ہوے بھاگے وہ تاجدار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب رستم آیا اول رستم کو
سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریاران مکارون سے اپنے کو بچایئے غلام کو سرفراز
کیجیے غلام کی دعوت قبول فرمایئے وہ تاجدار اُس عاجزی سے پیش آیا کہ رستم کو سوا ے
اقرار کے اور کچھ نہ بن پڑا وزرا امرا رستم کے گرد آ گئے ہر ایک کا یہی قول ہو حضور جسطرح سے
ہو آپ جلد سرفراز کیجیے دل مین رستم نے کہا کہ اقبال کہ دیہ محسن ہی ایسے وقت مین آکر
شریک ہوا ورنہ گرفتار ہو جاتے فوج کا بلوہ تھا بہادر صف شکن تیغزن ہی اسکی دعوت کو
رد کرنا مروت کے خلاف ہی یہ دل مین سوچ کر اُس تاجدار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہم آپکے
ممنون و شاکر ہین جو آپ نے کہا بدل و جان قبول کیا یہ فرما کر رستم اُسکے ساتھ چلے وہ تاجدار
انتظام کرتا ہوا رستم کو لیے جاتا ہی تمام اہل فوج رستم کے ہمراہ چلے آتے ہین وہ تاجدار
پیدل ہی رکاب رستم تھامے ہوے اس عظم و شان سے رستم کو لیکر چلا کوئی پانچ کوس رستہ
طی کیا ہوگا کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دیکھا قلعہ سر بفلاک کشیدہ ہی برج تکلف سے آراستہ
کئی ہزار جوان در قلعہ پر برا ے استقبال کھڑے ہین جمال بیمثال رستم دیکھکر براے تسلیم خم
ہوے پکار کر سب نے آواز دی ای شہریار ہم سب آپکے مشتاق کھڑے ہین سبھون نے استقبال
کیا رستم کو لیکر قلعہ مین آئے رستم نے دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد دُکانین کھلی ہوئین
دُکاندار مرفہ الحال خریدار صاحب اقبال بازار کس تکلف سے آراستہ ہی دکاندار

عمدہ کپڑے پہنے ہوے جس طرف سے رستم نکلے دکاندار برائے تعظیم اُٹھے جھک جھک کے رستم کو سلام کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے تاجدار نے بڑا کام کیا فرزند صاحبقران کو لیکر آئے مالک یعنے تاجدار سب کو جواب دیتا ہی انکے خُلق نے مجھپر توجہ فرمائی آخر دارالامارہ مین رستم کو لیکر وہ بادشاہ آیا تخت سے غاشیہ اُٹھایا رستم کو بہنت تخت پہ بٹھایا ملازمون کو اشارہ کیا سب سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سب آکر جمع ہوے سامان رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین زہرہ جبین شوخ و شنگ بڑھ کر سامنے رستم کے آئی اور یہ غزل گانے لگی نظم

پری کا منھ ہی تیرا حور کا سا جسم پایا ہی	خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے او بت بنایا ہی
شب مہتاب مین وہ مہوش جب یاد آیا ہی	تو مجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہی
کیا ہی خواب نے بیدار اکثر اس پری رو کو	مکرر فتنۂ خوابیدہ کو مین نے جگایا ہی
جلائے ہین نحوست نے ہماری سیکڑون گلشن	وہان بجلی گری ہی آشیان جس جا بنایا ہی
عوض اللہ لیگا ہمسے مظلومون کا ظالم سے	خدا اُسکو ستائے گا ہمین جسنے ستایا ہی
بدبختی ہی رہی ایذا پہ ایذا دست گلچین سے	عجب ساعت سے آکر آشیان مین نے بنایا ہی
دوا بھی ہجر مین اب ناموافق ہی طبیعت سے	ہوا ہی درد سر دونا اگر صندل لگایا ہی
کہین وہ دن بھی ہو جو ساتھ اُسکے چمن سے مین	بہت اب طالع خفتہ نے راتون کو جگایا ہی
جسے چاہا ہی مین نے وہ ہوا ہی جان کا دشمن	کیا ہی تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہی
دیے ہین آسمان تو نے زیادہ رنج راحت سے	ہنسایا ہی اگر دم بھر تو برسون پھر رلایا ہی
صدا تصویر کی صورت جو حیران بیٹھے ہجا کے سنگ	کسی آئینہ رو سے پھر کہین کیا دل لگایا ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط گرم رہا رستم نے بڑے آرام سے بسر کی میگون صف شکن اس بادشاہ کا نام ہی صبح کو میگون نے عرض کی حضور چلکر شکار کھیلین رستم آمادہ ہوے اُسی وقت اسباب درست ہوا پہلے قراول حاضر ہوے رستم و میگون صف شکن سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز	در آمد مرغ تعبیرا فگن بپرواز

روان شد بر ہوا باز سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

دوپہر تک طائران ہوائی کا شکار کھیلا سہ پہر کو اُس بادشاہ نے ملازمون سے فرمایا کہ ہرن وغیرہ تلاش کرو وزرا نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ چند گنوار دوڑتے ہوے حاضر ہوے عرض کی کہ تین کوس پر یہان سے دھانون کا ایک کھیت ہی اُسمین کئی سو آہو چر رہے ہین وہان چلکر شکار کھیلیے رستم نے مرکب بڑھایا میگون بھی مع رفقا ساتھ ہی دور سے دیکھا کہ کھیت مین کئی سو مادہ آہو چر رہی ہین بیچ مین ایک نر سب پر مستی کر رہا ہی سفید لکیر پشت پر سنگوٹیان مثل زلف محبوبان تاؤ پیچ کھائی ہوئی رستم نے کہا اور آہوؤن کا سب کو اختیار ہی مگر یہ نر اگر نکلجائیگا تو ہمکو ملال ہوگا میگون نے کہا کہ غلام اسی کو گھیرتا ہی جب گھوڑے ڈپٹائے وہ وحشی چوکڑیان بھر کر بھاگے مگر اُس آہو کلان نے رستم سے آنکھ ملائی چوکڑی جو بھری جست کرکے رستم کو مع مرکب ڈرایا کہ کھُرا اسکے فرق سے مس ہوے رستم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو ڈپٹایا منظور ہی کہ نیزہ سے اسکو شکار کرون مرکب انکا باد رفتار ہر مرتبہ سر اُٹھاتا ہی قصد ہی کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون ایسا اکثر ہوا کہ پٹھا ہرن کا اور تھوتھنی مرکب کی ملگئی رستم نے چاہا کہ نیزہ پشت پر رکھدین مگر آہو جست کرکے نکل گیا پھر پھر کا مل آہو نے رہروی کی ایک مقام پر جاکر چوکڑی بھولا رستم کو از حد غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لنجھا کر گرا رستم مرکب سے کود کر برابر اُس آہو کے پہونچے اُسکو بقربانی پہونچایا کھینچکر ایک نخل کے سایہ مین لائے پلٹ کے دیکھا کسی کو اپنے قریب نہ پایا زین پوش بچھا کر بیٹھے اس انتظار مین کہ کوئی ملازم آوے تو یہان سے چلین شام تک انتظار کیا آخر سوچے کہ اسی صحراے ہول خیز مین بسر کرو رستم نے آہو کے کباب لگائے مرکب کو نخل سے باندھ دیا زین پوش پر بیٹھے تیغہ کھینچ لیا صحرا کا سناٹا ہوا کا چلنا طبیعت کی پریشانی دوپہر سے شب تجاوز کر چکی تھی فراش ماہ نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارۂ آسمان سے ہمسری کر رہے ہین رستم کے کان مین آواز ہا ہو کی آئی حیران ہوکر کہا کہ دریافت کرون یہ کیا معرکہ ہی پشت مرکب پر سوار ہوکر چلے تھوڑی دور پر آکر دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار

قزاق ایک قافلہ تاجرون کا لوٹ رہے ہین تاجر ناچار ہوکر آمادۂ جنگ ہوے ان
قزاقون کا افسر بہروز ترک ہر وہ تاجرون کو قتل کرتا پھرتا ہی اور تاجرون کا فریاد کرنا
بیقرار ہوکر پکارنا کہ کوئی بندۂ خدا ہماری مدد کرے رستم نے نعرہ کیا کہ ای تاجرو نہ گھبراؤ
مین آپہونچا بہروز نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید
مثال گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی بہروز ہنسا ساتھ والون سے کہا یہ جوان کیا سمجھ کے
آتا ہی گیا اپنے دل مین سمجھا ہی اسکو زیر کرکے اپنا رفیق بنائونگا ایک نے کہا ای افسر
آپ تکلیف نہ فرمایئے مین مشکین باندہ کے لاتا ہون یہ کہکے وہ قزاق نیزہ ہلاتا ہوا
چلا قریب رستم آکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال دیا نیزہ
چھین کر پھینکا بہروز بھی دیکھ رہا ہی قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ تلوار کا مار دیا قزاق کا سر پھٹا کئی جوان رستم کے سامنے
آئے علف شمشیر آبدار ہوے بہروز نے جو اپنے رفیقون کو کشتہ پایا جھلا کر گھوڑا بڑھایا
للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے اُن رفیقون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا ایسے
جوان مارے گئے اُتنے داغ میرے کلیجے پر پڑے یہ کہتا ہوا قریب آیا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون بہروز
لپٹ پڑا رستم نے ہکو مارا کہ گھوڑا بہروز کا زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے
رستم سے اور بہروز سے کشتی ہونے لگی پہر رات پچھلی باقی ہی قزاق بھی حیران کہ یہ جوان
کون ہی کہ ہمارے افسر سے کشتی لڑ رہا ہی ایک جانب قزاق کھڑے ہین ایک جانب تاجر
آن کر جمے اگر قزاق ارادہ کرتے ہین کہ ہم رستم پر جا پڑین تو تاجر سینہ سپر کرتے ہین قزاقون کو
آنے نہین دیتے بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی تاجر تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہ اے
جوان ماشاء اللہ تم شیر بیشۂ جرأت ہو ایسے قوی تن قزاق سے برابر لڑ رہے ہو کسکی مجال ہی
کہ اس دیو خصال سے تجھ ایسا معشوق لڑے مگر جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین بہر رات
کشاکش مین گذری ناگاہ پہلوان زرین پوش شاگردان شعاع و ضیا کو ساتھ لیکر مشرق
کے اکھاڑے سے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام عالم مین روشنی ہوئی دونون

اُسی طور سے لڑ رہے ہین رستم جھک جھک کے لڑنے لگے بہروز کو پکڑ لائے دو تین گھستے
ایسے مارے کہ بہروز کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی جی مین کہتا ہی کہ اگر ایسا قوی د
صاحب طاقت نہوتا تو اس مجمع پر یکہ و تنہا نہ آتا یہ شکل نیچے سے رستم کے نکلا چاہتا ہی کہ
رستم کو پکڑ لاؤن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ذرا جنبش نہین ہوتی بہروز نے فنون کشتی سے
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر رستم پر اثر نہوا پہر دن چڑھے تک بہروز رستم پلتن سے لڑا
آخر رستم بہروز کو لے دوڑے بہروز ہر چند چاہتا ہی کہ رکون جب بائین قدم پر رُکتا ہی تب
داہنے پاؤن کا رکہ پڑتا ہی وہ برا وقت ہی کہ زمین بھی پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پندرہ سولہ
قدم تک بہروز کو ریل کر لائے وہان پر آکے بکہ مارا کہ بہروز کے دونون گھٹنے آشنا زمین
ہوے چاہا لنگر زمین پر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون
ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر خود سر کو بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون بہروز
نے آواز دی ای شہر یار آپ نے سر سے بلند کیا اب زمین مذلت پر نہ گرائیے غلام بدل و
جان اطاعت کریگا ایسے افسر مجکو کہان ملینگے رستم نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہروز
قدمون پر گرا رستم نے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای بہروز اگر ہمسے محبت ہی تو آج
سے بقراط ثانی کا نام میرے سامنے نہ لینا اُس پروردگار کو مالک لیل و نہار کو سجدہ کر
جسنے ایک لفظ کن سے تمام جہان کو پیدا کیا بہروز نے دست بستہ عرض کی کہ بدل و جان
تابعدار ہون کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا اپنے قزاقون کو پکار کر آواز دی کہ زمین
اُس شیر کی اطاعت کی اور جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو کلمہ پڑھے ورنہ میرے لشکر سے
فوراً نکلجائے سب قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب ہو وہ ہمارا مذہب
بارہ ہزار قزاق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوے جمشید تاجر کہ جو کل کا افسر تھا اُسنے بڑھکر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تاجر و قزاق مسلمان ہو کر ہمراہ رستم ہوے
لگر بہروز نے عرض کی کہ یہان سے کئی کوس پر کوہ فلک شکوہ ہی کہ اُس پہاڑ کو کوہ زمین کن
کہتے ہین اُسپر غلام نے قلعہ بنایا ہی خبر سُنکر تاجرون کی یہان آیا تھا کچھ اسباب تاجرون کا

قزاق ہے بھی گئے ہین وہان تشریف لے چلیے ان سب کا اسباب بھی انکے سپرد کرون اور رعایا پر بھی سایۂ دامن دولت پڑے حضور کی غلام دعوت کریگا رستم بہروز کے ہمراہ ہوے بہروز رستم کو بالاے کوہ لایا عجب کوہ پر فضا رستم نے دیکھا نخل سر کشیدہ مثل گلدستہ کے آراستہ ہین طایران نغمہ سرا درختون پر چہچہہ زن رستم کو بہروز ساتھ لیکر قلعے مین آیا قلعہ کو آباد پایا رعایا نے جو یہ خبر سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے ہین سب آکر جمع ہوے جمال باکمال دیکھکر ہر ایک وجد مین تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ فرزند صاحبقران نہایت حسین وجمیل ہین زور مین یہ کیفیت ہوئی کہ بہروز قوی تن کو زیر کیا ہم سب کی خوش نصیبی کہ ہمکو سرفراز کیا ہمنے آپ کی عنایت پر ناز کیا رستم نے بہروز کو حکم دیا کہ تاجرون کا اسباب حاضر کرو قزاقون نے اسباب لاکر حاضر کردیا رستم نے کہا اپنا اپنا اسباب سب صاحب دیکھ لیں سب تاجرون نے اپنا اپنا اسباب اُٹھا لیا اور دیکھنے لگے ایک شخص حقیر لباس پہنے ہوے ایک صندوقچہ اُٹھاکر ایک گوشہ مین لایا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ اس صندوقچہ کو دیکھکر کھولتا ہو اور پھر بند کردیتا ہو کبھی وجد کرتا ہو کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنے لگتا ہو عجب وجد مین ہو رستم کو اشتیاق پیدا ہوا آخر ٹہلتے ہوے قریب اُس تاجر کے آئے فرمایا اے جوان اس صندوقچہ مین کیا ہو کہ جسکو دیکھکر تجھکو وجد ہو ذرا اے برادر ہم بھی کچھ دیکھ لین اُس تاجر نے کہا اے شہریار والا تبار غلام کی جان اس صندوقچہ مین ہو رستم نے کہا کہ ہم بھی دیکھ لین اُس تاجر نے صندوقچہ سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکالا ہاتھ مین رستم کے دیا رستم نے جو کھولا ایک تصویر دلپذیر ایسی کھنچی ہوئی ہو کہ جسکی تعریف غیر ممکن تصویر کو دیکھکر رستم کا یہ نقشہ ہوا کہ دل بے اختیار ہوگیا فرمایا اے جوان یہ تصویر کسکی ہو اُس جوان نے کہا کہ بیٹھ جائیے تو حال اپنا مفصل عرض کرون رستم کو پسینہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھے اُسنے کہا اے شہریار غلام کا عجیب معرکہ ہو غلام تاجر جلیل تھا سفر ہمیشہ کرتا تھا قضاے کار یہان سے کئی سو کوس پر ایک ملک ہو کہ اُس ملک کو آفاقیہ کہتے ہین اُس شہر مین پہونچا سرا مین جاکر اُترا چونکہ نامی تاجر تھا کشتیان جواہرات کی لیکر حاضر خدمت آفاق شاہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ بڑی خاطر سے پیش آیا صحبت گرم بادشاہ کی بیٹھا تھا کہ چند کنیزین حاضر ہوئین عرض کی اے شہریار ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین مین نے

چاہا کہ صحبت سے اُٹھ جاؤن بادشاہ نے کہا کہ بیٹھے رہو اُس ظالم کی پردہ پوشی جو تھی موقوف
ہوگئی صد ہا شاہزادے تاجر بچے اُسکے سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ ہوگئے ملک و
مال اُن بیچارون سے چھوٹا اور کوئی مراد کو نہ پہونچا مین چاہتا تھا کہ بادشاہ سے سبب
پوچھون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب کھلنہ جبیت
زیب جسم دوپٹہ ڈھلکا ہوا کاکلین دوش پر لہرائی ہوئین پنجہ برہنہ ہاتھ مین تشریف لائین
مین نے جو صورت زیبا دیکھی اپنے ہوش مین نہ رہا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا وہ نازنین
خرامان خرامان آکر تخت پر جلوہ گر ہوئی مجکو قریب بلایا کہا ای تاجر جلیل تو نے مجکو
دیکھا مین مجکو پسند آئی مین نے سر جھکا کر جواب دیا کہ حسن تمھارا عابد کش و زاہد فریب
ہر نظارۂ جمال جہان آرا سے دل ناشکیب ہی چاہتا ہون جو کچھ دولت رکھتا ہون قدمون
پر نثار کرون ہمیشہ خدمتگاری مین رہون یہ سنکر وہ نازنین ہنسی درج دہن جو کھلا بجلی
چمک گئی گوہر دندان کی آب و تاب نے بجلی گرائی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جواب دیا
کہ ای تاجر روپے سے پروردگار نے مجکو بے نیاز کیا کہ مالک سریر سلطنت ہون باپ میرا
ہر روز یہی چاہتا ہی کہ مین تخت سلطنت ترک کرون تم تخت پر بیٹھو مین نے ابھی قبول نہین
کیا اس خیال سے کہ جب تک میرا مدعا پورا نہو تب تک تخت نشینی نہ کرون ایک دشمن نے
بہت حیران کیا ہی ای تاجر جلیل ہمارے شہر سے باہر ایک پہاڑ ہی درۂ کوہ مین ایک
نقابدار رہتا ہی کہ نقابدار جرم پوش اُسکا لقب ہی ہمارے قریات اُسنے قبضے مین کر لیے
آٹھوین دن وہ شہر مین آتا ہی بڑی دھوم مچاتا ہی جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا
کل شہر مین لاشون کے انبار لگا دیتا ہی کوئی بہادر نہین کہ اُسکے مقابلہ مین نہ گیا ہو جو اُسکے
سامنے گیا اُسنے زیر کیا اور گرفتار کرکے لیجاتا ہی درۂ کوہ مین کئی ہزار جوان اُسکے پاس مقید
ہین جو کوئی شخص ایسا ہو کہ نقابدار کو زیر کرے اس آفت سے بندگان خدا کو بچائے
مین اُسکی کنیز ہون میرا وصل اُسکے زیر کرنے پر موقوف ہی یہ حال سنکر مین صحبت سے
اُس محبوب کی اُٹھا کاروان سرا مین آیا ساتھ والون سے سب حال بیان کیا کسی نے
کچھ جواب باصواب نہ دیا آخر مسلح ہوکر درۂ کوہ پر آیا نعرہ کیا او نقابدار جرم پوش

باہر تو نکل وہ نقابدار نکلا مجھ سے کہا او دیوانے میرے مقابلے مین آیا ہی مین نے صدہا
پہلوانون کو زیر کیا سیکڑون کو قتل کر ڈالا مجھ سے نہ مقابلہ کر مین نے نہ مانا اور اُس سے
اُلجھ پڑا اُسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مین نے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے میری
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا میرے ساتھ والے لوگ تلوارین کھینچ کے
جا پڑے اُس ظالم جلاّد کے ہاتھ سے سیکڑون بندگان اللہ مارے گئے مین تنہا اُسی
ہنگامہ مین نکل بھاگا کاروان سرا مین پہونچا جسقدر روپیہ میرے پاس تھا نام پر اُس
محبوب کے لُٹا دیا آخر ایک نقاش سے تصویر اُس محبوب کی کھنچوائی اسکو لیکر بھاگا اِن
تاجرون کے ساتھ ہو لیا انھین کے ہمراہ وجہ معاش ہی اُس محبوب حجاب نشین کی تلاش ہی
ای شہریار یہ غلام کا معرکہ ہی اب عشق سے عاجز ہو چکا ہون رستم نے کہا یہ تصویر ہمکو دو
جسقدر روپیہ تمنے لٹایا ہی ہمسے لے لو تاجر نے تصویر قدمون پر ڈالدی کہا ای شہریار غلام تباہ
اس خیال مین نہ پڑے رستم نے تصویر کو اُٹھا لیا ایک نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا مضمون یہ تھا
کہ ای قبلہ و کعبہ غلام یہان آکر عجب بلا مین پھنسا مین تو طرف ملک آفاقیہ کے جاتا ہون جاکر
نقابدار جرم پوش سے مقابلہ کرونگا یا اُسکی قضا ہی یا ہمکو قضا لیے جاتی ہی ہر ایک سردار
کو مناسب ہی کہ بقدر اپنی لیاقت کے اس تاجر کو روپیہ دے کہ یہ بھرو لیتا ہی تاجر ذلیل ہو جاے
سر نامہ پر مُہر اپنی ثبت کی اور اُس تاجر کو وہ نامہ دیا کہا لشکر صاحبقران مین جا تا وہ سرفراز
کرینگے وہ کشتہ حسرت یاس نامہ رستم لیکر روانہ ہوا رستہ پوچھتا ہوا لشکر صاحبقران مین
پہونچا لشکر صاحبقران مقابلہ ہفت پیکر مین اُترا ہوا ہی لشکر ہفت پیکر مین مشہور ہے کہ
طلسم کشا کو خیال سکندری نے غارت کر دیا ہی اب ہفت پیکر کو کون قتل کریگا یہ ذکر سنتا ہوا
تاجر بے دست و پا لشکر صاحبقران مین آیا دربار مین پہونچا صاحبقران کے ہاتھ مین نامہ
دیا امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر غمزدہ بیٹھے تھے نامہ جو رستم کے ہاتھ کا دیکھا بہت خوش ہوگئے
دس ہزار روپیہ منگوا کر اُس تاجر کو دیے اور سردارون سے فرمایا کہ یارو مبارک ہو کہ فرزند
میرا طلسم خیال سکندری مین عجائب و غرائب کو طی کر رہا ہی بقراط ثانی عاجز و درماندہ
چاہتا ہی کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالے مگر کچھ نہین کر سکتا اُسکے ہاتھ کا نامہ آیا سب

صاحبون کو خوشخبری دیتا ہون کہ رستم سلامت ہین اب طرف آفاقیہ کے جائینگے کوئی نقابدار جرم پوش ہو اُسکے مقابلہ کو جائینگے جو ہمارے بسر کو عزیز رکھتا ہو وہ اس تاجر کو کچھ دے سب کے پہلے قاسم اپنے مقام سے اُٹھے ایک صندقچہ جواہرات کا دیا نقد بہت کچھ عطا فرمایا ایرج نوجوان نے بہت کچھ دیا جملہ سرداروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے اُس تاجر کو دیا اب جو وہ تاجر مال کو خیال کرتا ہے تو اسقدر مال ملا کہ بقیۂ حصۂ عمر بسر اصرف ہوجائیگا اور مال باقی رہیگا یہ سوچ کر لشکر صاحبقران مین اُترا کچھ لوگ نوکر رکھے سامان تجارت تیار کیا ویسا مان قدیم کوچ کر کے طرف ترکستان کے چلا صاحبقران کو دعائین دیتا تھا کہ ایسے جلیل القدر بھی پردۂ دنیا مین ہین کہ مجھ گدا کو غنی کر دیا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیا گیا شکریہ ادا کرون اسطرح خوشیان کرتا ہوا طرف اپنے وطن کے جاتا ہے لیکن وہان کو وہ زمین کن پر بہروز قزاق نے دیکھا کہ تاجر تو اپنا مال و اسباب لیکر چلے گئے مگر رستم رنجیدہ و کبیدہ سرنگون غم سے آنکھین پرخون ایک گوشہ مین جا کر بیٹھے بیقرار ہو گیا قریب شاہزادے کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے آقائے نامدار و اے مولاے قدرشناس آپ کو عجیب حال مین پاتا ہون رستم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا اے برادر کیا حال پوچھتے ہو لطف زندگی مین فرق آگیا یہ فرما کر تصویر دکھائی فرمایا اے برادر فرد - این ست کہ خون کردہ و دل برد بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + اب تو میری یہ کیفیت ہے نظم

بات کرنے کو ہی چُپ رہنے کی عادت مانع — جنبش لب کو ہی اُس بت کی نزاکت مانع
رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے — ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بارہا لیگئی بیتابی دل تا در یار — غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ میری غیرت مانع
وہ تو آتے تھے کہ نظروں مین سما جائین مری — پڑگئے آنکھون مین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا گیا تھا جو پھر آنہ سکے — پاؤن کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا اب تک — ہے مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل — آج شوخی ہوئی مانع کہ شرارت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن — سدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع

سحر وصل نے لی جب مرے کاشانے کی راہ — وہین روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی — ضبط بولا کہ ہے تاخیر قیامت مانع
ای جلال آتش دوزخ مین جلانے کو گناہ — لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

بہروز یہ اشعار سنکر رونے لگا کہا ای آقاے نامدار یہ آتش کہان سے بھڑکی مین دیکھتا ہون کہ حضور متغیر ہوگئے جو حکم ہووے بجالاؤن قلعہ مین تشریف لیچلیے رستم نے فرمایا ای دوست صادق اب طرف آفاقیہ کے جاینگے رخسار ملکہ آتش تو نے آگ لگائی آج کی شب اگر ہوسکے تو کسی راہبر کو ساتھ کردو کہ ہمکو تا بہ آفاقیہ پہونچائے بہروز نے کہا کہ مین خود ساتھ چلونگا فرمایا تمھاری کچھ ضرورت نہین ایک راہبر کافی ساتھ کردو کہ تا در محبوب پہونچائے ہرچند کہ بہروز نے چاہا کہ مین ساتھ جاؤن رستم نے قبول نہ کیا دامن جھاڑ کر اپنے مقام سے اُٹھے صحرا کا راستہ لیا بہروز نے گھبرا کر ایک قزاق سے کہ سفیر اُسکا نام تھا کہا ای سفیر تو آقا کے ساتھ جا اور تا بہ آفاقیہ پہونچا کے پلٹ آ سفیر بھی کودکر ساتھ ہوا رستم مثل دیوانون کے جاتے ہین جس مقام پر جی چاہا ٹھہر گئے سیر صحرا دیکھی پھر اُٹھکر روانہ ہوئے تین دن سفیر رہبری کرتا ہوا آتا ہی پیاس کے جوش مین سامنے نہر آب تھی اُسپر جو پہونچا صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سفیر کو اُٹھا کر لیگیا اب رستم تنہا ہوے بیابان گردی دشت پیمائی کرتے ہوئے کبھی کسی مقام پر ٹھہرے وہ تصویر پاس ہی تصویر کو ہاتھ مین لیکر فرماتے ہین ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہمسے کچھ کلام کرو تمکو ہماری یاد کاہیکو ہوگی ہچکی بھی نہین آتی کہ تصور کرین کہ تمنے یاد کیا ہو اسی خیال مین جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی اُسی طرف چلے ایک مقام پر آکے دیکھا ایک قلعہ ہی اُسپر ایک زنگی بلوہ کیے ہوے جاتا ہی گینڈے پر سوار گرز ہاتھ مین گینڈے کو کاوے پر ڈالے ہوے زنگی نہین رکتا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی جب قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی او جمشید دروازہ کھولدے اگر در قلعہ کھول کر اندر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اُس قلعے کا تاجدار پیر بدحواس پھر رہا ہی کبھی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو اسکو روکو کوئی پہلوان نہین نکلتا رستم نے جو حسرت اُس بادشاہ کی دیکھی دل بیقرار ہوگیا ہرچند کہ عالم فقیری مین ہین مگر وہی جرأت و شوکت وہین سے نعرہ کیا او نامرد

خبردار آگے نہ بڑھنا غریب جان کرستا تا ہی وہ زنگی پلٹا دیکھا ایک جوان حسین جمیل للکارتا
ہوا آتا ہی گینڈے کو پھیر کر پلٹا قریب آکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی منم فرہاد زنگی بعد
ایک سال کے زنگبار سے نکلتا ہون جو قلعہ راہ مین ملا فوج کا اپنی صرف لے لیتا ہون
اسی طرح اوقات بسر ہوتی ہی تیرا نام نامی کیا ہی فرمایا رستم پیلتن سرکوب ہفت پیکر طرف
آفاقیہ کے جاتا ہون تیری بدعت دیکھکر پلٹ پڑا فرہاد نے گرز کا ہاتھ مارا وہ بادشاہ
بالاے قلعہ دیکھ رہا ہی کہ رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر گرز کٹ کر گرا
زنگی کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچا رستم نے دیکھا کہ یہ گینڈے پر سوار مین پیدل ہون
اسکو اپنے برابر تو کر لون مٹھ کہ ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پاؤن گینڈے کے قلم ہوے
فرہاد بھی پیدل ہو گیا اوٹھنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دیا فرہاد
حقیر جان کر لپٹ پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر یکہ مارا کہ سر زنگی کا زمین سے ملگیا یہ شکل
سیاہ تھا ہوا لڑنے لگا جو تھے بیچ پر رستم نے اوکھیڑ کر مارا کہ زنگی چارون شانے چت
گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فرہاد نے
جواب سخت دیا رستم نے سینہ سے اوٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور
ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھاما مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا اہل فوج نے جو
اپنے آقا کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا رستم پر دیکھا قلعے
سے باہر نکل آیا بارہ ہزار سوار لیکر نکلا دونون آپس مین ملگئے بادشاہ نے لاکر رستم کو گھوڑا
دیا سوار ہو کر رستم بھی جا پڑے جسپر ہاتھ ماردیا دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین زنگی فریاد
کرتے ہوے بھاگے جمشید زرین ترکش نے رستم کو ساتھ لیا استقبال کرتا طرف اپنے
قلعہ کے لے چلا حال زار دیکھکر راہ مین پوچھا کیون آقاے نامدار کس حال مین آپ کو
پایا حال رستم نے حال آفاق بیان کیا عرض کی حضور قلعہ مین چلیے وہ بادشاہ میرا بھائی
ہی مین اسکو نامہ لکھونگا کہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجاتے آپ کے جانے کی
خبر ملکہ کو بھی معلوم ہو شعلہ رخسار آتش خو اسکا نام ہی لیکن عرض کرتا ہون کہ وہ نقابدار
بلاے روزگار ہی نہین معلوم سرکار سے کیا گذرے بڑے بڑے پہلوان اوسکے مقابلہ مین

آئے اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے کوئی غالب نہوا دیکھیے کیا ہو رستم نے کہا ای برادر
اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہو تو مجبور و ناچار ہین بقول شاعر - فرد - سر می بیچم ز شمشیر
حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا لغیب + جمشید یہ سمجھاتا ہوا قلعے مین لایا دار الامارہ مین لاکر
مقام صدر پر جگہہ دی رستم نے فرمایا ای جمشید زرین ترکش اگر ہمسے تمکو محبت ہو تو بقراط
ثانی پر لعنت کرو ایک مرد جلساز شعبدہ باز اُسکو سجدہ کرنا سراسر حماقت ہو وہ خالق زمین و
زمان رب دو جہان ہو اُسکی کیا صفت کر سکتے ہین بقول شاعر نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون — از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان — سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او — نقش طرازی صورکار او
چہرہ کشای صور کائنات — راہ نمای ہمہ سوی نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین — پہن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد — گرم بہ نور سحر گہ روز کرد

اسطرح رستم نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا قدمون سے
لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ حضور نے دولت کونین عطا فرمائی
اُسیوقت جمشید نے ایک نامہ ملک آفاق شاہ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر
سر عزت اپنا اوپر آسمان افتخار کے پہونچاؤ کہ فرزند رشید صاحبقران رستم نوجوان تمہاری
دختر پر عاشق ہوئے ہین مین نے اپنے قلعے پر اُتارا ہی بہتر اسی مین ہو کہ فوج کو اپنے ساتھ
لیکر برای استقبال شاہزادہ والا قدر آؤ مین بھی ساتھ رہونگا شکر ہی خدا کا کہ مین نے
بقراط ثانی پر لعنت کی اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اگر تحریر سے انکار کیا تو بہت برا
ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی زیادہ والسلام مہر اپنی کرکے نامہ شتر سوار کو دیا اور کہا کہ
ہاتھ مین آفاق شاہ کے دینا آیندہ جو اُسکی رای مین آئے شتر سوار نامہ لیکر چلا بعد
قطع منازل و طی مراحل قریب شہر آفاقیہ پہونچا شہر مین جو داخل ہوا دیکھا ایک جانب
بام ہی اُسمین ہزار عشاق بنے ہین جو تاجدار عاشق ہوکے آئے اور ہاتھ سے اُس نقابدار کے

مارے گئے اُنکی قبرین اُسی باغ مین بنوا دین بعد سال بھر کے بحکم ملکہ شعلہ رخسار گرد اُس
باغ کے میلہ جمع ہوتا ہی ملکہ باغ مین رہتی ہین لباس فاخرہ پہنکر قبرون پر عاشقون کی آتی ہین
کسی قبر سے دھنوان نکلتا ہی کسی قبر سے آواز نالہ آتی ہی ملکہ جو اپنے ہاتھون سے پھول پھینکتی ہین
تو قبر سے آواز آتی ہی۔ فرد۔ آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما + بس نازک ست شیشہٴ دل
در کنار ما + ایک طرف سے آواز درد آتی ہی ای شاہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی فرد
روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + قبرین جنبش کرتی
ہین ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑتی ہین کنیزین اُٹھا کر لیجاتی ہین پھر لباس فاخرہ پہنکر سامنے
قبرون کے جلوہ فرما ہوتی ہین اور فرماتی ہین ای عاشقان صادق تمھاری روح کو شاد کرتی ہون
وہ شتر سوار اُن مقامات کو دیکھتا ہوا قریب دار الامارہ شاہی کے آیا درگہ سالار سے
عرض کی بادشاہ سے جا کر کہو کہ نامہ دار قلعہٴ جمشید سے آیا ہی امیدوار باریابی ہے
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ بلا لو شتر سوار نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی گرداگرد امیر
وزیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین نامہ دار نے نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے وہ
نامہ ہاتھ مین وزیر کے دیا وزیر نے میر منشی کو بلایا ایک ممبر نصب ہوا میر منشی نے پڑھنا شروع
کیا اول تعریف پروردگار بعد صفت احمد مختار پھر منقبت حیدر کرار مضمون مذکور جو میر منشی
نے پڑھا تمام اہل دربار ہل کرنے لگے کہتے تھے بڑے غضب کی بات ہی کہ جمشید زرین کش
مسلمان ہو گیا اُسکو سزا دینا چاہیے آپکے بھائی صاحب ایسے آمادہ تھے کہ رستم کو دیکھتے ہی
مسلمان ہو گئے رستم کو حضور سمجھے یہ کون صاحب ہین یہ وہ شخص ہین کہ جنکو قدرت نے طلسم
خیال سکندری مین بلانا چاہا ہی پہلوانون کو حکم آیا ہی کہ جبکی سرحد مین پہونچین وہ گرفتار کرلے
اور قدرت کے پاس لیجائے تو بہت بہتر ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر
مین جگہ دی ہی یقین ہی قدرت کے خلاف ہو جمشید پر کوئی آفت نازل ہو تو عجب نہین آفاق شاہ
نے جواب دیا اپنا اپنا اعتقاد چاہے اسلام اختیار کرے اگر نہ اعتقاد ہو نہ کرے اپنے اپنے
مقدمہ مین اختیار ہی مین تو ضرور جاؤنگا یہ کہتا ہوا آفاق شاہ محفل مین آیا نامہ ہاتھ مین ہی
ملکہ شعلہ رخسار آتشخو نے جو باپ کو دیکھا پوچھا ای والد نامدار اسوقت آپ کو انتشار مین

باتین ہون مزاج اقدس کیسا ہی آفاق تاجدار نے نامہ بیٹی کے ہاتھ مین دیا کہا ای نور نظر اگر جرم پوش زیر ہوا اور پیوند تمھارا فرزند صاحبقران سے ہو تو کیسے فخر کی بات ہو لیکن تردد یہ ہی کہ سب افسران فوج مسلمان ہونے پر راضی نہین ہین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہو کہ اُس نقابدار مفلوک کو خبر پہونچے اور وہ مجکو تکلیف پہونچائے تو کون اسکو روک سکیگا ملکہ شعلہ رخسار کی نگاہ جو تصویر دلپذیر رستم پر پڑی بیساختہ آہ دل سے نکلگئی باپ سے متوجہ ہو کر کہا ای والد نامدار اصل یہ کیفیت ہی فرد - نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد + دوسرا شعر اسی مضمون کا دوسرے شاعر نے کہا ہی فرد - مانی جو نقش آن بت ہاست می کشد + چون می رسد بساعد او دست می کشد + زلفین خلیلی دوش پر پڑی ہین کہ جس سے بوے مشک و عنبر آتی ہی کلاہ ہفت گوشہ زیب سر کہ جس سے شوکت کی اور ترقی ہی زرہ ہفت جوشن زیب جسم انور کہ نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی یہ رعب و دبدبہ دیکھکر ملکہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا چاہتی ہین کہ یہ تصویر کلام کرے تو باتین کرون نگاہ باپ سے بچاکر تصویر کے عارض پر عارض اپنا رکھدیا ایک جوش محبت پیدا ہوا اُس نامہ کو ہاتھ مین لیے ہوے ایک گوشہ مین آئین بے اختیاری ہین یہ اشعار زبان سے نکلگئے نظم

ہم حال اپنا اُنکو دکھائے چلے گئے	لیکن وہ ہمسے آنکھ چرائے چلے گئے
دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تمنے سیر	دو ہاتھ نیمچے کے لگائے چلے گئے
کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر	ہم بھی کفن مین منھ کو چھپائے چلے گئے
اب تو اُٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی	تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے
آئے تھے اُس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی	لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے
مشتاق اُنکی باتون کا تھا وقت نزع بھی	بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے
ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم	آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے
برخاستہ دلون کی کہین دل لگی نہین	بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے
ای رند وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ	آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

آنکھون مین آنسو بھر آئے آفاق تاجدار نے پکارا کیون بیٹا گوشہ مین کیون گئین مین اب

چلنے کی تیاری کرتا ہون خواہ کوئی بگڑے یا بنے یہ کہکے آفاق تاجدار باہر آیا حکم ہوا لشکر تیار ہوا ایک سردار صفدر گجرا ے یہ سامان دیکھا گھبرایا سوچا کہ چلکر نقابدار کو اطلاع کردن کہ ایسی معشوق پریچہرہ ہاتھ سے جاتی ہی بادشاہ کو روک کو یہ سوچکر گجرا ے قریب درۂ کوہ ہو پنچا پکار کر آواز دی اے نقابدار بہادر مجکو کچھ عرض کرتا ہی جرم پوش ٹہلتا ہوا باہر آیا گجرا ے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا یقین کامل ہوا کہ رستم تمھارے مقابلہ مین ضرور آئینگے اُسوقت سمجھ لینا یا اب آفاق تاجدار کو روکو کہ استقبال رستم کو نہ جائین نقابدار نے کہا مین ابھی چلکر روکتا ہون میری ڈھیل تھی ورنہ جب قصد کرتا ملک لے لیتا مین نے اپنی طرف سے چھوڑ دیا تھا اب دختر کو بھی لونگا اور ملک پر بھی قبضہ کرونگا کیا افسوس کی بات ہی کہ دین جد و آبا کو بالکل بھول گئے دین خدا ے نادیدہ اختیار کیا تمہین جس دن سے یہ مسلمان اس سرحد مین آئے جا بجا مسجدین بن گئین دیر پامال ہوے کہین کوئی خداوند لقا طاثانی کا ذکر نہین کرتا مسلمانون کے نزدیک دو سو قدسی بیکار ہین اور ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ہی کہ جس خدا کو دیکھا نہین اُسکی کیونکر اطاعت کرین مسلمان اپنے خدا کو ہمین دکھا دین تو ہم اعتقاد کرین ایسے لاف و گزاف کرکے نقابدار نے گجرا ے کو رخصت کیا کہا تم جاؤ بادشاہ کے ساتھ رہو جب بادشاہ لشکر کو لیکر اس طرف سے آئینگے فوراً پیغام دونگا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کیجیے اگر بادشاہ نے قبول کرلیا تو بہتر ہی ورنہ تلوار کھینچکر جا پڑونگا مجھ سے کون لڑ سکیگا دم بھر مین زمین ہلا دونگا یہ کہہ کے نقابدار جرم پوش نے ہرکارے مقرر کیے کہ مجکو دمبدم خبر پہونچانا گجرا ے جب دربار آفاق شاہ مین گیا دیکھا بادشاہ نے تیاری کی چند وزیر و امیر براے نگہبانی قلعہ چھوڑے جب محل مین رخصت کو آیا تو بیٹی نے دامن پکڑ لیا کہا قبلہ و کعبہ ہمکو بھی ہمراہ لے چلیے آفاق نے ہرچند انکار کیا کہا ای نور نظر تمھارا چلنا بہتر نہین ہی شعلہ رخسار رونے لگی سر جھکا کر کہا اگر حضور ساتھ نہ لیجائینگے دیکھ زندہ نہ پائینگے اس طور سے ملکہ شعلہ رخسار آتش خو نے باپ سے کہا کہ باپ کو کچھ بن نہ پڑا فوراً حکم دیا محافہ بھی تیار کرو چند کنیزون نے محافہ منگوایا ملکہ سوار ہوئین تب آفاق شاہ نے کوچ کیا

ہرکارے نقابدار حرم پوش کے لگے ہوئے تھے فوراً خبر لیکر بھاگے خدمت میں نقابدار
کی آئے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ملک آفاق شاہ مع دختر کے
آتا ہی یہ سنتے ہی نقابدار اُٹھا نقاب چہرے پر درست کی کرگدن مست پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوان لیکر درۂ کوہ سے نکلا دوراہے پر آکر صف باندھی آپ آگے بڑھکر کھڑا
ہوا جیسے ہی آمد لشکر سنی پکارکر آواز دی ای بلا زبان آفاق شاہ رک جاؤ آگے نہ بڑھو
ہمارے آنے کی خبر بادشاہ کو کردہ ہرکاروں نے بڑھکر آفاق شاہ کو خبر کی کہ اے
شاہنشاہ گیتی ستان نقابدار حرم پوش نے راستہ روکا ہی آپ کو بلاتا ہی آفاق شاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے کہا ای ملک آفاق شاہ مجھ
ایسا بہادر عالم میں نہیں ہی تمھاری بیٹی نے یہی شرط مقرر کی کہ جو مجکو زیر کرے وہ مجھپر
قابض ہو صدہا پہلوان آئے میرے ہاتھ سے زیر ہوے بہت سے قید ہیں بہت سے
مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ کردو ورنہ ملک و مال چھین لونگا
چین نہ لینے دونگا آفاق تاجدار نے جواب دیا کہ ای نقابدار بہادر اب فرزند صاحبقران
آتے ہیں میں لینے چلا ہوں وہ تمسے مقابلہ کرینگے اگر اُنپر غالب آئے تو میں جانونگا کہ
تمسے زیادہ کوئی بہادر نہیں ہی پھر تمھارے ساتھ شادی کردونگا اب میری راہ نہ روکو
مجکو جانے دو میں جاکر فرزند صاحبقران کو لاتا ہوں تمسے اُنسے مقابلہ ہوگا تب حال
کھلیگا بھائی تے میرے مجکو نام لکھا میں لینے جاتا ہوں سر راہ تمنو نقابدار نے کہا کل
سر میدان آکر تاج و تخت چھین لونگا ملک آفاق شاہ نے ہرچند سمجھایا مگر وہ مغرور تھا
نہ مانا اپنی ہی کہے گیا آخر آفاق شاہ اُسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ استادہ کرائے
بیٹی کو بارگاہ میں داخل کیا آپ اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا پہلوان جو آفاق شاہ کے
ساتھ ہیں وہ کہہ رہے ہیں ای بادشاہ جمجاہ کچھ نہ گھبرائیے سر میدان اس حرم پوش کو
سمجھا دینگے نہیں معلوم وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہی لیکن نقابدار جو اپنی بارگاہ میں
آیا فوراً حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے نے آفاق شاہ کو خبر دی آفاق نے بھی
طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامہ

مین گذری جب شاہنشاہ خاور لبصد کرو فر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا نقابدار
سوار ہوکر میدان مین آیا ادھر سے آفاق شاہ فوج کو لے کر پہونچا صفین جمین نقیب
نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقابدار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین
آکر آواز دی ای آفاق شاہ کسی کو بھیجو ملکہ روزن خیمہ سے دیکھ رہی ہین آفاق نے
طرف فوج کے دیکھا سہمناک زنگی سب پہلوانون کا افسر گینڈے کو بڑھا کر سامنے
ملک آفاق کے آیا عرض کی ای شہریار اجازت میدان دیجیے آفاق نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا ای سہمناک اس ظالم سے سمجھ کے مقابلہ کرنا اسکو اپنی قوت وطاقت
پر بڑا ناز ہی سہمناک نے عرض کی اسکی مشکین باندھکر لاتا ہون آپ دیکھیے آفاق
نے جواب دیا تمکو خدا و محمد خیال سکندری کے سپرد کیا سہمناک گینڈا بڑھا کر مقابلہ
نقابدار مین پہونچا نقابدار نے جو سہمناک کو آتے ہوے دیکھا گرد اسپر کا لیکر بڑھا
آپس مین لگا ورخلی نقابدار نے نیزہ مارا سہمناک نے نیزہ روکا دس بارہ طعنین
ردوبدل ہوئین کہ نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نیزہ سہمناک کا گانٹھا
اس کن سے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہمناک کے نکلگیا تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے
نقابدار پر مارے نقابدار نے سب وار روکے للکار کر آواز دی او زنگی جوان یکتگی
ایک وار میرا تو قبول کر اس ہیبت سے نقابدار نے للکارا کہ سہمناک حیران ہوگیا نقابدار
نے ہاتھ مارا سہمناک تا دوابرو زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا پکار کر آواز دی اے
آفاق شاہ اس صید زبون کو سامنے سے ہٹاؤ اور کسی کو بھیجو شہزادہ آرہ کش جو پہلو مین
تخت کے کھڑا تھا وہ گینڈا بڑھا کر آیا سہمناک کو ہٹایا آپ سینہ سپر کرکے مقابل ہوا بعد
نیزے کے تلوار چلی نقابدار نے ہاتھ مار دیا شہزادہ بھی زخمی ہوا ملکہ نے جو خیمہ سے یہ حال دیکھا
گھبرا گئین کنیزون سے کہتی تھیں صاحبو فلک نے یہ کیا سامان دکھایا دیکھون اب کیا
ہو جاتا ہی وہ زخمی ہوتا ہی مین یاد مین اُس شہریار کی ہون دیکھون دیدار میسر ہو کہ نہو اگر تمہارے
بعد تشریف لائین تو کہدینا کہ کنیز آپکی یاد مین تھی اُسکے مزار پر جانے دیتی تو یہ کیفیت ہی نظم

دل بیاد یار شیون می کند ۔۔۔ جان زارم فرقت تن می کند

داشتن تصویر جانان در بغل — از عذاب ہجر ایمن می کند
من چرا از یار خود نفرت کنم — پیشش بت سجدہ برہمن می کند
جامۂ خود میدرد گل از رخت — از مسی فریاد سوسن می کند
شور کنعان مثل بوے پیرہن — دیدۂ یعقوب روشن می کند
سرو از قامت نہ تنہا پا بہ گل — فاختہ ہم طوق گردن می کند
این رقیب روسیہی واے دوست — کردہ باشد آنچہ دشمن می کند
بر مزارم ہر شب از دست تعب — سر برہنہ شمع شیون می کند
ای شفا در سبزۂ رخسار یار — طوطی روحم نشیمن می کند

یہ اشعار پڑھکر رونے لگین یہان میدان مین یہ معرکہ گذرا کہ جب نقابدار نے چھ سات پہلوانون کو زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا اکیلا بڑھا کر مغلوبہ کردی جب لشکر ہل گئے تب آفاق تاجدار کو آکر نقابدار نے زخمی کیا ملکہ نے جو خیمہ سے دیکھا گھبرا گئین کنیزون سے کہا لو غضب ہوا بابا جان زخمی ہوے اب وہ ملعون خیمہ مین گھس آئیگا مجھکو گرفتار کرکے لیجائیگا مین اپنی جان دونگی یہ کہکے لباس مردانہ پہنا کنیزون سے کہا کہ مادیان لاؤ کنیزین مادیان لائین اُسپر سوار ہوکے چلین چند کنیزین ساتھ ہوئین ملکہ خیمہ سے روتی ہوئی نکلین طرف صحرا کے گئین یہان تلوار چل رہی ہے آفاق تاجدار بھاگتا پھرتا ہے نقابدار تلوار کھینچے ہوے جسطرف جا پڑتا ہے صفون کو درہم برہم کردیتا ہے ہزارہا جوان اس ملعون کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق تاجدار بیقرار ہوکے دعائین کررہا ہے ای خداے نادیدہ تیری خدائی کا مین نے اعتقاد کیا مجھپر یہ بدعت ہے مجھکو اس آفت سے بچالے نظم

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق بیچون و چگون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانۂ بے دیوار و بے در ساختی — بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی
جلوۂ قدرت نمودی در گلستان باربار — گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار — گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

نگاہ کثرت رائے توحید مظہر ساختی | جلوۂ ذات احد روشن زا کثر ساختی

ملکہ بلک کر دعائیں مانگ رہا تھا نقابدار کی بدعت حد کو پہونچی ہی آفاق شاہ کے پہلوان
زخمدار و بیقرار بھاگتے پھرتے ہیں نقابدار چاہتا ہی آفاق کو مار کر خیمہ میں ملکہ کے جاؤں معشوق
پر قبضہ کروں ایسے معشوق پریچہرہ کسکو ملتے ہیں آج اُس سے وصل کروں تو مراد دل حاصل ہو
تسکین دل ہو اس جوش و خروش میں لڑ رہا ہی جس طرف پہونچا لاشوں کے انبار لگا دیے
کوئی اسکے مقابلہ میں نہیں آتا مگر آفاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا
سے گرد اُٹھی رستم پیلتن و پیل کن آگے مرکب کو بڑھائے ہوئے جمشید زرین ترکش
تخت پر صدا ہے ہا ہو سنکر رستم نے مرکب روکا ہرکارے سے اشارہ کیا خبر تو لا یہ کیا معرکہ ہی
کیسا ہنگامہ ہی ہرکارہ گیا خبر لیکر آیا عرض کی ای شہریار والا تبار نقابدار حریم پوش نے
لشکر آفاق شاہ کو تہ و بالا کر دیا ہی سب کو قتل کر رہا ہی نام نقابدار سنکر رستم نے مرکب بڑھایا
نعرہ کیا یا شیماری کافران بیحیا و ای نابکاران بیہودہ غا منم رستم پیلتن کشندہ توپل ہندی و
دوپل ہندی علمشاہ نوجوان - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم
لقب + دیگہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہمہ بر تخت عرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے آپڑے
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جمشید زرین ترکش نے کل فوج کو اشارہ کیا کل فوج
جا پڑی افسر بڑھ کے لڑ رہی فوج نے بھی جانبازی کی فوج نقابدار قتل ہونے لگی رستم
لڑتے بھڑتے سامنے نقابدار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد مردان
عالم سے تو مقابلہ کر نقابدار نے جو نعرۂ رستم سُنا جا پڑا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُس
سرکش کا قلم کیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر جو چمکے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ گرا خود کو کاٹا خود کو کاٹ کر جو تلوار گری سر اسکا کاٹکے
جبڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی نقابدار کو مار کر فوج کو اُسکی پامال کیا آخر سب بھاگے رستم
اُسی طرح دریائے خون میں نہائے ہوئے سامنے آفاق تاجدار کے آئے آفاق نے رستم کو جو
اس شوکت سے دیکھا تخت سے کود پڑا قدموں کو بوسہ دیا رستم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ

یہ کیا معرکہ ہوا آفاق شاہ رونے لگا کہا اے شہریار جب نامہ بھائی صاحب کا پہونچا اُسی وقت مین نے تیاری کی راہ مین اُس ملعون نے روکا سات آٹھ پہلوان زخمی ہوے آخر اُس ملعون نے مغلوب کر دی غلام نے شکست کھائی قریب تھا کہ غلام کا خاتمہ ہو کہ حضور تشریف لائے شکر ہے کہ یہ کافر مغرور مارا گیا اب حضور تشریف لیجائیں ملکہ عالم آپکی مشتاق ہین جب غلام نے قصد کیا کہ سفر کرے اور مین نے یہ کہا کہ رستم کے استقبال کو جاتا ہون ملکہ رونے لگین اور تڑپ کر کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی آخر مین ساتھ لایا یقین ہے کہ آپکے انتظار مین ہون آفاق رستم کو ساتھ لیکر چلے جب قریب درخیمہ ملکہ پہونچے کنیزین روتی تھین آفاق نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہے تم سب کے رونے کا کیا باعث ہے کنیزون نے عرض کی واری غضب ہوا جب ملکہ نے دیکھا کہ بابا بھی زخمی ہوے فرمایا کہ اب فتح نہو گی زنانہ لباس اُتار کر پھینکا مردانہ کپڑے پہن مادیان پر سوار ہو کر نکل گئین چند کنیزین ساتھ لے گئین یہ سنکر رستم نے آہ کی فرمایا بڑا غضب ہوا فلک کجرفتار نے مجکو لوٹ لیا نظم

دل سے اُلفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے، اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے
مجھ سے وہ بت کبھی منھ پھیر کے بولا بھی تو یون، گبر تھے آپ یہ کیسے کہ مسلمان نکلے
جستجو اپنے زخود رفتہ کی تم آپ کرو، صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے
ہاے جس ہاتھ مین تھے گیسوے جانان شب وصل، صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان نکلے
نہ ملا یار کو ہر چند یہان بھی ڈھونڈھا، مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے
جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل دید، نیمجانون مین کسی کے وہی بیجان نکلے
تو ہی پونچھیگا تو کچھ اپنے پچھینگے آنسو، ڈھونڈھنے اشک ترا گوشہ داماں نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال، اُس صنم ہی کے یہ سب بندہ احسان نکلے

رستم نہایت پریشان ہوے فرمایا کہ اے آفاق شاہ ہمارا تو یہ مقام نہین ہم تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی جاتے ہین یا تو تلاش کر کے لائے یا جستجو مین جان دی آفاق شاہ نے بہت سمجھایا کہ حضور تشریف نہ لیجائین مین ہرکارے روانہ کرتا ہون وہ خبر لائینگے تب تشریف لیجائیے گا رستم نے نہ مانا جمشید زرین ترکش نے عرض کی غلام تو حضور کے ہمراہ آیا ہے ساتھ ہی جائیگا دامن دولت نہ چھوڑیگا محبت سے منھ نہ موڑیگا رستم نے کسیکو ساتھ نہ لیا کہ وہ تنہا

تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی نکلے خاک اُڑاتے ہوے جاتے ہین اب حال مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا تحریر کرتا ہون کہ جب ملکہ پانچ کنیزون کو ساتھ لیکر نکلین دن بھر رہروی کی شام کو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرین بڑی رات گئے ایک کنیز براے رفع حاجت بڑھی ایک زرعہ کے پاس جاکر بیٹھی وہان مار سیاہ تھا اُسنے کاٹا اُس مقام سے اُٹھ نہ سکی پانی ہوکر بہ گئی دوسرے دن دوسری کنیز کو اژدہا کھا گیا تیسری کو شیر اُٹھا لے گیا چارون مین پانچون کنیزین ہلاک ہوگئین ملکہ یکہ و تنہا رہ گئین نادیان پر سوار ہوکر چلین دوپہر کو ایک صحراے حیرت خیز مین گذر ہوا آفتاب عالمتاب کی حدت دھوپ کی شدت جب خیال کرکے دیکھا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہو غبار کا اُڑنا بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر نخل کے نیچے معلوم ہوتا ہو کہ پیچ نخل سے سایہ لپٹا ہو اس حال سے ملکہ اُس دھوپ مین حیران و پریشان جاتی ہین قصد ہو کہ کسی مقام پر پانی ملے تو نادیان کو پلاؤن مگر پانی کہین نظر نہ آیا سوجہ ریگ گرم نظر آتا ہو وہی سراب کا دھوکا ہو وہ ہواے گرم چل رہی ہو کہ ذرہ اُڑکر جو بدن پر پڑتا ہو چھالا پڑجاتا ہو ہزارہا آبلے جسم نازک پر پڑے چہرہ سونلایا ہوا زندگی سے ناامید گویا سوا نیزے پر خورشید نادیان شدت سے پیاس کی بدحواس ہوئی زبان منھ سے نکال دی چند قدم پر جاکر گر پڑی ملکہ نے ہرچند چاہا کہ نادیان کو اُٹھاؤن مگر نادیان نہ اُٹھی کچھ گرم پانی منھ سے نکلا تڑپ تڑپ کے نادیان نے جان دی اب پیادہ روی مجبور ہوکر اختیار کی ملکہ بیقرار ہوتے لگین فراقی تھین کہ حقیقت مین خدا نکرے کہ بداقبالی کا وقت آئے سب چیزین جدا ہوجاتی ہین دیکھو اسوقت مین نادیان کا انتقال ہوا اب پیادہ روی کی نوبت پہونچی مصحفی نے کیا خوب فرمایا ہو نظم

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
ہر کہ بیش از وقت در غمہاے درد سر بود
باز موج سیل اشکم دم ز طوفان میزند
این سر شوریدہ سودائے جنونے می برد
ہر کجا خواہم نشینم از پئے برخاستن

دیگر

غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن بود
چشمہ سار دیدہ ام پہلوے عمان میزند
این دل دیوانہ ام دم از بیابان میزند
خاطر آشفتہ ام دستے بداماں میزند

جمع جمعیت چہ سود از طالبان عافیت	فتنہ ہاے گردش دوران پریشان میزند
بسکہ درد آلودہ ہوام پنہان بزیر پیرہن	بر تنم ہر موے ابرو زخم پیکان میزند
آتش افروزان حذر باز سینہ مخفی کناد	آہ آتشناک را آتش بداماں میزند

دیر تک ملکہ لاش پر بادبان کی روتی رہی آخر شدت سے دھوپ کی سر پیٹنے لگا خوف ہوا
ایسا نہو کہ غش آجائے پھر اٹھنا دشوار ہو جائے یہ فرما کر اٹھیں کہ اے رفیق شفیق ترا ابھی ساتھ
چھوٹا روتی ہوئی طرف صحرا کے چلیں وہ تلوے جو فرش گل سے فگار ہوتے تھے وہ نوک خار
سے خار خار ہو رہے ہیں آبلہ ہاے پامال پر ملکہ کے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں اس حال زار
سے صحراے پر خار میں جاتی ہیں کہ پانوں میں چیتھڑے بندھے ہوئے ہر مقام پر گر پڑتی ہیں
ایک مقام پر دیکھا ایک غار میں پانی بھرا ہوا ہے اس پانی کو دیکھکر دل بیقرار ہو گیا قریب آ کے
بیٹھکر جو ہاتھ پانی میں ڈالا اسقدر کھولتا ہوا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہو گئی حباب آنکھیں نکالنے
لگے موج آب شمشیر شرر بار بنکے گلے پر پھرا پانی اسی مقام پر پھینک دیا لڑکھڑا کر گریں کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار باز سفید ہاتھ پر چڑھا ہوا تیہو جو گوشۂ صحرا
سے اڑا اسپر باز کو چھوڑا باز نے جا کر تیہو کو گھیرا جب پنجہ مارتا ہے تیہو کے بال و پر نوچ کے
پھینکدیا ہے تیہو گرتا ہوا آتا ہے اس پہلوان کی پشت پر دس بیس سوار ہیں شدت سے
دھوپ کی اُف اُف کرتے ہوے چلے آتے ہیں نوجوان باز کو اپنے دیکھتا ہوا گینڈے کو
مہمیز کرتا ہوا چلا آتا ہے باز نے طمانچہ جو مارا تیہو گرا قریب ملکہ کے آکر تڑپنے لگا باز گند سے
باندھ کر سینہ پر تیہو کے سوار رہا پنجہ سے نوچنے لگا وہ پہلوان گینڈے سے کودا باز کو اٹھا لیا
سینہ تیہو کا چاک کر کے کلیجہ اسکا چاک کیا سینہ کا گوشت نکالا باز کو کھلانے لگا پلٹ کے
جو نگاہ پڑی ایک آفتاب تابان ماہ درخشان کو دیکھا کہ فرش خاک پر تڑپ رہی ہے تمام
عارض گرد آلود بیقراری میں جو ایڑیاں رگڑی ہیں زمین میں گڑھے پڑ گئے ہیں ہونٹھ خشک
پیڑیاں جمی ہوئیں وہ جوان صورت دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب آ کر کہا اے ملکۂ عالم آپ کو تعجب
ہیں کہ اس صحراے پر ہول میں فرش خاک پر بیقرار و بیتاب ہیں آئیے میں تمکو اپنے ساتھ
لے چلوں ملکہ نے جواب دیا اے شخص ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دے بقول شاعر

فرد - ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + اُس پہلوان
نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی عورت پر کیا زور و ظلم کرونگا اگر بہرام فلک ہو تو
اُسکی بھی گردن توڑ دون میرا زور زمین کوئی افسر ہمسر نہین ہے پیکان تیر انداز میرا نام ہے
اکناف عالم کے بڑے بڑے پہلوان نام سے ما بدولت کے تھراتے ہین مگر تمسے منت کہتا ہون
کہ میرے ساتھ چلو ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہون کئی سو کوس مین میری عملداری ہے سب تمہاری
اطاعت کرینگے اپنا حال تو مجھ سے بیان کرو کہ کس حال مین ہو یہان کے پڑے رہنے سے کیا
نفع ہوگا محلات شاہی مین جاکر تمکو بٹھاؤن کنیزین خدمت مین رکھون ملکہ ناچار ہو کر اُٹھ بیٹھین
کہا اے شخص کیون اپنے کو پریشان کرتا ہے مجھ سے متعرض نہو جس کام کو آیا ہے اُس کام کو جا
پیکان نے جب دیکھا کہ یہ نازنین کسی طرح نہین مانتی تو بلٹ کے سوارون سے کہا کہ محافہ لاؤ
اے ملکہ عالم اگر بخوشی سوار ہوگی تو بہ جبر سوار کرونگا یہ سُنکر ملکہ کانپنے لگین حیران تھین کہ
کیا کرون کہ بھر صحرا سے گرد اُڑی دیکھا دوسرا پہلوان کئی سو پیدل و سوار اُسکی پشت پر آیا یہان
لوگون کو کھڑے دیکھا وہ بھی اسی مقام پر آیا جمال ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پیکان محافہ منگا کر
لیکھ کہہ رہا ہے کہ لو ملکہ سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرونگا دوسرا پہلوان کہ نیران فیل زور اُسکا
نام تھا اُسنے قریب آکر کہا کہ اے برادر کیون ظلم کرتے ہو وہ عورت نہین مانتی پیکان نے
کہا اے نیران تم دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے میری اس معشوق پر جان جاتی ہے جس طرح
مانیگی لیجاؤنگا نیران و پیکان سے تکرار ہونے لگی نیران کہتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا
پیکان اُسکا جواب دیتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا تم یہان سے چلے جاؤ میرے مقدمہ مین
دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے نیران نے تلوار کھینچی پیکان اسقدر مغرور ہے کہ اُسکی تلوار
کھینچنے کا کچھ خیال نہ کیا چپکا کھڑا رہا نیران نے ہاتھ تلوار کا مارا پیکان نے وار بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا نیران لڑکھڑا کر گرا پیکان نے ایک لات ماری کہ سر نیران کا
پھٹ گیا ساتھ والون کو اُسکے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ورنہ تم سب کو قتل
کرونگا وہ سب خائف و ترسان خجل بیکار بنتے ہوئے لاشہ نیران کا اُٹھا کے روتے پیٹتے
طرف صحرا کے روانہ ہو گئے پیکان نے کہا کہ لو ملکہ سوار ہو اسی مین خیر ہے ورنہ گود مین

اُٹھا لونگا ملکہ ڈرین ناچار ہو کر محافہ مین سوار ہوئین بیکان نے پایہ پر ہاتھ رکھا لیکر چلا
بعد دو تین کوس کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہوا ملکہ یا تو سرنگون رو رہی تھین یا خیال مین آیا
کہ اپنی جان و آبرو بچاؤ کہا ای بیکان پہلے مجکو ایک تنہا مکان مین اُتار دو پھر جو کچھ کہو گے
قبول کرونگی بیکان سمجھا اب مجھ سے راضی ہوئی چوک مین ایک مکان شاہی خالی تھا
اُسکے دروازہ پر لا کر محافہ رکھوا دیا کہا ای ملکہ عالم لو اُترو ملکہ اُس مکان مین اُتر گئین دروازے
کی کنڈی بند کر لی پکار کر کہا او بیحیا جا دور ہو جو کوئی اس مکان مین آیا اپنی جان دیدونگی
بیکان روتا پیٹتا اپنی بارگاہ مین آیا شہر مین ڈھنڈورا پٹوایا کہ ایک عورت ناراض فلان
مکان مین اُتری ہی جو کوئی اُسکو تسخیر کر کے لائے اور مجھ سے ملائے تو اُسکو دولت دنیا سے
نہال کر دونگا ایک کٹنی ضعیفہ پاس بیکان کے آئی عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے ملکہ کو سمجھا کر
لائے یہ کہکر بڑھیا چلی دروازے پر آ کر منتین کرنے لگی کہا بی بی مجکو اندر آنے دو مین کچھ عرض
کرونگی مقدمہ وصل بیکان کچھ نکہونگی ملکہ نے اندر بلا لیا مگر کنڈی بند کر لی سوچی کہ ضعیفہ
میرا کیا کر سکیگی جب ضعیفہ بیٹھی ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑی کہا بی بی بیکان اس شہر کا
بادشاہ ہو اُسکی زوجہ کہلاؤ گی دولت بے زوال پاؤ گی ملکہ نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا کہ
ضعیفہ کا سر پھٹ گیا لاشہ کھینچ کر باہر پھینک دیا بیکان کو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ نے اُس ضعیفہ کو مار ڈالا
اُسنے اشتہار چسپان کیا کہ جسکے مزاج مین آئے اس مہم کو سر کرے دولت بیحساب دونگا
ایک خواجہ سرا تاجر پیشہ کاروان سرا مین اُترا تھا یہ خبر سُنکر خدمت مین بیکان کی آیا
عرض کی کہ ای شہریار ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے راز دار رہے ہین اگر حکم ہو تو غلام
جائے تسخیر کر کے شاہزادی کو لائے بیکان نے حکم دیا بہتر کیا عجب ہو کہ خواجہ سرا کا
کہنا مان لے خواجہ سرا چلا دروازے پر آیا دراز سے ملکہ کو دیکھا قضا سے کار یہ خواجہ سرا
سرکار مین آفاق شاہ کی ملازم تھا جب سے اُس سرکار سے نکلا پیشہ تجارت کرنے لگا
پہچان کر اُسنے پکارا کہا ای شعلہ رخسار آتش خو تم یہان کیونکر پہونچین ملکہ نے خواجہ سرا
کو اندر بلا لیا اور لپٹ کر رونے لگین کہا ای خواجہ سرا مجکو اس آفت سے نکال سب
اپنا حال بیان کیا خواجہ سرا نے کہا مین رات کو دو گھوڑے لاؤنگا ایک پر تم سوار ہونا

ایاسب پر مین سوار ہونگا نکل چلینگے ملکہ سے وعدہ پختہ ہوا خواجہ سرا نے تگ ہیکان سے کہا
مین نے کچھ راضی کیا ہے دو چار دن مین راضی کر دونگا مگر دو گھوڑے کسوا کر قریب اُس مکان
کے گھوڑے کروا دیجیے بادشاہ نے دو گھوڑے عربی کسوا کر قریب اُس مکان کے کھڑے
کروا دیے دو پہر رات گئے خواجہ سرا آیا پکار کر کہا کہ ملکۂ عالم نکلو گھوڑے تیار ہین ملکہ نکل کر
پشت مرکب پر سوار ہوئین خواجہ سرا ملکہ کو لیکر چلا شہر سے نکل گیا جنگل مین دونون باتین
کرتے ہوے جاتے ہین ہیکان کو خبر ملی کہ وہ خواجہ سرا ملکہ کو نکال لے گیا ہیکان سوار
ہوا تلاش مین چلا دس ہزار فوج ساتھ ہو آپ بھی گھبرایا ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے
عجب معشوق محبوب نکل گئی میرا تو عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

نہ ظاہر رنگ دلسوزی ہوا کچھ سوز اُلفت سے ۔ نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے
جو ملجائے تو پوچھون فتنۂ روز قیامت سے ۔ رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشہ مین راحت سے
لیے جاتی ہے کیا جانے کہان سینے کی بیتابی ۔ لپٹ کر رو رہا ہے دل مرا ایک ایک حسرت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھانے ۔ وطن برباد ہوتا ہے چلو صحراے وحشت سے
ہمیں غصہ بھی آتا ہے تو اک عالم دکھاتا ہے ۔ پری معشوق بنتے ہین گذر کر آدمیت سے
اُٹھا لیتی اجل مجکو شب فرقت تو کیا ہوتا ۔ توقع دوستی کی اُٹھ گئی اُس بے مروت سے
خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش افلاک تجکو ۔ ستایا ہے ہمین تو بھی نہین بچنے کا رحمت سے
پس مرگ اُسکو پہلو مین نہ رکھونگا نہ رکھونگا ۔ دل بیتاب کا مدفن الگ ہو میری تربت سے
تلاش یار کیسی کچھ ہے از خود رفتگی ایسی ۔ کہ ہم ہین آپ اپنی جستجو مین ایک مدت سے
تپش دل کی لیے پھرتی ہے بعد مرگ بھی ہمکو ۔ کبھی جنت مین دوزخ سے کبھی دوزخ مین جنت سے
نہایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت کا ۔ کہ مجکو باز رکھا وصل مین تیری شکایت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہین مثال اُسکی ۔ ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
لگاوٹ رکھتی ہے جب سے مزاج یار سے شوخی ۔ یہان بھی لاگ ہے بے اختیاری کو طبیعت سے
عتاب یار مین بھی ہے جلال اک لطف پاتا ہون ۔ غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عنایت سے

ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور نہ گھبرائیے اسی صحرا مین ڈھونڈھ کر پا جائینگے قضاے کار

خواجہ سرا سے باتین کرتی ہوئین ملکہ جاتی ہین کہ پشت سے گرد آڑی خواجہ سرا نے کہا ملکہ
ہماری تمھاری تلاش مین لوگ آتے ہین تم الگ جاؤ مین الگ جاتا ہون بتایا یہ کہ جا کر
ملکہ نے ایک طرف نخل بہت سے دیکھے اسطرف چلین خواجہ سرا جنگل مین گھسا بلا زمان پیکان
نے جو دور سے خواجہ سرا کو دیکھا گرفتار کرکے قتل کیا پیکان نے کہا کہ یارو غضب کیا اسکو
ڈراتے قتل نکرتے اس گوہر بے بہا کا نشان پوچھتے چار طرف صحرا مین ڈھونڈھا
کہین پتا نہ پایا پیکان روتا پیٹتا پلٹا کہتا تھا یہ غم مجکو زندہ نرہنے دیگا لیکن ملکہ شعلہ رخسار
آتش خو جو خواجہ سرا سے جدا ہوئین سامنے دیکھا کہ ایک تکیہ ہی زیر تکیہ چاہ پر کچھ عورتین پانی
بھر رہی ہین ملکہ نے انسے پانی مانگا ایک عورت نے پانی پلایا ملکہ پانی پیکر ایک نخل کے نیچے
بیٹھین ہاتھ پاؤن جو سنسنائے غش آگیا تکیہ پر جو فقیر رہتا تھا وہ کسی کام کو جو نیچے آیا دیکھا
ایک درخت کے نیچے ستارہ چمک رہا ہی قریب آکر ملکہ کو بیٹی کہکر اپنی گود مین اوٹھا لیا
اپنے جھپر مین لایا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا وہ پیر زمین گیر تلوے سہلا رہا ہی ملکہ اوٹھ بیٹھین فقیر
نے ملکہ سے کہا بیٹی میرے پاس رہو مین خدمت گزاری کرونگا گانون کے لوگ مجکو موافق
اوقات کے دیجاتے ہین انھین سے کام نکلجاتا ہی وجہ معاش بہت ہی بلطف میرے پاس
رہوگی ملکہ اسی فقیر کے پاس رہنے لگین خیال مین ہی کہ عصمت کی تو حفاظت ہی کبھی تو شاید
رستم کا بھی گذر اسطرف ہوگا یا شاید باپ ہمارا ڈھونڈھتا ہوا آوے اور ہمکو لیجاوے فقیر
کا کام کاج کرتی ہین شب کو اسی جھپر مین سو رہتی ہین فلک نے اس معشوق خوبرو کو یہ تکلیف
دکھائی اپنے حال زار پر رویا کرتی ہین ایک دن فقیر نے کہا بیٹی پانی ایک بوند نہین اگر بنسکے
جاؤ ایک لوٹا بھر کے لاؤ ملکہ لوٹا لیکر زیر تکیہ آئین کنوئین پر پانی بھرنے لگین تکیہ سے قریب ایک
باغ ہی بسرام جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اسطرف جو گذر ہوا ملکہ کو پانی بھرتے دیکھا سحر
کرکے اوٹھا لایا باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا شراب وکباب سامنے رکھا منتین کرنے لگا کہ مجکو
بشوہری قبول کرو ملکہ رونے لگین ہاتھ باندھ کر کہا مجکو قتل کر ڈال مگر ایسا کلمہ زبان سے نکال
ہر چند بسرام جادو منتین کرتا ہی مگر ملکہ قبول نہین کرتین کہ آسمان پر برق چمکی ہنگام جادو کے اسکا بھائی
اسکو دیکھنے آیا معشوق پریچہرہ کو جو مسند پر دیکھا بیتاب ہوگیا کہا اے برادر یہ کون ہے

لبسرام نے کہا مین اسکو جنگل سے اُٹھا لایا ہون ہنگام نے کہا بھائی مجھپر احسان کرو اسے تم چھوڑ
جاؤ اسے گرد و مین اسکو آنکھون مین رکھونگا سر پر مکان بناؤنگا باحتیاط لیے لیے پھرونگا
لبسرام نے کہا اے برادر ایسی بات نہ کہو میری خود اسپر جان جاتی ہے یہ ظالم قبول نہین کرتی پھر
تمسے کیونکر راضی ہوگی ہنگام نے غصہ سے کہا اے برادر کیا مین تمسے کسی بات مین کم ہون
جسطرح چاہو مجھ سے مقابلہ کرو لبسرام جادو نے جواب دیا کہ اے برادر اس مقدمہ مین زیادہ
کوشش نہ کرو اور چلے جاؤ ورنہ بہت خرابی ہوگی ہنگام نے بگڑ کر جواب دیا کہ مین اسپر
مرتا ہون بغیر اس عورت کے لیے نہ مانونگا بہتر یہ ہے کہ تم کنارے ہو جاؤ لبسرام نے کہا واہ
مین بڑی مشقت سے لایا ہون کیونکر قبول کرون کہ دیدون ملکہ کانپ رہی ہین جی مین
کہتی ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اے معبود میری عصمت ان دونون کے ہاتھ سے بچا لے ورنہ ابھی
جان دے دونگی اے کریم کارساز اے بندہ نواز ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے دیکھیے
کیا ہوتا ہے دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ بگڑ کر اُٹھے آپسمین گولے چلنے لگے اتفاقاً ملکہ
گلشن افروز مصاحبون سے بقراط ثانی کے اُڑتی ہوئی جاتی تھی اول یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ
خدمت بقراط ثانی مین بیٹھی تھین کہ بقراط ثانی قہقہہ مار کر ہنسا مصاحبون نے پوچھا کہ
قدرت کے ہنسنے کا کیا باعث ہے بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ایک شاہزادی حسین و جمیل
عاشق رستم ہے جمال رستم سحر ہے کہ جسپر شاہزادی نے دیکھا اور عاشق ہوئی کتنی شاہزادیان
رستم پر مائل ہوئین اب دو جادوگر اسکے لیے آپس مین لڑ رہے ہین اور قدرت تقدیر
کر چکے کہ دونون نا امید رہینگے گلشن نے ہنسکر کہا اگر حکم ہو تو کنیز جا کر یہ تماشا دیکھے بقراط
نے کہا کہ کیا مضائقہ لیکن تم کچھ دخل نہ دینا گلشن افروز اڑکر چلی اُسوقت پہونچی کہ لبسرام
و ہنگام دونون آپس مین لڑ رہے ہین ملکہ چپ بیٹھی دیکھ رہی ہین گلشن آسمان پر کھڑی ہوئی
جی مین کہتی ہے ان دونون کو قتل کرون اس نازنین کو اُٹھا کر لیچلون یہ سوچکر جوڑے پر ہاتھ
ڈالا ایک چکر آہنی نکالا اسم سحر پڑھ کے ان دونون پر پھینک مارا دونون کے سر کٹ کے
گرے جیسے ہی وہ دونون مر کر گرے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین اس ارادہ سے کہ یہان سے
نکلجاؤن پھر دشت پیمائی تقدیر مین ہے چند قدم چلی تھین کہ گلشن نے سحر کیا ملکہ چلتے چلتے

رنگین گلشن نے پنجہ سحر کا پھینکا کہ وہ کمر مین ملکہ شعلہ رخسار آتشخو کی پڑا اُٹھاکر آسمان پر
لیگیا گلشن ملکہ کو لیچلی ارادہ یہ ہی کہ اپنے باغ مین لیچلون اُسکو اپنی مصاحبون مین رکھون
نہایت لطف رہیگا پنجہ کمر مین ڈال لیا ہی پر روے ہوا اُڑی جاتی ہین ایک پہاڑ پر آکے
ٹھہرین ملکہ کو سامنے بٹھاکر ہوشیار کیا ملکہ کی نگاہ جو گلشن پر پڑی حیران ہو گئی کہ اے
شعلہ رخسار اب کہان پہونچی اب فلک کجرفتار نے کیا سامان دکھایا کہ گلشن سے کہا
او نازنین ان جادوگرون نے تجکو کیونکر پایا تھا ملکہ رونے لگین کہا اے شاہزادی مین
کمبخت آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہی دمبدم
نئے رنگ نظر آتے ہین اب تم تک پہونچا یا اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا اب تمکو اختیار ہی
جسطرح چاہو پیش آؤ مگر شکر ہی خدا کا کہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچی گلشن نے کہا میرے
پاس رہوگی میری صحبت مین مرد نہین ہی عمدہ عمدہ کنیزین مین نے رکھی ہین تمکو سب کا
افسر کرونگی ملکہ نے سر جھکاکر جواب دیا جو فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا شکر ہی کہ کنیزی
کے قابل تو ہوئی اب کنیزون مین شامل ہوتے ہین اپنے بخت نارسائی برائی پر رونے لگی
قضاے کار شعبدہ باز جادوگر یہ بھی اُسی وقت صحبت سے بقراط ثانی کی اُٹھا تھا اپنے
قصر کی طرف جاتا تھا نگاہ پڑی کہ ملکہ گلشن افروز ایک مہ جبین سے باتین کر رہی ہین
روے زیباے ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پشت پر سے آکر سحر کیا ہواے سرد چلی گلشن
کی آنکھین بند ہو گئین بیہوش ہو کر گری شعبدہ باز تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ
پہنے ہوا پر سے اُترا سامنے شعلہ رخسار آتشخو کے آیا کہا اے مہ جبین تو مجکو قبول کر
مین ایک ملک کا مالک ہون مصاحبون مین خداوند کے بعزت رہتا ہون مرتبہ اعلی
رکھتا ہون ملک و مال کا تمھین اختیار ہو گا سب تمھارے قبضے مین کر دونگا ملکہ نے
جواب نہ دیا شعبدہ باز سمجھا کہ مین نے اسقدر فخر بیان کیا الیقین ہی کہ راضی ہو گئی ہوگی
میرا مرتبہ ایسا ہی کہ کون پسند نہ کریگا یہ سوچ کر ملکہ کو اُٹھا لیا اور لیکر طرف اپنے باغ کے
چلا سناٹا بھرے ہوے جاتا ہی کہین نہ ٹھہرا جب اپنے باغ مین پہونچا ملکہ کو اُتارا مسند پر
بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کے سامنے بیٹھا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم میرا وصل قبول کیجیے

آپ کو چل کر تخت پر بٹھاؤن ملکہ نے جواب دیا ای شخص کیون بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے قبضہ مین ہین خواہ قتل کر خواہ بخشدے خواہ قید کر یہ سنکے شہد یز جھلا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہماری جان جاتی ہے تم انکار کرتی ہو اپنی عجب کیفیت ہے لطف نظم

تجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہ ہو — اپنا کرے ہزار کوئی تجھکو تو نہ ہو
تعلق یہ ہمدمی سامنے ہو اور تو نہو — پھر ہم سے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو
چشمک ہی قاتلِ دل بے آرزو نہو — شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار — تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہ ہو
کس درجہ ہین یہ حیف مرے شکوے بے اثر — پانی ہے وہ گلاب نہین جسمین بو نہو
کیا گر گئے نظر سے بتا کر ہمارے اشک — یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہ ہو
فریاد عاشقان سے ہے انکی غضب مین حال — کہتے ہین تنگ آکے کوئی خوبرو نہ ہو
چلا کے لاش پہ مری نوحہ نہ کیجیے — آہستہ روئیے کہین درد گلو نہ ہو
سر جائین راہ چلتے نہ جاؤن پر آپ کی — سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
کچھ میرے خون کا نہیں گردن پہ انکی بوجھ — اتنا بھی بیوفائی کا ہلکا لہو نہ ہو
برسون رہیگی دامنِ تر کی مرے تری — یہ زاہدان [illegible]ناک کا آبِ وضو نہ ہو
سچ ہے کہ بے طبیب سنبھلتا نہیں مریض — دل کو سنبھالے کون جو اے درد تو نہ ہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گلبدن شریک — وہ پھول بھی مہکنے لگین جسمین بو نہو
یون نیم جان رہین مرے دشمن فراق مین — پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہ ہو
تم دل پکڑ لو مجھ سے یہ دیکھا نہ جائیگا — آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہ ہو
کیا حال سوز دل کہین چھالے زبان کے — خود منہ سے پھوٹنے مین کوئی گفتگو نہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان جلال — یعنے عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو

اس افسوس مین یہ اشعار پڑھے کہ شہد یز گھبرا گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ ظالم مجکو ہرگز نہ قبول کریگی یہ سوچکر دلمین ٹہلنے لگا مگر جب جمال ملکہ پہ نگاہ پڑتی ہی تو گھبرا جاتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگتا ہی ملکہ سرنگون بیٹھی ہین آنکھون سے اشک جاری چہرہ اداس باتون سے

پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی تھی شبدیز اسی تردد مین ٹہلتا ہوا دریاغ پر پہونچا دیکھا ایک لڑکا رنگین کپڑے پہنے ہوے ڈفلی ہاتھ مین بجاتا ہوا اور اشعار عاشقانہ گاتا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی شبدیز نے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ لڑکے نے جو ساحر کو دیکھا پلٹ پڑا کہا فرمایئے شبدیز نے کہا کہ قریب آؤ لڑکا در باغ پر آیا شبدیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحبزادے کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا جو ہمارا کام ہی اُسی فکر مین نکلے ہین اسوقت بھٹی پر جائینگے شراب پینے والے جمع ہوتے ہین ہم سب کو گانا سُناتے ہین ایک ایک پیسہ فی کس ہمکو ملتا ہی وہین جاتے ہین شبدیز نے کہا نام تمھارا کیا ہی کہا حضور نان اُکھیڑ خان ہمارا نام ہی ہمارے باپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہی وجہ معاش ہمکو کرنا پڑتی ہی اسوجہ سے تردد رہتا ہی شبدیز ہاتھ لڑکے کا پکڑے باغ مین لیچلا روش بڑی طے کرتا ہی جب سر اُٹھاکر دیکھتا ہی سبزنجبان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صدزبان کی غمازی سرگلشن کا اکڑنا عندلیبان خوش نوا کا یادگل مین ہو اسے لڑنا شاخین بڑھکر سامنے شبدیز کے آتی ہین اکثر قمریان کوکو کرکے سر پھراتی ہین یہ دیکھکر شبدیز طرف باغ کے متوجہ ہوا اور ہنسکر کہا کیون ای نگہبانان گلشن کیا باعث تردد و انتشار ہی ایک قمری نے آواز دی ای شبدیز اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی تمھارا انتشار دل کو بڑھاتا ہی ایسی نازنین پر عاشق ہوے جس سے وصل ہونا نا ممکن لڑکے نے جو دیکھا کہ شبدیز قمری سے باتین کرنے لگا فوراً گن گنا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی۔ نظم

نادان ہو وہ جو زلف سے تیری چھڑائے دل
وابستہ چاہیے اسی بیڑے سے پائے دل

ایسا حسین تو ہی کہ انسان و جن تو کیا
بیشک فرشتہ بھی تجھے دیکھے تو آئے دل

بیگانہ وار جب سے ہو تو ای سرور جان
جز رنج کوئی اور نہین آشنائے دل

مجنون ترا جنون مین بھی ہی اہل تاج و تخت
طبل و لوا ہی نالہ و آہ رسائے دل

دیدار پر ہی قتل کا وعدہ مرے ہوا
ٹھہری ہی اک نگاہ صنم خونبہائے دل

ہر دم ترے فراق مین رہتا ہی اے پری
سوہان روح مجکو غم جانگزائے دل

ہی زندگی شراب سے مجھ بادہ نوش کی
پہلو مین میرے شیشہ مے ہی بجائے دل

پہلو مین بیٹھیے کہ شب وصل تا ہو چین
صدمہ ترے فراق کا کب تک اُٹھائے دل

بیمار عشق ہی نہ بچے گا سُن اے طبیب	ممکن نہیں ہے ایسے مرض سے شفاء دل
بستی نہیں ہے جنس اگر دل کی اے شفا	پھر کیون دل بتان کو نہیں عاشق کے دل

اس رنگ مین لڑکے نے یہ غزل گائی کہ شبدیز تو چوٹ کھائے ہوے تھا بیقرار ہو گیا کہا صاحبزادے خوب گاتے ہو تمنے دل بیقرار کر دیا سامنے چبوترے پر جو نازنین بیٹھی ہے کسیطرح مجھکو قبول نہین کرتی اس درد سے بیتاب ہو رہا ہون لڑکے نے کہا مین جا کر چند باتین کر دن تمھارے واسطے راضی کر دون شبدیز نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر یہ مجھکو قبول کرے تو تمکو دولت دنیا سے نہال کر دون لڑکے نے کہا ہمارا یہی کام ہے جس سے بات کرین دو باتون مین تسخیر کرلین یہ کہکے لڑکا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پوچھا کیون ملکہ عالم تمھارا نام نامی کیا ہے اور یہ کیا معرکہ ہے ملکہ رونے لگین کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ مین رستم پر مائل ہون اسی اُفتاد مین پھنسی ہون اب شبدیز ظلم کر رہا ہے مین چاہتی ہون کہ جان دون مگر آبرو بچے لڑکے نے کہا کہ اے ملکہ عالم آپنے مجھکو نہین پہچانا مین عیار رستم ہون سماک بلا اقی میرا نام ہے مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اتنا کہدو کہ میری خود تجھپر جان جاتی ہے لیکن تونے ابتدا سے بدعت شروع کی اسوجہ سے نفرت ہو گئی ہے تو اسکو ابھی مار ڈالونگا ملکہ نے کہا کہ بھیا واسطہ خدا کا مجھکو اس ظالم کی بدعت سے بچاؤ یا پاس رستم کے پہونچاؤ کہ مین اس آفت سے نجات حاصل کرون سماک نے کہا اب مین اسکو بلاتا ہون مگر مکر مین پھانستا ہون ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا سماک نے پکار کر آواز دی میان شبدیز صاحب آیئے جب شبدیز قریب آیا تو سماک نے کہا اے شبدیز وہ تو خود تم پر جان دیتی ہین مگر تمنے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے وہ نہین قبول کرتین اب بیٹھکر شراب پیو شبدیز خوشی خوشی بیٹھا سماک نے گلابی کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کیا اشعار عاشقانہ پڑھکر جام شبدیز کو دیا شبدیز نے بخندہ پیشانی جام پی لیا جیسے ہی حلق سے شراب اُتری گھبرا کر کہا کیون میان تان اکھڑ خان شراب پیتے ہی کلیجہ مین آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے ہڈیان جل رہی ہین سماک نے کہا ٹھہر جاؤ ٹھنڈی ہوا لگے تو نشہ کم ہو شبدیز گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سماک خنجر نکالکر اُٹھا خنجر مارا کہ شبدیز کے دو ٹکڑے ہوے ساری بدلگامی بھول گیا تھوڑے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من شبدیز جادو بود

سمک نے قریب آکر ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا باغ سے لے نکلا
مگر گلشن افروز جو کہ سحر سے شبدیز کے بیہوش پڑی تھی جب شبدیز مارا گیا تو ہوشیار ہوئی
حیران تھی کہ وہ نازنین کیا ہوئی اور مین کیونکر بیہوش ہوئی مگر ساحرہ ہمہ دان ہمہ گیر تھی لوح
سے ورق نکالا اُسکو جو دیکھا احوال معلوم ہوا کہ شبدیز جادو نے مجکو سحر سے بیہوش کیا وہی
ملکہ کو لیگیا غصہ مین اُٹھین تلاش مین شبدیز کی چلین باغ مین جو شبدیز کے آئین تو دیکھا
باغ ویران لاشہ شبدیز کا پڑا ہی اسباب عیش و نشاط ٹھوکرین کھا رہا ہی گلشن کو انتہا کا
قلق ہوا کہ اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ای گلشن یہ کیا غضب ہی کہ ایسے ایسے ساحر قتل ہوے
مگر قدرت دخل نہین دیتے یا قدرت کو خبر نہین ہوتی چلکر قدرت سے دریافت کرون گلشن
اُڑتی ہوئی قصر سنگ زری مین آئی لقراط ثانی بیٹھا ہی گلشن نے آکر سلام کیا سجدے
کے واسطے جھکی لقراط ثانی نے پوچھا کیون گلشن کیا گل کھلایا کیا معرکہ گذرا گلشن نے
سب حال بیان کیا کہ مین شعلہ رخسار کو لیکر پہاڑ پر آئی کہین شبدیز کا گذر ہوا مجکو بیہوش
کیا ملکہ کو لیگیا مگر وہ مارا گیا آپ فرمائین کسنے مارا لقراط ثانی نے سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد
سر اُٹھا کے کہا عیار رستم فرزند عمرو کا اُسطرف گذر ہوا اُسنے دم دے کر شبدیز کو مارا پشتارہ
لیے ہوے جاتا ہی صحراے لغمانیہ تک پہونچا ہی اگر ہو سکے اپنے کو پہونچاؤ گرفتار کر کے
یہان لاؤ گلشن چلی سمک یلداقی بھاگا ہوا جاتا ہی جب رستم لشکر سے نکل گئے اور کسی کو
ساتھ نہ لیا تو ملکہ جہان آرا بعد جانے رستم کے تلاش مین نکلین سمک ایک نخل کے نیچے پہونچا کہ
چونکہ تھک گیا تھا پشتارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھدیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہی کہ مزاج درست
ہووے تو چلون کہ گلشن بالاے آسمان پہونچی دیکھا اُسنے کہ پشتارہ سنگ مرمر پر رکھا ہی
ایک عیار ٹہل رہا ہی وہین سے نعرہ کیا باش او ناعیار آگے نہ بڑھنا منم ملکہ گلشن افروز
سمک نے چاہا کہ بھاگون گلشن نے گیر کی آواز دی زمین نے پانون سمک کے تھام لیے
گلشن زمین پر آئی نیمچہ کھینچکر چلی کہتی تھی کہ ارے تونے شبدیز کو مارا سمک ہاتھ باندھے
رہا ہی کہتا ہی حضور مین آگاہ نہین کہ شبدیز کسکا نام ہی زبردستی مجکو قتل نہ کیجیے مین تو
آپ کا تابعدار ہون گلشن نے پکار کر پوچھا بتلا کہ اس پشتارہ مین کیا چیز ہی سمک نے

کہا حضور میری زوجہ علیل تھی اسکو شفا خانہ لیے جاتا ہون قضائے کار برقع ہوا سے جو چہرۂ ملکہ سے اُڑ گیا جمال ملکہ گلشن نے دیکھا کہ وہی شاہزادی ہے اب یقین کامل ہوا کہ یہ وہی عیار ہے کہ جسنے شبدیز کو مار ڈالا اور ناعیار اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگی سماک بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہو کہ اے خالق بے نیاز ای رب کارساز اس آفت ناگہانی سے مجکو بچا لے

نظم

روی تو بُد آفتاب و ماہتاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو
باد و آتش جلوۂ ذاتِ تو اند
تو زہر خاطر کنے اندوہ دور
حامی و ہمدم بخیر و شر توئی
نیکی حاصل از تو نیکو کار را
کیست کو گردن کشد از حکم تو

ہیبتش لمعان رخ خوبت چہ تاب
می شود پیدا بعالم انقلاب
مظہر انوار تو آب و تراب
مے بری از دل تو درد و اضطراب
حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بہر بد کاران غم و رنج و عذاب
یا بہ تندی دم زند وقت خطاب

سماک نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جہان آرا جو اُڑی ہوئی آرہی تھی اسنے دور سے دیکھا کہ سماک ایک نخل کے سایہ مین سرنگون کھڑا ہی طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ سحر مین پھنسا ہوا ہی ایک طرف لشتارہ نازنین آفتاب طلعت کار کھا ہوا ہی ایک ساحرہ تلوار کھینچے ہوئے آتی ہی جہان آرا نے وہین سے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی جب گلشن نے سر اُٹھا کر دیکھا پکار کر آواز دی بی جہان آرا تمھاری بڑی تلاش ہی آؤ تمکو بھی لے چلون یہ کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا جہان آرا زمین پر گری جہان آرا نے رد سحر کیا زلفین اپنی کھول دین مار سیاہ برسنے لگے جو سانپ گرا گلشن نے رد سحر کیا کہ ایک طائر پیدا ہوا سانپون کو نگلنے لگا جہان آرا نے خنجر مارا کہ سر طاؤس کا اڑ گیا آپس مین سحر جو ہوے پانی برسا آگ گری سماک پر سے سحر اُتر گیا جیسے ہی اُسنے دیکھا کہ پاؤن قابو مین پائے جانے مین کود کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا مگر لشتارہ اُسی طرح رکھا ہی جہان آرا نے کئی سحر کیے گلشن نے دفع کیے اور جھلا کر آواز دی بی جہان آرا تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا

کہ ہمسے مقابلہ کرتی ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُس پرچہ پر اپنا خون ڈالا طرف جہان آرا کے پھینکا ایک لکۂ ابر بنکر تیار ہوا اُس لکۂ ابر سے خون برسنے لگا ایک قطرہ جو جہان آرا پر گرا بیہوش ہوکہ گری مثل مردہ کے پڑی تھی گلشن نے جو جہان آرا کو بیہوش دیکھا تیغ کھینچ کر چلی ہر چند کہ جہان آرا کی آنکھیں کھلی ہیں مگر پتھرائی ہوئیں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے مگر طاقت ہاتھ اور پاؤں کی سلب ہوگئی بلبلا کر دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق لیل و نہار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم سے اس ظالم کے نجات دے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود
روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود

وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود
لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود

خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد
ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود

ہر زبان را کرد در اوصاف خود رطب اللسان
خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود

از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان
درد عصیان را بجون کرم درمان نمود

سر بہ بیجدہ از سجود بندگی دا حسرتا
کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود

خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی
مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود

ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان
جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود

در دل آمد صوفیان صاف طینت را قرار
عمارہ مضمونے کہ ہن پی درج این دیوان نمود

کہ ایک طرف سے آواز آئی او گلشن یہ کیا کرتی ہی خبردار اُسکو قتل نکرنا حکم خداوند سے کبھی آگاہ ہی دیکھ خداوند نے کیا فرمایا ہی میں کئی سو کوس سے بھاگا ہوا آتا ہوں کتنی جلدی پہونچا زمین کی طنابیں قدرت نے کھینچ دیں گلشن نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام دوڑا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ میں اُسپر مہر بقراط ثانی ثبت ٹھہر گئی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا کاغذ ہاتھ میں گلشن کے دیا گلشن نے دیکھا کاغذ میں تہ لگی ہی تہ کو جو کھولا کاغذ سے دھواں نکلا دماغ پر گلشن کے پہونچا چرخ مار کر بیہوش ہوئی ساحر نے نعرہ کیا منم مہتر سمک عیار یہ کہکر خنجر مارا گلشن کا شکم چاک قصہ پاک جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی سمک کو گلے سے لگالیا کہا کہ

مہتر والا گہر بڑا کام کیا کیا وقت پر پہونچے ہو سماک نے کہا مین نے دیکھا کہ اب خاتمہ ہوتا ہی تم بھی بیہوش ہو کر گر پڑے مین ناچار ہو کر دور رہا بڑا شکر ہی کہ مطلب پورا ہوا ملکہ پر بڑی اُفتادین پڑین مگر خدا نے فضل کیا جہان آرا نے کہا اے مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ مین محافہ لشکر سے لاؤن ہمارے آقا کی معشوقہ اسطرح جائے یہ کہکے ملکہ جہان آرا لشکر مین پہونچین محافہ لائین ملکہ کو اُسمین سوار کیا جہان آرا و صہبا پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈال کر چلین کمیدان و رسالدار نوبت و نقارہ بجاتے ہوے ساتھ مین اس دھوم سے ملکہ شعلہ رخسار آشفتہ کو دھوم دھڑکے سے لیکر لشکر مین آئے لیکن ملکہ نے جو آرام پایا بے اختیار رونے لگین فرمایا صاحبو نہین معلوم رستم پہ کیا گذری افسوس صد افسوس ۔ نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو ۔ کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
نالہ مرا دعا ہی کی پیرایہ کرے صفت ۔ بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتا ہی جو برون کو بھلا تیرے عشق مین ۔ اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
کہتے ہین ہمنے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا ۔ تیری سی بیعتبار کسی کی نظر نہو
تم آ کھڑے ہو جو دم نزع سامنے ۔ عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا اُدھر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپائے کیون ۔ کہتا ہی دل اُس آفت جان کا یہ ڈر نہو
جھگڑے کا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلہ ۔ اس سوچ مین وہ بت ہی کہ کدھر ہو کدھر نہو
لے ڈالیے خاک کعبہ کی یا دیر کی جلال ۔ کوشش کرے وہ لاکھ ترے دلمین گھر نہو

سماک نے کہا اے ملکہ نہ گھبرائیے مین تلاش آقا مین جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ خواجہ عمر جست و خیز کرتے ہوے خوشی خوشی چلے آتے ہین سماک جا کر خواجہ کو دربار مین پہونچا آیا دربار جو خواجہ نے رستم سے خالی پایا خواجہ عمرو نے پوچھا رستم پر کیا گذری شعلہ رخسار رونے لگین کہا عم نامدار مجھ برگشتہ بخت کے واسطے نکل گئے مجھکو تو پروردگار نے لشکر مین پہونچا یا نہین معلوم اُنپر کیا گذری تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی والد بزرگوار ملکہ کے با فوج گران آکر پہونچے اور فرمانے لگے کہ خواجہ عجب معرکہ گذرا ہی کہ جب نقابدار رحیم پوش مارا گیا اور رستم کو معلوم ہوا کہ ملکہ خوف جان و آبرو سے

نکل گئیں بیقرار ہوئے ارشاد فرمایا کہ مین خود اس گم گشتہ کی تلاش کرونگا یہ فرماکر گھوڑے
سے اُتر طرف صحرا کے چلے مین نے ہر چند چاہا کہ ساتھ دون قبول نفرمایا ناچار ٹھہر گیا رستم
اکیلے طرف صحرا کے روانہ ہوئے مین بھی عقب مین روانہ ہوا جب مین نے رستم کو دیکھا
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا درۂ کوہ سے پہاڑ کے آگ نکل رہی ہی اور کئی سو
لاشے اُس مقام پر پڑے ہین کئی آدمی درۂ کوہ سے نکلے مین نے اُنسے حال پوچھا
اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ رستم یہان آکر ٹھہرے آتشبار جادو کہ وہ اس کوہ کا حاکم ہی اُسکو
معلوم ہوا کہ رستم اس مقام پر آئے ہین فوج لیکر نکلا مقابلہ ہوا رستم پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
آخر آتشبار نے بلوہ کیا از روے بلوہ کے رستم کو پکڑ لیا اور درۂ کوہ مین لیگیا ہی یہ سُنکر
خواجہ نے فرمایا مین تلاش مین اپنے فرزند کی جاتا ہون لیکن خرچ کے لیے حیران ہون ملکہ
شعلہ رخسار و جہان آرا صہبا وغیرہ نے مبلغ خطیر پیش کیے خواجہ نے وہ روپیے نذر زنبیل
کیے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش مین رستم کی چلے کوہ و صحرا کو طی کرتے قریب
اُس پہاڑ کے پہونچے دیکھا درہاے کوہ سے آتش نکل رہی ہی خواجہ عمرو حیران ہوے
کہ اندر کیونکر جاؤن کچھ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار
ہوے نحیف وضعیف کرٹری داڑھی چہرے پر چکن کا کرتہ زیب جسم درخت کے نیچے
بیٹھے زنبیل سے ڈ نکالی یہ اشعار نئے طور سے گانا شروع کیے۔ نظم

ٹُٹ گریں آرزو خدائی کی ۔ شان ہی تیری کبریائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے ۔ طالع بد نے نارسائی کی
جو یون ہی تم سے بیوفا سب ہون ۔ رسم اُٹھ جائے آشنائی کی
موت آجائے قید مین صیاد ۔ آرزو ہو اگر رہائی کی
لب لعلین کی گر صفت لکھون ۔ سُرخ رنگت ہو روشنائی کی
تیرے کوچے مین بادشاہون نے ۔ سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
رونگٹا تک کہین بدن مین نہین ۔ انتہا ہوگئی صفائی کی
خاک ہو کر نکالا اُسکا غبار ۔ اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا تو آپ پھرتا ہی / خضر نے کسکی رہنمائی کی
دھوم ہی یاسمن عذارون مین / گوری گوری تری کلائی کی
خط کو منڈوائے آج اُس گل نے / گلشن حسن کی صفائی کی
واہ رے حسن ایک رنگت ہی / تن کی اور زیور طلائی کی
آئے تھے ساتھ لیکے نقد حیات / کھو چلے اسکو یہ کمائی کی
مٹ چلین اب کدورتین صاحب / کون سی شکل ہے صفائی کی
فقر مین بھی وہی دماغ ہی رند / بو نہین جاتی میرزائی کی

خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار گائے طائران نخل آشیانون سے گرنے لگے دیکھا ڈکارتا ہوا ایک شیر آیا اور آکے بیٹھ گیا گانا سننے لگا ایک طرف سے آہو نکلا پہلو مین شیر کے آکے بیٹھا ایسا گانے مین محو ہی کہ شکار پر خیال نہین کرتا شکاری بھی مبہوت بیٹھا ہی قضائے کار آتشبار جادو ستم کو لے کر آیا ہی کلاہ سر سے اُتار لی زرہ کو بھی جسم سے اُتار لیا تیغ ہفت جوہر پر قبضہ کیا لوح طلسم بھی اُتار لی یہ سب چیزین اپنے سامنے رکھین ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہی کہ اب قید اس جوان کی خدمت خداوند مین روانہ کرون اس فکر مین بیٹھا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی ساحرون سے کہا ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے چند ساحر اُس آگ کو پاؤن سے ملتے ہوے درہ کوہ پر آئے جھانک کر دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا گا رہا ہی جانوران صحرا گرد جمع ہین سب گانا سن رہے ہین ہر جانور اپنے حال مین سرنگون بیٹھا ہی ایک سے ایک جانور خوش وخرم ہو رہا ہی ساحر آتشبار کے سامنے آئے حال بیان کیا آتشبار نے ساحرون سے کہا کہ اس گویے کو لاؤ ہم اسکا گانا سنینگے مرد کامل و اکمل ہی گانا تاثیر دار ہی چند ساحر چلے درہ سے نکلے مثل آگ پر پیر رکھتے ہوے سامنے خواجہ کے آئے خواجہ نے ڈھول رکھا جیسے ہی آواز موقوف ہوئی جانور طرف صحرا کے بھاگے ایک ساحر نے کہا بڑے میان صاحب چلیے آپ کو آتشبار جادو بلاتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اس آگ مین کیونکر چلین ساحر نے کہا کہ بڑے میان ہمارے پیچھے چلے آؤ بقراط ثانی کا نام زبان پر رکھو آگ اثر نہ کریگی خواجہ عمرو ساتھ اُن

ساحرون کے پیچھے چلے جب درۂ کوہ مین آئے شعلے اور زیادہ بھڑکے خواجہ ڈر کر پیچھے ہٹے
ساحرون نے کہا بڑے میان نہ گھبراؤ تھوڑی دور اور باقی ہی خداوند بقراط ثانی کا نام لو
تو آگ تاثیر نہ کریگی خواجہ نے بقراط ثانی کا نام لیا شعلے کم ہوے مگر آگ مین وہ حرارت
ہی کہ پسینے پسینے خواجہ ہو رہے ہین مگر ساحرون کے پیچھے چلے آتے ہین کہ آگ کو طی کیا درۂ
کوہ سے باہر نکلے تھوڑا سا صحرا ملا اُسکے بعد در باغ تھا وہان حاجب و دربان کھڑے تھے
خواجہ اُن سب کو سلام کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب
نہرین پانی سے بھری ہوئین لاجواب ہر نخل پر طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی نرگس شہلا
کی آنکھین سوجی ہوئین ہواے معتدل چل رہی ہی خواجہ عمرو طی کرتے ہوے سامنے
آتشبار کے جو پہنچے سلام کرکے دعا دی عالے عالے مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے
آتشبار نے کہا بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ سلام کرکے بیٹھے آتشبار نے پوچھا کہ بڑے
میان اسطرف کیونکر آئے خواجہ عمرو نے کہا دانا غیب ہر مقام پر لیجاتا ہی جہان پہونچے
عملداری مسلمانون کی پائی یہ لوگ کسی کو کچھ نہین دیتے ہمارے دینے والے تو آپ لوگ
ہین بھجن سامری کے گاؤن خداوند خیال سکندری کی تعریف کرون آتشبار نے کہا
بڑے میان تم خداوند کو کیا جانو خواجہ عمرو نے کہا اے شہنشاہ ساحران مین قصر سکندری
مین دیکھ آیا ہون وہان کا حال مجھ سے پوچھیے ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت مجکو قصر مین لیجاتی
تھی گانا سنتے تھے ایک دن مجھ سے بے ادبی ہو گئی کہ قدرت کی جہان بیٹی پردہ سے نکل آئی
مجکو دیکھ رہی تھی مین نے اُس سے کہا کہ آؤ بیٹھ جاؤ قدرت نے مجکو ڈھکیل دیا مین قصر
سے نیچے گرا اُسدن سے قدرت کا سامنا نہین ہوا ورنہ مین روز قدرت کے سامنے جاتا
تھا بھجن اُنکے گاتا تھا وہی سب یاد ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ نوجوان تخت اُڑاے ہوے آتی ہی پکارتی ہوتی اے آتشبار تیری جدائی نے
ایسا بیقرار کیا کہ آرام نہ آیا آخر چلی آئی سر کیلئے کودی جلو مین آکر بیٹھی آتشبار جادو نے کہا اے
گرم مزاج کیون اسقدر گھبرائی ہوئی ہو دیکھو قدرت کی صحبت کا گویا آیا ہی کیا خوب گاتا ہے
بیٹھکر گانا سنو مین تمھارا انتظار کر رہا تھا گرم مزاج نے کہا اے آتشبار تمنے طلسم کشا کو قید کیا ہے

ایسا ہو عیار آئیں اور فساد برپا کریں اس خیال سے میں دوڑ پڑی وقت پر آئی دریافت کیا
کہ یہ گویا ہی یا کوئی عیار ہی آتشبار نے کہا پہلے ہی انتظام کر لیا ہی درہ ہاے کوہ میں آگ روشن
کردی ہی بغیر میرے بلاے کوئی نہیں آسکتا گرم مزاج نے کہا اگر تمھیں اطمینان ہی تو گانا
سنو گرم مزاج نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے سامنے گرم مزاج کے عمدہ عمدہ اشعار عاشقانہ
گائے خواجہ کا تو گانا سحر ہی گرم مزاج بیقرار ہو گئی تعریفیں کرنے لگی کہتی تھی بڑے میاں صاحب
تم گانے میں کمال رکھتے ہو خواجہ نے کہا خدمت خداوندی میں برسوں رہا قدرت نے تعلیم
کیا تاثیر رحمت کی بھر میرے گانے میں کیونکر نہ تاثیر ہو گرم مزاج نے کہا ای آتشبار اس گویے
کو خدمت خداوند میں لیجلو خطا معاف کرا دو یقین ہی قدرت بہت راضی ہونگے اور اسکا گانا
روز سنینگے خواجہ عمرو نے عرض کی ای ملکہ عالم تمھاری قدردانی نے جی خوش کر دیا بیشک تمھاری
وجہ سے قدرت سے صفائی ہو جائیگی لیکن طلسم کشا کو کیوں نہیں قتل کرتے یہ وہ شخص ہی
کہ جسکے ذکر سے قدرت کانپ جاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ہمارے طلسم میں
ایسا شخص آئیگا کہ صدہا ساحر قتل ہونگے ساحروں پر آفت آئیگی تمنے اُسی شخص کو گرفتار
کیا ہی سو برس پیشتر سے قدرت یہ خبر دیتے تھے اُسکا اب ظہور ہوا آتشبار نے پوچھا
کیوں بڑے میاں یہ ذکر تم سنا کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا گانا سنتے سنتے قدرت
ایک دن کانپ گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے میں نے پوچھا کیوں خداوند خیر تو ہی تب
قدرت نے فرمایا کہ ای نے نواز قدرت نے ایک بندہ کو پیدا کیا ہی کہ وہ ہمارے بندوں کا
قاتل ہی اسوقت اُسکی بدعت کا خیال آگیا قدرت کو تردد ہوا اگر آتشبار جادو گرفتار کریگا
اُسکے ہاتھ پر خاتمہ ہی آج تمنے وہ کام کیا جسکی قدرت نے سو برس پیشتر خبر دی تھی اُسکا
آج ظہور ہوا تمھارا وہ مرتبہ ہوگا کہ قدرت تمکو اپنا نائب کرینگے میں بھی تمھارے ساتھ ہونگا
بڑے بڑے کام انجام دونگا کارہاے نمایاں مجھ سے سرزد ہونگے تمکو اس مرتبہ پر پہونچاؤنگا
کہ اہل طلسم رشک کرینگے اور ابھی آپنے کیا کمال سنا وہ کمال دکھاؤں کہ جسکا ذکر نہ سنا ہو
آتشبار ان باتوں پر بھول گیا کہا کیوں گرم مزاج تمنے سنا یہ مقدمہ میں قدرت پہلے ہی حکم
لگا چکے تھے میں اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ شعلہ آتش نے خبر دی کہ طلسم کشا آکر ٹھہرے ہیں

مین فوج لیکر پہونچا جنے سحر کیا وہ سحر پلٹ کر اوسی پر پڑا کہ اُسکا خاتمہ ہوا تب مین نے ساحرون کو
حکم دیا کہ سحر نہ کرو زنجیرین و کمندین مار کر گرفتار کرو جب کئی ہزار کمندین پڑین تب طلسم کشا
گرفتار ہوے یہ وہ جوان ہو کہ لاکھون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے مگر اُسپر
غالب نہ آئے لیکن مین نے وہ تدبیر کی کہ گرفتار کرلیا ورنہ اُس شخص کا گرفتار ہونا مشکل تھا
مگر کیون بڑے میان تمنے وہ خبر سنائی کہ دل باغ باغ کردیا خانۂ دل کو فرحت و علیش سے بھردیا
تمنے سو برس پیشتر خبر پائی اسکا آج ظہور ہوا مگر اور کمال کیا ہو کہ جسکا تمنے ذکر کیا خواجہ نے
کہا ملکۂ عالم وہ ساقی گری کرون کہ کسی کو باقی نہ چھوڑون آتشبار نے کہا ساقی گری کیا بات ہو
شراب اُنڈیل کر پلانا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ کمال قدرت نے نیا ایجاد کرکے مجھکو تعلیم کیا ہے کہ
ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن آتشبار نے کہا
بڑے میان صاحب یہ تو بہت مشکل ہو خواجہ نے کہا ملاحظہ کر لیجیے کلید میخانہ مجھکو دیجیے نقصان تو
آپکا ضرور ہوگا مگر قلب کو سرور ہوگا آتشبار نے خوشی خوشی کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ نے بیت
کرکے میخانہ مین آئے شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی
ہوے اب کوئی باقی نہ رہے شراب کا حکم عام ہو جسقدر چاہو لیجاؤ ساحر دوڑ دوڑ کر آنے لگے
گلابیان و کنٹر اُٹھا کے لیجانے لگے لیکن شعلہ ہاے آتش مین حدت زیادہ ہوئی خواجہ نے
ایک ساحر سے پوچھا یہ آگ کسکی ذات سے روشن ہو ساحر نے جواب دیا لباط آتشبار اس آگ مین
رہتا ہو ہر وقت کتاب تصنیف کردۂ بقراط ثانی دیکھا کرتا ہو قدرت کو حکم بتاتا ہو خواجہ دوڑ کے ہو
سامنے آتشبار کے آئے کہا ای شہنشاہ ساحران لباط آتشبار کو اس صحبت مین بلائیے وہ بھی شراب
پیین صحبت مین شریک ہون آتشبار نے کہا بڑے میان تمکو کیونکر معلوم ہوا خواجہ نے کہا مین یہ
سب ذکر سو برس پہلے خداوند سے سُن چکا تھا اُسی کا خیال آگیا آتشبار کو اور زیادہ خیال ہوا کہ یہ
گویا بیشک خدمت خداوند مین رہا ہو سب باتین سُن چکا ہو کہا کیون ای گرم مزاج اب پردہ کی کیا
ضرورت ہو سب حال یہ جانتا ہو گرم مزاج نے کہا ای آتشبار بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسا شخص
تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہوا آتشبار نے پکار کر آواز دی ای لباط آتشبار صحبت مین آؤ آج نیا تماشا
دیکھو یہ کہتے ہی شعلے آگ کے زیادہ بھڑکے ایک دھماکا ہوا ایک ساحر سیاہ فام آگ سے نکلا ٹہلتا ہوا

سامنے آتشبار کے آیا کہا اے آتشبار اسوقت مین کتاب دیکھ رہا تھا صاف یہ مضمون نکلا کہ آتشبار
پر کوئی افتاد سخت پڑا چاہتی ہے مین نے چاہا تھا کہ آگے دیکھون تمنے آواز دی مین فوراً چلا آیا
ذرا ہوشیار رہنا آتشبار نے کہا کہ اے لبساط اب مقام خوف نہین ہے ایسا گویا صحبت مین آیا ہے کہ
اب ہمکو کچھ خوف نہین سو برس پیشتر کی باتین بیان کرتا ہے اُسکا آج ظہور ہوا اب کیا خوف ہے
بیٹھکر شراب پیو پھر خدمت خداوند مین چلین وہان چلکر عہدے لین اب قدرت ہمکو اپنا
نائب بنائیگی سو برس پیشتر فرما چکے ہین ہمکو گویے کی زبانی معلوم ہوا لبساط بیٹھا خواجہ
کٹنی سو گلا بیان لیکر محفل مین آئے دیکھا ایک طبلیہ پیشتر سے طبلہ بجا رہا ہے وہ ٹکڑے کا ٹھیکا
ہے کہ سب تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے چاہا کہ اُسکو منع کرون آنکھ جو ملائی پہچانا کہ جہتر
سمک یلداقی ہے خوش ہو گئے حیران تھے کہ یہ ظالم کیونکر پہونچا مگر خیر اب تو آگیا کچھ مطلب
نکلیگا خواجہ عمرو نے گھنگھرو پاؤن مین باندھے جام شراب سر پہ رکھا توڑے لیتے ہوے
چلے مگر لبساط آتشبار طرف آگ کے دیکھ رہا ہے خواجہ سامنے آکر لبساط ہی کے جھکے کہا ایسے
افسرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے لبساط نے ہاتھ تو بڑھائے مگر طرف آگ کے دیکھا
ایک شعلہ بھڑک کر جام پہ گرا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اور جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا دوسرا شعلہ
بھڑکا وہ خواجہ عمرو پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے لبساط
آتشبار نے کہا ارے تو کون ہے خواجہ نے چاہا کہ جست کر کے بھاگون خیال کیا کہ زمین پاؤن
تھامے ہے اپنے مقام سے ہل نہین سکتے عمرو آیا عمرو آیا کا غل ہوا لبساط تیغہ کھینچکر اُٹھا
کہتا ہوا کیون آتشبار تمنے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا اس ظالم نے سبکو مار لیا ہوتا مگر مین نے جو
کتاب مین دیکھا تھا کہ کوئی افتاد پڑا چاہتی ہے اُسی خیال سے مین نے اشارہ کیا سحر نے
تیرے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے جو اپنا یہ حال دیکھا رو رو کر دعا کرنے لگے عرض کرتے
تھے اے معبود حقیقی اے مالک تحقیقی اس آفت سے بچا لے نظم

چارہ جو یدا ز تو اے شافی مریض لاعلاج	مرگ خواہد دردمند درد باطن یا علاج
لطف کن لطف اے شفا بخش مریضان جہان	تا شود از غیب ہر درد دل پیدا علاج
لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا	شربت دیدار مے یا بدبے آن لا علاج

بہر بیمار تپ ہجران و محرور فراق ‌ ‌ ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج

از فلک بہر دوائے دل مسیحائے تو ہست ‌ ‌ بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج

بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ کہ ‌ ‌ بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج

ز اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است ‌ ‌ کن کہ بہر این مرض دانی تو ای دانا علاج

از جنایت طالب عقبےٰ ہمے خواہد مدد ‌ ‌ از تو مے جوید مریض علت دنیا علاج

چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تواند ‌ ‌ از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج

بر لب آمد دل بجانت دل بیمار را ‌ ‌ منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج

غم مخور رہنما ہی زور دل درین بیت الحزن ‌ ‌ خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

خواجہ عمرو بیقرار ہو کر دعا مین مانگ رہے ہین لباط اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ اس
ظالم کو ابھی قتل کرونگا غضب ہی کیا سب کو مار لیا ہوتا اگر مین ہوشیاری نہ کرتا تو خاتمہ
تھا جیسے ہی تلوار کھینچ کر چلا طبلیے نے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہنشاہ ساحران تمنے
بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا لیکن مین آپ کو ایک تدبیر بتاؤن سامنے درۂ کوہ مین
ایک شخص چھپا بیٹھا ہی چل کے پہلے اسکو گرفتار کر لیجیے نہین معلوم ساحر ہی یا عیار پہلے
اسکو گرفتار کر لیجیے جبتک وہ نہ گرفتار ہوگا مجکو خوف آتا ہی ایسا نہو کہ کچھ فتور برپا کرے
لباط آتشبار یہ سنکر قتل عمرو سے الگ ہوا ساتھ طبلیے کے چلا طبلیا لباط کو لیے ہوئے
درۂ کوہ مین آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی جیسے ہی لباط پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے گرتے گرتے حباب مارا کہ لباط بیہوش ہوا سمک نے لباط کو لپیٹ کر درۂ کوہ مین
ڈالدیا اب اسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا ای آتشبار ایک عیار درۂ کوہ مین چھپا تھا مین نے
ایک گولا مارا کہ غرق زمین ہوگیا اب اطمینان ہوا بیٹھکر شراب پیو مین اپنے ہاتھ سے انتظام
کرونگا اب مجکو کسی کا اعتبار نہین کوئی اور افتاد نہ پڑے یہ کہکے جام لبریز کیا کہائی سے پڑیا
بیہوشی کی ملائی جام آتشبار کے منہ سے لگا دیا آتشبار خوشی خوشی پی گیا جانتا ہی کہ میرا رفیق پلا رہا
ہی اتو سمک نے دور باندھا کہ تھوڑے عرصہ مین سارے جلسہ کو شراب پلائی ملازمون کو
اشارہ کیا کہ تم بھی شراب لیجاؤ اب مین سب کا انتظام کر رہا ہون سب شراب پینے لگے تھوڑی

عرصہ مین سب نے شراب پی صحبت مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کسی کی ٹوپی
اُتارتا ہی کوئی کہتا ہو تمھاری گود مین کنھیا نے بچے دیے ہین اور لات ماردی اُنکو غش
فتق تھا ہاے کہکر لیٹ گئے فرمایا بھائی مار ڈالا کنھیا حرامزادی نے کیا بھبٹ سفر کیا ہی
کہ دونون گرکر بیہوش ہوے ایک نے کہا بھائی بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمھاری مونچھ
پر کوا بیٹھا ہی اُنھون نے کہا اس حرامزادے نے شاخ نخل مقرر کی ہو اور تم کیسے
دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ سر نہ ہلانا مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ
بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا ہاے کہکر وہ گرے اور وہ بھی گرے گرتے گرتے اُنھون
نے کہا کہ بھائی کوا اُڑ گیا مونچھ رہگئی اسطرح کے مضحکے محفل مین ہو رہے ہین آتشبار
یہ کہکے اُٹھا کیا میری محفل کو بازار بنایا ہی اُٹھتے اُٹھتے گرا سماک یلمداقی نے اُن تحفجات
کو لیکر رستم کو بٹھایا آتشبار کو قتل کیا بساط کو بھی مارا ساری محفل کے کپڑے اُتار لیے سبکو
قتل کیا لشکر والون کو جلا دیا مگر لباس کسی کا نہین چھوڑا جسوقت رستم رہا ہوے خواجہ سے
کہا میرا مرکب تلاش کیجیے خواجہ عمرو نے تمام باغ مین ڈھونڈھا ایک گوشہ مین مرکب
بندھا تھا خواجہ اُسے تیار کرکے لائے سماک کی رستم نے بڑی تعریف کی فرمایا اے سماک
کیا کار نمایان کیا ہی حق یہ کہ خواجہ نے خوب رنگ جمایا تھا مگر بساط کی ہوشیاری نے
آفت برپا کی مگر اے سماک تمنے کار نمایان کیا تم کیونکر پہونچے سماک نے کہا مین قریب
درہ کوہ آیا اور یہ تو سن ہی چکا تھا کہ آتشبار نے رستم کو گرفتار کیا فکر مین ہوا کہ اندر جاؤن
آتش کو دیکھکر گھبرایا چند ساحر اندر سے نکلے مین نے ایک ساحر کو بیہوش کیا اور اُسکی
شکل بنکر اُن سب کے ساتھ ہوا جب قریب آتش پہونچا تو گھبرا کر اُرکا کہا یارو مجکو گرمی معلوم
ہوتی ہو اُن سب نے کہا بقراط ثانی کا نام لو گرمی نہ معلوم ہوگی مین اُس مردود کا نام لیتا ہوا
اندر آیا ارباب نشاط مین مل گیا طبلیہ بنکر محفل مین بیٹھا اسطرح غلام ہو پہنچا سب کو زخمی
تو کر ہی چکا تھا جب خواجہ پہونچے مین سمجھ گیا کہ اب تو قبلہ و کعبہ آگئے اب کام کر لینگے جب آپ
گرفتار ہوے جو کچھ کیا وہ حضور نے دیکھا رستم نے سماک کو گلے لگایا سوار ہو کر باغ سے
نکلے ایک طرف سماک ایک طرف خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ سے نکلے تھے کہ صحرا سے

گرد اڑی آفاق تاجدار ساٹھ ہزار فوج سے پیدا ہوا آگے رستم کو بیچ مین لیا رستم نے
پوچھا کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا عرض کی جب سمک نے ملکہ کو لشکر مین پہونچایا اور یہ دونون
عیار تلاش حضور مین نکلے مین بھی انکے عقب مین چل نکلا شکر ہی کہ حضور کا غنچۂ آرزو
کھلا اگر مناسب ہو آج اسی صحرا مین اتر پڑے کل صبح کو کوچ کیجیے میرے اہل لشکر
تھکے ہوے ہین رستم بموجب کہنے آفاق شاہ کے اسی صحرا مین اتر پڑے بارگاہ استادہ
ہوئی لشکر والے اپنے اپنے مقام پر اترے رستم دربارگاہ پر کرسی بچھا کر بیٹھے خواجہ
وسمک حاضر خدمت ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہے
ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر مگر سب مسلح و مکمل لشکر رستم کو دیکھکر وہ پہلوان آکر مقابلہ مین
اتر پڑا اسکان جنگ آزما اسکا نام ہی جنگ سے ہر وقت اسکو کام ہی لاف وگزاف کرتا ہوا
اونچی بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے لشکر مین بجے طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارے لشکر اسلام کے جو اطلاع کرنے پر حاضر تھے خبرین لیکر سامنے رستم کے آئے
ہاتھ اٹھا کر دعاے خیر دی۔ قطعہ

که تا سبزه روئیده باشد به باغ نگین سعادت بنام تو باد	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ همه کار عالم به کام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو یہ پہلوان جو آتا ہی سکان جنگ آزما اسکا
نام ہی لاف وگزاف اسکا کام ہی بڑے غرور مین طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر
معرکہ آرا ہو رستم نے حکم دیا ای سمک کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے لشکر رستم مین نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش مالک اقلیم چہارم بعد کروفر میدان مشرق سے نکلا فلک
چہارم پر آکر جلوہ فرما ہوا اسکان سوار ہوا کل لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آیا گینڈے کو
آگے بڑھائے کھڑا ہی کہ نوبت ونقارے کی آواز آئی دیکھا رستم پیلتن مرکب استوار کبود پر
سوار ملک آفاق شاہ تخت پر پشت پر لشکر ظفر اثر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے اس شوکت سے لشکر اسلام آکر پہونچا سکان جنگ آزما آمد لشکر دیکھکر دنگ

ہو گیا ساتھ والون سے کہتا ہو کہ رستم بڑا صاحب شوکت ہو اس رعب و دبدبہ سے میدان
مین آیا ہو کہ جاہ و جلال دیکھکر قلب کانپتا ہو دیکھیے خداوند نے کیا چاہا ہو گیا کیفیت ہوتی
ہو ساتھ والے کہتے ہین آپ کی جرأت کے سکے ہین آپ کی جنگ کے ڈنکے ہین جس جنگ
ہر گئے اس جنگ کو فتح کر کے آئے اس جنگ پر تو آپ کو قدرت نے بھیجا ہو وہ تقدیر
کرینگے آپ غالب آئینگے سکان خاموش ہو رہا فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے پکارنے لگے کہ دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو بڑے بڑے
شاہان جلیل القدر پیوند خاک ہوئے انکی قبرون کا نشان بھی نہین باقی کوئی نام بھی
انکا نہین لیتا۔ نظم

جسنے دیکھا ہو تواریخ مین ای اہل نظر وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر یعنے وہ کہتا تھا یہ دست بھی دکھلا کر

ز ادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و پاے خیریم

گئے سوے گلستان کل جو ہم باخستہ حالی تھے یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے	دیگر	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

اسطرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا
ارادہ ہوا کہ دشمن پر جا پڑین میدان مین بڑھکر لڑین اگر ہماری موت نہین ہو تو کوئی
قتل نہین کر سکتا اور اگر موت آچکی اور یہی صحرا ہمارا شہادہ مقتل ہو تو کیا اختیار ہو مالک
پروردگار ہو جو مناسب ہو۔ فرد۔ سر نپیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بسر من
یا نصیب + ہر طرف یہی ذکر تھے بہادر گھیر رہے تھے کہ سکان نے گھینڈا اپنا نکالا میدان مین
آکر سراپا میدان کا دکھایا جب خوب غرق عرق ہو چکا اور دونون زلفون سے یون پسینہ
ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان وای زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر۔ فرد گران ہر کرا یار سر

برتن ست + حکیم علاجش بدست من ست + یہ جو بغرور اُسنے آواز دی ملازمان آفاق شاہ نے قصد کیا تھا مگر رستم مانع ہوے مرکب باد رفتار بڑھایا آفاق شاہ سے اجازت چاہی آفاق شاہ نے عرض کی کہ آپ کو خدا کے سپرد کیا پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج والم دل سے دور کرے رستم مرکب کو بڑھا کر سامنے سکان کے پہونچے سکان نے دیکھا ایک نرہ شیر نہایت دلیر صاحب شوکت وحشم کوہ شکوہ صولت وجلالت مثل چاکر ان کمترین ہمراہ رکاب ہین جلال دیکھکر دنگ ہوگیا سلام کیا رستم نے اُسکے سلام کا جواب دیا سکان نے کہا ای رستم تمنے سرحد خیال سکندری مین تہلکہ ڈال دیا لیکن مین جس جنگ پر گیا بغیر فتح کیے نہین پلٹا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ سنتا ہون کہ صاحبقران کے بڑے فرزند ہو اُنکو کیسا قلق ہوگا رستم نے فرمایا ای مغرور غرور کو دماغ سے نکال ڈال اگر تو اطاعت کرے تو رونق بارگاہ اسلام ہو عہدۂ سپہ سالاری تجھکو دونگا بس اب کلام نہ کر زبان تیغ سے کلام ہو دیکھین آج میدان مین کسکا نام ہو اگر طلسم خیال سکندری مین آئے ہین اور ہفت پیکر سے مہلت پائی تو بقراط ثانی کا غرور نکالینگے سکان نے جھلا کر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا آپسمین نیزہ چل رہا ہے لشکر والے دونون کی تعریفین کر رہے ہین ستر ہوین طعن مین رستم نے نیزہ سکان کا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے سکان کے نکلا مثل ابر گرج کر گرا یا للکار کر آواز دی ای جوان تو نے غضب کیا کہ دو دریا کے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغ بیدریغ سے کام لیتا ہون اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکر تیغہ اُٹھایا رستم نے مرکب کو گدگدایا منظور یہ ہی کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑون تلوار اُسکی چھین لون مگر قضا سے کہ اُس مقام پر موش خانہ تھا دو نون پانون مرکب رستم کے موشخانہ مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا تلوار آ کر سر برہنہ پر پڑی کھچاکے کی صدا بلند ہوئی یقین تھا کہ رستم قلم ہو رستم نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا جا در خون کی چہرے پر آئی مگر رستم نے تیغہ برق تاب کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سکان کے خود وغیرہ کو کاٹا دہان سے تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جو اپنے آقا کو گینڈے سے

گرتے دیکھا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان آفاق نے جو دیکھا سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا
رستم کے برابر آئے رستم نعرہ کرکے قلب فوج مین در آئے آفاق تاجدار نے فوج کو اشارہ
کیا ہر دو لشکر آپس مین ملگئے ملازمان سکان نے آکر سکان کو اٹھالیا گرد دونون پونچھکر گینڈے
پر سوار کیا سکان بھی لڑنے لگا دونون لشکر ملے ہوے ہین تلوار چل رہی ہی رستم اسقدر لڑے
کہ کلائیون پر ورم آگیا زخم سے اسقدر خون بہا کہ سست ہونے لگے بیقرار ہو کر کئی مرتبہ سماک
کو پکارا سماک اور طرف جنگ مین تھا رستم نے دیکھا ایسا نہو غش آجائے تلوار کو نیام مقام
مین کیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیے مرکب نے اپنے راکب کو سست پایا شیر بن گیا
جس کسی نے قریب آنے کا ارادہ کیا گھوڑے نے پشتک ماردی منھ کھولکر شانے
چبا گیا اسطرح اپنے آقا کو لیکر نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا سکان بھی زخمدار و بیقرار تھا
دیکھا اُسنے کہ لڑائی ابھی ہوئی ہی مین زخمدار ہون ایسا نہو کہ فوج کے قدم اُٹھ جائین تو
شکست فاش ہو طبل امان بجوا دیا اور پلٹا ادھر آفاق تاجدار جو واپس ہوا رستم کو نہ پایا
سماک کو بلایا کہا ای مہتر والا گہر آقاے نامدار کا نشان نہین ملتا سماک نے لشکر کو اُسی مقام پر
اُتارا اور خود تلاش مین اپنے آقا کی چلا مگر مرکب رستم ہرچند کہ نہایت شائستہ ہی مگر بے زبان آوارہ
ہا ہوے دلیران کان مین بھری ہوئی بھاگا ہوا جاتا ہی رات بھر چلا ہی گیا صبح ہوتے ایک
سبزہ زار مین پہونچا گھاس کے بیٹھون پر منھ ڈالا دو چار بیٹھے جو گھاس کے کھائے جھیل سے
پانی پیا بدن کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا
زبان سے زخم چاٹتا تھا شیہے بھرتا تھا مراد یہ تھی کہ آقا میری پشت پر سوار ہون مگر رستم کو خبر
نہوئی آخر مرکب چرنے مین مصروف ہوا رستم بیہوش زیر نخل پڑے ہین اس صحرا کا حاکم سہیل
قزاق کوئی کاروان لوٹ کر لیتا ہی اسباب ساتھ لدا ہوا سب مرکبون پر چلے آتے ہین
سہیل کے ساتھ والون مین سے کسی کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار دیکھیے
ایک مرکب چر رہا ہی اور ایک جوان زیر نخل زخمدار پڑا ہی سہیل قزاق نے پہلے مرکب
پر نگاہ ڈالی دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل اسباب مرصع زین
لدا ہوا زین ڈھلکا ہوا لخلخے خون کے جمے ہوے سبزے پر ٹہل رہا ہے اُدھر سے

جو نگاہ پلٹی تو رستم پر پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سر پر زخم کاری
بیہوش پڑا ہی مگر قبضۂ تلوار پر قبضہ جما ہوا ہی اس حال مین ہی لیکن تلوار نہین چھوڑی سہیل
نے کہا یہ جوان نہایت بہادر معلوم ہوتا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ اسکو دس بیس نے گھیرا تھا مگر
ایسا لڑا کہ اپنا اسباب نہین دیا دیکھو ایسا بہادر ہی کہ اب تک قبضہ تلوار کا ہاتھ سے
نہین چھوٹا مرکب کو گرفتار کرو چارپائی منگا کر اس جوان کو اُٹھا کر لیچلو مین علاج کرونگا
سہیل نے رستم کو اُٹھوایا پہاڑ پر قلعہ تھا ساتھ والون نے کہا حضور پہاڑ پر برف گرتی
ہوگی زیر کوہ بارگاہ استادہ کرایئے سہیل نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی رستم کو
بارگاہ مین لایا جب ہاتھ کو خوب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگا جب آرام ہو چکا
تو رستم نے آنکھ کھولی دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہی اُٹھنے لگے سہیل
نے کہا ای جوان ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کرو ایسا ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائین مگر رستم اُٹھ بیٹھے
سہیل نے پوچھا کیون ای شہریار کس مقام پر مقابلہ پڑا آپکا کن نامردون سے سامنا ہوا
کتنی نے ملکر آپکو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا کہ اسقدر زخمی ہوے مگر اسباب نہین دیا
رستم نے کہا ای بہادر تیرا کیا نام ہی میرے لانے کا کیا باعث ہوا سہیل نے جواب دیا یہ صحرا
میری عملداری مین ہی پیشہ قزاقی کرتا ہون ایک کاروان لوٹ کر لیتا تھا آپ کو صحرا مین
پڑے دیکھا نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ زیر کوہ اُترنا میرے لیے شاق ہی مین نے
جن لوگون کا مال لوٹا ہی وہ میری فکر مین رہتے ہین مگر مجھے نہین پاتے اگر زیر کوہ پائین تو
گھیر لین ہم لوگون کی لڑائی ترکیب سے ہی آپکی خاطر سے اس مقام پر اُتر پڑا آپکا علاج
کر رہا ہون کہ خدا آپکو صحت جلد عطا کرے اپنا رفیق بنا کر رکھون قزاقون کا سردار کرون
میرے ساتھ بھی وہ وہ جوان ہین کہ جنکا مثل ممکن نہین رستم نے کہا ای سہیل تم مجھے
اُٹھا لائے تمھارا احسان ہوا مجھکو کسی نے گھیرا نہین ایک پہلوان سے مقابلہ پڑا اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب ادھر نکال لایا تمکو رحم آیا اُٹھا لائے شاید ذکر سنا ہوگا فتح طلسم
ہفت پیکر رستم نامور میرا ہی نام ہی اسپ مرحا خیال سکندری مین آیا ہون بڑے بڑے

ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہوئے اب ارادہ ہے کہ اپنے کو اُس طلسم تک پہونچاؤن کہ اُسنے دعوے خدائی کیا ہے نام نامی شنکر سہیل بہت خوش ہوا کہا اے شہریار زہے میری خوش نصیبی کہ آپنے میری بارگاہ مین تشریف لائے مین بھی ایک رفیق ہوا آپ کے ساتھ چلونگا سہیل بڑے لطف سے خدمتگزاری کر رہا ہے رستم بہت خوش ہوے غرضکہ تیسرے دن رستم نے غسل صحت کیا سہیل نے صحت رستم کا جلسہ آراستہ کیا روشنی کرائی طائفے بلائے ایک مہ جبین نہایت حسین دلبری مین طاق شہرۂ آفاق سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنسو کوئی اے نوحہ گری پیدا ہو — دل پہ بیتے تو کچھ آنکھون مین تری پیدا ہو
شوخیون مین روش فتنہ گری پیدا ہو — چشمکون مین تیری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہین جو کبھی کھینچ کے لبون تک آئین — گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری مین بھی ادا نکلی دل آزاری کی — لطف سے پہلو بیدادگری پیدا ہو
کام کر عشق مین اے غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا — ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال کچھ دل کے تڑپنے کا لکھین یار کو گر — برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
ٹھنڈھی سانسین جو شب ہجر بھرون آخر شب — صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
چار چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت مین — خشک آنکھون مین ابھی ایک تری پیدا ہو
اُڑ کے جلنے کا خطِ شوق ارادہ تو کرے — بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو
وادیِ عشق مین کرتا ہے تقاضا کوئی — ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلف پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین — پیچ کھاتا ہوا دودِ جگری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت یہ ہین — قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے وہان کمر یار کی طرح — بے نشان ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے — عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لبِ رنگین کا جو ای سرو پڑے
باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو

جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا
لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو

کھینچ دے طرز سخن بید ہنی کی تصویر
چال مین جلوہ نازک کمری پیدا ہو

تم اگر باندھ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع
کھول دو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو

ہم یہ سمجھے کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا
بوئے جھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہ وہ صلہ دہ بے اثری پیدا ہو

رستم جائے عیش و نشاط مین بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین سہیل پہلو مین بیٹھا ہی کلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوے آئے کان مین سہیل کے کچھ کہا سہیل گھبرا کر اُٹھا رستم نے جو سہیل کو متغیر دیکھا پوچھا کہ ای برادر خیر تو ہی سہیل نے عرض کی کہ ای شہریار مقام تردد ہی کہ ایک بادشاہ فتاح جہانگرد کئی مہینے کا زمانہ ہوا کہ مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی اب اُسنے خبر پائی کہ مین زیر کوہ اُترا ہون اُسنے چار جانب سے گھیر لیا ہی غلام کو تردد ہی کہ کیونکر نکاسی ہو حضور یہ کام کرین کہ سوار ہوکر طرف صحرا کے نکل جائین غلام لڑ بھڑ کر نکلجائیگا یہ سُنکر رستم نے کہا کہ ہمارا مرکب تیار کرو ہم اُسکے مقابلے مین جائینگے تم اسی بارگاہ مین بیٹھو یہ سُنکر سہیل رونے لگا کہتا ہی کہ آپ میرے مہمان ہین چاہتا ہون کہ کوئی ملال آپ کو نہ پہونچے رستم فرماتے ہین کہ ای سہیل تم ہمارے جان بخش ہو ہوسکتا ہی کہ تمکو رنج ملال پہونچے اور ہم دخل نہ دین ابھی نکل کر اُسکو سمجھا دونگا کہو تو تمکو بلاے کوہ پہونچا دون کہو تو نکل کر اُسکو قتل کرون سب کچھ ہوسکتا ہی تم کیون گھبراتے ہو مگر سہیل نہین مانتا ہی قدمون سے لپٹا ہوا ہی عرض کرتا ہی کہ حضور نکل جائین اگر آپ پر کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو بڑا صدمہ ہوگا اس اثنا مین دو تین قزاق دوڑے ہوے آئے کہا کہ بیجے بڑا غضب ہوا ببران پنجہ کش پہلوان نہایت لحیم و شحیم کہ فتاح کے لشکر کا سرکردہ ہے بطور ایلچی فتاح نے اُسے روانہ کیا ہو دروازے پر کھڑا بدعت کر رہا ہی یہ چاہتا ہی کہ اندر آؤن آپ کے قزاق روک رہے ہین اب تلوار چلا چاہتی ہی رستم نے کہا کہ اُس ایلچی کو یہان آنے دو نہ روکو یہ جو رستم نے کہا سہیل تو کانپتا ہوا ایک طرف آبیٹھا رستم مقام صدر پر ہین

قراقون نے جاکر کہا بیران پنجہ کش چھوٹتا ہوا اندر آیا شل کافرون کے سلام کیا کسی نے جواب تک نہ دیا بیران قریب رستم کے آیا کہا کہ ای جوان تم اصلاح نہیں ہونے دیتے ہمارے شاہ کو یہ دعوی ہو کہ سہیل نے مال لوٹ لیا ہی اُسکو واپس دے رستم نے کہا کہ اے بیران پنجہ کش بیٹھ جاؤ بیٹھ کر کلام کرو وہ مال اب کہان ہی قراقون نے وہ سب تقسیم کر کے نوش کیا بادشاہ سے جاکر اب نے کہو اگر فساد منظور ہی تو ہم سب طرح موجود ہین ورنہ بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ نہیں تو تمکو ملال پہونچیگا یہ جو رستم نے بگڑ کر کہا بیران کو بڑا غصہ آیا ہاتھ بڑھایا کہ رستم کی گردن پکڑ لون رستم نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ مُنھ کے بھل زمین پر آیا رستم سے لپٹ پڑا اہر چند یہ کہ سہیل منع کرتا ہو کہ ای پہلوان دوران داو گرشاسپ جہان یہ مہمان ہین مجھ سے کلام کرو بیران نے سہیل کو جھڑک دیا کہا کہ ای سہیل ٹھہر ہین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون سہیل تو کنارے ہوا رستم پیلتن و بیران سے کشتی ہونے لگی اب سب تماشا دیکھ رہے ہین بیران کیا کیا کمال کر رہا ہو چاہتا ہے کہ رستم کو اُٹھا لون مگر یہ فرزند صاحبقران ہین اُسکے زور کو اور ریلون کو روک رہے ہین لڑتے لڑتے بیران رستم کو ریل کرکے دوڑا پانچ چھ قدم ریل کر لایا وہان لاکر ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا رستم کا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کانپتا ہوا کف مُنھ سے جاری کہا کہ ای جوان تیرے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرکے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل کر لائے وہان آکر ہکہ مارا کہ بیران کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہتا ہو کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ شیرانہ کیا۔ نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سہیل بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہو کہ رستم نے لنگر بیران کا اُٹھایا حیران ہو کہ اس شخص نے

اس دیو خصال کو اٹھالیا تو بر میل نہیں آیا حقیقت مین فرزندان صاحبقران سب صاحب زور و شوکت ہین مگر رستم نے گرز سر ببران کو جرخ دیا جرخ دیکر زمین پر مارا ببران چارون شانے جت گرا کود کر رستم چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین خدا کے کیا کہتا ہے ببران نے کچھ کلمہ سخت کہا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر بکہ مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ لاشہ اس منفرد کا پھینک دو باہر جو اسکے ساتھ والے کھڑے تھے ان لوگون نے جو یہ خبر سُنی کہ ببران مارا گیا لڑنے لگے سہیل نے قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان سب کو مار کر نکال دو اتو قزاق دلیر ہوے تلوارین کھینچکر جا پڑے سب کو مار کر ہٹا دیا لاشہ ببران کا جنگل مین پھینک دیا تھا جب ساتھ والے بھاگ کر آئے تو کہا یار و افسر کا لاشہ تو اُٹھا لو لاشہ ببران کا لیکر سامنے اپنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور اندر معرکہ ہوا ہم باہر تھے ہم لوگ خوب لڑے مگر افسر پر نہ تھا شکست کھا کر بھاگے مگر وہ ہی جوان جو سہیل کا مہمان ہے یہ آفت اُسی نے برپا کی کہ ہمارے افسر کو مارا لاشہ جنگل مین پڑا تھا اُٹھا لائے مگر بادشاہ لاشہ ببران کا دیکھ کر تھرا گیا کہتا تھا کہ یہ ایسا پہلوان نہ تھا کہ جسکو ایک آدمی تنہا مار لیتا معلوم ہوتا ہے کہ دو چار آدمی اس پر ٹوٹ پڑے عاجز ہو کر مارا گیا ورنہ یہ ہزارون سے اکیلا لڑنے والا تھا اسکو کون مار سکتا تھا فتاح نے بہت افسوس کیا کہتا ہے کہ سر میدان سمجھونگا اس جوان کو قتل کرونگا وہ قیامت برپا کرون کہ دریاے خون بہادون مگر بہت سے پہلوان جو گرد بیٹھے تھے اُنھون نے کہا کہ جو کچھ کیجیے گا وہ سمجھ بوجھ کر کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کچھ حضور کو ملال پہونچے فتاح کہتا ہے کہ مین کیا کسی بات مین کم ہون ببران کا مارا جانا مجکو بہت شاق ہوا اسکا بدلہ ضرور لونگا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا اُٹھا تخلیے مین آکر بیٹھا اپنے عیار سیما سے شرگہر د کو بلایا بلا کر کہا کہ اے سیما تو نے سنا کہ ببران مارا گیا مجکو بڑا افسوس ہے اگر ہو سکے تو ایک کام کر اُس جوان کو جرا لا کہ جسنے ببران کو مارا ہے سیما نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے یہ غلام گیا اور جرا لایا فتاح نے کہا کہ اے سیما مجکو خوف پیدا ہوا ہی ببران کو اُسنے

زیر کیا ہے ایسا وہ پہلوان تھا کہ مجھ سے کبھی زیر نہین ہوا ہمیشہ برابر ہی لڑا جب اسکو
اُس شخص نے زیر کر لیا تو مین کیونکر جہلت پاؤنگا مجھپر زیادتی کریگا اگر تو گرفتار کر کے
لایا تو اسی وقت اسکو قتل کرونگا پھر سہیل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی سہیل کیا
مجھ سے لڑ سکتا ہے یقین ہو کہ زیر ہو کر بال دے دیگا سیمایہ سب باتین سنکر اور باہنا
عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف لشکر رستم کے چلا ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر
مین آیا پھرنے لگا بیشتر بارگاہ رستم پر پہونچا ایک مقام محفوظ دیکھ کر بیٹھا جوڑی خنجر
کی نکالی نقب کھودنے لگا پہر رات رہے جہرہ نقب کا توڑا برابر چھپر کھٹ رستم کے پہونچا
تڑپ کر نقب سے نکلا اول روشنی کو گل کیا کفچہ نکال کر اسمین بیہوشی رکھی برابر دماغ رستم
کے لگا دیا رستم بیہوش ہوے سیمانے پشتارہ باندھا اسی نقب سے پشتارہ لے نکلا
جب نقب سے باہر آیا تو میر طلایہ کی آواز کان مین آئی سوچا کہ جنگل سے ہو کر دو تین کوس
چڑھ جاؤن اُدھر سے پلٹ کر اپنے لشکر مین پہونچون یہ سوچ کر جنگل مین گھس گیا جھپٹا ہوا
جاتا ہی کہ آثار سحر نمودار ہوے تھک گیا تھا ایک جھیل پر ٹھہرا پشتارہ رستم کا رکھ دیا
آپ ٹہل رہا ہی کہ آسودہ ہو لون تو آگے بڑھون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہی باز سفید ہاتھ پر ایک تیہو جنگل سے نکلا اُس باز کو چھوڑا
باز نے جا کر تیہو کو گھیر مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی نقابدار گھوڑے کو ڈالے ہوے
آتا ہی کہ وہ تیہو قریب پشتارہ رستم آکر گرا باز چھاتی پر چڑھا تیہو کو نیچنے لگا نقابدار
گھوڑا اڑا کر قریب اپنے باز کے آیا گھوڑے سے کودا جب نقابدار گھوڑے سے کودا
تو برقع جیادر چہرے سے رستم کے ہٹ گیا نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب مثال
خورشید جمال بیہوش و مدہوش کمندون میں بندھا ہوا ہی نقابدار جمال جہان آرا ے
رستم دیکھکر دل و جان سے عاشق ہوا نیزہ جھکا کر سامنے عیار کے آیا کہا کہ ارے تباتو
یہ کون ہے عیار نے کہا کہ ہمارے شاہ کا گنہگار ہے مین اسکو لیے جاتا ہون شاہ
اسکو قتل کرینگے ایک پہلوان ایسا اسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ شاہ کو ہمارے بڑا قلق
ہے نقابدار نے جھلا کر کہا کہ ارے تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہے یہ

بچارہ معشوق وضع کسی کو کیا ماریگا ایک نیزہ ماردون کہ تیرا کام تمام ہو باتین بنا نا
بھول جائے نیزہ چمکتا دیکھکر سیما بھاگا ایک زرعہ نخلستان مین جاکر چھپا نقابدار
نے قریب آکر گلچینی گلشن جمال کی کی اور پانچ چار سوار بھی آگئے نقابدار نے انسے
اشارہ کیا کہ اس شخص کو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو ساتھ والون نے رستم کو اُٹھا کر
گھوڑے پر ڈال لیا نقابدار جدہر سے آیا تھا اُسی طرف چلا سیما نے ارادہ کیا کہ پیچھے
پیچھے اس نقابدار کے جاؤن مقام رہنے کا دیکھ لون کوئی آدہ کوس راستہ نقابدار نے
طے کیا تھا پلٹ کر دیکھا کہ وہی عیار آتا ہی کمان کاندھے سے اُتاری تیر بچر کمان مین پیوست
کیا گھوڑے کو پھیر کر آواز دی کہ کیون اونا ہنجار ہمارے تعاقب مین آتا ہی یہ کہکر تیر
مارا سیما بھاگ کر ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر تیر جو پڑا نخل کو توڑ کر بازو پر پڑا اب تو عیار
بھاگا روتا پیٹتا سامنے فتاح تاجدار کے آیا فتاح نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا اب سہیل
کی خبر لو نگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مگر صبح کو سہیل کو جو ظاہر ہوا کہ رستم کو کوئی
چُرالے گیا بیقرار ہو کر کہتا ہی کہ یارو یہ کیا غضب ہوا کہ میرے آقا کو کوئی چرالے گیا
قزاقون سے کہا تلاش کرو قزاق واسطے تلاش کے نکلے مگر حال رستم یہ ہوا کہ یہ نقابدار
شاہزادی والا قدر تھی صحرا مین ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم مجنون تاجدار ہے اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ رنگین ادا واسطے شکار کے آئی تھی جمال رستم دیکھکر عاشق
ہوئی اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی لاکر مسند پر لٹایا تلوے سہلانے لگی کہ رستم کی
آنکھ کھلی اپنے قریب ایک ماہ تابان کو پایا اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال
آفتاب مثال سراپا خوب معشوق مرغوب سیمتن غنچہ دہن سر جھکائے بیٹھی ہی رستم بلتن
نے بہ محبت پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی شرما کر جواب دیا کہ مجکو رنگین ادا
کہتے ہین یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا وہانکا تاجدار ہی مین برائے شکار
گئی تھی تمکو ایک عیار لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اب تو میری یہ کیفیت ہی اور
اصل مین یہ صورت ہی - نظم

جان بخش لب کا یار کے رتبا بلند ہی	فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہی

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہی ‌ ‌ اقبال ساغر وخم و مینا بلند ہی

بالاے بام خانہ وہ بالا بلند ہی ‌ ‌ گردون وہ ہی جو بہر تماشا بلند ہی

پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے ‌ ‌ شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہی

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے ‌ ‌ داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہی

دو ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار ‌ ‌ گردن مثال گردن مینا بلند ہی

خال سیہ بناتا ہی رخسار پر وہ ماہ ‌ ‌ کیا ان دونون زحل کا ستارا بلند ہی

طوفان نوح ہی مرے اشکون کے جوش سے ‌ ‌ مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہی

افضل ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ ‌ ‌ کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہی

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین ‌ ‌ بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہی

دل کا مرے بخار نکالا ہی آہ نے ‌ ‌ شعلہ ترا سے تا بہ ثریا بلند ہے

بہتر سے رمے یار کے ہی ابروون کو فوق ‌ ‌ قرآن کے خط سے منزل طغرا بلند ہی

بحر جہان مین حالت مجنون بنائیے ‌ ‌ ہر اک حباب محمل لیلا بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے ‌ ‌ اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہی

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو ‌ ‌ شب ہی اخیر صبح کا تارا بلند ہی

رستم سے اور رنگین ادا سے باتین محبت آمیز ہونے لگین رنگین ادا نے پوچھا کہ نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہی آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے ہین یہ تو چہرے سے ہویدا ہی کہ آپ خاندان عالی سے ہین رستم نے سب حال اپنا مفصل بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا کہ اے شہریار مجھکو خوف یہ ہی کہ میرے باپ کو خبر ہو جائے وہ نہایت ہی آتشخو و شعلہ مزاج ہین پھر جان بچانا محال ہوگی رستم نے کہا کہ اسکا خوف نہین ایک سال پورا گذرا طلسم ہفت پیکر مین جنگ کرتے ہوے بڑے بڑے شاہون سے مقابلے پڑے ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے اور بھائی برادر ہمارے جنگ کر رہے ہین انشاءاللہ تعالے تا بہ ہفت پیکر جاتا ہی دیکھ لو یہ تحفہ جات جسم پر آراستہ ہین یہ زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ

سر پر لوح طلسمی موجود ہی مگر ایک کنیز چنچل نامے اُسکو رشک ہوا کہ ملکہ نے اس دھگڑے کو
بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی کیا گھل مل کر باتمین کر رہی ہین انکو قتل کراؤن عیش و عشرت انکا
مٹاؤن یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی منگا کے سوار ہوئی طرف قلعے کے چلی کوئی کوس بھر رستہ طے
کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی مجنون تاجدار شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا تھا پکار کر پوچھا کہ اری
چنچل کہان سے آتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی کہا حضور اب اُنکا حال نہ پوچھیے اب اُنکا
مزاج اور کچھ ہوگیا فرزند حمزہ کو بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی رات بھر باتین رہین اب بیٹھی ناز و
نیاز کر رہی ہین وہ مرد بھی بھولا میٹھا ہی ہمنے جو سمجھایا حکم دیا کہ اسکو باغ سے نکال دو اور
کنیزین تو اُنکی راے پر ہین مگر مین تو حضور کی خیرخواہ تھی خبر کرنے چلی تھی آپ یہین مل گئے
مجنون تاجدار یہ مضمون سُنکر کانپنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ تم تو قلعے مین چلو
مابدولت آتے ہین گینڈا چمکاتا ہوا چلا جب قریب باغ پہونچا محلدار دروازے پر
بیٹھی ہی مجنون کو دیکھکر گھبرائی قصد کیا کہ اُٹھون جا کر ملکہ سے خبر کرون مجنون نے وہین سے
ڈانٹا کہ خبردار وہین بیٹھی رہ اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ قتل کرونگا آج باغ مین دریاے
خون بہاؤنگا باغ مین جو دیو ہی تون پر خون مسلمان ڈالونگا محلدار تو کانپنے لگی جس طرح
بیٹھی تھی اُسی طرح بیٹھی رہی مجنون تاجدار گینڈے سے کودا تیغہ کھینچے ہوے تیور
پر بل جی بے کل غصے سے پیشانی پر پسینہ اندر باغ کے آیا درختون کو قلم کرتا ہوا چلا
سامنے پہونچکر دیکھا کہ رنگین ادا پہلوے رستم مین بیٹھی ہی جل گیا وہین سے
للکارا کہ او گیسو بریدہ تو دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے رنگین ادا خوف سے
کانپنے لگی چاہا کہ بھاگون رستم نے گود مین بٹھالیا مجنون نے بڑھ کر رستم پر تیغہ مارا
رستم نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر
مجنون کو اُٹھالیا چاہا کہ زمین پر مارون مجنون پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان جاہ و
جلال رستم دیکھ کر مبہوت ہوگیا رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا مجنون قدمون پر گرا بیٹی کو
گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مرتبۂ حق کو پایا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون
رستم نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھ کر ہمکہ مسلمان ہوا کہا ای شہریار قلعے مین چلیے ہر چند اُسدم

ملکہ اشارے سے منع کرتی رہین رستم نے کچھ خیال نہ کیا ساتھ مجنون کے روانہ ہوے مرکب عربی پر مجنون نے سوار کرلیا قلعے مین لیکر آیا افسران فوج کو اشارہ کردیا کہ جو مین کہون تم بھی وہی کہو افسران فوج نے سامنے رستم کے آکر کلمہ پڑھا سب کو مطیع کرتے ہوے دار الامارہ شاہی مین آئے مجنون نے مقام صدر پر جگہہ دی اشارہ کیا کہ شراب وغیرہ آغشتہ بدارو بیہوشی لاؤ جام لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ یہ جام محبت ہی رستم نے فرمایا کہ ای مجنون پہلے تم پی لو اسکے بعد ہم بھی پی لینگے مجنون نے عرض کی اول حضور نوش کرین رستم بے اندیشہ انجام جام کو پی گئے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا کہ کیون مجنون اس جام مین کیا تھا مجنون نے عرض کی کہ شراب نوشیدہ تھی گرمی کی ہوگی اٹھکر ٹہلیے رستم اٹھے چاہا کہ چہل قدمی کرون بیہوشی اپنا کام کرچلی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے مجنون نے آہنگرون کو بلا کر رستم کو مسلسل ومطوق کیا ہوشیار کرکے حکم دیا کہ فوج تیار ہو انکو خدمت خداوند مین پہونچا دون رستم نے کہا کہ او مکار اگر تیرے ہی ہاتھ سے قضا ہی تو بسم اللہ ورنہ وہ رحیم وکریم صورت رہائی کی نکالیگا تجھ سے سمجھونگا مجنون نے اسی وقت رستم کو ارابے پر سوار کیا خود بھی ہمراہ ہوا قیدی رستم لیکر چلا ساتھ والون سے کہا کہ آج دریاغ پر اس گیسو بریدہ کے چل کر اترو کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ رستم قید ہوگئے یہ صلاح سب کو پسند آئی چنچل کنیز کو بہت سرفراز کیا اسکو بھی ساتھ لیا کہا کہ سامنے قدرت کے تجکو پیش کرونگا قریب باغ کے آکر اترا ایک خیمے مین رستم پیلتن کو قید کیا چنچل نے کہا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو جا کر ملکہ سے خبر کرون یا نگہبانی قیدی کی کرون مجنون نے اسی کو قید خانے کا داروغہ کیا چنچل کئی سے جوانون کو ساتھ لیکر برائے نگہبانی بیٹھی حاضر باش وناظر باش کر رہی ہی مگر رنگین ادا اپنے باغ مین بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری مجنون کے مزاج مین مکر ہی اور یہ سیدھے سادے ہی خدا انجام بخیر کرے میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی

نظم

بھرے ہین جام می لبریز شبنم ساغر گل ہی	اُدھر ہی نغمۂ بلبل اِدھر شیشے کی قلقل ہی

دلِ پر داغ کی ہی بیقراری ظاہر اشکون سے — عیان خورشید کا جیسے پانی مین تزلزل ہی
کمر ہی اُس صنم کی گو نظر آتی نہین مجکو — خدا غائب ہی لیکن اُسکی ہستی بے تامل ہی
افق سے تا افق بس ایک ہی سطح ہی پانی کا — ہمارے اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہی
کوئی نالان ہی کوئی داغ بر دل ہی گلستان مین — جو بلبل تھی وہ گل ہی اور جو گل تھا وہ بلبل ہی
لٹکتی ہین جو سر سے پانون تک دونون طرف زلفین — قدِ نازک ترا نام خدا اک شاخ سنبل ہی
ترا کوچہ بھی کب ای رشکِ گل کم ہی گلستان سے — وہان ہی بلبلون کا غل یہان زنجیر کا غل ہی
رہون کیونکر نہ اُسکے گرد مین مانند پروانہ — کہ منھ ہی شمع کا شعلہ تو دودِ شمع کاکل ہی
لگا دی آگ کس آتش کے پرکالے نے گلشن مین — کہ ہر گل شاخ مین گویا ہمارے ہاتھ کا گل ہی
ہوئی تقلید سے کب قدر عالی پست فطرت کی — چمن مین گل ہی سر پا اور کسی جا کفش کا گل ہی
قسیم باغ ہی دود چراغان بے دماغی مین — ترے فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہی
جلا ایسا چمن رشکِ بہار روے جانان سے — نہین ہر گل کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہی
حُدی خوان ہو جلو مین ناقۂ لیلی کے تو ناسخ — ہجوم کودکان گلیون مین مجنون کا تجمل ہی

خواصین سمجھا رہی ہین کہ واری تامل فرمائیے خدا سب طرح خیر کریگا ملکہ کہتی ہین کہ مین کیا کرون میرا دل گھبراتا ہی بی چنچل نے یہ فساد برپا کرا ہی خیر خدا اُس سے سمجھیگا کہ چند کنیزین بد حواس دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہو گیا مجنون تاجدار نے رستم پیلتن کو گرفتار کر لیا خدمت ہفت پیکر مین لیے جاتے ہین یہ سُنکر ملکہ رونے لگین ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے دعائین مانگنے لگین کہ ای پروردگار میرے وارث کو ان دشمنون سے بچانا مجکو روز سیہ نہ دکھانا کس آفت مین مبتلا ہون تو ہی اس مشکل کو آسان کریگا اب رحم کر ۔ نظم

سبوش روی منور ز طالب ای مطلوب — کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرہ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے — درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل ولائی فقط تو اے دلدار — محب اہل محبت تو ہستی ای محبوب
تو نور حسن برخسار یوسف افزودی — تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب
ز ہر شمار شمار تو در شمار آید + — بہر حساب حساب تو میشود محسوب

دن قلیل باقی تھا اسی بیقراری مین شام ہوئی لیلی شب نے نقاب سیہ چہرے پر ڈالی مجنون روز دشت نجد مغرب مین چھپا سب کنیزین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بعد قتل رستم ہم سب پر بلوہ کریگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک کنیز گلعذار نامے بول اٹھی کہ واری اس بیقراری سے کیا فائدہ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ انکو رہا کرین ملکہ نے کہا کہ صبا جو تم سب میری معین و مددگار ہو اور یہ بھی جان لو کہ مجنون سب کو سزا دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ہمارے قتل سے منھ نہ موڑیگا سب نے کہا کہ واری نقب لگائیے اپنے کو اُس خیمے مین پہونچائیے شاہزادے کو رہا کرین وہ ماشاء اللہ نکلتے ہی آفت برپا کرینگے یہ صلاح کرکے گوشۂ باغ سے نقب لگائی یہان رستم قید خانے مین بیقرار بیٹھے ہین ملکہ کا خیال کرکے رو رہے ہین اور اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

تیشہ ہر دم کرتی ہے تیغ نگاہ یار کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہے زلف یار کو
یون نزاکت سے گران سرمہ ہے چشم یار کو
خاکساران جہان کا ہے ادب ایسا مجھے
دلمین ہین ہون خونخوار وجود دشمن ہے ضعیف
پڑگئی زنجیر میرے بیڑیون کی پاؤن مین
درد ہو اہل نظر کا کیا آنکھین جو ہین حسین
مغبچہ بھرنے لگا بط مین جواب آتشین
رتبۂ اعلیٰ مین ظالم ترک کردیتے ہین ظلم
ہے یہ ناساز طبیعت ہجر ناساز نشاط +
مجھ سے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
برہمن ہو کر مسلمان کرتے ہین دنیا کو عید
بندہ ہو جاتی ہین استادون کی تیغ موت سے
جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام

چشم کی گردش ہوئی ہے سان اُس تلوار کو
دشمن جانِ جہان کرتے ہین دندان مار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
پاؤن رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
سورج دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو
کہیے مقناطیس سنگِ آستان یار کو
پوچھتا ہے کوئی گل کب نرگس بیمار کو
میکدے مین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو
پاؤن سے کاہش نہین خار سر دیوار کو
نبض پہچان جانتا ہون سار کے ہر تار کو
جائے خوشبو لیجا صبا اک ابر دریا بار کو
دام ہوا تے ہین گویا توڑ کر زنار کو
کھینچتا ہون جیب مین اسے آہ آتشبار کو
بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

رستم سر زنجیر پر سر جھکائے بیٹھے ہین کہ پاؤن مین نوک خنجر کی چبھی اُف کہکر پاؤن کو اُٹھا لیا
حیران حیران دیکھنے لگے کہ شاید بچھونے ڈنک مارا کہ چہرہ نقاب کا ٹوٹا دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا
نمکین چہرہ اُداس عالم یاس زلفون پر گرد پڑی ہوئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے شہنشاہ خوبی
و اے سرور ان باغ محبوبی تم یہان کہان آئین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ آپ کو رہا کرنے
آئی ہون کنیزون کی صلاح سے نقاب دی شکر ہے کہ آپ تک پہونچی یہ کہکر نیمچے سے ہتھکڑی
کاٹی جیسے ہی ہتھکڑی کٹی رستم نے خانہ زر مین آکر قید کو توڑ ڈالا بغلون سے خون جاری
ہوا ملکہ رنگین ادا دوپٹے سے خون پوچھنے لگین چنچل جو بیرون خیمہ بیٹھی تھی اُسنے کہا
کہ یہ کیسی جھناٹے کی آواز آئی شاید قیدی زنجیر ہلا رہا ہے نیمچہ کھینچے ہوے قید خانے مین
آئی دیکھا کہ رستم کے برابر ملکہ رنگین ادا کھڑی ہین جہان جہان کہ خون نکلا ہے زخمون پر
آنکھین مل رہی ہین چنچل کنیز ہاتھ مین نیمچہ لیے کھڑی تھی رستم کو ڈرانے لگی رستم نے
کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر چنچل کا اُڑ گیا رستم تلوار کھینچ کر باہر نکلے سوار و پیدل
دوڑ پڑے بلڑ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ہرکارون نے جا کر مجنون تاجدار کو جگایا مجنون آنکھین
ملتا ہوا اُٹھا گھبرا گھبرا کر پوچھتا ہے کہ کیون یارو خیر تو ہے ہرکارے عرض کرتے ہین حضور قیدی
بگڑ گیا قید خانے سے نکل آیا کئی سو نگہبان مارے گئے در خیمے پر لڑ رہا ہے مجنون اُٹھا
ہتھیار لگائے تخت پر سوار ہوکے چلا دور سے دیکھا کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین دریا خون
بہا دیا ہے چار جانب سے فوج گھیرے ہوے ہے مجنون نے نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون
نے بڑھکر فوج کو ترغیب جنگ دی پکارتے پھرتے ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وش
اس چمن کی ہوا ہے بہمن و دی — آستین زن چراغ عقل پہ ہے
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا — تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ وہان ۔ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار ۔ تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم مین جو دفن ہسین ۔ چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ۔ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کا ہی یہی الحان ۔ غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین ۔ باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم ۔ ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر ۔ خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس ۔ گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر ۔ کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے فوج والے رستم پر جا پڑے مگر رستم شیرانہ لڑرہے ہین مجنون تاجدار دور سے دیکھ رہا ہی بار بار فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو اس جوان کو گرفتار کر لو جو افسر سامنے رستم پیلتن کے پہونچا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوے مجنون تاجدار ہر چند چاہتا ہو کہ فوج بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرے فوج ہر مرتبہ بلوہ کرتی ہی کہ رستم پر جا پڑے مگر کیا مجال ہو کہ رستم پیلتن کی پلک جھپکے جسنے آکر وار کیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے طرف مجنون کے چلے چاہتے ہین کہ اس مکار کا خاتمہ ہو مگر مجنون قریب نہین آتا ملکہ رنگین ادا خیمے سے دیکھ رہی تھین چالیس کنیزین ساتھ آئی ہین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ صاحبو شاہزادہ بے طور گھرا ہی اب اسوقت مدد کرنا چاہیے یہ سوچ کر مع چالیس کنیزون کے ملکہ نکل پڑین چالیس کنیزون نے نکلکر شمشیر زنی کی تیر مارنا شروع کیے دور سے مجنون تاجدار نے دیکھا کہ ایک نقابدار جنگ کر رہا ہی ساتھ والون سے کہا کہ یہ کون ہی یہ کیون اپنی جان دیتا ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور کی صاحبزادی ہین باغ سے نقب لگا کر آئین رستم کو رہا کیا اب بیقراری مین آپڑی ہین مجنون تاجدار نے اشارہ کیا کہ تم سب مل کر

اسکو تو گرفتار کرلو فوج نے جو ملکر بلوہ کیا رستم اس غول پر آپڑے خون کے دریا بہائے مگر ملکہ رنگین ادا تک کسی کو نہ آنے دیا مجنون تاجدار چاہتا ہو کہ بھاگ کر نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ مجنون تاجدار چاہتا ہو فرار پر قرار کرون چند افسرون کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوا ایک افسر نے بڑھکر رستم کو نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا چھین لیا اُسی نیزے سے اُسکو مارا گھوڑے پر اُسکے سوار ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب	
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

مجنون تاجدار نے دیکھا کہ رستم گھوڑے پر سوار ہوکے گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے اس طرف آتے ہین افسرون سے اشارہ کیا کئی سو افسرون نے بڑھکر حملے کیے مگر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے ملکہ رنگین ادا نے ایک گوشہ پکڑ لیا ہو چالیس کنیزین پشت پر ہین جب تاک کر تیر مارے دس بیس خطا شعار گرے بعض چاہتے ہین کہ اس نقابدار کو پکڑ لین مگر رستم پیلتن پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین جو طرف ملکہ رنگین ادا کے چلا اسکو بڑھکر قتل کیا مجنون تاجدار نے دیکھا کہ اب کوئی قریب سعم نہین جاتا دور لینا لینا کر رہے ہین ایک افسر ہیرات بر سوار نہایت لحیم و شحیم پشت پر ملکہ کے ہو پچا پشت پر سے آکر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ رنگین ادا کے سر پر تلوار پڑی ملکہ نے دستانہ مارا کہ تلوار اُچٹتی کر نکلی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مجنون نے پکار کے آواز دی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو کئی افسر چلے ملکہ رنگین ادا نے بیقرار ہو کر رستم کو پکارا کہ ای شہریار یہ کنیز گرفتار ہوتی ہو اتنے عرصے مین کئی کنیزین بھی زخمی ہو کر زمین پر گرتے گرتے آواز دی کہ واری یہ لونڈیان نثار ہوتی ہین ملکہ نے جو لاشے کنیزون کے دیکھے دل بھر آیا بیقرار ہو گئین مگر زخم سر باندھا رستم نے جو آواز ملکہ رنگین ادا کی سُنی بیتاب ہو کر گھوڑے کو اُڑایا قریب آئے کہا کہ صاحب تمنے اپنے کو کیون زخمی کرایا وہ افسر پشت پر رستم کی چلا ملکہ رنگین ادا نے تیر مارا وہ تیر کبھی خطا کرتا ہی گھوڑے کی

آنکھ زخمی ہوئی گھوڑے نے طرارہ بھرا وہ افسر گھوڑے سے گرا اپنے گھوڑے کے
پاؤن سے پامال ہوا رستم نے قریب آکر دوسرے افسر کو مارا مجنون تاجدار نے دور سے
دیکھا کہ رستم کے جسم پر تیر بہت سے پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا ہی بلکہ فوارہ بنا ہوا
ہی گھوڑے کو بڑھایا فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو جس طرح بنے گھیر کر اس جوان کو
مار لو وہ وہ افسر مارے گئے ہین کہ جنگی ذات سے انتظام لشکر تھا اب لشکر کو کون
سنبھالے کسکے بھروسے پر لشکر لڑے علمدار کو اشارہ کیا علمدار لشکر ہاتھی پر سوار
چھڑ کو بغل مین دابے ہوئے ترغیب جنگ کرتا ہوا آتا ہی بڑے قد و قامت کا جوان
ہی لوگ اسکی وجہ سے چمک چمک کر لڑ رہے ہین رستم نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار
نے ہاتھی کو اشارہ کیا کچھ بری جہ وحشت کہا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی رستم گھوڑے سے
کود پڑے ہاتھ اپنے بڑھا دیے ہاتھی نے اپنے نزدیک ہاتھ رستم کے لپیٹے رستم نے دونون
ہاتھون سے بھسونڈے کو تھاما دونون پاؤن سے پاؤن ملا کر بکہ مارا مع نزخرے گردن
ہاتھی کی گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر گرا علمدار نے کود کر ہاتھ مارا رستم پلیتن نے
کلائی تھام لی ایک طمانچہ مار دیا علمدار کا سر اُڑ گیا فوج پر علم ماتم گرا مجنون تاجدار نے
جو لاشہ علمدار کا دیکھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ بڑا جانباز مارا گیا اسکا لاشہ اٹھاؤ افسران فوج
نے بڑھکر قصد کیا کہ لاشہ علمدار کا اٹھائین برق شمشیر رستم چمک رہی ہی جو قریب آیا
مارا گیا کئی سو جوان اس مقام پر قتل ہوے دریاے خون بہ گئے رستم لڑائی کو جھیل کر
جان پر کھیل کے لڑتے بھڑتے قریب مجنون تاجدار کے پہونچے مجنون نے جو رستم کو اس
شان و شوکت سے دیکھا پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان رستم نے ہاتھ روک لیا ملکہ نے
پکار کر کہا کہ ای شہریار یہ وہ ہی مکار ہی کہ جسنے دم دیکر آپ کو قید کیا تھا اب بھی مقام خوف
ہی رستم نے کہا کہ ہمارا طریقہ ہی جو امان مانگتا ہی اُسکو امان دیتے ہین اگر مکر کرے گا
تو پروردگار مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا دیکھا کیونکر رہائی پائی مجنون تاجدار یہ باتین
جلالت کی سُنکر قدمون سے لپٹ گیا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ
طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ جس کو میرا ساتھ دینا ہو دین

اسلام قبول کرے ورنہ اختیار ہی میرے لشکر سے نکل جائے سب نے بڑھ کر عرض کی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بجالائین سب افسرون کو مجنون تاجدار نے کلمہ پڑھایا سب کو مسلمان کر کے خدمت رستم مین لایا رستم نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا زخمون مین ٹانکے دیے عاشق و معشوق خوش ہو کر بیٹھے کنیزین لڑ بھڑ کر آئی ہین ساز درست ہوے مبارک باد بیٹھکر گانے لگین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ایک نازنین نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

صاف ہی دیوانۂ گیسوے خمدار آئینہ ۔ کیون نہ ہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ
دیکھتا ہی ٹکٹکی باندھے رُخ یار آئینہ ۔ رشک دیتا ہی مجھے مانند اغیار آئینہ
شاید اُس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دے ۔ اسلیے طوطی سے رکھتا ہی سروکار آئینہ
حُسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا ۔ دست قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ
ہی شبِ گیسو مین روشن رتبۂ رخسار یار ۔ ہر شب تاریک مین ہی ورنہ بیکار آئینہ
چاہیے اُس باکرم کی مدح خوانی کے لیے ۔ کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ
دیکھ لیتا ہی وہ اپنے مُنھ کو ہر اندام مین ۔ خلوت محبوب مین رہتا ہی بیکار آئینہ
پڑگیا مژگان قاتل کی جو تلوارون کا عکس ۔ ہوگیا مانند شانہ وون ہی افگار آئینہ
دیکھتا ہی نشے کے عالم مین اپنے حسن کو ۔ ساغر مے کو سمجھتا ہے وہ میخوار آئینہ
تو وہ ہی خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے ۔ بنگیا مثل مہِ تابان شبِ تار آئینہ
گو نہو امید اُس محبوب کے دیدار کی ۔ باہر اپنے گھر سے بھی نکلے نہ زنہار آئینہ
کیا صفاے پیکر دلدار کی تاثیر ہے ۔ گر وہ لگ بیٹھے وہین بنجائے دیوار آئینہ
سامنے آنکھون کے آئینہ بہت رکھا نہ کر ۔ اے صنم لیجاتے ہین کم بیش بیمار آئینہ
شیشے طاقون مین ہین شیشون مین ہین پریان جلوہ گر ۔ کیا لگائے اپنے میخانے مین خمار آئینہ
دولتِ سردا اسے پاتے ہین شہرت صاف دل ۔ آئنون مین ہی سکندر کا نمودار آئینہ
جسم قاتل پر جو ہر شی کا نظر آتا ہی عکس ۔ جانتے ہین بیخبر دانے ہے ہی دو چار آئینہ
اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان ۔ جام آنکھین ہین نگین ہین ہونٹھ رخسار آئینہ

آج ای ناسخ مین ہون اسکندر ملک سخن | ہین صفائے لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مجنون تاجدار نے وزیرزادی کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر رستم کے سینے
پر ترنج خوشبوئی لگاؤ مین نے ملکہ رنگین ادا کو منسوب کیا وزیرزادی نے جا کر اسی وقت
ترنج خوشبوئی سینے پر رستم کے لگایا رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا مبارک مبارک کی
صدائین بلند ہوئین رستم باہر تشریف لائے سب افسرون نے نذرین دین اثنای گرمی
صحبت مین رستم کو سہیل کا خیال آیا رنگ رو متغیر ہوا مجنون تاجدار نے پوچھا کہ کیون
ای آقاے نامدار مزاج کیسا ہی رستم نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ نہین معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری مجنون نے نام و نشان پوچھا رستم نے سب کیفیت بیان کی
مجنون تاجدار نے کہا کہ چلیے مین بھی ساتھ ہون رستم نے جلدی مین ملکہ رنگین ادا
سے عقد کیا گل مراد حاصل ہوا۔ اس شاہزادی سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا ذکر
اسکا کسی مقام پر کیا جائیگا بعد فراغ عقد رستم نے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری سفر کرو
ہمکو اپنے دوست کا خیال ہی نہین معلوم فتاح کس طرح پیش آیا سہیل کو تو لیاقت
نہین ہی کہ اس بادشاہ زبردست سے مقابلہ کرسکے اُسکے ساتھ فوج بہت ہی خود بھی
زبردست ہی محل مین آکر رستم نے ذکر کیا کہ ای ملکۂ عالم کل ہم جائینگے انشاء اللہ
بعد فراغ فتح طلسم ہفت پیکر کے ملاقات ہوگی ملکہ رنگین ادا نے دامن پکڑ لیا کہا
کہ ای شہریار میری تو عجب کیفیت ہی مین چاہتی ہون کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے ورنہ
تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی آپ کو بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

گر ترے دست حنائی دیکھ پائے عندلیب | شاخ گل کو آہ سوزان سے جلائے عندلیب
راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب | نام شبنم کا ہو اور آنسو بہائے عندلیب
جائے گل دیکھون الٰہی منھ اُسی محبوب کا | ہی یہی ہر صبح گلشن مین دعاے عندلیب
نقش پا تیرا اگر ہی مثل گل ای خوشخرام | ہر صدائے پا ہی رشک نغمہاے عندلیب
موسم گل ہو چکا آئی خزان مر جائیگی | بھیج گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب
طوطیان محو تکلم کبک پامال خرام | آفت قمری ہی قامت رخ بلاے عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہون غیر کے بھی دل کا حال — سوے گل ہرگز نہ دیکھون بے رضاے عندلیب
تو وہ ہی پرکالۂ آتش جو گذرے باغ مین — ہم تو رخ سے چراغ گل جلائے عندلیب
صحن گلشن مین دکھا کر قامت گلرنگ کو — تو اگر چلے ہے تو قمری سے لڑائے عندلیب
آتش گل سے جو اُسکو سینکے داغ باغبان — دور ہو جائین ابھی سب دردہاے عندلیب
جانتی ہی شاخ گل صیاد تیرے ہاتھ کو + — خود بخود کیون تیرے قابو مین نہ آئے عندلیب
عازم سیر چمن گر ہو مرا گل پیرہن — توڑ کر پھولون کو رستے مین بچھائے عندلیب
جام مے خندان برنگ گل ہو ساقی بزم مین — ہے یقین آئے بط مے سے صداے عندلیب
ہر خیابان مین ہزارون ہی تڑپ کر مر گئین — کیا دبا یہ موسم گل ہو براے عندلیب
دیکھ کر گل کو حقارت سے وہ گل کہنے لگا — بس یہی ہو شاہد رنگین قباے عندلیب
بعد مردن اُڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر — عشق گل مین دیکھ ای ناسخ وفاے عندلیب

رستم نے اشک آنکھون سے ملکہ رنگین ادا کے پاک کیے اور فرمایا کہ ای رفیق و شفیق مجکو ایسا معاملہ درپیش ہی کہ جانا ہی مناسب ہو مین کئی سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون سامان تحفہ جات ممکن ہو چلے اب ہفت پیکر سے مقابلہ باقی ہی انشاء اللہ تعالے ایک طرف سے قبلہ و کعبہ بھی آتے ہین اس طلسم کی فتاحی میرے نام پر موقوف ہی انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر و قتل ہفت پیکر مین اسی طرف سے آؤنگا ضرور یہان آکر ٹھہرونگا ای ملکہ عالم تم اطمینان رکھو زیادہ نہ گھبراؤ مین ضرور آؤنگا ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر بیرون محل آئے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری کرو لشکر آراستہ ہو ہمکو کوچ کی ضرورت ہی مجنون تاجدار نے عرض کی کہ غلام ہمراہ چلیگا مین نے اس لیے اطاعت نہین کی ہی کہ دامن دولت سرکار کا چھوٹے ہمیشہ یہی چاہتا ہون کہ ہمراہ سرکار رہون مگر یہ کنیز آپکی بہت بیقرار ہی مین نے اسکو بہت سمجھایا مگر وہ یہی چاہتی ہی کہ ہمراہ چلے رستم نے کہا کہ ای مجنون تاجدار عورات کا ہمراہ ہونا باعث خرابی ہی اب انشاء اللہ تعالی مین سیدھا طرف سہیل قزاق کے جاؤنگا اُسکو فتاح نے گھیرا ہی اُس سے جاکر مقابلہ کرنا ہی لہذا جلد لشکر تیار کرو لشکر تیار ہوا رستم جب سوار ہونے لگے تو ملکہ رنگین ادا روتی ہوئی

محل سے نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا اور عرض کی کہ ای شہریار آپ کے فراق مین کیا گذریگی یہی کہتی پھرونگی نظم

نظم

تو نظر آتا نہین لیکن منور بام ہے
جلوہ تیرا ابھی برنگِ آفتابِ شام ہی

پھول اپنی کا گل پیچان مین کہکر بلبلو
ہنس کے کہتا ہی وہ گل دیکھو یہ گل کا دام ہی

تو نے ای صیاد دیکھا ہی کبھی ایسا بھی صید
پیکر لاغر مرا مژگانِ چشم دام ہے

کھینچ کر تصویر چشم یار مانی نے کہا
باغ عالم مین کب ایسا کاغذی بادام ہے

دیکھنا ای محتسب تاثیر ایام بہار
کم نہین گل سے وہ محفل مین شگفتہ جام ہی

رنج فرقت کو اجل نے آج آدھا کردیا
روح ہو بیتاب لیکن جسم کو آرام ہے

ہم وہ میکش ہین کہ خالی ہوگئے ہین خم کے خم
پیش ساقی وہ دہن اب تک برنگ جام ہے

میری آنکھین جسطرح محبوب کی مشتاق ہین
یارون سے کان کو بھی حسرت پیغام ہے

ختم ہر ناسخ کے دل پر ننگ نام غیر ہی
اُسکی خاتم مین فقط ختم الرسل کا نام ہے

رستم پیلتن نے گلے سے لگالیا کہا کہ ای ملکہ عالم صبر کرو جبر کرو ہم تمھین ساتھ نہین لیجا سکتے عورات کے ساتھ لیجانے مین بڑی بدنامی ہی ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر اندر محل کے بھیجا ملکہ کے نکلنے سے کنیزین بھی باہر نکل آئی تھین اُنکو بھی اندر بھیجا مجنون تاجدار تخت پر سوار ہوا رستم مرکب پر سوار ہوے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے اس شوکت و شان سے کوچ کیا بشوکت تمام و بکیفیت مالا کلام طرف کوہ کے کوچ کیا اب حال سہیل عرض کرتا ہون کہ یہان فتاح کو معلوم ہوا کہ جس جوان نے ایلچی کو مارا تھا وہ غائب ہوگیا عیار میرا لیے آتا تھا راہ مین ایک نقابدار چھین لے گیا اب اُسکا ملنا دشوار ہی سہیل قزاق کے نام پیغام بھیجا کہ ای سہیل جنگلے گھمنڈ پر تم تھے وہ ضائع ہوے اب مال میرا حوالے کردو اسی مین خیر ہے ورنہ قیامت برپا کردونگا سہیل نے جواب دیا کہ او مغرور جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر خدا میرا حافظ و ناصر ہی ضرور مدد کریگا اور جس مال کو کہا چلے اُسکا ملنا ہمارے قتل پر موقوف ہی اول شہریار کی تلاش کو مین نے ہرکارے روانہ کیے ہین انشاء اللہ تعالے اُنکا بھی پتہ ملیگا یہ جواب سُنکر فتاح بہت جھنجلایا

حکم دیا کہ ابھی ابھی طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر سہیل کو پہونچائی کہ فتاح نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ کل میدان مین نکل کر آمادۂ کارزار ہو سہیل نے یہ سُنکر ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کہ یارو ہرچند کہ اُس جوان کا نہ ہو نا میرے کلیجے پر چھریان پھیر رہی ہین ایلچی کو کس زور وشور سے اُسنے مارا انشاء اللہ تعالے کل میدان مین فتاح سے مقابلہ کرونگا تصدق سے اُس جوان کے ایسی جنگ کرون کہ فتاح کے دانت کھٹے کردون مجکو کیا حلوا سمجھا ہے بارہ برس گذرے مجکو قزاقی کرتے بڑے بڑے سرکشون سے مقابلہ پڑا ہمارا کام ہے کہ شب کو لڑین دن کو کبھی اسطرح بدی بدا مقابلہ نہین پڑا مین بھی فنون سپاہ گری مین کم نہین ہون ساتھ والون نے عرض کی کہ کل غلام بھی وہ سرفروشی کرین کہ فوج کو اُسکی دنگ کردین اہل فوج فتاح یاد کرین کہ قزاقون سے مقابلہ پڑا ایسی تلوار چلے کہ میدان مین دریاے خون بہ جائے وہ بھی جانین کہ قزاق خوب لڑے بھاگتے راستہ نہ ملے رات بھر یہی صلاحین رہین قزاق مسلح و مکمل ہوے ہتھیار اپنے اپنے جسم پر لگائے صبح کو سہیل لشکر جما کر میدان مین آیا اودھر فتاح جانگر د بڑے زور وشور سے میدان مین آکر پہونچا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے سرو دچھیڑے بالحان داؤدی آوازین لگانے لگے کہ ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید۔ فرد۔ روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام ونگ باید کرد + کیون یارو خیال تو کرو کہ سکندر و دارا ایسے بادشاہ عالیجاہ کیا ہوے حرف نام باقی ہی۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین یہ اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز ست و باتخیر یم

یارو جنگ کرو نام پیدا کرو اسی جنگ سے نام رہیگا یہ کہکر نقیب ہٹے فتاح سہیل قزاق کو حقیر جانکر ہود گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای سہیل نکل کر مجھ سے مقابلہ کرو وہ تمھارا مددگار کیا ہوا جسپر تم بڑا گھمنڈ کرتے تھے آج تماشا جراءت کا

دکھاؤ نگا مردان عالم کا مال لوٹ لینا کیا آسان ہو ای سہیل ہم اسی مین ہو کہ ما بدولت کی قدمبوسی کرو سہیل قزاق گینڈے سے اترا اور ساتھ والون سے دیکھکر آواز دی کہ مین مقابلے مین اس ظالم کے جاتا ہون جو اسکی مراد ہو نہ مجھ سے نہین ہوسکتی مال کو لوٹتے ہوے کئی برس کا زمانہ ہوا آج وہ مانگتا ہو مین کہان سے لاؤن کیونکر جمع کرون لہذا جاکر اس سے مقابلہ کرتا ہون یا تو جان دی یا فتاح جہانگیر کو مار ا سکو اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہے مین نے مذہب اسلام اختیار کیا ہو مین اسی جوان کے خیال مین افسوس کرتا ہون کہ وہ جوان اگر موجود ہوتا اور میری جرأت کو دیکھتا تو یقین ہے کہ بہت خوش ہوتا یہ سنکے ساتھ والے کہرہے ہین کہ حضور ہم مقابلے مین جائین جاکر اس سے مقابلہ کرین آپ ہمارے افسر اعلی ہین ملاحظہ فرمائین کہ ہم کیسی جانبازی کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے کہا کہ ای افسر ہمنے ابھی ایک لشکر دیکھا ہو کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر ہمراہ آگے آگے وہ ہی جوان مسلح و مکمل گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہو یہ سُنکر سہیل نہال ہوگیا کہا کہ یارو مین جانتا تھا کہ وہ جوان جہان گیا ہوگا تلوار چمکائی ہوگی دیکھو فوج لیکر ساتھ آیا ہو یہ ہفتہ اسکو ہوچکا نہین گذرا اسی انتظام مین تھا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے بڑھایا لشکر سے اپنے نکلا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ آگے آگے تخت پر ایک تاجدار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل آگے سب کے رستم پیلتن گھوڑا اڑاتے ہوے آتے ہین سہیل نے بڑھ کر سلام کیا پوچھا کہ ای شہریار یہ فوج کہان سے آئی یہ تاجدار کون ہو رستم نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای سہیل ای برادر مین تو تیری فکر مین تھا تجھ کیا گذری سہیل نے عرض کی کہ فتاح جہانگیر میدان کارزار مین ہو غلام اُسکے مقابلے مین جاتا ہو آپ کی آمد کی خبر سنکر غلام چلا آیا کہ آپ کی زیارت کر لون اب غلام رخصت ہوتا ہے رستم نے کہا کہ ای سہیل مین مقابلے مین چلتا ہون مین اُس سے بڑھ کر مقابلہ کرتا ہون یہ سنکر سہیل قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقائے نامدار میری جانبازی دیکھیے آپ کے سامنے اُس سے لڑون دیکھیے کس طور سے اُس سے جنگ کرتا ہون فنون سپہ گری مین

دانت کھٹے کر دونگا فتاح کو اپنے قوت بازو پر بڑا ناز ہی رستم نے سر سینے سے اُسکا لگایا
اور فرمایا کہ تم تماشا دیکھو ابھی کیا گذرتی ہی فتاح کی مشکین باندھ کر لاتا ہون یا تو موت اُسکی
میرے ہاتھ سے ہی یا جنگ دو سردار و اگر قضا میری اُسکے ہاتھ سے ہی تو فرد - بر سرمے پیچم
ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + انشاء اللہ تعالے ایسے طور سے مقابلہ ہو
کہ تماشا دیکھنے والے خوش ہون بس یہ کہکر رستم نے مرکب اپنا بڑھایا سہیل رونے لگا
کہا کہ ای شہر یار یہ کیونکر گوارا ہو کہ آپ جاکر فتاح سے مقابلہ کرین وہ جوان زبردست ہی
رستم نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھنا حال کھل جائیگا انشاء اللہ وہ میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا سہیل نے ہر چند منع کیا رستم نے نہ مانا مرکب پر سوار صف سے نکلا دیکھا کہ
فتاح جہانگیر چہار طرف سے گھیر اوال چکا ہی اب گینڈے کو جمکاتا ہوا آتا ہی رستم نے
للکارا کہ او مغرور بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا فتاح نے جو ایک جوان حسین کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای جوان تجکو سہیل نے کیون بھیجا ہی کیا تو اُسکے لشکر کا تیل ماش ہی
تجھے کیا موت کی تلاش ہی رستم نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون یہ کہکر قریب
فتاح کے پہونچے فتاح نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ساتوین
طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی گیا فتاح نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا جب دو چار دار چل چکے تو رستم نے ایک مقام پر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا چمک کر
تیغہ ہفت جوہر گرا سپر کو کاٹا یا تو قبہ سپر پر جمکا تھا یا زمین پر آکر بوسہ دیا بلڑ ہوا کہ فتاح
مارا گیا فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا سات ہزار جوان جو پیچھے کھڑے تھے
رستم پر آپڑے رستم گھوڑا اُٹھا کر فوج فتاح پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا سہیل نے
دیکھا کہ رستم نے جاکر فتاح کو مارا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا تلوار کھینچ کر لشکر سے باہر
نکلا قزاقون سے اشارہ کیا کہ ان نامردون کو مارلو قزاقون نے جو اشارہ پایا مرکب
اُٹھا کر جا پڑے مصباح تاجدار فتاح کا بھائی کل فوج کا افسر تھا اُسنے بڑھ کر
رستم سے مقابلہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا جب دوبارہ اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا تو رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی

کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا مصباح نے کہا کہ الامان رستم نے کہا کہ امان بشرط ایمان
مصباح نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نکرونگا یہ کہکے
کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے رستم کی اطاعت
کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ اختیار ہی سب نے کہا کہ جو حضور کا
مذہب ہی وہی ہمارا بھی مذہب ہی سات ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے سہیل
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کل فوج کو لیکر اُسی صحرا مین فروکش ہوا رستم نے کہا کہ
ای سہیل اب کوچ کرو نہین معلوم ہمارے افسرون پر کیا گذری سہیل نے عرض کی
کہ غلام تا قیامت دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا مگر دونون افسرون نے
اسی ہزار فوج کو تیار کیا صبح کو رستم سوار ہوے بصد شوکت و حشم جاتے ہین ایک
منزل چل کر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی
پھولون سے تمام میدان بھرا ہوا ہی طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور اکثر
طائران زمزمہ سرا اُس صحرا مین کلایل کرتے پھرتے ہین نہرین آب صاف و شفاف سے مملو
قمریان بر سر سرو مصروف صداے کوکو پپیہا پی پی کرکے جان دیتا ہی دمبدم اپنے
معشوق کا نام لیتا ہی وہ صدا دیتا ہی کہ صاحبان محبت کلیجہ اپنا تھام لیتے ہین رستم
کو وہ صحرا بہت پسند آیا افسرون سے کہا کہ آج اسی مقام پر اُترو شب بھر اسی مقام
پر رہین صبح کو چلینگے یہ فرما کر لشکر کو حکم دیا سوار گھوڑون سے اُترے گھوڑے صحرا مین
باندھ دیے پیدل ہو کر اُس صحرا مین پھرنے لگے بارگاہ رستم استادہ ہوئی رستم داخل
بارگاہ ہوے مگر صحرا کی رعنائی ایسی پسند آئی کہ بڑی رات گئے تک سیر دیکھا کیے پردے
بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین افسرون نے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش کرکے آرام کرین
سویرے کوچ مین کمی نہو رستم نے جواب دیا کہ یہ مقام ایسا عجیب ہی کہ نگاہ نہین ہٹتی
ای سہیل دیکھو تو شب کا وقت ہی چاندنی کا تماشا دیکھ کر دل لہراتا ہی یہی جی چاہتا ہی
کہ اس صحرا مین ٹھہرین کل صحرا کی سیر کرین یہ سُنکر افسر خاموش ہو رہے رستم نے
بارہ بجے خاصہ نوش کیا عیارانکا مہتر سمک یلداقی کہ نہایت چست و چالاک فنون عیاری

مین مبارک ہو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

کل تیغ تاب کچھ ہمین حد سے زیادہ تھا
کٹتا نہ کیون کہ رشتۂ جان تاب زادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا
مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا ہی مرا ارادہ تھا

ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق مین سر پہ قدم قدم
آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک جواب کا قاصد جواب صاف
بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن
ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لڑوا دیا ہے مجھے مرے دل سے اُس آنکھ نے
دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو ربط
دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دیسکا
اس راہ مین سوار سے آگے پیادہ تھا

بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا
وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیون تھوڑے تھوڑے ہوتے ہو آئینہ دیکھکر
تمسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا

آنے کو تھے نہ آنے دیا میرے گھر انھین
گویا مرا رقیب انھین کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق آنے
آغوش کی طرح درِ جنت کشادہ تھا

دعوی تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال
کل تک درِ قبول سنا ہی کشادہ تھا

رستم یہ اشعار سنتے سنتے سو گئے سمک اُٹھ آیا افسرون نے بھی جا کر آرام کیا بعد تھوڑی دیر کے رستم کی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھے کہ کان مین آواز آئی کہ جیسے کوئی آفت کشیدہ روے وصل نہ دیدہ تڑپ تڑپ کر رو رہا ہی آہ کر کے صدا دیتا ہی کہ اے فلک کجرفتار واے گردون غدار کہانتک میرے ساتھ کجروی کریگا اب قلب مین برداشت کی طاقت نہین روح کو راحت نہین اے معشوق خوبرو روے زیبا اپنا دکھادے نقاب چہرے سے اُٹھا دے اب بیقراری زیادہ ہے یہ طالب جمال جان دینے پر آمادہ ہو رستم یہ صداے دردناک سنکر بیقرار ہو گئے اپنے مقام سے اُٹھے تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا

صرف خود ہین لیا ٹہلتے ہوے باہر آئے طرف صحرا کے چلے سمک یلداقی عیار طلایہ
دے رہا تھا دور سے دیکھا کہ آقا تنہا جاتے ہین جست وخیز کرتا ہوا قریب آیا دست بستہ
عرض کی کہ مین تو حضور کو سُلا کے آیا تھا آپ کہان تشریف لیے چلے رستم نے کہا کہ کوئی بندۂ
خدا رو رہا ہی اُسکی صدا ے دردناک نے بیتاب کردیا جا کے دیکھون کہ یہ کون
دردرسیدہ رو رہا ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی سمک بھی ساتھ ہوا رستم باتین کرتے ہوے
چلے فرماتے ہوے کہ ای سمک حقیقت مین یہ صحرا پُرفضا ہی دل لگی جا ہی سمک کہتا
ہی کہ حضور یہ مقام پُرآشوب ہی کوئی غول بیابانی صدا دیتا ہوگا آپ نہ جائین تو بہتر
ہی رستم نے کہا کہ نہ جانا تو غیر ممکن ہی چلتے ہین حال کھل جائیگا اُن ہی نخلستان مین
رستم چلے جاتے ہین صدا ہر مرتبہ قریب معلوم ہوتی ہی بیقراری اُس رونے والے کی
بڑھتی جاتی ہی رستم نے صحرا مین آکر دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان حسین وشکیل سر جھکائے
بیٹھا ہی یاد مین اپنی معشوقہ کے رو رہا ہی سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے دریاے اشک
جاری ترقی پر بیقراری ہر چند کہ رستم قریب آئے مگر اُس مبہوت عشق کو خبر نہوئی رستم
نے قریب آکر ہاتھ ہلایا کہا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر مین تیرے درد کا علاج کرون اُس
جوان نے حال علاج سُنکر آنکھین کھولین جمال جہان آراے رستم دیکھ کر ہنسنے لگا
کہا ای جوان رعنا تیرا جمال دیکھ کر دل کو قوت حاصل ہوئی یہ فرمائیے کہ آپکا نام نامی کیا ہی
رستم نے کہا کہ فرزند صاحبقران یعنی علمشاہ نوجوان نام نامی سُنکر اُس جوان نے
قدموں پر سر رکھ دیا کہا کہ ای شہریار غلام کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہے
پہلوے صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ریحانیہ کہتے ہین ریحان تاجدار باپ میرا
وہانکا حاکم ہی مین سوختہ بخت دختر وزیر یعنے ملکہ سمن آرا پر عاشق ہوا جب باپ کو
میرے خبر ہوئی تو اُسنے وزیر سے کہکر میری شادی کردی کیا بیان کرون کہ غلام کو کیا خوشی
ہوئی تنہائی مین جمال محبوب دیکھا براحت بسر کرتا تھا اور سمن آرا کو بھی مجھ سے وہ محبت
تھی کہ اگر پہر بھر کو باہر جاتا تھا تو بیتاب رہتی تھی بعد کئی مہینے کے مین نے ارادہ شکار کا
کیا اُس محبوب مطلوب نے ضد کی کہ مین بھی ساتھ چلونگی مین نے ہر چند روکا مگر اُسکے

نہ مانا آخر اُسکو ہمراہ لیکر براے شکار آیا عین گرمی شکار مین سامنے ایک کوہ کے پہونچا
وہان ایک قزاق رہتا ہی برہمن بت پرست اُسکا نام ہی شاید براے شکار وہ بھی آیا تھا
چونکہ ملکہ بھی بلاتکلف صحرا مین پھر رہی تھین برہمن دیکھکر مائل ہوا فوج لاکر اُسنے گھیرا
ملکہ کا طالب ہوا کب ممکن تھا کہ معشوقہ کا دینا گوارا کرتا چند سوار و پیدل میرے بھی ساتھ
تھے آخر لڑائی ہونے لگی یہ نیازمند آپ کا اتنا کا زخمی ہوا برہمن ملکہ کو گھوڑے سے
اُتار کر لے گیا مین بسبب زخمداری کے گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوگیا باپ کو میرے
خبر ہوئی وہ آکر مجکو اُٹھا لے گئے میرا علاج کیا جب صحت پائی ولولۂ وحشت زیادہ ہوا ایک
شب کو بسبب بیقراری کے نکل آیا اس نخل کے سایے مین آکر بیٹھا اور یہ بھی خبر مین نے
پائی ہی کہ ہرچند اُس ظالم نے ملکہ پر بدعت کی مگر اُس ثابت کوے محبت نے اُسکو نہین
قبول کیا اور وہ نہایت زبردست ہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی میرے ملک مین کوئی
ایسا پہلوان نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرے یاد محبوبہ مین آٹھ پہر روتا ہون یہ عالم کاندیکھکر
رستم نے سمک سے کہا کہ مرکب لاؤ مین جاکر اُس ظالم سے سمجھ لونگا یا اپنی جان دونگا یا معشوقہ
اسکی دلواؤنگا سمک جاکر مرکب لایا افسرون نے یہ خبر سُنی سب آکر حاضر ہوے سہیل نے
گھبرا کر کہا کہ ای شہریار یہ برہمن قزاق بلاے روزگار ہی اس اقلیم مین کوئی اُس سے
مقابلہ نہین کرسکتا حضور قصد نہ کرین ایسا نہ ہو کہ سرکار کو کوئی ملال پہونچے رستم نے نہ
مانا سب کو رخصت کیا اور اکوان تاجدار کو ساتھ لیکر تلاش برہمن چلے جب سامنے کوہ کے
پہونچے برہمن شکار کھیل رہا تھا ایک قزاق نے خبر دی کہ اکوان تاجدار آتا ہی مگر طلسم کشا
اُسکے ساتھ ہی برہمن بہت جھلایا کہا کہ طلسم کشا کا حوصلہ بڑھ گیا ہی جا بجا اُسنے جو نامردون
کو زیر کیا مایدولت سے بھی مقابلے کا ارادہ کرلیا ایسا ناچار کرکے قتل کرون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر
گینڈا بڑھایا سامنے رستم کے آیا للکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مین آپکو
بخوبی پہچانتا ہون آپ اس ہجران دیدہ کے ساتھ کہان آئے اسکی معشوقہ پر مین
عاشق ہون اور اُسکو چھین کر لایا ہون مگر وہ اسی کا دم بھرتی ہی قید مین مار ڈالونگا

کیا زندہ چھوڑونگا رستم نے کہا کہ او نابکار عورت پر ظلم کرتا ہی تجکو رحم نہین آتا زبردستی
کرتا ہی زبردستی سے کہین محبت و عشق ہوتا ہی یہ سُنکر برہمن جھلایا چرخ دیکر نیزہ مارا رستم
نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا برہمن نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا ماردیا رستم نے
بار بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا برہمن لپٹ پڑا رستم پشت مرکب سے اُترے آپس مین کشتی
ہونے لگی اس عرصے مین ملازمان برہمن بھی آگئے صفین باندھکر کھڑے ہوگئے تماشا سب
سب دیکھ رہے ہین ادھر سماک نے لشکر رستم مین خبر کی وہ بھی سب آگئے اپنے آقا کی جرأت
دیکھ رہے ہین سہیل ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ ہمراہیان برہمن پر جا پڑون ان سب کو تہ تیغ کرون
مگر سماک مانع ہوتا ہی کہتا ہی کہ ای سہیل یہ امر آقاے نامدار کے خلاف ہوگا فرمائین گے
کہ جب ہمسے فیصلہ ہو جاتا تب تمھین اختیار تھا یہ فعل وہ گوارا نہ کرین گے یہ سُنکر سہیل
رُک جاتا ہی سب سردار آمادہ ہین کہ اگر آقاے نامدار کو کوئی چشم زخم پہونچے تو سب
فراقون کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین آج کوہ خوشرنگ کی پامالی کا دن ہی انشاءاللہ
پہاڑ کو گھوڑون کی ٹاپون سے اُڑا دینگے یہان کئی مرتبہ رستم برہمن کو پکڑلائے اور دو چار
ایسے گھسے مارے کہ برہمن کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ پارہ پارہ ہوگئی برہمن
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی سوچ رہا ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے ظالم سے مقابلہ ہے
حقیقت مین بڑا مشاق ہی فنون سپاہ گری مین طاق ہی دیکھیے کیونکر جان بچے ایک مقام پر
ریل کرکے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر چار قدم پیچھے ہٹے برہمن نے
ہلہ مارا رستم کا بایان گھٹنا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا گھٹنون تک غرق زمین ہوے برہمن اوپر آکے
چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسطرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسمین بھی جنبش آجاتی مگر
لنگر رستم کو حس و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
رستم مثل شیر غضبناک اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کرلائے
وہان پر لاکر ہلہ مارا دونون گھٹنے برہمن کے آشنا بزمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا برہمن نے امان مانگی رستم پیلتن نے ایمان کی شرط کی غرضکہ
برہمن بت پرست بصدق مسلمان ہوا معشوقہ کو عاشق کے سپرد کرا دیا برہمن بھی فوج اپنی

ساتھ لیکر ہمراہ ہوا رستم نے کوچ کیا مگر اب حال سکان عرض کیا جاتا ہو کہ جب سکان کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین اپنے مقام پر کہنے لگا کہ مین نے رستم کو مار ڈالا آفاق نے لاش چھپا ڈالی اب طبل جنگی بجے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفاق تاجدار کو خبر ہوئی سناٹا آگیا مگر ناچار ہو کر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر آفاق تاجدار کہتا ہو کہ سکان سے کون مقابلہ کریگا خدا رستم کو پہونچائے چار پہر رات اسی انتشار مین گذری ناگاہ لیلی شب نے چہرے سے نقاب اُٹھائی مجنون روز بصد سوز و گداز صحراے نجد مشرق سے نکلا آفاق تاجدار لرزان و ترسان میدان مین آیا سکان بھی میدان مین پہونچا جاتا ہو کہ میرا کوئی ہم نبرد نہین ہو گینڈے کو میدان مین لاکر آواز دی کہ ای آفاق تاجدار رستم کو تو مین نے قتل کیا اب تمھارے لیے بہتر اسی مین ہو کہ اگر اطاعت کرو تو تمھاری جان لینے سے درگذرون ورنہ آج تم سب کو قتل کرونگا لہذا کسی کو میرے مقابلے مین بھیجو افسر جنگ سپہ سالار لشکر آفاق تاجدار کہ پہلو مین آفاق کے کھڑا تھا مرکب کو مہمیز کرکے مقابلہ سکان مین آیا سکان نے دیکھ کر آواز دی تجھ ایسے بہت سے میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین ای پہلوان موت تیری لائی ہو افسر نے جواب دیا کہ جو تجھ سے ہوسکے کوتاہی نہ کر اور یہ کلمہ جو تو نے کہا کہ رستم کو قتل کیا تو محض غلط ہو کہین اُنکے دشمنون کو قتل کیا ہوگا گھوڑا اُنکو حالت زخمداری مین کہین نکال لے گیا ہو انشاءاللہ وقت پر آئینگے تجکو سمجھائینگے سکان نے نیزہ مارا افسر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر سکان فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہو چند طعنون مین نیزہ افسر کا نکال دیا افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ افسر دو جگہ زخمی ہوا مگر دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا کر نکل گیا جادر خون کی چہرے پر آئی اُسی عالم مین افسر نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے گینڈا اچھالا وار جو خالی گیا سر افسر کا تہ زمین پر جا لگا اوپر سے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر افسر کا کٹ کے زمین پر گرا سکان نے گینڈے کو مہمیز کیا ابیر آفاق تاجدار کا بند ہوا سکان للکار رہا ہے کہ ای آفاق کسی کو بھیجو مگر آفاق کی طرف سے کوئی نہین نکلتا آفاق بیقرار و اشکبار ہو کر دعائین

مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار رحم اپنا شریک کر۔ نظم

میرود چون نایداندر دست دیگر بار عمر ❊ تاجران وقت نفروشند در بازار عمر
ماند محروم از ثواب عاقبت وا حسرتا ❊ در ہوا و حرص ضایع کرد دنیا دار عمر
ختم شد شاہ و گدا را اندرین دار فنا ❊ در شمار روز و ماہ و سال آخرکار عمر
ہیچو نادان کے کند دانا تلف وقت عزیز ❊ کے بہ بیہوشی گذارد عاقل و ہشیار عمر
طی شود زندہ دلا نزاد در محبت زندگی ❊ طالبان را بگذرد در الفت دلدار عمر
جست چون تیر از کمان کے باز گردد از ہدف ❊ بگذرد چون وقت اعادہ کے کند دوبار عمر
بگذرد در گردش و سرگشتگی طماع را ❊ روز تا شب مثل دور گنبد دوار عمر
جستجو کن جستجو کن جستجو کن جستجو ❊ گرچہ ہندی بگذرد در اند تلاش یار عمر

کر صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے رستم پیلتن ایک طرف سہیل فراق ایک جانب مصباح تاجدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے کہ سکان نے بڑھ کر خبر دی سکان میدان میں کھڑا ہوا ابلیلا رہا ہی آفاق تاجدار کے کئی پہلوان مارے گئے اب یہ اندیشہ ہی کوئی مقابلے میں سکان کے نہیں جاتا رستم نے وہین سے مرکب اڑایا مقابلہ سکان میں پہونچے فرمایا کہ ای سکان بڑے قابو پرست ہو بے سردار کے لشکر پر یہ آفت اب مقابلہ کرو سکان نے جو رستم کو دیکھا جمال و جلال دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ ای رستم تم کیونکر جانبر ہوے میرے ہاتھ کا زخمی کبھی جانبر نہیں ہوتا اب بھی اطاعت کرو تو تمھاری خطا معاف کر دون رستم نے کہا کہ ای سکان ابھی تک غرور تمھارے دماغ سے نہیں نکلا بس اب زبان تیغ سے کلام کرو گفتگو کا وقت نہیں ہی یہ سنکر سکان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی گیارھوین طعن مین رستم نے نیزہ سکان کا نکال دیا اب تو بقہر و غضب سکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکان نے گریبان پکڑا رستم نے ایک جھٹکا مارا کہ گیند سا سکان کا بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دوپہر کامل سکان الجھ الجھ کے رستم سے لڑا پہر دن رہے دیکھکر

آواز دی کہ ای جوان دن بھر گذرا دونون لشکر بے خور و خواب ہین ایک زور آخری کرتا ہون رستم نے کہا کہ بسم اللہ سکان رستم کو لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتے ہوئے آتے ہین گیارہ قدم پر جاکے پلٹے سکان کو لے دوڑے سترہ قدم پر ل کرا لائے وہان پر لاکر یکبارا دونون گھٹنے سکان کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرے مگر حریف زبردست لنگر کب قائم ہوتے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اونچا کو بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارین سکان نے فریاد کی کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اسکو زمین مذلت پر نہین گراتے ہین مین اطاعت کرتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرتا ہون رستم نے سکان کو ہاتھ سے رکھ دیا سکان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اپنی فوج کو آواز دی کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اطاعت اس شہریار کی قبول کرے بقراط ثانی پر لعنت کرے وہ بڑا مکار و جعلساز و شعبدہ باز ہی مین نے اصلی پروردگار کی دل سے اطاعت کی شکر ہی کہ راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا سب نے عرض کی کہ ہم بدل و جان اطاعت قبول کرتے ہین ساٹھ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے رستم نے سب کو ساتھ لیا کوچ کرکے چلے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین رستم کو دم دیکر بہت کچھ لیا دوسری منزل ہی شب کو رستم نے جلسہ آراستہ کیا آفاق شاہ نے عرض کی کہ آج تو شب کو خواجہ کو گوائیے رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے منھ بھلایا بگڑ کر جواب دیا کہ مین کیا گویا ہون آپ خود گائیے مین خود مفلس و پریشان ہون اب کے مہینے مین سود بھی نہین پہونچا رستم نے دس توڑے منگا کر حاضر خدمت کیے سردارون نے بھی رد کی تھوڑے عرصے مین مبلغ خطیر جمع ہوگیا خواجہ نے روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا بیچ محفل مین آکر بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

نظر پھرسے پہلے وہ ادھر دیکھین تو … دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو … کس طرح دل کی یہ لیتا ہی خبر دیکھین تو
آخر اس جذبہ دل کا کچھ اثر دیکھین تو … ملتفت گو وہ نہ ہون مڑکے ادھر دیکھین تو

ہجر جانان مین وہ دن ہین نہ وہ راتین اپنی
خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤن نے کیا
دل کو تھامے ہوے کیون بیٹھے ہین کھلا دیجئے
جوش مارا کرین الفت مین شریک نگہین
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہے اے حضرت دل
گرمیان عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہے یہی
ڈھونڈھتی ہے دہن یار کو خاموشی بھی
آزمائینگے قفس مین تجھے اے شوق چمن
تسے کہا سنیگے حقیقت ہے جو اُسکی ہوسکے
دل مین بھی ایک دن آتا تھا فرو اُنکو خیال

انقلاب فلکی شمس و قمر دیکھین تو
کس یہ ہنستی ہوئی آتی ہے سحر دیکھین تو
آپ آئینے مین انداز نظر دیکھین تو
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
کون ہے آپ کا منظور نظر دیکھین تو
کیونکر اُٹھتے ہین ترے دل سے شرر دیکھین تو
ناز کی خود یہی کہتی ہے نظر دیکھین تو
نے بھی اڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
جلوہ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
حسرتون سے ہے جو آباد وہ گھر دیکھین تو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا پہر رات رہے رستم نے جلسہ برخاست کیا جاکر آرام کیا دستور ہے کہ سماک ایلداقی واسطے جگانے کے جایا کرتا ہے سماک ایلداقی جو واسطے جگانے رستم کے آیا دیکھا کہ پلنگ رستم کا خالی پڑا ہے سماک روتا ہوا باہر نکلا سردارون سے کہا رستم پلنگ پر نہین ہین سب بیقرار ہوگئے کنیزون نے ملکہ شہرت کو خبر دی ملکہ شہرت نے بیقرار ہوکر خواجہ عمرو کو بلوایا تمام زیور اپنا اُتار کر سامنے خواجہ کے رکھدیا کہا خواجہ یہ حاضر ہے اسکو لیجیے اور رستم کو تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ بی بی وہ شے دو کہ جو ہضم ہو ورنہ رستم بری جان سے لینگے ملکہ نے نقد روپیہ منگاکر پیش کیا سب سردارون نے موافق اپنی اپنی لیاقت کے سامنے خواجہ کے پیش کیا خواجہ نے وہ روپیہ نذر زنبیل کیا لباس عیاری سے آراستہ ہوکر باہر نکلے آفاق تاجدار سے کہا کہ لشکر اسی مقام پر رکھنا یہان سے آگے نہ بڑھانا یہ تو ظاہر ہے کہ کسی ساحر کا کام ہے نہ تو نقب لگائی نہ سراپچہ چاک کیا رستم پہلوان کو غافل پاکر اُٹھالے گیا اور سماک ایلداقی سے فرمایا کہ کیون جوانامرگ تونے حفاظت نہ کی سماک نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین مین تلاش کرونگا خواجہ نے ایک تھپڑ مارا فرمایا کہ رات کو حفاظت نہ کی اب یہ تلاش کرنے جاینگے یہ کہکر خواجہ

جابجا تپا لگاتے ہوئے دیہہ و قریات مین دریافت کرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے
شام جو ہو گئی اسی مقام پر ٹھہرے ایک نخل کے سایے مین آ کر بیٹھے ایک طرف سے دیکھا
کہ چند کنیزین اچھلتی کودتی ہوئی آتی ہین مگر سب نوجوان ہین آپس مین کہتی ہوئی جاتی ہین کہ
آج ہمکو دیر ہو گئی ملکہ گھبراتی ہونگی خواجہ عمرو گلیم ادڑھ کر اُنکے بیچ مین آئے ایک کنیز کو کنارے
لا کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے لیکن حیران تھے کہ جسکی شکل بنا ہون اُسکا
نام نہین جانتا جست و خیز کر کے ایک کنیز کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُسنے کہا کیون بو گلچہرہ
آج کل بڑی تیز ہو گئی ہو جلدی چلو ملکہ یاد فرماتی ہونگی ان دنون حفاظت کا زمانہ ہے کہ
دشمن خداوند گرفتار ہو کر آیا ہے ایسا نہو کہ عیار بلوہ کرین جس کسی نے رستم کو گرفتار کیا اُسکا
انجام برا ہوا خواجہ نے پوچھا کہ بوا کون گرفتار ہے کنیز نے کہا کہ ملکہ لالان خون قبا رستم
کو گرفتار کر کے لائی ہین اُنکی حفاظت مدنظر ہے ایسا نہ ہو کہ عیار پہونچ جائین تو باعث
خرابی ہو خواجہ کو اپنا نام دریافت ہو گیا تھوڑی دور چلے تھے کہ اور چند کنیزین آئین
اُنھون نے اُنسے کہا کہ اری کمبختو جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو ملکہ یاد کر رہی ہین جلد
چلو خواجہ ان سب کے ساتھ چلے بعد تھوڑی دور کے ایک باغ و دروازے پر چند چیلا
حاضر تھے اُنھون نے بھی کہا کہ اے صاحبو ملکہ لالان خون قبا کو آئے ہوئے عرصہ ہوا
تم سب کو طلب فرماتی ہین خواجہ سب کے آگے داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ بہترین درست جانورون کے قفس درختون مین لٹکے ہین دن کم باقی ہے طائران
زمزمہ سرا سرنگون بیٹھے ہین خواجہ جو اُنکے برابر سے نکلے طائرون نے سر اُٹھا لیے چہکار
مارنے لگے خواجہ روش پٹری کو طے کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ جوان
مسند پر بیٹھی ہے کنیزون کو دیکھ کر کہا کہ اری تم سب کہان تھین اُس ظالم کو دبا کر سمجھا دین
بہت بیقرار ہون میرا تو عجب حال ہے مین تو اُسکو لا کر پچھتائی خدمت خداوند مین جو گئی قدرت
نے فرمایا کہ اے لالان تم جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ میری شامت آئی کہ مین شب کو گئی سوتے
مین اُٹھا لائی بیدادی مین کسکی مجال تھی کہ اُسپر ہاتھ ڈالتا ساحر کش اُسکا لقب ہے کون کون
سے ساحر اُسکے مقابلے کو گئے آخر مارے گئے وہ وہ سحر اُس جوان پر ہوئے کہ جن سحرون کا

مثل نہین تھا مگر اُسپر اثر نہین ہوا مگر مین سوتے مین اُٹھا لائی یہ ارادہ تھا کہ صبح کو خدمت خداوندی مین لے جاؤنگی قفس مین بند کردیا صبح کو جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تو وہ دل پر لب معشوق ہوسے آب و دانہ ترک ہوا رات کی نیند اُڑ گئی جی چاہتا ہے کہ کلام نہ کرون پھر اُسی شب ہجر کا سامنا ہے کسکے سامنے حال دل کہون جی چاہتا ہے کہ سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کرون اے ظالم اظلم اتو یہ کیفیت ہے

نظم

چپ نہ رہیے وصل مین اتنی عنایت کیجیے
کچھ گلے ہمسے بھی سُنیے کچھ شکایت کیجیے

کچھ لڑائی آج دل مین اور اُس لب مین ہے
بولیے کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے

اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے
شکوہ بیداد یا شکرِ عنایت کیجیے

کوچۂ الفت کی راہون سے ہین خوب آگاہ ہم
خضر فرماتے ہین مجکو بھی ہدایت کیجیے

یون نکالا چاہتا ہے آرزوے دلکو عشق
یہ ارادہ ہے کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے

وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے
رحم کہتا ہے کہ مضطر تھا رعایت کیجیے

ہے ارادہ تلخی غم کا ترے ای ہجر دوست
زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے

یون لگا لیتے ہین باتون مین یہ کہتا ہے وہ شوخ
ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے

سمجھیے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کہکے مے
قصہ ہے ورد زبان زاہد یہ آیت کیجیے

وصل مین ڈھونڈھا کیے لیکن نہ موقع ملا
پاکے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے

عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جائے جلال
اب تو کچھ تائید پاشاہِ ولایت کیجیے

خواجہ بشکل کنیز بنے ہوے ہین کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ اسقدر نہ گھبرائیے مین اُس جوان کو سمجھاونگی آپ کے پہلو مین بٹھاؤنگی مین نے اُس جوان کے تیور جو دیکھے اُس سے پایا جاتا تھا کہ وہ آپ کو خود دل سے چاہتا ہے اگر حکم ہو تو مین دریافت کرون لالان نے کہا کہ اچھا جاؤ دریافت تو کرو کہ کس بات پر آزردہ ہے مین اُسکا دفعیہ کرون معشوق کو راضی کرنا واجب و لازم ہے اتنا تو معلوم ہو کہ وہ ظالم کیا چاہتا ہے فلک کے تارے مانگے تو توڑ لاؤن ایسا صاحب طاقت بنا دون کہ کوئی دنیا مین اُسپر غالب نہو خواجہ یہ باتین سُنکر قریب قفس کے آئے فریب آکر فرمایا کہ کیون ای جوان ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ میرے ہاتھ سے تم زندہ بچکر

نہ جاؤ گے بہت جادوگرنیون نے تمکو گرفتار کیا مگر ایسا مقام نہ ملا ہو گا رستم نے کہا کہ تو کیا
بکتی ہی جا دور ہو یہان سے خواجہ بیٹھ گئے کہا کہ ای نور نظر مجکو پہچانا منم مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گزاری تمہاری تلاش مین آیا ہون سردار بیقرار ہین تحفہ جات تو سب تمہارے
پاس موجود ہین رستم نے کہا کہ کل اسنے ارادہ کیا تھا کہ تحفہ جات اُتار لے مگر مین نے قریب
نہین آنے دیا اُس ملعونہ نے بہت کچھ سحر کیا چاہتی تھی کہ قید سحر مین رکھون مگر سحر نے
اُسکے تاثیر نہ کی اگر قفل قفس کھول دیجیے تو مین قفس سے نکلون خواجہ عمرو نے جاکر لالان
کہا کہ ای ملکہ عالم وہ جو مین نے عرض کیا تھا وہ سچ ہی وہ تو تمہارے نام پر جان دیتے ہین
مگر کہتے ہین کہ ابتدا سے ملکہ نے مجھپر بدعت کی یہی باعث نفرت کا ہوا لالان خون قبا نے کہا
کہ مین قدمون پر گرون خطا معاف کراؤن مین نے جو بدعت کی یہ خیال تھا کہ خدمت قدرت
مین لیجاؤنگی اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود مبتلاے دام محبت ہوئی میری جانب سے کہنا کہ مین تیری
تابعدار ہون جو حکم کیجیے اُسے بسر وچشم بجالاؤن کسی بات مین مجکو عذر نہین خواجہ عمرو
نے کہا کہ کلید دیجیے مین قفل کھولون لاکر آپ سے ملاؤن لالان خون قبا نے کہا کہ اس
قفل کی کنجی نہین ہی یہ قفل سحر کا ہی یہ کہکے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری کہا کہ اس انگوٹھی کو
جاکر قفل سے مس کرو قفل فوراً کھل جائیگا خواجہ عمرو سمجھے کہ انگوٹھی دستگیری کی ہی انگوٹھی
لیکر قریب قفس آئے جیسے ہی انگوٹھی کو قفل سے مس کیا قفل کھل کر گرا رستم پیلتن نے زور
کرکے قفس کی تیلیان توڑین خواجہ عمرو نے نیمچہ زنبیل سے نکال کر رستم کو دیا یہان لالان
خون قبا منتظر بیٹھی ہی کہ اب معشوق آئیگا یہان میرے بیٹھے گا سب کنیزون کو جمع کیا ہی اُن سے
کہہ رہی ہی کہ جب مین عذر کرون تو تم سب مجکو قدمون پر رستم کے گرا دینا مین عذر کرونگی
کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری وہ جوان بڑا بدمزاج ہی ہم سب کو یقین نہین آتا کہ وہ آپ کے
پہلو مین بخوشی بیٹھے ہم سُن چکے ہین کہ اُسکی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ہین کہ جنکے حسن وجمال
کی تعریف غیر ممکن ہی ملکہ شہرت گلگون پوش دختر آفاق شاہ ایسی اُسکی معشوقہ ہے
کہ صدہا شاہزادے وتاجران جلیل اُسکے سودا ے وصل مین دیوانے ہوے اور اپنی
جان عزیز دی کہ اُسکے باغ مین مزار عاشقان بن گیا آج تک کسی پر اُسنے توجہ نہین کی

مگر اس نوجوان پر عاشق ہوئی گیا کیا رنج وملال اٹھائے اب اُنکے لشکر مین موجود ہی
باپ کو اُسکے عہدۂ سلطنت ملا ہی وہ سلطنت کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا رستم نیچہ کھینچے ہوے
آتے ہین لالان خون قبا واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ اے شیر بیشۂ
جرأت وای یکہ تاز میدان جلالت مین آپ سے بہت محجوب ہون جو مجکو چاہیے سزا دیجیے مین
حاضر ہون رستم پیلتن نے جواب دیا کہ او ملعونہ مین تیرے قتل پر آمادہ ہون یہ سنکر ایک کنیز
آگے بڑھی چاہا کہ سحر کر کے پکڑلون کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر
اُس کنیز کا چمبر گردن سے اُڑ گیا اب تو لالان بہت گھبرائی پکار کر آواز دی کہ ارے اسکو
گرفتار کر لو اس کنیز نے بڑی دشمنی کی کہ میرے قیدی کو رہا کرایا ورنہ قفل مین نے ایسا
لگایا تھا کہ کسی کنجی سے نہ کھلتا ہاے مین نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی دے دی جب تو
اُسنے رہا کیا یہ جو لالان خون قبا نے نعرہ کیا سب کنیزین چہار طرف سے دوڑین جا بجا
قفس توڑے وہ سب ساحر تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم پیلتن پر چلے جس ساحر نے سحر کیا
رستم نے لوح کو جنبش دی سحر اُسکا اُلٹا پلٹا اُس ساحر کا کام تمام کیا وہ ساحر واصل جہنم ہوا
اور جس ساحر پر عکس لوح کا پڑ گیا وہ ساحر نابینا ہوا ٹٹولنے لگا کئی سو ساحر تھوڑے ہی
عرصے مین نابینا ہو کر گرے رستم پیلتن نے اُنکو قتل کیا لالان خون قبا نے دیکھا کہ کسی کا
سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہو کر خود آگے بڑھی آگے بڑھ کر آگ برسانے لگی تھوڑے ہی عرصے
مین اسقدر آگ برسائی کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا درختون کی شاخون سے آگ نکل رہی
ہی تمام نخل سرو چراغان بن گئے زمین دہک رہی ہی ہر طرف دریاے آتش موج زن
طائرون کو رنج ومحن مگر رستم پیلتن پر آگ تاثیر نہین کرتی کلاہ ہفت گوشہ سر پر
زرہ ہفت جوش زیب جسم انور لوح گلے مین پڑی ہوئی ہی جب لوح کو جنبش دی
دریاے آتش شق ہوا کوئی شعلہ قریب رستم نہین آتا لالان خون قبا سحر کرتے کرتے
عاجز ہو گئی حیران وپریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون جو رستم پر سحر تاثیر کرے مجبور وناچار ہو کر
ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ اے بردبار زنگی جلد آ اس جوان کو گرفتار کر کے
لے جا تو میرا معین ومددگار ہی یہ جو پکار کر لالان خون قبا نے آواز دی دیکھا سب نے

کہ گوشہ باغ سے ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ جسکے سننے سے زمین تھرائی دیکھا رستم پیلتن نے کہ ایک جوان زنگی انتہا کا سیاہ فام و بد انجام تیغہ بر شتاب ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے رستم کو للکارتا ہوا کہ اے جوان تیری قضا دامن گیر ہے منم بردبار زنگی سیکڑون کو بحکم ملکہ لالان خون قبا چیر پھاڑ کر کھا گیا اور دامن خون سے آلودہ نہوا بہتر اسی مین ہے کہ تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے حاضر ہو لیکن ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا قریب رستم پیلتن آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچاکہ کلائی پر زنگی کی ہاتھ ڈال دیا زنگی لپٹ پڑا لالان خون قبا بھی کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہے کہ رستم پیلتن سے اور بردبار زنگی سے کشتی ہونے لگی اور آپس مین داؤ پیچ ہونے لگے ایک مقام پر رستم پیلتن بردبار زنگی کو پکڑ لائے اور کہہ مارا کہ سر زنگی کا زمین سے مل گیا دو چار ایسے گھونسے مارے کہ زنگی بدحواس ہو گیا اسی مدہوشی مین بیقرار ہو کر غل مچانے لگا پکارا اٹھا کہ اے شہریار مین آپ کا تابعدار و فرمان بردار ہون مجھے چھوڑ دیجیے اب کبھی مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی معاف کیجیے رستم نے اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کیا زنگی غل مچایا کیا آخر بردبار زنگی کو چت کیا اور چھاتی پر سوار ہوئے ایک ہاتھ زیر سر رکھا اور ایک کو ٹھوڑی پر رکھ کر کہہ مارا اور نعرہ شیرانہ کیا اور نعرہ کرکے مع نرخرے گردن بردبار زنگی کی گھسیٹ لی مرتے ہی بردبار زنگی کے آندھی سیاہ اٹھی برفباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بردبار زنگی بود جب آندھی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی تو رستم پیلتن نے سر اوس دیو سر کا سامنے لالان کے پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ کیون لالان خون قبا تمکو اپنے اس سحر پر بڑا ناز تھا لالان نے سر جھکا لیا ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار مین آپ کی کنیز ہون مجھکو سرفراز فرمایے عمر بھر خدمت سے گردن تابی نہ کرونگی رستم نے جواب دیا کہ ابھی تیرے دل مین جو صدا آتی ہے لالان خون قبا یہ سنکر رونے لگی کہا کہ اے شہریار کنیز کی تو یہ کیفیت ہے نظم

دل لے جو کرم کی اک نظر کی ہا مین ہین یہان ادھر ادھر کی	ہا ئے ہوئی آنکھ خشک و ترکی دل چیب ہے کہ مین کہون کدھر کی

ملنے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
کھوئے ہوے سے ملے ہو جبکہ
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
سنتے نہین کوئی کچھ سُنائے
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
دیکھے گا مرے جگر کو گیا غیر
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
آنسو تو کوئی نکالنے دو +
اے درد ترقیان ہون تیری
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان
بنجا کہین بند ہوکے اے آنکھ
قاصد جو گیا تو بیخودی سے
گرمی ہی جلال میکشی مین

خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
اللہ رہی کمی تری نظر کی
یہ بے خبری تری نظر کی
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
آ جائے بلا ادھر اُدھر کی
کانون کو لگی ہی لو کدھر کی
جاگی ہوئی تھی وہ رات بھر کی
او جھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
حسرت ہی یہ میری چشم تر کی
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
صورت کسی بیوفا کے در کی
اپنی اُنھاین آپ ہی خبر کی
تھمی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

رستم نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی لالان غشّے مین رستم بیلتن پہ جا پڑی کبھی ہاتھ بیچ کے مارے جب وار کرتی ہی رو رو کر کہتی ہی کہ اے رستم مجھے تمھارے اوپر افسوس آتا ہی کہ ایسا نہو تمپر کوئی وار پڑ جائے اور تم زخمی ہو تو میرے کلیجے پر زخم پڑیگا جب کبھی ہاتھ اُسنے مارے تو رستم نے لوح کو چمکا دیا اور کلاہ ہفت گوشہ کا عکس پڑا لالان کی آنکھون مین اندھیرا آیا اپنے تئین زمین پر گرا دیا غلطان ماری پر پرواز پیدا ہوے چاہا کہ اُڑ کے نکل جاؤن رستم پیلتن نے فوراً لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ بچکر نکل گئی تو فساد برپا کریگی رستم نے جلدی سے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان مین پیوست کرکے اُس خطا شعار کو مارا لالان خون قبا سہم گئی تیر سینہ پہ کیلنے پر پڑا

کہ توڑ کر تودہ پشت کو پا گئے۔ لالان چیخ مار کر زمین پر گری گرتے گرتے آہ کی تڑپ تڑپ کے
جان دی جادوگرون نے جو دیکھا کہ لالان مری فریاد کرتے ہوئے بھاگے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا
چھت پردے بھی کاٹ لیے رستم نے پکار کر آواز دی اے عمر نامدار آئیے خواجہ منھ پھلائے ہوئے
سامنے آئے کہا اے فرزند اتنی بڑی جادوگرنی مری کچھ اسباب نہ نکلا کچھ سنگون مین کوڑیان بھری تھین
وہ مین نے حوض مین پھینکدین رستم ہنسے کہا عمر نامدار دیکھو اگر خزانہ عالم ملجائے تو بھی آپکا افلاس
کم ہو خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر جسپر گذرتی ہے وہی خوب جانتا ہے قرضداری نے بہت پریشان کیا ہے
جب سود بڑھ جاتا ہے تو ادا کرنا مشکل پڑتا ہے پھر لوغ رستم کو ساتھ لیکر خواجہ اُس باغ سے نکلے رستم سے
باتین کرتے ہوئے آتے ہین کہ ایک صحراے خارستان ملا کانٹون کا جنگل ببول کے درخت جابجا قائم
اُسمین اُلجھے ہوئے نظر آتے ہین شدت سے پیاس کی درخت پر آکے بیٹھے پھر ضعف کی شدت سے
اُڑ نہ سکے جابجا ریت کے انبار گرد اُڑ رہی ہے بگولے اُٹھ رہے ہین عجب ویران مقام ہے رستم نے کہا اے
عمر نامدار کیسا ویرانہ ہے کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہے ایک جانب ایک پہاڑ نظر آیا خواجہ دھوپ کے خوف سے اُسکے
قریب پہونچے دیکھا درۂ کوہ مین ایک صندوق لٹک رہا ہے جب ہوا چلتی ہے تو پیڑہ کھاتا ہے خواجہ نے
دیکھا اُس صندوق مین چاندی کے برتن بھرے ہوئے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھپٹ کے
درۂ کوہ مین پہونچے صندوق کی زنجیر کو ڈھیلا کیا صندوق زمین پر آیا خواجہ برتن نکالنے لگے اور ایک ایک
کرکے زنبیل مین رکھنے لگے جب دو چار برتن خواجہ نے نکالے اور داخل زنبیل کیے رستم نے دور سے
دیکھا پکار کر آواز دی عمر نامدار احتیاط شرط ہے یہ مقام ویران اسمین مال کا ہونا خالی از غلت نہین ہے ایسا
نہو کسی بلا مین پھنس جائیے خواجہ نے رستم کو جواب نہ دیا سب باسن نکال لیے جب کوئی برتن باقی
نہ رہا چاہا صندوق کو بھی زنبیل مین رکھون کہ صندوق سے آواز آئی اے شخص کیون دیوانہ ہوا ہے کیون ہمین
ستاتا ہے ہمارے آرام مین فرق ڈالا اب چاہتا ہے کہ قید کرے بس چلا جا خواجہ نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا
صندوق کو اُٹھایا قصد ہوا کہ زنبیل مین رکھون یک تڑاقا ہوا دیکھا خواجہ نے پیڑہ شق ہوا ایک
تیلی سنہری نکلی خواجہ نے چاہا کہ بھاگون صندوق مین ہاتھ لپٹ گیا اُس تیلی نے ہاتھ پکڑ کر کہا اے
شخص تو کون ہے کہ ہمارے سمجھانے کو نہ مانا ہمارے آرام مین فرق ڈالا اب تجھکو لیچلونگی نام تو
اپنا بتا سیکڑون ہزارون مسافر ادھر سے گذرے مگر کسی نے ہمکو نہ ستایا تجھکو اپنی جان کا خوف نہ آیا عمرو نے

پکار کر آواز دی کہ رستم دوڑو مجھے اس ظالم سے بچاؤ رستم نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوا جاتے
ہین لوح کو جھکاتے ہوئے دوڑے مگر اُس تیلی نے کمر مین خواجہ کی پنجہ دیا اور لے اُڑی رستم جو دوڑکے
کوہ سے اسطرف گئے دیکھا بیچ مین دریا ہے اُس پار ایک قصر بنا ہے وہ تیلی خواجہ کو لیکر اُس قصر مین
داخل ہوئی رستم اسطرف دریا کے رہگئے اُس پار نہ جا سکے مگر تیلی لیکر خواجہ کو جو اُتری دروازے سے
قصر کے آواز آئی کون آتا ہے تیلی نے آواز دی مین ہون کنیز سامری خواجہ کو دروازے پر کھڑا کرکے
چلی گئی خواجہ اندر مکان کے آئے دیکھا ایک شاہزادی تخت پر بیٹھی ہے خواجہ نے اُسکو سلام کیا
اُسنے پوچھا ای شخص تو کون ہے تو نے کیا خطا کی جو یہان تک آیا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم مین راہ
مین جاتا تھا تیلی مجھکو پکڑ لائی چھوڑ کر چلی گئی مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اُس شاہزادی
نے زانو کے نیچے سے ایک ورق نکالا اُسکو دیکھکر ہنسی کہا ای شخص بعد کئی سو برس کے تو نے
آرام کنیز سامری مین فرق ڈالا وہ ہی تجھکو پہونچا گئی تو نے اسباب صندوق سے نکالا عمرو نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم خطا تو مجھ سے ضرور ہوئی مگر وہ اسباب لیجیے مجھکو پار پہونچا دیجیے شاہزادی نے
قریب آکر کہا ای شخص بتا کہ وہ مال کہان ہے خواجہ نے گٹھریان زنبیل کی کھولین اب جو اُس نازنین نے
سر ڈال کر دیکھا اسباب سامنے رکھا ہے اور جابجا تاج رکھے ہین جواہرات کے صندوقچے جابجا انبار
ہین اُس نازنین نے کہا تو مجھکو قزاق معلوم ہوتا ہے بہت مال تو نے لوٹا ہے وہ سب جابجا پڑا
ہے عمرو نے کہا اپنا مال اُٹھا لیجیے اور کسی شے مین ہاتھ نہ لگائیے وہ نازنین سمجھی کہ سچ کہتا ہے اپنا مال
لے لون اور سے مجھے کیا واسطہ اور اگر لے لونگی تو یہ میرا کیا کریگا جھک کر دیکھنے لگی تجویز کرتی ہے کہ کوئی تاج
اُٹھا لون یا صندوقچہ لون یہانتک جھکی کہ نصف جسم زنبیل مین پہونچا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر
اُس نازنین کو زنبیل مین گرا دیا جیسے ہی وہ نازنین زنبیل مین گری چار طرف سے کنیزین دوڑین
کوئی اُسکا دوپٹہ اُتارتی ہے کوئی کہتی ہے پائجامہ اُتارو وہ نازنین گھبرا رہی ہے کہ مین کس بلا مین پھنسی کوئی
کہتی ہے اسکو باورچیخانہ مین لے چلو آگ سلگایا کریگی کوئی کہتی ہے میرے سپرد کرو مین اس سے برتن
دھلواؤنگی ایک طرف سے زنگی با خنجر برہنہ آیا اُسنے کہا صاحبو یہ گنہگار ہے اسکے قتل کا حکم ملا ہے
یہ کسی کام مین نہ رہیگی یہ کہکے خنجر چمکایا وہ نازنین آنکھین بند کرکے بیٹھ گئی ایکنے کہا ای جلاد
زنبیل اگر یون ہی قتل کروگے تو لباس کا حساب دینا پڑیگا کپڑے اُتروا لو تب قتل کرو جلاد نے کہا

کپڑے اُتار اُسنے ناچار ہو کر کپڑے اُتارے ایک زنگن لباس اُٹھا کے لے گئی زنگی سیاہ رو نے
اُسکو قتل کیا سر باہر زنبیل کے پھینکا لاشہ دریا مین بہا دیا جسوقت وہ نازنین مری خواجہ نے
دیکھا وہ قصر و دریا نابود ہوا رستم نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین پکار کر آواز دی ای
عم نامدار کیونکر جان بچی خواجہ نے جواب دیا ای فرزند مین نے جا کر اُس جادوگرنی کو قتل کرایا
تب جان بچی مگر اسباب مجھ سے لے لیا قرضداروں سے شرمندہ رہا رستم نے دیکھا کہ وہ
دریا بھی غائب ہو گیا غراٹا مار کر پانی غرق زمین ہوا خاک اُڑنے لگی خواجہ جھپٹ کر قریب رستم
آئے اُس صندوق کا خیال خواجہ کو لگا ہوا تھا درّہ کوہ مین آکر دیکھا وہ صندوق پڑا ہی تیلی
بے جان پڑی ہی خواجہ نے تیلی کو بھی اُٹھا لیا اور صندوق بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رستم کے
کے ساتھ چلے دیکھا صورت صحرا کی بدل گئی رستم نے کہا ای عم نامدار یہ سب مقامات عجائب و غرائب
سے مملو ہین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے خدا نے آپ کو بچایا مجھ تک بخیر و عافیت پہونچایا
خواجہ فرماتے ہین ای نور نظر اب خدا اپنا فضل کرے کہ لشکر مین پہونچو سب لشکر ایک مقام
پر ہو نہین معلوم وہان ہفت پیکر نے ساتھ صاحبقران کے کیا کیا فوج اُسکے ساتھ بحد
و بے حساب ہی ادھر تمھارا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا طلسم ہفت پیکر کے تمھین
فتاح ہو ایسا نہو کہ ہفت پیکر کچھ صاحبقران کے ساتھ مکر کرے مین بھی تمھاری محبت مین
چلا آیا آقاے نامدار کی کون حمایت کرتا ہوگا لشکر ہفت پیکر مین عیار سردار سب سامان جمیا کہ
شاید کسی عیار کو حکم دے آقاے نامدار سیدھے سادے ہین دام مکر مین پھنسین تو باعث خرابی ہی
رستم کہتے ہین اب اگر کسی سے مقابلہ نہو تو مین سیدھا لشکر مین چلوں مجھکو بھی صاحبقران کا
بڑا اشتیاق ہی کہ اُنکو جلد جا کر بخیر و عافیت دیکھوں تب دل کو تسکین ہو کہ قریب لشکر پہونچے
سرداروں نے آکر استقبال رستم کیا بخیر و عافیت لشکر مین آئے سب سے زیادہ ملکہ شہرت کو
اشتیاق تھا اپنے خیمہ مین بلوا کر عرض کی ای شہریار آپ کے لشکر مین نہونے سے انتہا کا
تردد تھا اب تردد رفع ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین ہر وقت یہی خیال تھا کہ دیکھین
اُس شہریار سے کیونکر ملین اپنی تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

کس گل کا منھ چمن مین ترے آگے فق نہین	یہ رنگ گل اُڑا ہی فلک پر شفق نہین

گلشن مین مین نے مصحف رخ کی جو سیر کی
خالی سبق یہ یاد ہے کوئی ورق نہین

لکھا ہو وصف دشنۂ مژگان کا ہر کوئی
وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہین

رزاق کریم ہے کیا جل شانہ
چودہ طباق ازرق ہین چودہ طبق نہین

جینے کا گرمی تب غم سے گمان ہے
مدت سے جان میرے بدن مین رمق نہین

ہون راندۂ حرم تو ٹھکانا ہے دیر مین
یاد صنم ہی دل مین اگر یاد حق نہین

او آفتاب روے کتابی دکھا ہمین
ہر شمس بازغہ مین ہمارا سبق نہین

آنکھون کے ڈورے ہین رگ یاقوت سے تیر
موتی جڑے ہین لال مین منھ پر عرق نہین

ہوگا وصال غیر کا اسکا بڑا ہی غم
اتنا فراق کا مرے دل کو قلق نہین

طول شب فراق سے ناسخ جو تنگ ہی
کیا یاد قل اعوذ برب الفلق نہین

ملکہ شہرت نے جو یہ اشعار پڑھے رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ملکہ یہ خیال نکرو انشاء اللہ اب فراق ہوگا اب ہم طرف لشکر قبلہ و کعبہ کے چلتے ہین ملک آفاق شاہ و سہیل قزاق کو بلایا فرمایا لشکر کا شمار کرو اور بی جہان آرا و صہبا کو بھی بلاؤ یہ بھی دونون جاکر ہو مین رستم نے حکم دیا لشکر کا شمار کرو کہ ساحر کسقدر ہین اور غیر ساحر کسقدر ہین جہان آرا و صہبا نے بعد تھوڑی دیر کے عرض کی حضور لشکر ساحرون کا بہت کم ہے تیئیس ہزار ساحر ہین لیکن آفاق و سہیل و سرداران دیگر نے عرض کی کہ سات لاکھ لشکر غیر ساحرون کا آپکے ساتھ ہی رستم نے کہا کہ سبکو تیار کرو سب لشکر تیار ہوا رستم نے آفاق تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا نقارے پر چوب پڑی بکر و فر تمام لشکر رستم کا چلا اس صحرا سے نہ نکلنے پائے تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی افہام زور آور چھ لاکھ فوج سے آگے پہونچا رستم سے کہلا بھیجا کہ آپ سرحد خیال سکندری سے جاہتے ہین کہ نکل جائیے مین جانے نہ دونگا گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت نے طلب فرمایا ہے آج شب کے میرے پاس فرمان پہونچا کہ رستم قصد رکھتے ہین کہ سرحد خیال سکندری سے نکلجائین ای افہام زور آور جلد جاکر رستم کو روکو لہذا مین آیا شکر ہے قدرت کا کہ آپکو پا گیا اب نہ جانے دونگا رستم اسی مقام پر اتر پڑے افہام زور آور نے حکم دیا کہ لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے کل سر میدان رستم کو زیر کرونگا ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی

طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اس سامان مین گذری وہ وقت ہوا کہ نظم

علم آفتاب نکلا جب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار

فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
بہ انجم سپاہ رو لفرار

صبح ہوتے ہی لشکرون مین وردی بجی لشکر تیار ہوے رستم سوار ہو کر میدان مین آئے ادھر سے افہام زور آور بصد کروفر میدان مین آکر بہو بخا رستم کو جو آتے ہوے دیکھا جی مین کہتا ہی انخبین کا طلسم کشا لقب ہو اگر ہاتھ پکڑ لون تو کلائیان ٹوٹ جائین یہ جوان میرے مقابلے کے لائق نہین ہی قدرت نے تو اسکو معشوق بنایا ہی گرفتار کرکے لیجاؤنگا اپنی محفل مین ساقی بناؤنگا غرضکہ نقیبون نے نقابت کے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی
خاک جب ہو گئے قد رعنا
لالہ رو دلپے گئے جب داغ
جب مٹے مہوشان محفل دہر
جب ہوے خاک صاحب کاکل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
گل ہوا جب چراغ عارض یار
نرگسی چشم مین جو دفن یہین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
عندلیبون کے ہین یہی الحان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و ش
آستین زن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا سرو خوش نما پیدا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
تب نظر آئے گیسوے سنبل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
تب گلستان مین گل ہوا انگار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
غافلو کل من علیہا فان
باغ مین آبشار روتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس	گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مردان عالم جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان صاحبان تخت و تاج دو گز کفن کے محتاج ہوکر خاک ہوے اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا جمشید جم ایسا بادشاہ عالیجاہ مقام افسوس ہو کہ ہاتھ سے ایک دیہاتی کے قتل ہوا اور آرہ سر پر چل گیا لکھا ہو کہ جب قاتل جمشید نے خروج کیا جالینوس استاد جمشید دربار جمشید مین بیٹھے تھے کہ جمشید نے جھوم کر کہا مین خداوند روے زمین ہون جالینوس نے اپنے مقام پر آکر کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ وقت زوال جمشید قریب آگیا آج اسنے بڑے غرور کا کلمہ کہا مگر مین زوال اسکا اگر دیکھونگا تو مجھکو قلق ہوگا مین نے اسکو آراستہ کیا جام جما دیا تمام عالم کو اپنے مقام پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہی جمشید نے دوسرے دن پھر وہی کلمہ کہا کہ مین خداوند روے زمین ہون مجھکو سجدہ کیا کرو جالینوس نے کہا کہ اب نہ رہونگا طریقہ حبس دم ایجاد کیا ایک صندوق بنوایا ایک روغن تیار کیا اسمین یہ صفت تھی کہ جب قطرہ سینے پر ٹپکے اعضا کو قوت بخشے اس صندوق مین لیٹے شیشے کو سینے پر لٹکالیا یہ ترکیب کی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ایک قطرہ سینے پر ٹپکے گا اعضا کو قوت دیگا شاگرد سے کہا کہ مجھکو دریا مین پھینکدے شاگرد نے دریا مین صندوق پھینکدیا بعد چندے جمشید جم ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ضحاک مالک روے زمین ہوا جالینوس کا یہ انجام ہوا کہ جب سکندر کنارے دریا کے پہونچے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک صندوق دریا مین بہتا ہوا آرہا ہی اُسکو نکلوایا ارسطو ایسا حکیم موجود تھا اسنے تدبیر سے صندوق کھولا جالینوس کو نکالا جالینوس نے ہوش مین آتے ہی پوچھا میرا فرزند جمشید کہان ہی سکندر حیران ہوگئے کہ کئی سو برس کا حال پوچھتے ہین ارسطو نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہی جالینوس نے سکندر سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو مجھ سے باتین کرتا ہی سکندر نے کہا کہ یہ میرا حکیم ہی جالینوس نے افسوس کرکے کہا کہ مقام افسوس ہو کہ ایسا زمانہ نے انقلاب کیا کہ اس صورت کے حکیم ہونے لگے سکندر کو

تعجب ہوا کہ ارسطو ایسے کو یہ کلمہ ارشاد فرمایا مراد یہ ہی کہ اب جمشید کا کہین پتہ نہین ملتا بلکہ جسم
کا نشان بھی نہین معلوم اسطرح جو نقیبون نے حالات بیان کیے بہادرون کی آنکھون مین سرخی آگئی
سامان موت آنکھون کے نیچے پھر گیا افہام زور آور نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی
ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے جو آواز افہام کی سنی گھوڑے کو صف
سے نکالا اور پہلوانون نے ہر چند کہ قصد کیا رستم نے کسی کا جانا قبول نہ کیا اور مرکب اڑا کر میدان
مین آئے افہام نے رستم کو دیکھکر بڑا افسوس کیا کہا ای جوان مقام تاسف ہی کہ اتنے جوان
کھڑے ہین مگر کسی نے اپنی جان کے خوف سے قصد نہ کیا کہ میدان مین نکلے اور مجھ سے
مقابلہ کرے میرا وار کسی کے روکے نہین رکتا آیندہ آپکو اختیار ہی رستم نے کہا ای افہام
زیادہ غرور نہ کرو یہ میدان کارزار ہی جرأت دکھاؤ زبان تیغ سے کلام کا مقام ہے زیادہ
زبان درازی بہتر نہین بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو مذہب کا نام
سنکر افہام بہت جھلا نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نیزہ آپس مین چل رہا ہی دیکھنے والے حیران ہین
کہ کیا جوانان یلتن ہین کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتے کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہین دو گھڑی
کامل افہام سے نیزہ چلا رستم نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افہام کے
نکل گیا نیزہ نکلنے پر افہام کو بڑا غصہ آیا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف باسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی
تلوار رد کر افہام پلٹا رستم نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا افہام
نے سپر فولادی اٹھائی مگر تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغ نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
خود پر گرا خود دو بلغہ وغیرہ کاٹ کر سر پر تیغہ گرا کہ چار انگل سر زین در آیا افہام نے دستانہ
مار کہ تیغہ چھینا کر نکالا رستم نے قصد کیا کہ دوسرا ہاتھ مار کر سر کاٹ لون افہام نے فوراً آواز دی
ای جوان اب مین جنگ کے قابل نہین ہون اب مجھکو مہلت دیجیے صحت پاکر مقابلہ کرونگا بہت
جھٹ پٹ میرے آپکے فیصلہ ہو جائے گا رستم نے ہاتھ روک لیا افہام رستم سے مہلت
لیکر پلٹا اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی پہونچا افسرون کو جمع کیا کہا یارو اصل یہ ہی کہ رستم

جوان بے نظیر ہی کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہو اب جو مقابلہ کرونگا بیشک مارا جاؤنگا کیون
یارو کیا کرون جیسے ہی اُسنے ہاتھ اُٹھایا تھا اگر مہلت نہ دیتا اور ہاتھ مار دیتا تو مین مارا جاتا مگر
جوان صاحب جرأت ہو کہ دشمن کا کہا قبول کر لیا سبنے کہا شب خون مارینے اندھیرے مین مار لینگے
ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے اس بات کو افہام نے قبول کیا عیار اُسکا غنچۂ شبگرد ہی اُس سے
کہا تو جا کر دریافت کر آ کہ رستم کی بارگاہ کس مقام پر ہو اور پہلوان کس مقام پر ہین کہ ہم طرف چلکر
گرین پہلے اُن پہلوانون کا خاتمہ کر دین عیار چلا اِدھر جب رستم پلٹ کر آئے تو خواجہ نے پوچھا ای
رستم زخمی کر کے پہلوان کو کیون چھوڑ دیا رستم نے سب حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ اُسنے
گھات کی رستم نے کہا کہ ابکی وہ کیا کریگا خواجہ نے کہا کہ اب وہ مقابلے مین نہ آئیگا کچھ اور فنون
کریگا مکار کب ایک حال پر رہتے ہین مین خبر کو جاتا ہون یہ کہکے خواجہ برائے خبر چلے صحرا
تک پہونچے تھے کہ اُدھر سے غنچۂ شبگرد آتا تھا خواجہ نے جو عیار کو آتے ہوئے دیکھا
ایک ذرہ مین چھپے حلقہائے کمند خس پوش کر دیے جب عیار وہان پہونچا اسکا دل دھڑکا
قریب آکر رُک گیا پکار کر آواز دی کیا کوئی میری فکر مین بیٹھا ہو نکلکر مقابلہ کرے تو حال معلوم
ہو خواجہ نے جواب نہ دیا عیار سمجھا کہ جنگل کے سناٹے پر دل دھڑکتا ہو چاہا جست کر کے
نکلون بیچ کمندون کے پہونچا خواجہ نے شیر کی آواز دی عیار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا مُنھ کے
بھل زمین پر گرا خواجہ نے حباب مارا عیار بیہوش ہوا خواجہ نے اُٹھکر عیار کو نخل سے باندھا
کوڑا ہاتھ مین لیکر ہوشیار کیا عیار کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ خواجہ
عمرو کوڑا لیے ہوئے کھڑے ہین کانپ گیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کہان جاتا تھا اگر سچ بتلائیگا
تو جان بری ہوگی اگر جھوٹ کہیگا تو سر کاٹ لونگا عیار ناچار ہوا سوچا کہ اپنی جان بچاؤ کہا
ای شہنشاہ اوج عیاری اصل یہ ہو کہ ہمارے آقا جو مقابلہ کر کے پلٹے آنکو خوف ہوا کہ اب
جو رستم سے مقابلہ کرونگا زندہ نہ بچونگا ارادہ شب خون کا کیا ہو مین دریافت کرنے جاتا تھا
کہ بارگاہ رستم کس مقام پر ہو یہان آ کے گرفتار ہوا خواجہ نے عیار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل
مین رکھ لیا آپ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوئے اور لشکر افہام مین پہونچے افہام سے آکر اُلٹا
سیدھا بیان کر دیا کہ فلان مقام پر بارگاہ رستم ہو فلان مقام پر بارگاہ سرداران ہو ای شہریار

اب مین پھر جاتا ہون مفصل خبر دریافت کرون یہ کہکے پلٹے رستم سے سب حال آنکر بیان کیا کہ افہام
شب خون آئیگا تم یہ تدبیر کرو کہ لشکر کو لیکر درۂ کوہ مین چھپو جب وہ آکر شبخون مارینگے اور کسی شخص
کو نہ پائینگے تو مال و اسباب لوٹینگے جب وہ پُر بار ہو کر چلینگے تب تم انکو گھیر لو اسطرح گھیر کر سبکو مار لو
رستم نے یہی کیا کہ سبکو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین جا چھپے افہام وقت پر آیا لشکر کو فوج سے خالی
پایا کہا یارو مسلمان بھاگ گئے جس خیمے مین پہونچے مال و اسباب پڑا ہوا پایا خوب مال و
اسباب کافرون نے لوٹا گھوڑون پر لاد لیا جب پلٹنے لگے اسقدر پُر بار ہین کہ چل نہین سکتے
رستم جو آکر گرے اُن سب کو قتل کرنے لگے لڑتے بھڑتے قریب افہام کے پہونچے نعرہ کیا کہ او
نامرد اسی بھروسے پر وعدہ کیا تھا اُس مکاری کا یہ انجام ہوا تیر اکر تیری ہی گردن پر پڑا افہام
نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تلوار کھینچ کر کپٹا بڑھایا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
رستم نے سپر پر روکے للکار کر آواز دی او نامرد ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تیغہ کا
مارا افہام نے سپر اُٹھا دی یہ تیغہ ہفت جوہر کب رکتا ہی تڑپ کے گرا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا لاشہ
افہام کا تڑپ کے زمین پر گرا فوج والون نے رستم کے اُن سب کو گھیر کر مار لیا اُنکے پڑاو تک لڑتے
ہوئے پہونچے اُنکے خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب سب لوٹ لیا چند کس جو بچے تھے اُنھون نے
لاشہ افہام کا اُٹھا یا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے ملازمان رستم نے تعاقب نہ کیا پڑاو کی لوٹ
مین مصروف رہے صبح ہوتے ہوتے مال و اسباب لوٹ کر پلٹے اپنے لشکر مین آئے خواجہ نے رستم
سے عرض کی اپنی فوج کا خونبہا دیجیے رستم نے کئی ہزار روپیے دیے خواجہ نے عیار کو زنبیل سے
نکالا سامنے رستم کے ہوشیار کیا اب جو اُسنے یہ حال سنا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا خواجہ نے
اُسکو عیارون مین داخل کیا ایک شب رستم کو اس منزل مین رہنا پڑا دوسرے دن بصد کر و فر
قصد ہوا کہ کوچ کرین سارا لشکر ساحران وغیر ساحران تیار ہوا رستم نے حکم دیا نقارہ کوچ بجے لشکر
نے اپنے مقام سے جنبش کی چھکڑے مال کے لدے ہوئے ساتھ کچھ کم نو لاکھ فوج ہی جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی مگر ملازمان افہام جو لاشہ افہام کا لیکر بھاگے ایک صحرا
مین جا کر پہونچے منظور ہوا کہ لاشہ افہام کو جلائین قضائے کار اقسام گرد بڑا بھائی افہام کا شکار
کھیل کے پلٹتا تھا دیکھا اُسنے کہ چند کس شکست خوردہ ایک لاش کو جلایا چاہتے ہین بڑھ کر پوچھا

تم لوگ کون ہو لاش کسکی لائے ہو جسکے جلانے کا قصد ہی اُن سبنے بیان کیا کہ افہام زور آور
نامے پہلوان برائے مقابلۂ رستم گیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا بڑے بڑے مکر کیے مگر کوئی مکر نہ چلا
اقسام نے پوچھا کہ قاتل افہام کہاں گیا سب نے بیان کیا کہ اُسی مقام پر ہو گا لشکر مثل مور و
ملخ کے ساتھ ہی ہم لوگوں پر جو آکر گرے زمین کانپتی تھی آخر ہم لوگوں کے پیر نہ جمے گھبرا کے
بھاگے بڑی مشکل سے لاش افہام کی اُٹھالی رستم اُسی مقام پر ہونگے اقسام گرد نے لاکھ سوار
و پیدل قلعہ سے بلوائے اُنکو ساتھ لیا شب کو اُسی مقام پر اُترا رات بھر شراب پیا کیا صبح کو نکلکر
سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا رستم کو دوسری منزل ہی پانچ کوس کا راستہ دو دن مین طی کیا ایک مقام پر
فروکش ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ اقسام آکر پہونچا مقابلہ مین رستم کے اُترا طبل جنگی بجوایا
رستم نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے اقسام نے گینڈا نکالا رستم کو طلب کیا رستم جو مقابلے مین آئے نیزہ چلا بعد
نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اقسام نے وار کیا رستم نے وار بچاکر جو تیغۂ ہفت جوہر کھینچا اقسام
گرد کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوا سمجھا کہ اگر یہ تیغہ پڑیگا تو جانبری دشوار ہو گی آواز
دی ای رستم بڑے افسوس کی بات ہی کہ دوسرے جوان کو ساتھ لائے وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی رستم
پلٹے کہ میرے ساتھ کون ہی غصہ آگیا جیسے ہی پلٹے اوپر سے اقسام نے تیغہ مارا اپنی پشت پر رستم
نے کسی کو نہ پایا اس مکر پر نہایت غصہ آیا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانۂ اقسام کا جھول پڑا اور گینڈے
کی گردن کٹی ساتھ والون نے اقسام کے جو اپنے آقا کو تہ و بالا دیکھا تلوارین کھینچکر آپڑے رستم خوب
لڑے اقسام نے پہر دن رہے طبل بازگشت بجوا دیا پلٹ کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی رو رہا ہی عیار اسکا
کمین تیز رو ہی اُسکو جو معلوم ہوا کہ میرے آقا بارگاہ مین اکیلے بیٹھے ہین حکم لیکر اندر آیا دیکھا اقسام آنسو
بھرے ہوے بیٹھا ہی پوچھا آقاے نامدار آپکو کبھی ایسا رنجیدہ نہیں پایا آپ کیون ملول ہین اقسام نے
کہا ای رفیق شفیق رستم سے جو مین نے مقابلہ کیا اُسکو بہت زبردست پایا سمجھا کہ مین اسکے ہاتھ سے
نہ بچونگا مکر کرکے اُسکو زخمی کیا آخر مغلوب ہوئی مغلوبہ مین بھی ہمارے لوگ بہت مارے گئے اگر رستم لشکر
مین ہون تو کوئی میرا ہم نبرد نہیں ہی سبکو رول ڈالونگا اگر ہو سکے تو رستم کو گرفتار کر لاؤ کمین نے عرض کی کہ
شہریار یہ کتنی بڑی بات ہی گیا اور رستم کو گرفتار کر لایا یہ کہکے طرف لشکر رستم کے روانہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر

لشکر میں پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر آیا دیکھا کہ ایک نخل ہے اوسکی آڑ پکڑ کے بیٹھا نقب کھودنے لگا
پہرہ رات رہے مہرۂ نقب بارگاہ رستم میں آکر توڑا دیکھا رستم سو رہے ہیں گرد مین اٹھا ہوا نکلا قریب
رستم کے پہونچا کاٹنے سے دو شالہ ہٹایا کفچے مین بیہوشی رکھی برابر دماغ کے لگا دی رستم چھینک
مارکر بیہوش ہوئے کمین نے پشتارہ باندھا اوسی طرح نقب مین کود کر چلا راستے کو طے کرکے
سامنے اقسام کے پہونچا اقسام نے رستم کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہا اسے لیجا کر قید
کرو صبح کو دربار مین بھیجونگا اگر میری اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ کہکے رستم کو قیدخانہ مین
بھیجدیا آپ آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار آکے جمع ہوے سب کے سامنے کہا ہے کہ مین نے
مسلمانون کا خاتمہ کیا رستم میرے یہان قید ہین لیکن سماک جو برائے نماز جگاتے آیا رستم کو
پلنگ پر نہ پایا بیقرار ہوگیا روتا ہوا باہر نکلا پکارکر آواز دی یارو غضب ہوا کہ آقا کو کوئی چرالیگیا
میر طلایہ نے بھی آکر خبر دی کہ فلان نخل کے سایہ سے نقب لگائی ہے مٹی کا ڈھیر انبار ہے خواجہ کو
خبر ہوئی خواجہ بھی آئے سماک کے کان پکڑے کہا کیون نالایق آقا کی یون ہی حفاظت کرتے
ہین یہ نہ خیال کیا کہ حریف سے مقابلہ ہے دشمن مقابلے مین اوترا ہوا ہے کہ اور جملہ سردار بھی
آئے خواجہ سب سے باتین کررہے ہین سردار آمادہ ہین کہ لشکر دشمن پر جا پڑین ابھی آفت برپا
کردین میدان لاشون سے دشمن کی بھردین کہ ہرکارے دوڑے آئے خواجہ سے عرض کی
اوستاد کمین تیزرو نامے اوسکا عیار ہے وہ آقاے نامدار کو چرا کر لیگیا اب اسوقت اقسام نے
دربار مین طلب کیا ہے سب سردار اوسکے جمع ہین خواجہ نے آفاق تاجدار سے کہا کہ آپ لوگ
تیار ہون مین جاتا ہون رستم کو جاکر رہا کردون جب حال مغلوبہ سننا تم بھی آجانا سب سردارون کو
تسکین دیکر خواجہ نے باتہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر کفار کے چلے جب قریب لشکر پہونچے
تب صورت بدلی رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آکے
پھرتے ہوے قریب بارگاہ اقسام پہونچے دیکھا داروغہ زندان خانہ رستم کو لیے ہوے
جاتا ہے سرداران اقسام تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ہمارے آقا بڑے صاحب
اقبال ہین وہ شخص گرفتار ہوکر آیا کہ جسکا جرأت مین عدیل و نظیر نہین اب اگر اسنے بقراط پرستی
اختیار کی تو فبہا ورنہ آقا ہمارے بڑے بدمزاج ہین فوراً قتل کا حکم دینگے پھر اس جوان کو

کون بچائیگا بعضے کہ رہے ہین جان بڑی چیز ہی خوف جان سے اطاعت کریگا لقراط ثانی کے سجدہ کرنے مین کیا عذر ہی قدرت بھی تقدیر کرینگے یہ مقام سرحد طلسم خیال سکندری ہی کیسے کیسے بہادر یہان رہتے ہین کیسے کیسے ساحرون کا یہان جماؤ ہو کہ دن کو رات کردین اور رات کو دن کردکھائین کیا کسی بات مین عاجز ہین قدرت جو مردون کو جلاتے ہین وہ انھین ساحرون کی مدد ہی اس شخص کا دل نہ پھیرینگے خواجہ بھی ان سب کے ساتھ ہوے اندر بارگاہ کے پہونچے رستم زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے اقسام کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی یہ بیت تمام آواز دی کہ سلام من درین مجلس درین ماوا بر کسے باد کہ بدانرو بشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق تمام کافر بل کرنے لگے اقسام نے پکار کر آواز دی ای رستم اب وقت سرکشی نہین ہی مناسب یہ ہی کہ خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم تو اُس ملعون پر لعنت کر چکے سجدہ کرنا کیسا ایک شخص مکار جعلساز شعبدہ باز ہی ہم اُسکو سجدہ کرتے ہین جو وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ہمارا ٹھیک ہی اقسام ان باتون پر جل گیا کہا او صاحبو ہمارے سامنے ہمارے خداوند کو برا کہتا ہی جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا جو ہلڑ ہوا ایک جوان زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے آیا پکار کر آواز دی ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی تیغہ باڑھدار رکھتا ہون بازو مین قوت ایک ہاتھ مین سرکو تن سے قلم کردونگا مگر حکم اول ہو تسمہ جھکر دیجیے گا۔ فرد۔ سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۰ اقسام نے کہا او جلاد یہ جوان گنہگار ہی خداوند کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ جو سر رستم لائیگا اُسنے قدرت پر احسان کیا مین قدرت پر احسان کرتا ہون تیرا بھی رتبہ زیاد ہوگا جلاد بیتراب لکر خنجر کھینچے ہوے سر رستم پر آیا خواجہ نے جو دیکھا یہ تو اولاد صاحبقران پر جان دیتے ہین قاب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا سر سے گو پھن کھولا سنگ تراشیدہ سوا پانچ سیر کا گلہ گو پھن مین دیا ایک ستون کی آڑ پکڑ کر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا ہلڑ ہوا وہ مارا مگر دیکھا تو جلاد پڑا ہوا تڑپ رہا ہی گنہگار بیٹھا کے سب نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھیرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا اپنی جان سے بیزار تھا مگر کمین تیز رو عیار جو کھڑا ہی اُسنے کہا یارو تم لوگون کو سوجھتا نہین کسی نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا دیکھو مین تلاش کرکے تو نشان چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ جھپٹ کر پشت کمین پر آئے کہا بہتر صاحب جسنے پتھر مارا وہ سامنے کھڑا ہے جیسے ہی کمین نے اُدھر منھ کیا خواجہ نے ایک دولتی ماری کلاہ سر سے کمین کے لی او رجست کرکے برابر اقسام

کے پہونچے تاج اُسکے سر سے لیا جست جو کی سر ایچہ کو فرّ گئے لینا لینا کا بلڑ ہوا اقسام نے کہا او کمبخت تو
سر دربار ذلیل ہوا اس ظالم عیار کو لینا جانے نہ پائے کمین بھی جست کر کے نکلا خواجہ چوبدار کی صورت
بنکر دربار مین آئے اقسام پکار رہا ہی کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرے خواجہ نے کہ بصورت
چوبدار کھڑے تھے ہاتھ باندھکر اقسام سے کہا مین حضور سے کچھ کان مین عرض کرونگا اقسام نے کہا
قریب آؤ خواجہ جھپٹ کے قریب پہونچے پھر دھول ماری دوسرا تاج جو پہنا تھا سر سے لیا اور دیکھ کر آواز
دی کہ اگر طلسم کشا کا ایک موے بدن کم ہوا تو تیرا بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا چلتے ہوئے ایک دولتی ماری
کہ اقسام منھ کے بھل زمین پر گرا خواجہ جست کر کے پھر نکل گئے کمین کہ باہر ڈھونڈھ رہا تھا ایک ایک سے
پوچھتا تھا کہ ساربان زادہ کدھر گیا خواجہ تو لینا لینا کہتے ہوے نکل گئے کمین اندر بارگاہ کے آیا اقسام
نے کہا او نالائق تو کہان تھا عمرو دو سر تاج بھی میرے سر سے لے گیا وہ تو شعلۂ جوالہ ہی ایسی جلدی نکلا
کہ نگاہ اُٹھانا مشکل ہو گئی عمرو کے برابر کوئی تیز رو نہین کمین نے قصد کیا کہ پھر باہر جاؤن کہ شاگرد نے
پشت پر سے آواز دی اُستاد ادھر آئیے جب کمین قریب شاگرد پہونچا شاگرد نے کہا وہ دیکھیے عمرو
کھڑا ہی جیسے ہی کمین پلٹا ایک دھول ماری اور دوسری کلاہ سر سے لی اور پھر جست کر کے نکل گئے کمین
پھرے خواجہ نے کیے چوتھی مرتبہ جلاد بنکے بارگاہ مین آئے اقسام سے کہا مین طلسم کشا کو قتل کرون اقسام
نے کہا جلد قتل کر یہ شخص قتل ہو جاے تو مہلت ملے دیکھو عمرو نے کیا ہنگامہ ڈالا ہی جلاد نے کہا
مین سب ہنگامہ مٹائے دیتا ہون رستم یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ عمرو دلیا عیار
ناممکن ہی اسی کیوجہ سے صاحبقرانی کو صاحبقران کی زور ہوا جہان گرفتار ہوے خواجہ مردانہ وار
پہونچے اور صاحبقران کو چھڑایا خواجہ برق جہندہ بنے ہوے ہین قریب رستم کے آکر جلاد نے کہا اے جوان
سنبھل کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون رستم پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو ہین سنبھل کر بیٹھے عمرو نے خنجر مارا
کہ ہتھکڑی کٹی اور خواجہ نے آواز دی ہان رستم اُٹھو وقت رہائی آگیا رستم نے بہیبت نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکا بل کر کے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا اور لڑنے لگے اقسام نے

پکار کے آواز دی اس جوان کو مارو چہار طرف سے پہلوان اُٹھے تلوار چلنے لگی رستم کی جرأت و شوکت
کئی سو جوان مار کر بارگاہ مین گرا دیے یہان آفاق شاہ وغیرہ سرداران رستم کے مشتاق تھے
صدائے گیر و دار جو سنی فوراً سوار ہوے سمک نے بڑھکر خبر بھی دی کہ آقائے نامدار نے رہائی
پائی لڑائی ہو رہی ہی مگر اندر بارگاہ کے مجمع ہی آقا نکل نہین سکتے آفاق تاجدار تخت پر سوار ہو کر چلا
سہیل قزاق وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے کہ تیغ گرد بلند ہوا اُسوقت آکے پہونچے کہ رستم
بمشکل لڑتے بھڑتے بیرون بارگاہ آئے ہین اس حال مین بھی اقسام کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
رستم پر جا پڑے جب رستم باہر نکلے سمک نے گھوڑا پہونچایا سوار ہو کر لڑنے لگے اقسام نے دور سے
دیکھا سرسام نامے اسکا پہلوان کہ پہلو مین کھڑا ہوا اقسام نے اشارہ کیا کہ ای سرسام دیکھ رہے
کہ رستم کے ہاتھ سے کیسے کیسے پہلوان مارے گئے فوج بھی اُنکی آپہونچی مین انکو لگا کے لاؤن تم پشت
پر سے ہاتھ تلوار کا مارو سرسام نے کہا بہت خوب کیا مین کسی بات مین کمی کرونگا مجھے شاق ہی کہ کون کون
سے دوست مارے گئے جنکا مثل و نظیر عالم مین نہ تھا مگر حقیقت مین رستم عجب جوان صاحب جرأت
ہی آپ دیکھتے ہین کہ اکیلے ہین اور پشت و پہلو سے خبردار جسنے جسطور سے مقابلہ کیا اُسکو اسی طرح
ٹوکا کئی سو پہلوان مارے جا چکے ہین اب لشکر کی اسکے ہاتھ سے بربادی ہی ہمارے لشکر کے
دیکھیے کیسے کیسے جوان مارے گئے یہ سب بہادر تھے اور جو پہلوان آیا کس جرأت سے آکر لڑا
کس زور شور سے آکر مقابلہ کیا اقسام نے کہا باتین نہ بناؤ مقابلہ رستم مین جاؤ سرسام
ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا اول نیزہ مارا رستم نے نیزہ قلم کیا سرسام نے تلوار کھینچی
وار تلوار کا کیا رستم نے اوجھڑ سپر کی ماردی تلوار بھی سرسام کی ٹوٹ گئی اوپر سے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سپر سرسام کی کٹی گینڈے کا سر کٹا سرسام گینڈے سے گرا رستم نے سایہ مین تلوار
کے لیا سرسام کی مایوسی جان تو بہت عزیز ہی رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہون سرسام نے گھبراکر عالم یاس مین دونون ہاتھ اُٹھا دیے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار
ہاتھ مین میر کٹ کر گر گئی ہے اس یاس سے سرسام نے ہاتھ اُٹھائے دانت نکال دیے کہ رستم
کو رحم آگیا ہاتھ تلوار کا روک کر کہا ای جوان اُٹھ دوسری تلوار لا جان کا خوف نہ کر دوسرے
گینڈے پر سوار ہو یہ جو رستم نے کہا سرسام کے دل مین محبت پیدا ہوئی دل سے کہتا ہی کہ

یہ تو جان بخش ہی اگر ہاتھ مار دیتا تو سر اُڑ جاتا ام بخشتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای آقای
نامدار جان میری آپ پر فدا ہی آپ نے وجان بخشی کی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہو اعقب مین
رستم کے لڑنے لگا جو قریب رستم آیا اُسکو مار کر گرا دیا اقسام نے جو دور سے دیکھا کہ سرسام
جاتے ہی شریک رستم ہوگیا اب اسکا قتل کرنا واجب ولازم ہی یہ سوچکر فوج کو اشارہ کیا کہ
سرسام کا سر کاٹ لو کل پہلوانون نے سرسام کو گھیرا سرسام انتہا کا زخمی ہوا رستم سلمے جو
پلٹ کر دیکھا کہ سرسام زخمی ہو رہا ہی تلوار چمکا کر اُسی مجمع پر جا پڑے ایک پہلوان نے پشت پر آکر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر زخمی ہوا رستم نے اُسکے جواب مین تلوار کا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے
دو ٹکڑے ہوئے مگر نکان جو پہونچی زخم سر کھل گیا تقیین ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا تلوار کو نیام مین کیا دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا ای کب
اصیل اگر ہوسکے تو مجھکو نکال لیچل مرکب نے جو اپنے آقا کو سست پایا دولتیان اور ٹاپین مارتا ہوا
طرف صحرا کے لے نکلا ہر چند لوگون نے چاہا کہ مرکب کو روکین مگر نہ رُک سکا گھوڑا طرارہ بھر کر نکل گیا
پانچ کوس پر ایک صحرا ملا وہان پر بیٹھے گھانس کے کھائے جسم کو جنبش دی رستم لشت مرکب سے
گرے گھوڑا گرد پھرا کیا چاہتا ہی کہ آقا اُٹھین مجھ پر سوار ہون مگر رستم بیہوش پڑے ہین آخر چرنے لگا
مگر نگاہ رستم کی طرف ہی اتفاقًا اس حوالی کا جو بادشاہ ہی کیہان صحرا نشین اُسکی ایک دختر
بلند اختر ہی سلطانہ نارنجی پوش برائے شکار آئی تھی رستم پر جو نگاہ پڑی لاکھ جان سے
عاشق ہوئی اٹھوا کر لیگئی اپنے باغ مین لائی ٹانکے دلوائے خود رومال لیکر سرہانے بیٹھی یہان جنگ
کا یہ انجام ہوا کہ اقسام جنگ سے عاجز ہوا ہاتھ سے سہیل قزاق کے زخمی ہوا طبل بازگشت
بجوایا سرداران رستم پلٹے اپنے مقام پر آکر اُترے اقسام جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوا یہان
آفاق شاہ نے آکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ رستم کو گھوڑا نکال لیگیا خواجہ کو بلا یا کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری رستم زخمی ہوکر نکل گئے تلاش کو جائیے خواجہ نے اُسی وقت تیاری کی اور جھٹ پٹ
ہاتھا سے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور تلاش رستم مین چلے اُسی صحرا مین یہ بھی پہونچے دیکھا
کہ خون کے قطرے جا بجا پڑے ہین اُنکو دیکھتے ہوئے خواجہ چلے یہان رستم کو باغ مین ہوش آیا
ملکہ کو دیکھکر بہت پسند کیا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے پوچھا آپکا نام نامی کیا ہی رستم نے حسب ونسب اپنا

بیان کیا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر عرض کی کہ آپ صحرا میں پڑے تھے مجھے صورت زیبا دیکھکر افسوس ہوا کہ ایسا نہو کوئی جانور درندہ آکر بے ادبی کرے اسوجہ سے اٹھوا لائی رستم کو خیال ہوا اور فرمایا کہ مرکب ہمارا جنگل میں رہ گیا ملکہ نے کہا کہ مرکب بھی آپکا آیا ہے رستم کو خیال شہرت آیا بیقرار ہوکر کہا نہیں معلوم اُس محبوب جانی یار جاودانی کا کیا حال ہوگا یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یارب مجھے بلائے وہ یا آپ آملے — مطلب بر آئیں دل کے مرادعا ملے
جب گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملا — کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے
ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشمداشت — خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے
رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ — کاٹوں میں اپنے ہاتھ جو صورت ذرا ملے
جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں درد فراق سے — اب موت آئے یا مجھے عیسے شفا ملے
لازم ہی ہر صنم کے لیے کبر اور غرور — پتھر ہی بت نہیں جو نہ شان خدا ملے
مدت سے آشیانہ گل کی خبر نہیں — پوچھوں چمن کا حال جو باد صبا ملے
سر پہ چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے — کیا طالع رسا ہے تجھے زلف رسا ملے
بٹ جائے ہاتھوں ہاتھ تبرک کی طرح سے — اُتری ہوئی جو پاؤں کی تیرے حنا ملے
مرتا ہوں ہجر یار میں کوسا تھا کسنے ہائے — وہ درد ہو مجھے کہ نہ جسکی دوا ملے
ہو بر خلاف جب ترا ہر فعل قول سے — پھر تجھ سے خاک دل مرا او بیوفا ملے
آیا ہوں تنگ اس دل عاشق مزاج سے — دیدوں اگر حسین کوئی دلربا ملے
تلوار کھینچو رند تم اب کوئے یار میں — انبوہ سر کے پھر بچھنے راستہ ملے

رستم نے جو یہ اشعار روبرو ملکہ کے پڑھے ملکہ کو بہت ناگوار ہوا اٹھ کھڑی ہوئیں کنیزوں سے آکر کہا صاحبو بڑا غضب ہوا یہ شخص کسی پر عاشق ہے اُسکے ہجر میں اشعار پڑھتا تھا کنیزوں نے کہا واری ہم آپکے خوف سے کہہ نہیں سکے یہ وہ شخص ہے کہ جسکے بارے میں قدرت خود فرماتی ہیں کہ رستم کو جسنے قتل کیا اُسنے خدائی کو بچالیا جب یہ رنگ ہے تو یہ شخص تجکو کیونکر اپنے ملک میں پہونچیگا ہم خوف سے نہیں عرض کر سکے آپ صحرا سے اٹھالائیں یہ لوگ ہر جائی ہیں انکے دام میں پھنسکے آٹھ پہر رنج و ملال کا سامنا ہوگا ملکہ نے کہا تم سبکی صلاح ہو تو والد کو اطلاع کروں کہ وہ گرفتار کر کے

انکو لیجائیں خدمت خداوند میں پہونچائیں وہان جاکر قتل ہون سب کنیزون نے یہی کہا
کہ واری یہی بہتر ہے کہ والد کو اپنے بلا کر انکو گرفتار کرادیجیے یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئین قلعہ مین
آئین قصر مین آکر اول مان سے ملاقات کی ناظر سے کہا ذرا والد کو بلائیے ناظر نے والد سے
اطلاع کی گیہان محل مین آیا ملکہ نے کنارے لیجا کر عرض کی ای والد نامدار مین نے بڑا کار نمایان
کیا فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن کو جنگل سے اُٹھالائی ہر چند کہ ٹانکے لگائے ہین لیکن ابھی صحت
حاصل نہین ہوئی آپ چلکر گرفتار کر لیجیے لوح بھی طلسم ہفت پیکر کی اُنکے گلے مین ہے وہ اُتار لیجیے
ہفت پیکر بھی ممنون ہوگا اور قدرت تو یہ فرماتے ہین کہ جسنے رستم کو قتل کیا اُسنے خدائی کو بچالیا
بس آپ معین خدائی کہلائینگے گیہان یہ خبر سُنکر شاد ہوگیا کہا ای نور نظر تو نے بڑا کار نمایان کیا یہ کہکے
باہر نکلا ساٹھ ہزار فوج کو تیار کیا گھوڑے پر خود سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا یہان رستم
جھکے بیٹھے ہین پٹیان کنیزین بدل رہی ہین شاہزادہ پوچھ رہا ہے کہ صاحبو آج ملکۂ عالم کہان گئین
کنیزین عرض کرتی ہین کہ باپ کے سلام کو گئی ہین رستم ہر مرتبہ یاد مین ملکہ کی آنکھون مین آنسو
بھر لاتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری ہوگی
اُسکو تو دم بھر کی جدائی گوارا نہ تھی فلک نے یہ انقلاب دکھایا خدا اُس تک پہونچائے صورت زیبا
اُسکی دکھائے اس سوچ مین سرنگون بیٹھے ہین کہ بیرون باغ گرد اُڑی تتق گرد جو بلند ہوا رستم نے
فرمایا ارے دیکھو تو یہ کون آتا ہے کنیزون نے کہا یہان کا جو بادشاہ ہے وہی آتا ہوگا آپ ہوشیار ہوجائیے
کہ گیہان مع فوج اندر باغ کے داخل ہوا پکار کر آواز دی او ظالم تو یہان آکر پھنسا اب بہتر یہ ہے کہ میری
خدمت مین حاضر ہو جان بخشی کرادونگا ہفت پیکر تک نہ لیجاؤنگا خداوند خیال سکندری اسی مقام پر سزا
و جزا کرینگے رستم نے تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا اپنا مرکب تیار کرون تا بہ مرکب نہ پہونچنے پائے
کہ فوج نے آکر رستم کو گھیر لیا رستم سے تلوار چلنے لگی ہر چند پہلوان چاہتے ہین کہ رستم کو گرفتار کرلین ممکن
نہین ہوتا رستم شیرانہ جنگ کر رہے گیہان نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ پشت سے بلوہ کرو پہلوانون
نے پشت سے بلوہ کیا نیزہ و تیر چلنے لگے رستم بہت زخمی ہوے ایک کافر نے نیزہ مارا شانے پر رستم
کے پڑا رستم نے چاہا کہ نیزہ توڑون اُسنے کھینچکر جھٹکا مارا کہ رستم گرے پہلوان بلوہ کرکے ٹوٹ پڑے
از روے بلوہ کے رستم کو گرفتار کرلیا اُسوقت ملکہ آکر پہونچین دیکھا کہ رستم زخمون سے چور چور

دشمن ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا رہے ہیں ملکہ کا کلیجہ ٹکڑے ہو گیا کسی نے ہتھکڑیاں پہنائیں
کسی نے بیڑیاں وطوق پہنایا جون جون رستم مسلسل ہو رہے ہیں ہر چند کہ شہرت کا ذکر سنکر غصہ
آیا تھا لیکن عاشق صادق ہو اس حال پر ملال کو دیکھکر دل ٹکڑے ہو گیا آنکھوں سے آنسو
ٹپک پڑے جی میں کہتی ہو ای سلطانہ یہ تو نے کیا ستم کیا یہ کام جلا دی کا ہوا کہ ایسے معشوق مہر تمثال
کا یہ حال ہوا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا افسوس صد ہزار افسوس مجھے بیکے حال پر رونا آتا ہی کاش
کہ یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھ مین ہو تین بیڑیاں کوئی مجھکو پہناتا طوق بر گلوگیر ہوتا کمر مین حلقہ زنجیر
ہوتا دیر تک کھڑی ہوئی روا کی اتنے عرصے مین گیہان نے رستم کو مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون
سے کہتا تھا کہ آج مجھ سے وہ کام سرزد ہوا کہ قدرت مجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے بڑے بڑے ساحر
و پہلوانان اولوالعزم اسکی فکر مین گئے مگر آخر مین قتل ہوے مین جب گرفتار کرکے لیجاؤنگا قدرت
جو پوچھینگے کیونکر گرفتار کیا مین کہونگا کہ مین نے اسکو ایک طمانچہ مارا یہ گھوڑے سے گرا مین نے گرفتار کر لیا
یہ کہنا میرا بہت ٹھیک ہوگا قدرت فرمائینگے کہ ہمنے تجھکو طاقت دی تب مین کہونگا کہ آپکی قدرت مین
کیا کوئی شک ہو آپ اگر تقدیر نہ کرتے تو مین کیونکر غالب آتا یہ کہتا ہوا رستم کو لیکر چلا رستم بیہوش و
مدہوش ہیں ہودار پر گیہان نے ڈال لیا ہو ملکہ سلطانہ نے گھبرا کر پائے پر ہودار کے ہاتھ ڈال دیا اب سے
گھبرا کر کہا اگر مناسب ہو تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے اگر صاحب غیرت ہوگا تو اس اقلیم سے چلا جائیگا پھر
کبھی اسطرف آئیگا گیہان نے کہا ہو نور نظر مین قدرت سے بیان کرونگا کہ میری بیٹی نے یہ کارنمایان
کیا کہ جنگل سے زخمی اٹھا لائی زخم مین ٹانکے دیے جراح بھی مقرر کیا پٹیاں مرہم کی چڑھائین پھر مجھکو خبر کی
تب مین نے گرفتار کیا یقین ہو قدرت تمکو حورون کا سردار کرینگے بڑے مرتبے حاصل ہونگے اب اس شخص کے
حال پر رحم نہ کرنا چاہیے جا کر باغ مین بیٹھو ساتھ کنیزون کے ہنسو بولو گیہان رستم کو لیکر بیرون باغ آیا
بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمہ الگ استادہ کرایا اسمین رستم کو داخل کیا نگہبان و پاسبان مقرر کر دیے آپ
اپنے مقام پر جا کے بیٹھا غرور کی باتین کر رہا ہو ایک ایک سے یہی کہتا ہو آج کیا قدرت نے سامان دکھایا
کہ ایسا شخص میرے ہاتھ آیا لوح کو اس سے لیکر پاس ہفت پیکر کے روانہ کرون لیکن سلطانہ نارنجی بو
حال زار رستم دیکھکر پلٹین کنیزین ساتھ ساتھ جب قریب بارہ دری پہونچین تو گھبرا کر کہا صاحبو تمنے مجھکو کیون
گھیرا ہی کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہو اپنے مقام پر جا کے بیٹھو میرے پاس نہ آؤ کنیزین گھبرا کر پیچھے بیٹھین

آپ اُٹھکر بارہ دری میں آئی بے اختیاری میں یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے۔ نظم

مصیبت محبت میں اے دل پڑے گی ‌ ‌ ابھی سہل ہے آگے مشکل پڑے گی

نہ پھیرو نگا منھ ہوں وہ جانباز عاشق ‌ ‌ اگر تیغ پر تیغ قاتل پڑے گی

رہ عشق میں اُسکی گھبرا نہ اے دل ‌ ‌ کڑی سی کڑی آگے منزل پڑے گی

مددِ عشق کی ہے تو جھیلو نگا تنہا ‌ ‌ اگر بھیڑ سی بھیڑ اے دل پڑے گی

تڑپتا ہے اک زخم کھا کر ابھی تو ‌ ‌ چھُری پر چھُری تجھپہ بسمل پڑے گی

چمک گر یہی حُسن کی ہے تو سننا ‌ ‌ تری دھوم او ماہ کامل پڑے گی

نہ کر یاد رخ ہے جو زخمی نگہ کا + ‌ ‌ ابھی چاندنی تجھ پہ گھائل پڑے گی

خلش اس مژہ کی یہی ہے جو دل سے ‌ ‌ مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑے گی

شب ہجر ہے برق بن بن کے تجھپر ‌ ‌ مری آہ او ماہ کامل پڑے گی

نہ کر عادتِ وصل گھبرائیگا پھر ‌ ‌ جدائی کی جو کھوں جو اے دل پڑے گی

خدا حافظ و ناصر اُنکی کمر کا ‌ ‌ سُنا ہے گلے میں حمائل پڑے گی

چڑھاؤنگا گل گورِ مجنوں پہ اے رشک ‌ ‌ نظر جب وہ لیلیٰ شمائل پڑے گی

یہ اشعار پڑھ کے خوب روئیں شمع پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ پروانے گرد پھرتے ہیں اور جل جل کر گرتے ہیں زانوؤں پر ہاتھ مار کر کہا او دل خانہ خراب یہ جانور بے زبان تو یہ کام کریں اور تجھ سے یہ حرکت سرزد ہو معشوق پر یہ بدعت کس غربت سے گرفتار ہوا کوئی چارہ نتھا مرکب اپنا نہ پایا پیدل لڑائی پڑی آخر یہ مصیبت ہوئی اسقدر تیر و نیزے پڑے کہ آخر لڑتے لڑتے گرے بلا وہ کے جیتے گرفتار کر لیا کبھی اُٹھتی ہیں کبھی بیٹھتی ہیں کبھی خیال آتا ہے کہ اپنی جان نذر کروں یا اُس جوان کو بچاؤں لالہ عذار وزیرزادی اُسنے جو باہر دیکھا سب کنیزیں اپنی اپنی صحنچیوں میں بیٹھی ہیں آپس میں یہی باتیں کر رہی ہیں کہ ملکہ نے بڑا ستم کیا گھر میں لا کر گرفتار کرایا اگر یہ جوان سنبھل جاتا تو ان سب کے گرفتار کیے گرفتار نہوتا وزیرزادی نے سب سے پوچھا ملکہ عالم کہاں ہیں سب نے کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو نکال دیا وزیرزادی یہ سُنکر گھبرائی ٹہلتی ہوئی بارہ دری پر آئی اب جو کان لگا کر سُنا تو رونے کی آواز آتی ہے ہچکیاں لگی ہوئی ہیں بیقرار ہوگئی پردہ اُٹھا کر اندر آئی

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھیں سرخ ہین غم والم کی طغیانی ہی دوڑ کر وزیرزادی قدمون پر گر پڑی اشک اپنے دوپٹے سے پاک کیے کہا کیون واری خیر تو ہی ملکہ نے کہا کہ ای لالہ عذار ہمارا حال نہ پوچھو ہمسے وہ حرکت ہوئی کہ زبان ہماری قلم کرو زمرہ مین جلادون کے ہمارا نام لکھو افسوس ہی کہ مجھ بکمبخت نے معشوق کو گرفتار کرا دیا دل بیقرار ہی ہاے کیا کرون اس عرصے مین سب کنیزین بھی فرداً فرداً کرکے آئین ملکہ کو دیکھا کہ رو رہی ہین کنیزون نے پوچھا کیون واری کیا کیفیت ہی ہم لوگون سے کہو ارشاد ہو وزیرزادی نے بھی عرض کی کہ واری اب جو حکم فرمایئے وہ بجا لائین جان اپنی لڑائین ملکہ نے کہا ای لالہ عذار کسی طرح یہ شخص قید سے چھوٹ جائے مین اگر پاؤن اور سامنے جاؤن تو قدمون پر سر رکھون عذر کرون کہ میری خطا معاف کیجیے شاید وہ ظالم پر سر رحم آئے خطا معاف کرے پھر مجھ سے میل ہو ای لالہ عذار مجھ بدنصیب پر شاق یہ ہوا کہ اسنے اپنی معشوق شہرت گلگون پوش کو یاد کرکے اشعار پڑھے مجھ شاق گذرا کہ میرے سامنے یہ شخص دوسرے معشوق کا ذکر کرتا ہی جا کر باپ سے اطلاع کر دی جسکا انجام یہ ہوا کہ اب تڑپتی ہون لاکھ چاہتی ہون کہ دل کو روکون دل نہین مانتا ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے کو ہلاک کرون اپنا جھگڑا پاک لالہ عذار نے کہا واری ابھی تو آسان ہی خیریت یہ گذری کہ والد آپکے بیرون باغ اتر پڑے جس خیمے مین رستم قید ہین دیوار باغ سے وہ قریب ہی ہم سب ملکر نقب کھودین قید خانہ مین پہونچین انکو نکالکر لے آئیں آپ سے ملائین ملکہ بیقرار ہوکر اٹھین لالہ عذار کے قدمون پر گر پڑین کہا ای لالہ عذار اگر یہ کام تمنے کیا تو گویا مجھکو مول لے لیا عمر بھر احسان مند رہونگی دولت دنیا سے نہال کر دونگی سب میرا زیور لے لو جان بھی عزیز نہ کرونگی سب نے کہا واری ابھی جاتے ہین نقب دیکر اپنے کو خیمے مین پہونچاتے ہین ملکہ نے کہا مین بھی تم سب کے ساتھ چلونگی نقب کنی مین مصروف ہونگی کہ وہ گرفتار رنج و مصیبت مجھکو اس حال مین دیکھکر شاید بر سر رحم آوے لالہ عذار نے کہا کہ اب جلدی کیجیے دیر ہو رات کم باقی ہی ملکہ سب کنیزون کو ساتھ لیکر قریب دیوار باغ آئین دو چار جشنین کہ جو قوی و جسیم تھین خنجر پکڑکے نقب دینے لگین ملکہ اپنے ہاتھ سے مٹی اٹھاتی ہین کبھی خنجر تھام لیتی ہین خود بھی کھودنے لگتی ہین سب نے ملکر نقب کھودی مہرہ نقب کا جاکر اس خیمے مین توڑا کہ جس خیمے مین رستم قید تھے ملکہ کی نگاہ پڑی کہ لباس پھٹا ہوا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہو

سرنگون بیٹھے ہین سر زنجیر پر سرخم ہی ہجوم غم و الم ہی یکایک زمین سے بجلے بیلے ملکہ نگلین نکلکے بھی رستم کے قدمون پر گر پڑین رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کیون ای جان جہان خیر تو ہی ملکہ رو نے لگین کہا ای شہریار مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ آپکو گرفتار کرایا گرفتار کرا کے شرمندہ ہوئی بقول شاعر۔ نظم

خیال یار مجھے اے رشک حور ہوتا ہے
خطا معاف ہو مجھ سے قصور ہوتا ہے

وہ اس خمسہ مین اُسکے فتور ہوتا ہے
جنون سمجھتا ہون جسکو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے
گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جرم مرا ہی مغفرت کو دیکھ
معاف کردے بشر سے قصور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ
ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

کیے ہین دل نے بھی پیدا خوص شیشے کے
ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے

گلی مین یار کی نالان رہین نہ کیون عاشق
چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے

قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہے عشق
اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے

چھری چلی مری گردن پہ بے خطا ورنہ
کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے

وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش
جو خم چڑھاؤن تو کچھ سرور ہوتا ہے

عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم
وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے

بجز ایک برس بھی نہین گذرتا ہے
بہار آتے ہی سودا ضرور ہوتا ہے

خطا نہین کی تو کیجیے سزا مجھکو
یہ بے گناہ سراپا قصور ہوتا ہے

مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند
وہی سمجھتے ہین جنکو شعور ہوتا ہے

رستم نے اشک آنکھون سے پاک کیے فرمایا ای ملکہ عالم جو گذرا وہ گذرا یہ تکلیف ہماری تقدیر مین تھی اور طور سے بیوقوتی ہتھکڑی کا ٹوٹکہ ہم قید توڑین ملکہ نے خنجر اپنے ہاتھ مین لیا کیا ہین ہتھکڑیون کی کاٹین رستم نے کہا ای ملکہ تم تو باغ مین جا کر بیٹھو مین گیہان کی گردن جا کر یون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ فرزند صاحبقران کے ساتھ مکر کیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہی مکار سب موجود ہین پھر آپکو مکر سے گرفتار کرینگے بہر نوع رستم کو سمجھا کر باغ مین لائین یہان صبح کو گیہان کو خبر ہوئی کہ رستم قید خانہ سے غائب ہو گئے گیہان بہت گھبرایا ملکہ پہ تو خیال بھی نہ گیا ناچار ہو کے یہ صلاح

ٹھہری کہ قلعہ مین تلاش کرونگا جسکے یہان پتہ لگا اُسکا گھر تک لوٹ لونگا لشکر کو تیار کرکے گیہان قلعہ مین آیا تخت پر بیٹھا ہرکارون کو حکم دیا کہ رستم کو تلاش کرو ہرکارے ہر کو چہ و برزن مین ڈھونڈھنے لگے یہان رستم دوسرے دن اُٹھے لیشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای ملکۂ عالم مین دربار مین گیہان کے جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار ایسا ہو کہ گیہان کوئی فتور کرے آپکے دشمن گرفتار ہو جائین تو باعث خرابی ہی رستم نے نہ مانا اور لیشت مرکب پر سوار ہو کے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے چلین جب درباغ سے نکلنے لگے تو ملکہ رکاب سے لپٹ گئین کہا ای شہریار کنیز کو قتل کرکے جائیے رستم نے غصے مین جواب دیا کہ ان معاملات مین دخل نہ دیا کرو مجھے بڑا قلق ہی رستم نے جو بہ لہجہ قہر و غضب کہا ملکہ کانپ گئین کہا ای شہریار آپکو اختیار ہی آخر رستم چلے ملکہ نے چند کنیزون کو برائے خبر روانہ کیا اور کہا کہ مفصل خبر ہمکو دینا اگر انکے دشمنون پر کوئی پریشانی ہو پہنچی تو مین جان دونگی کنیزین واسطے خبر کے چلین رستم راستے کو طی کرکے قلعے مین ہو پہنچے جس شخص کی نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی یہی قول تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب سرداری و کوکب ستش جہانافروز جہانداری کون جوان ہی لیکن ہرکارون نے جو گیہان کے پھر رہے تھے یہ خبر گیہان کو پہونچائی کہ رستم آپکے دربار مین آتے ہین گیہان گھبرا گیا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو معلوم ہوا کہ رستم کہان تھے اور کہان سے آتے ہین ہرکارون نے عرض کی غلامون نے اُنکو شہر مین دیکھا یہ تو بخوبی دریافت ہوا کہ بیرون قلعہ سے آئے ہین قلعہ کے باہر تھے نہین معلوم کسنے یہ حرکت کی گیہان نے حکم دیا کہ دروازے پر درگہ سالار سے کہو کہ بلا تکلف رستم کو دربار مین نہ آنے دین دروازے پر روکین درگہ سالار کو جو یہ حکم پہونچا سنبھل کے بیٹھا تیغہ کو سنبھال لیا فرق زنجیر کو مضبوط کیا کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہین کہ یہ دروازے پر آ گئے گھوڑے سے اُترے کہ اندر جاؤن درگہ سالار نے کہا کہ ای شخص یہ دربار شاہی ہو اپنا نام بتاؤ ہم جاکر شاہ سے عرض کرین اگر وہ بلائے تو جاؤ رستم ٹھہر گئے دو چار آدمی اندر سے باہر آئے باہر سے اندر گئے مگر درگہ سالار نے کسی سے کچھ نہ کہا جب تو رستم کو غصہ آیا بڑھکر کہا ای پہلوان ہم کب تک کھڑے رہین کئی آدمی آئے اور اندر بھی گئے تمنے ہماری خبر نہ کہلا بھیجی درگہ سالار نے کہا ابھی چند ساعت ٹھہریے شاہ کا مزاج درست ہولے آرام کرکے آئے ہین جب دربار عام ہوگا تو تم بلائے جاؤگے جلدی کیا ہی

رستم نے کہا کہ ہم ابھی جائینگے زیادہ ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہی یہ کہکے بڑھے کہ قرق زنجیر کو ہٹا کر اندر
جائین درگہ سالار اُٹھ کھڑا ہوا رستم کو روکنے لگا رستم نے چاہا کہ بڑھون درگہ سالار نے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر ہاتھ کلائی پر ڈالدیا جھٹکا مارا کہ درگہ سالار کا سر جھکا رستم نے
طمانچہ ماردیا کہ سر جیسے گردن سے اُڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا سر ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا
بادشاہ بیٹھا تھا کہ سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کر کہا کہ یہ سر کسکا ہو کسنے اسکو قتل کیا کہ پردہ
بارگاہ کا اُٹھا کر رستم اندر آئے کیہان کو تخت پر پایا بارگاہ کے اندر آتے ہی مثل اہل اسلام
کے صاحب سلامت کی پکار کر بہیبت و قہر آواز دی سلام من درین مجلس ؛ درین دوا
بر کسے باد کہ یزدان و بشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق تمام اہل دربار اپنے مقام
پر بل کرنے لگے کیہان نے اشارہ کیا کہ یارو خاموش ایسا نہو کہ یہ شیر بگڑ جائے ایک
پہلوان سفاک فیل زور اپنے مقام سے اُٹھا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم تمھین کچھ
خوف نہین کہ تم گنہگار سرکار ہو رستم نے کہا کہ اپنے مقام پر جاکے بیٹھو ہم تمھارے بادشاہ سے
کلام کرنے آئے ہین وہی جواب دیگا سفاک نے کہا کہ ہم قریب بادشاہ کے تمکو نہ جانے دینگے
رستم نے کہا تمھاری کیا مجال ہی سفاک نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالون آگے نہ بڑھنے دون
رستم نے فرمایا کہ زیادہ گستاخی نہ کر سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی تھام کے ایک
قبضہ مارا کہ سر سفاک کا پھٹ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا کہ یارو یہ زور
کبھی نہ دیکھا ہی حقیقت مین یہ جوان بے مثل و بے نظیر ہی بعض کہتے ہین کہ اگر ایسا نہوتا تو
دربار شاہ مین اکیلا کیون چلا آتا طلسم ہفت پیکر ایسا مقام کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا
اسکو فتح کرلیا تحفہ جات حاصل ہوے ہفت پیکر جاگ کر قصر عشرت مین پہونچا قدرت
نے ہمارے طلسم خیال سکندری مین بلایا اپنے نزدیک آوارہ کیا اسقدر فوج جمع کی
کہ گاوزمین بار نہین اُٹھا سکتی مگر یارو اس شخص کے مقدمے مین دخل نہ دو رستم سفاک کو
مار کر نیچون کے بل اکڑتے ہوے قریب تخت کیہان کے پہونچے قریب جاکر کہا کیون کیہان تو نے
ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی کہ تمنے ہمکو قید کیا یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا کیہان سب پہلوانون کی جانب
دیکھ رہا ہی کہ کوئی اُٹھ کے مجھکو بچائے میرا ہاتھ اس زبردست کے پنجے سے چھڑائے کوئی نہیں

مقام سے نہین اُٹھتا ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی رستم نے فرمایا ای گیہان شناخت پروردگار
مین کیا کہتے ہو بہتر یہ ہی کہ بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب حق اختیار کرو بقراط ثانی ایک حکیم
جلساد شعبدہ باز ہی شعبدہ پر بڑا غرور رکھتا ہی کیا کیا میرے ساتھ فتور برپا کر رہا ہی کیسے کیسے
پہلوان بھیجے ہمارے خدا نے ہمکو غالب کیا جو سامنے آئے مارے گئے بس اب جواب دو ورنہ
مین تیغہ ہفت جوہر کھینچتا ہون گیہان ڈرا خوف سے کانپنے لگا خیال ہوا کہ اگر مین نے
خلاف رستم جواب دیا تو یہ فوراً قتل کریگا اور کوئی ہمارا پہلوان دخل نہ دیگا دیکھو کیسی مشکل ہے
رستم میرا ہاتھ پکڑے کھڑے ہین اور کوئی اپنے مقام سے نہین اُٹھتا خوف جان سے بول اُٹھا
ای شہریار مین بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہون اتنا تو مجھکو ثابت ہو کہ آپکو قید خانہ سے
کون لیگیا رستم نے ہنسکر جواب دیا کہ جسنے قید کرایا اُسی نے قید سے چھڑایا گیہان خاموش
ہو رہا سوچتا ہی کہ بدلہ لونگا یہ وقت کلام سخت کا نہین ہی رستم کو دنگل پر بٹھایا وہ دنگل کہ جو پہلوے
تخت مین تھا اُسپر رستم کو جگہ دی سامنے رستم کے کلمہ پڑھکر بہ ظاہر مسلمان ہوا ساقی بچون کو
اشارہ کیا کہ جام شراب لاؤ ایک دو جام سادہ پلائے جب رستم کئی جام پی چکے تب گیہان
اپنے مقام سے اُٹھا اور شراب مین بیہوشی ملا کر جام بھر کے آگے رستم کے پیش کیا رستم بے اندیشہ
انجام پی گئے پیتے ہی سر گردش کرنے لگا فرمایا کیون ای گیہان تمنے مکر کیا گیہان نے جواب دیا
کہ ای رستم تمھارے ساتھ یہی چاہیے رستم نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون اُٹھتے اُٹھتے بیہوش
ہو گئے گیہان نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ فوراً آہنگر حاضر ہوئے رستم کو مسلسل و مطوق کیا
تب رستم کو ہوشیار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی ہاتھ جو اُٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا آواز دی کہ گیہان تونے
بڑا مکر کیا مگر وہ مالک ہی ہمکو سرفراز کریگا تجھپر مظفر و منصور ہونگا گیہان نے کہا اب مین مہلت نہ دونگا فوراً
قتل کرونگا یہ کہکر باہر نکلا کہا میدان خونی کو جلد تیار کرو مین اس جوان کو ابھی دار پر کھینچونگا ملازمون نے
فوراً سامان کیا دار استادہ ہوئی جلاد آکر حاضر ہوئے شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے کہ جسکو
حکم ہو اُسکو قتل کرین رستم مجبور و ناچار بہ نگاہ یاس چار جانب دیکھ رہے ہین اپنے پروردگار
سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

ترا غافل نسازد از خدا گنج | نمیند ازد بزندان بلا گنج

شو حاضر بہ پیش حق تہیدست ... ببر باخویش ازین دولت سرا گنج
بہ افتادہ فریاد دستگیری ... عنایت کن بہر بیدست و پا گنج
بشو از آئینہ زنگ کدورت ... بدل کن جمع از صدق و صفا گنج
چرا در فکر گنج و مال باشی ... کہ ہست این گنج بار بیوفا گنج
نبردند از جہان یک حبہ باخویش ... اگرچہ جمع کردند اغنیا گنج
بگو شکر خدا ہر دم کہ ہندی ... ز علم و فضل حق کردت عطا گنج

رستم بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہین گیہان نے اشارہ کیا کہ جلد قتل کرو دیر نہو ان مسلمانون کے معین و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار آجائے اور اس جوان کو قید سے چھڑائے جلاد نے بڑھکر پانون رستم کا پکڑا زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا گیہان تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا لیکن سلطانہ زرین پوش باغ مین رو رہی ہین فرماتی ہین نہین معلوم کیا سبب ہی کہ دل دھڑک رہا ہی ہمارے باپ کے مزاج مین مکر ہی اور رستم سیدھے سپاہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا رستم نے جاکر بارگاہ گیہان مین آفت برپا کی گیہان نے خوشامد کرکے شراب مین بیہوشی ملاکر پلائی اور رستم کو پکڑ لیا اب دار پر کھینچے ہے آمادۂ قتل رستم ہین ملکہ گھبرا گئین فرمانی لگین کہ ہو صاحبو غضب ہوا جس بات کا مجھکو خیال تھا اُسی کا سامنا ہوا اُسکے مکر کو وہ کیا جانین اپنی جرأت کے گھمنڈ مین پھنس گئے گیہان کو خوف ہی کہ معین و مددگار نہ پہونچ جائے ہائے مین کیا کرون نہایت مجبور و ناچار ہون خدا انکو دشمنون سے بچائے ابنی تو یہ کیفیت ہی نظم

مگر یہ جب سے تری کاکل رسا آئی ... وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
چلون خبر کو یہ جی مین نہ دلربا آئی ... ہزار حیف نہ آئے کمر اور قضا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم ... تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ بیحجاب ہوے بزم غیر مین صاحب ... تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
مین بزم دہر مین بیگانہ وار کیون نہ رہون ... نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری ... پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدقے خوا ... ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

دھرا ہی رہتا ہے آئینہ روبرو ہر وقت
پسند آپکو بھی اپنی کیا ادا آئی

ہزارون مر گئے اسیر سسکتے ہین لاکھون
عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی

مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے
مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی

پہونچ رہی ہے تو اتر مجھے خبر گل کی
ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی

کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر
بتا تو اے دل نادان یہ جی مین کیا آئی

غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی
خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی

سنا ہے رند نے دی جان جسکی فرقت مین
مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

کنیزون نے عرض کی واری اب بیقراری کا وقت نہین ہے جو کرنا ہو وہ کیجیے ملکہ نے کہا مادیان تیار کرو مین جاکر جان دونگی مادیان تیار ہوکر آئی سب کنیزین آئین سلاح جنگ سب نے اپنے جسمون پر آراستہ کیے عرض کی واری چلکر تہلکہ ڈالدینگے اگر رستم کو رہا کیا تو قیامت برپا ہوگی وہ شیر اُسکے رو کے رکیگا پھر اُس دلیر سے مقابلہ کون کرسکے گا غرضکہ چارسو کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ بہ ارادہ رزم و پیکار باغ سے نکلین مگر آنکھون سے آنسو جاری دل پر بیقراری درگاہ باری مین عرض کرتی ہین کہ اے خالق لیل و نہار اُس شیر کو جاکر زندہ پاؤن خیر و عافیت سے چھڑاؤن اپنا تو یہ حال ہے نظم

ہر زمان تعمیل فرمان میکند از صدق دل
بندگی ہر وقت و ہر آن میکند از صدق دل
انقیاد حکم یزدان میکند از صدق دل
سر بچشم دل و جان میکند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زین دربار گوہر بار خاک

سر نگرد اندر سجود بندگی یکدم ز خم
کرد ضائع عمر در اندیشہ و تشویش و غم
در رہ صدق و صفا نہاد با عشق ثابت قدم
ماند روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک اقدس یافت دنیا دار خاک

مس شود اندر کف مردان حق خالص طلا
صحبت عالم کند ذی ہوش اہل جہل را
سنگ پارس میشود در قرب مردان خدا
قطرہ دُر گردد بہ تاثیر نگاہ اولیا
زر سو دارد دست مردان خدا ہر بار خاک

دعائین مانگتی ہوئین بیقرار و اشکبار جنگل مین جاتی ہین مگر ہوش اڑے ہوئے کلیجے پر ہاتھ رکھے

ہوے یہی خیال ہی کہ ای رب کارساز ہس جوان کو زندہ پاؤن خیر و عافیت سے انکو دیکھون
قید سخت سے رہا کرون اس خیال مین جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش
واسطے شکار کے جاتا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر عیار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے نقابدار زرین پوش نے جو ملکہ کو اس حال زار سے دیکھا عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ تم
کس حال زار مین ہو کیا قصہ ہی تمھارے رونے سے ہمارا دل بیقرار ہو گیا ہمسے سارا حال مفصل
بیان کرو عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا پیغام نقابدار بیان کیا ملکہ تو بھری ہوئی تھین
سامنے عیار کے رونے لگین عیار نے پوچھا کیون خیر تو ہی آپ سبب تو غم و الم کا بتلائین بات کرتے ہمین
روتا آتا ہی ہمسے مفصل بیان کیجیے ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ایک ایک
کی مشکل کو آسان کرتے ہین ہمسے مفصل فرمائیے ملکہ نے رو کر جواب دیا ای عیار طرار فرزند رشید
صاحبقران شاہزادہ علمشاہ نوجوان کو دشمنون نے گرفتار کر لیا ہی قتل کرنا چاہتے ہین مین
جاتی ہون کہ جاکر انکو رہا کرون لیکن وہان لشکر بہت ہی ایسا نہو کہ بلا مین پھنس جاؤن تو مجھکو
ظالم قتل کرین کیونکر جان بچے یہ حال سنکر عیار نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر جائیے رستم ابھی
رہا ہوے آتے ہین کسکی مجال ہی کہ جو انکو قتل کر سکے فقط نام دریافت کرنے کی دیر تھی ہمارے
آقا کب گوارا کرینگے کہ دشمن رستم کے قتل ہون اور ہمارے آقا خاموش ہو رہین عیار نے
ملکہ کو پلٹایا اور دوڑتا ہوا خدمت نقابدار زرین پوش مین آیا سب کیفیت بیان کی نقابدار
جو حال رستم سُنا زیر نقاب آنسو جاری ہوے کہا ای چہتر والا کہر رستم نے وہ کار نمایان کیا کہ
اولاد صاحبقران مین کسی سے ایسا کام نہین ہوا حقیقت یہ ہی کہ رستم کا جرأت مین مثل نہین
نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ گرفتار ہو گئے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا بارہ ہزار جوان ہم سن دریاے
آہن مین غوطہ مارے ہوے نیزے ہاتھون مین تعجیل چلے سامنے آکر نقابدار نے دیکھا کہ
رستم دار پر لٹکے ہین کافران خطا کار تیر و کمان لیے ہوے لیس کھڑے ہین کہ تیر چلین سینہ
رستم کا فگار کردین کہ نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا
بارہ ہزار کماندار تیار ہوے سیسر کمانون کی کڑکی بارہ ہزار عقاب تیر پر کھولکر چلے سینون پر
کافرون کے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے کافرون مین ہنگامہ پڑا ہر ایک کا قول تھا کہ

یہ آفت آسمانی کہان سے آئی کہ نعرۂ نقابدار کی آواز آئی تلوار کھینچکر راستم نے جو نعرۂ نقابدار کی آواز سُنی نہایت ناگوار ہوا زنجیر پکڑ کر جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید توڑی ایک سوار کو مار کر تلوار اور مرکب اُسکا لیا لشکر کفار پر جا پڑے اگر نقابدار نے بڑھکر کسی سردار کو مارا تو اُسی مقام پر رستم نے دوسرے کو قتل کیا چاہتے ہین کہ نقابدار سے جرائت مین کمی نہو ہمیشہ یہ نقابدار برائے مدد مسلمانان آتا ہی غرور کرکے چلا جاتا ہی قبلہ وکعبہ سے دعوی ہمسری کا ہی اس سے کم نہ رہون جب رستم کسی پہلوان کو قتل کرتے ہین تو نعرہ کرکے یہ شعار پڑھتے ہین نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ جو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نقابدار پلٹ کر دیکھتا ہی تو رطب اللسانی سے تعریفین کرتا ہی کہ ای رستم کیا کہنا تمھاری جرأت کا مین قائل ہون جو زور تمنے کیے اور مقامات فتح ہوے کسی فرزند صاحبقران سے ایسا کام نہین ہوا رستم سلام کرتے ہین تو نقابدار گھوڑا اُڑا کر آتا ہی اور کہتا ہی ای رستم ہم تمھارے چھوٹے ہین سلام کرنا ہمکو چاہیے ہی ہمین محجوب دکرو صاحبقران سے جو مین پایہ صاحبقرانی مانگتا ہون تو مجھکو حکم ہی پروردگار کا مین نے اکثر یہ بھی عرض کیا کہ بزرگان دین سے دریافت کیجیے مگر صاحبقران زمان وہ سپاہی ہین کہ کسی طرح قبول نہین کرتے مگر اُنکو قبول کرنا ہوگا رستم خاموش ہو رہتے ہین مگر ایک طور سے جنگ ہو رہی ہی کہ نقابدار نے گیہان کو رو لا رستم سے اشارہ کیا کہ تمھارا حریف جاتا ہی رستم جھپٹ کر قریب گیہان کے پہونچے اور للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ٹھہر جا گیہان رکا مگر پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان قریب رستم گیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے اب رستم بلوے کو جھیل کر سامنے گیہان کے پہونچے فوج کا بلوہ نقابدار نے روکا رستم قریب گیہان کے پہونچے گیہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر گیہان کو اُٹھا لیا گیہان نے آواز دی الامان رستم نے فرمایا امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا گیہان نے فوج کو منع کیا سب رک گئے گیہان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای رستم حقیقت مین تم صاحب اقبال ہو مین نے کس سطح پر تمھارا قتل چاہا مگر پروردگار نے تمھارے معین کو بھیج دیا کہ اُسنے اگر تمکو بچایا نقابدار

کون صاحب ہین رستم نے کہا مین نام سے اسکے نہین آگاہ مگر یہ مددگار لشکر اسلام ہی اگر جا ہو تو اسکو آیا تم اسکی دعوت کرو نقابدار کو اُتارو کہتے ہے رستم کے گیہان تاجدار قریب نقابدار زرین پوش کے آیا عرض کی ای شہریار ہمیشہ وار ہون کہ آج میری دعوت قبول فرمایئے جو کچھ حیحضر آتش اس ذرہ بمقدار کو ممکن ہو تناول فرمایئے کل حضور کو اختیار ہی نقابدار نے کہا ای گیہان تم رستم کے رفیق ہو تمھاری دعوت بدل و جان قبول ہی یہ کہکر بارگاہ استاد کرائی نقابدار داخل بارگاہ ہوا رستم کو بھی بلوایا رستم بھی آکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر موجود ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ ساتھ کرشمے کے گانے لگی

نظم

بہار آئی کہان اب رند دیوانہ گلستان مین
لپیٹے منھ پڑا ہو گا کسی جانب بیابان مین

حسینون کی محبت چاہیے قلب مسلمان مین
خدا تعریف فرماتا ہی خوشرویون کی قرآن مین

دم تزئین جو افشان اُسنے چھڑکی اپنی زلفون پہ
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین

شرر افشانی آہ گدا نے بوریا پھونکا
لگا دی شیر کے نالون نے آگ آخر نیستان مین

سُنا کرتا ہو ٹھوکر بار کر زنجیر کے نالے
بتنگ آتا ہو تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین

یقین ہو وصل کی شب خون ہوگا بیگمان اپنا
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

سر ہر خار مین ہو جسکے عالم نوک نشتر کا
قضا لائی ہو اپنے ساتھ مجھکو اُس بیابان مین

خداوندا بحق نوح اب تو ناخدائی کر
محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین

فلک کر دے کوئی معشوق گر ناگرم ہم بستر
گرون مین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین

مجھے او وحشت دل تونے کس وادی مین پھینکا ہی
رگڑ کر ایڑیان مرجاے خضر ایسے بیابان مین

جو خواہان آبرو کا ہو تو کر افتادگی شیوہ
نہین ممکن گہر بنجاے قطرہ ابر نیسان مین

وہ میکش ہون اگر بارش مین میخانے نہین جاتا
لب جو تیر کر آتی ہی مجھ تک ابر باران مین

وفور نشئہ عرفان سے ہر اک مست و بیخود تھا
یہ کیفیت اُٹھائی رندانہ مین نے بزم مستان مین

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل نوش ہو گئے نقابدار کا دماغ تر گ طرف رستم کے متوجہ ہوا کہا ای رستم حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے زمانے کے رستم ہو صاحب شوکت و

حشم ہو تمھارا کوئی مثل و نظیر نہین لیکن لشکر مین جاکر ایک انتظام کیجیے کہ ایرج و نورالدہر کو سمجھا دیجیے
آپس مین فساد نہ کیا کرین ایسا نہو کہ ان دونون مین فساد ہو اور کافر دبا ڈالین دونون مین میل
کرا دیجیے رستم نے جواب دیا اے نقابدار بہادران لوگون مین اسقدر نفاق ہے کہ کوئی دم غافل
نہین رہتے ہر چند منع کیا مگر یہ جوان نہین مانتے نقابدار خاموش ہو رہا کہا آپکو اختیار ہے لیکن
تو اسواسطے یہ کلمہ کہا کہ آپس کا نفاق اچھا نہین ایسا نہو کہ دونون مین سے ایک ضائع
ہو جائے تو باعث خرابی ہے رستم نے کہا مجھے کیا موقوف ہے جناب قبلہ وکعبہ نے اس مقدمے مین
اکثر کوشش کی مگر بالکل بے فائدہ ہوئی تمام شب بھر دربار مین نقابدار کے جلسہ رہا گیہان
نے سامان دعوت پیش کیا رستم و نقابدار نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا آخر بوقت سحر نقابدار
اٹھا کہا اے رستم خدا حافظ رستم نے کہا کہ بسم اللہ نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار
جوان تختون پر سوار ہوے صحرا سے لشکر دیوان آیا تختون کو اوٹھا لیا سائبان زربفتی کا نقابدار
پر سایہ کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا نقابدار تو چلا گیا لیکن ملکہ سلطانہ باغ مین رات بھر تڑپا کین
کنیزون سے کہتی تھین تم شہریار نے پھر غفلت کی ایسا نہو کہ بادا جان پھر اس شہریار کے ساتھ
مکر کرین اسکے مسلمان ہونے پر ایسے نازان ہوے کہ اسی بارگاہ مین جلسہ کیا اگر ابکی گرفتار کرینگے
تو لمحہ بھر زندہ نہ چھوڑیگا کنیزین خبر دے رہی ہین کہ دربار مین نقابدار کے کیا عمدہ جلسہ ہو رہا ہے کچھ دن
چڑھا تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ رستم تشریف لاتے ہین ملکہ نام رستم سنکر
نہال ہوگئین برائے استقبال اٹھین دروازے پر آکر کھڑی ہوئین رستم جو آئے ملکہ کو در
باغ پر کھڑا دیکھا گھوڑے سے کود پڑے ملکہ نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا عاشق و معشوق گلے ملے
کنیزین خوشیان کر رہی ہین یہ خبر گیہان کو پہونچی کہ رستم باغ ملکہ مین تشریف لے گئے وزیرون نے
خبر دی کہ حضور جاکر بھی رستم کو ملکہ ہی لے گئی تھین انھین کے باغ مین رہے اب مناسب یہی ہے کہ
ملکہ کو ساتھ شاہزادہ کے منسوب کیجیے ایسا خویش آپ کو پروردگار نے دیا اسکو غنیمت جانیے کہ
صاحبقران کے سمدھی کہلائیے گا گیہان آمادہ ہوا رستم ملکہ سے ملاقات کرکے چلے اور بارگاہ
مین آئے گیہان نے وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی سینہ پر رستم کے مارا ہر چند کہ
رستم کو جدائی کا صاحبقران کی بڑا خیال ہے مگر چہرہ سرخ ہوگیا گیہان سے رستم نے وعدہ کیا

کہ انشاء اللہ بعد قتل ہفت پیکر عقد شرعی ہوگا تین دن رستم قلعے پر گیہان کے رہے چوتھے دن
لشکر تیار ہوا یہ سب تاجدار کل پہلوان جادوگریان کہ مجموع نو لاکھ سوار و پیدل تھے سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا دو منزلین طی کی تھین کہ صحرائے سبزہ زار ملا لشکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی
سب جوان صف شکن بہادران تیغ زن ٹہل رہے ہین بازارین درست ہو رہی ہین کہ خواجہ
عمرو ٹہلتے ہوے کنارۂ لشکر پر آئے ایک دوکاندار سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے
ایک پنجہ گرا خواجہ کو اُٹھا لیگیا سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو کوئی لیے جاتا ہی یہ خبر رستم کو ہوئی
سمک سامنے کھڑا تھا فرمایا ای برادر سنا تمنے کہ خواجہ کو کوئی اُٹھا لیگیا سمک نے عرض کی غلام بھی
تلاش مین جاتا ہی سمک اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین خواجہ کی چلا
کئی کوس راستہ طی کرکے ایک صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک قصر بنا ہو کئی
خادم و خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کوٹھے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین یہ مقام جو سمک نے
دیکھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر کی شکل بنا طرف اُس مکان کے چلا تھوڑی دور راستہ طی
کیا تھا اب جو سر اُٹھا کے بغور دیکھا وہ مکان نہین معلوم ہوتا سمک حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ دور سے
مکان معلوم ہوا قریب آکر مخفی ہوگیا کئی مرتبہ پیچھے ہٹا جب نخلستان مین آیا تو مکان معلوم ہوتا ہی
اور جب پھر نخلستان سے باہر نکلتا ہی تو قصر مخفی ہو جاتا ہی کئی مرتبہ سمک نے جب یہ کیفیت دیکھی تو
یقین ہوا کہ یہ مقدمہ سحر ہی حیران ہوکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا حیران حیران اُسطرف دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای شخص تو کون ہی جو معاملۂ عجائب جمشیدی دیکھ رہا ہی سمک نے دیکھا کہ ایک آہو صحرائی
مثل انسان کے پکارتا ہوا آتا ہی سمک حیران ہوکر دیکھنے لگا وہ آہو قریب پہونچا آتے ہی گرد سمک کے
پھرنے لگا سمک نے دیکھا کہ پانوں میرے زمین نے تھام لیے وہ آہو زمین مین گرا غلطک مار کے
انسان بنگیا آکے سمک کا ہاتھ پکڑا کہا کیون او ظالم کیا دیکھ رہا ہی نہین جانتا کہ یہ مقام عجائب جمشیدی کی
ہی یہان غیر کے آنے کا کام نہین سچ بتا کہ تو کون ہی سمک نے کہا کہ ایک مرد مسافر ہون اِس راستہ مین
جو آیا دور سے قصر دیکھا مین فقیر ہون خیال مین گذرا اِس قصر کے رہنے والون سے کچھ طلب کرونگا جب
نخلستان سے نکلا تو قصر غائب ہوگیا اِس حیرت مین دیکھ رہا تھا کہ قصر مین کون مقدس بستے ہین جنکو یہ مرتبہ
حاصل ہی یہ سُنکر وہ جادوگر ہنسا کہا ای فقیر عجائب جمشیدی نامے ایک ساحرہ ہی کہ ہمیشہ مصاحبون مین

جمشیدی کے رہین اس زمانے مین بقراط ثانی کا قبضہ ہوا اُنکی اطاعت کی ہماری ملکہ عالم اُڑتی ہوئی سیر کو جاتی تھین قدرت نے اپنے ملازمون کو تصویر عمرو دیدی ہی اور حکم دیدیا کہ اس صورت کا آدمی جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ اور فوراً قتل کرو اُسکے مکر مین نہ آنا اسوجہ سے ملکہ نے میری معرفت اس قصر کا انتظام کیا ہی اور عمرو کو پکڑا ہی اسی قصر مین قید ہی مین اس صحرا کا نگہبان ہون کوہان جادو نام ہی اسوقت مین نے تجھکو جو بیٹھے ہوے دیکھا یقین ہوا کہ شاید کوئی عیار تلاش عمرو مین آیا ہو جسے آتے ہی تجھکو گرفتار کرلیا خبردار اسطرف کبھی نہ آنا سمک نے کہا کہ بابا فقیر محتاج ٹکڑ گدا اسطرف کاہیکو آئیگا یہ عجائب غرائب مین نے کبھی نہین دیکھے اب دیکھکر حیران ہوگیا کچھ مجھے دلوائیے کہ میرا پیٹ بھر جلا جاؤن اسطرف منھ کر کے نہ سوؤنگا یہ سنکر کوہان جادو نے کہا ای شخص اس درۂ کوہ مین میرا مقام ہی اگر وہان آئے تو کچھ دون سمک نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین سحر مجھپر سے اُتار دیجیے مین روز اس مقام پر آیا کرونگا کوہان جادو نے سمک پر سے سحر اُتارا سمک اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا اپنے مقام پر چلیے آپکو اپنا کمال دکھاؤن آپکو راضی کرون کہ آپ محظوظ ہون کوہان نے کہا کہ کیا کمال تجھ مین ہی سمک نے کہا کہ سماعت فرمائیے یہ کہکے نہایت تکلف سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نظم

یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے — برق کے بھی طرح سے کچھ شعر موزون کیجیے

بھول جائے سامری جادو وہ افسون کیجیے — مصرع موزون ہو شفق قد موزون کیجیے

رنگ پان سے ہو گئے ہین صورت یاقوت لال — مانج کر دانتون کو رشک دُرِ مکنون کیجیے

خون ہو جائے لہو تھوکے کوئی صاحب کمال — دست و پا کو آب مہندی ملکے گلگون کیجیے

لیچلے ہمکو جنون گر تو مزار قیس تک — گرد باد آسا طواف گور مجنون کیجیے

بال و پر جل جائین مرغ نامہ بر کے ہون کباب — سوز دل کے گر رقم دو چار مضمون کیجیے

لائیے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا — تو غریق لجۂ خون ربع مسکون کیجیے

اُس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو — صدقے اُن دانتون پہ سلک دُر مکنون کیجیے

ہوئے جوش جنون کے گر ابھی کھلائیے — ہوش پران سر سے تیرے او فلاطون کیجیے

اُس خرابے مین نہ اصلا چھوڑا ابھی چاہیے — چشم عبرت گر سوئے قصر فریدون کیجیے

مبتدی ہم گرچہ شاگردان آتش مین ہین نئے — منتہی کے ہوش اُڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

سماک نے جو یہ اشعار سامنے کوہان جادو کے گائے کوہان خوش ہو گیا کہا ہر چند تو فقیر
ہی مگر یہ بڑا کمال حاصل کیا ہی میرے درۂ کوہ مین چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا سماک کا ہاتھ
پکڑ لیا اور درۂ کوہ مین لیکر آیا دیکھا وہان فرش بچھا ہی بوتلین شراب کی رکھی ہین کباب کی کشتیان
عطر کی شیشیان موجود ہین سماک نے پوچھا کیون اے شہنشاہ ساحران یہ اسباب عیش و نشاط تو
رکھا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ کوئی معشوق پریچہرہ نہین کوہان نے سر جھکا لیا کہا اے شاہ صاحب
کیا کہون جو صدمہ مین نے اٹھایا اور اٹھا رہا ہون کہ بیان سے باہر ہی یعنی معشوقہ میری کیسی خوش مزاج
حسن مین معشوقون کے سر کی تاج برائے گرفتاری طلسم کشا گئی وہان جاکر قتل ہوئی اوسدن سے
اکیلا رہتا ہون سماک نے باتون مین دریافت کرکے معلوم کیا کہ یہ اکیلا یہان رہتا ہی کچھ رنگ جمایئے
یہ سوچکر گلابی کھینچکر کہائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا نوش فرمایئے کوہان جادو خوشی خوشی جام
پی گیا دو جام سماک نے پلائے کہ انجام برا ہوا اپنے مقام سے اوٹھا کہتا ہوا کہ قدرت کہڑے ہین
انکو بلاؤن وہ بھی تشریف لادین تو صحبت مین رونق ہو بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چیخ مار کر گرا گرتے ہی بیہوش
ہوا سماک نے پٹی بیہوشی کی دماغ پر کوہان کے چڑھائی ایک کنارے اسکو ڈال دیا رنگ و روغن عیاری
کا لگایا کوہان کی شکل بنکر تیار ہوا درۂ کوہ سے نکلا طرف قصر عجائب جمشیدی کے چلا یہان
عجائب جمشیدی ساحرہ زبردست تخت پر بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد ناچ ہو رہا ہی خواجہ عمرو کی مشکین
باندھکر کنارے بٹھایا ہی شراب پیتی جاتی ہی کنیزین سامنے حاضر ہین دمبدم کہتی ہی کہ مین نے عرضی خدمت
مین قدرت کی لکھی تھی ابھی تک جواب نہین آیا کہ اس ساربان زادے کو قتل کرون یا چھوڑ دون
خواجہ ہاتھ باندھکر عرض کرتے ہین ملکۂ عالم مین ایک مرد غریب ہون جو آپ سمجھتی ہین وہ مین
نہین ہون میری جورو میرے واسطے روتی ہوگی بچے تڑپ رہے ہونگے انکو آب و دانہ کون
پہونچائے گا آپ کو بھی ملال ہوجیگا کل سے مین قید ہون اب مجھکو رہا کر دیجئے کہ نکلجاؤن
بال بچون مین پہونچون یہ ساحرۂ غدارہ ان باتون کو کب مانتی ہی کہتی ہی او ظالم تو نے گھر
کے گھر ویران کیے ملکہ دمامہ و مشمش تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوے آج تک جاہ الماس
آباد نہین ہوا انکی بھانجی صاحبہ بی برق جادو وہان سلطنت کرتی ہین ہائے مقام افسوس
ہی کہ کس ساحرہ کا ذکر کیا کہ جسنے قلب ہلا دیا ان لوگون کی صورتین آنکھون کے سامنے پھر گئین خواجہ

فرماتے ہین ای ملکۂ عالم اب تو مجھے معاف کیجیے مین آپکا مذہب اختیار کرون طلسم کشا کو پکڑ لاؤن میری ملازمت سے بڑے مطلب حاصل ہونگے بجاے لقراط ثانی آپ مالک ہو کر بیٹھیے سلطنت کیجیے میرے حال سے آپ آگاہ نہین ایسی خدمت گذاری کرون کہ آپکو راضی کر کے جاؤن عجائب جمشیدی جواب دیتی ہی او ظالم مین تیرے فقرون کو کب مانتی ہون یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین ہنستی ہوئین سامنے آئین کہا واری نیا معاملہ ہی کوہان جادو عجب حال سے آتا ہی اُس ساحرہ نے اٹھکر دیکھا کہ کوہان جادو گریبان پھٹا ہوا ایک ڈفلی ہاتھ مین بجا بجا کے یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی۔ نظم

ذرا انگیا نہ کرتی ہو جانی تمھاری ۔ نہین پاس کوئی نشانی تمھاری
یہی ہو اگر ناتوانی تمھاری ۔ ہوئی ختم یہ زندگانی تمھاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری ۔ غرض قہر ہی مہربانی تمھاری
شبیہ آپکی کھینچ دیگا یہ مانا ۔ ادا کسطرح کھینچے مانی تمھاری
تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی ۔ خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری
وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم ۔ مری گفتگو ہے زبانی تمھاری
عدم کو چلا لیکے داغ محبت ۔ دکھاؤنگا سب کو نشانی تمھاری
کیا امتحان میرا سو سو طرح سے ۔ وہی ہی مگر بدگمانی تمھاری
جگایا دل زار نے ہجر کی شب ۔ سحر تک کہی ہی کہانی تمھاری
برا اگر نہ مانو تو سچ سچ یہ کہدون ۔ تم اچھے بری بدگمانی تمھاری
عبث بے سبب بے جہت روٹھتے ہو ۔ یہی تو بری ہے جانی تمھاری
بھلا تم ہی منصف ہو للہ بولو ۔ وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری
وہ پیری مین بھی زندہ رکھے اب آکر ۔ جسے یاد ہو لے جوانی تمھاری

کوہان گاتا ہوا آتا ہی طائر آشیانون مین پھڑ گئے ہین منھ نکالے آشیانون مین بیٹھے ہین عجائب جمشیدی نے کہا کیون صاحبو یہ کمال اسکو کیونکر مل گیا کس ستم سے گا رہا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی جی چاہتا ہی اسکا منھ چوم لیجیے اور پوچھیے کہ یہ کمال تجھکو کسنے تبلایا اسکو تو یہ بات قدرتی حاصل ہوئی کہ کوہان قریب آیا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا

کوہان نے جواب دیا اے ملکہ عالم مین پڑا سو رہا تھا کہ قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا کہ اے کوہان اکیلے پہاڑ مین گھبراتے ہوگے ایک کمال تمکو تبلائے جاتے ہین کہ اُس سے دل بہلایا کرو طائران ہوا و شیران صحرا آکر تمھارے پاس بیٹھین گے اُنھین سے دل بہلانا ملکہ نے کہا ہمین بھی کچھ سناؤ یہ کمال تو تمھارا دیکھکر دل بہت خوش ہوا حقیقت مین قدرت نے جو بات تمکو عطا فرمائی ہو کسی ساحر و سردار کو ایسا کمال نہین عطا کیا کوہان نے کہا بہت خوب اُس سے عمدہ چیز مین آپکو سناتا ہون یہ کہکر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس — ہائے اُسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس

کیا خطا مجھ سے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس

دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہی — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس

بھول کر یار مقدر سے مرے گھر آیا — حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس

ہائے محفل مین ترے آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظرون سے مجھے تو نے گرایا افسوس

کمسنی سے تو غش آیا اُسے پچھتاتا ہون — ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس

کبھی ہنس ہنس کے نہ کین آپنے دو دو باتین — عمر بھر اپنی محبت مین رلایا افسوس

ہائے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی — زلف مین اُسکی عبث دل کو پھنسایا افسوس

اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہی — ان حسینون سے نہ کیون دل کو بچایا افسوس

استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس

قبر مین بھی ہی ارمان سدا ہی سطوت — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

اس غزل کو سُنکر ملکہ بیقرار ہوگئین اور کہا حقیقت مین تو علم موسیقی مین فرد ہی اور خوش ہوکر بالاے مروارید اپنے گلے سے اُتار کر انعام مین دیا کوہان نے لیکر سلام کیا اور بالاے مروارید کو اپنے گلے مین ڈال کر عرض کی کہ ملکہ عالم قدرت چلتے وقت فرما گئے ہین کہ آج کل عمرو عیار گرفتار ہوکر آیا ہی عیارن کے تانتے لگ جائینگے مگر جو یہان آئیگا وہ گرفتار ہوگا اور عمرو کی قضا تمھارے ہاتھ سے مقرر کی ہی تم جاکر ابھی اُسکو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ سانحہ مجھپر آج شب کو گذرا مین نے جو تہتان کیا آواز بھی عمدہ ہوگئی راگ راگنیان سب سامنے چلی آتی ہین دیکھیے یہ سامنے بھیرون

کھڑا ہی یہ ہنڈول یہ برواپہ دھناسری یہ اساوری یہ کیدارا یہ گون ملار یہ دیپک جتنے
راگ راگنیان ہین سب موجود ہین ان سب کے ساتھ جو یان ہین وہ اشارہ کر رہی ہین
کہ ہمارے شوہر کا تمنے نام لیا ہم سب موجود ہین لطف دکھائینگی بڑے بڑے گانے والون
کو شرمائینگے عجائب جمشیدی ہنس پڑی کہا ارے کوہان آج تمکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہے
کوہان نے کہا ملکہ عالم قدرت بہت دیر تک ٹھہرے رہے فرماتے تھے کہ تو جبر اشارہ
کریگا قیامت کا سامنا ہو جائیگا دیکھ ملک الموت کو پہچان لے یہ تیرے حکم سے آئیگا مجھکو
تردد ہوتا ہی کہ یہ کمال اگر سچا نکلا تو سب مسلمانون کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور
ملک الموت سے کہونگا کہ مسلمانون کی روح قبض کر و پہلے سب کے طلسم کشا کو لونگا اُنکے بعد
صاحبقران کو عمر و عیار کو تو بلوائیے پہلے مین بھی اُسی سے شروع کرون عجائب جمشیدی
یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اور کنیزون سے کہا کہ جاؤ عمرو عیار کو لاؤ کوہان اُسکو قتل کرے صناجع
یہ ہمارا ملازم ہی ہمکو اس سے خوف ایسا ہو گا کہ کبھی یہ غصے مین ملک الموت سے کہدے
تو لطف زندگی نہ باقی رہے کنیزون نے کہا حضور کل سے ہم سبکی قید مین عمرو کیا کیا فساد برپا کر رہا
ہی کبھی ہاتھ جوڑتا ہی کبھی خوشامد کرتا ہی کبھی منتین کرتا ہی ہزار ہا طرح کی باتین بناتا ہی اور کہتا ہی کہ
مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہی کہ مین عمرو عیار نہین ہون مین ایک غریب آدمی ہون ایک کنارے
پڑا رہتا ہون زبردستی عمرو بنا کر مجھے گرفتار کیا ہے او بے رحم کر دیجے اس تکلیف سے بچاؤ تمکو
ثواب ہو گا یہی چاہتا ہی کہ فساد برپا کر کے نکلجاؤن ہم سبھون کا ناک مین دم ہی یہ نہین جانتا کہ یہ
مقام عجائب جمشیدی ہی یہاں کا قیدی تا حین حیات نہین چھوٹتا ہی اسوجہ سے ہم لوگ بھی
اُس ظالم سے بات نہین کرتے ہم ابھی اُسکو لاتے ہین یہ کہکر کنیزین گئین اور خواجہ عمرو کہ ایک
قفس مین بند تھے لاکر وہ قفس سامنے ملکہ کے رکھدیا کوہان جادو تیغ کھینچے ہوے بڑھا کہ
ساربان زادے کو قتل کرون کنیزون نے کہا میان اسے قفس سے باہر نکال لو تب اسکو قتل کرو
عجائب جمشیدی نے اشارہ کیا عمرو کو قفس سے نکالا سمک نے قریب آکر کہا کہ او
ساربان زادے اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ قبلہ و کعبہ نگوڑا اپنے
غلام آپکا آپہونچا عمرو قہقہا مارکر ہنسے فرمایا ارے کوہان تم اپنے ہاتھ سے مجکو قتل کرو تو مدعا دلی حاصل ہو

سامنے بقراط ثانی کھڑے ہیں فرما رہے ہیں کہ ہمنے تیری خطا معاف کی عجائب جمشیدی
تجھکو اپنا بیر بنائیگی صاحبقران زمان کو پکڑ لا اگر کوہان تجھکو جلد قتل کرو میں قدرت کے
ساتھ جاؤن سمک نے کہا میں تیرے کہنے سے تجھکو نہ قتل کرونگا ملکہ عالم شراب منگوائیے
ایک جام پیجیے نشے میں ایک ایک وار سب اسیر لگائیں کہ اسکو تکلیف پہونچے پہر دو پہر
تو تڑپے عجائب جمشیدی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ گلابیان شراب کی لاکر رکھو جو کچھ کوہان
کہے وہی کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین سمک نقلی نے بڑھ کے ان گلابیون
کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی یہ کہکر کہ یہ نسخہ دیا ہوا قدرت کا ہو جو کوئی اس شراب کو
پیے گا سو برس عمر اُسکی بڑھ جائیگی ہر کنیز کہتی ہو ای کوہان پہلے مجھکو پلا تا سمک نے کہا
تم اپنے ہاتھ سے پی لو قدرت کو سلام کرو دیکھو سامنے کھڑے ہیں عجائب جمشیدی نے
سب سے بڑا جام چھانٹ کر لیا کہا ای کوہان ہماری دوا ملا دو سمک نقلی نے اور بیہوشی
ملائی عجائب جمشیدی نے جام پیا سمک نقلی نے اشارہ کیا ارے سب پل کر پیو
کوئی محروم نہ رہے آج قدرت بہت خوش ہیں دیکھو ہنس رہے ہیں فرماتے ہیں ای
کوہان تو نے ہمارا طلسم بچا لیا عجائب جمشیدی کا بھی احسان ہو کہ عمرو ایسے شخص
کو گرفتار کرکے لائی اگر یہ دھوکے میں نہ جاتی تو عمرو کو کیونکر لاتی سب کنیزین خوش
ہو رہی ہیں اپنے ہاتھ سے شراب پیتی ہیں سمک نقلی نے بڑیا بیہوشی کی رکھدی ہی خود
ملا ملا کے پی رہی ہیں عجائب جمشیدی جام پیکر اُٹھی اور ناچنے لگی جب توڑ الیا تو لڑکھڑا کر
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی سب کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین سب گر گر کے بیہوش ہوئین
سمک نے خنجر کھینچا پہلے عجائب جمشیدی کو قتل کیا پھر سب کنیزون پر دست انداز
ہوا جسپر تیغہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے خواجہ اُٹھتے ہی لوٹنے لگے کنیزون کے کپڑے
اُتارے سارے مکان کو لوٹ لیا سمک نے کہا اب چلکر کوہان کو بھی قتل کرین خواجہ
و سمک درہ کوہ میں آئے آکر کوہان کو بھی قتل کیا کوہان کے قتل ہوتے ہی سب
جنگل کے نخل جل گئے طائر ہزارون جلکر گرے شیر دھڑ دھڑ کے مار کر کچھار سے نکلے
سامنے درہ کوہ کے آکر گرے تڑپ تڑپ کے جان دی یہ سب تماشہ خواجہ و سمک

دیکھ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب جمشیدی وکوہان
جادو بود خواجہ نے سمک کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلے یہان رستم خواجہ و
سمک کے مشتاق ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور مبارک ہو دونون صاحب
آتے ہین رستم بارگاہ سے نکل آئے لشکر کا جو شمار کیا ساحر وغیرہ ساحر ملا کر گیارہ
لاکھ فوج ہوا افسران مذکور کو حکم ہوا وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر کو آراستہ کرکے
طرف صاحبقران کے چلے لیکن بقراط ثانی کہ قصر مین بیٹھا ہی اسکو ایک طائر نے
خبر دی کہ عجائب جمشیدی قتل ہوئی بہن اسکی غرائب ساحری روتی ہوئی اُٹھی
قصر عجائب مین آئی بہن کا لاشہ اٹھوایا آکر بقراط ثانی سے عرض کی لونڈی تباہ ہوگئی
اب طرف لشکر صاحبقران کے جاتی ہون یا تو اپنی جان دونگی یا صاحبقران کو لاؤنگی
افسرون نے عرض کی یا خداوند رستم کو جانے دیجیے جب وہ لوگ آپ پر بلوہ کرینگے تو
آپ طلسم مین چلے جائیے گا وہان کوئی نہ جا سکیگا ہم لوگ یہان روکین گے
آگے نہ جانے دینگے اب رستم کا رہنا بہتر نہین ہی مگر غرائب ساحری روتی پیٹتی روانہ
ہوگئی کہ ناظرین پر حال اسکا ظاہر ہوگا انشاءاللہ اگر تحریر طلسم خیال سکندری کا
اتفاق ہوا تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ ابتدائے حال سکندر موافق تاریخ کے
تحریر کرونگا ناظرین پر حال کھلیگا پھر عیاری اُس طلسم کی تحریر ہوگی اور
بقراط ثانی کا دعوی خدائی کرنے کا باعث بھی ناظرین پر کھلیگا انشاءاللہ اُس طلسم کو
دیکھکر ناظرین بہت خوش ہونگے اور فرمائینگے ای قمر مرحبا اتنی سیر فرمائی اور کہین
قلم کا رو کم نہین ہوا

دو کلمۂ داستان حیرت عنوان لشکر صاحبقران و ذکر ہفت پیکر جنگ مغلوبہ ہونا اور وقت پر پہونچنا رستم کا ذکر قتل ہفت پیکر باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آخر شتاب
کہ ہوتی ہی جلد سوم بھی تمام
لکھون داستان جلالت شعار
مضامین فوجون سے بڑھکر کڑے
وہ مضمون دلچسپ ظاہر ہوے
دیا زہر نے بھی مزہ قند کا
کہا ہنسکے ساقی نے باصد خوشی
کہ سب نکتہ دان خوب ماہر ہوے
لکھی جلد آخر بعبد شد ومد
ترے سر پہ ہو آج رفعت کا تاج
ترانے مضامین تحریر ہون
کہ میخوار کو ہر گھڑی فکر ہی
کیا عندلیبان گلشن نے شور
تو سوزش ہوئی لالہ کے داغ مین
نکلتا ہی بلبل کے منھ سے دھوان
یہی ابر رحمت دکھانے لگا
قمر بحر الفت رہا جوش پر
ہوا بحر الفت کا بھی امتحان

کہ سوز درون سے ہوا دل کباب
بڑے لطف سے خوب سامان ہوا
پڑھین ناظرین اور کرین افتخار
ہوا جوش طبع قمر آشکار
کہ ناظر مصنف سے ماہر ہوے
ہوا عشق و حسن سے جب لاجواب
کیا نشہ مے نے بیتاب بھی
ہر اک کا یہی قول تھا برملا
کرے طبع روشن تمھاری مدد
پلادے کوئی جام فرخندہ فال
کہ راز نہفتہ بھی تسطیر ہون
یہ آغاز و انجام کیونکر کھلے
کہ رقصان ہین ہر سمت کیون کبک بھی
یہ کوکو سے قمری کی پایا گیا
دکھاتا ہی لطف چمن ہر زبان
کیا طفل غنچہ نے غوغان شروع
کہ طعنے دیے آپ نے ہوش تک
لکھون داستان جلالت نشان

کرون شکر خلاق رب انام
کہ اس جلد کا رنگ آسان ہوا
عجب کوچۂ سخت مین جا پڑے
گل نظم نے بھی دکھائی بہار
کھلا راز طبع ہنرمند کا
ترانے نے اپنا دکھایا الاپ
نرالے مضامین ظاہر ہوے
قمر آفرین مرحبا مرحبا
مرے ساقی مہ لقا خوش مزاج
کھلے طبع روشن کا اسوقت حال
یہی باغ مین ہر جگہ ذکر ہی
کہ مشتاق ہر وقت ساقی کے تھے
زر گل لٹایا گیا باغ مین
کہ آزاد ہو سرو شیرین ادا
اٹھ اب ساقیا ابر آنے لگا
کیا آفتاب ظفر نے طلوع
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہی جوش پر بحر طبع روان

چہرہ غازیان جلالت شعار و مجاہدان جرائت دثار اس داستان جنگ ہفت پیکر کو بصد رعنائی یون تحریر فرماتے ہین ۔ شعر مصنف ۔ جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ۔ جو وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان + سابق مین یہ تحریر ہوا کہ لشکر صاحبقران زمان بہ مقابلۂ ہفت پیکر فروکش ہوا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ لشکر ہفت پیکر مین اسی لاکھ ساحر تھے بہت سے مارے گئے اکثر مسلمان ہوے جبدن سے رستم غائب ہوے امیر کو آٹھ پہر یہی غم رہتا ہی

کہ مقام افسوس ہے نہیں معلوم اُس شیر پر کیا گذری خواجہ عمرو تلاش مین گئے
مگر اس وقت تک پلٹ کر نہ آئے جواہر خنجر زن و چالاک بن عمرو وغیرہ سامنے
صاحبقران کے حاضر ہین کہ لشکر کفار سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے فرمایا کہ
صاحبو دریافت تو کرو کہ لشکر کفار مین کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین یہ سنکر چالاک
فوراً روانہ ہوا کہ ناسیان و توسیان آکر پہونچے بعد دینے دعاے ترقی جاہ و جلال
کے عرض کی مصداق کوہ کن نامے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال سات لاکھ
فوج کی جمعیت سے آیا ہے دربار مین ہفت پیکر کے بیٹھا ہوا ڈیل بلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ ایک دن مین سب مسلمانون کو قتل کرونگا قدرت یہ فرمائین کہ طلسم کشا کہان ہین
ہفت پیکر نے کہا طلسم کشا کو بقراط ثانی نے غارت کر دیا کہ وہ خداوند طلسم خیال سکندری
ہے جسمین ایک ایک جادوگر کی بلا سے روزگار ہے پہلوان بے حساب وہ جا کے وہان
غارت ہوا کسی پہلوان نے مار ڈالا کئی چھینے ہوے کہ اُسکا نشان نہین خواجہ برائے
تلاش گئے تھے وہ بھی پلٹ کر نہ آئے اب افسر لشکر صاحبقران زمان ہین مصداق
نے کہا اُنکو ڈھونڈونگا اس طرح للکارکے آواز دون کہ صحرا بھرا جائے صاحبقران
کو غش آجائے صاحبقران نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا خدا مالک و مختار ہے
میدان مین اُسکا غرور دیکھا جائیگا سرداروں سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ
تیار رہین لشکر بھی درست رہے یہ بلا کی لڑائی بڑیگی مصداق بڑا زبردست پہلوان
ہے اسکو اپنی جرأت پہ بڑا ناز ہے سب پہلوانون کو آمادہ کر رہا ہے یہان تو یہ ذکر ہین
مگر مصداق کو ہکن جو سامنے ہفت پیکر کے آیا سجدہ کرکے عرض کی یا خداوند آپکے
ہیے یہ تباہی ہوئی کہ ہفت کوہ چھوٹے سب پہاڑون پر مسلمانون کا دخل ہوا
اور غلام کو نہ طلب فرمایا مجھکو آپنے وہ زور مرحمت فرمایا ہے کہ راستہ چلنے سے
عاجز ہون ہر وقت رہروی زمین مین پاؤن دھنستے ہین مین شکار گاہ مین تھا کہ
آپ کی بربادی کی خبر سنی کوہ مصداق پر بھی نگیا اسی جانب چلا آیا ہون اب
طبل جنگی بجوائیے کل ہی کوہ زنگار رنگ پر پہونچا دونگا سب پہاڑون پر ضرور دخل

کر دونگا ایک ہفتہ مین کل طلسم مین عملداری کرا دونگا مگر امیدوار ہون کہ سب پہلوانون کو
جمع کیجیے کل ساحر بھی آئین مین اُنسے ایک عہد لونگا کہ جنگ سے منھ نہ پھیرین بے فتح کیے
ہوے نہ پلٹین سب ساحر اور سردار آ کر جمع ہوے مصداق سب کے بیچ مین بیٹھا کتاب خداوندی
کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا پکار کر آواز دی یارو کتاب خداوندی میرے ہاتھ مین ہے یہی تم سب کا
اعتقاد ہے اسپر ہاتھ رکھو کل وہ جنگ ہو کہ زمین تھرائے آسمان سے خون برسے افسر کو مین
مارونگا مسلمانون کو ایسا بھگاؤنگا کہ طلسم مین نہ ٹک سکین اقلیم عرب مین چلے جائین مین
ترکستان تک دخل کرونگا تعاقب مین جاؤنگا سب نے کتاب پر ہاتھ رکھا ہفت پیکر کی
طرف ہاتھ اُٹھایا کہا جاگتی جوت کے خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ ہم قدم نہ ہٹائینگے دامن
قدرت کے ساتھ رہینگے ہفت پیکر نے ہنسکر کہا کل وہ سحر کرون کہ زمین سے دھوان نکلے
آسمان سے آگ برسے ہر مسلمان قطرہ آب کو ترسے سب فوج کے آگے مین امر کب ہونگا سحر
کرتا ہوا بڑھونگا زمین ہلا دونگا سب سردارون نے بھی قسم شدید کھائی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل روز جان بازی ہے مصداق نے کہا طبل جنگی بجوائیے طبل قہاری پر چوب پڑی
سترہ سو نقارہ بجا سارے لشکر مین ہفت پیکر کے خبر ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے ہمراہ
خبر حاضر تھے سب جلسے کا حال دیکھکر پلٹے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر
دعا دی - قطعہ - ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب و لم یولد ہمہ را دستگیر + لم یکن حافظ ترا مونس لہ کفواً احد + شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مصداق نے طبل جنگی بجوایا آج نیا انتظام یہ کیا کہ مصداق
نے سب سردارون کو جمع کیا چالیس ہزار افسر تھے سب کے سامنے کتاب ہفت پیکر
پیش کی سب سے قسم لی کہ میدان کارزار سے نہ پلٹنا خوب جمکر لڑنا سب نے قسم کھائی
فوج کا بھی ہماری حال اُنکو دریافت ہو گیا کہ آپ کے یہان ساڑھے بائیس لاکھ فوج
ہے اور کفار ستر لاکھ ہین امیر اُنکو بڑا گھمنڈ ہے کہ ہماری فوج تین حصے سے
مسلمانون پر ٹوٹ پڑیگی جمنے نہ دینگے اور مصداق کو ہٹن حضور کو طلب کریگا امیر نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے چالاک نے جاکر خبر دی فوراً

طبل سکندری بر چوب پڑی چار سو نقارۂ لشکر اسلام میں بجا قرنا پھنکی چار پیر رابت تیاری میں گندا
جسوقت کہ شہنشاہ زرین پوش قلعۂ مشرق سے نکلا فوج ضیا و شعاع ساتھ لیکر فوج ثوابت
و سیارگان پر گرا تھوڑے ہی عرصے میں فوج کو منتشر کر دیا ایک ہنگامۂ عظیم گرم ہو شہنشاہ
ماہ تاباں بھاگ کر قلعۂ مغرب میں چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج
ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغ
حاصل کر کے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اٹھے کہ اے بے نیاز و
رب کارساز آج لڑائی کو فتح کرانا ان ظالموں سے بچانا ۔ نظم

عقل و فطرت و ذکا عطا کردی | رحمت گنج بے بہا کر دے
عاصیان را گناہ بخشیدی | عفو بخشش چو نوش عطا کردی
گرد کلفت ز دامنش شستی | دل اہل صفا صفا کردی
لطف و احسان براہ دلداری | بر سر خلق بارہا کر دے
چہرہ بنمودی و دل عشاق | در محبت تو مبتلا کر دے
گاہ کردی درون دل مسکن | گاہ در عین دیدہ جا کردی
گاہ کردی فقیر سلطان را | صاحب ملک را گدا کردی
گاہ خواندی بقرب دوران را | گاہ موصول را جدا کردی
ہر چہ کردی بعالم ایجاد | عین حق کر دے و بجا کردی
نیست یارا فرشتہ و انسان | دم زند پیش حکمت یزدان

امیر یہ دعا مانگ رہے ہیں اپنے خالق سے عذر و انکسار کر رہے ہیں کہ چالاک
حاضر ہوا عرض کی حضور سوار ہوں مقبل نے صندوق سلاح حاضر کیا امیر نے خود ہود
سر پر رکھا زرہ داودی زیب جسم کی تیغ سہراب یل و پیر گرشاسپ نوجوان و تیغہ
قمقام و تیغ عقرب سلیمانی و کمان کیانی و نیزہ حضرت نوح کا دست حق پرست میں
لیا ان سب چیزوں کو زیب جسم کیا اور برآمد ہوئے ٹھٹھکتے ہوئے در دولت شاہی پر
آئے سرداران نامی و پہلوانان گرامی آتے جاتے ہیں انتظار شاہ میں کھڑے ہیں

امیر کو دیکھکر سب ٹھہر گئے سب نے جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا چوبدار سے بڑھکر پوچھا برآمد ہونے مین شہریار کے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی حمام کیے جامے خانے مین تشریف رکھتے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران زمان انتظار مین کھڑے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ فوراً چرخی پر کھنچا پردہ اُٹھا دفعۃً بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد سریر جہانبانی پر بصورت نورانی تاج شہریاری بہ سر جہار قب شہنشاہی در بر تاج کا عکس پڑتا ہوا بارہ چودہ سو طفلان ماہ صورت خوش الحانی سے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوئے کہ عندلیبان خوش زمزمہ خوش ادائی بر دو تاب سب سردار گوش بر آواز صدا مین سوز و گداز کہ سننے والے جھوم رہے ہین اس شوکت و شان سے سواری بادشاہ کی نکلی اولاً اول امیر نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہہ آپ کی ہمارے دل مین ہو محبت آپ کی آب و گل مین ہو اور سرداروں نے بڑھ بڑھ کے مجرا و سلام کیا بادشاہ سب کا سلام لیتے ہوئے سواری شہریار کی اُس کر و فر سے جلو خانے سے نکلی جملہ لشکر پشت بر تکر پہلوان عادی لشکر کو سنبھالے ہوئے مرکب ہاموں نورد کو بڑھا کر آگے بڑھے جاتے ہین صف آرائی لشکر کی منظور ہے بوق ترکی ساتھ بجتا ہوا چالیس ہزار قزاق پشت پر نوبت نقارہ بجاتے ہوئے آتے ہین اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچے کہ طرف سے لشکر ہفت پیکر کے گرد اڑتی دیکھا کہ آگے ہفت پیکر بصد کر و فر دس گز کا تاج سر پر رکھے ہوئے مرکب دور کا بہ زیر ران دریاے جواہر مین غرق گھوڑا اُڑاتا ہوا چالیس ہزار افسر گھیرے ہوئے پشت پر ستر لاکھ فوج جس سے جنگل بھرے ہین کئی منزل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتا ہے ویک طرف مصداق کوہ کن کرگدن مست زیر ران جہان پر ٹاپ مارتا ہو طبقے کا طبقہ اُڑ جاتا ہو پشت پر سات لاکھ فوج علمدار علم سیاہ کھولے ہوئے اس کر و فر سے ہفت پیکر میدان مین آکر پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے بڑھکر نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار　　　تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین بردار دن مین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
ہوا نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جس پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
قصر کو جلنے دو باشندون کو دلسے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین

ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
صحن گلشن مین سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
آجکل وہ لب یہ جو جند کا ہی آئنہ زار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
ہین بیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی
طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے مردان عالم تو مست ہو گئے نامردون کے منھ پہ ہوائیان اُڑنے لگین یہی قصد ہی کہ مہلت پائین تو میدان سے نکلجائین جان بچے گی تو اور جگہ نوکری کر لین گے اور وہ جو مرد ہین بیٹے کو باپ سمجھاتا ہی کہ اے فرزند امیر کا مدت سے نمک کھا رہے ہو آج اس طور سے لڑو کہ نمک سے ادا ہو جائین اُنکے نمک کا حق ادا کرکے مرجائین سبھی طرح کے لوگ ہین فرد۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز + کبوتر با کبوتر باز با باز + لشکرون مین ہنگامہ ہی صفین جمی کھڑی ہین مگر لشکر امیر کم ہی اور لشکر ہفت پیکر اسقدر ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی ہفت پیکر نے نظر اُٹھا کے دیکھا جہان تک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا سب افسر آمادہ کھڑے ہین کہ قدرت حکم دین تو مسلمانون پر جا پڑین بڑھکر لڑین ادھر امیر بدمست می جرأت کھڑے ہین کہ آقائے نامدار حکم دین تو کافرون پر جا پڑین آج تو اس طور سے

لڑین کہ کفار کے دانت کھٹے کردین ہر بہادر مرکب جمکارہا ہی یہی ارادہ ہی کہ آج تو خوب
نام کرین ہمارے آقا ہمسے راضی ہون وہ کام کرین مصداق کو ہکن نے دیکھا کہ صفین
جم چکین گینڈے کو اپنے مقام سے بڑھایا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی
یا خداوندا اجازت میدان ملے حمزۂ عرب کو ڈھونڈتا ہون سب سرداروں کو سمجھا دیا ہی کہ آج
وہ لڑائی ہو کہ خون کا دریا بہ جائے مسلمان بھاگین آپ ہی کا لشکر رہجائے یہ سُنکر
ہفت پیکر نے اجازت دی کہا تجھکو اپنے یدقدرت کے سپرد کیا مصداق نے گینڈا
بڑھایا وہ مست گینڈا ازبس ران ہی کہ جہان پر قدم مارتا ہو طبقے کا طبقہ اُڑ جاتا ہی بقول
شاعر- نظم یکے نرکرگدن چون کوہ آہن + زصرصر تیز در ہنگام رفتن + میان ابرو انش
بود یک شاخ + بجنگ فیل بودے سخت گستاخ + اشارت گر بہ سنگ خارہ کردی
ہماندم سنگ را صد پارہ کردی + گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا خوب گینڈا جمکایا لاف
و گزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مابدولت تشریف لائے کچھ
تمکو خیال نہ ہوا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے جوانمردی دکھائے مگر
مین سوائے صاحبقران کے کسی کو نہین چاہتا افسر لشکر آکر مجھ سے مقابلہ کرے کہ حال
جرأت کھلے بڑے بڑے پہلوانون سے صاحبقران لڑے ہونگے مین نے سنا ہی کہ پردۂ
قاف گئے تھے وہان بڑے بڑے دیوزادون کو مارا یہ کہانی مشہور ہی فقط اُنکے دوستون
نے مشہور کیا ہی اگر اپنے حالات تحریر کرون تو ایک پوری جلد ہو جائے یہ کہکر جو مصداق
نے پکارا صاحبقران نے فرمایا کہ ای چالاک میدان قرق کرو ایسا نہو کوئی بہادر
نکلجائے تو مجھپر شاق ہو گا چالاک نے پکار کر آواز دی یارو امیر با توقیر میدان مین
نکلنے کو ہین آپ لوگون کو بھی خیال رہے مصداق نے جو امیر کو دیکھا جمال جہان آرا
دیکھکر دنگ ہو گیا جھک کے سلام کیا صاحبقران نے بطور اہل اسلام
جواب دیا امیر مصداق کے تیور پر بل پڑگیا صاحبقران نے فرمایا ای مصداق
کیا خلاف گذرا مصداق نے کہا یا صاحبقران زمان مین نے تو آپ کو سلام کیا
آپ نے ہاتھ بھی نہ اُٹھایا اسقدر آپ کو غرور ہی صاحبقران نے فرمایا ای مصداق

یہ خرعی صاحب سلامت ہو ہمین آداب بندگی کی عادت نہین سوال شرعی جواب شرعی
مصداق نے کہا آپ مجھ سے مقابلہ کرینگے مجھکو یقین تھا کہ امیر سوگز کے لمبے تو ہونگے
جب تو دیوون سے لڑے لیکن آپ کا قد و قامت تو بالکل ہی حقیر ہو آپ کیا لڑینگے
امیر نے فرمایا مقابلہ کرو یقین آجائیگا یہ سنکر مصداق نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا صاحبقران ہر مرتبہ سنان نیزہ خانہ زرہ
سے مصداق کے سینے پر رکھدیتے ہین اور فرماتے ہین یہ مقام خالی تھا یہ کیسی نیزہ بازی
کرتے ہو ہر چند وہ چاہتا ہو کہ اپنے کو بچاؤن مگر صاحبقران وہ تیزدست ہین کہ مصداق
کو بن نہین پڑتا لاکھ کوشش بچنے کی کررہا ہو مگر بچ نہین سکتا ایک مقام پر گا ٹھکر
نیزے کو صاحبقران نے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصداق کے نکلگیا مصداق کو
سناٹا آگیا حیران ہو کہ حمزہ نے کیا تدبیر کی کونسا بند باندھا کہ جسکو نہ کھول سکا مگر
قبضے پر جھلاکے ہاتھ ڈالا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ یہ تیغ برق تاب ہو برسون کے
جھگڑے دم بھر مین فیصلہ ہوتے ہین امیر نے گرد اسپر گرشاسپ کا اٹھایا تلوار جو
مصداق کی پڑی چار پنجہ فولادی پیدا ہوئے تلوار سے لپٹ گئے اب تو مصداق نے
کہا کہ او حمزہ یہ کیسی سپر ہو امیر نے فرمایا تیرے زور کا امتحان ہو مصداق نے جھٹکا
مارا پھل تلوار کا ٹوٹا مصداق کو یہ پھل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا گل مراد پژمردہ رہا کہا یا
صاحبقران اس سے کیا فائدہ ہوا امیر نے فرمایا نیزہ بازی کا امتحان ہوچکا شمشیرزنی
بھی دیکھی اب چاہتے ہین ہمارے تمھارے کشتی ہو زور کا امتحان ہو جائے
مصداق گینڈے سے کود پڑا صاحبقران بھی اشقر سے کودے دامن کردا نگر
آستینین چڑھائین مصروف جنگ کشتی ہوئے دونون لشکر نگران ہین کہ دیکھین
کیا ہو جو سرداران مصداق منصف ہین وہ آپس مین کہہ رہے ہین کہ حقیقت مین
حمزہ بڑا صاحب زور و طاقت ہو اتنے بڑے پہلوان سے کس لطف سے لڑ رہے ہین
ہر طرف سے پہلوان تعریفین کررہے ہین لیکن لندھور بن سعدان عاشق جمال
صاحبقران ہاتھی پر سے دیکھ رہے ہین گرز کاندھے پر رکھے ہوئے مونچھون پر تاؤ

دیکر فرماتے ہین کہ آج مغلوبہ ہو تو لطف ہی گرد انکے ہاتھی کے جو بانکے ترچھے کھڑے
ہین کسی کے کان مین بجلی دوش پر تلوار رنگین ٹوپی سر پر رنگین دوپٹہ چنا ہوا گلے مین
پڑا کلے پہ گلمچھے سجے ہوئے بچپن کے خانہ جنگ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ موقع
ملے تو ہم بھی جا پڑین کفار کو پامال کرین کئی ہزار جوان آمادہ کھڑے ہین کہ مغلوبہ ہو تو
حال کھلے آج تو کفار کا پیچھا لینگے پڑاؤ تک نہ چھوڑینگے ہر طرف ہندیون مین ہنگامہ ہی
ایک جانب لشکر مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاگر حیدر دو زبانہ نیزے لئے
ماویان کو چمکا رہے ہین انکے نیزہ دار دریا سے آہن مین غرق نیزے چمکا رہے ہین چاہتے
ہین کہ مغلوبہ ہو تو کفار پہ جا پڑین نیزون مین چھید لین ایک جانب بدیع الزمان وقاسم
آپس مین آنکھین ملا رہے ہین ایک جانب ایرج و نور الدہر مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین
ایک کو ایک نگاہ دکھاتا ہی یہی قصد ہی کہ صف لشکر کفار الٹ دیوین یہان صاحبقران
و مصداق سے کشتی ہو رہی ہی اگر مصداق صاحب قران کو ایک مرتبہ پکڑ لایا تو
صاحبقران دو مرتبہ پکڑ لاتے ہین پشت پر بیٹھکر قاعدہ سے دو چار گھستے ایسے مارتے
ہین کہ پسلیان مصداق کی کڑک جاتی ہین پھر بہ مشکل نکلتا ہی بڑے زور و شور سے
مصداق لڑ رہا ہی استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ دن بھر اسی طرح کشتی ہوئی غالب
و مغلوب نہ معلوم ہوئے شام کو روک کر مصداق صاحبقران کو کھڑا ہوا کہا او شہریار
آپ مجھ سے خوب لڑے اب پلٹ جایئے کل پھر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہین یا زیر کروگے جب پلٹنا یا شاید زیر ہو تب اختیار ہی مصداق نے کہا شب کو ہم
تم جانبازی کرینگے کون دیکھے گا صاحب قران زمان نے فرمایا بادشاہون کو رات
کا دن کرتے کتنی دیر لگتی ہے روشنی کا حکم دو مصداق نے جھلا کر آواز دی یارو
روشنی لاؤ ہفت پیکر نے حکم دیا میدان مین روشنی کیجائے ادھر لشکر صاحبقران
سے روشنی آئی ہزار ہا جھاڑ کنول پنج شاخے ہزارے روشن ہو گئے کہ تمام میدان
منور و روشن ہو گیا صاحب قران پھر متوجہ ہوئے مصداق چاہتا ہی جان بچاؤن
کسی طرح سے سامنے سے اس جوان کے ٹلجاؤن مگر پنجے سے شیر کے نکلنا دشوار ہی

ایک طرح پر کشتی ہو رہی ہی چالاک بن عمرو پہلو مین صاحبقران کے کھڑا ہی تعریفین
کر رہا ہی مصداق دنگ ہی اپنی جان سے تنگ ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی
زمین پر بچھایا ہی فلک بچشمۂ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھ کر تماشاے کشتی دیکھ رہا ہی ذرہ ہاے
ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چار پہر رات اسی طور سے کشتی رہی
کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے خم مار کر نکلا
میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا مصداق نے دیکھکر آواز دی یا امیر آٹھ پہر گذر رے
کہ لشکر بے خور و خواب ہی اب ایک زور آخر کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
مین بھی مشتاق ہون وہ زور کس گٹھری مین باندھا ہی مصداق نے کہا وہ زور میرے جسم
مین ہی مگر وقت پر موقوف ہی یہ کہکے دونون مونڈھے صاحبقران کے پکڑے سینے مین
سینہ اڑا کر ریلکر لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے قدم کے شمار پر سات قدم تک
ہٹ کے آئے ساتوین قدم پر لنگر مارا کہ تا بزانو غرق زمین ہوے مصداق اوپر آکر
چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین صاحبقران کے جنبش بھی نہ پائی تین زور ایسے کیے
کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو بھی ہلا دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش و حرکت بھی نہ تھی تھک کے
ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپکے زور کا مشتاق ہون امیر مثل شیر خشم آلود اپنے
مقام سے اٹھے دونون مونڈھے پکڑ کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان لاکر
ہلہ مارا کہ دونون گھٹنے مصداق کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرون
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے
زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اکھیڑا ہلہ مار کر سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماروں مصداق
پکارا اٹھا او شہریار سر سے بلند کر کے زمین ذلت پر نہ گرائیے امیر نے بہ سہولیت
ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا مصداق قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر
بصدق مسلمان ہوا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی اے افسران فوج یہی وقت
ہی کہ گھیر کر دونون کو مار لو ملازمان مصداق کو بھی بہت ناگوار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ ہمارا افسر مسلمان ہوا ہم اسکو قتل کرینگے اول سات لاکھ فوج لینا لینا کہکر چلی صاحبقران

نے فرمایا کہ ای مصداق ہوشیار ہو فوج آتی ہی مصداق نے عرض کی ای آقاے نامدار انکی کیا حقیقت ہی چالاک نے آواز دی مرکب صاحبقران لاؤ اشقر دیوزاد کسا ہوا آیا امیر پشت پر سوار ہوے عیارون نے براے مصداق گینڈا پہونچایا امیر نے مرکب بڑھاکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان - نعرہ امیر

منم سرکن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج عزو جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون زپیشم فراری شدہ	کہ دیوان بدبخت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو جک لقب شد لقاب	ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد	مصداق کوہکن نے بھی برابر نعرہ کیا ساتھ صاحبقران	

کے جاپڑا لندھور نے ہاتھی بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم بمیدانی منم لندھور بن سعدان + سات لاکھ ہندیون کو لیکر آپڑے مالک نے مادیان بڑھائی اسی ہزار نیزہ داران عرب لیشتہ پر آپڑے مالک نے کہا نعرۂ مالک - منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + ایک طرف بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیون کو لیکر آپڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ہفت پیکر پرستان آگاہ ہو منم انجم گردہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن - نعرۂ بدیع الزمان - بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشتم آسمان و زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + سات آٹھ لاکھ فوج لیکر آپڑے سردار انکے فضل بن گیا ہور غول آشام ولیس بن گیا ہور وقبیس بن گیا ہور و ورقا سے زنجیر خوار و قاران بلند کمان وغیرہ سب جوانان صف شکن تیغ زن فوراً آتے ہی لڑنے لگے دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ - نعرۂ قاسم - ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زخم تیغ برابر نیزہ کاہ ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + ایک طرف سے نعرہ ہوا ای کافران

بیحیا وای نابکاران بُرد غا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان نور الدہر
بن بدیع الزمان۔ نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و بقہر + شہ ستارہ حشم
شاہزادہ نور الدہر + دوسری طرف سے آواز آئی منم نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج
نوجوان۔ نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک طرف سے
آواز آئی منم پہلوان نوجوان جہانگیر بن صاحبقران نعرۂ جہانگیر منم پہلوان جہان
بے نظیر + کہ نامم شدہ در جہان دار و گیر + جہانگیر والا حشم آن دلیر + کہ در بیشۂ رزم غرندہ
شیر + اٹھارہ فرزند صاحبقران و پانچ ہزار پانچ سو چین سردار تلوارین کھینچکر آپڑے
ہفت پیکر نے کل فوج کو حکم دیا ستر لاکھ فوج کو جنبش ہوئی معلوم ہوا سمندر نے موج
ماری جہانتک نگاہ کام کرتی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی ہزارہا سر کٹ کٹ کر زمین پر گر
رہا ہی ملازمان صاحبقران و فرزندان نوجوان ایک ایک جوان لاکھون مین لڑ رہا ہے
خود سرون سے گر گئے ہین سر برہنہ لڑ رہے ہین زلفین خلیلی ہوا پر اڑ رہی ہین میدان مین
موسم برسات کی کیفیت معلوم ہوتی ہی سر مثل اولے کے گر رہے ہین دریاے خون کی
طغیانی جسم مردان عالم کے افشانی ہزار ہا کمانین مع ترکش جوگری ہین معلوم ہوتا ہی کہ
مچھلیان شناوری کر رہی ہین اگر خنجر گرا تو معلوم ہوا کہ نہنگان خون آشام شناوری
کر رہے ہین ہزارہا تلوارین دریاے خون مین بہ رہی ہین قبضے جو چمک جاتے ہین صاف
معلوم ہوتا ہی کہ کچھوے پیر رہے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی دریاے خون کا جوش و
خروش ہی مرکب بہادرون کے دریاے خون کو جھیل رہے ہین ایک غول مین امیر لڑ رہے
ہین ہفت پیکر سب کے آگے بڑھا ہوا تھا اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکر نعرہ کیا منم
خداوند ہفت پیکر باشید ای مسلمانان کب تمکو زندہ چھوڑونگا۔ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک گولہ نکالا گولے کو طرف آسمان کے پھینکا پہلوے کوہ سے ایک ابر آتش فشان
اٹھا کہ آگ برسنے لگی اُس مجمع عام مین جس اہل اسلام پر شعلہ گرا بیہوش ہوکے
گرا یا جلکر خاک ہوگیا چالاک نے جو یہ قیامت دیکھی خدمت امیر مین دوڑا ہوا آیا عرض
کی ای شہریار جلد اسم الٰہی بہ آواز بلند پڑھیے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ حضور کے

ملازمون پر آگ برس رہی ہے ہزارہا بیہوش ہو کے گرے زمین پر تڑپ رہے ہین کچھ
لوگ جلکر خاک ہوے ہفت پیکر جب یہ سحر کر چکا تو پہلوانون سے کہا اب سواے
صاحبقران کے اور سب بیکار ہین گھیر کر سبکو مارو پہلوانان نامی ہفت پیکر پرست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اہل اسلام پر جا پڑے وہ پہلوان جو زمین پر پڑے تڑپ
رہے تھے ہاتھ پانون قابو مین نہین تلوار مین کاٹ کم خنجر بیدم کمانین جھکی ہوئی اور دردمند
تیر ترکش مین طائر پر بند جس بہادر کو پڑے دیکھا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا وہ بحسرت
چہرہ قاتل کا دیکھکر رہگیا پکار کر کہا او نامرد ہمین قتل کرنے سے تجھے کیا ملا مگر جب
چالاک نے صاحبقران سے اطلاع کی تو امیر نے گھوڑا مہمیز کیا جہان تک آواز
صاحبقران کی پہونچی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا جس بہادر کے کان مین آواز پہونچی
تڑپ کے اپنے مقام سے اٹھا کافر جو مغرور ہو کر آیا تھا چاہا کہ اسکو قتل کرون
اٹھتے ہی اُسسے لپٹ گئے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لیکن منزلون کے
گرد مین تلوار چل رہی ہے آواز صاحبقران کہانتک پہونچے جس طرف آتے ہین
سردارون کو دیکھتے ہین کہ تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین مرکب پایہ گل خود مضمحل ہاتھ نہین ہلاتے
اگر قصد بھی کرتے ہین تو ہاتھ دستگیری نہین کرتا پانون سے ثابت قدمی جدا ہوگئی امیر نے
پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جو آواز پہونچی پھر چیست و چالاک ہوے مصروف
جنگ ہو کر بیباک ہوے ایک ایک نے سو سو کافرون کو مارا بڑھکر قابو پرستون کو
للکارا جس طرف صاحبقران کا گذر ہوا خون کا دریا بہ گیا ہنگامۂ گیر و دار بلند دشمن
دردمند ہر مقام پر تودہ تودہ لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے لہو بہ رہا ہے
نقیب پریون مین گھسے ہوے اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہین پکار رہے ہین اے
مردان عالم مرحبا دنیا کیا چیز ہی بڑے بڑے پہلوان رستم و اسفندیار و سہراب ایل
ایسا پہلوان رستم ایسا بہادر یہ سب پیوند خاک ہوے آج انکا کوئی نام نہین لیتا
بڑے بڑے بادشاہ و خاصان خدا حکم پروردگار لیکر دنیا مین آئے لیکن موت نے
انکا بھی دامن نہ چھوڑا حسرتین لیکر یہ وہ دنیا سے گئے انکا کوئی نام بھی نہین لیتا

تمہارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو زمین قتل گاہ خون مردان عالم سے رشک گلشن ہو گوش ہوش سے ہماری زبان سے سنو دنیا کو تا بود جانو بحر دنیا مثل حباب کے ہو بقول مصنف قمر فرد - فنا لگی ہوئے سرکشان تردامن + ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے + یارو کیا تمکو سنائین کس کس کا حال بتائین تواریخ دیکھو سب احوال کھلجائیگا مجمل یہ ہو نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر ہو نہ آئینہ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا

لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی - راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری + کیونکہ تاریک گھر مین تنہا گذری + اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس + کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری + صدہا جلیل طرار و فراریو تہ خاک ہوے لیکن کسی نے آکر اپنا حال نہ بیان کیا امت مرحومہ اشرف انبیا کے لیے پروردگار نے یہ مقرر کیا ہو کہ ایک کے حال سے ایک آگاہ نہیں ہوتا مرنے والا مر گیا خواہ نیک ہو خواہ بد ہو کوئی اسکے حال سے آگاہ نہین ہے اس رحیم و کریم نے سزا و جزا پردہ اخفا مین مقرر کی ہو کہ کوئی کسی کے حال سے آگاہ نہو یارو تصور تو کرو یا تو یہ رعنائی زیبائی عمدہ مکان رہنے کو عمدہ چیزین کھانے کو جلسے دوستون کے بیٹھنے کو اگر ذرا بھی ملال ہوا احباب پوچھنے والے موجود ہین ذکر کر کے اس رنج و ملال کو دفع کرتے ہین یا وہ مکان تنگ و تاریک نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی عزیز قریب تنہا بے نصیب اس تاریکی مین پڑا ہے کون پوچھنے والا ہو سب نے

دفن کیا اور چلے آئے کوئی کسی کا حال نہین پوچھتا نہ قبر پہ مردے کی بیٹھتا ہو کہ شاید ہمارا
بھائی یا بیٹا یا معشوق ہمکو تڑپ کے پکارے تو ہم جواب دین اُس تنہائی مین نکیرین کا
آنا اور احوال پوچھنا اگر رحمت پروردگار شریک نہ ہو تو کس کی مجال ہو کہ بات کا انکی جواب
دے مشہور ہو کہ گرز آتشین ہاتھ مین شیشون مین عقرب واژدر آنکھین مثل مشعل کے روشن
ہین اُس حال مین پوچھنا کہ اے شخص تیرا خدا کون ہو اُسوقت اُسکی رحمت شریک ہو کر جواب
دلواتی ہو ورنہ انسان کی کیا مجال ہو کہ اُنکی بات کا جواب دے سکے ہر وقت اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو رزاق مطلق کارساز برحق ہو کیا کیا عنایتین ہم پر کین
کیا کیا نعمتین عطا فرمائی ہین بہشت و دوزخ پیدا کیے مگر خاصان خدا شوق بہشت مین تارک
دنیا رہے تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ دنیا ایک زال بیوا ہو بے مہر و بے وفا ہو جتنی اسکی جستجو
کروگے اتنا ہی یہ دام مکر مین پھنسائیگی کیا ہاتھ آئیگا اپنے حال پر آخر مین رونا پڑیگا اسوقت
اپنے اختیار مین ہو جب اختیار ہاتھ سے نکلجائیگا تو بڑا افسوس ہوگا نقیبون نے جو یہ
مضمون فیض مشحون نظم و نثر مین بیان کیے مردان عالم جھوم جھوم کر صف دشمن پر جا پڑے
آوازون نے نقیبون کی ہنگامہ ڈالدیا جنگ مین تیزی دلون پر نامردون کے خوف
طاری جو جان کو عزیز رکھتے ہین حریف کو جو آتے دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوئے آتا ہو دُم دبا کر
بھاگے کسی نے پوچھا کیون بھائی کہان بھاگے جاتے ہو کہا اے برادر ابھی ابھی ایک شخص
کی زبانی سنا ہو ہماری زوجہ حاملہ تھی گھر مین کوئی اور عورت نہین ہو مین اُسکی خبر سُننکر
جاتا ہون جاکر اُس نیکبخت کی خبر لون ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے دوست نے کہا کہ اے
برادر شب کو قسم کھائی کتاب خداوندی پر ہاتھ رکھا قدرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے
ہو سلیمان قدرت کو گھیر لین گے اُنکو مہلت نہ دینگے جمکر لڑلو اسوقت گھر نہ جاؤ ایسی
لڑائی کبھی نہین پڑی ہاتھ جھڑا کر جواب دیا ہم ابھی تھوڑی دیر مین آتے ہین وہ تلوار جو کہ ہمارے
باپ کے ہاتھ سے چلی ہو اُسکو لاتے ہین یہ کہ رہا تھا کہ اُدھر سے ایک سوار ملازم
صاحب قران عالیوقار لڑتا ہوا آتا تھا اُسنے جو اُس نامرد کو دیکھا پشت پر آکر نیزہ مارا کہ
سینے کو توڑ کر پار گذرا ہائے کہکر گرا کہا اے شخص تونے روک کر میری جان لی زوجہ کے

دیکھنے کی حسرت رہ گئی نہین معلوم انجام کیا ہو نامرد تو اسطرح مر رہے ہین جانباز و سر فروش
جنگ کر رہے ہین منزلون تک برق شمشیر چمک رہی ہی سناٹا ہے نیزے کا چمکنا کمانون
کا کڑکنا تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہین جسکے سینے پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے صدہا
لاشے لوٹ رہے ہین اہل اسلام زخم دار مگر دشمن کشی پر بیقرار اگر ایک ہاتھ کٹ گیا اور
گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے ڈیڑھ ہتی بغل مین دبی ہوئی ہی پڑے پڑے دیکھا ایک
رسالدار درختون کی آڑ لیکر ٹہلتا ہوا آتا ہی مگر زبان پر جاری ہی کہ آج ہمارا رسالہ خوب لڑا ایک
ایک نے دس دس کو قتل کیا وہ جوان جو پڑا تھا اُسنے پکار کر آواز دی رسالدار صاحب ذرا
اسطرف آیئے رسالدار نے دور سے دیکھ لیا کہ بالکل بیکار ہی ٹہلتے ہوئے قریب آئے
کہا کیون بھائی کیا ہی اُس جانباز نے کہا ایک کٹورا پانی کا پلا دیجیے اور ہماری کمر مین اشرفیان
ہین وہ لے لیجیے ہمارا وقت اختتام ہی ذرا سا تمسے کام ہی وہ رسالدار نام اشرفیون کا
سُنکر ہنسے کہا بھائی مین پانی لاتا ہون ہرچند کہ دشمن کے لشکر کے ہو مگر سپاہی کے کام
سپاہی آتا ہی تم خوب لڑے انتہا کے زخمی ہوے ہم تمکو پانی پلا ئین اور تمھارے
لشکر والون مین اٹھا کر تمکو پہونچا دین مگر کی اشرفیان تمھارے پاس ہین اُسمین ہم تمھاری نذر
ونیاز کرا دینگے زخمی نے کہا بھائی کی اشرفیان کیسی عمر بھر مین سو اشرفیان جمع کی ہین ہمیانی
بندھی ہی رسالدار خوشی خوشی گئے بہشتی کو پکارا کہا ایک کٹورا پانی ہمین دے بہشتی سے
پانی لیکر کہا اس مقام سے جاؤ کٹورا لیکر قریب زخمی کے آئے زخمی کی بغل مین جو ڈیڑھ ہتی
دبی تھی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونون ٹانگین رسالدار صاحب کی اُڑ گئین لہرا کر گرے زخمی
نے کہا بھائی کوئی ہمارے پاس بات کرنے کو نہ تھا سو جہ سے تمکو بلا لیا تھوڑی دیر مین
ہماری اور تمھاری جدائی ہوگی تم جہنم مین جاؤ گے ہم بہشت مین جائینگے منزلون یہی
ہنگامہ ہی ہندی کس دھوم سے لڑ رہے ہین کوئی کا فر بڑے قد و قامت کا آیا یہ اُسکے
مقابلے مین پہونچے لیکن کا فر بڑے قد و قامت کا جوان تھا اُسنے بڑھکر نیزہ مارا اسنبھلنے
نہ پائے سینے کو توڑ کر پار گذرا اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا انھون نے تیغہ مارا کہ نیزہ کی چھڑ
پشت کے پار گذر گئی برابر اُس جوان کے پہونچے ہاتھ مارا وہ نیچے گرا آب اُسکے اوپر گر

مرتے مرتے اپنے حریف کو نہین چھوڑتے جس مقام پر دیکھو دس لاشے کافرون کے پڑے ہین تو ایک لاشہ اہل اسلام کا پڑا ہی تمام میدان لالہ زار ہو رہا ہی صاحبقران مرمان اکیلے کس کس طرف جائین ہفت پیکر آگ برسا رہا ہی ایک طرف پانی کا دریا جوش مار رہا ہی اوس سحر سے اہل اسلام عاجز نہین لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین سحر سے گبھراتے ہین۔ صاحبقران پڑھکر اسم اعظم بڑھتے ہین کہ چار پہلوانون کو ہفت پیکر نے حکم دیا شغاد صف شکن و بہزاد تیغ زن و فولاد کوہکن و ہلال نیزہ بازان چارون سے کہا کہ جاکر حمزہ کو گھیر لو کسی طرف بڑھنے نہ دو مین سحر کرکے سب لشکر کو مٹا دونگا یہ چارون پہلوان گینڈے اڑاتے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے اور للکارا کہ او حمزہ عرب کہان جاتا ہی قدرت ہمارے سحر نہین کرتے تمپر آفت ارضی و سماوی ہی قدرت سحر کرنا کیا جانین قدرت تقدیر پر کرتے ہین صاحبقران کو کب تاب ہی کہ کوئی لوٹکے اوسکے مقابلے کو نجائین شغاد کو بڑھکر ہاتھ مارا کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر شغاد کو جاہا مرکب بڑھائین کہ فولاد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر صاحبقران کا زخمی ہوا ایک پہلو سے ایک کافر نے آکر تلوار ماری کہ شانہ صاحبقران کا نشانہ ہوا ایک نے نیزہ مارا کہ پشت بھی زخمی ہوئی امیر نے اتنے بڑے زخم کھاکر ان تینون کو واصل جہنم کیا مگر ایسے زخم کھائے کہ بہت مجبور ہوے سر سے خون بہ رہا ہی شانہ جھول پڑا اب امیر لڑنے سے معذور ہوے خوف ہوا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑون چالاک سے ناچار ہوکر فرمایا کسی پہلوان کو تو بلا لندھور سامنے لڑ رہے تھے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان یکضربی دارشیون پریزاد باپ کی جھول پکڑے ہوے مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرادی کہ چالاک نے پکار کر آواز دی ای دارا ہند غضب ہوا کہ صاحب قران زخمی ہوے وہ دیکھو سامنے کھڑے جھوم رہے ہین اور کافرون کا بلوہ ہی چاہتے ہین کہ صاحب قران کو ہلاک کرین لندھور نے جو چالاک کی آواز سنی ہوش اڑ گئے ہاتھی کو بڑھاکر اوس مقام پر آئے جہان امیر لڑ رہے تھے سردارون سے اشارہ کیا کہ مجمع گرد سے صاحبقران کے متفرق کرو سردارون نے

بڑھ کر ایسی شمشیر زنی کی کہ کافر بھاگے لندھور نے ہاتھی سے اُتر کر امیر کو گود مین لیا عرض کی آقائے نامدار آپ کو ہاتھی پر سوار کرون یون کافرون کے ہاتھ سے بچاؤن سحر نے ہفت پیکر کے قیامت برپا کی ہی صاحبقران نے فرمایا ای لندھور میرا حال ابتر ہی پشت پر بھی زخم شانہ بھی زخمی سر بھی زخمی اب سنبھلا نہین جاتا سامنے جو نخلستان ہی اُس مقام پر مجھے بٹھا دو تماشائے جنگ بھی کرون داہنا ہاتھ تو بیکار ہی مگر بائین ہاتھ مین تلوار لونگا جو کوئی قریب آئیگا اُسے ہٹا دونگا تم بڑھ کر لڑو مگر اپنے کو سحر سے ہفت پیکر کے بچاؤ لندھور نے وہی کیا کہ نخلستان مین آکر فرش بچھایا صاحبقران کو وہان بٹھا دیا مقبل وفادار کو بلایا کہا ای مقبل تم صاحبقران کی حفاظت کرو اور کافرون کو انکے قریب نہ آنے دو مقبل صف جما کر کھڑا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی تیراندازون کو اپنے جمایا جو فوج سامنے آئی اُسکو تیر مار کر گرا دیا مگر ہر مرتبہ ہفت پیکر ہر سردار کو اشارہ کرتا ہو کہ صاحب قران کو جاکر قتل کرو وہ پہلوان چند کس کو لیکر آتا ہو مقبل کے ہاتھ سے شکست کھاتا ہی صاحبقران زمان نے جو یہ حال دیکھا کہ مقبل کے غلامان وفادار بہت مارے گئے سجادہ بچھایا اول نماز حاجت پڑھی دونون ہاتھ اُٹھا دیے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز دای رب کارساز ایسی مغلوبہ کبھی نہ دیکھی تھی اس مشکل کو آسان کر تیرے نزدیک سب سہل ہی کیا وقت اختتام صاحبقران آگیا تیری ذات کو بقا ہی دنیا ایک دن اسی طرح فنا ہی۔ نظم

طالب عرفان نمیدارد بدولت احتیاج	بندۂ خالق ندارد پیش خلقت احتیاج
صاحب وحدت نمیدارد بکثرت احتیاج	اہل خلوت را نمی باشد بجلوت احتیاج
عاشق رویش نمی بیند برغبت سوی گل	سالک کویش نمیدارد بہ جنت احتیاج
عاشق مولی است بیشک ز اختلاط غیر پاک	اہل حق را نیست با کس فی الحقیقت احتیاج
چون نباشد مردہ را رغبت بآب زندگی	چون نگردد تشنہ را با ابر رحمت احتیاج
بندگان را نیست غیر از بندگی کار دگر	عابدان را نیست جز شغل عبادت احتیاج
کی بجز محبوب خود پیش دگر ظاہر کند	اہل شوق و ذوق و اخلاص و محبت احتیاج

کے بود فرمانروائے کشور تجرید را — با ہجوم لشکر و قوم و ولایت احتیاج
کے دوا خواہد مریض درد باطن را طبیب — کے بر درویش معالج بہر صحت احتیاج
کے شود سائل بباب صاحب حشمت فقیر — کے بر و قانع بہ بخشش اہل دولت احتیاج
عاشقانرا نیست جز عشق و محبت آرزو — اہل الفت را نباشد غیر الفت احتیاج
ہست ہندی صرف محتاج خداوند کریم — نیستش اندر جہان با اہل حاجت احتیاج

صاحبقران بیقرار ہوکر دعا کر رہے ہین کہ ہفت پیکر نے تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان کو بلایا کہا کہ ایک کام تو کر جا کر ناموس حمزہ کو لوٹ لے کوئی تو صدمہ مسلمانون کو ایسا پہونچے کہ اپنی جان سے بیزار ہون تدبیر بلند رکاب تین لاکھ فوج لیکر چلا جب قریب بارگاہ ناموس وہ پہونچا کنیزون نے اور چوبدارنیون نے تیراندازی شروع کی امیر کی جونگاہ پڑی بیقرار ہو گئے فرمایا کہ ای مقبل غضب ہوا وہ پہلوان فوج گران لیکر قریب خیمہ ناموس پہونچا کنیزین تیر مار رہی ہین چالاک کو حکم دو کہ جاکر ناموس کو سوار کراکے لیجائے کسی پہاڑ پر پہونچا دے کہ بعد ہمارے ان دست و پا شکستہ عورتون کو آرام ملے ہر چند کہ بعد ہمارے ان بیچاریون کو آرام کہان مگر چند ساعت تو بچین یہ بلوہ دیکھکر دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مقبل نے چالاک کو آواز دی کہ ای جہتر والا گھر لڑائی بگڑ گئی تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان طرف ناموس کے جاتا ہی ناموس کے رونے کی آواز آرہی ہی کوئی بی بی بہ آواز بلند پکار رہی ہی کہ ای کریم و رحیم جمال صاحبقران زمان دکھا دے ہم اپنے وارث کے قدمون پر نثار ہون نظم

اشک الفت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے — کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
عفو کردیگا وہ گو لایق ہون مین تعزیر کے — آگے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے
تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا — عہد طفلی مین پیا ہی زہر بدلے شیر کے
کون سے مجنون کو گاڑا ہی مسلسل ای جنون — سنتے ہین زیر زمین نالے صدا زنجیر کے
عشق ابرو و مژہ مین جان بلب ہین سیکڑون — تیر کے زخمی ہین کچھ گھائل ہین کچھ شمشیر کے
اب باقی ہو اگر قاتل تو کردے حلق تر — لے رہے ہین ہچکیان بسمل تری شمشیر کے

ہو بعینہ ابروے قاتل علی کی ذوالفقار
پھرتے ہین کوہ و بیابان مین لپیٹے منھ پہ خاک
عرش و کرسی تھرتھرا اُٹھین دلا وہ نالہ کر
گر پڑین آنسو کلیجہ منھ کو آجائے ترا
سر نہ سر کا دن تہِ خنجر شہادت گاہ مین
رندلین اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا

پوچھیے روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے
شکل دکھلائین کسے جوپا دری تقدیر کے
فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے
کان تک پہونچین اگر نالے کسی دلگیر کے
آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیر کے
ہو چلے ہین دس برس آگے مرید اُس پیر کے

صاحبقران نے بیقرار ہوکے جو چالاک سے کہا چالاک نے بڑھ کر آواز دی اے عیاران اہل اسلام جلد آؤ ساٹھ ہزار بیک بچہ حاضر ہوا چالاک سب کو لیکر طرف ناموس کے چلا تدبیر بلند رکاب کنیزون کو قتل کر رہا ہے کہ چالاک پہونچا آتے ہی چالاک نے بیک بچون کو آواز دی عیاران نامدار لڑکے بھڑنے جنگ دنیدہ و کار آزمودہ دیکھا کہ سوار بلوہ کیے ہوے آتے ہین حقہ ہاے آتشبازی نکالے ساٹھ ہزار حقہ جو چلا بھراہیان تدبیر بلند رکاب گھوڑون سے گرے بعضے گھوڑا پھیر کر بھاگے غل مچاتے ہوے ناموس نے جو خبر پائی کہ چالاک ہمکو لینے کو آیا ہے وہ سب شاہزادیان کہ جنکا سایہ چشم فلک نے نہ دیکھا تھا وہ ڈیوڑھی پر آئین پکار کر آواز دی اے چالاک ہمکو خدمت مین صاحبقران کی لیجلو اپنے وارث کے قدمون کے نیچے جان دین ہمارے زندہ رہنے مین خرابی ہے اگر ہم زندہ رہے تو کفار ضرور ہمارا پیچھا کرینگے یہ ہمکو گوارا نہین کہ دشمنون کے پہلو مین بیٹھین ہم ہمیشہ سے مشتاق جمال صاحبقران زمان ہین ہمارا تو یہ حال ہے زندگی بہت محال ہے کیا بیان کرین نظم

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوے
گاہ بیگاہ ادھر بھی رخ مژگان ہوے
رشک فردوس مکان ہے ترا اے غیرت حور
پھر تڑپین اگر اُس مہ کو ہوا فشان کی تلاش
کوئی کانہین ہنگامہ پے دست جنون

یارب آباد کہین خانہ زندان ہوئے
اسطرف بھی کرم خنجر بران ہوئے
یان کی دربانی کو زیبا ہے جو رضوان ہوئے
کٹ کے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے
چاک جو جیب کا ہو تا سر دامان ہوئے

زلف سر کے وہ رخ اپنے کو ذرا دکھلائے یا الٰہی سحر و شام غریبان ہوئے
جانتے ہین یہ صنم ہمسے ہوا کار ثواب ہاتھ سے انکے اگر خون مسلمان ہوئے
سُرمگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے جا ہے سارا جہان شہر خموشان ہوئے
ایک دم دست حنائی مین اگر تو رکھے وہین تسبیح گہر سبحۂ مرجان ہوئے
پھول توڑون تو چبھین ہاتھ مین میرے کانٹے عیش جا ہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے
جان و دل پیش کش یار کرینگے اے رند اور کیا بے سر و سامان سے سامان ہوئے

چالاک نے ڈیوڑھیون پر محافے لگائے شاہزادیان روتی جاتی ہین اور سوار ہو رہی ہین تمام محل مین ہلڑ ہے ہر ایک شاہزادی یہی کہتی ہے اے چالاک ہمکو نہ چھوڑنا چالاک ایک ایک شاہزادی کو سوار کر رہا ہے کنیزین غل مچا رہی ہین اے جہتر والا گہر ہمکو بھی ہمراہ لو چالاک جھپٹ کے تانگے لایا کنیزون کو اسیر سوار کیا سب محافون کو بیچ مین لیا اُس وقت شاہزادیون نے بلکنا اور تڑپنا اور پکارنا شروع کیا ہر طرف ہنگامہ ہے کہ ارے چالاک ہمین قتل کر ڈال تو کہان لیے جاتا ہے ہمارا نکلنا اچھا نہین ہے ہم گوشہ نشین ہین ہمکو بازار مین نہ لیجاؤ ہم اپنی جانین دینگے صاحبقران کے کان مین یہ آوازین آرہی ہین بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر ان بیبیون کا نکلنا بڑے ستم کی بات ہے میرے سامنے یہ شاہزادیان محلات سے نکلی ہین ۔ نظم

الغیاث اے حاکم تخت حکومت الغیاث الغیاث اے والی ملک ولایت الغیاث
الغیاث اے دادبخش اہل حاجت الغیاث الغیاث اے چارہ ساز اہل علت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندۂ بیدست و پا در بیکسی ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمان رحیم خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث	دل نہ بند دہندی اندر بندگی واحسرتا

ہر طرف ہنگامۂ گیر ودار بلند ہی صاحبقران کو یقین کامل ہو کہ ہمکو شکست فاش ہوئی دیکھیے
اب لشکر کیونکر سنبھلے ای کارساز اس لڑائی کو سنبھال لے مجھکو یہ یقین نہ تھا کہ لشکر پر یون
تباہی ہو گی اب اس فساد کا رکنا دشوار ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو اس سوچ مین امیر تھے
اور ہفت پیکر آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی تمام لشکر صاحبقران بیقرار و بے چین ہی جب
ہفت پیکر نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے چلتے چلتے رک گئے تلوارین ہاتھ مین رکین پاؤن
پیدلون کے چلنے سے رکے آسمان سے آگ برس رہی ہو کسی طرف پانی جوش مار رہا ہو کوئی
ڈوب کر ٹھنڈا ہوا کوئی آگ مین جلا ہزارہا جلکر خاک ہوے ہفت پیکر اسطرح سحر
کرتا پھرتا ہی صاحبقران مجبور و ناچار زخمدار بیٹھے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جسقدر
آواز مین قوت ہی پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب کے لوگ ہین وہ سحر سے
ہفت پیکر کے محفوظ ہین اور اس قابو پرست کا یہ طریقہ ہی کہ جس غول کو لڑتے ہوے
دیکھا اسی غول پر جا پڑا اور سحر کیا لڑنے والے لڑنے سے محروم ہوے حیران ہو کر
کھڑے ہو گئے ایک طرف سے لڑتے ہوے چند فرزندان صاحبقران اسطرف
جو آئے سحر سے ہفت پیکر کے کانپ رہے تھے صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا
کان مین جوانِ شیرون کے آواز پہونچی سحر اُتر گیا جنگ مین مصروف ہوے اور جو
ساحر کہ لشکر مین صاحبقران کے ہین مطیعان امیر وہمراہیان جہانگیر و بدیع الزمان
و نورالدہر و ایرج نوجوان وہمراہیان رستم مثل آفتاب فلک سیر وغیرہ ہر چند کہ
یہ سب ساحر سحر کر رہے ہین بمشکل اپنے کو بچاتے ہین مگر سحر اسکا دفع نہین کر سکتے کہ
ہفت پیکر خود سحر کر رہا ہی آج یہ سمجھا کسی کے سحر پر اطمینان نہین کرتا خود ہی مصروف
سحر ہی بلکہ بعض ساحر ہمراہیان ہفت پیکر تعجب کرتے ہین کہ خود قدرت سحر
کر رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی قدرت کبھی سحر نہ کرتے تھے تقدیر فرماتے تھے بعض کہتے ہین
آج چونکہ انجام کی لڑائی ہی قدرت مثل انسانون کے خود سحر کر رہے ہین ہر طرف یہی
ہنگامہ ہی کہ آج قدرت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اُس ہنگامے سے آفتاب فلک سیر

دفع سحر ہفت پیکر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا سامنے آکر رونے لگا عرض کی اے
شہریار مقام افسوس ہی کہ اگر ہمارے آقاے نامدار رستم عالی وقار ہوتے اور روح چمکاتے
تو ہم اس سحر سے ہفت پیکر کے فرصت پاتے لیکن افسوس ہو نہین معلوم اوس شیر بیشہ
جرائت کو بقراط ثانی نے کہان طلب کیا یہ تو غلام نے خبر پائی کہ سرحد خیال سکندری مین
مصروف جنگ ہین جہان بھنسے وہان سے بہ جرائت نکلے جو طریقہ آنکا اس طلسم مین تھا
وہی رنگ اونکا طلسم خیال سکندری مین بھی ہو مگر مقام تعجب ہی نہین معلوم کس
مقام پر ہین اگر انکو خدا یہان بھو نچاتا اور وہ مصروف جنگ ہوتے تو ہم لوگ نجات پاتے
مگر ناچار ہین کہان اوس شہریار کو تلاش کرین یہ کہکر دعا کرنے لگا کہ اے کریم کارساز واے
بندہ نواز واے غفور ورحیم ہم گنہگارون پر اپنا رحم شریک کردے ۔ نظم

تو از پردہ جمالت چہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمرود
بہر مذہب بہر ملت بہر دین	تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار	نمیسازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو منانی تو دیان	تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ	گہے شاہد شدی وگاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی	بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

صاحبقران زبان فرما رہے ہین کہ اے آفتاب فلک سیر خدا تمھاری دعا کو قبول کرے
بقول تمھارے رستم آجائین تو بڑی جہلت ہو آفتاب عرض کرتا ہی کہ اے شہریار
ناموس کو لیکر عیار نکل گئے مگر اوس بحیا نامرد نے تجویز کیا ہی کہ کوئی پہلوان تعاقب مین
ناموس کے جائے سُنا ہی کہ بہین آرہ کش تین لاکھ فوج لیکر فکر ناموس مین گیا
صاحب قران اوس زخمی ہاتھ سے سر پیٹ رہے ہین فرماتے ہین اے آفتاب بڑے
افسوس کی بات ہی کہ ناموس کے ساتھ کوئی پہلوان نہین صرف چالاک عیار ہے ہر چند کہ
وہ بڑا کارگذار ہے لیکن مقام برزور کے کیا کریگا کیونکر ناموس کو بچائیگا شاہزادیان

اپنی جانین دیدینگی کافر کو منھ نہ دکھائینگی یہ وہ بیبیان ہین کہ جنکا سایہ آفتاب نے نہین دیکھا میری محبت مین گھر بار چھوڑ کر نکل آئین جو آئی وہ سلطنت چھوڑ کے آئی خدا اُنکی عزت وحرمت بچائے یہ روز سیہ فلک نہ دکھائے یہ کلمات حسرت فرما کر امیر نے بھی ہاتھ اُٹھا دیئے پکار اُٹھے ای خالق کارساز وای بندہ نواز روے زیبائے رستم دکھا دے کہ وہ شیر آ کر مصروف جنگ ہو۔ نظم

بندہ ات وحش وطیر وانسان اند	خادم زار حور وغلمان ماند
حاکمان زمان محکومت	اہل فندان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سر بسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت ہمیشہ ے مانند
گاہ پیچان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم وخرسند	گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند وچابک چالاک	گاہ کمزور وزار وپیچان اند
ورہمہ حال حاضر وموجود	از ہمہ خلق مرترا دانند
عاشق زار وطالب دیدار	جلوہ ات بیند از در ودیوار

تمام حاضرین وقت دعائین مانگ رہے ہین ہفت پیکر پہلوانون کو بھیجا جاتا ہے صاحبقران کے نزدیک جماؤ ہوتا جاتا ہی سلیمان دیو بند نامے پہلوان کی تین لاکھ فوج سے لڑ رہا ہی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای سلیمان دیو بند سب طرف کی فوجین مین نے بیکار کر دین مگر قریب حمزہ کے لوگ جمع ہوتے جاتے ہین لاکھ دو لاکھ سے زیادہ نہین ہین فوج گران لیکر جا اور سب کو متفرق کر پھر حمزہ کا سر کاٹ لا جنگ کا مین نے خاتمہ کیا ہاے افسوس ہی اسقدر یہ میرے ساتھ ساحر ہی کہ مسلمانون سے مین جھ زیادہ ہی مجھ ایسا ساحر سحر کر رہا ہی کہ لاکھون کو ایک ایک سحر مین بیکار کیا مگر مقام تعجب ہی ایک دن اور ایک رات لڑتے گذرا اب دوسرا دن ہے جنگ کا خاتمہ نہین ہوتا

توجا کے اختتام کر سلمان دیو بند تین لاکھ فوج لیکر چلا یہان بدیع الزمان قریب
فرش صاحبقران مرکب گلگون باختری پر سوار گرد سرداران نامدار مصروف جنگ
کفار ہین جو کافر آیا اُنکے سردارون کے ہاتھ سے مارا گیا صدہا کو مار کر گرا دیا زمین خون
سے رنگین ہو رہی ہی کہ سلمان دیو بند جلوہ کر کے آیا دور ہی سے للکار کر آواز دی
او لپسر حمزہ طرف صحرا کے بھاگ جا بدولت آتے ہین ابھی حمزہ کو مٹاتے ہین کیا
مجال ہی کہ کوئی میرا سامنا کر سکے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا حلب کا شاہزادہ
میرے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا ہی یہ حال آئنہ ہو لایق معائنہ ہی بدیع الزمان نے جو
سلمان کو آتے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران یہ آواز بلند اسم الٰہی پڑھ رہے ہین
بدیع الزمان سحر ہفت پیکر سے محفوظ ہین سلمان دیو بند نے بڑھ کر نیزہ مارا بدیع الزمان
نے نیزہ اُسکا پکڑ کر توڑ ڈالا اُس بیحیا نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند پر روک کر خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ طلسمی دست
زبردست بدیع الزمان تڑپ کر چو تیغہ گرا سیر کو کاٹا سر اسر کلے و جبڑے کو کاٹ کر زمین
مین آکر بوسہ دیا فوج پر اُسکی جا پڑے تین لاکھ مین اکیلے جنگ کر رہے ہین ایک
بیحیا نے نیزہ مارا کہ بایان ہاتھ زخمی ہوا سیر ہاتھ سے چھوٹ پڑی دوسرے نامرد نے
پشت سے آکر وار کیا سر بھی سراسر اُس خود سر کے ہاتھ سے زخمی ہوا قریب تھا کہ نامرد
ملکہ بدیع الزمان کا سر کاٹ لین کہ پہلو سے آواز آئی باشید ای کافران بیحیا و
ای نابکاران بد دغا - نعرۂ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لعل پوش خاوری	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زنم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ	زآب دم تیغ شمشم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین

نعرہ کر کے قاسم آ پڑے گرد سے بدیع الزمان کے فوجون کو ہٹایا قیماس خان خاوری و
حسنخان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و شاہزادہ عمرو گورزاد ختنی وغیرہ مدد قاسم
کو آئے خوب اُس مقام پر تلوار چلی ہزارہا کافر اُس مقام پر مارے گئے تمام صحرا لہو سے
گلنار ہو گیا شاہزادہ جہانگیر والا تبار نے جو ایک غول مین گھرے ہوئے تھے دور سے

دیکھا بدیع الزمان زخمدار ہین قاسم نوجوان بصد عزم و شان مجمع کو گرد سے بدیع الزمان کے ہٹا رہے ہین مگر کافر ٹوٹے پڑتے ہین جہانگیر نے وہین سے نعرہ کیا باشید ہو قابو پرستان یہ کہکے وہ شیر دلیر مثل شیر خشمناک تلوار کھینچکر جا پڑا ایسے لطف سے جہانگیر نے شمشیر زنی کی بدیع الزمان کو مجمع سے نکالا شاہزادہ بدیع الزمان خون پونچھتے ہوے مجمع سے باہر نکلے جہانگیر کو جو فوج نے گھیرا ہفت پیکر خود سامنے آکر کھڑا ہوا جم جم کے سحر کر رہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی زمین ہلا دیتا ہی کہ زمین سے دھنوین نکل رہے ہین تمام نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین مالک نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم مجمع مین گھرے ہین اور کفار چاہتے ہین کہ گھیر کر انکو مارلین جہانگیر شمشیر زنی کر رہے ہین مالک نے یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر نے کافرون کو ہٹایا مگر جسم تمام چھنا ہوا غربال بنا ہوا مالک نے دیکھا کہ اب جہانگیر کا تو نکلنا بہت دشوار ہی وہین سے نعرہ کیا اور اپنے عربون کو اشارہ کر دیا عرب نیزہ باز جو نیزے لیکر گرے مجمع کفار کو درہم و برہم کر دیا مگر مالک کو کافرون نے گھیر لیا تیغ مار کر زخمی کیا لندھور نے جو دور سے دیکھا کہ مالک زخمدار ہوے چہار طرف سے تیر پڑ رہے ہین ہاتھی کو ہولا بیٹون کو اشارہ کیا کہ مالک کو بچاؤ نو بیٹے تلوارین کھینچکر جا پڑے اس لطف سے لڑے کہ مالک کو نکالا لندھور نے جو بیٹون کو زخمی دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب بھر آگیا نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا منم دارا ے صاحب را ے سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان۔ نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان غول مین گھس پڑے یا تو صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا بہ خضوع و خشوع تمام دعائین مانگنے لگے آواز دی ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر اس آفت کو دفع کر سب گرفتار زخمدار ہین کیسے بیقرار ہین تیری صفت کیا عرض کرون نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در دہر نام +
بیاد خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام

نیابد بہ ہوش آنکہ اندر جہان
کند شغل مرد خدا حق پرست
قدم ہر کہ اندر حقیقت نہاد
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد
بحق ہست انجام و آغاز خلق
خدا او احد و لاشریکت بس
خدا بیمثال و خدا بے نظیر

زبینائے الفت کند نیک جام
بہ ذکر شب و روز و فکر مدام
کند طے رہ حق رسی در دو گام
شود خادمش خلق و عالم غلام
ز او ابتدا او بود اختتام
کسے را درین نیست جائے کلام
خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

سب سرداروں نے بیقرار ہو کر ہاتھ اٹھا دیے سب سردار ہمراہ صاحبقران مصروف
دعا ہین دوسرا دن اس لڑائی کو گذرا کہ سردار لڑتے لڑتے تھک گئے ہین ہفت پیکر
ہر مرتبہ نئی فوج لاتا ہے وہ فوج آکر لڑتی ہے مگر سرداران نامی نے میدان نہین چھوڑا
ساحر مصروف سحر خوانی ہر چند کہ سحر ہفت پیکر پر سحر انکا غالب نہین ہوتا مگر آگ بجھانے
مین مصروف ہین آفتاب فلک سیر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہے آفتاب سحر چمکا رہا ہے
جب اسنے آفتاب چمکایا آگ بجھ جاتی ہے ہفت پیکر پھر وہی سحر کرتا ہے اب جو سب نے
ملکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ
بیابان گردے برخاست اتنی بڑی گرد اڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا صاحب قران دیکھنے لگے - فرد - از دامن دشت
کوہ اورنگ + گردے برخاست تو تیار نگ + از دامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہر یارے + دامن گرد کا سامنے آکر پھٹا دیکھا سب نے مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار جھپٹے ہوے
آئے پھر پشت پر رستم بلتن مرکب استر بالا کبود فرنگی پر سوار دم اڑاتے ہوے مرکب
کو آتے ہین آفاق تاجدار تخت پر سہیل قزاق نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب قزاق
کئی سو افسر رستم کو گھیرے ہوے عمرو نے بڑھکر عرض کی ای شیر بیشہ جرأت و
یکہ تاز میدان جلالت دس پہر جنگ کو گذرے ہین ہفت پیکر نے سب سرداروں کو

زخمی کیا باپ تمھارے بیقرار و اشکبار فرش خاک پر بیٹھے ہین سر زخمی شانہ زخمی جنگ سے
معذور دعائین کر رہے ہین رستم نے یہ دیکھتے ہی مرکب کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا یا شید
ای کافران بیحیا وای نابکاران بدعا منم رستم پیلتن کشندهٔ قوی پیل ہندی و دو پیل ہندی
کشندهٔ کپیتان فرنگی - نعرهٔ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب
دیگر - علمشاہ رومی شیر فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے جا پڑے
گیارہ لاکھ فوج تلوارین کھینچکر مصروف جنگ ہوئی سب سرداران زخمدار کو نکالا اپنے
سردارون کو حکم دیا کہ ان سب کو قریب صاحبقران کے پہونچا دو سب سرداران زخمدار
قریب صاحبقران عالی وقار آکر بیٹھے رستم نے جنگ شروع کی لوح کو جو گردش دی
سحر ہفت پیکر باطل ہوا کہتا ہی یارو مین تو جانتا تھا کہ طلسم کشا کو بقراط ثانی نے
مار لیا شیرون نے عرض کی کہ ہم آپ کو خبرین سنایا کرتے تھے کہ رستم نے جا کر برج
خیال سکندری مین آفت برپا کر دی رستم کے جملہ سردار گرد مین اٹے ہوے مگر جنگ
مین ڈٹے ہوے تلوار چل رہی ہی دیوانہ شریر ہر دم در پا تو ایک گوشے مین بیٹھا
تھا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی چوب دست سنبھالی ساتھ والون سے کہا لو آقا سے
شرخ کی آواز آئی سب نے چوب دستین سنبھالین جست کرکے پہلے سامنے رستم کے
آیا کہا کیون آقا کہان غائب ہو جاتے ہو رستم نے کہا ہم دوسری سرحد مین تھے
دیوانہ نے چوب دست کو کھینچ دیا کہا آقا ایک وار تو قبول کر دیکھی ہاتھ مار رستم
نے کلہ چوب دست پر ہاتھ ڈال دیا چوب دست چھین کر ایک طمانچہ مارا فرمایا کہ او دیوانے
یہ میا کیان نہین جانتین دشمن سے وقت جنگ ہو اور تو ہمسے الجھتا ہی طمانچہ کھا کر
دیوانہ سیدھا ہوا کہا آقا ابھی دشمن سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے جو
فوج ہفت پیکر پر گرے ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہفت پیکر سامنے سے رستم کے
بھاگا بھاگا پھرتا ہی سحر کرنا بھولا جاہتا ہی کہ میدان سے نکل جاؤن رستم نے لوح کو جنبش
دی جس ساحر پر عکس پڑا نابینا ہو گیا اُن اندھون کو ہمراہیان رستم قتل کر رہے ہین
جسکو دیکھا کہ ٹٹول رہا ہی اور تمام ہفت پیکر زیان پر ہی اگر دیوانہ پہونچ گیا تو چوب دست

مار دی کہ پرانا ہو کر پیوند زمین ہوا اگر اور ملازموں نے دیکھ لیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ ٹکڑے ہوئے اہل فوج ہفت پیکر رستم کے آنے سے بدحواس ہو رہے زمین قضائے کار وہ پہلوان جسکو ہفت پیکر نے برائے گرفتاری ناموس بھیجا تھا چالاک ناموس کو ساتھ لیے ہوئے جاتا ہی عیار تلواریں کھینچے ہوئے محافہائے ناموس کو گھیرے ہوئے کرپشت پر سے گرد اڑی چالاک نے ابوالفتح سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لو ابوالفتح نے خبر دی کہ ایک پہلوان کو تمہاری گرفتاری کو بھیجا ہی وہ آپہونچا چالاک یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا یارو کدھر جاؤن ناموس کو کہان چھپاؤن ناموس نے جو یہ حال سنا آواز دی کہ ای چالاک ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمکو ہمارے وارثون سے جدا نکرو تنے نہ مانا اور ہماری سب کی یہ کیفیت ہے نظم

ابتدائے حسن کامل کی خبر ملتی نہین
حیف او عیسیٰ نفس تجھکو خبر ملتی نہین
مرغ دل بیتاب ہی اے صبر اب تو جان لے
سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہے ہوا
تاک جھنولئی ہو دیوانون سے اپنے مدتون
کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہی عبث
عشق وندان نے بھرایا جوہری بازار مین
آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال
نالہائے شب کا ہی اس ناتوان پر ازدحام
تکتے تکتے راہ اسکی تو بھی کیا پتھرا گئی
ای خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے
گم ہوا ہی جسنے اس وادی مین رکھا ہو قدم
تر ندانہ دیشے کی جا ہو دیکھیے کیسی بنے

ہی دہن غائب تمہارا اور کمر ملتی نہین
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین
اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین
وہ پری جبتک نکرلے دربدر ملتی نہین
وان قبولیت جو آہ بے اثر ملتی نہین
آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین
گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین
ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین
اب پلک سے کیون پلک ای چشم تر ملتی نہین
ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین
رہروان راہ الفت کی خبر ملتی نہین
اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہین

بیبیون نے گھبرا کر چالاک سے کہا ای چھتر والا کہر ہمکو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤ

چالاک نے جو سر اُٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سامنے نظر آیا گرد قریب آتی
جاتی ہو اُس گرد کو دیکھکر چالاک بہت گھبرایا کہا رون سے اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ چلو
غرض ناموس کو لیکر چالاک پہاڑ پر آیا شاہزادیون کے محافے رکھوا دیے ساتھ کے
عیارون کو گھاٹیوت پر بٹھایا تیر و کمان سب کے ہاتھ مین دیے کہا یارو ہوشیار رہنا دشمن
ذرا آنے پائین کہ سب نے دیکھا دہی پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا گینڈے کو اڑاتا ہوا
تلوار چمکاتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر نیزے چمکاتے ہوے سامنے پہاڑ کے
پہونچے عیارون کو گھاٹیون پر بیٹھے ہوے دیکھا اور چالاک ٹہل رہا ہی آواز دے رہا
ہی کہ ای کافرو اس طرف نہ آنا ہمسے آنکھ نہ ملانا مال و اسباب ہمنے لشکر مین چھوڑا
فقط ناموس صاحبقران کو نکال لائے ہین کہ ان شاہزادیون پر کوئی نگاہ نہ ڈالے
لہذا پلٹ جاؤ جا کے مال و اسباب لوٹو پہلوان تہوڑ مین بھرا ہوا ہی گینڈا چمکا کر آواز
دی او چالاک ہمسے بھاگ کر کہان جا سکتا تھا قدرت نے تقدیر کی آگے نہ بڑھ سکے
اس پہاڑ پر آ کے چھپے لیسے ایسے گھروندے بگاڑنا کتنی بڑی بات ہی ہان یارو
پہاڑ پر چڑھ چلو اب تامل نہ ہو ناموس صاحبقران کو قبضے مین کرو تین لاکھ فوج
اپنے مقام سے بڑھی چاہتی ہی کہ پہاڑ پر چڑھین چالاک دوربین سے دیکھ رہا ہے
جب دیکھا کہ چہارم میدان سب طی کر چکے تیر بھر کمان مین پیوست کیا ساٹھ ہزار
عیارون نے کمانین سنبھالین ایک مرتبہ ان خطا شعارون پر حملہ کیا ساٹھ ہزار تیر چلا
طائران تیر نے پر کھولے سوارون کے سینون پر پڑے کسی کے گھوڑے کی آنکھ پر
پڑا گھوڑے کی آنکھ مین تیر کا پڑنا باعث خرابی ہوا سوار و پیدل پیچھے ہٹنے ہر ایک کا
یہی قول تھا یارو سامنے حریف کو دیکھ رہے ہو کہ اُنکا حربہ ہم تک پہونچتا ہی تیراندازون
نے آفت برپا کر دی پہلوان نے جو یہ ہنگامہ سنا ساتھ والون سے پوچھا پکار کر آواز دی
یارو یہ کیا ہی جو تم آگے نہین بڑھتے آخر پہلوان جھلایا کہا یارو مین کیا تمھارے بھروسے
پر آیا ہون مین ابھی جاتا ہون جب جا کر ناموس پر قبضہ کرون تب تم بھی آ جانا مین
عیارون سے کب رکتا ہون میرے مقابلے کا کوئی پہلوان بالائے کوہ نہین ہی

جا کر سبکو مارونگا یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر فولادی پشت سے اُتاری سپر سے اپنا چہرہ اور
گینڈے کا منھ چھپایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا چالاک نے جو یکہ سوار کو آتے ہوئے
دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یکہ سوار آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افسر لشکر ہی جہانتک
ہو سکے تیر مارو تیر عیارون کے پڑنے لگے مگر وہ پہلوان دیو خصال عفریت مثال تیرون کو
کب مانتا ہی تیرون کو قلم کرتا ہوا آتا ہی میدان کو طی کرکے زیر کوہ پہونچا چالاک نے جو دیکھا
کہ پہلوان زیر کوہ آگیا بیقرار ہو گیا سب کو اپنے قریب بلایا اور دست دعا بدرگاہ
حق تعالے بلند کیے پکار اُٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچا کہ
تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

رخ مگردان شکل حلقہ از در دربار دوست | مثل سایہ باش استادہ پس دیوار دوست
دار در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست | گر جہان دشمن شود ہرگز مکن انکار دوست
یاد کن در دل ہمیشہ دلربای خویش را | تا دلت گردد ہمی گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا | تا ببینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گاہ از شمع و گہ از مہتاب گہ از آفتاب | شائق دیدار را آید نظر انوار دوست
شغل کار دوست دار اندر جہان ای مرد کار | زانکہ از ہر کار و بارت ہست بہتر کار دوست
دم بہ بیش و کم تو ای بندہ درین سودا مزن | گر فروشندت چو یوسف بر سر بازار دوست
چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب | از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہند یا راز محبت در جگر پوشیدہ دار | گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

عیارون نے جو بیقرار ہوکر دعا کی ناموس سے جاکر کنیزون نے عرض کی حضور پہلوان اُسی
طرف کا لڑتا بھڑتا قریب کوہ پہونچ گیا ہی چالاک نے بڑی کدوکوشش کی اب رو رو کے
پروردگار سے دعا مانگ رہا ہی سب شاہزادیون نے بال کھولدیے بلک بلک کے
رو رو کر دعائین مانگنے لگین کوئی بی بی پکارتی ہی ای مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر
اب ہمپر وقت تنگ ہی وقت حفاظت نام و ننگ ہی نظم

دیدۂ دل برکشا ای طالب دیدار دوست | تا ز ہر پردہ ترا آید نظر رخسار دوست

دوست دلدار تو گردد گر شوی دلدار دوست
سینۂ خود را مصفا کن ز ہر گرد و غبار
دوستی کن دوستی کن دوستی کن دوستی
بادشاہی گر میسر گردوت اندر جہان

دوست ہم یار تو باشد گر تو باشی یار دوست
بین درین آئینہ عکس روے پر انوار دوست
در دو عالم از دل و جان باش خدمتگار دوست
یک تو ز اخلاص دل باشی غلام زار دوست

تمام شاہزادیان وزیرزادیان اسیبن جلیسین بال کھولے ہوے معروف دعائین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جانین دینگے مگر اپنے کو کافرون سے بچائین گے نہین معلوم ہمارے وارثون پر کیا گذری کہ یہ کافر ہیانتک آئے ہمکو یہان آکے گھیر لیا تو بچانے والا ہے کوئی آمین کہہ رہی ہی کوئی فریاد الغیاث کر رہی ہی سب بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت دعا وا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کان مین آئی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار پشت پر اسی ہزار دیوانہ مرکب اڑاتے ہوے نیزہ جھکاتے ہوے آئے غضنفر نے دور سے جو چالاک کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہی پکار کر آواز دی کہ اے چالاک خیر تو ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ زیر کوہ پہلوان کھڑا ہی تمھاری والدۂ ماجدہ بھی اس ناموس مین ہین غضنفر نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو کر مرکب کو مہمیز کیا بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی اے قزاقان بزنید و مبندید قزاق پھر ہری لیکر فوج پر جا پڑے پہلے تو تیر مارے اسّی ہزار جوان قتل کیے پھر نیزے چلے تلوارین کھینچکر فوج سے ملگئے قزاقون کی تیز دستی کفار پر زبردستی ایک نے ٹوکا دوسرے نے نیزہ مار دیا سینہ کو توڑ کر پار گذرا مگر غضنفر گھوڑا جھکا کر قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا او نامرد ہمسے مقابلہ کر اُسطرف کہان جاتا ہی ہمسے لطف ملیگا پہلوان پلٹ پڑا غضنفر پر نیزہ مار دیا غضنفر نے اپنے سینے کو بچایا اور اپنے نیزے کو کن دیکر پہلوان پر مارا اُسنے سینہ بچایا غضنفر نے نیزہ جھکا کر آنکھ پر گینڈے کی مار دیا نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے جست کی سوار کو گرا کر بھاگا کتنی کو پامال کر کے نکل گیا غضنفر نے پہلوان کو زیر تیغ رکھ لیا اسقدر تلوارین مارین کہ پہلوان ... لگا غضنفر تلوارین مارتے ہوے جاتے ہین لشکرون مین ہلڑ ہوا کہ غضنفر نے

پہلوان

پہلوان کو بھگایا غضنفر نے بڑھکر ایک ہاتھ گلوگاہ پر مار دیا کہ سر کٹ کر پہلوان کا گرا قزاقون
نے فوج کو زیر تیغ رکھ لیا آخر سب نے بہ مشکل لاشہ اپنے افسر کا اُٹھایا طرف صحرا کے
شکست کھا کر بھاگے کئی کوس تک غضنفر نے پیچھا کیا قزاقون نے پڑاؤ لوٹا خیمے
جلا دیے غضنفر بالائے کوہ آیا چالاک سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا چالاک نے کہا کہ ای
غضنفر لشکر اسلام پر بڑی آفت ہے شتر لاکھ فوج قسیمہ ہو کے مصروف جنگ مغلوبہ ہے
میرے سامنے صاحبقران زخمی ہوے مجھ سے کہا حکم کیا کہ ناموس کو لیکر نکلجاؤ یہ پہلوان
پیچھا کر کے آیا اگر مناسب ہو تو جا کے دیکھو کہ وہان کیا گذری ہر چند کہ کل سردار زخمی ہو چکے
مگر کسی نے لڑائی سے منھ نہ پھیرا یہ سنکر غضنفر کوہ سے اُترا بپشت مرکب باد پا پر سوار ہوا
اُسی طرف چلا یہان رستم نے آگے لڑائی کو روکا سب زخمیون کو قریب صاحبقران بٹھا دیا
خود مصروف جنگ ہین ہفت پیکر جو پڑھ پڑھ کے سحر کر رہا ہی بسبب لوح طلسمی سحر
اسکا تاثیر نہین کرتا بوٹیان اپنی کاٹ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کیا تدبیر کرون سحر
جواب دے رہا ہی جدھر رستم کا گذر ہوتا ہی آثار سحر ہفت پیکر کے برطرف ہو جاتے
ہین لیکن ہفت پیکر پہلوانون کو ترغیب دیکر قریب رستم بھیجتا ہی کیسے کیسے پہلوان زبردست
مقابلۂ رستم مین آتے ہین تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہی جسکے سر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے گرد مرکب صدہا پہلوان پڑے ہین لیکن اکیلے کس کس طرف جائین اپنے
ساتھ والون کو کیونکر بچائین جسطرف نہین جاتے اور نہین پہونچتے اسی طرف سحر سے
ہفت پیکر کے آگ برستی ہی عیار رستم کو خبر دیتا ہی جب اُس طرف جا کر لوح چمکاتے
ہین تب آگ بجھتی ہی اس آمد و رفت سے جان رستم کی عذاب مین ہی بڑے بڑے
پہلوان روکنے آتے ہین مگر جو رستم سے مقابل ہوا فوراً عدم مین پہونچا گرد مرکب لاشے
پڑے تڑپ رہے ہین دست زبردست رستم تیغۂ ہفت جوہر کی بے پناہ کاٹ چھانٹ
جو سامنے آیا واصل جہنم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لڑتے بھڑتے قریب ہفت پیکر
چاہتے ہین کہ جاؤن مگر پہلوانان فوج روک لیتے ہین بڑھنے نہین دیتے علم فوج کو
بھی سر نگون کیا پلٹن رسالے تنگ آ گئے کئی پلٹنون کو بھگایا رسالون کو ہٹایا معشوقان

پر چہرہ جو محافون مین ساتھ ہین اجماع فوج دیکھکر گھبراتی ہین وزیرزادیون سے فرماتی ہین خدا اس شاہزادۂ والا قدر کو ہاتھ سے دشمنون کے بچائے اپنا کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب حالت ہے کیا کہین۔

نظم

تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
خون دل اپنا تھا مگر غازۂ چہرۂ ناز مین

کیونکہ نہ آدھی رات تک جاگے وہ جبکہ دھیان تھا
آہ ہوے نیمخواب مین نرگس نیم ناز مین

خسرو عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین

مین تری بزم سوز مین ہین یہ قیامتین کہ ہی
نغمۂ صور کا اثر نغمہ نے نواز مین

اُنسے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
سُنکے مرا مبالغہ منت جستہ از مین

کیا سبھی سینے جل چکے کیا سبھی دل پگھل چکے
بوے کباب اب نہین آہ جگر گداز مین

پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری ہو کہین
ہوتی ہین بے حجابیان جان نہفتہ راز مین

رخنۂ در سے غیر پاس دیکھا کسے کہ آج پھر
رخنہ گری کچھ اور ہی نالۂ رخنہ ساز مین

یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تو
بیٹھے اُٹھے ہین مومن اب گر رہے شب نماز مین

وزیرزادیان عرض کر رہی ہین واری اپنے کو سنبھالیے انشاء اللہ لڑائی ابھی ختم ہو جائے گی کنیزین اکتا نگون سے غل مچا رہی ہین کہ خدا اپنا فضل کرے آقاے نامدار پر تو چہار جانب سے بلوہ ہی مگر وہ شیر دلیر ہین کہ اتنے بڑے بلوے مین کس جوش سے لڑ رہے ہین علم فوج کفار کو قلم کیا جاوُ کافرون کا کم کیا خدا اُسکا محافظ و نگہبان ہی ایک بی بی پکار اُٹھی ای کارساز و بے نیاز ہمارے آقاے نامدار کو بچالے دشمنون کو شکست ہو یہان فتح کا بندوبست ہو۔

نظم

میبوشش روے منور زطالب ای مطلوب
کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرۂ خوب

بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے
درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب

رفیق اہل ولائے فقط تو اے دلدار
محب اہل محبت تو ہستی اے محبوب

تو نور حسن بہ رخسار یوسف افزودی
تو نور دیدہ زبودی دو دیدۂ یعقوب

تمام شاہزادیان دعائین مانگ رہی ہین لشکر مین تلاطم فوج کے ہوش گم مگر سرداران رستم وہ صاحبان شوکت ہین کہ یہ جانبازی لڑ رہے ہین رستم فوج کے دل مین شیرانہ لڑ رہے ہین دیوانے نے ہزارون کو راہی ملک عدم کیا بارہ ہزار دیوانے چوب دستین لیے ہوے لڑ رہے ہین لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز کان مین آئی رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا فرمایا ای سرداران تہمتن وای شیر دلان صف شکن وقت فتح قریب آیا وہ دیکھو سامنے گرد اڑی بلکہ گرد نہین ابر رحمت ہی یقین ہی کہ غضنفر بن اسد آتا ہو ای سمک ذرا بڑھکر خبر تو لو یقین واثق ہو کہ اُسی شیر کی آمد ہی جب گرد قریب آئی رستم ایک بلندی پر کھڑے ہوکے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی رستم نے دیکھا دس بارہ ہزار جوان شکست خوردہ ایک لاش کو لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آئے ہفت پیکر نے پوچھا اس پہلوان کو کسنے مارا لوگون نے بیان کیا کہ اسنے پہاڑ پر جا کے ناموس صاحبقران کو گھیر لیا تھا قریب تھا کہ ناموس پر قبضہ کرے عین وقت پر غضنفر بن اسد آکر پہونچا اُسکے ہاتھ سے یہ پہلوان مارا گیا یہ خبر رستم نے بھی سُنی شکر پروردگار کیا فرمایا ای سمک تمنے سُنا غضنفر کے ہاتھ سے یہ بیجا واصل جہنم ہوا جا کے ناموس کو گھیرا تھا یقین ہی کہ وہی آتا ہو خواجہ عمرو نے جو آواز بوق ترکی کی سُنی یا تو صاحبقران کے پاس بیٹھے تھے یا گھبرا کر اُٹھے جست وخیز کرتے ہوے طرف صحرا کے آئے دور سے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے بڑھ کر کل حال غضنفر سے بیان کیا کہ ای نور نظر بڑی سخت لڑائی پڑی ہی خدا اس لڑائی کو فتح کرائے رستم ایسا دلیر عاجز ہو رہا ہی نانا جان تمہارے زخمی ہین جلکر اُنکی خبر لو رستم کی مدد کرو مگر ای نور نظر آج کی جنگ لائق تعریف ہو دشمن بھی دنگ ہو جائین اپنی جان سے تنگ ہو جائین یہ حال مصیبت مآل سُنکر غضنفر نے مرکب بڑھایا قزاقون نے نیزے اُٹھائے غضنفر نے پلٹ کر قزاقون سے کہا ہان یارو آج طرز جرأت دکھاؤ سب قزاقون نے عرض کی انشاء اللہ ہفت پیکر کو بدحواس کر دین جمکر لڑین کہ کافر بھاگتے پھرین اسی ہزار قزاق آگے سب کے غضنفر اُس وقت پہونچے کہ رستم پر تمام فوج کا

بلوہ ہی ہفت پیکر خود تلوار ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہی کہتا ہی ہان پہلوانو فوراً گھیر کر
رستم کو مار لو اب مہلت نہ دو مگر جسوقت سے شاہزادۂ غضنفر آگئے اور قزاق لڑ رہے
ہین تمام زمین گلنار کر دی خون کے دریا بہا دیے ہزار ہا لاشہ پڑا ہی آہ آہ کی آوازین برابر
آرہی ہین بقول شخصے کہ رن بولتا ہی ہر طرف سے آواز آتی ہی کفار جو جا بجا گرے ہین
کوئی پکار رہا ہی ارے میرا روپیہ گڑا ہوا رہ گیا غضب ہی کہ بیٹا لے لیگا ایک طرف سے
آواز آتی ہی کہ زوجہ اُس شخص کی شوقین ہی ہاے میرا سوگ نہ رکھے گی رنڈسالہ کون پہنے کسی
طرف سے آواز آتی ہی ارے مین نے عمر بھر نوکری کی جمع کرتا رہا پیٹ بھر کے کھانا نہین
کھایا وہ سب رقم میری کمر مین ہی اب یہ روپیہ سانپ بچھو بنجائیگا قبر مین کیا کیفیت ہوگی
جہان کوئی مونس نہ ہمدم نہ غمگسار یہ روپیہ میری کمر سے کون لیگا دوسرا آواز دیتا ہی ابے
تو کمبخت ہی تیرا روپیہ کون لے جو روپیہ لیگا اُسکا بھی یہی حال ہوگا اُدھر سے گذر ہوا عمرو
کا عمرو نے دونون کے سر کاٹ لیے اور دونون کی کمر سے ہمیانیان کھول لین ایک امر
اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران زمان جو فرش پر بیٹھے ہین سردارون
کی حیرانی پریشانی دیکھکر یا تو اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے تھے جب دیکھتے تھے کہ سردارون پر
سحر کی آفت ہی بہ آواز بلند اسم اعظم پڑھنے لگتے تھے مگر جسوقت سے رستم و غضنفر
آگئے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا لندھور وغیرہ بھی زخمی ہوکر آئے سب سردار
اُسی مقام پر بیٹھے ہین صاحبقران نے لندھور کو قریب بلایا اُنکے زانو پر سر رکھا انتہا
کے خستہ ہو رہے تھے آنکھ بند ہوگئی لندھور خود زخمدار و بیقرار ہو رہے تھے لندھور
نے فرزندون کو قریب بلایا اُنکے زانو پر سر رکھا آنکھ بند ہوگئی سب سرداران زخمی
ایک کے زانو پر ایک نے سر رکھا سب غافل ہوگئے لیکن اُدھر جب بقراط ثانی
نے اپنے مقام پر سُنا کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی حاضرین وقت سے
صلاح کی کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی ہے اور رستم قصر سکندری کا قصد
رکھتے ہین سب نے یہ صلاح دی کہ رستم کو نکلجانے دیجیے جب بھر ادھر کا قصد کرینگے
آپ تو خاص طلسم مین چلے جائیے گا ہم لوگ سب ملکر رستم کو روگین گے لوح طلسم کا

اس طلسم کی ملنا دشوار ہی ہم لوگ گھیر کر مار لینگے ایک ساحرہ یہ کہکر اُٹھی کہ مین جا کر حمزہ کو لاتی ہون اور سامان کرکے جلی اس مغلوبہ مین آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ہفت پیکر پر آفت ہی بھاگتا پھرتا ہی رستم وغضنفر چاہتے ہین کہ گھیر کر اُسکو مار لین سب ساحر ہمراہیان صاحبقران کوشش کر رہے ہین کہ ہفت پیکر سامنے رستم کے آ جائے تو مارا جائے وہ ساحرہ اس فکر مین ہی کہ کسی طرح صاحبقران ملین تو انکو لیجاؤن اسی فکر مین پھر رہی ہی لیکن دیکھ رہی ہی کہ آگ لگی ہے ہفت پیکر کے سحر نے صحرا جلا دیے لشکر اسلام کے ساحر جو ہین وہ بھی لڑ رہے ہین اور سحر کر رہے ہین سب سے زیادہ آفتاب فلک سیر معروف سحر خوانی ہے جسطرف جا پڑا اور اُسنے آفتاب سحر چمکایا صدہا بیہوش ہوکر گرتے ہین اُنپر برق چمکا دیتا ہی سر اُنکے کٹ کر جدا ہوتے ہین ساحران ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتے ہین اور شاہزادیان جادوگرنیان سب بہ جانبازی معروف سحر خوانی ہین غضنفر کے ساتھ ملکہ برقان برق وش اور نسیم جالندھری کڑک کڑک کے گر رہی ہین مگر ہفت پیکر کے سحر سے اپنے کو بچاتی ہین برقان برق وش جو کڑک کے گری کئی سو کے سر اُڑا دیے ہفت پیکر نے جو بلند ہوتے برقان کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی او نمکحرام تو نے ہمارا ساتھ چھوڑا دیوانے کا ساتھ دیا کہ جو جنگلون مین رہتا ہی اب کہان جائیگی یہ کہکے جو اشارہ کیا برقان با تو ساحرونکو قتل کرکے بلند ہوکے چلی تھی یا بلندی پر جا کے لڑکھڑائی اور زمین پر گری ہفت پیکر بڑھا کہ اسکا سر کاٹ لون برقان نے جو بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہریار غضنفر والا قدر کنیز سحر مین ہفت پیکر کے مبتلا ہے وہ مجھکو قتل کرنے آتا ہی غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ برقان گری پڑی ہے ہفت پیکر تیغہ کھینچے ہوئے جاتا ہے اسپ باد پا کو مہمیز کیا اور انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتے ہوئے چلے تیغہ روئین شگاف تیغے مین ہفت پیکر نے چاہا کہ غضنفر سامنے نہ آنے پائے مین برقان کا سر کاٹ لون اور مہلت نہ دون غضنفر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار اگر ایک موے جسم برقان کم ہوا تو بے مارے تجھکو نہ چھوڑونگا مگر ہفت پیکر نے تامل نہ کیا غضنفر

مرکب جھکا کر گھوڑے سے کود پڑے قریب برقان کے آکر انگشتر مہر وماہ کا عکس ڈالا برقان اُٹھی اُٹھکر بلند ہوئی مگر ہفت پیکر نے جو غضنفر کو دیکھا پہلوانون کو اشارہ کیا کہ اب یہ مرکب پر سوار نہ ہونے پائے گھیر کر مار لو پہلوانون نے بلوہ کیا ایک پہلوان نے بڑھ کر مرکب کی باگ پکڑ لی مگر غضنفر پیدل لڑ رہا ہو اُس پہلوان پر نعرہ کیا کہ او بھیا میرا مرکب کہان لیے جاتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا وہ پہلوان چاہتا کہ مرکب پر سوار ہو کے نکلجاؤن مگر مرکب اصیل وفادار بدلگامی کر رہا ہے پہلوان کو اپنے اوپر چڑھنے نہین دیتا کبھی کھڑا ہو جاتا ہو کبھی مُنھ کھولتا ہو کہ شانہ اسکا چبالو وہ پہلوان عاجز ہو رہا ہو غضنفر چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب اس پہلوان سے کے پہونچاؤن مگر لوگ روک رہے ہین جو قریب غضنفر کے آیا تیغۂ روئین شگاف سے اُسکو قتل کیا دور سے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر پیدل لڑ رہا ہو گھوڑا اُسکا ایک پہلوان نے پکڑا ہی چاہتا ہے کہ سوار ہو کر نکلجاؤن اسطرح اپنی جان بچاؤن مگر غضنفر نے اُس مقام پر لاشون کا انبار لگا دیا ہے جس پہلوان نے آکر حملہ کیا پکار کر آواز دی ارے اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا کہ میرے پیچھے کوئی آگیا ادھر اُسنے مُنھ پھیرا غضنفر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹ کر گرا پھر دوسرا پہلوان اُسی مقام پر آگیا غضنفر نے آواز دی ای قزاقان یزنید وبہ بند بد قزاقون نے بوق ترکی بجایا زمین کانپنے لگی ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہے کہ اپنے آقا کو چلکر بچائین ایکطرف سے رستم لڑتے ہوے آتے ہین کہ بنگاہ پاس غضنفر نے طرف فولاد کے دیکھا کہ اسکے قزاقون کا افسر ہے فولاد کا دل موم ہو کر بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے کہا یارو بڑی شرم کی بات ہی ہم چاہتے ہین کہ جبطرح آقا سب کی مدد کرتے ہین ہمارے آقا کی کوئی مدد نہ کرے سب نے کہا کہ چلیے کچھ قزاق آگے بڑھے بوق ترکی کو دم دیتے ہو بوق کا بجنا اور زمین کا کانپنا مرکب بدلگامیان کرنے لگے اسپ باد پا کہ اس آواز کا بخوبی عادی ہے بے اختیار بدلگامی کرنے لگا مطلب یہ ہو کہ جس طرح بنے اپنے آقا کو بچاؤن چار سم میرے یہی چارون پیچھے ہین یہ سوچ کے مرکب نے سر اُٹھایا کہ فولاد

دیوانہ جھپٹا اور لڑتا بھڑتا ہوا قریب اُس پہلوان کے پہونچا جو مرکب تھامے ہوئے تھا
آواز دی کہ او بیحیا تونے مرکب آقا کا کیون سنبھالا مرکب چھوڑ دے اُس پہلوان نے کچھ
جواب نہ دیا مرکب نہ چھوڑا فولاد دیوانہ کود پڑا اُس پہلوان نے بھی للکار کر ڈانٹا اس طرف
قزاقون نے آکر شمشیر زنی کی فولاد نے آکر اُس پہلوان کو مارا اور گھوڑا لیکر قریب غضنفر
کے آیا کہا آقاے نامدار سوار ہو جیے یہ مقام جنگ ہی اسطرح گھوڑے سے نہ کود
پڑنا چاہیے اگر وہ لوگ گھوڑا لے جاتے تو کیسی مشکل پڑتی فولاد جھکا غضنفر کاندھے پر
فولاد کے قدم اپنا رکھ کر مرکب پر سوار ہوئے فولاد کا گھوڑا صداے یاہو کو سنکر ایک سمت
بھاگا قزاقون نے جھپٹ کر وہ جنگ کی کہ اُس مقام پر دریاے خون بہا قزاق جم کر
لڑے ہزارہا لاشے گرا دیے ہفت پیکر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دیوانے خوب لڑ رہے
ہین ڈر سے غضنفر کے کوئی سحر نہین کرتا کیونکہ جانتا ہی غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا غضنفر
شیرانہ لڑ رہا ہی صدہا لاش وہان پر گرا دی ہفت پیکر سحر کر رہا ہی مگر جب سحر کرتا ہے زمین
ہلجاتی ہے خوب جم جم کر سحر کر رہا ہی آگ برس رہی ہی خواجہ عمرو نے آکر رستم کو خبر دی کہ
ہفت پیکر بلا کے سحر کر رہا ہی اہل لشکر آپ کے بیقرار ہو رہے ہین رستم نے گھوڑا بڑھایا
لوح کو گلے سے اُتارا چمکاتے ہوئے چلے سردارون کو اپنے دیکھا کہ راہ مین خاموش کھڑے
ہین دیوانہ شریر مردم در الیاس سردار کہ پانچ ہزار سردار سے لڑ رہا تھا زمین ہلا دی تھی
یا سحر ہفت پیکر نے یہ تاثیر کی کہ چوب دست کاندھے پر رکھے ہوئے جھوم رہا ہی ساتھ والے
بھی سب کھڑے ہین کسی مین یہ طاقت نہین کہ دشمن پر حملہ کرے یا بڑھکر لڑے رستم نے
آکر لوح کا عکس ڈالا شریر مردم در پر سے سحر اُترا اب شریر مردم در چوب دست سنبھالکر
سیدھا ہوا پانچ ہزار دیوانے چوب دستین سنبھالکر لشکر ہفت پیکر پر گرے دیوانون نے
جب وار کیا پانچ ہزار کو گرا دیا انکا وار خالی نہین جاتا رستم نے دور سے دیکھا کہ اب
دیوانے مصروف جنگ ہین کفار انکی جنگ سے تنگ ہین سب ساحرون کو دیوانون
نے گھیرا ہے جہان گھبرا کر ساحر نے سحر کیا دوسرے نے پشت سے آکر چوب دست کا
ہاتھ مار دیا ساحر پرا اٹھا ہو کر رہ گیا اسطرح ہزارہا لاشہ پڑا ہوا ہی ہفت پیکر اس طرف سے

بھاگا اسنے دیکھا کہ رستم بھی آگئے جس طرف سہیل قزاق لڑ رہا ہو اُدھر جا کے سحر کیا کہ سہیل
قزاق مع بارہ ہزار قزاقون کے تصویر تصویر ہوکر رہگیا بارہ ہزار جوان تیغ بکف کھڑے
ہین ہل نہین سکتے ساحرون نے جو دور سے دیکھا کہ قدرت نے قزاقون کو بیکار کیا
تلوارین کھینچکر آگے وہ جو لوگ سحر مین پھنسے ہین اُنکو قتل کرنے لگے رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ قزاق قتل ہو رہے ہین گھوڑا اُڑا کر قریب سہیل کے آئے عکس لوح کا
ڈالا سہیل پر سے سحر اُترا بارہ ہزار جوان قوم کے قزاق کمین سے لڑنے والے اب
جو ساحرون پر گرے ستھراؤ کر دیا اب ہفت پیکر کا یہ طریقہ ہوگیا ہو کہ ہر غول مین جا کر
سحر کرتا ہو جہان رستم نے دور سے دیکھا اُسکو اُسی مقام پر پہونچا یا اور لوح کا عکس ڈالا
سرداران رستم ہوش مین آئے مصروف جنگ ہوے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو مگر وہ ساحر
جو مطیع اسلام ہین سب صلاح کر کے ایک جگہ ہوے ہین جب ملکر سحر کرتے ہین تو
سحر ہفت پیکر مٹا دیتے ہین جہان ہفت پیکر نے کسی ساحر کو دیکھا اُسپر بڑھکر سحر
کیا وہ ساحر گرا دوسرے ساحر نے بڑھکر اُسکو اُٹھا لیا ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر
اس سحر کو بھلا کب مانتا ہو اشارون مین سحر دفع کر دیتا ہو لیکن آفتاب فلک سیر
لڑتا ہوا آتا ہو پشت پر کئی سو جادوگرنیان ہین یہ بھی آگ برسا رہی ہین ہر طرف ہنگامہ
گیر ودار بلند ہو تلوار چل رہی ہو ہفت پیکر کی نگاہ آفتاب پر پڑی للکار کر آواز دی
کیون آفتاب ہمسے باغی ہوے طلسم کشا کے شریک ہوگئے آفتاب نے کہا او
ہفت پیکر کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہمنے بیشک رستم کی اطاعت
کی ہفت پیکر نے سحر کیا کہ آفتاب منھ کے بھل زمین پر گرا ہفت پیکر نے چاہا کہ بڑھکر
اسکا سر کاٹ لون کل جادوگرنیون نے مجمع کیا اور چاہا کہ آفتاب کو اُٹھائین مگر
ہفت پیکر نہین اُٹھانے دیتا سب جادوگرنیان جب سحر کرکے بڑھتی ہین ہفت پیکر
وہ سحر کرتا ہو کہ سب جادوگرنیان ٹھہر جاتی ہین سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ شمس فلک
ہفت پیکر کا ہین ساحر زبردست اسنے کتاب مین دیکھا کہ اب طلسم ہفت پیکر
نہ بچیگا فتح ہو جائیگا تو اسنے اہل اسلام کی دوستی کی کئی مرتبہ رستم کی بھی مدد کی

بادشاہ اسلام کو قتل ہونے سے بچایا تھا شمس فلک ہفت پیکر آج اپنے مکان
مین بیٹھا ہوا دوازدہ بروج و ہفت سیارہ پر نگاہ ڈال رہا ہی ساتھ والون سے کہرہا
ہی کہ بڑی سخت لڑائی پڑی ستر لاکھ فوج ہفت پیکر کے ساتھ معروف جنگ ہی اور
اہل اسلام نے بھی بڑے صدمے اُٹھائے کہ صاحبقران زمان زخمی ہوے ناموس
کو لیکر عیار بھاگے مگر خدا نے اُن بیبیون کی آبرو بچائی اب اسوقت تلوار چل رہی ہی
لو یار وغضب ہوا کہ آفتاب فلک سیر ایسا ساحر بیہوش پڑا ہی اور سب جادوگر بیان
کدو کوشش کر رہی ہین مگر ہفت پیکر یہی چاہتا ہی کہ مین آفتاب کو قتل کرون مین
اب کیون پردہ کر رہا ہون شرکت اہل اسلام سے جان بچے آبرو بڑھے حکومت ملے
ہفت پیکر کے ساتھ والے سب مارے جائینگے یہ کہکے شمس اپنے مقام سے اٹھا
اسنے جو آواز دی ستر ہزار جادوگر جو اسکے مطیع و منقاد ہین سب کو سمجھا چکا ہی راہ اسلام
پر لا چکا ہی سب آمادہ ہین کہ ہم ہفت پیکر کو کیا جانین ہم تو آپ کے ساتھ ہین آپکے
دوست کے دوست ہین آپ کے دشمن کے دشمن ہین برائے ہفت پیکر
پرستان رہزن ہین سب جو آکر حاضر ہوے شمس نے پکار کر آواز دی یار و وقت
زوال ہفت پیکر آگیا آج ہفت پیکر زندہ نہ بچیگا مین جانتا ہون اگر آج شریک نہونگا
تو طلسم کشا کو میری کیا قدر ہوگی اسوقت جا کر شرکت کرون آج جا کر شرکت کرنا ضرور
چاہیے دس برس گذرے کہ یہ طلسم معرض زوال مین تھا وہ وقت اب آیا یہ کہکے
شمس چلا ستر ہزار جوان ساتھ مین اپنے مکان سے نکلا ہی اور چاہتا ہی تخت پر
سوار ہون کہ ایک ابر سیاہ پہلوے قصر سے اُٹھا اور آواز آئی کہ او شمس نمکحرام کسکی
مدد کو جاتا ہی قدرت کی برائیان کر رہا ہی قدرت کو کون شخص قتل کر سکتا ہے منم
صہبائے جوش زن ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحر زبردست ابر سے پیدا ہوا
للکار کر شمس پر جا پڑا شمس نے رد سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے تین لاکھ فوج ابر
سے نکلی شمس پر جا پڑی ملازمان شمس بھی لڑنے لگے شمس مثل برق کے تڑپ تڑپ
جب کڑک کر گرا سیکڑون کے سر اڑا دیے صہبا بھی سحر کر رہا ہی جب شمس پر سحر کیا

شمس نے آواز دی او صہبا کیون دیوانہ ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو بدست ہی اپنے ہوش مین
آ وہ کتاب کہ جو قدرت نے لکھی ہی اُسکو ملاحظہ کر تو حال کھلے کہ وقت زوال ہفت پیکر
قریب ہی ہفت پیکر بد نصیب ہی مجھے کیون روکتا ہی وہان چل جہان کہ جنگ ہو رہی ہی
طلسم کشا سے اور ہفت پیکر سے تلوار چل رہی ہو ستر لاکھ کا لشکر ہفت پیکر کا تباہ ہوا
مجھکو نہ روک بہت پچتائیگا مین تیرے روکے سے نہ رکونگا تا بہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا
اسطرح جو شمس نے فرمایا صہبا قریب شمس کے آیا شمس نے کتاب کھول کر دکھائی
صہبا نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کتاب مین لکھا ہی فلان دن فلان ساعت
قدرت سے اور طلسم کشا سے مغلوبہ ہو گی اُس روز قدرت زندہ نہ بچین گے صہبا
کانپنے لگا کہا کیون کاہن صاحب مین اب کیا کرون شمس نے کہا میرے ساتھ چلو
اسوقت لشکر طلسم کشا پر بڑی آفت ہی آفتاب فلک سیر قتل ہوا چاہتا ہی مین جاکر
اُسکو بچاؤن بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کر چکا ہون وہ ضرور میری مدد کرینگے کہ
مین نے اُنکی مدد قید خانہ مین کی ہے وہ ضرور مہربانی فرمائینگے غلام کو اپنے بچائینگے
صہبا نے جو یہ مضمون دیکھا کانپنے لگا کہا ای شمس مجھکو بھی اپنے ساتھ لیچلو نہین معلوم
وہان جاکر کیا معرکہ گذرے میری صفائی کرانا شمس نے کہا تو میرے پیچھے آ مین بڑھتا
ہون یہ کہکر شمس آگے بڑھا جھپٹ کر چلا صہبا تین لاکھ فوج سے پیچھے آتا ہی اسیطرح
راہ مین شمس کو کئی ساحرون نے گھیرا ہر مقام پر شمس نے کتاب دکھائی اُنکو مطیع کیا
کئی لاکھ ساحر ہمراہ شمس روانہ ہوے جس مقام پر شمس سے مقابلہ پڑا اور ساحر نے گ
گھیرا شمس نے پکارا ای یار اور کیون سخت مین جان دیتے ہو پہلے تم اس کتاب کو ملاحظہ
کرو اسکا مضمون سمجھ لو پھر تمھین اختیار ہی جب شمس نے یہ سوال کیا ہر ساحر نرم ہوا
روکنے کو آیا تھا کتاب دیکھی کتاب دیکھتے ہی ہر ساحر گھبرایا کہا کہ ای شمس فلک ہفت پیکر
ہمکو طلسم کشا سے ملوا دو ہم رفاقت کرین گے ہمکو تو خود حجاب ہے اس مضمون
پر دل بیتاب ہے قدرت نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے سب سوانحات
لکھے اور غضب دیکھیے کہ تصویر طلسم کشا کتاب مین موجود ہے ولدیت تک

لکھی ہی یہی مضمون مرقوم ہی کہ فرزند صاحبقران آکر طلسم کشائی کریگا قدرت بھاگ کر
طلسم مین آئینگے جسقدر کتاب کو زیادہ پڑھا جو معاملے کہ گذرے تھے وہ سب تحریر پائے
مضمون کتاب سب نے پڑھا پہلے صہبا سے جوش زن و کیمیا سے کیمیا ساز اور
فاروق بلند آواز و نہنگ شعلہ تن یہ چار ساحر دو دو لاکھ فوج لیکر آئے ہزار ہزار
دو دو ہزار اول مارے گئے خوب خوب سحر چلے جب شمس نے نصیحت نامہ نکالا ان چاروں
کو سمجھایا یہ چارون ساحر بصدق مطیع ہوے ان سب کو ساتھ لیکر شمس چلا ہی جنگ
کی قربت مین پانچ کوس کا فاصلہ باقی ہی کہ ایک آواز آئی ای شمس فلک کہان جاتا ہی
تو نے غضب کیا کہ خود بھی چلا اور ان چار ساحرون کو بھی لیے ہوے جاتا ہی سب کو مین قتل
کرونگی سب نے دیکھا درخت سے ایک طائر اڑا آسمان پر پہونچا منقار کھول کر آواز دی
ای طائران صحرالبینا یہ دشمنان خداوند جاتے ہین جانے نہ پائین ہر درخت سے طائر
اڑے تھوڑے عرصے مین ہزارہا طائر جمع ہوگیا وہ طائر جو پہلے نکلا تھا اسنے جاکر آسمان
پر پھر آواز دی ای طائران صحرالبینا ان طائرون نے زمزمہ سرائی کی آگ آسمان سے برسنے
لگی شمس نے جو دیکھا کئی سو ساحر جلکر گرے شمس گھبرایا شمس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا سحر کرکے اسکو اڑایا وہ کاغذ جاکر سر پر اسی طائر کے لہرایا طائر الٹ
گیا اور طائرون نے بڑھکر اس طائر کو سنبھالا دوسرا سحر شمس نے کیا کہ وہ سب طائر
انسان بنگئے دیکھا ہزارہا ساحر ہوا پر اڑ رہے ہین وہ طائر جو اول نکلا تھا دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین و خوبصورت گل عذار ابروے خمدار یا کھینچی ہوئی تلوار
آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال سن چاردہ سالہ ابروون پر بل پڑے
ہوے تنک مزاج معشوقون کے سر کی تاج کبھی شمس کی نگاہ سے ایسی صورت نہ گذری
تھی لیکن شمس نے پہچانا پکارکر آواز دی ای گلفام سروقد اسوقت تمکو کیون غصہ آیا
ہم مدد طلسم کشا کو جاتے ہین گلفام نے جواب دیا ای شمس فلک ہفت پیکر
سارا طلسم تمھارے قبضے مین تھا تمھاری ہی مارے برکار بند تھے تمکو کسنے آوارہ کیا خدمت
طلسم کشا مین اسوقت جاتے ہو آج تیسرا دن ہی کہ جنگ ہورہی ہی سب سرحد دار

پہونچے لیکن طلسم کشا ایسا صاحب اقبال ہو کہ جو ساحر کامل پہونچا وہ ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا۔ اب میں نے اپنی فوج تیار کی کہ جا کر جانبازی کروں تم جو ادھر سے گذرے تو منظور ہوا کہ پہلے انکا خاتمہ کروں تو پھر آگے بڑھوں جسطرح جی چاہے مجھ سے مقابلہ کرو آگے نہ بڑھنے دونگی شمس نے جواب دیا ای گلفام ذرا عقل کو دخل دو تمھارے پاس بھی کتاب سوالنجات ہوگی آج روز انتقال ہفت پیکر لاکھ کد و کوشش کرو کچھ ہو سکیگا دیکھو تصویر طلسم کشا موجود ہی جو ہفت پیکر کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آج ہفت پیکر بھی نہ بچیگا یہ کہکے شمس نے تصویر طلسم کشا گلفام کو دکھائی گلفام کی نگاہ جو تصویر طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہو کر ایک آہ کی پکار اٹھی ای شمس یہ کیا شی ہی **نظم**

ہیں اُسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	شل فیل گل کو ہیں صرف تماشا دیکھتے
پھیر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر موسیٰ اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہر ایک اعلی پھول اُس گلزار کا	شل نرگس چشم اپنا سے پر کیا دیکھتے
گھر میں بیٹھے سیر کرتے ہیں سواد چشم کی	روز و شب جو ہیں تری آنکھوں کا دیکھتے

اور کبھی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتی ہی ای شمس **نظم**

نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد	تو بیت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چوان می رسد بہ ساعد او دست می کشد

اس تصویر نے حال ابتر کر دیا شمس نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اور چند شاہزادیان سودائے زلف طلسم کشا میں مبتلا ہیں مگر طلسم کشا ملکہ شہرت گلگون پوش کو لائے ہیں کل جادوگرنیوں کو یہ حکم ہی کہ بعد قتل ہفت پیکر سحر سے توبہ کرو تب ہم تمھارے ساتھ عقد کریں سب شاہزادیان اس اقرار پر قائم ہیں قتل ہفت پیکر کی کد و کوشش کر رہی ہیں اُسی زمرے میں تم بھی شمار کی جاؤگی اور سحر سے توبہ کرنا ہوگا گلفام نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا ای شمس اگر طلسم کشا حکم دیں تو سر کاٹ کر قدموں پر رکھدوں موت کا مزہ چکھیں تب دل کو سیری ہو کیا کہوں کہ جو دل کا حال ہی زندگی محال ہی جی چاہتا ہی کہ اس تصویر کو کلیجے میں رکھ لوں شمس نے کہا اب دیر نہ کرو جلدی چلو ہفت پیکر نے

سحر کیا ہی سب شاہزادیان جھوم رہی ہین ہفت پیکر تیغہ کھینچکر بڑھا ہی کہ سب کے سر کاٹ لے آفتاب فلک سیر کہ مدت سے وہ جاکر شریک طلسم کشا ہوا کچھ قدرت کا خوش نہین کیا مگر اسوقت اُسکے سحر سے مجبور ہی ہفت پیکر بلاے روزگار ہی یہ سب اُسی کے شعبدے تھے پہاڑون پر مرادمندون کا آنا اور ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا یہ سب شعبدے تھے مجھسے تو وہ خود تخلیہ مین کہچکا تھا کہ جسدن سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا اب اسوقت ہم پہونچ جائین اور معروف مرد طلسم کشا ہون ہر چند کہ بادشاہ میرے معین و مددگار رہین کہ مین اُنکو اُٹھا لایا تھا ہفت پیکر نے حکم قتل دیا مین نے جاکر قاعدہ سے کر بچایا ایک باغ مین جاکر رکھا یہ لوگ تو صاحب اقبال ہین فوراً بادشاہ نے رہائی پائی ضرور غلام کو بچاینگے ضرور سرفراز فرمائینگے طلسم کشا سے ملوائینگے لیکن اب یہ نکرو جلدی جلو اگر خدا نخواستہ آفتاب فلک سیر قتل ہوگیا تو طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا آفتاب نے بڑے بڑے کارنمایان کیے ہر مقام پر سینہ سپر ہا تحفہ جات کی تلاش مین ہمراہ طلسم کشا تھا تحفہ جات دلوائے ہر مقام پر پہونچا ایسے رفیق کساد ممکن ہوتے ہین چارون ساحران مذکور پانچوین ملک گلفام ہمراہ شمس ہوے پانچ افسر چھٹا شمس سبکے آگے بڑھا ہوا کہ دوکوس پیشتر سے صداے گیرودار آنے لگی شعلے بھڑک رہے ہین ہوا زور سے چل رہی ہی کہ درخت اُکھڑ کر گر رہے ہین یہان وہ وقت ہی کہ سب جادوگرنیون کو ہفت پیکر نے جادو سے گرا دیا ہی سب بیہوش پڑی ہین سب کے آگے آفتاب فلک سیر آنکھین بند دل دردمند جب آنکھین کھول کر دیکھتا ہی تو بے طاقت شمس جان تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی شاہزادیان تڑپ رہی ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگتی ہین کہ اے خالق عالم واے رب اکرم ہمکو اس آفت سے بچاے اور اس مصیبت سے مہلت دے نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و جادۂ سوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز	شود عنایت مولا و فضل ربانی

به شرق و غرب دهد تازه روشنی هر روز	چو آفتاب درخشنده ظل سبحانی
به باب دولت خدام بارگاه اله	کند سکندر و دارا همیشه دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا	خداست باقی و جن و بشر همه فانی
بو نقش کاتب قدرت پدید حیران ماند	بشکل آئینه از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکنی غفلت	شود ز بنده نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا هندی	ز مدح گوئی و صافی و ثنا خوانی

شمس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جیسے ہی ہفت پیکر بڑھا شمس نے گولہ مارا کلائی پر ہفت پیکر کی پڑا تلوار چھوٹ پڑی دیکھا کہ شمس ہی قمس نے پانی برسایا جسپر قطرہ پڑا اسکو ہوش آیا آفتاب نے بھی دیکھا کہ مجھکو شمس نے بچایا شمس اول لڑتا بھڑتا پرون کو پامال کرتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا جھجک کر سلام کیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا بادشاہ نے فرمایا اے شخص تو کون ہی شمس گھبرا گیا کہ ہاے مجھکو بادشاہ نے نہ پہچانا تین شبانہ روز بادشاہ کو لڑتے گذرے ہین آنکھون مین روشنی کم مزاج برہم تیرون کے زخم جسم پر حیران و مضطر شمس نے اپنا نام بتایا اور باغ کا پتہ دیا بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگا کر فرمایا اے وفادار و اے مونس و غمگسار تین رات تین دن لڑتے ہوے گذری ہین اب ہاتھون مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین شمس نے عرض کی غلام بڑھکر سحر کرتا ہی پانچ ساحران نامی دس لاکھ فوج ساتھ لیکر آیا ہون ہفت پیکر کو ایک داغ دے چکا اب اسکو گھیر کر سامنے طلسم کشا کے کرونگا پانچون ساحر نہایت زبردست ہین اور چارون کو لاکر قدمون پر بادشاہ کے گرایا گلفام ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی بادشاہ نے فرمایا اے شمس یہ کون ہے عرض کی عاشق جمال رستم بادشاہ نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ہم تمھاری خود سفارش کرینگے تم سب صاحب جا کر جنگ کرو ہفت پیکر نے آج زمین ہلا دی ہی غضنفر و رستم کے سامنے سے بھاگتا ہی جد عالی تبار صاحبقران نامدار کل سے ہنوز زخمی و بیقرار ہین چار سو افسران نامی کو لیے ہوے وہ سامنے پڑے ہوے ہین ساحرون

نے قیامت برپا کی شمس نے عرض کی کیا مجال جو بندگان عالی کو اب صدمہ پہونچے لیکن اب گلفام کی بیقراری چہرہ سرخ ہو رہا ہی پسینے پسینے گھبرا کر کہتی ہی ای شہریار مین تو دیکھون رستم کس مقام پر لڑ رہے ہین شمس نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے لڑ رہے ہین گلفام قریب رستم کے پہونچی رستم ہنس پڑے فرمایا ای نازنین تو کون ہی عرض کی کہ کنیز سرکاری برائے خدمتگزاری حاضر ہوئی ہون رستم نے پشت پر اُسکی ہاتھ رکھا فرمایا ای نازنین مہ جبین آج تیسرا دن ہی کہ اسی طور سے جنگ ہو رہی ہی ہفت پیکر کی فوج کے دس بارہ لاکھ جوان قتل ہوے اب بھی پچاس لاکھ جوان موجود ہین وہ سب اسی پر آمادہ ہین کہ منھ نہ پھیرین گلفام نے عرض کی ای شہریار شمس فلک ہفت پیکر وہ ساحر ہی کہ ہمیشہ منتظم خدائی ہفت پیکر رہا کوئی راز ایسا نہ تھا کہ اُسپر کھلا نہ ہو۔ پہلا اُسنے آتے ہی ہفت پیکر کا سامنا کیا اور ایسا سحر کیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی اب دس لاکھ فوج لیکر آیا ہی مغلوب یہ مین حال ہفت پیکر کو کھلیگا رستم کو باتین اس نازنین کی پسند آئین دیر تک باتین کہا کیے کہ فوج کفار نے بلوہ کیا رستم نے دیکھا کہ بلوہ فوج کا آتا ہی فرمایا کہ ای گلفام ہوشیار ہو جاؤ گلفام تو کڑک کر بلند ہوئی کفار پر سحر کرنے لگی وہ چارون تاجدار معروف جنگ ہوے اب ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی کہ یہ چار تاجدار نئے کہان سے آئے ہرکارون نے خبر دی کہ یا خدا وند شمس آتا تھا بر سر راہ تھا اُن لوگون نے روکا شمس نے کتاب تصنیف کردہ قدرت پڑھوائی وہ کتاب پڑھکر یہ لوگ مطیع اسلام ہوے یہ وہ تاجدار ہین ہفت پیکر نے جو یہ حال سُنا جل گیا وہ بڑھ کر سحر کیا کہ چارون تاجدار دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے ہوے چلے جاتے ہین کہ دامنہ کوہ مین جاکر پناہ لین تلوارین کھینچی ہوئین ہاتھ مین ہفت پیکر نے ایک صورت زیبا جو اُنکو دکھا دی مبہوت ہو گئے چارون غل مچا رہے ہین کہ ہماری معشوقین کہان ہین کیون نظرون سے نہان ہین۔ نظم

اُس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو	ساقی بنے مسیح قدح آفتاب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو	چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین جی ہو جان — پھولون مین میرے چاہیے جام شراب ہو

نوبت نہ آئے اوروں کی ہون وہ گناہگار — سب سے جو پہلے حشر مین میرا حساب ہو

ساقی پیالہ خراب جو کیفیتین اُٹھین — مجھکو بھی ہو سرور وہ بت بیحجاب ہو

رسوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا — او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو

رویا مین اُسکو دیکھا ہی ظاہر مین بھی ملون — یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو

رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر — اویت بلند عرش سے تیری جناب ہو

ہر یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے — مین پردے چھوڑے دیتا ہون تم بیحجاب ہو

میکش وہ ہین کہ خاک بھی کردے گر آسمان — کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو

کاٹے تھے اُسکو دیکھ زنان عرب ہاتھ — یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو

پھوڑون مین رند کاسہ سر اپنا سنگ سے — اُس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

اِسطرح کے اشعار پڑھتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے جو دیکھا کہ اب چارون دیوانے ہوگئے اور قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ برقین گرنے لگیں کئی برقین اُن چارون پر گرین کہ اُن چارون کے سر اُڑ گئے مرنے کی انکے صدا بلند ہوئی چارون کے نام پیکر بیر دن نے غل مچایا شمس نے جو آواز سُنی بیقرار ہوگیا بڑھکر دیکھا کہ اُن چارون کو ہفت پیکر نے مار ڈالا ٹہلتا ہوا جاتا ہی شمس نے للکارا کہ او ناہنجار تو نے غضب کیا کہ مسلمانون کو مارا تیری قضا قریب ہی آج تو بے نصیب ہی جو بدعت کرتا ہو کرلے پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوچکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہفت پیکر نے پلٹ کر آواز دی ای شمس مین نے تجھکو کیا مرتبہ دیا کہ اپنا راز دار مقرر کیا تو نے یہ بے ادبی کی کہ شریک طلسم کشا ہوا اسی طرح تجھکو بھی قتل کرونگا اب کیا بچ سکیگا ہفت پیکر و شمس سے سحر چلنے لگا شمس کسی سحر مین کمی نہین کرتا ہی آگ برس رہی ہو دریاے سحر جوش مار رہے ہین صدہا بندگان ناری جل رہے ہین قضاے کار قیصر ناوک انداز ایک پہلوان ہی کہ بارہ لاکھ فوج کا مالک ہی ایک بادیۂ سرسبز اُسکو رہنے کو ہفت پیکر نے دیا ہی بے فکر بیٹھے مین بیٹھا رہتا ہی سامنے اکھاڑا کھدا ہوا

شاگرد شمعین لڑتے رہیں یہ زبان سے اپنی دو پیچ جتایا کرتا ہی فوج اتری ہوئی ہی خراج
بیشہ سے آتا ہی وہ فوج کو تقسیم کرتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی پہلوان اکھاڑے میں
لڑ رہے ہین فوج جمگھٹی ہوئی اور نوبت نقارے بج رہے ہین نشے مین شراب کے
بلبلا رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے پہلے تو کافرون نے کافر کو بد دعا دی۔ قطعہ
ای سرت سبز تا خوان بجیرند۔ شکست طبل تاسگان ہا بزرند۔ ہگر زد آتش ہزار رنگارنگ
بر سر تو موکلان بزنند۔ ای پہلوبن دوران ای گرشاسپ جہان عجب معاملہ درپیش ہی کہ
مسلمانون نے قدرت پر حملہ کیا قدرت ہفت کوہ سے بھاگ کر طلسم مین آئے قصر عشرت
مین خود سکونت اختیار کی مسلمان وہان بھی پہونچے بہت لڑائیان پڑین مگر ہر جنگ مین
قدرت کو شکست حاصل ہوئی تین شبانہ روز گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی
ہی نہ تو مسلمان قدم ہٹاتے ہین نہ قدرت طبل بازگشت بجواتے ہین لیکن قدرت عاجز
ہو رہے ہین اسوقت غلامون نے خبر پائی آپ کو خبر دی اگر مناسب ہو تو قدرت کی مدد
کو جائیے یہ سنکر قیصر نے حکم دیا کہ ہرکارون کی زبان کاٹ لو انھون نے بڑی نالائقی کی کہ
وقت آخر مین آکر خبر دی قدرت نے یہ عنایت اپنی شریک کی کہ یہ بیشہ مجھکو برائے سکونت
دیا خراج اسکا ملتا ہی سات لاکھ فوج سے بیٹھا ہوا چین کرتا ہون اُس دن کا امیدوار تھا
کہ قدرت پر کوئی وقت پڑے تو جاکے مدد کرون یہ احسان جو عمر بھر اٹھائے ہین اُس
احسان کو ادا کرون تم لوگون نے ابتدا مین خبر نہ دی کہ مین جاکر مسلمانون کو روکتا قدرت
انھین پہاڑون پہ اپنے جشن کیا کرتے اور اُن پہاڑون پر رہنے سے بڑا نفع یہ تھا
کہ ہزارہا مراد مند حاضر ہوتے تھے اپنی اپنی امید پاتے تھے جو جسنے مانگا قدرت نے
وہی عطا کیا ایسے ناچار ہوے کہ اندر طلسم کے آئے ہان جلد و تیار ہو جاؤ مجھ سے
کون مقابلہ کر سکیگا ہرکارون کی جو زبان کٹی سامنے پڑے تڑپ رہے ہین قیصر نے
اُٹھکر ایک ہرکارے کا شانہ تھاما اور کہا کہ مفصل بتا قدرت کے اشارون مین زمین
ہلتی ہی کون ایسا سرکش آیا کہ جسنے قدرت کو ایسا حقیر کیا اُس ہرکارے نے اپنے
اشارے سے بیان کر دیا کہ رستم فرزند صاحبقران اس طلسم کا فتاح ہی قدرت نے

بڑے بڑے سحر کیے مگر رستم کے پاس لوح طلسمی ہی ایسے تحفہ جات ہین کہ جنپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت بھاگے بھاگے پھر رہے ہین وہ جوان چاہتا ہی کہ قدرت کو پاؤن تو قتل کرون قدرت سامنے اُسکے نہین جاتے قیصر نے کہا مین جاتے ہی اُس جوان کو مار لونگا کل فوج کو شکست دونگا قدرت کو ہفت کوہ پر پہونچا دونگا قدرت کو رنج و ملال سے کیا نسبت ہی اُسی طرح جشن کرین مراد مند حاضر ہون اپنی اپنی مرادین پائین وہ پہاڑ جلسے زیادہ آباد ہون مراد مند دل شاد ہون یہ کہکر گینڈا طلب کیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو ایک ایک شخص دس دس کو قتل کرے آج میری کمان لاؤ کہ جو کسی سے اُٹھ نہین سکتی سو من کا تیر اُسمین جوڑتا ہون اگر کوہ پر ماردون تو توڑ کر پار کر جائے رستم و اسفندیار میرے حربے سے مہلت نہ پائے فوج والے گینڈون اور گھوڑون پر سوار ہوئے سات لاکھ فوج لیکر وہ کمان کیانی انتہا کی بھاری کاندھے پر ڈال لی معلوم ہوتا ہی کہ حلقہ آہن دوش پر پڑا ہی ایک ترکش بہت بھاری اُسمین چند تیر رکھے لیے کہتا ہوا چلا کہ ایک تیر مین ایک پلٹن کو تباہ کرونگا چالیس ہزار جوانون کا سینہ میرا تیر توڑیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ اس بیشے سے آگے دوسرا میدان ہی کہ وہان اسکا بھائی ہمسر جنگ آزما رہتا ہی وہ اس سے زیادہ مغرور و متکبر ہے اُسنے جو دیکھا کہ آج میرا بھائی آتا ہی ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہلگیا تمام جانور درختون سے اُڑے پکار کر آواز دی ای قیصر آج کیا انقلاب ہوا کہ تو اپنے بیشے سے نکلا تو تو اپنے مقام پر سے اُٹھنا عیب جانتا ہی کیون تکلیف فرمائی قیصر آواز بھائی کی سُنکر قریب آیا کہا ای برادر تمنے خبر بھی سُنی کہ سارا طلسم مسلمانون نے لوٹ لیا قدرت بھاگ کر قصر عشرت مین آئے تھے وہان بھی آکر مسلمانون نے گھیرا تلوار چلتے ہوئے تین دن گذرے ہین قدرت چاہتے ہین کہ خاتمہ کردون مگر نہین ہوسکتا وہ جوان کہ جسکا رستم لقب ہی سحر کو قدرت کے باطل کر رہا ہی تو ای بھائی چلو آج چل کر تماشہ دیکھو ای برادر آج جنگ کا وہ رنگ دکھاؤن کہ قدرت شاد ہو جائین ہفت کوہ پر جائین اپنے کار قدیم مین مصروف ہون یہ سُنکر ہمسر جنگ آزما قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای برادر تم پلٹ جاؤ

جا کر اپنے مقام پر بیٹھو مین جا کر جنگ فتح کیے دیتا ہون کون ایسا ہی کہ ہمسے تمسے مقابلہ کر
قیصر نے کہا مین ضرور جاؤنگا اگر مزاج مین آئے تو تم بھی چلو تمھاری تلوار چلے میرا تیر چلے
کون ایسا دنیا مین ہی کہ ہمارا حربہ اُٹھا سکے میرا تیر تیغ کو توڑتا ہی تمھاری تلوار نخلستان پر
چلی ہی کیسے کیسے جنگل تمنے ویران کیے مین نے کیسے کیسے پہاڑ توڑے جب پہاڑ پر تیر مارا
پتھر کو توڑ کر نکلگیا اب آج جنگ مین لطف ہوگا سات تیر ترکش مین رکھے ہین ہمسر نے بھی
خوب لاف و گزاف کیا دونون جوان گینڈون پر سوار ہوے دو لاکھ فوج پشت پر یلغر
کرکے چلے راہ مین جو قریہ ملا لوٹ لیا زمیندار کو قید کرلیا کہا ساتھ ہمارے تو چل قدرت
پر تو وقت پڑا ہی اور تو گاؤن مین بیٹھا چین کر رہا ہی چلکر قدرت کی مدد کر پھر مراد ملنے
جانا اسطرح یلغر کرتے ہوے دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین راہ مین ایک قریہ ہے کہ
محکوم نامے زمیندار وہانکا حاکم ہی محکوم کو پاسیون نے خبر دی کہ قیصر و ہمسر آج آپکے
بیشے سے نکل آئے سیکڑون گاؤن لوٹ لیے محکوم گاؤن سے نکلا دیکھا کہ لشکر قیصر
آتا ہی محکوم نے آواز دی دس ہزار گنوار جمع ہوگئے فوج نے چاہا کہ قریہ لوٹے محکوم نے
بڑھکر للکارا کہ کیون یارو ہمنے کیا خطا کی ہی کیون ہمکو لوٹتے ہو ایک کمیدان نے بڑھکر
کہا اے محکوم ہمارے افسر کا حکم ہی کہ ہمارے ساتھ چلو محکوم نے کہا مین نے دس ہزار
کی گہار جمع کرلی مین تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکے دس ہزار گنوار کاندھون پر لٹھ رکھے
تیر کمان ہاتھ مین غلغلہ کرتے ہوے ساتھ ہوے اُدھر سے قیصر آتا تھا قیصر نے جو
محکوم کو دیکھا پکار کر آواز دی او گنوار دیہاتی تجھکو بڑا گھمنڈ ہی ایک تیر مارتا ہون کہ
سینہ کو توڑ کر پار گذرے قصبہ تیرا الٹوا لونگا محکوم نے کہا کیا مجال کہ کوئی ہمپر ہاتھ
ڈال سکے اگر ہمکو لوٹوگے تو ہم خود تمکو لوٹ لینگے اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے قیصر
نے کمان کاندھے سے اُتاری سو من کا تیر ترکش سے نکالا محکوم نے قرولی کمر سے
نکالی جیسے ہی قیصر نے تیر مارا محکوم نے تیر کو کاٹا تیر آگ ہوگیا اور غل مچا کر کہا او
محکوم تو نے غضب کیا کہ نابدولت کا تیر کاٹا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل
سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے دوسرا تیر مارا محکوم نے پھر کاٹا لیکن سری تیر کی کنکر گھوڑے

پر گری گھوڑا زخمدار ہوا چرخ مارنے لگا یہی قصد ہو کہ کسی طرف نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن
چار تیر قیصر نے مارے محکوم نے بفنون سپاہ گری کاٹے لیکن گھوڑا محکوم کا مارا گیا
پیدل پر بھی ایک تیر مارا لیکن کچھ اثر نہ ہوا پہلو تہی کر کے محکوم نے خالی دیا قیصر دوڑ کر لپٹ
پڑا محکوم و قیصر سے کشتی ہونے لگی ہمسر نے آکر دیکھا پکار کر آواز دی اے برادر
چیر پھاڑ کر اسکو کھا جا ہم لوگ آدمخوار بھی مشہور زمین ہر جنے قیصر چاہتا ہو کہ زمین پر محکوم کو
گراؤن مگر ممکن نہین ہوتا محکوم زور اُسکے روک رہا ہو ایک مقام پر قیصر ریلکر نے دوڑا
محکوم چاہتا ہو کہ رکون لیکن دیو کے قبضے مین آگیا زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی بڑے زور شور سے ریلتا ہو لیے جاتا ہو ایک مقام پر جو آیا ایک پتھر زمین مین گڑا ہوا
تھا کسی قدر زمین کے باہر اُبھرا ہوا تھا قیصر نے جو اُسکی ٹھوکر کھائی انگوٹھا پاؤن کا
ٹوٹ گیا خون کا پرنالہ بہا قیصر نے کہا کیون اے محکوم یہ کیا کیا محکوم نے کہا تمھاری
زبردستی نے تمھین پامال کرایا دیکھا کیا سانحہ ہوا اب کہو تو تمکو گرا دون چھاتی پر چڑھ بیٹھون
خنجر سے سر کاٹ لون اے قیصر کوئی ایسی بدعت کرتا ہو ہمسر نے بھی آکر قیصر کو سمجھایا
محکوم کو قیصر سے ملوایا قیصر پھر گینڈے پر سوار ہوا سب ملکر چلے مگر قیصر بنگاہ خیرہ
خیرہ محکوم کو دیکھ رہا ہو محکوم کہتا ہو اے قیصر مین تم سے ملگیا مگر تمھارا غصہ کم نہین
ہوا جنگ مین چلکر حال کھلیگا سات تیر لیکر چلے تھے پانچ تو ضائع ہوے اب دو تیرون
سے کیا کروگے قیصر نے کہا دو تیرون سے مین دو صفین توڑونگا طلسم کشا کو ڈھونڈھ کر
مقابلہ کرونگا محکوم نے کہا طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہو اُس سے مقابلہ مین مشکل
پڑیگی بڑے بڑے پہلوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اسنے طلسم ہفت پیکر شکست
کیا مین نے اُس شہریار کی بہت تعریف سنی ہے اُس سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ مارے
جاؤ گے مین ایک حقیر پہلوان تھا مجھپر تو تمھارا زور نہ چلا وہ طلسم کشا کہ جسکے ہاتھ سے
قدرت بھاگے بھاگے پھرتے ہین اُس سے بہت عاجز ہو گئے قیصر نے کہا اے
محکوم تو تو آدھا مسلمان معلوم ہوتا ہو محکوم نے کہا کہ مین اُسکی جرأت کی تعریفین
کرتا ہون میدان جنگ مین چلکر کل حال کھلیگا قیصر پاؤن کے درد سے بیقرار ہی

اسوجہ سے خاموش ہو رہا لیکن یہ لوگ یلغر کرکے وہان پہونچے کہ جس مقام پر جنگ ہو رہی
ہی دیکھا ہفت پیکر سحر کر رہا ہی اور شمس جواب دے رہا ہی لیکن قیصر کا بھائی ہمسر
ایک ایک سے پوچھتا آتا ہی کہ طلسم کشا کون شخص ہی کسی شخص نے کہا وہ شیرانہ جنگ
کر رہا ہی وہین سے للکارا او طلسم کشا مین تیری جنگ کا مشتاق ہون مجھسے آکر مقابلہ کر
طلسم کشا طرف ہفت پیکر کے چلے تھے کہ یہ آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا ایک پہلوان
دیوخصال للکار رہا ہی ہر چند کہ طلسم کشا کو تین شبانہ روز جنگ کرتے گذرے ہین مگر
للکارنا کافر کا ناگوار ہوا فوراً جا پڑے آواز دی او مغرور ہمسے مقابلہ کر کیا تجھ سے سپاہی ہم
کار رکھتے ہین جیسے ہی قریب پہونچے ہمسر کو شمشیرزنی پر بڑا ناز ہی قیصر دیکھ رہا ہے اور
کہہ رہا ہی ای محکوم اب تماشا دیکھو محکوم نے جھلا کر آواز دی تم دونون کو موت لیکر اس
میدان مین آئی ہے طلسم کشا کے ہاتھ سے نجات نہ ہوگی قیصر نے منھ پھیر لیا ہمسر نے
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پہ روکا الجھا دے سے
ہاتھ نکالکر بقوت تمام ہاتھ مارا ہمسر نے گردہ سپر کا اٹھا دیا مگر تیغہ ہفت جوہر دست زبردست
رستم تڑپ کر جو تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو گرا ہمسر کے مع گھوڑے
چار ٹکڑے کیے ہمسر کا مارے جانا محکوم نے کہا کہ وہ مارا قیصر جھلا گیا کہا کیون
محکوم ہر بات مین تم طلسم کشا کی تعریف کرتے ہو تمکو طلسم کشا سے الفت ہی محکوم
نے کہا ای قیصر تم کیون رنجیدہ ہوتے ہو مین جرائت رستم کی تعریف کرتا ہون ذرا
انصاف کرو کہ رستم کو تین شبانہ روز گذرے ایک طور سے جنگ کرتے ہوے
اور ہمسر تازہ دم آیا تھا مگر کچھ نہ کر سکا قیصر نے کہا ای محکوم تم طرفدار طلسم کشا معلوم
ہوتے ہو محکوم نے کہا مین دل وجان سے طرفدار ہون جو تم سے بن پڑے کر وہ کام
کرو مین تمسے باہر نہین ہون قیصر نے چاہا کہ محکوم پر جا پڑون محکوم نے تلوار کھینچی
قیصر سے تلوار چلنے لگی دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ جب قیصر نے ہاتھ مارا محکوم نے
تلوار کو تلوار پر روکا اس کن سے ہاتھ مارتا ہی کہ شانے پر یا سر پر تلوار پڑتی ہی قیصر
نے جب کئی زخم کھائے حیران ہی کہ اب کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے

بچون۔ یہ تو بلائے روزگار ہی فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کئی زخم کھا چکا کہ
محکوم نے دیکھکر آواز دی کہ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی تیرا سر کاٹا چاہتا ہی جیسے ہی قیصر ادھر
پلٹا محکوم نے خود اسکے سر سے گرا کر اوپر سے ہاتھ مارا سر برہنہ پر تلوار جو پڑی تا جگرگاہ تلوار
اتر گئی قیصر کے دو ٹکڑے ہوے قیصر کو مار کر محکوم رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے
آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار مین نے نادیدہ آپ کی اطاعت کی کلمۂ طیبہ ارشاد ہو کہ اگر
شاید مین جنگ مین کام آؤن تو مسلمان ہو کر اُٹھون کافر نہ مرون خوب یقین ہو گیا کہ
ہفت پیکر نے مکر کر کے ہم لوگون سے سجدہ کرایا اب ہم لعنت کرتے ہین یہ دونون بھائی
بڑے مغرور تھے ایک کو آپ نے مارا ایک میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا رستم نے گلے
سے لگا لیا فرمایا تم مردان عالم سے ہو محکوم رستم سے ملکر معروف جنگ ہوا ہی یہان
شمس نے ہفت پیکر کے بہت سحر روکے آخر مین سحر کیا کہ تلوارین آسمان سے برابر
گرین ہفت پیکر نے وہ تلوارین توڑین ایک تلوار جو تڑپ کر گری سر ہفت پیکر کا زخمی
ہوا ہفت پیکر سامنے سے شمس کے بھاگا بہادرون نے ہلہ کیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ
وہ ہفت پیکر بھاگا بد اقبالی نے اُسکو گھیرا ہی کہ اپنے ملازم کے سامنے سے بھاگا ہی لیکن
ہفت پیکر جدھر سے گذرتا ہی صفون کو پامال کرتا ہوا جاتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی اور کبھی اشارہ
کرتا ہی برقین چمکتی ہین کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹ گیا کئی ہزار کو قتل کرتا ہوا چلا اُدھر سے غضنفر
بن اسد آتا تھا اسپ بادپا کو دوڑایا آواز دی او بھگوڑے ٹھہر جا ان بندگان خدا کا خون
تیری گردن پر ہی اب تو مارا جائیگا ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برقین گرین کئی سو قزاق
غضنفر کے ایک مقام پر کھڑے ہو کر رہ گئے ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا ان بیچارون کے
سر اڑ گئے غضنفر کے قزاق جو مر کر گرے غضنفر کو بڑا غصہ آیا تیغہ چمکایا جیسے ہی
تیغۂ روئین شگاف غضنفر چمکا سحر ہفت پیکر باطل ہوا سامنے سے غضنفر کے
بھاگا لیکن خواجہ عمرو مردون کو لوٹتے پھرتے ہین ایک طرف دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو چاہتی ہی کہ صاحبقران کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ عمرو جو اس
امر سے ماہر ہوے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر

تیار ہوے اور ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا دوڑتے ہوے چلے سامنے
درۂ کوہ کے پہونچے اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی میان ساحر صاحب کہان جاتے ہو
خواجہ نے کہا کہ مجھکو ہفت پیکر نے بھیجا ہو اپنی کرامت قدرت سے یہ فرمایا ہو کہ فلان
درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو یہ کاغذ اُسکو جاکر دو ساحرہ نے اُٹھکر وہ کاغذ
لیا کھولکر پڑھا یہ مضمون پایا کہ اے ساحرہ قدرت آگاہ ہوے کہ تو بھیجی ہوئی بقراط ثانی کی
ہو ارادہ ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لیجائے ہم بھی تقدیر پختہ کرچکے کہ بیشک تو ضرور
گرفتار کریگی راز دار جادو کو بھیجا ہو کہ یہ جو سحر تمکو تعلیم کرے اُسسے سیکھ لو اسی کیطرف کرنا
بیشک غالب آؤگی یہ مضمون پڑھکر ساحرہ خوش ہوگئی کہا میان ساحر آؤ آکر بیٹھو خداوند
ہفت پیکر نے کون سحر تعلیم فرمایا ہو مجھکو بتلاؤ مین سمجھ جاؤنگی خواجہ نے کہا آگ روشن
کرو اُسنے کولے نکالکر آگ روشن کی خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا لوبان نکالا فرمایا کہ
اس لوبان کو آگ مین ڈالو ایک پریزاد پیدا ہوگی سب مطلب ظاہر کردیگی اُس ساحرہ
نے لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان جو نکلا بغور دیکھ رہی تھی دھوان دماغ مین جو پہونچا
ارے کہکے بیہوش ہوئی خواجہ نے جھولی اُسکی اُتاری اُسکو جو کھولا کچھ چاندی کے
کڑے پینگ کے طوق جست کی چوڑیان بالیان نکلین خواجہ نے وہ سب چیزین نذر زنبیل
کین خنجر کھینچکر اُس حرامزادی کو قتل کیا خواجہ مارکر جادوگرنی کو درۂ کوہ سے نکلے اندھیرا
ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین جب طائر درختون پر بیٹھے تھے وہ اس ہنگامے کو دیکھکر
درختون سے اُترے کسی نے منقار سے کمر پکڑی کسی نے پنجہ سر مین لگایا لاشہ اُٹھاکر
ساحرہ کا لے چلے بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہو صندوق سانند ربالاے
سرنگا ہی گرد مصاحب جمع ہین کہ طائرون نے لاشہ لاکر اُس ساحرہ کا سامنے پہونچایا
بقراط لاشہ ساحرہ کا دیکھکر گھبراگیا طائرون سے پوچھا ارے اسکو کسنے مارا طائرون نے
مثل انسان کے آواز دی یا خداوند خیال سکندری عمرو عیار نے ساحر بنکر اسکو مارا
ہم دیکھتے تھے مگر کچھ زور نہ چلا وہ ساحر بنکر اسکے سامنے آیا نہین معلوم اس سے کیا
کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صدائین مختلف آنے لگین بیرون نے اسکے مرنے کی

آواز دی ہم لاشہ لیکر بھاگے آج تین شبانہ روز گذرے ہین کہ زیر کوہ عشرت آباد تلوار چل رہی ہی طلسم کشا اس فکر مین ہی کہ ہفت پیکر کو قتل کرون ہفت پیکر بھی جان لڑا رہا ہی صاحبقران مع سردارون کے زخمدار جنگ سے بیکار ایک فرش پر پڑے ہین بھائی کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کی محبت کا اثر نہین دو پہلوان بڑے زبردست مدد ہفت پیکر کو آئے تھے وہ بھی مارے گئے تمام صحرا گلنار ہو رہا ہی دریاے خون بہ رہا ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا یارو کیا قدرت خود جائین حمزہ کو اُٹھا کر لائین ایسی ساحرہ قتل ہوگئی مصاحبون مین کوئی ایسی تیز ساحرہ نہین ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی منقار آتش ریز نامے ایک ساحرہ بیٹی اُس ساحرۂ مردہ کی اُسوقت آکر پہونچی مان کا لاشہ دیکھکر بہت روئی پوچھا یا خداوند مان میری کیونکر قتل ہوئی بقراط ثانی نے سب حال بیان کیا منقار نے کہا یا خداوند مان میری اسقدر مجھپر مہربان تھی کہ آٹھ پہر خیال رکھتی تھی مین اسکی جدائی مین جان دونگی زندہ نہ رہونگی امیدوار ہون کہ مجھکو حکم ملے کہ مین جاکر حمزہ کو لاؤن بقراط نے کہا اے منقار آگاہ ہو کہ مین نے رستم کو اس سرحد مین بلایا وہ دو جادوگر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مسلمان بعد قتل ہفت پیکر ضرور اس طلسم کی جانب توجہ کرینگے اگر تم حمزہ کو لے آئین تو قیدخانے مین قید کرکے مار ڈالونگا پھر کسیکا حوصلہ ایسا نہین ہی کہ میرے طلسم پر یلوہ کرے مگر خیال کرتا ہون تو عمر میرے طلسم کی بھی تمام ہوچکی انھین لوگون کے ہاتھ سے قدرت کو تکلیف پہونچیگی مگر حمزہ کا قتل بہت مناسب ہوگا منقار نے عرض کی کہ کنیز حمزہ کو ضرور لیکر آئیگی قتل اور غیر قتل کا قدرت کو اختیار ہی حمزہ معروف جنگ ہوگا بقراط نے کہا اے منقار حمزہ بیہوش پڑا ہی چار سو سردار زخمدار بیکار پڑے ہین اگر قدرت کا دل چاہے تو ابھی اُٹھوا لین مگر تجھکو صدمہ پہونچا ہی کہ مان تیری قتل ہوئی تو جا منقار نے اسباب سحر جسم پر اپنے آراستہ کیا اور صاحبقران کی فکر مین چلی اڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ رستم اور غضنفر اس سطوت سے لڑ رہے ہین کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی لیکن جسطرف گذرتا ہی صد ہا کو پامال کر ڈالتا ہی لیکن شمس فلک ہفت پیکر سحر کو ہفت پیکر کے روک رہا ہی سحر کو اسکے زور نہین ملنے پاتا ؛

جب ہفت پیکر نے سحر کیا آگ برسائی تو شمس نے ابر پیدا کیا اور پانی برسا کر آگ کو بجھایا
آفتاب فلک سیر جملہ جادوگرنیون کو ساتھ لیے ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی
اگر ہفت پیکر نے تلوارین برسائین تو ان سب نے ملکہ سپرین پیدا کین جہان تلوار گری
سپر نے اُسکو روک لیا ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہو پہلوانون کو اور ساحرون کو
ترغیب دیتا ہی کہ یارو دل کھول کر لڑو طلسم کشا کو گھیر کر مارو جب غول طلسم کشا پر بلوہ
کرتے ہین خبر یہ مردم در دیوانہ چوبدست سنبھالکر جا گرتا ہی مجمع متفرق ہو جاتا ہی یہ دیکھکر
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتا ہی تمام سرحدار ہفت پیکر کے جمع ہین جنگ کر رہے ہین
قضائے کار کچھ سوار بھاگے شقائق مردم در نامے دیوانہ کوہ شقائق کا حاکم جنگل مین
پھر رہا ہی زراعت کی اپنی سیر کرتا پھرتا ہی ستر ہزار دیوانے اسکی پشت پر چوبدستین کاندھون
پر جنگل مین شلنگین لگاتے پھرتے ہین اُن سوارون کو دیکھکر شقائق نے کہا ذرا انکو بلاؤ
جب وہ سب سوار سامنے شقائق کے آئے شقائق نے پوچھا تم دریائے خون مین
کیون نہائے ہوے ہو سوار رونے لگے عرض کی ای پہلوان دوران خداوند ہفت پیکر
کو مقابلہ کرتے ہوے تین روز گذرے ہین جب زیادہ معرکہ پڑا تو ہم اُس جنگ سے
بھاگ کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھکر نکل آئے ہمراہیان طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہے
ہین کہ ہمراہیان ہفت پیکر اپنی جان سے بیزار ہین شقائق یہ سُنکر جھلایا اور ساتھ والون
کی طرف دیکھکر آواز دی یارہ سنتے ہو قدرت پر یہ آفت ہی اسوقت مین جاکر مدد کرو مین
بیک ضرب چوبدست طلسم کشا کو میوند خاک کرون یہ کہکر ایک چیخ ماری ستر ہزار دیوانے
جمع ہوگئے سب کو ساتھ لیکر شقائق چلا دیوانے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین
چوبدستین ہلاتے ہوے غل مچاتے ہوے کوہ و دشت کو طی کر رہے ہین یہان وہ وقت
ہی کہ ہفت پیکر ایک جانب جاتا ہی رستم اور غضنفر نے پیچھا کیا ہی ہفت پیکر پہلوانون
کو اشارے کر رہا ہی پہلوان بڑھ بڑھ کر رستم کو روکتے ہین رستم کسی کے روکے سے
کب رکتے ہین جو پہلوان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو رستم نے
مارا کسی کو غضنفر نے قتل کیا لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین قضائے کار شمس نے

جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار تعاقب مین ہفت پیکر کے ہین جھپٹ کر آگے بڑھا الکلا کراو ہفت پیکر کہان جاتا ہی ہرچند کہ ہفت پیکر گھبرایا ہوا ہی مگر اسنے جو چاہا کہ بڑھکر سحر کرون ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای دلربا اسکو لینا شمس نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک نازنین بنہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی **نظم**

تنگ ہون ای فلک زمانے سے	تجھکو حاصل مرے ستانے سے
بس لگا چک اجل ٹھکانے سے	فائدہ در بدر پھرانے سے
پھونک دے برق اُجاڑ دے گلچین	اب غرض کیا ہی آشیانے سے
رنج غربت مین کچھ جو ہی تو یہ ہے	کہ چھٹے اُسکے آستانے سے
ہم کہان اور کہان قفس صیاد	ہوے مجبور آب و دانے سے
حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل	دیکھون آتی ہے کس بہانے سے
او فلک دل بھا گو شوارۂ عرش	کیا ملا خاک مین ملانے سے
آتے ہو رنج کر کے جاتے ہو	تم نہ آیا کرو اس آنے سے
ہین بہائم بصورت انسان	آدمی اُٹھ گئے زمانے سے
شب فرقت نے دم یہ بند کیا	رہگئی سانس آنے جانے سے
یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی	اب جھجکتی ہی روح جانے سے
جسقدر ہو ضرور ملتا ہے	رند کو غیب کے خزانے سے

یہ صداے دلفریب جو کان مین شمس کے پڑی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب ہمارے آؤ کہ ہم تمکو اچھی طرح دیکھ لین وہ نازنین قریب شمس کے آئی شمس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا جیسے ہی اس نازنین نے شمس کا ہاتھ تھاما شمس کا رنگ رو متغیر متردد و متحیر اس نازنین نے آواز دی ای شمس ہم مدت سے تمھارے مشتاق تھے شکر لات و منات ہی کہ آج تمھارا جمال دیکھا باغ مین ہمارے چلو دیکھو کیسا پر بہار ہی نرگس شہلا کو آپ کا انتظار ہی شمس نے سر جھکالیا اس نازنین کے ساتھ ہو لیا وہ نازنین شمس کو ساتھ لیکر چلی راہ مین مسکرا مسکرا کے باتین کر رہی ہی شمس بھی مزہ کنا یہ

کی باتیں کرتے ہوے کبھی گلے میں ہاتھ ڈالدیتے ہیں چاہتے ہیں منھ سے منھ ملاکر بوسہ لوں
مگر نازنین منھ ہٹا لیتی ہی بوسہ نہیں لینے دیتی قضاے کار عیار نے غضنفر کو خبر دی کہ وہ سامنے
دیکھیے شمس کو ایک نازنین لیے جاتی ہی اور شمس مبہوت لب پر مہر سکوت اوس نازنین پر
دل و جان سے مائل ہیں چاہتے ہیں کہ بیٹھنے کا مقام پاؤں تو منھکر اختلاط ظاہری کروں
یہ سنکر غضنفر نے پکار کر آواز دی اور گھوڑا بڑھایا کہا ای شمس خاک ہفت پیکر ذرا ٹھہر جاؤ
شمس نے کچھ جواب نہ دیا غضنفر قتل کرتا ہوا قریب شمس پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور
دوڑکر شمس کا ہاتھ پکڑا اوس نازنین نے نیچہ کمر سے کھینچا غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے
تیغۂ رو یکین شگاف پر اوسکا کلائی کو تھام کر چاہا طمانچہ ماروں انگشتر مہر و ماہ جو چمکی اوس نازنین
نے ایک چیخ ماری شمس پر بھی عکس پڑا دیکھا ایک زنگن سیاہ رو تیرہ درون کھڑی سانس
رہی ہی شمس نے ڈھکیل دیا کہا او قحبہ دور ہو زنگن جو زمین پر گری شمس نے ہاتھ جھکایا
برق گری اوسکا سر کٹا شمس بہ قہر و غضب تمام پلٹا کہتا ہی کہ یار و ہفت پیکر نے بڑے
غضب کا سحر کیا تھا غضنفر نے بڑا کارنمایاں کیا اوس ظالمہ سے مجھکو بچا لیا حقیقت یہ ہی
کہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اوسکے شعبدہ ہاے سحر سے اللہ بچائے روز سیاہ نہ دکھائے
اب مناسب یہ ہی کہ یارو جمکر سحر کرو ہفت پیکر تک آقا کو پہونچاؤ سب ساحروں نے مجمع
کیا جمکر سحر کرنے لگے لیکن ہفت پیکر سب کے سحر کو اشاروں میں دفع کرتا ہی کہ ایک طرف سے
زنجیروں کے جھنا کے کی آواز آئی رستم نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ شقائق دیوانہ چوب دست
ہلاتا ہوا پشت پر ستر ہزار دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوے گلے میں طوق آہن اونکو جنبش دیتے
ہوے آیا ہفت پیکر نے شقائق کو دیکھا ہفت پیکر آگے بڑھ گیا پکار کر آواز دی کہ ای
بندۂ قدرت تمکو اب خبر ہوئی شقائق نے آواز دی یا خداوند آپ نے مجھکو خبر نہ کی
کہ مسلمانوں کا یہ زور و شور نہ بڑھنے دیتا مگر آج بھی سب کو مارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ہفت پیکر نے اشارہ کیا شقائق چلا تھا کہ رستم نے طرف شریر مردم در کے دیکھا
آواز دی کہ ای برادر اس دیوانے مجہول کو روکنا شریر مردم در پانچ ہزار سے ستر ہزار پر
جا پڑا آواز دی او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول مجھ سے تو مقابلہ کر میرے قریب آ

شقائق نے جواب دیا او دیوانے سامنے سے ہٹ مین برائے قتل رستم آیا ہون قدرت کوہ بالائے ہفت کوہ پہونچاؤنگا شریر مردم در نے بڑھکر ہاتھ چوبدست کا مارا شقائق نے چوب دست کو چوب دست پر روکا افسردن مین چوب دست چل رہی ہی مگر ہمراہیان شریر مردم در نے جیسے چوب دست ماردی پرا اٹھا ہوکر رہگیا پانچ ہزار نے تھوڑی دیر مین کتنی ہزار کو مار گرادیا شریر مردم در نے جب دیکھا کہ شقائق چوب دست کو چومت پر رولتا ہوا اپنی چوبدست کو تو پھینک دیا اُسکی چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا چوبدست شقائق کی چھین کر پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا کہ لباس و گوشت و پوست شقائق کا نوچکر پھینک دیا ایسے چنگل مارے کہ شقائق چیخنے لگا ساتھ والون کو پکار اُٹھا کہ یارو دوڑو مجھکو ہاتھ سے اِس ظالم کے بچاؤ شریر مردم در نے بڑھکر چپت ماری کہ شانے کا بوٹا نوچ لیا شقائق اپنے کو چھڑا کر بھاگا شریر مردم در پکارتا ہوا پیچھے چلا او بھیا کہان جاتا ہی کشتی تو مجھ سے لڑلے تو بہ مقابلہ آقائے سرخ آیا تھا اُسکے رفیق سے تو مقابلہ کر فوج والون نے قہقہہ مارا رستم فرمارہے ہین شریر مردم در سے مقابلہ نہایت دشوار ہی دیوانہ بیباک جست و چالاک وہ بیچارہ اِس سے کیا لڑسکتا تمام گوشت اُسکا نوچکر پھینک دیا آخر جان بچاکر بھاگا مگر یہ اُسکو زندہ نہ چھوڑیگا اُسکے قتل سے منھ نہ موڑیگا رستم نے بھی مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی اے شریر مردم در یہ معذور جانے نہ پائے شقائق بھاگا دیوانون مین جاکر پہونچا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ ایسے ظالم سے مقابلہ پڑا کہ سارا بدن میرا غربال ہوگیا بمشکل چھڑا کر آیا ہون ساتھ والے پوچھتے ہین یہ کاندھے پر زخم کیسا ہی شقائق نے روکر جواب دیا کہ اُس دیوانے نے ہاتھون سے الگ نوچا جب مین لپٹا تو اُسنے کاٹ کھایا بوٹے کا بوٹا نوچ لے گیا یہ سُنکر ساتھ والے سب کہتے ہین آقا چلیے اب لڑائی ہو دیوانے کو گھیر کر ماریںگے اتنی چوبدستین لگائین کہ بھرتا بنائین یکا یک پہلو سے آواز آئی کہ او بھیا مین آپہونچا شقائق نے پلٹ کے دیکھا کہ دیوانہ شریر مردم در چوبدست ہلاتا ہوا آتا ہی جو سامنے آگیا چوبدست ماردی شقائق نے گھبرا کر آواز دی اے برادر تو بیشک دیوانہ ہی مین تو آج ہوشیار ہوگیا وہ صدمہ پہونچا

کہ عمر بھر دیوانے پن کا نام نہ لونگا شریر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خدمت آقا مین چلو کلمہ
پڑھکر مسلمان ہو ہمارے رفیقون مین رہنا شقایق قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای
افسر کسکی مجال ہی کہ جو تجھ سے مقابلہ کرے شریر نے کہا یہ حوصلہ ہمارے آقاے سرخ کا
ہی کہ جب بگڑتا ہون نہین معلوم کیا کر دیتا ہی گر پڑتا ہون آقا چھاتی پر سوار ہو جاتا ہی اور
خنجر میری گردن پر رکھ دیتا ہی ڈرتا ہون کہ مار نہ ڈالے منتین کرنے لگتا ہون آقا کو رحم آجاتا
ہی ایسے آقا کی اطاعت کرو کہ ہر وقت زیر کرے ہمارا بار اُٹھائے یہ بات کہکے شقائق کو ساتھ
لیا سامنے رستم لڑتے ہوئے آئے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار یہ دیوانہ ہوشیار
ہو گیا غلام ویسا ہی دیوانہ ہو جی چاہتا ہو آپ سے امتحان کرون رستم نے کہا بسم اللہ
گھوڑے سے کود پڑے شریر مردم در نے جو باد ست باری رستم نے پنجہ بادست چھین لی
شریر نے چاہا چنگل مارون رستم نے دونون ہاتھ تھام لیے اور گردن مین ہاتھ دیکر دے مارا
کود کر چھاتی پر سوار ہوئے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھ دی اور فرمایا کیون شریر مردم در
ذبح کر ڈالون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار معاف فرمایئے رستم نے چھوڑ دیا
شقائق کو قدمون پر گرایا کہا آقاے نامدار اسکو کلمہ بتایئے رستم نے کہا تمنے کلمہ
نہ پڑھایا کہا آقا مین بھول گیا مجھکو بڑے آقاے سرخ کا نام یاد نہین رہتا جب لڑنے
آیا اُسوقت تک نام رٹ رہا تھا اب اِسوقت بالکل بھول گیا رستم نے کان پکڑ کر اول
شریر کو کلمہ پڑھایا پھر شقایق کو مسلمان کیا اور فرمایا ای شریر یہ کلمہ الشناخت مسلمانی ہی
اسکو یاد رکھنا کہا آقا آٹھ پہر رٹا کرتا ہون جہان چپ ہوا بھول گیا کوئی ایسی ترکیب
بتایئے کہ غلام کلمہ نہ بھلا کرے رستم نے کہا آٹھ پہر رٹا کرو اگر بھولوگے تو سزا ملیگی یہ
فرماکر کہا کہ جاکر مصروف جنگ ہو شقائق نے عرض کی غلام لائق جنگ نہین ہی رستم
نے فرمایا جہان سب زخمی بیٹھے ہین وہین جاکر بیٹھو شقائق اُسی فرش پہ جا کے
بیٹھا شریر پھر مصروف جنگ ہوا رستم لڑتے ہوئے ایک جانب چلے جنگ مین
مصروف ہوئے سردارون سے فرماتے ہین کہ قبلہ وکعبہ کا زخمی ہونا باعث خرابی کا ہوا
اگر قبلہ وکعبہ زخمدار نہ ہوتے تو لڑائی فتح ہو جاتی شمس فلک ہفت پیکر ساحرون کو ساتھ

لیے ہوے چاہتا ہی کہ ہفت پیکر کو گھیرون اور سامنے رستم کے پہونچاؤن تاکہ مرادحاصل ہو لیکن ہفت پیکر اُن سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کئی مرتبہ ہفت پیکر نے سحر کیا کہ شمس دیوانہ ہوا کبھی غضنفر نے آکر عکس انگشتر مہر و ماہ ڈالا کبھی رستم پہونچ گئے اور عکس لوح کا ڈالدیا اور تیغہ ہفت جوہر چمکایا کہ شمس کے حواس درست ہوے سو ڈیڑھ سو شاہزادیان بھی عاشقان جمال فرزندان صاحبقران ہفت پیکر پر سحر کرتی ہوئی آتی ہین لیکن ہفت پیکر انکے سحر کو کب مانتا ہی آواز دیتا ہی او نمکحرامو تم وہی ہو کہ عہدون پر کام کرتی تھین مین تمھارے سحر کو کب مانتا ہون سب کو قتل کرونگا ناہی سحر مجمع سے نکل آئی ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر نے پلٹ کر ایک دوہتھڑ زمین پر ماردیا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا ناہی سحر کی نگاہ چشمے پر پڑی دیکھا ایک جلسہ آراستہ ہی ایک شاہزادی مسند پر بیٹھی ہے گائنین جمع ہین ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔ نظم

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین	آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کسکے یار ہین
عاشقان چشم دلبر کو شفا اللہ دے	کسطرح صحت ہو بد پرہیز یہ بیمار ہین
یا صنم دل مین ہو لب پر یا صمد ہر ریا	کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اپنے دیندار ہین
ہاتھ اُلجھے ہین گریبان سے تو زنجیرون سے پا	ای جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
کردیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل	اپنے داغون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین
آتے ہی کرتے ہو جانے کا ارادہ وجہ کیا	سوچے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہین
ہنستے ہنستے مرگیا جسنے نظر کی سوے بام	یار کے کوٹھے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین نہین	قابل تسبیح ہین نہ لائق زنار ہین
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے مرے	حسرت و اندوہ و حرمان میرے یار غار ہین
خود بخود ہین جعد اسمین دخل مشاطہ نہین	موے گیسوے بتان نبیاختہ خمدار ہین
یون نہین رہنے کا بدلیگا جہان کا انتظام	کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
نذر تیری کرچکا ہون مین گریبان اب کہان	یادگار موسم گل ای جنون کچھ تار ہین

مختلط ہوا اُسنے جنکے نام سے تھا ننگ و عار
آگے نا محرم تھے جو اب محرم اسرار ہین

ہر رگ دپے سست ہی رعب جمال یار سے
صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہین

اب نہ آنے کی تمھارے وجہ سمجھے مہربان
اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہین

کونسی صورت ہماری زیست کی تبلاؤ رند
ایک جان ناتوان ہی سیکڑون آزار ہین

یہ جلسہ جو ماہی سحر نے دیکھا بد حواس ہوگئی چاہا کہ چشمے مین پھاند پڑون شمس نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای ماہی سحر ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مگر ماہی سحر تڑپ رہی ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مچھلی بے آب تڑپتی ہی چاہتی ہی کہ شمس سے ہاتھ چھڑاؤن اس چشمے مین آپ کو گرا دون مگر شمس ہاتھ نہین چھوڑتا قضاے کار رستم پیلتن لڑتے ہوے اس طرف آئے شمس نے کہا کہ اسطرف عکس لوح ڈالیے کہ یہ صحت پائے ماہی سحر پکار کر کہتی ہی ای شمس مجھے چھوڑ دو مین اپنے کو چشمے مین گراؤن میری دوست مجھکو بلا رہی ہے اپنی جان دونگی رستم نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا جب لوح کا عکس پڑا تب ماہی سحر کے حواس درست ہوے شمس نے کہا کہ ای ماہی سحر مجمع مین جادوگرنیون کے رہو آگے نہ بڑھو ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اُسکے سحر سے جان بچنا دشوار ہی رستم نے مرکب طرف ہفت پیکر کے بڑھایا ہفت پیکر بھاگ کر طرف دوسرے غول کے پہونچا سحر کرنے لگا اُس طرف غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا تب سحر ہفت پیکر کا اُترا ورنہ سوار و پیدل مثل آئینہ حیران ہوکر رہگئے تھے تلوارین لیے ہوے خاموش کھڑے تھے لڑنے سے معذور بیکار و مجبور جب غضنفر نے آکر انگشتر چمکائی تب اُن سب سے سحر اُترا مصروف جنگ ہوے ہفت پیکر لڑتے لڑتے ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہرا چند کس اُسکے پاس کھڑے تھے اُنھین دیکھکر آواز دی ارے سب آئے مگر ملکہ محیل حیرخزان نہین آئین ای آسمان جادو جلد اپنے کو سرحد حیلہ سازان مین پہونچا ملکہ عالم سے کہنا کہ آج چار دن گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی کسی طرح مسلمان نہین ہٹتے اپنے کو پہونچاؤ آسمان جادو میدان جنگ سے نکلا صحراے حیلہ سازان مین پہونچا جاکر دیکھا کہ جابجا ساحر پھر رہے ہین اُنھون نے پوچھا ای

فرستادۂ خداوند کس فکر مین ہو آسمان نے جواب دیا بخدمت ملکہ محیل جیحرخزن
جانا چاہتا ہون اُن ساحرون نے آسمان کو ساتھ لیا سامنے ایک قصر بنا ہوا تھا
اُس قصر مین ساحر آسمان کو لیکر آئے آسمان نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہو اُس تخت پر
محیل جیحرخزن بیٹھی ہوئی ہو مگر سیاہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے ہاتھ ہلا رہی ہو
ہاتھ سے اُسکے آگ کے شعلے نکل رہے ہین کہ سارا مکان آتش سے بھرا ہوا ہی آسمان
نے بڑھکر سلام کیا محیل جیحرخزن نے پوچھا ای فرستادۂ خداوند کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا کچھ باعث تو کہو آسمان نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہو یہ سُنکر
محیل نے ہاتھ ہلایا کہ ایک شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای محیل قدرت کا وقت آخر ہی جاکر
قدرت کو دیکھ لو جو ہوسکے تو مدد کرو دیکھو قدرت کیا کررہے ہین مصروف جنگ
مسلمانان ہین طلسم کشا وہ جوان ہو کہ جسکو چار دن جنگ کرتے گذرے مگر اب تک جنگ
سے عاجز نہین ہوا کوئی سوجادہ گریان اُسکی شریک ہین شمس فلک ہفت پیکر
بھی شریک مسلمانان ہوگیا جو حال تھا مفصل بیان کردیا آیندہ تمکو اختیار ہی مگر وقت
بہت سخت ہی محیل یہ کہکے اُٹھی کہ ای بیر و کیون ڈراتے ہو مین جاکر جنگ فتح کردونگی
چرخ مار مار کر عاجز کردونگی طلسم کشا خود لوح کو پھینک دے اور میرے قدمون پر گرے
میرا سحر ایسا ہو کہ کسی مقام پر رک جائے وہ آفت برپا کرون کہ سب کو ناچار کردون
دیکھون تو شمس کیا کرتا ہو وہ سحر سخت کرون کہ ایک ہی ساعت مین تباہ کردون
ای آسمان تم چلو اور قدرت کو خبر دو کہ محیل آتی ہو وہ حیلہ کرینگی کہ سب چرخ مارنے لگین
آسمان نے جواب دیا کہ طلسم کشا اور شمس کا عاجز کرنا آسان نہین ہو طلسم کشا اور شمس
نے ملک آفت برپا کردی ہی اور شمس نے بڑے بڑے کار ہاے نمایان کیے ہین محیل
نے کہا قدرت نے تو آخر وقت مجھکو بلایا مگر سامری و جمشید جاہین تو وہ وہ عجایب
و غرائب سحر دکھاؤن کہ شمس وغیرہ سب گردش مین ہوجائین آسمان تو یہ سنکر روانہ
ہوگیا اور محیل نے ایک چیخ ماری کہ پاتو مکان مین آگ بھری ہوئی تھی یا تین لاکھ ساحر
جمع ہوگئے افسرون نے گھبراکر پوچھا کیون ملکۂ عالم آج کیا ہو کہ ہم لوگون کو طلب فرمایا ہی

کیا منظور ہی محیل نے کہا تم سب صاحب مدد خداوند کو چلو اُنکو لڑ بھڑ کر ہفت کوہ پر پہونچاؤ جنگ ہو رہی ہی مین شریک ہونگی یہ سُنکر وہ سب افسر باہر نکلے فوج کو ہمراہ لیکر چلے یہان تو ہفت پیکر لڑ رہا ہی اور ساحرون نے گھیرا ہی ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اور ابر چرخ مارتا ہوا سامنے آکر پھٹا دناٹے کی آواز ہوئی ہفت پیکر نے دیکھا کہ تین لاکھ ساحر اور چار سو افسر باز و لبط و قرقرون پر سوار ابر سے نکلے آکر ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ تمھاری افسر محیل چرخ زن کہان ہو ہمنے وقت آخر اُسکو یاد کیا ہی کہ اسوقت آکر قدرت کی مدد کرے قدرت کے حواس منتشر ہین مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی محکوم نامے زمیندار دس ہزار گنوارون سے آیا قیصر و ہمسر کو قتل کرایا اور آپ شریک مسلمانان ہو گیا اب دیکھو وہ مصروف جنگ ہی اُسکے ساتھ والے تیر مار رہے ہین ہزارون ساحر اُسنے قتل کیے اب تم لوگ بھی جنگ مین مصروف ہو چار سو افسر تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر مصروف جنگ ہوے سحر کرتے ہوے بڑھے چار سو افسر ساحران جب سحر کرتے ہین لشکر طلسم کشا مین فریاد کی صدا بلند ہوتی ہی رستم بڑھ کر جاتے ہین اور سحر کو مٹاتے ہین ایک طرف غضنفر بھی بڑھ بڑھ کر جاتے ہین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتے ہین کل سحر مٹجاتا ہی اسطرح جنگ ہو رہی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ محیل چرخ زن ایک طاؤس پر سوار آکر پہونچی وہین سے نعرہ کرتی ہوئی کہ مین محیل چرخ زن باشیدا ای مسلمانان مین کب تمکو زندہ چھوڑتی ہون تم لوگون نے قدرت کو بہت حیران کیا ہی یہ کہکے زمین پر گری چیخین چرخ مارتی ہوئی پہونچی کوئی دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکرانے لگا کوئی لہرا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

کر پلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے	ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے
سوزش دل کے بیان کرنے مین رسوائی ہی	شمع سان میری زبان ہنے دے خاموش مجھے
باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق	رنگ گل خلق کیا ہی ہمہ تن گوش مجھے
تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا	بعد مردن نہ دیا تونے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع مین جہان کے افلاک ‌ ‌ ‌ مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے
یاد مین جسکی مین بھولا دو جہان کو افسوس ‌ ‌ ‌ اپنی خاطر سے کیا اسنے فراموش مجھے
جیتے جی رنج مین تھا چین سے سو پاؤں مرکر ‌ ‌ ‌ دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے
پہلے ہی فقر و فنا سے مین ہوا ہون آگاہ ‌ ‌ ‌ روز میلاد کیا ہے کفنی پوش مجھے
اے جنون قید تعلق سے چھڑا اب جلد ‌ ‌ ‌ ننگ رکھتے ہین نہایت خرد و ہوش مجھے
غنچہ سان حال دل زار رہا دل مین گرہ ‌ ‌ ‌ نہ ملا باغ جہان مین شنوا گوش مجھے
گنگ کی طرح اشارہ بھی نہین کر سکتا ‌ ‌ ‌ سرمگین چشم نے ایسا کیا خاموش مجھے
حسب خواہش ہے مرے ہے مری تقدیر خلاف ‌ ‌ ‌ نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے
مجھکو درکار نہین چادر گل گور پہ رند ‌ ‌ ‌ داغ حسرت ہی مرے رکھینگے گلپوش مجھے

[illegible]

رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لشکر مین ہنگامہ بلند ہی ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام سیاہ لباس پہنے ہوے چرخ مارتی پھرتی ہی جس طرف اُسکا گذر ہوا اُس صف والون کے قلب اُلٹ گئے گریبان پھاڑ ڈالے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا بعضے زمین پر گر پڑے بعض نے کوئین مین جھک کر دیکھا اپنی ہی صورت نظر آئی چلا کر آواز دی ہاے افسوس کی بات ہی کہ میرے بھائی کو کوئین مین قید کیا ہاے کا نعرہ کیا اور کوئین مین پھاند پڑے صدہا جوان کوئین مین گرے بعض سر ٹکراتے پھرتے ہین رستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مرکب کو بڑھا کر چلے جنکے پاس پہونچ گئے اور لوح کا عکس ڈالا وہ لوگ ہوش مین آگئے اسطرح لوگون کو بچاتے پھرتے ہین جو ساحر سامنے آگئے وہ علف شمشیر آبدار ہوے افسران محیل چرخ زن کیسے کیسے سحر کر رہے ہین مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہین چلتا پھر سحر کیا جس سے سردار اپنے اپنے سر ٹکرانے لگے آخر رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس تیغۂ ہفت جوہر ان لوگون پر ڈالو تو یہ لوگ ہوش مین آئینگے رستم نے بڑھکر عکس تیغۂ ہفت جوہر کا ڈالا وہ جوان ہوش مین آئے جب ہمراہیان محیل عاجز ہو جاتے ہین تو آپس مین کہتے ہین یارو کسیر سحر کرین دفع سحر کا سامان تو موجود ہے طلسم کشا نے عاجز کر دیا

موج چمکا چمکا کر اپنے ساتھ والوں کو بچا لیتے ہین محیل بڑھ کر فوج غضنفر پر جا پڑی وہ سب دیوانگان بیباک جست و چالاک مصروف جنگ ہین جسپر ہاتھ مارا ہیوند خاک کر دیا۔ لاشون سے میدان بھر دیا محیل جو چرخ مارتی ہوئی اُس غول مین آئی دیوانے گھبرا گئے ہاتھ روک کر کھڑے ہوے غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ میرے ہمراہی مبہوت ہو کر کھڑے ہو گئے غضنفر نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے اور بہ آواز بلند پکار کر اُٹھے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار نظم

گردن فرمان بری خم دار ہر شام و صباح — کن نگون در سجدۂ اخلاص سر شام و صباح
بہر یک لقمہ میگردی چرا ای یاوہ گرد — کوچہ کوچہ خانہ خانہ در بدر شام و صباح
سرفرازی بخشدت خلاق چون چرخ بلند — سر نگون باشی تو در سجدہ اگر شام و صباح
کن طلب از اخلاص دل از حضرت روزی رسان — روزی ہر روزہ ای دریوزہ گر شام و صباح
دولت دنیا و دین از خاکساری حاصل است — تو عبث ہستی بہ بند سیم و زر شام و صباح
روز و شب در فکر ملک و مال سرگرمی چرا — بندہ شو کن بندگی ای بیخبر شام و صباح
گردن تسلیم نہ ہر وقت بر خاک نیاز — کن دوتا در بندگی پشت شکر شام و صباح
دار جاری بر زبان شکر خداوند جہان — ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت و ہر شام و صباح
ابر رحمت میفشاند از عطاے کردگار — بر سر ہر تشنۂ الفت گہر شام و صباح
ہند یا فکر اقامت در جہان لا حاصل است — چون بنہ ہی زین سرا رخت سفر شام و صباح

غضنفر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا شمس نے دور سے دیکھا کہ اب ملازمان غضنفر قتل ہو رہے ہین شور و شین برپا ہین شمس جھپٹ کر پہونچا دیکھا کہ دیوانے بلبلا کے آپس مین لڑا چاہتے ہین شمس نے بڑھکر ایک دستک دی جھولی سے سیاہ کاغذ نکالا اُس کاغذ کو آسمان پر اُڑا دیا وہ کاغذ لکہ ابر بنکر برسنے لگا ہر چند کہ سب دیوانے بھیگ گئے مگر شورش سے باز رہے محیل نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سحر کو شمس نے اُتارا جلگی للکار کر آواز دی او شمس تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا یہ کہکے سامنے نا جنے لگی اور آواز دی کہ ای ملکہ عیش دوڑو شمس کو لیجاؤ ایک طرف سے غول کے غول

پری زادوں کے پیادوں سے کوئی سبزہ رنگ کوئی آفتاب جمال کسی کی صورت کالی ہو مگر متوالی ہو چہرہ چمکتا ہوا اُس کا سے پن پر ایک بناؤ ظاہر ہو سامنے آکر شمس کے ناچنے لگیں ان عورتوں میں چند سازندے ہیں انھوں نے ساز ملائے یہ اشعار گانا شروع کر دیے نظم

دل لگانا نہ اسکی چتون سے — دوست بنکر کہو لگا دشمن سے
خنجر اُسکا کبھی نہ آنے دے — رگ گردن کی طرح گردن سے
اے دل اس آنکھ کی خوشا تقدیر — جسکے آنسو وہ پونچھیں دامن سے
جو نکلے وہ بے خبر کہ بخت اپنا — کچھ تو حاصل ہوا ہے شیون سے
کون پھولوں میں میرے آبیٹھا — کم نہیں ہے یہ بزم گلشن سے
لے چل اے شور حشر تو ہی ہمیں — اُس گلی تک اٹھا کے مدفن سے
ستم دوست دیکھنا یہ جلال — ہمکو پوچھا کبھی تو دشمن سے

شمس نے جو یہ اشعار سنے قریب تھا کہ مبہوت ہو کہ دہشت سے ماہی سحر اور مہتاب سحری نے سحر کیا کہ شمس مبہوت نہ ہوا اور محیل چرخ زن اڑتی ہوئی نکل گئی اُدھر سے محکوم دس ہزار گنواروں سے لڑتا ہوا آتا تھا جب تیر مارے دس ہزار پانچ ہزار گر پڑے اسطرح محکوم نے ستھراؤ کر دیا ہے محیل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او محکوم ہمیشہ تو ہمارا ہی قدرت میں رہا آج ہمراہ طلسم کشا کے ہو گیا قدرت کی موج کو پامال کر رہا ہے محکوم یہ سنکر ٹھہر الپٹ کر محیل پر تیروں کی بوچھار کر دی محیل تیر کب کھاتی ہے منہ سے آگ چھوڑی کہ سب تیر جل گئے سامنے کھڑی ہو کر ناچنے لگی جب تو محیل نے چرخ مارا اگر کچھ گاتی بھی جاتی ہے صاف صاف جس سے یہ ثابت ہوتا ہے نظم

کہتے ہیں بت تمھیں کہیں میرے خدا نہ ہو — دھوکا دو اُسکو جو تمھیں پہچانتا نہ ہو
حسرت کی آنکھ سے مری اُنکو خدا بچائے — بہتر ہو مرتے دم بھی اگر سامنا نہ ہو
وہ سچ گیا کہ جس سے نہ زحمت ہو عشق میں — وہ درد کیا جو دل کی تڑپ کی دوا نہ ہو

معشوق وہ نہین ہی جو عاشق سے بے سبب
میری زبان بھی کاٹ کے بھیجا پیامبر
دنیا سے کھوئے دیتی ہی اب جستجو سے یار
پیغام مرگ وعدہ خلافی تری سہی
کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم
کچھ تو خدا سے کہ مجھے دیکھا ہی جان بلب
خلوت مین آج اُسنے کیا ہی طلب مجھے
چھیڑینگے یون کہ آتی نہین شوخیان ہمین

تیوری نہ یار سے روٹھ نہ جائے خفا نہ ہو
تجھ سے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو
اچھا سلوک کرتی ہے تیرا بُرا نہ ہو
لیکن مرون تو جب کہ امید وفا نہ ہو
نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہ ہو
اب ہم جدا اگرین بھی جو دل کو جدا نہ ہو
کچھ تو جلال اُنکو ستم کا بہانہ ہو

یہ اشعار جو محکوم نے سنے ساتھ والون کے کان مین بھی آواز پہونچی تیر گٹھے ہاتھ سے
پھینک دیے محیل کے پیچھے چلے محیل نے پلٹ کر آواز دی کہ میرے ساتھ کہان آتے ہو
جا کر اہل اسلام کو قتل کرو سامنے رستم لڑ رہے تھے محکوم اُن گنوارون کو ساتھ لیکر
جا پڑا ہر چند کہ طلسم کشا ہان ہان کرتے ہین مگر محکوم مبہوت ہو رہا ہی شمس نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ محکوم پر ڈالو رستم نے بڑھکر کلاہ سر سے اُتاری
آواز دی ای محکوم ذرا مجھ تک آؤ جیسے ہی محکوم قریب آیا رستم نے عکس کلاہ کا ڈالا
سر سے محکوم کے ایک شعلۂ آتش بھڑکا آواز دیتا ہوا روانہ ہو گیا کہ ای محکوم ہوشیار
ہو محکوم ہوشیار ہوا مگر ساتھ والے نہین مانتے ہنگامہ کر رہے ہین اور چاہتے ہین
کہ رستم پر حملہ کرین کہ رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای رستم لوح کا عکس ان
سب پر ڈالو رستم نے لوح کو گردش دی ہمراہیان محکوم ہوش مین آئے اور پھر فوج
دشمن کو قتل کرنے لگے محیل نے جو دور سے دیکھا سر پیٹ لیا اور قریب ہفت پیکر کے
آ کے کہا یا خداوند مسلمانون کے لیے بڑی پناہ ہی لوح ہر بات کی خبر دیتی ہی مین نے
اگلی مرتبہ بھی چاہا تھا کہ یہ دس ہزار جوان گھیر کر طلسم کشا کو مار لین اور کیسے کیسے وار
طلسم کشا پر کیے لیکن طلسم کشا نے سب کو تحفہ جات سے رد کیا اب ملاحظہ فرمایئے

کہ وہ سب آپ ہی کی فوج کو قتل کر رہے ہیں اب میں قصر سیاہ میں جاتی ہوں وہاں سے
بلائے سحر لاتی ہوں شاید اُس سے کوئی مطلب نکلے یہ کہکے بر پرواز پیدا کیے قصر سیاہ
میں آکر پہونچی ہو خانہ آراستہ کیا اور پکارتی جاتی ہو کہ ای غرائب فیلسوار آج میری
آواز نہیں سنتے میں نے عمر بھر تیری اطاعت کی خدمت کرتی رہی جو تو نے خواہش
کی وہ میں نے پوری کی مگر آج میرے کام سے یہ انکار خدا و ندا یہ وقت ہی کہ قصر
سیاہ کے پہلو سے آواز آئی ای ملکہ عالم میں حاضر ہوں مجھے کیا آپ کے حکم سے
عذر ہی جسطرح آپ نے خدمتگاری کی وہ کام کروں جو کسی سے نہ ہو سکے ابو محیل کھڑی
ہو گئی کہا کہ آؤ دیکھا ایک جوان بڑے قد کا ایک فیل پر سوار پہلوے قصر سے
ظاہر ہوا محیل نے اپنے مقام سے اُٹھکر پنجہ کھینچکر ہاتھ میں دیا اور کہا کہ ای غرائب
فیل سوار میں عشرت خیز میں جاتی ہوں تم بھی وہیں آنا جسوقت میں تمکو آواز دوں
فوراً پہونچنا تساہل اور تامل نہ کرنا غرائب نے جواب دیا کہ جس مقام پر طلب فرمائیے گا
آنکھوں سے آؤنگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے فیلسوار قصر سے باہر نکلا نکلتے ہی غائب
ہو گیا محیل نے پھر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای اژدران جلد حاضر ہو
ایک طرف سے قصر کے ایک اژدہا ظاہر ہوا منھ سے قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے صد ہا کو میں نگلجاؤنگا ہزاروں کو پامال
کرونگا محیل اُس اژدہے پر سوار ہوئی اُس اژدہے نے پر پرواز پیدا کیے محیل
کو لیکر چلا یہاں وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر بیقرار و مضطر اور جنگ سے عاجز ہو گیا ہی
ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا ایک دریاے آتش سحر سے پیدا کیا ہی اسی آگ
کو زور دے رہا ہی جو کوئی اُس طرف آتا ہو دریا اُسے کھینچ لیتا ہی ہزار ہا بندگان خدا
اُس دریاے آتش میں جلے سر اُنکے شناوری کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ہزار ہا
حباب تیر رہا ہی دریاے آتش نے آنکھیں پیدا کی ہیں اور مقدمات حسرت آمیز کو
دیکھ رہا ہی رستم نے قریب اُس دریا کے آکر لوح کو چمکایا یکایک ایک ڈانٹا ہوا
خاک اُڑنے لگی دریاے آتش غائب ہوا جسوقت یہ سحر ہفت پیکر کا ٹا گھبرا گیا

بدحواس تھا کہ اب مین کیا کرون کہ صحرا سے گرد اڑی شعلۂ آتش بلند ہوے نخل جلنے
لگے سب حیران تھے کہ یہ کیا بلا آتی ہے سب نے دیکھا کہ محیل چرخ زن اژدر آتش فشان
پر سوار سامنے سے پیدا ہوئی ہفت پیکر کو جو حیران و پریشان دیکھا پکار کر آواز دی
یا خداوند نہ گھبرائیے منم محیل چرخ زن وہ بلاے کابل لائی ہون کہ کسی مسلمان کے
ہوش درست نہ رہین یہ کہکے اژدہا بڑھایا ہاتھ جو اژدر کی پشت پر رکھا اژدر نے بڑھ کر
قلابہ آتشین منھ سے چھوڑے اور دم کھینچا کئی ہزار جوان جلنے لگے کئی سو جوان منھ مین اژدہے
کے آگئے اژدہے نے اُنکو چبالیا ہڈیان تھوک دین اس طور سے محیل چلی جس غول پر
پہونچی اُس صف کو پامال کیا کچھ لوگ جلائے کچھ اژدر نے نگلے دوسے شمس نے جو یہ
بدعت محیل کی دیکھی پکار کر آواز دی اے شہریار یہ وقت ملاحظۂ لوح ہے جو لوح حکم دے
وہ کیجیے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا گھوڑے سے کود کر سامنے
اژدہے کے پہونچو اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اژدہے پر دم کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا
دیکھو جیسے ہی محیل سامنے آئی رستم گھوڑے سے کود کے اژدہے کے منھ کے سامنے
آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا اژدر کے منھ پر جو دم کیا اژدر منھ پھیر کر بھاگا محیل نے جو دیکھا
کہ مین لاکھ روکتی ہون مگر اژدہا نہین رکتا فرار پر قرار ہے محیل کو دیکے اژدہا جنگل مین جا کر
غائب ہوگیا محیل نے پلٹ کر آواز دی اے غرائب فیلسوار اپنے کو جلد پہونچا وقت تمنا ہے
باعث نام و ننگ ہے دیکھا کہ صحرا سے ایک جوان بڑے قد کا فیل پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ
مین ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہے نعرے کرتا ہوا کہ منم غرائب فیلسوار اے ملکہ عالم کیا حکم
ہوتا ہے اُس حکم کو بجا لاؤن محیل نے اشارہ کیا لشکر طلسم کشا کو قتل کر وہ فیل سوار
بڑھا جسطرف شمس سحر کر رہا تھا اُسی طرف آیا جسنے بڑھ کر سحر کیا فیل سوار نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے جب کئی جادوگریان قتل ہوئین تو شمس نے جھولی سے گولہ
نکالا خبردار کہکے مستک پر فیل کی وہ گولہ مارا ایک دناٹا ہوا مستک سے ہاتھی کی
برق چمکی سر پر شمس کے پڑی ہر چند کہ ساحر جہاندیدہ تھا کئی طرح کے سحر کرکے روکا لیکن
وہ برق نہ رکی سر پہ پڑی کہ سر شمس کا زخمی ہوا فیلسوار نے قہقہہ مار کر کہا ہم غرائب فیلسوار

مجھپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شمس پیچھے ہٹا فیل سوار اور طرف بڑھا پامال کرتا پھرتا ہی
شمس کے سر سے خون جاری چہرہ اُداس عالم یاس دریاے خون مین نہایا ہوا سامنے
رستم کے آیا کہا ای شہریار محیل حجر خزن بلا کا سحر لیکر آئی ہو دیکھیے اس بلا سے کیونکر
لوگ بچتے ہین لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح ملاحظہ کی مگر کچھ نوشتہ نہ پایا فرمایا کہ ای
شمس لوح سے کچھ نہین نکلتا شمس نے کہا کہ خدا آپ کی مدد کرے اس بلا کو بھی رد
کرے رستم یہ کلام کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی منم غرائب فیلسوار گھوڑا رستم کا
بدلگامی کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہین گھوڑا چاہتا ہو سوار کو گرا کے بھاگ جاؤن رستم
نے کئی کوڑے بھی مارے مگر گھوڑا نہین رکتا اور فیلسوار قریب آگیا رستم کو کچھ نہ بن پڑا
آخر گھوڑے سے کود پڑے فیل سوار نے تلوار کے نیچے لیا چاہا ہاتھ مارون کہ رستم
نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا فیل نے چاہا بھاگون فیل سوار نے قبضہ ہاتھی کی مستک
پر مارا اور وہی تیغہ برہنہ جو ہاتھ مین تھا رستم پر مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر کو
اٹھا دیا اور کلائی پر ہاتھ مارا وہ ہتھکٹی کا ہاتھ پڑا کہ کلائی فیلسوار کی اڑ گئی فیلسوار نے
پکار کر آواز دی ای محیل حجر خزن جلد آؤ مجھپر وقت شکست ہو محیل آواز فیل سوار
کی سنکر دوڑی دیکھا کہ ہاتھ فیل سوار کا کٹا ہوا ہے اور پرنالہ خون کا بہ رہا ہی محیل
نے آواز دی ای فیل رستم کو مارے فیل نے بھسونڈا اپنا اٹھایا رستم پر مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر مارا کہ بھسونڈا فیل کا کٹ کر گرا محیل نے سر پیٹ لیا کہا ہاے
غضب یہ احکام کسنے تعلیم کیے لوح کے احکام کو روکا تو یہ مدعا حاصل ہوا کہ تیغہ
ہفت جوہر چمکا فیل سوار ہاتھی سے کود پڑا کہا ای ملکہ عالم اپنی جان آپ پر نثار
کرتا ہون ایک طرف سے فیل سوار بائین ہاتھ سے تیغہ کھینچے ہوے بڑھا داہنا ہاتھ
تو اول ہی قلم ہو چکا ہے دوسری جانب سے فیل دھڑ دھڑ کا مار کر چلا اور سامنے سے
بی محیل حملہ کر کے چلین رستم نے دیکھا کہ تین طرف سے مجھکو گھیرا ہو فوراً رستم نے
ایک پاؤن پیچھے ہٹا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار فیل سوار کی روکی اور فیل پر گھونسہ
مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا تیغہ ہفت جوہر چمکایا محیل کی آنکھوں تلے اندھیرا آگیا

خاموش ہوکر کھڑی ہوگئی ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی رستم نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ
محیل کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا ہاتھ مارا کہ فیل سوار کا سر اُڑ گیا مرنے سے محیل کے
ایک ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے آواز مہیب آنے لگی اسقدر اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا
تاریک ہوگیا برقین چمکنے لگین ہزار ہا طائر ابر سے نکلے پردن سے سر پیٹتے تھے اور آوازین
دیتے تھے کہ یارو مقام افسوس ہو محیل ایسی ساحرہ قتل ہوگئی رکن طلسم ہفت پیکر
کا گرا قدرت اپنی جان کی خیر منائین جو فکر کرنا ہو کرین اب کوئی شعبدہ نہ چلیگا یہ آوازین
سُنکر ہفت پیکر گھبرایا سوچا کہ اتو محیل اتنی بڑی ساحرہ بھی قتل ہوگئی اب کیونکر میری
جان بچیگی اسوقت سے بڑھکر اور وقت نہ ملیگا نکل چلو مگر سوچتا ہو کہ کہان جاؤن سب
منسوبات طلسم مٹ چکے کہ ایک طائر ابر سے گرا اور اُسنے ایک آواز دی کہ یا حضداوند
صحراے لنترن کی زارمین جایئے ملکہ لنترن جادو خدمتگزاری کریگی مجکو یقین ہے کہ
مسلمانون پر وہ آفت برپا کرے کہ اپنی جان سے بیزار ہوجائین ہفت پیکر نے پلٹ کر
کہا ای یار غمگسار اسوقت مصیبت مین تو نے کیا معقول بات سنائی کہ دل بحال ہوگیا
حقیقت مین لنترن نہین آئی یہ کہکے اشارہ کیا کہ یارو نکل چلو مرنے سے ساحرہ کے
اندھیرا ہو رہا ہی اس وقت کوئی تعرض نہ کریگا یہ کہکے ہفت پیکر نے ایک تخت سحر
بنایا اُسپر سوار ہوا کل مشیر و وزیر ہمراہ ہوے جیسے ہی ہفت پیکر کا تخت بلند ہوا
ملازم ساحر کہ اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے خوش ہوگئے کہا یارو مسلمانون کے ہاتھ
سے بچنے کی امید نہ تھی ستر لاکھ کا لشکر قتل ہوا ستر لاکھ مین تھوڑے سے باقی رہگئے
اب قدرت کے ساتھ نکلجائینگے طائر بنکر اُڑے ہمراہ تخت ہوے جب یہ بلند ہوچکا اور
طلسم کشا کی نگاہ پڑی ہر چند طلسم کشا نے تیر مارے مگر ہفت پیکر بلند ہوچکا تھا
کوئی تیر نہ پڑا البتہ کئی ساحر کشتہ ہوکر گرے شمس نے چاہا مین بلند ہوکر جاؤن
ہفت پیکر کو روکون طلسم کشا نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شمس جانے بھی دو
آخر کہان جائیگا جہان جائیگا وہان پہونچین گے شمس رُک گیا ہفت پیکر نکلگیا
ہر چند کہ سب لشکر قتل ہوا مگر اب بھی لاکھ ساحر ساتھ مین تھا خستہ وشکستہ حیران و

پریشان شکست خوردہ چندو زیر بھی زخمی ساتھ ہین نسترن اپنے کوہ پر بیٹھی ہی ساٹھ ستر ہزار کنیزین حاضر ہین صحرا ے پر بہار سامنے ہی اُسکی سیر دیکھ رہی ہی لکہ ہاے ابر آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہک رہے ہین پھول خوشبو دار مہک رہے ہین چشمون کا موج مارنا یہ بہار دیکھکر نسترن نے کہا ارے گائن کو بلاؤ گائن قوم کی ڈومنی شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

زیبا ہی جعد گیسوے خمدار کے لیے　　ہین پیچ و خم ازل سے بنے مار کے لیے
تسبیح کے لیے ہی نہ زنار کے لیے　　گردن ہی میری خنجر خونخوار کے لیے
منڈلا نہ روح تو بھی تن زار کے لیے　　یہ مشت استخوان ہین سگ یار کے لیے
تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون　　طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے
پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی　　یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا　　بوسے کئی جو اُس گل رخسار کے لیے
وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو　　آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے
او موت تو نہ آئی گلا تجھ سے رہ گیا　　سب آچکے عیادت بیمار کے لیے
کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دور سے　　جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے
سارا تو باغ اُجاڑ دیا تو نے باغبان　　دو چار پھول رہنے دے گلزار کے لیے
صیاد گھات مین ہے الٰہی بچا ئیو　　پھندے لگے ہین بلبل بیمار کے لیے
ظالم ہو بد زبان ہو یا بد مزاج ہو　　جو عیب ہو ہنر ہی طرحدار کے لیے
پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق　　بحران کا زور پھر ہوا بیمار کے لیے
روے صبیح و زلف سیہ یاد آئی ہی　　کاسہ بھرا ہی شیر سے جب مار کے لیے
او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل　　لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے
دوکانین بند ہونگی جدا راستے جدا　　نکلو نہ سیر کوچہ و بازار کے لیے
تقصیر وار ہوگا کہیگا جو حرف شوق　　سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

مر جائیں تو بھی زاغ و زغن خوشنوا نہ ہوں
اُٹھیے تھے رند مجھ سے بڑا معرکہ پڑا

نغمے ہیں عندلیب کی منقار کے لیے
ہتھیار چھیننے رات کو اغیار کے لیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر میخوار بے شرم ہی کہ لنسترن نے دیکھا خداوند ہفت پیکر تخت اُڑاتے ہوئے آتے ہیں لاکھ ساحر پشت پر پرا باندھے ہوئے لنسترن آمد خداوند دیکھکر گھبرا گئی اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ خداوند خیر کریں مقام تعجب ہی کہ قدرت آتے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جنگ میں شکست کھائی تیغۂ خون آلود سامنے رکھا ہی ساتھ والے زخمدار و بیقرار ہیں بلند ہوکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا سجدہ کرکے پوچھا ای خداوند خیر تو ہی میں سب چیزیں بربادی طلسم کی سُن چکی ہوں میرا ارادہ تھا کہ میں آؤں کنیزوں نے خبر دی تھی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکر جواب دیا ای رفیق و شفیق قدرت نے شکست کھائی قصر عشرت خالی ہوا صحرائے عشرت خیز میں عمل طلسم کشا کا ہوگیا محیل چرخ زن نے آگے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہی ہر مقام پر خبر دیتی ہی طلسم کشا کب دھوکا کھاتا ہی جو سحر کیا لوح نے اُسکا دفعیہ بتا دیا آخر محیل قتل ہوئی قدرت نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں نکل چلو طائر خیر خواہ نے خبر دی کہ صحرائے لنسترن زار میں جائیے ای لنسترن شمس فلک ہفت پیکر اسپا کا ہین طلسم کشا کے ہمراہ ہی وہ ضرور خبر بتائیگا کہ قدرت صحرائے لنسترن زار میں گئے جو انتظام کرنا ہو کرلو لنسترن نے کہا یا خداوند میں جانتی تھی جب شکست فاش ہوگی تو میرے ملک میں آپ تشریف لائیے گا میں خدمت سے باہر نہیں سامان عیش و نشاط مہیا ہی چلکر جلسے میں بیٹھیے لنسترن ہفت پیکر کو لیکر آئی مقام صدر پر جگہ دی کنیزوں کو حکم دیا بڑھکر خبر لو جب طلسم کشا پہونچیں تو ہمکو خبر ہو ہم انتظام کرینگے طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینگے قدرت کو بالائے ہفت کوہ پہونچا دینگے کنیزیں برائے خبر چلیں یہاں رستم پیلتن جنگ سے فارغ ہوئے سب فوج کو لیکر پلٹے پہلے اُس مقام پر آئے کہ جس مقام پر صاحبقران زخمدار بیٹھے تھے اور کل سردار بیہوش پڑے تھے وہاں آکر دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہیں مگر صاحب قران کا نشان نہیں رستم گھبرا گئے

جو سردار صحیح و سالم ہین وہ سب دوڑ کر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقاے نامدار کو
کون لیگیا ہم سب کو داغ دیگیا آخر صلاح یہ ہوئی کہ شمس کاہن کل طلسم ہی اُس سے دریافت
کرو کہ ہفت پیکر کہان گیا شاید وہی صاحبقران کو لیگیا شمس فلک ہفت پیکر کو بلایا
اُسکے سامنے جو ذکر ہوا اُسنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا مین پہلے ہی سمجھے ہوے تھا کہ آج ضرور
صاحبقران پر کوئی افتاد پڑیگی لیکن مین حال ہفت پیکر دیکھتا ہون یہ کہکے کتاب نجوم
نکالی اُسمین دیکھنے لگا جب طرح دی تو معلوم ہوا کہ ہفت پیکر صحراے لنسترن زار مین
گیا لنسترن جادو نے دعوت کی ہی کوہ لنسترن پر بیٹھا ہوا نجوم سے حال دریافت کر رہا
ہی آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا کہ ای رستم مقدمۂ صاحبقران مین کوئی حکم نہین نکلتا
علم جواب دیتا ہی یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر ہمیشہ سے کاربند ہون مگر اسوقت دردمند ہون
جب مقدمۂ صاحبقران دیکھتا ہون حال ہفت پیکر معلوم ہوتا ہی یہ نہین خبر ہی کہ امیر کو
کون لیگیا اور کہان لیگیا خواجہ نے کہا مین برسر کوہ لنسترن جاتا ہون خود لنسترن سے
پوچھونگا کہ صاحبقران کہان قید ہین جب حال معلوم ہوگا تب تدبیر رہائی کی کرونگا
یا مجکو بھی موت لیے جاتی ہی ہرچند کہ ساحرون نے کہا ہم لوگ جائین علم سحر سے دریافت
کرین مگر رستم نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیا اور ساحرون کو منع کیا کہ مقدمۂ امیر جو دل کو
خواجہ کے لگے گی وہ کوشش کسی سے نہو سکے گی ہم لشکر لیکر آتے ہین آپ آگے بڑھیے
خواجہ اُسیوقت با ہزاران عیاری سے آراستہ ہوے بموجب ہدایت شمس طرف صحراے
لنسترن زار کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین راہ مین جو قصر ملا عیاری کرکے
اُسمین پہونچے وہان کے حاکم سے دریافت کیا مگر نشان صاحبقران نہ معلوم ہوا دوسرے
دن صحراے لنسترن زار مین پہونچے قضاے کار چند کنیزین کہ افسر اُنکی شبرنگ جادو
ہی گوشۂ صحرا مین کھڑی انتظار آمد طلسم کشا کر رہی ہین خواجہ ایک ساحر کی صورت
بنکر اُن سب کے سامنے آئے شبرنگ نے پوچھا کہ ای ساحر کہان سے آتا ہے لشکر
طلسم کشا تو نہین دیکھا خواجہ نے قریب آکر جواب دیا اے ملکۂ عالم طلسم کشا
امروز فردا مین آئیگا مین لشکر طلسم کشا مین رہتا تھا راز کی باتین مجھے معلوم ہین

ذرا کنارے آئیے تو مین آپ سے بیان کرون چلا کر کہتے خوف آتا ہی یہ کہکے شبرنگ کو الگ بلایا ایک درہ کوہ مین لیگئے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُسکو بیہوش کر کے درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے مگر حیران تھے کہ مین نے جسکو بیہوش کیا اُسکا نام کیا تھا مین نے نام دریافت نہ کیا جیسے ہی باہر نکلے کنیزون نے پکار کے پوچھا کہ کیون ہوا شبرنگ وہ ساحر کہان گیا کیا بتا گیا خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار دن کے بعد لشکر طلسم کشا کا آئیگا یہ کہگئے کہا مین ملکہ کے پاس جاتی ہون ملکہ سے جا کر پوچھون کہ صاحبقران کہان قید ہین دریافت کرونگی مجھکو اگر قید صاحبقران پر گمان کرین تو تڑپ تڑپ کے صاحبقران مرین کنیزون نے کہا ای شبرنگ تم کچھ دیوانی ہوئی ہو صاحبقران کی قید کہان ہی قدرت نہین لائے ایسے گھبرائے ہوے آئے کہ حمزہ کو نہ لاسکے اب تو خواجہ گھبرائے کہ اگر آقاے نامدار کو ہفت پیکر نہین لایا تو کون لیگیا خیر حال دریافت ہو جائیگا آخر وہان سے نکل آئے ادھر رستم نے بعد جلنے خواجہ کے لشکر ساحران آراستہ کیا کوچ کر کے طرف صحراے لشتران زار کے چلے خواجہ نے راہ مین ایک مسافر کو دیکھا اور عقل سے دریافت کیا کہ اسکے پاس اشرفیان ہین کسی طرح اسکی اشرفیان لینا چاہیین کچھ سوچکر دوڑے ہوے پشت سے مسافر کے سامنے آئے مگر بدحواس گھبرا گھبرا کر کہنے لگے ای بھائی تمکو کچھ معلوم ہوا کہ کون ہے ایک بیل بھاگا ہوا آتا تھا اُسنے میری پشت پر لات ماری یہ کہکے پشت پر مسافر کی ایک ہاتھ مارا اشرفیان کھنکین باتون مین لگا کر مسافر کو بیہوش کیا اشرفیون کی ہمیانی کھول لی لباس بھی اُتار لیا کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا لشکر رستم آتا ہی مسافر کو گھسیٹکر درۂ کوہ مین چھپا دیا دیکھا آگے لشکر کے رستم بعد شوکت و حشم پشت پر سرداران نامی و سرداران صاحبقران لندھور وغیرہ بھی با ادب ساتھ ہین گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین ایک طرف شمس فلک ہفت پیکر سب جادوگر اسکی پشت پر برا جائے ہوے آتا ہی رستم نے خواجہ کو دیکھا گھوڑا بڑھا کر پوچھا کیون عم نامدار قبلہ و کعبہ کا پتہ لگا عمرو نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا ای فرزند مین نے بڑی کوشش کی لیکن

صاحبقران کوہ نسترن زار پر نہین ہین ہفت پیکر انکو نہین لے گیا ہی اور کہین بہت
لگائینگے کہین تو پتہ ملیگا یہ کہکے رستم کے ساتھ ہوے رستم کا لشکر آتے آتے صحراے
نسترن زار مین پہونچا بالاے کوہ سے ہفت پیکر نے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا مثل مور و ملخ
کے آیا تمام صحرا معمور ہو گیا نسترن جادو نے جو آمد لشکر طلسم کشا دیکھی گھبرا گئی کہا
یا خداوند لشکر طلسم کشا بہت ہی آپ کے پاس فوج کم ہی کیونکر مقابلہ ہو گا ہفت پیکر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم متعجب نہ ہو طلسم کشا کو دھوکے دونگی اگر کسی رنگ مین پھنس گیا اور
لوح کو نہ دیکھا تو بیشک گرفتار ہو جائیگا ورنہ طلسم کشا میرا لوہا مانتا ہی پہاڑ سے اُترکر لڑونگا
سب ساحرون کو مار لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سُنکر نسترن اپنے مقام سے اُٹھی
خوشروے خوشخرام نے اپنی وزیرزادی سے کہا کہ ای خوشخرام طلسم کشا کو لگاکر
باغ نگر مین لے جاؤ وہان پھنساؤ خوشرو نے کہا مین جاتی ہون لیکن طلسم کشا جو آکر
اُترے شام کو لکھا ہے ابر آسمان پر آئے خواجہ عمرو سے کہا ای عم نامدار میرا دل
چاہتا ہی کہ شکار کو جاؤن دو پہر تک پلٹ آؤنگا خواجہ نے کہا ای فرزند تمام صحرا سحر
سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کوئی فتور کرے رستم نے کہا لوح پاس موجود ہی
دمبدم اسکو ملاحظہ کرونگا بہرنوع سماک کو حکم ہوا کہ سامان شکار صبح کو در دولت پر
حاضر رہے سماک نے بوقت سحر پہلے قراول در دولت پر حاضر کیے گھوڑا کسا ہوا تیار رستم
سوار ہوے طرف صحرا کے چلے جنگل مین آکر پہونچے وقت نماز قریب آیا ملازمون نے
سجادہ بچھایا شاہزادے نے نماز ادا کی بعد فراغ نماز دست دعا بدرگاہ رب العزت
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز مجھکو ہفت پیکر پر مظفر و منصور کرنا اُسوقت بھی
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ خیر و عافیت ہی گھوڑے پر سوار ہوے طبل باز پر چوب پڑی بقول
شاعر فرد۔ چو در نالیدن آمد طبلک باز * در آمد مرغ صید افگن بپرواز *
رہا شد برہوا باز سبک پر * جہان شد خالی از کبک و کبوتر * رستم شکار کھیلنے لگے
اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا دن چڑھے فرمایا کیون سماک کوئی آہو نہ ملا سماک
نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ سامنے سے چند گنوار دوڑے ہوے

آئے عرض کی اے شہریار سامنے ایک کھیت ہی وہان کئی سو ہرن چرا کر رہے ہین حضور چلکر شکار کرین رستم نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کئی سو مادہ آہو چرا کر رہے ہین بیچ مین ایک نر جسکی پشت پر سفید لکیر ہے سینگوٹیان مثل زلف محبوبان تا و پیچ کھائے ہوے ماداؤن پر مستی کرتا پھرتا ہی رستم نے کہا اور ماداؤن کا سب کو اختیار ہے بیچ مین جو یہ نر ہی اسکو ہم شکار کرینگے جسکی طرف سے نکلجائیگا تو ہمین ملال ہوگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا وہ وحشی صیاد کو کمین مین دیکھکر بھاگے سردارون نے اُن سب پر گھوڑے ڈالے وہ نر سامنے رستم کے کھڑا ہوا اور جست کر کے رستم کو فراگیا رستم نے گھوڑا پھیرا طبیعت کو ناگوار بھی ہوا کہ بے مارے اسکو نہ چھوڑونگا گھوڑا سرپٹ اُسکے پیچھے ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ قریب اُسکے پہونچ گئے لیکن آہو نے طرارہ بھرا ایسا پہلو نہ پایا کہ اُسپر نیزہ مارین پہر بھر کامل اُس آہو کے پیچھے سرگردان رہے ایک مقام پر آکے آہو ٹھہرا رستم نے تیر مارا کہ آہو لنجھیا کے گرا رستم نے کود کر اُسکو بہ قربانی پہونچایا پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین کہ شاید عیار آوے یا کوئی ساتھ والا پہونچے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ لنجھیاتا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا وہ بھی آہو گرا رستم نے اُسکو بھی بہ قربانی پہونچایا اب انتظار ساتھ والون کا ہی پشت آہو سے تیر نکالا رومال سے خون پونچھکر چاہتے ہین کہ نام پڑھون کہ پیکان تیر پر کسکا نام رقم ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش اپنے صید کو تلاش کرتا ہوا چوکنا ہو رہا ہی اپنا آہو قریب رستم جو پڑے ہوے دیکھا گھوڑا اُڑا کر نقابدار قریب آیا کہا کیون جوان اجل گرفتہ میرے شکار کو تو نے شکار کیا کچھ خوف نہ آیا رستم نے جواب دیا صحرا مین کیا کسیکا اجارہ ہی شکار سامنے میرے آیا مین نے تیر ماردیا نقابدار نے کہا کہ ہم اسکے بدلے تمھین شکار کرینگے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مین نرمی اعضا مین گرمی پائی ہلہ دیکر اُٹھا لیا کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا معلوم ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک نازنین ہی ابرو سے خمدار کھینچی ہوئی تلوار کو آنکھین

رشک دیدۂ غزال عارض ماہ تابان یا مہر درخشان اگر گل گلاب سامنے آئے تو رنگ آب عارض سے شرمائے سراپا خوب معشوق مرغوب غنچہ دہن رشک چمن رنگ عارض فخر نسترن ونسترن صورت زیبا دیکھکر شاہزادہ حیران دل بیچین آنکھون مین آنسو بھر آئے پسینہ آگیا قلب تھرا گیا ادھر جو کا نیا وہ نازنین خود چرخ کھا کر گر گئی بیہوش ہو گئی تھوڑے عرصے کے بعد عالم بیہوشی سے جو آنکھ کھلی اپنے کو فرش خاک پر پایا ادھر شاہزادہ فرش خاک پر بیہوش ہو کے گرا تھا نازنین نے جو صورت زیبا کو فرش خاک پر دیکھا سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت گرنے لگے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو جو ہوش آیا سر کو اپنے زانوے محبوب پر پایا دماغ تو عرش اعلے پر پہونچایا جا یا کہ عرصۂ دراز تک لیٹا رہو ان اُس نازنین نے شرما کر کہا اے جوان اپنے نام نامی سے آگاہ کر بیر نہ پھیلا ہوش مین آ۔ رستم اُٹھ بیٹھے کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان اپنا تو یہ حال ہو رہا ہے نظم

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو	خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا	یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو
مزا آتا نہین تھمتم تھمتم کے مجھکو رنج و راحت کا	خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو
گئے ٹھکرا کے مجھکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی	نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو
نہ جانا کیا ہے ضبط محبت گی دہ سے کہتے ہین	جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو
جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجھکو	جو پیدا کی ہو مر کے وہ دولت رائگان کیون ہو

رستم نے اسطرح جو یہ اشعار پڑھے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپ کو تو دیوان کے دیوان یاد ہین اگر مناسب ہو تو یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان ضرور تشریف لے چلیے مین سحر و ساحری نہین جانتی میرے عزیز و اقارب کو جو سحر و ساحری سے بخوبی واقف ہین مگر مین نے سحر و ساحری نہین سیکھی رستم اُٹھے اور اُس نازنین کے ساتھ چلے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ چند کنیزین ملین اُنھون نے پوچھا کہ اے ملکہ خوشرو یہ کون صاحب ہین خوشرو نے اشارے سے منع کیا کہ کچھ نہ پوچھو یہی طلسم کشا ہین

دام مکر میں پھنسے ہیں باغ میں لیے چلتی ہوں لوح وغیرہ لے لونگی انکو قید کرکے لیجاؤنگی کنیزین بھی ہنس ہنس کے باتین کرتی ہوئی چلیں تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ملا ساتھ اُس نازنین کے اُس باغ میں آئے دیکھا باغ نہایت درست عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں نہرین ہر طرف جاری پھولوں کی مہک طائروں کی چہک عجب ہنگامہ ہے وہ نازنین رستم کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری میں آئی مسند پر جگہ دی آپ پہلو میں آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان حاضر کین کشتیان کباب کی لاکر رکھیں جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھ کر سامنے رستم کے پیش کیا رستم نے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا چاہا بلا تکلف پی جاؤں سامنے بارہ دری کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا رستم کی جو نگاہ اُٹھ گئی دیکھا کہ اُس طائر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور مثل انسان کے پکار کر آواز دیتا ہے کہ مقام افسوس ہے کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ لے کیا غفلت ہے یہ کیا صورت ہے اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا اے شہریار جام پیجیے اس باغ میں سب طائر مثل انسانون کے باتین کرتے ہیں جام نوش کر کے کلام کیجیے گا رستم نے پھر چاہا کہ جام پیوں اُس طائر سے آنکھ ملائی طائر نے آواز دی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے نادان نہ ہو جایئے رستم نے بائین ہاتھ سے لوح کو اُٹھایا اب جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا اگر تمنے خوشتر وے خوشخرام جادو کا جام پیا تو ہوش اُڑ جائینگے لوح لینے کی فکر کر رہی ہے خود اُتار کر دیدوگے تحفہ جات قبضے سے نکل جائین گے مگر یہ شراب اسی پر پھینکدو دیکھنا کیا کیفیت ہوتی ہے رستم نے اُسکو قریب بلایا کہا صاحب آدھی تم پیو آدھی ہم پیین گے یہ سُنکر وہ نازنین پیچھے ہٹی چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں طلسم کشا ہوشیار ہو گیا طلسم کشا نے وہ جام پھینکا کا چھینٹا قطرے جو جسم پر اُس نازنین کے پڑے ایک چیخ ماری کہ اوناسمجھ یہ کیا کیا ہائے بے موت مارا جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگی جل کر خاک سیاہ ہوئی اُسی کے جسم کے شعلے کنیزوں پر پڑے کنیزین بھی جلکر خاک ہوئین تمام باغ جلنے لگا نہروں سے آگ نکلنے لگی تھوڑے عرصے میں آواز آئی کشتی مرا نام

من فوشروے خوشخرام جادو بود رستم اپنے مقام سے اُٹھے چاہا کہ باہر نکلجاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سمک یلداقی نقاب مین اپنے آقا کے نکلا تھا سامنے آکر پہونچا پوچھا حضور کیون کبیدہ ہو رہے ہین رنگ روشنیر آپ متحیر ہین مین حیران ہون کہ بندگان عالی پر کیا سانحہ گذرا کہ چہرہ اُتر گیا رستم نے کہا اے سمک خدا نے بڑی خیر کی ایک ساحرہ رگا کر مجھکو لے گئی تھی چاہتی تھی کہ شراب پلاؤن لیکن ایک طائر نے ایسی دوستی صرف کی کہ اُسنے بچا دیا مین نے لوح کو دیکھا جس سے سب حال معلوم ہوگیا ابھی اُسکو مار کر نکلا ہون مگر وہی صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے سمک نے کہا اے آقاے نامدار سامنے ذرا ٹھہر جائیے مین تھوڑا پانی لاؤن منھہ ہاتھ دھوئیے اور چند قطرے نوش فرمائیے رستم جانتے ہین کہ میر اعیار وفادار ہے زیر نخل جاکر بیٹھے اُدھر سمک چھاگل لیکر بھاگا حوض پر سے آکے پانی بھرا سامنے رستم کے لایا رستم نے دونون ہاتھون سے جام لے لیا اور چاہا کہ پانی پیون کہ یکایک ایک آواز آئی خبردار پانی نہ پیجیے گا ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو پہ بنجائیگی بقول شخصے قطرے کا جو کا اگر گھڑے ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہے لوح کو دیکھو رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ خوشخرام کی بہن کبک رفتار جادو ہے یہی پانی اسیر پھینک دو رستم نے وہی پانی اُسی پر پھینکدیا سمک نے پکار کر آواز دی غلام کو بے موت مارا رستم اُٹھ کھڑے ہوئے چاہا لیٹ جاؤن کہ وہ طائر زمین پر گرا غلطک مار کر ایک معشوق پریچہرہ بنگیا رستم نے پہچانا ماہی سحر نے عرض کی اے شہریار جب حضور واسطے شکار کے چلے تو اس کنیز کو قرار نہ آیا طائر بنکر آپ کے ساتھ ہوئی جب اُس مکارہ نے آپ کو صورت دکھائی جب ہی کنیز آگاہ ہوئی تھی چاہتی تھی کہ آپ کو آگاہ کرون مگر موقع نہ پایا جب دیکھا کہ آپ شراب پیا چاہتے ہین تب مجکو چین نہ پڑا جانتی تھی کہ اگر قطرہ شراب کا پیا تو آپ پانی ہوکر بہ جائینگے یا مزاج بدل جائیگا تب آخر پکار اُٹھی بہن نے جو اُسکی یہ معرکہ دیکھا آپ کے عیار کی شکل بن آئی خدا نے آپ کو بچایا اب لشکر مین چلیے اب ماہی سحر ساتھ ہوئی مگر نسترن جادو جب وزیرزادی کو روانہ کر چکی تو ہفت پیکر نے

کہا یا خداوند خوشرو کو تو مین نے روانہ کیا اب لشکر کو طلسم کشا کے تباہ کرون کا اگر شاید زندہ بلٹین تو غم معشوقہ مین مبتلا ہون ہفت پیکر نے کہا ای فسترن مین نے تو چار دن اور چار رات وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی اب تم جا کر سحر کرو اور چند سحر بتاے ہوے اپنے فسترن کو دیے کہا انکا تو ٹھیر ممکن ہی یہ سنکر فسترن بالاے کوہ آئی آتے کے ساتھ ہی جام پانی کا بھر کے سامنے رکھا کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو لگا ئے ابر بنا کر اُڑا دیا وہ لکہ ابر بنکر آسمان پر آئے اول تو بوندیان پڑین بعد تھوڑی دیر کے موسلہ دھار پانی پڑنے لگا برف برسی لشکر طلسم کشا مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شمس اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا یہ ہلڑ سنکر نکل آیا دیکھا کہ برف پڑ رہی ہی چند سنگ اُٹھا کر شمس نے طرف آسمان کے پھینکے یہان فسترن کھڑی تھی کہ فوراً ایک پتھر آکر جام آب پر پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے گالے آسمان سے گرے لشکر طلسم کشا مین امان ہو گئی فسترن نے جو یہ معرکہ دیکھا پھر آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند یہ معرکہ گذرا کہ جام آب پر پتھر گرا جام آب ٹوٹا سحر مٹ گیا ہفت پیکر نے کہا اُس لشکر مین شمس موجود ہوا اُسی نے دفع سحر کیا اب لشکر پر آگ برساؤ جانورون کو بھیجو کہ فوج کو تباہ کرین فسترن نے بالاے کوہ آکر ایک دو پتھر زمین پر مارا اور آواز دی ای ببران صحرا نشین دشمنون کو لینا کوئی زندہ نہ بچے سب کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ کئی ہزار شیر جنگل سے نکلے اور لشکر طلسم کشا پر آکر گرے جو سامنے آگیا اُسکو چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی اُن شیران صحرا کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سرداران رستم شیرون سے لڑ رہے ہین کسی شیر کی کلائی توڑ ڈالی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو پڑی شیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا دو شیر بنگئے اُس مارنے والے پر جا پڑے گھیر کر اُس بہادر کو مارا جب زیادہ ہلڑ ہوا تو ہرکارون نے آکر شمس سے خبر کی شمس نے جواب دیا یہ کوہ فسترن زار ہی صدہا آفتین پیدا ہونگی خدا سب کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک شیر سب کے آگے ہی سب سے زیادہ کلان جو اُسپر حملہ کرتا ہے شیر دھڑ دکہ مارتا ہی وہ شخص دیوانہ ہو کر یہ اشعار بہ آواز بلند پکار پکار کے پڑھنے لگتا ہی۔

نظم

جگر مین رہگئی اے صدمۂ جدائی چوٹ ابھارتے رہے نالے ابھر نہ آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑکر نہ کھائی چوٹ یہ بار بار مری تقدیر مجھپہ آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی تو اُس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُسی کے اُچٹ اچٹ کے لگی فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی نشتر نہین ملتا دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکا برنگ شیشۂ مے دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
جگر مین ڈالتی ہے گھاو اُسکی ترچھی نظر لگائی دل پہ مقدر نے کج ادائی چوٹ
مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب تری نگاہ نے پتھر کے بھی لگائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح جو بیستون کی طرف کو ابھار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ اُلفت کی سختیان اے خضر قدم قدم پہ ہے ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے یہان دکھاتی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
ہماری چشم سیہ کا جو ہو گیا سودا ہرن کی آنکھوں کے ڈھیلون کی ہمنے کھائی چوٹ
شکست توبۂ مے کی ہوا سعد رتکرار کہ زاہد بھی تو کہے چوٹ پر لگائی چوٹ
نشان اُنکے طمانچون کا منھ پہ کچھ تو رہے دکھائے وصل مین اتنی نہ بیوفائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے کریگی اے سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر رگیڑ کے زیر فلک سر خمیدہ اُٹھاتے ہی دہ اُٹھائی چوٹ

ایک جوان یہ پڑھتا ہوا جاتا تھا کہ شمس نے للکارا او جوان کیا بیہودہ بکتا ہے وہ جوان طرف شمس کے چلا للکارتا ہوا یہ حسرت پکارتا ہوا کہ میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین نے وہ رنگ دیکھا کہ قلب اُلٹ گیا معلوم ہوتا ہے کہ کلیجہ پھٹ گیا ہاے معشوق

پریچہرہ نے پکارا اور مین نہ گیا رکنا میرا غضب ہوگیا کیا اپنا حال سناؤن اے شمس میری عجیب
کیفیت ہے آنکھون کے سامنے وہی صورت ہے تمھارے ٹوکنے نے بہت ملول کیا اب
کیا کرون جی چاہتا ہے صحراے نجد مین قبر مجنون پر بیٹھ رہون استاد سے پوچھون کہ عشق
مین کیونکر بسر کرتے ہین یا طالب دیدار مرتے ہین شمس نے پکارا کہ ہمارے پاس آؤ ہم
تمھین معشوق سے ملا دینگے وہ جوان تلوار کھینچکر قریب شمس کے آیا چاہا کہ ہاتھ ماردے
شمس نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا وہ جوان بیہوش ہوکر گرا بعد تھوڑی دیر کے اٹھا تو ہوش
مین ہوا شمس کے گرد پھرنے لگا کہا استاد مجھے خوب بچایا شمس نے پوچھا کیا معلوم ہوتا تھا
اس جوان نے جواب دیا کہ ایک باغ بہشت آئین آنکھون کے سامنے تھا ایک معشوقہ
پری پیکر بلا رہی تھی جی چاہتا تھا کہ جان دون یا وہان پہونچون تمھارے پاس آنے سے
وہ باغ آنکھون سے نہان ہوگیا شمس سردارون کا علاج کرتا پھرتا ہے اور گھبرا کر کہتا ہے کہ
آقاے نامدار کا اسوقت مین نہ ہونا باعث خرابی ہوا سبب ترقی بیتابی ہوا ارے یارو
شکارگاہ مین جاؤ آقاے نامدار کو ڈھونڈھکر لاؤ تب یہ بلا دفع ہو سوارون نے گھوڑے
دوڑائے تلاش مین رستم کی چلے راہ مین رستم ملے ماہی سحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے
ساتھ ہے کہتی جاتی ہے حضور لشکر کی خدا خیر کرے لشکر جادو بڑے بڑے فتور برپا کرگئی دیکھیے
یہان سے کیونکر نجات ہو کہ سامنے سے سوار آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر پر آفت برپا
ہے تمام لوگ تباہ ہو رہے ہین شمس نے بہت سردارون کو بچایا مگر اکیلا کیا کرے آفتاب
اپنی جان بچاتا پھرتا ہے کئی مرتبہ آفتاب سحر چمکایا مگر آفتاب سیاہ ہوجاتا ہے روشنی نہین
ہوتا لشکر مین عجب تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے دیکھیے انجام کیا ہو رستم نے گھوڑے
کو دوڑایا ماہی سحر پر پرواز کرکے چلی اسوقت رستم پہونچے کہ لشکر مین تلاطم ہے سوار و پیدل
بھاگے جاتے ہین بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین۔ نظم

اڑے کے پھیلی صبا مرا غبار ہر طرف ‏— کسی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے اک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف ‏— ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہے پکار ہر طرف
ہزارون حسرتین ہو گئین شہید جور آسمان ‏— زمین دل پہ بنگئے بہت مزار ہر طرف

نہ پہونچی یار کی خبر برائے دلبری کدھر
کسیکی چشم مست کو ہی گردش آج بزم مین
جگر مین شب کو چین تھا نہ دلمین دم سحر کو
رفیق ہی گلون کی بھی شغیق بلبلون کی بھی
کہین ہی ذکر یا خدا کہین ہی شور یا صنم
تمھین نے دیکھ لیا جلال دیدیار کا سانحہ

جہان بھر کی لی خبر گیا یہ ثنار ہر طرف
برنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
سبب تھا کچھ پھرا کیا جو بیقرار ہر طرف
چمن مین دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف
پڑی شیخ و گبر مین تری پکار ہر طرف
کھڑے تھے ورنہ حشر مین امیدوار ہر طرف

رستم نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا لوح گلے سے اُتارا ماہی سحر آکر آسمان پر ٹھرائی لشکر کا جو یہ حال دیکھا گھبرا گئی سحر کرتی ہوئی آسمان سے اُتری دیکھا سب شاہزادیان دریا کے عرق مین غرق دفع سحر کر رہی ہین مگر وہ ہنگامہ نہین ٹلتا مطلب اصلی نہین ملتا ماہی سحر بھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی مگر ابھی وزیرزادی نہنگ بحری کو دیکھا کہ آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک گوشے مین کھڑی رو رہی ہی ماہی سحر نے آکر آنسو پونچھے اور پوچھا کیون نہنگ بحری اے وزیرزادی کیون روتی ہو نہنگ بحری نے جواب دیا آپ ملاحظہ تو فرمائیے کہ سمک یلداقی اور معشوقہ سے باتین کر رہا ہی مین نے جو طعن کی تو اُسکا جواب دیتا ہی کہ تجھے کیا ماہی سحر نے کہا اے نہنگ بحری یہ خیالات سحر لسترن ہین صدہا جوان تیری طرح گرفتار دام محن ہین دیکھ سمک یلداقی وہ سامنے کھڑا ہی اپنے آقا سے کچھ باتین کر رہا ہی نہنگ بحری نے جو سمک کو دیکھا اور ماہی سحر نے منھ پر ہاتھ بھی پھیرا پشت پر ہاتھ رکھا نہنگ بحری کو تسکین ہوئی رستم پیلتن نے لوح کو جھکایا اور حکم بھی دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح کو پڑھکر دم کرو رستم نے فوراً اسم حاشیہ ورد کیا اور پڑھکر جو دم کیا لشکر کا انتشار موقوف ہو گیا اور سب سردار خدمت رستم مین آئے کہا آقائے نامدار آپ لشکر سے کہین نہ جائین دشمن در پے آزار ہین رستم نے شمس سے بیان کیا کہ اے شمس میں اشکار کو جاتا اور آفت مین پھنستا تھا ماہی سحر وقت پر پہونچی اُسنے مجھکو آگاہ کیا لیکن ہرکارہ ہے لشکر لسترن جو لشکر رستم مین حاضر تھے دوڑے ہوے پاس لسترن جادو کے آئے

عرض کی ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا عجب آفت مین تھا طلسم کشا نے آتے ہی سب ہنگامہ
برطرف کردیا لوح ہر بات کی خبر دیتی ہی کچھ پڑھکر پھونکا اب تمام لشکر آرام مین ہے
طلسم کشا شمس وغیرہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین گئے ہین لنسترن نے سر پیٹ لیا روتی ہوئی
سامنے ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند غضب ہوا کہ خوشرو پر کوئی سانحہ گذرا
ہفت پیکر نے کہا کئی جادوگرنیان رستم پر عاشق ہین اُنمین سے کوئی پہونچی اُسنے جاکر
آگاہ کیا کتاب تو اُٹھا لاؤ کتاب جو آئی ہفت پیکر نے تین حصے کتاب کو اُلٹ دیا لنسترن
نے کہا یا خداوندا اول سے ملاحظہ فرمائیے ہفت پیکر نے کہا کہ اُس مضمون کو کیا دیکھون
جس طور سے رستم نے طلسم کو فتح کیا اور تحفہ جات ملے ادھر وہی سب مین نے لکھا ہی اب
آخر حال دیکھتا ہون مضمون جو پڑھا اُسمین نوشتہ پایا کہ خوشرو کو رستم نے مارا ہن کچھ
اُسکی قتل ہوئی رستم نے لشکر مین آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تمام ہنگامہ موقوف ہو گیا
ہفت پیکر نے سامنے لنسترن جادو کے یہ سب حال بیان کیا لنسترن نے کہا یا خداوند
کیا کرون شمس نے بڑی آفتین برپا کی ہین ہفت پیکر نے کہا ای لنسترن اگر ہو سکے تو آج
شب کو جاکر شمس کو پکڑ لا شمس کی ذات سے بڑے فتور برپا ہوئے ہین سب نیک و بد
سمجھتا ہے علم ستارہ شناسی مین کامل و اکمل ہی لنسترن نے کہا آج شب کو جاؤنگی
شمس کو پکڑ لاؤنگی قتل اور عدم قتل کا آپکو اختیار ہی ہفت پیکر نے کہا مین اب تمکو
اختیار دیتا ہون کہ اگر شمس کو غافل پانا تو سر کاٹ لانا مین نے پہلے ہی تقدیر کر دی لنسترن
نے دن بھر تامل کیا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دوپہر رات کا وقت ہوا لنسترن
دریائے سحر مین غوطہ مار کر پہاڑ سے اُتری لشکر طلسم کشا مین آئی دیکھا لشکر مین جا بجا نقارہ
پڑا ہی طلایہ دار طلایہ دے رہے ہین ہر طرف صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے
لنسترن کنارے کنارے چلی کسی سے دریافت کیا کہ بارگاہ شمس کس مقام پر ہی لوگون نے
بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ زربفتی استادہ ہی اُسی مین شمس ہونگے لنسترن نے بشکل عقاب
پرواز کی اور اُڑتی ہوئی قبۂ بارگاہ پر آئی منقار سے قبہ چاک کیا سر جھکا کر دیکھا کہ شمس
کا پلنگ خالی پڑا ہی گھبرا گئی کہتی تھی آخر شمس کہان گیا اور شمس پر یہ سانحہ گذرا

کہ خدمت رستم مین جاکر بیٹھا طریقہ نجوم کو طرح دی معلوم ہوا کہ آج میری فکر مین لنسترن آئیگی طلسم کشا کے ساتھ دربار سے اُٹھا ہمراہ طلسم کشا بارگاہ مین آیا رستم نے خاصہ طلب فرمایا شمس کو بھی شریک کیا رستم نے کئی مرتبہ کہا ای شمس آج کیا معرکہ ہی کہ جو ہمارے ہی پاس بیٹھے ہو اپنی بارگاہ مین نہین جاتے شمس نے کہا ای شہریار بعلم ستارہ شناسی مجھکو معلوم ہوا کہ آج لنسترن میری گرفتاری کو آئیگی اسوجہ سے مین آپکی خدمت مین حاضر ہون جسوقت اُسکا آنا مجھکو ظاہر ہوگا خدمت مین عرض کرونگا اگر آج لنسترن کو مار لیا تو صبح کو پہاڑ پر بلوہ کیجیے آپ خود شیر دلیر ہین یہین معلوم ہو کہ کیا گذری مگر لنسترن کو گھیر کر مارلین رستم خاموش ہوے مگر شمس کو پاس بٹھایا لنسترن نے جب قبہ سے دیکھا کہ شمس پلنگ پر نہین ہی گھبرا گئی رانکو رگڑ کر دیکھا معلوم ہوا کہ شمس خدمت رستم مین ہی بارگاہ سے اترکر طرف بارگاہ رستم کے چلی سوچتی ہوئی کہ اگر بن پڑے تو رستم کو بھی گرفتار کرلون ادھر سے لنسترن جاتی ہی مگر خیمون کی آڑ پکڑتی ہوئی اُدھر شمس نے رستم کو خبر دی کہ ای شہریار لنسترن اسطرف آتی ہی رستم تیغہ ہفت جوہر لیکے اُٹھے شمس ساتھ ہوا راہ مین آکر ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی عورت خیمے کی آڑ مین چھپی ہی شمس نے رستم کو اشارہ کیا کہ ای شہریار یقین ہی کہ لنسترن ہو ہمکو اور آپ کو دیکھکر چھپی ہی اب مین للکارتا ہون شمس نے آواز دی او مکارہ کیون چھپتی ہی متم شمس فلک ہفت پیکر لنسترن نے سامنے آکر گولہ مارا شمس نے گولہ کاٹا آپس مین ایسے سحر چلنے لگے کہ زمین و آسمان سے آگ برس رہی ہی شمس نے رستم کو سمجھا دیا تھا کہ جب سحر کا خوب ہنگامہ ہو تب آپ اپنے کو ظاہر کیجیے گا ورنہ ساحرہ کہن سال جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تڑپ کر نکلجائیگی قبضے مین نہ آئیگی جب رستم نے دیکھا کہ اب دونون مین بلا کے سحر چل رہے ہین اور کوئی کسی کی چوٹ نہین کھاتا سحر لنسترن سے کئی خیمے جلے شمس نے آواز دی او مکارہ اُن غریبا نے تیرا کیا لیا تھا جو اُنکو جلا دیا چالیس جوان مارے گئے اُنھین چالیس کا خون تیری گردن پر ہی بقول شیخ سعدی - فرد - بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن + اجابت از در حق بہر استقبال می آید - اثر بد تیری شوخی آہ کند پیرزال + دولت صد سالہ کند پائمال + خدا نہ کرے کہ کوئی مظلوم آہ کرے پروردگار کو ناگوار ہوتا ہی ظالم پر بلا نازل کرتا ہی لنسترن نے

دیکھکر آواز دی ای شمس مجھکو نہ روک نکلجانے دے ورنہ سارا لشکر تباہ کرونگی اُن جادوگرنیون کے مرنے پر مجھکو افسوس آیا سارے لشکر کی خیر منا یہ کہکے ایک گولہ اپنے پر مارا کئی خیمے جلنے لگے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی جب رستم نے دیکھا کہ اب لنسترن معروف سحر خوانی ہو آڑ سے نکلے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہی منم رستم پیلتن ۔ نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + رستم کو جو لنسترن نے آتے ہوئے دیکھا چاہی تڑپ کر نکلجاوین شمس نے گودیعنیکا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگے ایک پتھر خیمے پر سماک کے گرا سماک گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کہ شمس و لنسترن مین سحر چل رہا ہی اور رستم قریب لنسترن کے پہونچا جاتے ہین سماک بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا پکارتا تھا کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر ۔ نظم

اے کہ دانی ابتدائے ابتدا را ابتدا	در مقام انتہائے انتہا را انتہا
خالق خلقے تو ای فرماندہ ارض و سما	مالک ملکی تو اے شاہنشہ روز جزا
والی لطف و عنایت صاحب جود و سخا	از تو میخواہد دوائے درد دل ہر لا دوا
چارہ جو ید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا	اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا	مدعی حاصل کنند از ذات پاکت مدعا

لیکن جب لنسترن نے چاہا کہ بلند ہون اور آسمان سے پتھر برسنے لگے اور طلسم کشا بھی قریب آئے اپنے کو زمین مین گرایا شیرنی کی شکل بنکر ایک دھڑوکا مارا کہ رستم ڈر جائین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جرأت مین لاثانی تلوار کھینچکر جا پڑے لنسترن نے دونون ہاتھ مارے کہ گوشت و پوست نوچ لون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ قلم ہوے زمین مین گر کر بصورت اصلی تڑپنے لگی رستم نے دوسرا ہاتھ مارا کہ لنسترن کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من لنسترن جادو بود ہفت پیکر بالائے کوہ لنسترن بیٹھا ہی کہ مکان گرنے لگے باغات مین آگ لگی نخل جل جل کر گرنے لگے ہفت پیکر نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ لنسترن پر کوئی افتاد پڑی

تھوڑے عرصے مین سارا کوہ تباہ ہو گیا چند کنیزین برائے خبر دوڑین لشکر مین طلسم کشا کے آکر دیکھا کہ جو لوگ جل گئے تھے وہ لوگ زندہ ہوے ہر طرف نقارے خوشی کے بج رہے ہین ایک طرف لاشہ لنترن کا پڑا ہو سب کنیزون نے لاشہ اُسکا اُٹھا لیکر بھاگین بلا دیان رستم نے چند کو قتل کیا باقی کنیزین لاشہ لیکر پہاڑ پر چڑھ گئین سامنے ہفت پیکر کے لاشہ ڈالدیا کہا یا خداوند لنترن نے آپ کے واسطے جان دی ہفت پیکر نے کہا کہ مین پہلوان جہان غراب صف شکن کو بلواتا ہون وہ رستم کا خاتمہ کردیگا یہ کہکے نامہ لکھا کہا یہ نامہ لیکر تو صحرائے رستخیز مین جا کنیز نامہ لیکر چلی غراب صف شکن ایک پہلوان مغرور اپنے صحرا مین بیٹھا ہو تین لاکھ فوج جنگل مین اتری ہوئی ہو ہرکارے عرض کر رہے ہین اے جہان پہلوان قدرت پر برا وقت ہو کوہ لنترن پر آئے ہین غراب نے جواب دیا کہ قدرت کے دماغ مین غرور بھر گیا ہو ایسے ایسے ہنگامے ہوے اور مجھکو نہ بلایا اگر مجھکو بلاتے تو مین ایک دن مین سب کا خاتمہ کردیتا کیا کوئی پہلوان مجھسے دنیا مین زیادہ ہے اگر قدرت بلائین تو اب بھی جا کر اُنکو ہفت کوہ پر پہونچادون قدرت مرتے ہین تو مرین بھاگتے پھرتے ہین تو میری بلا سے مین اپنے صحرا سے نہ نکلونگا قدرت کو بلاتے کیا شرم آتی ہو مین جاتے ہی زمین کو ہلا دونگا یہ ذکر تھا کہ کنیز فرستادہ قدرت نامہ لیکر سامنے غراب کے پہونچی سلام کرکے نامہ پیش کیا غراب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا ہنسا فوج والون نے جو ہنستے ہوے دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آج تو کوا ہنس رہا ہو دوسرے نے آپس مین کہا کہ کوا منھ پھیلاتا ہو تیسرے نے جواب دیا کہ یہ برائے مدد ہفت پیکر بمقابلۂ رستم جاتا ہے اُسکی ہڈیون کا بھی پتا نہ ملیگا اس وقت خوشی مین کائون کائون کر رہا ہے فوج والے جدا اُڑتے پھرینگے ادھر تو آپس مین یہ ذکر ہو رہے ہین اُدھر غراب نے کنیز سے کہا تم چلو ہا بدولت آتے ہین شکر ہو کہ اب خداوند کا کوئی مددگار نہ رہا اب لڑائی فتح کرنے مین مزہ ملیگا یہ تو قدرت نہ کہینگے کہ فلان کی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی سارے طلسم مین بھی ذکر ہوگا کہ غراب صف شکن نے

طلسم کشا کو مارا قدرت بھی کہینگے کہ مجھپر احسان ہوا مین ایسے ہی وقت کا خواہان تھا طلسم کشا
کیا کچھ دیو جن ہو گا میری جنگ دیکھکر حیران ہو جائے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر
قدمون پر گرے اور خطا اپنی معاف کرائے مین قدرت کے قدمون پر گرا دونگا کہ اس
شخص کی جان بخشی کیجیے قدرت خطا معاف کرین تب مطلب دلی پورا ہو مین جو چاہتا تھا
کہ میری جنگ مین کوئی شریک نہ ہو وہی ہوا بلکہ قدرت نے خود ولیسا ہی کیا کہ جب سبکو
قتل کرا چکے تب مجھے یاد فرمایا ہان یارو تیار ہو جاؤ ادھر کنیز نے جا کر ہفت پیکر کو خبر دی
کہ یا خداوند غراب وہ پہلوان ہے کہ صحرا الٹتا ہے وہ غرور ہی انسان کا ہیکو ہی دیو ہے
پہاڑ سے اُترے طبل جنگی بجولیئے غراب وقت پر آجائیگا یہ سُنکر ہفت پیکر خوش ہو گیا
لاکھ سوار و پیدل کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا رستم نے دیکھا کہ ہفت پیکر صف باندھے
بیٹھا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہی جلسہ ہوا ہی صدائین عیش و نشاط کی آرہی ہین شراب
پی رہا ہی قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو
خبر دی رستم نے بھی فوراً حکم دیا یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکر دن مین تیاریان
ہونے لگین مگر ہمراہیان ہفت پیکر بہت پریشان ہین کہ ایک دن وہ تھا کہ لشکر خداوند مین
ستر لاکھ فوج تھی اور مسلمان ساڑھے بائیس لاکھ تھے جب تو وہی غالب آئے ان سبکو
مسلمانون نے قتل کیا اب تو ہم کلہم لاکھ ہین وہ بائیس لاکھ ہین لاکھ کوشش کرینگے مگر
غالب نہ ہونگے رستم نے بلا کر سردارون کو حکم دیا کہ خبردار ساحر ہمارے ساتھ کوئی
نہ چلے سوار و پیدل ملا کر لاکھ آدمی سے زیادہ نہ ہون ہرکارون نے جا کر یہ خبر فرحت اثر
ہفت پیکر کو سُنائی یہ سُنکر ہفت پیکر نے جواب دیا کل طلسم کشا کو حال کھلیگا جسوقت
غراب صف شکن آکر پہونچیگا وہ میدان مین غریو کریگا تو طلسم کشا چھپتے پھرینگے
لاکھ مجھسے امان مانگین مین امان نہ دونگا اور پامال کرونگا اُسی کے بھروسے پر مین نے
طبل جنگی بجوایا ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت طائر زرین بال آفتاب
آشیانۂ شرق سے نکلا اور شاخ کہکشان پر آکر جلوہ فرما ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا
طائران صحرا یادمین اپنے معبود کی آشیانون سے نکلے اور شاخون پر آکے بیٹھے

ہر ایک طائر تسبیح خوانی اپنی اپنی زبانون مین کر رہا ہی یاد الٰہی مین مست ہی گلون نے
آب شبنم سے اپنا منھ دھویا اور غنچے چٹکنے لگے طائر چہکنے لگے نہرون کے آب روان کی
ہر ایک موج ہی کہ شمشیر بران حباب عجب خوشنما ہین چشم معشوق کا تماشا ہین کہ ہفت پیکر
سوار ہوا لاکھ فوج ساتھ جب پلٹ کر دیکھتا ہی وہی عظم و شان یاد آتا ہی اپنی قلیل
جمعیت پر گھبراتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو جتنے بندے گنہگار تھے اُن سب کو
بہشت مین بھیجدیا تم لوگ سب بے گناہ ہو کہ قدرت کے ہمراہ ہو تم سب کو قدرت آپنے
ساتھ ہفت کوہ پر لیجائینگے جو گنہگار تھے وہ سب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے
گئے آج خوب جمکر لڑو قاتل طلسم کشا کا آتا ہی خاص بندۂ قدرت ہی قدرت اُسکو طرۂ
پیغمبری دینگے یہ باتین کرتا ہوا میدان مین آیا کہ سامنے سے گرد بلند ہوئی دیکھا رستم
پیلتن لاکھ سوار و پیدل ساتھ دیوانہ شریر ہر دم در شلنگین لگاتا ہوا پانچ ہزار
دیوانے پشت پر جست و خیز کرتا ہوا ساتھ ساتھ طلسم کشا کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے
کہتا آتا ہے کہ ای آقاے سُرخ آج تو مین مقابلہ کرونگا رستم کہ رہے ہین کہ دیکھین آج
میدان مین کون آتا ہی اے رفیق و شفیق اپنا کچھ اختیار نہین اگر پکارنے والا تمکو
پکاریگا تو تم جانا دیوانہ رستم کو آنکھین دکھاتا ہے رستم قبضے پر ہاتھ ڈال کے ارشاد
فرماتے ہین گھوڑے سے اترو جب دست زبردست رستم قبضے پر پڑتا ہی تو دیوانہ
سرجھکا کر کہتا ہی کہ اے آقا چلیے چلیے ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی غصّہ آجائے رستم ہنس پڑتے
ہین ہفت پیکر نے رستم کو آتے ہوے دیکھا اس طور سے کہ کلاہ ہفت گوشہ
سر پر وزرہ ہفت جوشن زیب جسم و تیغۂ ہفت جوہر زیب کمر سپر پشت پر مانند
قرص قمر کمان کیانی زیب دوش اور ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ
پر لٹک رہا ہے کمان کیانی سے عجب زینت ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان
کا مقام برج قوس مین ہوا ہے تیر براے خطا کاران دل دوز کمان کیانی دشمن کی
رشک افروز اس کروفر سے میدان وغا مین آکر پہونچے سمک نے کہ لباس کہنہ پہنے
تھا رستم سے عرض کی کہ غلام کا لباس کہنہ ہی اگر حکم ہو تو لباس بدل آؤن رستم

نے رخصت دی سمک جست وخیز کرتا ہوا گیا لباس طلسمی زیب جسم کرکے آیا قنطورۂ
دریفتی و بیتا وہ سقرلاتی کمند ہائے ریشمی زیب بازو نیچہ حریف کش در دست خنجر
باآب وتاب زیب کمر جست وخیز کرتا ہوا آیا رکاب اپنے آقا کی تھام لی ہفت پیکر نے جو
رستم کو اس شان و شوکت سے دیکھا کانپ گیا کہا ہو یارو دیکھو آج رستم کس شان سے
میدان میں آئے ہیں عیار کو لباس طلسمی پہنا کر لائے ہیں جسقدر فوج ہمارے ساتھ ہو
اُسیقدر لوگ لائے ہیں کل فوج کو بڑاؤ پر چھوڑا ساحر کوئی ساتھ نہیں آیا یہ باتیں ادھر
ہو رہی تھیں کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے غراب صف شکن گینڈے
پر سوار ہاتھ میں اژدر نے بھینسے کی ران اُسکو چباتا ہوا باچھوں سے خون ٹپک رہا ہے دو
ساقی بیچے طفلان کمسن دو طرف سے شراب پلاتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز
بلند گاتے ہوے سامنے آئے **نظم**

مجھے اُسکے کوچے سے آنا تھا گیا	گر آنا تھا تو دل لگانا تھا گیا
لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر میں	یہ کیا ہو گیا میں نے جانا تھا گیا
اُسے دوستی جو نہ منظور نہ تھی	تو پھر اپنے گھر میں بلانا تھا گیا
مرے حال پر گر تھی چشم لطف	تو چھپ چھپ کے آنکھیں لڑانا تھا گیا
دکھانا نہ تھا پھر جو منہ چھپانا سا	تو اکبار صورت دکھانا تھا گیا
میں مرتا تھا خود جان سے میری جاں	ستائے ہوے کا ستانا تھا گیا
نشانی نہ دینی تھی مجھکو اگر	تو پھر نام مجھکو بتانا تھا گیا
کوئی دل کا ارمان نکلا تھا گیا	ابھی کوچ در پیش آنا تھا گیا
ولا کر دیا تو نے مغرور اُسے	غم عشق اُسکو جتانا تھا گیا
کسی پر جو عاشق نہیں رنگا تم	تو تبلاؤ آنسو بہانا تھا گیا

پشت پر تین لاکھ فوج یا دریا کی موج اس زور و شور سے غراب صف شکن آکے پہونچا
ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوند مقام تعجب ہو کہ قدرت پر یہ دن عیاں
ہو گئیں اور بندۂ خاص کو طلب نہ فرمایا ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ خاص ای طاعت گزار

با اخلاص قدرت کو یہ منظور تھا کہ زیر کوہ لستران تیرا نام ہو میدان مین جا کر طلسم کشا کو
ٹوک لے غراب نے کہا یا خداوندا مین جو عرض کرون وہ قبول ہو کہ میرا نام ہو اور
قدرت رحیم مشہور ہو جائین مین طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤن قدرت اُسکی خطا
معاف کرین مقدمے کو صاف کرین جسوقت طلسم کشا قدرت کے قدمون پر گرے
تو قدرت کو بھی لازم ہے کہ اُسپر نظر عنایت فرمائین ورنہ جو قدرت کہین وہ کرون
اگر قدرت کو خطا معاف کرنا نہ منظور ہو تو سر کھینچ لاؤن کیا مجال ہے کہ طلسم کشا آپکے
بندۂ خاص سے مقابلہ کر سکے جس طرح سے حکم دیجیے اُس طرح لاؤن ہفت پیکر
نے کہا ای بندۂ خاص تو طلسم کشا کو کیا سمجھا ہی بڑے بڑے پہلوان مقابلے
طلسم کشا مین آئے قدرت کے سامنے مارے گئے قدرت نے اپنی آنکھون سے
دیکھا کہ کسی کا زور طلسم کشا پر نہ چلا تو جو اسقدر بلبلاتا ہی آخر کیا اپنے دل مین سوچا
ہی وہ سامنے دیوانہ جو قریب رستم کے کھڑا ہی اُسکو کس زور و شور سے طلسم کشا
نے زیر کیا ہی جب شقایق دیوانہ آیا تو اُسکو بھی بڑا گھمنڈ تھا مگر جب اُس دیوانے
سے لڑا ایک دو چنگل اُسنے ایسے مارے کہ چیخ مار کر بھاگا اب دیکھو اُسی کا رفیق
ہی پہلو مین منل چاکر لال کمترین کھڑا ہے وہ زور و شور کہان گیا تو ای غراب مجھکو
بڑا تردد ہے کہ تم طلسم کشا پر کیونکر غالب ہو گے طلسم کشا کے بڑے زور و شور
مشہور ہین نوشیروان نامے مین ملا فیضی صاحب نے لکھا ہی کہ لندھور بن سعدان
کو زیر چہران کوہ رستم نے مع ہاتھی اُٹھا لیا اور سات قدم تک لیگئے کہ صاحبقران
فرماتے تھے ایسا زور کبھی مین نے نہین کیا سکندر ایسا بادشاہ مقابلے مین
اُترا ہوا تھا وہ بھی حیران ہو گیا اور ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بیشک یہ رستم ہی
صاحب شوکت و حشم ہی وہ دیکھو سامنے لندھور بھی کھڑے ہین مگر ای غراب
مین حیران ہون کہ صاحبقران کو مین تو نہین لایا کون چرا کے لے گیا ہی کہ آجتک اُنکا
نشان نہین ملتا عمرو ایسا عیار ہی کہ جسنے بشمشش کو مارا دریاے قلزم مین جاکر
دمامہ ایسی جادوگرنی کو چاہ الماس پر جاکر مارا تخت پر چڑھ کر امیر کو بچا لیا

وہ شخص تلاش کرتا پھرتا ہو اور کہین پتا نہین ملتا کیونکہ دریافت کرون کہ صاحبقران کو کون لیگیا اگر میرا قبضہ ہوتا تو مین حمزہ کو قتل کرتا کوئی تو داغ مسلمانون کو ایسا ہو بچے کہ مجھکو بھی اطمینان ہو جو اس لڑائی سے بیشتر لڑائی پڑی تھی اس زور و شور سے جنگ ہوئی ستر لاکھ فوج قدرت کے ساتھ تھی سب ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوئی اور چار دن اور چار رات جنگ مغلوبہ رہی آخر کو قدرت نے فرار پر قرار کیا لستران نے کیا کیا فکرین کین مگر کچھ نہوا آخر جاکر جان دی تو مجھے تمھارے مقدمہ مین بھی افسوس آتا ہو کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا تمپر غالب آئے کوئی آجتک فرزند حمزہ پر غالب نہین ہوا باپ نے بیٹون کو زیر کیا اور مشہور ہی کہ پشت اُنکی زمین سے نہین لگی لیکن ای غراب قدرت اقرار کرتے ہین کہ اگر تو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اور وہ طلسم سے ہاتھ اُٹھائیگا لوح اور تحفہ جات مجھکو دیدیگا تو مین اُسکی خطا معاف کردونگا تو اپنے ساتھ رکھنا یا لشکر کا اپنے بادشاہ کرنا تمام دنیا مین تیرا شہرہ ہوگا مگر مقابلہ سمجھکر کرنا کہ رستم سپاہ گری مین طاق جوانون مین شہرۂ آفاق ہو کسی فن مین کمی نہ کریگا دیر تک غراب ہفت پیکر سے باتین کرتا رہا ہفت پیکر نے جو حال جرأت رستم بیان کیا غراب کانپنے لگا جی مین کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہو قدرت ہی بچا ئینگے لیکن قدرت سے تقدیر تو کراؤن کہ دل مضبوط رہے یہ سوچکر کہا یا خداوندا اجازت میدان ہو تقدیر تو مضبوط کر دیجیے ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر مضبوط کی کہ طلسم کشا پر غالب آؤ گے رستم کو گرفتار کرلاؤ گے رستم کو اپنا رفیق بنانا ہمراہ لیکر بلبشہ بلاخیز مین جانا تمام دنیا مین تمھارا نام ہوگا کہ طلسم ہفت پیکر کو ہاتھ سے رستم کے بچالیا غرور کرتا ہوا غراب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سوائے طلسم کشا کے مین کسیکو نہین چاہتا اس طرف دیوانے نے چوبدست سنبھالی کہا آفتاب سُرخ مین جاتا ہون رستم نے کہا ہمارے قاعدے کے خلاف کرتے ہو ہمیشے تمکو اکثر سمجھایا لیکن حرکات دیوانگی نہین جاتے تم نہ جاؤ ہمکو پکارا ہی دیوانے نے چوبدست کو حرکت دیا رستم گھوڑے سے کود پڑے دیوانے نے چوبدست

ماردی رستم نے جو بدست ہمّام کرہاتھ سے دیوانے کے چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون دیوانہ چیخین مار کر رونے لگا کہا آقا ے نامدار معاف فرمایئے اگر زمین پر گرونگا تو ہڈیان ٹوٹ جائینگی بہت بُری طرح پیش آؤنگا رستم نے کہا ابھی دعویٰ باقی ہو دیوانے نے دانت نکالدیے کہا آقا تیرا غلام ہون مگر کسی وقت تجھکو غافل نہین پاتا ورنہ ابتک مارڈالتا رستم نے ہاتھ سے چھوڑ دیا دیوانہ قدمون پر گرا سب سردار قریب آگئے رستم کی تعریفین کرتے تھے رستم نے فرمایا ای برادران خدا سے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو اس مغرور پر غالب کرکے مین پھر آکر بخیر وعافیت تم سب صاحبون سے ملون مین بھی دیکھ رہا ہون کہ قالب انسان مین دیو سمایا ہوا ہی پروردگار حافظ ونگہبان ہو کہ اس ظالم پر غالب کریگا سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین سرداران صاحبقران بھی دعائین دیتے تھے مگر غراب نے جو مقدمہ دیوانہ دیکھا ہوش اُڑگئے کہ ایسے دیوانے پر غالب ہونا اسی شیر دلیر کا کام ہی اسکے قریب جو کوئی سردار تھا اُسنے کہا اے غراب دن بھر مین چار چار مرتبہ دیوانہ بگڑ جاتا ہی اور یہی حرکت کرتا ہی رستم اُسے اُٹھا لیتے ہین اور پھر چھوڑ دیتے ہین اکثر سردارون نے عرض کی کہ رستم بہادر بے نظیر ہی صاحب جاہ و توقیر ہو ایسے دشمن کو زیر کرنا اور پھر زندہ چھوڑنا اُنھین کا کام ہو رستم نے مرکب جھکایا سامنے غراب کے پہونچے غراب نے جو جاہ و جلال اور حُسن وجمال رستم دیکھا دنگ ہوگیا جھک کر سلام کیا رستم نے جواب دیا غراب نے کہا کیون اے شہریار یہ دیوانہ آپ کے ساتھ بے ادبیان کرتا ہے اور آپ اسے زندہ چھوڑ دیتے ہین رستم نے کہا ای غراب یہ صرف ایک مذاق کے واسطے ہو کبھی کبھی دل لگی رہتی ہے اسنے تمام جسم میرا نوچ ڈالا تھا مگر صبر کیا دلیر جبر کیا اُسی حال مین اسکو زیر کیا اور اُسی دن سے رفاقت مین ہو جب آتش دیوانگی جوش مین آتی ہے بگڑ جاتا ہے مگر سزا پاتا ہو ختین کرنا اسکا مجھکو پسند آتا ہے غراب نے کہا اے شہریار آپ ہی کا کام ہو ایسے شخص کو گرفتار کرنا اور پھر چھوڑ دینا جب ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم باتون مین معروف

ہین تو اُسنے سحر کیا صحرا سے ایک صدائے خوش آہنگ آئی کہ کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے۔

نظم

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے / جسطرف کو مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے / تو ہر اک گل مین برنگ بو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر مین کروٹین لیتا رہا / اُسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

یاد مین سلک دروندان کی جب رونے لگا / گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

بیشتر مضمون میان یار کے بندھتے رہے / سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک اک نور کی شے تھی فقط / نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا حیران فروغ حسن نے / صاف آئینے سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کونسا آئینہ رو منھ دھو گیا ہے آنکر / چشم حیران ہر حباب جُو نظر آیا مجھے

اُسکو کھسیانا کرونگا اُسکی گالی کھاؤنگا / خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھیں ہین جو مین ناآشنائے روئے غیر / آنکھ کھولی جیسے مین نے تو نظر آیا مجھے

کی بسر کس لطف سے فصل زمستان اُنکی ساتھ / گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

سو گیا سر رکھ کے بازو پر ترے جو خواب مین / بالش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے

بھر گیا آنکھون تلے اک رندہ وہ شوخی مزاج / کوئی رم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے

رستم تو صدائے اشعار پر متوجہ ہوئے غراب نے جو رستم کو غافل دیکھا نیزہ شانے پر ماردیا سنان نیزہ شانے مین در آئی رستم کو بہت ناگوار معلوم ہوا ایلٹ کر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ او مغرور یہ کیا حرکت تھی ہمارا منھ پھیرنا غضب ہوگیا غفلت مین نیزہ مارا مردان عالم ایسا کرتے ہین کلمات سخت جو رستم نے کہے اور نیزہ بھی ٹوٹا اُسنے جھلا کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا رستم نے غصے مین اوجھڑ سپر کی ماردی تلوار غراب کی ٹوٹی رستم نے قبضہ ماردیا گینڈے کا سر پھٹا غراب زمین پر گرا ہاتھ مین اسکے صرف قبضہ تلوار کا ہو پھل سے یہ پھل ملا کہ ٹوٹ کر زمین پر گرا جب غراب گینڈے سے گرا رستم نے سائے مین تلوار کے غراب کو لیا

چاہا کہ ہاتھ ماروں کہ سر اسکا اُڑ جائے جان تو بہت عزیز چیز ہی غراب نے دانت نکال کر دونوں ہاتھ اُٹھا دیے مگر چہرہ اُداس عالم یاس گھبراکر ہاتھ جو اُٹھائے فوراً رستم کو رحم آگیا دل مین خیال آیا کہ یہ بہادر عاجز ہو رہا ہی اس حال مین اسکو کیا مارون جب یہ خود حملہ کریگا تب اسکو مارینگے رستم نے فرمایا اپنے مقام سے اُٹھ اور تلوار لا گینڈے پر سوار ہو اسقدر عاجز کیون ہوتا ہی ارے تو اپنی بدنصیبی پر روتا ہی جیسے ہی رستم نے ہاتھ روکا اور اُٹھنے کو کہا غراب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی تھی کہ مین نے آپ کو غافل پاکر نیزہ مارا اسکی سزا مجھکو ملی رستم نے کہا ای غراب ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ بہادر کو عاجز کر کے قتل کرین جب برابر سے حملہ کروگے اُسوقت اختیار ہی یہ سُنکر غراب اپنے مقام سے اُٹھا اور قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا لاکھ جان میری حضور کے قدمون پر نثار ہی ایسا رحیم آقاے نامدار کسکو ملتا ہے رستم نے سرچھاتی سے لگایا غراب رونے لگا رستم نے اپنے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا اے غراب بخدا ہمکو تجھ سے ملال نہین اُسوقت تم ہمارے حریف تھے جسطرح چاہا زخمی کیا اسکا ملال نہین کرتے جسوقت تک حریف رہے دشمن تھے اب دوست ہوے اب کچھ خلاف نہ سرزد ہو سردارون مین بہ عیش و راحت رہو غراب ان باتون پر گرویدہ پھرتا ہی کہتا کہ ای آقاے نامدار اگر یہ اوصاف آپ مین نہ ہوتے تو ہفت پیکر ایسا شخص کیون عاجز ہوتا جرأت و شوکت اسکا نام ہی کہ اول ہفت کوہ فتح کیے کہ ہفت پیکر وہان سے بھاگا طلسم مین آیا وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا تحفہ جات حاصل کیے لوح طلسمی پائی منسوبات فتح کر لیے مرحلے شکست کیے وہ بھاگ کے کوہ لنسترن پر آیا لنسترن ایسی جادوگرنی کو مارا اب غلام گردن پکڑ کر اس بیحیا کو لا تیگا لاکر حضور کے قدمون پر گرائیگا اگر مسلمان ہو تو بہتر ہے ورنہ قتل کیجیے رستم بخوشی غراب کو لیکر پلٹے ہفت پیکر بہ نگاہ یاس دیکھا کیا رستم لیکر غراب کو بارگاہ مین آئے سب سردارون مین ملکر غراب بیٹھا رستم نے سمک کو اشارہ کیا

سمک بلیدا قی چنگ مرصعی لیکر بیچ محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

رکھ نظر اُسکی عطا پر تو خطا سے پہلے
خوف کو دخل نہ ہو دل مین رجا سے پہلے

نیست نابود ہوا ہون مین فنا سے پہلے
مرچکا ای ملک الموت قضا سے پہلے

سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے
مین نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یون نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو کبھی
بچکے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے

کون کہتا تھا بھلا قد کو ترے سرو روان
کسنے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل مین کب
تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے

کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہی
پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف
اُڑکے آئیگا سگ یار ہما سے پہلے

تھی نہ پامالی عشاق تمھین مد نظر
راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے

مرض عشق مین کی بعد مسیحا سے رجوع
رکھ لیا لکھ کے کفن خاک شفا سے پہلے

تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوے ہو ہمدرد
دل نہ دکھتا کبھی عاشق کی صدا سے پہلے

قصد کرتا ہی عبث اب مری پامالی کا
پس چکا ہون ترے ہاتھو یہ حنا سے پہلے

وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی کے
لطف اُٹھتے جو تری شرم و حیا سے پہلے

کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب ای شوق
مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے

میرزا یا نہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام
یون اُلجھتے تھے نہ دامان قبا سے پہلے

مثل ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا
عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے

دیکھکر زار و زبون چھوڑ نہ مجھکو سگ یار
لطف ان ہڈیون کا پوچھ ہما سے پہلے

تنقیہ خون کا مقدم ہی جنون مین ای رند
فصد اگر لو تو مناسب ہی دوا سے پہلے

وقت شب ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غراب نے جو دو چار جام شراب پیے نشے مین بل کر کے اپنے مقام سے اُٹھا رستم نے پوچھا غراب کہان چلے غراب نے کہا غلام کو وہی خیال ہی مین یہ سمجھا تھا کہ شاید میرے مسلمان ہونے سے ہفت پیکر کو خوف پیدا ہوگا اور خدمت مین آکر حاضر ہوگا لیکن مجھکو عرصہ گذرا حاضر خدمت ہوے مگر وہ

بیچا نہ حاضر ہوا مین جاکر اُسکو ابھی لاتا ہون چارسو سردار اب بھی موجود ہین مگر میرے مقدمے مین کوئی دخل نہ دے سکیگا رستم نے کہا غراب ایسا ارادہ نکرو ایسا نہ ہو کہ تمکو پچاس سے تو مجھکو بڑا رنج و الم ہوگا ہفت پیکر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے وہ کیا کسی سے دبے گا میرے پاس تحفہ جات موجود ہین لوح طلسمی گلے مین شمس نے بھی کہا ای غراب آقاے نامدار صحیح ارشاد فرماتے ہین بیشک تمکو رنج ہوئیگا اُسکا غرور ابھی تک کم نہین ہوا غراب نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنی جان دونگا مجھکو جانے دیجیے رستم نے ہر چند سمجھایا مگر غراب نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا جھومتا ہوا باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا اس طرف ہفت پیکر بعد کر و فر تخت پر بیٹھا ہے چارسو افسر گرد ہین یہی ذکر ہو رہا ہے افسر کہتے ہین یا خداوند اب کیا ہوگا ہفت پیکر نشے مین شراب کے بیٹھا ہے کہتا ہے یارو صرف مجھکو طلسم کشا کا ڈر ہے باقی سب کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اکیلے طلسم کشا عملداری کرین مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون کسی ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا میان شمس فلک ہفت پیکر بہت بلبلاتے ہین ایک سحر ایسا پیوند زمین کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا طلسم کشا پر اگر سحر تاثیر نہ کریگا تو ناچار ہون وہ اکیلے رہ جائینگے پھر اکیلے اتنے بڑے ملک پر کیا عملداری کر سکتے ہین چارسو ملک قدرت سے چھوٹے سب جگہ سے خراج بخیر و عافیت آتا تھا وہ سب ملک قبضۂ مسلمانان مین آئے اِن سب کا انتظام اکیلا کوئی شخص کیونکر کرسکتا ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بجاے دعا بد دعا دی قدرت کی عمر کوتاہ ہو حال تباہ ہو غراب جھومتا ہوا آتا ہے لشکر مین جو آیا افسرون سے کہنے لگا کہ تم سب ہمارے ملازم تھے کیون خدمت مین حاضر ہوے ہمنے تمکو نوکری سے چھڑا دیا اب ہمین منھ نہ دکھانا افسر لوگ جواب دیتے ہین کہ قدرت سے فیصلہ کیجیے اگر قدرت طلسم کشا سے فیصلہ کرینگے ہم لوگ سب حاضر ہونگے جبتک قدرت سے فیصلہ نہ ہوگا ہم لوگ اطاعت نہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا آتا ہے آنے دو اُسکی قضا لیکر آتی ہے ہاتھ جمکا دونگا برق قہر و غضب کرے گی

دو ٹکڑے ہو جائینگے افسران فوج کہ رہے ہین قدرت سے کیا کلام کریگا اگر سختی کریگا
پچھتائیگا ہم لوگ سب حاضر خدمت ہین ایسا جواب پائیگا کہ بہت شرمائیگا یہ نوکر تھا کہ پردہ
بارگاہ کا اُٹھا مع گینڈے غراب اندر آیا درگہ سالار نے بڑھکر روکا اور کہا ای غراب
یہ دربار خداوندی ہی پیدل ہوکے جاؤ غراب نے قبضہ مارا کہ درگہ سالار کا سر
پھٹ گیا مع گینڈے غراب اندر آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے کہا او بے ادب سجدہ
بھی نہین کرتا ایسا مغرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا غراب نے کہا او مکار
بہت مدت تک خدائی کر چکا اب تائب ہو ایسا نہو کہ غضب خدا مین مبتلا ہو شیطان
ترا رہزن ہی گرفتار دام رنج و محن ہی لیکن اب بھی خیر ہی میرے ساتھ چل خطا معاف
کرادونگا قدم کو طلسم کشا کے بوسہ دے خطاہاے گذشتہ پر نادم ہو ہفت پیکر
نے جواب دیا ای غراب بیٹھ جاؤ اسقدر نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ قدرت کو غصہ آجائے
تمھارے قتل پر اب بھی قادر ہون چار سو سردار میرے بیٹھے ہین یہی بندگان خاص ہین
غراب نے کہا ان سب پر لعنت کرتا ہون یہ اجل گرفتہ تیرے ساتھ رہے تیرے ہی ساتھ
جہنم مین جائینگے ہفت پیکر نے چاہا تھا کہ اسکو بٹھاؤن شراب مین بیہوشی دیکر قید کرون
مگر غراب محبت رستم مین چور ہو رہا ہے چاہا کہ کان پکڑلون ہفت پیکر نے اشارہ کیا
سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جسنے چاہا کہ غراب کو گرفتار کرلین غراب نے قبضہ
مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا کسی کو پکہ دیدیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر گرا دو چار سرداروں کو
مارا اب تلوار کھینچکر طرف ہفت پیکر کے چلا کہ سر کاٹ لون ہفت پیکر قہقہہ مارکر ہنسا
کہا اے غراب تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور گر کر بیہوش ہوجا غراب نے
فوراً تلوار پھینکدی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا ہفت پیکر نے کہا کہ آہن گرون کو
بلاؤ اسکو مسلسل کرو مین اسکو سزاے معقول دونگا سر بازار قتل کرونگا آہن گر
حاضر ہوے غراب کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق پہنایا
کہا ہوشیار کرو لوگون نے کہا حضور ہی ہوشیار کرین ہفت پیکر نے کہا او غراب

اُٹھ اپنا حال زار دیکھ کہ اب کس حال مین ہے قدرت سے بے ادبی کرتا تھا قدرت
کی کرامت دیکھی جو قدرت نے کہا وہی ہوا غراب بل کرتا ہوا اُٹھا خانۂ زنجیر مین غل
ہوا اپنے کو جو غراب نے مسلسل و مطوق پایا کہا او بے حیا خدا میرے آقا کو سلامت
رکھے تو میرا کیا کرلیگا فوراً خبر سُنکر آئینگے اتنے مین صبح ہوگئی قیدی زندان معنبر بہ
زنجیر ہاے شعاع مین جکڑا ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی مین آیا ہفت پیکر اپنے
مقام سے جھلاتا ہوا اُٹھا کہا اسکو باہر لے چلو میدان خونی کی تیاری ہوئین ابھی
اسکو قتل کرتا ہون یا تو میری مدد کو آیا تھا اشریک طلسم کشا ہوگیا دیکھنے والے دیکھین
اور عبرت کرین سر اسکا سامنے طلسم کشا کے بھیجونگا کہ طلسم کشا کو بھی خوف ہو کہ ایکدن
میرے لیے بھی یہی معاملہ درپیش ہے طلسم کشا کو پس و پیش ہو ملازمان ہفت پیکر باہر
نکلے داربن استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +
کسی جانب سردار کھڑے ہوے کہ رہے ہین غراب نے بڑی بے ادبی کی اب سزا
ملیگی لاشہ پھینکدیا جائیگا غسل و کفن بھی نہ پائیگا کہ ہفت پیکر باہر نکلا جار لاکھ جوان
تیار ہوگئے کمیدان رسالدار حاضر ہوگئے مگر سمک ملیداقی کہ عقب مین غراب کے
آیا تھا یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا خدمت رستم مین آیا دربار مین رستم اور سب سردار
جمع ہین شمس بھی سامنے حاضر ہی کہ سمک گھبرایا ہوا آیا کہا کہ شہریار غراب جاکر
قید ہوا ہفت پیکر نے سحر کیا میدان خونی تیار ہی قتل کا اُسکے سامان ہو رہا ہے
ہفت پیکر بگڑا کھڑا ہی حکم دیا چاہتا ہی یہ سُنکر رستم اپنے مقام سے اُٹھے لشکر کو
حکم دیا خود باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین لشکر
مین قرنا ہونے لگی کل لشکر تیار ہوا رستم بعد کروفر چلے یہان ہفت پیکر نے
جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے آکر کوٹلے کا خط گردن پر کھینچا اُسوقت غراب کی بیقراری
دست دعا طرف خالق کونین کے اُٹھا دیے پکارا اے خالق کارساز و اے بے نیاز
اس مصیبت سے نجات دے تیری کیا تعریف کرون نظم

خدا است مظہر انوار و فالق الاصباح
خدا است کاشف استار و فاتح و فتاح

بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد
برائے مصلحت بندگان کند اصلاح

بشرق و غرب جہان کرد مہر و مہ روشن
برائے روز یکے بہر شب دگر مصباح

بخواہ ہرچہ طلب داری از خدائے کریم
بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح

گہ از وجود دہد جلوہ حضرت موجود
گہ از حجاب دل و جان پردۂ ارواح

نجات کشتی نوح از بلائے طوفان یافت
دران جہاز چو گردید خود خدا ملاح

صلاح عالم ایجاد ہست زان مصلح
فلاح کشتِ جہان است صرف زان فلاح

بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم
خدا است مرہم داغ جگر خدا جراح

خدا بدیدۂ بے نور نور می بخشد
بشاہراہ ہدایت خدا نہد مصباح

خدا کند شکر از چوب نیشکر پیدا
ز سنگ ذائقۂ شور لذت املاح

بہ اختیار کند کار حضرتِ ممتاز
بغیر مشورت و انتظار و استعلاح

خدا است حاکم و محکوم آسمان و زمین
خدا است حامد و محمود و بندگان مداح

بصفحۂ دفتر ایجاد شد رقم آخر
ہر آنچہ خامۂ قدرت نوشت بر الواح

بخور بخش بدہ گنج سیم و زر ہندی
چو داد مالک مخزن بدست تو مفتاح

غواب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی باب اجابت وا ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا سامنے سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی کہ روئے آفتاب کو چھپا دیا نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن کشندۂ قوپیل ہندی و دو پیل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + گیتی علمشاہ جو رستم لقب + دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + سرداران نامی کا بھی نعرہ ہوا مثل لندھور و مالک و بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ نعرے کرتے گئے ایک طرف سے ساحروں کا نعرہ ہوا شمس سحر کرکے لڑنے لگا ساحروں نے جو سحر کیے رستم لڑتے بھڑتے سامنے ہفت پیکر کے پہونچے

ہفت پیکر نے چاہا پیچھے ہٹوں ساحرون نے سحر کیا کہ ہفت پیکر نہ ہٹ سکا ہر طرف سے
دیوار آہن نے ہفت پیکر کو گھیرا ناچار ہو کر سامنے رستم کے آیا مگر خونخوار تیغہ خون آلود
ہاتھ مین للکار کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہر چند ہفت پیکر بڑبڑایا سر ہلایا آنکھین چمکائین
انگلیان مٹکائین ناچا اُچھلا کودا نختر کا بیٹھا اُٹھا کچھ اشیاے سحر بھی پھینکے
شعلۂ آتش چمکے مگر سحر نے رستم پر کچھ تاثیر نہ کی رستم نے اُنچھاوے سے ہاتھ
نکالا نعرہ تکبیر کر کے ہفت پیکر پر جا پڑے ہفت پیکر نے اشارہ کیا کئی سپر آہنی
سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغہ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپرون کے ٹکڑے
اُڑ گئے سپرون کو کاٹ کر تلوار جو گری یا تو قبضہ سپر پر چمکی تھی یا زمین مین تلوار نے
آکر بوسہ دیا مرنا ہفت پیکر کا کہ ایک نعرہ بلند ہوا ارے ہفت پیکر مارا گیا خدائی
طلسم ہفت پیکر کی مٹی آندھی سیاہ چلنے لگی قیامت برپا ہوئی سیکڑون عمارتین
گرنے لگین تالاب کھول کر خشک ہونے لگے نہرون مین خاک اُڑنے لگی چہار طرف
آگ لگ گئی صدہا طائر سر پیٹتے تھے اور بآواز بلند شور مچاتے تھے کہ ای طلسم کشا
تونے غضب کیا کہ قدرت کو مارا طلسم ہفت پیکر کو ویران کر دیا اب جا بجا مسلمانون
کی عملداری ہو گی کوئی نام ہفت پیکر نہ لیگا بڑا شیطان مارا گیا تمام فوج والے اور
جملہ سردار مرنے سے ہفت پیکر کے کانپ گئے چادرین ہلانے لگے ہر طرف سے
آواز الامان بلند ہوئی اپنے اپنے سرون کو ٹکراتے تھے اُس تاریکی مین ایک کو ایک
نہ سوجھتا تھا لاشہ ہفت پیکر اُسی آگ مین جل کے خاک ہو گیا بعد عرصہ دراز کے
روشنی ہوئی شمس فلک ہفت پیکر نے سب کو لا کر قدمون پر رستم کے گرایا
رستم نے سب کی خطا معاف کی امیدوار پرورش کیا سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر
مسلمان کیا سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے انتظام طلسم کا کرنا شروع کیا
شمس فلک ہفت پیکر کو کل طلسم کی سلطنت کا خلعت دیا اور باہی سحر وغیرہ کو
شمس کے ہمراہ کیا جو بادشاہ خراج گذاری مین حاضر ہو رہے ہین اُنکے ملک اُنکو بحال رکھے

ہین اور جست بغاوت کی اور نہ حاضر ہوا اُسکا ملک ضبط ہوگیا غیر ساحرون کا بادشاہ
آفاق تاجدار کو کیا سب تاجدار ساتھ ہوے رستم بیٹھے ہوے انتظام کر رہے ہین کہ
رونے کی آواز کان مین آئی حیران ہوکر فرمایا کہ کون روتا ہو دیکھا کہ خواجہ دامن منھ پر
رکھے روتے ہین پوچھا کیون عمر نامدار خیر تو ہو عمرو نے کہا اے رستم سب انتظام
خاک مین ملا آقاے نامدار کا بالکل پتا نہین ملتا اگر علاقہ ہفت پیکر مین ہوتے سب
تاجدار و ساحران نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہین ضرور حال کھلتا جبکہ تبضے مین
صاحبقران ہوتے یہ خوشامد لیکر آتا ایسا امر نہ تھا کہ حال نہ کھلتا رستم نے کہا جو مجھسے
فرمائیے وہ فکر کرون عمرو بولے کہا خواجہ زادون کو بلائیے اُنسے پوچھیے علاوہ ازین
طلسم خیال سکندری کے فتاح کو دریافت کیجیے رستم نے حکم کیا کہ خواجہ زادون
کو بلاؤ اے عمر نامدار ہر چند کہ آپ بخوبی آگاہ ہین کہ ہفت پیکر کے قبل مین ہین نے
بڑے بڑے صدمے اُٹھائے چار روز تلوار چلی تب ہفت پیکر مارا گیا لیکن اگر
اسوقت مجھکو معلوم ہو کہ قبلہ و کعبہ قلعہ آہن مین ہین تو اُدھر جانے کا قصد کرون اور
جان اپنی لگا دون مگر قبلہ و کعبہ کو چھڑا دون خدا کرے کہ فتاحی طلسم میرے نام بھی
نکلے جملہ سرداران صاحبقران موجود ہین سب نے عرض کی غلام صاحبقران کے
جمع ہین کیا کسی بات مین عاجز ہین اگر لشکر دارا سامنے ہو تو اُسمین گھس جائین اور
اپنے آقا کو لائین غرض رستم نے خواجہ زادون کو بلایا اُنسے پوچھا کہ دیکھیے صاحبقران
کو کون لیگیا خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز کے سر
اُٹھایا دوازدہ بروج و ہفت کواکب زیر نگاہ تھے دست بستہ عرض کی اے شہریار
فرستادہ بقراط ثانی ملکہ آتشبار جادو صاحبقران کو لیگئی اور باغ
ہنگام نیلوفری مین کہ وسط طلسم مین ہے قید کیا ہے جبتک کوئی وہان نجائیگا
رہائی صاحبقران ناممکن ہے رستم نے کہا فتاح اُس طلسم کا کون ہے خواجہ زادون
نے بعد غور کہا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُس طلسم کے فتاح ہین مگر طلسم
وسیع ہے نور الدہر اُٹھے کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہے بادشاہ نے خلعت رخصت دیا

بدیع الزمان بھی باہر نکلے اور سردارون کو ساتھ لیکر بہ تلاش طلسم خیال سکندری چلے
امیہ ایسا عیار ساتھ ہی بعد جانے شاہزادہ بدیع الزمان کے قاسم عالیشان بھی
چلے عیار سے اپنے فرماتے ہوے کہ خواجہ زادون کے مزاج مین خوشامد ہے کشتی گیر زادہ
کا نام لے دیا ہم چلکر ضرور دادا جان کو چھڑا ئینگے بعد جانے ان تینون صاحبون کے
ایرج نوجوان کو اسقدر غصہ آیا کہ طیش مین کانپنے لگے یہ کہکے اُٹھے کہ سبحان اللہ
کشتی گیر زادہ جائے اور مین رُک جاؤن جاکر طلسم مین کھل بلی ڈالدون اور اپنے
کو تا بہ باغ نیلوفری پہونچاؤن اب تو ہر سردار کو خیال ہوا جملہ سردار فرداً فرداً گئے
اگر ایک ایک کا ذکر کرون تو عبارت کو طول ہو ناظر وسامع ملول ہو یہ ہمیشہ حقیر کو
خیال رہتا ہے کہ عبارت کا بڑھانا اچھا نہین الغرض بعد ان سب صاحبون کے رستم
نے بادشاہ سے اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جب رستم بھی روانہ ہوے
بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیا مین ہی سب مین نامرد ہون کہ بیٹھا رہون بادشاہ بھی
تاجدارون کو لیکر چلے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سب سردار فرداً فرداً روانہ ہو گئے
یا ہمہ عیاری ذات پر آراستہ کیے تلاش مین صاحبقران کی چلے اگر انشاء اللہ
محل تحریر طلسم خیال سکندری آیا تو ان سب کے حال تحریر کرونگا شکر کرتا ہون
پروردگار کا کہ بخیر وعافیت طلسم ہفت پیکر تمام ہوا الیقین ہے کہ جب ناظرین
تینون جلدین ملاحظہ فرمائینگے تو حظ وافر اُٹھائینگے عجب عجب داستانین ہین ملاحظہ پر
موقوف ہین

تاریخ در صنعت توشیح اگر یک یک حرف از سر ہر مصرعہ بگیرند ۱۳۱۶ھ
ظاہر شوند تصنیف حقیر منشی احمد حسین قمر مصنف طلسم ہذا نظم تاریخ

قمر شکر خلاق رب انام	ہوا تیسری جلد کا اختتام
خدا نے یہ بخشا ہے مجکو شرف	کہ شہرہ کتابون کا ہے ہر طرف
شراب مضامین سے اُلفت ہوئی	کہ شہرون مین ہر جا یہ شہرت ہوئی

ہوئی نظم تاریخ کی جستجو کہیں ناظرین جلالت فزا کرون جستجو نظم تاریخ کی طرب خیز مضمون لکھے جابجا	کہ آگاہ ہون ناظرین کو بکو تمر آفرین مرحبا مرحبا صفائی مضمون کی کوشش رہی زہے رنگ تحریر عشرت فزا

تقریظ من نتائج افکار خاکسار حقیر پر تقصیر منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل خلف الصدق حضرت مصنف

بعد حمد خدا و نعت اشرف انبیا و منقبت علی مرتضی کرار غیر فرار دست بردست حضرت احمد مختار در زمرۂ اثر و در غیر مبتیۂ داور و درود نامحدود بر اولاد طاہرہ رسول مختار کے حقیر عرض کرتا ہی کہ سبحان اللہ قبلہ و کعبہ کی کیا تعریف کرون کہان سے ایسی زبان لاؤن میرے قبلہ و کعبہ بین بعد تحریر طلسم ہوشربا قلم اُٹھانا دشوار تھا مگر زہے جودت و خہے لیاقت کہ طلسم نور افشان تین جلدون مین تحریر فرمایا ہے۔ اُسکے دو جلدین کہ جنکا نام بقیۂ ہوشربا ہی اس شرح وبسط سے لکھین کہ ناظرین آگاہ ہونگے جلد آخرین جودت طبیعت دکھائی کہ نثر میلاد اشرف انبیا یکہ تاز عرصۂ سبحان الذی اسریٰ و ملقب بالقاب صاحب قاب قوسین او ادنیٰ تحریر فرمائی کہ ملاحظہ ناظرین سے گذری ہوگی اب ان تین جلدون مین کہ موسوم بہ طلسم ہفت پیکر ہین کیسا زور طبیعت دکھایا گیا کیا ٹکڑے تصنیف فرمائے ہین کہ بروقت ملاحظہ ناظرین کو وجد ہوگا اور اسی طلسم میں جوڑ خیال سکندری کا لگا دیا ہی اگر انشاء اللہ اُسکی نوبت تحریر آئی تو ناظرین والا مقام لطف ملاحظہ فرمائینگے اُس طلسم خیال سکندری مین اول حال تاریخی واقعۂ سکندر ہوگا پھر مقابلہ دارا سے اور جانا سکندر کا سمت بردۂ ظلمات و دیگر حالات متعلقہ داستان ہنا شاہزادہ نور الدہر کی طلسم کشائی و جملہ سرداروں کی جرأتین عیارون کی عیاریان خواجہ کی رسائی تا بہ باغ نیاوفری کہ مقام قید صاحبقران ہی ناظرین وجد فرمائینگے

ہوشربا کے بڑے اوصاف ہو رہے ہین یقین ہی کہ اسکو بھی طاق نسیان پر رکھین گے ناظرین کو واضح رہے کہ طلسم خیال سکندری بھی تین جلدون پر منقسم ہو گیا حالات تیزی طبع اقدس قبلہ وکعبہ تحریر کردن ایک ادنا سی بات ناظرین بلاحظہ فرمائین کہ از ہوشربا تا بہ ہفت پیکر گیارہ جلدین تصنیف کین ہر ایک داستان کے مقام پر نئے ساقی نامے نئے اشعار داستانین نئی ہر ایک جلد مین تحریر فرمائین نام سب کا ساقی نامہ ہے مگر مضامین سب کے جدا رنگ ڈھنگ نیا۔ اب ڈرتا ہون کہ صاحبان عیب بین سے کوئی صاحب نکتہ چینی کو کام نہ فرمائین ایک یہ فخر ہی کیا کم ہی کہ گیارہ جلدین مقبول خاص و عام ہین اور ایک جلد کو ایک جلد سے میل نہین سبحان اللہ کیا بیان ہو کیا پاکیزہ زبان ہی تقریظ کو ختم کرتا ہون بخدمت ناظرین عرض ہی کہ بروقت ملاحظہ اگر کوئی عیب پائین تو براہ جلالت چھپائین افشائے راز نہ فرمائین زیادہ والسلام مع الاکرام بس ہزاران ہزار شکر بدرگاہ قادر مختار کہ یہ آخری جلد سوم طلسم ہفت پیکر کی مطبع نامی و گرامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بصرف عالی ہمتی آقائے نامدار رئیس با وقار جناب رائے بہادر منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ وزاد اجلالہ مالک مطبع موصوف بماہ اگست ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رمضان ۱۳۳۱ھ بار دوم طبع ہو کر رونق بزم قدردانان ہوئی۔

نام کتاب	قیمت
۲۳- لعل نامہ جلد دوم دفتر ششم	عہ؍ ب ۱۲؍
۲۴- دفتر آفتاب شجاعت جلد اول۔	للعہ؍ ب
۲۵- ؍؍ جلد دوم ؍؍	للعہ؍ ب ۸؍
۲۶- ؍؍ جلد سوم ؍؍	للعہ؍ ب ۸؍
۲۷- ؍؍ جلد چہارم ؍؍	للعہ؍ ب ۸؍
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول از منشی احمد حسین صاحب قمر۔	سے؍ ب
؍؍ جلد دوم ؍؍	سے؍ ب ۸؍
؍؍ جلد سوم ؍؍	للعہ؍ ب
ایضاً کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	لعہ؍ ب
طلسم ہفت پیکر۔ مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر۔ جلد اول۔	عہ؍ ب
؍؍ جلد دوم۔ ؍؍	عہ؍ ب ۱۲؍
؍؍ جلد سوم ؍؍	سے؍ ب
طلسم خیال سکندری۔ جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر۔	عہ؍ ب
ایضاً جلد دوم۔ ؍؍	عہ؍ ۸؍
ایضاً جلد سوم ؍؍	عہ؍ ب ۲؍
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول	عہ؍ ب ۸؍
ایضاً جلد دوم۔	عہ؍ ۸؍
ایضاً جلد سوم۔	عہ؍ ب
طلسم زعفران زار۔ جدید التصنیف	

نام کتاب	قیمت
وجدید الطبع دو جلد مین بحسب تفصیل ذیل۔	سے؍ ب ۱۲؍
طلسم زعفران زار جلد اول۔ ؍؍	عہ؍ ۱۲؍
ایضاً جلد دوم۔ ؍؍	عہ؍ ۸؍
ترجمۂ داستان امیر حمزہ باتصویر۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی۔	۹۶ عہ؍ ۲
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو کے چلن	

نام کتاب	قیمت
کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین لیکن اُردو مین دو دو جلد کا ترجمہ ایک ایک جلد مین یکجا ہی لہذا اُردو کی نو جلدین بتفصیل ذیل ہین	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
۲ جلد روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ ب
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سے ب ہر
۴۔ جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	عہ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	لے ر پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ ر پ
۷۔ جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر ب
۸۔ جلد شرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ر پ
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	سے ب ہر ر پ
الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہی اسکا	

نام کتاب	قیمت
ترجمہ اُردو مین بجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد کاغذ سفید و حنائی۔	عہ ب
فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر عبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۶ ر ب
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ ر ب
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خانصاحب مطبوعہ ۱۸۹۶ء کاغذ سفید۔	[illegible]
قصہ سندباد جہازی ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔	۲ ر ب
کامروپ کا جادو۔ اُردو کاغذ سفید	۲ ر ب
جادۂ تسخیر۔ قصہ عجیب از نواب محمد حمید علیخان	ہر ب
فسانہ عجائب متوسط قلم باتصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۶ ر
ایضاً۔ بلاتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	سعہ ر
سروش سخن۔ باتصویر جواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ ر ۳ ۹
ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔	ہر ۳ ۹